آسان ترجمہ و تفسیر
فوائد القرآن
برصغیر کے اکابر مفسرین کرام کی مستند تفاسیر سے عام فہم تفسیری فوائد
ہر سورت کا تعارف، ہر رکوع کا خلاصہ اور آیات کا شان نزول
تاریخ اسلام سے قرآن کی عظمت اور عشق پیدا کرنیوالے واقعات
امام غزالی، امام یافعی اور حکیم الامت تھانوی رحمہم اللہ کے نقل فرمودہ
قرآنی اعمال، خواص اور فوائد و عملیات سے مزین جدید تفسیر
جو پہلی مرتبہ عصر حاضر کے تقاضوں کیمطابق مرتب کی گئی ہے
ترتیب و کاوش
حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ
ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
061-4540513-4519240

اضافہ مفیدہ

سورۂ فاتحہ

سورۃ فاتحہ کے خواص

سورۂ فاتحہ ایک سو گیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلد رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔

سورۂ فاتحہ: درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

اپنے رومال وغیرہ کے کونے پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۃ التین اور قل یایھا الکافرون ہر سورۂ تین تین بار اور سورۂ طارق ایک بار اور سورۃ الضحیٰ تین بار پڑھ کر اس میں گرہ لگائیں۔ ان شاء اللہ چور نہ جانے پائے گا۔

یرقان کا روحانی علاج

اگر کسی کو یرقان ہو گیا ہو تو پہلے سورۂ فاتحہ ایک بار، پھر سورۂ حشر سات دفعہ، پھر ایک بار سورۂ قریش پڑھ کر پانی پر دم کریں اور مریض کو جب تک فائدہ نہ ہو پلاتے رہیں۔

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو۔ فضیلت سورۂ فاتحہ

مختصر عمل پر ۷۰ مرتبہ نظر رحمت، ستر حاجتیں پوری

امام بغویؒ نے اپنی سند کے ساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت "شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو" آخر تک اور دوسری یہ آیت "قل اللھم ملک الملک" سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دوں گا اور اس کو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا اور ان پر اس کو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن)

سورۂ بقرہ

فضائل، خواص فوائد وعملیات

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۵.... غفلت دور کرنے کا نسخہ

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اگر آپ دین سے غافل اور سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، یا برے افعال میں مبتلا ہیں تو مذکورہ آیت کو پانی پر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور اکتالیس (۴۱) دن تک پیتے رہیں۔ (انمول موتی)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۱۸.... موذی جانور یا دشمن سے حفاظت کا نسخہ

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

اگر راستہ میں کسی موذی جانور یا دشمن سے خوف محسوس ہو تو سات مرتبہ اس پر مذکورہ آیت پڑھ کر پھونکیں۔ (انمول موتی)

پارہ اول سورۂ بقرہ آیت ۲۱.... فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ کا فقیہانہ انداز تفسیر

"یا یھا الناس اعبدوا ربکم" میں "اعبدوا" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مخاطبین اگر کفار ہیں تو اس کے معنی ہیں "وحدوا ربکم" یعنی کافرو! اپنے رب کو ایک مان لو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اگر مخاطبین نافرمان مسلمان ہوں تو اس کے معنی "اخلصوا بالتوحید معرفة ربکم" یعنی منافقو! توحید کے ذریعے اپنے رب کی معرفت کو کھوٹ اور آمیزش سے پاک اور خالص کرلو اور اگر مخاطبین نیک اور فرمانبردار مسلمان ہوں تو اس کے معنی ہیں "اثبتوا علی طاعة ربکم" یعنی نیکوکارو! اپنے رب کی اطاعت پر ثابت قدم اور ڈٹے رہو۔ (قرآن کے بکھرے موتی)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۲۴.... ایک پتھر کا رونا

ایک بزرگ کسی راستے پر جا رہے تھے انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پتھر سے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگا میں نے کسی قاری صاحب کو پڑھتے ہوئے سنا ہے "وقودھا الناس والحجارة" کہ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ جب سے میں نے سنا ہے میں رو رہا ہوں کہ کیا پتہ کہ مجھے بھی جہنم کا ایندھن بنا کر جلا دیا جائے۔ ان بزرگ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر دعا مانگی اے اللہ! اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنانا، جہنم کی آگ سے آپ اسے معاف اور بری فرما دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ وہ بزرگ آگے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس اسی راستے پر گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا ہے۔ وہ کھڑے ہو گئے۔ پتھر سے ہم کلام ہوئے تو پھر پتھر سے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے؟ تو پتھر نے جواب دیا کہ "ذلک بکاء الخوف" اے اللہ

کے بندے! جب آپ پہلے آئے تھے تو اس وقت کا رونا تو خوف کا رونا تھا۔ "وھذا بکاء الشکر والسرور" اور اب میں شکر اور سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے پروردگار نے مجھے جہنم کی آگ سے معافی عطا فرمادی ہے۔

جیسے بچے کا رزلٹ اچھا نکلے تو خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو جب اس کی معرفت ملتی ہے جب سینوں میں نور آتا ہے سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے تو اللہ کے کامل بندے پھر اللہ کے شکر سے رویا کرتے ہیں۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۳۰....انسانی تخلیق کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

تخلیق انسانی سے پہلے عقل والی صرف دو مخلوقات تھیں۔ فرشتے اور جن فرشتے خیر کا مظہر تھے اور جن شر کا۔ مادی کائنات جو خیر اور شر کا مجموعہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی نیابت کیلئے ضروری تھا کہ ایک ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو خیر اور شر دونوں کا مجموعہ ہو مگر اس میں شر غالب نہ ہو۔ وہ شر کے تمام پہلوؤں اور اس کے نقصانات سے بھی واقف ہو اور خیر کے تقاضوں اور اس کے فوائد سے بھی باخبر ہو۔ جو خیر اور شر کے درمیان تمیز کر کے اللہ رب العالمین کے قانون کو اس مادی دنیا میں نافذ کرے۔ نہ فرشتے یہ فریضہ انجام دے سکتے تھے نہ جن۔ کیونکہ فرشتوں کو نجاست بھوک پیاس نکاح وطلاق معاش ومعیشت جیسے مسائل سے کوئی تعلق نہیں اور جنات اگرچہ خیر وشر دونوں ہیں مگر ان میں شر غالب ہے۔ اس لئے قرعہ فال انسان کے نام نکلا اور اپنی مخصوص صفات کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز ہوا۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۷۱....ناسور یا داغ دھبہ کا روحانی علاج

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا

اگر آپ کے بدن پر ناسور ہو یا کوئی داغ دھبہ ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار دوا یا مرہم پر پڑھ کر پھونکیں پھر استعمال کریں۔ ان شاء اللہ داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔ (انمول موتی)

پارہ ا سورۂ بقرہ آیت ۷۴....گردے اور پتے کی پتھری کا روحانی علاج

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

اگر آپ کو گردے اور پتے کی پتھری پریشان کرتی ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار پڑھ کر پانی پر دم کریں اور اس وقت تک پیتے رہیں جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ خدا تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے۔ (انمول موتی)

سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کی خاص فضیلت

۱۔ حضرت سعد ابن جبیر فرماتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی ہدایت صرف اس امت کو کی گئی ہے اس نعمت سے پہلی امتیں مع اپنے نبیوں کے محروم تھیں۔

۲۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بھی مصیبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو جو امر ناگوار پہنچتا ہے وہی مصیبت ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جایا کرے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا کرو کیوں کہ یہ بھی مصیبت ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کی تلافی فرما دیں گے اور اس کی آخرت اچھی کر دیں گے اور اسے ضائع شدہ چیز کے بدلے اچھی چیز عطا فرمائیں گے۔ (درمنثور)

۵۔ مسند احمد میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے، آج تو میں نے ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ کہے: "اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا" یعنی خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دعا کو یاد کر لیا۔ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر پھر یہ دعا بھی پڑھ لی لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت گزر چکی تو میں ایک روز ایک کھال کو دباغت دے رہی تھی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اپنے ہاتھ دھوڈالے، کھال رکھ دی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی درخواست کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدی پر بٹھا دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میری خوش قسمتی کی بات ہے لیکن اول تو میں بڑی باغیرت عورت ہوں، ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیخلاف کوئی بات مجھ سے سرزد ہو جائے اور خدا کے یہاں عذاب ہو، دوسرے یہ کہ میں عمر رسیدہ ہوں، تیسرے بال بچوں والی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو، ایسی بیجا غیرت اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور عمر میں میں بھی کچھ چھوٹی عمر کا نہیں اور تمہارے بال بچے میرے ہی بال بچے ہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ میرا نکاح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے میاں سے بہت ہی بہتر یعنی اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا۔ فالحمد للہ۔

۶۔ مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مسلمان کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اس پر گو زیادہ وقت گزر جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھ لے تو مصیبت پر صبر کے وقت جو اجر ملا تھا وہی اب بھی ملے گا۔

۷۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک بچے کو دفن کیا ابھی میں اس کی قبر میں سے نکلا تھا کہ ابو طلحہ خولانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے نکالا اور کہا سنو! میں تمہیں خوشخبری سناؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے کہ تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجہ کا ٹکڑا چھین لیا، بتلا اس نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں خدایا تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۶۹)

سورہ بقرہ آیت ۲۵۵....آیت الکرسی کے فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جوشخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت و آرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔ (نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے (رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ نیز اس کی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جوشخص صبح کو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور حم تنزیل سے الیہ المصیر تک پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کردو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال و اولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔ (حصن حصین)

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو۔ آیت الکرسی۔ اور جوشخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔ اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔ جوشخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح و شام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔ چوری سے مامون رہے۔ رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔ اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا آیت کرسی پڑھنے کا معمول

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے تمام کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۲۷)

ہر بلا سے حفاظت کا نبوی نسخہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جوشخص شروع دن میں آیت الکرسی اور سورۂ مومن کی پہلی تین آیتیں پڑھ لے وہ اس دن ہر برائی سے اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

(ابن کثیر: ۴/۴۴۹)

سورۂ آل عمران

فضائل، خواص فوائد عملیات

پارہ ۳ سورۂ آل عمران آیت ۷۴-۷۳ حصول نعمت کے لئے مجرب عمل

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اگر آپ کو اللہ کی ہر نعمت حاصل کرنی ہے تو یہ دعا صبح و شام روزانہ سات مرتبہ پڑھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے رہیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۳۴.... غصہ کو دور کرنے کا نسخہ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اگر آپ کا غصہ شدید ہے اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں تو ایک سو ایک مرتبہ مذکورہ آیت اکیس دن تک چینی یا شکر پر پڑھیں پھر اس کو چائے یا پانی میں ڈال کر پی جائیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۳... ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی

حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے جو فوائد و برکات قرآن کریم نے بیان فرمائے وہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ جو شخص بھی جذبہ ایمانی کے ساتھ اس کا ورد کرے وہ یہ برکات حاصل کرے گا۔

مشائخ وعلماء نے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبہ ایمان و انقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا، ہجوم افکار و مصائب کے وقت "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کا پڑھنا مجرب ہے۔

(معارف القرآن)

سورۂ نساء

فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ ۴ سورۂ نساء آیت ۳....زمانہ جاہلیت میں چار طرح کے نکاح کی بے ہودہ رسم

جاہلیت کی گندگیوں کا ایک نقشہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ دور جاہلیت میں صنفی تعلقات کس قدر گندہ اور آلودہ ہو چکے تھے اور کس قدر حیوانیت آ چکی تھی۔ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح تھا' ایک نکاح تو یہی تھا جو آج کل لوگ کرتے ہیں ایک آدمی دوسرے کے پاس اس کی ولیہ یا بیٹی کا پیغام بھیجتا تھا اور اسے مہر دے کر اسے بیاہ لاتا تھا نکاح اس طریقے پر بھی تھا کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ جب تو ایام سے پاک ہو جائے تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اس سے فائدہ حاصل کر لینا' پھر شوہر اس عورت سے جدا ہو جاتا تھا اور اس کے قریب نہ جاتا تھا جب تک کہ اس مرد کا حمل نہ ظاہر ہو جاتا' جب اس کا حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا شوہر جب دل چاہتا اس کے پاس چلا جاتا' یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا تھا کہ بچہ اچھی نسل کا پیدا ہو' اس نکاح کو نکاح استبضاع کہتے تھے۔ تیسرے نکاح کی قسم یہ تھی کہ چند آدمی دس سے کم جمع ہو کر ایک عورت سے صحبت کرتے تھے۔ جب اسے حمل رہ جاتا اور اس کا بچہ پیدا ہو جاتا اور اسے کئی دن ہو جاتے تو وہ سب کو بلواتی' ان میں کسی کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ آنے سے انکار کر دے' جب سب جمع ہو جاتے تو وہ کہتی تم سب کو اپنا حال معلوم ہے جو کچھ تھا' اور میرے ہاں تمہارا بیٹا پیدا ہوا ہے' اے فلانے یہ تیرا بیٹا ہے جو تیرا دل چاہے اس کا نام رکھ' وہ بچہ اس کا ہو جاتا تھا اور اسے انکار کی مجال نہ ہوتی تھی' چوتھے قسم کا نکاح یہ تھا کہ بہت سے آدمی ایک عورت سے صحبت کر جایا کرتے تھے اور وہ کسی آنے والے کو منع نہ کرتی تھی' دراصل یہ رنڈیاں تھیں۔ انہوں نے نشانی کے واسطے دروازوں پر جھنڈے نصب کر رکھے تھے کہ جو چاہے ان سے صحبت کرے' جب ان میں سے کسی کو پیٹ رہ جاتا اور بچہ پیدا ہو جاتا تو وہ سب جمع ہو کر علم قیافہ کے جاننے والے کو بلاتے وہ جس کے مشابہ دیکھتے اس سے کہہ دیتے یہ تیرا بیٹا ہے' وہ اس کا بیٹا ہو جاتا اور وہ بچہ اس شخص کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا اور وہ مرد اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ٦٩

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ' آپ میرے اہل خانہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں اور میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو میں آپ کو یاد کرتا ہوں اور صبر نہیں ہوتا کہ ملنے آ جاتا ہوں اور جب مجھے اپنی یا آپ کی موت کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کے درمیان ہوں گے اور میں اگر جنت میں پہنچا تو ڈر ہے کہ آپ کی زیارت نہ ہو سکے' ابھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

"ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ الآیۃ" (تفسیر فی ظلال القرآن)

اھوا اور حیوانی تصور ہے انسانی صنفی تعلقات کا کہ انسان اپنی بیوی کو دوسرے شخص کے پاس بھیج دیتے تا کہ نجیب بچہ پیدا ہو جیسے کوئی مادہ جانور کو کسی اچھے نر جانور سے ملوائے تا کہ اس کی نسل عمدہ ہو جائے۔

اور دس سے کم آدمی ایک ہی عورت کے پاس چلے جائیں اور وہ عورت جس کے نام چاہے اپنا بچہ لگادے۔

اور حرام کاری کا تو کہنا ہی کیا لیکن اس میں بھی گندگی کی انتہا یہ ہے کہ آدمی کو بالکل غیرت نہ آئے کہ ایسا بچہ وہ قبول کر لے۔ یہ وہ غلاظت اور گندگی تھی۔ جس میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق تھے اور اسلام نے انہیں اس گندگی سے باہر نکالا۔ (تفسیر فی ظلال القرآن)

پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۶۹ .... روحانی کائنات اور اس کے سائنسدان

"روحانی مادے" کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں "قلب" ہے یہ وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جو پورے جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔ یہ میڈیکل سائنس کا موضوع ہے۔ بلکہ یہ وہ قلب ہے جس میں ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں خیالات اور الہامات کا نزول ہوتا ہے۔ جو علم کا گھر ہے جو ایمان اور معرفت الٰہی کا مسکن ہے۔ جو عشق و محبت کا میدان ہے۔ جہاں عقل و خرد' علم و حکمت' صدق وصفا' ایثار و ہمدردی' صبر و شکر' قناعت و اطاعت' حلم و بردباری کی بستیاں ہیں اور شرک و بت پرستی' ریاکاری' نفس پرستی' بغض وحسد' ہوا و ہوس' طغیانی و سرکشی' خود غرضی و خودستائی کے قبیلے ڈیرہ جماتے ہیں۔ یہ خیر وشر کے درمیان جنگ کا محاذ ہے۔ مادی کائنات میں موجود قوانین فطرت کا کھوج لگانے والے سائنسدان روحانی کائنات کے اس عجیب و غریب مادے سے بے خبر ہیں۔ اس کائنات کے سائنسدان' انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں۔ جو اس مادے یعنی "قلب" میں پوشیدہ قوانین اور قوتوں کا پتہ لگاتے ہیں اور پھر ان سے وہ توانائی حاصل کرتے ہیں جو ارضی مادے سے کہیں زیادہ طاقتور اور مفید ہے۔ اس روحانی مادے کا مرکز بھی انسانی جسم کے قلب ہی میں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقام وہ خلا ہے جو جسمانی قلب کے اندر موجود ہوتا ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے۔ اس کے عجائبات بھی ارضی مادے کے مقابلے میں بہت زیادہ اور حیرت انگیز ہیں۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۱۱۳ .... کند ذہن کا روحانی علاج

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اگر آپ کا بچہ یا کوئی طالب علم کند ذہن ہو تو ایک سو اکیس مرتبہ یہ آیت پانی پر دم کر کے روزانہ پلائیں ان شاء اللہ اس کی برکت سے عالم فاضل ہو جائیگا۔ (انمول موتی)

پارہ ۵ سورۂ النساء آیت ۱۴۷ .... حق تعالیٰ کی بندے سے محبت کی دلیل

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قرض دیا کرو تو لکھ لیا کرو اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کر لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو ہمارے ساتھ غایت شفقت والفت ہے کہ ہمارے پیسے کا نقصان بھی گوارا نہیں کرتے تو جان کا نقصان کب گوارا ہوگا۔ پھر وہ جنت سے محروم کر کے دوزخ میں کب ڈالنا چاہیں گے۔ جب تک کہ تم خود نہ گھسو (معاصی کر کے) چنانچہ ارشاد ہے۔ (مایفعل اللہ بعد ربکم الخ)

"اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ"۔ (مآثر حکیم الامت)

سورہ مائدہ

فضائل، خواص، فوادو عملیات

پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۳.... قرآن کی آخری آیت کا نزول رحمتوں کے سایہ میں

الیوم اکملت اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے، عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سیدالایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا، جس کے فضائل معروف ہیں، مقام میدان عرفات جبل رحمت کے قریب ہے، جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے، وقت عصر کے بعد کا ہے، جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے اور خصوصاً یوم جمعہ میں قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

حج کیلئے مسلمانوں کا سب سے بڑا عظیم اجتماع ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ شریک ہیں، رحمۃ اللعالمین صحابہ کرامؓ کے ساتھ جبل رحمت کے نیچے اپنی ناقہ ''عضباء'' پر سوار ہیں اور حج کے اب بڑے رکن یعنی وقوف عرفات میں مشغول ہیں۔

ان فضائل و برکات اور رحمتوں کے سایہ میں یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجھ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹنی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تقریباً قرآن کی آخری آیت ہے، اس کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، صرف ترغیب و ترہیب کی چند آیتیں ہیں، جن کا نزول اس آیت کے بعد بتلایا گیا ہے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں صرف اکیاسی روز بقید حیات رہے۔ (معارف القرآن)

پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۱۷.... طالب اولاد کے لئے مجرب عمل

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو یہ آیت اکتالیس دن تک روزانہ تین سو دفعہ کسی میں بھی چیز پر دم کر کے آدھی خاوند اور آدھی بیوی کھائے۔ (اصول موتی)

پارہ ۷ سورہ مائدہ آیت ۱۰۰.... خاوند کو راہ راست پر لانے کا نسخہ

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اگر کسی کا خاوند دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو یا حرام کی کمائی گھر میں لاتا ہو تو اسے باز رکھنے کے لئے گیارہ دن تک ایک سو اکتالیس مرتبہ مذکورہ آیت کو کسی کھانے کی چیز پر پڑھ کر دم کر کے کھلائیں۔ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ (اصول موتی)

پارہ ۷ سورۂ مائدہ آیت ۱۱۴.... تنگی سے نجات حاصل کرنیکا نسخہ

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اگر آپ رزق کی تنگی سے پریشان ہیں یا کسی خاص چیز کے کھانے کی حاجت ہو تو مذکورہ آیت کو سات مرتبہ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکیں۔ (اصول موتی)

سورۂ انعام

فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ ۷ سورۂ انعام آیت ۱۷.... ہر درد سے شفا حاصل کرنیکا نسخہ

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَؕ
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝

اگر آپ کو ہر قسم کی تکلیف اور درد سے شفا حاصل کرنی ہو تو سات یا گیارہ مرتبہ مذکورہ آیت کو جس جگہ تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھیں اور دم کر دیں۔(اصول موتی)

پارہ ۷ سورہ انعام آیت ۴۶.... ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے جلالی عمل

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْاؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے یہ آیت تین دن تک اکیس دفعہ پڑھنا مفید ہے یہ آیت بڑی جلالی ہے اس کو ناجائز موقع پر پڑھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ جب ظالم کا ظلم ناقابل برداشت ہو تب یہ عمل کریں۔(اصول موتی)

پارہ ۸ سورۂ انعام آیت ۱۲۵.... اللہ تعالیٰ کی بندوں سے کمال محبت

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

''اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں''۔

صحابہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے پیارے رسول! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سینہ کو کس طرح کھولتے ہیں فرمایا کہ سینہ اس طرح کھولتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نور داخل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

پھر صحابہؓ نے پوچھا نور ہدایت کے آنے کی علامات کیا ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی ۳ علامات ہیں۔

۱۔ دنیا سے بے رغبتی ۲۔ آخرت کے گھر کی طرف رغبت کا بڑھ جانا۔ ۳۔ مرنے سے پہلے موت کی تیاری۔

(تفسیر روح المعانی)

سورہ اعراف

فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۱۰....تنگی اور پریشانی دور کرنے کا نسخہ

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ
قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ○

اگر آپ کے پاس رہنے کی جگہ یا مکان نہ ہو، یا روزی کا ذریعہ نہ ہو، یا آپ رزق سے تنگ ہیں، یا مسافر ہیں، اور سامان آپ کے پاس کچھ نہیں ہے تو مذکورہ آیت کو ایک سو اکاون مرتبہ روزانہ پڑھ لو جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ (انمول موتی)

پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۱۲....شیطان نے تین مواقع پر واویلا کیا

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابلیس جس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے، اسے تین مواقع پر سخت تکلیف پہنچی اور اس نے بڑا واویلا کیا۔ پہلا موقع تو وہ تھا جب اللہ نے فرمایا "فاخرج منها فانک رجیم" (الحجر) یہاں سے نکل جاؤ، تم ملعون و مردود ہو، جب شیطان نے تکبر کی بنا پر آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مردود قرار دے کر اپنی بارگاہ سے نکال دیا اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں بعثت ہوئی تو اس وقت بھی شیطان نے بڑا واویلا کیا تھا کہ اب اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی پھر تیسری دفعہ شیطان نے اس وقت واویلا کیا، جب یہ سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ (معالم العرفان فی دروس)

شیطان کی سات لاکھ سال عبادت اور کائنات میں پہلا گناہ

حضرت یحییٰ منیریؒ خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ اور بڑے پائے کے عالم اور بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ابلیس نے سات لاکھ سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، مگر ایک حکم کی سرتابی پر مردود ہو گیا اور اتنے لمبے عرصے کی عبادت برباد ہو گئی۔

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابن منذرؒ نے عبادۃ بن ابی امیہؓ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلا گناہ حسد تھا جو ابلیس نے آدم علیہ السلام پر کیا اور کہا "انا خیر منه" میں اس سے بہتر ہوں " خلقتنی من نار و خلقته من طین" مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے، لہٰذا میں اس سے افضل ہوں میں کیوں اس کو سجدہ کروں، یہی ابلیس کی بھول تھی، اس نے اپنی شخصیت کی طرف دیکھا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر نگاہ ڈالی لہٰذا مردود ٹھہرا۔ (معالم العرفان)

پارہ ۹ سورۂ اعراف آیت ۱۷۶....غرور کا انجام برا ہوتا ہے

حضرت حاتمؒ فرماتے ہیں کہ بھیا اچھی جگہ کے سبب مغرور نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جنت سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور کثرت عبادت کے سبب غرور نہ کر کہ تو جانتا ہے کہ شیطان نے کئی ہزار برس عبادت کی اور زیادہ علم کے سبب گھمنڈ نہ کر۔ اس لئے بلعم باعور اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جان لیا لیکن اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث اوتترکه یلهث" (الاعراف)
اس کی مثال کتے کی مثال ہے اگر اسے لادوتو وہ ہانپنے لگے اور چھوڑ دوتو بھی ہانپنے لگے۔
اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب بھی انسان کو غرور نہیں کرنا چاہئے۔اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیزوں کو آپ کی زیارت وصحبت نصیب ہوئی لیکن وہ ایمان سے محروم رہے۔(محبت الٰہی کے راستے)

پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۸۰ فضیلت وخواص اسماء الحسنٰی

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔(مشکوۃ المصابیح)
اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پیش نظر اور برکت حاصل کرنے کے لئے اسمائے حسنیٰ کو ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی فضیلت' خواص اور پڑھنے کا طریقہ بھی لکھ دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو فائدہ تامہ حاصل ہو اور ان اسمائے مبارکہ کے یاد کرنے اور اُن کا ورد رکھنے کی تبلیغ ہو۔
ادب: بوقت تلاوت ہر قاری کو چاہیے کہ اللہ کے ناموں کے ساتھ جل جلالہ مثلاً الرحمٰن جل جلالہ پڑھے۔

اسماء الحسنٰی کے فوائد وخواص

جو کوئی اس کا ورد ہمیشہ جاری رکھے گا' رب کریم اس کو دنیا وعقبیٰ کی سعادتوں سے مالا مال فرمادے گا اور جو دعا کرے گا اللہ پاک اس کو قبول کرے گا(مگر شرائط دعا کا لحاظ ضروری ہے)
حضرت ابوہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ایک کم سو۔جس نے ان کو حفظ کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا سمجھنا ہماری عقلوں سے باہر ہے' خاص کر اس میں اللہ کا دیدار ہے جو کہ تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔

پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۹۵...معذور کے لئے بہترین عمل

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ

اگر کوئی ہاتھ' پیر' کان' آنکھ یا ٹانگ وغیرہ سے معذور ہے تو اس آیت کو کثرت سے پڑھیں اور پانی پر دم کر کے معذور کو پلائیں۔(اصول موتی)

پارہ ۹ سورۂ اعراف آیت ۲۰۱...خوف خدا سے مرنے والے عابد کی قبر سے آواز آئی

حافظ ابن عساکرؒ اپنی تاریخ میں عمرو بن جامع کے حالات میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک نوجوان عابد مسجد میں رہا کرتا تھا اور اللہ کی عبادت کا بہت مشتاق تھا' ایک عورت نے ان پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔یہاں تک کہ اسے بہکا لیا' قریب تھا کہ وہ اس کے ساتھ کوٹھڑی میں چلا جائے تو اسے یہ آیت "اذا مسهم طائف من الشیطن" الخ یاد آئی اور غش کھا کر گر پڑا' بہت دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا اس نے پھر اس آیت کو یاد کیا اور اس قدر اللہ کا خوف اس کے دل میں سمایا کہ اس کی جان نکل گئی۔حضرت عمرؓ نے اس کے والد سے ہمدردی اور غمخواری کی' چونکہ انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا تھا آپ ان کی قبر پر گئے آپ کے ساتھ بہت سے آدمی تھے' آپ نے وہاں جا کر ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی اور اسے آواز دے کر فرمایا اے نوجوان!"ولمن خاف مقام ربه جنتان" جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھے اس کیلئے دو جنتیں ہیں' اسی وقت قبر کے اندر سے آواز آئی کہ مجھے میرے رب نے وہ دونوں دو دو مرتبے عطا فرما دیئے۔(ابن کثیر)

سورۂ انفال ..... فضائل، خواص، فوائد وعملیات

پارہ ۹ سورۂ انفال آیت ۹ .... ہر جائز مراد کے لئے مجرب عمل

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰۤٮِٕكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ‏

مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمام امور میں اللہ پر توکل کریں اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں مدد اور کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے جو سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ ہر جائز مراد کے لئے چودہ مرتبہ مذکورہ آیت گیارہ دن تک پڑھیں۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۲۳۔۲۴ برائے قبولیت ومحبت

يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ (پارہ۱۰، رکوع۱۱)

آبگینہ کے آب نارسیدہ برتن میں زعفران وگلاب سے اس آیت کو لکھ کر آب عود کی دھونی دے کر روغن چنبیلی خالص سے اس کو دھو کر سبز شیشی میں ڈال لے جب کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہو تھوڑا روغن اپنے دونوں ابروؤں پر مل کر جائے ان شاء اللہ تعالیٰ قبولیت ومحبت اور عزت وجاہ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (اعمال قرآنی)

پارہ ۱۰ سورۂ انفال آیت ۶۲ .... امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل

فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ‌ؕ هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ

فتح اور کامیابی کے لئے یا امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جاتے سے پہلے سات دفعہ یہ آیت پڑھیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۰ سورہ انفال آیت ۶۳ .... الفت ومحبت پیدا کرنے کا بہترین نسخہ

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ

اگر آپ کسی کے دل میں الفت ومحبت پیدا کرنا چاہتے ہیں یا خاندان میں نااتفاقی ہو تو اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ آیت گیارہ دفعہ روزانہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۶۶ برائے آسانی مزدور وملازم

اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنۡكُمۡ وَعَلِمَ اَنَّ فِيۡكُمۡ ضَعۡفًا‌ ؕ فَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ‌ ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ اَلۡفٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَيۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ (پارہ۱۰، رکوع۵)

خاصیت: بوجھ اٹھانے والے اور مشکل کام کے کرنے والے اگر اس آیت کو جمعہ کی عصر سے شروع کر کے اگلے جمعہ کی نماز پر ختم کریں۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور کاموں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھا کریں تو کام میں تخفیف وآسانی ہر قسم کی حاصل ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورۂ توبہ...... فضائل، خواص، فوائد عملیات

پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۳۴.... سونے چاندی سے بہتر ذخیرہ

حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی والذین یکنزون الخ ''اور جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی'' تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہے دینار اور درہم کیلئے۔

بتاتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ''ہمیں اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کو ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا ہم کس چیز کا ذخیرہ کریں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ ذکر کرنے والی زبان، شاکر دل اور ایسی صالحہ بیوی لے جو اس کے آخرت کے کاموں میں تعاون کرے'' (انمول موتی)

پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۵۱.... دشمن کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝

اگر کسی شخص کو دشمن سے تکلیف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا تکلیف پہنچاتا ہو تو اس آیت کو روزانہ سات دفعہ پڑھے، ان شاء اللہ اس کی اذیت سے محفوظ رہے گا۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آیت ۱۱۹.... قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے

ارشاد فرمایا کہ ''کونوا مع الصادقین'' سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جیسے کوئی باپ بچوں سے کہے کہ میرے بچو روزانہ آدھا کلو دودھ پیا کرو اور دودھ کا انتظام نہ کرے تو وہ ظالم ہوگا کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ جب وہ اپنے بندوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اگر تم تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یعنی میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میرے خاص بندوں کے ساتھ، متقین کے ساتھ رہ پڑو تو متقین کو پیدا کرنا احساناً اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اپنے اولیاء کے پاس بیٹھنے کا حکم دیں اور اولیاء پیدا نہ کریں یہ محال ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اب اولیاء اللہ نہیں رہے وہ آیت ''کونو مع الصادقین'' کا منکر ہے وہ گویا اس کا قائل ہے کہ نعوذ باللہ قرآن پاک کے اس جز پر اب عمل نہیں ہو سکتا۔ (مواہب ربانیہ)

امام قشیریؒ نے لکھا ہے کہ جہاں اولیاء اللہ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آیت ۱۲۹.... ہر غم سے نجات کا بہترین نسخہ

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (توبہ:۱۲۹)

''کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔'' ابوداؤد شریف میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام پڑھ لیا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کے لئے کافی ہو جائیگا۔ (انمول موتی)

قرآنی سورتوں کے فضائل وخواص پر مشتمل نایاب کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیم

فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

حضرت امام ابومحمد عبداللہ بن اسد یافعی رحمہ اللہ

فضائل وخواص

سورہ فاتحہ تا سورہ توبہ

حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن اسد یافعی رحمہ اللہ کے مختصر حالات

ولادت ۶۷۸ھ - وفات ۷۶۸ھ

پیدائش وحصول علم: آپکی پیدائش عدن شہر میں ہوئی، وہیں تحصیل علم میں ایسے مشغول ہوئے کہ اس میں کمال حاصل فرمایا۔ اسکے بعد حج کیا اور واپس شام کی طرف لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے خلوت کو اور لوگوں سے انقطاع کو محبوب فرمایا۔ اسکے بعد آپ "حضرت شیخ علی طواشی صاحب حلی" کی صحبت میں رہے اور انہی کے ہو رہے، یہی آپکے شیخ ہیں جن سے آپ سلوک طریقت میں مستفید ہوتے رہے۔

روایت ہے کہ جب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو فرمایا میں مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک کہ مجھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ مدینہ شریف کے دروازہ پر چودہ روز تک ٹھہرے رہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ **یا عبداللہ انا فی الدنیا نبیک وفی الآخرۃ شفیعک وفی الجنۃ رفیقک**

اے عبداللہ! میں دنیا میں تمہارا نبی ہوں، آخرت میں تمہارا شفیع ہوں اور جنت میں تمہارا رفیق ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا۔ (اے عبداللہ!) یاد رکھو یمن میں دس حضرات ایسے ہیں جس نے ان کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟ فرمایا پانچ حضرات زندہ ہیں اور پانچ مردہ۔

میں نے عرض کیا زندہ کون سے حضرات ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (۱) شیخ علی طواشی صاحب حلی۔ (۲) شیخ منصور بن جعدار صاحب حرض (۳) محمد بن عبداللہ موذن صاحب منصورہ الجم (۴) فقیہ عمر بن علی زیلعی صاحب السلامۃ (۵) شیخ محمد بن عمر النہاری صاحب برع۔ اور مُردوں میں (۱) ابو الغیث بن جمیل۔ (۲) فقیہ اسماعیل حضرمی (۳) فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل۔ (۴) شیخ محمد بن ابوبکر حکمی (۵) فقیہ محمد بن حسین بجلی۔

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس میں ان حضرات کی طلب میں نکل کر کھڑا ہوا۔ ولیس الخبر کالمعاینۃ اور جو اس میں شک کرے وہ شرک کرتا ہے۔ پس میں زندہ حضرات کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے گفتگو فرمائی۔ پھر مردوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے گفتگو فرمائی پھر جب میں حضرت شیخ محمد نہاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کو خوش آمدید" میں نے کہا آپ اس مرتبہ تک کیسے پہنچے! فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ) تم اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم عطا فرمائے گا۔ تو میں نے ان کے پاس تین دن قیام کیا۔ اس کے بعد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس ہوا تو بھی اس کے دروازہ پر چودہ دن ٹھہرا رہا۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے ان دس حضرات کی زیارت کر لی! میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے حضرت ابو الغیث کی خوب تعریف کی۔ تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ابو الغیث ان لوگوں کا کنبہ ہے جن کا کوئی کنبہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مدینہ شریف میں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جائیے آپ آمنین میں سے ہیں۔

امام یافعی رحمہ اللہ کی تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف میں سے چند ایک یہ ہیں۔(۱) مرآۃ الزمان وعبرۃ السقطان (۲) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ (۳) الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم (۴) روض الریاحین فی مناقب الصالحین۔

آپ کے مناقب اور آثار خیر بہت مشہور اور کتب اسلامی میں مذکور ہیں۔ شیخ جمال الدین اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبقات میں شیخ کی بڑی تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات حسرت آیات ۷۶۸ھ میں واقع ہوئی اور باب معلات کے پاس حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ (جامع کرامات الاولیاء ۲/ ۲۵۰ تا ۲۵۴)

مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔ الدرر الکامنہ حافظ ابن حجر عسقلانی ۲/ ۲۴۷، شذرات الذہب ابن عماد حنبلی ۶/ ۲۱۰، بروکلمان ۲/ ۲۶۲، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۶/ ۱۰۳، مفتاح دار السعادۃ ابن قیم الجوزیہ ۱/ ۲۱۷، الاعلام خیر الدین زرکلی ۴/ ۲۷۔

آپ کی معروف کتاب ''روض الریاحین'' کے بارہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت معین کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تھوڑے دنوں کے بعد ان شاء اللہ اللہ سے محبت پیدا ہو جائے گی اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔ دوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہل محبت کے تذکرے دیکھا کرو میں نے ایک کتاب ''روض الریاحین'' کا جس میں پانچ سو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کرا دیا ہے۔ پانچ سو دوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کر کے اس کا لقب ہزار داستان رکھا ہے جو عنقریب چھپ جائے گی۔ میرا یقین ہے جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا ضرور عاشق ہو جائے گا۔ آخر ایک ہزار عشاق کا تذکرہ دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔

اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں۔ مثلاً احیاء العلوم، مقاصد الصالحین وغیرہ۔ الغرض یہ مجموعہ اجزاء محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے پھر سب قصے سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت نصیب کرے۔ آمین۔ (سلسلہ تبلیغ کا وعظ ۱۳۷ مسمی بہ الامتحان)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ امام یافعی کی کتاب روض الریاحین کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت جس طرح انسان کی عملی واخلاقی اصلاح کیلئے نسخہ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجہ میں ان کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مفید ومجرب ہے لیکن ان حضرات کے حالات وملفوظات جمع کرنے والوں نے عموماً نقل وروایت کے معاملے میں بہت تساہل برتا ہے۔ ان بزرگوں کی طرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کردی ہیں جو عوام کے اعمال واخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کام کیلئے صرف مستند ومعتبر مصنفین کی کتابوں کو پڑھا جائے۔ آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب ''روض الریاحین'' ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت وروایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یہ کتاب عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ ''نزہۃ البساتین'' کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہو گیا۔ ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے اصحاب ومریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف ''الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم'' عربی زبان میں دستیاب ہوئی، ادارہ نے مولانا زاہد محمود صاحب مدظلہٗ سے اس کا ترجمہ کرایا۔ اس کتاب کے مستند ہونے کیلئے درج بالا اکابر کی آراء کافی ہیں۔

الدرر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

دعا اور دعا کے آداب وشرائط

ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دعا کے ارکان بھی ہیں اور شرائط بھی اور اسباب بھی ہیں۔ اگر دعا میں اس کے اراکین ہوں تو وہ دعا قوی ہوتی ہے اور اگر اس کے بازو بھی ہوں تو وہ آسمان کی طرف پرواز کرتی ہے اور ساتھ ہی اس کے اسباب بھی ہوں تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا کے ارکان یہ ہیں (۱) دل کا حاضر ہونا' متوجہ ہونا (۲) دل کا نرم ہونا (۳) خشوع وخضوع (۴) توجہ الی اللہ (۵) دنیوی اسباب سے قطع تعلق اور بازو یہ ہیں (۱) صدق وخلوص (۲) سحری کا وقت اور اسباب میں سب سے بڑی چیز درود شریف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان اور دوسری جگہ ارشاد ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شآء اس دوسری آیت سے پہلی آیت والی بات میں شرط ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی یعنی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے دعا قبول فرماتا ہے۔ لہذا دعا کی تین قسمیں ہوئیں (۱) وہ جو قبول ہو جاتی ہے (۲) وہ دعا جس کے سبب سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں (۳) وہ دعا جس کی وجہ سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دعا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں نفع کے حصول اور نقصان سے تحفظ کی درخواست کرے۔ چونکہ دعا سے مصیبت کا دور ہونا اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ہے اس لئے دعا مصیبت کے دفع ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح ڈھال تیر کو روکنے کا سبب ہے اور پانی سبزہ اگانے کا سبب ہے اسی طرح دعا بھی مومن کے لئے ایک ہتھیار ہے جب بندہ باقاعدہ ذکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ آدمی اوپر کی جانب کے علاوہ تمام طرف سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اوپر کی جانب سے اس پر قضاء وقدر نازل ہوتی ہے اوپر کی جانب سے حفاظت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں کیونکہ آسمان کی طرف ایک راہ متعین ہے جس سے اس کے نیک اعمال اوپر جاتے ہیں اور جس سے اس کا رزق اترتا ہے اور فرشتے اس کی روح بھی قبض کر کے اسی راستہ سے اوپر لے جائیں گے جب آدمی ہمیشہ دعا اور عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی نیکیاں اوپر جاتی رہتی ہیں تو یہ نیکیاں اس پر مصیبتوں کے اترنے کے راستہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں اور دعا نازل ہونے والی مصیبت سے ٹکراتی ہے اور دونوں میں مقابلہ ہوتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کا بڑا مرتبہ ہے اس لئے دعا بلاء پر غالب آ جاتی ہے اور مصیبت کو راستہ سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ مصیبت دعا پر غالب آ جائے تو بندہ پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد واللہ غالب علیٰ امرہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بھی اس کی صراحت ہے ارشاد فرمایا کہ "بلا اور دعا دونوں قیامت تک آپس میں لڑتے رہیں گے" اس سے معلوم ہوا کہ دعا بلا سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دعا عبادت ہے" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ دعا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی توجہ اور امداد طلب کرے اور اپنی عاجزی و

محتاجی اور ذلت و کمزوری کو ظاہر کرے جو کہ عبدیت کا نشان ہے اور دعا کا لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا اور بخشش و مہربانی کو بھی شامل ہے۔ بعض کا کہنا یہ ہے کہ دعا حاجت براری کی چابی محتاجوں کی پناہ گاہ اور مصیبت زدوں کے لئے نجات ہے اللہ تعالیٰ نے دعا نہ مانگنے والوں کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ یقبضون ایدیھم کہ وہ دعا مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

دعا کے خواص میں سے عبادت، اخلاص، حمد، شکر، سوال، توحید، مناجات، تضرع، تذلل، عجز اور استعانت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مانگا کرو وہ قبول ہوتی ہے شکر کیا کرو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بڑھ جاتی ہیں اور مکر کے قریب نہ جا کیونکہ خود مکر کرنے والے کو اپنے مکر کا نقصان پہنچتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ تم یہ دعا مانگا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ بِالْعَافِیَۃِ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ

بعض نے کہا دعا ارادت مندوں کے لئے سیڑھی اور اخلاص کی رسی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ دعا مراسلت کا نام ہے اور جب تک مراسلت رہتی ہے تعلق قائم رہتا ہے اور بعض نے کہا کہ دعا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو دلی خوشی سے قبول کرنے کا نام ہے۔ بعض نے کہا دعا عطاء اور رضا و قرب کا سبب ہے بعض نے کہا بہترین دعا وہ ہے جو غم اور گریہ و بکاء کا موجب ہو۔ دعا کی شرائط نو ہیں (۱) دعا سے پہلے اعمال صالحہ کرے مثلاً نماز، صدقہ اور روزہ وغیرہ پر مداومت رکھے (۲) دعا کو حمد و صلوٰۃ سے شروع کرے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے دعا اوپر نہیں جاتی۔ حضرت ابوسلمان دارائیؒ فرماتے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے لگے تو اپنے سوال سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ درود شریف تو قبول فرمالیتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے کرم سے دور ہے کہ وہ شروع اور آخر کے درود شریف کو قبول فرمالے اور درمیان کی بات کو قبول نہ فرمائے۔ (۳) دل کی توجہ سے دعا مانگے کسی اور طرف دھیان نہ ہو چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرماتا جس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہو۔ اسی لئے دعا میں خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری لازمی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت. تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری فرمادی۔

(۴) گناہوں پر اصرار نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ آدمی بڑا احمق ہے جو گناہوں کو تو نہ چھوڑے اور توبہ کی خواہش کرے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ فرمایا جب ہم سب گنہگار ہیں تو دعا کس کے لئے کروں اور جب اللہ تعالیٰ کریم ہے تو میں اس کی رحمت و مغفرت کا امیدوار کیوں نہ ہوں؟ (۵) اخلاص، کیونکہ اخلاص ہر عمل کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ایک آدمی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی آہ و بکا اور گریہ وزاری کرتے دیکھا تو کہا یا اللہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس کی حاجت ضرور پوری کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا کہ اے موسیٰ میں اس پر تجھ سے زیادہ مہربان ہوں لیکن بات یہ ہے کہ یہ آدمی دعا تو مجھ سے مانگتا ہے اور اس کا دل کسی اور کی طرف ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ساری بات اس آدمی کو بتائی تو اس نے اپنے دل میں اخلاص پیدا کر کے دعا مانگی تو اس کی دعا قبول ہوگئی۔

(۶) رزق حلال ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سعد ہاتھ کی محنت سے روزی حاصل کر تب تیری دعا قبول ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں جارہے تھے تو ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو انتہائی عاجزی سے دعا مانگ رہا تھا واپس لوٹے تو بھی اسے اسی حالت میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ اس کی دعا قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کے پیٹ میں حرام ہے اس کی پیٹھ پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام

ہے میں اس کی دعا کس طرح قبول کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آدمی کے گھر گئے تو وہاں پانچ درہم تھے۔ حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کھانے کی وجہ سے دعا آسمان پر جانے سے روک دی جاتی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا آپ کی دعا جلدی قبول کیوں ہو جاتی ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا اس لئے کہ میں منہ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ یہ لقمہ آیا کہاں سے ہے۔ (۷) دعا کرنے والے کی آواز فرشتوں کے ہاں معروف ہو اور وہ خود اللہ تعالیٰ کا عارف ہو۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا ہماری دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا اس لئے کہ تم اس ذات کو پکارتے ہو جس کی تمہیں معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر تمہیں اس کی پوری معرفت حاصل ہو تو تمہاری دعا قبول ہو۔ (۸) دعا قبلہ رخ ہو کر مانگنی چاہئے ایک کافر نے ایک اللہ والے سے پوچھا تم اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہو اور پیشانی زمین کی طرف جھکاتے ہو۔ آخر تمہارا مطلوب ہے کہاں؟ زمین میں یا آسمان میں انہوں نے جواب دیا کہ ہم آسمان کی طرف ہاتھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ ہمیں رزق وہیں سے ملتا ہے اور زمین پر سجدہ اس لئے کرتے ہیں تا کہ اس کے شر سے محفوظ رہیں اور ہم نے اسی میں جانا ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ اور مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یہ سن کر وہ کافر مسلمان بن گیا۔ (۹) دعا آہستہ مانگی جائے کہ کوئی دوسرا نہ سنے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادعوا ربکم تضرعاً و خفیہ ایک عارف فرماتے ہیں جو دعا خفیہ مانگی جائے وہ بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔

اور قبولیت دعا کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دعا مانگنے والا بے بس ولاچار ہو تمام اسباب وسائل سے اس کی امید کٹ چکی ہو ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مضطر ولاچار وہ شخص ہے جو غرق ہونے والے یا گڑھے میں گرتے ہوئے کی طرح ہلاکت کے قریب ہو۔ ایسا شخص جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے تو اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ امام عبدالواحد بن زید بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ شہر میں ہمارے ہاں ایک آدمی خچر والا تھا جو لوگوں کو کرایہ پر خچر دیتا تھا اور چونکہ امانتدار تھا اس لئے تاجر اسے اپنا سامان دے کر دوسرے شہروں کے تاجروں کو بھجوایا کرتے تھے۔ وہ خچر والا ایک دن بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ راستہ میں اسے ایک آدمی ملا اس نے سلام کرنے کے بعد پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا افسوس میں چل نہیں سکتا ورنہ میں بھی تمہارے ساتھ کوفہ جاتا البتہ یہ ہے کہ اگر تم ایک دینار لے کر مجھے اپنے خچر پر بٹھا لو تو میں تمہارے ساتھ جا سکتا ہوں۔ تم نیک آدمی ہو اور تمہارا خچر بھی تیز رفتار ہے۔ خچر والے نے اسے اپنے خچر پر بٹھا لیا۔ چلتے چلتے ایک جگہ آئی جہاں سے راستہ دو طرف جا رہا تھا۔ سوار نے پوچھا اب تم کس راہ سے جاؤ گے خچر والے نے کہا بڑے راستہ سے۔ سوار نے کہا نہیں دوسرے راستہ پر چلو کیونکہ یہ بہت آسان اور نزدیک ہے۔ خچر والے نے اسی راستہ پر خچر موڑ دیا۔ چلتے چلتے یہ راستہ ایک جنگل میں جا پہنچا جہاں وحشی جانور پھر رہے تھے وہاں پہنچ کر سوار خچر سے اتر پڑا اور خنجر نکال کر خچر والے کو قتل کرنے کے لئے سنبھلا۔ خچر والے نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے وہ بھی لے لو اور خچر بھی اور سامان بھی سب لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ اس نے کہا نہیں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ خچر والے نے کہا مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دیدو تا کہ میرا خاتمہ نیک عمل پر ہو۔ اس نے کہا جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے خچر والا وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اس پر گھبراہٹ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اسے کچھ نہیں سوجھتا تھا کہ کیا پڑھے آخر اسے یہ آیت یاد آئی اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا تو اس نے اس آیت کو اونچی آواز سے پڑھا ڈاکو نے پیچھے سے کہا ہاں ہاں اس وقت وہ تیری دعا قبول کر لے گا۔ ڈاکو کا یہ کہنا تھا کہ جنگل کے درمیان سے ایک سوار ہاتھ میں خنجر لئے نکلا اور اس چور کو مار ڈالا۔ خچر والا کہتا ہے میں اس سوار کی طرف

لپکا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بندہ ہوں جو مجبوری و بے بسی کی حالت میں اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے تم جہاں جانا چاہو جاؤ اب تمہیں کوئی خوف نہیں ہے۔ تب میں اپنے راستہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

امام عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری صحابی حضرت ابومغلقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اور دوسروں کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کہیں جارہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک مسلح ڈاکو مل گیا۔ ڈاکو نے کہا جو کچھ ہے نکالو پھر میں تمہیں قتل کروں۔ آپؓ نے فرمایا مجھے دو رکعت نفل تو پڑھ لینے دو اس نے کہا پڑھ لو انہوں نے وضو کر کے چار رکعتیں پڑھیں اور آخری سجدہ میں تین بار یہ دعا پڑھی یَا وَدُوْدُ یَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِعِزِّکَ الَّذِیْ لَایُضَامُ وَ مُلْکِکَ الَّذِیْ لَایُرَامُ وَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا اللِّصِّ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ۔

اچانک ایک سوار ہاتھ میں برچھا لئے آیا۔ ڈاکو اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سوار نے اسے مار ڈالا پھر وہ سوار حضرت ابومغلقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آیا اور کہا اٹھئے۔ آپؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ سوار نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب تم نے پہلی دعا مانگی تو تمام اہل آسمان میں شور پڑ گیا۔ جب دوسری اور تیسری دعا مانگی تو مجھے کہا گیا یہ کس مصیبت زدہ کی دعا ہے؟ میں نے کہا یہ ابومغلقہ کی آواز ہے جس کے نیک اعمال کثرت سے اوپر آتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم ہوا اور میں نیچے آ گیا۔

قاضی ابوبکر ابن عربی اور حضرت بوعلی حسین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو آدمی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور (مذکورہ بالا) یہ دعا مانگے تو قبول ہوتی ہے خواہ وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔

خطبۂ کتاب

سب سے پہلے ہم اس خدا کی حمد بیان کرتے ہیں جو تمام تعریفوں کا مالک ہے جس کی باعظمت و بے مثال کتاب سے نور کے ستارے اپنی حیرت میں ڈال دینے والی چمک سے نور کی بارش برسا رہے ہیں۔ اور جس نے اپنی لاجواب کتاب میں ایسے معجزے اور کرامتیں رکھ دی ہیں جن سے متاثر ہو کر پورا عالم اس کتاب کی تعریف میں لگا ہوا ہے۔ یہ کتاب ایسا بے کنار سمندر ہے کہ ان گنت فوائد کے عمدہ جواہرات و بے بہا موتی اپنی دلکشی سے اپنے قدردانوں کے دلوں کو بے تاب کر رہے ہیں اور اس خدا نے اس کتاب کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایسا ذریعہ مرحمت فرمایا جس کی بے مثال رہنمائی سے ہم اس کی روشن آیتوں کی حقیقت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور وہ ذریعہ آقائے نامدار سید الابرار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اللہ تعالیٰ ان کی ذات پاک اور آپ کی تمام آل اور تمام اصحاب پر درود و سلام نثار کرے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد چونکہ اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب قرآن کریم ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور دلوں کے زنگ کو اتارنے والی ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھتے ہوئے امام فقیہ قاضی ابوبکر غسانیؒ کی کتاب ''البرق اللامع والمغیث الھامع'' اور حجۃ الاسلام امام ابوحامد غزالیؒ کی کتاب ''خواص القرآن وفواتح السور'' سے انتخاب کر کے ایک کتاب تیار کی ہے جس کا نام میں نے ''الدرر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم'' رکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر قرآن شریف کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ فرشتے ان پر اس وقت تک اپنے بازوؤں سے سایہ کئے رکھتے ہیں اور ان کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اسے

چھوڑ کر کسی اور بات میں مشغول نہیں ہو جاتے اور جو شخص کسی راستہ پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہو جاتے ہیں اور ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو ایک آواز لگانے والا انہیں آواز لگا کر کہتا ہے۔ اٹھو تمہارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس آدمی نے قرآن کریم پڑھا اور پڑھایا اور سنایا وہ کستوری سے بھری ہوئی مشک کی مثل ہے جس کی خوشبو سارے مکان میں مہک ہی ہو اور جس نے پڑھ کر اپنے پیٹ میں رکھا نہ کسی کو پڑھایا نہ سنایا۔ اس کی مثال اس مشک کی سی ہے جس میں کستوری بھر کر اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تین شخص کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ قیامت کے دن کی گھبراہٹ ان کے نزدیک ہی نہ آتی ہوگی اور نہ ان کے دلوں پر حساب کا خوف ہوگا ایک شخص تو وہ ہے جس نے محض ثواب کی نیت سے قرآن کریم پڑھا اور ثواب ہی کی نیت سے لوگوں کو پڑھایا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے ثواب کی نیت سے اذان کہی اور تیسرا وہ غلام ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم میں ایک سورۃ ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیزہ ہے اور اس کو پڑھنے والے کا نام اللہ تعالیٰ کے ہاں شریف ہے اور وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی (ربیعہ اور مضر قبیلہ کے افراد سے) سے زیادہ لوگوں کو ساتھ لے کر سفارش کرے گی اور وہ سورہ یٰسٓ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بنی اوس نے کہا ہم میں سے حنظلہ بن راہب ہے جسے فرشتوں نے غسل دیا۔ ہم میں سے عاصم بن ثابتؓ ہے جس کی حفاظت بھڑوں نے کی اور اسے کافروں سے بچایا تھا اور ہم میں سے سعد بن معاذؓ ہیں جس کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپنے لگا تھا۔ بنی خزرج والوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے قرآن کریم کے چار قاری ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن پڑھا تھا ان کے سوا کسی اور نے نہیں پڑھا تھا اور زید بن ثابت' ابو زید' معاذ بن جبل اور ابی بن کعب ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس پر ابو عمر نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے بنی اوس تم میں سے ایسا کوئی نہیں جس نے پورا قرآن شریف پڑھا ہو اور غیر انصار میں سے ایک جماعت نے سارا قرآن کریم پڑھا ہے جن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں اور ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہیں۔

فائدہ:۔ ایک دفعہ جب صحابہ کرامؓ کو کفار پر چڑھائی کا حکم ہوا تو اس وقت حضرت حنظلہؓ جنابت کی حالت میں تھے چونکہ غسل کرنے کی فرصت نہ پائی اس لئے اسی حالت میں جا کر جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے تو فرشتوں نے انہیں آسمان اور زمین کے درمیان لے جا کر غسل دیا۔ حضرت عاصم بن ثابت نے قسم کھائی تھی کہ نہ میں کسی کافر کو چھوؤں گا نہ کوئی کافر مجھے چھوئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ شہید ہو گئے تو کافر ان کا سر کاٹنے آئے تو بھڑوں نے ان کی لاش کو گھیر لیا اور کافروں کو قریب نہ آنے دیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے لوگو قرآن شریف پڑھو اور یہ رکھے ہوئے مصاحف تمہیں بے پرواہ نہ کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہیں کرتے جس نے قرآن شریف حفظ کیا ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا سب نیکیوں کی مہر ہے اور جہاد کیا کر کیونکہ جہاد اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمیشہ پڑھا کر کہ وہ تیرے لئے زمین میں نور ہے اور آسمان میں ذکر ہے اور نیک بات کے علاوہ سب باتوں سے اپنی زبان بند رکھ کہ تو اس سبب سے شیطان پر غالب رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

قرآن کریم پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے دوست اور مخلص ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن عباس کیا میں تجھے ایسا تحفہ نہ دوں جو مجھے جبرئیل نے حفظ کے لئے تعلیم کیا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا ایک طشتری میں زعفران سے سورۂ فاتحہ سورۂ ملک سورۂ حشر اور سورۂ واقعہ لکھ کر اور زمزم یا بارش کے پانی سے یا دوسرے صاف اور پاکیزہ پانی سے دھو کر تین مثقال دودھ اور دس مثقال نبات سفید ڈال کر صبح کے وقت نہار منہ پی لے اس کے بعد دو رکعتیں ادا کر جن کی ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ سو بار اور سورۂ اخلاص سو بار پڑھ پھر ایک روزہ رکھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چالیس دن نہیں گزرنے پاتے کہ آدمی کا حافظہ بڑھ جاتا ہے اور یہ عمل ساٹھ برس سے کم عمر والے کے لئے ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے اس پر عمل کر کے فائدہ اٹھایا ہے اور زہریؒ اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے۔ عاصم کہتے ہیں میں نے خود اپنے لئے لکھا تھا جبکہ میں پچپن سال کا تھا دو ماہ نہیں گزرے کہ میرا حافظہ اتنا بڑھ گیا کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......فضائل وخواص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کریم کی ایک آیت ہے اور قرآن کریم کا آغاز اسی سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی مکتوب تحریر کرواتے ان میں سب سے پہلے بسم اللہ شریف لکھی جایا کرتی تھی۔

ابو عبید القاسم بن سلامہ کی کتاب فضائل القرآن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف جو مکتوب ارسال فرماتے سب سے پہلے لکھتے باسمک اللھم جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی طریقہ رہا پھر بسم اللہ مجرھا والی آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ لکھوانے لگے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی دستور جاری رہا۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوانے لگے۔

منصور بن عمار جو بڑے حکیم و دانا تھے ان کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں راہ چلتے ایک کاغذ پڑا ہوا ملا جس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے وہ کاغذ اٹھایا اور کوئی جگہ اس کے رکھنے کو نہ پائی تو اسے نگل لیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ کوئی آدمی کہہ رہا ہے "اے منصور تو نے جو اس کاغذ کی عزت کی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے" اس وقت سے وہ جو بات بھی کرتے دانائی کی کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کاغذ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک لکھا ہوا اور وہ زمین پر گرا ہوا ہو جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اٹھانے کے لئے اپنا کوئی دوست نہیں بھیجتے فرشتے اپنے بازوں سے اسے گھیرے رکھتے ہیں اور جو شخص اسے وہاں سے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علیین میں بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔

حضرت بشر بن حارث حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے دیکھا کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا سر راہ پڑا۔ پاؤں کے نیچے روندا جارہا ہے انہوں نے اسے اٹھایا تو اس میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لکھا ہوا تھا انہوں نے ایک درہم کا عطر خرید کر اسے لگایا اور دیوار کی درز میں دیدیا۔ رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے اے بشر تو نے میرے نام کو معطر کیا ہے۔ میں تیرے نام کو دنیا و آخرت میں معطر کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے مالداروں کے نام مٹ گئے لیکن اس فقیر کا نام جس کے پاؤں میں جوتا تک نہ ہوتا تھا آج تک زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے خطوں اور رسالوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرو اور لکھتے وقت زبان سے پڑھا بھی کرو۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس کے اور اسم اعظم کے درمیان اتنا قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا قرب ہے اور فرمایا کہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ کے اسم باطن پر دلالت کرتی ہے اور یہ وہ پوشیدہ اسم ہے کہ جس سے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الزمھم کلمۃ التقوٰی میں کلمۃ التقوٰی سے مراد بسم اللہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بسم اللہ کی ب کو میم تک نہ کھینچو کہ سین ختم ہی ہو جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بسم اللہ لکھنے والے کو سزا دی کیونکہ اس نے میم کو سین سے پہلے لکھ دیا تھا کسی نے پوچھا تجھے امیر المومنین نے سزا کیوں دی ہے اس نے کہا بسم اللہ کی سین کی وجہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کے معانی میں غور کرنے کے لئے اسے بیس دفعہ پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی تعظیم کی نیت سے بسم اللہ کو بہت عمدگی اور خوبصورتی کیساتھ لکھے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سب کاموں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اللھم بارک لنا فیما رزقنا وقنا عذاب النار اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت یا کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے تمہیں رات رہنے کے لئے گھر اور کھانا مل گیا ہے۔

ایک عارف کا ارشاد ہے کہ بسم اللہ کے انیس حرف ہیں اور دوزخ کے داروغے بھی انیس ہیں اللہ تعالیٰ ان انیس حروف کے سبب مومن سے دوزخ کے انیس داروغوں کو دور کردیتا ہے اور بسم اللہ کے چار کلمات ہیں اور گناہ بھی چار قسم کے ہیں۔ رات کے گناہ دن کے گناہ پوشیدہ گناہ اور ظاہری گناہ لہذا جو مومن آدمی اخلاص اور محبت سے بسم اللہ پڑھتا ہے اس کے چاروں قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ب بہاء اللہ ہے (خوبی) سین سناء اللہ (اللہ کی روشنی) ہے اور میم ملک اللہ یا مجد اللہ (اللہ کا ملک یا بزرگی) ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا الف، لام باء، سین، میم، ح ہاء، حاء، نون، راء اور یاء بہت عظمت والے حروف ہیں اور یہی بسم اللہ کے حروف ہیں انہیں حروف سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ باء اور میم سے ظاہری بادشاہت قائم ہوئی۔ باء اور سین سے عالم ملکوت وجود میں آیا باء اور الف سے ناموں کو وجود ملا لام اور ہاء سے حالات نے ترتیب پائی راء اور حاء سے رحمت ظہور میں آئی اور نون و یاء سے قبضتین کا حکم صادر ہوا۔

ایک محقق عارف نے مجھ سے بیان کیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اسم اعظم ہے کیونکہ جب اس کو ربوبیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس سے تعظیم کا اظہار ہے اور ایک قسم وہ جس سے شان کی بلندی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ تعظیم اللہ کی وہ چادر ہے جو عالم میں ہمیشہ قائم ہے اور مخلوق میں پھیلی ہوئی ہے کیونکہ مقربین اور اصحاب الیمین کی تعریف کے بعد فسبح باسم ربک العظیم ہے اور حق الیقین کے بعد مکذبین الضالین کی تعریف آئی ہے۔ تو جس شخص کو مقربین، اصحاب الیمین اور مکذبین کا راز معلوم ہوگیا ہے اور حق الیقین کا درجہ حاصل ہوگیا ہے اس نے عالم میں اللہ تعالیٰ کی پوری پوری عظمت کا مشاہدہ کرلیا اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو بخوبی جان لیا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف ہر اس شخص کے لئے جس کا دل خاکی میں اور حجابی کشف سے پاک صاف ہے کیونکہ شکلیں دو ہی قسم کی ہیں ایک ہبوطی اور دوسری عروجی اور یہ مذکورہ شکل ہبوطی ہے کیونکہ اسم اعظم دائرۂ حسیہ حقیقہ ترکیبہ میں شامل ہے اور شکل عروجی اسم کی اضافت ہے ربوبیت کی طرف لہذا مراتب علویہ تینوں پہلو سے شہودی ہیں ارواح قدسیہ میں اس کے بعد مقربین اور اس کے بعد اصحاب الیمین ہیں اور مراتب سفلیہ تین ہیں۔ الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی والذی اخرج المرعیٰ. تو مراتب علویہ عالم ایجاد میں مراتب سفلیہ کا باطن ہیں اور مراتب سفلیہ ظاہر ہیں اور اسم ربوبیت موجودات میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور اسم الوہیت حقائق موجودات پر غالب ہے تو جب اسم اللہ یعنی بسم اللہ کو مضاف کیا جائے تو رحمانیت ظاہر ہوتی ہے تو عظمت اور علو ربوبیت کی صفت ہے اور رحمانیت الوہیت کی صفت ہے مگر ربوبیت ظاہر ہے اور الوہیت باطن ہے۔ اور یہ نسبت فسبح کی سی ہے اور اسم کی نسبت اسم اللہ کی سی نسبت ہے اور اقرء کی نسبت بسم کی سی نسبت ہے اور اسم کی نسبت اللہ کی سی نسبت ہے اور رَبِّکَ کی نسبت رحمان کی سی نسبت ہے۔ اور الذی خلق کی نسبت رحیم کی سی نسبت ہے مگر یہ تین نسبتیں نیچے سے اوپر ترقی کرتی ہیں اور وہ تین اوپر سے نیچے کو آتی ہیں اور سفلیات کی کنجیاں علویات کے بعد ہیں تو سبح باسمک غیبت ہے اور سبح باسم ربک الاعلیٰ دوسری غیبت ہے اور اقرأ باسم ربک الذی خلق تیسری غیبت ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم غیبت ہے اور ایسا ہی قرآن کریم میں سب سمجھنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن تین عالم پر مشتمل ہے عالم الملک، عالم الخلق اور عالم الامر چنانچہ ارشاد الٰہی ہے الالہ، الخلق والامر

اور بسم اللہ تمام عالموں کے بارے میں فائدہ مند ہے اور اس میں ابتداء وانتہا کا بھید ہے اور اس میں توحید کے مراتب ہیں کیونکہ بسم اللہ مقابل ہے شھد اللہ کے الرحمٰن مقابل ہے والملائکہ" کے اور الرحیم مقابل ہے واولو العلم کے۔ لہذا بسم اللہ کا اول اس کے آخر اور اس کا ظاہر اس کے باطن کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سے موجودات کا درخت پیدا کیا اور اسی سے مخفی امور کے راز ظاہر فرمائے اسی لئے جو آدمی کثرت سے بسم اللہ کا ورد کرے وہ علوی وسفلی دونوں قسم کی مخلوقات کے نزدیک باہیبت ہو جاتا ہے اور جو شخص اسکے وہ راز جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں جان لے اور انہیں کسی چیز پر لکھ دے تو وہ آگ میں نہیں جلے گی اور اسی میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا بھید ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو کوئی حاجت ہو تو وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن اچھی طرح صاف ستھرا ہو کر جمعہ کی نماز کو جاتا ہوا راستہ میں ایک یا دو یا تین روٹیاں خیرات کر دے اور نماز جمعہ سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِیْ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ اَلَّذِیْ مَلَاْتُ عَظَمَتُهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَضَعَتْ لَهُ الرِّقَابُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهُ الْعُيُوْنُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِيَنِیْ حَاجَتِیْ وَهِیَ كَذَا وَكَذَا

تو اسکی حاجت فوراً پوری ہو جائے گی اور آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عمل جاہل بیوقوفوں کو ہرگز نہ بتاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کے نقصان کے لئے یہ دعا پڑھ دیں اور وہ قبول ہو جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو حاجت مند آدمی اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری میں فاتحہ اور آمن الرسول آخر تک پڑھے اور تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُوْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَّيَاصَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَّيَاقَرِيْباً غَيْرَ بَعِيْدٍ وَّ يَاشَاهِداً غَيْرَ غَائِبٍ وَّ يَاغَالِباً غَيْرَ مَغْلُوْبٍ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَیِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِیْ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَیُّ الْقَيُّوْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ مِنْ خَشْيَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَقْضِیَ لِیْ كَذَاوَكَذَا (كَذَا وَكَذَا کی جگہ اپنی حاجت کو ذہن میں لائے)

میں نے ایک عارف کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر کسی کو بہت ہی سخت حاجت پیش آئے تو وہ ایک کاغذ کے ٹکڑے میں لکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِيْلِ اِلَی الرَّبِّ الْجَلِيْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

پھر اس کاغذ کو بہتے ہوئے پانی میں ڈال دے اور کہے

اِلٰهِیْ بِمُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الْمُرْتَضِيْنَ اقْضِ حَاجَتِیْ يَااَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ اور جو حاجت ہو اس کا نام لے ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو جائیگی۔

میرے دوستوں میں سے ایک صاحب نے بیان کیا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بارہ ہزار مرتبہ پڑھے اور ہر ہزار کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے اور جو حاجت ہو اس کے پورے ہونے کی دعا مانگے پھر پڑھنا شروع کر دے اور ہر ہزار پر دو نفل بھی پڑھے اور دعا بھی مانگے اسی طرح بارہ ہزار ختم کرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

سورۃ الفاتحہ......فضائل وخواص

اس سورۃ کا نام فاتحہ اس لئے ہے کہ قرآن کریم کا آغاز اسی سورۃ سے ہوا ہے اور چونکہ یہ سورۃ دوسری تمام سورتوں سے پہلے ہے اس لئے اس کا نام ام القرآن اور ولۃ بھی ہے اور اس سورۃ کا نام السبع الثانی بھی ہے۔ سبع اس لئے کہ اس کی آیات سات ہیں اور مثانی اس لئے کہ یہ نماز میں بار بار دہرائی جاتی ہے یا اس لئے کہ دو دفعہ نازل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں اور اس لئے بھی کہ یہ سورۃ صرف اسی امت کے لئے استثناء کی گئی ہے یعنی یہ سورۃ خاص امت محمدیہ کے لئے نازل ہوئی ہے اس سے پہلے کسی امت پر نہیں اتری۔ اور بعض علماء کے نزدیک اس کا نام مثانی اس لئے ہے کہ اس کا آدھا حصہ ثنا ہے اور باقی آدھا دعا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایسی سورۃ بتاؤں کہ اس جیسی سورۃ نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں اور نہ زبور میں وہ سورۃ سبع الثانی اور القرآن العظیم ہے جو مجھے عطا فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس نے سورۂ فاتحہ پڑھی گویا اس نے توراۃ وانجیل وزبور اور قرآن شریف کو پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ایک قوم پر یقینی طور پر عذاب اتارا جائے گا اس وقت ان کا ایک لڑکا باہر آ کر سورۂ فاتحہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سورۃ کی برکت سے چالیس سال تک ان سے عذاب اٹھالے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے وحی بھیجی کہ میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے آپ کو سورۂ فاتحہ عنایت کی پھر میں نے اس کو اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری سورۃ کے قائم مقام ہوسکتی ہے مگر کوئی دوسری سورۃ سورۂ فاتحہ کی جگہ کافی نہیں ہوسکتی۔

حاویہ بن صالح ابی فروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابلیس کو تین بار تکلیف پہنچی ایک جب جنت سے نکال کر زمین پر اتارا گیا اور فرشتوں نے اس کا جنتی لباس اتار لیا اور ایک اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ایک اس وقت جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنی چاہوں تو ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر لکھ سکتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ سورۂ فاتحہ قرآن کریم کا سر اور ستون اور اس کی بلندی کی چوٹی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے پانچ نام ہیں جو انتہائی عظیم القدر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو ام القرآن اور مفتاح فرمایا ہے اور اس کے بغیر نماز کو ناقص قرار دیا اس کی فضیلت دوسری سورتوں پر انہی پانچ ناموں کی برکت سے ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو قبول ہو جاتی ہے اور جو چیز مانگی جائے مل جاتی ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ پانچ نام جس طرح قرآن کریم کی ابتداء میں ہیں اسی طرح لوح محفوظ میں بھی پہلے ہی لکھے ہوئے ہیں اور یہی نام عرش وکرسی کے سراپردہ پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔ نیز ہم اگر ان اسماء میں غور وفکر کریں تو ہمیں معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ ناموں پر پانچ نمازوں اور اسلام کے پانچ ارکانوں کو ترتیب دیا ہے اور غنیمت ودفینہ کے مال میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا اور پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوۃ ہے اور لعان میں پانچ شہادتیں اور قسامت میں پچاس قسمیں مقرر ہیں اور پانچ حدیں مقرر کیں۔ ہاتھ پاؤں

کی انگلیاں پانچ پانچ بتائیں جن انبیاء کا قرآن کریم میں تذکرہ ہے وہ پچیس ہیں اور سورۂ فاتحہ کے کلمے پچیس ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی اور آل عمران کی آیات **شھد اللہ** سے **الاسلام** تک اور **قل اللھم مالک الملک** سے لے کر **بغیر حساب** تک کو جب اللہ تعالیٰ نے اتارنا چاہا تو یہ عرش سے چمٹ کر کہنے لگیں کیا آپ ہمیں زمین پر ان لوگوں کے ہاں اتار رہے ہیں جو آپ کے نافرمان ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندوں میں جو ہر نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا میں اسے جنت میں جگہ دوں گا اور اسے حظیرۃ القدس میں رکھوں گا اور ہر روز اس کی طرف ستر بار دیکھوں گا اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا جنت میں سے کم سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہے اور اسے اس کے ہر دشمن سے محفوظ رکھوں گا اور اسے دشمن پر غالب کر دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آواز سی سنائی دی۔ حضرت جبرئیلؑ نے اوپر دیکھا اور فرمایا آسمان کا ایک دروازہ آج کھولا گیا ہے جو پہلے کسی امت کے لئے نہیں کھلا اور اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا ہے جو پہلے کبھی نہیں اترا پھر اس فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۂ فاتحہ اور ایک سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان کا جو حرف پڑھیں گے اس کا ثواب ملے گا۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ سورۃ منجیہ ہے جس مقصد کے لئے پڑھی جائے گی وہی مقصد حاصل ہوگا۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے سورۂ فاتحہ ہر غم کی شفا ہے۔

(۳) ابوفروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیطان کو تین دفعہ نقصان پہنچا ایک دفعہ جب اسے جنت سے نکالا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تیسری مرتبہ جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چار دفعہ الحمد للہ رب العلمین کہہ کر پھر پانچویں مرتبہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ تیری طرف ہے اس سے جو تو مانگتا ہے مانگ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمن کو دیکھا تو فرمایا **مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ** اتنے میں میں نے دشمنوں کو دیکھا کہ زمین پر گر رہے ہیں اور فرشتے ان کو آگے پیچھے سے مار رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم کی سب سے افضل آیت الحمد للہ رب العالمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کے گھر میں غربت و بے سروسامانی ہو وہ اپنے گھر میں اگر سورۂ فاتحہ اور اخلاص پڑھے تو غربت و بے سروسامانی جاتی رہے گی اور اس کی جگہ خوشحالی آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم سوتے وقت سورۂ فاتحہ اور اخلاص پڑھ لو تو موت کے علاوہ باقی ہر مصیبت سے محفوظ ہو جاتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص بارش کے پانی پر سورۂ فاتحہ ستر بار آیۃ الکرسی ستر مرتبہ اور قل ھو اللہ احد ستر مرتبہ اور معوذتین ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے

خبر دی ہے کہ جو شخص اس دم کیئے ہوئے پانی کو سات دن بلا ناغہ پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے ہر بیماری کو نکال دے گا اور اس کی رگوں، ہڈیوں اور تمام اعضاء سے نکال دے گا۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی کو بخار ہو تو چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کرلیا جائے اور اس کے منہ پر چھینٹیں ماری جائیں تو بخار جاتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اگر کسی کی آنکھیں آ گئی ہوں یا اس کی نظر میں کمزوری ہو تو چاند کی پہلی یا دوسری رات کو چاند کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھیرتا رہے اور سورۃ فاتحہ بسم اللہ اور آمین سمیت دس مرتبہ سورۂ اخلاص تین بار اور اس کے بعد شفاء من کل داء برحمتک یاارحم الراحمین سات بار اور یارب پانچ بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

اگر کوئی بیمار ہو اور اس کی بیماری نہ جاتی ہو تو اس سورۃ کو پڑھے یا کسی برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر پی لے اور منہ پر چھینٹے بھی مارے اور سارے جسم پر ملے اور ملتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ اَللّٰهُمَّ اكْفِ اَنْتَ الْكَافِيْ اَللّٰهُمَّ اعْفُ اَنْتَ الْمُعَافِيْ.

اگر اس کی موت نہیں آئی تو وہ اس عمل کرنے سے صحت مند ہو جائے گا۔

سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں پچیس کلمات اور ایک سو اکتالیس حرف ہیں۔ اس سورۃ میں ثخش ظظز کے علاوہ باقی سب نقطہ والے حروف موجود ہیں اور ثخش ظظز کے حروف آیت او من کان میتاً فاحییناہ و جعلنالہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا کذلک زین للکافرین ماکانوا یعملون میں موجود ہیں۔

سورۃ البقرۃ......فضائل وخواص

اس سورۃ میں بہت عجائبات کثیر احکام اور قصے ہیں اس لئے اس کا نام فسطاط بھی ہے۔ فسطاط اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور بہت بڑے شہر کو بھی فسطاط کہتے ہیں اسی لئے مصر کو فسطاط کہتے ہیں اور بالوں کے خیمہ کو بھی فسطاط کہتے ہیں اور اس سورۃ کا ایک نام سنام القرآن بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے لکل شیٔ سنام وسنام القرآن سورۃ البقرۃ ہر چیز کی ایک کوہان (چوٹی) ہوتی ہے اور قرآن کریم کی چوٹی سورۃ البقرۃ ہے۔

اس سورۃ میں پانچ سو احکام اور پندرہ ضرب الامثال ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص کو شیطان ملا تو اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تم اسے گھر میں پڑھو گے تو شیطان گھر سے جاتا رہے گا۔ جب انہوں نے چھوڑ دیا اور کہا کہ بتا تو شیطان نے کہا اب میں نہیں بتاتا۔ انہوں نے پھر پکڑ کر زمین پر پٹخا تو کہنے لگا اب مجھے چھوڑ دو تو ضرور بتاؤں گا۔ انہوں نے چھوڑا تو پھر انکار کرنے لگا انہوں نے پھر تیسری مرتبہ اٹھا کر زمین پر مارا تو شیطان نے ان کی انگلی پر کاٹا اور خدا کی قسم کھا کر کہا اب چھوڑ دو تو ضرور بتاؤں گا۔ انہوں نے کہا جب تک بتائے گا نہیں تو میں چھوڑوں گا نہیں۔ تب شیطان نے بتایا کہ وہ چیز سورۃ البقرہ ہے۔

خدا کی قسم جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے گدھے کی طرح ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔
کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ صحابی کون تھے؟ تو بتلایا کہ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا جب تم سونے لگو تو آیت الکرسی پڑھ کر سویا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نگراں مقرر کردیں گے۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آسکے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص آیت الکرسی اور سورۃ اعراف کی تین آیتیں ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض.........المحسنین تک اور سورہ صٰفٰت.........لازب تک اور سورہ رحمٰن سنفرغ لکم ایھا الثقلان تک پڑھے تو وہ سارا دن شیطان، جادوگر ہر تکلیف دینے والے آدمی، ہر ظالم حکمران ہر چور اور ہر موذی درندے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص رات کو پڑھے وہ رات کو ان سب سے محفوظ رہتا ہے۔

خاصیت آیت 286,285

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے تو وہ اسے (چوری و آفت اور شیطان وغیرہ سے تحفظ کے لئے) کافی ہو جاتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کی (تمام رات کی) عبادت کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ان دو آیتوں پر مکمل کیا ہے جو اس نے مجھے اپنے اس خزانہ سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے لہذا ان دو آیتوں کو خود پڑھو اپنی بیویوں اور اولاد کو پڑھاؤ کہ یہ دونوں آیتیں نماز بھی ہیں دعا بھی ہیں اور قرآن بھی۔

حروف مقطعات

حروف مقطعات جو کہ سورتوں کی ابتداء میں مذکور ہیں ان کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حروف ان متشابہات میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ لہذا ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے معانی و مفہوم جانتے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سورتوں کے شروع میں جو حروف ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہر کتاب میں کوئی برگزیدہ چیز ہوتی ہے اور قرآن کریم میں برگزیدہ شئی حروف مقطعات ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اگر آدمی ان حروف کو صحیح ترتیب دے سکیں تو ان سے بننے والے اسمائے الٰہیہ کو جان لیں چنانچہ الٓر .... حٰمٓ اور نٓ کو ملایا جائے تو الرحمٰن بن جاتا ہے۔ اسی طرح باقی مقطعات بھی ہیں مگر ہم ان کی صحیح ترتیب بنانے سے قاصر ہیں۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے الٓر حٰمٓ اور نٓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا ان کے ملا لینے سے الرحمٰن بنتا ہے۔
سدیؒ کلبیؒ اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کے نام ہیں اور بعض کا قول ہے کہ ان حروف سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ حضرت عکرمہؒ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک حرف اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر دلالت کرتا ہے چنانچہ الف میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اول آخر ازلی اور ابدی ہے اور لام میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور میم میں اشارہ ہے کہ وہ ملک مجید، منان اور محسن ہے اور کھیٰعص میں کاف اشارہ ہے کہ وہ کافی، کبیر اور کریم ہے اور ہاء اشارہ ہے کہ وہ ہادی ہے اور یاء اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور عین اشارہ ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور صاد اشارہ ہے کہ وہ صادق ہے۔

اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان میں سے بعض حروف اسم صفات پر دلالت کرتے ہیں اور بعض اسم ذات پر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں الٓمّٓ سے مراد انا اللہ اعلم ہے۔ یعنی میں ہوں اللہ بہت علم والا اور الٓمّٓصٓ سے مراد انا اللہ افضل ہے اور الٓرٰ سے مراد انا اللہ رائی ہے یعنی میں ہوں اللہ بہت دیکھنے والا اور بعض نے کہا کہ ان میں سے ہر حرف صفات افعال پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ الف سے مراد آلآء اللہ یعنی اللہ کی نعمتیں اور بخششیں ہیں اور لام سے مراد اس کا لطف ہے اور میم سے مراد اس کا مجد اور طاء سے مراد یہ ہے کہ وہ طیب و ذوالطول ہے۔ یعنی پاک و بخشش والا ہے اور سین سے مراد یہ ہے کہ وہ سلام اور سمیع ہے اور راء سے مراد یہ ہے کہ وہ رب اور رحیم ہے اور حاء سے مراد یہ ہے کہ وہ حلیم حی اور حق ہے اور نون سے مراد یہ ہے کہ وہ نور اور نافع ہے اور قاف سے مراد یہ ہے کہ وہ قاہر، قادر اور قوی ہے۔

اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے بعض حروف اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر دلالت کرتے ہیں اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں یہ حروف کل چودہ ہیں سب سے پہلا الٓمّٓ اور آخری نٓ ہے اور ان میں سے بعض مکرر سہ کرر آئے ہیں اور ان کے معانی میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے مشتق ہیں۔ قاضی ابوبکر باقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حروف حروف ہجا کے اٹھائیس حروف کے نصف ہیں جو کہ سورتوں کے شروع میں تکرار کے ساتھ آئے ہیں ان کے بعد قصے اور احکام مذکور ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ قرآن کریم کی کمی اور زیادتی سے حفاظت فرمائی ہے اور انا نحن نزلنا الذکر و انّا له لحفظون میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ایک عارف نے فرمایا کہ جو حروف ہم بولتے ہیں اٹھائیس ہیں ان میں سے چودہ حروف نور ہیں اور چودہ حروف ظلمت حروف نور یہ ہے۔ ا، ح، ص، س، ک، ع، ط، ق، ذ، ہ، ن، م، ل، ی اور باقی حروف ظلمت ہیں۔

اور ایک عارف کا فرمان ہے کہ حروف مقطعات تین کلمات اور اٹھائیس حروف ہیں اور وہ الٓمٓ، الٓمٓصٓ، الٓرٰ، الٓرٰ، الٓرٰ، الٓرٰ، الٓرٰ، الٓمٓرٰ، کٓھٰیٰعٓصٓ، طٰهٰ، طٰسٓمٓ، طٰسٓ، طٰسٓمٓ، الٓمٓ، الٓمٓ، الٓمٓ، یٰسٓ، صٓ، حٰمٓ، حٰمٓ، حٰمٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ، حٰمٓ، حٰمٓ حٰمٓ، قٓ، نٓ ہیں اور اگر ان کی ترکیب کو دیکھا جائے تو بعض ایک ایک ہیں بعض دو دو اور بعض تین تین، بعض چار چار اور بعض پانچ پانچ حروف سے مرکب ہیں جیسا کہ کلام عرب کا قاعدہ ہے۔

اور امام سہیل بن عبداللہ تستریؒ نے اپنی ایک کتاب میں ایک فصل حروف کے بیان میں قائم کی ہے اس میں فرماتے ہیں کہ حروف میں سے افضل نو ہیں جن کے نور سے حروف مقطعات بنے ہیں وہ یہ ہیں۔ ا، ل، م، ص، ر، ق، ک، ن، و اجسام ظاہرہ یعنی ساتوں آسمان اور عرش اور کرسی ان کی اشرفیت پر دلالت کرتے ہیں یہ وہ حروف ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کنایۃً ان لفظوں سے بیان فرمایا ہے۔ الٓمٓ، الٓمٓصٓ، قٓ، نٓ، حٰمٓ اور یہی حروف لوح و قلم کے حروف ہیں اور چودہ حروف خورانیہ ا، ل، م، ص، ر، ک، ی، ع، ط، س، ح، ق، ن، ہ ہیں یعنی وہ حروف جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ جیسا کہ منازل قمری کل انتیس ہیں اس طرح چاند چودہ منزلوں تک روشنی میں کمال حاصل کرتا ہے اور سورج کے قریب ہوتا ہے اسی طرح نفس انسانی ان چودہ حروف کی معرفت سے عقل کا نور حاصل کرتا ہے اور کمال کو پہنچتا ہے۔

حرف الف سے اللہ تعالیٰ کے وہ اسمائے گرامی تعلق رکھتے ہیں جن کے شروع میں الف آتا ہے یعنی اللہ، احد، اول اور آخر۔ حرف باء سے باسط، باعث، بر، باقی اور باطن ہیں۔ حرف جیم سے جبار، جلیل، جمیل، جواد اور جامع ہیں۔ حرف دال سے دائم اور دیان ہیں۔ حرف ھاء سے ہادی ہے۔ حرف واؤ سے وارث اور وہاب ہے حرف زاء سے زکی ہے۔ حرف حاء سے حی، حکیم، حلیم، حق، حکم، حفیظ اور حسیب ہیں۔ حرف طا سے طاہر، طائب اور طائق ہیں۔ حرف یاء سے وہ اسم اعظم متعلق ہے جو عبرانی زبان میں ی وہ ہے اور اب تک بنی اسرائیل اس کی تاویل نہیں جانتے۔ حرف کاف سے کریم، کفیل اور کبیر ہیں۔ حرف لام سے لطیف ہے حرف میم سے مالک، مومن، مہیمن، مصور، ماجد، مقتدر، موخر، معز، مذل، مقیت، مجیب، متین، محصی، مبدی، معید، محی، ممیت، متعال، منتقم، مالک الملک، مقسط، مغنی، معطی، مانع، منزل، مہلک، منشی اور

مبین ہیں۔حرف نون سے نور اور نافع ہیں۔حرف سین سے سلام سمیع اور سبوح ہیں۔حرف عین سے عزیز، علی، عظیم، عدل اور عفو ہیں۔حرف فاء سے فرد اور فتاح ہیں حرف صاد سے صبور، صمد اور صادق ہیں۔حرف قاف سے قیوم، قہار، قاہر، قدوس، قائم، قدیر، قابض، قریب اور قدیم ہیں۔ حرف راء سے رحمٰن، رحیم، رب، رؤف، رافع، رقیب، رزاق اور رشید ہیں۔حرف شین سے شاہد، شکور اور شدید العقاب ہیں۔حرف تاء سے تواب ہے۔حرف ثاء سے ثابت الوجود ہے۔حرف خاء سے خالق، خبیر اور خافض ہیں۔حرف ذال سے ذوالجلال والاکرام ہے۔حرف ضاد سے ضار، حرف ظاء سے ظاہر اور حرف غین سے غنی، غفار اور غالب ہیں۔

بہتر دعا وہ ہے جو اسمائے حسنٰی کے ساتھ اور چودہ حروف نورانیہ کے ساتھ مانگی جائے۔چنانچہ بڑے بڑے صحابہ کی ایک جماعت مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اور انہیں میں اسم اعظم بھی ہے اور اسمائے حسنٰی اور چودہ حروف نورانیہ کے ساتھ دعا یہ ہے (ا) یَا اَللّٰهُ ' یَا اَحَدُ' یَا اَوَّلُ یا آخِرُ یَا لَطِیْفُ' (م) یَا مَالِکَ الْمُلْکِ' یَا مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ یَا مُحْیِیُ یَا مُمِیْتُ (ص) یَا صَمَدُ (ر) یَا رَبَّ الْاَرْبَابِ یَا رَحْمٰنُ ' یَا رَحِیْمُ (ک) یَا کَرِیْمُ (ہ) یَا هَادِیْ اَنْتَ هُوَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ی) یوہ اھیاشراھیاھیادو (ع) یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ (ط) یَا طَالِبُ یَا طَاهِرُ (س) یَا سَمِیْعُ یَا سُبُّوْحُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (ن) یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَنُوْرَ الْاَنْوَارِ کُلِّهَا وَمُنَوِّرَهَا یَا نَافِعُ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی وَالتُّقٰی وَاَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَاَسْاَلُکَ رِزْقاً دَارًّا وَعَیْشاً قَاراً وَ عَمَلاً بَاراً وَالْحَاقاً بِعِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاَسْئَلُکَ اِنْ نُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِکَ وَاَنْ تُسَلِّمَ عَلَیْهِمَا وَعَلٰی اٰلِهِمَا وَعَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَاَنْ تُعْطِیَنِیْ سُؤْلِیْ مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ شَانِیْ کُلَّهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ حَتّٰی اَلْقَاکَ وَاَنْتَ رَاضٍ عَنِّیْ وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ بات جاننی چاہئے کہ جس طرح جسمانی طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسمانی بیماریوں کی تشخیص کر کے ہر بیماری کا علاج اس کی ضد سے کرے اور مفرد اور مرکب دوائیوں کی تاثیرات اور خواص جان کر ہر بیماری میں ہر دوا کو متوسط مقدار میں استعمال کرائے نہ کہ حد سے زائد یا کم مقدار دے کر مریض کو نقصان پہنچائے۔اسی طرح روحانی طبیب کا بھی یہ فرض ہے کہ روحانی امراض کی اچھی طرح تشخیص کر کے علاج بالضد کرے اور اسماء وحروف کے خواص معلوم کر کے باندازۂ متوسط اس سے پڑھوائے مثلاً خوفزدہ شخص کو حاء جو ٹھنڈا تر ہے اور میم جو گرم خشک ہے اور وہ نام جو ان حروف کے ساتھ خاص ہیں یعنی حی، حنان، منان، حلیم، حکیم اور مومن اڑتالیس بار پڑھنے کو کہے۔پھر اس کے بعد خوف زدہ شخص خدا کا اسم اعظم ذاتی یا اللہ یا اللہ چھبیس بار پڑھ کر جس سے ڈرتا ہے اس سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے پھر دوسری دفعہ وہی حروف اور وہی اسماء یا مومن تک اڑتالیس بار پڑھے اور یہ عدد حاء اور میم کے ہیں اور چھیاسٹھ اللہ تعالیٰ کے عدد ہیں اور یا صمد سے دعا مانگے اور جو شخص پریشان ومتحیر ہو وہ اسم ہادی اور رشید اور مرشد سے دعا کرے۔فقیر و مفلس شخص اسم غنی، مغنی، منعم اور ذوالطول سے دعا مانگے اور کمزور و بے طاقت شخص قوی المتین سے اور ذلیل و بے قدر آدمی عزیز اور عظیم سے اور عاجز شخص قہار اور قدیر سے دعا مانگے اور کند ذہن شخص اسم معلم، علیم اور محصی سے دعا مانگے اسی طرح ہر حاجت مند اپنی حاجت کے موافق اسم مبارک سے دعا مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف زہری اپنے مال واسباب اور گھروں اور جاگیروں پر یہ چودہ حروف نورانیہ لکھ دیا کرتے تھے اور وہ سب محفوظ رہتے تھے۔

حروف مقطعات کے خواص وفوائد

(۱) حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن سے مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّصْرِ وَالتَّائِيْدِ بِالمص وَ بِكهيعص وَ بحمعسق و يٰسٓ وَالْقُرْآنِ وَقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَبِنُوْنٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی میں مسلمانوں کے درمیان ایک علامت مقرر کر کے فرمایا کہو حٰم و لاینصرون

(۳) ایک عارف کا ذکر کرتے ہیں کہ جب وہ دریائے دجلہ میں کشتی پرسوار ہوتے تو وہ چودہ حروف پڑھ لیتے جو سورتوں کے شروع میں ہیں۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ یہ کیوں پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب یہ حروف کسی جگہ جنگل یا دریا میں جہاں بھی پڑھے جائیں تو پڑھنے والا اور وہ مقام جہاں پڑھے گئے ہیں دونوں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کی جان و مال ہلاک ہونے اور غرق ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک عارف نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر حٰمٓ عٓسٓقٓ کذٰلک یوحیٓ الیک و الی الذین من قبلک الله العزیز الحکیم نازل فرمایا تو میں جان گیا کہ اس میں کوئی الٰہی راز ہے۔ میں نے اس آیت کو اپنی سختیوں اور مصیبتوں کے وقت اپنی ڈھال بنایا تو میں اس کے سبب ہمیشہ محفوظ رہا اور خوشحال ہی رہا۔

(۵) اور فرماتے ہیں کہ میں نے موصل میں ایک عارف کے پاس حروف مقطعات لکھے ہوئے دیکھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھ رکھے ہیں تو فرمایا یہ بہت برکت والی چیز ہے ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے ہر آزمائش سے محفوظ رکھتے ہیں۔ رزق عطا فرماتے ہیں۔ جب بھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور فوراً میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے انہیں حروف کی برکت سے دشمن سے محفوظ رہتا ہوں۔ چور' سانپ بچھو' درندے اور حشرات الارض مجھ سے دور رہتے ہیں۔ جب سفر میں جاتا ہوں تو بھی انہیں ہی پڑھتا ہوں اور صحیح وسلامت واپس لوٹتا ہوں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس وقت مجھے کلمات کی برکات کا علم یقینی ہو گیا۔

(۶) امام غزالیؒ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عارف کی لونڈی کو مرگی کا دورہ ہوا تو انہوں نے آ کر اس کے کان میں

بسم الله الرحمٰن الرحیم . المص ' کهیعص' یٰسٓ والقرآن الحکیم' حٰمٓ عٓسٓقٓ نٓ والقلم ومایسطرون.

پڑھا اور پھونک ماری تو دورہ جاتا رہا اور باندی فوراً ہوش میں آ گئی آئندہ بھی اس مرض سے محفوظ رہی۔

(۷) بصرہ میں ایک شخص داڑھ کا درد کیلا کرتا تھا مگر بخیل تھا کسی کو بتاتا نہیں تھا۔ جب وہ شخص مرنے لگا تو ایک شخص کو بلا کر کہا میرے پاس قلم دوات اور کاغذ لا تا کہ میں تجھے داڑھ کیلنا بتا دوں۔ پھر اس نے یہ کلمات لکھ کر دیئے۔

الٓمٓصٓ طٰسٓمٓ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اُسْكُنْ اُسْكُنْ بِالَّذِىْ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَاسْكُنْ بِالَّذِىْ سَكَنَ لَهٗ مَاسَكَنَ لَهٗ مَا فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

اور کہا جسے داڑھ میں درد ہو اس کی داڑھ کو ان حرفوں سے کیل دیا کر۔

(۸) تمیمیؒ کہتے ہیں جو شخص کسی مہینہ کی چودھویں تاریخ اور جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد ہرن کے چمڑے پر گلاب اور زعفران سے سورۃ بقرۃ المفلحون تک سورۃ آل عمران و انزل الفرقان تک المص و ذکریٰ للمومنین تک المرٓ ولکن اکثر الناس لایؤمنون تک کهیعص زکریا تک طٰهٰ لتشقیٰ تک طٰسٓمٓ تلک آیات الکتاب المبین تک یٰسٓ و القرآن الحکیم تک

والقرآن ذی الذکر شقاق تک حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم ۔مصیر تک حٰمٓعٓسٓقٓ کذالک یوحی حکیم تک قٓ والقرآن المجید اور نٓ والقلم وما یسطرون عظیم تک لکھ کر خرے کی ایک پوری میں ڈالے اور موم سے بند کر کے دوہرے کپڑے کے درمیان میں رکھ کر سی لے اور داہنے بازو پر باندھے۔تو اس کا دل بہادر اور عزم مضبوط ہو جائے گا۔اس سے دشمن ڈرے گا۔سب لوگ اس کی عزت کریں گے اگر تنگ دست ہے تو مالدار ہو جائے گا۔اگر خوف ہے تو وہ جاتا رہے گا۔جادو کا مریض ہے یا پاگل پن کا تو اس سے نجات ملے گی۔مقروض ہے تو قرضہ سے نجات ہو جائے گی۔کوئی غم ہے تو خدا تعالیٰ اس کا غم دور کرے گا۔مسافر ہے تو صحیح سلامت واپس لوٹے گا۔بچوں کے گلے میں لٹکایا جائے تو وہ ہر خوف وخطرہ سے محفوظ رہیں گے۔بے نکاحی عورت کے گلے میں ڈالیں تو اس کا نکاح ہو جائے گا۔کسی دکان پر لٹکایا جائے اس پر گاہک کثرت سے آئیں گے۔اگر کوئی کسی حاجت مندی میں مبتلا ہو وہ اسے اپنے پاس رکھے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

(۹) علامہ بونیؒ فرماتے ہیں چودہ حروف جو کہ سورتوں کے شروع میں ہیں اگر کوئی شخص ان کو چاندی کی ایک گول تختی میں ایسے وقت کندہ کرائے جس وقت چاند برج ثور میں ہو اور ثور طالع ہو پھر اس تختی کو اپنے پاس رکھے تو وہ خوشحال رہے گا۔

(۱۰) اور جو شخص اسی طالع میں چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر اس انگوٹھی کو پہنے تو اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔

(۱۱) جو شخص رجب کے مہینہ کی پہلی تاریخ بروز جمعرات ان حروف کو انگوٹھی کے نگ میں کندہ کرا کے پہنے تو اگر اسے کوئی خوف ہے تو وہ جاتا رہے گا اگر بادشاہ (یا افسر) کے پاس جائے تو بادشاہ پر اس کی ہیبت چھا جائے گی اور وہ اس کی ضرورتیں پوری کرے گا۔

(۱۲) جو شخص ان حروف کو کسی غضبناک آدمی کے سر پر پھیر دے تو وہ راضی ہو جائیگا۔

(۱۳) جو پیاسا شخص ان حروف کو منہ میں رکھ کر چوس لے تو سیراب ہو جائے گا۔

(۱۴) اگر کوئی آدمی ان حروف کو رات بھر بارش کے پانی میں بھگوئے اور صبح نہار منہ وہ پانی پی لے تو اسکا حافظہ بہت مضبوط ہو جائے گا۔

(۱۵) اگر کوئی بے کار و بے روزگار شخص ان حروف کو پہنے تو اس کو کوئی کام مل جائیگا۔

(۱۶) اگر بیوہ عورت پہنے تو اس کا نکاح ہو جائے گا۔

(۱۷) اگر یہ حروف مرگی والے پر رکھ دیئے جائیں تو مرگی فوراً ختم ہو جائے گی۔

(۱۸) اگر یہ حروف بغیر تکرار کے اس ہفتہ کے دن میں لکھے جو چاند کے پہلے نصف میں ہو لکھ کر نگل جائے تو سارا سال اس کی آنکھوں میں تکلیف نہیں ہوگی۔

اگر کوئی آدمی جو تنگدست ہو اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الکریم' الوہاب' ذوالطّول کا ہمیشہ ورد رکھے تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق فراخ کر دیں گے چنانچہ میں نے کئی آدمیوں کو یہ ورد بتایا اور اس کی عجیب برکتیں دیکھیں اور اگر کوئی آدمی ان کا نقش گلے میں پہنے تو اس کے سب کام آسانی سے ہوتے رہیں گے۔

اور اسمائے حسنیٰ سے دعا مانگنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جس اسم کا ورد کرنا ہو اس کے حروف الف لام کے بغیر لے کر جمل کبیر کے اعداد کے موافق ان کے عدد نکالے اور تنہائی میں خشوع خضوع اور حضور دل کے ساتھ جتنے وہ عدد ہوں اتنی بار ان کو پڑھے اس سے کم یا زیادہ نہ پڑھے دعا قبول ہوگی۔بعض نے کہا ہے کہ کم پڑھنے میں نقصان ہے اور زیادہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔مثلاً الکریم الوہاب ذوالطول کو پڑھنا ہے تو کریم وہاب ذوالطّول کے عدد بغیر الف لام کے ایک ہزار ستاسٹھ ہیں اور اگر ایک ساقط کر دیں تو ایک ہزار ساٹھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک باسط اگر پڑھا جائے اور لکھ کر پاس بھی رکھا جائے تو اس سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ غم اور تکالیف دور ہوتی ہیں اور دل خوش و مطمئن رہتا ہے اور اگر چار دن تک روزانہ چار گھنٹے اس کا ورد رکھا جائے یا ۸۲ دن تک روزانہ ۷۲ بار اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا شوق عنایت کرتا ہے اور ہر قسم کے بوجھ ہٹا دیتا ہے تنگی رزق دور ہو جاتی ہے۔

اور جب سورج سعد طالع میں ہو تو سونے کی تختی پر "ط" ۹ عدد اور "ھ" ۴ عدد کندہ کر کے پاس رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ سرکش لوگوں کو خواہ وہ جن ہو یا انسان مغلوب کر دیتا ہے اور نیک اعمال کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور جو اس تختی کو پانی میں دھو کر پی لے تو اس کے جان و مال میں برکت ہوتی ہے اور نیکی کو پسند کرتا ہے اور دل میں انشراح ہو جاتا ہے اور بیماری سے شفاء ملتی ہے اور اگر چاند کی نویں یا اٹھارویں یا ستائیسویں تاریخ کو ان حروف کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو موذی حشرات الارض سے محفوظ رہتا ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ ناپاکی کی حالت میں اسے اپنے پاس نہ رکھے۔

جو شخص چاند کی ساتویں تاریخ کی ساتویں ساعت میں جس مطلب یا حاجت کے لئے لکھنا چاہے اور اس کی نیت سے باوضو ہو کر ۳۰ بار یا سات بار رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ جو شخص ۷ جمعے تک حلال رزق کا خیال رکھ کر کھائے پیئے اور قبلہ رو ہو کر طہارت کے ساتھ سوئے اور سوتے ہوئے یہ پڑھے **یا عزیز یا ذو الطول** تو وہ عالم روحانی کے عجیب و غریب اسرار کا مشاہدہ کرے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں ہے ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ دنیا نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے اور میں تنگدست ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو صلوٰۃ الملائکۃ اور تسبیح الخلائق کیوں نہیں پڑھتا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے تو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ مَنْ يَّمُنُّ وَلَايُمَنُّ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مَنْ يُّجِيْرُ وَلَايُجَارُ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مَنْ يَّبَرَّأُ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ لِاسْتِفْتَاحِ الرِّزْقِ اِلَيْهِ سُبْحَانَ مَنِ التَّسْبِيْحُ مِنْهُ مِنَّةٌ عَلٰى مَنِ اعْتَمَدَ عَلَيْهِ سُبْحَانَ مَنْ كُلِّ شَيْءٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَامَنْ يُسَبِّحُ لَهُ الْجَمِيْعُ تَدَارِكْنِيْ فَاِنِّيْ جَزُوْعٌ

اسے فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھ کر سو بار استغفار پڑھا کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی روزانہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ سو بار پڑھے اس کے لئے رزق کے دروازے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ دنیا اس کے آگے ذلیل ہو کر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

عارف سید قرشیؒ فرماتے ہیں شیخ ابوالربیع سلیمان نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسی چیز بتا دوں جس کو تو حسب ضرورت خرچ کر لیا کرے؟ میں نے کہا ہاں بتائیں فرمایا یہ پڑھا کر قُلْ يَا اَللّٰهُ ' يَا وَاحِدُ' يَااَحَدُ اِنْفَحْنِيْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سو بار استغفار کرے تو جب تک وہ اپنے مال میں برکت نہ دیکھے گا اسے موت نہیں آئے گی۔ اور استغفار یوں کرے **استغفر اللہ العظیم الذی لآالٰہ الا ھوالحی القیوم و اتوب الیہ واسألہ التوبة والمغفرة من جمیع الذنوب .**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **استغفروا ربکم انہ' کان غفاراً یرسل السمآء علیکم مدراراً .**

اولیاء میں سے ایک نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ ایک تکلیف میں مبتلا ہوا میں نے اپنے ایک بھائی سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا یہ آیات لکھ کر اپنے گلے میں باندھ لے۔

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح انا فتحنالک فتحاً مبیناً نصر من الله و فتح قریب.

میں نے اسی طرح کیا تو میری تکلیف وتنگ دستی جاتی رہی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کاغذ پر قرآنی فتوح لکھ کر اپنے بازو پر باندھے اللہ تعالیٰ اس پر ہر نیک کام آسان کر دیتے ہیں اور وہ فتوح یہ ہیں۔

عسی الله ان یأتی بالفتح او امراً من عنده و عنده مفاتح الغیب لایعلمها الا هو ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ولو ان اهل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السمآء والارض ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ولما فتحوا متاعهم وجدوابضاعتهم ردت الیهم واستفتحوا و خاب کل جبار عنید ولوفتحنا علیهم باباً من السمآء فظلوا فیه یعرجون رب ان قومی کذبون فافتح بینی و بینهم فتحاً ونجنی و من معی من المؤمنین ما یفتح الله للناس من رحمة فلاممسک ولها حتیٰ اذاجآء وها و فتحت ابوابها انا فتحنالک فتحاً مبیناً سے و مغانم کثیرة یأخذونها تک وفتحت السمآء فکانت ابواباً اذاجآء نصر من الله والفتح.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو مقروض ہو وہ یہ پڑھے۔ اللهم اغننی بحلالک عن حرامک و بطاعتک عن معصیتک و بفضلک عمن سواک .

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی تنگ دست ہو وہ گھر سے نکلتے وقت یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلیٰ نَفْسِیْ وَدِیْنِی وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَتْ لِیْ لَآ اُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَآ اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَاعَجَّلْتَ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور جو شخص مذکورہ بالا دونوں دعاؤں کو نماز جمعہ کے بعد پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دولت مند کر دیتے ہیں اور یہ دعا بھی ساتھ ملا لے۔

اَللّٰهُمَّ یَاحَمِیْدُ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِیُٔ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اِکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَّعْصِیَتِکَ وَاَغْنِنِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کاروبار ادھار پر چلاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر شروع کر دو اللہ تعالیٰ ادھار ادا کرا دے گا کیونکہ بعض اخراجات قرض کی ادائیگی میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی ہے یا ظلم یا جھوٹ کی وجہ سے نقصان ہو جاتا ہے کسی نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کاروبار چلانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس طرح کہ نفس کو دوسرے خیالات سے روکے رکھے اور دل کو بدعات سے ہٹائے رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ تَدَایَنْتُ بِاسْمِکَ الَّذِیْ حَمَلْتَنِیْ بِهٖ حَمَلْتُ فَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَاَمْرِیَ اِلَیْکَ فَوَّضْتُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِیْ ذِی الْجَهْلِ وَالْفِسْقِ وَفِی الْعَادَاتِ وَفِی الشَّرِّ وَالدَّنَسِ وَالرِّجْسِ.

اور اگر کوئی نفسانی خواہش آئے تو اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے بھاگ جس طرح آدمی آگ سے بھاگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی نقصان پہنچائے اور یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ عَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَانْقِذْنِیْ اِغْفِرْلِیْ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّارُ

اب ہم افادۂ عام کے لئے چند چیزیں جو کہ مذکورہ اعمال سے استفادہ کے لئے ضروری ہیں یا جن کا تعلق علم میں اضافہ سے ہے۔ وہ ذکر کرتے ہیں یہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے سب سے پہلے اسمائے الٰہیہ کے اعداد پیش ہیں۔

فائدہ نمبرا

(۱)الله معبودحقیقی ۳۵ (۲)الرحمن مہربان ۲۹۸ (۳)الرحیم ورحمت والا (۲۵۸) (۴)الملک بادشاہ ۹۰ (۵)القدوس ہرعیب ونقصان سے پاک ۱۷۰ (۶)السلام سلامتی والا ۱۳۰ (۷)المؤمن ہرخوف سے امن دینے والا ۱۳۶ (۸)المھیمن نگہبان ۱۴۵ (۹)العزیز غالب ۹۴ (۱۰)الجبار زبردست ٹوٹے ہوئے کوجوڑنے والا ۲۰۶ (۱۱)المتکبر بڑائی والا ۶۶۲ (۱۲)الخالق پیدا کرنے والا ۷۳۱ (۱۳)البارئ صفت وخاصیت پیدا کرنے والا ۲۱۳ (۱۴)المصور شکل وصورت بنانے والا ۳۳۶ (۱۵)الغفار بہت بخشنے والا ۱۲۸۱ (۱۶)القھار سب پرغلبہ پانے والا ۳۰۶ (۱۷)الوھاب (بےغرض) بہت بخشش کرنے والا ۱۴ (۱۸)الرزاق رزق دینے والا ۳۰۸ (۱۹)الفتاح ہرکاربستہ کھولنے والا ۴۸۹ (۲۰)العلیم ہرچیز کاعلم رکھنے والا ۱۵۰ (۲۱)القابض روزی تنگ کرنے والا ۹۰۱ (۲۲)الباسط روزی کشادہ کرنے والا ۷۲ (۲۳)الرافع بلندی دینے والا:۳۵۱ (۲۴)الخافض پست کرنے والا:۱۴۸۱ (۲۵) المعز عزت دینے والا:۱۱۷ (۲۶)المذل ذلت دینے والا:۷۷۰ (۲۷)السمیع سننے والا:۱۸۰ (۲۸)البصیر دیکھنے والا:۳۰۲ (۲۹)الحکیم حکمت والا:۷۸ (۳۰)العدل انصاف کرنے والا:۱۰۴ (۳۱)اللطیف نکتہ رس:۱۲۹ (۳۲)الخبیر ہرظاہروباطن سے باخبر:۸۱۲ (۳۳)الرقیب نگہبان ہرایک کا حال دیکھنے والا:۳۱۲ (۳۴)الحلیم بردبار:۸۸ (۳۵)المجیب دعاکوقبول کرنے والا:۵۵ (۳۶)الواسع وسعت دینے والا:۱۳۷ (۳۷)الحکم فیصلہ کرنے والا:۶۸ (۳۸)الودود محبت کرنے والا:۲۰ (۳۹) العظیم بڑی عظمت والا:۱۰۲۰ (۴۰)الغفور بخشنے والا:۱۲۸۶ (۴۱)الشکور بڑاقدرشناس:۵۲۶ (۴۲)العلی سب سے برتر:۱۱۰ (۴۳)الکبیر سب سے بڑا:۲۳۲ (۴۴)الحفیظ حفاظت کرنے والا:۹۹۸ (۴۵)المقیت روزی رساں:۵۵۰ (۴۶) الحسیب حساب لینے والا:۸۰ (۴۷)الجلیل عظمت والا:۷۳ (۴۸)الکریم کرم کرنے والا:۲۷۰ (۴۹)المجید سب سے بزرگ:۵۷ (۵۰)الباعث (زندگی بخش کر) اٹھانے والا:۵۷۳ (۵۱)الشھید حاضر:۳۱۹ (۵۲)الحق سچا:۱۰۸ (۵۳)القوی پوری قوت رکھنے والا:۱۱۶ (۵۴)الوکیل کارساز:۵۶ (۵۵)المتین قوت والا:۵۰۰ الولی دوست:۴۶ (۵۷)الحمید قابل تعریف:۶۲ (۵۸)المحصی شمارکرنے والا:۱۴۸ (۵۹)المبدی عدم سے وجود میں لانے والا:۵۶ (۶۰)المعید دوبارہ پیدا کرنے والا:۱۲۴ (۶۱)المحیی زندگی بخشنے والا:۶۸ (۶۲)الممیت مارنے والا:۴۹۰ (۶۳)الحی ہمیشہ زندہ رہنے والا:۱۸ (۶۴) القیوم ہمیشہ قائم رہنے والا:۱۵۶ (۶۵)الواجد وجود میں لانے والا:۱۴ (۶۶)الماجد بزرگی عطا کرنے والا:۴۸ (۶۷)الواحد تنہا: ۱۹ (۶۸)الاحد ایک:۱۳ (۶۹)الصمد بے نیاز:۱۳۴ (۷۰)القادر قدرت والا ۳۰۵ (۷۱)المقتدر قدرت پانے والا:۷۴۴ (۷۲)المقدم آگے کرنے والا:۱۸۴ (۷۳)المعطی عطا کرنے والا:۱۲۹ (۷۴)المانع روکنے والا:۱۶۱ (۷۵)الضار ضرر پہنچانے والا:۱۰۰۱ (۷۶)النافع نفع پہنچانے والا:۲۰۱ (۷۷)النور روشن کرنے والا:۲۵۶ (۷۸)الھادی راہ دکھانے والا:۲۰ (۷۹)البدیع ایجادکرنے والا:۸۶ (۸۰)الباقی ہمیشہ رہنے والا:۱۱۳ (۸۱)الوارث سب کے بعدرہنے والا:۷۰۷ (۸۲)المنتقم انتقام لینے والا:۶۳۰ (۸۳) المنعم انعام دینے والا:۲۰۰ (۸۴)العفو گناہ سے درگزرکرنے والا:۱۵۶ (۸۵)الرؤف مہربان: ۲۸۶ (۸۶)الرب پروردگار:۲۰۲ (۸۷) المقسط انصاف کرنے والا:۲۰۹ (۸۸)الجامع جمع کرنے والا:۱۱۴ (۸۹)الغنی بے نیاز:۱۰۶۰ (۹۰)المغنی بے نیاز بنانے والا:۱۱۰۰ (۹۱)المؤخر پیچھے کرنے والا:۸۴۶ (۹۲)الظاھر کھلی ہوئی ہستی والا:۱۱۰۶ (۹۳)الباطن پوشیدہ:۶۲ (۹۴)الوالی کارساز:۴۷ (۹۵)المعالی بزرگ وبرتر:۵۵۱ (۹۶)البر مہربان:۲۰۲ (۹۷)التواب توبہ قبول کرنے والا:۴۰۹ (۹۸)الاول سب سے پہلے:۳۷ (۹۹) الآخر ذسب سے آخر قائم رہنے والا۔

نوٹ:۔اسمائے حسنٰی کے یہ اعداد ہراسم مبارک کے خروع میں پائے جانے والےالف لام کے اعداد کے بغیر ہیں اگرالف لام سمیت اعداد معلوم کرنے ہوں توہراسم مبارک کے اعداد میں ۳۱ اورجمع کردیں تو آپ کامقصود حاصل ہے کیونکہ الف کاعدد ایک ہےاورلام کےتیس ہیں۔

فائدہ نمبر۲

اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بہت عظیم اور بے پناہ قوتوں کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے مگر تعیین کے ساتھ معلوم نہیں کہ کون سا کلمہ اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم کے حصول کے لئے لوگوں نے لمبی عمریں صرف کر دیں۔ اسم اعظم کی خصوصیات واثرات عقل وفہم کی حدود سے باہر ہیں۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ملکہ بلقیس کو جو جن پلک جھپکنے میں لے آیا تھا حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسے اسم اعظم معلوم تھا۔ اسم اعظم ہی کی اعجازی قوت سے اس نے یہ حیران کن کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ توراۃ میں بھی اسم اعظم تھا۔ یہ حکمت الٰہیہ ہے کہ لیلۃ القدر جو کہ عظیم ترراتہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا جمعہ کے دن میں قبولیت کی ایک گھڑی اسے بھی مخفی رکھا اسی طرح اولیائے کاملین میں جو قطب اور صاحب خدمت بزرگ ہوتے ہیں جن کے ذمہ بعض دفعہ تکوینی خدمات بھی ہوتی ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح اسم اعظم کو بھی مخفی رکھا۔ (اسم اعظم کے بارے میں مولف الدرر النظیم کی تحقیق آگے سورۂ آل عمران میں آ رہی ہے)

احادیث میں بھی اسم اعظم کا تذکرہ اور اشارہ ہے مگر تعیین نہیں ہے۔ بہت ساری آیات اور دعاؤں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں اسم اعظم ہے مگر کسی کلمہ یا جملہ کو متعین کر کے نہیں فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ احادیث میں جن آیات ودعاؤں کے بارے میں نشاندہی فرمائی گئی ہے کہ ان میں اسم اعظم ہے ان میں سے ہر ایک میں حروف مقطعات میں سے کوئی نہ کوئی حرف موجود ہے اور غالب گمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اسی حرف کی طرف ہو۔ یہ نکتہ بھی مقطعات میں اسم اعظم کے موجود ہونے کے غالب امکان کو روشن کرتا ہے۔

فائدہ نمبر۳ (اضافہ از مترجم)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری میں یہ واقعہ سنایا کہ ایک آدمی کو اسم اعظم معلوم تھا۔ بظاہر یہ شخص غریب و بے کس اور معمولی درجہ کا آدمی تھا۔ پولیس والوں نے اسے کسی کیس میں خواہ مخواہ گرفتار کر لیا اور کیس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پولیس والوں نے مار پیٹ شروع کر دی وہ بے چارہ بار بار کہتا رہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے آپ لوگ بلاوجہ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں لیکن پولیس والے اسے اذیت دیتے رہے اور وہ بے چارہ اذیت کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو جاتا تھا۔ مگر اس نے اسم اعظم استعمال نہیں کیا اگر وہ چاہتا تو اس کے پاس اسم اعظم کی بے مثال طاقت موجود تھی ایک لمحہ میں پولیس والوں کو تہس نہس کر سکتا تھا۔ مگر اس نے سختیاں برداشت کیں اور اس راز کو ظاہر نہ کیا۔ اسم اعظم اسی کو مرحمت کیا جاتا ہے جس میں بے مثال قوت برداشت ہو۔ ورنہ تو آدمی اپنے مفاد میں آ کر خلق خدا کو پریشان کر کے رکھ دے۔

فائدہ نمبر۴

اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نام جب الف لام کے ساتھ ہو یا حرف نداء کے ساتھ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص صفاتی نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی صفت کے یہ صیغے استعمال ہوئے ہیں الف لام کے ساتھ آئے ہیں۔ مثلاً الاول الآخر اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اسی طرح یا اول یا آخر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے مگر جب یہی اول و آخر مخلوق کے لئے استعمال ہو تو نہ اس پر الف لام لگایا جا سکتا ہے نہ حرف نداء

الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ. وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

جوشخص جمعرات کے دن پہلے پہر کسی پاک صاف برتن میں مشک وزعفران سے اس آیت کو لکھے اور میٹھے پانی سے دھوکر پی لے اور اس دن کھانا وغیرہ نہ کھائے بلکہ اگر رات کو پئے اور دن کو روزہ رکھے تین دن یا پانچ دن اسی طرح کرلے تو اس کا حافظہ قوی اور علم مضبوط ہو جائے گا۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

(۱) جوشخص نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور آیت کو پڑھے اگر وہ مقروض ہے تو بہت ہی جلد اس کا قرض ادا ہو جائے گا۔

(۲) اسی طرح مقروض آدمی اگر ہر نماز کے بعد درج ذیل آیات پڑھے تو بہت فائدہ ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ بَیْنَ یَدَیْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر تک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ...... آخر تک قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ تک۔

(۳) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جوشخص دن رات میں تینتیس آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیا کرے وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ نہ کوئی درندہ اسے تکلیف پہنچا سکے گا اور نہ کوئی چور وہ آیات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ

اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

سورۂ صافات کی دس آیتیں شروع سے لازب تک سورۂ رحمٰن کی دو آیتیں یامعشر الجن سے تنتصران تک سورۂ حشر کی آیتیں لو انزلنا ھذا القرآن سے لے کر آخر سورۃ تک اور سورۃ الجن شططا تک

ان آیات کا نام آیات الخوف اور آیات الحرس ہے۔ یہ ایک مضبوط حفاظت ہیں اور ان میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ جن میں سے ایک جذام اور برص بھی ہے۔

خاصیت آیت ۲۵ برائے خوشحالی کھیتی

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اگر کوئی درخت پھل نہ اٹھاتا ہو تو اس کے لئے یہ آیت بہت مفید ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور وہ روزہ کا سنی یا کسی اور کچے سبزہ سے افطار کرے اور نماز مغرب سے فارغ ہو کر ان آیات کو کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھے۔ لکھتے وقت کوئی بات نہ کرے۔ پھر اس کاغذ کو اس درخت کی کسی ٹہنی سے باندھ دے۔ واپس آتے ہوئے یہ کرے کہ اگر اسی درخت پر کوئی پھل ہو تو اس توڑ کر کھالے اگر اس پر نہ ہو تو اس کے ساتھ والے درخت سے ایک پھل توڑ کر کھالے اور اوپر سے پانی کے تین گھونٹ پی کر واپس آجائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس درخت کو خوب پھل لگے گا۔

خاصیت آیت ۳۰ تا ۳۲

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

ان آیات سے جن و انسان مسخر ہوتے ہیں اور علوم و مکاشفات حاصل ہوتے ہیں۔ طریقہ درج ذیل ہے۔

جس چاند کا پہلا دن جمعرات ہو اس دن پاک صاف ہو کر روزہ رکھے اور غروب کے وقت گڑ یا کسی اور میٹھی چیز مثلاً کھجور وغیرہ سے افطار کرے اور قبلہ رخ ہو کر تیس مرتبہ ان آیات کی تلاوت کر کے کہے۔

اَيُّهَا الْاَرْوَاحُ الْقَاهِرَةُ الْوَاصِلَةُ التَّقْدِيْسَ الْمُوَكَّلُوْنَ بِهٰذِهِ الْاٰيَاتِ الْمُطِيْعُوْنَ لِاَمْرِهَا وَلِسِرِّهَا الْمُوْدَعِ فِيْهَا اَجِيْبُوا الدَّعْوَةَ وَاَفِيْضُوْا عَلَىَّ اَنْوَارَ رُوْحَا نِيَّتِكُمْ حَتّٰى اَنْطَقَ بِمَا خَفِیَ وَاُخْبِرَ بِالْكَائِنِ صَادِقًا وَاَصِلُوْا اِلَیَّ وُجُوْهَ بَنِیْٓ اٰدَمَ وَبَنَاتِ حَوَّا وَاَلْقُوْا وَاَصِلُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمْ رَغْبًا وَرَهْبًا

پھر ان آیات کو شیشہ کے گلاس یا پیالہ میں آس کے پھولوں کے پانی اور زعفران سے جو مشک اور گلاب سے حل کیا ہوا ہو لکھ کر گلاب کے پانی سے دھو کر پی لے اور سو جائے پانچ دن یا سات دن اسی طرح کرے اور ساتویں دن جمعرات کی رات کو ستر بار ان آیات کو کسی تنہا جگہ پر بیٹھ کر پڑھے اور عود دہکائے۔ فارغ ہو کر اپنے انہی کپڑوں میں سو جائے تو خواب میں اسے اپنا مقصود مل جائے گا۔

خاصیت آیت ۴۰ تا ۴۲ برائے کشف راز

یٰبَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیٓ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ وَاِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ (۴۰) وَاٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ وَلَا تَکُوۡنُوۡٓا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِهٖ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ (۴۱) وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَکۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

اگر کسی عورت سے کوئی بات حاصل کرنا مقصود ہو اور وہ نہ بتا رہی ہو تو اس آیت کو کسی کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ لے اور جب وہ عورت سوئی ہوئی ہو تو اسے اس کے سینہ پر رکھ دے۔ وہ عورت خود بخود اپنی معلومات بتانا شروع کر دے گی۔

خاصیت آیت ۶۰

وَاِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ

ان آیات کو مٹی کے پاکیزہ برتن میں لکھے جو چکنا ہو یا شیشہ یا پتھر کے پیالہ میں لکھے اور موسم بہار کی بارش کے پانی سے دھو کر بوتل میں ڈال لے۔ تین دن اس بوتل کو اسی طرح رہنے دے اس کے بعد اس پانی کو شربت گلاب میں ڈال کر اس میں تھوڑا سا سرخ بکری کا دودھ ملا کر آگ پر پکائے جب پک کر گاڑھا ہو جائے تو اس کو محفوظ کر لے۔

جس آدمی کو پیاس بہت لگتی ہو وہ اس میں سے دو درہم کی مقدار صبح کو کھالے اور اتنا ہی شام کو تو اس کی پیاس کی شدت ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر سفر میں کہیں ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو اور پیاس بہت لگی ہو یا بیماری کی وجہ سے پیاس ہو تو بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۰

اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیۡنَا ؕ وَاِنَّآ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ جو آدمی کوئی چیز خریدنا چاہتا ہو تو خریدتے وقت پہلے یہ پڑھے۔

یا مخبر یا مختار یا من الخیر منه یا من الخیر بیده یا دلیل الخیر یا مرشد یا هادی

پھر جب اس چیز کو دیکھ بھال رہا ہو تو مذکورہ بالا آیت پڑھے۔ جب تک خرید نہ لے پڑھتا رہے یا بعض نے کہا یہ آیت دیکھ بھال سے پہلے سات بار پڑھ لے ان شاء اللہ اس سودے میں نقصان نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۴

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ

(۱) اگر کسی شخص کا دل سخت ہو گیا ہو اور وہ اپنے محب سے محبت نہ کرتا ہو تو خوشبودار مٹی کی پاک اور کوری ٹھیکری لے بلکہ ایسی ہو جو ابھی ابھی آوے سے پک کر نکلی ہو اس پر ریحان کی لکڑی کی قلم سے اس شخص کا نام جس کا دل سخت ہو گیا ہے لکھے پھر شراب کے سرکہ اور شہد سے جس کو آگ کی حرارت نہ پہنچی ہو اس سے اس نام کے اردگرد اس آیت کو دائرے میں لکھے اور ٹھیکری کو اس کوئیں یا اس مٹکے میں ڈال دے جس سے یہ شخص پانی پیتا ہے۔ تو اس شخص کا دل نرم ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص نیک اور اچھا تھا اور اب بدل کر برائی پر آ گیا ہے تو اس کے لئے بھی مذکورہ بالا طریقہ پر استعمال کریں ان شاء اللہ وہ نیکی کی حالت پر لوٹ آئے گا۔

(۳) اگر بادشاہ یا افسر اپنی رعایا اور محکوموں سے بدسلوکی کرتا ہو تو مذکورہ بالا آیت کو مذکورہ طریقہ سے کسی کاغذ پر لکھ کر شہر کے کسی اونچے مکان پر یا ایسے مکان کے اوپر لٹکائے جو کہ پہاڑ کے اوپر ہو تو اس بادشاہ کا رویہ بدل جائے گا۔

(۴) اگر خاوند کو اپنی بیوی سے یا بیوی کو اپنے خاوند سے نفرت و دشمنی ہو تو زرد موم سے میاں بیوی دونوں کے دو پتلے بنالیں مرد کے پتلے کے سینہ میں تانبے کی سوئی سے عورت اور اس کی ماں کا نام لکھے اور عورت کے پتلے کے سینہ میں مرد کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھے پھر ایک کاغذ میں اس آیت کو لکھ کر ان دونوں کے درمیان دے کر دونوں پتلوں کو آپس میں جوڑ دے اور پھل دار درخت کے نیچے دفن کر دے۔ ان کی آپس کی نفرت و دشمنی ختم ہو جائے گی۔

(۵) اگر کسی کنوئیں یا نہر کا پانی کم ہو گیا ہو تو اس آیت کو مٹی کی ٹھیکری پر لکھ کر اس میں ڈال دے ان شاء اللہ پانی بہت ہو جائے گا۔

(۶) اگر گائے یا بکری وغیرہ کا دودھ کم ہو یا بالکل نہ دیتی ہو تو سرخ تانبے کے تھال میں یہ آیت لکھ کر پاک پانی سے دھو کر پلا دیں دودھ بہت ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۹۳

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ؕ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ؕ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اگر کوئی بات دشمن سے پوشیدہ رکھنی ہو کہ اسے سمجھ نہ آئے (اور صورت ایسی ہو کہ وہ ہر وقت مجلس میں موجود رہتا ہے اس کے سامنے باتیں ضرور کرنی پڑتی ہیں) تو یہ آیت ہفتہ کے دن میٹھی روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر اس کو کھلا دے۔ اب جو بات آپ چاہیں گے کہ اس کی سمجھ نہ آئے تو اسے سمجھ نہیں آئے گی۔

خاصیت آیت ۱۲۵

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

میں نے علمائے عارفین کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص رات کو یہ آیت پڑھ کر نیت کر کے سوئے کہ میں فلاں وقت جاگوں تو اسی وقت ضرور جاگ جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۷

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

جو شخص اس آیت کو شیشہ کے گلاس میں زعفران اور گلاب سے لکھ کر سیاہ انگوروں کے پانی سے دھو کر اس میں تھوڑا سا کہربا اور تھوڑی سی پسی ہوئی نبات ملا کر پی لے تو بواسیر کے مرض سے صحت ہو جائے گی اور اگر خون تھوکنے کی بیماری ہے تو وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ اور ظاہری و باطنی رنج کو بھی نفع دے گا۔

خاصیت آیت ۱۴۴

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

یہ آیت فالج' لقوہ اور ریح کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اسپاری تانبے کی تھالی کو خوب صاف و چمکدار کر کے اس میں گلاب' مشک اور قند سیاہ سے اس آیت کو لکھے اور پاک پانی سے دھو کر لقوہ والا اس پانی سے اپنا منہ دھوئے اور ان لکھی ہوئی آیتوں کو تقریباً تین گھنٹے دیکھتا رہے۔ تین دن تک اسی طرح کرے۔

خاصیت آیت ۱۴۸

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر کہیں سے کوئی سامان چوری ہو گیا یا کوئی آدمی بھاگ گیا ہو تو اس آیت کو نئے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر چور یا بھاگے ہوئے آدمی کا نام لکھیں پھر جس مکان سے چوری ہوئی یا جس مکان سے آدمی بھاگا اس کی دیوار پر اس ٹکڑے کو رکھ کر اوپر سے ایک میخ ٹھونک دیں تو بھاگنے والا شخص اور چور سامان لے کر واپس آ جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۶۳

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اگر کوئی آدمی سورج کے برج اسد میں ہوتے ہوئے اس آیت کو چاندی کی انگوٹھی میں لکھوا کر انگلی میں پہنے رکھے تو نہ کوئی اسے ستائے گا اور نہ اس کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔

خاصیت آیت ۱۸۶

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

ایک عارف فرماتے ہیں اس آیت سے کئی باتیں مراد ہو سکتی ہیں۔ (۱) سوال (۲) قرب (۳) قبولیت (۴) طلب قبولیت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے رمضان المبارک کی رات میں اپنے بیویوں سے قربت کر لی اور بعد میں بہت ندامت ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اب ہم کس طرح توبہ کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آسمان ہم سے پانچ سو سال کی مسافت پر ہے اور پھر آسمان کا حجم بھی ہے تو اتنے فاصلہ سے اللہ تعالیٰ ہماری پکار کو کس طرح سن لیتا ہے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب ہمارے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستگی سے مانگیں یا دور ہے کہ ہم اسے اونچی آواز سے پکاریں' تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں عبادی سے مراد اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی چیز کا سوال ہی نہیں کرتے نہ وہ کسی امر کی حکمت کا سوال کرتے ہیں اور نہ کسی مخلوق کا اور نہ دنیا کی کسی اور چیز کا سوال کرتے ہیں کیونکہ ان کا مقصود و مطلوب تو فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ان لوگوں میں سے نہیں جو کہ پہاڑوں' یتیموں' محترم مہینوں یا حیض وغیرہ کے بارے میں سوال

کرتے ہیں اسی لئے یہاں ان کے جواب میں فرمایا فانی قریب اور جن لوگوں نے پہاڑوں یتیموں اور حرام مہینوں وغیرہ کے بارے میں سوال کیا ان کا جواب قل سے دیا کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انہیں بتا دیں۔ پہلے لوگوں کو بلاواسطہ جواب ملا اور دوسروں کو بالواسطہ کیونکہ ہر ایک سوال اس کی اپنی اندرونی کیفیت و حالت پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ مخصوص بندوں کا جو سوال ہے اس قسم کا سوال جہت مسافت کے قریب پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کے جواب میں انی قریب کے بعد اجیب دعوة الداع فرمایا تا کہ یہاں پر قرب سے جہات و مسافات کا قرب نہ سمجھ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذات جہات و مکانات میں آنے سے پاک اور وراء ہے۔ لہذا اس قرب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس داعی کی دعا فوراً قبول فرمالیتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ کے قریب ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اپنے بندہ کو دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

اور یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے قریب ہے اور بندہ اپنے رب کے قریب ہے مگر اللہ تعالیٰ کا قریب جہات و مسافات کا قرب نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ مقدار و مسافت وغیرہ کے معاملات سے پاک ہے اس لحاظ سے کوئی مخلوق اس کے ساتھ ملی ہوئی نہیں اور نہ کوئی دور ہے۔ بلکہ اللہ کا قرب یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو عزت دیتا ہے اور بعد یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتا ہے اس دنیا میں بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے اور اسے اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرماتا ہے اور آخرت میں قرب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی لغزشوں کو معاف فرما کر اسے عزت بخشے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے قریب ہونا علم قدرت اور معاملہ سے ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

اور مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قریب تو ہے مگر اس کا قرب بے کیف ہے اور ذات کا قرب نہیں ہے کیونکہ اس کے حق میں ذاتی قرب محال ہے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا تین طرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک اس طرح کہ بندہ اطاعت و عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے۔ لہذا تم میں سے کوئی جب سجدہ میں ہو تو دعا مانگنے میں خوب کوشش کرے اور حدیث قدسی میں ہے کہ بندہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا اور نوافل سے مزید قرب بڑھتا رہتا ہے الخ۔

دوسرے اس طرح سے بندہ جب بری صفات کو چھوڑ کر اچھی صفات اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے بندہ جب نبوی اخلاق اپناتا ہے اور اس میں علم و بردباری عفو و درگزر پردہ پوشی اپناتا ہے اور دوست و دشمن نیک و بد سب پر برابر احسان کرتا ہے اور یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں تو یقیناً ان کے اختیار کرنے سے اسے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔

تیسرے اس طرح سے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی عظمت اس کے جلال و جبروت پر یقین رکھتا ہے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ قاہر ہے مقہور نہیں۔ غالب ہے مغلوب نہیں اور وہ کسی شے کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور یہی قرب اعلیٰ درجہ کا قرب ہے اور یہی معرفت الہیہ کا اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ کسی کا شعر ہے۔

ونلت المنیٰ لما حللت بقربه و لم يبق لي شئ امني به نفسي

اور جب میں اس کے قریب اترا تو میرا مقصد حاصل ہو گیا اب میری کوئی ایسی آرزو باقی نہیں رہی جسے میں اپنے دل میں لاؤں۔
اور جن کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا دل اسی قرب کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ ''کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا''۔

یہاں قرب کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے بندوں اور ولیوں کے دلوں کی انسیت کے لئے فرمایا ورنہ قرب ذاتی جسمانی اور قرب صفاتی سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **لاتفضلو انی علیٰ یونس بن متیٰ** اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ معراج کی رات میں اگر چہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں جبرئیل بھی نہ جا سکتا تھا اور حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل کر نیچے سے بھی نیچے لے گئی تھی پھر بھی میرے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ میں یونس علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بلندی و پستی سب برابر ہیں۔

یہاں پر سوال بھی ہوتا ہے جب اس آیت میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے تو پھر یہ کیوں ہوتا ہے کہ بندہ جو چیز مانگتا ہے وہ اسے نہیں ملتی؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں ساتھ مشیت الٰہیہ کی قید بھی ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو قبول فرماتا ہے دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں **اجیب اسمع** کے معنی میں ہے کہ میں دعا مانگنے والے کی دعا کو سن لیتا ہوں اور سننے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پورا بھی کر دیا جائے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں اجیب کا معنی یہ ہے جو اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے رب تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لبیک عبدی (اے میرے بندے بتا) مگر یہ ضروری نہیں جواب دے کر سوال ضرور پورا کر دیا جائے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہاں دعا عبادت کے معنی میں ہے اور اجابت سے مراد ثواب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگے بشرطیکہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض تین چیزوں میں سے ایک عنایت فرماتا ہے یا تو دنیا میں ہی اس کی مانگی ہوئی چیز اسے دیدی جاتی ہے۔ یا اس کے عوض اس سے کوئی مصیبت ہٹا دی جاتی ہے یا اس کی اس دعا کا عوض آخرت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ جب کسی کی دعا قبولیت کے وقت میں واقع ہو جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے اور اس میں ایک وقت ایسا ہے کہ جس میں مومن اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا اگر کوئی منافق جمعہ کے اس وقت میں دعا مانگے تو اس کا کیا ہوگا؟ آپؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ منافق کو اس وقت دعا کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ جب تک بندہ اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔ ظلم نہ کرے نماز روزہ اور حج کو نہ چھوڑے۔ غیبت نہ کرے اور حرام نہ کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ حلال کھایا کرو تمہاری دعا قبول ہو گی۔ ایک روایت ہے کہ کسی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کی دعا کے قبول ہونے کی وجہ کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اس لئے کہ میں اس وقت تک لقمہ منہ میں نہیں لے جاتا جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک رات میں اور حضرت سعد کھجوروں کے ایک باغ میں ٹھہرے۔ ہم دونوں بھوکے تھے اور کھانے کی کوئی چیز ہمارے پاس نہ تھی اور نہ ہی باغ کا مالک ہمیں وہاں مل پایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا اگر تو سچا مسلمان ہے تو یہاں کی ایک کھجور بھی نہ چکھنا۔ چنانچہ ہم نے وہاں پر اپنی سواری باندھی اور ساری رات

بھوکے ہی گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو باغ کا مالک آیا اور ہم نے اس سے کچھ کھجوریں اور گھاس قیمت دے کر خریدا اور کھجوریں خود کھائیں اور گھاس اپنی سواری کو کھلایا۔

خاصیت آیت ۲۴۶

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْم بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْم بَعْدِ مُوْسٰی م اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَ لَّا تُقَاتِلُوْا ط قَالُوْا وَمَالَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ط فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ م بِالظّٰلِمِیْنَ

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم کی چار آیتیں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک میں دس دس قاف ہیں اور وہ آیات حرب ہیں۔ جو شخص ان آیات کو جھنڈے پر لکھ کر میدان جنگ میں جائے تو جس لشکر میں یہ جھنڈا ہوگا اس کو کبھی شکست نہ ہوگی بلکہ وہ دشمن پر فتح یاب ہوگا۔

(۲) اور جو شخص ان آیات کو کسی پتہ پر لکھ کر سر پر رکھ لے اور امراء و رؤسا کے پاس جائے تو وہ اس کی عزت کریں گے۔

ان میں سے پہلی آیت الم تر الیٰ الملاء الخ دوسری آل عمران میں ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ م سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ

تیسری سورۂ نساء میں ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا

اور چوتھی سورۂ مائدہ میں ہے

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ

خاصیت آیت ۲۵۵

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَانَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

(۱) جو شخص ہر نماز کے بعد اس آیت کو پڑھے وہ شیطان کے مکر و فریب اور وسوسہ سے اور جنات کی سرکشی سے محفوظ رہے گا۔ کبھی تنگدست نہ ہوگا اس کو ایسی جگہ سے رزق ملے گا جہاں سے اس کے خواب و خیال میں نہ ہوگا۔

(۲) جو شخص صبح شام گھر میں داخل ہوتے وقت اس آیت کو پڑھے تو وہ چوری، تنگدستی، آگ میں جلنے اور دوسری شرارتوں اور سختیوں سے محفوظ رہے گا۔ ہمیشہ تندرست رہے گا۔ رات کو گھبراہٹ و پریشانی سے اور دل کے درد سے محفوظ رہے گا۔

(۳) جو شخص اس آیت کو ٹھیکری پر لکھ کر غلہ میں رکھے تو وہ غلہ چوری ہونے سے اور دیمک و کیڑا وغیرہ لگنے سے محفوظ رہے اور اس میں برکت بھی ہوگی۔

(۴) جو شخص گھر یا دکان کی دہلیز میں اوپر اس آیت کو لکھ دے تو اس گھر دکان یا باغ ہے تو اس میں بہت رزق ہوگا۔ کبھی تنگی نہ آئے گی اور کبھی چوری بھی نہ ہوگی۔

(۵) جو شخص ہر نماز کے بعد کثرت سے یہ آیت پڑھے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔

(۶) جو شخص سفر میں ہو یا کسی خوفناک جگہ میں ہو تو وہ اپنی چھری سے اپنے اوپر ایک دائرہ کھینچ کر اس پر آیت الکرسی، سورۂ اخلاص، معوذتین، فاتحہ اور قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

پڑھ کر دم کرے تو کوئی چیز اس کے نزدیک نہیں آئے گی۔ اور نہ ہی کوئی جن یا انسان اسے تکلیف پہنچا سکے گا۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص آیت الکرسی کو زعفران سے اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر سات بار لکھ کر ہر بار اسے چاٹ لے تو اس کا حافظہ اتنا بڑھ جائے گا کہ کبھی کوئی بات بھولے گی نہیں اور فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں گے۔

خاصیت آیت ۲۶۶

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ اگر کسی کو دھدری ہو تو یہ آیت لکھنے سے اس کا مرض جاتا رہے گا۔

سورۂ آل عمران ...... فضائل وخواص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اس کی سفارش کریں گی۔

خاصیت آیت اول

الٓمّٓ اللہ لاالٰہ الا ھوالحی القیوم و انزل الفرقان

(۱) جو شخص اس آیت کو کاغذ پر زعفران اور گلاب و مشک سے لکھ کر نرے کی ایک پوری میں ڈال کر موم سے اس کو بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈال دے تو وہ بچہ شیطان سے اور ام الصبیان کی بیماری سے، جنوں کی ...... سے اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ نرا سورج طلوع ہونے سے پہلے کاٹا گیا ہو۔

(۲) جو شخص جمعرات کے دن دوسری ساعت میں اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر باریک قلم سے لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے اور خالص نیت و پاک بدن کے ساتھ اس انگوٹھی کو پہنے رکھے گا تو وہ شخص خوش بخت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کا حکم مانے گا وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس کا دشمن اس سے خائف رہے گا۔

اسم اعظم

حافظ ابوالقاسم سہیلیؒ کہتے ہیں کہ اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم اعظم نہیں ہے اور احادیث و آثار میں جو اسم اعظم مذکور ہوا ہے وہاں اعظم، عظیم کے معنی میں ہے

جیسے اکبر بمعنی کبیر اور اھون بمعنی ھین آتا ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی اسم اعظم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی تعیین فرما کر امت کے لئے اس سے دعا مانگتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بہت ہی مہربان ہیں۔ جب آپؐ نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی اسم اعظم نہیں ہے۔ سب فضیلت اور حکم میں برابر ہیں ان میں سے جس کے ذریعہ بھی دعا مانگی جائے اگر اللہ چاہے تو قبول فرمالیتا ہے اور نہ چاہے تو قبول نہیں فرماتا اور اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب اسماء مبارکہ برابر ہیں۔ **قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء والحسنیٰ** یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس نام سے بھی اسے پکارو سب اسی کے نام ہیں۔

حافظ ابوالقاسمؒ کہتے ہیں کہ اب ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ اسم اعظم کے وجود کے منکر ہیں ان کے انکار کی وجہ کیا ہے۔ آیا یہ عقلاً محال ہے یا شرعاً محال ہے چنانچہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عقلاً بھی محال نہیں اور نہ شرعاً عقلاً یہ بات محال نہیں ہے کہ ایک نیک عمل کو دوسرے نیک عمل پر فضیلت ہو یا ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ پر فضیلت ہو کیونکہ اس فضیلت کی بنیاد ثواب کی کمی یا بیشی ہے دیکھو فرائض کو نوافل پر بالاتفاق فضیلت ہے۔ اور نماز اور جہاد کو دوسرے اعمال پر فضیلت ہے چونکہ دعا اور ذکر بھی ایک عمل ہے تو بعید نہیں کہ کوئی دعا یا ذکر جلدی قبول ہو جائے اور آخرت میں اس کا ثواب بھی زیادہ ہو یہ بات بھی صحیح ہے کہ اسماء سے مراد ان کا مسمّٰی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم سب برابر ہے مگر جب ہم اسے اپنی زبان پر لائیں گے تو اب یہ ہمارا کلام اور ہمارا عمل ہے جس میں تفصیل جائز ہے اور جب اسماء میں تفصیل جائز ہے تو سورتوں اور آیتوں میں بھی جائز ہوگی کیونکہ یہ تفصیل بھی راجع ہوگی۔ تلاوت کی طرف جو کہ ہمارا فعل ہے اور ہمارا عمل ہے اس تفصیل کا تعلق متلوا سے نہ ہوگا کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اور منکرین یہ جو کہتے ہیں کہ اعظم بمعنی عظیم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ قرآن کریم میں اعظم آیت کونسی ہے۔ انہوں نے عرض کیا **اللہ لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم الخ** تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے تیرا علم مبارک ہو اب اگر اعظم بمعنی عظیم ہوتا تو اس مبارک کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن تو سارے کا سارا عظیم ہے اور قرآن کریم کی ہر آیت عظیم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اعظم بمعنی عظیم نہیں ہے۔

اگر کوئی آدمی کہے کہ بعض دفعہ کوئی آدمی اسم اعظم سے دعا کرتا ہے مگر قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی اسم مبارک کے بارے میں یہ قطعی یقین نہیں کہ یہی اسم اعظم ہے۔ صرف ظن ہوتا ہے کیونکہ اس کی تعیین میں اختلاف ہے تو جب دعا مانگنے والے کے نزدیک ہی اسم اعظم متعین نہیں تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے اسم اعظم سے دعا مانگی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔

اور اگر کہا جائے کہ ایک آدمی تمام اسمائے حسنیٰ کو جمع کر کے دعا مانگتا ہے پھر بھی اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی تو اس کا کیا جواب ہے۔ ہم کہتے ہیں اس طرح اب تک کسی نے تجربہ نہیں کیا۔

علامہ سہیلیؒ نے اس اعتراض کے دو جواب دیئے ہیں (۱) یہ اسم ہم سے پہلے لوگوں کو بھی معلوم تھا مگر وہ اس کی بہت حفاظت اور عزت کیا کرتے تھے اور بغیر طہارت کے استعمال نہیں کرتے تھے اور اس اسم کا عامل متواضع اور انکساری کرنے والا ہوتا تھا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت ہوتی تھی اور اللہ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا اور جب بھی وہ کسی ہنسی یا دل لگی کی جگہ اس کا استعمال کرتا اور اس پر کماحقہ عمل نہ کرتا تو لوگوں کے دلوں سے اس کی عظمت و ہیبت ختم ہو جاتی تھی اور اس اسم سے اس کی دعا بھی قبول نہ ہوتی تھی اور نہ اس کی کوئی حاجت پوری ہوتی چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ان دو شخصوں سے جو آپس میں جھگڑا کرتے تھے امر بالمعروف کیا کرتا تھا اور وہ لڑائی جھگڑے کی حالت ہی میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے تو بے موقع اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی کراہت ان کے دل میں نہ رہی تھی اور نیز آپ فرماتے

ہیں کہ بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مجھے پسند نہیں ۔تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسم کی عظمت اور حرمت بہت عمدہ شی ہے۔

(۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دعا جب دل سے ہو صرف زبان سے نہ ہو تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی کئی صورتیں ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو سائل کا مطلوب اسے مل جاتا ہے یا اس دعا کا عوض اس کے لئے قیامت کے دن تک ذخیرہ کرلیا جاتا ہے اور سائل کے لئے وہ ذخیرۂ آخرت کہیں بہتر ہوتا ہے اور یا اس دعا کے سبب سے اس کے سر سے کوئی بلا ٹال دی جاتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کہ میری امت دنیا کے کسی عذاب میں مبتلا نہ کی جائے اس لئے قبول نہ ہوئی تا کہ قیامت کے دن دنیا کے فتنوں کے عوض امت کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کی جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مرحوم ہے آخرت کے دن اسے عذاب نہ ہوگا اور دنیا میں انہیں زلزلوں اور فتنوں کا عذاب ہوگا جب دنیوی فتنے اخروی عذاب کے ٹلنے کا سبب ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارک ناکام نہ ہوئی بلکہ بوجہ احسن قبول ہوگئی۔

شیخ ابوبکر فہری اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگنے والے کی دعا قبول ہوگی تو ضرور قبول ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔اگر کوئی سوال کرے کہ جب یہ بات ہے تو پھر اسم اعظم سے دعا مانگنے کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی شخص کی زبان سے اسم اعظم نکلواتا ہے جس کی حاجت روائی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور جس کی تقدیر میں حاجت روائی نہیں ہوتی اس کو اسم اعظم نہیں دیا جاتا۔اگر کوئی کہے کہ سب دعاؤں کا یہی حال ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں قبولیت ہے تو دعا مانگی جاتی ہے ورنہ نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ سب دعاؤں کا یہ حال نہیں ہے بلکہ سب لوگ وہ دعائیں بھی مانگ لیتے ہیں جن کی دعا قبول ہونی ہوتی ہے اور وہ بھی مانگتے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہونی ہوتی اور اسم اعظم کی دعا اسی وقت زبان پر آتی ہے جبکہ قبولیت کی سب شرطیں پائی جاتی ہیں اور رکاوٹیں ختم ہو چکی ہوں۔پس اسم کے اعظم ہونے کا یہی معنی ہے اور اسی اصول پر سورتوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کو سمجھنا چاہئے۔اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سورہ تبارک الذی اپنے پڑھنے والے کے حق میں جھگڑا کرے گی اور یہ فرمان کہ قل ھواللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔

بہر حال عقلاً ثابت ہوگیا کہ اسم اعظم ہے اور یہ باقی اسماء پر فضیلت رکھتا ہے اور جب اسم اعظم ہے تو یہ نا ممکن ہے کہ قرآن کریم میں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیء کوئی ایسی شی نہیں ہے جو ہم نے قرآن میں نہ لکھی ہو تو قرآن کریم میں اسم اعظم ضرور ہوگا۔یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس اسم مبارک سے محروم رکھے حالانکہ آپ افضل الانبیاء ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے۔

لیکن یہ بات کہ اسم اعظم قرآن کریم میں کہاں ہے تو اس بارے میں بعض نے تو کہا ہے کہ اسم اعظم قرآن کریم میں اس طرح مخفی ہے جیسے جمعہ کے دن میں قبولیت کی گھڑی کو اور ماہ رمضان میں شب قدر کو مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ان کی تلاش میں خوب کوشش کریں اور ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں۔

اسم اعظم کے بارہ میں احادیث و آثار

اب ہم ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واتل علیھم نبأالذی آتیناہ آیاتنافانسلخ منھا یعنی ان کو اس شخص کی خبر سنادے جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں اور وہ ان میں سے نکل گیا۔حضرت ابن عباسؓ ابن اسحاقؒ سدیؒ اور مقاتلؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ نبی اسرائیل کا شخص بلعم باعور تھا اور اسے اسم اعظم معلوم تھا ایک دفعہ بلعم کو بادشاہ نے بلایا تو وہ چھپ گیا بالآخر پکڑا گیا اور بادشاہ نے اس سے کہا تو وہ شخص ہے جس کے پاس اسم اعظم ہے اس نے کہا ہاں بادشاہ نے کہا میرے لئے ایک بیل کی دعا کر جس سے

ابھی کام نہ لیا گیا ہو اس نے دعا کی تو اسی وقت ایک سرخ رنگ کا بیل موجود ہو گیا جس کے پاس کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ بلعم نے اس کے پاس جا کر اس کے کان میں کوئی بات کہی اور بیل اسی وقت مر گیا۔ بلعم باعور نے بادشاہ سے کہا تو بنی اسرائیل کو ستانے سے باز آ ورنہ تیرا بھی یہی حال ہو گا جو اس بیل کا ہوا۔ اسی وقت وہ بادشاہ بنی اسرائیل کو ستانے سے رک گیا۔

اور اسی قسم کی یہ آیت ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ اکثر مفسرین قتادہؒ وغیرہ کہتے ہیں۔ اس آیت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ آصف بن برخیا ہے جس نے سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی بلقیس کا تخت لا حاضر کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دائیں طرف دیکھا تو آصف بن برخیا نے اسم اعظم سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے تخت اٹھا کر زمین کے نیچے سے زمین کو چیرتے ہوئے لے آئے اور زمین حضرت سلیمان علیہ السلام کے آگے سے پھٹ گئی اور تخت حاضر ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آصف بن برخیا نے جس اسم اعظم سے دعا مانگی تھی وہ یاحی یا قیوم تھا۔ زہریؒ کہتے ہیں آصف بن برخیا کی دعا یہ تھی یَااِلٰھَنَا وَاِلٰہُ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰھاً وَّاحِداً لَّآاِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ اٰئْتِنِیْ بِعَرْشِھَا اس دعا سے فوراً تخت موجود ہو گیا اور بعض نے کہا اسم اعظم یاذوالجلال والاکرام ہے۔

اور اسی قسم سے ہے آیت وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت مفسرینؒ فرماتے ہیں ہاروت و ماروت دونوں دن بھر لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے اور شام کے وقت اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چڑھ جاتے تھے۔ ایک دن زہرہ کا مقدمہ آ گیا جو شہر بھر کی عورتوں میں زیادہ حسین تھی اور ملک فارس کی شہزادی تھی۔ وہ دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گئے اور اس کو مباشرت کے لئے کہا اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تم مجھے اسم اعظم نہیں بتلاؤ گے۔ تمہارا کام نہ ہو گا۔ انہوں نے کہا اسم اعظم بسم اللہ اکبر ہے وہ اسے پڑھ کر آسمان کی طرف چڑھ گئی اور وہاں جا کر خدا کے حکم سے ستارہ بن گئی۔ اور اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ بابل میں ان دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا اسم اعظم تھا جس کے ذریعہ زہرا آسمان پر چڑھ گئی اور دونوں فرشتے بھی غضب الٰہی نازل ہونے سے پہلے آسمان پر چڑھ جاتے تھے شیاطین نے بھی ان سے سیکھ کر اپنے دوستوں کو جادو سکھلانا شروع کر دیا تھا۔

حدیث میں ہے کہ ملک الموت اسم اعظم کی دعا ہی سے روحیں قبض کرتا ہے۔ ان تفصیلات سے معلوم یہ ہوا کہ اسم اعظم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں زبان زد عام تھا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ ہاں اگر اختلاف ہے تو آیت کی تفسیر میں ہے اور تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول راجح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر دست مبارک مار کر فرمایا تھا۔ اللھم علمہ التأویل یا اللہ ابن عباس کو تاویل کا علم عطا کر اور حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں اسم اعظم بیان کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی اسم اعظم کے متعلق ارشادات منقول ہیں ابوداؤد نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا یحییٰ عن مَالِکِ عَنْ مُعَاوِیَۃَ عن عبدِاللّٰہِ بنِ ابی بریدۃ عَنْ اَبِیْہِ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ رَجُلاً یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ اللّٰہَ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ تو ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے جس سے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے اور مانگا جائے دیا جاتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ الٰھکم الٰہ واحد لآالٰہ الا ھو الرحمن

الرحیم اور الٓم اللہ لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک آدمی کو یہ کہتے سنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُکَ اِنَّکَ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ تَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا تو آپ نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے جس سے دعا قبول ہو جاتی ہے اور جو مانگو مل جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں پڑھ رہا تھا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَاحَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ . آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کون سے اسم کے ساتھ دعا مانگ رہا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگ رہا ہے جس سے دعا قبول ہوتی ہے اور جو مانگو دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران اور سورۃ طٰہٰ۔ جعفر دمشقی کہتے ہیں میں ان تین سورتوں میں غور کی نظر سے دیکھا تو مجھے ان میں ایسی چیز نظر آئی جو دوسری سورتوں میں نہیں۔ اور وہ آیۃ الکرسی ہے اور آل عمران میں الٓم اللہ لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے اور طٰہٰ میں وعنت الوجوہ للحی القیوم ہے۔

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اسم اعظم "اللہ" ہے چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام تو آپؐ نے فرمایا اس نے اسم اعظم اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو کے ساتھ اپنے خدا کو پکارا ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم نام نہیں ہے اور اس نام کے ساتھ کوئی دوسرا موسوم نہیں ہے۔

ابوجعفر کہتا ہے کہ ابوحفص نے جو طٰہٰ للحی القیوم اسم اعظم نکالا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ طٰہٰ میں جو آیا ہے۔ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ بھی اسم اعظم ہے۔ اس طرح احادیث میں تطبیق ہوگئی۔

محمد بن حسنؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اسم اعظم "اللہ" کیا دیکھتے نہیں کہ رحمٰن رحمت سے مشتق ہے رب ربوبیت سے مشتق ہے اور "اللہ" کسی سے مشتق نہیں ہے۔ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ اسم اعظم "اللہ" ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام اسماء اس کی طرف مضاف ہوتے ہیں مگر "اللہ" کی ان کی طرف اضافت نہیں کی جاتی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اسم اعظم یا ظاہر ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ یا حی یا قیوم ہے۔

حافظ ابوالقاسم سہیلی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام سب کے سب "اللہ" کے تابع ہیں جس کے ساتھ مل کر پورے سو ہو جاتے ہیں اور جنت کے درجات بھی سو ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جنت کے درجے سو ہیں ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور اسمائے حسنیٰ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص انہیں یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اسماء کی تعداد جنت کے درجوں کے برابر ہے۔ "اللہ" کے اسم اعظم ہونے کی دلیل ہے کہ باقی تمام اسماء اس کی طرف مضاف ہوتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ کا نام عزیز ہے یوں نہیں کہتے کہ اللہ نام ہے عزیز کا۔

اور فہری کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللہ الاسمآء الحسنیٰ فادعوہ بھا یہاں اسماء کو عام کیا۔ پھر فرمایا قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن اس میں پہلے اسم اعظم کا ذکر کیا اور مخلوق کو ہدایت کی کہ اس نام سے پکاریں یہ اسم خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے کوئی دوسرا اس سے موسوم نہیں ہوسکتا۔ مخلوق میں سے کسی سرکش شیطان نے بھی اپنے آپ کو اللہ کہلوانے کی جرات نہیں کی۔ فرعون جو اتنا بڑا ظالم و سرکش تھا اس نے مصر کے قبطیوں سے کہا انا ربکم الاعلیٰ جس کی وجہ سے دنیا ہی میں اس پر اور اس کی قوم پر عذاب آیا مگر اسے بھی یہ طاقت نہ ہوئی

کہ انا اللہ کہہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اشرار کو بھی اس نام کے دعویٰ کرنے کی جرات نہیں دی اسی واسطے فرمایا هل تعلم له سمیا یہ وہ نام ہے جس کا ورد مخلوق کی زبان پر جاری کیا اور ہر ایک کو یہی سمجھایا کہ ہمیشہ خدا کا یہی نام لیں۔ اسی نام کے ساتھ ایمان کو متعلق کیا۔ اسی کو فریاد خواہوں کی فریاد مظلوموں اور خوفزدوں کی پناہ بنایا اور اسی کو عابدوں کی عبادت بنایا۔ جو شخص کسی مصیبت میں پھنس جائے یا کسی بلا کے منہ میں آ جائے تو وہ اسی نام سے خدا کو پکارتا ہے اور جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق پہلا حکم یہی ہے کہ اس کے کان میں یہی نام پکارو اور مرتے وقت بھی یہی نام لآ الہ الا اللہ ہی کام بناتا ہے۔ اسی نام کو مخلوق اپنے بول چال اور معاملات میں استعمال میں لاتی ہے اور پیش کرتی ہے۔ چنانچہ انہیں روکا گیا کہ لاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن اور گنجائش دیدی کہ جس اسم کے ساتھ تمہارا دل چاہے پکارو اگر مجھے میرے ذاتی نام سے نہ پکارو تو مجھے میری رحمت اور فضل سے پکارو اسی لئے شیخ واسطیؒ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے کسی نام سے پکارتا ہے تو اس میں اس شخص کا حصہ ہوتا ہے مگر اسم ''اللہ'' کے ساتھ پکارنے میں اس کو کوئی حصہ نہیں ملتا کیونکہ واحدانیت میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسی لئے اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ اسم تعلق کے لئے ہے۔ تخلق کے لئے نہیں۔ اور اس لئے بھی کہ الوہیت مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر ہونے کی وجہ سے ہے جو کہ اعلیٰ درجہ کے کمال کی صفت ہے۔ حضرت ابو سعیدؒ فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک کلمہ یعنی اللہ کی طرف بلایا۔ جس نے اسے سمجھ لیا اس نے دوسرے کلمات کو بھی سمجھ لیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قل ھو اللہ فرما کر اہل حقیقت کے لئے کلام ختم کیا۔ پھر خواص کے لئے احد بڑھایا پھر اولیاء کے لئے اتنا اور فرمایا اللہ الصمد پھر عوام کی خاطر اور بڑھایا کہ لم یلد ولم یولد و لم یکن له کفواً احد۔

لفظ اللھم اصل میں یا اللہ تھا یاء کو حذف کر کے آخر میں میم کا اضافہ کیا تا کہ یا اللہ کا معنی قائم رہے اور اس واسطے بھی تا کہ عوض اور معوض جمع نہ ہو جائیں۔ بعض نے کہا اس میں میم زائد ہے۔ عرب کلمہ کے آخر میں میم زائد کیا کرتے ہیں۔

اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ اور الہ ہے اور الہ اللہ کا اصل ہے۔ ہشام حضرت محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو فرماتے سنا کہ اسم اعظم اللہ اور الہ ہے اور صوفیائے کرام میں سے اکثر مشائخ کا بھی اعتقاد ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک صاحب مقام کے لئے اسم ''اللہ'' سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قل اللہ ثم ذرھم میں کہتا ہوں کہ اسی لئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اسم ''اللہ'' کے ذکر کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور امام ابو جعفر طحاویؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اسم اعظم ''اللہ'' ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ اسم اعظم الم ' کھیعص ' حمعسق وغیرہ ہیں اور جو شخص ان حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا جانتا ہے وہ اسم اعظم سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حروف مقطعات اسم اعظم ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اسم اعظم احد الصمد ہے بعض نے کہا ذوا الجلال و الاکرام ہے۔ اور بعض نے کہا ربنا ہے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً فاستجاب لھم ربھم. قبولیت اسم اعظم کی علامت ہے۔ اور بعض نے کہا ارحم الراحمین اسم اعظم ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف سے حکایت ہے۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا له.

حضرت لیثؒ فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے طائف جانے کے لئے ایک آدمی کا خچر کرائے پر لیا۔ خچر والے نے شرط لگائی کہ میں جہاں اتاروں گا اترنا پڑے گا۔ راستہ میں ایک ویران جگہ میں خچر والے نے اتار دیا۔ وہاں بہت ساری نعشیں پڑی تھیں۔ خچر والے نے ان کو بھی قتل کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا ٹھہرو مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ اس نے کہا پڑھ لو تم سے پہلے جو لوگ قتل ہوئے پڑے ہیں

انہوں نے بھی پڑھی تھیں مگر انہیں ان کی نماز نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ زید کہتے ہیں کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو میں نے کہا یاارحم الراحمین تو فوراً ایک آواز آئی کہ اسے قتل نہ کر خچر والے نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے کوئی نظر نہ آیا وہ دوبارہ میری طرف بڑھا تو اس وقت ایک سوار ہاتھ میں خنجر لئے آتا ہوا نظر آیا جس نے خچر والے کو قتل کر دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ لآ الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اسی کو پڑھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن السنی نے نقل کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کے پڑھنے سے مصیبت زدہ کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے جو اس نے تاریکیوں میں پڑھا تھا۔ لآ الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین

اور بعض کہتے ہیں کہ وھاب اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی کے ساتھ دعا مانگی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ خیر الوارثین اسم اعظم ہے کیونکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہی اسم لے کر دعا مانگی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ غفار اسم اعظم ہے۔

ایک عارف سے سنا کہ ہر دعا مانگنے والے کی اپنی حالت کے مطابق اس کے لئے الگ اسم اعظم ہے۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگتا ہے اور یہ قرین قیاس یہی بات ہے کہ ہر ایک کا اسم اعظم اس کے حالات کے موافق الگ ہوتا ہے۔

میرے ایک دوست نے بعض مشائخ کے حوالہ سے نقل کیا کہ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے نام کے اعداد لے کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا اسم تلاش کرے جس کے اعداد اس کے نام کے اعداد کے برابر ہوں اگر ایک اسم ایسا مل سکے تو دو اسم یا تین اسم یا چار اسم ایسے تلاش کرے جن کے مجموعہ کے اعداد اس کے نام کے اعداد کے برابر ہوں مثلاً محمد کے عدد ۹۲ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں کوئی ایسا نہیں ملتا جس کے عدد ۹۲ ہوں مگر اول اور دائم یہ دو اسم ایسے ہیں جن کے عدد ۹۲ بنتے ہیں۔ اسی طرح حیٌ وھابٌ واجد اور ولی چار اسم ہیں ان کے عدد ۹۲ ہیں۔ اس طرح جب وہ اپنے نام کے اعداد کے برابر اعداد والا اسم الٰہی تلاش کر لے تو پھر پہلے تو اپنے اسم کے اعداد کی تعداد کے برابر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے پھر سورۂ الم نشرح اتنی بار پڑھے اور اسم الٰہی ایک ہو یا زیادہ وہ بھی اتنی بار پڑھے اور اس پر مداومت کرے اور اس کے بعد انہیں اسمائے الٰہیہ سے دعا مانگے۔ مثلاً جس کا نام محمد ہے وہ ۹۲ بار سورۂ فاتحہ پڑھے۔ ۹۲ بار سورۂ الم نشرح پڑھے اور پھر ۹۲ بار حیٌ وھابٌ واجد اور ولی پڑھے اور پھر یوں دعا مانگے یاحی احی قلبی و رزقی و ذکری یا ان کی جگہ اور جو مانگنا چاہے مانگے۔ یاوھاب ھب لی کذا یاواجد اوجد لی کذا یا ولی تولنی

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اسم اعظم قریب ہے۔ بعض کے نزدیک سمیع الدعآء ہے اور بعض کے ہاں اسم اعظم السمیع العلیم ہے۔

اب جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ ان سب اسمائے الٰہیہ کو جمع کر کے دعا مانگے تو وہ مخفی اسرار کا محرم ہو سکتا ہے اور بند خزانے کی چابی اس کو مل سکتی ہے۔ اور میں نے مذکورہ ذیل دعا میں ان سب اسمائے الٰہیہ کو جمع کر دیا ہے۔ جن کے اسم اعظم ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یَامَنَّانُ یَاحَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَوا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَآءِ یَآاَللّٰهُ یَآاِلٰهُ یَآاَللّٰهُ یَآاَللّٰهُ یَاعَلِیْمُ یَاعَالِمُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ یَا مَالِکُ یَا مَلِکُ یَا سَلَامُ یَا حَقُّ یَا قَآئِمُ یَا مُحْصِیُ یَا مُعْطِیُ یَا مَانِعُ یَا مُحْیِیُ یَا مُقْسِطُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَارَبُّ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَا وَهَّابُ یَا غَفَّارُ یَا قَرِیْبُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب اسم اعظم سے دعا مانگنا چاہو تو پہلے سورۂ حدید کی چھ آیات اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں پڑھو

اور پھر یہ دعا مانگو یا من هو کذلک افعل لی کذا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر اس طرح کوئی بد بخت دعا مانگے گا تو وہ خوش بخت ہو جائے گا۔

الشیخ العلامۃ الامام ابو الثناء محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ولی اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آدمی اپنے دل کو ہر طرف سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لے اور پورے ادب اور تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جس اسم کے ساتھ بھی دعا مانگے گا وہی اسم اعظم ہے کیونکہ اس حالت میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاه

بعض کا خیال یہ ہے کہ اسم اعظم ایک خاص اسم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ سورۂ آل عمران میں جو اسم اعظم ہے وہ یہ ہے يَا اللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ يَا مَنْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَ يَارَبِّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيْهِ يَامَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ يَا مَنْ شَهِدَ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ لَهُ الْمَلَآئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِماً عَلٰى خَلْقِهٖ بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا مَالِكَ الْمُلْكِ يَا مَنْ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَا مَنْ يُّوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

بعض نے کہا کہ اسم اعظم وہ ہے جس سے علاء بن الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے دربار میں داخل ہوتے وقت دعا مانگی تھی۔ وہ یہ کہ انہوں نے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھی پھر یوں دعا مانگی۔ یا حلیم یا علیم' یا علی' یا عظیم اجرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اللہ لآ الہ الا هو الحی القیوم اور الٓمٓ اللہ لآ الہ الا هو الحی القیوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۃ البقرۃ' سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔

کتاب نور الیقین میں حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا کہ جو آدمی جمعرات کی شام کو نہا کر کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ جائے۔ مغرب کی نماز ادا کر کے وہیں بیٹھا ذکر کرتا رہے پھر عشاء کی نماز پڑھ کر وتر کے آخری سجدہ میں سو بار کہے یا رب یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم بک استغیث تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

انہی کے ہاتھ سے یہ ترکیب بھی لکھی ہے کہ اگر کسی آدمی کی کوئی حاجت ہو اور وہ پوری نہ ہو رہی ہو تو وہ جمعہ کی رات کی شام کو نہا کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور کسی سے بات نہ کرے اور جب عشاء کی نماز پڑھے تو وتر کے آخری سجدہ میں سو بار کہے یا اللہ یا رب یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم بک استغیث یا اللہ پھر اپنی حاجت مانگے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی ہلاکت یا نقصان کی دعا نہ کرے۔

سنن ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ یوں کہتے یا حی یا قیوم بک استغیث

اور سنن الترمذی میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے سبحان اللہ العظیم اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں بہت کوشش کرتے تو فرماتے۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث.

قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی غمگین ہوتے تو فرماتے یا حی یا قیوم علامہ بونیؒ نے حی و قیوم کے بیان میں لکھا ہے کہ منگل' بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں علی الصبح اذان کے بعد اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے اور پھر اس اسم کا ورد کرے اور دوسری کسی طرف بالکل دھیان نہ دے اور مسلسل یہ ذکر کرتا رہے جب سورج طلوع ہونے لگے تو فوراً قلم لے کر کاغذ پر یا حی یا قیوم لکھ لے اور اس کاغذ کو لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لے تو وہ اپنے رزق میں کشادگی و برکت دیکھے گا۔

اگر کوئی ضرورت مند آدمی صبح کی نماز کے بعد بولنے سے پہلے مذکورہ ذیل دعا پڑھے تو اس کی ضرورت پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَکِیْمُ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا فَرْدُ یَا وَتْرُ یَا اَحَدُ یَاصَمَدُ۔

شیخ باخمیم نے شیخ عبدالنور کو خط میں لکھا کہ اے دوست میں آپ کو اسم اعظم کا تحفہ دیتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد ۷ مرتبہ یوں دعا مانگو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا صَمَدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَتْرُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔

شیخ ابوالحجاج اقصری کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد ۳ بار مذکورہ ذیل دعا مانگ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ فَافْعَلْ لِیْ کَذَا وَکَذَا (خط کشیدہ جملہ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے)

خاصیت آیت ۲۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص قل اللھم مالک الملک الخ پڑھے تو اگر وہ عہدے و منصب والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ملک کی حفاظت فرمائے گا اور اس کے حال کو درست رکھے گا اور اگر ملک و منصب والا نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ملک و منصب عطا فرمائے گا۔

خاصیت آیت ۷ تا ۹

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات..........ان اللہ لایخلف المیعاد

اگر کسی آدمی کا حافظہ کمزور ہو اور ذہن سست ہو تو وہ ان آیات کو سبز رنگ کے نئے کاغذ پر جمعہ کے دن چھٹے گھنٹے میں زعفران و گلاب کے عرق سے لکھے اور دھو کر پی لے۔ مسلسل سات جمعے اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حافظہ قوی اور تیز ہو جائے گا۔ اس بات کا خصوصی خیال کرے کہ کوئی شبہ والی چیز نہ کھائے۔

خاصیت آیت ۲۶، ۲۷

اللھم مالک الملک ....بغیر حساب

(۱) جو آدمی مذکورہ آیتوں کو فرضوں اور نفلوں کے بعد اور سوتے وقت اکثر پڑھے تو اس کی تنگ دستی ختم ہو جائے گی۔

(۲) جو بادشاہ الملک القدوس کا ہمیشہ ورد رکھے اس کی سلطنت قائم رہے گی اور اس کی سلطنت دور دور تک پھیلے گی۔

(۳) جو شخص الملک کے حروف اس طرح لکھے۔ ال م ل ک ہر روز پاک صاف ہو کر چالیس بار دیکھا کرے اور دیکھتے وقت درمیانہ حرف پر نظر قائم رکھے اور اللھم مالک الملک الخ پڑھتا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیوی اور اخروی اسباب آسان فرما دے گا۔

(۴) جو شخص علم کیمیا یا دوسری مخفی چیزوں کا علم حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہو وہ چالیس دن مسلسل روزے رکھے حلال چیز سے افطار کرے اور ہر رات سوتے وقت ۷ بار سورۃ الشمس، سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح پڑھے۔ پھر سات بار مذکورہ بالا آیت پڑھے پھر ستر بار یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ یَاوَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا وَتْرُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُیَسِّرَ لِیَ الْعِلْمَ الَّذِیْ بَشَّرْتَہٗ عَلٰی کَثِیْرٍ مِنْ خَلْقِکَ وَاَکْرَمْتَ بِہٖ کَثِیْراً مِّنْ عِبَادِکَ وَاَغْنِنِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ فَاِنَّکَ مَالِکُ الْمُلْکِ وَبِیَدِکَ مَقَالِیْدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْتَ عَلٰی

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ تعالیٰ نیند یا بیداری میں اس کے پاس کوئی شخص بھیجیں گے جو اسے اس کا مطلوبہ علم سکھا دے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حاجت مند ہو اور وہ سجدہ میں جا کر یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ الخ یا اللہ ۳ بار اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ تَجَبَّرْتَ اَنّٰی يَكُوْنَ لَكَ وَلَدٌ وَتَعَالَيْتَ اَنّٰی يَكُوْنَ لَكَ شَرِيْكٌ وَ تَعَاظَمْتَ اَنّٰی يَكُوْنَ لَكَ نِدٌّوَمُشِيْرٌ وَقَهَرْتَ اَنّٰی يَكُوْنَ لَكَ ضِدٌّ وَ تَكَرَّمْتَ اَنّٰی يَكُوْنَ لَكَ وَزِيْرٌ یا اللہ ۳ بار يَا اَللّٰهُ اَنْتَ الَّذِیْ تَنَزَّهْتَ وَتَنَزَّهْتَ وَنَزَّهْتَ جَمِيْعَ خَلْقِكَ لَاعَيْنٌ تَرَاكَ وَلَايُدْرِكُكَ بَصَرٌيَا اَللّٰهُ ۳ بار يَا اَللّٰهُ اِقْضِ حَاجَتِيْ

اور اپنی حاجت کا نام لے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

خاصیت آیت ۳۵ تا ۳۷

اذقالت امرأة عمران رب انی نذرت لک......بغیر حساب

(۱) ان آیات کو زعفران اور گلاب سے ہرن کے باریک چمڑے پر لکھ کر عورت کی بائیں کوکھ پر وضع حمل تک باندھ دیا جائے تو وہ سب آفتوں سے امن میں رہے گی۔

(۲) اگر اس آیت کو مشک و زعفران سے لکھ کر بچہ کے گلے میں لوہے یا تانبے کی تختی میں بند کر کے باندھ دیا جائے تو وہ رونے اور ڈرنے اور بھوک لگنے سے محفوظ رہے گا اور اکثر سویا رہے گا اور اپنی ماں کے تھوڑے دودھ سے سیر ہو جایا کرے گا اور اگر اس کی ماں کا دودھ کم ہوگا تو وہ بہت ہو جائے گا اور وہ بچہ نیک بخت ہوگا۔

خاصیت آیت ۷۳

قل ان الفضل بیدالله یؤتیه من یشآء و الله ذوالفضل العظیم

(۱) جو شخص جمعرات کے دن زہرہ یا عطارد کی ساعت میں اس آیت کو کسی پاک کاغذ پر لکھ کر کسی نیک آدمی کے کرتہ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنی دکان یا گھر کے دروازے میں لٹکائے تو اس کی آمدنی بہت ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص بے روزگار ہو یا کسی شخص کی شادی نہ ہوتی ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکائے اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

خاصیت آیت ۸۳ تا ۸۵

افغیر دین الله..........خاسرین تک

اگر کوئی بیمار ہو تو یہ آیت مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑی ہو دھو کر پلایا جائے تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۳، ۱۰۴

واعتصموا بحبل الله ....مفلحون

(۱) اگر دو آدمیوں میں دشمنی و لڑائی ہو تو ایک آدمی اس آیت کو دوشنبہ کے دن جب چاند کی روشنی ترقی میں ہو سیاہ توت کے پتوں کے پانی سے ہرن کے باریک چمڑے میں لکھے اور اخیر میں یہ لکھ دے یا مؤلف القلوب الف بین کذا اوران دونوں کا نام آگے

پیچھے لکھ دے اور اپنے گلے میں ڈال لے۔ دوسرا شخص اس کا جتنا دشمن ہوگا وہ خود بخود آ کر اس سے مصافحہ کرے گا اور اس کی بات مانے گا۔

(۲) اگر اس طرح یہ آیت لکھی ہوئی کوئی واعظ اپنے پاس رکھے تو اس کے کلام میں بہت تاثیر ہوگی ہر شخص اس کی بات مانے گا۔

خاصیت آیت ۱۱۱'۱۱۲

لن یضروکم الا اذیٰ.........ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون

جو آدمی ان آیتوں کو اپنے ہتھیار پر دوشنبہ کے دن آٹھویں ساعت میں پاک صاف اور روزہ کی حالت میں لکھے تو یہ ہتھیار جس کے پاس ہوگا دشمن اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۲ تا ۱۲۶

اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا.........حکیم

جو شخص بادشاہ یا حاکم سے خائف ہو تو وہ جمعہ کی رات آدھی رات کے بعد پاک ہو کر یہ آیت لکھے۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لے تو سورج طلوع ہونے تک تسبیح و ذکر میں مشغول رہے جب سورج اونچا ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آمن الرسول آخر تک پڑھے۔ پھر ے بار استغفار پڑھ کر ے بار کہے حسبی اللہ لآ الٰہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم پھر دوبارہ وضو کر کے اس آیت کو اپنے پاس رکھے تو اس کا خوف جاتا رہیگا۔ اور اگر نیند یا بیداری میں کسی بھوت یا دشمن کا خوف ہے تو وہ بھی جاتا رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۳۴ تا ۱۳۶

الذین ینفقون فی السراء و الضراء ....عاملین

جو شخص ان آیات کو جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد کاغذ پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور صبح کو اٹھ کر کسی بادشاہ یا دشمن یا کسی ظالم کے پاس جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔

خاصیت آیت ۱۴۴

وما محمد الا رسول ....اعقابکم

جس آدمی کو نکسیر آتی ہو تو کاغذ پر اس آیت کو لکھے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھے۔

اِنقَلِبْ یٰاٰدَمُ بِاکَفِّ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج لحطاس ھی

اور ناک کے اوپر دونوں آنکھوں کے درمیان باندھ دے۔

خاصیت آیت ۱۷۳'۱۷۴

الذین قال لھم الناس.........عظیم

اگر کسی کو بادشاہ یا حاکم سے خوف ہو وہ اسے کسی سزا کی دھمکی دیتا ہو تو یہ آدمی اس آیت کو کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر اس کے پاس بے خوف چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف پیدا ہوتا تھا تو آپ فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ کے ہاں جانا ہو تو یہ پڑھ کر جاؤ۔

لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ الْحَکِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ . لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآءُ کَ

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سبب سے غم ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اور فرماتے یہ دعا غم کو دور کرنے کے لئے ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْرِسْنِیْ بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَاتَنَامُ وَاکْنُفْنِیْ بِکَنْفِکَ الَّذِیْ لَایُرَامُ اِغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِکَ عَلَیَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَرَجَائِیْ فَکَمْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ قَلَّ لَکَ بِھَاشُکْرِیْ وَکَمْ بَلِیَّۃٍ اَبْلَیْتَنِیْ بِھَا قَلَّ لَکَ بِھَا صَبْرِیْ فَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِہٖ شُکْرِیْ وَلَاتَحْرِمْنِیْ وَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلَائِہٖ صَبْرِیْ فَلَمْ تَخْذِلْنِیْ وَ یَامَنْ رَآنِیْ عَلَی الْخَطَایَاوَلَمْ یَفْضَحْنِیْ اَسْئَلُکَ عَلٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی دِیْنِیْ وَ دُنْیَائِیْ وَآخِرَتِیْ بِالتَّقْوٰی وَاحْفَظْنِیْ فِیْمَا غِبْتُ عَنْہُ وَلَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فِیْمَا حَضَرْتُہٗ یَامَنْ لَاتَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ وَلَاتَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ ھَبْ لِیْ فِیْمَا لَایَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَایَضُرُّکَ اِلٰھِیْ اَسْئَلُکَ فَرَجاً قَرِیْباً وَصَبْراً جَمِیْلاً وَاَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّۃٍ وَاَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس دعا کے راوی بیان کرتے ہیں کہ اسکو بہت سارے لوگوں نے لکھ کر اپنی جیب میں ڈال لیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکا مقصد حاصل ہو گیا۔

اور جو شخص یہ دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شریروں اور ظالموں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَسْھِلْ عَلَیْنَا کَنَفَ سِتْرِکَ وَاَدْخِلْنَا فِیْ مَکْنُوْنِ غَیْبِکَ وَاَحْجِبْنَا عَنْ شِرَارِ خَلْقِکَ وَحُلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الرَّزَایَاوَالْبَلَایَایَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ.......... الْمِیْعَادُ

(۱) جو شخص اس آیت کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کا ایمان ثابت اور دل پاک ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص رات کو تہجد کے وقت بیدار ہونا چاہے وہ اس آیت کو لکڑی کے برتن میں لکھے اور آب زمزم سے دھو کر پی لے۔ ہر رات جس وقت اٹھنے کا ارادہ کر کے سوئے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔

سورۃ النساء...... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۷۴، ۱۷۵

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

یہ آیت آپ کے مدمقابل کی دلیل کو بے کار کر دے گی اور اس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل وموقف کو مضبوط وغالب کر دے گی۔

طریقہ یہ ہے کہ اتوار کے روز اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نفلی روزہ رکھو پھر اس آیت کو پاک چمڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر اپنے گلے میں لٹکا لو۔

اور یہی آیت دولہا کیلئے آزادی میں مفید ہے۔

اسے زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر دولہا اپنی پگڑی اور پیشانی کے درمیان رکھ لے اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے لکھ لے اور پانی سے دھو کر پی جائے۔

سورہ مائدہ......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۲۰

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْر

اور وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْجَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَاتَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْن

جو آدمی یہ آیات سات دن تک ہر روز طلوع آفتاب سے پہلے اپنی دائیں ہتھیلی پر لکھ کر زبان سے چاٹ کر تھوک نگل لے گا تو اسے معافی و عافیت، قناعت وصبر اور دل کی نرمی وتمام مسلمانوں کیلئے رحمت عطا ہوگی۔

خاصیت آیت ۵۹

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ

یہ آیات دشمن کے چہرہ کو سیاہ کرنے اسے رسوا کرنے اور اس کے ذہن کو کند کرنے کیلئے مفید ہیں۔

جب یہ مقصد حاصل کرنا ہو تو جمعرات کے دن روزہ رکھو اور مغرب وعشاء پڑھنے کے بعد تین دفعہ یہ کہو۔

يَا قَدِيْمَ الْاَزَلِ يَااَزَلِيُّ لَمْ يَزَلْ يَامَنْ يَّعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ خُذْ (فلاں بن فلانہ (یہاں دشمن کا نام اور اسکی ماں کا نام) اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ

پھر مذکورہ بالا آیات تین دفعہ پڑھے پھر یہی آیات ویران گھر سے ایک مٹھی مٹی کی لیکر اس پر تیس بار پڑھے پھر وہ مٹی دشمن کے گھر پھینک دے اور اسکے مال وجان میں قدرت کے کرشمے دیکھے۔

خاصیت آیت ۶۴

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ

جب کچھ لوگ کسی غیر شرعی اور ناجائز کام پر متفق ہو جائیں اور اس پر ایک دوسرے کا تعاون کر رہے ہوں تو ان کو آپس میں متفرق کرنے کیلئے مفید ہیں۔

طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے کے کچھ بال لے کر انہیں جلاؤ۔ حتی کہ راکھ ہو جائیں۔ پھر یہ آیات کسی پاک برتن میں یا نئے کپڑے کے گول ٹکڑے میں جو کہ ہفتہ کے دن کاٹا گیا ہو لکھو پھر اسے حرمل کے پتوں سے نچوڑے ہوئے پانی سے دھولو اور اس پانی وراکھ کو ان کے گھروں اور بیٹھکوں میں بکھیر دو۔ وہ آپس میں بکھر جائیں گے۔

خاصیت آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۱۲) قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (۱۱۳) قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

یہ آیات رزق میں وسعت، راحت، برکت اور خوشحالی لاتی ہیں اور بھوک و افلاس کو دور کرتی ہیں۔

جو رزق کی تنگی میں مبتلا ہو تو ان آیات کو جھاؤ کے درخت کی لکڑی سے بنے ہوئے برتن میں اپریل کے مہینہ کے پہلے دن چاندی کے قلم سے نقش کرلے اور وہ خود پاکی کی حالت میں ہو اور اس برتن کو اپنے پاس رکھ لے۔ جب ضرورت ہو اس کو پانی سے بھر لے اور جس جگہ کام کرنے کا ارادہ ہو اسی جگہ جمعہ کے دن طلوع آفتاب سے پہلے چھڑک دے۔ خواہ گھر میں یا کھیت میں یا باغ میں یا جہاں چاہے۔

اور اگر کسی انسان کی حاجت کیلئے کرنا ہو تو وہ اس پانی کو مسلسل تین جمعوں کو پیئے تو وہ جو بھی کرے گا۔ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ اپنے مال، کھیت اور شان و مرتبہ سب میں اچھا نتیجہ دیکھے گا اور اس کی تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سورۃ الانعام......فضائل وخواص

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورۃ انعام کی تلاوت کرے اور درمیان میں کلام کرکے اسکی تلاوت کے تسلسل کو نہ توڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادیں گے۔

اور جو آدمی اسے سچی نیت سے دو رکعت نفل میں تلاوت کرے اور مہینہ بھر میں ہر قسم کے خوف و درد سے حفاظت کا سوال کرے تو وہ اس مہینہ میں ہر ناپسندیدہ اور خوف والی چیز سے محفوظ رہے گا۔

اگر اس سورۃ کو لکھ کر جانوروں کے گلے میں لٹکایا جائے تو وہ ہر آفت و تکلیف سے محفوظ رہیں گے۔

جو رات کو اس سورۃ کی تلاوت کرے گا وہ اس رات میں مصیبتوں اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت اول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ

جو اسے صبح شام پڑھ کر سات مرتبہ اپنے بدن پر دم کرے گا تو وہ ہر قسم کے درد سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

الٓمّٓصٓ (۱) كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۲) اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

یہ آیات حکمرانوں، افسروں اور ججوں اور قاضیوں اور دیگر افسروں کیلئے مفید ہیں۔ یہ آیات خالص چاندی کی ٹکڑی میں نقش کراکے

انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے جو اس انگوٹھی کو پہنے گا اسے ہر کام صحیح کرنے کی توفیق ملے گی اور اس کا کردار اعلیٰ ہو جائے گا اور اس کے ذریعہ عوام الناس کیلئے مفید کام ہوں گے۔

خاصیت آیت ۱۰

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۔ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

جمعہ کے دن جب جمعہ نماز پڑھ کر فارغ ہو تو یہ آیت لکھ کر گھر میں یا دکان میں یا اپنی رہائش کی جگہ میں رکھ دے رزق وسیع ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۳

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جس آدمی کو غصہ آئے یا گھبراہٹ یا حسرت و پریشانی محسوس ہو رہی ہو تو وہ اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے اور یہ آیت کثرت سے پڑھے تو اس کی یہ حالت جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۱۷، ۱۸

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۷) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

رات کو سحری کے وقت کسی کاغذ پر یہ آیت لکھ کر پہلو کے درد کیلئے یا پستانوں کے درد کیلئے گلے میں لٹکائے تو اس کی برکت سے صحیح ہو جائیگا۔

جسے سخت پریشانی ہو اور گھبراہٹ و گھٹن ہو خواہ اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو تو وہ سوتے وقت پہلے ان آیات کو سات مرتبہ پڑھے پھر سوئے جب سو کر اٹھے گا تو یہ سب پریشانی وغیرہ ختم ہو گی۔

خاصیت آیت ۲۶

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ

جس کا ارادہ توبہ کرنے کا ہو تو وہ چڑھتے ہوئے چاند کی تاریخوں میں جمعرات کے دن نئی قمیص پہنے پھر دو رکعت نماز نفل اس نئی قمیص کے شکرانہ کیلئے پڑھے پھر اس آیت کو خالص روغن یاسمین کے ساتھ شیشے کے گلاس پر لکھے پھر اسے عرق گلاب کے ساتھ دھو کر اس تیل کو اپنے چہرے اور جسم پر لگائے پھر اس آیت کو زیتون کے پتے پر لکھ کر قمیص کے گریبان میں ڈالے جو بھی اس قمیص کو پہنے گا اسے اطاعت الٰہی اور نیکیوں کی توفیق ملے گی۔

خاصیت آیت ۳۶

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۔ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

جس آدمی کو نامردی کی تکلیف ہو یا کوئی عضو بے کار ہو تو وہ تین دن روزے رکھے اور ہر روزہ دودھ اور شکر کے ساتھ افطار کرے۔ پھر آدھی رات کو اٹھے اور یہ آیت اپنے دائیں ہاتھ کے درمیان میں تانبے کے قلم اور عرق گلاب و زعفران سے لکھے اور اسے چاٹ لے۔

اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرمائے گا۔

جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئے تو وہ پہلے خالص نیت سے توبہ کرے پھر دو رکعت نفل کی نیت باندھے اس میں پہلے فاتحہ پڑھے پھر سورۃ انعام بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ تک پڑھے پھر انما یومن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا پوری آیت پڑھے پھر سجدہ تلاوت کرے اور اس میں اپنی حاجت ذکر کر کے جو چاہے مانگے پھر کھڑا ہو اور فیکشف ما تدعون الیہ سے الظالمین تک پڑھے پھر سجدہ والی آیت پڑھے اور سجدہ تلاوت کر کے اس میں اپنی حاجت کیلئے دعا کرے پھر کھڑا ہو کر وعندہ مفاتح الغیب کن فیکون تک پڑھے پھر آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت کرے اور اس میں دعا مانگے پھر کھڑا ہو کر الحق ولہ الملک رسول اللہ تک پڑھے پھر آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ تلاوت کر کے اس میں دعا مانگے پھر کھڑا ہو کر واذ اسأ لک عنی والی پوری آیت پڑھے اور پہلی رکعت کا رکوع کرے پھر سجدہ کر کے دوسری رکعت میں کھڑا ہو تو فاتحہ اور سورۃ انعام شروع سے پڑھے بل ایاہ تدعون تک اور دوسری رکعت میں اسی طرح پانچ دفعہ کرے جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا پھر دوسری رکعت مکمل کر کے سلام پھیر کر ختم کر دے۔ اس دعا بفضل الٰہی قبول ہے۔

خاصیت آیت ۴۴، ۴۵

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اگر کسی ظالم دشمن کا گھر اجاڑنا ہو اور ان کے اتحاد کو توڑنا ہو اور ان کی جڑ کھودنی ہو تو ذبح کئے ہوئے اونٹ کی پرانی ہڈی تلاش کرے اور اس پر یہ آیت لکھ کر اس کے گھر ڈال دے تو اس کا گھر ویران ہو جائے گا۔

یہ آیت نازبو کے پانی سے تانبے کے پرات میں لکھے اور زیرہ کے پانی سے دھوئے اور اسی پانی میں عشاء سے صبح تک بھگوئے رکھے اور یہ پانی بہت مچھروں اور پسوں والی جگہ میں چھڑکے۔ دو دفعہ یہ عمل کرے ان شاء اللہ مچھروں اور پسوں کا نشان بھی نہیں رہے گا۔

خاصیت آیت ۵۹ تا ۶۲

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰٮكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰٮهُمُ الْحَـقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ

جو آدمی اس آیت کو ریشم (کتان) کے ٹکڑے میں لکھ کر اسے اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ جو معاملہ مجھ پر مشتبہ ہے وہ واضح ہو جائے تو وہ اسے دیکھ لے گا۔

جو آدمی اس آیت کو طہارت کی حالت میں پاک بستر پر بیٹھ کر لکھے پھر اسے اپنے بازو کے ساتھ باندھ کر سو جائے تو صبح کو بھی باندھے ہوئے اٹھ کر جہاں جائے اور جو بھی اسے ملے گا وہ اس سے کوئی نہ کوئی عجیب بات کرے گا۔

خاصیت آیت ۶۳،۶۴

مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ

جب سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اس سے موجیں اٹھ رہی ہوں تو یہ آیت ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر اس میں ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کی طغیانی ختم ہو جائے گی۔

خاصیت آیت ا ۷

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اگر چور پکڑنا ہو یا بھاگے ہوئے کو واپس لانا ہو تو اس کا معروف نام اور اس کی ماں کا نام معلوم کر کے پھر کسی خشک چیز کا ٹکڑا یا خشک کدو کا خشک چھلکا لیکر اس میں پرکار سے ایک دائرہ لگا لے پھر اسے لیکر کسی الگ جگہ میں چلا جائے جس کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ پھر اس دائرہ کے درمیان میں یہ آیات لکھے پھر چور یا بھگوڑے کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھے۔ پھر اسے ایسی جگہ دفن کر دے جہاں کوئی نہ چلتا ہو تو اس کا دماغ چکرانے لگے گا حتی کہ واپس آجائے گا۔

خاصیت آیت ۷۵ تا ۷۹

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

جو آدمی یہ آیت عرق گلاب اور زعفران سے چینی کی پلیٹ میں لکھ کر نہر کے پاک پانی سے دھو کر پی جائے تو اسے ہدایت اور رائے و فیصلہ کرنے میں راستی و درستی کی توفیق ملے گی۔

جو آدمی یہ آیت لکھ کر شیشہ کے گلاس میں رکھے اور پانی کے ساتھ لکھے اور اسی پانی کا آنکھوں میں سرمہ لگائے تو اسے بادشاہوں اور حکام اور تمام لوگوں کے ہاں قبولیت اور قدر و مرتبہ ملے گا۔

جو آدمی اس آیت کو بادام کے پتے پر زعفران سے لکھ کر اس عرق گلاب سے دھوئے جس میں انیسوں اور آس کا پانی ابالا گیا ہے پھر ہر بدھ کو اس میں سے پئے اور تین بدھ ایسا کرے تو اس کو فصاحت کلام اور زور بیان عطا کیا جائے گا جس سے اس کا دشمن اور مقابل مقہور و مغلوب ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۹۳،۹۴

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ

مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ

جس آدمی کو دشمن اذیت دیتے ہوں اور یہ ان کی ہلاکت اور ان کے شہر کی بربادی چاہتا ہو تو وہ ان آیات کو سورج نکلنے سے پہلے بید کے تین پتوں پر ایک طرف موٹے قلم سے لکھے اور دوسری طرف دشمنوں کے نام لکھے پھر پتے کو ان کے پینے کے پانی میں ڈال دے تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اسے یہ عمل کرتے ہوئے کوئی دیکھے نہیں۔

خاصیت آیت ۹۵

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

اس آیت کو زعفران اور کافور کے ساتھ پاک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر درخت یا فصل کا بیج جو کاشت کرنا چاہتا ہے اس میں ڈال دے پھر اسے کاشت کرے تو یہ درخت و فصل عمدہ ہوگی یہ کاشت برکت والی ہوگی اس کا پھل میٹھا ہوگا۔ اور اگر پہلے سے کاشت شدہ درخت یا فصل ہے تو اس پانی کو اس کی جڑوں میں ڈالے تو بھی برکت ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۶' ۹۷

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

پاک ہو کر اس آیت کو لکڑی کی تختی میں جمعہ کے دن لکھ کر یا نقش کر کے کشتی کے اگلے حصہ میں گاڑ دیا جائے تو وہ رات و دن میں ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

جو آدمی اس آیت کو لازورد کے نگینہ میں بدھ سے لیکر جمعہ تک کے کسی دن تیسری ساعت میں نقش کرے اور انگوٹھی میں جڑ دے تو جو بھی اس انگوٹھی کو پہنے گا اس کی حاجت پوری ہوگی اور وہ جو بھی مانگے گا۔ خواہ رزق خواہ قبولیت عامہ و محبت و دبدبہ ہو اس کی دعا رد نہیں ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۹

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اس آیت کو کھجور کے تازہ ترین شگوفہ میں جمعہ کے دن کی کسی ساعت میں لکھ کر چلتے ہوئے کنوئیں میں ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کنویں کے پانی میں برکت عطا فرمائیں گے اس کا پانی چلتا ہی رہے گا اور عمدہ و مفید ہوگا۔ انسانوں اور جنوں کی نظر بد سے محفوظ رہے گا اور اس کے پانی سے جو بھی درخت یا کھیتی سیراب ہوگی اس میں برکت ہوگی۔

خاصیت آیت ۱۰۳

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

اس آیت کا پڑھنا آندھی کو روکنے اور اندھیرے میں حفاظت کیلئے مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱۲۴

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تلاوت کرتے کرتے اس آیت پر پہنچے تو یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ ذَاالَّذِيْ يَدْعُوْكَ فَلَمْ تُجِبْهُ وَمَنْ ذَاالَّذِيْ سَاَلَكَ فَلَمْ تُعْطِهٖ وَمَنْ ذَاالَّذِيْ اِسْتَجَارَكَ فَلَمْ تُجِرْهُ' وَمَنْ ذَاالَّذِيْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَلَمْ تَكْفِهٖ وَاَغَوْثَاهُ بِكَ اَسْتَغِيْثُ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنِيْ يَامُغِيْثُ وَاشْفِنِيْ شِفَآءً عَاجِلًا وَفَرِّجْ عَنِّيْ فَرَجًا قَرِيْبًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پھر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

خاصیت آیت ۱۴۱

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

جو آدمی ان آیات کو زیتون کی لکڑی کی تختی میں نقش کر کے گھر کے دروازے کی چوکھٹ کے اوپر رکھے گا تو اسکے درختوں اور باغات کے پھلوں میں برکت اور عمدگی آئے گی۔

اور جو آدمی انہیں مینڈھے کے رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر جانوروں کے گلے میں لٹکائے گا تو اس کے جانوروں میں زیادتی اور برکت ہوگی اور آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔

خاصیت آیت ۳۱ تا ۳۲

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

یہ آیت نئے سبز رنگ کے برتن میں سفید انگور اور زعفران کے ساتھ لکھے پھر اسے عرق گلاب سے دھولے جو اس پانی سے نہائے گا تو اس سے نظر بد اور جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ جو اس پانی کو پئے گا اور اپنے کھانے میں ملائے گا وہ زہر اور جادو اور نظر بد کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۳۸

ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ط كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ط حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ط قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ

جس کا کوئی دشمن جیل میں ہو اور یہ چاہتا ہوں کہ اسے رہائی نہ ملے اور دیر تک جیل میں رہے تو یہ آیت سرخ رنگ کے رنگے ہوئے چمڑہ پر لکھے اور اس دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لکھے اور یہ بھی لکھے مکثا مکثا یافلاں بن فلانۃ تشبیطا مکثا بلازوال پھر اس لکھے ہوئے کو اس کے قید خانہ کے دروازہ کے نیچے دفن کر دے تو دشمن اس جیل میں قید ہی رہے گا۔

خاصیت آیت ۴۳

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

خالی قلم سے مٹھائی پر یہ آیت لکھ کر آپس میں نفرت رکھنے والے لوگوں کو کھلا دی جائے تو ان کی دشمنی ختم ہو جائے گی اور جو آپس میں دوست ہیں انہیں کھلا دی جائے تو ان کی دوستی و محبت و اتفاق قائم رہے گا۔

یا ان لوگوں کی تعداد کے مطابق پتوں پر یا پھلوں پر یا انجیروں پر لکھ کر کھلائے تو بھی درست ہے۔

اور یہ آیت دل کے درد کیلئے بھی مفید ہے۔

مٹی کا نیا پختہ برتن پر س کے تندور سے نکلتے ہی زعفران اور عرق گلاب سے لکھے اور انجیر کے پانی سے اسے دھو کر اس پانی سے پیئے تو دل کے درد کی تکلیف ختم ہو جائے گی۔

سورہ اعراف......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۵۴

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

جو آدمی سوتے وقت یہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے شیطان اور اس کے لشکروں سے محفوظ رکھیں گے اور کمزوری فالج سے بھی محفوظ رکھیں گے۔

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (۵۴) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۵۵) وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

جو آدمی یہ آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی نیند کم ہونے کی دعا مانگے تو اس کی نیند کم ہو جائے گی اور جو ان آیات کے ساتھ حرز اور سورۃ براۃ کی آخری آیت بھی اپنی دکان پر یا سامان پر یا مال پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت و کفایت فرمائیں گے۔

خاصیت آیت ۵۸،۵۷

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا ۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ط كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ

زیتون کی لکڑی کو کھرچ کر بنایا ہوا پیالہ لیکر اس میں سیب اور زعفران کے پانی سے لکھ کر اسے انگور کے پانی سے دھو کر درختوں کی جڑوں میں خالص پانی کے اوپر ڈالا جائے تو درخت دیمک، کیڑوں، سوکڑے سے اور چوہوں اور ٹڈیوں اور نقصان دہ پرندوں وغیرہ سے محفوظ ہو کر سرسبز و شاداب رہیں گے۔

خاصیت آیت ۹۷ تا ۹۹

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ

یہ آیت ایک کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو لے اور پھر اس پانی کو گھر یا مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دے تو تکلیف دہ و مضر مچھروں اور حشرات سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۸۰

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے اور وہ ننانوے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِیُٔ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْكَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَكِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِیُ الْمُبْدِیُٔ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیْ الْمُتَعَالِیْ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَلْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیُ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِیُ الْبَدِیْعُ الْبَاقِیُ الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ.

خاصیت آیت ۲۰۰، ۲۰۱

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

جس آدمی کو وسواس، گھبراہٹ، فضول خیالات آنے کی شکایت ہو یا کپکپی ہوتی ہو تو وہ اس آیت کو عرق گلاب اور زعفران کے ساتھ یوم کے دن سات پتوں میں طلوع آفتاب کے وقت لکھے اور روزانہ پتا نگل جائے اور اس پر ایک گھونٹ پانی پیئے تو یہ شکایت و تکلیف جاتی رہے گی۔

جب کسی کے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو وہ یہ پڑھے۔

هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

اور جب وسوسہ آئے تو لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا مستحب ہے کیونکہ شیطان جب توحید و رسالت کی شہادت سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے۔

سورۃ الانفال......فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورۃ انفال اور سورۃ برأت پڑھتا رہے میں اس کا سفارشی ہوں اور گواہ ہوں کو وہ نفاق سے بری ہے اور ہر منافق مرد اور عورت کے بدلہ اسے دس نیکیاں دی جائیں گی اور عرش عرش اٹھانے والے فرشتے جب تک وہ دنیا میں ہے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی روزانہ سات مرتبہ یہ آیت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت کی مشکلات میں اس کی کفایت فرمائیں گے۔ خواہ اس نے صحیح تدبر اختیار کی ہو یا غلط اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی کسی دیوار کے نیچے آ کر اور ڈوب کر اور جل کر اور لوہے کے ہتھیار سے نہیں مرے گا۔

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی ٹانگ ران سے ٹوٹ گئی۔ اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا جہاں تجھے درد محسوس ہوتا ہے اس جگہ ہاتھ رکھ کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی ران درست ہو گئی۔

خاصیت آیت ۲

جو آدمی اس آیت کو لکھ کر گلے میں لٹکائے تو وہ جس افسر کے پاس کسی کام کیلئے جائے گا وہ اس کا کام کر دے گا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ

جس آدمی کا دل سخت ہو گیا ہو اور اس پر کوئی نصیحت ووعظ اثر نہ کرتا ہو اور اس کا دل اچھائی کے کام کرنے پر آمادہ نہ ہوتا ہو تو وہ خالص جو کا آٹا لیکر اس کی روٹی بنائے اور طلوع آفتاب سے پہلے اس پر خالی قلم سے سات مرتبہ یہ آیت لکھے پھر اس دن روزہ رکھے اور اسی روٹی سے افطار کرے تو اس کا دل نرم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۶۲، ۶۳

وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ط ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ ط اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

جو آدمی ماہ رمضان کے پہلے جمعہ کے دن ظہر وعصر کے درمیان کے وقت میں پاکی کی حالت میں اون یا ریشم کے ٹکڑے پر یہ آیت لکھے اس ٹکڑے کی اون کے تین رنگ ہوں، سبز، زرد اور سرخ، پھر اس ریشم یا اون سے اسی دن ٹوپی بنا لے پھر جب تک کوئی

حاجت پیش نہ آئے اس ٹوپی کو پہن کر کسی پاک اونچی جگہ میں بیٹھا رہے۔ تو اس ٹوپی کو جو بھی پہن کر جہاں بھی جائے گا تو وہاں اس کی عزت وقدر ہوگی اور رعب و دبدبہ ہوگا اور کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی جو اس کے سامنے آئے گا گونگا ہو جائے گا اس کے تمام حالات بہتر ہو جائیں گے اور اس کیلئے محبت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دلوں میں اس کی محبت ڈال دیں گے اور مخلوق کو اس کیلئے مسخر کر دیں گے۔ اسے مخلوق کی طرف سے محبت و بھلائی ملے گی۔

خاصیت آیت ۱۰

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اس آیت کو ستائیس رمضان کے دن ایک کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لیا جائے تو جو بھی اس انگوٹھی کو پہنے گا وہ خوش وخرم رہے گا اور اپنے ہر دشمن کے مقابلہ میں غالب و منصور رہے گا۔

خاصیت آیت ٦٦

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

جو آدمی اس آیت کو سات دن ہر نماز کے بعد پڑھے اور شروع اس طرح کرے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد مغرب تک پڑھے پھر ہر نماز کے بعد اور رات دن میں جب فارغ ہو پڑھے۔ اس طرح سات دن تک پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بوجھوں اور ذمہ داریوں کو ہلکا کر دیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بخار والے مریض کو تعویذ لکھ کر دیتے تھے اور وہ مریض تندرست ہو جاتا تھا۔ دیکھا گیا تو اس تعویذ میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سورہ براءۃ......فضائل وخواص

خاصیت آیت ۳۲، ۳۳

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(۳۲)هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

اس آیت کو شیشہ کے نئے گلاس میں لکھے اور اسے عود وعنبر کی دھونی دے پھر اسے یاسمین کے خالص عطر سے دھوئے اور سبز شیشہ کے برتن میں اونچی جگہ رکھ دے جب ضرورت پڑے اس عطر کو اپنے دونوں ابروؤں کے درمیان لگالے تو اسے لوگوں میں محبت وقر اور عزت ومرتبہ ملے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس آیت کو ہرن کے چمڑے پر زعفران اور عرق گلاب سے لکھے اور کستوری کی دھونی دے۔ اس کو جو آدمی اپنے دائیں بازو پر باندھے گا اسے لوگوں میں محبت وعزت اور مرتبہ ودبدبہ حاصل ہوگا۔

خاصیت آیت ۴۶

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ

اس آیت کو ریشم کے گول کاٹے ہوئے ٹکڑے میں لکھے جو ٹکڑا مہینہ کے اول دنوں میں کاٹا گیا ہو اور آیت کے اردگرد بھاگنے والے یا چور کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھے (فلاں بن فلانہ) پھر اسے لیکر شہر سے باہر ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے اور اس گول ٹکڑے کے درمیان میں نئی میخ گاڑے پھر اسے مٹی سے چھپادے تو بھگوڑا اور چور واپس آجائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۹

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

جمعہ کی رات میں آدھی رات کو اسے تین سو مرتبہ پڑھے اور ہر بار کے آخر میں کہے۔ يَا رَبِّ حَسْبِيَ عَلٰى فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اِعْطَفْ قَلْبَهٗ وَذَالَهٗ اِلَيَّ تو بہت جلد اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اس پر شفقت ومحبت ڈال دیں گے اور اسے اسکا مسخر وتابع بنادیں گے۔ یہ مجربات میں سے ہے۔

فوائد القرآن کی جلد اول مکمل ہوئی دوسری جلد سورہ توبہ کے بقیہ حصہ سے شروع ہے

قرآنِ کریم کی برکات

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
تم میں سے جب کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات وگفتگو کرے اسکو چاہئے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرے۔ (خطیب،دیلمی)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہوکر کلام پاک پڑھا اس کے لئے ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی۔ اور جس نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کو پچاس نیکیاں، اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں، اور جو شخص پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لئے بھی ہر حرف کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ (احیاء)

اللہ تعالیٰ قرآن سنتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ رات کے درمیانی حصے میں قرآن شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس قدر کان لگا کر سنتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کسی بھی چیز کی طرف اس کے برابر ہرگز کان نہیں لگاتے ہیں (یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ رات کی تلاوت کو بطور خاص سنتے ہیں) (ترمذی)

دونوں جہاں کی دولت:

امام شافعی کے زمانے میں ایک شخص کے اولاد نہیں ہوتی تھی، بڑی عمر میں جاکر لڑکی پیدا ہوئی فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اسے دونوں جہاں کی دولت دوں گا۔ کہنے کو تو کہہ دیا مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا کہ میں کیا اور میری ہستی کیا، دو جہاں کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم سے بری ہوسکتا ہوں لیکن کہیں سے جواب نہ ملا، جب امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ تیری قسم کا نہایت سہل علاج ہے۔ اے شخص! اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے پھر رخصتی کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں دے کر وداع کردے قسم ہے اللہ کی! تو نے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا۔ (احسن المواعظ)

قرآن کی برکت سے منہ سے خوشبو

امام نافع مدنیؒ جو قراء عشرہ میں سے اول قاری ہیں۔ جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے، سبحان اللہ کیا عظیم الشان انعام ہے جس کے مقابلے میں ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد ہے، سبحان اللہ! آپ نے ستر سال سے زیادہ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی۔

قرآن کریم کی محبت وعظمت اور اس پر عمل کرنیکے ذوق وشوق پیدا کرنیوالے واقعات پر مشتمل ادارہ کی مطبوعہ کتاب ''تحفۂ حفاظ'' پڑھئے۔

فوائد القرآن.... مختصر تعارف

قرآن کریم کا آسان ترجمہ.... برصغیر کے مستند مفسرین کے عام فہم تفسیری فوائد و معارف.... تلاوت قرآن کے ظاہری و باطنی آداب جن کا لحاظ رکھنے پر قرآن کی برکات کھلی آنکھوں دیکھی جا سکتی ہیں....

عہد نبوت سے عصر حاضر تک کے اسلاف کے ایسے واقعات جو دل میں قرآن کریم کی محبت و عظمت پیدا کر دیں....

قرآنی آیات سے دینی و دنیاوی امور میں رہنمائی کیلئے.... چھ صدی قبل کے معروف بزرگ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف **الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم ....** ہر جلد کے آخر میں دے دی گئی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مستند و جامع ہے.... علاوہ ازیں اکابر کی مستند کتب سے قرآنی آیات کے فضائل، خواص، فوائد و عملیات اور اسرار و رموز بھی دیدیئے گئے ہیں.... اکابر مفسرین کے تفسیری افادات کی حامل یہ مختصر اور جامع تفسیر

دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک جدید کاوش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم سے برکت حاصل کرو

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں

قرآن کریم کے بارے میں حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

تبرک بالقران فانه کلام الله و خرج منه

برکت حاصل کرو اس کلام خداوندی سے اس لئے کہ یہ اللہ کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کے الفاظ نازل فرمائے ان الفاظ میں وہ کمالات چھپے ہوئے ہیں جو بولنے والے کے اندر تھے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں ان الفاظ کے ذریعہ دنیا میں کوئی بھی جذبہ بغیر لفظوں کے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے لفظوں کو بیچ میں لانا لازمی ہے اور ان ہی الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے کھپایا ہے اپنے کمالات کو اور ان ہی الفاظ کے ذریعہ ان کمالات کو بندوں تک پہنچایا ہے اور ان کے دل میں اتارا ہے ان کمالات کو اپنے دل میں حاصل کرنے کی نیت سے اگر آپ تلاوت کریں گے اور دھیان اس پر دیں گے کہ کیا کہا جارہا ہے اور میرے دل میں کمالات کس طرح اتر رہے ہیں تو پھر اور ہی شان ہوگی۔اسی کو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ تبرک بالقران فانه کلام الله و خرج منه برکت حاصل کرو اس قرآن سے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکلا ہے بولنے والا جو بولتا ہے وہ اندر سے بولتا ہے لفظ آڑ ہوتے ہیں۔

یہ آسمان اور چاند سورج بھی اللہ کے تبرکات ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن آسمان وزمین' چاند' سورج' یہ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آئے ہیں۔اللہ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔دنیا کی تمام چیزیں ہی ایسی ہیں کہ اللہ کے حکم سے وہ پردۂ عدم سے وجود میں آتی ہیں۔اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آتیں مگر قرآن اندر سے نکل کر آیا ہے۔یہ تو کلام ہے اس لئے قرآن سے تعلق اللہ کے باطن سے تعلق ہے آپ کو اوپر کھینچنے کیلئے۔اللہ نے ایک رسی لٹکا دی ہے جس کے ذریعہ آپ کو کھینچ لیا جائے۔

حق تعالیٰ نے اوپر سے ایک رسی لٹکائی کہ جسے نکلنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے جب ہم اس رسی کو کھینچیں گے وہ بھی کھنچ کر ہمارے پاس آجائیگا اور اس علاقہ سے نکل جائے گا وہ رسی درحقیقت قرآن کریم ہے۔ (خطبات طیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید کے حقوق کا خیال کیجئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ آپ قرآن کریم کو چومتے تھے اور یہ کلمات کہتے تھے۔
عهد ربی ومنشور ربی عزو جل۔ (یہ میرے رب کا عہد ہے اور میرے رب کا منشور ہے)
اس کے معنی ومطلب میں غور کریں اور سوچیں کہ اس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے کچھ وعدے لئے ہیں۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ سے ہمارا ایک معاہدہ ہے۔ دوسرے یہ بھی سوچیں کہ یہ تمام احکام محبت کے احکام ہیں۔ ہماری بہتری کے احکام ہیں۔ ان میں کوئی حکم مشکل نہیں۔

اس لئے جب تلاوت شروع کریں تو یہی ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور اُن کا کلام خود اُنہی کو سنا رہا ہوں اور وہ اپنا کلام سن کر خوش ہو رہے ہیں۔ یوں کلام پاک کی تلاوت شروع کی جائے۔ ظاہر ہے کہ انسان خوب دل سے حاضر اور متوجہ ہو کر خشوع وخضوع کیساتھ اور الفاظ کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے خوب مزے لے لے کر تلاوت کرے گا۔

قرآن مجید کے دو قسم کے مضمون بہت غور طلب ہیں۔ ایک وہ مضامین جہاں قرآن ایمان والوں کی صفات بیان کرتا ہے ایمان والے ایسے ہوتے ہیں۔........ ایسے مقام پر سوچیں کہ مومن تو ہم کہلاتے ہیں اور خود بھی اپنے کو مومن سمجھتے ہیں پھر یہ قرآن کی بیان کی ہوئی صفات ہم میں کیوں نہیں یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کی جائے۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں قرآن کی صفات کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن نصیحت ہے سینے کی بیماریوں کیلئے شفا ہے اور ہدایت ہے اور مومنین کیلئے رحمت ہے۔ لہٰذا قرآن کریم پڑھتے وقت اس کی فکر کی جائے کہ ہمارے اندر یہ صفات آ جائیں۔

قرآن کریم کا سب سے بڑا حق.....اس پر عمل کرنا ہے

آج عمل تو در کنار مسلمان کو قرآن کریم کے الفاظ بھی صحیح نہیں آتے۔ شاید لاکھوں میں ایک مسلمان ہو جو قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ جب اسکے ہر حرف کو دوسرے سے الگ اسکے صحیح مخرج سے ادا کریں گے مثلاً ..ذ ...ز...ض...ظ... یہ چاروں الگ الگ حروف ہیں۔ جب تک آپ ان میں فرق نہیں کریں گے تب تک وہ قرآن کا صحیح تلفظ نہیں کہلائے گا۔ افسوس! مسلمان دوسری زبانوں میں بہت ہوشیار ہیں کوئی بولنے میں ذرا غلطی کرے پکڑیں گے مگر قرآن کتنا ہی غلط پڑھا جائے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایک کی بجائے دوسرا حرف پڑھنے سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔ مثلاً ذَلَّ ذلیل ہوا' زَلَّ پھسل گیا' ضَلَّ گمراہ ہوا' ظَلَّ قریب ہوگیا' چاروں کے معنی الگ الگ ہیں۔ لوگ سب کو ایک ہی طرح زَلَّ پڑھتے ہیں۔ قرآن صحیح سیکھ کر پڑھئے.....دنیوی تعلیم کیلئے کیا کچھ کر گذرتے ہیں۔ کتنی کتنی فیسیں ادا کرتے ہیں مگر دین کا یہ حشر کہ اس کی پوری تعلیم تو الگ رہی صرف قرآن کے الفاظ ہی صحیح ادا نہیں ہوتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک با قاعدہ کسی اچھے قاری سے صحیح کرلیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کلام الٰہی کے حقوق پہچاننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ملخص حقوق القرآن)

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے... محبوب و مطلوب کے فرمائے ہوئے الفاظ ہیں... جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی... محبوب کی تقریر تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے... اس کے ساتھ جو عشق و محبت کا معاملہ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے وہ قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے... ع محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

اس وقت اگر جمال حقیقی اور انعامات غیر متناہی کا تصور ہو تو موجزن ہوگی... اسکے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے... بادشاہوں کے بادشاہ کا فرمان ہے... اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جسکی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے... جن لوگوں کو بادشاہوں کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تجربے سے اور جنکو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بادشاہی فرمان کی ہیبت قلوب پر کیا ہو سکتی ہے... کلام الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے اسلئے دونوں آداب کا مجموعہ اس کیساتھ برتنا ضروری ہے...

قراءت کے وقت مسواک کرنا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسواک کرتا ہے۔ اور پھر کھڑا ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو اس کا قرآن سننے کے لئے ایک فرشتہ اس کے گرد چکر لگاتا ہے۔ حتیٰ کہ (شدت محبت و پیار سے) اپنا منہ قاری کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ پس قاری کے منہ سے جو بھی آیت نکلتی ہے فرشتے کے منہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور جب بغیر مسواک کئے قراءت کر رہا ہوتا ہے۔ تو فرشتہ چکر تو لگاتا ہے مگر اپنا منہ اس کے منہ پر نہیں رکھتا ہے۔ (اخلاق حملۃ القرآن)

آداب:۔ مسواک اور وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار و عاجزی کے ساتھ رو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اُس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھے کہ گویا خود حق سبحانہٗ کو کلام پاک سنا رہا ہے... اگر وہ معنی سمجھتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ آیات وعدہ و رحمت پر دُعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیاتِ عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں... آیات تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بہ تکلف رونے کی سعی کرے...

پس اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے... کلام پاک کو رحل یا تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے... تلاوت کے درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے... اگر کوئی ضرورت پیش ہی آ جاوے تو کلام پاک بند کر کے بات کرے اور پھر اس کے بعد آعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے... اگر مجمع میں لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے... مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے...

ظاہری آداب: ۱- غایت احترام سے باوضو رو بہ قبلہ بیٹھے... ۲- پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے... ۳- رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو... ۴- آیاتِ رحمت و آیاتِ عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا... ۵- اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے... ۶- خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے...

باطنی آداب: ۱- کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے... ۲- حق سبحانہٗ وتقدس کی علوشان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے... ۳- دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے... ۴- معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گذار دی...

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرمادے تو عزت وحکمت والا ہے

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی...

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ... او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ

۵- جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے دل کو اُن کے تابع بنادے... مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے... دل سرورِ محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے...

۶- کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا خود حق سبحانہٗ وتقدس کلام فرمار ہے ہیں اور یہ سن رہا ہے... حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف وکرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی... (فضائل اعمال)

تلاوت قرآن کے وقت اسلاف کی کیفیات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گریہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ مکہ میں اپنے گھر سے باہر چھوٹی سی مسجد میں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت بآواز بلند کرتے تھے۔ اس وقت ان پر اتنی رقت طاری ہو جاتی تھی کہ ان کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی اور ان کے کفار ہمسائے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے چنانچہ اسی بنا پر انہیں مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ تکویر کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔ (جب اعمال نامے کھولے جائیں گے) تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور کئی دن تک ایسی حالت رہی کہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔

ایک دن حضرت عمرؓ کا کسی گھر کی طرف سے گزر ہوا اور وہ شخص نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو سواری سے اترے اور دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اپنے گھر آئے تو ایک مہینے تک بیمار رہے۔ لوگ دیکھنے آتے تھے اور بیماری کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۰۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل

بعض اوقات حضرت عثمان بن عفان ؓ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے (اخرجہ الطحاوی وغیرہ)

ایک مرتبہ سعید بن جبیرؒ نے کعبۃ اللہ کے اندر ایک ہی رکعت میں تمام قرآن شریف پڑھا۔ (اخرجہ ابن ابی داؤد والطحاوی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیہوشی

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب کلام پاک پڑھنے کے لئے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور زبان پر جاری ہو جاتا تھا... هٰذَا کَلَامُ رَبِّیۡ... هٰذَا کَلَامُ رَبِّیۡ (یہ میرے رب کا کلام ہے یہ میرے رب کا کلام ہے) یہ اُن آداب کا اجمال ہے اور ان تفصیلات کا اختصار ہے جو مشائخ نے آداب تلاوت میں لکھے ہیں جن کی کسی قدر توضیح بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جن کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں... چاکر بن کر نہیں... بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک...

محسن ومنعم کا کلام پڑھے صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کو قراءت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہے گا اور جو اپنے کو رضا و عجب کی نگاہ سے دیکھے گا وہ ترقی سے دور ہو گا...

بعض صحابہ اور اولیاء کا گریہ

ابو رجاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ابو صالح کہتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور وہ قرآن پڑھ پڑھ کر روتے تھے۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ ہماری بھی یہی حالت تھی۔ ہشام کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین جب نماز پڑھتے تو بعض وقت میں ان کے رونے کی آواز سنتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رات کو تلاوت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں (بستر پر) دیر سے حاضر ہوئی فرمایا عائشہ! آج تمہیں کیا عارضہ پیش آ گیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! مسجد نبوی میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں ان سے زیادہ اچھی قراءت آج تک میں نے نہیں سنی (قرآن سنتے سنتے دیر ہوگئی) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صحابی کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو وہ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ تھے ان کو خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں تم جیسے باکمال آدمی بنائے ہیں۔ (ابن ماجہ واحمد وغیرھما)

اشعری صحابہؓ کی رات کو تلاوت

حضرت ابو موسیٰؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے۔کہ جب رات ہوتی ہے تو میں اپنے اشعری صحابہ کی آوازوں کو ان کی قراءت سے پہچان لیتا ہوں اور رات کو ان کی تلاوت قرآن کی آوازوں کے ذریعہ ان کے مکانات کی شناخت کر لیتا ہوں خواہ میں نے دن کے وقت ان کے مکانات نہ بھی دیکھے ہوں، جب کہ انہوں نے دن کے وقت آ کر اپنے پڑاؤ کے لیے مکانات تیار کیے ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت

حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چلتے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے جبکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز تہجد پڑھ رہے تھے، سورۂ نساء شروع کی اور بتسلسل تلاوت کر کے سورت پوری کر دی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو یہ پسند کرے کہ قرآن کو تر و تازہ اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اتارا گیا ہے۔تو وہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کے مطابق تلاوت کرے"۔پھر (سلام کے بعد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ (قبلہ کی طرف کچھ) آگے بڑھے اور سوال کرنے یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانا شروع ہوئے "کہ" مانگو مانگو دیئے جاؤ گے دیئے جاؤ گے"۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو دعا مانگی اس میں یہ بھی کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَ مُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیٓ اَعْلٰی الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔اے اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس میں ارتداد نہ ہو۔اور ایسی نعمت جو زوال پذیر نہ ہو۔اور عالی ترین جنت یعنی جَنَّةُ الْخُلْد میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔عمر فاروقؓ نے ارادہ کیا کہ عبداللہ

بن مسعودؓ کے پاس آ کر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''مانگو دیئے جاؤ گے'' کی بشارت سنائیں' وہاں جا کر دیکھا کہ ابو بکر ان سے پہلے ہی ابن مسعودؓ کے پاس (خوشخبری سنانے کے لیے) پہنچے ہوئے ہیں، عمر کہنے لگے آپ کس طرح اتنی جلدی پہنچ گئے، اے ابو بکر! آپ پہلے ہی سے خیر و بھلائی کی طرف خوب سبقت کرنے والے ہیں۔ (مسند احمد وغیرہ)

حضرات شیخین کی تہجد میں تلاوت

حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو نماز تہجد میں بہت پست آواز سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور عمرؓ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ صبح کو جب یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں اکٹھے ہوئے تو فرمایا ابو بکرؓ! میں رات آپ کے پاس سے گزرا تب آپ بہت پست آواز سے تہجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس سے میں شرف مناجات و ہم کلامی حاصل کر رہا تھا (اور وہ ذات آہستہ آواز کو بھی سنتی ہے) عمر رضی اللہ عنہ فرمایا! میں آپ کے پاس سے گزرا تھا تو آپ بہت بلند آواز سے نماز میں تلاوت کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دفعہ کر رہا تھا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ تو اپنی آواز تھوڑی بلند کر دو اور عمر رضی اللہ عنہ! تم اپنی آواز قدرے پست کر دو۔ (ابوداؤد و ترمذی)

تہجد کی تلاوت میں دوسروں کے آرام کا خیال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو قراءۃ قرآن کے لیے اٹھتے تو تلاوت میں گنگنانے کی سی کیفیت اختیار فرماتے، عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنی تلاوت میں آواز اونچی کیوں نہیں فرماتے؟ فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کو اور اپنے گھر والوں کو اذیت پہنچاؤں۔ (ابن نجار)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر' فقہ حنفی کے بانی' سینکڑوں تلامذہ کے استاد اور ہزاروں انسانوں کے مرجع تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کی عبادت اور عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا۔ اسد بن عمرؒ کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کیے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا عشق قرآن

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم لوگ فضیل بن عیاضؒ کے پاس گئے اور ان سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اجازت نہیں ملی' کسی نے کہا کہ اگر وہ قرآن کی آواز سن لیں تو نکل آئیں گے۔

ہمارے ساتھ ایک بلند آواز آدمی تھا ہم نے اس سے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھو اس نے بلند آواز سے سورہ تکاثر پڑھنی شروع کر دی وہ فوراً نکل آئے' اس وقت ان کا حال یہ تھا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ جب وہ خود قرآن پڑھتے تو ان کی آواز نہایت غمگین اور پسندیدہ ہوتی اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی انسان کو مخاطب کر رہے ہیں۔

پہلے دس پاروں کی سورتوں کے فضائل وخواص

سورة الفاتحه: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جو احسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے وحی بھیجی کہ میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے آپ کو سورۃ فاتحہ عنایت کی پھر میں نے اس کو اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری سورت کے قائم مقام ہو سکتی ہے مگر کوئی دوسری سورۃ سورۃ فاتحہ کی جگہ کافی نہیں ہو سکتی (الدرالنظیم)

سورة البقره: جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

سورة آل عمران

حدیث میں ہے کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اُس کی سفارش کریں گی۔

سورة النساء

يا ايها الناس قد جائكم برهان ..... مستقيما یہ آیت مدمقابل کی دلیل کو بے کار کر دے گی اور اُس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل وموقف کو مضبوط وغالب کر دے گی۔

سورة المائده

قل يااهل الكتاب هل تنقمون منا (مکمل آیت) یہ آیت دشمن کے چہرے کو سیاہ کرنے' اُسے رسوا کرنے اور اُس کے ذہن کو کند کرنے کے لئے مفید ہے۔

سورة انعام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب سورۃ انعام اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بے ساختہ) سبحان اللہ کہا' اور پھر فرمایا کہ ''بخدا اس سورت کو پہنچانے اتنے فرشتے آئے ہیں کہ ان کے ہجوم سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔ جس مہم اور غرض کیلئے چاہے اس سورت کو پڑھے اور پھر دعا کرے ان شاء اللہ پوری ہوگی۔

سورة الاعراف

اسکی پہلی دو آیتوں کو غم اور دل کی گھٹن کیلئے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

سورة الانفال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورہ انفال اور سورۃ توبہ پڑھتا رہے میں اس کا سفارشی ہوں اور گواہ ہوں کہ وہ نفاق سے بری ہے اور ہر منافق مرد اور عورت کے بدلہ اسے دس نیکیاں دی جائیں گی اور عرش اٹھانے والے فرشتے جب تک وہ دنیا میں ہے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (الدرالنظیم)

سورة التوبه: اگر کسی شخص کو کسی دشمن کے اُٹھنے جنگ کرنے یا مقدمہ دائر کرنے کا خوف ہو وہ شخص اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو 117 مرتبہ تیرہ دن تک مع **اعوذ بالله من الشيطن الرجيم** کے پڑھے۔

مذکورہ نو سورتوں کے تفصیلی خواص فوائد وعملیات اس جلد کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

آسان ترجمہ وتفسیر

فوائد القرآن

جلد اوّل

ترتیب و کاوش

حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

پارہ 1 تا پارہ 10

سورۂ فاتحہ تا سورۂ توبہ

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

(061-4540513-4519240

فوائد القرآن

تاریخ اشاعت.................. رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ
ناشر........................ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت...................... سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ.... ملتان
مکتبہ الفاروق۔ مصریال روڈ چوہڑ ہڑپال۔ راولپنڈی
ادارہ اسلامیات......... انارکلی......... لاہور
دارالاشاعت........ اُردو بازار.......... کراچی
مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار...... لاہور
مکتبۃ القرآن...... بنوری ٹاؤن............ کراچی
مکتبہ رحمانیہ...... اُردو بازار .... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص... قصہ خوانی بازار..... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب تاقیامت انسانیت کیلئے دین ودنیا کی فلاح کی ضامن ہے۔ قرآن کریم سے تعلق خیر وبرکت کا سرچشمہ ہے جو اپنے مستفیدین کو دنیا میں بھی کام دیتا ہے۔ قبر حشر میں بھی مونس وشفیع بنتا ہے اور آخرت میں دائمی نجات کا مدار بھی اسی کے تعلق پر ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کے تمام پہلو خواہ وہ اجتماعی نوعیت کے ہوں یا انفرادی سب کا حل قرآن کریم میں اصولی انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصولوں کی روشنی میں جس دور کے بھی مسلمانوں نے اپنی اجتماعی یا انفرادی زندگی کا قبلہ درست رکھا' خدائی نصرت ان کے شامل حال رہی اور زمین وآسمان نے اپنی برکات ان کیلئے وقف کردیں۔ ایسے مقدس نفوس کی دنیاوی زندگی ہی قابل رشک نہیں ہوئی بلکہ آخرت کی کامرانی پر بھی خود قرآن گواہ ہے۔ خدائے ذوالجلال کا آخری پیغام جو انسانیت کی جملہ کامیابیوں کا سرچشمہ ہے وہ قرآن کریم ہے۔ جس کی زیارت موجب سرور ہے تو تلاوت باعث شفا جس کا سمجھنا ہدایت ہے تو اس پر عمل کرنا فوز وفلاح کی معراج ہے۔ خالق ومخلوق کے مابین تعلق کا قوی ذریعہ قرآن کریم ہے۔ جو ہر دور کی انسانیت کو مادیت کی دلدل سے نکال کر روحانیت کے ابدی سکون سے آشنا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادارہ کو وقتاً فوقتاً (قرآن تراجم وتفاسیر کی اشاعت کے ذریعے) خدمت وتعلق قرآن کا شرف حاصل رہتا ہے اس سعادت بزور بازو نیست۔

حضرت والد محترم الحاج مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی موجودہ دور کے بلند پایہ بزرگ اور خدمت قرآن کی حیثیت سے عوام وخواص میں محتاج تعارف نہیں۔ برصغیر کے اکابر کی مستند تفاسیر سے مزین آپ کا جمع فرمودہ ''گلدستہ تفاسیر'' امت کیلئے ایسا سدابہار تحفہ ہے جس سے نہ اہل علم مستغنی ہوسکتے ہیں اور نہ عوام الناس۔ سات بڑی ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر عوام وخواص کیلئے اس لحاظ سے بھی نعمت ہے کہ اردو کی چھ مستند تفاسیر کی مباحث ہر آیت کے تحت یکجا مل جاتیں ہیں۔

فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ (جامعہ خیر المدارس ملتان) عارف ربانی مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ (دارالعلوم کبیر والا) حضرت قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی (مہتمم دارالعلوم دیوبند) حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ (مانچسٹر) جیسے مشاہیر امت کی تقاریظ اس گلدستہ تفاسیر کی مقبولیت کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

زیرنظر فوائد القرآن جو آسان ترین ترجمہ اور مختصر عام فہم تفسیری افادات و دیگر خصوصیات پر مشتمل ہے۔ اسی ''گلدستہ تفاسیر'' تسہیل بیان القرآن، درس قرآن اور دیگر عظیم تفاسیر سے منتخب افادات کا مجموعہ ہے۔ اس تفسیر کی تیاری کے دوران شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مقبول عام آسان ترجمہ و تفسیر بنام ''توضیح القرآن'' بھی سامنے آیا تو تبرکا اس سے بھی استفادہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں حضرت مرتب مدظلہ العالی نے جا بجا ایسے مستند واقعات بھی تفسیری فوائد میں شامل کر دیئے ہیں جن سے آیات قرآن کی تفسیر پر بھی روشنی پڑتی ہے اور قرآن کے ساتھ ذوق وشوق اور والہانہ تعلق بھی آشکارہ ہوتا ہے جو یقیناً قارئین پر بھی ایک ایمان افروز کیفیت طاری کرنے میں اکسیر ہیں یہ واقعات خیر القرون سے تا ہنوز ان اکابر کی حیاۃ طیبہ سے ماخوذ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو خدمت قرآن کیلئے وقف کر دیا۔ نیز قرآنی آیات کے خواص و برکات اور جسمانی و روحانی امراض سے شفا کے مجرب عملیات بھی مستند کتب سے اس طرح دیئے گئے ہیں کہ وہ تفسیر کا حصہ نہ بنیں تاکہ اسلاف مفسرین کے متواتر طریقہ تفسیر سے نہ ہٹا جائے بلکہ ایسی چیزوں کی نشاندہی کے ساتھ ہر پارہ کے آخر میں دیدیئے گئے ہیں۔

ہر سورۃ کے شروع میں ایسا جامع تعارف بھی دیدیا گیا ہے جس کے تناظر میں مکمل سورت کے مضامین کی تفہیم نہایت سہل ہو گئی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ ہر رکوع کے اختتام پر مختصر عام فہم خلاصہ بھی دیدیا گیا ہے تاکہ مکمل رکوع میں بیان فرمودہ مضامین و موضوعات چند حروف میں سامنے آجائیں ہر رکوع کا یہ خلاصہ بھی مستند تفاسیر کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے تاکہ کوئی بات اسلاف کے طریقہ سے متجاوز نہ ہو۔

روزمرہ کے مسائل کے بارے میں قرآن ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ اس کیلئے تفسیر معارف القرآن کے مسائل بھی حسب موقع دیدیئے گئے ہیں۔ تاکہ جدید تقاضوں و ضروریات کے بارہ میں بھی یہ تفسیر ایسے قاری کی رہنمائی کر سکے۔ ہر تفسیری فائدہ باحوالہ دیا گیا ہے۔ تاہم جہاں حوالہ نہ ہو ایسے تفسیری فوائد اکثر تسہیل بیان القرآن سے لئے گئے ہیں۔

توفیق و فضل خداوندی سے قوی امید ہے کہ یہ جدید ترین تفسیر (جو قدیم مفسرین ہی کے افادات کا مجموعہ ہے) جہاں عوام الناس کیلئے نعمت ہے۔ وہاں بطور خاص ان حضرات کیلئے بھی تحفہ ہے جو اپنی مصروفیت کے پیش نظر مفصل تفاسیر کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ فوائد القرآن ایسے حضرات کیلئے ان شاء اللہ مقدمۃ الجیش کا کام دے گی جو ان میں قرآن کا ضروری فہم پیدا کر کے مفصل تفاسیر کا ذوق اور پھر زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالنے کی حقیقی تڑپ پیدا کرنے کا فریضہ سرانجام دے گی۔

قرآن کریم کے موجودہ تراجم میں سے حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ کی ''تفسیر میرٹھی'' اپنے آسان ترین ترجمہ اور مختصر تفسیر کے حوالہ سے مسلم ہے لیکن عرصہ دراز سے نایاب ہے۔ فوائد القرآن میں مکمل ترجمہ اور بعض جگہ آیات کے خواص و عملیات کا ماخذ تفسیر میرٹھی ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب دامت برکاتہم کی اس جدید کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اس قرآنی خدمت کو مرتب ناشر اور جملہ قارئین کیلئے دنیا میں ہدایت کا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائیں۔ اس مبارک کام میں جن اہل علم نے علمی و عملی معاونت فرمائی ہے انہیں رب کریم اپنی شان شایان جزائے عظیم سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

واجعلنا من الذین اتبعوهم باحسان الی یوم الدین

والسلام خادم القرآن محمد اسحٰق غفرلہ

عشرۂ مغفرۃ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق ستمبر ۲۰۰۹ء

مطالعہ قرآن اور اس کے آداب

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (سورہ شوریٰ)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ ان کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں دو چیزیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ا۔مقام اجتباء۔۲۔ہدایت۔

اجتباء کیلئے اللہ نے صاف فرمادیا کہ وہ جس کو چاہتا ہے اجتباء سے سرفراز فرماتا ہے اس کو قبولیت و اجتباء کا درجہ عطا کرتا ہے۔

ہدایت کی سب انسانوں کو ضرورت ہے لیکن اس کے بارہ میں فرمایا کہ وہ ہدایت ان کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہدایت کے طالب ہوتے ہیں ان میں انابت' تواضع' بندگی اور اپنے کو کچھ نہ سمجھنے کی کیفیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انکو راستہ پر لگا دیتا ہے۔

قرآن کریم سے استفادہ کی شرط

کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا چاہتا ہے؟ اور اس کی ہدایت کیلئے کیا شرائط ہیں؟ توحید' رسالت اور آخرت کا قرآنی تصور کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے کہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات مل سکے؟

ان سب باتوں کو جاننے کیلئے قرآن بالکل آسان ہے اور کسی کو یہ کہنے کا عذر نہیں کہ ہم قرآن مجید سے ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے۔

توحید کے بارہ میں واضح' صریح' طاقتور اور دوٹوک بات جو کہی جاسکتی ہے قرآن مجید میں موجود ہے۔قرآن مجید پڑھ کر آدمی سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن مشرک نہیں ہوسکتا۔وہ بے عمل' فاسق تو ہوسکتا ہے لیکن جہاں تک توحید و شرک کا تعلق ہے تو قرآن مجید میں بالکل سورج کی طرح روشن انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

جہاں تک رسالت کا تعلق ہے کہ نبوت کیا ہے؟ انبیاء کیا ہیں؟ ان کے ذمہ کون سی چیزیں سپرد کی گئیں؟ وہ کس چیز کی تعلیم دیتے ہیں؟ انکی سیرت و کردار کیسا بلند ہوتا ہے؟ یہ سب قرآن مجید میں صاف طور سے بیان فرمادیا گیا۔آپ سورہ اعراف سورہ ہود' سورہ شعراء پڑھئے ان میں ایک ایک نبی کا نام لے کر تعارف کرایا گیا ہے۔تو ہدایت کیلئے قرآن مجید کس قدر سہل ہے اس میں کہیں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن کریم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ

لیکن جہاں تک اس کے علوم اور رفیع و دقیق مضامین کا تعلق ہے اس چیز کے متعلق دعویٰ کیساتھ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ہم جو کچھ سمجھتے ہیں اس کے علاوہ سب غلط ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ای سماء تظلنی وای ارض تعلنی اذا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلم

اے اللہ کس آسمان کے نیچے پناہ لوں گا اور کس زمین پر چلوں گا اگر میں کتاب اللہ کے متعلق کوئی ایسی بات کہہ دوں جس کی کوئی بنیاد کوئی تحقیق نہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن کریم کے بارہ میں یہی رویہ تھا۔ صحابہ کا انداز فکر بتا تا ہے کہ پورے قرآن پر حاوی ہونے کو وہ نہ تو ممکن سمجھتے تھے اور نہ ضروری۔ میری یہ جرأت معاف کی جائے اور وہ یہ کہ قرآن کی جو اصل روح اصل مدعا اور اصل مقصد ہے وہ حاصل ہونا چاہئے اور اس کتاب کے ساتھ ادب وخشوع کا معاملہ ہونا چاہئے۔

اگر کسی شخص کو قرآن مجید کے حقائق ومطالب معلوم نہیں یہاں تک کہ وہ پورے الفاظ کے معنی بھی نہیں جانتا لیکن اس کے دل میں خدا کا خوف ہے جب وہ قرآن پڑھتا ہے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ وہ لرزاں وترساں رہتا ہے کہتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے یہ میرے رب کا کلام ہے جب یہ کیفیت ہوجائے تو ہوسکتا ہے وہ ہدایت کے آخری مدارج تک پہنچ جائے اور اس کو قرب بالقرآن حاصل ہو۔

جہاں تک قرآن کریم کے مضامین کا تعلق ہے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور بڑے سے بڑا آدمی اس کی وسعت کے سامنے لرزہ براندام رہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی ہدایت اور توفیق کے بغیر وہ ایک قدم نہیں چل سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے افادہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ افادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ ان قلوب پر ہوتا ہے جو اللہ کی خشیت سے اور کلام ربانی کی ہیبت وجلال سے معمور ہوتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم کا ورود ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ قرآن مجید نوافل میں اس تصور کے ساتھ پڑھیں کہ جیسے قلب پر اسی وقت نزول ہورہا ہے اور اس کا لطف لیں اور اس میں گم ہوجانے کی کوشش کریں۔

تیسری بات یہ ہے کہ دوران مطالعہ جو مفہوم ومعانی سمجھ میں آئیں تو یہ کہے کہ میری ناقص سمجھ میں یہ بات آئی ہے میں ایسا سمجھتا ہوں اور یہ دعویٰ ہرگز نہ کرے کہ آج تک قرآن کو کسی نے سمجھا نہیں' صرف میں نے ہی سمجھا ہے۔ اہل علم اپنی تحقیق کو یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں مطالعہ کا جتنا موقع ملا' اس کے نتیجہ میں ہمارا خیال یہ ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ لیکن یہ طریقہ کہ کوئی شخص اپنے نتائج فکر کو سو فیصد صحیح ثابت کرنے پر اصرار کرے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب کو غلط قرار دے یہ صحیح نہیں ہے۔

قرآن کریم کے علوم وعجائبات کی کوئی انتہا نہیں' اگر آپ کو عمر نوح علیہ السلام بھی ملے اور وہ قرآن کے تدبر میں صرف ہو تو ہر روز نئے نئے معانی کھلنے لگیں۔ ہماری عمر کا یہ محدود وقت' محدود قوت اور صلاحیت اور اس کے بعد ہمارا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید اب تک سمجھا ہی نہیں گیا' یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

اگر قرآن مجید اپنے کو تیرہ سو برس میں نہیں سمجھا سکا تو یہ قرآن مجید پر بہت بڑا الزام ہے قرآن تو کہتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھ لو۔ (سورہ یوسف)

اور آپ یہ کہیں کہ ایک ہزار برس تک' بارہ سو برس تک قرآن مجید کے فلاں لفظ کی حقیقت آج تک کسی نے نہیں سمجھی' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا افادہ اتنے عرصہ تک بند رہا۔

آخری گزارش

آخری بات یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنی کتاب سمجھا جائے' یہ کتاب ہدایت ہے' یہ کتاب ابدی ہے' یہ کتاب آسمانی ہے' لیکن میری ذاتی کتاب بھی ہے۔ میرا ذاتی ہدایت نامہ بھی ہے۔ اس میں میری ذاتی کمزوریوں اور ذاتی امراض کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہر آدمی اپنے آپ کو تلاش کر سکتا ہے۔ یہ جب ہوگا جبکہ آپ اس کو زندہ کتاب سمجھیں اور آپ کو اپنی اصلاح کا جذبہ ہو' لوگوں کی اصلاح تو بعد میں ہوگی پہلے اپنی اصلاح ہو جائے۔

یھدی الیہ من ینیب کے میدان میں جہاں تک ہم کوشش کر سکتے ہیں کریں' اللہ جس کو چاہے مقام اجتباء تک پہنچائے ہم اس کے مکلف نہیں ہیں ہم ہدایت حاصل کرنا چاہیں اور اپنی زندگی میں انقلاب لانا چاہیں تو قرآن مجید ہے جو ہماری رہنمائی بھی کرے گا اور ہمیں منزل مقصود پر بھی پہنچائے گا۔ ہم میں ہدایت کی طلب' اپنی احتیاج کا احساس اور اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہونا چاہیے' اسی مجموعہ کا نام "انابت" ہے۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ
غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ (ماخوذ از قرآنی افادات)

اجمالی فہرست

علم تفسیر
مختصر تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عربی زبان میں "تفسیر" کے لفظی معنی ہیں۔ "کھولنا" اور اصطلاح میں علم تفسیر اس علم کو کہتے ہیں جس میں قرآن کریم کے معانی بیان کئے جائیں، اور اس کے اَحکام اور حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے (البرہان) قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ (۱۶:۴۴)

"اور ہم نے قرآن آپ پر اُتارا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو اُن کی طرف اُتاری گئی ہیں۔"

نیز قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ "بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا جبکہ اُن کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرے، اور انہیں پاک صاف کرے، اور انہیں اللہ کی کتاب اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دے"

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف قرآن کریم کے الفاظ ہی نہیں سکھاتے تھے، بلکہ اس کی پوری تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ایک ایک سورت پڑھنے میں بعض اوقات کئی کئی سال لگ جاتے تھے۔

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف فرما تھے، اُس وقت تک کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں تھا، صحابہ کرامؓ کو جہاں کوئی دُشواری پیش آتی وہ آپ سے رُجوع کرتے اور انہیں تسلی بخش جواب مل جاتا، لیکن آپ کے بعد اس بات کی ضرورت تھی کہ تفسیر قرآن کو ایک مستقل علم کی صورت میں محفوظ کیا جاتا، تاکہ اُمت کے لئے قرآن کریم کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح معنی بھی محفوظ ہوجائیں، اور ملحد وگمراہ لوگوں کے لئے اس کی معنوی تحریف کی گنجائش باقی نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے اس اُمت نے یہ کارنامہ اس حسن وخوبی سے انجام دیا کہ آج ہم یہ بات بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی اس آخری کتاب کے صرف الفاظ ہی محفوظ نہیں ہیں، بلکہ اس کی وہ صحیح تفسیر وتشریح بھی محفوظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔

تفسیرِ قرآن کے بارے میں ایک شدید غلط فہمی

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے جس کے لئے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں، بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے، چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ مفسر قرآن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان کے نحو وصرف اور بلاغت وادب کے علاوہ علم حدیث، اُصولِ فقہ وتفسیر اور عقائد وکلام کا وسیع وعمیق علم رکھتا ہو، کیونکہ جب تک ان علوم سے مناسبت نہ ہو، انسان قرآن کریم کی تفسیر میں کسی صحیح نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

افسوس ہے کہ کچھ عرصے سے مسلمانوں میں یہ خطرناک وبا چل پڑی ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لئے کافی سمجھ رکھا ہے، چنانچہ جو شخص بھی معمولی عربی زبان پڑھ لیتا ہے، وہ قرآن کریم کی تفسیر میں رائے زنی شروع کر دیتا ہے، بلکہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان کی نہایت معمولی شد بد رکھنے والے لوگ، جنہیں عربی پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، نہ صرف من مانے طریقے پر قرآن کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں، بلکہ پُرانے مفسر کی غلطیاں نکالنے کے درپے ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض ستم ظریف تو صرف ترجمے کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو قرآن کا عالم سمجھنے لگتے ہیں، اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ انتہائی خطرناک طرزِ عمل ہے، جو دِین کے معاملے میں نہایت مہلک گمراہی کی طرف لے جاتا ہے، دُنیوی علوم وفنون کے بارے میں ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض انگریزی زبان سیکھ کر میڈیکل سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کرلے تو دُنیا کا کوئی صاحب عقل اُسے ڈاکٹر تسلیم نہیں کرسکتا، اور نہ اپنی جان اس کے حوالے کرسکتا ہے، جب تک کہ اس نے کسی میڈیکل کالج میں باقاعدہ تعلیم وتربیت حاصل نہ کی ہو، اس لئے کہ ڈاکٹر بننے کے لئے صرف انگریزی سیکھ لینا کافی نہیں، بلکہ باقاعدہ ڈاکٹری کی تعلیم وتربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کوئی انگریزی داں انجینئرنگ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے انجینئر بننا چاہے تو دُنیا کا کوئی بھی باخبر انسان اسے انجینئر تسلیم نہیں کرسکتا، اس لئے کہ یہ کام صرف انگریزی زبان سیکھنے سے نہیں آسکتا، بلکہ اس کے لئے ماہر اساتذہ کے زیرِ تربیت رہ کر ان سے باقاعدہ اس فن کو سیکھنا ضروری ہے۔ جب ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے لئے یہ کڑی شرائط ضروری ہیں تو آخر قرآن وحدیث کے معاملے میں صرف عربی زبان سیکھ لینا کافی کیسے ہوسکتا ہے؟ زندگی کے ہر شعبے میں ہر شخص اس اُصول کو جانتا اور اس پر عمل کرتا ہے کہ ہر علم وفن کے سیکھنے کا ایک خاص طریقہ اور اس کی مخصوص شرائط ہوتی ہیں، جنہیں پورا کئے بغیر اس علم وفن میں اس کی رائے معتبر نہیں سمجھی جاتی، تو آخر قرآن وسنت اتنے لاوارث کیسے ہوسکتے ہیں کہ ان کی تشریح وتفسیر کے لئے کسی علم وفن کے حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہو، اور اس کے معاملے میں جو شخص چاہے رائے زنی شروع کردے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ (۵۴:۱۷)

''اور بلاشبہ ہم نے قرآنِ کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔'' اور جب قرآنِ کریم ایک آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لئے کسی لمبے چوڑے علم وفن کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ استدلال ایک شدید مغالطہ ہے، جو خود کم فہمی اور سطحیت پر مبنی ہے، واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں، سبق آموز واقعات اور عبرت وموعظت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں، مثلاً دنیا کی ناپائیداری، جنت ودوزخ کے حالات، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی

باتیں، اور زندگی کے ڈوسرے سیدھے سادے حقائق، اس قسم کی آیتیں بلاشبہ آسان ہیں، اور جو شخص عربی زبان سے واقف ہو وہ انہیں سمجھ کر نصیحت حاصل کرسکتا ہے، مذکورہ بالا آیت میں اسی قسم کی تعلیمات کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہم نے آسان کردیا ہے، چنانچہ خود اس آیت میں لفظ ''للذکر'' (نصیحت کے واسطے) اس پر دلالت کررہا ہے۔

اسکے برخلاف دُوسری قسم کی آیتیں وہ ہیں جو اَحکام وقوانین، عقائد اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں، اس قسم کی آیتوں کا کماحقہٗ سمجھنا اور ان سے اَحکام ومسائل مستنبط کرنا ہر شخص کا کام نہیں، جب تک اسلامی علوم میں بصیرت اور پختگی حاصل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی مادری زبان اگرچہ عربی تھی، اور عربی سمجھنے کیلئے انہیں کہیں تعلیم حاصل کرنیکی ضرورت نہیں تھی، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں طویل مدتیں صَرف کرتے تھے۔ علامہ سیوطیؒ نے امام ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے نقل کیا ہے کہ جن حضرات صحابہؓ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے، مثلاً حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ، انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ کریم کی دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی اور عملی باتوں کا احاطہ نہ کرلیں، وہ فرماتے تھے کہ:- ''فتعلمنا القران والعلم والعمل جمیعاً'' (الاتقان ج:۲ ص:۱۷۶)

ہم نے قرآن اور علم وعمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے

چنانچہ مؤطا امام مالکؒ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صرف سورۂ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صَرف کئے، اور مسندِ احمد میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: ''ہم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لیتا، ہماری نگاہوں میں اُس کا مرتبہ بہت بلند ہوجاتا تھا'' (اتقان ج:۲ ص:۱۷۶ نوع:۷۷)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی مادری زبان عربی تھی، جو عربی کے شعروادب میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، اور جن کو لمبے لمبے قصیدے معمولی توجہ سے اَزبر ہوجایا کرتے تھے، انہیں قرآنِ کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لئے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت پڑھنے میں خرچ ہوجائیں؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے لئے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں تھی، بلکہ اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ اُٹھانا ضروری تھا۔ اب ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرامؓ کو عربی زبان کی مہارت اور نزولِ وحی کا براہِ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود ''عالمِ قرآن'' بننے کے لئے باقاعدہ حضور سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی، تو نزولِ قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شدبد پیدا کرکے یا صرف ترجمے دیکھ کر مفسرِ قرآن بننے کا دعویٰ کتنی بڑی جسارت اور علم ودین کے ساتھ کیسا افسوسناک مذاق ہے؟ ایسے لوگوں کو جو اس جسارت کا اِرتکاب کرتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ:-

''من قال فی القران بغیر علم فلیتبوا مقعدہ فی النار'' ''جو شخص قرآن کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔ اور:- ''من تکلم فی القران برایہ فاصاب فقد اخطا''

''جو شخص قرآن کے معاملے میں (محض) اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس میں کوئی صحیح بات بھی کہہ دے تب بھی اس نے غلطی کی۔'' (ابوداؤد ونسائی، از اتقان ج:۲ ص:۱۷۹) (توضیح القرآن)

فضائل

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی... شیطان مردود سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (پ۱۴ع۱۹)

جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو اللہ سے پناہ مانگو شیطان مردود کے شر سے۔

فائدہ: قرأت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنا باجماع اُمت سنت ہے۔ خواہ تلاوت نماز کے اندر ہو یا خارج۔ (شرح منیہ)

تعوذ پڑھنا تلاوت قرآن کے ساتھ مخصوص ہے۔ علاوہ تلاوت کے دوسرے کاموں کے شروع میں صرف بسم اللہ پڑھی جائے۔ تعوذ مسنون نہیں۔ (عالمگیری)

جب قرآن شریف کی تلاوت کی جائے اُس وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہئیں درمیان تلاوت کے جب ایک سورت ختم ہو کر دوسری شروع ہو تو سورۃ برأت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مکرر پڑھی جائے۔ اعوذ باللہ نہیں اور سورۂ برأت (پ۲) اگر درمیان تلاوت میں آ جائے تو اس کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر قرآن کی تلاوت سورۂ برأت ہی سے شروع کر رہا ہے تو اس کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہئے (عالمگیری)

نکتہ: علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا۔ ''کیونکہ حاصل تعوذ کا یہ ہے کہ اے اللہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ اپنے کس بل سے شیطان کا مقابلہ کروں اور اُس پر غالب رہ سکوں، اس لئے میں اپنی قوت کی نفی کر کے بس آپ کی ذات عزیز کا سہارا لیتا ہوں۔ اب آپ ہی کی مدد میری قوت بازو ہے اور آپ ہی کی حفاظت کا یقین میری ڈھال۔

فضائل وخواص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

بسم اللہ کے فوائد اور خصوصیات

۱۔حضرت عثمان ابن عاص رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ (بدن کے) جس حصہ میں درد ہو، اس جگہ ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ پڑھو اور سات بار یہ دعا پڑھو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

انہوں نے اس پر عمل کیا تو بدن کا وہ درد ہمیشہ کے لئے زائل ہو گیا۔حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ بسم اللہ ہر بیماری سے شفا دلانے والی ہے اور ہر درد کا علاج ہے۔

۲۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر مشکل کو آسان کرنے والی ہے اور ہر رنج وغم کو دور کرتی ہے اور دلوں کو خوش کرنیوالی ہے۔آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مصیبت اور بلا میں مبتلا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. پڑھے تو اس کی برکت سے ہر طرح کی بلا مصیبت سے اللہ تعالیٰ نجات دیں گے۔آپؓ ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اسے عمدہ اور خوشخط سے لکھو اس نے بسم اللہ کو عمدہ طریقہ سے لکھا تو اس کی بخشش ہو گئی۔

۳۔جو شخص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہزار پورا کرنے کے بعد کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا مانگے۔پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر مقصد کے لئے دعا مانگے اسی طرح بارہ ہزار پورا کر دے تو ان شاء اللہ ہر مشکل آسان اور ہر حاجت پوری ہو گی۔

۴۔بسم اللہ کے حروف عدد ۷۸۶ ہیں۔جو شخص اس عدد کے موافق سات روز تک متواتر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کرے، ان شاء اللہ مقصد پورا ہو گا۔

۵۔جو شخص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ۶۰۰ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت

وعزت ہوگی۔کوئی اس سے بدسلوکی نہ کر سکے گا۔

۶۔جو شخص محرم کی پہلی تاریخ کو ایک سو تیرہ مرتبہ پوری بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا ہر طرح کی آفات ومصائب سے محفوظ رہے گا، مجرب ہے۔

۷۔سونے سے پہلے اکیس مرتبہ پڑھے تو چوری اور شیطانی اثرات سے اور اچانک موت سے محفوظ رہے ۱۲، ایک روایت میں ہے کہ سونے سے قبل اپنے بستر کو کپڑے سے تین بار بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے جھاڑ لے۔

۸۔کسی غالب کے سامنے پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو مغلوب کر کے اس کو غالب کر دیں گے۔

۹۔۷۸۶ مرتبہ پانی پر دم کر کے طلوع آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے اور حافظہ قوی ہو جائے۔

۱۰۔۷۸۶ مرتبہ پانی پر دم کر کے جس کو پلائے اس کو گہری محبت ہو جائے۔(ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو وبال کا خطرہ ہے)

۱۱۔جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو ۶۱ مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے تو بچے محفوظ رہیں گے۔مجرب ہے۔

۱۲۔۱۰۱ مرتبہ کاغذ پر لکھ کر کھیت میں دفن کر دے تو کھیتی تمام آفات سے محفوظ رہے اور اس میں برکت ہو۔

۱۳۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کسی کاغذ پر ۵۰۰ مرتبہ لکھے اور اس پر ۱۵۰ مرتبہ پڑھے پھر اس تعویذ کو اپنے پاس رکھے تو حکام مہربان ہو جائیں اور ظالم کے شر سے محفوظ رہے۔

۱۴۔۲۱ مرتبہ درد والے کے گلے یا سر میں یا سر پر باندھ دیں تو درد جاتا رہے۔

خاصیت

قیصر روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت دردسر کی عرض کی۔آپ نے ایک ٹوپی سلوا کر بھیجی جب تک وہ ٹوپی سر پر رہتی درد کو سکون رہتا اور جب اس کو اتارتا پھر درد ہونے لگتا اس کو تعجب ہوا اور کھول کر اس ٹوپی کو دیکھا تو اس میں فقط بِسْمِ اللّٰہِ لکھی تھی۔

تعارف سورۃ فاتحہ

نہ صرف قرآن کریم کی موجودہ ترتیب میں سب سے پہلی سورت ہے، بلکہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو مکمل طور پر نازل ہوئی، اس سے پہلے کوئی سورت پوری نہیں نازل ہوئی تھی، بلکہ بعض سورتوں کی کچھ آیتیں آئی تھیں۔ اس سورت کو قرآن کریم کے شروع میں رکھنے کا منشا بظاہر یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہو، اسے سب سے پہلے اپنے خالق و مالک کی صفات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ایک حق کے طلب گار کی طرح اسی سے ہدایت مانگنی چاہئے۔ چنانچہ اس میں بندوں کو وہ دعا سکھائی گئی ہے جو ایک طالب حق کو اللہ سے مانگنی چاہئے، یعنی سیدھے راستے کی دعا۔ اس طرح اس سورت میں صراط مستقیم یا سیدھے راستے کی جو دعا مانگی گئی ہے، پورا قرآن اس کی تشریح ہے کہ وہ سیدھا راستہ کیا ہے؟ (توضیح القرآن)

فضائل سورۃ فاتحہ

ہر بیماری سے شفاء:۔ عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورت فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

خاتمہ میں بعض ایسی سورتوں کے فضائل ہیں جو پڑھنے میں بہت مختصر لیکن فضائل میں بہت بڑھی ہوئی ہیں اسی طرح دو ایک ایسے خاص امر ہیں جن پر تنبیہ قرآن پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے۔

سب سے افضل سورۃ

سورت فاتحہ کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ جب فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے نماز کا عذر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف کی آیت میں نہیں پڑھا؟ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دو جب بھی وہ تم کو بلاویں) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے قرآن شریف کی سب سے بڑی سورت یعنی سب سے افضل سورت بتلاؤں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ الحمد کی سات آیتیں ہیں۔ یہ سبع مثانی ہیں۔

پورے قرآن کا خلاصہ

بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلام پاک میں آ گیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آ گیا اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ب میں

آ گیا۔اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ب کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیز سے بندہ کا اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ملا دینا ہے بعض نے اس کے آگے اضافہ کیا ہے کہ ب میں جو کچھ ہے وہ اس کے نقطہ میں آ گیا یعنی وحدانیت نقطہ اصطلاح میں کہتے ہیں اس چیز کو جس کی تقسیم نہ ہوسکتی ہو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں تمام مقاصد دنیوی اور دینی آ گئے۔

بے مثال سورۃ

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی۔ نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ بقیہ قران پاک میں۔

سورۃ فاتحہ کا عمل

مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے دینی ہو یا دنیوی ظاہری ہو یا باطنی لکھ کر لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لئے نافع ہے۔صحاح کی کتابوں میں وارد ہے کہ صحابہؓ نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں پر اور دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز بھی رکھا۔نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائب بن یزیدؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کا دم فرمایا اور یہ سورت پڑھ کر لعاب دہن درد کی جگہ لگایا۔اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کا ارادہ سے لیٹے اور سورۃ فاتحہ اور قل ھواللہ احد پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر لے موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دوتہائی قرآن کے برابر ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ عرش کے خاص خزانہ سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانہ سے کسی کو نہیں ملی۔

۱۔سورہ فاتحہ ۲۔آیۃ الکرسی ۳۔بقرہ کی آخری آیات ۴۔سورہ کوثر۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن بصری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھا اُس نے گویا تورات انجیل زبور اور قرآن شریف کو پڑھا۔ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر نوحہ اور زاری اور سر پر خاک ڈالنے کی چار مرتبہ نوبت آئی۔اوّل جبکہ اس پر لعنت ہوئی دوسرے جبکہ اس کو آسمان سے زمین پر ڈالا گیا۔تیسرے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔چوتھے جبکہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور درد گردہ کی شکایت کی۔شعبی نے کہا اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کرو۔ اس نے پوچھا اساس القرآن کیا ہے۔شعبیؒ نے کہا سورہ فاتحہ۔مشائخ کے اعمال مجرب میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے ہر مطلب کے لئے پڑھنی چاہیے اور اس کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم کے ساتھ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کا لام ملا کر اکتالیس بار چالیس دن تک پڑھے جو مطلب ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا اور اگر کسی مریض یا جادو کیے ہوئے کے لئے ضرورت ہو تو پانی پر دم کر کے اس کو پلا دے۔دوسرے یہ کہ نوچندی اتوار کو صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بلا قید میم ملانے کے ستر بار پڑھے اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جائے۔اوّل مہینے

میں اگر مطلب پورا ہو جائے فبہا ورنہ دوسرے تیسرے مہینے میں اسی طرح کرے نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک وزعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا چالیس روز تک امراض مزمنہ (پرانی بیماریوں) کیلئے مجرب ہے نیز دانتوں کے درد اور سر کے درد و پیٹ کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا مجرب ہے۔

سورۃ فاتحہ کے خواص

سورۂ فاتحہ: درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

اپنے رومال وغیرہ کے کونے پر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۃ التین اور قل یایھا الکافرون ہر سورۂ تین تین بار اور سورۂ طارق ایک بار اور سورۃ الضحیٰ تین بار پڑھ کر اس میں گرہ لگائیں۔ ان شاء اللہ چور نہ جانے پائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز روز جزا کے۔ ہم سب آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم سب کو راستہ سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور ان لوگوں کا جو راستہ سے گم ہو گئے۔

جس کو بخار آتا ہو تھوڑی روئی لے کر گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ پھر سات بار الحمد شریف پڑھ کر روئی پر دم کر کے دائیں کان میں رکھے اور روئی کا دوسرا ٹکڑا لے کر اس پر پانچ بار الحمد شریف پڑھے اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کر روئی پر دم کر کے بائیں کان میں رکھ لے۔ دوسرے روز اسی وقت جس وقت روئی کان میں رکھی تھی دائیں کان کی روئی بائیں کان میں رکھ لے اور بائیں کان کی روئی دائیں کان میں رکھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بخار جاتا رہیگا۔ (اعمال قرآنی)

(الحمد ہر مرض کی شفا ہے اسکے فضائل بے شمار ہیں اسکا ثواب قرآن کے دوتہائی ثواب کے مساوی ہے) (تفسیر میرٹھی)

خواص (۱) جو شخص ایمان واخلاص سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کریگا تو اس کے انیس حرفوں کی بدولت وہ شخص دوزخ کے انیسوں فرشتوں کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور بسم اللہ میں چار کلمے ہیں ان چار کلموں کی برکت سے اس کے چاروں طرح کے گناہ یعنی رات کے دن کے چھپے ظاہر سب معاف ہو جائیں گے ۱۲ حاشیہ ظ (تفسیر میرٹھی)

دن رات میں ۱۴۴۰ منٹ ہیں صرف ایک منٹ میں آپ سورۃ فاتحہ ۶ مرتبہ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں ۱۲۲ حروف ہیں ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔

سورۃ الفاتحہ: سورۂ فاتحہ ایک سو گیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلدی رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔ درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

ایک سو گیارہ بار پڑھ کر بیڑی ہتھکڑی پر دم کرنے سے قیدی جلد رہائی پائے۔ آخر شب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔

تعارف سورۃ البقرہ

یہ قرآن کریم کی سب سے لمبی سورت ہے، اس کی آیات ۶۷ تا ۷۳ میں اُس گائے کا واقعہ مذکور ہے جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ بقرہ ہے، کیونکہ بقرہ عربی میں گائے کو کہتے ہیں۔ سورت کا آغاز اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے بیان سے ہوا ہے، اسی ضمن میں انسانوں کی تین قسمیں، یعنی مؤمن، کافر اور منافق بیان کی گئی ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے، تاکہ انسان کو اپنی پیدائش کا مقصد معلوم ہو۔ اس کے بعد آیات کے ایک طویل سلسلے میں بنیادی طور پر خطاب یہودیوں سے ہے جو بڑی تعداد میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں نازل فرمائیں، اور جس طرح انہوں نے ناشکری اور نافرمانی سے کام لیا اس کا مفصل بیان ہے۔ پہلے پارے کے تقریباً آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے، اس لئے کہ انہیں نہ صرف یہودی اور عیسائی بلکہ عرب کے بت پرست بھی اپنے پیشوا مانتے تھے۔ ان سب کو یاد دلایا گیا ہے کہ وہ خالص توحید کے قائل تھے اور انہوں نے کبھی کسی قسم کے شرک کو گوارا نہیں کیا۔ اسی ضمن میں بیت اللہ کی تعمیر اور اسے قبلہ بنانے کا موضوع زیر بحث آیا ہے۔ دوسرے پارے کے شروع میں اس کے مفصل احکام بیان کرنے کے بعد اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق بہت سے احکام بیان فرمائے گئے ہیں جن میں عبادات سے لے کر معاشرت، خاندانی امور اور حکمرانی سے متعلق بہت سے مسائل داخل ہیں۔ (توضیح القرآن)

سورۃ البقرہ: جس گھر میں اس سورۃ کا کچھ حصہ پڑھا جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔
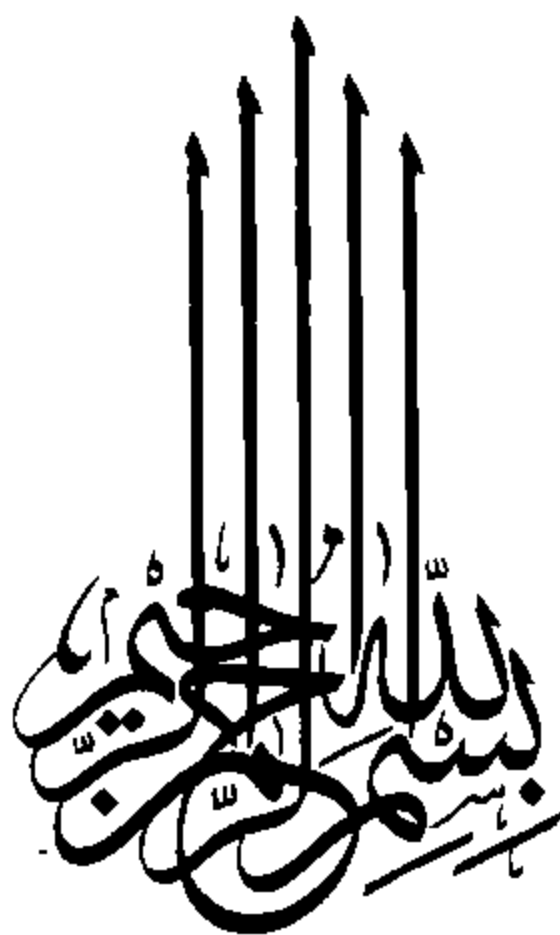
سُورَةُ الْفَاتِحَة

اٰیاتھا ۷ (۱) سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۵) رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ مٰلِکِ

ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا ہے) جو تمام جہان کا پروردگار! نہایت مہربان بڑا رحم والا مالک ہے

یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۴﴾ اِھْدِنَا

روز جزا (یعنی قیامت) کا! خداوندا! تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں دکھا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵

سیدھا راستہ! ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل فرمایا ہے

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾

نہ ان کا جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کا

دونوروں کی بشارت:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے عرض کیا کہ دونوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ دوسرا خاتمہ سورہ بقرہ یعنی سورہ بقرہ کا آخری رکوع۔ ان کو نور اس لئے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔ یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ (مسلم)

خلاصہ سورہ فاتحہ:۔ اس میں توحید، قیامت، رسولوں کی رسالت، شہداء وصالحین، مجاہدین وعلماء کا بیان ہے آخری آیت میں مردود لوگوں کا ذکر ہے۔

آیاتہا ۲۸۶ — سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — رکوعاتہا ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾

یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں! رہنما ہے پرہیزگاروں کے واسطے!

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور درست رکھتے ہیں نماز کو! اور اس میں سے کہ

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ بھی کرتے ہیں! اور جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری!

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾

اور ان پر جو تجھ سے پہلے اتریں! اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں

فضیلت سورہ بقرہ: صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے اس گھر سے شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ ہر چیز کی اونچائی (چوٹی) ہوتی ہے اور قرآن کی اونچائی سورہ بقرہ ہے۔ ہر چیز کا لباب (خلاصہ) ہوتا ہے اور قرآن کا لباب مفصل کی سورتیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے قرآن پڑھا کرو یہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ دونورانی سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھتے رہا کرو۔ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ گویا دو سائبان ہیں۔ یا دو ابر ہیں۔ یا پر کھولے پرندوں کی دو جماعتیں ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے خدا تعالیٰ سے سفارش کریں گی۔ (مسند دارمی)

منزلہ ۱ عند المتقدمین ۱۱

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہی لوگ اپنے پروردگار کے راستے پر ہیں اور یہی مرادیں پانے والے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

بیشک جو لوگ منکر ہوئے! ان پر یکساں ہے خواہ تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے!

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ

وہ تو ایمان لائیں گے نہیں اللہ نے مہر لگا دی ف۱ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر!

وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾

اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز آخرت پر

وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا

حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے! ف۲

وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِم

اور (واقع میں کسی کو دغا نہیں دیتے) مگر اپنے آپ کو! اور نہیں سمجھتے اُن کے دلوں میں

مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

بیماری تھی ف۳ پھر بڑھا دی اللہ نے ان کی بیماری اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد نہ پھیلاؤ زمین میں (تو)

ف۱ تمام افعال کا خدا تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے جب بندہ کوئی اچھا یا برا کام کرنا چاہتا ہے تو حق تعالیٰ اس کام کو پورا کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا بیان فرمایا ہے کہ جب انہوں نے اپنی استعداد اور قابلیت کو برباد کرنے کا قصد کر لیا ہم نے بھی بد استعدادی کی کیفیت ان کے قلوب وغیرہا میں پیدا کر دی بند لگانے سے اسی بد استعدادی کا پیدا کرنا مراد ہے۔ سو یہاں بھی ان کا یہ فعل اور قصد اس ختم کا سبب ہوا، ختم الٰہی بد استعدادی کا سبب نہیں ہوا پس ان کی معذوری کی کوئی وجہ نہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

پرہیزگار لوگوں کے اوصاف اور قرآن مجید سے نفع اندوز ہونے کی شرائط کا بیان ہے پھر کافروں کے بارہ میں تین وضاحتیں کی گئی ہیں۔ ع ۱

ف۲ یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس اور ان کے رفقاء کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جن میں اکثر تو یہودی تھے اور بعض منافق۔ (از تفسیر مظہریؒ)

ف۳ مرض میں ان کی بداعتقادی و حسد اور ہر وقت کا اندیشہ وغیرہ سب آ گیا چونکہ اسلام کو روز افزوں ترقی تھی اس لئے لوگوں کے دلوں میں ساتھ ساتھ یہ امراض ترقی پاتے جاتے تھے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ

کہتے ہیں کہ ہمارا کام تو سنوار ہے سنو! بیشک یہی لوگ فسادی ہیں

وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ

لیکن نہیں سمجھتے ۱ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جسطرح سب لوگ ایمان لے آئے ہیں

النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

(تو) کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی ایمان لے آئیں جسطرح بیوقوف ایمان لے آئے ہیں سنو! بیشک

السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہی بیوقوف ہیں! لیکن نہیں جانتے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے (تو)

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ

کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں! اور جب اکیلے جاتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس ۲ (تو) کہتے ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ

کہ بلاشبہ ہم تمہارے ساتھ ہیں! ۳ ہم تو ہنسی کرتے ہیں! اللہ ہنسی کرتا ہے انکے ساتھ اور اُنکو ڈھیل

فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکے پھریں یہی ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی!

بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ

ہدایت کے بدلے سو نہ نافع ہوئی ان کی سوداگری اور نہ انہوں نے راہ پائی ان کی مثال

كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ

اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی! پھر جب اس نے روشن کر دیا ارد گرد کو

---

۱ یعنی بظاہر تو وہ اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں کیونکہ اس دھوکے کا انجام خود اُن کے حق میں بُرا ہوگا' وہ سمجھ رہے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے وہ کفر کے دُنیاوی انجام سے بچ گئے' حالانکہ آخرت میں اُن کو جو عذاب ہوگا' وہ دنیا کے عذاب سے زیادہ سنگین ہے۔
(توضیح القرآن)

۲ اپنے شیطانوں سے مراد وہ سردار ہیں جو ان منافقین کی سازشوں میں اُن کے سربراہ اور رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ (توضیح القرآن)

۳ یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ حق تعالیٰ نے ان کا یہ قول کہ ہم ایمان لے آئے پہلے بھی نقل فرمایا ہے اور یہاں پھر نقل فرمایا تو تکرار لازم آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تکرار تو اسے کہتے ہیں جہاں اعادہ میں کوئی نئی غرض یا نیا فائدہ نہ ہو سو یہاں ایسا نہیں پہلے صرف ان کا عقیدہ بیان کرنا مقصود تھا کہ وہ حقیقت میں بے ایمان ہیں گو زبان سے دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور یہاں ان کا برتاؤ جو مسلمانوں کے ساتھ اور اپنی جماعت کے ساتھ تھا بیان کرنا مقصود ہے اور تمام قرآن میں جہاں تکرار معلوم ہوتا ہے وہاں ضرور نیا فائدہ یا نئی غرض ہوتی ہے صرف ظاہر میں تکرار ہوتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں کوئی تکرار نہیں۔

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾

(تو) لے گیا اللہ اُن کے نور کو اور ان کو چھوڑ دیا اندھیروں میں کہ کچھ نہیں

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ

سوجھتا بہرے گونگے اندھے ہیں کہ پھر نہیں سکتے ف۱ یا (انکا حال)

مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ

آسمانی بارش جیسا ہے کہ جس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہے! انگلیاں

اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ

کیے لیتے ہیں اپنے کانوں میں کڑک کے مارے موت کے ڈر سے

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

اور اللہ گھیرے ہوئے ہے منکروں کو! ف۲ قریب ہے کہ بجلی اُچک لے جائے

اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ

ان کی آنکھیں! جب چمکتی ہے ان پر (تو) اس میں چل لیتے ہیں اور جب

اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

اندھیرا چھا جاتا ہے (تو) کھڑے ہو جاتے ہیں! اور اگر اللہ چاہے تو لے

بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جائے ان کے کان آنکھیں بیشک اللہ تو ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

قادر ہے ف۳ لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور انکو

ف۱ تو جس طرح یہ شخص اور اس کے ہمراہی روشنی کے بعد اندھیرے میں رہ گئے اسی طرح منافقین حق واضح ہونے کے بعد اندھیرے میں جا پھنسے اور جس طرح اندھیرے میں آگ جلانے والوں کی آنکھیں اور زبان و کان سب بیکار ہو گئے اسی طرح گمراہی میں پھنس کر منافقین کی یہ حالت ہو گئی کہ حق سے بہت دور ہو گئے ان کے کان حق بات کے سننے کے قابل نہ رہے زبان حق بات کہنے کے لائق نہ رہی اور آنکھیں حق دیکھنے کے کام کی نہ رہیں سو اب ان کے حق کی طرف رجوع ہونے کی کیا امید ہے۔

ف۲ یعنی جب قرآن کریم اور فسق پر عذاب کی وعیدیں سناتا ہے تو یہ اپنے کان بند کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عذاب سے محفوظ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور وہ اس سے بچ کر نہیں جا سکتے (توضیح القرآن)

ف۳ سو جس طرح یہ لوگ طوفان باراں میں کبھی چلنے سے رک جاتے ہیں کبھی موقع پا کر آگے چلنے لگتے ہیں اسی طرح یہ متردد منافقین کبھی نور اسلام کی جھلک دیکھ کر ادھر کو بڑھتے ہیں اور کبھی خود غرضی کی ظلمت میں پڑ کر حق سے رک جاتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۲ ع ۲/۱۲
منافقین کا تفصیلی تذکرہ اور انکی بیماریوں اور مختلف قسموں کا بیان ہے۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِىْ جَعَلَ

جو تم سے پہلے ہو گزرے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ

لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ

جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کا بچھونا اور آسمان کی چھت اور اُتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے رزق تمہارا! تو نہ کرو

لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ

اللہ کا ہم پلہ (کسی کو) اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اگر

كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا

تم شک میں ہو اس کتاب سے جو اُتاری ہے اپنے بندے پر

بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائیتیوں کو اللہ کے سوا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہر گز کر ہی نہ سکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ

تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی (کافر) اور پتھر (بت) ہیں تیار ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کافروں کے لئے ف۱ اور (اے محمد) خوشی سنا ان کو جو ایمان لا چکے اور نیک عمل کئے

ف۱ ایک پتھر کا رونا

ایک بزرگ کسی راستے پر جا رہے تھے انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پتھر سے پوچھا' تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگا میں نے کسی قاری صاحب کو پڑھتے ہوئے سنا ہے "وقودھا الناس والحجارۃ" کہ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ جب سے میں نے سنا ہے میں رو رہا ہوں کہ کیا پتہ کہ مجھے بھی جہنم کا ایندھن بنا کر جلا دیا جائے۔ ان بزرگ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر دعا مانگی' اے اللہ! اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنانا' جہنم کی آگ سے آپ اسے معاف اور بری فرما دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ وہ بزرگ آگے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس اسی راستے پر گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا ہے۔ وہ کھڑے ہو گئے۔ پتھر سے ہم کلام ہوئے تو پھر پتھر سے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے؟ تو پتھر نے جواب دیا کہ "ذلک بکاء الخوف" اے اللہ کے بندے! جب آپ پہلے آئے تھے تو اس وقت کا رونا تو خوف کا رونا تھا۔ "وھذا بکاء الشکر والسرور" اور اب میں شکر اور سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے پروردگار نے مجھے جہنم کی آگ سے معافی عطا فرما دی ہے۔

جیسے بچے کا رزلٹ اچھا نکلے تو خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو جب اس کی معرفت ملتی ہے' جب سینوں میں نور آتا ہے' سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے تو اللہ کے کامل بندے پھر اللہ کے شکر سے رویا کرتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۲۲۔۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا

کہ بیشک ان کے واسطے باغ ہیں ف۱ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! جب انکو دیا جاویگا

مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

اس میں کا کوئی پھل کھانے کو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا

مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ

پہلے اور وہ دیئے جاویں گے ایک ہی طرح کے پھل ف۲ اور ان کے لئے وہاں بیبیاں

مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ

صاف ستھری ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے اللہ کچھ شرماتا نہیں

اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا

کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر کی یا اس سے بھی بڑھ کر ف۳ تو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

لوگ کہ ایمان لا چکے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے ان کے اللہ کی کہی ہوئی

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا

اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے؟

مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا

اللہ گمراہ کرتا ہے ایسی مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے بہتیروں کو

يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بدکار ہیں جو توڑتے ہیں اللہ کا قرار

ف۱ جنت تیار کی جاچکی ہے
حافظ ابن قیم رحمہ اللہ حادی الارواح الی بلاد الافراح میں فرماتے ہیں جنت تیار کی جاچکی ہے مگر اس میں کچھ خالی میدان ہیں جن میں بندوں کے اعمال صالحہ سے باغات اور محل تیار ہوتے ہیں مثلاً حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنا کرے اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار ہوجاتا ہے۔ یا جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ ایک مرتبہ الحمدللہ ایک مرتبہ اللہ اکبر یا ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ یہ جو فرمایا کہ ان کو ملتا جلتا پھل ملے گا سو اکثر لطف کے واسطے ایسا ہوگا کہ دونوں بار کے پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی۔ جس سے وہ یوں سمجھیں گے کہ یہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے مگر کھانے میں مزا دوسرا ہوگا جس سے مزا اور لطف بڑھ جائے گا۔

ف۳ وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ مثال کو مناسبت اس چیز سے ہونا چاہئے جس کی وہ مثال ہے نہ کہ مثال دینے والے سے سو قرآن شریف میں جہاں مکھی مکڑی کا ذکر آیا وہاں بت پرستی کا لچر ہونا اور بتوں کا عاجز و کمزور ہونا بیان کیا گیا ہے سو اس کی مثال میں حقیر و ضعیف چیزوں کا لانا مناسب ہوگا یا ہاتھی و اونٹ کا لانا زیبا ہوگا جس کو ذرا بھی عقل ہوگی اس کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے۔ (فوائد عثمانی)

کیونکہ بے حکمی کی نحوست سے حق طلبی کی عادت نہیں رہتی۔

خاصیت: آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ

اس کے پکا کئے پیچھے ف۱ اور کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا

اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ نے حکم فرمایا ف۲ اور فساد پھیلاتے ہیں ملک میں یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

نقصان اٹھانے والے ہیں تم کس طرح انکار کر سکتے ہو اللہ کا' حالانکہ تم بے جان تھے

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

پھر اسی نے تم کو جلایا پھر وہی تم کو ماریگا پھر وہی تم کو جلاویگا پھر تم اسی کی جانب لوٹائے ف۳

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ

جاؤ گے وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ! پھر

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ

متوجہ ہوا آسمان کی جانب تو بنا دیئے سات آسمان ہموار! اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ

ہر چیز سے واقف ہے اور (اے محمد یاد کر) جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے

جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا

کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب فرشتے بولے کہ کیا تو نائب بناتا ہے

مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

اس میں ایسے شخص کو جو اس میں فساد پھیلائے اور خون بہائے اور ہم تو تیری

ف۱ اس عہد کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے سب کو نکال کر فہم و گویائی عطا کر کے ان سے توحید کا اقرار لیا۔

ف۲ اس میں تمام تعلقات شرعیہ داخل ہو گئے خواہ خدا اور بندہ کے درمیان ہوں یا باہم اقارب میں یا عام اہل اسلام یا بنی آدم یا انبیاء علیہم السلام سے ہوں۔

ف۳ منکر رسالت منکر خدا ہے

مسئلہ: جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا منکر ہو یا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہو وہ اگرچہ بظاہر خدا کی عظمت و وجود کا انکار نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ منکرین خدا ہی کی فہرست میں شمار ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۳

توحید کی دعوت عام اور اس کے دلائل۔ معجزہ قرآن' مومنین کیلئے جنت کی خوشخبری' منکرین کے اعتراضات اور انکے جوابات' نزول قرآن کا منکر پر اثر اور منکرین کی صفات جیسے امور ذکر کئے گئے آخر میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی یاددہانی کرا کر دعوت فکر دی گئی ہے۔

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

خوبیاں پڑھتے اور تیری پاک ذات یاد کرتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ف۱

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰۗىِٕكَةِ

اور اللہ نے بتا دیئے آدم کو چیزوں کے نام سارے! پھر سامنے کیا ان چیزوں کو فرشتوں کے

فَقَالَ اَنْۢبِــُٔـوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ ھٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

پھر فرمایا کہ بتاؤ مجھ کو ان چیزوں کے نام اگر تم سچے ہو!

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

وہ بولے کہ تو پاک ذات ہے! ہم کو کچھ معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا! بیشک تو ہی اصل دانا!

الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ

حکمت والا ہے! فرمایا کہ اے آدم تو بتادے انکو ان چیزوں کے نام! سو جب ان کو بتادیئے آدم نے

بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ

ان چیزیں کے نام (تو) اللہ نے فرمایا! کیوں میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ

آسمانوں کی اور مجھکو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو کچھ

تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

چھپاتے ہو اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا

مگر شیطان نے ! نہ مانا اور تکبر کیا اور کافر بن گیا ف۲ اور ہم نے کہا کہ

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

حدیث شریف میں ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں نبی تھا کہ جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن سعد نے ابوالجد عاء سے روایت کیا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کو جو علوم اور کمال نبوۃ حضور کو عطا فرمانے منظور تھے اور وہ تجلیات ذاتیہ جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں سب کی سب اسی وقت عطا فرما دی تھیں جبکہ حضرت آدم مابین روح وجسد تھے یعنی روح جسد کے ساتھ مرکب ہو چکی تھی کیونکہ جو تجلیات خاصہ ہیں وہ اس جسد خاکی کے ساتھ مشروط تھیں تو جب حضرت آدم کا جسد بن گیا اور ان کی ذریت کی روحیں ان کی پشت میں جاگزیں ہو گئیں تو وہ سب تجلیات ذاتیہ کے قبول کرنے کے لائق ہو گئے۔

ف۲ ابلیس کے کفر کا سبب

مسئلہ: ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا حکم مجھے دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں یہ معارضہ بلاشبہ کفر ہے۔

سجدہ تعظیمی اسلام میں ممنوع ہے

امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بڑوں کی تعظیم اور تحیہ کیلئے سجدہ مباح تھا۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منسوخ ہو گیا اور بڑوں کی تعظیم کیلئے صرف سلام مصافحہ کی اجازت دی گئی رکوع سجدہ اور بہیئت نماز ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو ناجائز قرار دیا گیا۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۳۰ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا

اے آدم ! رہ تو اور تیری بیوی جنت میں ف۱ اور کھاؤ اس میں سے بافراغت

حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ

جہاں چاہو اور پاس ف۲ نہ پھٹکو اس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠

ف۳ پھر ڈگایا انکو شیطان نے وہاں سے پس نکلوا دیا دونوں کو اس (آرام میں) سے کہ

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

جس میں تھے ! اور ہم نے حکم دیا کہ سب اتر جاؤ ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو ! اور تمہارے واسطے زمین

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

میں ٹھکانا اور کام چلاؤ سامان ایک وقت معین تک ہے ف۴ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے اللہ سے چند الفاظ

فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا

پھر اللہ متوجہ ہوا آدم پر ! ف۵ بیشک وہی معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ اتر جاؤ یہاں سے

مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

سب کے سب پھر اگر تمہارے پاس آئے میری طرف سے کوئی

هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

ہدایت تو جو چلیں گے میری ہدایت پر نہ ان کو کچھ ڈر ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے !

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور جو نافرمانی کریں گے اور جھٹلائیں گے ہماری آیتوں کو وہی دوزخی ہوں گے !

ف۱ یعنی حوا جن کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا۔

ف۲ خدا جانے وہ کیا درخت تھا مگر اسکے کھانے سے منع فرما دیا اور آقا کو اختیار ہے کہ اپنی چیزوں میں سے غلام کو جس چیز کے چاہے برتنے کی اجازت دے جس کی چاہے اجازت نہ دے۔

ف۳ بیوی کی سکونت شوہر کے تابع ہے

مسئلہ: "اسکن انت وزوجک الجنۃ" اس آیت میں دو مسئلوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ بیوی کیلئے رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ ہے۔ دوسرے یہ کہ سکونت میں بیوی شوہر کے تابع ہے جس مکان میں شوہر رہے اس میں اس کو رہنا چاہیے۔ (معارف القرآن)

ف۴ یعنی وہاں بھی جا کر دوام نہ ملے گا۔ بعد چندے وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا۔ آدم علیہ السلام نے یہ خطاب و عتاب کب سنے تھے۔ نہ ایسے سنگ دل تھے۔ کہ سہار کر جاتے۔ بے چین ہو گئے اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے۔

ف۵ سو وہ بھی توبہ میں آدم علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ مگر چونکہ ان کے روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں۔ چنانچہ پیدا کرنے سے پہلے ہی انی جاعل فی الارض الخ فرمایا گیا تھا اس لئے معافی کے بعد وہ حکم ہبوط منسوخ نہیں ہوا البتہ طرز اس کا بدل گیا کہ وہ پہلا حکم طرز حاکمانہ پر تھا اور دوسرا حکم حکیمانہ طرز پر ہوا۔

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اے اولاد اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا

عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ

ف۱ اور پورا کرو میرا قرار تو میں پورا کروں تمہارا قرار اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو

فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

اور مان لو (قرآن) جو میں نے اتارا ہے کہ سچا بتاتا ہے اس کتاب (توریت) کو ف۲

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ

جو تمہارے پاس ہے اور نہ بنو اسکے پہلے منکر اور نہ لو میری آیتوں کے عوض میں مول تھوڑا

وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

سا! اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور نہ ملاؤ سچ میں جھوٹ اور نہ چھپاؤ

الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

حق بات جان بُوجھ کر ف۳ اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ

اور جھکو جھکنے والوں کے ہمراہ کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور بھولتے ہو اپنے آپ کو! حالانکہ پڑھتے ہو کتاب (الٰہی) کیا تم سمجھتے نہیں

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى

اور سہارا پکڑو صبر کا اور نماز کا! ف۴ اور بیشک نماز شاق ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے واقعہ کا بیان ہوا جس میں شیطان کے کرتوتوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حق وباطل کی کشمکش ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

ف۱ تاکہ ایمان لاکر اس نعمت کا حق ادا کرنا آسان ہوجائے آگے اس یاد کرنے کی مراد بتلاتے ہیں۔

ف۲ یعنی قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور تم کو اس سے وحشت نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہے ہاں جس قدر اس میں تحریف ہوگئی ہے وہ خود توریت اور انجیل ہونے ہی سے خارج ہے۔

ف۳ مسئلہ: حق بات کو چھپانا یا اس میں خلط ملط کرنا حرام ہے۔ آیت "ولا تلبسوا الحق بالباطل الخ" سے ثابت ہوا کہ حق بات کو غلط باتوں کے ساتھ گڈمڈ کرکے اس طرح پیش کرنا جس سے مخاطب مغالطہ میں پڑ جائے۔ جائز نہیں۔ اسی طرح کسی خوف یا طمع کی وجہ سے حق بات کا چھپانا بھی حرام ہے۔ (معارف القرآن)

ف۴ اس لئے کہ صبر سے حب مال گھٹ جائے گی اور نماز سے حب جاہ گھٹ جائے گی۔ چونکہ نماز کی قیود بہت ہی گراں گزرتی ہیں اس لئے اس کی دشواری کا علاج بتلاتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۴۰۔۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ

جن کے دل پگھلے ہوئے ہیں جن کو خیال ہے کہ ضرور وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے اور بلا شبہ

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

اسکی جانب لوٹنے والے ہیں اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو میں نے

عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا

تم پر کیا اور اس بات کو کہ میں نے فضیلت دی تم کو دنیا جہان کے لوگوں پر! اور ڈرو اُس دن

تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

سے کہ نہ کام آئے گا کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی! اور نہ قبول ہو گی اس کی جانب سے

شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کوئی سفارش ف۱ اور نہ لیا جائے گا اس سے کوئی بدل اور نہ ان کو کچھ مدد پہونچے گی ف۲ اور (یاد کرو)

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

جب ہم نے تم کو چھڑایا فرعون کے لوگوں سے وہ تم کو پہنچاتے تھے بری

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

تکلیف! کہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور جیتا رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ

اور اس میں بڑی آزمائش تھی تمہارے اللہ کی طرف سے اور (یاد کرو) جب ہم نے پھاڑ

الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

دیا تمہارے لئے دریا کو پھر بچا دیا تمہیں اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے

خلاصہ رکوع ۵

یہودیوں کے کرتوت ذکر کئے گئے کہ کس طرح ہماری نعمتوں اور کرم فرمائیوں کے باوجود انہوں نے گمراہی سے ہی اپنی محبت کو قائم رکھا۔ نتیجہ یہ کہ ایسے لوگ بے کار ہو گئے اور مردود کر دیئے گئے اور دین حق کی علمبرداری کیلئے نئی امت کی ضرورت کا بیان کیا گیا۔ احکام شرعیہ میں تبدیلی دو طرح کی ہوتی ہے۔

(ع ۵ ۷ ۵)

ایک تو یہ کہ اس کو ظاہر ہی نہ ہونے دیا جائے یہ کتمان ہے اور اگر چھپائے نہ چھپ سکے تو اس میں خلط ملط کر دیا یہ لبس ہے حق تعالیٰ نے دونوں سے منع فرمادیا۔ نماز سے حب جاہ کم ہوتی ہے۔ زکوٰۃ سے حب مال گھٹتی ہے تواضع سے باطنی امراض میں کمی آتی ہے آخر میں بتایا گیا کہ بے عمل کا واعظ بننا جائز ہے لیکن واعظ کو بے عمل نہیں ہونا چاہئے۔

ف۱ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ میں نے تم کو ایک بڑے حصہ زمین پر فوقیت دی تھی مثلاً اس زمانہ کے لوگوں پر اور زیادہ حصہ ان انعاموں کا مخاطبین کے باپ دادا پر ہوا ہے لیکن باپ کے ساتھ جو احسان کیا جائے ایک گونہ انتفاع اس سے اولاد کو ضرور ہوتا ہے چنانچہ مشاہدہ ہے اگلی آیت میں اطاعت نہ کرنے پر دھمکی ہے۔ جب کہ خود اس شخص میں ایمان نہ ہو جس کی سفارش کرتا ہے۔

ف۲ اور بدوں ایمان کے سفارش قبول نہ ہونے کی صورت دوسری آیات سے یہ معلوم ہوئی کہ کوئی ان کی سفارش ہی نہ کرے گا جو قبول کی گنجائش ہو غرض کہ دنیا میں جتنے طریقے مدد کے ہو سکتے ہیں بدوں ایمان کے وہاں کچھ نہ ہوگا۔ اب یہاں سے دور تک ان خاص برتاؤں کا ذکر چلا ہے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا ف۱ پھر تم نے بنا لیا بچھڑا

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

اُس کے پیچھے اور تم ظلم کر رہے تھے پھر ہم نے درگذر کیا

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

تم سے اس پر بھی کہ شاید تم احسان مانو ف۲ اور (یاد کرو) جب ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ

کتاب اور قانون فیصل تاکہ تم ہدایت پاؤ ف۳ اور (یادکرو) جب کہا

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ بھائیو! بیشک تم نے اپنے اوپر ظلم کیا اس بچھڑے کے بنا لینے کی

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ

وجہ سے سو توبہ کرو اپنے خالق کی جانب اور ہلاک کر ڈالو اپنی جانیں! ف۵ یہی بہتر ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

تمہارے حق میں تمہارے خالق کے نزدیک! پھر اللہ متوجہ ہوا تم پر! بیشک وہی توبہ قبول فرمانے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى

مہربان ہے اور (یاد کرو) جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ

نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے! پھر تمہیں پکڑ لیا بجلی نے اور تم دیکھتے تھے

ف۱ یعنی توریت دینے کے لئے پہلے تیس رات کا وعدہ ہوا تھا۔ پھر دس رات کا اضافہ ہو کر چالیس راتیں پوری ہوگئیں کیونکہ موسیٰ نے مسواک کر کے بوئے دہن زائل کر دی تھی۔

ف۲ اس توقع کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو شک تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ معاف کر دینا ایسی چیز ہے جس سے ہر دیکھنے والے کو توقع شکر گزاری کا احتمال ہو سکتا ہے۔

ف۳ فیصلہ کی چیز یا تو احکام شرعیہ کو کہا جن سے تمام عقلی واعتقادی اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے یا معجزوں کو جن سے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یا خود توریت ہی کو فرمایا کہ اس میں کتاب ہونے کی صفت بھی ہے اور فیصلہ ہونے کی صفت بھی۔

ف۵ خلاصہ آیات

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں حق تعالیٰ نے یہود کو ان کی قوم بنی اسرائیل پر کیا ہوا ایک احسان اور جتلایا کہ تمہاری قوم نے ایک بچھڑے کی پرستش شروع کر دی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جرم سے بھی درگزر کیا اور مقصود اس سے وہی تبلیغ اسلام ہے تاکہ یہود مدینہ اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات اپنی قوم پر سن کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اسلام قبول کر لیں۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

پھر ہم نے تم کو اُٹھا کھڑا کیا تمہارے مرے پیچھے تاکہ تم احسان مانو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

اور ہم نے تم پر سایہ کیا ابر کا اور اُتارا تم پر من

وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

اور سلوےٰ (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں! اور ان لوگوں نے ہمارا کچھ

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ

نقصان نہیں کیا ولیکن آپ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف۱ اور جب

قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

ہم نے کہا کہ آجاؤ اس گاؤں میں! پس کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو

رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

بافراغت! اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کہتے جاؤ تو ہم بخش دیں گے

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

تمہارے قصور اور زیادہ دیں گے نیک بندوں کو! تو بدل ڈالی

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى

شریر لوگوں نے دوسری بات اس کے خلاف جو ان سے کہہ دی گئی تھی تو ہم نے اتارا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

اُن پر جنھوں نے شرارت کی! عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ خلاف حکم کرتے تھے!

ف۱ یہ دونوں قصے وادی تیہ میں ہوئے وہ ایک کھلا میدان تھا نہ عمارت نہ مکان بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو ایک باریک سفید ابر کا سایہ کر دیا گیا بھوک کی شکایت کی تو خدا نے درختوں پر ترنجبین جو کہ ایک شیریں لطیف غذا ہے بکثرت پیدا کر دی یہ اس کو جمع کر لیتے تھے اور بٹیریں خود ان کے پاس آ جاتیں بھاگتی نہ تھیں یہ دونوں باتیں چونکہ خلاف عادت تھیں اس لئے خزانہ غیب سے قرار دی گئیں اور خلاف حکم خداوندی محض حرص کی وجہ سے وہ لوگ آئندہ کے واسطے گوشت جمع کرنے لگے تو گوشت سڑنے لگا اب تک کبھی ایسا نہ ہوا تھا اسی کو فرمایا کہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے وادی تیہ میں یہ لوگ چالیس سال تک رہے وجہ یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے کے بعد حکم ہوا کہ اپنے اصلی وطن ملک شام پر قبضہ کرو اور قوم عمالقہ سے جو اس وقت شام پر قابض تھے جہاد کرو یہ لوگ مصر سے بارادہ جہاد چلے مگر اس میدان میں پہنچ کر صاف انکار کر دیا اور ہمت ہار بیٹھے کیونکہ عمالقہ کے زور و قوت کی باتیں کچھ تحقیق ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ چالیس سال تک اسی میدان میں پریشان و سرگرداں پھرتے رہے گھر بھی پہنچنا نصیب نہ ہوا!۱۲

خلاصہ رکوع ۶

یہود پر انعامات الٰہیہ کا تفصیلی ذکر ہے اور اسلام سے قبل تمام اقوام عالم پر انکی فضیلت کا بیان ہے۔ بنی اسرائیل کا بچھڑے کو معبود بنانے کے باوجود ان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر کیا گیا بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ کا ذکر ہے آخر میں بنی اسرائیل کی سرکشی کا ایک واقعہ ہے۔

ع ۶/۱۳/۶

وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے پانی مانگا اپنی قوم کے لئے تو ہم نے کہا کہ مار

الۡحَجَرَ‌ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا‌ؕ قَدۡ عَلِمَ

اپنی لاٹھی پتھر پر۱ؕ ف۱ سو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے!ف۲ پہچان لیا ہر قوم نے

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ‌ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ

اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی!

وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۝ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ

اور نہ پھرو زمین میں فساد پھیلاتے! اور جب تم نے کہا کہ

يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا

اے موسیٰ ہم ہرگز نہ رہیں گے ایک کھانے پر پس تو دُعا کر ہمارے

رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا

لئے اپنے رب سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اُگتا ہے زمین سے

وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا‌ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ

یعنی ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز! موسیٰ نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو

الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ‌ؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ

وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلہ میں جو بہتر ہے! (اچھا) اُتر پڑو کسی شہر میں تو تم

لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ‌ؕ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ

کو ملے گا جو کچھ مانگتے ہو! اور کھیں دی گئی ان پر ذلت اور محتاجی

ف۱ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کی دُعائیں

موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعاء استسقاء خاص اپنی قوم کے لئے تھی اس لئے صرف پتھر سے پانی جاری کیا گیا۔ بخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء کرام کے کہ انہوں نے خاص اپنی قوم کے لئے استسقاء کی دعاء نہیں بلکہ تمام جہان کے لئے پانی مانگا اس لئے آسمان سے پانی برسایا گیا اور اس باران رحمت سے مؤمن اور کافر دوست اور دشمن سب ہی منتفع ہوئے۔

ف۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

بخاری شریف کی ایک روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تو معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو خوف کی چیز سمجھتے ہو۔ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کی کمی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا تلاش کرو کسی کے پاس کچھ پانی بچا ہو تو لے آؤ۔ صحابہ ایک برتن لے آئے جس میں ذرا سا پانی تھا آپ نے برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا چلو اور وضو کا پانی اور خدا کی برکت لو۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹ رہا ہے اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہم کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانے کی تسبیح اپنے کانوں سے سنا کرتے تھے۔ ﴿درس قرآن﴾

خاصیت: آیت ۶۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور وہ آگئے اللہ کے غصہ میں! یہ اس لئے کہ وہ انکار کرتے تھے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ

اللہ کی آیتوں کا اور خون کرتے تھے نبیوں کا ناحق! یہ اس وجہ سے

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھے جاتے تھے جو لوگ مسلمان بنے

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ

اور جو یہودی ہوئے اور عیسائی اور بے دین (ان میں سے) جو لوگ ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اللہ اور روزِ آخرت پر اور نیک کام کرتے رہے تو انکے لئے ان کا ثواب ہے

رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ

ان کے پروردگار کے پاس اور ان کو نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۱ اور (یاد کرو) جب لیا

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ

ہم نے تم سے قرار اور اُٹھا لیا تمہارے اوپر پہاڑ پکڑو جو ہم

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

نے تم کو دیا مضبوطی سے اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ ف۲

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

پھر تم نے روگردانی کی اس کے بعد! تو اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا

ف۱ بلاغت کلام

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ اس سے کلام میں ایک خاص بلاغت اور ایک خاص وقعت پیدا ہوگئی ہے اور اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ایسے ہی موقع پر یوں کہے کہ ہمارا قانون عام ہے خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف جو شخص اطاعت کرے گا مورد عنایت ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ موافق تو اطاعت کر ہی رہا ہے سنانا ہے اصل میں مخالف کو لیکن اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری جو موافقین پر عنایت ہے سو اس کی علت ان سے کوئی ذاتی خصوصیت نہیں بلکہ ان کی صفت موافقت اور اطاعت مدار ہے ہماری عنایت کا، سو مخالف بھی اگر اختیار کرے وہ بھی اس موافق کے برابر ہو جاوے گا اس لئے مخالف کے ساتھ موافق کو بھی ذکر کر دیا گیا۔ (درس محمد احمد)

خلاصہ رکوع ۷

ع۷ بنی اسرائیل کیلئے پتھروں سے ۷ چشموں کا پھوٹنا بنی اسرائیل کی مغضوبیت اور اسکے اسباب کا ذکر ہے۔

ف۲ اس پر یہ شبہ ہو کہ دین میں تو زبردستی نہیں یہاں اکراہ کیسے کیا گیا جواب نہایت واضح ہے کہ دین میں اکراہ نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ عام کفار پر ابتداء قبول دین کیلئے اکراہ نہ کریں گے کہ یا ایمان لاؤ ورنہ مار ڈالیں گے اور یہاں تو یہ لوگ پہلے بخوشی ایمان لا چکے تھے ایسے شخص کو بجا آوری احکام پر ضرور مجبور کیا جائے گا جس کی نفی پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں اور جہاد جو ہماری شریعت میں رکھا گیا ہے اس سے مقصود قبول اسلام پر مجبور کرنا نہیں ہے کیونکہ جہاد میں ایک جزو جزیہ کا بھی ہے جس کے قبول کرنے سے جہاد رک جاتا ہے بلکہ مقصود اطاعت قانون عدل شرعی ہے جو مومنین و کفار سب کے حق میں عام ہے۔

عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَكُنۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدۡ

تم پر اور اس کی مہربانی تو بے شک تم خراب ہوتے ف۱ اور تم جان

عَلِمۡتُمُ الَّذِيۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡكُمۡ فِى السَّبۡتِ فَقُلۡنَا

چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے

لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلۡنٰهَا نَكَالًا لِّمَا

ان کو کہا کہ بن جاؤ بندر دھتکارے ہوئے پس ہم نے بنایا اس واقعہ کو عبرت انکے لئے

بَيۡنَ يَدَيۡهَا وَمَا خَلۡفَهَا وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۶۶﴾

جو روبرو تھے اور جو پیچھے آنیوالے تھے اور نصیحت (بنایا) پرہیز گاروں کے واسطے ف۲

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا

اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے! اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ حلال کرو ایک گائے!

بَقَرَةً ‌ؕ قَالُوۡٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ‌ؕ قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ اَنۡ

وہ بولے کہ کیا تو ہم سے ٹھٹھا کرتا ہے! موسیٰ نے کہا! پناہ اللہ کی اس سے کہ میں نادان

اَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ

بن جاؤں وہ بولے کہ پوچھ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے! بیان فرماوے

لَّنَا مَا هِىَ ‌ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ

ہم کو وہ گائے کیسی ہے موسیٰ نے کہا! اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ ایک گائے ہے

وَّلَا بِكۡرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيۡنَ ذٰلِكَ ‌ؕ فَافۡعَلُوۡا مَا تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶۸﴾

نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی (بچھیا) ان دونوں میں بیچ کی راس! اب کرو جو تم کو حکم دیا گیا ہے۔

ف۱ لہٰذا نبی آخر الزماں کی متابعت کی سعادت حاصل کرو اور اگر تم اس نبی آخر الزماں پر ایمان نہ لائے اور کفر پر مر گئے تو پھر اس خسران اور نقصان کی تلافی کا کوئی امکان نہیں رہے گا۔ توریت میں جو تم سے نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کا عہد لیا جا چکا ہے اس کو پورا کرو ورنہ تم بھی عہد شکنی کرنے والوں میں شامل سمجھے جاؤ گے اور عہد شکنی کی سزا کے مستحق ہو گے۔ (معارف کاندھلوی) یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم پر ضرور عذاب الٰہی نازل ہوتا کیونکہ حق تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنایا ہے اس لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود سراپا جود سے عذاب مؤخر کر دیا گیا اور دھنس جانے اور صورتیں بدل جانے کا عذاب اٹھا لیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یہ واقعہ بنی اسرائیل کا داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا یہ لوگ سمندر کے کنارہ پر آباد تھے اور مچھلی کے شکار کے شوقین تھے ہفتہ کا دن معظم اور عبادت کے لئے مخصوص تھا اس دن شکار سے منع کیا گیا مگر یہ لوگ باز نہ آئے اس لئے حق تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا اور تین دن پیچھے سب مر گئے اور اس مسخ میں استحالہ کی کوئی بات نہیں جب فلاسفہ جدیدہ بندر کا ترقی کر کے آدمی بن جانا ممکن کہتے ہیں تو آدمی کا تنزل کر کے بندر بن جانا کیوں محال ہوگا۔

خاصیت: آیت ۶۸ تا ۷۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ

کہنے لگے دریافت کرا اپنے پروردگار سے! بیان کر دے ہم کو کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا!

يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾

وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد! خوب گہرا ہے اس کا رنگ! بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ

وہ بولے کہ پکار ہماری وجہ سے اپنے پروردگار کو! بیان کر دے ہمارے لئے

تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾

کہ وہ کس قسم میں ہے! ف گایوں میں تو ہم کو شبہ پڑ گیا! اور ہم خدا نے چاہا تو راہ پالیں گے

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ

موسیٰ نے کہا! اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ تو محنت والی اور نہ جوتے زمین میں

وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ

نہ پانی دیتی ہو کھیتی کو! صحیح سالم! کوئی داغ اس میں نہیں! وہ بولے

جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع

تو اب لایا ٹھیک پتہ! سو انہوں نے ذبح کیا اور لگتے نہ تھے کہ کریں گے۔

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ

اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو اس کا فاش کرنا تھا

مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ

جو تم چھپاتے تھے! تو ہم نے کہا کہ اس مردے کو مارو گائے کے ٹکڑے سے!

ف یہودیوں کی حماقت

جب ان لوگوں نے جانا کہ گائے ذبح کرنا اب ہم پر اللہ کی طرف سے آہی پڑا اور پہلے سے گائے کے ذبح کرنے اور اپنے مقصود کے حصول میں بعد سمجھے تھے اس لئے یہ خیال ہوا کہ جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے وہ کوئی بڑی عجیب گائے ہوگی اس لئے اس کی صفات کے طالب ہوئے اور یہ ان کی بڑی حماقت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ کوئی سی گائے لے کر ذبح کر دیتے تو کافی تھی لیکن انہوں نے آپ تنگی کی اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر تنگی و تشدد فرما دیا۔

ع خلاصہ رکوع ۸

نجات کیلئے ایمان و عمل صالح کو مدار قرار دیا گیا کہ تمام آیات انبیاء فرشتوں اور آسمانی کتب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے یہودیوں سے تسلیم احکام ہفتہ کے دن کی خلاف ورزی کرنے والوں کا انجام کا ذکر کیا گیا پھر بنی اسرائیل کے مقتول کی تحقیق اور خدا پرستی وہاں کی فرمانبرداری پر انعام ذکر کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۱-۷۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
اسی طرح اللہ مردے جلاتا اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ
تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ
پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس کے بعد ولا سو وہ پتھر کی طرح ہیں
كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا
بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت! اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہیں کہ
يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ
ان سے پھوٹ بہتی ہیں نہریں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں
مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ
اور نکل آتا ہے ان سے پانی! اور بعض ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں
اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ
اللہ کے ڈر سے! اور اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو! (مسلمانو) کیا تم توقع رکھتے ہو
اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ
کہ (یہود) مان لیں گے تمہاری بات! حالانکہ ان ہی میں ایسے لوگ بھی تھے جو سنتے تھے
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ
اللہ کا کلام پھر اس کو بدل ڈالتے تھے سمجھے پیچھے اور وہ جانتے تھے
يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا
اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوئے اور جب

ولا دل کی سختی کے اسباب

تفسیر ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو ایسے کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور سخت دل والا خدا سے بہت دور ہو جاتا ہے امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو بیان فرمایا ہے اس کے ایک طریقہ کو غریب کہا ہے بزار میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ چار چیزیں بدبختی اور شقاوت کی ہیں خوف خدا سے آنکھوں سے آنسو نہ بہنا، دل کا سخت ہو جانا، امیدوں کا بڑھ جانا، لالچی بن جانا۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

عابدوں کے دل

بعض قلوب ایسے ہیں کہ اللہ کی عظمت اور جلال کے سامنے پست ہیں۔ تکبر اور غرور سے پاک ہیں کبھی اس کے حکم کے خلاف سر نہیں اٹھاتے یہ عباد اور زہاد کی شان ہے۔

مگر ان کافروں کے دل پتھر سے بھی زائد سخت ہو گئے ہیں کہ غرور اور تکبر عناد اور سرکشی سے کبھی حق کے سامنے جھکتے بھی نہیں اللہ کی ہدایت کو قبول کرنا تو درکنار اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

اس مقام پر بھی بنی اسرائیل کی جس قساوت کا ذکر ہے وہ بھی اسی سبب یعنی کثرت کلام کی وجہ سے ہے کہ جب گائے کے ذبح کا حکم ہوا تو معاندانہ سوالات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ان بیہودہ سوالات کا یہ نتیجہ نکلا کہ دل پتھر سے بھی زائد سخت ہو گئے۔

خاصیت: آیت ۷۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ

تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں کہ کیا تم کہہ دیتے ہو مسلمانوں سے

اللّٰہُ عَلَیْکُمْ لِیُحَآجُّوْکُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّکُمْ ؕ اَفَلَا

جو اللہ نے ظاہر کیا تم پر تا کہ تم سے جھگڑیں اس کے ذریعہ سے تمہارے پروردگار کے

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا

آگے! کیا تم کو عقل نہیں کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ

یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا

ظاہر کرتے ہیں اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ خبر نہیں

یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

رکھتے کتاب کی سوائے باندھی ہوئی آرزوؤں کے اور ان کا خیال ہی خیال ہے

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۖ ثُمَّ

تو وائے ان پر جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر

یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا

کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے ہے تا کہ لیویں اس کے ذریعہ سے تھوڑے

قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ

سے دام! ف۲ پس وائے ان پر ان کے ہاتھوں کے لکھے سے

لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ

اور وائے ان پر ایسی کمائی سے اور کہتے ہیں کہ ہم کو آگ چھوئے گی بھی نہیں مگر

یہودیوں کی ایک دوسرے کو ملامت یہود میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخرالزمان کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے دوسرے لوگ ان میں سے ان کو اس بات پر ملامت کرتے کہ اپنی کتاب کی سند ان کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لاجواب ہونا پڑے گا۔ ﴿تفسیر حقانی﴾

النصف

ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک میں تحریف

توریت میں جو صفت لکھی تھی اسے متغیر کر دیا۔ چنانچہ توریت میں جناب سرور کائنات فخر عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ یہ لکھا تھا۔ خوبصورت، اچھے بالوں والے، سرگیں چشم، متوسط قد والے اس کی جگہ ان ظالموں نے یہ لکھ دیا۔ لمبے قد والے، نیلگوں چشم، چھدرے بالوں والے۔ جب عام لوگوں نے ان نام نہاد علماء سے پوچھا کہ نبی آخرالزماں کا توریت میں کیا حلیہ لکھا ہے تو انہوں نے یہی متغیر شدہ الفاظ پڑھ دیئے۔ ان سب نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب احوال سے جدا ہیں اس لئے تکذیب کرنے لگے۔

أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا

گنتی کے چند روز! (اے محمد) کہہ دے کیا لے لیا ہے تم نے اللہ سے کوئی قرار کہ

فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

ہر گز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہو اللہ پر

مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ

جو نہیں جانتے! و۱ سچ تو یہ ہے و۲ کہ جس نے کی برائی اور گھیر لیا

بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

اس کو اس کے گناہ نے تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾ ع

وہ جنتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے قرار لیا کہ نہ عبادت کرنا اللہ کے سوا کسی کی!

إِلَّا اللَّهَ وقف وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ

اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا اور رشتہ داروں

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا

اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ! اور کہو لوگوں سے نیک بات! اور درست کیو

و۱ حاصل دعویٰ یہود کا یہ تھا کہ چونکہ دین موسوی ان کے زعم میں منسوخ نہیں اس لئے وہ مومن ہیں اور مومن اگر دوزخ میں کسی وجہ سے ڈالے جائیں گے تو صرف چند روز کے لئے ڈالے جائیں گے اور چونکہ اس دعویٰ کی بنیاد ہی غلط ہے کیونکہ شریعت موسویہ منسوخ ہو چکی ہے اس لئے انکار نبوت مسیحیہ و محمدیہ سے وہ کافر ہو گئے اور کفار کے لئے بعد چندے نجات ہو جانا کسی کتاب سماوی میں نہیں جس کو حق تعالیٰ نے عہد سے تعبیر فرمایا پس ثابت ہوا کہ دعویٰ بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے

و۲ سبب نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودی لوگ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے۔ ہر سال کے بدلے ایک دن ہمیں عذاب ہوگا تو صرف سات دن ہمیں جہنم میں رہنا پڑے گا۔ اس قول کی تردید میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ع ۹/۱۱ ۹

خلاصہ رکوع ۹

گزشتہ مقتول کے واقعہ کا نتیجہ ہے کہ کس طرح مقتول زندہ ہوا۔ پھر بنی اسرائیل کی سنگدلی کو مثال سے سمجھا گیا۔ یہود کے مختلف گروہ جیسے احبار و رہبان، منافقین، ان پڑھ عوام خائن علماء، آرزو پرست لوگوں کی بداعمالیوں کو مفصل ذکر کیا گیا۔ آخر میں ایمان و عمل صالح پر جنت کی بشارت دی گئی۔

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ

نماز! اور دیجو زکوٰۃ! پھر تم سب پھر گئے سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

اور ہو ہی تم لوگ پھرنے والے! اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے قرار لیا

دِمَاۗءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ

کہ خون نہ بہانا آپس میں اور نہ جلا وطن کرنا اپنوں کو اپنے وطن سے! پھر تم نے

اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ

اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر وہی تم ہو کہ خون کرتے ہو

اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو ان کے وطن سے! ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو ان کے

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى

مقابلہ میں گناہ اور ظلم سے! اور اگر وہی لوگ آئیں تمہارے پاس قید ہو کر تو عوض دے کر

تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ

ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ حرام کر دیا گیا تھا تم پر ان کا نکالنا ہی! ول تو کیا

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ

مانتے ہو کتاب کی بعض بات کو اور نہیں مانتے بعض! پس کچھ سزا نہیں

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اس کی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں!

ول مدینہ میں عرب کی دو قومیں رہتی تھیں۔ اوس و خزرج اور گرد و نواح میں یہود کی دو قومیں بستی تھیں بنی قریظہ اور بنی نضیر۔ بنی قریظہ کی اوس سے دوستی تھی اور بنی نضیر خزرج کے یار تھے اور اوس و خزرج میں باہم عداوت تھی جب کبھی اوس و خزرج میں باہم قتل و قتال ہوتا تو بنی قریظہ اوس کی طرف ہوتے اور بنی نضیر خزرج کی حمایت کرتے تو جہاں اوس و خزرج مارے جاتے اور خانماں آوارہ ہو جاتے ان کے دوستوں کو بھی یہ مصیبت پیش آتی۔ بنی قریظہ بنی نضیر کے ہاتھوں قتل و برباد ہوتے اور وہ ان کے ہاتھوں البتہ اگر یہودیوں میں سے کوئی کسی کے ہاتھ میں قید ہو جاتا تو ہر ایک فریق اپنے دوستوں کو مال سے راضی کر کے اس کو رہا کرا دیتا اور جو کوئی پوچھتا تو کہتے کہ ہم پر اس کا رہا کرا دینا واجب ہے اور جو کوئی اعتراض کرتا کہ پھر ان کے قتل و اخراج میں کیوں معین ہوتے ہو تو کہتے کیا کریں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ دینے سے عار آتی ہے حق تعالیٰ نے اسی کی شکایت فرمائی ہے کہ تم کو تین حکم دیئے گئے تھے ایک قتل نہ کرنا دوسرا اخراج نہ کرنا تیسرا قیدی کو رہا کرا دینا تم نے حکم اول و دوم کو تو ضائع کر دیا اور صرف تیسرے کا اہتمام کیا گناہ اور ظلم دو لفظ لانے میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ اس میں دو حق ضائع ہوئے ایک حق اللہ کہ حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی دوسرے حق العباد کہ مخلوق کو بلا وجہ آزار پہنچایا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ

اور قیامت کے دن پہنچا دیئے جاویں سخت سے سخت عذاب میں! اور اللہ بے خبر نہیں ہے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

اس سے جو تم کر رہے ہو ف۱ یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی ہے دنیا کی زندگانی

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا

آخرت کے بدلے! سو نہ ہلکا ہو گا ان سے عذاب اور نہ

هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا

ان کو مدد پہنچے گی اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے

مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اس کے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلے معجزے اور قوت دی

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ

اس کو روح پاک (جبریل) سے تو کیا کبھی لایا تمہارے پاس کوئی رسول

بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ

وہ حکم کہ نہ پسند کیا تمہارے جی نے! تم تکبر کرنے لگے! پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ

اور ایک جماعت کو قتل کرنے لگے اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں! (نہیں) بلکہ پھٹکار دیا

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ

انکو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں ف۲ اور جب پہنچی ان کے پاس

ف۱ اس جگہ بعض احکام پر عمل نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ جب تک حرام کو حرام سمجھے اس کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوتا تو وجہ اس کی یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتے ہیں شرعی محاورہ میں دھمکی کے لئے ان پر کفر کا اطلاق کر دیا جاتا ہے جیسے ہمارے محاورے میں کہہ دیتے ہیں کہ تو بالکل چمار ہے حالانکہ مخاطب یقیناً چمار نہیں مقصود اس کام سے نفرت دلانا ہوتا ہے یہی معنی ہیں ایسی حدیثوں کے جیسے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر اور اس جگہ دو سزاؤں کا ذکر ہے ایک دنیوی سو اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں بنی قریظہ بوجہ نقض معاہدہ کے قتل و قید کئے گئے اور بنی نضیر ملک شام کی طرف جلاوطن کئے گئے۔

خلاصہ رکوع ۱۰

ع ۱۰

موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے یہود سے لئے گئے عہد اور بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا بیان ہے پھر ان کی مزید عہد شکنیوں کا ذکر کیا گیا اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ بیان کی گئی۔

ف۲ اور تھوڑا سا ایمان مقبول نہیں پس وہ کافر ہی ٹھہرے اور اس تھوڑے ایمان کو لغت کے اعتبار سے ایمان کہہ دیا کہ لغت میں ذرا سی تصدیق کو بھی ایمان کہہ سکتے ہیں ورنہ شرعی ایمان یہ ہے کہ جملہ احکام شرعیہ کا یقین کیا جائے ایک حکم کا انکار بھی ہو تو وہ ایمان نہیں کفر ہے تو یہ لوگ گو خدا کے قائل تھے اور قیامت کے قائل تھے اور اسی کو تھوڑا سا ایمان کہا گیا ہے مگر نبوت محمدیہ اور قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کے منکر تھے اس لئے پورا ایمان نہیں تھا بلکہ شرعاً وہ لوگ کافر تھے۔

مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا مِنۡ

اللہ کی طرف سے کتاب جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور یہ لوگ

قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ

پہلے سے فتح بھی مانگا کرتے تھے کافروں پر! سو جب آ پہنچا ان کے پاس

مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۡ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾ بِئۡسَمَا

جس کو جان پہچان رکھا تھا (تو) انکار کر دیا اس کا پس اللہ کی پھٹکار انکار کرنے والوں پر و۱ برا مول ہے جس کے بدلے

اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا

خریدا انہوں نے اپنی جانوں کو کہ انکار کرنے لگے اس (کلام) کا جو اُتارا اللہ نے اس حسد میں

اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ

کہ اُتارے اللہ (وحی) اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے سو

عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ

کمایا انہوں نے غصہ پر غصہ! اور کافروں کے لئے ذلت کا

مُّهِيۡنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا

عذاب ہے و۲ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ اس کلام پر جو اللہ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں

نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَيَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ

کہ ہم تو ایمان لاویں گے اسی پر جو اترا ہے ہم پر اور کفر کرتے ہیں اس کے ماسوا کا! حالانکہ وہ سچا ہے!

الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ ؕ قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِيَآءَ

تصدیق بھی کرتا ہے اس (کتاب کی) جو ان کے پاس ہے! (اے محمد) کہہ دے کہ پھر کیوں قتل کرتے رہے و۳

و۱ جو جان بوجھ کر محض تعصب کے سبب انکار کریں اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب وہ قرآن کو اور رسول کو برحق جانتے تھے تو ان کو مومن کہنا چاہئے پھر کافر کیسے کہا گیا جواب یہ ہے کہ جس طرح حق کو باطل جاننا کفر ہے ویسے ہی باوجود حق جاننے کے انکار کرنا بھی کفر ہے دوسرے ان کا یہ علم اضطراری تھا جس سے انکا دل کراہت بھی کرتا تھا اس کا نام ایمان نہیں ایمان یہ ہے کہ باختیار خود بخوشی تصدیق کر کے تسلیم کیا جائے اور قرآن کو مصدق تورات اس لئے فرمایا کہ تورات میں جو پیشین گوئیاں بعثت محمد یہ اور نزول قرآن کے متعلق تھیں نزول قرآن سے ان کا سچا ہونا ظاہر ہو گیا پس تورات کا ماننے والا قرآن و صاحب قرآن کی تکذیب کر ہی نہیں سکتا۔

و۲ اور عذاب میں ذلت کی قید سے کفار ہی کے ساتھ یہ عذاب خاص ہو گیا کیونکہ مومن گناہ گار کو جو عذاب ہو گا وہ محض گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لئے ہوگا ذلت مقصود نہ ہوگی

و۳ تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا؟ ان سے کہہ دو کہ "اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو پھر تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا؟؟" کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے کہ "جو نبی توریت کو سچا کہنے والا آئے اس کی نصرت کرنا اور اس پر ضرور ایمان لانا" اور قتل بھی ان انبیاء کو کیا جو پہلے گذر چکے ہیں (جیسے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ) جو احکام توریت پر عمل کرتے تھے اور اسی کی ترویج کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان کے مصدق توریت ہونے میں تو بیوقوف کو بھی تامل نہیں ہو سکتا (یہ بات لفظ قبل سے مفہوم ہوئی) (تفسیر عثمانی)

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

اللہ کے نبیوں کو پہلے سے اگر تم مسلمان تھے اور آچکا تمہارے پاس

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ

موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر! پھر بنا لیا تم نے بچھڑا اس کے پیچھے

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

اور تم ظلم کرتے تھے ف۱ اور ہم نے تم سے قرار لیا اور اونچا اُٹھایا

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا

تمہارے اوپر طور کو پکڑو جو کچھ دیا ہے ہم نے تم کو مضبوطی سے اور سنو! تو بولے

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

کہ سنا اور مانا نہیں! اور رچ گیا تھا ان کے دلوں میں بچھڑا ان کے کفر کے باعث (اے محمد)

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

کہہ دے کہ بہت بُرا سکھاتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر تم ایمان والے ہو

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

کہہ دے کہ اگر تمہارے ہی واسطے عاقبت کا گھر اللہ کے ہاں خاص ہے

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾

دوسروں کے لئے نہیں تو آرزو کرو مرنے کی اگر تم سچے ہو ف۲ اور کبھی ہرگز

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

آرزو نہ کریں گے موت کی بوجہ ان (گناہوں) کے جو ان کے ہاتھ آگے پہنچ چکے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے

ف۱ بینات سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو نزول تورات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے صدق پر قائم ہو چکی تھیں جیسے عصائے بیضا اور فلق البحر وغیرہ اور گو یہ قصہ گوسالہ پرستی وغیرہ کا پہلے بھی آچکا ہے مگر وہاں ان کے معاملات قبیحہ کا بتلانا مقصود تھا اور یہاں ان کے دعویٰ ایمان کی تکذیب مقصود ہے۔ فائدہ بدل جانے سے تکرار نہ رہا حاصل کلام یہ ہے کہ تم ایمان کے مدعی ہو مگر یہ فعل تو صریح شرک تھا جس سے موسیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب صراحۃً لازم آئی اور گوسالہ پرستی وغیرہ کا خطاب یہود ان زمانہ نبوی سے یا اس لئے ہے کہ وہ ان کے حامی تھے یا یہ مطلب ہے کہ جب تمہارے سلف ایسے تھے تو تم سے کفر بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم چنداں عجیب

ف۲ موت کی دُعاء کا طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت کے سبب کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے اگر اس تمنا کرنے کو جی چاہتا ہے اور بغیر تمنا کے رہ ہی نہیں سکتا تو اس قدر کہہ دے کہ اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو موت دے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور انہیں سے ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور عمر خیر ہی کو بڑھاتی ہے (یعنی عمر بری چیز نہیں کچھ نہ کچھ اس میں مومن خیر ہی کرے گا)۔

موت کی تمنا نہ کرو:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے کیونکہ یہ شخص یا تو نیک کار ہو گا تو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدکار ہے تو ممکن ہے کہ بدی سے باز آ جاوے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

خاصیت: آیت ۹۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ

گنہگاروں کو اور (اے محمد) البتہ تو پائیگا اُن کو سب لوگوں سے زیادہ حریص جینے کا!

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

اوران لوگوں سے زیادہ جومشرک ہیں! ان میں سے ہرایک چاہتا ہے کہ کاش جیتا رہے ہزار برس!

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

اور نہیں اس کو نجات دینے والا عذاب سے اس قدر جینا! اور اللہ دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ

جووہ کرتے ہیں (اے محمد) کہہ دے کہ جوکوئی دشمن ہو جبریل کا (ہوا کرے) اس نے تو اتارا ہے

عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے جو سچ بتاتا ہے اس کلام کو جو اس سے

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

پہلے ہے اور ہدایت اور خوشخبری ہے ایمان والوں کے لئے جو دشمن ہے اللہ کا

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ

اور اس کے فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ

اور (اے محمد) ہم نے اُتاریں تیری طرف کھلی نشانیاں! اور نہ انکار کریں گے

بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ

ان کا مگر وہی جو نافرمان ہیں ف۱ کیا یہ لوگ جب بھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دے گا

منزل ۱

ف۱ سبب نزول آیت ۹۹

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حنیف یہودی سے ذکر فرمایا کہ دین محمدی کے بارہ میں تم سے عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ جب وہ دین ظاہر ہو اس کا اتباع کرنا مالک نے سن کر کہا کہ قسم اللہ کی ہم سے ہرگز اس قسم کا عہد نہیں لیا گیا۔ اسکی تکذیب میں اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت کریمہ نازل فرمائی اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا (کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں) (تفسیر مظہری)

ع ۱۱   خلاصہ رکوع ۱۱

یہود کی رہنمائی کیلئے ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور اس کے ردعمل میں یہود کی انتہائی سنگدلی کو ذکر کیا گیا پھر بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کرکے یہود دگنے غضب خداوندی کے مستحق ہوگئے۔ یہود کے دعوائے ایمان کی حقیقت اور ان کے کفر کو دلائل سے ثابت ہوگیا جنت کس کیلئے ہے اس کی وضاحت فرمائی گئی۔

آیت: ۹۹

بعض یہود نے حضورؐ سے کہا تھا کہ آپ پر کوئی ایسی واضح دلیل نازل نہ ہوئی جس کو ہم بھی جانتے اس کے جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ وہ تو ایک دلیل کو کہتے ہیں ہم نے آپ کے پاس دلائل واضح نازل کیے ہیں جن کو وہ بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں یہ انکار محض عدول حکمی کی عادت کی وجہ سے ہے۔

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

اس کو کوئی نہ کوئی فریق ان کا! بلکہ ان میں سے بہت تو ایمان ہی نہیں رکھتے اور جب آیا ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ

اللہ کی طرف سے رسول کہ سچا بتاتا ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے تو پھینک دیا

فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ

ایک گروہ نے ان لوگوں میں سے جو کتاب دیئے گئے ہیں اللہ کی کتاب کو پیٹھ کے

ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

پیچھے گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ؎۱ اور پیچھے پڑ گئے اس علم کے کہ

الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت سلیمان میں! اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَا اُنْزِلَ

شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے (پیچھے پڑ گئے) جو اترا

عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ

بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اور یہ دونوں فرشتے نہ

مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ

سکھاتے تھے کسی کو جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم تو آزمانے کو ہیں سو تو کافر مت ہو!

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ

پھر سیکھتے ان سے وہ باتیں کہ جدائی ڈال دیں ان کی وجہ سے میاں بی بی میں!

؎۱ سببِ نزول آیت ۱۰۰

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن صوریا یہودی نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم اپنی نبوت و رسالت کی کوئی ایسی نشانی نہیں لاتے جسے ہم بھی پہچانیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جن اور انس چرند اور پرند سب ان کے زیرِ حکم تھے اس لئے شیاطین اور جنات اور آدمی سب ملے جلے رہتے تھے۔ شیطانوں نے آدمیوں کو جادو سکھا رکھا تھا اور معاذ اللہ یہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہرگز ہرگز نہ تھا اس لئے کہ یہ کام کفر کا ہے اور سلیمان علیہ السلام نے کبھی کسی قسم کا کفر نہیں کیا نہ عملی اور نہ اعتقادی اور نہ قبل النبوۃ اور نہ بعد النبوۃ اس لئے کہ وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے کفر کے مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ سحر کو سلیمان علیہ السلام کی طرف نسبت کرنا سراسر افتراء ہے۔

اس زمانہ میں ناول اور باتصویر رسالے جو تخریب اخلاق میں جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ

اور وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اس سے کسی کو بغیر حکم اللہ کے اور سیکھتے وہ چیز جو اُن کو

مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ

نقصان پہنچاوے اور نہ نفع دے اور بیشک جان چکے تھے کہ جس نے خریدا

مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ

اس کو آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں اور بہت بڑا مول ہے کہ جس پر انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

اپنی جانوں کو بیچا! کاش ان کو سمجھ ہوتی ف۱ اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گار

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ع

بنتے تو ثواب اللہ کے یہاں سے بہتر ملتا اے کاش وہ سمجھتے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

ایمان والو! نہ کہا کرو تم "راعنا" بلکہ کہا کرو "انظرنا"

وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ

اور سُنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ف۲ وہ لوگ خوش نہیں ہیں

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

جو کافر ہیں کتاب والوں اور مشرکوں میں اس بات سے کہ اترے

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

تم پر بھلائی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اللہ اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے

ف۱ شیطان کا بڑا کارنامہ:

صحیح مسلم میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بہکانے کے واسطے بھیجتا ہے سب سے زیادہ مرتبہ والا اسکے نزدیک وہ ہے جو فتنے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہو یہ جب واپس آتے ہیں تو اپنے بدترین کاموں کا ذکر کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس طرح بے راہ کر دیا کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے یہ گناہ کرایا شیطان ان سے کہتا ہے کچھ نہیں معمولی کام ہے یہاں تک کہ ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے اور اسکی بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال دیا یہاں تک کہ جدائی ہوگئی شیطان اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے بڑا کام کیا اسے اپنے پاس بٹھا لیتا ہے اور اسکا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۲ — ع ۱۲ / ۷ / ۱۲

یہود کی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی اور اسکی وجہ کو ذکر کیا گیا اس ضمن میں نزول قرآن کا طریقہ بتلایا گیا یہود نے کس طرح خود توراۃ کو پس پشت ڈال دیا۔ کتاب اللہ کو چھوڑ کر جادو کی پیروی میں لگ گئے۔

ف۲ یہودیوں کی بدنیتی:

یہودی آکر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سنتے بعض بات جو اچھی طرح نہ سنتے اسکو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) یہ کلمہ ان سے سن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو (اسکے معنی بھی یہی ہیں) اور ابتداء ہی سے متوجہ ہو کر سنتے رہو تو مکرر پوچھنا ہی نہ پڑے یہود اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے اس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو "راعینا" ہو جاتا (یعنی ہمارا چرواہا) اور یہود کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ

جسکو چاہتا ہے! اور اللہ بڑی مہر والا ہے جو منسوخ کر دیتے ہیں ہم کوئی

مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ

آیت یا بھلا دیتے ہیں تو نازل کر دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی! کیا تجھے

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اللہ ہی کی ہے بادشاہت آسمان اورزمین کی! اور تمہارے لئے کوئی نہیں

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ

اللہ کے سوائے حامی اور نہ کوئی مدد گار! کیا تم یہ چاہتے ہو

اَنْ تَسْـــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ

کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے پہلے

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ

اور جو ایمان کے بدلے میں کفر لے لے (تو) بیشک وہ بھٹک گیا سیدھے

السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

راستہ سے ؁۲ چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ تم کو پھیر کر

اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ

مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں! ذلی حسد کی وجہ سے اس کے بعد کہ ظاہر ہو چکا

؁۱ پس جب وہ دوست ہیں تو احکام میں مصلحت کی ضرور رعایت کریں گے اور جب مددگار ہیں تو ان احکام پر عمل کرنے کے وقت مخالفین کی مزاحمت سے بھی ضرور محفوظ رکھیں گے ہاں اگر اس ضرر سے بڑھ کر کوئی نفع اخروی ملنے والا ہو تو ظاہراً مخالف کا مسلط ہو جانا اور بات ہے۔

فائدہ: حکم ثانی کیلئے عقلاً یہ امور ضروری ہیں
۱- اس کا موافق مصلحت ہونا
۲- حاکم کا قادر ہونا
۳- حاکم کا محکومین کیلئے خیر خواہ ہونا
۴- اگر کوئی ان میں سے مزاحمت کرے تو ان کی امداد کرنا حق تعالیٰ نے اس جگہ اس سب شرطوں کو بیان فرمادیا۔

فائدہ: قانون کا بدلنا کبھی اس لئے ہوتا ہے کہ بانی قانون سے فروگزاشت ہوگئی تھی یہ تو احکام الٰہیہ میں محال ہے گاہے اس وجہ سے ہوتا ہے کہ محکومین کی حالت بدلنے سے مصلحت بدل گئی جیسے مریض کی حالت بدلنے پر نسخہ بدلا جاتا ہے ایسا نسخ واقع ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

؁۲ سبب نزول

رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے کہا تھا کہ اے محمد! کوئی آسمانی کتاب ہم پر نازل کیجئے جسے ہم پڑھیں اور ہمارے شہروں میں دریا جاری کردیں تو ہم آپ کو مان لیں اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى

ان پر حق! سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک کہ

يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

بھیجے اللہ اپنا حکم! بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ

اور درست رکھو نماز کو اور دیتے رہو زکوٰۃ! اور جو کچھ آگے بھیج دو گے اپنے لئے

مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بھلائی (تو) وہ پاؤ گے اللہ کے پاس! بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا

دیکھ رہا ہے اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو یہودی

أَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

یا عیسائی ہوں گے! یہ ان کی (من مانی) آرزوئیں ہیں! کہہ دے کہ پیش کرو اپنی دلیل

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

اگر تم سچے ہو بات تو یہ ہے کہ جس نے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے سامنے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ أَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نیکو کار بھی ہے تو اس کے لئے اس کا ثواب اس کے پروردگار کے ہاں ہے!

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى

اور نہ کچھ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے ف۱ اور یہود تو کہتے ہیں کہ نہیں نصاریٰ

ف۱ ایک بار کچھ یہود کچھ نصرانی جمع ہو کر کچھ مذہبی مباحثہ کرنے لگے یہود نصاریٰ کے دین کو اصل سے باطل بتلاتے تھے اور نبوت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرتے تھے نصاریٰ بھی تعصب میں آ کر یہود کے دین کو بے اصل و باطل کہنے لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت و توراۃ کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرنے لگے اللہ تعالیٰ اس قصہ کو نقل فرما کر رد کرتے ہیں

خلاصہ رکوع ۱۳

یہود مدینہ کی ایک شرارت سے متعلق مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا۔ امت محمدیہ کی خصوصیت کہ قرآن کریم براہ راست انہیں مخاطب کر رہا ہے یہود کا مسلمانوں سے حسد اور اس کی وجہ ذکر فرمائی گئی۔ قرآن کریم پر یہود کا اعتراض اور اس کا جواب فرمایا گیا۔ آگے کثرت سوال سے ممانعت کی گئی یہود کی طرف سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کو ذکر کیا گیا۔ دشمنان دین کے حملوں سے تحفظ کیلئے نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کو معمول بنانے کا حکم دیا گیا آگے یہود و نصاریٰ کے مستحق جنت ہونے کے دعوے کی تردید کی گئی۔

۱۳ ع ۹ ۱۴

عَلٰى شَیْءٍ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰى

کسی راہ پر اور عیسائی کہتے ہیں کہ نہیں یہودی کسی راہ پر

شَیْءٍ ۙ وَّ هُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ

حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں (کتاب الٰہی) اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں وہ لوگ کہ

لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ

جن کے پاس علم نہیں ان ہی جیسی باتیں! سو اللہ فیصلہ کردے گا ان میں قیامت کے روز

الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ

جس میں کہ یہ جھگڑتے ہیں ف۱ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ

جو منع کرے اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جائے اس کا نام!

وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ

اور کوشش کرے ان کے اجاڑنے میں! ف۲ یہ لوگ اس لائق نہیں کہ

یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ۬ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ

گھسنے پائیں مسجدوں میں مگر ڈرتے ڈرتے! ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۗ

اور آخرت میں بڑا عذاب! اور اللہ ہی کا ہے پورب اور پچھم

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾

سو جس طرف تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے! بیشک اللہ بڑی گنجائش والا خبردار ہے

ف۱ سببِ نزول

نجران کے نصاریٰ آئے تو علماء یہود بھی ان کو سن کر آگئے اور دونوں فریق آپس میں منازعت کرنے لگے رافع بن حریملہ یہودی نصاریٰ سے کہتا تھا کہ تم کسی راہ پر نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرتا تھا اور نجران کا ایک شخص یہود سے کہتا تھا کہ تم کسی راہ پر نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کی تکذیب کرتا تھا حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ ارشاد فرمائی۔

ف۲ شانِ نزول

اسکے شانِ نزول نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے یہود سے مقاتلہ کر کے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ انہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب و عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مشرکین کا حضور اور صحابہ کو عمرہ طواف سے روکنا:

معالم التنزیل میں حضرت عطا اور عبدالرحمٰن بن زید سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو مکہ والوں نے آپ کو مقام حدیبیہ میں روک دیا اور عمرہ کے لئے مسجد حرام تک نہ پہنچنے دیا، مساجد کی آبادی یہ ہے کہ ان میں وہ کام ہوتے رہیں جن کاموں کے لئے وہ بنائی گئی ہیں نماز، تلاوت، ذکر، اعتکاف وغیرہ اور مسجد حرام کے آباد کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس میں طواف کیا جائے جو شخص ان کاموں سے روکے گا وہ ان کی ویرانی کی کوشش کرنے والا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ! وہ تو پاک ہے بلکہ اُسی کا ہے جو کچھ آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور زمین میں ہے سب اسی کے تابعدار ہیں موجد ہے آسمان اورزمین کا !

وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ

اور جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو بس اس کو فرما دیتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں

الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ ؕ كَذٰلِكَ

وہ لوگ جو نہیں جانتے کہ کیوں نہیں باتیں کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی! اسی طرح

قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں جیسی باتیں ! ملے جلے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ

ان سب کے دل! بیشک ہم بیان کر چکے نشانیاں ان لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں ہم نے

اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ

تجھ کو بھیجا ہے حق کلام دے کر خوشی سنانے والا ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہ ہوگی

اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ

دوزخ والوں کی ف۱ اور ہر گز خوش نہ ہوں گے تجھ سے یہودی

وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَی

اور نہ عیسائی تا وقتیکہ نہ اختیار کرے ان کا دین! کہہ دے کہ اللہ ہی کی

ف۱ آیت:۱۱۹

ربط: یہاں تک یہود کی چالیس قباحتیں جن میں سے بعض میں نصاریٰ بھی شریک تھے بیان فرمائی گئیں آگے یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسے ہٹ دھرم لوگوں سے امید ایمان نہ رکھنا چاہئے گویا یہ مضمون تمام ماسبق کا نتیجہ ہے، جس سے ان کے قبائح مذکورہ کے اور تاکید ہو گئی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر وغم کا ازالہ بھی ہے کہ جو لوگ ایسے کج طبع ہیں ان کی کجی بہت کم جاتی ہے لہذا آپ انکے عام طور پر ایمان لانے سے ناامید ہو جائیے اور کلفت کو دل سے دور کیجئے آپ کے اتباع کی ان کو تو کیا توفیق ہوتی وہ تو یہاں تک بلند پروازی کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو اپنی راہ پر چلانے کی فکر محال میں ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول اول بعض جائز امور میں اہل کتاب کی موافقت بغرض ملاطفت و تالیف قلوب کے کر لیا کرتے تھے اس میں اس پر بھی دلالت ہے کہ آپ اس قصہ کو جانے دیجئے تاہم اس سے جو آپ کی غرض ہے کہ کچھ نرم ہو کر اسلام لے آویں وہ بخیر ہے۔

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

ہدایت ہدایت ہے اور اگر تو چلا اُن کی خواہشوں پر اس کے بعد

الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ

کہ آچکا تیرے پاس علم تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا

وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٢٠﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ

اور نہ مددگار! ف۱ وہ لوگ کہ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے رہتے ہیں

تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

جو اس کے پڑھنے کا حق ہے وہی اس پر ایمان لاتے ہیں! اور جو اس کا انکار کرتے ہیں

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٢١﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ

وہی نقصان پانے والے ہیں اے بنی اسرائیل' یاد کرو میرا احسان

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٢﴾

جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے فضیلت دی تم کو سارے جہان پر

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ

اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی کے کچھ! اور نہ قبول کیا جاوے

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢٣﴾

اس کی طرف سے کوئی معاوضہ اور نہ کام آوے اس کے کوئی سفارش اور نہ ان کی مدد کیجاوے

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ

اور (یاد کرو) جب آزمایا ابراہیم کو اس کے پروردگار نے چند باتوں میں سو اس نے پورا کر دکھایا ان کو اللہ نے

ف۱ اور یہ محال ہے پس ان کا راضی ہونا بھی محال ہے اور یہ محال اس لئے ہے کہ اس سے ایک دوسرا محال لازم آتا ہے وہ یہ کہ نعوذ باللہ اگر آپ ان کے پیرو ہو جائیں تو جسے وہ اپنا مذہب کہتے ہیں وہ کچھ تو منسوخ ہو جانے سے اور کچھ تحریف سے محض اب چند خیالات کا مجموعہ ہو گیا ہے اور اتباع بھی ایسی حالت میں کہ آپ کے پاس علم وحی آچکا ہے توبہ توبہ آپ کا نتیجہ قہر میں گرفتار ہونا لازم آئے گا اور یہ لازم محال ہے کیونکہ خدا کا ہمیشہ آپ سے راضی رہنا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے پس آپ کا اتباع کرنا ان کے مذہب کا بھی محال ہے اور بدوں اتباع کے ان کا راضی ہونا غیر ممکن تو ایسی بات سے دل کو خالی کر لینا چاہئے۔

ع ۱۴

خلاصہ رکوع ۱۴

یہود و نصاریٰ کا ایک دوسرے کو ناحق کہنے پر خدائی فیصلہ ذکر فرمایا گیا پھر مشرکین کے دعوائے حق پرستی کی تردید فرمائی گئی پھر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ایک غلط عقیدہ (کہ اللہ اولاد رکھتا ہے) کی دلائل سے تردید ذکر کی گئی۔ آگے رسالت کے بارہ میں کفار کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی یہود و نصاریٰ کی ہٹ دھرمی اور ان میں سے حق پرست لوگوں کا ذکر کیا گیا۔

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا

فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں تجھ کو لوگوں کا پیشوا! ابراہیم نے کہا! اور میری اولاد میں سے! فرمایا کہ نہیں

يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

پہونچے گا میرا قرار ظالموں کو اور (یاد کرو) جب ٹھہرایا ہم نے خانہ کعبہ کو

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

لوگوں کے اجتماع کی جگہ اور امن کا مقام! اور بنالو ابراہیم کے

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ! اور ہم نے کہہ دیا ابراہیم اور اسمٰعیل سے

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

کہ پاک صاف رکھو میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور مجاہدوں اور رکوع

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

سجدہ کرنے والوں کے لئے ول اور (یادکرو) جب ابراہیم نے کہا کہ خداوندا بنا

بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ

اس شہر کو امن کا شہر اور عطا فرما اس میں رہنے والوں کو پھل! ان لوگوں کو جو ان میں سے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

ایمان لاویں اللہ اور روز آخرت پر! اللہ نے فرمایا اور جو کفر کریں ان کو بھی فائدہ اٹھانے دوں گا تھوڑے دنوں

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

پھر اس کو مجبور کروں گا عذاب دوزخ کی جانب! اور وہ برا ٹھکانا ہے

ف شانِ نزول آیت ۱۲۵

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

حضرت جابرؓ کی لمبی حدیث میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرلیا تو حضرت عمرؓ نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا یہی ہمارے باپ ابراہیم کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہا پھر ہم اس سے قبلہ کیوں نہ بنا لیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاروقؓ کے سوال پر تھوڑی دیر گزری تھی جو یہ حکم نازل ہوا ایک اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے دن مقام ابراہیم کے پتھر کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمرؓ نے پوچھا یہی ہے جسے قبلہ بنانے کا ہمیں حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی ہے۔

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں اور سنت ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائیں لیکن اگر کسی وجہ سے وہاں ادا نہ کر سکا تو پھر حرم میں یا حرم سے باہر جہاں کہیں ممکن ہو ادا کرنے سے واجب ادا ہو جائے گا۔ (معارف القرآن)

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل! (دونوں باپ بیٹے دعا کرتے جاتے تھے) ف۱

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا

اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما! بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار

وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً

ہم کو بنا اپنا فرمانبردار اور ہماری نسل میں بھی ایک گروہ حکم بردار (پیدا کر)

لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

اور ہم کو بتا ہماری عبادت کے طریقے اور ہم کو معاف کر! بیشک تو ہی معاف فرمانے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا

مہربان ہے! اور اے ہمارے پروردگار بھیج ان میں ایک پیغمبر ان ہی میں کا کہ پڑھے ان

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ

پر تیری آیتیں اور ان کو سکھا دے کتاب اور علم اور پاک و صاف بنا دے ان کو!

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

بیشک تو ہی زبردست صاحب تدبیر ہے ف۲ اور نہیں پھرتا

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

ابراہیم کے طریقے سے مگر وہی شخص جس نے بیوقوف بنایا اپنے آپ کو! اور بیشک ہم نے

فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ

اس کا انتخاب کیا ہے دنیا میں! اور آخرت میں نیکوں میں ہے جب

ف۱ بیت اللہ جسے کعبہ بھی کہتے ہیں درحقیقت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تعمیر چلا آتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں وہ حوادث روزگار سے منہدم ہو چکا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسے ازسرنو انہی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا حکم ہوا تھا جو پہلے سے موجود تھیں اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بتا دی تھیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ وہ بیت اللہ تعمیر کر رہے تھے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

ف۲ شان نزول آیت ۱۳۰

ابن عسا کرنے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سلمہ اور مہاجر اپنے بھتیجوں سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک نبی پیدا کروں گا اور نام پاک ان کا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا جو ان پر ایمان لائے گا وہ ہدایت پاوے گا اور جو ایمان نہ لاوے گا وہ ملعون ہو گا سلمہ تو چچا کی یہ نصیحت سن کر مسلمان ہو گیا اور مہاجر نے صاف انکار کر دیا اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

خلاصہ رکوع ۱۵ (۱۵ ع ۸ ۱۵)

بنی اسرائیل کو انعامات الٰہیہ کی دوبارہ یاددہانی۔ اہل ایمان کیلئے شفاعت کا ثبوت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اور اس کے مقاصد۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائشیں، خانہ کعبہ کی فضیلت، مقام ابراہیم، خانہ کعبہ کی پاکی کا حکم، مکۃ المکرمہ کیلئے ابراہیمی دعائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عام رزاقیت کو ذکر کیا گیا۔ پھر تعمیر کعبہ جیسے عمل کی قبولیت کیلئے ابراہیمی دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۱۲۷تا۱۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

اس سے کہا اس کے اللہ نے کہ حکم بردار بن جا! ابراہیم نے کہا کہ میں فرمانبردار ہوا تمام جہان کے پروردگار کا

وَوَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ

اور اسی کی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی کہ اے بیٹو

اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اللہ نے چُن لیا ہے تم کو دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ

مسلمان ف۱ (لوگو)! کیا تم موجود تھے جب سامنے آگئی یعقوب کے

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ

موت! جب کہا اس نے اپنے بیٹوں سے کہ تم کس چیز کی عبادت کرو گے میرے بعد؟

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ

وہ بولے کہ ہم عبادت کریں گے تمہارے معبود کی اور تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل

وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اسحٰق کے معبود خدائے واحد کی! اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔ ف۲

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

وہ ایک جماعت تھی کہ گزر گئی! ان کا تھا جو وہ کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ!

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ

اور تم سے اس کی پوچھ نہ ہوگی جو وہ کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا

ف۱ نکتہ: یعنی جب فرمایا ابراہیم سے ان کے رب نے کہ اطاعت اختیار کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی اس طرز بیان میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ اللہ جل شانہ کے خطاب اسلم کا جواب بظاہر خطاب ہی کے انداز میں یہ ہونا چاہیے کہ اَسْلَمْتُ لَکَ یعنی میں نے آپ کی اطاعت اختیار کر لی مگر حضرت خلیل علیہ السلام نے اس طرز خطاب کو چھوڑ کر یوں عرض کیا کہ:

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنی میں نے پروردگار عالم کی اطاعت اختیار کر لی ایک تو اس میں رعایت ادب کے ساتھ اور حق جل وعلا شانہ کی حمد و ثناء شامل ہوگئی جس کا مقام تھا دوسری اس کا اظہار ہو گیا کہ میں نے جو طاعت اختیار کی وہ کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ میرے لئے اس کا کرنا ہی ناگزیر تھا کیونکہ وہ رب العالمین یعنی سارے جہان کا پروردگار ہے۔

ف۲ یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اسی طرح اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا ہے اور آپ ان حضرات سے بہت پیچھے ہیں پھر ان کا ملت اسلام پر ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے جواب یہ ہے کہ اسلام کے معنی اطاعت حق کے ہیں اس سے تمام انبیاء کا ملت اسلام پر ہونا ثابت ہے بخلاف یہودیت یا نصرانیت کے کہ وہ خاص مذہب تورات یا مذہب انجیل کا نام ہے خوب سمجھ لو پس جو انبیاء پہلے نزول تورات وانجیل سے گزر چکے ہیں وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے ہیں۔

نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا

عیسائی تو راہِ راست پر آؤ! کہہ دے کہ نہیں بلکہ (ہم اختیار کریں گے) ابراہیم کا طریقہ!

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

جو ایک کے ہو رہے تھے اور نہ تھے مشرکین میں ف۱ (مسلمانو) کہہ دو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم پر اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ

اور اولاد یعقوب پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسےٰ کو اور جو ملا اور نبیوں کو ان کے

النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ

پروردگار کی طرف سے! ہم جدائی نہیں سمجھتے ان میں سے ایک میں بھی! اور ہم

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ

اسی کے فرماں بردار ہیں۔ سو اگر ایمان لاویں وہ جس طرح تم ایمان لائے ہو تو بیشک

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ

ہدایت پائیں! اور اگر انحراف کریں تو بس وہی ضد پر ہیں! سو کافی ہے تمہاری طرف سے

اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ ؕ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ

ان کو اللہ! اور وہ سننے والا واقف کار ہے (لے لیا ہم نے) رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے

مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي

اللہ کے رنگ سے! اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں ف۲ کہہ دے کہ کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں

ف۱ شانِ نزول

عبداللہ بن صوریا اعور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہدایت پر ہم ہیں تم ہماری مانو تو تمہیں بھی ہدایت ملے گی نصرانیوں نے بھی یہی کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ملت ابراہیم

یعنی کہہ دو اے محمد! کہ تمہارا کہنا ہرگز منظور نہیں بلکہ ہم موافق ہیں ملت ابراہیم علیہ السلام کے جو سب برے مذہبوں سے علیحدہ ہے نہیں تھا وہ شرک کرنے والوں میں اشارہ ہے کہ تم دونوں فریق شرک میں مبتلا ہو بلکہ مشرکین عرب بھی مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر وہ بھی مشرک تھے تو اس میں ان پر بھی رد ہو گیا اب ان فرقوں میں بروئے انصاف کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہ رہا صرف اہل اسلام ملت ابراہیمی میں رہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ شانِ نزول آیت ۱۳۸

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اور اس پر سات روز گزر جاتے تو وہ اسے ایک پانی میں جسے معمودیہ کے نام سے موسوم کرتے غوطہ دیتے اور یہ خیال کرتے کہ اس سے یہ پاک ہو گیا اور سب آلائشیں دور ہو گئیں اور یہ فعل بجائے ختنہ کے کرتے جب اسے غوطہ دیدیتے تو کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہو گیا اس پر حق تعالیٰ نے آیت کریمہ: صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہریؒ)

خاصیت: آیت ۱۳۷ اپارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ

حالانکہ وہی ہے ہمارا پروردگار اور تمہارا پروردگار ! اور ہمارے واسطے ہیں ہمارے اعمال

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ

اور تمہارے لئے ہیں تمہارے اعمال اور ہم خالص اسی کو مانتے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ

یہودی یا نصرانی تھے ؟ (اے محمد) کہہ دے کہ کیا تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ ؟

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ

اور اس سے زیادہ ظالم کون جس نے چھپائی گواہی جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے تھی !

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ

اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کر رہے ہو وہ ایک جماعت تھی کہ گزر گئی !

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

ان کے لئے تھا جو وہ کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ ! اور نہ

تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

پوچھے جاؤ گے تم ان کاموں سے جو وہ کرتے تھے

❁❁❁

ف۱ ہم خالص اللہ کیلئے اعمال کرتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہارا نزاع کرنا اور تمہارا یہ سمجھنا کہ اس کی عنایت و رحمت کا ہمارے سوا کوئی مستحق نہیں لغو بات ہے وہ جیسا تمہارا رب ہے ہمارا بھی رب ہے اور ہم جو کچھ اعمال کرتے ہیں خالص اسی کیلئے کرتے ہیں تمہاری طرح زعم آباؤ اجداد اور تعصب و نفسانیت سے نہیں کرتے پھر کیا وجہ کہ ہمارے اعمال وہ مقبول نہ فرمائے اور تمہارے اعمال مقبول ہوں۔ ﴿تفسیر ثنائی﴾

پس جب یہ حضرات یہود و نصاریٰ نہ تھے سو تم دین میں ان کے موافق کب ہوئے پھر تمہارا حق پر ہونا بھی ثابت نہ ہوا اور اپنے کو مخلص کہنے سے دعویٰ کمال مقصود نہیں بلکہ مناظرہ مذہبی میں اپنے طریقہ دین کا اظہار منظور ہے جو ضروری امر ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۶

ملت ابراہیمی کی فضیلت اور اسکا بنیادی اصول ذکر کیا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو وصیت ذکر کی گئی پھر یہود کے دعوے کی تردید' آباء پر فخر کی تردید' یہود و نصاریٰ کی ہٹ دھرمی کا جواب' ملت ابراہیمی پر ایمان کی تفصیل کو بیان کرنیکے بعد بتایا گیا کہ ضدیوں سے نمٹنے کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔ عیسائیوں کی ایک رسم کی حقیقت اور تردید ذکر کی گئی۔ آخر میں یہود و نصاریٰ کے بے دلیل جھگڑوں کی تردید فرمائی گئی کہ وہ حق چھپا کر کس طرح اپنے آباء سے کٹ گئے۔

ع ۱۶/۱۶

سورہ بقرہ... پہلا پارہ....فضائل خواص' فوائد وعملیات

خواص وفضائل سورہ بقرہ-حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان یقیناً اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں ۱ مَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک رات میں سوتے وقت جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے پاس بھی نہیں آتا۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو چمکتی ہوئی روشن سورتیں پڑھا کرو (سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران) اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی' گویا وہ دو (سایہ فگن بادل) ہیں یا دو سائبان ہیں یا دو پرے باندھے ہوئے پرندوں کی ٹکڑیاں ہیں' اپنے پڑھنے والوں کے بخشوانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرتی ہوں گی۔اس سورت کے نام ہیں سورۃ البقرۃ' سورہ فسطاط القرآن۔یہ قرآن میں سب سے بڑی اور پچھلی سورۃ ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی۔جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے اسمیں شیطان نہیں گھستا اور جو شخص اس سورۃ کا ورد رکھے گا قیامت کے دن اس کے سر پر تاج ہوگا ۱۲اق۔شیخ جمال الدین یونس سجاوندی فرماتے ہیں اگر کسی شخص کو سخت مصیبت درپیش ہو جس سے رہائی نظر نہ آتی ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک کاغذ پر لکھے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بسم اللہ الملک الحق المبین من العبد الذلیل الی المولی الجلیل مسنی الضروانت ارحم الراحمین**۔اور کاغذ کو چلتے پانی میں ڈال دے۔اگر ہفتہ کے اندر اس کی مراد پوری نہ ہو جاوے تو قیامت کے دن میرا دامن ہوگا اور اس کا ہاتھ ۱۲ حاشیہ ظ (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت ۲۲-۲۱ برائے حفاظت پھل

یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًاوَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًاوَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ **(پارہ ۱ رکوع ۳)**

خاصیت: باغ، درخت اور کھیت کو جمیع آفات وبلیات سے بچانے کیلئے غسل کر کے جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن اس موضع کے چاروں گوشوں پر دو دو رکعت نفل پڑھے۔اول رکعت میں الحمد اور والتین اور دوسری میں **الحمد** اور الم ترا اور لایلاف پڑھے اور اسی طرح دو رکعت اس کھیت یا باغ یا گاؤں کے بیچ میں پڑھے پھر ایک قلم چوب زیتون کا تراش کر زعفران سے آیت مذکورہ اسی موضع کے کسی درخت کے سبز پتے پر لکھے اور عود کی دھونی دے اس موضع کے سرے پر جدھر سے پانی آتا ہو گاڑ دے اور دوسرا پتہ لکھ کر اس موضع کے ختم پر دفن کر دے اور تیسرا لکھ کر کسی اونچے درخت پر باندھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بلا سے حفاظت رہے گی۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۵ برائے پھل لگنا:

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (پارہ ۱، رکوع ۳)

جو درخت پھلتے نہ ہوں یا کم پھلتے ہوں ان کو بار آور کرنے کیلئے جمعرات کا روزہ رکھے اور کدو سے افطار کرے اور مغرب کی نماز پڑھ کر یہ آیتیں

کاغذ پر لکھے اور کسی سے بات نہ کرے اور اس کو لے کر اس باغ کے وسط میں کسی درخت پر لٹکا دے، اگر اس میں کچھ پھل لگا ہو تو اس سے ورنہ اس کے آس پاس کے کسی درخت سے پھل لیکر کھائے اور اس پر تین گھونٹ پانی پئے اور چلا آئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ برکت ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰ تا ۳۲ برائے تسخیر:

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ. وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (پارہ ۱، رکوع ۴)

خاصیت: کشف علوم و تسخیر جن وانسان کیلئے مفید ہے۔ جس مہینے کی پہلی تاریخ کو پنجشنبہ ہو غسل کر کے اس دن روزہ رکھے۔ شام کو جو کی روٹی، شکر اور کسی قسم کے ساگ سے افطار کرے اور اپنے وقت پر سو رہے جب نصف شب ہو اٹھ کر وضو کر کے رو بہ قبلہ بیٹھ کر یہ آیتیں ۳۳ بار پڑھے۔ پھر کانچ کے برتن پر مشک وزعفران وگلاب سے ان آیتوں کو لکھ کر آب ژالہ سے دھو کر پئے اور سو رہے۔ سات روز تک اسی طرح کرے اور آخری دن میں یہ آیتیں ستر بار پڑھے مگر مکان تنہائی کا ہو۔ اور عود کی دھونی دے پھر فارغ ہو کر ان ہی کپڑوں میں سو رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مقصود حاصل ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۴۰۔ ۴۱ برائے راز معلوم کرنا

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَ لَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍۢ بِهٖ وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ (پارہ ۱، رکوع ۵)

خاصیت: نابالغ دختر کے بدن کے کپڑے پر شب دوشنبہ میں جب پانچ گھنٹے رات گزر جائے ان آیتوں کو لکھ کر سوئی ہوئی عورت کے سینہ پر رکھ دیں تو جو کچھ اس نے کیا ہوگا سب بتلا دے گی مگر یہ اسی جگہ جائز ہے جہاں شرعاً تجسس جائز ہو ورنہ حرام ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۶۰ برائے مرض پیاس

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ. (پارہ ۱، رکوع ۷)

خاصیت: جس کو سفر میں پانی میسر نہ ہو یا ایسے مرض میں مبتلا ہو جس میں پانی کثرت سے پئے اور پیاس نہ بجھے تو ان آیتوں کو مٹی کے کسی چکنے برتن میں جو تیل یا گھی سے چکنا ہو گیا ہو یا کانچ یا پتھر کے برتن پر لکھ کر باران ربیع کے پانی سے دھو کر ایک شیشی میں بھر کر تین روز رہنے دے۔ پھر اس میں سرخ بکری کا دودھ ملا کر آنچ پر اس کو گاڑھا کرے پیاس میں صبح کے وقت دو درہم اور مبتلائے مرض سوتے وقت اسی قدر پیا کرے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۶۸ تا ۷۰ برائے خریداری

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ط قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِکْرٌ ط عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ ط فَافْعَلُوْا

مَاتُؤْمَرُوْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَالَوْنُهَا ط قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّهَابَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ قَالُو ا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا ط وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (پارہ۱، رکوع۸)

جو شخص کوئی جانور یا لباس یا میوہ یا کوئی چیز خرید نا چاہیے اور اس کو منظور ہو کہ اچھی چیز ملے تو اس چیز کو دیکھنے بھالنے کے وقت ان آیتوں کو پڑھتا رہے ان شاءاللہ تعالیٰ مرضی کے موافق چیز ملے گی۔(اعمال قرآن)

خاصیت آیت ۷۴ برائے جانور کا دودھ کم ہونا یا کنویں کا پانی کم ہونا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (پارہ۱، رکوع۹)

اگر گائے یا بکری کا دودھ گھٹ جائے تو کورے تانبے کے برتن میں اس آیت کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر اس جانور کو پلایا جائے ان شاءاللہ دودھ بڑھ جائے گا اگر کنوئیں یا نہر یا چشمے کا پانی گھٹ جائے تو یہ آیت ٹھیکری پر لکھ کر اس میں ڈال دے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۳ برائے حفاظت ظلم

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ط خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ط قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِی قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ ط قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (پارہ۱ رکوع۱۱)

خاصیت: جو شخص اپنی ذہانت سے ظلم کے طریقے ایجاد کر کے لوگوں کو تکلیف دیتا ہو اور اس کو مسلوب الفہم کرنا ہو تو یہ آیت ہفتے کے روز کسی مٹھائی پر لکھ کر اس کو نہار منہ کھلائے، ان شاءاللہ تعالیٰ پھر کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئے گی۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹ برائے بواسیر

۱۔وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَاوَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. (پ۱ع۱۵)

خاصیت: بعض عارفین کا قول ہے کہ اس آیت کو بلوری برتن پر زعفران اور گلاب سے لکھ کر آب انگور سیاہ سے دھو کر اس میں قدرے کہربا اور قدرے کافور اور کچھ شکر ملا کر پینے سے خونی بواسیر کو نفع کرتا ہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۱۳۷ برائے حاکم کا ناراض ہونا

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَاهُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (پارہ۱ رکوع۱۶)

ترجمہ: تو (سمجھ لو کہ) تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے۔اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

خاصیت: جس سے حاکم ناراض و خفا ہو وہ اس آیت کو پڑھا کرے یا لکھ کر بازو پر باندھ لے ان شاءاللہ تعالیٰ حاکم مہربان ہو جائے گا۔(اعمال قرآنی)

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ

اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ ان (مسلمانوں) کو کس بات نے پھیر دیا اُن کے اس

قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ

قبلہ سے جس پر کہ یہ تھے ! (اے محمد) کہہ دے کہ خدا ہی کا ہے پورب اور پچھم !

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ

چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر ! ف۱ اور (اے امت محمدیہ) اسی طرح

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

ہم نے تم کو بنایا ہے امت معتدل تاکہ بنو تم گواہ لوگوں پر

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ

اور بنے رسول تم پر گواہ ! اور (اے محمد) نہیں بنایا تھا ہم نے وہ قبلہ

الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

جس پر کہ تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ ہم معلوم کرلیں ان لوگوں کو جو پیروی کریں رسول کی

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا

(الگ) ان لوگوں سے کہ پھر جاویں اُلٹے پاؤں ! بیشک یہ شاق گزرا ہے مگر (نہ)

عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ

ان پر جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے ! اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کردے

اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ

تمہارے ایمان ! بیشک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے ف۲ ہم

ف۱

نماز میں بیت اللہ کی سمت کا استقبال بلاد بعیدہ کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں کہ عین بیت اللہ کی محاذات پائی جائے بلکہ سمت بیت اللہ کی طرف رخ کرلینا کافی ہے۔ ہاں جو شخص مسجد حرام میں موجود ہے یا کسی قریبی پہاڑ پر بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کیلئے خاص بیت اللہ ہی کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ اگر بیت اللہ کی کوئی چیز بھی اس کے محاذات میں نہ آئی تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (معارف القرآن)

ف۲ آیت: ۱۴۳

جس اعتقاد کو اس جگہ صراط مستقیم کہا گیا ہے در حقیقت سلامتی اور امن اسی راستہ میں ہے آج کل اکثر نوخیز طبائع نے اس صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہے اور احکام کی علل تفتیش کرنے میں لگ گئے ہیں جن میں بعض کی غرض تو نعوذ باللہ احکام شرعیہ کی توہین یا تکذیب اور اس پر اعتراض کرنا ہوتا ہے اور بعض کو اس بہانہ سے عمل کرنے سے جان چرانا مقصود ہوتی ہے اور بعض کی گو غرض فاسد نہیں ہوتی لیکن فہم عالی اور دقیق نہ ہونے سے نتیجہ اس کا اکثر بددینی اور بداعتقادی ہے

تَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

دیکھ رہے ہیں تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھر پھر جانا پس البتہ ہم پھیر دیں گے

تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ

تجھ کو اس قبلہ کی طرف جس کو تو چاہتا ہے۔ ف۱ اب پھیر لے اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی جانب!

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور مسلمانو تم جہاں کہیں ہوا کرو تو کر لیا کرو اپنے منہ اسی کی طرف! اور بیشک وہ لوگ جن کو

الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

کتاب دی گئی ہے بخوبی جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ہے

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ

ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ ف۲ اور اگر تو لے بھی آئے اُن کے پاس جن کو کتاب ملی ہے تمام دلیلیں

مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

(تب بھی تو) وہ پیروی نہ کریں گے تیرے قبلہ کی! اور نہ تو ہی پیروی کرنے والا ہے ان کے قبلہ کی! اور نہ ان میں سے

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

ایک پیروی کرنے والا ہے دوسرے کے قبلہ کی اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر اس کے بعد

مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ

کہ آچکا تیرے پاس علم تو بیشک تو بھی ایسی حالت میں نافرمانوں سے ہوگا۔ ف۳ وہ لوگ

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ

جن کو ہم نے کتاب دی ہے (محمد ﷺ) کو پہچانتے ہیں جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو

ف۱ تبدیلی قبلہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار
چونکہ آپ کا اصلی قبلہ اور آپ کے کمالات کے مناسب خانہ کعبہ تھا اور سب قبلوں سے افضل اور حضرت ابراہیمؑ کا بھی قبلہ وہی تھا ادھر یہود طعن کرتے تھے کہ یہ نبی شریعت میں ہمارے مخالف اور ملت ابراہیمی کے موافق ہوکر ہمارا قبلہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے جس زمانہ میں آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو دل یہی چاہتا تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آجائے اور اس شوق میں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ہر طرف کو دیکھتے تھے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو۔ اس پر یہ آیت اتری اور استقبال کعبہ کا حکم آگیا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ آیت: ۱۴۴
حاصل حکمت کا یہ ہوا کہ ہم کو آپ کی خوشی منظور تھی اور آپ کی خوشی کعبہ کے قبلہ مقرر ہونے میں دیکھی اس لئے اسی کو قبلہ مقرر کر دیا رہا یہ کہ آپ کی خوشی اس میں کیوں تھی وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی علامات نبوت میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورانی قلب میں اسی کی خواہش پیدا کر دی۔

ف۳ بلیغ دھمکی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود حبیب ہونے کے یہ خطاب فرمایا تو اس سے اوروں کو نہایت بلیغ دھمکی ہوگئی۔ (نکتہ)
جیسے کوئی حاکم اپنی رعایا کے سنانے کیلئے کسی اپنے مطیع و فرمانبردار سے کہے کہ دیکھو اگر تم بھی ایسا کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۱۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾

اور کچھ لوگ اُن میں سے ایسے ہیں کہ چھپاتے ہیں حق بات حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ

حق وہی ہے جو تیرے پروردگار کی طرف سے ہے سو تو نہ ہو جائیو شک کرنے والوں میں ف۱۔ اور ہر

وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ ؕ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا

ایک کے لئے سمت ہے جدھر کو وہ منہ کرتا ہے! سو تم دوڑو نیکیوں کی طرف! تم جہاں کہیں ہو گے

يَاۡتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۴۸﴾

(وہیں سے) کر لاوے گا تم کو اللہ اکٹھا! بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ

اور (اے محمد) جہاں کہیں سے تو نکلے کرلے اپنا منہ مسجد

الۡحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

حرام کی جانب! اور یہی حق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے اور اللہ بے خبر

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ

نہیں ہے (ان کاموں سے) جو تم کرتے ہو! اور اے محمد جہاں کہیں بھی تو نکلے کرلے اپنا منہ

الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ

مسجد حرام کی طرف! اور (مسلمانو) تم بھی جہاں کہیں ہوا کرو کر لیا کرو اپنے منہ

شَطۡرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَيۡكُمۡ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيۡنَ

اسی کی طرف تاکہ نہ رہے لوگوں کا تم پر کوئی الزام سوائے ان لوگوں کے جو

خلاصہ رکوع ۱۷

تحویل کعبہ پر یہود کا اعتراض ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ پیش گوئی اعتراضات کے جوابات ذکر کیے گئے۔ پھر امت محمدیہ کی خصوصیت کے ساتھ تحویل کعبہ کی حکمت ذکر کی گئی۔ یہود کی وسوسہ اندازی اور اہل کتاب کو تنبیہ فرمائی گئی قبلہ کے بارہ میں یہود کی ضد اور عناد کو ذکر کیا گیا۔

۱۷ ع ۱

ف۱ آیت: ۱۴۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے کو جو اولاد کے پہچاننے سے تشبیہ دی ہے اس کا مطلب بیان ہو چکا کہ مراد صورت کا پہچاننا ہے تو اب وہ شبہ جاتا رہا کہ بیٹا کا اپنا بیٹا ہونا تو بعض دفعہ مشتبہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں بیوی کی خیانت کا احتمال ہو سکتا ہے تو یہ تشبیہ پوری نہ ہوئی جواب یہ ہے کہ تشبیہ میں بیٹے کا بیٹے ہونا ملحوظ نہیں بلکہ بیٹے کی صورت ملحوظ ہے سو چونکہ بیٹا گود میں پرورش پاتا ہے ہر وقت آدمی اس کو دیکھتا رہتا ہے اس کی صورت میں عادۃً شبہ نہیں ہوتا اس لئے بیٹوں کی معرفت سے تشبیہ نہیں دی کیونکہ عرفاً بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے باپ اس کو اپنے ساتھ زیادہ رکھتا ہے اور اسی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کہ جیسے اپنے آپ کو جانتے ہیں کیونکہ انسان پر ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ اس میں اپنی ذات کی معرفت حاصل نہیں ہوتی جیسے بالکل بے ہوشی کا زمانہ بخلاف اپنے بیٹے کے کہ وہاں یہ نوبت نہیں آتی

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِىْ

ظالم ہیں اُن میں سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ! تا کہ پورا کروں میں تم پر

عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا

اپنا فضل اور تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول

مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

تم ہی میں کا جو پڑھتا ہے تم پر ہماری آیتیں اور تم کو پاک صاف بناتا ہے اور تم کو سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُوْنِىْٓ

اور علم اور بتلاتا ہے تم کو وہ باتیں جو تم جانتے نہ تھے۔ تو تم یاد رکھو

اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو ول اے

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

ایمان والو مدد لو صبر اور نماز سے! بیشک اللہ صبر کرنے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو جو لوگ مارے جاویں اللہ کے راستہ میں

اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

(وہ) مُردے ہیں! نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں ۔ ول لیکن تم سمجھ نہیں سکتے اور البتہ

بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

ہم تم کو آزماویں گے تھوڑے سے ڈر اور بھوک

ول دو انمول نعمتیں

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو جبرئیل ومیکائیل کو بھی عطا نہیں ہوئیں۔ ایک نعمت اس امت کو یہ ملی کہ رب العالمین نے فرمایا "فاذکرونی الخ تم مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا" دوسرا رب العالمین نے ارشاد فرمایا ادعونی الخ "تم مجھ سے مانگتے رہو میں قبول کرتا رہوں گا"

اب یہ اعزاز وانعام کسی دوسرے نبی کی امت کو عطا نہیں ہوا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملا ہے۔

عنایت ۲۰ منزل ۱ ع ۳ / ۱۸ ع ۵ / ۲

خلاصہ رکوع ۱۸

مسلمانوں کو حقیقت پسندی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا دوبارہ بیت اللہ کے قبلہ ہونے کی تعلیم وتاکید فرمائی گئی اور تحویل کعبہ کی ایک اور حکمت کو ذکر کیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس کے مقاصد بیان کئے گئے۔ مسلمانوں کو ذکر وشکر کا حکم دیا گیا۔

ول ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اس کی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مر گیا جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مردوں کی طرح سمجھنا منع ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ بعض مرنے کی اگرچہ عالم برزخ میں ہر شخص کی روح کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اسی سے جزا وسزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں دوسروں سے گونہ امتیاز ہے وہ یہ کہ اس کی حیات دوسروں کی حیات سے زیادہ قوی ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کا اثر روح سے متجاوز ہو کر بدن پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا بدن باوجود

خاصیت: آیت ۱۵۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور (اے محمد) خوشخبری سنا

الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ

ان صبر کرنے والوں کو۔ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں

اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔ یہی ہیں جن پر رحمتیں ہیں ان کے

وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا

پرور دگار کی طرف سے۔ اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں بیشک کوہ صفا

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ

اور کوہ مروہ اللہ کی آداب گاہوں میں سے ہیں !ف ۱ پس جو حج کرے خانہ کعبہ کا

اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ

یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ طواف کرلے ان دونوں پہاڑیوں کا بھی !

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

اور جو اپنے شوق سے کرے کوئی نیکی تو بیشک اللہ قدر دان واقف کار ہے بیشک

الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی

جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے کھلے حکم اور ہدایت کی باتیں

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اس کے بعد کہ ہم ان کو بیان کر چکے لوگوں کے لئے کتاب میں ! یہی لوگ ہیں جن پر

یکہ مجموعہ گوشت و پوست کا ہے خاک سے متاثر نہیں ہوتا اور مثل زندوں کے صحیح و سالم رہتا ہے چنانچہ احادیث و مشاہدات اس پر گواہ ہیں اور اگر کسی نے شہید کی لاش کو خاک خوردہ پایا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ممکن ہے کہ اس کی نیت خالص نہ ہو جس پر شہادت کا مدار ہے کیونکہ صرف قتل ہونے کا نام شہادت نہیں ہے اور یہی حیات ہے جس میں انبیاء شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں کہ باوجود سلامتی جسم کے بعض احکام میں وہ مثل زندہ کے ہیں مثلاً بعد موت ظاہری کے ان کی ازواج کا نکاح کسی سے درست نہیں ہوتا ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء و صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں سو مجاہدہ نفس میں مرنے کو بھی معنیٰ شہادت میں داخل سمجھیں گے اور چونکہ عالم برزخ کا ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہوتا اس لئے لاتشعرون فرمایا گیا۔

ف ۱ صفا اور مروہ پر سنت عمل

سنت یہ ہے کہ جب صفا پر ٹھیرے تو تین مرتبہ تکبیر کہہ کر پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اور پھر دعا مانگے اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ایسا ہی مروہ پر بھی کرے اور جب صفا سے اترنے لگے تو دوڑے نہیں بلکہ اپنی چال چلے جب بطن وادی میں پہنچے تو دوڑے جب اس سے نکل کر مروہ پر چڑھے تو پھر دوڑنا موقوف کردے اور اپنی چال چلے۔ صحیحین میں جابرؓ سے ایسا ہی مروی ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝١٥٩ إِلَّا الَّذِيْنَ

لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں سب لعنت کرنیوالے مگر ہاں جن لوگوں نے

تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَأُولٰٓئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا

توبہ کرلی اور اصلاح کی اور صاف صاف بیان کر دیا تو یہ لوگ ہیں کہ جن کی میں توبہ قبول کروں گا اور میں تو

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝١٦٠ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ

توبہ کا بڑا قبول کرنے والا مہربان ہوں۔ ول۲ بیشک جنہوں نے کفر کیا

كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ

اور مرگئے کافر ہی ! یہی لوگ ہیں جن پر پھٹکار ہے اللہ کی اور فرشتوں کی

أَجْمَعِيْنَ ۝١٦١ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

اور سب آدمیوں کی ! ہمیشہ رہیں گے اسی میں ! نہ ہلکا ہوگا ان سے

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝١٦٢ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی اور تمہارا معبود خدائے واحد ہے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝١٦٣ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہ بڑا مہربان رحم والا ہے ول۳ بیشک آسمان و زمین کے

وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ

پیدا کرنے میں ! اور رات اور دن کی اُدل بدل میں ! اور جہازوں میں جو چلتے ہیں

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ

سمندر میں وہ چیزیں لے کر جو نفع دیتی ہیں لوگوں کو ! اور پانی میں جو

ول حق چھپانے والوں پر لعنت لعنت کرنیوالے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط، وبا اور طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ول۲ معبود فقط ایک ذات ہے یعنی معبود حقیقی تم سب کا ایک ہی ہے، اس میں تعدد کا احتمال بھی نہیں۔ سو اب جس نے اس کی نافرمانی کی بالکل مردود اور غارت ہوا۔ دوسرا معبود ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے نفع کی توقع باندھی جاتی۔ یہ آقائی اور بادشاہی یا استادی اور پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے۔ یہ تو معبودی اور خدائی ہے، نہ اس کے سوا کسی کو معبود بنا سکتے ہو اور نہ کسی سے اس کے علاوہ خیر کی توقع کر سکتے ہو۔ جب یہ آیت (وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ) نازل ہوئی تو کفار مکہ نے تعجب کیا کہ تمام عالم کا معبود اور سب کا کام بنانے والا ایک کیسے ہوسکتا ہے اور اس کی دلیل کیا ہے۔ اس پر آیت: (إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ) الخ نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ع ۱۹ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۱۹

ذکر و شکر حاصل کرنیکا نسخہ۔ شہید کا مقام خصوصیات صبر و امتحان کے مواقع اور صابرین کی نشانی ذکر کرکے صبر والوں کا انعام ذکر کیا گیا۔ حضرت حاجرہؑ کے صبر کی یادگار صفا مروہ کا ذکر فرمایا گیا پھر اہل کتاب کی حق پوشی اور اس کی سزا سنائی گئی۔ آخر میں توبہ کی دعوت اور اسکی شرائط ذکر کرکے کافروں کیلئے سزا سنائی گئی۔

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اُتارا ہے اللہ نے آسمان سے پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ

اس کے مر گئے پیچھے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور! اور ہواؤں کے

الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

پھیرنے میں! اور بادل میں جو گھرا ہوا ہے آسمان و زمین کے درمیان (ان سب میں)

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ

دلیلیں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو عقل رکھتے ہیں ف۱ اور بعض لوگ ہیں کہ بناتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ

اللہ کے سوائے شریک کہ محبت رکھتے ہیں اُن سے جیسے اللہ کی محبت ہے! اور جو لوگ

اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ

ایمان والے ہیں ان کو اس سے زیادہ اللہ کی محبت ہے! اور اگر کوئی دیکھے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں جب

يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

کہ وہ دیکھیں گے عذاب کو (تو بڑے خوف کا وقت دیکھے) اس لئے کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور بیشک اللہ

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

کا عذاب سخت ہے جب الگ ہو جائیں وہ گرو کہ جن کی پیروی کی

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

گئی تھی ان چیلوں سے کہ جنہوں نے پیروی کی تھی اور دیکھیں عذاب اور ٹوٹ جاویں

ف۱ کائنات میں عظیم دلائل ہیں یعنی آسمان کے اس قدر وسیع اور اونچا اور بے ستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اس کے پانی پر پھیلانے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے اور انکے گھٹانے اور بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے اور آسمان سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز و تروتازہ کرنے میں اور جملہ حیوانات میں اس سے توالد و تناسل نشوونما ہونے میں اور جہات مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں معلق کرنے میں دلائل عظیمہ اور کثیرہ ہیں۔ حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکی قدرت اور حکمت اور رحمت پر ان کے لئے جو صاحبِ عقل اور فکر ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

پانی کے ذخائر

قدرت نے پانی کو اہلِ زمین انسان اور جانوروں کے لئے کہیں کھلے طور پر تالابوں اور حوضوں میں جمع کر دیا، کہیں پہاڑوں کی زمین میں پھیلی ہوئی رگوں کے ذریعہ زمین کے اندر اتار دیا اور پھر ایک غیر محسوس پائپ لائن ساری زمین میں بچھا دی۔ ہر شخص جہاں چاہے کھود کر پانی نکال لیتا ہے اور اسی پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بحر منجمد بنا کر برف کی صورت میں پہاڑوں کے اوپر لاد دیا، جو سڑنے اور خراب ہونے سے بھی محفوظ ہے، اور آہستہ آہستہ پگھل کر زمین کے اندر قدرتی پائپ لائن کے ذریعہ پورے عالم میں پہنچتا ہے۔ ﴿معارف مفتی اعظم﴾

خاصیت: آیت ۱۶۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

ان کے سب تعلقات۔ اور کہیں چیلے جنہوں نے اتباع کیا تھا کہ اے کاش ہم کو ایک بار

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ

لوٹ جانا ملے تو الگ ہو جاویں ہم بھی ان سے جیسے کہ یہ الگ ہو گئے ہم سے! اسی طرح ان کو

اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ

دکھلاوے گا اللہ ان کے عمل ان کے افسوس دلانے کو۔ اور وہ کبھی نہ نکلیں گے

مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ

دوزخ سے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں

حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

حلال ستھرا اور نہ چلو شیطان کے قدموں پر! بیشک وہ تو تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَ

کھلا دشمن ہے۔ ف۱ بس وہ تو تم کو حکم کرے گا برائی اور بے حیائی کا۔ اور

اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ

اس بات کا کہ بہتان باندھو اللہ پر جو تم نہیں جانتے۔ ف۲ اور جب کہا جاتا ہے

لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا

ان سے کہ چلو اس پر جو اللہ نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم چلیں گے اس پر جس پر ہم نے

عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا

پایا ہے اپنے باپ دادا کو! بھلا ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہ راست پر چلتے ہوں

ف۱ غیر اللہ کے نام پر دینے کی ممانعت

مسئلہ: سانڈ وغیرہ جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں یا کوئی اور جانور مرغا، بکرا وغیرہ کسی بزرگ یا اور کسی غیر اللہ کے نامزد کر دیا جاتا ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کیلئے جانوروں کو چھوڑ دینا اور اس عمل کو موجب برکت و تقرب سمجھنا اور ان جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا معاہدہ کر لینا اس کو دائمی سمجھنا یہ سب افعال ناجائز اور ان کا کرنا گناہ ہے۔

خلاصہ رکوع ۲۰

ع ۲۰ / ۴

توحید خداوندی کے آٹھ دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر مشرکین کی غیر اللہ سے اور اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر غیر اللہ سے محبت و عقیدت کا انجام اور قیامت کی ہولناکی کی منظر کشی فرمائی گئی اور مشرکین کی آخرت میں ناکام حسرت کا ذکر کیا گیا۔

ف۲ شیطان کا نظام کارروائی:

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس علیہ اللعنۃ اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر کے لوگوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے۔ اس کے یہاں ادنیٰ ادنیٰ مرتبہ کے شیطان بھی عالم میں بڑے بڑے فتنے پھیلا دیتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ بہکا کر آتے ہیں تو ہر ایک اپنی اپنی کارگزاری بیان کرتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے آج فلاں برا کام کرادیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے وہ کہتا ہے میں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ایک شخص اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دی۔ ابلیس سن کر خوب خوش ہوتا ہے اور اس کو مقرب بناتا ہے اور کہتا ہے تو نے خوب کام کیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ

(تب بھی اس طریقہ پر چلیں گے) اور مثال ان لوگوں کی کہ کافر ہیں اس شخص کی سی ہے

يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو چلا چلا کر پکار رہا ہے ایک چیز کو جو کچھ نہیں سنتی سوائے پکارنے اور چلانے کے بہرے

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا

گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے ایمان والو کھاؤ پاک اور ستھری

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کی

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

عبادت کرتے ہو بس اس نے تو حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور جس پر نام پکارا جائے اللہ کے غیر کا ف۱ پھر جو کوئی ناچار ہو جائے کہ نہ عدول حکمی

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

کرنیوالا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا! تو اس پر کچھ گناہ نہیں! بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

جو لوگ چھپاتے ہیں وہ آیتیں کہ اتاریں اللہ نے کتاب میں

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

اور لیتے ہیں اس کے بدلے تھوڑا سا مول! یہ لوگ نہیں کھاتے

ف۱ مسئلہ: جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہونگے اور ہماری کارروائی کر دیں گے جیسا کہ اس نیت سے بکرا مرغا وغیرہ نامزد کرنے کی عام جاہلوں میں رسم ہے وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس نیت سے توبہ کر لے پھر وہ حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے۔ اسی طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے اور جس طرح تمام نجاسات کی خرید و فروخت بھی اور اس سے نفع اٹھانا حرام ہے۔ اس طرح خون کی خرید و فروخت بھی حرام ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی آمدنی بھی حرام ہے۔ کیونکہ الفاظ قرآنی میں مطلقاً دم کو حرام فرمایا ہے جس میں اس کے استعمال کی تمام صورتیں شامل ہیں۔ اس سے عام حالات میں انتقال خون ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ البتہ دوعلاج کے طور پر اضطراری حالت میں کسی انسان کا خون دوسرے میں منتقل کرنا اس نص قرآنی کی رو سے جائز ہے جس میں مضطر کیلئے مردار کھا کر جان بچانے کی اجازت صراحۃً مذکور ہے اور اضطراری حالت کا مطلب یہ ہے کہ مریض کی جان کا خطرہ ہو اور کوئی دوسری دوا اس کی جان بچانے کیلئے موثر نہ ہو یا موجود نہ ہو اور خون دینے سے اس کی جان بچنے کا ظن غالب ہو اور جب یہ حالت نہ ہو تو اس وقت محض ایک دوا کے طور پر خون دینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ انگریزی دواؤں کے احکام

مسئلہ: وہ تمام انگریزی دوائیں جو یورپ وغیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا ہونا معلوم و

بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

مگر پیٹ بھر کر آگ! اور بات بھی نہ کرے گا ان سے اللہ قیامت کے دن اور نہ

يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

ان کو پاک کرے گا! اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہی ہیں جنہوں نے خرید لیا

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور قہر کو مہر کے بدلے! سو کس قدر سہار ہے

عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ

ان کو آگ کی۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہی نے اتاری کتاب سچی!

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ

اور جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں بیشک وہ پرلے درجہ کی

بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ

مخالفت میں ہیں۔ نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے منہ کر لیا کرو

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مشرق یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی ان کی ہے جو ایمان لائے اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ

اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

اور دیا مال باوجود اس کی محبت کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں

یقینی ہو اس کا استعمال اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس دوا کے استعمال سے شفا ہو جانا عادۃً یقینی ہو اور کوئی حلال دوا اس کا بدل نہ ہو سکے اور جن دواؤں میں حرام ونجس اجزا کا وجود مشکوک ہے ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے۔ خصوصاً جبکہ اور کوئی شدید ضرورت بھی نہ ہو۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲۱

حلال وطیب رزق کے استعمال کا حکم دیا گیا۔ شیطان کا کام کہ وہ کس طرح برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ ذکر کیا گیا مشرکین کے باطل عقائد (کہ وہ اپنے آباء کی بے بنیاد تقلید کرتے تھے) کی تردید فرمائی گئی۔ منکرین حق کی حالت کو ایک مثال سے سمجھایا گیا۔ دوبارہ رزق حلال پر زور دیا گیا اور حرام اشیاء کی نشاندہی فرمائی گئی۔ حالت مجبوری کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ آخر میں یہودی علماء کی حرام خوری اور اس پر سزائیں ذکر فرمائی گئی۔ یہود کی بے جا جرأت پر فردِ جرم عائد کیا گیا۔

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں اور درست کرتے رہے نماز

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ

اور دیتے رہے زکوٰۃ اور پورا کرتے رہے اپنا قرار جب کوئی قول کیا! اور صبر کرتے رہے

فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تنگی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت! یہی لوگ

صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں! ف۱ اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

تم پر لازم کیا جاتا ہے برابری کرنا مارے جانے والوں میں! آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے

بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ

غلام اور عورت کے بدلے عورت! پھر جس کو معاف ہو جاوے اس کے بھائی کی جانب سے

اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ

کچھ تو چلنا چاہئے دستور کے مطابق اور اس کو دے دینا چاہئے خوش معاملگی سے!

بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

یہ آسانی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور مہربانی!

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ

پھر جو زیادتی کرے اس کے بعد اس کے لئے دردناک عذاب ہے ف۲ اور تمہارے لئے

ف۱ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر مالی فرائض مسئلہ: مالی فرض صرف زکوٰۃ سے پورا نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ مال خرچ کرنا فرض وواجب ہوتا ہے (جصاص قرطبی) جیسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا کہ جب وہ کمانے سے معذور ہوں تو نفقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ کوئی مسکین غریب مر رہا ہے اور آپ اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہیں۔ مگر اس وقت مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا واجب ہے اسی طرح ضرورت کی جگہ مسجد بنانا یا دینی تعلیم کیلئے مدارس و مکاتب بنانا یہ سب فرائض مالی میں داخل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ کا ایک خاص قانون ہے اس کے مطابق ہر حال میں زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اور یہ دوسرے مصارف ضرورت وحاجت پر موقوف ہیں جہاں جہاں ضرورت ہو خرچ کرنا فرض ہو جائے گا جہاں نہ ہو فرض نہیں ہوگا۔ (معارف القرآن)

ف۲ فائدہ: اس مقام کے متعلق چند ضروری مسائل ہیں مسئلہ: قتل عمد یہ ہے کہ ارادہ کر کے کسی کو آہنی ہتھیار یا کسی دھارتی دار چیز سے قتل کیا جائے قصاص اسی قتل کے جرم میں خاص ہے مسئلہ ایسے قتل میں جیسے آزاد آدمی کے عوض میں عورت ماری جاتی ہے اسی طرح مرد بھی عورت کے مقابلہ میں قتل کیا جاتا ہے مسئلہ اگر قتل عمد میں قاتل کو پوری معافی دے دی جائے مثلاً مقتول کے وارث اس کے دو بیٹے تھے دونوں نے اپنا حق معاف کر دیا تو قاتل پر کوئی مطالبہ نہیں رہا اور اگر پوری معافی نہ ہو مثلاً صورت مذکورہ میں ایک بیٹے نے معاف کیا ایک نے نہیں کیا تو سزائے قتل سے تو قاتل بری ہو گیا لیکن معاف نہ کرنے والے کو آدھی

فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو! تاکہ تم باز آ جاؤ!

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

تم پر لازم کیا جاتا ہے جب سامنے آموجود ہو تم میں سے کسی کے موت

اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

اگر چھوڑے کچھ مال! یہ کہ وصیت کر مرے ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ

دستور کے مطابق! یہ ضروری ہے پرہیز گاروں پر ف۱ پھر جو کوئی وصیت کو بدل سکے

بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ

اس کے بعد کہ سن چکا ہے تو بس اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہے جو اس کو بدلیں۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ

بیشک اللہ سننے والا واقف کار ہے پھر جس نے اندیشہ کیا وصیت کرنے والے کی جانب سے

جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ

طرف داری کا یا گناہ کا پس صلح کرا دی آپس میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

فرض کر دیئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض تھے ان لوگوں پر

دیت دلائی جاوے گی دیت یعنی خون بہا شرع میں یہ ہے سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درم ایک دینار دس درم کا ہوتا ہے اور درم کی مقدار سکہ مروجہ حال سے سوا چار آنہ اور ساڑھے چار آنہ کے درمیان ہے اور اونٹوں کی عمریں وغیرہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔

ف۱ حضرت عائشہؓ کا ایک آدمی کو مشورہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کس قدر مال ہے اس نے کہا کہ تین ہزار درہم ہیں پھر میں نے پوچھا کہ تیرا کنبہ کتنا ہے اس نے کہا کہ چار آدمی ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اِنْ تَرَكَ خَيْرًا) فرمایا ہے اور یہ مال تھوڑا ہے اس کو تو اپنے عیال کے لئے چھوڑ دے۔

خلاصہ رکوع ۲۲

نیکی کا جامع تصور پیش کرکے یہود کی خام خیالی کو واضح کیا گیا۔ ایمان کی تفصیل ذکر فرمائی گئی اور حقوق العباد حقوق اللہ اور اعلیٰ اخلاقی صفات ذکر فرمائی گئی۔ قصاص اور دیت اور وصیت کے احکام بیان فرمائے گئے۔ آخر میں وصیت میں تبدیلی کے بارہ میں وضاحت فرمائی گئی۔ ع ۲۲/۶

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ

جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ چند روز ہیں گنتی کے! پھر

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ضروری ہے گنتی دوسرے دنوں سے۔

اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے فدیہ ہے (یعنی) ایک محتاج کو کھانا کھلانا! ف۱

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ

پھر جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ

اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو ف۲ رمضان کا مہینہ ایسا ہے

اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ

واتمیاز (حق و باطل) کے صاف صاف حکم ہیں پھر جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

روزے رکھے! اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے گنتی دوسرے دنوں سے!

اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی کرنی اور نہیں چاہتا سختی کرنی!

ف۱ روزہ کا ابتدائی حکم

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی تو طاقت رکھتے ہیں مگر ابتدا میں چونکہ روزہ کی بالکل عادت نہ تھی اسلئے ایک ماہ کامل پے در پے روزے رکھنا ان کو نہایت شاق تھا تو ان کیلئے یہ سہولت فرمادی گئی تھی کہ اگرچہ تم کو کوئی عذر مثل مرض یا سفر کے پیش نہ ہو مگر صرف عادت نہ ہونے کے سبب روزہ تم کو دشوار ہو تو اب تم کو اختیار ہے چاہو روزہ رکھو چاہو روزہ کا بدلا دو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ کیونکہ جب اس نے ایک دن کا کھانا دوسرے کو دیدیا تو گویا اپنے نفس کو ایک روز کے کھانے سے روک لیا اور فی الجملہ روزہ کی مشابہت ہو گئی پھر جب وہ لوگ روزہ کے عادی ہو گئے تو یہ اجازت باقی نہ رہی جس کا بیان اس سے اگلی آیت میں آتا ہے۔

ف۲ پہلی امتوں میں سے نصاریٰ پر روزہ فرض ہونے کا بیان ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ نصاریٰ پر فقط ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا تھا ان کا کوئی بادشاہ بیمار ہوا تو اس کی قوم نے نذر مانی کہ اگر بادشاہ کو شفا ہو جائے تو ہم دس روزے اور اضافہ کر دینگے پھر اور کوئی بادشاہ بیمار ہوا اس کی صحت پر سات دن کا اور اضافہ ہوا پھر بادشاہ بیمار ہوا اس نے تجویز کیا کہ پچاس میں تین ہی کی کسر رہ گئی ہے لاؤ تین اور بڑھالیں اور سب روزے ایام ربیع میں رکھلیا کریں گے اور لعلکم تتقون میں روزہ کی حکمت کا ایک بیان ہے مگر حکمت کا اسی میں انحصار نہیں ہو گیا خدا جانے اور کیا کیا حکمتیں ہوں گی پس کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ جب روزہ کا مقصد معلوم ہو گیا تو یہ مقصود اگر دوسرے طریقے سے حاصل ہو جائے تو روزے کی یا رمضان کی قید کی کیا ضرورت؟ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ روزہ میں کچھ خاص حکمتیں اور ثمرات ایسے ہوں کہ وہ

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو سیدھی راہ دکھائی

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ

اور تاکہ تم احسان مانو! اور (اے محمد) جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میری بابت (تو کہہ دے کہ) میں

قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

پاس ہی ہوں قبول کرتا ہوں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب مجھ سے دعا کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ بھی میرا حکم

لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ

مانیں اور مجھ پر ایمان لاویں تاکہ وہ سیدھا راستہ پائیں جائز کر دیا گیا تمہارے لئے

الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

روزوں کی راتوں میں پاس جانا اپنی بیبیوں کے! وہ تمہارا لباس ہیں

وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

اور تم ان کا لباس اللہ نے معلوم کیا کہ تم چوری سے

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ

اپنے نقصان کرتے تھے تو اُس نے معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے

فَالْــٰٔنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا

تو اب تم ہم بستر ہولیا کرو ان عورتوں سے اور چاہو جو اللہ نے لکھ دیا تمہارے لئے ف۱ اور کھاتے

وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ

پیتے رہو یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے تمہیں صبح کی

بدوں ان خاص قیود شرعیہ کے حاصل نہ ہو سکیں اور سب سے بڑھ کر رضائے الٰہی ہے وہ تو حکم کی بجاآوری ہی سے حاصل ہو سکے گی اس کے بدوں نہیں ہو سکتی اور یہاں چند مسائل ہیں جو بیان القرآن یا کتب فقہ میں دیکھنے چاہئیں۔

ف۱ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عزل (وقت انزال ذکر کو فرج سے باہر کرنا تاکہ منی فرج کے اندر نہ نکلے) مکروہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماع بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہی میں مباح ہے۔ امام احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے، انہوں نے معاذ ابن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ ابتداءِ اسلام میں لوگ اول شب میں سونے تک کھاتے پیتے تھے، عورتوں سے جماع کرتے تھے اور سونے کے بعد پھر صبح تک سب چیزوں سے باز رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا قصہ ہوا کہ ایک شخص انصاری صرمہ نام نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر بغیر کچھ کھائے پیئے سوئے رہے۔ صبح کو یہ حالت ہوئی کہ بھوک پیاس کی بہت شدت تھی اور ایک مرتبہ عمرؓ کی بھی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد سونے کے بی بی سے صحبت کر بیٹھے۔ یہ قصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آیت اُحِلَّ لَکُمْ الخ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى

سفید دھاری کالی دھاری سے پھر پورا کرو روزہ رات تک

اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ

اور نہ ہم بستر ہونا ان سے درآنحالیکہ تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ

یہ اللہ کی حدیں ہیں تو ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح صاف صاف بیان کرتا ہے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

اللہ اپنی نشانیاں لوگوں کے لئے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں ف۱۔ اور نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں

بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا

ناحق ! اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک تاکہ کھا جاؤ

مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾ ع

تھوڑا سا لوگوں کے مال سے ظلماً اور تم جانتے بوجھتے ہو۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ

تجھ سے پوچھتے ہیں نئے چاند کا نکلنا! کہہ دے کہ وہ وقت ٹھہرے ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے واسطے ف۲

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم آؤ گھروں میں ان کے پچھواڑے کی

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ

طرف سے بلکہ نیکی اس کی ہے جو پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں ان کے دروازوں کی طرف

ف۱ شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ رات کو ایک دفعہ نیند آجانے سے آنکھ کھلنے کے بعد کھانا پینا بی بی کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا بعض صحابہ سے غلبہ میں اس حکم کی خلاف ورزی ہو گئی انہوں نے نادم ہو کر حضورؐ سے اس کی اطلاع کی ان کی ندامت و توبہ پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔

ف۲ مسئلہ: چونکہ مدار احکام شرعیہ کا اکثر حساب قمری پر ہے اس لئے اس کا محفوظ و منضبط رکھنا یقیناً فرض علی الکفایہ ہے اور سہل طریقہ انضباط کا یہ ہے کہ روزمرہ اسی کا استعمال رکھا جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ فرض کفایہ عبادت ہے اور عبادت کی حفاظت کا طریقہ بھی یقیناً ایک درجہ میں عبادت ہے پس حساب قمری کا استعمال اس درجہ میں شرعاً مطلوب ضرور ہے پس ہرچند کہ روزمرہ کی خط و کتابت وغیرہ میں کسی حساب کا استعمال شرعاً ناجائز نہیں مگر مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کہ مطلوب شرعی کو چھوڑ کر ایک ایسی چیز کو اختیار کرے جو کسی درجہ میں اس کے مزاحم ہو خصوصاً اس طور پر کہ مطلوب شرعی سے

ع ۲۳ / ۷ خلاصہ رکوع ۲۳

روزہ کی فرضیت۔ مریض و مسافر کیلئے رعایت ذکر فرمائی گئی۔ ماہ رمضان کی فضیلت۔ دین میں آسانی، قرب خداوندی اور اجابت دعا کو ذکر فرمایا گیا۔ روزہ کے بارہ میں مباشرت کھانے پینے کے احکام ذکر کیے گئے۔ حرام کھانے اور جھوٹے مقدمات بنانے سے ممانعت فرمائی گئی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ اور لڑو اللہ کی

اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

راہ میں ان سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو ! بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو ف۱۔ اور مار ڈالو ان کو جہاں کہیں پاؤ

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ

اور نکال دو ان کو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے ! اور فساد

مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى

قتل سے بڑھ کر ہے۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام کے پاس جب تک کہ

يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

نہ لڑیں وہ تم سے تو قتل کرو انہیں ! یہی سزا ہے کافروں کی۔

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر اگر وہ باز آجاویں تو بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

مہربان ہے ف۲۔ اور لڑو اُن سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور رہ جاوے

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

طریقہ ایک اللہ کا ! پھر اگر وہ باز آجاویں تو کسی پر زیادتی نہیں ظالموں کے

کوئی خاص تعلق اور دلچسپی بھی نہ رہے اور غیر مطلوب کو رائج قرار دینے لگے نیز بوجہ صحابہ وسلف صالحین کی وضع کے خلاف ہونے کے شمسی حساب کا اس قدر استعمال ناجائز نہیں تو خلاف اولیٰ ضرور ہے۔

ف۱ یہ آیات اس وقت نازل ہوئی تھیں جب مکہ کے مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا، اور یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ اگلے سال آکر عمرہ کریں گے۔ جب اگلے سال عمرے کا ارادہ کیا گیا تو کچھ صحابہ کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں مشرکین مکہ عہد شکنی کر کے ہم سے لڑائی شروع نہ کردیں۔ اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آئے گی کہ حدود حرم میں اور خاص طور پر ذیقعد کے مہینے میں لڑائی کیسے کریں جبکہ اس مہینے میں جنگ ناجائز ہے۔ ان آیات نے وضاحت فرمائی کہ اپنی طرف سے تو جنگ نہ کی جائے البتہ اگر کفار معاہدہ توڑ کر خود جنگ شروع کردیں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کیلئے جنگ جائز ہے اور اگر وہ حدود حرم اور محترم مہینے کی حرمت کا لحاظ کئے بغیر حملہ آور ہو جائیں تو مسلمانوں کے لئے بھی ان کی زیادتی کا بدلہ دینا درست ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی اگر قتال شروع ہونے کے بعد بھی وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کا اسلام بے قدر نہ سمجھا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ کفر کو معاف فرما کر علاوہ مغفرت کے قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں گے اور اگر وہ لوگ اسلام نہ لاویں تو اگرچہ دوسرے کفار سے جزیہ دینے کے اقرار پر قتال سے دست کش ہونے کا حکم ہے مگر یہ کفار چونکہ اہل عرب ہیں ان کے لئے قانون جزیہ نہیں بلکہ اسلام ہے یا قتل۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

سوائے ۔ حرمت کا مہینہ بدلے میں ہے حرمت کے مہینے کے

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا

اور حرمت کی چیزوں میں ادلے کا بدلہ ہے ! تو جو زیادتی کرے تم پر تو تم زیادتی کرو

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا

اس پر اسی قدر کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہے ! اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

کہ اللہ ڈرنے والوں ہی کے ساتھ ہے ف۱ اور خرچ کرو اللہ کی

اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ

راہ میں اور نہ ڈالو (اپنے آپ کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں اور نیکی کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

بیشک اللہ محبت کرتا ہے نیک لوگوں سے ۔ اور پورا کرو حج اور عمرہ

لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا

اللہ واسطے ! پھر اگر تم روک لئے جاؤ تو جو کچھ ہو قربانی (بھیجو) اور نہ

تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ

منڈواؤ اپنے سر جب تک نہ پہنچ جاوے قربانی اپنے ٹھکانے ! پھر جو

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ

تم میں بیمار ہو اور اس کو تکلیف ہو سر کی طرف سے ۔تو اس پر بدلہ

ف۱ مسئلہ جن کفار سے معاہدہ ہو ان سے ابتداء قتال شروع کرنا ناجائز ہے البتہ اگر معاہدہ رکھنا مصلحت نہ ہو تو صاف اطلاع کر دی جائے کہ ہم وہ معاہدہ باقی نہیں رکھتے یا وہ خود معاہدہ توڑ دیں ان دونوں صورتوں میں ابتداً قتال کرنا درست ہے چنانچہ جن لوگوں کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں جب انہوں نے نقض عہد کیا تو ان سے یہاں تک قتل و قتال ہوا کہ مکہ فتح ہو کر دارالاسلام بن گیا اور اگر معاہدہ نہ ہو تو ابتداء قتال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ شرائط جواز موجود ہوں۔
مسئلہ جزیرہ عرب کے اندر جس میں حرم بھی آ گیا کفار کو وطن بنانے کی اجازت نہیں اور اگر بزور رہنا چاہیں تو حرم سے باہر تو قتال سے بھی دفع کر دینا جائز ہے اور حرم کے اندر پہلے قتال نہ کریں گے بلکہ ان کو دوسری طرح تنگ کیا جائے جس سے کہ خود چھوڑ دیں اور اگر کسی طرح نہ چھوڑیں اور دفع کرنے سے آمادہ قتال ہوں اس وقت قتال جائز ہے اور یہی حکم ہے قتل کر کے حرم میں گھس جانے والے کا اور اس آیت میں جو نقض عہد نہ کرنے کی صورت میں ان سے تعرض نہ کرنے کا حکم مفہوم ہوتا ہے تو اس وقت تک جزیرہ عرب میں کفار کے بسنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی پھر آخر میں یہ حکم مقرر ہو گیا مسئلہ جمہور آئمہ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم میں قتل و قتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہیں لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم میں ابتداً بالقتال نہ کی جائے مسئلہ کفار عرب اگر اسلام نہ لاویں تو ان کو صرف قتل کا قانون ہے اگر جزیہ دینا چاہیں تو نہ لیا جائے گا۔

ع

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۗ قف

لازم ہے روزے یا خیرات یا قربانی! پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جاوے تو

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ

جو شخص نفع اٹھانا چاہے عمرے کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے

الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي

قربانی کرے! اور جس کو نہ میسر ہو تو (رکھے) تین روزے زمانہ

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

حج میں اور سات جب تم لوٹو! یہ پورے دس ہوئے!

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد الحرام کے پاس ہوں!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع

اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ وا

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

اور حج کے چند مہینے معلوم ہیں پس جس نے لازم کر لیا ان میں حج

رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

تو نہ عورت کے پاس جانا ہے اور نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ جھگڑا ایام حج میں

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ

اور جو کچھ تم کرو گے نیکی اس کو اللہ جان لے گا! اور زادِ راہ لیا کرو بے شک بہتر زادِ راہ

وا مسئلہ: جس شخص کے پاس مکہ پہنچنے کا سامان اور استطاعت ہو اس پر تو حج ابتداً ہی فرض ہے اور جس کو استطاعت نہ ہو اور وہ شروع کر دے یعنی احرام باندھ لے اس پر حج کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عمرہ فرض و واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے البتہ شروع کرنے سے اس کا بھی پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور حج و عمرہ و احرام کا طریقہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔
مسئلہ: عورت کو سر منڈانا حرام ہے وہ صرف ایک ایک انگل بال کاٹ ڈالے۔
مسئلہ: اگر حج و عمرہ کسی عذر سے پورا نہ کر سکے مثلاً راہ میں بدامنی ہو گئی یا بیماری نے مجبور کر دیا ایسے شخص کو چاہیے کہ کسی معتبر آدمی سے کہدے کہ فلاں تاریخ حد حرم میں پہنچ کر میری طرف سے ایک جانور جو بکری سے کم نہیں ہو سکتا ذبح کر دے اور قران و تمتع میں (جن کا ذکر ابھی آتا ہے) دو بکریاں ذبح کرنے کے لئے رکھنا چاہیے جب وہ تاریخ آ جائے گو وہ ایام قربانی سے پہلے ہی ہو اور گمان غالب ہو جائے کہ اب جانور ذبح ہو گیا ہو گا تو سر منڈا دے اس سے احرام کھل جائے گا پھر اس حج یا عمرہ کی آئندہ قضا لازم ہو گی اور ذبح کے لئے حد حرم معین ہے اور روزہ و صدقہ جہاں چاہے ادا کر دے اور ایک مسکین کو ایک ہی حصہ دینا چاہیے اگر دو حصے ایک آدمی کو دے دے تو ایک ہی شمار ہو گا۔

خلاصہ رکوع ۲۴

ع ۸ / ۲۴

چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں۔ دور جاہلیت کی ایک رسم کی اصلاح۔ مسلمانوں کی ایک وقتی الجھن کو حل فرمایا گیا۔ کفار سے بدلہ لینے کی قانونی حدود۔ حرم میں قتال کی حرمت بیان فرمائی گئی۔ مال خرچ کرنے کا حکم اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ سفر حج و عمرہ اور اس کے ضروری مسائل ذکر فرمائے گئے۔

التَّقْوٰى ۡ وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ

پرہیزگاری ہے! اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل مندو! تم پر

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ

کچھ گناہ نہیں کہ چاہو فضل اپنے پروردگار کا۔ پھر جب تم لوٹو

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪

میدان عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر الحرام کے پاس

وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

اور یاد کرو اُسے جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے اور بیشک تم تھے

الضَّآلِّیْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

اس سے پہلے گمراہوں میں! پھر تم بھی چلو جہاں سے چلیں دوسرے لوگ

وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا

اور گناہ بخشواؤ اللہ سے! بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جب

قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ

تم پورے کر چکو اپنے حج کے ارکان تو یاد کرو اللہ کو جس طرح یاد کرتے تھے اپنے باپ

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا

دادوں کو بلکہ اس سے بھی یاد بڑھ کر ہو پھر بعض آدمی تو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

فِی الدُّنْیَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ

دے دے ہم کو دنیا ہی میں! اور نہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ اور کوئی ان میں کہتا ہے

ف۱ مسئلہ: افعال حج احرام سے شروع ہوتے ہیں اور شوال کے مہینہ سے احرام باندھ لینا بلا کراہت جائز ہے اس سے پہلے مکروہ ہے اس لئے شوال سے حج کے مہینے شروع سمجھے گئے اور فرائض جس میں سب سے آخیر طواف زیارت ہے وہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ اس لئے اس تاریخ کو ختم حج قرار دیا گیا ہے اگرچہ بعض واجبات بعد میں بھی ادا ہوتے ہیں
مسئلہ: فحش بات دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے ہی سے حرام ہے وہ حج کی حالت میں اور بھی زیادہ حرام ہوگی دوسرے وہ جو پہلے سے حلال تھی جیسے اپنی بیوی سے بے حیائی اور بے حجابی کی باتیں کرنا حج میں یہ بھی درست نہیں اسی طرح بے حکمی دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی حرام ہے جیسے تمام گناہ یہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہے دوسرے وہ امور جو خاص حج کی وجہ سے حرام ہو گئے جیسے خوشبو لگانا بال کٹانا وغیرہ یہ حج میں ناجائز ہوتے ہیں اسی طرح رفیقوں سے لڑنا جھگڑنا یوں بھی برا ہے مگر حالت حج میں اور زیادہ برا ہے۔
مسئلہ: بے خرچ کئے ہوئے حج کو جانا ایسے شخص کو درست نہیں جس کے نفس میں قوت توکل نہ ہو اور اس کو غالب گمان ہو کہ میں شکایت و بے صبری میں مبتلا ہو جاؤں گا اور سوال کر کے لوگوں کو پریشان کروں گا۔

مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

کہ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

بھلائی اور ہم کو بچا لے دوزخ کے عذاب سے ف۱ یہی ہیں جن کے لئے

مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ

حصہ ہے ان کے کئے کا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور یاد کرتے رہو اللہ کو گنتی کے

اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ

چند دنوں میں۔ پھر جو جلدی چلا گیا دو ہی دن میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور جو ٹھہرا رہا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ف۲ (یہ) ان کے لئے ہے جو پرہیزگاری کریں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جانے رہو کہ تم اُسی کے پاس جمع ہوؤ گے اور (اے محمد) بعض آدمی ایسا ہے

يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي

کہ تجھ کو پسند آتی ہے اس کی بات دنیا کی زندگی میں اور وہ گواہ پکڑتا ہے اللہ کو اس بات پر

مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب لوٹ کر جائے تو

فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ

دوڑتا پھرے ملک میں تاکہ فساد پھیلائے اس میں اور تباہ کرے کھیتی کو اور نسل کو! ف۳

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ آیت یعنی ربنا اتنا فی الدنیا الخ (بطور دُعاء) تلاوت فرمایا کرتے تھے اور عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ رکن بنی جمح اور رکن اسود کے درمیان ربنا اتنا فی الدنیا الآیۃ پڑھتے تھے اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور ابو حسن بن الضحاک نے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سو مرتبہ بھی دُعاء فرماتے تھے تو ربنا اتنا فی الدنیا الخ ہی سے دُعاء شروع فرماتے اور اسی پر ختم فرماتے تھے اور اگر دو دعائیں فرماتے تو ان دونوں میں سے ایک یہی دُعاء ہوتی تھی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ منیٰ میں تین دن گزارنا سنت ہے، اس دوران جمرود پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔ البتہ 12 تاریخ کے بعد منیٰ سے چلا جانا جائز ہے 13 تاریخ تک رکنا ضروری نہیں اور اگر کوئی رکنا چاہے تو 13 تاریخ کو بھی رمی کر کے واپس جا سکتا ہے۔

ف۳ بعض روایات میں ہے کہ اخنس بن شریق نامی ایک شخص مدینہ منورہ آیا تھا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بڑی چکنی چپڑی باتیں کیں اور اللہ کو گواہ بنا کر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ لیکن جب واپس گیا تو راستے میں مسلمانوں کی کھیتیاں جلادیں ان کے مویشیوں کو ذبح کر ڈالا۔ یہ آیات اس پس منظر میں نازل ہوئی تھیں۔ البتہ یہ ہر قسم کے منافقوں پر پوری اترتی ہیں۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ

اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کو۔ اور جب اس سے کہا جاوے کہ ڈر اللہ سے تو آمادہ کرتا ہے

الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

اس کو غرور گناہ پر! بس کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ف۱

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دے دیتے ہیں اپنی جان اللہ کی رضا جوئی میں!

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

اور اللہ بڑی شفقت رکھتا ہے بندوں پر۔ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے قدموں پر!

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

بے شک وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے پھر اگر تم بچلے اس کے بعد کہ آ چکیں

جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

تمہارے پاس نشانیاں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست! حکمت والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ

کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ آجاوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں

الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

اور فرشتے اور طے ہو جاوے معاملہ اور اللہ ہی کی طرف سب کام

ف۱ ہارون رشید کا واقعہ:
ہارون رشید کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی ایک سال تک اپنی ضرورت لے کر ہارون رشید کے دروازہ پر حاضر ہوتا رہا حاجت براری نہ ہوئی۔ ایک دن ہارون رشید محل سے برآمد ہوئے کہیں جارہے تھے کہ یہودی سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور یہ کہا اِتَّقِ اللّٰهَ یا امیر المومنین "اے امیر المومنین اللہ سے ڈرو" ہارون رشید یہ سنتے ہی فوراً سواری سے اتر پڑے اور وہیں زمین پر سجدہ کیا۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد حکم دیا کہ اس یہودی کی حاجت پوری کی جائے۔ چنانچہ اسی وقت اس کی حاجت پوری کر دی گئی جب محل واپس ہوئے تو کسی نے کہا اے امیر المومنین آپ ایک یہودی کے کہنے سے فوراً زمین پر اتر پڑے۔ فرمایا کہ یہودی کے کہنے کی وجہ سے نہیں اترا بلکہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد یاد آیا: واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد اس لئے سواری سے اترا اور سجدہ کیا۔
(تفسیر قرطبی ج۳ ص۱۹)

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ

لوٹتے ہیں ف۱۔ (اے محمد) پوچھ بنی اسرائیل سے کہ کتنی کچھ دیں ہم نے

مِّنْ اٰیَةٍۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

ان کو کھلی نشانیاں! اور جو بدل ڈالے اللہ کی نعمت اس کے بعد کہ

مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ

پہنچ چکی ہو اس کو تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے عمدہ کر دکھائی گئی

كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ

کافروں کے لئے دنیا کی زندگی اور وہ ہنسی کرتے ہیں مسلمانوں سے!

وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ

اور جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ ان کے اوپر ہوں گے قیامت کے دن! اور اللہ روزی دیتا ہے

مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ قف

جس کو چاہتا ہے بے شمار پہلے تھے تمام لوگ ایک جماعت!

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۠ وَاَنْزَلَ

پھر بھیج دیئے اللہ نے پیغمبر خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے! اور اُتاریں

مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا

ان کے ساتھ سچی کتابیں تاکہ اللہ فیصلہ کرے لوگوں میں

اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ

جس بات میں جھگڑا کریں اور نہ جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر ان ہی لوگوں نے

ع ۲۵ / ۱۴ / ۹

خلاصہ رکوع ۲۵

حجاج کو شرعی آداب ذکر فرمائے گئے۔ سفر حج کے متعلق ہدایات' منافقت کا انجام اور اس کے بالمقابل اہل ایمان کا ذکر خیر فرمایا گیا۔ کمال اسلام اپنانے کی ضرورت اور احکام الٰہی سے روگردانی کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

ف۱: آیت کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت پر کس قدر ملامت اور کس درجہ مذمت وردان کا فرمایا گیا ہے اور حدیثوں میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعیدیں آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جائے تو بدعت ایسی ہی مذموم ہونا چاہئے کیونکہ خلاصہ بدعت کی حقیقت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے اور شریعت من جانب اللہ ہوتی ہے تو یہ شخص ایسی بات کو جو اللہ کی طرف سے نہیں ہے اپنے اعتقاد میں منجانب اللہ سمجھتا اور دعوی سے من اللہ جتلاتا ہے جس کا حاصل خدا پر جھوٹ اور بہتان لگانا اور ایک گونہ ثبوت کا دعویٰ ہے سو اس کے مذموم اور عظیم ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے یہ خرابی تو حقیقت کے لحاظ سے ہے ظاہری اعتبار سے بھی آثار کے خرابی یہ ہے کہ بدعت سے توبہ بہت کم نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اس کو مستحب سمجھ رہا ہے تو توبہ کیوں کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اپنے طفیل سے اس عمل سے ہی نجات بخش دیں تو اور بات ہے کہ توبہ نصیب ہو جائے افسوس ہے جہلائے صوفیا اس بلا بدعت میں بکثرت مبتلا ہیں بہت سے ان میں عابد زاہد تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات سنت سے محروم ہیں۔

خاصیت: آیت ۲۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ۚ

جن کو وہ ملی تھی اس کے بعد کہ آچکیں ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں!

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ مِنَ

یہ آپس کی ضد سے! سو ہدایت دی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات میں جس میں

الۡحَـقِّ بِاِذۡنِهٖ ‌ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

وہ جھگڑتے تھے اپنے حکم سے! اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا

سیدھے راستہ کی! کیا تم خیال کرتے ہو کہ چلے جاؤ گے جنت میں حالانکہ تم کو

يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ‌ؕ مَسَّتۡهُمُ

پیش نہیں آئی ان جیسی حالت جو تم سے پہلے ہو گزرے۔ اور پہنچیں ان کو

الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ

سختیاں اور تکلیفیں اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا پیغمبر

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ

اور ایمان والے جو اس کے ساتھ کہ کب آوے گی مدد

اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسۡـئَلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَآ

اللہ کی؟ سنو اللہ کی مدد قریب ہے ف۱ (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں؟ کہہ دے کہ

اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ

جو کچھ تم مال خرچ کرو (وہ ہونا چاہیے) ماں باپ اور رشتہ داروں

ف۱ انبیاء اور مومنین کا اس طرح کہنا نعوذ باللہ شک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وجہ یہ تھی کہ ان کو امداد اور غلبہ کا وقت معین طور پر نہ بتلایا گیا تھا اس ابہام کی وجہ سے مخالفین کی زیادتیاں دن بدن دیکھ کر ان کو جلدی ہی امداد کا انتظار ہوتا تھا جب انتظار سے تھک جاتے تو اس طرح عرض معروض کرنے لگتے کہ یا اللہ وہ امداد کب ہوگی اس سے ان کا مقصود الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرنا تھا اور الحاح خلاف رضا و تسلیم نہیں بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں الحاح کرنا حق تعالیٰ کو پسند ہے تو الحاح تو عین رضا ہے البتہ رضا کے خلاف وہ دعا ہے جس کے قبول نہ ہونے سے دعا کرنے والا ناراض ہو سو معاذ اللہ انبیاء اور مومنین کاملین میں نہ اس کا ثبوت ہے نہ احتمال اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا جنت میں بے مشقت چلے جاؤ گے اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض گنہگار تو محض فضل سے جنت میں داخل ہو جائیں گے ان پر کوئی مشقت نہ ہوگی جواب یہ ہے کہ ان کو بھی تھوڑی بہت تو مشقت کرنا پڑی جو ادنیٰ درجہ کی ہے مشقت کے درجات مختلف ہیں جس کا درجہ ادنیٰ نفس و شیطان سے مقابلہ اور مخالفین دین کی مخالفت کر کے اپنے عقائد کا درست کرنا ہے اور یہ ہر مومن کو حاصل ہے آگے اوسط و اعلیٰ درجات ہیں اسی طرح جنت کے بھی مختلف مراتب ہیں جس درجہ کی مشقت ہوگی اسی درجہ کا دخول جنت ہوگا البتہ صحابہ چونکہ درجات عالیہ کے طالب تھے اور ہر مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہیے اس لئے ان درجات کے لئے بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنے کو شرط کہا گیا۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے۔ اور تم جو کچھ

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ

بھلائی کرو گے اللہ اس کو خوب جانتا ہے ف۱۔ فرض کر دیا گیا تم پر

الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا

جہاد اور وہ تم کو ناگوار ہے! اور عجب نہیں کہ تم ناگوار سمجھو ایک چیز کو

وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ

اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور عجب نہیں کہ تم پسند کرو ایک چیز کو اور وہ تمہارے حق میں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ

بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں حرمت کے مہینوں کی

الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ

بابت یعنی اس میں لڑائی کرنی! کہہ دے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور روکنا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ

اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ

لوگوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر ہے! اور فساد مار ڈالنے سے

مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ

بھی زیادہ ہے اور وہ (کافر) ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو لوٹا دیں

ف۱ اہل وعیال اور قرض خواہ کو تنگی میں نہ ڈالو

جو مال اپنی ضروریات سے زائد ہو وہی خرچ کیا جائے۔ اپنے اہل وعیال کو تنگی میں ڈال کر اور ان کے حقوق کو تلف کر کے خرچ کرنا ثواب نہیں۔ اسی طرح جس کے ذمہ کسی کا قرض ہے، قرض خواہ کو ادا نہ کرے اور نفلی صدقات وغیرہ میں اڑائے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ ﴿معارف مفتی اعظم﴾

خلاصہ رکوع ۲۶

ع ۲۶ ۱۰

گمراہی کے خریدار یہود کا تذکرہ اور دنیا کی محبت کس طرح گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ دین توحید کی تاریخ بتائی گئی کہ کس طرح ابتداء تاریخ سے حق وباطل کی کشمکش جاری ہے۔ مومنین ومنکرین کے لحاظ سے انسانیت کی تقسیم اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ملتی ہے۔ نصرت خداوندی کے سلسلہ میں مومنین کو تسلی دی گئی۔ صدقات نافلہ اور ان کے مصارف بیان فرمائے گئے۔ قتال کی فرضیت کے ضمن میں بتایا گیا کہ حکم الٰہی کے مقابلہ میں طبعی پسند وناپسند کی کوئی حیثیت نہیں۔

عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ

تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں! اور جو پھرے گا تم میں اپنے دین سے

عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

پھر مر جاوے ایسی حالت میں کہ وہ کافر ہو تو ایسے لوگ ہیں کہ اکارت

اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ہو گئے ان کے عمل دنیا اور آخرت میں اور وہ دوزخی ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۔ جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں یہی لوگ

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْئَلُوْنَكَ

آس رکھتے ہیں اللہ کی مہر کی! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے محمد) تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ

شراب اور جوئے کی بابت! کہہ دے کہ ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کے لئے کچھ

لِلنَّاسِ ۘ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ

فائدے بھی ہیں! اور ان دونوں کا گناہ بڑا ہے ان کے نفع سے ف۲۔ اور تجھ سے

مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں! کہہ دے جو بچے! اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ

ف۱ دنیا میں اعمال کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے اور اگر کوئی اس کا مسلمان عزیز مرے تو مرتد کو میراث کا حصہ نہیں ملتا وغیرہ وغیرہ اور آخرت میں یہ ہے کہ عبادات کا ثواب نہیں ملتا اور ابدالآباد کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

ف۲ شراب سے عقل جاتی رہتی ہے اور وہی سب گناہوں سے روکتی ہے قمار سے مال کی حرص بڑھتی ہے اور حرص سے چوری وغیرہ کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس آیت سے ان دونوں کی حرمت فی نفسہ کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ بعض عوارض کی وجہ سے ان کو چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا کہ ان میں نفع اتنا نہیں ہے جتنا نقصان ہو جاتا ہے شراب کا نفع نشہ لذت اور قمار کا نفع تحصیل مال ہے مگر یہ نفع فوری ہے اور اپنے ہی آپ کو ہوتا ہے اور ضرر دیرپا ہے اور دوسروں تک پہنچتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس آیت کو سن کر بعض نے تو فوراً دونوں کو ترک کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ جب حرام نہیں تو ان مفاسد کا ہم کچھ انتظام کر کے نفع حاصل کرنے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر یہ عنوان آیت بیان حرمت کے لئے ہوتا تو اہل لسان بکثرت اتنی بڑی غلطی میں نہ پڑتے پھر اس آیت کے بعد کسی صحابی نے شراب پی کر نماز پڑھی اور غلط پڑھی تو نماز کے اوقات میں پینا بالکل ممنوع ہو گیا پھر بعد چندے مطلقاً حرام کر دی گئی اور یہی آخری حکم ہے جس نے پہلے احکام کو منسوخ کر دیا۔

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

تم سے حکم! تاکہ تم فکر کرو دنیا اور آخرت کے بارے میں

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ

اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کی بابت! کہہ دے کہ ان کے لئے بہتری کا کام کرنا بہتر ہے اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

تم ان سے مل جل کر رہو تو تمہارے بھائی ہیں! اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے

الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

اور سنوارنے والے کو! اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈال دیتا! بیشک اللہ زبردست

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ

حکمت والا ہے اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں!

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

اور بیشک مسلمان باندی اچھی ہے شرک کرنے والی عورت سے اگرچہ وہ تم کو بھلی معلوم ہو!

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ

اور اپنی عورتوں کا نکاح نہ کرو مشرکوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں! اور بیشک مسلمان

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى

غلام بہتر ہے شرک کرنے والے سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے! وہ تو بلاتے ہیں

النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ

دوزخ کی طرف ف۱! اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی جانب اپنے حکم سے۔

ف۱ عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی ایک بدصورت لونڈی تھی۔ ایک دن عبداللہ نے اس پر خفا ہوکر اس کے طمانچہ مار دیا (لیکن) پھر گھبرائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے پوچھا کہ عبداللہ! اس کی حالت کیا ہے؟ عرض کیا وہ کلمہ پڑھتی ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور رمضان شریف کے روزے رکھتی ہے، اچھی طرح وضو کرتی ہے، نماز پڑھتی ہے۔ حضرت نے فرمایا پھر وہ تو مومنہ ہے۔ عبداللہ بولے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اسے آزاد کرکے اس سے اپنا نکاح کرلوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ بعض مسلمانوں نے ان کو طعنہ دیا اور کہا کہ کیا لونڈی سے شادی کرتے ہو اور ایک حرہ مشرکہ عورت ان کو دکھلائی (کہ اس سے شادی کرلو) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بطور قیاس کے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ خوش اخلاق نیک بخت عورت اگرچہ کنگال، بدصورت ہو نکاح کرنے میں اس عورت سے بہتر ہے جو بدکار بداخلاق ہو اگرچہ یہ دولت مند خوبصورت ہو۔

بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

اور کھول کر بیان فرماتا ہے اپنے احکام لوگوں کے لئے تا کہ وہ ہوشیار ہو جاویں

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ

اور تجھ سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم! ف۱ کہہ دے کہ وہ گندگی ہے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ

سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور ان کے پاس نہ جاؤ

حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ

جب تک کہ پاک نہ ہولیں ! پھر جب وہ نہا دھو لیں تو آؤ ان کے

حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

پاس جدھر سے تم کو حکم دیا ہے اللہ نے ! بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور محبت رکھتا ہے

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ

صاف رہنے والوں سے۔ تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں

اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

جس طرح چاہو ف۲ اور پہلے بھیج دو اپنے لئے اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

کہ تم اس سے ملنے والے ہو ! اور (اے محمد) خوشخبری سُنا دے ایمان والوں

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا

کو اور لوگو نہ بنا لو اللہ کو مانع اپنی قسموں کے باعث کہ نہ سلوک کرو

ع ۲۷ / ۵ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۲۷

کفار کی ایک نکتہ چینی کا جواب۔ قتال کے بارہ میں ایک وضاحت فرمائی گئی پھر مرتد کی سزا ذکر کی گئی۔ جہاد و ہجرت کا اجر ذکر کیا گیا۔ شراب جوئے کی حرمت کے تدریجی اقدام فرمائے گئے۔ نفلی صدقات کی حدود ذکر فرمائی گئی۔ یتیم کی کفالت اور اس کے مال میں احتیاط کا حکم دیا گیا۔ مشرک مرد و عورت سے نکاح کی ممانعت اور اس کی علت بیان کی گئی۔

ف۱ حائضہ بیوی کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھویا کرتی۔ آپ میری گود میں ٹیک لگا کر لیٹ کر قرآن شریف کی تلاوت فرماتے حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔ میں ہڈی چوستی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ہڈی کو وہیں منہ لگا کر چوستے تھے۔ میں پانی پیتی تھی پھر گلاس آپ کو دیتی، آپ بھی وہیں منہ لگا کر اسی گلاس سے وہی پانی پیتے اور میں اس وقت حائضہ ہوتی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ شانِ نزول:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے۔ سو تم کو اختیار ہے آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اسی خاص موقع میں ہو جہاں پیداواری کی امید ہو۔ یعنی مجامعت خاص فرج ہی میں ہو۔ لواطت ہرگز نہ ہو۔ یہود کا خیال غلط ہے کہ اس سے بچہ احول (بھینگا) پیدا ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

اور نہ پرہیزگار بنو اور نہ ملاپ کراؤ آدمیوں میں ! اور اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

جانتا ہے نہیں پکڑ کرے گا تم سے اللہ تمہاری قسموں میں بلا ارادہ قسم پر ! ف۱

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

لیکن پکڑ کرے گا ان قسموں پر جن کا ارادہ کیا تمہارے دلوں نے اور اللہ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ

بخشنے والا بردبار ہے ان لوگوں کے لئے جو قسم کھالیں اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے کی

اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾

چار مہینہ کی مہلت ہے ! پھر اگر رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

اور اگر ٹھان لیں طلاق کی تو اللہ سننے والا واقف کار ہے۔ ف۲ اور وہ عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ

کہ جن کو طلاق دی گئی ہو روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض ! اور ان کو جائز نہیں کہ چھپا رکھیں

اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

اس کو جو اللہ نے پیدا کیا ان کے پیٹ میں اگر وہ ایمان

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

رکھتی ہیں اللہ اور روز آخرت پر ! اور ان کے شوہر زیادہ حق دار ہیں ان کے

ف۱ لغو قسم کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ کبھی گزری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا قصد نکل گئی یا نکلی تو ارادہ سے مگر وہ اس کو اپنے گمان میں سچی سمجھتا ہے یا آئندہ کے متعلق اس طرح قسم نکل گئی کہ کہنا کچھ چاہتا ہے اور بے ارادہ منہ سے قسم ہی نکل گئی اس میں گناہ نہیں ہوتا اس واسطے اس کو لغو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں جس قسم پر گناہ اور مواخذہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ قسم ہے جو قصداً جھوٹی سمجھ کر جان بوجھ کر کھائی ہو اس کو غموس کہتے ہیں اس میں گناہ سخت ہوتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس میں کفارہ نہیں آتا اور پہلی صورت میں جس کو لغو کہا جاتا ہے نہ گناہ ہے نہ کفارہ اس آیت میں ان ہی دونوں کا ذکر ہے اور دوسرے معنی لغو کے یہ ہیں کہ جس میں کفارہ نہ ہو اس معنی کے اعتبار سے لغو میں غموس بھی داخل ہے کیونکہ اس میں بھی کفارہ نہیں گو گناہ ہے اور اس کے مقابلہ میں وہ قسم ہے جس میں کفارہ آتا ہے جس کو منعقدہ کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ آئندہ کے متعلق قصد کر کے یوں قسم کھائی کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہ کروں گا اس میں قسم توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس کا بیان سورہ مائدہ میں آئے گا۔

ف۲ مسئلہ: اگر کوئی قسم کھائے کہ اپنی بی بی سے صحبت نہ کروں گا اس کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی مدت معین نہ کرے دوم یہ کہ چار ماہ کی مدت کی قید لگا دے تیسرے یہ کہ چار ماہ سے زیادہ مدت کی قید لگا دے چوتھی یہ کہ چار ماہ سے کم مدت کا نام لے پہلی اور دوسری اور تیسری صورت کو شریعت میں ایلاء کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چند ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالی اور بیوی کے پاس چلا گیا تو قسم کا کفارہ دے اور نکاح باقی ہے اور اگر چار ماہ گزر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر طلاق بائن پڑ گئی

بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ

لوٹا لینے کے اس مُدت میں اگر چاہیں اچھی طرح رکھنا ! اور عورتوں کا بھی

الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) حق ہے دستور کے مطابق اور مردوں کو عورتوں پر

دَرَجَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ

فوقیت ہے ف۱ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے ! طلاق دو ہی مرتبہ ہے پھر یا تو روک

بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ

رکھنا ہے دستور کے موافق یا رخصت کر دینا ہے سلوک کر کے ! اور تم کو ناجائز ہے کہ

تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا

تم لے لو اس مال میں سے جو تم نے اُن کو دیا ہے کچھ بھی ! مگر اس

حُدُودَ اللّٰهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ ۙ فَلَا

وقت کہ دونوں خوف کریں اس امر کا کہ نہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کا حکم ! پس اگر

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ

تم کو خوف ہے کہ نہ قائم رکھ سکیں گے وہ دونوں اللہ کے حکم کو تو کچھ گناہ نہیں ان پر اس صورت میں کہ

اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ

بدلا دیدے عورت ! یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان سے آگے نہ بڑھو اور جو آگے بڑھیں گے اللہ کی حدوں

هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ

سے تو وہی لوگ ظالم ہیں ۔ پھر اگر عورت کو طلاق دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس کو حلال نہیں

یعنی بلا نکاح رجوع نہیں ہو سکتا البتہ اگر دونوں رضامندی سے پھر نکاح کر لیں تو درست ہے اور حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور چوتھی صورت ایلاء نہیں اگر قسم توڑی کفارہ لازم ہوگا اور قسم پوری کر دی جب بھی نکاح باقی ہے۔

خلاصہ رکوع ۲۸

۲۸ ع ۷ ۱۲

عورتوں کے خاص احکام حیض اور جماع کے بارہ میں احکام دیئے گئے۔ اللہ کے نام کی حرمت اور معتبر و غیر معتبر قسم کو ذکر کیا گیا۔ عورتوں سے ایلاء اور طلاق کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ مطلقہ کی عدت اور طلاق کے مسائل ذکر فرمائے گئے۔

ف۱ خطبہ حجۃ الوداع میں بیان کئے گئے عورتوں کے حقوق

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے خطبہ میں فرمایا، لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لے لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ اڑھاؤ، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو اسے گالیاں نہ دو اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیجدو، ہاں گھر میں ہی رکھو، اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا

جب تک کہ وہ نکاح نہ کرے دوسرے شوہر سے پھر اگر (دوسرا شوہر) اس کو طلاق دیدے تو

جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ

دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر مل جاویں اگر خیال کریں کہ قائم رکھ سکیں گے

اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

اللہ کے احکام! ف۱ اور یہ اللہ کے احکام ہیں جن کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اور جب طلاق دیدی تم نے عورتوں کو پھر وہ پہنچ گئیں اپنی عدت تک تو روک رکھو ان کو

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

دستور کے مطابق یا ان کو رخصت کرو اچھی طرح! اور نہ روکے رہو ان کو ستانے

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

کے لئے کہ زیادتی کرنے لگو ف۲ اور جو ایسا کرے گا تو بیشک اس نے اپنے اوپر

نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا

ظلم کیا! اور نہ بناؤ اللہ کے احکام کو ہنسی! اور یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور جو اتاری اُس نے تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور کام کی باتیں کہ تم کو نصیحت کرتا ہے ان سے! اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو

ف۱ اس آیت نے ایک ہدایت تو یہ دی ہے کہ اگر طلاق دینی ہی پڑ جائے تو زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دینی چاہئیں، کیونکہ اس طرح میاں بیوی کے درمیان تعلقات بحال ہونے کا امکان رہتا ہے۔ چنانچہ عدت کے دوران شوہر کو طلاق سے رجوع کرنے کا حق رہتا ہے اور عدت کے بعد دونوں کی باہمی رضامندی سے نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا گیا ہے، تین طلاقوں کے بعد دونوں راستے بند ہو جاتے ہیں اور تعلقات کی بحالی کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا۔ دوسری ہدایت یہ دی گئی ہے کہ شوہر طلاق سے رجوع کا فیصلہ کرے یا علیحدگی کا، دونوں صورتوں میں معاملات خوش اسلوبی سے طے کرنے چاہئیں۔ عام حالات میں شوہر کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ طلاق کے بدلے مہر واپس کرنے یا معاف کرنے کا مطالبہ کرے۔ ہاں اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو اور شوہر کی کسی زیادتی کے بغیر ہو، مثلاً بیوی شوہر کو پسند نہ کرتی ہو اور اس بنا پر دونوں کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ خوشگواری کے ساتھ نکاح کے حقوق ادا نہ کرسکیں گے تو اس صورت میں یہ جائز قرار دے دیا گیا ہے کہ عورت مالی معاوضے کے طور پر مہر یا اس کا کچھ حصہ واپس کردے یا اگر اس وقت تک وصول نہ کیا ہو تو معاف کردے۔

ف۲ جاہلیت میں ایک ظالمانہ طریقہ یہ تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے اور جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجوع کر لیتے، تاکہ وہ دوسرا نکاح نہ کر سکے پھر اس کے حقوق ادا کرنے کے بجائے کچھ عرصہ کے بعد پھر طلاق دیتے اور عدت گذرنے سے پہلے پھر رجوع کر لیتے اور اس طرح وہ غریب بیچ میں لٹکی رہتی، نہ کسی اور سے نکاح کر سکتی اور نہ شوہر سے اپنے حقوق حاصل کر سکتی۔ یہ آیت اس ظالمانہ طریقے کو حرام قرار دے رہی ہے۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۱ اور جب تم طلاق دیدو اپنی بیبیوں کو پھر پہنچ جاویں

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

وہ اپنی عدت کو تو نہ روکو انہیں اس سے کہ وہ نکاح کرلیں اپنے شوہروں سے

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ

جب وہ راضی ہوجاویں آپس میں جائز طور پر! یہ نصیحت اس کو کی

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ

جاتی ہے جو تم میں ایمان رکھتا ہے اللہ اور روزِ آخرت پر! یہ تمہارے

اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

واسطے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے! اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ف۲

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس جو کوئی

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت! اور (باپ) پر کہ جس کا وہ بچہ ہے اُن (دودھ پلائیوں) کا

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

کھانا اور کپڑا ہے دستور کے مطابق! نہ تکلیف دی جاوے کسی کو مگر اُس کی گنجائش کے

اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

موافق! نہ نقصان دیا جاوے ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ باپ کو کہ جس کا وہ بچہ ہے

ع ۲۹ / ۱۳

خلاصہ رکوع ۲۹

طلاق و رجوع کے ضروری مسائل اور خلع کی وضاحت۔ تین طلاق دینے کا نتیجہ عائلی قوانین اور طلاق کے بارہ میں تین خصوصی حکم دیے گئے۔

ف۱ مسئلہ: ہزل اور خطا میں فرق ہے ہزل تو یہ ہے کہ بات ارادہ اور قصد سے کہی جائے لیکن ہنسی کرنا مقصود ہو اس کے موثر ہونے کا قصد نہ ہو سو طلاق اور چند معاملات ایسے ہیں کہ وہ اس صورت میں کلام کرتے ہی فوراً واقع ہو جاتے ہیں اور خطا کی صورت یہ ہے کہ کہنا کچھ اور تھا زبان چل گئی اور منہ سے لفظ طلاق نکل گیا فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس میں عنداللہ طلاق نہ ہوگی ۱۲

ف۲ بعض جگہ تو خود شوہر ہی طلاق دینے کے بعد جب وہ کہیں دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی تو اپنی ذلت سمجھ کر نکاح نہ کرنے دیتا اور بعض جگہ عورت کے دوسرے عزیز و اقارب اپنی کسی دنیوی غرض سے اس کو نکاح نہ کرنے دیتے اور ایک جگہ ایسا ہوا کہ عورت مطلقہ اور اس کا پہلا شوہر دونوں نکاح کرنے پر پھر رضامند ہو گئے تھے مگر عورت کے بھائی نے غصہ میں آکر روکا تھا اس آیت میں سب صورتیں داخل ہیں اور ہر صورت میں روکنا ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس میں پاکی اور صفائی ہے تو اس کی عام وجہ تو یہ ہے کہ احکام الٰہی کا ماننا ہمیشہ سبب ہوتا ہے گناہوں سے پاک صاف رہنے کا اور خاص وجہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ عورت و مرد باہم دگر ایک دوسرے کی طرف راغب ہوں پاکی اور صفائی اسی میں ہے کہ نکاح سے نہ روکا جائے ورنہ خرابی اور فتنہ اور آلودگی کا اندیشہ ہے البتہ اگر بے قاعدہ نکاح ہو اس سے روکنا نکاح سے روکنا نہیں کیونکہ وہ نکاح ہی کہاں ہوا جب بے قاعدہ ہے۔

بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا

اُس کے بچہ کے باعث! اور وارث پر بھی ایسا ہی لازم ہے پھر اگر وہ

فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

دونوں چاہیں دُودھ چھڑانا اپنی مرضی اور صلاح سے تو

عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ

ان پر کچھ گناہ نہیں ۔اور اگر تم چاہو کہ (کسی دایہ سے) دودھ پلواؤ اپنی اولاد کو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں جب کہ حوالے کر دو جو تم نے دینا کیا تھا دستور کے موافق!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾

اور ڈرو اللہ سے اور جانے رہو کہ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ

اور جو لوگ کہ مرجاویں تم میں اور چھوڑ جاویں بیبیاں (تو) وہ بیبیاں روکے

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن! پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ کریں اپنے حق میں جائز طور پر!

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے ف۱ اور تم پر کچھ گناہ نہیں

ف۱ جس کا خاوند مر جائے اس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا، سنگھار کرنا سرمہ اور تیل بلا ضرورت مرض کے لگانا، مہندی لگانا، رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور دوسرے نکاح کی صاف بات چیت کرنا بھی عدت کے اندر درست نہیں اور رات کو دوسرے گھر میں رہنا بھی درست نہیں اور یہی حکم ہے اس عورت کا جس پر طلاق بائن پڑی ہو جس میں رجعت درست نہیں مگر اس کو شوہر کے گھر سے نکلنا بھی درست نہیں سخت مجبوری ہو تو خیر۔

مسئلہ: اگر خاوند کی وفات چاند رات کو ہوئی ہے تب تو یہ عدت چاند کے حساب سے پوری کی جائیگی ہر مہینہ چاہے انتیس کا ہو یا تیس کا اور اگر چاند رات کے بعد وفات ہوئی ہے تو ایک سو بیس دن پورے کئے جائیں گے ہر مہینہ تیس دن کا لیا جائے گا اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں اور جس وقت وفات ہوئی تھی جب وہی یہ مدت گذر کر آئے گا تب عدت ختم ہوگی۔

فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ

جو پردے میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں سے یا چھپائے رکھو

فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

اپنے دلوں میں! جانتا ہے اللہ کہ تم انکا دھیان کروگے لیکن ان سے

لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ

وعدہ نہ کر رکھو چپکے چپکے مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جائز طور پر !

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ

اور نہ باندھو نکاح کی گرہ جب تک کہ نہ پہنچ جاوے میعاد مقرر اپنے اختتام پر!

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ج

اور جانے رہو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تو اس سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ؑ (۲۳۵) لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اور جانے رہو کہ اللہ بخشنے والا بردبار ہے ف۱ تم پر کچھ گناہ نہیں

اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا

اگر طلاق دیدو عورتوں کو جب تک کہ ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا یا نہ ٹھہرایا ہو

لَهُنَّ فَرِيْضَةً ښ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ج عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ

ان کے لئے مہر۔ اور ان کے ساتھ سلوک کر دو مقدور والے پر اس کے موافق ہے

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ج مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ج حَقًّا عَلَى

اور بے مقدور پر اس کے موافق! سلوک ہو دستور کے مطابق ! یہ لازم ہے

ف۱ یہاں عدت کے اندر چار فعل مذکور ہیں دو زبان کے اور دو دل کے اور ہر ایک کا حکم جدا ہے اول زبان سے صراحۃً پیغام نکاح دینا یہ حرام ہے لاتواعد و ھن میں اس کا ذکر ہے دوم زبان سے اشارۃً کہنا یہ جائز ہے لاجناح علیکم اور قولاً معروفا میں اس کا ذکر ہے سوم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ ابھی یعنی عدت کے اندر نکاح کرلیں گے یہ بھی حرام ہے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے اور حرام کا ارادہ بھی حرام ہے۔ لاتعزموا میں اس کا ذکر ہے چہارم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ عدت کے بعد نکاح کریں

خلاصہ رکوع ۳۰

ع ۳۰ / ۱۴

عورت کے ذاتی حقوق کا تحفظ اور اس بارہ میں نصائح ذکر فرمائی گئیں۔ نومولود بچے کی پرورش کے بارہ میں دستور العمل بیان کیا گیا۔ بیوہ عورت کی عدت اور دوران عدت پیغام نکاح سے متعلق ہدایات دی گئیں۔ آخر میں نافرمانی سے بچنے کا نسخہ ذکر فرمایا گیا۔

گے یہ جائز ہے اکننتم فی انفسکم میں اس کا ذکر ہے صحبت و خلوت سے پہلے طلاق کی دو صورتیں ہیں یا تو نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا یا ہوا ہے پہلی صورت کا حکم اول بیان ہوتا ہے۔

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

نیک لوگوں پر ف۱۔ اور اگر تم نے ان کو طلاق دی اس سے پہلے کہ

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ

ان کو ہاتھ لگاؤ اور تم ٹھہرا چکے تھے ان کے لئے مہر تو (لازم ہے) آدھا

مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ

اس مقدار کا جو ٹھہرائی تھی مگر یہ کہ چھوڑ بیٹھیں عورتیں یا چھوڑ بیٹھے وہ مرد کہ جن کے ہاتھ میں

عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ

عقد نکاح ہے ! اور یہ بات کہ تم چھوڑ دو زیادہ قریب ہے پرہیز گاری کے !

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور نہ بھولو آپس میں احسان کرنا ! بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق

دیکھ رہا ہے ف۲۔ مقید رکھو تمام نمازوں کا اور درمیانی نماز کا ! اور کھڑے

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ج

رہو اللہ کے آگے مؤدب پھر اگر تم خوف زدہ ہو تو (پڑھ لو)

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

پیدل یا سوار ! پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح تم کو سکھایا ہے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

جو تم نہ جانتے تھے۔ اور جو لوگ تم میں مرجاویں اور چھوڑ جاویں بیبیاں (تو ان کو چاہیے کہ وہ)

ف۱ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جائے نکاح ہو جاتا ہے۔ مسئلہ: اگر ایسی عورت کو قبل صحبت اور خلوت صحیحہ کے طلاق دے دی تو کچھ مہر دینا نہیں پڑتا بلکہ ایک جوڑا تین کپڑوں کا جس میں ایک کرتا ہو ایک سربند اور ایک اتنی بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے واجب ہوتا ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ اس جوڑا میں مرد کی حیثیت معتبر ہے اور ایسی عورت کے لئے یہ جوڑا قائم مقام مہر کے ہے۔ مسئلہ: یہ جوڑا پانچ درم سے کم قیمت کا نہ ہو۔ اور اس عورت کے خاندانی مہر کے نصف سے زیادہ نہ ہو۔

ف۲ مسئلہ: جس عورت کا مہر نکاح کے وقت مقرر کیا ہوا ہو اور اس کو قبل صحبت وخلوت صحیحہ کے طلاق دے دی ہو تو مقرر کئے ہوئے مہر کا آدھا مرد کے ذمہ واجب ہوگا البتہ اگر عورت معاف کر دے یا مرد پورا مہر دے دے تو اختیاری بات ہے۔ مسئلہ: کسی کے ساتھ رعایت سلوک واحسان کرنا یا اپنا حق مہر معاف کر دینا بہت اچھا ہے اور اس کا موجب ثواب ہونا ظاہر اور معلوم ہے لیکن کسی خاص وجہ سے کبھی معاف نہ کرنا اور رعایت نہ کرنا بہتر ہوتا ہے مثلاً یہ کہ رعایت کرنے والا یا مہر معاف کرنے والی خود مفلس ہے اور معاف کرنے والے کو تنگدستی پر صبر نہ ہو سکے گا اور خود کسی معصیت سوال وغیرہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں رعایت کرنا اور معاف کرنا جائز نہیں عورتیں خصوصاً اس مسئلہ سے بہت غافل ہیں ہر حالت میں مہر معاف کر دینے ہی کو ثواب سمجھتی ہیں کسی شے کا فی نفسہ اچھا ہونا اور کسی عارض کی وجہ سے اچھا نہ رہنا اس میں کچھ تعارض نہیں۔

أَزْوَاجًا ۖ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ

وصیت کر مریں اپنی بیبیوں کے لئے سلوک کرنے کی ایک سال تک بلا نکالنے کے! پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن

وہ خود نکل جاویں تو تم پر کچھ گناہ نہیں جوکچھ وہ کریں اپنے حق میں جائز

مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ

طور پر! اللہ زبردست حکمت والا ہے اور طلاق پانے والی عورتوں کے لئے سلوک ہے

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

دستور کے مطابق! یہ حق ہے پرہیزگاروں پر۔ اسی طرح کھول کر سناتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام

تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ

تاکہ تم سمجھو! ول کیا تم نے نظر نہیں کی اُن کے حال پر جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے

حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

موت کے ڈر کے مارے۔ پھر کہا ان کو اللہ نے کہ مرجاؤ پھر ان کو جلا اٹھایا! بیشک اللہ

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾

بڑا مہربان ہے لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے وٹ

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَّن

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جانے رہو کہ اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

کون ایسا ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض کہ بڑھاوے گا اس کے قرض کو اس کے لئے

ول مطلقات کی چار قسمیں ہیں ایک وہ جس کو قبل دخول کے طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو اس کو جوڑا دینا واجب ہے دوسرے وہ جس کو طلاق قبل دخول کے دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو اس کو آدھا مہر دینا واجب ہے ان دونوں کا ذکر اوپر آچکا ہے تیسرے وہ جس کو دخول کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو اس کو پورا مہر جو مقرر ہے دینا واجب ہے چوتھی وہ جس کو دخول کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو اس کو خاندانی مہر پورا دینا واجب ہے۔

خلاصہ رکوع ۳۱

مطلقہ خاتون کیلئے مہر کا قانون دیا گیا اور عورتوں کے بارہ میں احسان و مروت کی تعلیم دی گئی۔ حقوق اللہ میں سے نماز کی پابندی کرنے کی تاکید۔ حالت جنگ میں نماز کا حکم دیا گیا۔ بیوہ کی عدت اور نان نفقہ کے بارہ میں ہدایت دی گئیں۔ آخر میں ایسی عورت کا حق ذکر کیا گیا جو رخصتی کے بعد مطلقہ ہوگئی ہو۔

(۳۱ ع ۱۵)

وٹ موت اور مسئلہ تقدیر

مسئلہ: اگر کوئی شخص موت سے فرار کیلئے نہیں بلکہ اپنی کسی ضرورت سے دوسری جگہ چلا جائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا عقیدہ اپنی جگہ پختہ ہو کہ یہاں سے دوسری جگہ چلا جانا مجھے موت سے نجات نہیں دے سکتا اگر میرا وقت آگیا ہے تو جہاں جاؤں گا موت لازمی ہے اور وقت نہیں آیا تو یہاں رہنے سے بھی موت نہیں آئے گی۔ یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے محض آب و ہوا کی تبدیلی

كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ

کئی گنا! اور اللہ ہی تنگ دست کرتا ہے اور کشائش دیتا ہے! اور تم اسی کی طرف لوٹو گے۔ ف۱

اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ

کیا نظر نہیں کی تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے حال پر موسیٰ کے بعد! جب انہوں نے کہا

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ

اپنے نبی سے کہ مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ کہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں نبی نے کہا! کیا

عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا

عجب ہے کہ اگر فرض ہو جاوے تم پر جہاد تو تم نہ لڑو! وہ بولے کہ ہمارے لئے

وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ

کیا عذر ہے کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں حالانکہ ہم نکالے جا چکے ہیں اپنے

دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا

گھروں سے اور اپنے بال بچوں سے! پھر جب فرض ہو گیا ان پر جہاد (تو) روگرداں ہو گئے سوائے

قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ

ان میں سے چند آدمیوں کے! اور اللہ جانتا ہے گنہگاروں کو اور کہا اُن سے اُن کے

نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰی

پیغمبر نے کہ اللہ نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ! بولے کہ کیوں کر

یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ

ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہمارے اوپر حالانکہ ہم حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اس سے اور وہ تو

کیلئے یہاں سے چلا جائے تو وہ بھی ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔ اسی طرح کوئی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی اور اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو ایسی حالت میں اس کیلئے جانا بھی جائز ہوگا۔ بخوف موت جہاد سے بھاگنا حرام ہے۔ (معارف القرآن)

ف۱ بخیل اور سخی کی مثال:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے دو کرتے پہنے ہوئے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کی چھاتیوں سے لگے ہوئے ہوں پس جب سخی خیرات کرنی چاہتا ہے تو اسکا ہاتھ کھل جاتا ہے اور جب بخیل خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا ہاتھ وہیں چپکا رہتا ہے اور (اس جبہ کا) ہر حلقہ اپنی جگہ پر ویسا ہی رہتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یا ابن آدم! ترجمہ: یعنی اے اولاد آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں دیا وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میں تجھے کھانا کس طرح دے سکتا تھا تو تو رب العالمین ہے۔ سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں میرے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا۔ اسے تو نے کھانا نہیں دیا کیا تو نہ جانتا تھا کہ اگر تو اسے دیدیتا تو اسے اب میرے پاس ضرور پاتا، یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ

نہیں دیا گیا فارغ البالی مال سے! نبی نے کہا کہ اللہ نے اس کو پسند فرمایا تم پر اور فراخی دی

بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اُس کو علم اور جسم میں! اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے!

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ

اور اللہ فراخی والا واقف کار ہے۔ اور کہا ان سے ان کے نبی نے کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے

يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

کہ آوے گا تمہارے پاس ایک صندوق جس میں دل جمعی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور کچھ بچی چیزیں ہیں

اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

جو چھوڑ گئی اولاد موسیٰ اور ہارون کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے! بیشک اس میں تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ

پوری نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو[۱] پھر جب روانہ ہوا طالوت فوجوں سمیت!

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ

طالوت نے کہا کہ اللہ تم کو آزمائے گا ایک نہر سے! تو جو پئے گا اُس کا پانی وہ میرا نہیں ہے!

مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ

اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ میرا ہے مگر جو بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے! پس سب نے پی لیا اس کا پانی

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سوائے اُن میں سے چند آدمیوں کے! پھر جب پار ہو گئے نہر کے طالوت اور ایمان والے جوان کے ساتھ

---

[۱] اس صندوق میں تبرکات تھے جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تھا تو یہ صندوق بھی لے گیا تھا جب اللہ تعالیٰ کو اس کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ سامان کیا کہ جہاں اس صندوق کو رکھتے وہیں سخت بلائیں نازل ہوتیں آخر ان لوگوں نے ایک گاڑی پر اس کو لاد کر بیلوں کو ہانک دیا فرشتے ان کو ہانکتے ہوئے یہاں پہنچا گئے جس سے بنی اسرائیل کو بڑی خوشی ہوئی اور طالوت بادشاہ مسلم ہو گئے۔

ع ۳۲ / ۶ / ۱۶

خلاصہ رکوع ۳۲

بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا ذکر۔ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے کا حکم اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ جہاد کی ترغیب کیلئے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا۔ طالوت کی تقرری اور فضیلت کا معیار واضح کیا گیا اور ان کی سچائی کی معجزانہ دلیل دی گئی۔

مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ

رہ گئے تھے تو کہنے لگے کہ ہم میں تو آج طاقت نہیں ہے جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی! بول اٹھے

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ

وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں کہ اکثر تھوڑی سی جماعت

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا

غالب آگئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے! اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ

اور جب وہ نکلے جالوت اور اسکے لشکر سے لڑنے کو تو کہا کہ اے ہمارے پروردگار انڈیل دے ہم پر صبر اور جمائے رکھ

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ ۭ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ

ہمارے پاؤں اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلہ میں۔ پھر انھوں نے ان کو شکست دیدی اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا

اور مار ڈالا داؤد نے جالوت کو ف۱ اور دیدی اس کو اللہ نے سلطنت اور تدبیر اور سکھا دیا اس کو

يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ

جو چاہا ف۲ ۔ اور اگر نہ ہو دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ سے

الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ

تو تباہ ہو جاوے ملک لیکن اللہ بڑا مہربان ہے دنیا کے لوگوں پر۔ (اے محمد) یہ اللہ کی آیتیں ہیں

اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

جو ہم تجھ پر پڑھتے ہیں واقعی طور پر اور بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے۔

ف۱ جالوت کا قتل جب سامنے ہوئے جالوت کے یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی اور انھی تین سو تیرہ میں حضرت داؤد کے والد اور ان کے چھ بھائی اور خود حضرت داؤد بھی تھے حضرت داؤد کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ اٹھا لے ہم کو ہم جالوت کو قتل کریں گے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا اور کہا میں اکیلا تم سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ حضرت اشموئل نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھلا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے حضرت داؤد کو نہیں دکھایا ان کا قد چھوٹا تھا اور بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا انہوں نے کہا ماروں گا پھر جالوت کے سامنے گئے۔ اور انہیں تین پتھروں کو فلاخن میں رکھ کر مارا جالوت کا صرف ماتھا کھلا۔

ف۲ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہنر: وعلمه مما يشاء (اور جو چاہا اسے سکھا دیا) اللہ نے داؤد علیہ السلام کو زبور عنایت کی تھی اور زرہیں بنانا سکھا دیا تھا اور لوہے کو آپ کے واسطے نرم (مثل موم کے) کر دیا تھا پس آپ اپنے ہاتھ ہی کے کام کی مزدوری میں سے کھایا کرتے تھے مقدام بن معدی کرب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے جو اپنے ہاتھوں سے کر کے کھائے اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی اور چیونٹی وغیرہ کی زبان سکھلا دی تھی اور اعلیٰ درجہ کی خوش آوازی عطا کی تھی بعض کہتے ہیں کہ جب آپ زبور پڑھا کرتے تھے تو جنگلی جانور آپ کے قریب آجاتے تھے اور لوگ انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیتے تھے اور پرندے آپ پر سایہ کر لیتے تھے اور چلتا پانی ٹھیر جاتا اور ہوا رک جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ تمہیں آل داؤدؑ کی خوش آوازیوں میں سے ایک خوش آوازی عطا ہوئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

سورہ بقرہ...دوسرا پارہ....فضائل خواص فوائد وعملیات

خاصیت: آیت ۱۴۴ برائے لقوہ، قولنج

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ (پارہ ۲، رکوع ۲)

خاصیت: یہ آیت قولنج اور لقوہ اور ریاح کے لئے مفید ہے جو شخص اس میں مبتلا ہو قلعی دار تانبے کا طشت لے کر اس کو خوب صاف کر کے اس میں یہ آیت مشک وگلاب سے لکھ کر پاک پانی سے دھو کر لقوہ والے کا منہ دھلایا جائے اور منہ دھونے کے بعد اس طشت میں تین گھنٹہ تک نظر رکھے اس طرح تین روز تک کرے اور ریاح اور فالج والے پر وہ پانی چھڑکا جائے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۱۵۳ برائے حاجت

فضائل (واستعینوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی سخت حاجت یا مصیبت درپیش ہو تو اس کو چاہئے کہ اول وضو کرے پھر خلوص نیت سے دو نفل ادا کرے اور اس کے بعد خدا کی ثنا اور مجھ پر درود بھیجے اور یہ پڑھے لا اللہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک و عزائم مغفرتک والغنیمة من کل بروالسلامة من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا عفرته ولا هماً الافرجته ولا حاجةً هی لک رضیً الاقضیتها یا ارحم الراحمین ۱۲ اط (تفسیر میرٹھی)

خاصیت آیت: ۱۶۵ برائے ناراضگی شوہر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ کَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ. (پ۲، رکوع ۴)

ترجمہ: اور ایک آدمی وہ بھی ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں۔ جیسی محبت اللہ سے (رکھنا ضروری) ہے اور جو مومن ہیں ان کو (صرف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے۔

خاصیت: جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو شیرینی پر پڑھ کر کھلائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ ناجائز محل میں اثر نہ ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۱۷۸ برائے ناف ٹلنا

۱۔ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ (پ۲ع۶)

ترجمہ: جس کی ناف ٹل گئی ہو اس آیت کریمہ کو لکھ کر ناف پر باندھے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائیگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۲۱۱ برائے ناراض حاکم

سَلْ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ ط وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (پارہ۲ع۱۰)

ترجمہ: ہم نے انکو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اسکے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں۔ خاصیت: جس سے حاکم سخت خفا و ناراض ہو ان آیتوں کو تین بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے اسکے سامنے جائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائیگا۔ (اعمال قرآنی)

دشمن سے مقابلہ ۱۔ آیات حرز چہل قاف

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْم بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْم بَعْدِ مُوْسٰی م اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَ لَّا تُقَاتِلُوْا ط قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ط فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِ لَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌم بِالظّٰلِمِیْنَ. (پارہ۲، رکوع۱۶)(اعمال قرآنی)

فلیستجیبوالی پر پہنچ کر دعا مانگے انشاء اللہ مقبول ہوگی ۱۲ اور پڑھے اللھم امرت بالدعا و تکفلت بالاجابة لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک والملک لک لا شریک لک اشھدانک فرداحد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد واشھد ان وعدک حق ولقاء ک حق والجنة حق والنار حق والساعة اٰتیة لاریب فیھا وانک تبعث من فی القبور ۱۲ ق (تفسیر میرٹھی)

تعارف سورۂ آل عمران

عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے، اور "آل عمران" کا مطلب ہے "عمران کا خاندان" اس سورت کی آیات ۳۳ تا ۳۷ میں اس خاندان کا ذکر آیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام "سورۂ آل عمران" ہے۔

اس سورت کے بیشتر حصے اس دور میں نازل ہوئے ہیں جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تھے، مگر یہاں بھی کفار کے ہاتھوں انہیں بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ سب سے پہلے غزوۂ بدر پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر معمولی فتح عطا فرمائی اور کفار قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے اگلے سال انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا، اور غزوۂ اُحد پیش آیا جس میں مسلمانوں کو عارضی پسپائی بھی اختیار کرنی پڑی۔ ان دونوں غزوات کا ذکر اس سورت میں آیا ہے، اور ان سے متعلق مسائل پر قیمتی ہدایات عطا فرمائی گئی ہیں۔

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں یہودی بڑی تعداد میں آباد تھے، سورۂ بقرہ میں ان کے عقائد و اعمال کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے اور ضمناً عیسائیوں کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں اصل رُوئے سخن عیسائیوں کی طرف ہے اور ضمناً یہودیوں کا تذکرہ آیا تھا۔ عرب کے علاقے نجران میں عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے، ان کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ سورۂ آل عمران کا ابتدائی تقریباً آدھا حصہ اُنہی کے دلائل کے جواب اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح حیثیت بتانے میں صرف ہوا ہے۔ نیز اس سورت میں زکوٰۃ، سود اور جہاد سے متعلق احکام بھی عطا فرمائے گئے ہیں، اور سورت کے آخر میں دعوت دی گئی ہے کہ اس کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں پر انسان کو غور کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا چاہئے، اور ہر حاجت کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے۔ (توضیح القرآن)

سورۂ آل عمران: حدیث میں ہے کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اُس کی سفارش کریں گی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

یہ تمام پیغمبر ہیں کہ برتری دی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر ! ان میں بعض

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

ایسے ہیں کہ ان سے اللہ نے کلام کیا اور بلند کئے بعض کے درجے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

اور ہم نے دیئے مریم کے بیٹے (یعنی عیسٰی) کو معجزے اور ہم نے قوت دی اس کو روح

الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ

القدس سے ! ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو باہم نہ لڑتے وہ لوگ جو ان کے پیچھے ہوئے اس کے بعد

مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

کہ آچکیں ان کے پاس نشانیاں لیکن انہوں نے اختلاف کیا

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

تو ان میں سے کوئی تو ایمان لے آیا اور کسی نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو

مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۲۵۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

خرچ کر لو اس مال سے جو ہم نے تم کو دیا ہے اس سے پہلے کہ آجاوے وہ دن

لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

جس میں نہ (خرید) فروخت ہوگی اور نہ آشنائی اور نہ سفارش ! اور جو لوگ کفر کرتے ہیں

ف۱ تمام انبیاء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے طور پر کلام کیا اور حضور سرور کائنات فخر موجودات (علیہ التحیۃ والسلام) سے شب معراج میں جبکہ بقدر دو کمانوں کے یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا اس وقت اللہ نے اپنے بندہ کو وحی سے سرفراز فرمایا ان دونوں حالتوں اور کلاموں میں عظیم الشان تفاوت فرمایا:

ورفع بعضهم درجٰت

رسولوں کو انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی تھی پھر اولوالعزم رسولوں کو دوسرے رسولوں پر بھی بہت رفعت حاصل تھی لیکن تمام رسولوں اور نبیوں پر برتری صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی تھی۔ اس قول کا ثبوت احادیث سے ہوتا ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔

---

۳۳ ع ۵ ۱

خلاصہ رکوع ۳۳

بنی اسرائیل کا امتحان اور اس کی حکمت بیان کی گئی۔ طالوت کی فوج کو کامیابی کیلئے دعا سکھائی گئی۔ طالوت کی فتح اور جالوت کے قتل کی تفصیلات ذکر فرمائی گئیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت وسلطنت سے سرفراز فرمانا ذکر کیا گیا۔ آخر میں جہاد کی حکمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت فرمایا گیا۔

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ

وہی گنہگار ہیں اللہ وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اس کے سوا وہ ہمیشہ زندہ (اور) سب کا

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا

تھامنے والا ہے اس کو نہیں آتی اونگھ اور نہ نیند! اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

زمین میں ہے ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے!

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ

وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے! وہ نہیں احاطہ کرسکتے

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ

اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا مگر جتنا وہ چاہے! گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ

تمام آسمانوں اور زمین کو! اور نہیں گراں گزرتی اس کو ان کی حفاظت اور وہ

الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ

عالیشان عظمت والا ہے ف۱ کچھ زبردستی نہیں دین کے بارے میں! بیشک الگ ظاہر

الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ

ہو چکی ہدایت گمراہی سے تو جو نہ مانے بتوں کو اور ایمان لاوے

بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ

اللہ پر تو بے شک اس نے پکڑلی مضبوط رسی جو ٹوٹنے والی نہیں!

ف۱ قرآن کی سب سے عظیم آیت

امام بخاری نے ابن الاسقع البکری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس مہاجرین کے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے پوچھا قرآن میں کون سی آیت عظیم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت الکرسی ہے (طبرانی)

حضرت ابی بن کعب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو المنذر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا "اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا تجھ کو علم مبارک ہو پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں یا یہ عرش کے پاس فرشتہ اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ (مسلم)

ولادت کی آسانی:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچہ جننے کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ وہ دونوں ان کے پاس بیٹھ کر آیۃ الکرسی اور اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ والی آیت پڑھیں اور معوذتین کے ذریعہ ان پر دم کریں۔ (ابن السنی از فاطمہ)

خاصیت: آیت ۲۵۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے اجالے کی جانب ! اور جو لوگ کافر ہیں

اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ

ان کے رفیق شیطان ہیں جو ان کو نکالتے ہیں اجالے سے اندھیروں کی جانب

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع اَلَمْ تَرَ

یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (اے محمد) کیا تو نے اس کے حال پر نظر نہیں کی جس نے

اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ

جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں اس وجہ سے کہ دے دی تھی اس کو اللہ نے سلطنت

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا

جب ابراہیم نے کہا کہ میرا ربّ وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے ! وہ بولا کہ میں

اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۗ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ

بھی جلاتا اور مارتا ہوں ! ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو نکالتا ہے

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

پورب سے پس تو اس کو نکال دے پچھم سے ! تب تو

الَّذِيْ كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ ج

بھونچکا رہ گیا وہ کافر ! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا نا انصاف لوگوں کو ف۱

ف۱ ف۲ ف۳

ف۱ ایمان کے نور اور کفر کی ظلمت کی مثال

پہلی آیت میں اہل ایمان واہل کفر اور ان کے نور ہدایت اور ظلمت کفر کا ذکر تھا اب اس کی تائید میں چند نظائر بیان فرماتے ہیں۔ نظیر اول میں نمرود بادشاہ کا ذکر ہے وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا نمرود نے دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا اس نے کہا رب تو میں ہوں انہوں نے جواب دیا کہ میں حاکم کو رب نہیں کہتا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی منگا کر بے قصور مار ڈالے اور قصوروار کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھا میں جسکو چاہوں مارتا ہوں جسے چاہوں نہیں مارتا اس پر حضرت ابراہیم نے آفتاب کی دلیل پیش فرما کر اس مغرور احمق کو لاجواب کیا اور اس کی ہدایت نہ ہوئی یعنی لاجواب ہو کر بھی ارشاد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان نہ لایا حالانکہ جیسا جواب پہلے ارشاد کا دیا تھا ویسا جواب دینے کی یہاں گنجائش تھی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

حضرت ایوب بن خالد فرماتے ہیں کہ اہل ہوا یا اہل فتنہ کھڑے کیے جائیں گے جس کی چاہت صرف ایمان ہی کی ہو وہ تو روشن صاف اور نورانی ہوگا۔ اور جسکی خواہش کفر کی ہو وہ سیاہ اور اندھیریوں والا ہوگا۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

رکوع ۳۴

ع ۳۴ / ۲ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور علم وقدرت کو بیان فرمایا گیا کہ کس طرح نظام عالم کو اسی کی ذات واحد چلا رہی ہے۔ آگے دین متین کی وضاحت کے سلسلہ میں فرمایا کہ

اسلام قبول کرنے میں آزادی ہے لیکن قبولیت کے بعد آزادی نہیں۔

حق وباطل میں واضح امتیاز فرما دیا گیا اور کفر وایمان کے نتائج بھی بتا دیے گئے۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا

یا کیا نظر نہ کی تو نے اس کے حال پر جو گزرا ایک قصبہ پر اور وہ ڈھیا ہوا پڑا تھا اپنی چھتوں پر! ول

قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ

کہنے لگا کہ کس طرح زندہ کرے گا اس کو اللہ اس کے مرے پیچھے؟ تو اس شخص کو مُردہ رکھا

مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ

اللہ نے سو برس پھر اس کو جلا اٹھایا! پوچھا تو کتنی دیر رہا اس نے جواب دیا

يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

کہ رہا ہوں گا ایک دن یا ایک دن سے کم! فرمایا بلکہ رہا تو سو برس

فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ

اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو کہ سڑا تک نہیں اور دیکھ اپنے گدھے کو!

إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ

اور تاکہ ہم بنائیں تجھ کو نمونہ لوگوں کے لئے اور دیکھ ہڈیوں کی جانب کہ

كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ

کیوں کر ہم ان کا ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان کو پہنائے دیتے ہیں گوشت!

قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ

پھر جب اس کو کھل گیا تو بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (یاد کرو) جب کہا

إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ

ابراہیم نے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھا دے تو کیونکر زندہ کرے گا مُردوں کو؟ فرمایا کہ کیا تجھ کو

ول آیت نمبر ۲۵۹ اور ۲۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے دو ایسے واقعے ذکر فرمائے ہیں جن میں اس نے اپنے دو خاص بندوں کو اس دنیا ہی میں مردوں کو زندہ کرنے کا مشاہدہ کرایا۔ پہلے واقعے میں ایک ایسی بستی کا ذکر ہے جو مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس کے تمام باشندے مر کھپ چکے تھے، اور مکانات چھتوں سمیت گر کر مٹی میں مل گئے تھے۔ ایک صاحب کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ اس ساری بستی کو کس طرح زندہ کرے گا۔ بظاہر اس سوچ کا منشاء خدانخواستہ کوئی شک کرنا نہیں تھا، بلکہ حیرت کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ اس طرح کرایا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ یہ صاحب کون تھے؟ اور یہ بستی کونسی تھی؟ یہ بات قرآن کریم نے نہیں بتائی، اور کوئی مستند روایت بھی ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے یقینی طور پر ان باتوں کا تعین کیا جاسکے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ بستی بیت المقدس تھی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب بخت نصر نے اس پر حملہ کر کے اسے تباہ کر ڈالا تھا اور یہ صاحب حضرت عزیر یا حضرت ارمیا علیہ السلام تھے۔ لیکن نہ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے، نہ اس کھوج میں پڑنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کا مقصد اس کے بغیر بھی واضح ہے۔ البتہ یہ بات تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کہ یہ صاحب کوئی نبی تھے۔ کیونکہ اول تو اس آیت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے نیز اس طرح کے واقعات انبیائے کرام ہی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

(توضیح القرآن)

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ

یقین نہیں ؟ عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو جاوے میرے دل کو !

اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى

فرمایا تو لے لے چار پرند ف۱ اور جمع کر ان کو اپنے پاس پھر ڈال دے

كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ

ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا پھر آواز دے ان کو کہ چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اور جانے رہ کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

اپنے مال اللہ کے راستہ میں اس دانے جیسی ہے جس سے سات

سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

بالیں اُگیں کہ ہر بال میں سو سو دانے ہیں! اور اللہ بڑھاتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ گنجائش والا واقف کار ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر خرچ کئے پیچھے نہیں جتاتے احسان اور نہ ستاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ان کے لئے ان کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ ڈر ہے

ف۱ چار پرندے لینے کی حکمت

عطاء خراسانی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ سبز بطخ، کالا کوا، سفید کبوتر اور سرخ مرغ لے لے۔ میں کہتا ہوں، چار پرندے لینے کا حکم شاید اس وجہ سے دیا کہ انسان اور دوسرے تمام حیوان چار اخلاط سے بنے ہیں اور چار اخلاط چار عناصر سے پیدا ہوتے ہیں سرخ مرغ خون کی تعبیر ہے اور سفید کبوتر بلغم کی اور سیاہ کوا سوداء کو بتا رہا ہے اور سبز بطخ صفراء کو۔ ان جانوروں کو مرے پیچھے زندہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ انسانی اجزاء بھی مرنے کے بعد زندہ کئے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۳۵

ع ۳۵ / ۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود کا ناحق جھگڑا اور نمرود کی کج فہمی اور مناظرہ میں ناکامی ذکر کی گئی۔ یروشلم کی تباہی و ویرانی پر حضرت عزیر کا تعجب اور اس کے ازالہ کیلئے حضرت عزیر کو سو سال بعد زندہ کیا گیا تا کہ احیائے موتی کا یقین پیدا ہو جائے۔ آخر میں بعد الموت کے مشاہدہ کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ذکر کی گئی اور پھر مشاہدہ کی صورت ذکر کی گئی جس میں معجزات کے منکرین کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ

اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ کلام معقول اور در گزر کرنا

مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ

بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد میں ستانا ہو! اور اللہ

غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

بے پرواہ بڑے تحمل والا ہے ؎۱ اے ایمان والو! اکارت نہ کرو اپنی

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

خیرات احسان جتا کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے

رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ

اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کو اور نہیں ایمان لاتا اللہ اور روزِ آخرت پر تو اس کی خیرات کی

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ

مثال ایسی چٹان کی سی ہے جس پر مٹی پڑی ہے پھر برسا اس پر زور کا مینہ

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ

تو اس نے اس کو سپاٹ کر چھوڑا نہ ہاتھ لگے گا ان کے کچھ اس میں سے جو انہوں نے کمایا!

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ

اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں۔ اور ان کی مثال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ

جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی رضا جوئی میں اور اپنی نیت ثابت رکھ

؎۱ صدقات وخیرات کی شرطیں

جس طرح نماز کے لئے دو قسم کی شرائط ہیں۔ایک شرط صحت، جیسے وضو اور طہارت اور دوسری شرط بقاء جیسے نماز میں کسی سے باتیں نہ کرنا اور کھانے پینے سے پرہیز کرنا۔ پس اگر وضو ہی نہ کرے تو سرے ہی سے نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر وضو اور طہارت کے بعد نماز شروع کی، مگر ایک رکعت یا دو رکعت کے بعد نماز میں کھانا اور پینا اور بولنا شروع کر دیا تو اس کی نماز باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح صدقات اور خیرات کے لئے بھی دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک شرط صحت اور دوسری شرط بقاء اخلاص شرط صحت ہے۔ بغیر اخلاص کے صدقہ صحیح ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو صدقہ ریاء اور نفاق کے ساتھ دیا جائے وہ شریعت میں معتبر نہیں۔اور من اور اذی سے پرہیز شرط بقاء ہے یعنی صدقہ اور خیرات اس وقت تک محفوظ اور باقی رہیں گے جب تک صدقہ دینے کے بعد نہ تو احسان جتایا جائے اور نہ سائل کو کسی قسم کی ایذاء پہنچائی جائے۔ اگر صدقہ دینے کے بعد احسان جتایا یا ستایا تو وہ صدقہ ضائع اور باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں صدقہ اور خیرات کے مفسدات میں سے ہیں، جیسے کھانے اور پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اسی طرح من اور اذی سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے۔

(معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۲۶۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ

کر ایک باغ جیسی ہے جو اونچے پر (واقع) ہو کہ اس پر پڑا زور کا

أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ

مینہ تو وہ لایا پھل دو چند! اور اگر نہ پڑا اس پر زور کا مینہ تو پھوار ہی (کافی ہو گئی) اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ

وہ کام جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے کیا پسند کرتا ہے تم میں کوئی اس بات کو

جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

کہ ہو اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا کہ بہتی ہوں اس کے نیچے

الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ

نہریں !اس کو وہاں ہر قسم کے پھل میسّر ہوں اور آپہونچے اس کو

الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ

بڑھاپا اور اس کے بال بچے ناتواں ہوں۔ پھر آپڑے باغ پر ایک بگولہ جس میں

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ

آگ تھی اور وہ جل بھُن گیا ! اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنے احکام

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا

تاکہ تم غور کرو ف۱ اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے

مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ

ستھری چیزیں جو تم نے کمائی ہوں اور اس میں سے جو ہم نے اگائی ہوں تمہارے

ف۱ روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک بات اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے جس کو حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا کہ یہ آیت تمام طاعات کو عام ہے کہ جس طاعت کے بعد آدمی گناہوں میں منہمک ہو جائے تو وہ طاعت خراب ہو جائے گی اس کی تحقیق جیسا کہ اوپر اجمالاً بیان کیا گیا ہے کہ طاعات میں کچھ شرطیں انوار و برکات باقی رہنے کے لئے بھی ہوا کرتی ہیں وہ شرط یہ ہے کہ طاعت کے بعد عموماً سب گناہوں سے پرہیز رکھے کیونکہ جب طاعت کے بعد معاصی میں مشغول و منہمک ہوتا ہے تو ان کے انوار و برکات سلب ہو جاتے ہیں۔ جس کا اثر دنیا میں تو یہ ہوتا ہے کہ قلب میں جو حلاوت طاعت سے پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہو جاتی ہے اور ایک طاعت سے جو دوسری طاعات کا سلسلہ چلا کرتا ہے اور ویسے ہی سامان جمع ہونے لگتے ہیں۔ جس کا نام توفیق ہے وہ توفیق بند ہو جاتی ہے بلکہ

خلاصہ رکوع ۳۶

راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کی فضیلت کو گندم کے دانہ سے تشبیہ دیکر واضح کیا گیا۔ انفاق خرچ کرنے کے سلسلہ احسان جتانے اور ایذا دینے سے ممانعت کا حکم دیا گیا کہ اس طرح دینے سے نہ دینا بہتر ہے کہ احسان جتانے سے ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ آگے پر خلوص صدقہ پر ملنے والے اجر کا ذکر فرمایا اور ایک باغ کی مثال دی کہ خلوص کے بغیر دیا جانیوالا صدقہ ایسا ہے جیسے بہترین باغ کو آگ کا بگولہ خاکستر کر دے۔

ع ۳۶ / ۴

مِنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

واسطے زمین سے ! اور نہ ارادہ کرنا ناپاک کا کہ اس میں سے خرچ کرنے لگو

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا

حالانکہ تم اس کو خود نہ لو مگر یہ کہ اس میں چشم پوشی کرجاؤ ! اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

اللہ بے پرواہ (اور) تعریف کے لائق ہے۔ شیطان تم کو ڈراتا ہے تنگدستی سے

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

اور تم کو حکم کرتا ہے بے حیائی کا ! ف۱ اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے اپنی بخشش

وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖۚ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ

اور برکت کا ! اور اللہ گنجائش والا واقف کار ہے وہی سمجھ دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا

جس کو چاہتا ہے۔ اور جس کو سمجھ مل گئی تو بیشک اس کو مل گئی بڑی خوبی

كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر سمجھ دار۔ اور جو کچھ تم خرچ کروگے

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ

خیرات اور مانو گے کوئی منت تو بے شک اللہ اس سے واقف ہے !

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

اور نہ ہوگا گنہگاروں کا کوئی مددگار۔ اگر تم ظاہر میں خیرات دو تو کیا اچھی بات ہے

طاعات معمولہ میں بھی ناغہ اور سستی اور کمی ہونے لگتی ہے اور جو ثمرات آخرت میں ان فوت شدہ اعمال پر ملتے وہاں اس سے محروم رہے گا یہ اثر عالم آخرت میں ہوگا غرض اس نور و برکت کے سلب ہونے کو بھی کہیں آیات و احادیث میں حبط وغیرہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے مگر اس سے مراد حبط بمعنی مشہور نہیں کہ خود اس طاعت کا بھی ثواب نہ ملے اور وہ بالکل اکارت ہوجائے۔

ف۱ شیطان غربت کی دھمکی دیتا ہے

جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کرونگا تو مفلس رہ جاؤنگا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدۂ الٰہی سے اعراض کرکے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کرلینا چاہئے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے۔ یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی حکم کرنا تو در کنار رہا اور اگر یہ خیال آوے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں سب کے ظاہر و باطن نیت عمل کو خوب جانتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ

اور اگر اس کو چھپاؤ اور دو حاجت مندوں کو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ

لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بہتر ہوگا ! اور دور کردے گا تمہارے گناہ ! اور اللہ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

خَبِيرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي

خبردار ہے ف۱ تیرے ذمہ نہیں ہے ان لوگوں کا راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا

جسے چاہے ! اور جو کچھ تم خرچ کرو گے مال سو اپنے لئے اور نہ

تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ

خرچ کرو مگر اللہ کی رضا جوئی میں !اور جو کچھ تم خرچ کرو گے مال تم تک پورا پہنچا

يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ

دیا جاوے گا ۔ اور تمہارا حق نہ مارا جاوے گا ف۲ ۔ (خیرات دیا کرو) ان مفلسوں کو

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا

جو گھرے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں ف۳ کہ نہیں چل پھر سکتے ملک میں

فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

سمجھے ان کو انجان آدمی مال دار انکی بے سوالی کی وجہ سے

تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ

تو ان کو پہچان جاوے گا ان کی صورت سے ! وہ نہیں مانگتے لوگوں سے لگ لپٹ کر !

ف۱ امام حسن بصریؒ کا قول ہے کہ یہ آیت فرض اور نفل سب صدقات کو شامل ہے اور سب میں اخفاء ہی افضل ہے اس میں دینی و دنیاوی سب طرح کے منافع ہیں۔

ف۲ سبب نزول:
جب آپ نے صحابہ کو مسلمانوں کے سوا اوروں پر صدقہ کرنے سے روکا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ مال ہی کی غرض سے دین حق کی طرف راغب ہوں۔ آگے یہ فرمادیا کہ ثواب جب ہی تک ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی مطلوب ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عام حکم آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس کو مال دوگے تم کو اس کا ثواب دیا جائے گا مسلم غیر مسلم کسی کی تخصیص یعنی جس پر صدقہ کرو اس میں مسلم کی تخصیص نہیں البتہ صدقہ میں یہ ضرور ہے کہ محض لوجہ اللہ ہو۔ (تفسیر حقانی)

ف۳ لوہے سے بھی سخت چیز:
مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو ہلنے لگی اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر کے انہیں گاڑ دیا جس سے زمین کا ہلنا موقوف ہوگیا۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی ایسی سنگین پیدائش پر تعجب ہوا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ باری تعالیٰ کیا تیری مخلوق میں پہاڑ سے زیادہ سخت بھی کوئی ہے؟ فرمایا ہاں "لوہا" پھر اس سے سخت "آگ" اور اس سے سخت "پانی" اور اس سے سخت "ہوا" دریافت کیا اس سے بھی زیادہ سخت فرمایا ابن آدم جو اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر نہیں ہوتی۔

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے کام کی چیز تو اللہ اس کو جانتا ہے جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن چھپے اور ظاہر

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

تو ان کے لئے ان کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ ڈر ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ

اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے [1] جو لوگ کھاتے ہیں سود وہ نہ کھڑے ہوسکیں گے

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ

مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کے حواس کھودیئے ہوں شیطان نے اپنی

الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

جھپٹ سے! یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو سود ہی جیسی ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ

حالانکہ جائز کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا سود کو! تو جس شخص کے پاس پہنچ چکی

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ

نصیحت اس کے پروردگار کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اسی کا ہے جو لے چکا! اور اس کا

اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جس نے پھر سود لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں

خلاصہ رکوع ۳۷

ع ۳۷ / ۵

راہ خدا میں عمدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی اور بتایا گیا کہ اس خرچ کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے اس لئے کہ خدا کی ذات غنی وحمید ہے۔ چونکہ خرچ کرنے میں شیطانی وساوس اور بخل مانع تھے اس لئے آگے شیطان کی راہ چلنے سے روک دیا گیا۔ پھر دین کی فہم وحکمت کی نعمت کو ذکر کیا گیا کہ یہ بڑی دولت ہے۔ مزید صدقات کے بارہ میں تنبیہات فرمائی گئیں آگے صدقہ وخیرات کے چند مستحق مصارف ذکر فرمائے گئے۔

[1] اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب موقع ہو اسی وقت خرچ کرنا چاہئے اس سے یہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ پوشیدہ خرچ کرنا اسی وقت افضل ہے جبکہ ظاہر کرکے دینے کی ضرورت نہ ہو اور اگر مثلاً مجمع عام میں ایک شخص کا بھوک سے دم نکلا جاتا ہے اور ہم اس کو نفع پہنچا سکتے ہیں تو اب وہاں یہ انتظار کرنا کہ جب سارے ہٹ جائیں اس وقت اس کی خبر گیری کریں گے اسی مثل کا مصداق ہوگا کہ تاتریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود اور یہ جو کہا گیا ہے کہ ان پر کوئی خطرہ واقع ہونے والا نہیں اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ قیامت کے روز تو خاص بندے بھی بڑے خوف و خطر میں مشغول ہوں گے جواب یہ ہوا کہ گو خود ان کو خطرہ ہو مگر جس امر کا خطرہ ہے وہ ان کو پیش نہ آئے گا۔

فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ گھٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ ناخوش ہے ہر کافر گناہ گار سے جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

اور عمل نیک کئے اور قائم کی نماز اور دی زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ان کے لئے ان کا ثواب پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان کو کچھ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ایمان والو ڈرو

اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ رہ گیا سود اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ

مسلمان ہو اور اگر ایسا نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ اللہ

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ

اور اس کے رسول سے لڑنے کو ! اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو اصل رقم تمہاری!

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ

نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے ف۲ ! اور اگر کوئی تنگدست ہو تو

ف۱ یعنی جو لوگ صرف سود لیتے ہیں اور اس کو حلال نہیں کہتے وہ دوزخ میں سزا بھگتنے کو جائیں گے کیونکہ ان کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہے اور جو لوگ اس کو حلال کہتے ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کیونکہ ان کا یہ قول کفر ہے۔

ف۲ سب سے پہلے سایہ الٰہی میں آنے والا

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا تھا میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے قیامت کے دن جس شخص پر سب سے پہلے اللہ کا سایہ ہوگا وہ شخص وہ ہوگا جس نے کسی تنگ دست کو ادائے قرض کی مہلت اس وقت تک دی ہو جب تک اس کو میسر آئے یا اپنا مطالبہ بالکل معاف کردیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ میں اپنے حق سے اللہ واسطے تجھے سبکدوش کرتا ہوں اور معافی کے بعد قرض کی تحریر جلادی ہو۔ (رواہ الطبرانی)

آیت میں جو جہاد کے لئے فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر سود کو حلال سمجھ کر نہ چھوڑے تو وہ کافر ہے جیسے کفار کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اسی طرح اس شخص پر ہوگا اور اگر سود کو حرام سمجھ کر لینے سے باز نہ آوے تو اس پر جبر کیا جاوے گا مگر جبر دو چار پر تو چل سکتا ہے اگر وہ جبر کو نہ مانے بلکہ جماعت بندی کر کے مقابلہ سے پیش آوے تو ان پر بھی جہاد ہوا کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر مسلمان کسی خاص حکم شرعی کے چھوڑنے پر اتفاق کرلیں تو خواہ وہ سنت ہی کیوں نہ ہو ان پر امام کو جہاد کرنا چاہئے۔

فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

مہلت دینی چاہیے فراخی تک۔ اور یہ سلوک کہ (قرضہ کا روپیہ بھی) معاف کردو

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى

تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرو اس دن سے جس میں تم لوٹائے جاؤ گے

اللّٰهِ ۖ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

اللہ کی طرف پھر پورا ملے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر

يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

ظلم نہ کیا جاوے گا۔ ایمان والو جب تم لین دین کیا کرو قرض کا

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ

ایک میعاد مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور چاہیے کہ لکھ دیوے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا

بِالْعَدْلِ ۖ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

انصاف سے! اور نہ انکار کرے لکھنے والا اس بات سے کہ لکھ دے جس طرح اللہ نے سکھایا ہے

فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

تو اس کو چاہیے کہ لکھ دے اور لکھواتا جاوے وہ شخص جس پر حق ہے اور اللہ سے

رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ

ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور نہ کانٹ چھانٹ کرے اس میں کچھ پھر اگر وہ شخص جس

الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ

پر حق ہے کم عقل یا کمزور ہو ولے یا خود نہ لکھوا سکتا ہو

ولے سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا: خفیف العقل سے مراد وہ ہے جس کی عقل خراب ہو خواہ مجنون ہو یا بھولا بیوقوف اور ضعیف البدن سے مراد نابالغ یا بوڑھا ہے پس نابالغ اور مجنون و بیوقوف کی بیع وشراء و اقرار تو شرعاً ناقابل اعتبار ہے ان کے معاملات اس قسم کے بدون ولی شرعی کی اجازت کے درست نہیں ہو سکتے ولی یا تو خود معاملہ کرے اور ان کے مال میں سے دام وغیرہ دے دے اور اگر یہ خود معاملہ کریں تو اگر ولی مطلع ہو کر کہہ دے کہ میں اس معاملہ کو جائز رکھتا ہوں تب درست ہوگا اور ایسا ولی جس کو ان کے مال میں تصرف کا حق حاصل ہو باپ ہے یا جس کو باپ نے وصیت کی اور دادا یا جس کو دادا نے وصیت کی یا حاکم شرعی اور بوڑھا اگر بدحواس ہو جائے تب تو اس کا بھی یہی حکم ہے ورنہ وہ خود معاملہ کر سکتا ہے۔ اور اگر اپنے آرام کے لئے کسی کو مختار کار کر دے یہ بھی جائز ہے اس کو وکیل کہتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۳۸ (ع ۳۸)

راہ خدا میں خفیہ و اعلانیہ خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی۔ سود کی قباحت اور روز قیامت سود خور کی کیا حالت ہوگی اس کی منظر کشی کی گئی۔ آگے سود سے توبہ کرنیوالوں کے بارہ میں فرمایا گیا کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن سود کی حرمت معلوم ہونے کے باوجود اس کے کھانے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔ سود کے مقابل صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی گئی۔ آگے اہل ایمان جو اعمال صالحہ بجالاتے ہوں انہیں پرامن اور بے خوف زندگی کی بشارت دی گئی۔ پھر دوبارہ سود نہ چھوڑنے پر وعید فرمائی گئی۔ آخر میں تنگدست مقروض سے نرمی کرنے کا حکم دیا گیا اور روز محشر کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا۔

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا

تو لکھواتا جاوے اس کا مختار انصاف سے ف اور کرلیا کرو

شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ

دو گواہ مردوں میں سے! پھر اگر دو مرد نہ ہوں

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو گواہوں میں سے تم پسند کرو اس وجہ سے کہ بھول

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا

جاوے ان میں سے کوئی تو یاد دلادے گی ایک عورت دوسری کو اور نہ

يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

انکار کریں گواہ جب بلائے جاویں ! اس میں کاہلی نہ کرو کہ اس کو لکھ لیا کرو

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ

چھوٹا ہو معاملہ یا بڑا میعاد تک! یہ نہایت منصفانہ کارروائی ہے

اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ

اللہ کے نزدیک اور بہت دُرست ہے گواہی کے لئے لگتا ہے کہ تم کو شبہ نہ پڑے مگر

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ

یہ صورت کہ ہو سودا دم نقد جس کا تم لین دین کرتے ہو آپس میں

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا

تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اس کو نہ لکھو ! اور گواہ تو کر ہی لیا کرو جب تم

ف آیۃ المدّین:
یہ آیت قرآن کریم کی تمام آیتوں سے بڑی ہے۔ حضرت سعید بن میسبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قرآن کی سب سے نئی آیت عرش کے ساتھ یہی آیت الدین ہے۔
یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے انکار کرنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور قیامت تک کی تمام ان کی اولاد نکالی۔ آپ نے اپنی اولاد کو دیکھا ایک شخص کو خوب تر و تازہ اور نورانی دیکھ کر پوچھا کہ خدایا! ان کا کیا نام ہے؟ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے لڑکے داؤد ہیں۔ پوچھا خدایا! ان کی عمر کیا ہے؟ فرمایا ساٹھ سال کہا خدایا اس کی عمر کچھ اور بڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں، ہاں اگر تم اپنی عمر میں سے کچھ دینا چاہو تو دے دو کہا خدایا میری عمر میں سے چالیس سال اسے دیئے جائیں۔ چنانچہ دے دیئے گئے۔ حضرت آدمؑ کی اصل عمر ایک ہزار سال کی تھی، اس لین دین کو لکھا گیا اور فرشتوں کو اس پر گواہ کیا گیا۔ حضرت آدمؑ کی موت جب آئی تو کہنے لگے خدایا میری عمر میں سے تو ابھی چالیس سال باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تم نے اپنے لڑکے (حضرت) داؤدؑ کو دیدیئے ہیں۔ تو حضرت آدمؑ نے انکار کیا، جس پر وہ لکھا ہوا دکھایا گیا اور فرشتوں کی گواہی گزری۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار کی پوری کی اور حضرت داؤدؑ کی ایک سو سال کی (مسند احمد)۔ لیکن یہ حدیث بہت ہی غریب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬ۚ وَاِنْ

سودا کرو ! اور نہ نقصان پہنچایا جاوے لکھنے والا اور نہ گواہ ! اور اگر

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ

ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تم کو

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى

سکھاتا ہے! اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۱ اور اگر تم سفر میں ہو

سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ

اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو با قبضہ (ہونی چاہیے) ! پس اگر

اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ

اعتبار کرے تم میں ایک دوسرے پر تو اس کو ادا کر دینا چاہیے جس پر اعتبار کیا گیا ہے

اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

دوسرے کی امانت اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور تم نہ چھپاؤ گواہی !

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور جو اس کو چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے! اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب جانتا ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ یا اس کو چھپاؤ اس کا تم سے حساب لے گا

ف۱ قرض اور ادھار کے احکام

مسئلہ: ادھار کے معاملات کی دستاویز لکھنی چاہئے تاکہ بھول چوک یا انکار کے وقت کام آئے۔ نیز ادھار کا معاملہ جب کیا جائے تو اس کی میعاد ضرور مقرر کی جائے۔ غیر معین مدت کیلئے ادھار لینا دینا جائز نہیں کیونکہ اس سے جھگڑے فساد کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا کہ میعاد بھی ایسی مقرر ہونا چاہئے جس میں کوئی ابہام نہ ہو۔ مہینہ اور تاریخ کے ساتھ متعین کی جائے کوئی مبہم میعاد نہ رکھیں جیسے کھیتی کٹنے کے وقت کیونکہ وہ موسم کے اختلاف سے آگے پیچھے ہوسکتا ہے۔ (معارف القرآن)

گواہی دینے سے بلا عذر شرعی انکار کرنا گناہ ہے

مسئلہ: جب ان کو کسی معاملہ میں گواہ بنانے کیلئے بلایا جائے تو وہ آنے سے انکار نہ کریں۔ کیونکہ شہادت ہی احیائے حق کا ذریعہ اور جھگڑے چکانے کا طریقہ ہے۔ اس لئے اس کو اہم قومی خدمت سمجھ کر تکلیف برداشت کریں۔

خلاصہ رکوع ۳۹

آپس کے معاملات اور معاشرت اور لین دین کے بارہ میں احکامات سے نوازا گیا اور تحریری دستاویز لکھ رکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا۔ اس ضمن میں گواہ کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ گواہی سے انکار نہ کرے۔ دوران سفر معاملہ کرنے اور رہن کے بارہ میں ہدایات دی گئیں اور آخر میں گواہی چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے سے ممانعت کی گئی۔

۳۹ ع ۲ ۷

اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اللہ۔ پھر بخشے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے!

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۸۴ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے مان لیا پیغمبر نے جو کچھ اس پر

اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

اترا اس کے پروردگار کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی! سب کے سب

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

ایمان لے آئے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر

اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

کہ ہم جدا نہیں سمجھتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں اور بول اُٹھے کہ ہم نے سنا اور مان لیا! تیری بخشش (چاہتے ہیں)

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۲۸۵ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ف۱۔ اللہ تکلیف نہیں دیتا

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق! اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا!

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اور اے ہمارے پروردگار

تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ تو نے رکھا تھا ان پر جو ہم سے

ف۱ شانِ نزول:

پہلی آیت سے جب یہ معلوم ہوا کہ دل کے خیالات پر بھی حساب اور گرفت ہے تو اس پر حضرات صحابہ گھبرائے اور ڈرے اور ان کو اتنا صدمہ ہوا کہ کسی آیت پر نہ ہوا تھا آپ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا وقالو اسمعنا و اطعنا یعنی اشکال نظر آئے یا دقت مگر حق تعالیٰ کے ارشاد کی تسلیم میں ادنیٰ توقف بھی مت کرو اور سینہ ٹھوک کر سمعنا واطعنا عرض کرو آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو انشراح کے ساتھ یہ کلمات زبان پر بے ساختہ جاری ہو گئے مطلب ان کا یہ ہے کہ ہم ایمان لائے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کی یعنی اپنی دقت اور خلجان سب کو چھوڑ کر ارشاد کی تعمیل میں مستعدی اور آمادگی ظاہر کی حق تعالیٰ کو یہ بات پسند ہوئی تب یہ دونوں آیتیں اتری اول یعنی امن الرسول الخ اس میں رسول کریم اور ان کے بعد صحابہ کہ جن کو اشکال مذکور پیش آیا تھا ان کے ایمان کی حق سبحانہٗ نے تفصیل کے ساتھ مدح فرمائی جس سے ان کے دلوں میں اطمینان ترقی پاوے اور خلجان سابق زائل ہو اس کے بعد دوسری آیت لا یکلف اللہ نفسا الخ میں فرما دیا کہ مقدور سے باہر کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی اب اگر کوئی دل میں گناہ کا خیال اور خطرہ پائے اور اس پر عمل نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور بھول چوک بھی معاف ہے غرض صاف فرما دیا کہ جن باتوں سے بچنا طاقت سے باہر ہے جیسے برے کام کا خیال و خطرہ یا بھول چوک ان پر مواخذہ نہیں ہاں جو باتیں بندہ کے ارادے اور اختیار میں ہیں ان پر مواخذہ ہوگا اب آیت سابقہ کو سن کر جو صدمہ ہوا تھا اس کے معنی بھی اسی پچھلے قاعدہ کے موافق لینے چاہئیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خلجان مذکور کا اب ایسا قلع قمع ہو گیا کہ سبحان اللہ فائدہ جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے یعنی یہود اور نصاریٰ کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا۔ (تفسیر حقانی)

خاصیت: آیت ۲۸۵۔۲۸۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ

پہلے تھے! اور اے پروردگار ہم سے نہ اٹھوا اتنا بوجھ جس کی ہم میں سکت نہیں

عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا

اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر! تو ہی ہمارا حامی ہے

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

تو ہماری مدد کر ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کافر ہیں!

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں دوسو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ

اللہ (وہ ذات ہے) کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے وہ ہمیشہ زندہ سب کا تھامنے والا ہے

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ

(اے محمد) اس نے اتاری تجھ پر کتاب برحق کہ تصدیق کرتی ہے ان کی جو اس سے پہلے تھیں اور اسی نے اُتاری

التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

توریت اور انجیل پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے

وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور اس نے اُتارا معجزہ! بے شک جنہوں نے نہ مانا اللہ کی آیتوں کو ان کے لئے

خلاصہ رکوع ۴۰

قدرت خداوندی زمین و آسمان کو محیط ہے۔ اس لئے انسان کا کوئی معاملہ اللہ سے پوشیدہ نہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آگے ایمان کے اجزاء ایمان باللہ، فرشتوں، آسمانی کتب اور رسولوں پر ایمان رکھنے کا فرمایا گیا کہ یہ عقیدہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے ایمان کا حصہ ہے اور اہل ایمان کا شیوہ ہے کہ وہ ہر حکم خداوندی کو بسر و چشم قبول کر لیتے ہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ آدمی اسی کا مکلف ہے جو اس کے اختیار میں ہے۔ اہل ایمان کو ایک جامع دعا تعلیم فرمائی گئی جس میں دنیا و آخرت کی خیر و برکات جمع کر دی گئیں ہیں۔

ع ۴۰ / ۸

نسیان کا علاج

جس نے سوتے وقت بقرہ کی درج ذیل دس آیتیں پڑھنے کا معمول بنالیا وہ قرآن کبھی نہیں بھولے گا۔ شروع والی چار آیتیں۔ آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیتیں، اور بقرہ کی آخر والی تین آیتیں۔ (دارمی)

دو شفا بخش آیتیں:

دو آیتیں قرآن کا مخصوص حصہ ہیں جو شفاء بخشنے والی ہیں اور منجملہ ان چیزوں کے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ اور وہ سورہ بقرہ کی آخر والی دو آیتیں ہیں۔ (دیلمی بروایت ابی ہریرہؓ)

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴

سخت عذاب ہے۔ اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا! ف۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا

بے شک اللہ (وہ ذات ہے کہ) اس سے کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ

فِي السَّمَاۗءِ ۝۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ

آسمان میں وہی ہے جو تمہاری صورت بناتا ہے ماں کے پیٹ میں

كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶ هُوَ

جیسی چاہتا ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی زبردست ہے حکمت والا۔ وہی ہے

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

جس نے اتاری تجھ پر کتاب جس کی بعض آیتیں پکی ہیں

اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

جو کتاب کی جڑ ہیں! اور بعض دوسری کئی معنی دینے والی ہیں! ف۲ تو وہ لوگ کہ جن کے

قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ

دلوں میں کجی ہے وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں ان آیتوں کے جو اس میں مبہم ہیں

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ

فساد پیدا کرنے کے ارادے سے! اور ان کا اصل مطلب جاننے کے قصد سے! حالانکہ نہیں جانتا ان کا اصل

اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

مطلب اللہ کے سوا کوئی! اور جو لوگ ثابت قدم ہیں علم میں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔

ف۱: یہاں قرآن کریم نے لفظ "فرقان" استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ چیز جو صحیح اور غلط کے درمیان فرق واضح کرنے والی ہو۔ قرآن کریم کا ایک نام "فرقان" بھی ہے اس لئے کہ وہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے والی کتاب ہے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے یہاں "فرقان" سے قرآن ہی مراد لیا ہے۔ دوسرے مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو انبیائے کرام کے ہاتھ پر ظاہر کئے گئے اور جنہوں نے ان کی نبوت کا ثبوت فراہم کیا۔ نیز اس لفظ سے وہ تمام دلائل بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔

ف۲ متشابہات قرآن کے پیچھے پڑنا فتنہ ہے

دارمی نے حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے کہ عنقریب تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو متشابہات قرآن میں تم سے جھگڑا کریں گے تم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی پکڑ کرنا کیونکہ اہل سنت ہی کتاب اللہ کو خوب جانتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور قرآن کے متعلق پوچھنے لگا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر اس کے کپڑوں سے لپٹ گئے اور اس کو کھینچ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لے گئے اور فرمایا ابو الحسن سنتے ہو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ مجھ سے آ کر یہ پوچھنے لگا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا اس بات کا برا پھل عنقریب نکلے گا۔

بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے ۔ اور سمجھائے نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار نہ کجی پیدا کر ہمارے دلوں میں اس کے بعد کہ تو ہدایت دے چکا ہم کو

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ رَبَّنَآ اِنَّكَ

اور عطا فرما ہم کو اپنے سرکار سے مہربانی ! بیشک تو بڑا دینے والا ہے اے ہمارے پروردگار بیشک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

اکٹھا کرے گا تمام لوگوں کو ایک دن کہ جس میں کچھ شک ہی نہیں ہے ! بیشک اللہ

الْمِيْعَادَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

وعدہ خلافی نہیں کرتا جن لوگوں نے کفر کیا ان کو ہرگز نہ بچاویں گے

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے کچھ ! اور یہی لوگ

هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۞ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

دوزخ کے ایندھن ہیں فرعون والوں اور ان سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ

لوگوں کا حال (ان کا بھی) ہوتا ہے ۔ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ان کو پکڑا اللہ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ قُلْ

ان کے گناہوں پر ! اور اللہ کی مار بہت سخت ہے (اے محمد) کہہ دے

خلافت آپ کی ہے اگر میری ہوتی تو میں اسکی گردن مار دیتا۔ داری نے بروایت سلیمان بن یسار لکھا ہے کہ ایک آدمی جس کا نام صبیغ تھا مدینہ میں آیا اور متشابہات قرآن کے متعلق پوچھنے لگا حضرت عمرؓ نے اس کو بلوایا اور کھجور کی ننگی ٹہنیاں اس کے لئے تیار رکھیں جب وہ آگیا تو آپ نے فرمایا کون ہے اس نے جواب دیا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں یہ فرمانے کے بعد ایک ٹہنی لے کر اسکے ماری اور اس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ صبیغ فوراً بول اٹھا امیر المؤمنین بس کیجئے وہ چیز جاتی رہی جو پہلے میں اپنے سر میں پاتا تھا۔
ابوعثمان سندی کا بیان ہے حضرت عمرؓ نے بصری کو لکھ بھیجا تھا کہ صبیغ کے ساتھ

خلاصہ رکوع ۱

اثبات توحید کے ضمن میں عیسائی عقائد کی رد میں نقلی دلائل ذکر کیے گئے اور ان کی نادانی کو واضح فرمایا گیا۔ پھر عقیدہ تثلیث کی تردید میں دلائل ذکر کئے گئے اور ان کے استدلال کا جواب دیا گیا۔ متشابہ آیات کے بارہ میں ٹیڑھے دل والوں کا حال اور اس کے برعکس راسخین فی العلم کا معاملہ ذکر فرمایا گیا۔ آخر میں ایسے راسخین کی دعا ذکر کی گئی کہ وہ ہدایت کے بعد گمراہی میں مبتلا ہونے سے کس طرح پناہ مانگتے ہیں۔

ع ۱ / ۹

نشست و برخاست نہ رکھنا اسکے بعد اگر وہ ہمارے جلسہ میں آتا تھا اور ہم سو آدمی بیٹھے ہوتے تھے تو سب الگ الگ ہو جاتے تھے اور جلسہ برخاست کر دیتے تھے۔ حضرت محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا تھا کہ صبیغ کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھنا اور اس کو تنخواہ و روزینہ نہ دینا۔

خاصیت : آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ

ان لوگوں سے جو کافر ہو گئے کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی جانب۔

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ

اور وہ بُری جگہ ہے ابھی ظاہر ہو چکی ہے تمہارے لئے نشانی دو فوجوں میں کہ آپس میں

الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

گتھ گئیں! ایک فوج تو لڑتی تھی اللہ کی راہ میں اور دوسری کافر تھی

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

کہ مسلمانوں کو دیکھتے تھے دو چند آنکھوں دیکھتے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

جس کو چاہے! بے شک اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے آراستہ کر دی گئی ہے ؎۱

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت (مثلاً) بیبیاں اور بیٹے!

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

اور بڑے بڑے ڈھیر سونے اور چاندی کے! اور نشان کئے ہوئے عمدہ

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

گھوڑے! اور مویشی! اور کھیتی! یہ تو فائدے ہیں دنیا کی چند روزہ

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ

زندگی کے اور اللہ کے ہاں اچھا ٹھکانا ہے (اے محمد) کہہ دے کہ میں تم کو

؎۱ عبرتناک واقعہ

جنگ بدر میں کفار تقریباً ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور تماشا یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دوگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دوگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور کامل توکل اور استقلال سے خدا کے وعدہ فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے اگر ان کی پوری تعداد جو تگنی تھی منکشف ہوتی تو ممکن تھا خوف طاری ہو جاتا۔ اور یہ فریقین کا دوگنی تعداد دیکھنا بعض احوال میں تھا ورنہ بعض احوال وہ تھے جب ہر ایک کو دوسرے فریق کی جمعیت کم محسوس ہوئی جیسا کہ سورۂ انفال میں آئے گا بہر حال ایک قلیل اور بے سرو سامان جماعت کو ایسی مضبوط جمعیت کے مقابلہ میں ان پیشین گوئیوں کے موافق جو مکہ میں کی گئی تھیں۔ اس طرح مظفر و منصور کرنا، آنکھیں رکھنے والوں کیلئے بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

بتاؤں اس سے بہت بہتر چیز! ان کے لئے جو پرہیزگار تھے اللہ کے ہاں جنت کے باغ ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور بیبیاں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ۚ

صاف ستھری اور اللہ کی خوشنودی ہے! اور اللہ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لا چکے پس تو بخش دے ہمارے گناہ

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور ہم کو بچا لے دوزخ کے عذاب سے۔ وا صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

اور اللہ کے حکم بردار اور خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا

اللہ گواہ ہے کہ کوئی عبادت کے قابل نہیں اس کے سوا اور فرشتے اور علم والے (گواہ ہیں)

الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ۭ

کہ وہ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے انصاف سے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے زبردست ہے حکمت والا ۲

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

بیشک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے! اور نہ مخالفت کی

ف۱ مال غنیمت میں چوری کی سزا

مسئلہ: مال غنیمت میں چوری گناہ عظیم ہے اور اسکی سزا عام چوریوں سے زیادہ اشد یعنی غلول ہے جب میدان حشر میں ساری مخلوق جمع ہوگی۔ سب کے سامنے اسکو اس طرح رسوا کیا جائیگا کہ جو مال چوری کیا تھا وہ اسکی گردن پر لدا ہوا ہوگا۔ یہی حال مدارس، خانقاہوں اور اوقاف کے اموال کا ہے جس میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے اگر معاف بھی کرائے تو کس کس سے کرائے اسی طرح حکومت کے سرکاری خزانہ (بیت المال) کا حکم ہے کیونکہ اس میں پورے ملک کے باشندوں کا حق ہے جو اس میں چوری کرے اس نے سب کی چوری کی مگر چونکہ یہی اموال عموماً ایسے ہوتے ہیں، جن کا کوئی شخص مالک نہیں ہوتا۔ نگرانی والے بے پروائی کرتے ہیں چوری کے مواقع بکثرت ہوتے ہیں۔ اس کے لئے آج کل دنیا میں سب سے زیادہ چوری اور خیانت انہی اموال میں ہو رہی ہے اور لوگ اس کے انجام بد اور وبال عظیم سے غافل ہیں کہ اس جرم کی سزا علاوہ عذاب جہنم کے میدان حشر کی رسوائی بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محرومی بھی نعوذ باللہ۔ (معارف القرآن)

ف۲ مختصر عمل پر ۷۰ مرتبہ نظر رحمت

امام بغویؒ نے اپنی سند کیساتھ اس جگہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت "شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو" آخر تک اور دوسری یہ آیت "قل اللھم ملک الملک" سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو میں اسکا ٹھکانہ جنت میں بنادونگا اور اسکو اپنے حظیرۃ القدس میں جگہ دونگا اور ہر روز اسکی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کرونگا اور اسکی ستر حاجتیں پوری کرونگا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا اور ان پر اسکو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن)

النصف

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

ان لوگوں نے جن کو کتاب ملی مگر اس کے بعد کہ آچکا ان کے پاس علم! آپس کی

بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

ضد سے اور جو کوئی منکر ہو اللہ کی آیتوں کا تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے

الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ

اس پر بھی اگر وہ تجھ سے حجت کریں تو کہہ دے کہ میں تو تابعدار کر چکا اپنے

لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

آپ کو اللہ کا اور جو لوگ میرے پیرو ہیں ف۱ (وہ بھی) اور کہہ دے ان سے جن کو کتاب ملی ہے

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

اور نیز ان پڑھوں سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو؟ پس اگر وہ مسلمان ہو جاویں تو بیشک ہدایت پر آگئے اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع

منہ موڑیں تو تجھ پر فقط پہنچا دینا ہے! اور اللہ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

جو لوگ منکر ہوتے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کر ڈالتے ہیں نبیوں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ

ناحق اور مار ڈالتے ہیں ان کو جو کہتے ہیں انصاف کرنے کو

مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ

لوگوں میں سے تو خوشخبری سنا دے ان لوگوں کو دردناک عذاب کی۔

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ معیار ہے

وہ جھگڑتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہاں ان کو بتلایا گیا کہ ایسا (فرضی) اسلام کس کام کا۔ آؤ دیکھو، اسلام اسے کہتے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار ساتھیوں کے پاس ہے۔ ابھی بیان ہو چکا کہ اسلام نام ہے تسلیم وانقیاد کا۔ یعنی بندہ ہمہ تن اپنے کو خدا کے ہاتھ میں دیدے سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کو دیکھ لو کس طرح انہوں نے شرک، بت پرستی، بداخلاقی، فسق وفجور اور ظلم وعدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان، مال، وطن، کنبہ، بیوی بچے، غرض تمام مرغوب ومحبوب چیزیں حق تعالیٰ کی خوشنودی پر نثار کردیں اور کس طرح ان کا چہرہ اور آنکھیں ہر وقت حکم الٰہی کی طرف لگی رہتی ہیں کہ ادھر سے حکم آئے اور ہم تعمیل کریں۔ اس کے بالمقابل تم اپنا حال دیکھو کہ خود اپنی خلوتوں میں اقرار کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں، مگر ان پر ایمان لائیں تو دنیا کا مال و جاہ چھنتا ہے۔ بہر حال اگر باوجود وضوح حق کے اسلام کی طرف نہیں آتے، تم جانو، ہم تو اپنے کو ایک خدا کے سپرد کر چکے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۲ / ۱۱ / ۱۰

خلاصہ رکوع ۲

عیسائیوں کی دولت پرستی پر تنبیہ فرمائی گئی کہ مال واولاد عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ نہیں۔ آگے فرعون کا ذکر کیا گیا اور کفار کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔ پھر غزوہ بدر میں معرکہ حق وباطل کا ذکر کیا گیا کہ بے سرو سامانی کے باوجود کس طرح ایمان والے غالب آئے جس میں عبرت کا مقام ہے۔ آگے دنیا کی مرغوب اشیاء کا ذکر کیا گیا کہ یہ دنیا امتحان کی جا ہے۔

الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا

یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں! اور ان کا

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

کوئی مددگار نہیں۔ (اے محمدؐ) کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کو ملا

مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

ایک حصہ کتاب کا ان کو بلایا جاتا ہے اللہ کی کتاب کی جانب تاکہ وہ ان میں فیصلہ کرے

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ

پھر بھی پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں کا اور وہ انحراف کرتے ہیں۔ ف یہ بات اس وجہ سے ہے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪

کہ وہ کہتے ہیں! ہم کو ہرگز نہ چھوئے گی دوزخ کی آگ مگر گنتی کے چند روز! اور بہکا رکھا ہے

وَّغَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا

ان کو دین کے بارے میں ان باتوں نے جو یہ اپنی طرف سے بناتے ہیں۔ پھر کیا ہوگا جب ہم ان کو

جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ

اکٹھا کریں گے اس دن جس کے ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں اور پورا دے دیا جاوے گا

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ

ہر شخص کو جیسا اُس نے کیا ہے اور وہ بالکل ظلم نہ کئے جاویں گے (اے محمدؐ) کہہ! اے اللہ ملک کے

الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

مالک دیوے سلطنت تو جس کو چاہے اور چھین لے سلطنت جس سے چاہے

ف شانِ نزول:

کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ خیبر کے باشندوں میں ایک مرد وعورت نے زنا کیا اور زنا کی سزا ان کی کتاب میں رجم (سنگسار) کر دینا مقرر تھی زانی چونکہ عالی مرتبہ تھے اس لئے یہودیوں نے ان کو سنگسار کرنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کیا ان کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سزا میں کچھ تخفیف مل جائے گی۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو رجم کر دینے کا حکم دیدیا نعمان بن اوفیٰ اور بحری بن عمرو اس سزا کو سن کر بولے محمدؐ! آپ کا فیصلہ غلط ہے ان کے لئے سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے تمہارے قول کا فیصلہ تورات سے ہو سکتا ہے۔ (تورات لاؤ) وہ بولے آپؐ نے انصاف کی بات کہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں تورات کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک یک چشم آدمی ہے جو فدک کا باشندہ ہے اس کو ابن صوریا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں نے ابن صوریا کو بلوا بھیجا اور وہ مدینہ میں آ گیا۔

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن صوریا کے حالات بتا دیئے تھے ابن صوریا حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابن صوریا ہو اس نے جواب دیا جی ہاں فرمایا کیا تم یہودیوں کے سب سے بڑے عالم ہو۔ ابن صوریا نے کہا لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات کا وہ حصہ طلب فرمایا جس میں رجم کا حکم مذکور تھا اور فرمایا اس کو پڑھو۔

حسب الحکم ابن صوریا نے تورات پڑھنی شروع کی اور جب آیت رجم پر پہنچا تو اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی اور آگے پڑھنے

تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ

اور تو ہی عزت دے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جسے چاہے!

الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞٢٦ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

تیرے ہاتھ ہے ہر بھلائی! تو ہی ہر چیز پر قادر ہے! ۱ تو ہی شامل کر دیتا ہے رات کو دن میں

النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

اور تو ہی شامل کرتا ہے دن کو رات میں اور تو ہی نکالے جاندار کو بے جان سے

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ

اور تو ہی نکالے بے جان کو جاندار سے اور روزی دے جس کو چاہے

حِسَابٍ ۞٢٧ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

بے شمار مسلمانوں کو چاہیے کہ نہ بناویں کافروں کو اپنا دوست!

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ

مسلمانوں کو چھوڑ کر! اور جو کرے ایسا

مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ

تو وہ اللہ کا کوئی نہیں مگر اس صورت میں کہ تم لوگ چاہو ان کے شر سے بچاؤ

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۞٢٨ قُلْ

اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے آپ سے! اور اللہ ہی کی جانب لوٹ کر جانا ہے (اے محمد) کہہ دے

اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ

اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے ظاہر کرو (بہر حال) اللہ تو اس کو جان ہی

لگا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت رجم کو چھوڑ گیا، پھر عبد اللہؓ نے خود اٹھ کر اس کا ہاتھ آیت رجم سے ہٹایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیز یہودیوں کو پڑھ کر سنایا کہ محصن اور محصنہ جب زنا کریں اور شہادت سے ثبوت ہو جائے تو ان کو سنگسار کر دیا جائے اور اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے تک سزا موقوف رکھی جائے اس فیصلہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگسار کرا دیا اور یہودی ناراض ہو کر لوٹ گئے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لیحکم بینھم

۱ قرض کی ادائیگی

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کو دشمن نے میرا محاصرہ کر لیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا، حاضری پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! نماز جمعہ سے تمہیں کیا چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یوحنا بن باریا یہودی کا میرے اوپر ایک اوقیہ (آدھی چھٹانک) سونا قرض تھا، وہ دروازے پر برابر گھیراؤ کیے ہوئے تھا اس کے خوف سے میں باہر نہ نکل سکا! فرمایا اے معاذ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کرا دیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو پھر روزانہ یہ پڑھا کرو قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ تک رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاۗءُ وَ تَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاۗءُ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ۔ اگر تم پر زمین کے بھراؤ کے برابر سونا بھی قرض ہو گا تو وہ بھی تم سے (اس آیت ودعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ ادا کرا دیں گے۔ (ابو نعیم)

خاصیت: آیت ۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

لے گا اور وہ تو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے! اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۲۹ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

ہر چیز پر قادر ہے۔ (یاد رکھو) وہ دن کہ پاوے گا ہر شخص اس

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ

بھلائی کو جو اس نے کی ہے موجود! اور نیز جو کچھ کی ہے بُرائی! آرزو کرے گا کہ کاش اُس میں

بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ

اور اس دن میں زمانہ دراز ہوتا! اور تم کو اللہ ڈراتا ہے اپنے آپ سے!

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۳۰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے ف۱ کہہ دے! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تو میری راہ چلو کہ اللہ تم سے محبت کرے اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ! اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

مہربان ہے۔ کہہ دے کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا! پھر اگر وہ لوگ نہ مانیں

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ

تو بیشک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا اللہ نے چن کر فضیلت دی آدم

وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۳۳

اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان پر!

خلاصہ رکوع ۳

یہود کے سنگین جرم انبیاء اور ان کے تابعین کے قتل کو ذکر کیا گیا کہ ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت ہو گئے۔ آگے اہل کتاب کی بناوٹی حق پرستی کو ذکر کیا گیا اور یہود کی گمراہی کا سبب اور شبہ کا جواب دیا گیا۔ پھر یہود کی دنیا پرستی کا علاج فرمایا گیا کہ عزت و ذلت اور دنیاوی عہدہ و سلطنت احکم الحاکمین کے اختیار میں ہے۔ پھر قدرت خداوندی کے دن رات اور زندہ و مردہ کرنے کی قدرت کو ذکر کیا گیا۔ آگے کفار سے دوستی کی ممانعت کی گئی پھر اللہ تعالیٰ کا علم جو کہ عالم کو محیط ہے ذکر کیا گیا۔ اور انسانوں کو اعمال بد سے بچانے کیلئے اپنی ذات سے ڈرایا گیا جو کہ عین شفقت و مہربانی ہے۔

ف۱ جن لوگوں کے اعمال نیک اور بد دونوں قسم کے ہوں گے ان کی نسبت یہ فرمانا کہ وہ اس دن کے نہ آنے کی تمنا کریں گے یہ نہایت بلاغت ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کے کچھ اعمال اچھے بھی ہوں گے مگر ان کے ہونے کی ذرا خوشی نہ ہو گی اعمال بد سے غایت درجہ رنج ہو گا تو جس کے پاس شر ہی شر ہو اس کا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن کے اعمال سب نیک ہوں وہ بھی ایسی تمنا کریں گے۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۴﴾ إِذْ

کہ اولاد ہیں ایک دوسرے کی! اور اللہ سنتا جانتا ہے جب

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ

کہا عمران کی بی بی نے کہ اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر کر دیا جو کچھ میرے پیٹ میں ہے

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

آزاد بنا کر! تو میری طرف سے قبول فرما! بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے پھر جب

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۗ وَاللّٰهُ

اس نے لڑکی جنی! بولی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے! اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ

خوب جانتا تھا جو کچھ اس نے جنا! اور نہیں ہوتا لڑکا لڑکی کی طرح اور میں نے اس کا نام

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

مریم رکھا ہے اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

شیطان مردود سے ۱؎۔ تو قبول فرمایا مریم کو اس کے پروردگار نے اچھی طرح کا قبول کرنا

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۗ كُلَّمَا دَخَلَ

اور اس کو اٹھایا خوب اچھا اور اس کو سپرد کر دیا زکریا کے ۲؎ جب کبھی آتا

عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ

اس کے پاس زکریا حجرے میں (تو) موجود پاتا تھا اس کے پاس کچھ کھانا! زکریا نے کہا

۱؎ حدیث میں آیا ہے کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اس کے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے بجز مریم علیہا السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے فقط اور چونکہ یہ دعاء ولادت کے ساتھ ہی معا ہوئی تھی اس لئے اس وقت تک شیطان مس کرنے نہ پایا تھا اور حدیث میں مریم علیہا السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا کہ ان کی والدہ سے صراحۃً دعا منقول ہے حضور نے بھی صراحۃً اس کے قبول ہونے کو ظاہر فرمادیا پس یہ لازم نہیں آتا کہ اور انبیاء کو شیطان مس کرتا ہو اور شیطان کو جتنی قدرت دی گئی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا اس لئے یہ شبہ فضول ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کر دے دوسرے ملائکہ بھی تو نگہبان ہیں

۲؎ حضرت عمران بیت المقدس کے امام تھے، ان کی اہلیہ کا نام حنہ تھا۔ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر ان کے کوئی اولاد ہوگی تو وہ اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی۔ جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو حضرت عمران کا انتقال ہو گیا، حضرت حنہ کے بہنوئی زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو ہوئے۔ حضرت مریم کی سرپرستی کا مسئلہ پیدا ہوا تو قرعہ اندازی کے ذریعے اس کا فیصلہ کیا گیا اور قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

کہ مریم یہ تیرے لیئے کہاں سے آیا؟ مریم بولی کہ یہ اللہ کے ہاں سے! بیشک

اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا

اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار ف۱ وہیں دعا کی

زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

زکریا نے اپنے پروردگار سے! کہا کہ اے میرے پروردگار عطا فرما مجھ کو اپنی جناب سے

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَھُوَ قَاۗىِٕمٌ

اولاد نیک! بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے ف۲ تو اس کو آواز دی فرشتوں نے اور وہ کھڑا

يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

دعا ہی مانگ رہا تھا حجرے میں کہ اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی

مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

جو تصدیق کریں گے اللہ کے ایک حکم (یعنی عیسیٰ) کی اور سردار ہوں گے اور عورت کے پاس نہ

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ

جائیں گے اور نبی ہوں گے نیک لوگوں میں سے۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیسے ہوگا

وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ

میرے لڑکا حالانکہ مجھ پر آچکا بڑھاپا اور میری بی بی بانجھ ہے! فرمایا اسی طرح

اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ

اللہ کر دیتا ہے جو چاہتا ہے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مقرر فرما میرے لئے کوئی نشانی!

ف۱ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت

ابو یعلی نے مسند میں حضرت جابرؓ کی روایت سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو خمیری روٹیاں اور ایک پارچہ گوشت بطور ہدیہ بھیجا حضورؐ نے وہ ہدیہ واپس لے کر خود ہی حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا بیٹی یہ لے لے حضرت سیدہؓ نے طباق کھول کر دیکھا تو اس میں روٹیاں اور گوشت بھرا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لک ھذا. تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا۔ سیدہؓ نے کہا ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستائش ہے اس اللہ کے لئے جس نے تم کو زنان بنی اسرائیل کی سردار مریمؑ کی طرح کر دیا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ اور سب گھر والوں کو جمع کر کے کھانے کا حکم دیا۔ سب نے پیٹ بھر کر کھالیا اور کھانا پھر بھی بچ رہا تو حضرت سیدہؓ نے پڑوسیوں کو تقسیم کیا۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

ف۲ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعاء

حضرت زکریا علیہ السلام بالکل بوڑھے ہو چکے تھے، ان کی بیوی بانجھ تھی، اولاد کی کوئی ظاہری امید نہ تھی۔ مریم کی نیکی و برکت اور غیر معمولی خوارق دیکھ کر دفعتہً قلب میں ایک جوش اٹھا اور فوری تحریک ہوئی کہ میں بھی اولاد کی دعا کروں۔ امید ہے مجھے بھی بے موسم میوہ مل جائے یعنی بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

خاصیت: آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو نہ بات کرے گا لوگوں سے تین دن مگر اشارے سے! ف۱

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع

اور ذکر کرتے رہنا اپنے رب کا بکثرت اور تسبیح کرتے رہنا شام اور صبح کو

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ

اور جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم اللہ نے تم کو چن لیا اور تم کو

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ

پاک صاف بنایا اور برگزیدہ کیا تمام جہان کی عورتوں پر! اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

فرمانبردار رہو اپنے رب کی اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع میں جھکتی رہو رکوع کرنے والوں کے ہمراہ ف۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ

(اے محمد) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تیری طرف! اور تو موجود نہ تھا

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص

ان کے پاس جب ڈال رہے تھے اپنے اپنے قلم کہ ان میں سے کون شخص مریم کی پرورش کرے؟

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور تو موجود نہ تھا ان کے پاس جب وہ جھگڑ رہے تھے! جب کہا فرشتوں نے

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

کہ اے مریم اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح

خلاصہ رکوع ۴

اللہ سے محبت کا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو قرار دیا گیا کہ آپ کی اطاعت کے بغیر نجات کا چارہ نہیں۔ چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر کہ وہ اللہ کے محبوب و برگزیدہ بندے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے بارہ میں نصاریٰ کے خیالات کی تردید کی گئی۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش کفالت، حضرت زکریا علیہ السلام کی قبولیت دعا اور یحییٰ علیہ السلام کی بشارت وصفات ذکر فرمائی گئیں۔ اس سلسلہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ذکر کیا گیا۔

ع ۴ / ۱۱ / ۱۲

ف۱ حضرت زکریا علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ کوئی ایسی نشانی معلوم ہو جائے جس سے یہ پتہ چل جائے کہ اب حمل قرار پا گیا ہے، تا کہ وہ اسی وقت سے شکر ادا کرنے میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتلائی کہ جب حمل قرار پائے گا تو تم پر ایسی حالت طاری ہو جائے گی کہ تم اللہ کے ذکر اور تسبیح کے سوا کسی سے کوئی بات نہیں کر سکو گے اور بات کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اشاروں سے کرنی ہوگی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے بیاری میں بعض لوگ قومہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اس لئے حق تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود رکوع کا اہتمام ہے۔

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

عیسٰی بن مریم ہو گا! باعزت دنیا اور آخرت میں اور

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ

مقرب بندوں میں (بنے گا) اور لوگوں سے باتیں کرے گا جھولے میں اور بڑا ہو کر

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ

اور نیک بندوں میں (ہوگا) ف۱ مریم کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار کیسے ہوگا میرے لڑکا حالانکہ مجھ کو ہاتھ تک نہیں لگایا

بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى

کسی مرد نے؟ فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کر دیتا ہے جو چاہتا ہے! جب ارادہ کرتا ہے

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ

کسی کام کا تو بس اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے اور اللہ سکھاوے گا عیسٰی کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ

اور عقل کی باتیں اور توریت اور انجیل! اور رسول ہو گا بنی

اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ

اسرائیل کی جانب! کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں نشانیاں لے کر تمہارے رب کی جانب سے!

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ

میں بناؤں گا تمہارے واسطے مٹی سے پرند کی سی شکل کا پھر اس میں پھونک ماروں گا

فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

تو وہ ہو جاوے گا اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور میں بھلا چنگا کردوں گا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو

ف۱ حضرت عیسٰیؑ کے معجزات:
یعنی نہایت شائستہ اور اعلٰی درجہ کے نیک ہونگے اور اول ماں کی گود میں پھر بڑے ہو کر عجیب وغریب باتیں کرینگے۔ ان الفاظ سے فی الحقیقت مریم کی پوری تسکین کردی گئی۔ گزشتہ بشارات سے ممکن تھا یہ خیال کرتیں کہ وجاہت تو جب بھی حاصل ہوگی، مگر یہاں تو ولادت کے بعد ہی طعن وتشنیع کا ہدف بننا پڑے گا۔ اس وقت برأت کی کیا صورت ہوگی۔ اس کا جواب دے دیا کہ گھبراؤ نہیں، تم کو زبان ہلانے کی ضرورت نہ پڑے گی، بلکہ تم کہہ دینا کہ میں نے آج روزہ رکھ چھوڑا ہے، کلام نہیں کر سکتی۔ بچہ خود جواب دہی کرے گا۔ جیسا کہ سورۃ مریم میں پوری تفصیل آئے گی۔ بعض محرفین نے کہا ہے کہ ویکلم الناس فی المھد و کھلاً الخ سے صرف مریم کی تسلی کرنی تھی کہ لڑکا گونگا نہ ہوگا۔ تمام لڑکوں کی طرح بچپن اور کہولت میں کلام کرے گا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ محشر میں بھی لوگ حضرت عیسٰی کو یوں خطاب کرینگے، یا عیسٰی انت رسول اللہ و کلمتہٗ القاھا الیٰ مریم و روح منہ و کلمت الناس فی المھد صبیا. اور خود حق تعالٰی بھی قیامت کے دن فرمائیں گے، اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد و کھلاً کیا وہاں بھی اس خاص نشان کا بیان فرمانا اسی لئے ہے کہ مریم کو اطمینان ہو جائے کہ لڑکا گونگا نہیں عام لڑکوں کی طرح بولنے والا ہے۔ اعاذنا اللہ من الغوایۃ والضلالۃ. تفسیر عثمانیؒ

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

اور زندہ کر دوں گا مردوں کو اللہ کے حکم سے! اور تم کو بتا دوں گا جو کچھ تم کھا کر آؤ گے

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

اور جو سینت کر رکھ آؤ گے اپنے گھروں میں! بیشک اس میں تمہارے لئے پوری نشانی ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ

اگر تم ایمان والے ہو ف۱ اور سچا بتاتا ہوں توریت کو جو میرے زمانے میں موجود ہے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ

اور (میں آیا ہوں) تاکہ تمہارے لئے حلال کر دوں وہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں!

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی جانب سے تو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور (وہی) تمہارا پروردگار ہے تو اس کی عبادت کرو

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ

یہی راستہ سیدھا ہے پھر جب دیکھا عیسیٰ نے یہود کی طرف سے انکار (تو)

قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ

کہنے لگا کہ کوئی ہے جو میری مدد کرے اللہ کیطرف ہو کر؟ کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے طرفدار

اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ

ہم ایمان لائے اللہ پر ف۲ ۔ اور آپ بھی گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے پروردگار

ف۱ مسئلہ: پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اس شریعت (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں) جائز تھا۔ ہماری شریعت میں اس کا جواز منسوخ ہوگیا۔ (معارف القرآن)

ف۲ حضرت زبیرؓ کی فضیلت: صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہے کوئی جو سینہ سپر ہو جائے؟ اس آواز کو سنتے ہی حضرت زبیرؓ تیار ہوئے۔ آپؐ نے دوبارہ بھی فرمایا۔ پھر بھی حضرت زبیرؓ نے ہی قدم اٹھایا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیرؓ۔ پھر یہ لوگ اپنی دعاء میں کہتے ہیں کہ ہمیں شاہدوں میں لکھ لے۔ اس سے مراد حضرت ابن عباس کے نزدیک امت محمدیہ میں لکھ لینا ہے۔ اس تفسیر کی روایت سنداً بہت عمدہ ہے۔ (ابن کثیر تفسیر حقانی)

٤

آمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

ہم نے مان لیا جو کچھ تو نے اتارا اور ہم نے پیروی کی رسول کی! تو ہم کو لکھ لے ماننے والوں میں

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

اور یہود نے داؤ کیا اور اللہ داؤ کرنے والوں میں بہتر ہے جس وقت فرمایا اللہ نے

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

کہ اے عیسیٰ میں دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ

اور تجھ کو اٹھالوں گا اپنی جانب اور تجھے پاک کروں گا ان سے کہ جنہوں نے کفر کیا ہے اور رکھوں گا

فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

ان کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں سے اوپر جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن تک! پھر

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا

میری ہی جانب تم کو لوٹنا ہے تو فیصلہ کر دونگا تم میں جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي

تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو تو عذاب دوں گا سخت عذاب

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا

دنیا اور آخرت میں! اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ

اور جو ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ ان کو پورے دے گا اُن کے ثواب! ؎۱

خلاصہ رکوع ۵

حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت عبادت اور آپ کی کفالت کے سلسلہ میں کی جانیوالی قرعہ اندازی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت مریم کی فرشتوں سے ہم کلامی اور یحیٰی علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں آپ کی تشویش کا سدباب فرمایا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و معجزات کو ذکر کیا گیا اور بنی اسرائیل کیلئے احکام سے نوازا گیا۔ آگے عام بنی اسرائیلوں کی سرکشی اور حواریین کا عہد وفا اور ان کی دعا ذکر کی گئی۔ آخر میں بتایا گیا کہ بنی اسرائیل نے کس طرح انکار نبوت کی تدبیر کی مگر حق تعالیٰ نے ان تدابیر کو چلنے نہ دیا۔

ع ۵ ۱۴ ۳

؎۱ بغوی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق فرمایا ان کے زمانہ میں تمام مذاہب سوائے اسلام کے مردہ ہو جائیں گے اور دجال بھی ہلاک ہو جائے گا آپ زمین پر چالیس سال رہیں گے پھر آپ کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ برابر حق پر جہاد کرتا رہے گا اور قیامت کے دن تک غالب رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عیسیٰ ابن مریم اتریں گے۔ مسلمانوں کا امیر کہے گا آیئے ہم کو نماز پڑھایئے! عیسیٰ فرمائیں گے، تم ہی میں سے بعض بعض کے سردار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات صرف اس لئے کہیں گے کہ اللہ نے اس امت کو عزت عطا فرمائی ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اور اللہ ناپسند کرتا ہے نافرمانوں کو! وا یہ ہے جو ہم تجھ کو پڑھ کر

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

سناتے ہیں آیتیں اور حکمتوں بھرا مذکور۔ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے!

اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ

کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو حکم دیا کہ ہو جا تو وہ ہوگیا۔ یہی سچ ہے تیرے رب کی جانب سے

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ

تو نہ ہو جانا شک کرنے والوں میں۔ پھر جو کوئی تجھ سے حجت کرنے لگے اس کے بارے میں

فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ

اس کے بعد کہ آچکا تیرے پاس علم تو کہہ دے کہ اچھا آؤ ہم سب بلالیں

اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ قف

اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی بیبیاں اور تمہاری بیبیاں اور اپنے تئیں اور تمہارے تئیں

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ

پھر سب گڑگڑا کر دعا کریں اور کریں اللہ کی پھٹکار جھوٹوں پر۔ بے شک

هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

یہی سچی خبر ہے! اور کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔ پھر اگر وہ بھاگ کھڑے ہوں تو اللہ خوب

وا اجماعی عقیدہ:

امت مرحومہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیریں پختہ کرلیں تو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث کے موافق قیامت کے قریب جب دنیا کفر وضلالت اور دجل و شیطنت سے بھر جائے گی، خدا تعالیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل حضرت مسیح علیہ السلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت وفادار جنرل کی حیثیت میں نازل کرکے دنیا کو دکھلا دے گا کہ انبیاء سابقین کو بارگاہ خاتم النبیین کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور اس کے اتباع یہود کو چن چن کر ماریں گے کوئی یہودی جان نہ بچاسکے گا۔ شجر وحجر تک پکاریں گے کہ ہمارے پیچھے یہ یہودی کھڑا ہے، قتل کرو۔ حضرت مسیح صلیب کو توڑ دیں گے، نصاریٰ کے باطل عقائد وخیالات کی اصلاح کرکے تمام دنیا کو ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ اس وقت تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو کر اور مذہبی اختلافات مٹ مٹا کر ایک خدا کا سچا دین (اسلام) رہ جائے گا۔ اسی وقت کی نسبت فرمایاان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء رکوع ۲۲) جس کی پوری تقریر اور رفع مسیح کی کیفیت سورۂ "نساء" میں آئے گی۔ بہرحال میرے نزدیک ثمہ الی مرجعکم الخ صرف آخرت سے متعلق نہیں، بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے، جیسا کہ آگے تفصیل کے موقع پر فی الدنیا و الآخرة کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے۔ اور یہ اس کا قرینہ ہے کہ الیٰ یوم القیامة کے معنی قرب قیامت کے ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ قیامت سے پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے والا ہے جب سب اختلافات مٹ مٹا کر ایک دین باقی رہ جائے گا۔ وللہ الحمد اولاً وآخراً۔

عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

واقف ہے فساد کرنے والوں سے (اے محمد) کہہ دے کہ اے آسمانی کتاب والو رجوع کرو ایک بات کی

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا

جانب جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ ہم کسی کی عبادت نہ کریں سوائے اللہ کے اور نہ

نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ

شریک ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بنادے ہم میں کوئی کسی کو مالک

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اللہ کے سوا اور اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ

اے اہل کتاب! کیوں حجتیں کرتے ہو ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں

التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

نازل ہوئی توریت اور انجیل مگر ان کے بعد کیا تم کو عقل نہیں۔ سنتے بھی ہو!

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ

تم جھگڑ چکے ایسی باتوں میں جن کا تم کو علم تھا پھر اب کیوں جھگڑا کرتے ہو

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ایسی باتوں میں جن کا تم کو کچھ بھی تو علم نہیں! اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۱

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ

نہیں تھا ابراہیم یہودی اور نہ عیسائی بلکہ تھا ہماری

ع ۱۴ / ۶

خلاصہ رکوع ۶

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بحفاظت آسمان پر اٹھائے جانے اور کفار سے پاک کرنے کا وعدہ ذکر کیا ہے۔ پھر متبعین کے غلبہ اور باہمی اختلافات کے فیصلہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ کفار کیلئے دنیا و آخرت میں عذاب کو ذکر کیا گیا اور مومنین کو اچھے انجام کی خوشخبری دی گئی۔ آگے حضرت عیسیٰ و آدم علیہ السلام کی تخلیق کی وضاحت فرمائی گئی۔ پھر عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی کہ مسیح اور مادر مسیح دونوں بشر محض تھے۔

۱ شان نزول

ابن اسحاق نے اپنی مکرر سند سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہودی علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے علماء یہود نے کہا کہ ابراہیمؑ تو یہودی تھے اور عیسائیوں نے کہا کہ وہ عیسائی تھے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًاؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝٦٧

سرکار کا فرمانبردار بندہ! اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا

بے شک لوگوں میں زیادہ حق دار ابراہیم کی خصوصیت کے وہی لوگ ہیں جو اس کی راہ چلے اور یہ

النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْاؕ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۝٦٨

نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ حامی ہے مسلمانوں کا۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْؕ

چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب کا کہ کسی طرح تم کو گمراہ کر دے

وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ۝٦٩ يٰۤاَهْلَ

اور وہ نہیں گمراہ بناتے مگر اپنے ہی آپ کو اور سمجھتے بھی نہیں اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۝٧٠

کتاب! کیوں نہیں مان لیتے اللہ کی آیتیں حالانکہ تم دل میں قائل ہو۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

اے اہل کتاب کیوں گڈ مڈ کیے دیتے ہو حق کو باطل سے

وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝٧١ وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

اور کیوں چھپاتے ہو سچی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ ف۱ اور کہا

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایک گروہ نے اہل کتاب میں سے کہ (بھائیو) مان لو جو کچھ اترا مسلمانوں پر

ف۱ یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اگر کوئی جانتا نہ ہو یا اقرار نہ کرتا ہو تو اس کو کفر جائز ہے جواب یہ ہے کہ کفر تو کسی حال میں جائز نہیں مگر اقرار و علم کے بعد کفر کرنا بہت زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اس لئے والتم تشھدون و تعلمون زیادہ ملامت کرنے کے لئے بڑھا دیا

خلاصہ رکوع ۷

اہل کتاب کو حق کی دعوت کا مثبت انداز بتایا گیا اور نامعلوم باتوں میں جھگڑوں سے روک دیا گیا کہ ایسے امور کو سپرد خدا کر دیا جائے۔ اہل کتاب کے دعویٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی یا یہودی تھے کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ دین حنیف پر تھے۔ آگے ابراہیم علیہ السلام کے سچے پیرو کار لوگوں کی نشاندہی کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اہل کتاب کی مومنین کے ساتھ سازش کو آشکارا فرمایا گیا اور ان کی خیانتوں پر انہیں ملامت کی گئی کہ حق واضح ہو جانے بعد اسے چھپانا گمراہی ہے۔

ع ۷ / ۸ / ۱۵

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

دن چڑھے اور انکار کر جاؤ دن کے آخر میں! شاید

يَرْجِعُوْنَ ۝۷۲ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ

وہ پھر جاویں ف۱ اور نہ یقین کرنا مگر اسی کا جو چلے تمہارے دین پر! ف۲ (اے محمد) کہہ دے

اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ

کہ ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے! (اور کہتے ہیں کہ نہ مانو) یہ بات کہ کسی کو دیا جاوے

مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ

اس جیسا دین جو تم کو ملا ہے یا وہ تم سے جھگڑیں تمہارے اللہ کے ہاں! (اے محمد) کہہ دے کہ بیشک

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

بڑائی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے! دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ گنجائش والا ہے

عَلِيْمٌ ۝۷۳ۚۙ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

خبردار خاص کر لیتا ہے اپنی مہربانی کے لئے جس کو چاہے! اور اللہ بڑے فضل والا ہے

الْعَظِيْمِ ۝۷۴ وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

اور بعض لوگ اہل کتاب میں ایسے ہیں کہ اگر تو امانت رکھے

بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ

اس کے پاس مال کا ڈھیر تو تجھ کو ادا کر دیں! اور کوئی ان میں ایسا ہے کہ اگر تو اس کے پاس

لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ

امانت رکھے ایک اشرفی تو تجھ کو ادا نہ کرے مگر جب تک کہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے!

ف۱ اہل کتاب کی چالاکیاں

ان آیتوں میں اہل کتاب کی چالاکیاں اور خباثتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اپنے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر مسلمان بن جائیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور شام کو یہ کہہ کر کہ ہم کو اپنے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی بشارت دی گئی تھی اور تجربہ سے ان کے حالات بھی اہل حق کی طرح کے ثابت نہ ہوئے۔ اسلام سے پھر جایا کریں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے ضعیف الایمان ہماری یہ حرکت دیکھ کر اسلام سے پھر جائیں گے۔ اور سمجھ لیں گے کہ مذہب اسلام میں ضرور کوئی عیب و نقص دیکھا ہوگا جو یہ لوگ داخل ہونے کے بعد اس سے نکلے۔ نیز عرب کے جاہلوں میں اہل کتاب کے علم و فضل کا بڑا چرچا تھا، اس بناء پر یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ یہ جدید مذہب اگر سچا ہوتا تو ایسے اہل علم اسے رد نہ کرتے۔ بلکہ سب سے آگے بڑھ کر قبول کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یہودیوں کی چالاکی فضول ہے

یعنی جو یہود مسلمانوں کے سامنے جا کر نفاق سے اپنے کو مسلمان ظاہر کریں، انہیں یہ برابر محفوظ رہے کہ وہ سچ مچ مسلمان نہیں بن گئے۔ بلکہ بدستور یہودی ہیں۔ اور سچے دل سے انہی کی بات مان سکتے ہیں جو ان کے دین پر چلتا ہو اور شریعت موسوی کے اتباع کا دعویٰ رکھتا ہو۔ بعض نے ولا تومنو الا لمن تبع دینکم کے یہ معنی کئے ہیں کہ ظاہری طور پر جو ایمان لاؤ اور اپنے کو مسلمان بتاؤ، وہ محض ان لوگوں کی وجہ سے جو تمہارے دین پر چلنے والے ہیں۔ یعنی اس تدبیر سے اپنے ہم مذہبوں کی حفاظت مقصود ہونی چاہئے کہ وہ مسلمان نہ بن جائیں یا جو بن چکے ہیں اس تدبیر سے واپس آ جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۷۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ

یہ اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے ہمارے اوپر ان پڑھوں کے حق کا کوئی گناہ!

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵ بَلٰى

اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانے بوجھے ہیں۔ مواخذہ

مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

کیوں نہ ہو؟ جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیز گار بنے تو بیشک اللہ پرہیز گاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ ۝۷۶ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ

دوست رکھتا ہے جو لوگ کہ لے لیتے ہیں اللہ کے قرار اور اپنی قسموں کے بدلے

ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا

تھوڑا سا مول! وا یہی لوگ ہیں جن کا کوئی حصہ نہیں آخرت میں اور بات بھی نہیں کرے گا ان سے اللہ اور نہ

يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

دیکھے گا ان کی جانب قیامت کے روز اور نہ

يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۷ وَاِنَّ مِنْهُمْ

ان کو پاک کرے گا! اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان ہی میں

لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ

ایک گروہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے وقت

الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ

تا کہ تم خیال کرو کہ وہ کتاب ہی کا جزو ہے حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ ہی

وا شان نزول

ان الذین یشترون بعہد اللہ و ایمانہم ثمنا قلیلا صحیحین میں ابو وائل کی وساطت سے حضرت عبد اللہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے اس کی پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کی تصدیق میں آیت مذکورہ آخر تک نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ یہ حدیث بیان کر چکے تو حضرت اشعث بن قیس باہر سے اندر آئے اور پوچھا ابو عبد الرحمٰن نے تم سے کیا حدیث بیان کی تھی تو لوگوں نے بتا دیا کہ یہ بیان کر رہے تھے حضرت اشعث نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی بات یہ ہوئی کہ میرا ایک کنواں میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گواہ پیش کرو۔ ورنہ اس کی قسم کو مانو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو اس پر قسم کھا لے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان آدمی کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائی اور (دانستہ) قسم میں جھوٹا ہو تو قیامت کے دن جب اللہ کی پیشی میں جائے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ ابن جریر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف حی بن اخطب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو توریت میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس میں تبدیل و تحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے متبعین سے لیتے رہتے تھے ان میں فرق نہ آئے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کندی کا نام امرء

عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى

کے ہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں! اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں

اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ

حالانکہ جانتے ہیں کسی بشر کو شایاں نہیں کہ اللہ تو

يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ

اس کو عطا فرمائے کتاب اور عقل اور پیغمبری پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر ول بلکہ (وہ تو یہ کہے گا) کہ

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ پڑھاتے رہتے ہو کتاب! اور اس لئے

تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

کہ تم پڑھتے رہتے ہو اور وہ تم سے کبھی یہ نہ کہے گا کہ بنالو فرشتوں

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

اور پیغمبروں کو خدا! کیا بھلا وہ تم کو کہہ سکتا ہے کفر کرنے کو اس کے بعد

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ

کہ تم اسلام لا چکے اور (یاد کرو) جب لیا اللہ نے پیغمبروں سے عہد کہ جو کچھ میں

اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

تم کو دوں کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول جو تصدیق کرتا ہو اس کتاب کی

القیس بن عابس اور اس کے حریف کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھا کر (کسی کا) کوئی مال مارے گا وہ اللہ کی پیشی کے وقت کوڑھی ہوگا۔ یہ سن کر کندی نے عرض کیا یہ زمین اسی کی ہے۔ بغوی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کندی نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس پر امراء القیس (یعنی کندی) نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور اپنے حریف کے حق کا اقرار کر لیا اور زمین اس کو دیدی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ول سبب نزول: وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ اے محمد! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح پرستش کرنے لگیں، جیسے نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کو پوجتے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں۔ یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں۔ حق تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ عیسائیوں کی تردید ہو رہی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مان کر گویا یہ دعویٰ کرتے تھے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان ہی کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ یہی حال ان بعض یہودی فرقوں کا تھا جو حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۸: یہود کی منافقانہ چالوں کو ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کو نصیحت کرتے تھے۔ حالانکہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور فضل و کمال کا مالک بھی اللہ ہے۔ آگے اہل کتاب کی معاملات میں بد حالی اور یہود کی زر پرستی کو ذکر کیا گیا پھر اصل وجہ ذکر کی گئی کہ یہود کی بد معاملگی کی بنیاد ان کے خود ساختہ عقائد تھے پھر دنیا پرستوں کا انجام بد ذکر کیا گیا پھر کتاب میں یہود کی جعلسازیاں بیان کی گئیں۔ آخر میں پیغمبر کا منصب اور کام ذکر کیا گیا کہ پیغمبر خدا پرستی کا داعی ہوتا ہے۔

ع ۸/۹ ۱۶

لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

جو تمہارے پاس ہو تو ضرور اس کو ماننا اور ضرور اس کی مدد کرنا! فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا

وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ

اور لے لیا اس عہد و پیمان پر میرا ذمہ؟ سب نے عرض کیا کہ ہم اقرار کر چکے! فرمایا

فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱ فَمَنْ

تو گواہ رہو ف۱ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ف۲۔ پھر جو

تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۸۲ اَفَغَيْرَ

منہ موڑے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں کیا یہ لوگ

دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ کے دین کے سوا اور دین ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اسی کے تابعدار ہیں جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۸۳

اور زمین میں ہیں بخوشی اور بہ جبر! ف۳ اور اسی کی جانب سب لوٹیں گے

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا

عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ

اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) پیغمبروں کو ان کے اللہ کی طرف سے!

ف۱ مطلب یہ کہ اپنے اس اقرار پر گواہ کی طرح جمے رہو کیونکہ گواہ اپنی گواہی سے پھر جانے کو برا سمجھتا ہے اور اقرار کرنے والا چونکہ صاحب غرض ہوتا ہے اس کا پھر جانا چنداں بعید نہیں ہوتا۔

ف۲ انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا صراحتًا اس آیت میں مذکور ہے باقی ان کی امتوں سے ممکن ہے کہ اس وقت بھی لیا گیا ہو ورنہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے تو ان سے عہد لیا جانا ظاہر ہے تمام کتابوں میں یہ حکم بتاکید مذکور ہے کہ جس زمانہ میں جو رسول آوے اس کا اتباع کرنا چاہئے یہاں تک کہ آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مصداق ہوئے اسی لئے اہل کتاب کو یہ عہد یاد دلایا گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے تم کو ثابت ہو چکی تو موافق اس عہد کے تم پر یقینًا آپ کی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہ عہد یا تو عالم ارواح میں بھی لیا گیا ہو یا صرف دنیا میں بذریعہ وحی کے لیا گیا ہو اور یہ وسوسہ فضول ہے کہ عالم ارواح کا عہد تو ہم کو یاد نہیں بات یہ ہے کہ اگر ہم کو کوئی بات یاد نہ رہے اور کوئی معتبر شخص بیان کر دے کہ تم نے یہ عہد کیا تھا مگر تم بھول گئے تو اس کا بھی پورا کرنا مثل اپنی یاد کے واجب ہوتا ہے چنانچہ یہ عہد دلائل قطعیہ سے سچی وحی اور سچے رسول کی زبانی ہم کو یاد دلا دیا گیا۔

ف۳ یعنی حق تعالیٰ کے حکم دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جن کے آثار بندہ کے اختیار میں نہیں جیسے مارنا جلانا بیمار کرنا اس میں تو سب خدا کے مسخر ہیں بے اختیار ہیں اور بعضے احکام کو پورا کرنا بندہ کے اختیار میں ہے جیسے نماز پڑھنا اسی طرح تمام شرعی احکام ان کو بھی بہت لوگ خوشی سے بجا لاتے ہیں جس سے حق تعالیٰ کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے لوگ جو احکام شرعیہ میں مخالفت کرتے ہیں تو کیا کوئی دوسرا اس عظمت کا ہے جس کی موافقت کے لئے خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۸۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ

ہم نہیں فرق کرتے ان میں سے کسی ایک میں بھی! اور ہم تو اسی کے حکم بردار ہیں

مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا

اور جو تلاش کرے اسلام کے سوا دوسرا دین

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

تو ہرگز وہ اس سے قبول نہ کیا جاوے گا! اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

اللہ کیوں ہدایت دینے لگا ہے ایسے لوگوں کو جو کفر کرنے لگے ایمان لائے

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ

پیچھے اور وہ اقرار کر چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور پہنچ چکی تھیں ان کے پاس دلیلیں!

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ظالم لوگوں کو۔ وا ان کی

جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ

سزا یہی ہے ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی

اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

پھٹکار کہ ہمیشہ رہیں اسی میں! نہ ہلکا ہو گا ان سے عذاب!

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

اور نہ ان کو مہلت دی جائے! مگر ہاں جنہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد

وا شان نزول

نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ایک انصاری مسلمان ہونے سے کچھ مدت کے بعد مرتد ہو گیا لیکن پھر اسے پشیمانی ہوئی اس نے اپنے خاندان والوں کے پاس پیام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کو بھیج کر یہ دریافت کراؤ کہ کیا اب میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے اس پر آیت **کیف یھدی اللّٰہ قوما کفرو ابعد ایمانھم فان اللّٰہ غفور رحیم** نازل ہوئی اور انصاری کے خاندان والوں نے اس کے پاس (قبول توبہ کا) پیام بھیج دیا وہ (پھر) مسلمان ہو گیا۔ ابن المنذر نے (مسند میں) اور عبدالرزاق نے مجاہد کا قول بیان کیا ہے کہ حارث بن سوید آ کر مسلمان ہوا لیکن کچھ عرصہ کے بعد کافر ہو کر اپنے قبیلہ میں لوٹ گیا اللہ نے اس کے متعلق آیت **کیف یھدی اللّٰہ قوما کفرو ابعد ایمانھم فان اللّٰہ غفور رحیم** نازل فرمائی اس کے خاندان کے کسی شخص نے یہ آیت لے جا کر اس کو سنادی حارث نے کہا خدا کی قسم میری دانست میں تم بڑے سچے آدمی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ دونوں سے بڑھ کر سچا ہے اس کے بعد حارثؓ واپس آ کر مسلمان ہو گیا اور اچھا مسلمان ہو گیا۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۸۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

اور اصلاح کر لی ف۱ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ

كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

منکر ہو گئے ایمان لائے پیچھے پھر بڑھتے چلے گئے انکار میں تو ان کی

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

توبہ ہرگز نہ قبول ہو گی اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔ جو لوگ

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

منکر ہو گئے اور منکر ہی مر گئے تو ہر گز بھی نہ قبول ہو گا ان میں سے

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ

کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ وہ معاوضہ میں دے! یہی لوگ ہیں

عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾ ع

جن کو دردناک عذاب ہوگا اور کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہوگا

❁❁❁

ف۱ یعنی منافقانہ طور پر صرف زبان سے توبہ کافی نہیں بلکہ سچے مسلمان ہو جاویں ربط اوپر توبہ کرنے والوں کے لئے مغفرت ورحمت کا وعدہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اسلام لے آئے مگر احتمال تھا کہ شاید کوئی مرتد توبہ کا لفظ سن کر صرف برے کاموں سے توبہ کرنا سمجھے جن کو کافر بھی برا سمجھتے ہیں اور بدون اسلام لائے گناہوں سے توبہ کر کے مغفرت ورحمت کا اپنے کو مستحق سمجھے اس لئے اگلی آیت میں تصریح فرماتے ہیں کہ بدون اسلام کے محض گناہوں سے توبہ کرنا عنداللہ فضول چیز ہے۔

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کا انبیاء سے عہد لینا اور رسول مصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق واقرار لیا گیا۔ ایمان کے اس عہد کا منکر اللہ کا سرکش ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ تابع فرمان ہے تو پھر انسان کیوں نافرمانی وسرکشی اختیار کرتا ہے۔ پھر دین اسلام کی حقیقت کا اظہار واعلان فرمانے کے بعد بتایا گیا کہ اسلام کے بعد کوئی دین قابل قبول نہیں۔ آگے دنیا پرست اہل علم کی مذمت کی گئی کہ ایسے لوگ اللہ فرشتوں اور لوگوں کی لعنت کے مورد ہیں۔ لیکن توبہ کرنے والوں کیلئے اللہ غفور ہے۔

لیکن صحیح توبہ نہ کرنیوالوں یا بالکل موت سامنے آجانے کے بعد توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول نہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ قیامت میں ایمان وعمل کے علاوہ کوئی دولت کام نہ آئے گی۔

ع ۹ / ۱۱ / ۱۷

سورہ بقرہ...تیسرا پارہ

فضائل خواص' فوائد وعملیات

فضائل....آیت الکرسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت وآرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔(نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے(رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

نیز اسکی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص صبح کو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور حم تنزیل سے الیہ المصیر تک پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کر دو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال واولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔(حصن حصین)

آیت الکرسی کے خواص

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔اس حالت میں جو دُعا کرے قبول ہو۔

آیت الکرسی۔اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔

اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔

جو شخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح وشام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔چوری سے مامون رہے۔رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔

خواص آیت الکرسی

خواص ( ) اللّٰہ لا الٰہ سے لے کر ھوا لعلی العظیم تک آیۃ الکرسی کہلاتی ہے! اس کے فضائل وخواص بہت ہیں' حدیث میں وارد ہے کہ آیۃ الکرسی جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں گھستا اور اس کی برکت سے اللہ پاک اس کے گھر اور اولاد اور محلہ کے تمام گھروں کو آفات آسمانی سے محفوظ رکھتا ہے! شب کو سوتے وقت اس کو ایک بار پڑھ کر سینہ پر دم کرنا اور سو جانا رات بھر شیطان اور جملہ آفات سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر کسی دیوانہ مجنون پر سورہ بقر کی چار آیتیں شروع کی اور پھر آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی تین آیتیں یعنی خالدون تک اور اسی سورۃ میں آخر کی تین آیتیں پڑھی جاویں تو اس کی دیوانگی کو افاقہ ہوگا اور جو شخص ہر فرض نماز کے بعد اس کو صدق دل سے ہمیشہ پڑھا کرے گا وہ ان شاء اللہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا! اس کے ایک دفعہ پڑھنے والے کو چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ قرآن میں افضل سورت سورہ بقرہ ہے اور اس میں سب سے برتر آیت آیت الکرسی ہے ۱۲اق (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت الکرسی برائے جن وانس سے حفاظت

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ.

خاصیت: آیت الکرسی کو جو شخص ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے پاس شیطان نہ آئے گا۔ کیونکہ اس نے اقرار کیا ہے کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھتا ہے میں اس کے پاس نہیں جاتا۔ (اعمال قرآنی)

۱۵۔ آیۃ الکرسی کے خواص: جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو۔ (اعمال قرآنی)

آیۃ الکرسی کے کل حروف 184 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں............1840=10x184

ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنے پر.......9200=5x1840

مہینہ بھر کی کل نیکیاں ....276000=30x9200

سال بھر میں کل نیکیاں...........................33,12,000=12x276000

تینتیس لاکھ بارہ ہزار

خاصیت آیت ۲۶۴ برائے ظالم دشمن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (پ۳،ع۴)

خاصیت: اگر کوئی ظالم دشمن ہو اور اس کو ویران کرنا منظور ہو تو بعد استفتاء شرعی کے ہفتے کے دن ایک ٹھیکری پکی تیار کرو اور کسی پرانے قبرستان کی تھوڑی مٹی ہفتہ کے دن لو اور تھوڑی سی ویران گھر کی لو اور تھوڑی مٹی کسی خالی گھر کی لو جس کے رہنے والے مر گئے ہوں اور آیتوں کو اس ٹھیکری پر لکھو اور خوب باریک پیس لو دوسری مٹیوں کے ساتھ ملاؤ پھر ان سب کو ملا کر اس کے گھر میں ہفتہ کے دن پہلی ساعت میں بکھیر دو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۸۵۔۲۸۶ برائے حفاظت شیطان

خواص ( )آمن الرسول الخ یہ دو آیتیں ہر مرض کی شفا ہیں شب کو سوتے وقت ان کو پڑھ کر سونا ہر مصیبت سے بچاتا ہے اور جو تہجد نہ پڑھ سکے اس کو سوتے وقت ان آیتوں کے پڑھنے سے تہجد کا ثواب ملے گا جس گھر میں یہ مقدس آیتیں پڑھی جاتی ہیں اس میں تین دن تک شیطان پاس نہیں بھٹکتا ۱۲ اق (تفسیر میرٹھی)

سورہ آل عمران

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن دو بدلیوں کی طرح بن کر سائبان کی طرح ہو کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں اس کی سفارش کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص قل اللھم مالک الملک الخ پڑھے تو اگر وہ عہدے و منصب والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ملک کی حفاظت فرمائے گا اور اس کے حال کو درست رکھے گا اور اگر ملک و منصب والا نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ملک و منصب عطا فرمائے گا۔

الٓمٓ اللہ لاالٰہ الا ھو الحی القیوم و انزل الفرقان

(۱) جو شخص اس آیت کو کاغذ پر زعفران اور گلاب و مشک سے لکھ کر نرے کی ایک پوری میں ڈال کر موم سے اس کو بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈال دے تو وہ بچہ شیطان سے اور ام الصبیان کی بیماری سے' جنوں کی بیماری سے اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ نرا سورج طلوع ہونے سے پہلے کاٹا گیا ہو۔

(۲) جو شخص جمعرات کے دن دوسری ساعت میں اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر باریک قلم سے لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے اور خالص نیت و پاک بدن کے ساتھ اس انگوٹھی کو پہنے رکھے گا تو وہ شخص خوش بخت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کا حکم مانے گا وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس کا دشمن اس سے خائف رہے گا۔ (الدرر النظیم)

ھو الذیٓ انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات..........ان اللہ لایخلف المیعاد

اگر کسی آدمی کا حافظہ کمزور ہو اور ذہن سست ہو تو وہ ان آیات کو سبز رنگ کے نئے کاغذ پر جمعہ کے دن چھٹے گھنٹے میں زعفران و گلاب کے عرق سے لکھے اور دھو کر پی لے۔ مسلسل سات جمعے اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حافظہ قوی اور تیز ہو جائے گا۔ اس بات کا خصوصی خیال کرے کہ کوئی شبہ والی چیز نہ کھائے۔ **اللھم مالک الملک ....بغیر حساب**

(۱) جو آدمی مذکورہ آیتوں کو فرضوں اور نفلوں کے بعد اور سوتے وقت کثرت سے پڑھے تو اس کی تنگ دستی ختم ہو جائے گی۔

(۲) جو بادشاہ الملک القدوس کا ہمیشہ ورد رکھے اس کی سلطنت قائم رہے گی اور اس کی سلطنت دور دور تک پھیلے گی۔

(۳) جو شخص الملک کے حروف اس طرح لکھے۔ ال م ل ک ہر روز پاک صاف ہو کر چالیس بار دیکھا کرے اور دیکھتے وقت درمیانہ حرف پر نظر قائم رکھے اور اللھم مالک الملک الخ پڑھتا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیوی اور اخروی اسباب آسان فرما دے گا۔

(۴) جو شخص علم کیمیا یا دوسری مخفی چیزوں کا علم حاصل کرنے کا شوق رکھتا ہو وہ چالیس دن مسلسل روزے رکھے حلال چیز سے افطار کرے اور ہر رات سوتے وقت ۷ بار سورۂ الشمس' سورۂ الضحیٰ اور سورۂ الم نشرح پڑھے۔ پھر سات بار مذکورہ بالا آیت پڑھے پھر ستر بار یہ دعا مانگے **اللھم انی اسئلک بقدرتک علیٰ کل شی یاواحد یا احد یا صمد یا وتر یا حی یا قیوم اسئلک ان تصلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و ان تیسر لی العلم الذی بشرتہ علیٰ کثیر من خلقک واکرمت بہ**

کثیراً من عبادک و اعننی عمن سواک فانک مالک الملک و بیدک مقالید السماوات والارض فانت علیٰ کل شئ قدیر اللہ تعالیٰ نیند یا بیداری میں اس کے پاس کوئی شخص بھیجیں گے جو اسے اس کا مطلوبہ علم سکھا دے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حاجت مند ہو اور وہ سجدہ میں جا کر یوں کہے۔

اللھم مالک الملک الخ یا اللہ ۳ بار انت اللہ الذی لآ الٰہ الا انت وحدک لاشریک لک تجبرت انی یکون لک ولد وتعالیت انی یکون لک شریک و تعاظمت انی یکون لک ندومشیر وقھرت انی یکون لک ضد و تکرمت انی یکون لک وزیر یا اللہ ۳ بار یا اللہ انت الذی تنزھت وتنزھت و ننزھت جمیع خلقک لاعین تراک ولایدرکک بصر یا اللہ ۳ بار یا اللہ اقض حاجتی

اور اپنی حاجت کا نام لے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

اذقالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک......بغیر حساب

(۱) ان آیات کو زعفران اور گلاب سے ہرن کے باریک چمڑے پر لکھ کر عورت کی بائیں کوکھ پر وضع حمل تک باندھ دیا جائے تو وہ سب آفتوں سے امن میں رہے گی۔

(۲) اگر اس آیت کو مشک وزعفران سے لکھ کر بچہ کے گلے میں لوہے یا تانبے کی تختی میں بند کر کے باندھ دیا جائے تو وہ رونے اور ڈرنے اور بھوک لگنے سے محفوظ رہے گا اور اکثر سویا رہے گا اور اپنی ماں کے تھوڑے دودھ سے سیر ہو جایا کرے گا اور اگر اس کی ماں کا دودھ کم ہوگا تو وہ بہت ہو جائے گا اور وہ بچہ نیک بخت ہوگا۔

قل ان الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

(۱) جو شخص جمعرات کے دن زہرہ یا عطارد کی ساعت میں اس آیت کو کسی پاک کاغذ پر لکھ کر کسی نیک آدمی کے کرتہ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنی دکان یا گھر کے دروازے میں لٹکائے تو اس کی آمدنی بہت ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص بے روزگار ہو یا کسی شخص کی شادی نہ ہوتی ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکائے اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

افغیر دین اللہ..........خاسرین تک

اگر کوئی بیمار ہو تو یہ آیت مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑی ہو دھو کر پلایا جائے تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔ (الدرر النظیم)

خواص ابتدائی آیات از سورہ آل عمران

اسم اعظم

الٓمّٓ ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. (پ۳-ع۹)

ترجمہ: الٓمّٓ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں۔ سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔

خاصیت: حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں اسم اعظم ہے۔ (اعمال قرآنی)

ام الصبیان

۱۰

الٓمٓ. اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ. مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (پ۳ رکوع ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور اسی طرح بھیجا توریت اور انجیل کو اس سے قبل کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات۔ (اعمال قرآنی)

عزت بڑھنا

الٓمّٓ. اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (پارہ۳، رکوع ۹)

خاصیت: ہرن کی جھلی پر باریک قلم سے لکھ کر نگینہ انگشتری کے نیچے رکھ لیا جائے جو شخص باوضو پہنے جاہ و قبولیت حاصل ہو اور دشمن سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۸ برائے ایمان پر خاتمہ ہونا

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (پ۳ ع۹)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

خاصیت: جو کوئی ہر نماز کے بعد اس کو پڑھ لیا کرے وہ دنیا سے انشاء اللہ تعالیٰ باایمان اٹھے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت: آیت ۲۶ برائے ادئیگی قرض:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ۳، رکوع۱۱)

ترجمہ: (اے محمد) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ جس کو چاہیں ملک دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں آپ ملک لے لیتے ہیں اور جس کو چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں سب بھلائی ہے بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

خاصیت: ادائیگی قرض کے لئے سات بار صبح و شام پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خواص۔حضرت معاذؓ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تجھ کو ایسی دُعا نہ بتاؤں جس کے باعث اگر تیرے اوپر ڈھیروں قرض کیوں نہ ہو سب ادا ہو جائے قل اللهم سے بغیر حساب تک اور اس کے بعد رحمٰن الدنيا و رحيم الاخرة تعطى من تشاء منها و تمنع من تشاء ارحمنى رحمة تغنى عن رحمة من سواک (تفسیر میرٹھی)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

بِيَدِکَ الْخَيْرُ اِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (پ۳ع۱۱)

خاصیت: جوشخص کثرت سے ان آیتوں کو فرض نمازوں کے بعد اور نوافل کے بعد اور سوتے وقت پڑھا کرے اس کو روزی اور وسعت نصیب ہو، اس کے مال میں ترقی ہو اور تنگدستی دور ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۵ برائے حفاظت بچہ

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ تک (پ۳ع۱۲)۔

خاصیت: اگر مشک وزعفران سے لکھ کر تانبے یا لوہے کی نلکی میں لکھ کر بچے کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو رونے اور ڈرنے اور بدخوابی سے حفاظت رہے اور ماں کے تھوڑے دودھ سے آسودہ ہو جائے۔ اور اگر دودھ کم ہو تو بڑھ جائے اور بچے کی نشوونما خوب ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۸ برائے فرزند

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّکَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ. (پ۳ع۱۲)

ترجمہ: (حضرت زکریا نے عرض کیا) اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ سننے والے ہیں دُعاء کے۔ خاصیت: جس کو اولاد سے مایوسی ہوگئی ہو اس آیت کو پڑھا کرے خداوند کریم اس کی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔(اعمال قرآنی)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (پارہ۳ رکوع ۱۶)

خاصیت آیت ۷۳ برائے رزق

خاصیت: جمعرات کے روز باوضو کسی طالع مند آدمی کے کپڑے کے ٹکڑے پر اس آیت کو دوکان یا مکان یا خرید وفروخت کی جگہ میں لٹکائے خوب آمدنی ہو۔ دیگر: اور اس کاغذ کو لکھ کر کسی بے کار آدمی کے بازو پر باندھ دیا جائے باکار ہو جائے یا جس نے کہیں پیغام نکاح بھیجا ہو اس کے بازو پر باندھ دیا جائے اس کا پیغام منظور ہو جائے۔(اعمال قرآنی)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (پارہ۳، رکوع۱۶)

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ بے شک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت وفضل کیساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

خاصیت آیت ۸۳ برائے سلامتی جانور

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ. (پارہ۳، رکوع۱۷)

خاصیت: اگر سواری کا کوئی جانور گھوڑا اونٹ سواری کے وقت شوخی شرارت کرے اور چڑھنے نہ دے تو اس آیت کو تین مرتبہ پڑھ کے کان میں پھونک دے ان شاءاللہ تعالیٰ باز آجائے گا۔(اعمال قرآنی)

خواص: افغیر دین اللّٰه (الخ) اگر کسی کا گھوڑا منہ زور ہو کر اپنی پیٹھ پر سوار نہ ہونے دے تو یہ آیت افغیر دین اللّٰه سے لے کر والیه یر

جعون تک پڑھے اوراس کے دونوں کانوں میں پھونک دے پھر سوار ہوجائے ان شاءاللہ وہ ہرگز کچھ بھی نہ بولے گا ۱۲اق (تفسیر میرٹھی)

خاصیت: آیت ۸۴ برائے امراض دل

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ(پ۳ رکوع۱۷)

خاصیت: یہ آیتیں خفقان قلب کیلئے مفید ہیں۔مٹی کے کورے برتن میں لکھ کر بارش یا شیریں کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ آتی ہو دھوکر مریض کو پلایا جائے ان شاءاللہ تعالیٰ صحت ہوجائے۔(اعمال قرآنی)

سورۃ النساء: یا ایھا الناس قد جائکم برھان .....مستقیما یہ آیت مدمقابل کی دلیل کو بے کار کردے گی اوراُس کے مقابلہ میں تمہاری دلیل وموقف کومضبوط وغالب کردے گی۔

تعارف سورۃ النسآء

یہ سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی، اور اس کا اکثر حصہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مدینہ منورہ کی نوزائیدہ مسلمان ریاست مختلف مسائل سے دوچار تھی۔ زندگی کا ایک نیا ڈھانچہ اُبھر رہا تھا جس کے لئے مسلمانوں کو اپنی عبادت کے طریقوں اور اخلاق و معاشرت سے متعلق تفصیلی ہدایات کی ضرورت تھی، دشمن طاقتیں اسلام کی پیش قدمی کا راستہ روکنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہی تھیں، اور مسلمانوں کو اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے نت نئے مسائل کا سامنا تھا۔ سورۂ نساء نے ان تمام معاملات میں تفصیلی ہدایات فراہم کی ہیں۔ چونکہ ایک مستحکم خاندانی ڈھانچہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے، اس لئے یہ سورت خاندانی معاملات کے بارے میں مفصل احکام سے شروع ہوئی ہے۔ چونکہ خاندانی نظام میں عورتوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے، اس لئے عورتوں کے بارے میں اس سورت نے تفصیلی احکام عطا فرمائے ہیں، اور اسی لئے اس کا نام سورۂ نساء ہے۔ جنگ اُحد کے بعد بہت سی خواتین بیوہ اور بہت سے بچے یتیم ہو گئے تھے، اس لئے سورت نے شروع ہی میں یتیموں کے حقوق کے تحفظ کا انتظام فرمایا ہے، اور آیت نمبر ۱۴ تک میراث کے احکام تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ طرح طرح کے ظلم ہوتے تھے، ان مظالم کی ایک ایک کر کے نشاندہی کی گئی ہے، اور معاشرے سے ان کا خاتمہ کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ نکاح و طلاق کے مفصل احکام بیان کئے گئے ہیں، اور میاں بیوی کے حقوق متعین فرمائے گئے ہیں۔ یہ مضمون آیت نمبر ۳۵ تک چلا ہے جس کے بعد انسان کی باطنی اور معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو عرب کے صحراؤں میں سفر کے دوران پانی کی قلت پیش آتی تھی، لہٰذا آیت ۴۳ میں تیمم کا طریقہ اور آیت ۱۰۱ میں سفر میں نماز قصر کرنے کی سہولت عطا فرمائی گئی ہے۔ نیز جہاد کے دوران نمازِ خوف کا طریقہ آیت ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں بتایا گیا ہے۔ مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر رکھا تھا، آیت ۴۴ تا ۵۷ اور ۱۵۳ تا ۱۷۵ میں ان کی بداعمالیوں کو واضح فرمایا گیا ہے، اور انہیں راہِ راست پر آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آیات ۱۷۱ تا ۱۷۵ میں ان کے ساتھ عیسائیوں کو بھی خطاب میں شامل کر لیا گیا ہے، اور انہیں تثلیث کے عقیدے کے بجائے خالص توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آیات ۵۸ و ۵۹ میں سیاست اور حکمرانی سے متعلق ہدایات آئی ہیں۔ منافقین کی بداعمالیاں آیات ۶۰ تا ۷۰ اور پھر آیات ۱۳۷ تا ۱۵۲ میں واضح کی گئی ہیں۔ آیات ۷۱ تا ۹۱ نے جہاد کے احکام بیان کر کے منافقین کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اسی سیاق میں آیات ۹۲ و ۹۳ میں قتل کی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے اور کفار کے ہاتھوں مظالم جھیل رہے تھے، ان کی ہجرت کے مسائل آیات ۹۷ تا ۱۰۰ میں زیر بحث آئے ہیں۔ اسی دوران بہت سے تنازعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فیصلے کے لئے لائے گئے۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۵ میں ان کے فیصلے کا طریقہ آپ کو بتایا گیا ہے، اور مسلمانوں کو آپ کا فیصلہ دل و جان سے قبول کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۶ میں توحید کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ خاندانی نظام اور میراث کے بارے میں صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد سوالات پوچھے تھے آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹ اور پھر ۱۷۶ میں ان سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ پوری سورت احکام اور تعلیمات سے بھری ہوئی ہے اور شروع میں تقویٰ کا جو حکم دیا گیا تھا، کہا جا سکتا ہے کہ پوری سورت اس کی تفصیلات بیان کرتی ہے۔ (توضیح القرآن)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا

تم ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کے درجوں کو جب تک کہ نہ خرچ کرو وہ چیزیں

تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ

جو تم کو عزیز ہیں اور تم کوئی سی چیز بھی خرچ کرو بیشک اللہ اس کو جانتا ہے۔ ف۱ سب

الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر ہاں جو حرام کر چکا تھا

اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ

یعقوب اپنے اوپر ف۲ اس سے پہلے کہ نازل ہو

التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

توریت! ف۳ کہہ دے کہ تم لے آؤ توریت کو اور اس کو پڑھو اگر تم

صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

سچے ہو پھر جو کوئی بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ

اس کے بعد تو وہی لوگ ہٹ دھرم ہیں۔ کہہ دے کہ سچ فرمایا

اللّٰهُ ۫ قف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ

اللہ نے سو تم تابع ہو جاؤ ابراہیم کے طریقے کے جو ایک کا ہو رہا تھا

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

اور وہ نہ تھا شرک کرنیوالوں میں۔ پہلا گھر جو ٹھہرایا گیا لوگوں کی (عبادت)

ف۱ کامل ثواب حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ محبوب چیز خرچ کرو آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ملتا ہے، جو اللہ کی راہ میں کیا جائے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ملتا ہے (تسہیل بیان)

ف۲ ایک خاص وجہ سے وہ یہ کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا آپ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے شفا دیں تو سب میں زیادہ جو کھانا مجھ کو محبوب ہو اس کو چھوڑ دوں گا ان کو شفا ہو گئی اور سب میں زیادہ محبوب ان کو اونٹ کا گوشت تھا اس کو چھوڑ دیا پھر ان کی اولاد میں بھی حرام چلا آیا اور یہی تحریم جو نذر کی وجہ سے ہوئی تھی بنی اسرائیل پر بھی بحکم وحی رہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شریعت میں نذر کی وجہ سے حلال چیز حرام بھی ہو جاتی تھی جیسا کہ ہماری شریعت میں مباح کام نذر ماننے سے واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی نذر مانے تو ہماری شریعت میں یہ نذر جائز نہیں بلکہ اس نذر کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ پس ابراہیم علیہ السلام کے وقت ان کے حرام ہونے کا دعویٰ کب صحیح ہو سکتا ہے اور نزول توراۃ کے قبل اس لئے فرمایا کہ نزول توراۃ کے بعد ان مذکورہ حلال چیزوں میں سے بھی بہت سی چیزیں حرام ہو گئی تھیں جن کی تفصیل سورۃ انعام میں ہے۔ (تسہیل بیان)

لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ

کے لئے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت۔ اس میں

اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

بہت سی کھلی نشانیاں ہیں! ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ! ول اور جو اس گھر میں آ داخل ہوا

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

وہ امن میں آ گیا اور اللہ کا فرض ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جس شخص کو مقدور ہو

اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ

اس تک پہنچنے کا! اور جو انکار کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے دنیا

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

جہان کے لوگوں سے ول۲ کہہ دے کہ اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ

اللہ کی آیتوں سے؟ اور اللہ گواہ ہے اس پر جو تم کر رہے ہو کہہ دے کہ

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو اللہ کے راستہ سے

مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَ

ان کو جو ایمان لا چکے تم اس میں ڈھونڈتے ہو عیب حالانکہ تم خبردار ہو! اور

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

اللہ بے خبر نہیں ہے ان کاموں سے جو تم کر رہے ہو۔ اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے

ول مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس میں آپ کے قدموں کا نشان بن گیا۔ اب یہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان میں رکھا ہے۔ (تسہیل بیان)

ول۲ ایک یہودی تھا شاس بن قیس مسلمانوں سے بہت کینہ رکھتا تھا اس نے ایک مجلس میں انصار کے دو قبیلوں اوس و خزرج کو باہم مجتمع و متفق دیکھا حسد کی وجہ سے سخت ناگوار ہوا اور ان میں تفریق ڈالنے کی فکر میں لگا آخر یہ تجویز کیا کہ ایک شخص سے کہا کہ ان دونوں قبیلوں میں اسلام سے پہلے جو ایک لڑائی زمانہ دراز تک رہی ہے اور اس کے متعلق ہر فریق کے فخریہ اشعار ہیں وہ اشعار ان کی مجلس میں پڑھ دیئے جائیں چنانچہ اشعار کا پڑھنا تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس میں چناں چنیں ہونے لگی یہاں تک کہ موقع اور وقت لڑائی کا پھر مقرر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خبر ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اور مسلمان ہو کر اور باہم متفق ہو جانے کے بعد واہیات کیا اسی کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو متنبہ ہوئے اور سمجھے کہ یہ شیطانی حرکت تھی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر بہت روئے اور توبہ کی اس واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یہ مضمون کئی آیتوں تک چلا گیا ہے جس میں اول تو ان اہل کتاب پر ملامت کی گئی ہے جن کی یہ کارروائی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی ہے کہ اس فعل پر ملامت سے پہلے ان کو کفر پر بھی ملامت کی گئی جس کا حاصل یہ ہوا کہ چاہئے تو یہ تھا کہ خود بھی اسلام لے آتے نہ یہ کہ الٹا دوسروں کو بہکاتے ہو پھر مسلمانوں کو خطاب فرما کر ان کو فہمائش کی گئی۔ (تسہیل بیان)

اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ

کسی گروہ کا بھی ان میں سے کہ جن کو کتاب ملی ہے تو وہ پھر

بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ

کافر بنا دیں گے تم کو ایمان لائے پیچھے اور تم کس طرح کفر کرنے لگو گے حالانکہ پڑھی جاتی ہیں

تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ

تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اس کا رسول موجود ہے! اور جو

یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

مضبوط پکڑلے اللہ کو تو وہ بے شک پڑ گیا سیدھے راستہ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے! ول اور نہ

تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ

مرنا مگر مسلمان اور مضبوط پکڑلو اللہ کی رسی سب

اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ

مل کر اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہوو! اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے!

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اسی نے الفت پیدا کی تمہارے دلوں میں تو تم ہو گئے

بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ

اس کے فضل سے بھائی بھائی! اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر پھر اس نے

خلاصہ رکوع ۱۰

راہ خدا میں محبوب مال خرچ کرنے کی ترغیب۔ چیزوں کی حلت و حرمت کے بارہ میں یہود کے اعتراض کا جواب اور ملت ابراہیمی کا حقیقی پیرو کار بننے کی تاکید دی گئی۔ پھر قبلہ کے بارہ میں یہود کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔ اہل کتاب کو ملامت اور مسلمانوں کو ہدایت و تلقین کی گئی۔

ع ۱۰/۱

ول اسلام کامل کا بھی وہی مطلب ہے جو کامل ڈرنے کا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اسی کامل تقویٰ اور کامل ایمان پر مرتے دم تک قائم رہنا۔ (تسہیل بیان)

النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

تم کو اس سے بچا لیا! ف۱ اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنی آیتیں

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ

تا کہ تم سیدھے راستہ پر آ جاؤ۔ اور تم میں رہنا چاہئے ایک ایسا گروہ جو بلاتے رہیں نیک کام کی

اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

جانب اور حکم کرتے رہیں اچھے کاموں کا اور منع کرتے رہیں برے

الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

کاموں سے۔ اور یہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے ف۲ اور تم نہ بنو ان جیسے

كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور باہم اختلاف کرنے لگے اس کے بعد کہ آ چکے

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ لا يَّوْمَ

ان کے پاس صاف احکام! اور یہی لوگ ہیں جن کو بڑا عذاب ہو گا! جس دن

تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

سفید ہوں گے بعض منہ اور بعض سیاہ ہوں گے۔ تو جن لوگوں کے

وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

منہ سیاہ ہیں (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم کافر ہو گئے تھے ایمان لانے کے بعد؟

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ

اچھا چکھو عذاب اس کفر کی سزا میں جو تم کرتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کے منہ

ف۱ یہ انعام پہلے انعام کی بھی اصل ہے یعنی بوجہ کافر ہونے کے دوزخ سے اتنے قریب تھے کہ بس دوزخ میں جانے کے لئے صرف مرنے کی دیر تھی اللہ تعالیٰ نے اسلام عطا کیا جس کے سبب دوزخ میں جانے سے بچ گئے پس ان انعاموں کی قدر کرنا چاہئے اور آپس کی جنگ و جدال سے جو کہ معصیت ہے ان انعاموں کو ضائع نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس جنگ و جدال سے باہمی الفت کی نعمت تو بالکل ہی زائل ہو جائے گی اور نعمت اسلام میں بھی خلل اور نقصان پیدا ہو جائے گا۔ کہ یہ بھی ایک گونہ اسلام کو ضائع کرنا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص نیک کام کی نصیحت کرنے اور برے کاموں سے روکنے پر قادر ہو یعنی قرینہ سے اس کو غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا تو مجھ کو کوئی بڑا ضرر نہ پہنچے گا تو اس پر ضروری احکام میں امر و نہی کرنا واجب ہے اور مستحب باتوں میں مستحب ہے اور جو شخص اس طرح قادر نہ ہو اس پر ضروری احکام میں بھی امر و نہی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ہے پھر ضروری احکام میں قدرت رکھنے والے کے لئے تفصیل یہ ہے کہ جہاں ہاتھ سے قدرت رکھتا ہو وہاں ہاتھ سے اس کا انتظام واجب ہے جیسے حکام کو محکومین کے ساتھ اور ہر شخص کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اور اگر صرف زبان سے قدرت رکھتا ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے۔ اور جو قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ واجبات و فرائض چھوڑنے والوں اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں سے دل سے نفرت رکھے اور قدرت رکھنے والے کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق پورا حکم شرعی اس کو معلوم ہو۔

خاصیت: آیت ۱۰۳۔۱۰۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾

سفید ہوں گے (وہ) اللہ کی رحمت میں ہوں گے! وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ول

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم تجھ پر پڑھتے ہیں ٹھیک ٹھیک! اور اللہ نہیں چاہتا

يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

ظلم کرنا دنیا کے لوگوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾ كُنتُمْ خَيْرَ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی تک تمام کام پھرتے ہیں تو تم بہتر ہو ان امتوں میں

أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ

جو پیدا ہوئیں لوگوں کے لئے و۲ تم حکم کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو

عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ

برے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر! اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ

تو بے شک یہ ان کے لئے بہتر ہوتا! ان میں تھوڑے ایمان پر ہیں اور اکثر نا

الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ

فرمان ہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے سوائے تھوڑی سی تکلیف دینے کے اور اگر وہ تم سے

يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

لڑیں گے تو تم سے پیٹھ ہی پھیریں گے پھر ان کو مدد نہ ملے گی۔ لیس دی گئی ان پر

و۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستی اختیار کرو اور درمیانی رفتار سے چلو اور خوش رہو کیونکہ جنت کے اندر کسی کو اس کے اعمال نہیں لے جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بھی (آپ کے اعمال جنت میں نہیں لے جائیں گے۔) فرمایا نہ مجھ کو ہاں اللہ اپنی مغفرت اور رحمت سے مجھ کو ڈھانک لے (تو جنت میں داخل ہو جائیگا۔) (بخاری و مسلم)

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ / ۸ / ۲

تقویٰ اور اطاعت شعاری کا حکم دیا گیا اور اجتماعی قوت کا اصول ذکر کیا گیا۔ دعوت و ارشاد کیلئے مخصوص جماعت کی ضرورت اور فرقہ پرستی سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی۔ میدان حشر میں لوگوں کی دو جماعتوں میں تقسیم اہل ایمان و ارشاد کا اعزاز اور کفار کی ذلت رسوائی ذکر کی گئی۔

و۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خصوصی نعمتیں:

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ وہ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں دیا گیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد رعب سے کی گئی ہے۔ میں زمین کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔ میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لئے مٹی پاک کی گئی ہے، میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔ ﴿مسند احمد﴾

الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ

ذلت جہاں کہیں بھی پائے جائیں مگر اللہ کی دستاویز کے ذریعہ سے اور لوگوں کی

النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

دستاویز کے باعث اور گرفتار ہوئے اللہ کے غضب میں اور لپس دی گئی ان پر

الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

محتاجی ! یہ اس وجہ سے کہ وہ منکر ہوتے تھے اللہ کی آیتوں سے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

اور قتل کر ڈالتے تھے نبیوں کو ناحق! یہ اس کی سزا ہے کہ انہوں نے نافرمانیاں کیں اور

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

حد سے بڑھ گئے تھے۔ وا وہ سب برابر نہیں ہیں! اہل کتاب میں

اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ

کچھ ایسے بھی ہیں کہ کھڑے پڑھتے رہتے ہیں اللہ کی آیتیں راتوں اور وہ

يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ

سجدہ کرتے ہیں ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روزِ آخرت پر اور حکم کرتے ہیں نیک

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى

کاموں کا اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑ پڑتے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ

نیک کاموں میں! اور یہی لوگ نیک بندوں میں ہیں و۲ اور وہ کسی طرح کی بھی

و۱ روح المعانی میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے اس پیشین گوئی میں دلیل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چنانچہ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر و خیبر وغیرہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی۔ (تسہیل بیان)

و۲ شانِ نزول

احمد اور نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی پھر دیر کے بعد (نبوت کدہ سے) برآمد ہو کر مسجد میں تشریف لائے لوگ نماز کے منتظر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ اس وقت کسی مذہب کا کوئی شخص تمہارے سوا اللہ کی یاد نہیں کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لَيْسُوْا سواء یعنی تمام یہودی مذکورہ برائیوں میں برابر نہیں۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۱۱۱-۱۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ

نیکی کریں ہرگز اس کی نا قدری نہ ہو گی اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیز گاروں کو ف۱۔ جن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ

لوگوں نے کفر کیا ان کو ہرگز نہ بچاوے گا ان کا مال اور نہ

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے بالکل! اور یہی لوگ دوزخی ہیں!

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ

یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس مال کی مثال جو یہ لوگ خرچ کرتے ہیں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اس دنیا کی زندگانی میں اس ہوا کی سی ہے جس میں ٹھہر ہو کہ جا لگی ان کے کھیت کو کہ جنھوں نے

ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ

برائی کی اپنے حق میں ف۲ پھر اس کھیت کو تباہ کر دیا اور اللہ نے

لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

ان پر کچھ ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ

بناؤ راز دار اپنے غیر کو کہ وہ کچھ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں۔

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ

چاہتے ہیں کہ تم تکلیف اٹھاؤ! ف۳ ظاہر ہو چکی دشمنی ان ہی کے منہ سے!

ف۱ حاصل آیت کا یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان صفات کو اختیار کیا ہے جو اس امت کے سب امتوں میں افضل ہونے میں دخل رکھتی ہے اسی لئے ایمان اور امر بالمعروف کو خاص طور پر بیان کیا ورنہ دین حق پر قائم ہونے کی صفت میں یہ بھی داخل ہو گئے تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ کافر لوگ جو کچھ خیرات وغیرہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا صلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں ان کے کفر کی وجہ سے اس کا ثواب آخرت میں نہیں ملتا۔ لہٰذا ان کے خیراتی اعمال کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے اور ان کے کفر کی مثال اس تیز آندھی کی ہے جس میں پالا بھی ہو اور وہ اچھی خاصی کھیتی کو برباد کر ڈالے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ مدینہ منورہ میں اوس اور خزرج کے جو قبیلے آباد تھے، زمانہ دراز سے یہودیوں کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات چلے آتے تھے۔ جب اوس اور خزرج کے لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ ان یہودیوں کے ساتھ اپنی دوستی نبھاتے رہے، مگر یہودیوں کا حال یہ تھا کہ ظاہر میں تو وہ بھی دوستانہ انداز میں ملتے تھے اور ان میں سے کچھ لوگ یہ بھی ظاہر کرتے تھے کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کے دل میں مسلمانوں کے خلاف بغض بھرا ہوا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مسلمان ان کی دوستی پر بھروسہ کرتے ہوئے سادہ لوحی میں انہیں مسلمانوں کی کوئی راز کی بات بھی بتا دیتے تھے۔ اس آیت کریمہ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ ان پر بھروسہ نہ کریں اور انہیں راز دار بنانے سے مکمل پرہیز کریں۔ (توضیح القرآن)

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ

اور وہ دشمنی جو چھپی ہوئی ہے ان کے دلوں میں بڑھ کر ہے! بے شک ہم نے تم کو بتا دیں

إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۱۸﴾ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ

پتے کی باتیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ سنتے بھی ہو! تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے

وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا

اور تم مانتے ہو تمام کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں!

وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ

اور جب اکیلے ہوتے ہیں (تو) کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ کے مارے

قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

کہہ دے کہ مر رہو اپنے غصہ میں! بیشک اللہ خوب جانتا ہے

الصُّدُورِ ﴿۱۱۹﴾ إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

دلوں کی باتیں۔ اگر تم کو پہنچے کوئی بھلائی تو ان کو برا لگتا ہے! اور اگر

وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا

تم کو پہنچے کوئی برائی تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں! اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو

لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ

تو تم کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا ان کا فریب! ف بیشک جو کچھ یہ کر رہے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے

مُحِيطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ

اور (اے محمد یاد کرو) جب تو صبح سویرے نکلا اپنے گھر سے کہ بٹھاتا تھا مسلمانوں کو

ف وعدہ یہ ہے کہ اگر تم صبر وتقویٰ پر مستقل رہو تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا اور اکثر جب مخالف کو مسلمانوں پر غلبہ ہوا صبر وتقویٰ کی کمی کی وجہ سے ہوا ہے اور اگر شاذ و نادر کبھی ایسا بھی ہو کہ باوجود استقلال وتقویٰ کے کفار کو غلبہ ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہاں حقیقی ضرر نہیں ہوتا صرف ظاہری ضرر ہوتا ہے کیونکہ اس وقت حق تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کیا کرتے ہیں جس میں بوجہ رضا وتوکل کے ان کے دل پریشان نہیں ہوتے بلکہ اللہ والے امتحان کی تمام تکالیف کو راحت سمجھتے ہیں تکلیف وہ ہوتی ہے جس سے قلب کو تشویش ہو اور دل کو جب راحت وخوشی نصیب ہو تو ظاہری تکلیف کا حقیقت کے مقابلہ میں اعتبار نہ کیا جاوے گا اس ظاہری شکست میں مسلمانوں کو باطنی فتح نصیب ہوتی ہے وہ یہ کہ بکثرت فتوحات اور غلبہ ہوتے رہنے سے کبھی اپنی قوت پر نظر ہو جاتی ہے اور خدا پر توکل کم ہو جاتا ہے کبھی شکست دے کر حق تعالیٰ ان کے اخلاق مہذب کر دیتے ہیں جس سے ثواب اور قرب و رضا میں ترقی ہو جاتی ہے اور مسلمان کا اصلی مقصد یہی ہے اگر شکست میں خدا کا قرب و رضا زیادہ ہو تو وہ ہزار فتح سے بہتر ہے خوب سمجھ لو۔

خلاصہ رکوع ۱۲

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے امت محمدیہ کی فضیلت بتائی گئی۔ اور اہل کتاب کو ایمان کی دعوت دی گئی۔ یہود کی ذلت ورسوائی ذکر کی گئی اور ان کیلئے امن کے دو راستے بتائے گئے۔ اہل کتاب میں سے بعض صالح افراد کی صفات ذکر کی گئیں۔ کفار کا انجام اور کفار کو دوست نہ بنانے کی تاکید اور اہل کتاب کی مسلمانوں سے دلی عداوت اور کفار کی سازشوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ بتایا گیا۔

ع ۱۲ ۱۱ ۳۰

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝١٢١ اِذْ هَمَّتْ

لڑائی کے موقعوں پر! اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب چاہا تم سے

طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى

دو جماعتوں نے کہ نامرد بن جائیں! اور اللہ مددگار تھا ان کا اور

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٢٢ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے! اور تمہاری مدد

بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٢٣

کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بالکل بے حقیقت تھے۔ سو ڈرو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

جب تو کہہ رہا تھا مسلمانوں سے کہ کیا تم کو اتنی بات کافی نہیں کہ تمہاری مدد کرے

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؕ ۝١٢٤

تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں اُتارے ول ہوؤں سے

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ

بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو اور وہ تم پر آ پڑیں اُسی دم تو تمہاری مدد

هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

کرے گا تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں

مُسَوِّمِيْنَ ۝١٢٥ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

نشان والوں سے اور اللہ نے یہ مدد نہیں کی مگر صرف تمہارے خوش کرنے کو

ول جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے فرشتے ہوں گے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے ان سے بھی یہ کام لیا جاسکتا تھا۔ ذرا اس سے پہلے مسلمانوں کی دعا اور فریاد پر ایک ہزار فرشتے بھیجنے کا وعدہ ہوا تھا جیسا کہ سورہ انفال میں ہے پھر جب مشرکین کی امداد آنے کی خبر اڑی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کا ساتھ دینا چاہتا ہے اس پر زیادہ تقویت قلب کے لئے تین ہزار کا وعدہ ہوا پھر تقویٰ واستقلال سے لڑائی کے وقت کام لینے پر پانچ ہزار کا وعدہ ہوا جو آئندہ آتا ہے۔ یہ تین وعدے ہوئے جن میں سے تیسرے وعدے کا سبب تو خود قرآن میں صاف مذکور ہے کہ صبر وتقویٰ سے کام لینا ہے اور پہلے دو وعدوں کے سبب ظاہر میں دعا و پریشانی معلوم ہوتے ہیں مگر اصلی سبب ان کا بھی وہی تقویٰ وصبر ہے اسی کی برکت سے دعا بھی قبول ہوئی اور اسی کی بدولت قدم قدم پر رحمتیں متوجہ ہوئیں۔

ربع

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

اور تا کہ تسلی پاجاویں تمہارے دل اس کے باعث! اور فتح تو اللہ ہی کی طرف سے ہے

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

جو بڑا زبردست ہے حکمت والا تا کہ ہلاک کر دے کافروں کے ایک گروہ کو

كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَھُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ

یا ان کو ایسا ذلیل کرے کہ وہ واپس چلے جائیں نامراد تیرا اختیار اس کام میں

مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْھِمْ اَوْ يُعَذِّبَھُمْ

کچھ نہیں چاہے ان کو اللہ توبہ نصیب کرے یا ان کو سزا دے

فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

زمین میں ہے! معاف کرے جسے چاہے اور سزا دے جسے چاہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ اے ایمان والو مت کھاؤ

تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

سود دگنا چوگنا اور ڈرو اللہ سے ف۲ تا کہ تمہارا

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ج وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ ج

بھلا ہو۔ اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی ہے کافروں کے لئے

شان نزول

ف۱ مسلم اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا دانت اور چہرۂ مبارک زخمی ہو کر خون بہنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی قوم کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر سے یہ سلوک کیا ہو حالانکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

خلاصہ رکوع ۱۳

غزوہ احد کی منظر کشی فرمائی گئی اور اس میں فرشتوں کے ذریعے نصرت ذکر فرمائی گئی اور مشرکوں پر بد دعا کرنے سے ممانعت کی گئی۔

ف۲ سود چاہے تھوڑا ہو چاہے بہت سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اس طرح تھا کہ سود بالائے سود لیا کرتے تھے اس لئے ان کے دستور کے موافق یہ قید اتفاقی ہے دوسری آیت میں وحرم الربوا مطلقاً بلا قید کے بیان ہو چکا ہے دونوں کے ملانے سے یہ معلوم ہوا کہ سود بالکل حرام ہے جو صورت ان میں رائج تھی وہ بھی اور جتنی صورتیں اس کے سوا ہوں وہ بھی آج کل بعض ہوا پرست اس آیت سے عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ع ۱۳ / ۹ / ۴

خاصیت: آیت ۱۲۲۔۱۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا

اور کہا مانو اللہ اور رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اور دوڑو

اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی جانب جس کا پھیلاؤ آسمان

وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي

اور زمین ہے! تیار ہوئی ہے پرہیزگاروں کے واسطے جو خرچ کرتے رہتے ہیں

السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

خوشی اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ کو اور درگزر کرتے ہیں

عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ

لوگوں سے! اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو ف۱ اور وہ لوگ جو کر

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

بیٹھتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا برا کر بیٹھیں اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠

پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے اللہ کے سوا!

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ

اور وہ لوگ اصرار نہیں کرتے اس گناہ پر جو کر بیٹھتے ہیں دانستہ! یہی لوگ ہیں

جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

جن کا بدلہ ان کے پروردگار کی مغفرت ہے اور باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

ف۱ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں معززین مکہ مدعو تھے ایک لونڈی دسترخوان پر کھانا چننے میں معروف تھی جب وہ شوربے کا پیالہ حضرت امام حسنؓ کے سامنے رکھنے لگی تو اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا جس سے تمام شوربہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اوپر گر گیا۔ حضرت امام حسنؓ نے قہر آلود نظروں سے لونڈی کی طرف دیکھا لونڈی تھرتھر کانپنے لگی اس خوف کی حالت میں اس کے منہ سے قرآن کے یہ الفاظ نکلے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (اور جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں) حضرت امام نے لونڈی سے فرمایا۔ ''میں نے غصہ کو روک لیا'' پھر لونڈی نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اور جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں) حضرت امامؓ نے فرمایا۔ میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔ اس کے بعد لونڈی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے) یہ سن کر حضرت نے فرمایا ''جاؤ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔''

متقین کی صفات:

یعنی نہ عیش وخوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدرت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں۔ گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱۳۴۔۱۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

نہریں! اس میں ہمیشہ رہیں گے! اور کیا اچھا اجر ہے (نیک) کام کرنے والوں کا۔ ف۱

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

ہو چکے ہیں تم سے پہلے بہت واقعات تو چلو پھرو ملک میں

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا

پھر دیکھو کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا ف۲ ۔یہ

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا

سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے واسطے

تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

اور ہمت نہ ہارو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

مسلمان ہو اگر پہنچا ہے تم کو زخم تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ

زخم پہنچ چکا ہے!اور یہ حادثات زمانہ ہیں کہ ہم ان کو نوبت بہ نوبت لاتے ہیں

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ

لوگوں میں! اور تا کہ معلوم کرے اللہ ایمان والوں کو! اور بنائے تم میں شہید!

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اور اللہ نا پسند رکھتا ہے ظلم کرنیوالوں کو! اور تا کہ اللہ نکھار دے ایمان والوں کو

ف۱ گناہ کا علاج:
امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی گناہ کرے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے۔﴿مسند احمد﴾

ف۲ ماضی سے سبق حاصل کرو:
یعنی تم سے پہلے بہت قومیں اور ملتیں گذر چکیں۔ بڑے بڑے واقعات پیش آ چکے خدا تعالیٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دی گئی کہ ان میں سے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرام خوری اور ظلم وعصیان پر اصرار کرتے رہے، اُنکا کیسا برا انجام ہوا، یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر ان کی تباہی کے آثار دیکھ لو جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں، ان واقعات میں غور کرنے سے معرکہ احد کے دونوں حریفوں کو سبق لینا چاہئے۔ یعنی مشرکین جو پیغمبر خدا کی عداوت میں حق کو کچلنے کے لئے نکلے۔ اپنی تھوڑی سی عارضی کامیابی پر مغرور نہ ہوں کہ ان کا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں یا اپنی ہنگامی پسپائی سے ملول و مایوس نہ ہوں کہ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہے گا۔ قدیم سے سنت اللہ یہ ہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ (گلدستہ تفاسیر)

اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا

اور ملیا میٹ کر دے کافروں کو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم چلے جاؤ گے

الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ

جنت میں ف۱ حالانکہ ابھی نہیں جانچا اللہ نے ان کو جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں ف۲

وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ

اور نہ جانچا ثابت قدم لوگوں کو۔ اور تم تو آرزو کیا کرتے تھے موت کی

قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۱۴۳﴾ ع

اس سے پہلے کہ تم موت سے ملو سو اب تو تم نے اس کو دیکھ لیا آنکھوں کے ف۳

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ

سامنے اور محمد تو ایک رسول ہے کہ گزر چکے اس کے پہلے بہت رسول! ف۴

اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَمَنۡ

اگر محمد مر جائے یا مارا جائے تو کیا تم پھر لوٹ جاؤ گے اُلٹے پیروں!

يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡــًٔا ؕ وَسَيَجۡزِى

اور جو کوئی بھی لوٹے گا الٹے پاؤں تو وہ کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا!

اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا

اور عنقریب جزا دے گا اللہ شکر گزار بندوں کو۔ اور کوئی جان نہیں مر سکتی بغیر اللہ کے حکم کے

بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡيَا

لکھا ہوا ہے وقت مقرر! اور جو کوئی چاہے گا دنیا کا بدلہ ہم اس کو اس میں سے

ف۱ یعنی خصوصیت کے ساتھ سب سے پہلے یا بڑے درجوں میں پہنچ جاؤ تو یہ بدون مشقت کے نہیں ہوتا اور یوں جنت میں پہنچ جانا بلا خصوصیت کے تو ہر مومن کے لئے محض فضل و کرم سے بھی ہو سکتا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ ابھی تمہاری ثابت قدمی اور جہاد کا امتحان بہت باقی ہے آئندہ کے لئے اس میں کوشش کرنا ضروری ہے کیونکہ جنت کے عالی درجے بے مشقت نہیں مل سکتے۔ (تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۴

ع ۱۴ / ۱۴ / ۵ سود کی ممانعت فرمائی گئی اور جنت و مغفرت کا شوق دلایا گیا پھر محسنین و متقین کی صفات ذکر کی گئیں۔ غزوہ احد کے حالات کے تناظر میں مومنین کو تسلی فرمائی گئی پھر مومنین و مخلصین کو ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی۔

ف۳ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ احد سے پہلے بعض صحابہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ان کے بڑے بڑے فضائل حدیث و قرآن میں آئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہم کو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادت سے مشرف ہوں آخر غزوہ احد کا واقعہ ہوا تو بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تسہیل بیان)

ف۴ فائدہ: قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ زندہ آسمان پر اٹھ جانا بھی دنیا سے گزر جانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس طرح بھی اٹھ جاتے تب صحابہ کو موت ہی کا سا صدمہ ہوتا پس تسلی میں مطلق گزر جانے کو بھی پورا دخل ہے خواہ موت سے ہو یا بدوں موت کے۔

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ

دے دیں گے! اور جو چاہے گا آخرت کا بدلہ ہم اس کو اس میں سے دے دیں گے! ول

وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ

اور ہم عنقریب جزا دیں گے شکر گزار بندوں کو اور بہت سے نبی ہوگزرے کہ ان کے ساتھ لڑے

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ

بہتیرے اللہ والے! تو نہ انہوں نے ہمت ہاری اس وجہ سے کہ ان کو تکلیف پہنچی اللہ کی

اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

راہ میں اور نہ انہوں نے بودا پن کیا اور نہ وہ دبے! اور اللہ محبت کرتا ہے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا

ثابت قدم بندوں سے اور ان کا کچھ کلام ہی اس کے سوا نہ تھا کہ کہنے لگے!

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ

اے ہمارے پروردگار معاف فرما ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں ہمارے کاموں میں اور جمائے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ

رکھ ہمارے پاؤں اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔ تو ان کو دیا

اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ نے دنیا کا بدلہ اور آخرت کا اچھا بدلہ اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

محبت کرتا ہے نیک بندوں سے! و۲ اے ایمان والو! اگر

ول نیت پر ثواب:

حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت طلب آخرت کی ہو اللہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کی نیت طلب دنیا کی ہو اللہ محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اس کی جمعیت (خاطر) کو پراگندہ بنا دیتا ہے اور دنیا میں سے اس کو اتنا ہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے۔

﴿رواہ البغوی﴾

و۲ اس میں اس بات کی تعلیم ہے کہ مصیبت کے وقت ظاہری تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا و استغفار بھی کرے کہ اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے۔ اور اس میں اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ جنگ احد میں مصیبت عدول حکمی کی وجہ سے ہوئی اور اگر یہ اشکال ہو کہ صحابہ تو اللہ والے تھے پھر ان کے گناہ کیا ہوں گے تو جواب یہ ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق کچھ نہ کچھ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے مگر ایسے اتفاقات سے ان کے اللہ والے ہونے میں کچھ فرق نہیں ہوتا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ بہت جلد معذرت کر لیتے ہیں اور دعا و استغفار و ثابت قدمی یہ بھی فتح و ظفر کی تدابیر میں سے ہیں اگر کبھی کسی عارضہ کی وجہ سے ان کے باوجود بھی شکست ہو تو کچھ اشکال نہیں۔ (تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۵

مقام نبوت اور تمام اعمال میں ثواب آخرت کی نسبت کو بتایا گیا حق و باطل کی کشمکش ہر دور میں رہی ہے۔ سابقہ امتوں کے صالح مجاہدین کی دعا ذکر فرمائی گئی جس میں ہر کام کو اللہ ہی کے فضل کا نتیجہ قرار دیا گیا کہ انسان اپنے عمل پر ناز و غرہ نہ کرے۔

۱۵ ع ۵ ۶

تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا

تم کہا مانو کافروں کا تو وہ تم کو لوٹا کر لے جائیں گے الٹے پیروں پھر تم ہی نقصان میں

خَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٥٠﴾

آ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے اور وہی سب مدد گاروں سے بہتر ہے۔

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا

ہم جلد ہی ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں ہیبت! کیونکہ انہوں نے شریک مانا

بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ

اللہ کا جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اُتاری! اور ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے!

وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ

اور ظالموں کا بُرا ٹھکانا ہے ف۱ اور تم کو سچا کر دکھایا اللہ نے

وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ

اپنا وعدہ جب تم قتل کر رہے تھے اس کے حکم سے یہاں تک کہ تم نے

وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا

نامردی کی اور کام میں جھگڑا کیا اور خلاف حکم کیا اس کے بعد کہ اللہ

أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم

تم کو دکھا چکا تھا جو تم چاہتے تھے تم میں سے بعض تو دنیا ف۲

مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ

چاہتے تھے اور بعض آخرت چاہتے تھے! پھر تم کو اللہ نے پھیر دیا دشمنوں سے تاکہ

ف۱ مشرک کا تجزیہ:

(تنبیہ) مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اسکا دل کمزور رہتا ہے کیونکہ وہ کمزور مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ بس جیسا معبود ویسے عابد ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (الحج رکوع ۱۰) اور ویسے بھی اصلی زور و قوت تو فی الحقیقت خدا کی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقیناً محروم ہیں۔ اسی لئے جب تک مسلمان، مسلمان رہے، ہمیشہ کفار ان سے خائف و مرعوب رہے۔ بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود کے تحت انتشار کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے۔ علمی اور مذہبی مناظروں میں بھی اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے بیشک اسی کا اثر ہے جو امت مسلمہ کو ملا۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک ولہ المنۃ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ یعنی کفار کا تعاقب کر کے مال غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ غنیمت جمع کرنے میں ان کو عوض دنیا ہی مقصود تھی کیونکہ صحابہ کی ایسی حالت نہ تھی جو حضرات ایسے مورد عنایات ہوں وہ محض طالب دنیا نہیں ہو سکتے بلکہ ان کی نیت یہ تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کر کے کفار کے خانماں آوارہ کرنے کا بھی ثواب لیں۔ تو مقصود اس میں بھی آخرت تھی کیونکہ اگر وہ غنیمت کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت وہ غنیمت کے یقیناً مستحق تھے مگر چونکہ اس میں ایک گونہ دنیا کی بھی شرکت تھی اور یہ طریقہ ثواب کا حضورؐ کے فرمان کے خلاف تھا اس لئے محمود نہ سمجھا گیا مگر یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے مخالفت کے مجرم نہ کہے جائیں گے۔

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

تمہاری جانچ کرے! اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ کا بڑا فضل ہے مسلمانوں پر (یاد کرو) ف۱

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

جب تم بھاگے چلے جاتے تھے اور مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول

يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا

تم کو پکار رہا تھا تمہاری پچھلی صف میں تو اللہ نے تم کو رنج پہنچایا اس رنج دینے کے بدلے میں

تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

تاکہ تم رنج نہ کیا کرو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اور نہ اس پر جو تم کو مصیبت پہنچے ف۲! اور اللہ اس سے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ

واقف ہے جو تم کرتے ہو پھر اللہ نے اتاری تم پر اس غم کے بعد

اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ

حالت اطمینان (یعنی) اونگھ کہ گھیر رہی تھی تمہارے ایک گروہ کو!

قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

اور ایک گروہ کو جن کو اپنی جانوں کی پڑی تھی بدگمانیاں کرتے تھے اللہ سے

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ

ناحق جاہلیت کی سی بدگمانیاں! کہتے تھے کہ ہمارے بس کیا بات ہے

مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِىْۤ

کہہ دے کہ سب کام اللہ ہی کے اختیار ہے! یہ چھپاتے ہیں اپنے

ف۱ بزرگ ترین آیت:
بغوی نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں تم کو قرآن کی وہ بزرگ ترین آیت بتاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی تھی وہ آیت یہ ہے:
وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ میں تم سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتا ہوں تم پر جو بیماری عذاب یا دنیوی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے آتی ہے (ایسے لوگوں کو) آخرت میں دوبارہ عذاب دینا اللہ کی شان سے بعید ہے اور دنیا میں اگر سزا دینے سے اللہ درگزر فرمادے تو (آخرت میں) دوبارہ پکڑنے کا اس کو اختیار ہے۔ ﴿تفسیر مظہریؒ﴾

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے کامیابی ہے:
یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی۔ غم کا بدلہ غم ملا۔ آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسولؐ کے حکم پر چلنا چاہیے خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے، یا کچھ بلا سامنے آئے (تفسیر عثمانی ملخصاً)

اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا
دلوں میں جو نہیں ظاہر کرتے تجھ سے! کہتے ہیں کہ اگر ہمارے
مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ
اختیار میں کچھ بھی ہوتا تو ہم یہاں مارے ہی نہ جاتے! کہہ دے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے
فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ
تو بھی آ نکلتے وہ لوگ کہ جن پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا
اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ
اپنے اپنے پچھڑنے کی جگہ! ؎۱ اور تاکہ آزمائے اللہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ
اور تاکہ نکھار دے ان خیالات کو جو دلوں میں ہیں اور اللہ جانتا ہے دلوں کی بات
الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى
جو لوگ تم میں سے بھاگ کھڑے ہوئے جس دن کہ بھڑ گئیں دونوں جماعتیں
الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ
تو فقط ان کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے شیطان نے ان کے
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع
بعض گناہوں کی شامت سے! اور اللہ ان کو معاف کر چکا! بیشک اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا
ایمان والو! تم نہ بنو ان لوگوں جیسے جو کافر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کے بارے میں

؎۱ موت یقینی ہے

یعنی اس طعن و تشنیع یا حسرت و افسوس سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جو اجل موت کی جگہ سبب اور وقت لکھ دیا ہے، کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری ہی رائے سنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں احد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے ضرور ادھر نکلتے اور وہیں مارے جاتے، یہ خدا کا انعام ہے کہ جہاں مارا جانا مقدر تھا مارے گئے مگر اللہ کے راستہ میں خوشی کے ساتھ بہادروں کی موت شہید ہوئے۔ پھر اس پر پچھتانے اور افسوس کرنے کا کیا موقع ہے مردانِ خدا کو اپنے پر قیاس مت کرو۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

خلاصہ رکوع ۱۶

کفار و منافقین کی چالوں سے ہوشیار فرمایا گیا اور مسلمانوں کو امداد کیلئے صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دی گئی کہ وہ کفار کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتے ہیں۔ کفار کی مرعوبیت و بزدلی کی وجہ اللہ اور اس کی نازل فرمودہ کتب کا انکار ہے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو شکست کے اسباب ذکر کیے گئے کہ تم کمزور ہوگئے۔ باہم اختلاف کرنے لگے اور حکم رسول کی نافرمانی ہوئی۔ پھر ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے عام معافی کا اعلان بھی فرمادیا گیا۔ غزوہ احد کی منظر کشی اور صحابہ کرام کی آزمائش کو ذکر کیا گیا۔ خدائی تسکین کا نزول اور فتح کے آثار بیان کرنے کے بعد منافقین کے طعنوں کا جواب دیا گیا۔ مسلمانوں کی لغزش جو کہ غزوہ احد میں ہوئی اس کے اسباب و نتائج ذکر فرمائے گئے اور پھر صحابہ کرام کیلئے بخشش کا اعلان فرمایا گیا۔

۱۶ ع ۷

خاصیت: آیت ۱۵۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ

جبکہ وہ سفر کو نکلے ہوں ملک میں یا ہوں جہاد میں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے

كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ

تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے ! تاکہ کرے اللہ اس کو

حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

حسرت ان کے دلوں میں ! اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے ! اور اللہ جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

کچھ بھی تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے ۔ اور اگر تم مارے جاؤ اللہ کے راستہ میں

أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا

یا اپنی موت مرجاؤ تو اللہ کی بخشش اور مہربانی اس مال سے بہتر ہے جو وہ

يَجْمَعُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ

جمع کرتے ہیں ۔ اور اگر تم مرجاؤ ! بے شک اللہ ہی کے پاس

تُحْشَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ

جمع ہوگے ؎۱ (اے محمد) تو اللہ کی بڑی ہی مہر ہے جو تو ان کو نرم دل ملا ! اور اگر

كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ

تو ہوتا بدخو اور سخت دل تو وہ تتر بتر ہو جاتے تیرے پاس سے !

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي

سو تو اُن کو معاف کردے اور ان کے لئے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لیا کر کاموں میں !

؎۱ اس آیت میں سفر سے مراد دینی کام میں سفر کرنا ہے چنانچہ اس پر مغفرت و رحمت کا وعدہ فرمانا اس کا قرینہ ہے تو منافقین کے قول کے اس جگہ دو جواب مذکور ہوئے ایک یہ کہ مارنا جلانا خدا کے قبضہ میں ہے کوئی حالت اس کو روک نہیں سکتی دوسرے خدا کی راہ میں سفر کرکے یا جہاد کرکے مرنا یا مارا جانا بڑے ثواب کا موجب ہے اور اخوانھم کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ ہم مشرب و ہم نسب بھائی تو ان کے ہم مشرب تو منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر بھائیوں سے مراد دوسری صورت ہے یعنی ہم نسب مسلمان تب تو ان کا سفر و غزوہ دین کے لئے ہونا اور اس پر وعدہ مغفرت و رحمت ظاہر ہے البتہ یہ اشکال ہوگا کہ مسلمانوں کے مرنے یا مارے جانے سے منافقوں کو حسرت کیا ہوتی تو جواب یہ ہے کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے یا یہ کہ گو اس خاص صورت میں دل سے حسرت نہ ہو مگر چونکہ ان کے یہ خیالات ہمیشہ ان کے لئے باعث حسرت ہوتے ہیں تو مسلمانوں پر بھی منافقانہ طور پر حسرت ظاہر کیا کرتے تھے اور اگر ہم مشرب بھائی مراد ہیں تو حسرت ہونے میں تو شبہ نہیں مگر پھر یہ شبہ ہوگا کہ ان کا سفر و جہاد اللہ کے واسطے کہاں ہوتا تھا اور اس پر وعدہ مغفرت و رحمت کیسا اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی وہ دبے دبائے دینی کاموں میں شریک ہوتے تھے اور اگر وہ نفاق چھوڑ دیتے تو ضرور ثواب کے بھی مستحق ہوتے اور ظاہر میں چونکہ وہ بھی ایمان کے مدعی تھے اس بناء پر جواب دیا گیا کہ اگر وہ اللہ کے راستے میں ایسے کام کرتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو پھر یہ حسرت کیسی ان کو مغفرت و رحمت کے مقابلہ میں ان مصائب کی پرواہ نہ کرنا چاہئے۔ (تسہیل بیان)

الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

پھر جب تو ٹھان لے تو اللہ پر بھروسہ کر بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو و۱

الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ

اگر مدد کرے گا تمہاری اللہ تو کوئی بھی تم پر غالب نہ ہو گا اور اگر

يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى

وہی تم کو چھوڑ بیٹھے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اس کے بعد ؟ اور مسلمانوں کو

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ

چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ۔ اور نبی کی شان نہیں کہ وہ خیانت کرے !

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى

اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ لا دے گا جو کچھ اس نے خیانت کیا ہے قیامت کے روز ! پھر پورا دیا

كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ

جاوے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر کچھ ظلم نہ ہو گا

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

بھلا وہ شخص جو تابع ہوا اللہ کی مرضی کا اس جیسا ہو سکتا ہے

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

جو آ گیا اللہ کے غضب میں اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ! اور بُرا ٹھکانا ہے لوگوں کے درجے ہیں

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

اللہ کے ہاں ! اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں و۲ بیشک بڑا احسان کیا اللہ نے

و۱ صحابہؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی:

اللہ کی کتنی بڑی رحمت آپؐ پر اور ان پر ہے کہ آپ کو اس قدر خوش اخلاق اور نرم خو بنا دیا۔ کوئی اور ہوتا تو خدا جانے ایسے سخت معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرتا، یہ سب کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ تجھ جیسا شفیق نرم دل پیغمبر ان کو مل گیا، فرض کیجئے اگر خدا نہ کردہ آپ کا دل سخت ہوتا اور مزاج میں شدت ہوتی تو یہ قوم آپؐ کے گرد کہاں جمع رہ سکتی تھی۔ ان سے کوئی غلطی ہوتی اور آپ سخت پکڑتے تو شرم و دہشت کے مارے پاس بھی نہ آسکتے اس طرح یہ لوگ بڑی خیر و سعادت سے محروم رہ جاتے اور جمعیۃ اسلامی کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا، لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو نرم دل اور نرم خو بنایا۔ آپ اصلاح کے ساتھ ان کی کوتاہیوں سے اغماض کرتے رہتے ہیں۔ سو یہ کوتاہی بھی جہاں تک آپؐ کے حقوق کا تعلق ہے معاف کر دیجئے اور گو خدا اپنا حق معاف کر چکا ہے، تاہم انکی مزید دلجوئی اور تطییب خاطر کے لئے ہم سے بھی ان کے لئے معافی طلب کریں تا یہ شکستہ دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور انبساط محسوس کر کے بالکل مطمئن و منشرح ہو جائیں۔

و۲ اس سے انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا دلیل کے ساتھ ثابت ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کرے گا تو اگر وہ چیز اجسام میں سے ہے جیسے کسی کی کوئی چیز لی تب تو وہ اس کی گردن پر لدی ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دیکھو میں قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا بولتا ہوا اور میں صاف جواب دے دوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ (تسہیل بیان)

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا

ایمان والوں پر جو بھیج دیا ان میں پیغمبر انہیں میں سے جو ان پر پڑھتا ہے ف۱

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

اللہ کی آیتیں اور اُن کو پاک کرتا ہے اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ

باتیں اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ

کیا جب تم پر آپڑی ایک مصیبت حالانکہ تم ان کو پہنچا چکے اس سے دو چند

اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

تو کہتے ہو کہ یہ کہاں سے (آپڑی)؟ کہہ دے کہ یہ تمہاری ہی طرف سے ہے! بیشک اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

قادر ہے اور جو کچھ تم پر مصیبت پڑی جس دن کہ بھڑ گئیں دو جماعتیں

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ

تو اللہ کے حکم سے (پڑی) اور تاکہ اللہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے!

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

اور کہا گیا ان سے کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا ہٹا ہی دو!

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ

کہنے لگے اگر ہم جانتے لڑنا تو تمہارے ساتھ ہولیتے یہ لوگ اُس دن کفر سے زیادہ

ف۱ عرب پر احسان:
بعض علماء کا خیال ہے کہ المومنین سے عرب کے تمام مومن مراد ہیں کیونکہ بنی تغلب کے علاوہ باقی ہر عربی قبیلہ کا قریش سے کچھ نہ کچھ نسبی تعلق ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الامیین سے عام عرب مراد ہیں اس لئے المومنین سے بھی عام عربی مومن مراد ہونا چاہیے)
مِنْ اَنْفُسِهِمْ سے مراد ہے مِنْ جِنْسِهِمْ یعنی اللہ نے رسول کو عربوں کی جنس کا بنایا تاکہ آسانی سے اس کا کلام سمجھ لیں اور اس کی صداقت و امانت کی حالت سے واقف ہوں اور اس کی وجہ سے حامل فخر ہوجائیں۔ حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے بغض نہ رکھنا (یعنی نفرت نہ کرنا) ورنہ دین سے الگ ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے نفرت کرسکتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے تو اللہ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا عرب سے بُغض رکھے گا تو مجھ سے بغض رہے گا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ

قریب تھے بہ نسبت ایمان کے ! کہتے ہیں اپنے منہ سے ایسی بات

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا

جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں! یہ وہی ہیں جنہوں نے کہا

لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۗ قُلْ فَادْرَءُوْا

اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ خود بیٹھے رہے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے!

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا

کہہ دے اب ہٹا دیجیو اپنے اوپر سے موت اگر تم سچے ہو اور (اے محمد) نہ

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ

خیال کرنا اُن کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرا ہوا! بلکہ وہ زندہ ہیں

بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ

اپنے ربّ کے پاس ان کو روزی ملتی ہے ف۱ ۔ بڑے مگن ہیں اس پر جو ان کو اللہ نے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا

اپنے فضل سے مرحمت فرمایا اور خوشیاں مناتے ہیں ان لوگوں کی طرف سے

بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ان کے پیچھے اس وجہ سے کہ ان پر نہ کچھ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ

خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے خوشیاں منا رہے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے

ف۱ نصف صدی بعد شہداء کی تروتازہ حالت:

بیہقی نے اپنی سندوں سے اور ابن سعد و بیہقی نے دوسرے طریقوں سے اور محمد بن عمرو نے اپنے مشائخ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا جب معاویہؓ نے چشمہ (نہر) جاری کرایا تو ہم اپنے شہداء احد کے مزاروں پر چیختے ہوئے پہنچے اور ان کو باہر نکالا تو دیکھا وہ تروتازہ ہیں اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں (زندوں کی طرح) لچک ہے محمد بن عمرو کے مشائخ کا بیان ہے کہ لوگوں نے حضرت جابرؓ کے والد کو ایسی حالت میں پایا کہ ان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب ہاتھ زخم سے الگ کیا گیا تو خون ابلنے لگا مجبوراً ہاتھ کو پھر اسی جگہ لوٹا دیا گیا تو خون تھم گیا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے میں نے اپنے باپ کو قبر کے اندر دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے ہیں اور جس دھاریدار کملی کا ان کو کفن دیا گیا تھا وہ بھی ویسی ہی تھی۔ حالانکہ اس کو چھیالیس برس ہو چکے تھے۔ ان شہداء میں ایک شخص کی ٹانگ میں (زمین کھودتے وقت) پھاوڑہ لگ گیا تو اس سے خون ابل پڑا مشائخ نے کہا یہ حضرت حمزہؓ تھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا اس کے بعد کوئی منکر (حیات شہداء کا) انکار نہیں کر سکتا۔ لوگ (ان مزاروں کی) مٹی کھودتے تھے جب تھوڑی سی ہی مٹی کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو مہکنے لگتی تھی۔

﴿تفسیر مظہری اردو جلد دوم﴾

وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ اَلَّذِيْنَ

اور اس سے کہ بیشک اللہ نہیں برباد کرتا ثواب ایمان والوں کا جنہوں نے

اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

حکم مانا اللہ کا اور رسول کا اس کے بعد کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم (تو)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ اَلَّذِيْنَ

ان میں جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگار بنے ان کے بڑے اجر ہیں

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

جن کو لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلہ کو بڑا لشکر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرتے رہنا تو اس بات نے

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾

ان کا ایمان بڑھا دیا اور بول اُٹھے کہ ہم کو اللہ بس ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے ف۱۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ

غرض یہ واپس آئے اللہ کی نعمت اور فضل سے کہ نہ پہنچا ان کو کوئی گزند

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾

اور یہ چلے اللہ کی رضا پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۔ بس

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

یہ مخبر شیطان ہے جو تم کو ڈراوا دکھاتا ہے اپنے رفیقوں کا تو تم

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ

ان سے نہ ڈرو اگر تم مسلمان ہو ۔ اور تم کو ان لوگوں کی وجہ سے رنج نہ

۱۷ ع ۱۶ ۸

خلاصہ رکوع ۱۷

مسلمانوں کو کفار ومنافقین کی مشابہت سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام سے نرمی اور مشورہ کرنے کی ہدایات دی گئیں اور مشاورت کی حکمت بیان فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ فتح کا مدار نصرت الٰہی پر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی عصمت و امانت کو ذکر کیا گیا اور خیانت کی سزا ذکر کی گئی۔ بعثت انبیاء انسانیت پر خدائی احسان عظیم ہے۔ پیغمبر کا انسان ہونا بھی نعمت ہے۔ اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد ذکر کیے گئے ہیں۔ غزوہ احد کے تناظر میں مسلمانوں کو جو مصائب وغم ملے ان پر تسلی دی گئی ہے اور اس آزمائش کے اسباب وحکمت ذکر فرمائی گئی۔ غزوہ احد میں منافقین کی غداری اور پروپیگنڈہ کا جواب دیا گیا۔ آخر میں شہدا کا عظیم مقام ومرتبہ اور ان کی برزخی حیات کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ حسبنا اللہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی

حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے جو فوائد و برکات قرآن کریم نے بیان فرمائے وہ کچھ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ جو شخص بھی جذبہ ایمانی کے ساتھ اس کا ورد کرے وہ یہ برکات حاصل کرے گا۔

مشائخ وعلماء نے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبہ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا ہجوم افکار ومصائب کے وقت "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کا پڑھنا مجرب ہے۔ (معارف القرآن)

الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ ۚ اِنَّہُمۡ لَنۡ یَّضُرُّوا

ہونا چاہیے جو دوڑتے ہیں کفر میں یہ لوگ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے !

اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجۡعَلَ لَہُمۡ حَظًّا فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ

اللہ چاہتا ہے کہ نہ دے کوئی حصہ ان کو آخرت میں!

وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡکُفۡرَ

اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اور جنہوں نے مول لیا کفر کو

بِالۡاِیۡمَانِ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۷﴾

ایمان کے بدلے وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِیۡ لَہُمۡ خَیۡرٌ

اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو ان کو مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے

لِّاَنۡفُسِہِمۡ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِیۡ لَہُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ۚ وَ لَہُمۡ

حق میں بہتر ہے! ہم تو ان کو صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں ف۱ تاکہ

عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

وہ گناہ میں بڑھتے جاویں! اور ان کو ذلت کی مار ہونی ہے۔ اللہ ایسا نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو

عَلٰی مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَیۡہِ حَتّٰی یَمِیۡزَ الۡخَبِیۡثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ

اسی حالت پر جس پر تم ہو جب تک کہ نہ جدا کر دے برے کو اچھے سے!

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ

اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے

ف۱ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی لئے مہلت دی ہے کہ وہ زیادہ جرم کریں تو پھر زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیوں ہوگا جواب یہ ہے کہ اس کلام کی اصل یہ تھی کہ ہم ان کو اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ ان کو زیادہ عذاب دیں کیونکہ وہ مہلت دینے سے اور زیادہ جرم کریں گے پس مہلت دینے کا اصلی سبب یہ ہے کہ عذاب زیادہ دینا منظور ہے مہلت دینے کا سبب یہ نہیں کہ زیادہ جرم کریں بلکہ یہ تو سبب کا سبب ہے جس کو سبب کے قائم مقام بیان کیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کافر ایسے ناقدرے ہیں کہ جس قدر ان کو مہلت ملتی ہے اسی قدر جرم کرتے ہیں۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ استاد ایک شوخ لڑکے کو شرارت کرتے ہوئے دیکھے اور غصہ کو ضبط کر کے کہے کہ ابھی کچھ نہیں کہتا تاکہ تو خوب پیٹ بھر کر شرارتیں کر لے اب یہ کون عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ استاد کا مقصود یہ ہے کہ شرارت زیادہ کرے اس کا مقصود تو زیادہ سزا دینا ہے مگر اس مقصود کی جگہ اس کی وجہ کو بیان کر دیتے ہیں اور مہلت کا غیر نافع ہونا کفار سے اس لئے مخصوص ہے کہ مسلمان کو جس قدر عمر ملتی ہے اس کے لئے نافع ہے کیونکہ بوجہ اسلام کے زیادہ اطاعت کا موقع ملے گا اور زیادہ درجات ملیں گے ہاں اگر اسلام کے موافق عمل ہی نہ کئے تو اور بات ہے اور کافر کے لئے بوجہ کفر کے زیادہ عمر ہونا باعث ضرر ہے ہاں اگر تائب ہو کر ایمان سے مشرف ہو جائے تو اور بات ہے۔ (تسہیل بیان)

يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے! تو تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر!

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا

اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگار بنو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔ف۱ اور نہ

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنی مہربانی سے

هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ

کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے بُرا ہے! عنقریب ان کے طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا ف۲

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

اس چیز کا جس پر انھوں نے بخل کیا قیامت کو اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ

اور زمین کا! اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو اللہ نے ان کا قول سُن لیا ہے

اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ

جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم مال دار!

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

ہم لکھ رکھیں گے جو کچھ انہوں نے کہا ہے و نیز (لکھ رکھیں گے) ان کا نبیوں کا ناحق قتل کر ڈالنا!

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور ہم کہیں گے چکھو جلانے والا عذاب یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے

ف۱ اپنی حد میں رہو: یعنی خدا کا جو خاص معاملہ پیغمبروں سے ہے اور پاک و ناپاک کو جدا کرنے کی نسبت جو عام عادت حق تعالیٰ کی رہی ہے، اس میں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر یقین رکھو اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہو، یہ کر لیا تو سب کچھ کما لیا۔﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو خدا تعالیٰ مال دے اور اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو وہ مال قیامت کے روز ایک زہریلے سانپ کی شکل بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ سانپ اس شخص کی باچھیں پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضور نے یہ آیت پڑھی مگر اس حدیث میں زکوٰۃ کا بیان مثال کے طور پر ہے دوسری ایک حدیث میں ایسی ہی وعید رشتہ دار کو نہ دینے پر بھی آئی ہے کیونکہ صاحب وسعت پر غریب رشتہ دار کی اعانت بھی واجب ہے غرض جن ضروری موقعوں پر شریعت نے خرچ کرنے کا حکم کیا ہے وہاں بخل کرنے کی یہی سزا ہے۔(تسہیل بیان)

خلاصہ رکوع ۱۸

غزوہ بدر صغریٰ کے سلسلہ میں مسلمانوں کی صفات ذکر کی گئیں اور صبر و تقویٰ کے انعامات بتائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ظاہری خوشحالی رضائے الٰہی کی دلیل نہیں۔ مومنین کو ہر آنے والے مصائب کی حکمتیں ذکر کر کے اہل باطل کو ایمان کی ترغیب دی گئی۔ بخل کی مذمت اور اس کی سزا ذکر کی گئی۔

ع ۱۸ / ۹

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ج

ہاتھوں بھیجا ہے! اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر۔ (یہ وہی ہیں)

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ

جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں

حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ

جب تک کہ وہ ہمارے پاس نہ لاوے ایک نیاز کہ جس کو کھا جائے آگ! ف۱ کہہ دے کہ لا چکے

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ

تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت پیغمبر کھلی نشانیاں اور نیز یہ فرمائش جو تم نے کی! پھر تم نے انکو کیوں مار ڈالا

قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

اگر تم سچے ہو ف۲ پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلا دیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ

تو بہت پیغمبر تجھ سے پہلے جھٹلائے جا چکے ہیں جو لائے تھے کھلی نشانیاں

وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط

اور صحیفے اور روشن کتاب۔ ف۳ ہر جان کو موت چکھنی ہے

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ

اور تم کو پورے پورے ملیں گے تمہارے اجر قیامت کے دن! تو جو پرے ہٹا دیا گیا

عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ

آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو اس کا تو کام بن گیا! اور دنیا کی

ف۱ بعض انبیاء کا یہ معجزہ تھا کہ کوئی جاندار یا غیر جاندار چیز اللہ کے نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھ دی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس کو جلا دیا تو یہ علامت قبولیت کی ہوتی تھی۔ یہود کا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔ (تسہیل قرآن)

ف۲ یہود کے دو دعویٰ تھے ایک تو یہ کہ حق تعالیٰ نے ہم سے ایسا عہد کیا ہے اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اگر وہ دل سے یہ بات کہتے کہ اس معجزہ کے دیکھنے پر ہم ایمان لے آئیں گے تو یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا یہ ان کا دوسرا دعویٰ تھا جس کا جواب فرمایا گیا ہے کہ جن پیغمبروں کا یہ معجزہ تھا ان کی تکذیب کیوں کی بلکہ قتل کر ڈالا معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں۔

ف۳ اہل بیت کو حضرت خضرؑ کی تسلی: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ گویا کوئی آ رہا ہے۔ پاؤں کی چاپ سنائی دیتی تھی لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا اس نے آ کر کہا اے اہل بیت! تم پر سلام ہو اور خدا کی رحمت و برکت، ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ تم سب کو تمہارے اعمال کا بدلہ پورا پورا قیامت کے دن دیا جائے گا۔ ہر مصیبت کی تلافی خدا تعالیٰ کے پاس ہے ہر مرنے والے کا بدلہ ہے اور ہر فوت ہونے والے کا حاصل کر لینا ہے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اسی سے بھلی امیدیں رکھو، سمجھ لو کہ سچ مچ مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے تم پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں (ابن ابی حاتم)۔ حضرت علیؓ کا خیال ہے کہ یہ خضرؑ تھے۔ (ابن کثیرؒ)

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ

زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے ف۱ تمہاری ضرور آزمائش ہوگی تمہارے مالوں

وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ

پہلے کتاب ملی ہے اور مشرکوں سے بہت ایذا کی باتیں! اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

تم صبر کرتے رہو اور پرہیز گار بنے رہو تو بیشک یہ کام بڑی ہمت کے ہیں

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

اور جب اللہ نے قول وقرار لیا اہل کتاب سے کہ اس کا مطلب لوگوں سے بیان کر دینا ف۲

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ

اور اس کو نہ چھپانا! پھر اس کو انہوں نے پھینک دیا پیٹ کے پیچھے

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور لیا اس بدلے میں تھوڑا سا مول! تو کیا بُری خرید کرتے ہیں

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ

تو نہ سمجھو ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے سے اور چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی

يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ

جاوے اس پر جو انہوں نے نہیں کیا ف۳ سو تو نہ خیال کیجیو کہ وہ عذاب سے بچے رہیں گے

ف۱ جس کی آب و تاب کو دیکھ کر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اس کی قلعی کھل جاتی ہے اسی طرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہو جانا چاہئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے بلکہ اس تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سے محبت نہ کرنا چاہئے بلکہ غنیمت سمجھ کر بیچ ڈالنا چاہئے چنانچہ اہل عقل اس حیوٰۃ اور اس کی لذات کے عوض اللہ تعالیٰ سے اعمال صالحہ اور جنت عالیہ لے لیتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ف۲ یہ قید اس لئے بڑھادی کہ اگر کسی دقیق باریک مسئلہ کو کم سمجھ کے سامنے نہ ذکر کیا جاوے تا کہ اس کے لئے فتنہ کا سبب نہ ہو جائے اور اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری ہے اور جن مضامین کو اہل کتاب چھپاتے تھے ان میں بڑا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پیشین گوئیوں اور بشارتوں کا تھا چونکہ ان کو خود ایمان لانا منظور نہ تھا اس لئے اوروں سے بھی اخفاء کرتے تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ جو کام نہیں کیا اس سے مراد اظہار حق ہے جس کو وہ کرتے نہ تھے مگر دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم حق کو ظاہر کرتے ہیں چھپاتے نہیں تا کہ ان کا فریب معلوم نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی یہود نے یہ حرکت کی تھی نیز اکثر یہودی جو منافق تھے جہاد کے موقع پر جھوٹے عذر کر کے ایسا ہی فریب دینا چاہتے تھے۔ (تسہیل بیان)

الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور ان کے واسطے تو دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کی ہے سلطنت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع

آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

بے شک آسمان اور زمین کی بناوٹ

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ ۚ الَّذِيْنَ

اور رات اور دن کی ادل بدل میں بہتیری نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کہ جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے ف۱

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا

اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے تو ہم کو بچائیو دوزخ کے عذاب سے

النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ

اے ہمارے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا اس کو تو نے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

رسوا کیا اور گناہ گاروں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا منادی کرانیوالے کو

خلاصہ رکوع ۱۹

اللہ تعالیٰ کی شان غنی کو بیان فرمایا گیا اور اس ضمن میں یہود کے کرتوت میں سے قتل انبیاء کو ذکر کر کے ان کی ملامت کی گئی کہ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ یہودیوں کے ایک حیلہ گناہ کو ذکر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ آگے مومنین کو بشارت اور کفار کو وعید سنائی گئی۔ دنیاوی آزمائشوں پر مومنین کو صبر کی تلقین کی گئی۔ آخر میں اہل کتاب ومنافقین کی بدعہدی اور دین فروشی کو ذکر کیا گیا۔

ع ۱۹ / ۱۰

ف۱ ہر حال میں نماز:

حضرت عمران بن حصین ؓ نے فرمایا مجھے بواسیر تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مریض کی نماز کے متعلق پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑا ہو کر نماز پڑھ۔ کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو بیٹھ کر (پڑھ) اور بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو پہلو پر لیٹ کر (پڑھ)۔ اخرجہ البخاری و اصحاب السنن الاربعہ۔

نسائی نے حدیث کے آخر میں اتنا زائد نقل کیا ہے کہ اگر (کروٹ لیٹ کر) نہ پڑھ سکے تو چت لیٹ کر (پڑھ) اللہ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

عقل والوں کے اوصاف:

یہ اولی الالباب کی صفت ہے کیونکہ ذکر فکر تسبیح، استغفار، دعا تضرع اور ایمان عقل کا تقاضا ہے جو ان صفات سے متصف نہیں وہ جانور ہے بلکہ چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ کیونکہ چوپائے بھی کسی نہ کسی طرح تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ

جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ ایمان لے آؤ اپنے پروردگار پر تو ہم ایمان لے آئے! اے ہمارے پروردگار ہم کو

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہم سے ہمارے گناہ دور کر اور ہمارا خاتمہ کیجیو نیک لوگوں کے ساتھ۔

الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ

اے ہمارے پروردگار ہم کو دے جو تو نے ہم سے وعدہ فرمایا اپنے رسولوں کی معرفت اور ہم کو

لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

ذلیل نہ کی جیو قیامت کے روز! بیشک تو وعدہ خلافی کیا ہی نہیں کرتا ف۱ تو قبول فرمالی ان کی دعا ان کے

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

رب نے کہ بیشک میں نہیں ضائع کرتا تم میں سے کسی عمل

مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

کرنیوالے کے عمل کو مرد ہو یا عورت! تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو! ف۲

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا

تو جن لوگوں نے اپنے دیس چھوڑے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں

فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے ضرور میں دور کر دوں گا ان سے ان کے گناہ ف۳

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

اور ضرور ان کو داخل کر دوں گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں!

ف۱: ان دعاؤں کا مضمون تمام مقاصد کو جامع ہے کیونکہ تمام مقاصد کا منتہی دو باتیں ہیں۔ جنت ملنا، دوزخ سے بچنا اور ان دونوں کے لئے دو شرطیں ہیں۔ طاعات کا ہونا۔ معاصی سے بچنا۔ چاروں کی درخواست یہاں موجود ہے۔

ف۲ مرد و عورت:

یعنی مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی، جو کام کرے گا اس کا پھل پائے گا۔ یہاں عمل شرط ہے نیک عمل کر کے ایک عورت بھی اپنی استعداد کے موافق آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تم مرد و عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہو ایک آدم سے پیدا ہوئے ہو، ایک رشتہ اسلامی میں منسلک ہو، ایک اجتماعی زندگی اور امور معاشرت میں شریک رہتے ہو تو اعمال اور انکے ثمرات میں بھی اپنے کو ایک ہی سمجھو۔

ف۳ یعنی جو میرے حقوق کے متعلق ہوں کیونکہ حدیث سے حق العباد کا اس وقت تک معاف نہ ہونا معلوم ہوتا ہے جب تک کہ صاحب حق خود معاف نہ کر دے یا حق ادا کر دیا جائے البتہ جہاد و ہجرت و شہادت سے حق اللہ کے متعلق جس قدر گناہ ہوں سب معاف ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار سے بھی ایسے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ اوپر تمام گناہوں کی معافی کی درخواست تھی اور اس آیت سے اس کا قبول ہونا معلوم ہوا۔ (تسہیل بیان)

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ ہی کے ہاں اچھا

الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی

بدلہ ہے!وا نہ بہکاوے تمہیں آنا جانا کافروں کا شہروں میں

الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے! پھر تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

اور وہ بہت بری جگہ ہے لیکن جو ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

ان کے واسطے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے! یہ

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

مہمان داری ہے اللہ کے ہاں سے! اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیکوں کے لئے بہتر ہے۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ

اور اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایمان رکھتے ہیں

اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ

اللہ پر اور اس کتاب پر جو تم پر اتری اور جو ان پر اتری! جھکے رہتے ہیں

لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ

اللہ کے آگے انہیں لیتے اللہ کی آیتوں کے عوض میں تھوڑا سا مول! یہی لوگ ہیں جن کے لئے

وا قرض معاف نہ ہوگا: صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں صبر کے ساتھ نیک نیتی سے اور دلیری سے پیچھے نہ ہٹ کر راہ خدا میں جہاد کروں اور پھر شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطائیں معاف فرما دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ "ذرا پھر کہنا تم نے کیا کہا تھا؟" اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! مگر قرض معاف نہ ہوگا۔ یہ بات جبرئیلؑ مجھ سے ابھی کہہ گئے۔

حضرت شدادؓ کی نصیحت:
حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں لوگو! اللہ تعالیٰ کی قضا پر غمگین اور بے صبر نہ ہو جایا کرو۔ سنو مومن پر ظلم و جور نہیں ہوتا اگر تمہیں خوشی اور راحت پہنچے تو خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرو اور اگر برائی پہنچے تو صبر و سہار کرو اور نیکی اور ثواب کی تمنا رکھو اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین بدلے اور پاکیزہ ثواب ہیں۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

٦١

اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا

ان کے ثواب اللہ کے ہاں ہیں! بیشک اللہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ اے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۟ وَاتَّقُوا

ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور جہاد کے لئے مستعد رہو اور ڈرتے رہو

اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾

اللہ سے تاکہ چھٹکارا پاؤ!

سُوۡرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسَبۡعٌ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّاَرۡبَعَةٌ وَّعِشۡرُوۡنَ رُكُوۡعًا

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو ستتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ

لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو پیدا کر دیا ایک

مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ

جان سے اور اسی سے پیدا کر دیا اس کا جوڑا اور پھیلا دیئے

مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ

ان دونوں سے بہتیرے مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا تم باہم

تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ

واسطہ دیا کرتے ہو اور خیال رکھو رشتوں کا بیشک اللہ تمہارا نگران

خلاصہ رکوع ۲۰

ع ۲۰ / ۱۱ / ۱۱

توحید الٰہی کے دلائل ذکر فرمائے گئے اور عقلمند حضرات کی صفات بیان کی گئیں۔ بارگاہ خداوندی میں اہل معرفت کی دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔ آگے ان حضرات کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت سنائی گئی۔ پھر نجاشی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی منافقین کے طعن کے جواب میں اس کے مومن ہونیکی شہادت دی گئی۔ (یہ غائبانہ نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں ہے اس لئے حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک نماز جنازہ کیلئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے) آخر میں صبر قیامت ربط (یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے جنگی گھوڑوں اور سامان سے مسلح رہنا یا باجماعت نماز کی ایسی پابندی کہ ایک کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا) اور تقویٰ کا حکم دیا گیا کہ انہی چیزوں پر دینی و دنیاوی کامیابی کا مدار ہے۔

رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

حال ہے۔ ف۱ اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو

الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ

حرام کو حلال سے! اور نہ کھالو ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ!

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بے شک وہ بڑا گناہ ہے اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے

فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

یتیم لڑکیوں کے بارے میں تو نکاح کر لو جو تم کو پسند آویں عورتیں دو دو اور

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

تین تین اور چار چار! اگر تم کو اندیشہ ہو کہ برابری نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرنا!

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾ ؕ

یا جو (لونڈی) تمہارے ہاتھ میں ہو! اس میں لگتا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک پڑو

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

اور دے ڈالو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے! پھر اگر وہ خوش دلی سے

عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا ﴿۴﴾ وَلَا

تم کو اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں تو اس کو کھاؤ رچتا پچتا۔ اور نہ

تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

دیا کرو کم عقلوں کو ان کے وہ مال ف۲ جن کو اللہ نے بنایا ہے

ف۱ بعض لوگ حوا علیہا السلام کے طریقہ پیدائش کے منکر ہیں نہایت ظلم ہے اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ پسلی سے پیدا ہونا عقل میں نہیں آتا تو ہم پوچھتے ہیں کہ نطفہ سے ہی انسان کا پیدا ہونا کب عقل میں آتا ہے مگر چونکہ قدرت کے سامنے سب آسان ہے اس لئے اس کا انکار نہیں کرتے تو پھر اور صورتوں کا کیوں انکار کیا جاوے رہا یہ سوال کہ پھر اس خاص صورت کے اختیار کرنے میں کہ پسلی سے ان کو پیدا کیا کیا فائدہ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تم اس طریقہ پیدائش کی بابت جو کہ متعارف ہے بیان کر دو کہ اس میں کیا اسرار وفوائد ہیں جب یہ تم کو معلوم نہیں وہ بھی نہ سہی نیز ممکن ہے کہ یہ حکمت بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ہر طریقہ پر پیدا کرنے کی قدرت محقق ہو جائے اور یہ حکمت واسرار بیان کرنے کے نہ ہم مدعی نہ اس کی ضرورت کیونکہ یہ کوئی لازمی بات نہیں کہ اگر کسی بات کی حکمت نہ معلوم ہو تو وہ غلط ہی ہو حق تعالیٰ کے افعال کے اسرار کا کون احاطہ کر سکتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدم علیہ السلام کی ایک ہڈی پسلی کی کم ہو گئی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے کسی خاص جزو کو اصل قرار دے کر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کو بڑھا کر خاص صورت بنا دی ہو اور اگر مان بھی لیا جاوے کہ ایک پسلی آدم علیہ السلام کے بدن سے کم ہو گئی تھی تو اس میں استحالہ کیا ہے یا یہ کہ اس کو نکالنے سے آدم علیہ السلام کو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے حق تعالیٰ کو ہر طرح قدرت ہے اور یہ حکم حفاظت رحم کا خاص طور پر اس لئے بیان کیا گیا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ اگر بالغ بھی ہو جائیں لیکن ابھی تک سلیقہ اور انتظام خرچ کرنے میں پیدا نہ ہوا ہو تو ابھی مال ان کے سپرد مت کرو کیونکہ وہ بے قدری کر کے اڑا دیں گے حالانکہ مال قدر کرنے کی چیز ہے۔ (تسہیل بیان)

قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ

تمہارا سہارا اور ان کو اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ

ان سے معقول بات اور سدھاتے رہو یتیموں کو ول یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جاویں

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

پھر اگر دیکھو ان میں صلاحیت تو ان کے حوالہ کر دو ان کے مال

وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ

اور نہ کھا جانا ان کے مال فضول خرچی کر کے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے

كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ

ہو جاویں گے اور جو بامقدور ہو تو اس کو بچا رہنا چاہیے! اور جو ولی حاجت مند ہو

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

تو وہ کھالے دستور کے مطابق! پھر جب تم ان کے حوالہ کرنے لگو ان کے مال

فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

تو ان پر گواہ کر لو! اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠

مردوں کا حصہ ہے اس مال میں سے جو چھوڑ مریں ماں باپ اور رشتہ دار! و۲

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ مریں ماں باپ

ول یعنی بالغ ہونے سے پہلے ان کی آزمائش کرتے رہا کرو ان کے ہاتھ سے خرید و فروخت کراؤ اور دیکھو کہ کیسے سلیقہ سے خرید و فروخت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی بیع و شراء ولی کی اجازت سے جائز ہے کیونکہ بالغ ہونے کا وقت تو مال سپرد کرنے کا وقت ہے تو آزمائش بلوغ سے پہلے ہونا چاہیے۔

و۲ شان نزول

بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے فرمایا (محلّہ) بنی سلمہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ میری عیادت کو تشریف لائے اور مجھے غشی میں پا کر پانی منگوا کر وضو کیا پھر مجھ پر پانی کا چھینٹا دیا فوراً مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا حضور ﷺ کیا حکم ہے میں اپنے مال میں کیا (وصیت) کر سکتا ہوں اس پر آیت يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ نازل ہوئی۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعدؓ آپ ﷺ کے ہمرکاب ہو کر احد میں شہید ہو گئے اور ان کی یہ دو لڑکیاں ہیں لڑکیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا اور بغیر مال ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ان کا فیصلہ فرماوے گا اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے لڑکیوں کے چچا کو طلب فرما کر حکم دیا کہ ۲/۳ مال لڑکیوں کو اور ۱/۸ سعد کی بیوی کو دیدو باقی تمہارا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد دوم﴾

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷ وَ اِذَا

اور رشتہ دار! تھوڑا مال ہو یا بہت! حصہ مقرر کیا ہوا۔ اور جب

حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ

آ جاویں بانٹتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸ وَ لْيَخْشَ

تو ان کو بھی دے دو اس میں سے اور ان سے کہہ دیا کرو معقول بات ف۱ اور ان کو ڈرنا چاہیے

الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا

جو لوگ کہ اگر چھوڑیں اپنے بعد ناتواں اولاد تو ان پر

خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا

اندیشہ کریں! تو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور بات کریں

سَدِيْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

سیدھی طرح جو لوگ کہ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے ف۲

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ ع

بس وہ لوگ کھاتے ہیں پیٹ بھر کر آگ! اور عنقریب دوزخ میں پڑیں گے

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

تم سے اللہ کہے رکھتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ لڑکے کا حصہ دو

الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

لڑکیوں کے برابر ہے! پھر اگر سب لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کا

ف۱ رشتہ داروں کو تو یہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شریعت سے اس میں نہیں ہم زیادہ دینے سے معذور ہیں اور دوسروں کو دے کر احسان نہ جتلاؤ اور بالغوں کی قید اس لئے لگائی ہے کہ نابالغوں کے حصہ میں سے خیر خیرات یا کسی کی مراعات بالکل جائز نہیں اور یہ حکم واجب نہیں صرف مستحب ہے اور اگر شروع اسلام میں واجب ہوا ہو تو اب وجوب منسوخ ہے۔

ف۲ بلا استحقاق کی قید اس لئے لگائی کہ استحقاق سے کھانے کی بات پہلے آ چکی ہے اور جیسے یتیم کا مال خود کھانا حرام ہے کسی کو کھلانا بھی حرام ہے گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہ ہو اور یہی حکم ہر نابالغ کا ہے گو یتیم نہ ہو۔ خوب یاد رکھو اس میں بہت بے پروائی کی جاتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

وحدت انسانیت کے تقاضے اور تقویٰ کا حکم دیا گیا۔ قرابت داروں کے حقوق کی اہمیت واضح کی گئی۔ یتیموں کے حقوق اور ان کے مال کی نگہداشت کا حکم دیا گیا کہ ان کے مال کا ضیاع سخت گناہ ہے۔ پھر یتیم لڑکیوں کے ازدواجی حقوق کو بیان فرمایا گیا اور یتیم لڑکی سے نکاح کی ترغیب دی گئی پھر بشرط عدل چار عورتوں سے نکاح کرنے کا جواز بیان کیا گیا۔ حق مہر کے تحفظ کا حکم دیا گیا پھر دوبارہ یتیم کے مال کے حوالہ سے تین احکام دیئے گئے۔ آخر میں یتیموں اور عورتوں کے خاص حقوق متعلقہ وراثت کے احکام بیان فرمائے گئے۔ پھر یتیم کے مال میں احتیاط کا حکم دیا گیا۔

ع ۱۰ / ۱۲

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

دو تہائی ہے کل ترکہ کا! اور اگر ایک ہی ہو تو اس کا آدھا!

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ

اور میت کے ماں باپ کو (یعنی) دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ

کل مال کا جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہو! پھر اگر اس کے اولاد نہ ہو! اور اس کے وارث

اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی! پھر اگر میت کے کئی بھائی ہوں

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

تو ماں کا چھٹا حصہ! (یہ حصے) بعد وصیت کے ہیں جو وصیت کر گیا یا بعد

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ

ادائے قرض ؂۱ تمہارے باپ اور بیٹے تم نہیں جان سکتے کہ ان میں کون تمہارے لئے نفع

نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

رسانی کے اعتبار سے زیادہ قریب ہیں! یہ حصہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا ہے

حَكِيْمًا ۝۱۱ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ

حکمت والا ؂۲ اور تمہارا آدھا ہے اس مال میں جو چھوڑ مریں تمہاری بیبیاں

لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

بشرطیکہ اُن کے اولاد نہ ہو! پھر اگر ان کے اولاد ہے تو تمہارا حصہ چوتھائی ہے

؂۱ مسئلہ: یہ دیکھنا چاہئے کہ بیوی کا مہر ادا ہوگیا یا نہیں، اگر بیوی کا مہر اداء نہ کیا ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح اولاً کل مال سے دین مہر اداء ہوگا، اس کے بعد ترکہ تقسیم ہوگا، اور مہر لینے کے بعد عورت اپنی میراث کا حصہ بھی میراث میں حصہ دار ہونے کی وجہ سے وصول کرے گی اور اگر میت کا مال اتنا ہے کہ مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی دوسرے دیون کی طرح پورا مال دین مہر میں عورت کو دیدیا جائے گا، اور کسی وارث کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔

؂۲ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں بیمار تھا آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لئے بنوسلمہ کے محلہ میں پیادہ پا تشریف لائے میں اس وقت بے ہوش تھا آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر وضو کے پانی کا چھینٹا مجھے دیا جس سے مجھے ہوش آیا، تو میں نے کہا حضور ﷺ میں اپنے مال کی تقسیم کس طرح کروں؟ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ صحیح مسلم شریف ونسائی شریف وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

اس میں سے جو وہ چھوڑ مریں وصیت کے بعد جو دلوا مریں

اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

یا ادائے قرض کے بعد! اور بیبیوں کا چوتھائی ہے اس میں جو تم چھوڑ مرو بشرطیکہ

لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا

تمہارے اولاد نہ ہو! پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کا آٹھواں ہے اس میں سے

تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ

جو تم چھوڑ مرو اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا ادائے قرض کے بعد ف۱

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ

اور اگر کوئی مرد جس کی میراث ہے باپ بیٹا نہ رکھتا ہو یا ایسی کوئی عورت ہو

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ

اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے! اور اگر

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ

ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ

بعد وصیت کے جو کر دی جاوے یا ادائے قرض کے بعد بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ کیا ہو!

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۱۲ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ

یہ فرمان الٰہی ہے اور اللہ جاننے والا ہے تحمل والا ف۲ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں!

ف۱ غیلان بن سلمہ کا واقعہ:
امام احمد نے معمر کی روایت سے لکھا ہے کہ غیلان بن سلمہ کی مسلمان ہونے کے وقت دس بیویاں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار کا انتخاب کر لو۔ (باقی کو چھوڑ دو) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو غیلان نے بیویوں کو (رجعی) طلاق دیدی اور اپنا مال اپنے لڑکوں کو تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا میرا خیال ہے کہ جو شیطان (فرشتوں کی گفتگو) چوری سے سن لیتا ہے اسی نے تیری موت کی خبر سن کر تیرے دل میں ڈال دی ہے اور تجھے بتا دیا ہے کہ تو زیادہ مدت زندہ نہیں رہے گا خدا کی قسم یا تو تو اپنی عورت سے مراجعت کر لے اور (لڑکوں سے) مال واپس لے لے ورنہ میں ان عورتوں کو تیرا وارث بنا دوں گا اور حکم دیدوں گا کہ جس طرح ابورغال (دور جاہلیت میں ایک قومی غدار تھا) کی قبر پر سنگ باری کی جاتی ہے اسی طرح تیری قبر کو سنگسار کیا جائے۔

ف۲ احکام میراث کی تاکید:
شروع رکوع سے یہاں تک جو میراثیں بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں۔ بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصہ دار کہتے ہیں ان پانچوں کی میراث کو بیان فرما کر بطور تاکید فرما دیا کہ یہ حکم ہے اللہ کا اس کی تعمیل ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے کس نے اطاعت کی اور کس نے نافرمانی کی، کس نے میراث و وصیت و دین میں حق اور انصاف کے موافق کیا، کس نے بے انصافی کی اور ضرر پہنچایا باقی ظلم و بے انصافی کی سزا میں تاخیر ہونے سے کوئی دھوکہ نہ کھائے کیونکہ حق تعالیٰ کا حلم بھی بہت کامل ہے۔

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور جو حکم پر چلے گا اللہ اور اس کے رسول کے تو اللہ اس کو داخل کرے گا باغوں میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

جن کے تلے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے! اور یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿13﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

کامیابی ہے اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور بڑھ چلے

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ

اس کی حدوں سے تو اس کو داخل کرے گا ف۱ آگ میں وہ اس میں

مُّهِيْنٌ ﴿14﴾ ع وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ

ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کی مار ہوگی اور جو عورتیں کہ مرتکب ہوں بدکاری کی تمہاری بیبیوں میں سے

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

تو گواہ لاؤ ان پر اپنے میں سے چار مرد! پس اگر وہ گواہی دے دیں

فَاَمْسِكُوْھُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ

تو ان (بیبیوں کو) گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَھُنَّ سَبِيْلًا ﴿15﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِھَا مِنْكُمْ

ان کا کام تمام کر دے یا نکال دے اللہ ان کے لئے کوئی راہ اور جو دو شخص مرتکب ہوں بدکاری کے تم

فَاٰذُوْھُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ

میں سے تو ان کو مارو پیٹو! پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں تو ان سے تعرض نہ کرو

ف۱ یعنی پابندی احکام کو ضروری بھی نہ سمجھے اور یہ حالت کفر کی ہے تو جو لوگ احکام شرع پر اعتقاد رکھیں گے مگر عمل میں کوتاہی کریں گے وہ شرعی ضابطوں سے بالکل خارج نہیں کیونکہ اعتقاد بھی تو ایک ضابطہ ہے جس کو وہ تسلیم کئے ہوئے ہیں پس بالکلیہ نکل جانا کافروں ہی پر صادق آسکتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

وراثت کے قوانین کو تفصیلی انداز میں بیان فرمایا گیا ماں، باپ، شوہر، بیوی کے مقررہ حصے بیان کئے گئے اور وصیت سے متعلق ہدایات دی گئیں۔ آخر میں قانون میراث کی اہمیت اور اس پر عمل کی فضیلت بیان کی گئی اور خلاف ورزی کرنے والوں کو عذاب سے ڈرایا گیا۔ ع ۱۳

اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے ایک کامل مطیع دوسرے کامل نافرمان ایک قسم کا اس میں ذکر نہیں جو اعتقاد سے تابعدار ہو اور عمل میں قصور وار ہو اس کا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ کچھ سزا کا مستحق ہے لیکن اخیر میں نجات ہو جائے گی اور یہاں بھی غور کرنے سے اس کا حکم معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ جب اس کی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بیچ بیچ ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ یہ احتمال تو ہو نہیں سکتا کہ پہلے جنت میں جائے پھر جہنم میں کیونکہ جنت میں جا کر پھر نکلنا ممکن نہیں پس یہی صورت متعین ہوگی کہ پہلے عذاب ہو پھر آخر میں نجات ہو اگر کوئی یہ کہے ان تین کے علاوہ چوتھا احتمال یہ بھی تو ہے کہ کوئی عمل کرے اعتقاد نہ کرے اس کو کچھ ثواب کچھ عذاب ہونا چاہئے۔ جواب یہ ہے کہ یہ احتمال باطل ہے کیونکہ عمل قبول ہونے کے لئے اعتقاد شرط ہے جب اعتقاد نہیں تو وہ عمل بھی کچھ نہیں اس لئے یہ بھی بالکل نافرمان ہے۔

اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿١٦﴾ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ

بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۱ بس توبہ قبول کرنی تو اللہ پر

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ

ان ہی کی ضرور ہے جو کر بیٹھیں کوئی بری حرکت نادانی سے پھر توبہ کر لیں

قَرِيْبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧﴾

جلدی سے تو اُن کی اللہ توبہ قبول فرمالیتا ہے! اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ

اور ان کی توبہ نہیں ہے جو کرتے رہتے ہیں گناہ! یہاں تک کہ جب ان میں سے

أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ

کسی کے موت سامنے آکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ اب میری توبہ ہے اور نہ توبہ ان کی ہے

وَهُمْ كُفَّارٌ ۗ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٨﴾ يٰٓأَيُّهَا

جو مرجائیں کافر ہی! یہی ہیں جن کے لئے ہم نے تیار کیا ہے دردناک عذاب! ف۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۗ وَلَا

ایمان والو تم کو جائز نہیں کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی ! اور نہ

تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ إِلَّآ أَنْ

ان کو بند کرو اس خیال سے کہ لے لو کچھ اس میں سے جو تم نے ان کو دیا ہے مگر اس وقت کہ

يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَإِنْ

وہ مرتکب ہوں کھلی ہوئی بدکاری کی اور عورتوں کے ساتھ رہو سہو خوبی کے ساتھ! پھر اگر تم کو

ف۱ گناہ ہمیشہ حماقت ہی سے ہوتا ہے جس کو اپنے نفع ونقصان کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہوگی پس اس قید کا یہ مطلب نہیں کہ جو گناہ حماقت سے نہ ہو اس کی توبہ نہیں کیونکہ بدوں حماقت کے گناہ ہوتا ہی نہیں چاہے عالم کرے یا جاہل۔

غیر فطری طریقہ سے قضاء شہوت

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک "اللذان یاتیانہا" کا مصداق وہ لوگ ہیں جو غیر فطری طریقہ پر قضاء شہوت کرتے ہیں۔ یعنی مراد اغلام از بالشل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ شانِ نزول:

بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ (دور جاہلیت میں دستور تھا کہ) جب کوئی شخص مرجاتا تھا تو اس کے قریب ترین عزیز اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے اگر چاہتے تو خود نکاح کر لیتے اور چاہتے تو کسی دوسرے سے نکاح کردیتے عورت کے قریب ترین عزیزوں کو بھی اس کا اختیار نہ ہوتا اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

وہ نہ بھاویں تو کیا عجب ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور پیدا کر دے

خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ

اللہ اس میں بہت سی خوبی وا اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کو دوسری عورت کی جگہ

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ

اور تم دے چکے ہو ایک کو ڈھیر سارا مال تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو!

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ

کیا تم اس کو لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے؟ و۲ اور تم اس کو کیونکر لے سکتے ہو

اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا

حالانکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ لے چکیں تم سے

غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا

پکا قول۔ اور تم نہ نکاح کرو ان عورتوں سے کہ جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو

قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع

مگر جو آگے ہو چکا! بیشک یہ بڑی بے حیائی اور غضب کی بات تھی اور برا دستور تھا و۳

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ

تم پر حرام ہوئیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ

اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

و۱ مثلاً وہ تمہاری خدمت گزار اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اس سے اولاد صالح پیدا ہو جو ذخیرہ آخرت ہو جائے یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی ملے گی۔

و۲ مہر کا واپس لینا یا جبراً معاف کرانا تو صریح ظلم ہے اس کے علاوہ اگر کچھ ہبہ کیا تھا اس کو واپس لینا بھی ظلم ہے کیونکہ بیوی سے ہبہ کرکے واپس لینا ناجائز ہے۔

و۳ ابن ابی حاتم فریابی اور طبرانی نے حضرت عدی بن ثابت کی وساطت سے ایک انصاری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ابوقیس بن سلمہؓ کا انتقال ہو گیا ابو قیس بڑا نیک انصاری تھا اس کے بیٹے قیس نے ابوقیس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا چاہا عورت نے قیس سے کہا میں تو تجھے اپنا بیٹا جانتی ہوں اور تو قوم کے نیک لوگوں میں سے بھی ہے (پھر نکاح کیسا) اس کے بعد عورت نے حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دی دی حضور ﷺ نے فرمایا اب تو اپنے گھر چلی جا (اور حکم کا انتظار کر) اس پر آیت ذیل بالا نازل ہوئی۔

خلاصہ رکوع ۳

زنا کی مرتکب خاتون کی سزا اور ثبوت زنا کیلئے چار گواہوں کا نصاب ذکر فرمایا گیا۔ پھر زنا کے مرتکب مرد کی سزا ذکر کی گئی توبہ اور اس کی قبولیت کی شرائط ذکر کرنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ معاشرتی حوالہ سے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے مظالم کا سد باب فرمایا گیا اور شوہروں کی بیویوں سے حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی گئی۔ حق مہر کے سلسلہ ہدایات دی گئیں۔ آخر میں سوتیلی ماں سے نکاح کرنے کی حرمت ذکر فرمائی گئی۔

اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ

تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری کیکڑ

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ

لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں یعنی ان بیبیوں کی بیٹیاں جن سے تم

بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

صحبت کر چکے ہو ف۱ لیکن اگر ہو لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ

اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو تمہاری پشت سے ہوں ف۲ اور یہ

تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بات کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو ! مگر جو آگے ہو چکا (سو معاف) بیشک اللہ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ﴿۲۳﴾

بخشنے والا مہربان ہے!

ف۱ یعنی کسی عورت کے ساتھ صرف نکاح یا تنہائی کرنے سے اس کی لڑکی حرام نہیں ہوتی بلکہ جب اس عورت سے صحبت بھی ہو جائے تب لڑکی حرام ہوتی ہے اور شہوت سے چھونا بوسہ لینا بھی صحبت کے حکم ہے۔

ف۲ نسل کی قید کا یہ مطلب نہیں کہ رضاعی بیٹے کی بیوی حلال ہے بلکہ اس قید سے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کو جس کو لے پالک کہتے ہیں خارج کرنا منظور ہے کہ اس کی بیوی سے بعد موت یا طلاق کے نکاح درست ہے چونکہ اہل عرب کے نزدیک اس سے نکاح حرام تھا اس لئے یہ قید بڑھا دی گئی باقی رضاعی بیٹے کی بہو سے اجماعاً نکاح حرام ہے۔

❁❁❁

سورہ آل عمران... چوتھا پارہ

فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۱۰۳۔۱۰۴ برائے الفت ومحبت

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

خاصیت: اگر عروج ماہ میں دوشنبہ کے روز ہرن کی جھلی پر توت کے عرق سے لکھ کر آخر میں یَامُؤَلِّفَ الْقُلُوْبِ اَلِّفْ بَيْنَ فلان وفلان لکھے اور فلاں فلاں کی جگہ ان دونوں شخصوں کا نام لکھے جن میں الفت پیدا کرانا منظور اور طالب کے بازو وغیرہ پر باندھ دے مطلوب مہربان ہوجائے گا۔ اگر عداوت ہوئی دوستی سے مبدول ہوجائے گی۔ اگر غضبناک ہوگا مہربان ہوجائے گا۔ اور اقبال وجاہ میسر ہوگا اور اگر اس کو واعظ اپنے پاس رکھے اس کا وعظ مقبول و موثر ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱۱۔۱۱۲ برائے فتح یابی

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (پ۴ع۳)

خاصیت: یہ آیتیں دشمن پر فتحیابی کیلئے ہیں۔ کسی ہتھیار پر شنبہ کے روز چھٹی ساعت میں اس کو کندہ کرے اور کرنے والا روزہ سے ہو، وہ ہتھیار لے کر جو شخص مقابلہ دشمن میں جائے فتح یاب ہوگا۔

خاصیت آیت ۱۲۲ تا ۱۲۶ برائے حصول مراد

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ. بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ. وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (اعمال قرآنی)

خاصیت: یہ آیتیں ظالم بادشاہ و دشمن اور شب کے وقت جن یا انسان کے خوف کیلئے ہیں اس کو شب جمعہ میں نصف شب کے وقت باوضو لکھے پھر کاتب صبح کی نماز پڑھ کے طلوع آفتاب تک تسبیح و ذکر میں مشغول بیٹھا رہے۔ جب آفتاب بلند ہوجائے تو دو رکعت پڑھے۔ اول میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوئم میں فاتحہ اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک پڑھے پھر سات مرتبہ استغفار پڑھے اور سات مرتبہ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ پڑھے پھر تازہ وضو کرکے یہ آیتیں لکھ کر اپنے پاس رکھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۳۴ تا ۱۳۵ برائے جابر حاکم

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ

خاصیت: یہ آیتیں سکون تیزی نفس و غضب اور سلطان جابر و دشمن جاہل کے لئے ہیں۔ شب جمعہ میں بعد نماز عشاء کاغذ پر لکھ کر باندھ لے اور صبح کو ان لوگوں کے پاس جائے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

برائے مرض نسواں

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ط قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ.

خاصیت: اگر کسی عورت کا خون جاری ہوجائے تو اس آیت کو تین پرچوں پر لکھے ایک پرچہ اس کے اگلے دامن میں باندھ دے اور ایک پچھلے دامن میں۔ ایک زیر ناف۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۵۴ برائے رزق

اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَىْءٍ ط قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط يُخْفُوْنَ

فِیْۤ اَنْفُسِہِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا ھٰہُنَا ؕ قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْہِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمْ ۚ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

خاصیت: کشائش رزق کیلئے ان آیتوں کو ابتدائی مہینہ کے جمعہ سے چالیس جمعہ تک بعد مغرب کے گیارہ بار پڑھے اور اس دوسری آیت یعنی وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْہَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ کو ہر جمعہ کے بعد کاغذ پر لکھ کر کنویں میں ڈالتا جائے۔ امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس عمل سے غنی و تونگر ہو جائے گا۔ اگر قرضہ ہو تو ادا ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

واعتصموا بحبل الله ....مفلحون

(۱) اگر دو آدمیوں میں دشمنی و لڑائی ہو تو ایک آدمی اس آیت کو دوشنبہ کے دن جب چاند کی روشنی ترقی میں ہو سیاہ توت کے پتوں کے پانی سے ہرن کے باریک چمڑے میں لکھے اور اخیر میں یہ لکھ دے یا مؤلف القلوب الف بین کذا اور ان دونوں کا نام آگے پیچھے لکھ دے اور اپنے گلے میں ڈال لے۔ دوسرا شخص اس کا جتنا دشمن ہوگا وہ خود بخود آکر اس سے مصافحہ کرے گا اور اس کی بات مانے گا۔

(۲) اگر اس طرح یہ آیت لکھی ہوئی کوئی واعظ اپنے پاس رکھے تو اس کے کلام میں بہت تاثیر ہوگی ہر شخص اس کی بات مانے گا۔

لن یضروکم الااذیٰ..........ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون

جو آدمی ان آیتوں کو اپنے ہتھیار پر دوشنبہ کے دن آٹھویں ساعت میں پاک صاف اور روزہ کی حالت میں لکھے تو یہ ہتھیار جس کے پاس ہوگا دشمن اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا۔

اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا..........حکیم

جو شخص بادشاہ یا حاکم سے خائف ہو تو وہ جمعہ کی رات میں آدمی رات کے بعد پاک ہو کر یہ آیت لکھے۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لے تو سورج طلوع ہونے تک تسبیح و ذکر میں مشغول رہے جب سورج اونچا ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آمن الرسول آخر تک پڑھے۔ پھر ۷ بار استغفار پڑھ کر ۷ بار کہے **حسبی الله لآ اله الا هو علیه توکلت و هو رب العرش العظیم** پھر دوبارہ وضو کر کے اس آیت کو اپنے پاس رکھے تو اس کا خوف جاتا رہیگا۔

اور اگر نیند یا بیداری میں کسی بھوت یا دشمن کا خوف ہے تو وہ بھی جاتا رہے گا۔

الذین ینفقون فی السراء والضراء ....عاملین

جو شخص ان آیات کو جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد کاغذ پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور صبح کو اٹھ کر کسی بادشاہ یا دشمن یا کسی ظالم کے پاس جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔

وما محمد الا رسول ....اعقابکم

جس آدمی کو نکسیر آتی ہو تو کاغذ پر اس آیت کو لکھے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھے۔

انقلب یادم باکف لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ھج لج ھج لج ھج لج ھج لج لحطاس ھی
اور ناک کے اوپر دونوں آنکھوں کے درمیان باندھ دے۔

الذین قال لھم الناس..........عظیم

اگر کسی کو بادشاہ یا حاکم سے خوف ہو وہ اسے کسی سزا کی دھمکی دیتا ہو تو یہ آدمی اس آیت کو کاغذ پر لکھ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر اس کے پاس بے خوف چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف پیدا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے۔

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ کے ہاں جاتا ہو تو یہ پڑھ کر جاؤ۔

لآ الٰہ الا اللہ الحکیم و سبحان اللہ رب السمٰوات السبع و رب العرش العظیم . لآ الٰہ الا اللہ عزجارک و جل ثنائک

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سبب سے غم ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اور فرماتے یہ دعا غم کو دور کرنے کے لئے ہے۔

اللھم احرسنی بعینک التی لاتنام واکنفنی بکنفک الذی لایرام اغفرلی وارحمنی بقدرتک علی انت ثقتی و رجائی فکم من نعمۃ انعمت بھاعلی قل لک بھاشکری و کم بلیۃ ابلیتنی بھا قل لک بھا صبری فیامن قل عند نعمۃ شکری ولاتحرمنی ویامن قل عند بلائہ صبری فلم تخذلنی و یامن رآنی علی الخطایاولم یفضحنی اسئلک علیٰ ان تصلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت و بارکت و ترحمت علیٰ ابراھیم انک حمید مجید اللھم اعنی علیٰ دینی و دینائی و آخرتی بالتقویٰ واحفظنی فیما غبت عنہ ولاتکلنی الیٰ نفسی فیما حضرتہ' یامن لاتضرہ الذنوب ولاتنقصہ المغفرۃ ھب لی فیما لاینقصک واغفرلی مالایضرک الٰھی اسئلک فرجاً قریباً وصبراً جمیلاً و اسئلک العافیۃ من کل بلیۃ واسئلک دوام العافیۃ واسئلک الشکر علی العافیۃ واسئلک الغنیٰ عن الناس ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اس دعا کے راوی بیان کرتے ہیں کہ اسکو بہت سارے لوگوں نے لکھ کر اپنی جیب میں ڈال لیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکا مقصد حاصل ہو گیا۔

اور جو شخص یہ دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شریروں اور ظالموں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

اللھم اسھل علینا کنف سترک وادخلنا فی مکنون غیبک واحجبنا عن شرار خلقک وحل بیننا و بین النزرایاو البلایایارحم الراحمین ان فی خلق السمٰوات والارض.......... المیعاد

(۱) جو شخص اس آیت کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کا ایمان ثابت اور دل پاک ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
(۲) جو شخص رات کو تہجد کے وقت بیدار ہونا چاہے وہ اس آیت کو لکڑی کے برتن میں لکھے اور آب زمزم سے دھو کر پی لے۔ ہر رات جس وقت اٹھنے کا ارادہ کر کے سوئے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔ (الدرر النظیم)

مصیبت سے نجات ملنا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. (پ۴، ع۹) ترجمہ: ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے۔
جو کوئی کسی مصیبت و بلا میں مبتلا ہو اس آیت کو پڑھا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت جاتی رہے گی۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور خاوند والی عورتیں تم پر حرام ہیں مگر ہاں جو باندیاں تمہارے قبضے میں آویں ف۱

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

یہ اللہ کا حکم تحریری ہے تم پر! اور حلال ہیں تمہارے لئے تمام عورتیں ان کے علاوہ اس طرح کہ طلب کرو

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا

اپنے مال کے بدلے عفت حاصل کرنے کی غرض سے نہ شہوت رانی کے لئے

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

پھر جن عورتوں سے تم نے لطفِ صحبت اٹھایا تو ان کو دے دو ان کے مہر جو ٹھہرا تھا!

فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں جس میں تم آپس میں راضی ہو جاؤ ٹھہرانے کے

بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ

بعد! بے شک اللہ خبردار حکمت والا ہے اور جس کو

لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

تم میں سے اس کا مقدور نہ ہو کہ وہ نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

مسلمان بیبیوں سے تو لونڈیاں (ہی سہی) جو تمہارے قبضے میں آئیں

الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ

بشرطیکہ مسلمان ہوں! ف۲ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارا ایمان! تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو!

ف۱ ان محرمات کے سوا جو عورتیں حرام ہیں وہ اکثر ان ہی میں داخل ہیں جس کا بیان بوجہ دقیق ہونے کے نہیں کیا گیا اور بعض کی حرمت احادیث و آثار سے ثابت ہے اور بعض کی حرمت پر اجماع امت ہے۔ پس یہ اشکال نہ رہا کہ آیت میں تو ان کے ماسوا سب کو حلال کہا گیا ہے جیسا کہ واحل لکم ماوراء ذلکم سے معلوم ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ ان کے ماسوا جو عورتیں حرام ہیں اکثر کی حرمت تو ان سے ہی سمجھی گئی ہے وہ تو ماسوا ہی نہیں اور جن کی حرمت ان سے نہیں سمجھی گئی وہ بے شک ماسوا میں داخل ہیں لیکن چونکہ احادیث و آثار و دیگر دلائل شرعیہ سے ان کی حرمت سمجھی گئی اس لئے ماوراء ذلکم کا لفظ بالکلیہ عام نہ ہوگا بلکہ بعض صورتیں دیگر دلائل کی وجہ سے اس میں مستثنیٰ اور خاص کی جائیں گی اور ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ ایک لفظ بظاہر عام ہوتا ہے مگر حدیث یا اجماع کی وجہ سے بعض صورتیں اس میں سے مستثنیٰ کی جاتی ہیں پس کوئی اشکال نہ رہا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ مسئلہ: باجماع علماء عورت کو حق ہے کہ اپنے مہر کا کوئی حصہ بھی معاف کر دے اب اگر اس نے نصف مہر سے کم شوہر کو ہبہ کیا ہو اور قربت کے بغیر شوہر اس کو طلاق دیدے تو شوہر دیئے ہوئے مہر میں سے عورت سے اتنی مقدار کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ نصف مہر مکمل ہو جائے۔ شیخین کا یہی قول ہے لیکن امام محمدؒ نے فرمایا کہ جتنی مقدار عورت کے قبضہ میں پہنچ گئی اور رہ گئی ہے اس کے نصف کا مطالبہ کر سکتا ہے (اور جو حصہ عورت نے از خود ساقط کر دیا اس کو محسوب نہیں کیا جائیگا) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یہ حقیقت ہے کہ اللہ مصالح سے بخوبی واقف ہے اور جو احکام اس نے دیئے ہیں ان کی حکمت کو وہ جانتا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد سوم﴾

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

تو ان سے نکاح کرلوان کے مالکوں کے اذن سے اور ان کو دے دو ان کے مہر دستور کے مطابق

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ

بشرطیکہ وہ قید نکاح میں لائی جاویں نہ زنا کرنے والی ہوں اور نہ چھپے یار کرتی ہوں

اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

تو جب وہ قید نکاح میں آچکیں پھر اگر کریں بے حیائی کا

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

کام تو ان پر اس سزا کا آدھا ہے جوآزاد بیبیوں پر مقرر ہے یہ اس کے لئے ہے

الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو تم میں سے خوف کرے گناہ کر بیٹھنے کا ! اور صبر کرو تو تمہارے حق میں زیادہ

خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ

بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف اللہ چاہتا ہے کہ تم سے کھول کر بیان کردے

لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ

اور تم کو چلاوے ان لوگوں کے طریقوں پر جو تم سے پہلے ہو گزرے اور تم پر

عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ

متوجہ ہو! اور اللہ خبردار ہے حکمت والا اور اللہ چاہتا ہے کہ

عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ

تم پر متوجہ ہو ! اور وہ لوگ خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ف غلام وباندی:

فائدہ: آیت بالا میں جو غلام و باندی کا ذکر آیا ہے ان سے شرعی غلام و باندی مراد ہیں جو کافر مرد و عورت جہاد کے موقع پر قید کر لئے جاتے تھے اور امیر المومنین ان کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا تھا، یہ قیدی غلام و باندی بن جاتے تھے، پھر ان کی نسل بھی غلام رہتی تھی (باستثناء بعض صورتوں کے) جن کا تفصیلی ذکر فقہ کی کتابوں میں ہے جب سے مسلمانوں نے شرعی طور پر جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے، اور اپنے جہاد اور صلح و جنگ کا مدار دشمنان دین کے اشاروں پر رکھ دیا ہے اور غیر شرعی اصولوں کے پابند ہو گئے ہیں اس وقت سے غلام اور باندی سے محروم ہو گئے، موجودہ نوکر چاکر اور گھروں میں کام کرنے والی نوکرانیاں غلام باندی نہیں ہیں، اسلئے کہ یہ آزاد ہیں، بعض علاقوں میں بچوں کو بیچ دیتے ہیں اور غلام بنالیتے ہیں، یہ سراسر حرام ہے، اور ایسا کرنے سے یہ غلام باندی نہیں بن جاتے۔

ع ۴

خلاصہ رکوع ۴

ان عورتوں کی تفصیل بیان فرمائی گی جن سے نکاح حرام اور باطل ہے ان کی اقسام بتائی گئیں۔ محرمات کی تفصیلات کی تکمیل کے بعد نکاح کے مقاصد و شرائط بتائے گئے۔

تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ

چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہت دور مڑ جاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ

عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ہلکا کرے ! اور انسان پیدا ہی کیا گیا ہے کمزور ف۱ ایمان والو نہ کھایا کرو

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ

ایک دوسرے کا مال باہم ناجائز طور پر مگر

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَلَا

ہاں یہ صورت کہ خرید وفروخت ہو آپس کی رضامندی سے (تو کچھ ہرج نہیں) اور نہ

تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ

ہلاک کرو اپنے آپ کو مہربان ہے ف۲ اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

ایسا کرے گا زور اور ظلم سے تو ہم اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور یہ اللہ

نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

پر سہل ہے۔ اگر تم بچے رہوگے ان بڑے

كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

گناہوں سے جن کی تم کو ممانعت کی جاتی ہے تو ہم تم سے دُور کر دیں گے تمہارے چھوٹے گناہ

وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ

اور ہم تم کو داخل کریں گے عزت کے مقام میں اور تم ہوس نہ کرو جنہیں بڑائی

ف۱ انسانی طبیعت کی رعایت:

انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ یہ اپنی شہوات و مرغوبات سے کہاں تک صبر کر سکتا ہے تو اس لئے ہر حکم میں تخفیف کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے یہ نہیں ہوا کہ انسان کے حق میں جو مفید دیکھا وہ اس کے ذمہ لگا دیا سہل ہو یا دشوار مثلاً عورتوں اور شہوت سے صبر کرنا آدمی کو بہت دشوار تھا اس لئے اس کی خواہش پورا کر لینے کے لئے طریقے جائز اللہ نے بتلا دیئے کہ اس سے اپنا مطلب حاصل کر سکے یہ نہیں کہ قضائے شہوت سے بالکل روک دیا گیا ہو۔ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے شریعت میں تنگی نہیں فرمائی کہ کوئی حلال کو چھوڑے اور حرام کی طرف دوڑے۔ (گلدستہ تفاسیر جلد دوم)

ف۲ خودکشی:

☆تم میں سے کوئی اپنے کو خود قتل نہ کرے۔ حضرت ثابت بن ضحاکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرے گا قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعہ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ رواہ البغوی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں جائے گا ہمیشہ ہمیشہ دوامی طور پر دوزخ میں لڑھکتا ہی چلا جائے گا اور جو شخص کسی لوہے سے خودکشی کرے گا وہ وہی لوہا ہاتھ میں لئے دوزخ کے اندر ہمیشہ ہمیشہ دوامی طور پر اپنے کو مارتا ہی رہے گا۔ الفاظ کی کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ بخاری اور مسلمؒ اور ترمذیؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے اور نسائیؒ نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

دے دی اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر ! وا مردوں کا حصہ ہے

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کا حصہ ہے جو کچھ انھوں نے کمایا !

وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اور مانگتے رہو اللہ سے اس کا فضل ! بیشک اللہ ہر چیز سے

عَلِيْمًا ۝۳۲ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

خبردار ہے اور ہر ایک کے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث اس مال میں سے جو چھوڑ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ

مریں ماں باپ اور رشتہ دار! اور جن سے تم نے عہد و پیمان کر لیا تو ان کو ان کا حصہ دے دو! و۲

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳ ع اَلرِّجَالُ

بے شک ہر چیز اللہ کے پیش نظر ہے مرد سردھرو ہیں

قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

عورتوں کے اس وجہ سے کہ اللہ نے برتری دی ہے ایک کو ایک پر

بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

اور اس لئے کہ مردوں نے خرچ کئے ہیں اپنے مال! تو جو بیبیاں نیک ہیں (وہ) کہا مانتی ہیں

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اور حفاظت رکھتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا

وا شان نزول
بعض عورتوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کیا سبب ہے کہ ہر جگہ حق تعالیٰ مردوں کو خطاب فرماتا ہے اور ان کو حکم کرتا ہے عورتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا اور میراث میں مرد کو دوہرا حصہ دیا جاتا ہے عورتوں سے اس آیت میں ان سب کا جواب ہو گیا۔

و۲ جن دو شخصوں میں باہم اس طرح قول و قرار ہو جائے کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اس کو ادا کرے اور جب ایک مر جائے تو دوسرا اس کی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ کہلاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو مولی الموالاۃ کہا جاتا ہے۔

ع ۵ ۲ **خلاصہ رکوع ۵**
معاملات کی اصلاح عملی واخلاقی کمال میں مسابقت کو ذکر فرمایا گیا اور میراث کے بارہ میں ہدایات دی گئیں۔

قاعدہ ہے کہ خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے جس پر خرچ کیا جائے پہلی فضیلت میں تو مردوں کو خود دخل نہیں محض خدا کا عطیہ ہے اور یہ فضیلت ان کے عمل اور کسب سے متعلق ہے۔

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

تم کو اندیشہ ہو تو ان کو سمجھا دو اور ان کو جدا کر دو ہم بستری سے

وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ

اور ان کو مارو !ف۱ پھر اگر وہ تمہارا کہا ماننے لگیں تو ان پر نہ ڈھونڈو الزام کی راہ!

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا

بیشک اللہ عالیشان بلند مرتبہ ہے اور اگر تم کو اندیشہ ہو میاں بی بی کی

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

باہم کھٹ پٹ کا تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے !

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح کرا دینی تو اللہ ملاپ کرادے گا میاں بی بی میں !ف۲ بیشک اللہ

كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

واقف کار خبردار ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور نہ شریک کرو اس کے ساتھ

شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

کوئی چیز اور سلوک کرو ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ

اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں

الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا

اور پاس بیٹھنے والے رفیقوں اور مسافروں ف۳ اور غلام باندیوں کے ساتھ

ف۱ نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ:

یعنی اگر کوئی عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مرد اس کو زبانی فہمائش کرے اور سمجھا دے، اگر نہ مانے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جدا سووے لیکن اسی گھر میں، اس پر بھی نہ مانے تو آخری درجہ یہ ہے کہ اس کو مارے بھی، پر نہ ایسا کہ جس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹے۔ ہر تقصیر (قصور) کا ایک درجہ ہے۔ اسی کے موافق تادیب اور تنبیہ کی اجازت ہے۔ جس کے تین درجے ترتیب وار آیت میں مذکور ہیں اور مارنا پیٹنا آخری درجہ ہے۔ سرسری قصور پر نہ مارے۔ ہاں قصور زیادہ ہو پھر مارنے میں حرج نہیں۔ جس قدر مناسب ہو مارے پیٹے مگر اس کا لحاظ رہے کہ ہڈی نہ ٹوٹے اور نہ ایسا زخم پہنچائے کہ جس کا نشان باقی رہ جائے۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

ف۲ مراد یہ ہے کہ ہم مصالحت کا طریقہ ان کے دل میں ڈال دیں گے کہ اگر دونوں اس پر عمل کریں تو کشاکش رفع ہو جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ فیصلہ کرنے والوں کی جو تجویز ہو گی وہ میاں بی بی کے اختیاری افعال کے متعلق ہو گی اور اختیاری افعال کا نتیجہ ان پر عمل کرنے سے ظاہر ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی شخص مصالحت و اصلاح کا طالب ہو تو اس کا طریقہ ضرور اس کو سمجھا دیتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

ف۳ خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے لمبے سفر کی رفاقت یا کسی جائز کام کی شرکت یا عارضی ہو جیسے تھوڑے سفر کی رفاقت یا اتفاقی جلسہ میں شرکت۔ (تسہیل بیان)

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

جو تمہارے قبضہ میں ہوں! بیشک اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا جو اتراتے اور بڑائی

فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

مارتے ہیں جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں سے بخل کرنے کو کہتے ہیں اور چھپاتے ہیں ف۱

وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا

جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دے رکھا ہے! اور ہم نے تیار کر

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب۔ اور جو خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو اور نہیں ایمان لاتے اللہ اور

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

روز آخرت پر! اور جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے

فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور ان کا کیا بگڑ جاتا ف۲ اگر یہ ایمان لے آتے اللہ اور روز

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

آخرت پر اور اس میں سے خرچ کرتے جو اللہ نے ان کو دے رکھا ہے اور اللہ ان کو خوب

عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

جانتا ہے اللہ ذرہ برابر نیکی ہو تو اس کو دو چند کرتا ہے

ف۱ بخل سے مراد اس جگہ عام ہے خواہ مال و دولت میں بخل ہو یا حق بات ظاہر کرنے میں بخل ہو شان نزول اس آیت کے متعدد ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء یہود توریت کے مضامین ظاہر کرنے میں بخل کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگ انصار کو خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تسہیل بیان)

ف۲ ریاء کاری:

اور وہ خود پسند متکبر وہ لوگ ہیں کہ اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے میں تو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں، لیکن لوگوں کے دکھانے کو اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں اور ان کو نہ اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر کہ حصول رضائے حق تعالیٰ اور تحصیل ثواب اخروی ان کو مقصود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول اور پسندیدہ یہ ہے کہ ان حقداروں کو دیا جائے جن کا اول ذکر ہو چکا اور دینے میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی توقع ہو اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی راہ میں جیسا بخل کرنا برا ہے ویسا ہی لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرنا برا ہے اور ایسا کام وہی کرتے ہیں جن کا رفیق شیطان ہے جو ان کو ایسے کام پر آمادہ کرتا ہے۔ ﴿تفسیر عثمانیؒ﴾

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝٤٠

اور مرحمت فرماتا ہے اپنے پاس سے بڑا ثواب ۔ پھر کیا حال ہوگا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا

جب ہم بلائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کا رسول) اور (اے محمد)

بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝٤١ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تجھے بُلائیں گے ان لوگوں پر گواہ بنا کر ول ۔ اس دن وہ لوگ آرزو کریں گے جنہوں نے کفر کیا

وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاش ان پر زمین ہموار کردی جاوے ! اور نہ چھپا سکیں گے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝٤٢ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

اللہ سے کوئی بات ! اے ایمان والو نماز کے ایسی حالت میں پاس بھی نہ جاؤ

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا

کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نہ جب نہانے کی

اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

حاجت ہو سوائے سفر کی حالت کے یہاں تک کہ نہالو! اور اگر تم بیمار ہو

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آوے جائے ضرور سے یا ہم صحبت ہوؤ

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

عورتوں سے پھر تم کو پانی میسر نہ آئے تو ارادہ کرو پاک مٹی کا پھر مل لو

ول جن لوگوں نے خدائی احکام نہ مانے ہوں گے ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہار سنے جائیں گے۔ جو جو معاملات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں پیش آئے تھے وہ سب ظاہر کردیں گے اس کے بعد مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور آپ پر ہی تو اتارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قرآن پاک اپنے علاوہ اور کسی سے سنوں تو میں نے سورۂ نساء شروع کردی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ع ٦ / ٣

خلاصہ رکوع ٦

گھریلو زندگی کی تشکیل میں مرد کی سربراہی کو ذکر کرکے خاوند بیوی کے حقوق و فرائض کا ذکر فرمایا گیا۔ اختلاف کی صورت میں اصلاح کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ پھر ازدواجی زندگی سے باہر کے لوگوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
اپنے منہ اور ہاتھوں سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ف۱ بخشن ہارا ہے۔
غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ
کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جنہیں ملا ایک حصہ کتاب کا کہ
الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا
وہ خریدتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ سے بھٹک جاؤ
السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ ہی حمایتی بس ہے اور اللہ
وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا
ہی مددگار کافی ہے۔ بعض لوگ یہود میں ایسے ہیں
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا
کہ پھیرتے ہیں الفاظ کو ان کی جگہ سے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا
وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ
اور مانا نہیں ! اور اِسْمَعْ غَیرَ مُسْمَعٍ ! اور رَاعِنَاؔ ! ف۲ اپنی زبانوں کو موڑ کر
وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا
اور دین میں طعنے کی راہ سے ! اور اگر وہ کہتے سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
وَاَطَعْنَا اور اِسْمَعْ اور اُنْظُرْنَا تو ان کے حق میں بہتر ہوتا

ف۱ شانِ نزول:
ابن ابی حاتم نے مجاہدؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک انصاری بیمار تھے نہ خود اٹھ کر وضو کرنے کی طاقت تھی نہ کوئی خادم تھا کہ پانی لے کر وضو کرادیا کرے۔ اس کا تذکرہ حضور ﷺ کی خدمت میں کیا گیا۔ اس پر اللہ نے آیت وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى الخ، نازل فرمائی۔ ابن جریر نے ابراہیم نخعی کا بیان نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو کچھ زخم لگے جن سے وہ بیہوش ہوگئے اور اسی دوران میں جنابت میں بھی مبتلا ہو گئے۔ لوگوں نے یہ شکایت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ اس پر آیات وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اِلٰى اٰخرها نازل ہوئیں۔ (گلدستہ جلد دوم)

ف۲ سمعنا و عصینا کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے قول کو ہم نے مان لیا اور آپ کے مخالف کی بات نہیں مانتے اور برا مطلب یہ ہے کہ آپ کی بات کو سن تو لیا مگر عمل نہ کریں گے۔ اسمع غیر مسمع کا ترجمہ یہ ہے کہ ہماری بات کو سنیے اور خدا کرے تم کو کوئی بات سنائی نہ جائے اچھا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کرے آپ کو رنج کی بات کبھی نہ سنائی جائے سب آپ کی بات کو منظور ہی کریں اور برا مطلب یہ ہے کہ خدا کرے کبھی آپ کو خوشی کی بات نہ سنائی جائے اور راعنا کے اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہمارے حال پر توجہ فرمائے اور برے معنی لغت یہود میں گالی کے ہیں۔ (تسہیل بیان)

وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کی وجہ سے سو وہ ایمان نہیں لاتے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا

مگر تھوڑے سے اے اہل کتاب ایمان لے آؤ قرآن پر جو ہم نے

نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

اتارا ہے سچا بتاتا ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ

کہ ہم تمہارے منہ بگاڑ کر گدی جیسا بنا دیں یا ہم ان کو پھٹکار دیں جس طرح

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا

ہم نے اصحاب سبت کو پھٹکار دیا! اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہا ہے بے شک اللہ

يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

اس جرم کو تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جاوے اور اس کے سوا

يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا

جس کو چاہے معاف کردے! ف۱ اور جس نے اللہ کا شریک گردانا تو اس نے بڑا طوفان باندھا

عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

جو بڑا گناہ ہے۔ ف۲ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو مقدس کہتے ہیں!

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

بلکہ اللہ مقدس بناتا ہے جسے چاہے! اور ان پر ظلم تو تاگے کے برابر بھی

ف۱ یعنی اگر منظور ہوگا تو بلا سزا کے بھی بخش دیں گے۔ کیونکہ سزا کے بعد تو ہر مومن کے گناہوں کا بخشا جانا یقینی ہے جس کا وعدہ ہو چکا ہے پس یہاں جو یقین کے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا یہ اس کی دلیل ہے کہ بدوں سزا کے بخشا مراد ہے کیونکہ اس کا وعدہ ہر ایک کے لئے نہیں یہ مشیت ایزدی پر ہے کہ جس کو چاہیں بدوں عذاب کے بھی سب گناہ بخش دیں۔ (تسہیل بیان)

ف۲ قرآن و حدیث و اجماع سے شریعت کا یہ ضروری مسئلہ ہے کہ شرک اور کفر دونوں کی کبھی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ اس آیت میں صرف شرک کا ذکر فرمایا ہے مگر دوسری آیتوں سے کفر کا بھی یہی حکم ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس کی بھی مغفرت نہ ہوگی اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شرک کے دو معنی ہیں ایک معنی کے اعتبار سے تو شرک اور کفر دو چیزیں ہیں اور دوسرے معنی عام ہیں جس میں کفر بھی داخل ہے اور اس جگہ شرک کے دوسرے معنی مراد ہیں جو کفر کو بھی شامل ہیں پس دونوں کا ایک حکم اسی آیت سے معلوم ہو جائے گا (تسہیل بیان)

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ

نہ ہوگا دیکھ کیسے باندھ رہے ہیں یہ لوگ اللہ پر جھوٹ ! اور اتنا ہی کافی ہے

اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۵۰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

صریح گناہ کے لئے کیاو۱ تو نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا

مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

وہ مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کافروں کو کہ یہی لوگ مسلمان کی بہ نسبت زیادہ راہ پانے والے ہیں ۔

سَبِيْلًا ۝۵۱ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ

یہی ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ! اور جس پر اللہ لعنت کرے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝۵۲ۭ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ

ممکن نہیں کہ تو اُس کا مددگار پائے۔و۲ کیا ان کا سلطنت میں کوئی

الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝۵۳ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ

حصہ ہے؟ پھر تو یہ نہ دیں گے لوگوں کو ایک تل برابرو۳۔ یا جلے مرتے ہیں

النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ

لوگوں سے اس نعمت پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے مرحمت فرمائی؟ تو ہم نے تو دی ہے

اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝۵۴

خاندان ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے تو ان کو بڑی بھاری سلطنت دی

و۱ سبب نزول:
فائدہ۔ یہودی جو گوسالہ کو پوجتے تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے۔ انہوں نے جب آیت سابقہ

ع ۷ / ۸ / ٤ خلاصہ رکوع ۷
شراب سے دوری کا حکم دیا گیا۔ تیمم کی اجازت اور قانون الٰہی کے تحفظ کیلئے دشمنوں کی سازشوں سے خبردار رہنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ قرآن کریم کی پیروی نہ کرنے سے فطرت ہی مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ آخر میں شرک کی قباحت اور حرمت کو بیان فرمایا گیا۔

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ) الخ، کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم مشرک نہیں بلکہ ہم تو خاص بندے اور پیغمبر زادے ہیں اور پیغمبری ہماری میراث ہے۔ خدا تعالیٰ کو ان کی یہ شیخی پسند نہ آئی۔ اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

و۲ غیر فطری فعل کے مرتکب:
ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا، "مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ (رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ)۔ "یعنی جو آدمی لوط کی قوم کے جیسا عمل کرے وہ لعنتی ہے۔" (یعنی مرد سے بدفعلی کرنیوالا) پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سارق (چور) پر لعنت بھیجتا ہے، جو انڈے اور رسی جیسی حقیر چیز کی چوری تک سے گریز نہیں کرتا، جسکی پاداش میں اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ﴿متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ﴾

و۳ شان نزول:
یہود اپنے خیال میں جانتے تھے کہ پیغمبری اور دین کی سرداری ہماری میراث ہے اور ہمیں کو لائق ہے، اس لئے عرب کے پیغمبر کی متابعت سے عار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آخر کو حکومت اور بادشاہت ہمیں کو پہنچ رہے گی۔ برائے چندے اوروں کو بھی مل جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اس پر آیت نازل ہوئی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ

پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اس کتاب کو مان لیا اور کوئی اس سے ٹھٹک رہا

وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور دہکتی ہوئی دوزخ بس ہے۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

نہیں مانا ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے! جب جل بھن جائیں گی ان کی کھالیں تو ہم ان کی جگہ

جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

دوسری کھالیں بدل دیں گے تا کہ عذاب چکھتے رہیں! ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے

حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

حکمت والا! ف۲ اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کئے عنقریب ان کو ہم داخل کریں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

گے باغوں میں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے!

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا

ان کے لئے وہاں عورتیں ہیں صاف وستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے

ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى

گھنی گھنی چھاؤں میں۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ حوالہ کر دیا کرو امانتیں امانت والوں کی

اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ

طرف اور جب تم حاکم بنو لوگوں میں تو حکم کیا کرو انصاف سے! ف۳ اللہ تم کو

ف۱ حضرت ربیع ابن انسؓ فرماتے ہیں پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کی کھالیں چالیس ہاتھ یا چھہتر (۷۶) ہاتھ کی ہوں گی، اور ان کے پیٹ اتنے بڑے ہونگے کہ اگر ان میں پہاڑ رکھا جائے تو سما جائے۔ جب ان کھالوں کو آگ کھالے گی تو اور آجائیں گی۔
﴿معارف القرآن﴾

ف۲ اس لئے باوجودیکہ جلی ہوئی کھال کو بھی تکلیف پہنچانے پر ان کو قدرت ہے مگر کسی حکمت کی وجہ سے اس کو بدل دیں گے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ سبب نزول:
منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علی نے اس سے چھین کر دروازہ کھول دیا۔ آپ ﷺ فارغ ہو کر جب باہر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ کنجی مجھ کو مل جائے۔ اس پر آیت نازل ہوئی اور کنجی عثمان بن طلحہ ہی کے حوالہ کی گئی۔ ﴿تفسیر عثمانی﴾

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

بڑی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے! بے شک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ

اور ان کا جو تم میں سے صاحب حکومت ہوں! پھر اگر جھگڑ (پڑو)

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

کسی امر میں تو اس میں رجوع کرو اللہ اور رسول کی جانب اگر تم ایمان رکھتے ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع

اللہ اور روز آخرت پر! یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے انجام کے اعتبار سے ف۱۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ

کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے

اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

اس کلام پر جو تجھ پر اترا اور جو اترا تجھ سے پہلے! چاہتے یہ ہیں کہ

يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا

مقدمہ لے جائیں شیطان کی جانب حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا کہ اس کی بات

بِهٖ ۗ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾

نہ مانیں! اور چاہتا ہے شیطان کہ ان کو راہ سے بھٹکا کر دور لے جا ڈالے

ف۱ خلاف شرع کاموں میں امیر کی اطاعت جائز نہیں

اگر تم لوگوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ کرو اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی تعلیم دی۔ اس سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ امیر اگر عدل پر قائم ہے۔ تو اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر وہ عدل وانصاف کو چھوڑ کر خلاف شرع احکام صادر کرے تو ان میں امیر کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" یعنی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۸

اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرنے سے شیطان وطاغوت کی پیروی آدمی کو ملعون بنا دیتی ہے اس لئے صحیح راہ یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ ورسول کی اطاعت پر قائم رہو۔ آخر میں امانت اور عدل وانصاف اور سیاسی نظام کی روح کو ذکر فرمایا گیا ہے اور باہمی اختلاف کا حل ذکر کیا گیا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی جانب جو اللہ نے اتارا ہے

الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾

اور رسول کی جانب تو تو دیکھتا ہے منافقوں کو کہ وہ تجھ سے کھسکتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

پھر کیا ہوگا جب آ پڑے گی ان پر کوئی مصیبت ان کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ پہلے ہی بھیج چکے ف۱

ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا

پھر تیرے پاس آویں قسمیں کھاتے ہوئے کہ بخدا ہماری غرض تو بھلائی

وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اور میل ملاپ ہی کی تھی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

تو تو ان سے منہ پھیر لے اور ان کو نصیحت کر دے اور ان سے کہہ ان کے دلوں میں

قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ

اثر کرنے والی بات۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا کہا

بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

مانا جاوے اللہ کے حکم سے! اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تیرے پاس

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

آ جاتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور معافی چاہتا ان کے لئے رسول ف۲

ف۱ اس حرکت سے مراد شریعت کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمہ لے جانا ہے اور مصیبت سے مراد قتل ہونا یا خیانت ونفاق کا کھل جانا اور باز پرس ہونا یعنی اس وقت سوچ پڑتی ہے کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس سے سرخروئی نصیب ہو۔ (تسہیل بیان)

ف۲ ایک عاشق رسول کا واقعہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا، اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا، اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اس لئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی قد غفر لک۔ یعنی مغفرت کر دی گئی۔

﴿بحر محیط﴾ ﴿معارف القرآن مفتی صاحب﴾

ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب میں جس میں مشہور قصے لکھے ہیں، لکھا ہے کہ عتبی کا بیان ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیکم یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے قرآن کریم کی یہ آیت سنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں تاکہ آپؐ کے سامنے اپنے گناہوں کا استغفار کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کروں۔

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں جا اس اعرابی کو خوشخبری سنا کہ اللہ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ

تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔ پس قسم ہے تیرے ہی رب کی کہ یہ کبھی مسلمان نہ ہیں گے

حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

جب تک (کہ تجھ کو حاکم نہ بناویں) ان جھگڑوں میں جو آپس میں اُٹھیں پھر نہ پاویں

فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی تیرے فیصلہ سے اور اس کو

تَسْلِيمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوٓا

قبول کر لیں۔ ف۱ اور اگر ہم ان کو حکم دے دیتے کہ اپنے آپ کو

أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ

ہلاک کر ڈالو یا نکل جاؤ اپنے گھر بار سے تو کبھی ایسا نہ کرتے مگر ان میں سے

إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ

تھوڑے (کر لیتے) اور اگر وہ یہی کریں جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿۶۶﴾ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم

تو ان کے حق میں بہتر ہو اور اس کی وجہ سے مضبوطی کے ساتھ

مِّن لَّدُنَّآ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۶۷﴾ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿۶۸﴾

دین میں جے رہیں۔ اور (اس صورت میں ہم ان کو دیویں) اپنے پاس سے بڑا ثواب! اور ان کو

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ

چلا دیں سیدھی راہ ف۲ اور جو کہنا مانتے ہیں اللہ اور رسول کا تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن

ف۱ ایمان کا معیار: یعنی منافق لوگ کس بے ہودہ خیال میں ہیں اور کیسے بے ہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ تم کو اے رسول ﷺ اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے ان کے جی میں کچھ تنگی اور ناخوشی نہ آنے پائے اور تمہارے ہر ایک حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کر لیں گے اس وقت تک ہرگز ان کو ایمان نصیب نہیں ہوسکتا اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ آیت سن کر کہا کہ اگر یہ حکم نازل ہوتا تو خدا کی قسم میں سب سے پہلے اپنے آپ اور اپنے اہل بیت کو اس پر قربان کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و دیگر صحابہؓ کی شان: بعض روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ حکم خودکشی یا ترک وطن کا اللہ کی طرف سے آجاتا تو ام عبد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ضرور اس پر عمل کرتے، اور رہا دوسرا معاملہ ترک وطن کا تو صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کر کے دکھلا دیا، کہ اپنے وطن مکہ اور اپنی تمام جائدادوں اور تجارتوں کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت اختیار کر لی۔ ﴿معارف القرآن﴾

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

پر اللہ نے احسان فرمایا یعنی نبی اور صدیق اور شہید

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

اور نیک بندے! اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں ف

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

یہ اللہ کا فضل ہے! اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ

ایمان والو! لے لو اپنے بچاؤ کا سامان پھر کوچ کرو دستے دستے بن کر

أَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَإِنْ

یا نکل کھڑے ہو سب ایک ساتھ۔ اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ ضرور دیر لگا دے گا پھر اگر

أَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ

تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو کہنے لگے کہ اللہ نے

إِذْ لَمْ أَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ

مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا اور اگر تم کو پہنچے

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَأَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ

اللہ کی طرف سے کوئی نعمت تو کہنے لگے گا گویا تم میں سے اور اس میں

وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوْزَ فَوْزًا

کچھ دوستی تھی ہی نہیں کہ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی

ف روحانی کائنات اور اسکے سائنسدان "روحانی مادے" کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں "قلب" ہے یہ وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جو پورے جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔ یہ میڈیکل سائنس کا موضوع ہے۔ بلکہ یہ وہ قلب ہے جس میں ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں خیالات اور الہامات کا نزول ہوتا ہے۔ جو علم کا گھر ہے جو ایمان اور معرفت الٰہی کا مسکن ہے۔ جو عشق و محبت کا میدان ہے۔ جہاں عقل و خرد، علم و حکمت، صدق و صفا، ایثار و ہمدردی، صبر و شکر، قناعت و اطاعت، علم و بردباری کی بستیاں ہیں اور شرک و بت پرستی، ریاکاری، نفس پرستی، بغض و حسد، ہوا و ہوس، طغیانی و سرکشی، خودغرضی و خودستائی کے قبیلے ڈیرہ جماتے ہیں۔ یہ خیر و شر کے درمیان جنگ کا محاذ ہے۔ مادی کائنات میں موجود قوانین فطرت کا کھوج لگانے والے سائنسدان روحانی کائنات کے اس عجیب و غریب مادے سے بے خبر ہیں۔ اس کائنات کے سائنسدان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ جو اس مادے یعنی "قلب" میں پوشیدہ قوانین اور قوتوں کا پتہ لگاتے ہیں اور پھر ان سے وہ توانائی حاصل کرتے ہیں جو ارضی مادے سے کہیں زیادہ طاقتور اور مفید ہے۔ اس روحانی مادے کا مرکز بھی انسانی جسم کے قلب ہی میں ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقام وہ خلا ہے جو جسمانی قلب کے اندر موجود ہوتا ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے۔ اس کے عجائبات بھی ارضی مادے کے مقابلے میں بہت زیادہ اور حیرت انگیز ہیں۔

خلاصہ رکوع ۹

بتایا گیا کہ اللہ و رسول کی اطاعت چھوڑو گے تو شیطان کی پیروی میں آ جاؤ گے اور یہ بھی بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیصلہ کی تعمیل کا معیار اور انعام کیا ہے۔

ع ۹ / ۱۱ / ۶

عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

حاصل کرتا تو چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ دیتے ہیں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے اور جو لڑے

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا

اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہو تو ہم اس کو بڑا ثواب

عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

دیں گے۔اور تم کو کیا ہو گیا کہ تم نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے ظلم کر رہے ہیں!

الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ

اور بنا ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی! اور اپنی طرف سے کسی کو

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

ہمارا مددگار بنا جو مسلمان ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

لڑتے ہیں! ف۱ اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں

ف۱ جہاد کا مقصد

ان آیات میں یہ بھی بتلایا گیا کہ جنگ و قتال تو سب کرتے ہیں مگر اس سے مومن اور کافر کے مقاصد الگ الگ ہیں۔ مومنین اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مومن کی جدوجہد اور جنگ وقتال کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا حکم بلند ہو۔ اللہ کا قانون جاری ہو جو خالص عدل و انصاف پر مبنی ہے تاکہ انصاف کی حکومت قائم ہو اور جب انصاف کی حکومت قائم ہوگی تو امن قائم رہے گا۔ لہٰذا مومن جب جنگ کرتا ہے تو اس کے سامنے یہی مقصد ہوتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کفار کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کفر کی ترویج ہو اور کفر کا غلبہ ہو اور دنیا میں کفر و شرک چمکے اور چونکہ کفر و شرک شیطان کی راہیں ہیں اس لئے کفار شیطان کے کام میں اس کی مدد کرتے ہیں مگر یہاں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ شیطانی تدابیر لچر اور کمزور ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ مومنین کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں ان کا مددگار اللہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں سے یعنی کافروں سے لڑنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیے اور اللہ کی مدد پر نظر اور بھروسہ ہونا چاہیے مگر یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ اس جگہ جو شیطان کی تدبیر کو ضعیف کہا گیا ہے تو اسی آیت سے دو شرائط بھی مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس کے مقابلہ میں شیطان تدبیر کر رہا ہے وہ مومن ہو یعنی الذین آمنوا پہلی شرط ہے دوسری شرط یقاتلون فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی اس کی جنگ وقتال محض اللہ ہی کے راستہ میں اللہ ہی کے لئے ہو کوئی دنیوی یا نفسانی غرض نہ ہو۔ تو ان دو شرائط کے ساتھ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ شیطان کی تدبیر کمزور ضعیف اور لچر ثابت ہوتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی فوت ہو جائے یا دونوں ہی نہ پائی جائیں تو پھر ضروری نہیں کہ تدبیر ضعیف کمزور اور لچر ثابت ہو

الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ

تو تم لڑو شیطان کے رفیقوں سے! بے شک

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴿٧٦﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ

شیطان کا فریب بودا ہے۔ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جنہیں حکم ہوا

لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور نماز پڑھتے رہواور زکوٰۃ دیتے رہو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

پھر جب فرض ہوا ان پر جہاد کرنا تو اسی وقت ان میں سے ایک جماعت تو لوگوں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

ایسے ڈرنے لگی جیسے کہ اللہ سے ڈرے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر!

وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا

اور کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں فرض کر دی ہم پر لڑائی!

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

ہم کو کیوں نہ جینے دیا تھوڑی سی عمر! (اے محمد) کہہ دے دنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے!

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾

اور آخرت ہی بہتر ہے پرہیز گار کو! ول اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ

تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط گنبدوں کے

خلاصہ رکوع ۱۰

جہاد اور اس کا مقصد بیان فرمایا گیا کہ قانون الٰہی کی اشاعت کیلئے نکلنا اور اپنی حفاظت کی تدابیر رکھنا ضروری ہے اور اس سے غفلت برا فعل ہے۔ بتایا گیا کہ کمزور اور مظلوموں کی حمایت ونصرت کیلئے جہاد وقتال کی ضرورنوبت آتی ہے۔

ع ۱۰ / ۷

ول

مکہ مکرمہ میں جب مسلمان کفار کے سخت ظلم وستم کا سامنا کر رہے تھے،اس وقت بہت سے حضرات کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ان کافروں سے انتقام لینے کے لئے جنگ کریں،لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آیا تھا،اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی مصلحت اس میں تھی کہ وہ صبر وضبط کی بھٹی سے گزر کر اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہوں اور پھر جہاد کریں تو وہ محض ذاتی انتقام کے جذبے سے نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر ہو۔لہذا اس وقت جب کچھ مسلمان جہاد کی تمنا کرتے تو ان سے یہی کہا جاتا تھا کہ ابھی اپنے ہاتھ روک کر رکھو،اور جہاد کے بجائے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کے احکام پر عمل کرتے رہو۔بعد میں یہ حضرات ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو جہاد فرض ہوا۔اس وقت چونکہ ان کی پرانی تمنا پوری ہوگئی تھی،اس لئے انہیں خوش ہونا چاہیے تھا،لیکن ان میں سے بعض حضرات کے دل میں یہ خیال آیا کہ تقریباً تیرہ سال کی صبر آزما تکلیفوں کے بعد اب ذرا سکون اور عافیت کی زندگی میسر آئی ہے،اس لئے جہاد کا حکم کچھ مزید موخر ہو جاتا تو اچھا تھا۔ان کی یہ خواہش اللہ تعالیٰ کے حکم پر کوئی اعتراض نہیں تھا،بلکہ بشریت کا ایک تقاضا تھا،لیکن اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابہ کا مقام اس بات سے بلند ہونا چاہیے کہ وہ کسی وقت دنیاوی راحت وآرام کو اتنی اہمیت دیں کہ اس کی خاطر آخرت کے فوائد کو کچھ عرصے کیلئے بھی موخر کرنے کی آرزو کرنے لگیں۔(توضیح القرآن)

مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ

اندر ہو اور اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ

اللہ کی طرف سے ہے! اور اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری

مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ

طرف سے ہے! کہہ دے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے! تو کیا ہوگیا اس قوم کو کہ

الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝۷۸ مَاۤ اَصَابَكَ

بات کی سمجھ کے پاس بھی نہیں پھٹکتے (اے انسان) جو کچھ کہ تجھ کو

مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ

بھلائی پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے! اور جو کچھ تجھ کو برائی پہنچے تو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے

فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ

اور (اے محمد) ہم نے تجھ کو بھیجا ہے لوگوں کا پیغامبر بنا کر! اور اللہ کی

شَهِیْدًا ۝۷۹ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

گواہی بس ہے ؔوا جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا!

وَ مَنْ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۝۸۰ ؕ

اور جو پھر بیٹھا تو ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

وَ یَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَیَّتَ طَآئِفَةٌ

اور کہتے ہیں کہ قبول کیا! پھر جب باہر جاتے ہیں تیرے پاس سے تو رات کو مشورہ کرتی ہے

ؔوا

ان آیتوں میں دو حقیقتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم ہی سے ہوتا ہے۔ کسی کو فائدہ پہنچے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے پہنچتا ہے اور نقصان پہنچے تو وہ بھی اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ کب اور کس بنا پر دیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو نقصان کی ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد کر رہے ہیں، اگر اس سے مراد یہ ہے کہ یہ نقصان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں، اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی غلطی اس کا سبب بنی ہے تو یہ بات بھی غلط ہے، ہر انسان کو خود اس کے اپنے کسی عمل کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، لہذا نہ تو کائنات میں واقع ہونے والے کسی تکوینی واقعے کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے، اور نہ آپ فرائض رسالت میں کسی کوتاہی کے مرتکب ہوسکتے ہیں جس کا خمیازہ آپ کی امت کو بھگتنا پڑے۔ (توضیح القرآن)

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ

ان کی ایک جماعت اس کے خلاف کہ جو کہتی تھی ! اور اللہ لکھتا جاتا ہے جو کچھ وہ راتوں کو

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾

مشورے کرتے ہیں! سو تو ان سے مُنہ پھیر لے اور اللہ پر بھروسہ رکھ! اور اللہ ہی کارساز کافی ہے!

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ

کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے ؟ اور اگر یہ ہوتا اللہ کے سوا دوسرے کی

اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ

جانب سے تو بیشک اس میں پاتے بہت اختلاف اور جب ان کے پاس آتی ہے

مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى

کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں ف۱ اور اگر اس کو

الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ

پہنچا دیتے رسول اور اپنے صاحبان حکومت تک تو اس کی مصلحت کو معلوم

يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

کرلیتے ان میں سے وہ لوگ جو مصلحت معلوم کر سکتے ہیں اور اگر اللہ کا تم پر کرم نہ ہوتا

وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ

اور اس کی مہربانی تو تم سب پیچھے لگ لئے ہوتے شیطان کے سوائے چند کے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

تو (اے محمدؐ) لڑ اللہ کی راہ میں! تجھ پر کسی کی ذمہ داری نہیں سوائے اپنی جان کے اور! اُبھار مسلمانوں کو!

ف۱ شانِ نزول:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ابن عباسؓ، ضحاکؒ اور ابو معاذؒ کے نزدیک یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت حسنؒ اور دوسرے اکثر حضرات کے نزدیک یہ آیت ضعیف اور کمزور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت سے متعلق واقعات نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس آیت کے شانِ نزول میں حضرت عمرؓ بن خطاب کی حدیث کو ذکر کرنا چاہئے، وہ یہ کہ حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، تو وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف آئے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو آپ نے سنا کہ مسجد کے اندر لوگوں میں بھی یہی ذکر ہو رہا ہے، یہ دیکھ کر آپؓ نے کہا کہ اس خبر کی تحقیق کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق کرنے کے بعد میں مسجد کی طرف واپس آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی، جو آپ لوگ کہہ رہے ہیں غلط ہے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، (وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ) ...... الخ۔ تفسیر ابن کثیرؒ)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ

کیا عجب ہے کہ اللہ روک دے لڑائی کافروں کی ! ف۱ اور اللہ کی لڑائی

اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝۸۴ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

زیادہ سخت اور اس کی سزا بہت شدید ہے ۔ جو شخص سفارش کرے

حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

نیک بات میں اس کو ملے گا اس میں حصہ ! اور جو کوئی سفارش کرے بری

سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بات میں اس میں بھی اُس کا حصہ ہوگا ! ف۲ اور اللہ ہر چیز کا

مُّقِيْتًا ۝۸۵ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ

حصہ بانٹنے والا ہے اور جب تم کو کوئی دعا دیوے کسی طرح پر تو تم اس کو اس سے بہتر دعا دو یا

رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝۸۶ اَللّٰهُ لَآ

اُلٹ کر وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے اللہ وہ ذات ہے

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تم کو ضرور اکٹھا کرے گا قیامت کے دن اس میں

فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝۸۷ فَمَا لَكُمْ

ذرا شک نہیں! اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہوسکتی ہے؟ تو تم کو کیا ہورہا ہے کہ منافقوں کے بارے

فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

میں دو گروہ ہورہے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو اوندھا کردیا ہے اس کی سزا میں جو انھوں نے کرتوت کئے

ف۱ شانِ نزول:
جب غزوہ احد شوال میں ہوچکا تو رسول کریم ﷺ نے ذیقعدہ میں کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کے لئے جانا چاہا (جس کو مؤرخین بدر صغریٰ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں) اس وقت بعض لوگوں نے تازہ زخمی ہونے کی وجہ سے اور بعض نے افواہی خبروں کی وجہ سے جانے میں کچھ تامل کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جس میں رسول کریم ﷺ کو یہ ہدایت کی گئی کہ اگر کچھ مسلمان لڑائی سے ڈرتے ہیں تو اے رسول ﷺ تم تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کرو، اللہ تمہارا مددگار ہے۔ اس ہدایت کو پاتے ہی آپ ﷺ ستر (۷۰) ہمراہیوں کیساتھ بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے، جس کا وعدہ ابو سفیان کے ساتھ غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔ حق تعالیٰ نے ابوسفیان اور کفار قریش کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا اور وہ اپنے وعدے سے جھوٹے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کردیا اور رسول کریم ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ ﴿قرطبی﴾

النصف

ف۲ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی شخص کچھ مانگنے یا کسی اور کام کیلئے حاضر ہوتا تو آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے، سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو (الفاظ) چاہے گا جاری فرمادیگا۔ مسلم و بخاری۔

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ / ۸

جہاد کی راہ میں موت کا خوف دل سے نکالنا پڑیگا۔ اور ہر حال میں امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ منافقانہ دورنگی اور اسکا علاج فرمایا گیا۔ قرآن کریم کی حقانیت کیساتھ بغیر تحقیق کے ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرنے سے منع فرمایا گیا۔ سفارش کا بدلہ اور سلام کرنیکا قانون ذکر فرمایا گیا۔

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کو راہ پر لے آؤ جس کو اللہ نے گمراہ کیا ! اور جسے اللہ گمراہ کرے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا

ممکن نہیں کہ تو اس کے لئے کوئی رستہ پاوے وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرنے لگو جیسے

كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ

وہ کافر ہوگئے پھر سب برابر ہوجاؤ ! تو تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ

حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

جب تک یہ ہجرت نہ کریں اللہ کی راہ میں ! پھر اگر یہ منہ موڑیں تو ان کو

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا

پکڑو اور قتل کردو جہاں کہیں پاؤ ! اور ان میں سے نہ کسی

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى

کو دوست بناؤ اور نہ مددگار۔ ف۱ مگر جو لوگ جا ملیں ایسی قوم سے

قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ

کہ تم میں اور ان میں عہد ہے یا وہ تمہارے پاس آویں اس سے

صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

تنگ دل ہوکر کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں (تو ان کو نہ مارو) ! اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ

تو ان کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور بالضرور لڑتے ! پس اگر وہ تم

ف۱ ہجرت کی قسمیں:

عکرمہ کا قول ہے کہ ہجرت تین طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) وہ ہجرت جو آغاز اسلام میں مسلمانوں نے کی تھی (۲) مجاہدوں کی ہجرت یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف ثواب کی امید کے زیر اثر جہاد کے لئے نکلنا۔ (۳) باقی مسلمانوں کا تمام ممنوعات الٰہیہ کو ترک کر دینا۔

سراقہ بن مالک مدلجی کہتے ہیں جب جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمان غالب آئے اور آس پاس کے لوگوں میں اسلام کی بخوبی اشاعت ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ارادہ ہے کہ خالدؓ بن ولید کو ایک لشکر دے کر میری قوم بنو مدلج کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمائیں۔ تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ کو احسان یاد دلاتا ہوں ، لوگوں نے مجھ سے کہا خاموش رہ۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اسے کہنے دو۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ میری قوم کی طرف لشکر بھیجنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ان سے صلح کرلیں۔ اس بات پر کہ اگر قریش اسلام لائیں تو وہ بھی مسلمان ہوجائیں گے اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان پر بھی آپؐ چڑھائی نہ کریں۔ حضور ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا ان کے ساتھ جاؤ اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی قوم سے صلح کرآؤ۔ پس اس بات پر صلح ہوگئی کہ وہ دشمنانِ دین کی کسی قسم کی مدد نہ کریں ، اور اگر قریش اسلام لائیں تو یہ بھی مسلمان ہوجائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرو جیسے وہ کفر کرتے ہیں پھر تم اور وہ برابر ہوجاؤ۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ

سے کنارہ کش رہیں پھر تم سے نہ لڑیں اور ڈال دیں تمہاری جانب صلح تو

اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

اللہ نے تمہارے لئے ان پر کوئی رستہ نہیں رکھا ۔ اب تم پاؤ گے کچھ اور لوگ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا

ایسے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں! جب کبھی بلائے

رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

جاتے ہیں فساد کرنے کو تو اوندھے منہ جا پڑتے ہیں اس ہنگامہ میں! پس اگر وہ تم سے کنارہ کش

وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ

نہ رہیں اور نہ تمہاری طرف صلح ڈالیں اور نہ اپنے ہاتھ روکیں

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

تو انکو پکڑو اور قتل کر دو جہاں پاؤ! اور یہی ہیں جن کے مقابلہ میں ہم نے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ

تمہارے لئے کھلی ہوئی دلیل پیدا کر دی ہے ۱ اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو

مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ

قتل کرے مگر غلطی سے ! اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو آزاد کرے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

ایک مسلمان بردہ اور خون بہا پہنچا دے مقتول کے وارثوں کو مگر یہ کہ

۱ سبب نزول:

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میدان احد میں تشریف لے گئے تب آپ ﷺ کے ساتھ منافق بھی تھے جو جنگ سے پہلے ہی واپس لوٹ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے تھے کہ انہیں قتل کر دینا چاہئے اور بعض کہتے تھے نہیں یہ بھی ایماندار ہیں، اس پر یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شہر طیبہ ہے یہ خود بخود میل کچیل کو اس طرح دور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو چھانٹ دیتی ہے۔ ﴿صحیحین﴾

خلاصہ رکوع ۱۲

ع ۹

کفار کی چار قسموں کا بیان ہے جن میں سے تین کے ساتھ قتال ممنوع ہے اور چوتھی کے ساتھ صلح ممنوع ہے۔

يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

وہ معاف کر دیں! پھر اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہو جو تمہارے دشمن ہیں اور وہ خود مسلمان ہو

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

تو صرف ایک مسلمان بردہ آزاد کر دے! اور اگر وہ ایسی قوم میں کا ہو کہ اس میں

وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

اور تم میں عہد ہو تو قاتل پر خون بہا پہنچا دینا ضرور ہے وارثانِ مقتول کو اور ایک مسلمان

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

بردہ بھی آزاد کرنا چاہیے! پھر جس کو اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے!

مُتَتَابِعَيْنِ ؗ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲

یہ اللہ سے توبہ قبول ہونے کا طریقہ ہے! اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا

اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو قصداً تو اس کی سزا دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا

فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا

اور اس پر اللہ کا غضب ٹوٹا اور اس پر اللہ کی پھٹکار اور اللہ نے اس کے لئے تیار کیا ہے

عَظِيْمًا ۝۹۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بڑا عذاب [۱] ایمان والو! جب تم سفر کیا کرو اللہ کی راہ میں تو اچھی طرح

فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ

تحقیق کرلیا کرو اور نہ کہو اس کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان

---

[۱] **مؤمن کے قتل کی مذمت:** مسلم و بخاری میں ہے سب سے پہلے خون کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ابو داؤد میں ہے ایماندار نیکیوں اور بھلائیوں میں بڑھتا رہتا ہے جب تک کہ خون ناحق نہ کرے۔ اگر ایسا کرلیا تو تباہ ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ ساری دنیا کا زوال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم درجے کا ہے، اور حدیث میں ہے اگر تمام روئے زمین کے اور آسمان کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے۔ اور حدیث میں ہے جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمہ سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ

نہیں ہے ! تم چاہتے ہو سامان دنیا کی زندگی کا ! تو اللہ کے ہاں

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

بہت سی غنیمتیں ہیں ! ف۱ تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل فرما دیا تو اب

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ! بیشک جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اس سے خبردار ہے !

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي

نہیں برابر ہوسکتے وہ جہاد سے بیٹھ رہنے والے مسلمان جو غیر معذور ہیں

الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

اور مسلمان جو جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

اور جان سے ! اللہ نے فضیلت دی ہے ان کو جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال اور

اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

جان سے اُن لوگوں پر جو بیٹھ رہتے ہیں مرتبہ میں ! اور ہر ایک سے اللہ نے

الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

نیک وعدہ کیا ہے ! اور اللہ نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ

بڑے ثواب میں ف۲ (بڑھا دیا) اپنی طرف سے بہت درجوں ف۳ میں اور بخشش

ف۱ سببِ نزول:
حضرت ﷺ نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنا مال و اسباب اور مویشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا، مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اس کو مار ڈالا اور اس کے مویشی اور اسباب سب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲
مسئلہ: لنگڑے لولے اندھے بیمار اور دیگر معذور شرعی لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔
مسئلہ: جب تک جہاد فرض کفایہ ہو اولاد کو بغیر ماں باپ کی اجازت کے جہاد میں جانا جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۳ کیونکہ جب اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوئے تو گناہ بھی زیادہ معاف ہوئے بلکہ کیا عجب ہے کہ دین کے سب معاف ہو جاویں کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات نیک کاموں سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ (تسہیل بیان)

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور مہر میں ! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ کہ جن کی فرشتے ایسی حالت میں

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ

جان نکالتے ہیں کہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں! فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیں گے

فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا

کہ ہم اس زمین میں بے بس تھے! فرشتے کہیں گے کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں

فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾

کسی طرف کو ہجرت کر جاتے؟ تو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے!

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

مگر جو واقع میں بے بس ہیں مرد اور عورتیں اور بچے ول

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ

جو نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ راستہ جانتے ہیں ! تو ایسے لوگوں کو

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾

اُمید ہے کہ اللہ معاف کرے ! اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا

اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں تو پائے گا زمین میں وافر جگہ

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ

اور کشائش! اور جو نکلے اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف

ع ۱۳ ۵ ۱۰

خلاصہ رکوع ۱۴

مسلمانوں میں باہمی قتل وغارت کے انسداد اور قتل کی صورت میں سزا کا بیان ہے۔ میدان جنگ میں مومن کی پہچان اور اعلان جنگ ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی چار قسموں میں سے تین کا بیان ہے کہ ان میں ایک قاعد دوسرے مجاہد اور تیسرے معذور ہیں جو جنگ کے قابل نہیں۔

ول بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بچوں کو شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ بچوں کی طرح عاجز ہوں تب معذور شمار ہوں گے ورنہ بچوں کے ذکر کی ضرورت بظاہر نہ تھی کیونکہ وہ تو گنہگار نہیں ہو سکتے۔

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

ہجرت کر کے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ثابت ہو چکا !

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝۱ اور جب تم سفر کرو ملک میں

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ

تو تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دو

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ

اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستاویں گے ! بے شک کافر تمہارے

كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ

کھلے دشمن ہیں! ۝۲ اور جب (اے محمد) تو ان میں موجود ہو اور ان کو

لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا

نماز پڑھانے لگے تو کھڑی ہو جاوے ان کی ایک جماعت تیرے ساتھ ! اور ان کو چاہیے

اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ

کہ اپنے ہتھیار لئے رہیں ! پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جاویں

طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا

اور آجاوے دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ! اب وہ تیرے ساتھ

حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ

نماز پڑھیں اور اپنا بچاؤ ہتھیار لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے

خلاصہ رکوع ۱۴

ع ۱۴ / ۱۱

ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اعلان جہاد کے بعد کافروں کے ملک میں تھے۔ ان کیلئے ہجرت کی فرضیت وفضیلت بیان فرمائی گئی۔

۝۱ سبب نزول:

حضرت خالد بن حزامؓ ہجرت کر کے حبشہ کی طرف چلے۔ لیکن راہ میں ہی انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا اور اسی میں ان کی روح قبض ہوگئی۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

۝۲ مسئلہ: جو سفر تین منزل سے کم ہو اس سفر میں نماز پوری پڑھی جاتی ہے آیت مجمل ہے حدیث سے اس کی تفسیر ہوگئی ہے مسئلہ: قصر کے معنی یہ ہیں کہ چار رکعت والی نماز فرض کو دو رکعت پڑھنا پس مغرب اور فجر اور تمام سنتوں اور وتر میں قصر نہیں ہوا کرتا اور سفر کی حالت میں قصر واجب ہے قرآن میں جو اس طرح فرمایا گیا ہے کہ تم کو گناہ نہ ہوگا جس سے شبہ ہوتا ہے کہ نہ کرنا بھی جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری نماز کی جگہ آدمی پڑھنے سے ظاہراً وسوسہ گناہ کا ہو سکتا تھا اس لئے گناہ کی نفی فرما دی سو یہ وجوب کے منافی نہیں جو کہ دوسری دلیل سے ثابت ہے۔ مسئلہ: دریا کا سفر بھی زمین ہی کا سفر ہے اس میں بھی سفر ہوتا ہے معتدل ہوا کی حالت میں تین دن میں کشتی جتنا سفر کریں گے اس کا اعتبار ہو گا۔ (تسہیل بیان)

عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

ہتھیاروں اپنے سازو سامان سے تو تم پر یکبارگی

مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ

ٹوٹ پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو

اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ

کچھ تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار!

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝١٠٢

ہاں لئے رہو اپنا بچاؤ ! بیشک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد کرتے رہو کھڑے

جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ

اور بیٹھے اور لیٹے پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جاوے تو قائم کرو نماز ! بیشک نماز

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝١٠٣ وَلَا تَهِنُوْا فِى

مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے ف۱ ۔ اور ہمت نہ ہارو

ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ

ان لوگوں کا پیچھا کرنے میں ! اگر تم کو تکلیف ہوتی ہے تو ان کو بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے

كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ

جیسی تمہیں ! اور تم کو (اپنے) اللہ سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں ! اور اللہ

ف۱ آیت کا شانِ نزول:

کلبی نے ابوصالح کے توسط سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی محارب اور بنی انمار سے جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا، وہاں دشمن کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ لوگوں نے ہتھیار کھول دیئے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے درمیان وادی حائل ہو گئی تھی۔ ایک درخت کے نیچے قضائے حاجت کیلئے بیٹھ گئے۔ غویرث بن حارث محاربی نے دور سے آپ کو دیکھ لیا اور کہنے لگا، اللہ مجھے قتل کردے، اگر میں اس کو قتل نہ کردوں۔ پھر تلوار سونت کر پہاڑ سے نیچے آیا اور بولا محمد (ﷺ) اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ! پھر دعاء کی، اے اللہ تعالیٰ تو جس طرح چاہے مجھے غویرث بن حارث سے بچا! غویرث نے مارنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف تلوار بڑھائی تھی کہ یکدم اسکے دونوں شانوں کے درمیان درد اٹھا۔ اور درد کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا پڑی۔ حضور ﷺ نے فوراً اٹھ کر تلوار لے لی اور فرمایا غویرث! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ بولا، کوئی نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، کیا تو شہادت دیتا ہے؟ کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تیری تلوار تجھے دے دوں گا۔ بولا، نہیں! ہاں، اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تم سے کبھی جنگ نہیں کروں گا اور تمہارے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار دے دی۔ غویرث بولا، خدا کی قسم تم مجھ سے بہتر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا، بے شک میں اسکا مستحق بھی تجھ سے زیادہ ہوں۔ غویرث چلا گیا۔ ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا ارے تجھے کیا ہو گیا، کس چیز نے تجھے روک دیا؟ بولا، میں نے مارنے کیلئے اس کی طرف تلوار بڑھائی ہی تھی کہ میں نہیں جان سکا، کس نے میرے دونوں شانوں کے درمیان درد پیدا کردیا اور منہ کے بل گر پڑا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد ۳﴾

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

جاننے والا ہے حکمت والا۔ ہم نے اتاری تجھ پر برحق کتاب

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ

تاکہ تو فیصلے کرے لوگوں میں جیسا تجھ کو اللہ نے سوجھا دیا ہے!

لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور نہ ہونا دغا بازوں کے طرف دار! ف۱ اور اللہ سے معافی چاہ! بے شک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

بخشنے والا مہربان ہے۔ اور مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنے ہی آپ کو

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾

دغا دے رہے ہیں بیشک اللہ اس سے بغض رکھتا ہے جو دغا باز گناہ گار ہے۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

وہ چھپتے ہیں لوگوں سے اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ اللہ ان کے ساتھ

وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ

موجود ہوتا ہے جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں میں

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

جن کو خدا پسند نہیں کرتا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے۔ سنو جی! یہ لوگ ہیں

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

جن کی طرف سے تم نے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کر لیا پھر کون جھگڑے گا اللہ سے

ع ۱۵/۱۲

خلاصہ رکوع ۱۵

قتال کی اہمیت اور دوران قتال نماز کی ادائیگی کا طریقہ بتایا گیا جسے نماز خوف کہا جاتا ہے۔

ف۱ بنو ابیرق ایک خاندان تھا اس میں سے بشیر نام ایک منافق نے حضرت رفاعہ صحابی کی بخاری میں نقب دے کر کچھ آٹا کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے تھے چرا لئے صبح کو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قوی قرائن سے بشیر منافق پر شبہ ہوا بنو ابیرق نے جو اس کے شریک حال تھے اپنی برأت کے لئے حضرت لبید کا نام لے دیا حضرت رفاعہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر اس واقعہ کی اطلاع کی آپ نے تحقیق کا وعدہ فرمایا بنو ابیرق کو جو یہ خبر ہوئی تو ایک شخص بشیر نام جو اسی خاندان کا تھا اس کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور مع بعض اہل خانہ کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت رفاعہ و قتادہ کی شکایت کی کہ بدوں گواہوں کے ایک مسلمان دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں ان کو مقصود یہ تھا کہ اس مقدمہ میں حضور ان کی طرفداری کریں آپ نے یہ تو نہیں کیا مگر اتنا ہوا کہ قتادہ جو پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آ کر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں غرض چوری ثابت ہوئی اور مالک برآمد ہوا اور مال کو دلایا گیا اس پر بشیر ناخوش ہو کر کھلا مرتد ہو گیا اور مکہ جا کر مشرکوں سے جا ملا اس پر آخیر کی آیتیں ومن یشاقق الرسول الخ نازل ہوئیں۔ (تسہیل بیان)

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

ان کے بدلے قیامت کے دن یا کون ان کا وکیل بنے گا؟ ف۱

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا

تو پائے گا اللہ کو بخشنے والا مہربان اور جو کوئی گناہ کماوے تو بس اپنے

يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ

حق میں کماتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی

يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ

مرتکب ہو کسی خطا یا گناہ کا پھر اس کو تھوپ دے کسی بے قصور پر سو اس نے سر دھر لیا

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ

بہتان اور صریح گناہ اور (اے محمد) اگر اللہ کا فضل اور اس کی مہر تجھ پر نہ ہوتی تو ان میں سے

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ

ایک گروہ تو ارادہ کر ہی چکا تھا کہ تجھے گمراہ کر دے اور وہ نہیں گمراہ کر رہے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ

مگر اپنے آپ ہی کو اور تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے! اور اللہ نے اُتاری

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ

تجھ پر کتاب اور علم کی باتیں اور تجھ کو سکھا دیا جو تجھے معلوم نہ تھا! اور اللہ کا تیرے اوپر بہت

ف۱ دو انصاریوں کا واقعہ: مسند احمد میں ہے کہ دو انصاری ایک ورثے کے بارے میں حضور ﷺ کے پاس اپنا قضیہ لائے، واقعہ کو زمانہ گزر چکا تھا، شاہد گواہ کوئی نہ تھا، تو اس وقت فرمایا کہ وہ اس میرے فیصلے کی بنا پر اپنے بھائی کا حق نہ لے لے۔ اگر ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اپنی گردن میں جہنم کی آگ لٹکا کر آئے گا۔ اب تو وہ دونوں بزرگ رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا میں اپنا حق بھی اپنے بھائی کو دے رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب تم ایسا کرلو کہ جاؤ اپنے طور پر جہاں تک تم سے ہو سکے ٹھیک ٹھیک حصے تقسیم کرو پھر قرعہ ڈال کر حصہ لے لو۔ اور ہر ایک دوسرے کو اپنا رہا سہا غلطی کا حق معاف کر دے۔ ابوداؤد میں بھی یہ حدیث ہے۔

ع ۱٦/۸

خلاصہ رکوع ۱٦

۱۳ انصاف کی ضرورت اور خیانت کرنیوالوں سے علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ گناہوں کا تدارک اور وبال گناہ بتایا گیا اور دوسروں پر گناہ کی تہمت کو گناہ عظیم قرار دیا گیا۔

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ

بڑا فضل ہے!ف۱ ان کی بہتیری سرگوشیوں میں بالکل بھلائی نہیں مگر ہاں جو کہے

نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ

خیرات یا نیک کام کرنے یا لوگوں میں ملاپ کرانے کو!

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

اور جو ایسا کرے گا اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ

تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے اور جو مخالفت کرے

الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ

رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور چلے مسلمانوں کے راستہ کے سوا

سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

دوسرے راستہ تو ہم اس کو چلائے جائیں گے اسی راستہ جس پر وہ چلا اور اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

اور وہ بری جگہ ہے ۔ اللہ یہ تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ

شریک گردانا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے!

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ

اور جو اللہ کا شریک گردانے ف۲ تو بیشک وہ دور بھٹک گیا یہ مشرک اللہ

ف۱ علم غیب کلی کی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا کھلا شرک ہے

مسئلہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے برابر تمام کائنات کا علم محیط نہ تھا۔ جیسے بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ جتنا علم حق تعالیٰ عطا فرماتے وہ مل جاتا تھا ہاں اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم عطا ہوا وہ ساری مخلوقات کے علم سے زائد ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وعصمت کو بیان فرمایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کا انجام ذکر کر کے مسلمانوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

ع ۱۷ / ۱۴

ف۲ تعظیم صانع کے حقوق میں سے وہ ایک بڑا حق ہے پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اس لئے ایسی ہی سزا کا مستحق ہے اور جو علت شرک کے نہ بخشے جانے کی ہے وہ کفر میں بھی مشترک ہے کیونکہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی کسی بتلائی ہوئی چیز کا انکار ہوتا ہے تو وہ اس کی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور بعض کافر خود ذات کے بھی منکر ہیں اور ذات وصفات میں سے جس کی بھی نفی ہو توحید کا انکار اس سے لازم آتا ہے پس کفر وشرک دونوں کی مغفرت نہ ہوگی۔ (تسہیل بیان)

مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا

کے سوا عورتوں ہی کو پکارتے ہیں ف۱ اور یہ مشرک بس سرکش شیطان ہی کو

مَّرِيْدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

پکارتے ہیں! جس پر اللہ نے لعنت کی! اور وہ بولا کہ میں ضرور لیا کروں گا

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ

تیرے بندوں سے حصہ مقررہ اور میں ان کو ضرور گمراہ کیا کروں گا اور ان کو ضرور اُمیدیں

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

دلاؤں گا اور ان کو سمجھاؤں گا سو وہ ضرور چیرا کریں گے جانوروں کے کان

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا

اور ان کو سمجھاؤں گا تو وہ ضرور بدلا کریں گے ف۲ اللہ کی بنائی صورت کو اور جو بنائے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ ؕ يَعِدُهُمْ

شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ آ گیا صریح نقصان میں وہ ان کو وعدے دیتا

وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾

اور امیدیں دلاتا ہے۔ اور جو کچھ ان سے شیطان وعدے کرتا ہے بس نرا دھوکہ ہے

اُولٰۤىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

یہی ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ اس سے کہیں بھاگنے کو جگہ نہ پائیں گے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

اور جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم اُن کو داخل کریں گے جنتوں میں

ف۱ شیطان کے کہنے سے غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو گویا اسی کی عبادت کرتے ہیں ان میں سب بتوں کی عبادت آ گئی خواہ عورتوں کی شکل میں ہوں یا مردوں کی مگر زنانی عورتوں کا ذکر صراحۃً فرمانا ان کی زیادہ حماقت ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ ایسی ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہیں آگے شیطان کی چند صفتیں مقصود کی تاکید کے لئے بیان فرماتے ہیں یعنی ایسے شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو اولاً تو سرکش ہے پھر سرکشی کی وجہ سے ملعون ہے تیسرے انسان کا دشمن ہے پھر اس کی دشمنی ظاہر کرنے کے لئے اس کے چند قول بیان فرمائے مگر یہ ضرور نہیں کہ جتنی باتیں یہاں مذکور ہیں وہ سب کفر و شرک ہی ہوں بلکہ بعض ان میں سے صرف فسق اور معصیت ہیں۔ (تسہیل بیان)

ربع

ف۲ شیطان کا خون کی طرح دوڑنا: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے اندر جہاں خون دوڑتا ہے، شیطان بھی وہاں دوڑتا ہے۔ رواہ البخاری و مسلم۔

حضرت ابن مسعود راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی کو ایک کچوکا شیطان کا اور ایک کچوکا فرشتہ کا ہوتا ہے۔ شیطان کا کچوکا تو شر کا آرزومند کرتا اور حق کو جھٹلاتا ہے۔ اور فرشتہ کا کچوکا خیر کا وعدہ دلاتا اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کسی کو یہ چیز مل جائے تو یقین کر لے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے، اور اللہ کا شکر کرے۔ ﴿تفسیر مظہری اردو جلد ۲﴾

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے! یہ اللہ کا سچا

اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیْسَ

وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے؟ (مسلمانوں فلاح)

بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا

نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر! جو کوئی برا کام کرے گا

یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا

وہ اس کی سزا پائے گا! ف۱ اور نہ پائے گا اللہ کے سوا کوئی اپنا حمایتی اور نہ

نَصِیْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ

مددگار اور جو شخص کچھ نیک کام کرے گا مرد ہو یا

اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

عورت بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو وہی لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا

یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ

حق تل برابر بھی نہ رہے گا اور اس سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے جھکا دیا

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ

اپنا منہ اللہ کے لئے اور وہ نیکی میں لگا ہوا ہے اور چل رہا ہے ابراہیم کے مذہب پر

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

جو ایک اللہ کا ہو رہا تھا اور اللہ نے بنایا ابراہیم کو دوست ف۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

ف۱ اگر وہ برائی عقیدہ کفر تک ہے تب تو سزائے دائمی اور حتمی ہوگی اور اس سے کم ہے تو سزائے غیر دائمی ہے وہ بھی اگر توبہ نہ کی ہو یا حق تعالیٰ معاف نہ فرمائیں ورنہ اگر توبہ کر لی یا حق تعالیٰ کا فضل ہو گیا تو کفر و شرک کے سوا سب کی سزا موقوف ہو سکتی ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا قرب ہے اور حدیث میں ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل بنایا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کو حبیب بھی بنایا ہے آگے حق تعالیٰ اپنی کامل اطاعت کے ضروری ہونے کو بیان فرماتے ہیں کہ ہماری سلطنت اور خبرداری دونوں کامل ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب اطاعت کے۔ (تسہیل بیان)

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝۱۲۶ ع

اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز اللہ کے قابو میں ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ

اور وہ تجھ سے حکم مانگتے ہیں عورتوں کے بارے میں! کہہ دے کہ اللہ تم کو اجازت دیتا ہے

وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ

ان کی اور وہ حکم جو تم پر قرآن میں بیان کیا گیا ہے ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے

لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ

جن کو تم دیتے وہ حق جو ان کے لئے ٹھہرا دیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے

تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ

نکاح کر لو اور وہ حکم ان بچوں کے بارے میں ہے جو بے بس ہیں

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

اور یہ (حکم ہے) کہ یتیموں کے حق میں انصاف قائم رکھو! ف۱ اور جو کچھ بھی تم

خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝۱۲۷ وَاِنِ امْرَاَةٌ

نیکی کرو گے اللہ اس کو خوب جانتا ہے ف۲ اور اگر کوئی عورت

خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ

اپنے خاوند سے اندیشہ کرے لڑنے کا یا بے رغبتی کا تو کچھ گناہ

عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ

نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بڑی اچھی بات ہے!

---

۱۸ ع ۱۱ ۱۵

خلاصہ رکوع ۱۸

منافقین کے مرض شرک کو بیان کیا گیا اور اس جرم کی سزا سنائی گئی کہ یہ کبھی معاف نہیں ہوتا اور یہ راستہ شیطان دکھاتا ہے اور شیطان کا منشور ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔

ف۱ سبب نزول:

اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا والی مثلاً چچا کا بیٹا ہو اگر جانے کہ میں اس کا حق پورا ادا نہ کر سکوں گا تو خود اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ کسی اور سے اس کا نکاح کر دے اور آپ اس کا حمایتی بنا رہے اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا موقوف کر دیا تھا مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس کا والی ہی اپنے نکاح میں لائے جیسی رعایت وہ کرے گا غیر نہ کرے گا تب مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رخصت مل گئی اور فرمایا کہ وہ جو پہلے ممانعت سنائی گئی تھی وہ خاص اس صورت میں تھی کہ ان کا حق پورا ادا نہ کرو اور یتیموں کے حق ادا کرنے کی تاکید کی گئی تھی اور جو یتیموں کے ساتھ سلوک اور بھلائی کرنے کے ارادہ سے ایسا نکاح کیا جائے تو اجازت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کا دخل بلا ضرورت مناسب نہیں

میاں بیوی کے معاملات میں بہتر یہ ہے کہ کوئی تیسرا دخیل نہ ہو یہ دونوں آپس میں خود ہی کوئی بات طے کر لیں کیونکہ تیسرے کے دخل دینے سے بعض اوقات تو مصالحت ہی ناممکن ہو جاتی ہے اور ہو بھی جائے تو طرفین کے عیوب تیسرے آدمی کے سامنے بلاوجہ آتے ہیں جس سے بچنا دونوں کیلئے مصلحت ہے۔ (معارف القرآن)

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا

اور بخل سب ہی طبیعتوں میں رکھا گیا ہے! اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گار بنو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا

تو جو کچھ بھی کرو گے اللہ اس سے باخبر ہے اور تم ہرگز بھی عورتوں میں

اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا

برابری نہ کر سکو گے اگرچہ بہتیرا چاہو تو بالکل پھر بھی نہ جاؤ

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا

کہ اس کو چھوڑ بیٹھو گویا وہ اُدھر میں لٹک رہی ہے اور ۲ اگر اصلاح کرتے رہو

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا

اور پرہیز گار بنو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ایک دوسرے سے جدا ہو جاویں

يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا

تو اللہ ہر ایک کو اپنی تو انگری سے بے پرواہ بنا دے گا اور اللہ بڑی گنجائش والا

حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

مدبر ہے ۲ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے!

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اور ہم نے کہہ رکھا ہے ان سے جن کو تم سے پہلے کتاب عطا ہوئی

وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى

اور تم سے بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو! ۳ اور اگر کفر کرو گے تو اللہ ہی کا ہے

---

۱ بیوی سے ناانصافی کی سزا: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کی طرف مڑ جائے (اور دوسری سے منہ پھیر لے)، قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو ٹیڑھا ہوگا۔ رواہ اصحاب السنن الاربعۃ والدارمی۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

۲ مسئلہ: سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اس آیت کا اقتضاء ہے کہ تمام بیبیوں کی باری (اور مصارف) کی تقسیم میں برابری رکھنا شوہر پر واجب ہے۔ برابری نہ رکھنے میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ قاضی پر بھی واجب ہے کہ جس عورت کی حق تلفی ہو رہی ہو اس کو ڈگری دے۔ لیکن تسویہ اور برابری جماع میں ضروری نہیں، کیونکہ جماع بغیر طبعی نشاط کے نہیں ہوتا اور طبعی جوش انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ ہاں شب باشی میں برابری واجب ہے۔

۳ اسی کا نام تقویٰ ہے جس میں تمام احکام کی موافقت داخل ہے اس لئے اس سورت کو تقویٰ سے شروع کر کے اس کی تفصیل میں مختلف احکام لائے کیونکہ تقویٰ تمام احکام کی بجا آوری کا نام ہے۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے! اور اللہ بے پرواہ خوبیوں بھرا ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ زمین میں ہے! اور

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ

اللہ کارساز بس ہے ف۱ (لوگو) اگر وہ چاہے تو تم کو دور کرے اور دوسروں کو

بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ

لے آوے! اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے جو کوئی

يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

دنیا ہی کا ثواب چاہتا ہو تو اللہ کے ہاں تو دنیا اور آخرت ف۲

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿١٣٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا

دونوں کا ثواب موجود ہے اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے ایمان والو انصاف پر

قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ

قائم رہنے والے بنو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ خود تمہارے اوپر

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا

یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہو! اگر کوئی مالدار ہو یا محتاج ہے

فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہے! تو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق بات سے منہ

ف۱ آیتوں کا خلاصہ:

ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو یہ حکم سنا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ تو اب اگر کوئی اس کے حکم کو نہ مانے تو وہ سب چیزوں کا مالک ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں۔ یعنی اپنا ہی کچھ بگاڑے گا اس کا کچھ نقصان نہیں۔ اور فرمانبرداری کرو گے تو سمجھ لو کہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے۔ تمہارے سب کام بنا سکتا ہے۔ تین دفعہ فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ اول سے کشائش اور وسعت مقصود ہے کہ اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ دوسری سے بے نیازی اور بے پروائی کا بیان مقصود ہے کہ اس کو کسی کی پرواہ نہیں اگر تم منکر ہو۔ تیسری دفعہ میں رحمت اور کارسازی کا اظہار ہے بشرطیکہ تقویٰ کرو۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱۹

عورتوں اور یتیموں کے حقوق کا تحفظ ذکر کیا گیا اور دونوں کے باہمی جھگڑوں کے خاتمہ کیلئے ضابطہ عمل کی وضاحت فرمائی گئی۔ ایک سے زائد بیویوں میں عدل و مساوات کی حدود ذکر فرمائی گئیں۔ آخر میں احکام خداوندی کو بجا لانے کی تاکید کی گئی اور امور آخرت و رضائے حق کو مدنظر رکھ کر کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔

۱۹ ع ۸ ۱۶

ف۲ جب ان کو اعلیٰ و ادنیٰ دونوں پر قدرت ہے تو ادنیٰ کا مانگنا بڑی غلطی ہے اعلیٰ چیز ہی کیوں نہ مانگی جائے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیے عبادت میں دنیا کے ثمرات کا قصد نہ کرنا چاہیے البتہ مستقل طور پر دنیا کی حاجات مانگنے کا مضائقہ نہیں عبادات میں ان کی نیت نہ کرے۔

وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پھیرو اور اگر زبان دباؤ گے یا پہلو تہی کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے

خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

با خبر ہے ف۱ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ

اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (یعنی محمد) پر اُتاری

اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

اور ان کتابوں پر جو پہلے اُتار چکا! اور جو انکار کرے گا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں

وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ بڑی دور بھٹک گیا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

جو لوگ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کفر کرنے لگے

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

پھر کفر میں بڑھتے گئے تو اللہ نہ ان کی مغفرت کرے گا ف۲ اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

ان کو سیدھی راہ دکھاوے گا خوشخبری سنا دے منافقوں کو کہ ان کے واسطے

عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

دردناک عذاب ہے! وہ منافق جو کافروں کو دوست بناتے ہیں

ف۱ پیغمبر بھیجنے اور کتابیں اُتارنے کا مقصد: بعثت انبیاءؑ اور تنزیل کتب سماویہ کا سارا نظام انصاف ہی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے، رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا اسی مقصد کے لئے لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے صرف وعظ و نصیحت ہی کافی نہ ہوگی، بلکہ کچھ شریر لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو لوہے کی زنجیروں اور دوسرے ہتھیاروں سے مرعوب کر کے انصاف پر قائم کیا جائے گا۔ (معارف القرآن مفتی صاحب)

ف۲ یہاں بار بار ارتداد کا ذکر بطور قید کے نہیں بلکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے ایسا ہی کیا تھا تو یہ قید صرف حکایت کے طور پر ہے ورنہ ایک بار مرتد ہو کر کفر پر مر جانے کا بھی یہی حکم ہے۔

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

مسلمانوں کو چھوڑ کر! کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

عزت تو ساری اللہ ہی کی ہے! اور اللہ تم پر حکم اتار چکا قرآن میں

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا

کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ

تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ

مت بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جاویں! نہیں تو تم بھی

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

اس صورت میں ان ہی جیسے ہوئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں اور کافروں کو

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ

سب کو دوزخ میں ایک جگہ! ۱ وہ منافق جو تم کو تکتے رہتے ہیں پھر اگر تم کو

لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ

اللہ کی طرف سے فتح مل گئی کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر

لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ

وہ فتح کافروں کو نصیب ہوئی تو کہنے لگتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ

اور تم کو مسلمانوں ۲ کے ہاتھ سے نہیں بچایا؟ تو اللہ فیصلہ کر دے گا

۱ حضرت عمرؓ کا فرمان:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یعنی جو شخص مخلوقات اور بندوں کے ذریعے عزت حاصل کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتے ہیں"

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ملک شام کے عامل (گورنر) سے فرمایا: "یعنی اے ابو عبیدہ تم تعداد میں سب سے کم اور سب سے زیادہ کمزور تھے، تم کو محض اسلام کی وجہ سے عزت و شوکت ملی ہے، تو خوب سمجھ لو اگر تم اسلام کے سوا کسی دوسرے ذریعے سے عزت حاصل کرنا چاہو گے تو خدا تعالیٰ تم کو ذلیل کر دے گا"

جب تک مسلمان صحیح معنی میں مسلمان رہے، دنیا نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا، اور پھر آخر زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت و قیادت میں مسلمان صحیح اسلام پر قائم ہو جائیں گے تو پھر غلبہ انہی کا ہوگا۔ درمیانی اور عبوری دور میں مسلمانوں کے ضعف ایمان اور ابتلاء معاصی کی وجہ سے ان کا کمزور نظر آنا اسکے منافی نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو اس جرم میں گرفتار کیا کہ وہ شراب پی رہے تھے، ان میں سے ایک شخص کے بارے میں ثابت ہوا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے، اس نے شراب نہیں پی، لیکن ان کی مجلس میں شریک تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو بھی سزا دی کہ وہ ان کی مجلس میں بیٹھا ہوا کیوں تھا، ﴿بحر محیط، صفحہ ۳۷۵ جلد ۳﴾

۲ حضور ﷺ کی نصیحت:

بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مجھے حاکم بنا کر یمن کو بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ ہدایت فرمایئے۔ فرمایا اپنے دین کو خالص رکھنا تیرے لئے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ

تم میں قیامت کے دن اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز راہ نہ دے گا

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا

منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا اور جب

قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ

یہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ

دکھاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کم! ف۱ دونوں کے بیچ ادھر میں لٹکے

ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

ہوئے ہیں! نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف! اور جسے اللہ بھٹکا دے

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

تو ہرگز تو اس کے لئے کہیں راہ نہ پاوے گا ف۲ اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

بناؤ کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر!

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

کیا تم لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام؟

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہوں گے! اور ممکن نہیں کہ تو

ع ۲۰/۷ **خلاصہ رکوع ۲۰**

۱۷ عدل وانصاف اور سچی گواہی پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایمانیات پر پختہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی اور منافقین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی اور دشمنان اسلام کی مجلس سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا۔ آخر میں غلبہ اسلام ومسلمین کی بشارت سنائی گئی۔

ف۱ یعنی محض نماز کی صورت بنا لیتے ہیں کہ نماز کا نام ہو جائے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھنا بیٹھنا ہی ہوتا ہو کیونکہ جہر کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے امامت تو ان کو کہاں نصیب ہوتی مقتدی بن کر اگر کوئی بالکل بھی نہ پڑھے لب ہی ہلاتا رہے تو کسی کو کیا خبر ہو تو ایسے بداعتقادوں سے کیا بعید ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو۔ مطلب یہ کہ ان منافقین کے راہ پر آنے کی امید مت رکھو۔ اس میں منافقین کی تشنیع کی ہے اور مومنین کی تسلی کہ ان کی شرارتوں سے رنج نہ کریں۔

ف۲ **منافق کی مثال:**
رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی مثال ایسی ہے جیسے دو ریوڑ کے درمیان کی بکری، کہ کبھی تو وہ میں میں کرتی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے، کبھی اس طرف۔ اس کے نزدیک ابھی طے نہیں ہوا کہ اس میں جائے یا اس کے پیچھے لگے۔ اور حدیث میں ہے، منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو ہرے بھرے ٹیلے پر بکریوں کو دیکھ کر آئی اور سونگھ کر چل دی۔ پھر دوسرے ٹیلے پر چڑھی اور سونگھ کر آ گئی۔ پھر فرمایا، جسے خدا ہی راہ حق سے پھیر دے اس کا ولی ومرشد کون ہوا۔
﴿تفسیر ابن کثیر﴾

تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

ان کے لئے کسی کو مددگار پائے مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت سنوار لی اور مضبوط پکڑ لیا

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اللہ کو اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ واسطے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے!

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ

اور عنقریب عطا فرمادے گا اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب۔

اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اللہ کیا کرے گا تم کو عذاب دے کر اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان رکھو اور اللہ تو قدرداں ہے جاننے والا۔ ۱

۱ یعنی تمہیں عذاب کرنے پر خدا کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا جو خواہ مخواہ تم کو سزا دیں بلکہ صرف تمہارا اکثر عمل جو سخت درجہ کفران نعمت ہے عذاب کا سبب ہو رہا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دو پھر رحمت ہی رحمت ہے۔

حق تعالیٰ کی بندے سے محبت کی دلیل

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قرض دیا کرو تو لکھ لیا کرو اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کر لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو ہمارے ساتھ غایت شفقت والفت ہے کہ ہمارے پیسے کا نقصان بھی گوارا نہیں کرتے تو جان کا نقصان کب گوارا ہوگا۔ پھر وہ جنت سے محروم کر کے دوزخ میں کب ڈالنا چاہیں گے۔ جب تک کہ تم خود نہ گھسو (معاصی کر کے) چنانچہ ارشاد ہے۔ (مایفعل اللہ بعذابکم الخ) "اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ"۔ (مآثر حکیم الامت)

تعارف سورۃ المائدۃ

یہ سورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بالکل آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔علامہ ابوحیانؒ فرماتے ہیں کہ اس کے کچھ حصے صلح حدیبیہ، کچھ فتح مکہ اور کچھ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئے تھے۔اس زمانے میں اسلام کی دعوت جزیرۂ عرب کے طول وعرض میں اچھی طرح پھیل چکی تھی، دشمنانِ اسلام بڑی حد تک شکست کھا چکے تھے، اور مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کی ہوئی اسلامی ریاست مستحکم ہو چکی تھی۔لہٰذا اس سورت میں مسلمانوں کے سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق بہت سی ہدایات دی گئی ہیں۔سورت کا آغاز اس بنیادی حکم سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے عہد و پیمان پورے کرنے چاہئیں۔اس بنیادی حکم میں اجمالی طور پر شریعت کے تمام احکام آ گئے ہیں چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہوں یا بندوں کے حقوق سے متعلق۔اس ضمن میں یہ اصول بڑی تاکید کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی ہر معاملہ انصاف کے ساتھ ہونا چاہئے۔یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ دشمنان اسلام کو اب اسلام کی پیش قدمی روکنے سے مایوسی ہو چکی ہے اور اللہ نے اپنا دین مکمل فرما دیا ہے۔اسی سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس قسم کی غذائیں حلال ہیں اور کس قسم کی حرام؟ اسی سلسلے میں شکار کے احکام بھی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کی عورتوں سے نکاح کے احکام کا بیان آیا ہے، چوری اور ڈاکے کی شرعی سزائیں مقرر فرمائی گئی ہیں، کسی انسان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے، شراب اور جوئے کو صریح الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے، وضو اور تیمم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے کس طرح اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو توڑا؟ اس کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔

''مائدہ'' عربی میں دسترخوان کو کہتے ہیں۔اس سورت کی آیت نمبر ۱۱۴ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے متبعین نے یہ دعا کرنے کی فرمائش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسمانی غذاؤں کے ساتھ ایک دسترخوان نازل فرمائے۔ اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام ''مائدہ'' یعنی دسترخوان رکھا گیا ہے۔(توضیح القرآن)

سورۃ المائدہ: قل یااھل الکتاب ھل تنقمون منا (مکمل آیت) یہ آیت دشمن کے چہرے کو سیاہ کرنے' اُسے رسوا کرنے اور اُس کے ذہن کو کند کرنے کے لئے مفید ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ

اللہ بری بات کے پکار پکار کر کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر ہاں جس پر

ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا

ظلم ہوا ہو اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۱ اگر تم کھلم کھلا

خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

کوئی بھلائی کرو یا چھپا کر کرو۔ یا درگزر کرو کسی کی برائی سے تو اللہ بھی تو بڑا درگزر

كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

کرنے والا طاقت والا ہے جو انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے

وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

رسول کا اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ

اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے! ف۲ اور وہ چاہتے ہیں

اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کہ نکال لیں کفر و ایمان کے بیچ بیچ میں ایک راہ! ایسے ہی لوگ یقیناً کافر ہیں

الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾

اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ

اور جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا

ف۱ نام لے کر عیب بیان کرنا: اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیات میں منافقین کے عیوب بیان کئے، مگر نام کسی کا نہیں لیا۔ اس لئے کہ اللہ کو یہ ناپسند ہے کہ کسی کا نام لے کر اس کا عیب بیان کیا جائے۔ ہاں اگر مظلوم اپنے ظالم کا نام لے کر اس کا عیب بیان کرے اور اس کی شکایت کرے تو یہ جائز ہے۔ ظالم کی شکایت داخلِ غیبت نہیں سمجھی جائیگی، کیونکہ بغیر ظالم کا نام لئے ہوئے مظلوم چارہ جوئی نہیں کرسکتا۔ مظلوم اگر ظالم کی برائی یا زیادتی کو افشاء کرے تو کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر معاف کردے تو اور بھی بہتر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عادت باوجود قدرت کے خطاء کاروں سے معاف کرنے اور درگزر کرنے کی ہے۔

﴿معارف القرآن، کاندھلوی﴾

ف۲ اس قول اور عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کفر لازم آ گیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ اور بقیہ رسولوں کی بھی تکذیب ہوئی جو ایمان کی ضد ہے۔ (تسہیل بیان)

مِّنۡهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوۡفَ يُؤۡتِيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

نہ سمجھا ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ ان کے ثواب دے گا! اور اللہ بخشنے والا

غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿١٥٢﴾ يَسۡـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ

مہربان ہے درخواست کرتے ہیں تجھ سے اہل کتاب کہ تو لا اتارے

عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰٓى اَكۡبَرَ

ان پر آسمان سے ایک کتاب تو یہ تو درخواست کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی

مِنۡ ذٰلِكَ فَقَالُوۡۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ

بڑھ کر پس کہنے لگے تھے کہ ہم کو دکھا دے اللہ کو سامنے تو ان کو آ پکڑا بجلی نے

بِظُلۡمِهِمۡ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ

ان کے گناہ پر! پھر بچھڑا بنا بیٹھے اس کے بعد کہ آ چکی تھیں

الۡبَيِّنٰتُ فَعَفَوۡنَا عَنۡ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسٰى سُلۡطٰنًا

ان کے پاس نشانیاں پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا موسیٰ کو

مُّبِيۡنًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ بِمِيۡثَاقِهِمۡ وَقُلۡنَا

صریح غلبہ اور ہم نے اٹھایا اوپر ان کے پہاڑ ان سے قول و قرار لینے کے لئے

لَهُمُ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُلۡنَا لَهُمۡ لَا تَعۡدُوۡا

اور ہم نے ان سے کہا کہ گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے ان سے کہا

فِى السَّبۡتِ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا

کہ زیادتی نہ کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے لیا ان سے پکا قول تو ان کے قول و قرار

خلاصہ رکوع ۲۱ ع ۲۱/۱۱

منافقین کی خود فریبی اور ان کی نماز میں حالت زار کو ذکر فرمایا گیا اور منافقین و کفار سے محبت و دوستی سے ممانعت فرمائی گئی اور منافقین کو سزا سنائی گئی۔ آخر پارہ میں منافقین کی توبہ و اصلاح کی دعوت دی گئی اور بتایا گیا کہ عذاب بندوں کے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے۔

برائی و ایذاء کی شکایت کی حدود اور عفو و درگزر کی ترغیب دی گئی۔ یہود کے عقیدہ تفریق بین الرسل کے بارہ میں وضاحت فرمائی گئی کہ ہر نبی پر ایمان لانا فرض ہے۔ آخر میں اہل ایمان کو اجرو ثواب اور مغفرت کی بشارت دی گئی۔

۱ سببِ نزول:

یہودیوں کے چند سردار آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ایک کتاب لکھی لکھائی یکبارگی آسمان سے لا دو، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لائے تھے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

توڑنے پر اور اللہ کی آیتوں کے منکر ہونے اور ان کے انبیاء کو

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ

ناحق قتل کرنے پر اور اللہ کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (ہم نے ان پر لعنت کی)

اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ۙ وَّبِكُفْرِهِمْ

بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ان کے کفر کے باعث تو ایمان نہیں لاتے مگر کم اور ان کے کفر

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا

کی وجہ سے اور مریم پر بڑا بہتان بکنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے

قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

کہ ہم نے قتل کر ڈالا مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو اللہ کا رسول تھا! حالانکہ نہ اس کو

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ

مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن ان کے لئے اس جیسی صورت کا آدمی بن گیا تھا اور

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ

جو لوگ اس بارہ میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ اس جگہ شک میں پڑے ہوئے ہیں! ان کو اس کی

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ

کچھ خبر تو ہے نہیں مگر اٹکل پر چل رہے ہیں! اور عیسیٰ کو یقیناً

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۱؎

۱؎ معراج کی رات انبیاء سے ملاقات:

بخاری و مسلم میں ہے کہ لیلۃ المعراج میں میں نے (حضرت) موسیٰ سے ملاقات کی۔ وہ درمیانہ قد، صاف بالوں والے ہیں، جیسے شنوہ قبیلے کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور (حضرت) عیسیٰ سے بھی ملاقات کی۔ وہ سرخ رنگ، میانہ قد ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو بھی میں نے دیکھا۔ بس وہ بالکل مجھ جیسے تھے۔ بخاری کی اور روایت میں ہے (حضرت) عیسیٰ سرخ رنگ، گھونگھریالے بالوں والے، چوڑے چکلے سینے والے تھے۔ (حضرت) موسیٰ گندمی رنگ کے جسیم اور سیدھے بالوں والے تھے۔ جیسے "زط" کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے دجال کی شکل و صورت بھی بیان فرما دی ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی، جیسے پھولا ہوا انگور۔ آپ فرماتے ہیں مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھلایا گیا کہ ایک بہت گندمی رنگ والے جن کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔ میں نے ان کے پیچھے ہی ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی آنکھ کانی تھی، ابن قطن سے بہت ملتا جلتا تھا۔ سخت الجھے ہوئے بال تھے۔ وہ بھی دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔ بخاری کی اور روایت میں حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ خدا کی قسم حضورؐ نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ کا نہیں بتلایا بلکہ آپ نے گندمی رنگ کا بتلایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
اور جتنے اہل کتاب ہیں سب کے سب اُس پر ایمان لاویں گے اس کے
مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ﴿۱۵۹﴾
مرنے سے پہلے ف۱ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ بنے گا
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
الغرض یہود کی شرارتوں کی وجہ سے ہم نے حرام کر دیں ان پر
طَيِّبٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بہتیری پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ کے راستے سے
كَثِيْرًا ۙ ﴿۱۶۰﴾ وَّأَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ
روکتے تھے! اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس کی ممانعت کر دی گئی تھی
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
اور نیز ان کے لوگ کا مال ناحق کھانے پر! ف۲ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان میں سے کفر پر جمے رہنے والوں کے
مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
واسطے دردناک عذاب لیکن ان میں جو لوگ علم میں پائے گاہ رکھتے ہیں ف۳
مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
اور مسلمان لوگ سب ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری اور اس پر جو
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ
تجھ سے پہلے اتریں اور آفرین ہے نماز پڑھنے والوں کو اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں

ف۱ جب کہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے گو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ان کا جھوٹ ظاہر ہونے کے لئے تو کافی ہے تو اس سے اگر ابھی ایمان لے آویں تو نافع ہو جائے۔

ف۲: جرائم اور گناہوں کی وجہ سے جو بعض پاکیزہ چیزیں یہود پر حرام ہوئیں ان کی تحریم سب کے لئے عام تھیں گو بعض نیک لوگ جرائم سے محفوظ بھی تھے۔ کیونکہ بہت سی حکمتوں کی وجہ سے عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے۔ واتقوا فتنة لا تصيبن الخ ایسے عذاب سے بچتے رہو جو تم میں سے فقط گناہگاروں ہی کو نہ پہنچے گا (بلکہ سب کو عام ہو جائے گا) اور حدیث میں ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جس کے بے ضرورت سوال کرنے سے زمانہ وحی میں کوئی شے سب کے لئے حرام ہو جائے اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی جسمانی یا روحانی ضرر کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس اعتبار سے وہ پاکیزہ اور طیب کہے جانے کے لائق نہیں ہیں پس طیبات نافعہ کا حرام ہونا عذاب اور سیاست ہے اور مضر چیزوں کا حرام ہونا رحمت وحفاظت ہے

ف۳ یعنی اس کے موافق عمل کرنے پر مضبوط ہیں اور اسی پختگی نے ان پر حق کو واضح اور حق بات قبول کر لینے کو آسان کر دیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن سلام واسید و ثعلبہ اور جو ان کی مثل ہیں مراد ہیں۔

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں! ایسے ہی لوگ ہیں

سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ

جن کو ہم بڑا اجر دیں گے ہم نے تیری جانب وحی بھیجی ہے جس طرح

اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

وحی بھیجی تھی نوح اور ان نبیوں کی جانب جو ان کے بعد ہوئے

اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور ہم نے بھیجی تھی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ

اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ

اور سلیمان کی جانب اور ہم نے داؤد کو زبور دی! اور ہم نے بھیجے کتنے پیغمبر جن کا حال

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ

ہم تجھ سے بیان کر چکے پہلے ہی اور کتنے رسول ہیں جن کا حال تجھ کو نہیں سنایا

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر ! یہ سب رسول خوشی سنانے والے

وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ

اور ڈرانے والے تھے تاکہ نہ باقی رہے لوگوں کا اللہ پر کوئی الزام

ع ۲۲/۱۰ خلاصہ رکوع ۲۱

۲ یہود و نصاریٰ کے جرائم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ بیان کیا گیا اور اہل کتاب کی خود سوزی ظلم اور حق سے عناد اور حرام خوری کا تذکرہ ہے۔

ف۱ انبیاء و رسل کی تفصیل:

☆ مشہور حدیث حضرت ابو ذرؓ کی ہے جو تفسیر ابن مردویہ میں یوں ہے کہ آپ نے پوچھا یا رسول اللہ! انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا، ایک لاکھ چوبیس ہزار! میں نے پوچھا، ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا، تین سو تیرہ! بہت بڑی جماعت۔ میں نے دریافت کیا، سب سے پہلے کون سے ہیں؟ فرمایا، آدمؑ! میں نے کہا، کیا وہ بھی رسول تھے؟ فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، پھر ان میں اپنی روح پھونکی، پھر درست اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر فرمایا، اے ابو ذرؓ! چار سریانی ہیں، آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ اور خنوخؑ، جن کا مشہور نام ادریسؑ ہے۔ انہی نے پہلے قلم سے خط لکھا۔ چار عربی ہیں، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارے نبیؐ۔ اے ابو ذرؓ! بنو اسرائیل کے پہلے نبی (حضرت) موسیٰؑ ہیں اور آخری (حضرت) عیسیٰؑ ہیں۔ تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی (حضرت) آدمؑ ہیں۔ اور سب سے آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث کو جو بہت طویل ہے، حافظ ابو حاتم ؒ نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم میں روایت کیا ہے، جس پر صحت کا نشان دیا ہے۔ (گلدستہ تفاسیر)

بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ

رسولوں کے بعد! اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ف۱ لیکن اللہ

يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

شاہد ہے کہ جو کچھ اس نے تجھ پر اتارا ہے اپنے علم سے اُتارا ہے! اور فرشتے

يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

بھی شاہد ہیں اور اللہ ہی شاہد کافی ہے۔ جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا

منکر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے دوسروں کو روکا وہ بھٹک کر دور

بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

جا پڑے بے شک جنہوں نے کفر اور ظلم کیا ہے اللہ ہر گز ہر گز

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ

ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو راہ راست ہی دکھاوے گا! مگر

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

دوزخ کا راستہ جن میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے! اور ایسا کرنا

يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ

اللہ پر آسان ہے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول آیا تمہارے رب کی

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

حق بات لے کر تو ایمان لے آؤ ف۲ کہ تمہارا بھلا ہو! اور اگر نہ مانو گے تو ف۳

ف۱ انبیائے کرام جن کے اسماء قرآن میں مذکور ہیں:
جن انبیاء کرام کے نام قرآن کے لفظوں میں آگئے ہیں یہ ہیں۔ آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، یونس علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، اور بقول اکثر مفسرین ذوالکفل (اور ایوبؑ اور الیاس علیہ السلام) اوران سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اور بہت سے ایسے رسول بھی ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی اس سچے دعوے اور سچی دلیل کا تو مقتضا یہ ہے کہ تم ان پر اور جو احکام یہ بتلائیں سب پر یقین رکھو جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اس پر قائم رہیں اور جو نہیں لائے وہ اب اختیار کر لیں کیونکہ نجات اسی سے ہوگی۔ ۱۲

ف۳ یعنی اگر انکار کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ ایسے بڑے عظیم الشان مالک وقادر کو تم کیا نقصان پہنچا سکتے ہو مگر اپنی خیر منالو۔ ۱۲

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا

حکمت والا ف۱ اے اہل کتاب حد سے نہ گزر جاؤ اپنے دین کی باتوں میں اور مت بولو

عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ کی نسبت مگر حق بات! بس عیسٰی مسیح مریم کا بیٹا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ

اللہ کا رسول ہے اور اس کا حکم ہے جو مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا اور اسکی جانب سے خاص روح ہے!

مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۫ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو کہ

اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ

خدا تین ہیں! باز آجاؤ کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے! بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے! وہ اس سے پاک ہے

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

کہ اس کی کچھ اولاد ہو! ف۲ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ

اور جو کچھ زمین میں ہے! اور اللہ ہی کام بنانے والا کافی ہے

الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ

مسیح کو تو اس بات سے ہرگز عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ فرشتوں کو

ف۱ صدائے عام: آپ کی اور آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تغلیط اور تضلیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ اے لوگو ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور تمہارے تمام احوال اور افعال سے خبردار ہے تمہارے اعمال کا پورا حساب و کتاب ہو کر اس کا بدلہ ملے گا۔ فائدہ اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہوا اس کا ماننا فرض اور اسکا انکار کفر ہے۔

ف۲ حضرت عیسٰیؑ کو "روح اللہ" کہنا: آپ کا روح اللہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے ناقۃ اللہ اور بیت اللہ کہا گیا ہے۔ یعنی صرف شرافت کے اظہار کے لئے اپنی طرف نسبت کی۔ حدیث میں بھی ہے کہ میں اپنے رب کے پاس اس کے گھر میں جاؤں گا۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

خلاصہ رکوع ۲۳

ع ۲۳ نزول وحی کے تسلسل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سابقہ انبیاء کی دعوت کا تسلسل ہے اور کوئی نئی اور انوکھی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اہل کتاب کو دین میں غلو کرنے سے روکا گیا اور نصرانیوں کو تثلیث چھوڑ کر توحید اپنانے کی دعوت دی گئی ہے۔

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَكْبِرْ

عار ہے جو مقرب ہیں! جو کیناوے اللہ کی تابعداری سے اور بڑائی کی لے

فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو اللہ ان سب کو اپنی طرف کھینچ بلائے گا پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وا

الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ

تو ان کو پورا دے دے گا ان کے ثواب اور ان کو زیادہ دے گا اپنے

فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ

فضل سے! اور جو عار رکھتے اور بڑائی کی لیتے ہیں تو ان کو دردناک

عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

عذاب کی سزا دے گا! اور وہ نہ پاویں گے اپنے لئے اللہ کے

وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۷۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ

سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ لوگو! تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ

پروردگار کی جانب سند و دلیل اور ہم نے تمہارے جانب اُتار دیا جگمگاتا ہوا نور ف۲ تو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ

جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑ لیا تو وہ ان کو عنقریب

رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا

اپنی خاص رحمت اور فضل میں لے لے گا اور ان کو دکھاوے گا اپنے تک پہنچنے کا سیدھا

ف۱ بظاہر شبہ ہوگا کہ ان لوگوں کو خدا کی عبادت سے تو عار و تکبر نہ تھا بلکہ خود قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور حضور کے رسول ہونے میں کلام تھا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کے مجموعی حالات سے یہ ثابت ہے کہ ان پر حق واضح ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد سے زیادہ پہچانتے تھے یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم مگر حضور کا اتباع ان کو ناگوار تھا اور آپ کا اتباع فرض ہے اور ہر فرض عبادت ہے پس آپ کے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت الٰہی سے عار ہے۔

ف۲ نور سے کیا مراد ہے؟
اور نور سے مراد قرآن مجید (روح) جیسا کہ سورۂ مائدہ کی اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین۔ یعنی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے۔ اور وہ ایک کتاب واضح یعنی قرآن ہے۔ (بیان القرآن) اس آیت میں جس کو نور کہا گیا ہے آگے اسی کو کتاب مبین کہا گیا، یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ عطف تو تغائر کو چاہتا ہے لہٰذا نور اور کتاب ایک چیز نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ تغائر عنوان کا کافی ہے، اگرچہ مصداق اور معنون ایک ہی ہے۔
(روح)

خاصیت: آیت ۱۷۴-۱۷۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مُّسْتَقِيْمًا ۝۱۷۵ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ

راستہ وہ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں! کہہ دے کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کلالہ کے بارے میں!

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا

اگر کوئی ایسا مرد مر گیا جس کے اولاد نہ ہو اور اس کے صرف ایک بہن ہو

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا

تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا! اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہے اگر اس کے

وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ

کوئی اولاد نہ ہو! پھر اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو دو تہائی سارے ترکہ کا!

وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ

اور اگر کئی بھائی بہن ہوں کچھ مرد اور کچھ عورتیں تو مرد کا

حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ

حصہ عورت کے دو حصہ کے برابر! اللہ تم سے کھول کر حکم بیان کرتا ہے تاکہ نہ بھٹکو اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۷۶ ع

ہر چیز جانتا ہے! ۱؎

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

۱؎ شانِ نزول:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں، میں اپنی بیماری میں بے ہوش پڑا تھا، جو خدا کے رسول ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے آپ ﷺ نے وضو کیا اور وہ پانی مجھ پر ڈالا جس سے مجھے افاقہ ہوا اور میں نے کہا حضور! وارثوں کے لحاظ سے میں کلالہ ہوں میری میراث کیسے بٹے گی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت فرائض نازل فرمائی۔ ﴿بخاری ومسلم﴾

خلاصہ رکوع ۲۴

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بندگی کا اقرار کرتے تھے تو اہل کتاب کیوں اس کا انکار کرتے ہیں۔ آخر سورہ میں قانون وراثت کا ایک مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔

سورۂ مائدہ کا نزول:

☆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کی نکیل تھامے ہوئی تھی کہ آپ ﷺ پر سورۂ مائدہ پوری نازل ہوئی قریب تھا کہ اس بوجھ سے اونٹنی کے بازو ٹوٹ جائیں (مسند احمد) اور روایت میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ سفر میں تھے وحی کے بوجھ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اونٹنی کی گردن ٹوٹ گئی (ابن مردویہ) اور روایت میں ہے کہ جب اونٹنی کی طاقت سے زیادہ بوجھ ہوگیا تو حضور ﷺ اس پر سے اتر گئے۔ (مسند احمد) کی روایت میں ہے کہ سب سے آخری سورۃ جو حضور ﷺ پر اتری وہ سورہ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ

ایمان والو پورے کرو قرار! ف١ حلال کر دیئے گئے تمہارے لئے چوپائے

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي

مواشی اس کے سوا جو تم کو آگے سنائے جاویں گے مگر شکار حلال نہ سمجھنا اس حال

الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا

میں کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو! بیشک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

ایمان والو بے توقیری نہ کرو اللہ کے دینی آداب کی ف٢ اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانور کی جو مکہ کو جاویں

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

اور نہ ان نیاز کے جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ

جو عزت والے گھر کو جا رہے ہوں کہ طلب گار ہوں اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کے اور جب تم احرام سے باہر

فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ

آ جاؤ تو شکار کر لو! اور تم کو آمادہ نہ کرے ایک قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ تم کو انہوں نے روک دیا تھا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا

عزت والی مسجد سے اس پر کہ تم زیادتی کرو اور ایک دوسرے کے

عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ

مدد گار بنو نیک اور پرہیز گاری کے کاموں میں! اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

ف١ سب سے آخری سورۃ: حضرت جبیرؓ بن نفیر فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گیا وہاں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم سورۂ مائدہ پڑھا کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا سنو سب سے آخر یہی سورۃ نازل ہوئی ہے، اس میں جس چیز کو حلال پاؤ حلال ہی سمجھو اور اس میں جس چیز کو حرام پاؤ حرام ہی جانو۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف٢ سبب نزول: اس آیت کے نزول کا سبب چند واقعات ہیں۔ ایک واقعہ حدیبیہ کا ہے جس کی تفصیل قرآن نے دوسری جگہ بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ ہجرت کے چھٹے سال میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ارادہ کیا کہ عمرہ کریں۔ آنحضرت ﷺ ایک ہزار سے زائد صحابہؓ کے ساتھ احرام عمرہ باندھ کر بقصد مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں پہنچ کر مکہ والوں کو اطلاع دی کہ ہم کسی جنگ یا جنگی مقصد کے لئے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ہمیں اس کی اجازت دو۔ مشرکین مکہ نے اجازت نہ دی۔ اور بڑی سخت اور کڑی شرطوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اس وقت سب اپنے احرام کھول دیں اور واپس جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کے لئے اس طرح آئیں کہ ہتھیار ساتھ نہ ہوں۔ صرف تین روز ٹھہریں۔ اور عمرہ کر کے چلے جائیں۔ اور بھی بہت سی ایسی شرائط تھیں جن کا تسلیم کر لینا بظاہر مسلمانوں کے وقار و عزت کے منافی تھا۔ رسول کریم ﷺ کے حکم پر سب مطمئن ہو کر واپس ہو گئے۔ پھر ٧ھ میں دوبارہ ماہ ذی قعدہ میں انہیں شرائط کی پابندی کے ساتھ یہ عمرہ قضا کیا گیا۔

خاصیت: سورہ انعام پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

گناہ اور زیادتی پر! اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ

تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

اور جس چیز پر کہ نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا اور جو جانور گلا گھٹنے سے اور جو چوٹ سے مر گیا

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا

اور جو گر کر مر گیا اور جو سینگ لگ کر مرا اور جس کو کھایا پھاڑنے والے درندے نے مگر ہاں

ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

جس کو (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا ہو اور نیز جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو

بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ کہ باہم تقسیم کرو پانسے ڈال کر! یہ سب گناہ کے کام ہیں آج نا امید ہو گئے کافر

مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ

تمہارے دین کی طرف سے سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو! ف۲ آج میں

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

کامل کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کر چکا تم پر اپنا احسان اور پسند کر چکا

لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

تمہارے لئے دین اسلام کو! ف۲ پھر جو بے قرار ہو جاوے بھوک میں کہ گناہ

ف۱ شانِ نزول:

یہ آیت ہجرت کے دسویں سال حجۃ الوداع کے یوم عرفہ میں رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ مکہ اور تقریباً سارا عرب فتح ہو چکا تھا۔ پورے جزیرۃ العرب پر اسلامی قانون جاری تھا اس پر فرمایا کہ اب سے پہلے جو کفار یہ منصوبے بنایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی جماعت ہمارے مقابلہ میں کم بھی ہے اور کمزور بھی ان کو ختم کر دیا جائے اب نہ اُن میں یہ حوصلے باقی رہے نہ ان کی وہ طاقت رہی اس لئے مسلمان اُن سے مطمئن ہو کر اپنے رب کی اطاعت و عبادت میں لگ جائیں۔

ف۲ قرآن کی آخری آیت کا نزول رحمتوں کے سایہ میں

الیوم اکملت اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سید الایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا جس کے فضائل معروف ہیں مقام میدان عرفات جبل رحمت کے قریب ہے جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے وقت عصر کے بعد کا ہے جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے اور خصوصاً یوم جمعہ میں قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

حج کیلئے مسلمانوں کا سب سے بڑا عظیم اجتماع ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ شریک ہیں رحمۃ للعالمین صحابہ کرامؓ کے ساتھ جبل رحمت کے نیچے اپنی ناقہ "عضباء" پر سوار ہیں اور حج کے سب سے بڑے رکن یعنی وقوف عرفات میں مشغول ہیں ان فضائل و برکات اور رحمتوں کے سایہ میں یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجھ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹنی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔ (معارف القرآن)

مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳﴾ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ

کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ

مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ ؕ قُلۡ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا

ان کے لئے کیا کیا حلال ہے کہہ دے کہ تمہارے لئے تمام ستھری چیزیں حلال کر دی گئی ہیں

عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُكَلِّبِيۡنَ تُعَلِّمُوۡنَهُنَّ مِمَّا

اور جو شکاری جانور تم نے سدھار کھے ہوں دوڑانے کو کہ ان کو سکھاد و جو اللہ نے تم کو سکھار کھا ہے ف۱

عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَاذۡكُرُوا

تو کھالو اس شکار میں سے جو وہ تمہارے واسطے پکڑ رکھیں ف۲ اور

اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ

اس پر اللہ کا نام لو! ف۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو! ف۴ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

الۡحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ

آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں! اور اہل کتاب کا کھانا

الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ

تمہارے لئے حلال ہے! ف۵ اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے!

لَّهُمۡ ۫ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ

اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور پاک دامن عورتیں

مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ

ان میں سے کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (تمہارے واسطے حلال ہیں) بشرطیکہ ان کو

ف۱ وہ طریقہ یہ ہے کہ کتے کو یہ تعلیم دی جاوے کہ شکار کو پکڑ کر کھاوے نہیں اور باز کو تعلیم دی جاوے کہ جب اس کو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جا رہا ہو فوراً چلا آوے۔ احادیث میں یہ طریقہ مذکور ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ یہ تیسری شرط ہے سو اگر کتا اس شکار کو کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آئے تو سمجھا جائے گا کہ جب وہ مالک کے کہنے میں نہیں تو اس نے شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ یہ چوتھی شرط ہے یعنی جب شکار پر جانور چھوڑنے لگو تو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہہ کر چھوڑو۔

ف۴ مسئلہ ایک پانچویں شرط امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی ہے کہ وہ جانور اس شکار کو زخمی بھی کر دے قرآن میں لفظ جوارح اس کی دلیل ہے جس کا مادہ جرح ہے بمعنی زخمی کرنا۔ مسئلہ ایک طریقہ شکار کا تیر یا بھالہ وغیرہ سے ہے اس کا شکار بھی شرائط کے ساتھ حلال ہے اور بندوق کا شکار بدوں ذبح کے حلال نہیں اور یہاں ذکر صرف وحشی جانوروں کا ہے جو حلال جانور وحشی نہیں ہیں وہ بدوں ذبح کے حلال نہیں ہوتے اسی طرح اگر وحشی شکار پکڑنے کے بعد ذبح کی مہلت ملی وہ بھی بدوں ذبح کے حلال نہیں ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۵ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے زمانہ میں اکثر نصاریٰ برائے نام عیسائی ہیں ایسوں کا حکم نصاریٰ کا سا نہیں اور یہی تقریر نکاح کے بارے میں بھی سمجھو اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ تک درست ہے اور ذبیحہ کے سوا اور کھانے دوسرے کفار کے بھی جائز ہیں تو کفار کے ساتھ مل کر کھانے پینے سے کیوں منع کیا جاتا ہے سو اس کی وجہ دوسرے مفاسد کا پیدا ہو جانا ہے۔

أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي

دے دو ان کے مہر قید نکاح میں لانے کو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کو اور نہ چوری چھپے

أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

آشنا بنانے کو! اور جو نہ مانے ایمان کی باتیں تو اس کا سب کیا کرایا

عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا

اکارت ہوا! اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

ایمان والو جب تم نماز کے واسطے کھڑے ہوؤ تو اپنے منہ

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ

اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سر کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)

إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ

اور اگر تم کو جنابت ہو تو اچھی طرح پاک صاف ہوؤ!۱ اور اگر تم

مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ

بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے

الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا

ضرور سے آوے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی میسر نہ ہو

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ

تو قصد کرو پاک مٹی کا پھر اس سے مسح کر لو اپنے منہ اور ہاتھوں کا!

ع ۱/۵ خلاصہ رکوع ۱

۵ ہر جائز عہد و وعدہ پورا کرنیکا حکم دیا گیا اور شعائر الٰہی کے احترام کا حکم دیا گیا اور جاہلیت میں جن غلط چیزوں کو صحیح سمجھا جاتا تھا ان کے حرام ہونے کی وضاحت ہے۔

---

۱ مسئلہ: عورت ہو یا مرد غسل میں ہر ایک کے لئے سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے ڈاڑھی کے اندر بھی پانی پہنچانا لازم ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے ایک قول میں وضوء پر قیاس کرتے ہوئے ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں میں فرق یہ ہے کہ غسل میں طہارت مبالغہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ وضوء میں اس کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جلد کو خوب صاف کرو۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جس نے غسل جنابت میں بال برابر جگہ چھوڑ دی جس پر پانی نہ پہنچے تو اللہ اس کے ساتھ ایسا ایسا دوزخ سے کریگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اسی وجہ سے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کر لی ہے۔ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ و اسنادہ صحیح)

مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

کہ تم کو پاک صاف رکھے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کر دے!

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

شاید تم احسان مانو اور یاد رکھو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا اور اس کا

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

وہ عہد و پیمان جو تم سے ٹھہر گیا ہے! جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧

اور قبول کر لیا! اور ڈرتے رہو اللہ سے! بیشک اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ واسطے انصاف کی گواہی دینے کو!

بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا

اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کی باعث نہ ہو کہ تم

تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

انصاف نہ کرو! ضرور انصاف کرو! انصاف ہی پرہیزگاری کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو!

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

بیشک جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ف۱ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان سے

ف۱ گواہی کی بعض اہم صورتیں:
کسی بیمار کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں یا نوکری کرنے کے قابل نہیں۔ یہ بھی ایک شہادت ہے۔ اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہو کر گناہ کبیرہ ہو گیا۔
اسی طرح امتحانات میں طلباء کے پرچوں پر نمبر لگانا بھی ایک شہادت ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بے پروائی سے نمبروں میں کمی بیشی کر دی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔ اور حرام اور سخت گناہ ہے۔
کامیاب ہونے والے فارغ التحصیل طلباء کو سند یا سرٹیفکیٹ دینا اس کی شہادت ہے کہ وہ متعلقہ کام کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر وہ شخص واقع میں ایسا نہیں ہے تو اس سرٹیفکیٹ یا سند پر دستخط کرنے والے سب کے سب شہادت کاذبہ کے مجرم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسمبلیوں اور کونسلوں وغیرہ کے انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔ جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت و امانت کے اعتبار سے بھی قومی نمائندہ بننے کے قابل ہے۔ اور تو اور لکھے پڑھے دیندار مسلمان بھی نااہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت و عذاب بن رہے ہیں۔
(معارف القرآن)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ

اے ایمان والو یاد رکھو اللہ کا وہ احسان جو تم پر ہوا جب بعض لوگوں نے

قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

ارادہ کیا کہ تم پر ہاتھ چلاویں تو اس نے روک دیا تم سے ان کے

عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

ہاتھوں کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے ف۲

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا

اور اللہ بنی اسرائیل سے عہد لے چکا ہے! اور ہم نے

مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ

ان ہی میں کے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم

اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ

نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے

وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ

اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو نیک قرض دیتے رہو گے ف۳ تو میں ضرور بالضرور

ف۱ اس آیت میں پوری مخالفت کرنے والوں کا حال ہے اور جو تھوڑا خلاف کرنے والے ہیں یعنی ایماندار ہیں مگر عمل اچھے نہیں ان کا حال دوسری نصوص میں ہے۔ ربط: اوپر تین چار آیتوں میں احکام شریعہ کا نعمت ہونا بیان کر کے بجا آوری کے لئے اس نعمت کی یاد دہانی فرمائی تھی جو کہ دینی نعمت تھی آگے ایک دنیوی نعمت کی یاد دہانی فرماتے ہیں اس سے بھی مقصود وہی بجا آوری احکام کی تاکید ہے کیونکہ نعمت کا خیال کرنا منعم کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے۔

ع ۲/۶ خلاصہ رکوع ۲
وضو غسل اور تیمم کا حکم و طریقہ سکھایا گیا اور پھر عہد اور عدل وتقویٰ پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا آخر میں ایک خاص انعام کی یاد دہانی کرائی گئی اور توکل کا حکم عطا فرمایا گیا۔

ف۲ شروع سورت سے یہاں تک اکثر آیتوں میں ڈرنے کا حکم فرمایا ہے ایک جگہ لفظ خشیت سے باقی جگہ لفظ تقویٰ سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کو احکام بجالانے میں زیادہ دخل ہے چنانچہ ظاہر ہے۔

ف۳ یعنی علاوہ زکوٰۃ کے اور مصارف خیر میں بھی اخلاص کے ساتھ صرف کرتے رہو گے خیرات میں صرف کرنے کو مجازاً قرض اس لئے فرما دیا کہ جس طرح قرض لازم الاداء ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ضرور دیں گے۔

عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ

تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تم کو جنتوں میں داخل کروں گا

تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ۚ فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰ لِكَ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی! پھر جو اس کے بعد تم میں سے کافر ہو گیا وہ

سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ

بیشک سیدھی راہ سے بھٹک گیا تو ان ہی لوگوں کے اپنے عہد توڑنے پر

لَعَنّٰهُمۡ وَجَعَلۡنَا قُلُوۡبَهُمۡ قٰسِيَةً‌ ۚ يُحَرِّفُوۡنَ

ہم نے ان پر لعنت کی ف۱ اور ان کے دل سخت کر دیئے وہ پھیرتے ہیں

الۡـكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ‌ ۙ وَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا

لفظوں کو اپنی جگہ سے ف۲ اور بھول گئے ایک بڑا حصہ اس نصیحت میں سے

بِهٖ‌ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنۡهُمۡ اِلَّا

جو ان کو کی گئی تھی اور تو ہمیشہ مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی نہ کسی خیانت پر سوائے

قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ‌ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاصۡفَحۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ان میں کے چند آدمیوں کے تو معاف کر اور درگزر کر! بیشک اللہ احسان

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذۡنَا

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے بھی ہم نے

مِيۡثَاقَهُمۡ فَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا بِهٖ فَاَغۡرَيۡنَا بَيۡنَهُمُ

عہد و پیمان لیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے ایک حصہ اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی! تو ہم نے

ف۱ بنی اسرائیل کو دو قسم کی سزا:

☆ بنی اسرائیل پر ان کی بدعملی اور سرکشی کی سزا میں دو طرح کے عذاب آئے۔ ایک ظاہری اور محسوس جیسے پتھراؤ یا زمین کا تختہ الٹ دینا وغیرہ جن کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں مختلف مقامات پر آیا ہے دوسری قسم عذاب کی معنوی اور روحانی ہے کہ سرکشی کی سزا میں ان کے دل و دماغ مسخ ہو گئے۔ ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ رہی۔ وہ اپنے گناہوں کے وبال میں مزید گناہوں میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔

(معارف القرآن مفتی اعظم)

ف۲

بار بار گناہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے:

رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ انسان جب اول کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، جس کی برائی کو وہ ہر وقت ایسا محسوس کرتا ہے جیسے کسی صاف سفید کپڑے پر ایک سیاہ داغ لگ جائے وہ ہر وقت نظر کو تکلیف دیتا ہے۔ پھر اگر اس نے متنبہ ہو کر توبہ کر لی اور آئندہ گناہ سے باز آ گیا تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے اور اگر اس نے پرواہ نہ کی بلکہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا گیا تو ہر گناہ پر ایک نقطہ سیاہ کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کا صفحہ قلب ان نقطوں سے بالکل سیاہ ہو جائے گا۔ اس وقت اس کے قلب کی یہ حالت ہو جائے گی جیسے کوئی برتن اوندھا رکھا ہو کہ اس میں کوئی چیز ڈالی جائے تو فوراً باہر آ جاتی ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ

لگا دی ان کے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک! اور آخر کار

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اللہ ان کو جتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے اے اہل کتاب

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ

تمہارے پاس آ چکا ہمارا رسول (یعنی محمد ﷺ) جو تم سے بیان کرتا ہے بہت کچھ باتیں

تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ

جو تم کتاب الٰہی میں سے چھپاتے رہے ہو اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے! ول بیشک

جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

تمہارے پاس آ چکی اللہ کی طرف سے روشنی اور روشن کتاب! جس کے ذریعے سے اللہ لے آتا ہے ان کو

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

جو اس کی رضامندی کے طلب گار ہوئے نجات کے راستوں پر اور ان کو نکالتا ہے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى

اندھیروں سے روشنی کی جانب اپنے حکم سے اور ان کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ

سیدھی راہ چلاتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ کافر ہو گئے

اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ

جنہوں نے کہا کہ مریم کا بیٹا مسیح وہی خدا ہے کہہ دے اچھا بھلا ایسا کون ہے جس کا

ول شانِ نزول:

ابن جریر نے عکرمہ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ یہودی رجم (سنگسار کر دینے) کا حکم دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا سب سے بڑا عالم کون ہے (اس کو پیش کرو) یہودیوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے ابن صوریا کو اس خدا کی قسم دی جس نے موسیٰ پر توریت اتاری تھی اور بنی اسرائیل کے سروں پر طور کو اٹھا کر (توریت پر عمل کرنے کا) مضبوط وعدہ لیا تھا اور دریافت فرمایا کہ تمہاری کتاب میں رجم کی سزا ہے اگر ہے تو تم لوگوں نے اس کو کس طرح ترک کر دیا۔ ابن صوریا نے کہا۔ جب ہمارے اندر زنا کی کثرت ہو گئی (اور سنگسار کرنا دشوار ہو گیا)۔ تو ہم نے خود درّے مارنے اور سر مونڈنے کی سزا جاری کر دی یہ سن کر حضور (ﷺ) نے رجم کا حکم دیدیا۔ اس پر اللہ نے آیت صراط مستقیم تک نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

یعنی آپ کی خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ جن امور کا تم اخفاء کرتے ہو اگر ان کے ظاہر کرنے میں کوئی شرعی مصلحت نہیں ہوتی صرف تمہاری تفضیح اور رسوائی ہی ہو تو باوجود اطلاع کے ان کو ظاہر نہیں فرماتے اور ظاہر ہے کہ ایسا علم نبوت کی دلیل ہے اور ایسی خوش اخلاقی جو لطافت قوۃ عملیہ کا شعبہ ہے اس دلیل کی موکد ہے غرض تمہاری دینی خیانتوں ہی کے متعلق جو آپ کا برتاؤ ہے وہی نبوت کی دلیل کافی ہے پھر ضرور تصدیق کرنا چاہئے۔ (تسہیل بیان)

اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ کے آگے کچھ بھی زور چلے اگر اللہ ہلاک کر دینا چاہے مریم کے بیٹے

وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

مسیح اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو! اور اللہ ہی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب میں پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے! ف۱

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہیں یہود

وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

و نصاریٰ کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں! کہہ دے کہ

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ

پھر تم کو سزا کیوں دیا کرتا ہے تمہارے گناہوں پر! ف۲ کوئی نہیں بلکہ تم بھی بشر ہو اس کی مخلوق میں!

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ بخش دے جس کو چاہے اور سزا دے جس کو چاہے! اور اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰٓاَهْلَ

اور زمین اور جو کچھ دونوں میں ہے سب میں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اہل

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ

کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول (یعنی محمد) آیا ہے جو تم سے احکام بیان کرتا ہے رسولوں کا توڑا

ف۱ یہ اس لئے بڑھا دیا کہ نصاریٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے ان کے خدا ہونے کا شبہ ہوا تھا بتلا دیا کہ خدا تعالیٰ جس چیز کو جس طرح چاہیں پیدا کر دیں ان کو سب قدرت ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے یا مردوں کے زندہ کرنے اور پرندہ مٹی سے بنا کر زندہ کر دینے سے ان کی خدائی کا شبہ نہ کرنا چاہئے یہ سب صورتیں خدا ہی کے پیدا کرنے کی ہیں وہی پیدا کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام صرف واسطہ تھے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ اللہ اپنے پیاروں کو عذاب نہیں دیتا:

☆ مسند احمد کی یہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ راہ سے گزر رہے تھے ایک چھوٹا سا بچہ راہ میں کھیل رہا تھا۔ اس کی ماں نے جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت اسی راہ آرہی ہے تو اسے ڈر لگا کہ بچہ روندن میں نہ آجائے میرا بچہ میرا بچہ کہتی ہوئی دوڑی آئی اور جھٹ سے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ اس پر صحابہؓ نے کہا حضور ﷺ یہ عورت تو اپنے پیارے بچے کو کبھی بھی آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے بندوں کو ہرگز جہنم میں نہیں لے جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ

پڑنے کے بعد کبھی تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا

وَّلَا نَذِيۡرٍ‌ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّنَذِيۡرٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ

اور نہ ڈرانے والا! پس بے شک آ چکا تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا! اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝١٩ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى

ہر چیز پر قادر ہے اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ

لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ

اے قوم یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا کہ اس نے تم ہی میں

فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ وَجَعَلَـكُمۡ مُّلُوۡكًا ‌ۖ وَّاٰتٰٮكُمۡ مَّا لَمۡ يُؤۡتِ

پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ کر دیا ف۱ اور تم کو وہ دیا جو دنیا جہان میں

اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٢٠ يٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ

کسی کو بھی نہیں دیا بھائیو داخل ہو پاک زمین میں

الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِىۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا

جو تمہارے ہی تقدیر میں اللہ نے لکھ دی ہے ف۲ اور نہ پھرو

عَلٰٓى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَـنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ۝٢١ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى

اپنی پیٹھ کی جانب ورنہ تم اُلٹے نقصان میں جا پڑو گے وہ بولے کہ اے موسیٰ

اِنَّ فِيۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِيۡنَ ‌ۖ وَاِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَا حَتّٰى

اس ملک میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں! اور ہم تو وہاں ہرگز نہ جاویں گے جب تک کہ

ف۱ بنی اسرائیل کی بادشاہت:
ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعیدؓ خدری کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں اگر کسی کے پاس خادم بیوی اور سواری ہوتی تھی تو اس کو بادشاہ کہا جاتا تھا۔ زید بن اسلم کی مرسل روایت، حضرت

ع ۳/۸ خلاصہ رکوع ۳
یہود و نصاریٰ کے واقعات کو ذکر کر کے ان کے عہد کی خلاف ورزی کو بیان کیا گیا کہ اس خلاف ورزی پر تو میں ملعون و مردود ہو جاتی ہیں۔

ابوسعیدؓ کی مرفوع روایت کی تائید میں آئی ہے۔ عبدالرحمن حبلی کا بیان ہے۔ میرے سامنے ایک شخص نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کچھ سوال کیا تھا اور عرض کیا تھا کیا ہم فقراء و مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ کیا تیری بیوی ہے جس کے پاس تو رہتا ہے اس نے کہا جی ہاں فرمایا کیا تیرا مکان ہے جس میں تو رہتا ہے اس نے کہا جی ہاں! حضرت عبداللہؓ نے فرمایا پھر تو تو غنی ہے۔ اس شخص نے کہا میرا تو ایک خادم بھی ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا پھر تو تو بادشاہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ ارض کہنے کی وجہ:
حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ملک شام پورا ارض مقدس ہے۔ اس زمین کو مقدس اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا وطن اور مستقر رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام لبنان کے پہاڑ پر چڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم یہاں سے آپ نظر ڈالو، جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی ہم نے اس کو ارض مقدس بنا دیا۔ (معارف القرآن)

يَخْرُجُوا مِنْهَا ۚ فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ﴿٢٢﴾

وہ وہاں سے نکل نہ جاویں ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جاویں تو ہم ضرور جا

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا

داخل ہوں گے بول اٹھے دو مرد ڈر ماننے والوں میں سے جن پر اللہ کی مہربانی تھی کہ تم ان پر

ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ

حملہ کر کے دروازے میں تو گھس پڑو پھر جب تم دروازے میں گھس پڑے تو بلا شبہ تم ہی

غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾

غالب رہو گے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم میں ایمان ہے

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا

وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم تو کبھی بھی اس میں نہ جاویں گے جب تک کہ وہ دشمن

فِيهَا ۖ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٢٤﴾

اس میں رہیں گے ہاں تم اور تمہارا اللہ جاؤ پس دونوں لڑو! ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ف۱

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي ۖ فَافْرُقْ

موسیٰ نے کہا کہ میرے پروردگار میرے بس کا کوئی نہیں مگر میری ذات اور میرا بھائی ف۲ (ہارون) سو فرق کچھ

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں! اللہ نے فرمایا کہ اچھا تو وہ ملک

عَلَيْهِمْ ۛ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۛ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ

ان پر حرام ہوا چالیس برس! ملک میں سر مارتے پھریں گے! تو

ف۱ صحابہ کرام کی وفاداری:

☆غزوہ بدر میں نہتے اور بھوکے مسلمانوں کے مقابلہ پر ایک ہزار مسلح نوجوانوں کا لشکر آ کھڑا ہوا۔ اور رسول کریم ﷺ یہ دیکھ کر اپنے رب سے دعائیں فرمانے لگے۔ تو حضرت مقداد بن اسود صحابیؓ آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہے ہم ہرگز وہ بات نہ کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی۔ کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں سے اور سامنے سے اور پیچھے سے مدافعت کریں گے۔ آپ بے فکر ہو کر مقابلہ کی تیاری فرمائیں۔ رسول کریم ﷺ یہ سن کر بے حد مسرور ہوئے۔ اور صحابہ کرامؓ میں بھی جوش جہاد کی ایک نئی لہر پیدا ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مقداد بن اسود کے اس کارنامہ پر مجھے بڑا رشک ہے کاش یہ سعادت مجھے بھی حاصل ہوتی۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

ف۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت دلگیر ہو کر یہ دعا فرمائی۔ چونکہ تمام قوم کی عدول حکمی اور بزدلانہ عصیان کو مشاہدہ فرما رہے تھے۔ اس لئے دعا میں بھی اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے سوا کہ وہ بھی نبی معصوم تھے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یوشع اور کالب بھی دونوں کے ساتھ تبعاً آ گئے۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

نافرمان لوگوں پر کچھ افسوس نہ کریو اور (اے محمد ﷺ) ان کو

نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

سنا دے آدم کے بیٹوں کے واقعی حالات ف۱ جب دونوں نے کچھ نیاز چڑھائی پس ان میں سے

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ

ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی! تو قابیل لگا کہنے کہ میں تجھ کو ضرور مار

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ

ڈالوں گا! ہابیل بولا کہ اللہ تو صرف پرہیز گاروں سے قبول فرماتا ہے اگر تو

اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

مجھ پر ہاتھ چلاوے گا میرے قتل کرنے کے ارادہ سے تو میں تو قتل کرنے کے لئے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ

تجھ پر اپنا ہاتھ چلانے والا ہوں نہیں! میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں

اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ

کہ تو ہی میرا اور اپنا دونوں کا گناہ سمیٹے اور دوزخیوں میں ہو

النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

جاوے! اور یہی ظالموں کی سزا ہے غرض قابیل کو اس کے نفس نے

قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

راضی کر دیا اپنے بھائی کے قتل کر دینے پر آخر کار اس کو مار ڈالا اور خود ہی گھاٹے میں آ گیا۔

ع ۷/۸

خلاصہ رکوع ۴

بنی اسرائیل کی سرکشیوں کی دلیل میں ایک قصہ بیان کیا گیا اور ان کے انکار جہاد پر سزا سنائی گئی۔

ف۱ ہابیل قابیل کا قصہ اور اس کے نتائج:

یعنی آدم کے دو صلبی بیٹوں قابیل و ہابیل کا قصہ انکو سناؤ۔ کیونکہ اس قصہ میں ایک بھائی کے دوسرے بھائی کی مقبولیت اور تقویٰ پر حسد کرنے اور اسی غیظ میں اسکو ناحق قتل کر ڈالنے کا ذکر ہے اور ناحق خون کرنے کے عواقب بیان کئے ہیں۔ پچھلے رکوع میں یہ بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل کو جب یہ حکم دیا گیا کہ ظالموں اور جابروں سے قتال کرو تو خوف زدہ ہو کر بھاگنے لگے۔ اب ہابیل وقابیل کا قصہ سنانا اسکی تمہید ہے کہ متقی اور مقبول بندوں کا قتل جو شدید ترین جرائم میں سے ہے اور جس سے ان لوگوں کو بے انتہا تہدید و تشدید کیساتھ منع کیا گیا تھا اسکے لئے یہ ملعون ہمیشہ کیسے مستعد اور تیار نظر آتے ہیں۔ پہلے بھی کتنے نبیوں کو قتل کیا اور آج بھی خدا کے سب سے بڑے پیغمبر کے خلاف از راہِ بغض وحسد کیسے کیسے منصوبے گانٹھتے رہتے ہیں۔ گویا ظالموں اور شریروں کے مقابلہ سے جان چرانا اور بے گناہ معصوم بندوں کے خلاف قتل و آسر کی سازشیں کرنا، یہ اس قوم کا شیوہ رہا ہے (تفسیر عثمانی)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ

پھر اللہ نے بھیجا ایک کوا کہ زمین کریدنے لگا تاکہ اس کو دکھلاوے کہ کس طرح چھپائے

يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ

اپنے بھائی کی نعش کو! بول اٹھا ہائے افسوس میں اس سے بھی گیا گزرا ہوا کہ

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ ۚ

ہوتا اس کوے ہی جیسا کہ چھپا دیتا

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝۳۱ۚۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ

اپنے بھائی کی نعش کو! پھر پچھتانے لگا ف۱ اسی وجہ سے

كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا

ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کوئی کسی کو مار ڈالے بغیر کسی

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جان کے عوض اور بغیر زمین میں فساد پھیلانے کے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو

جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

مار ڈالا! اور جس نے ایک مرتے کو بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا

وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

اور بیشک ان کے پاس لا چکے ہیں ہمارے رسول صاف صاف حکم پھر بھی بہتیرے

بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ

ان میں سے اس پر بھی ملک میں زیادتیاں کرتے پھرتے ہیں بس ان کی

ف۱ یہ ندامت بقول مفسرین قتل پر نہیں تھی تاکہ توبہ کا شبہ ہو بلکہ قتل پر جو مضرتیں پیش آئیں جیسے نعش کے دفن میں حیران رہنا اور کوے کی تعلیم کا محتاج ہونا بدن کا سیاہ ہو جانا جیسا کہ بعض نے لکھا ہے اور بدحواس ہو جانا وغیرہ اس پر نادم ہوا اور احقر کہتا ہے کہ اگر قتل ہی پر ندامت ہو تب بھی توبہ کا شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ندامت توبہ نہیں ہو سکتی بلکہ جس ندامت کے بعد معذرت و انکسار اور تدارک کی فکر بھی ہو وہ توبہ ہے یہ ندامت طبعی تھی جو عقل سے پیدا ہو جاتی ہے اس میں شرع اور تقویٰ کا کچھ دخل نہیں ربط: اوپر کے قصہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ قابیل باوجودیکہ نبی زادہ تھا مگر یہ انتساب اس کے کچھ کام نہ آیا اس اعتبار سے تو یہ قصہ ماقبل کے مضمون کی دلیل ہے کہ بزرگوں اور پیغمبروں کے انتساب پر قناعت کر لینا بیہودہ بات ہے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ ناحق خون کرنا بڑا جرم ہے جس سے قابیل کیسے کیسے نقصانات میں مبتلا ہوا اس کی مناسبت سے آئندہ ایک مضمون بیان فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ناحق قتل کرنا نہایت مضر چیز ہے اس لئے ہم نے اس کی ممانعت تمام شریعتوں میں بہت اہتمام سے کی ہے۔ (تسہیل بیان)

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا

سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور فساد کی غرض سے زمین میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں ول یہی ہے کہ

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

ان کو قتل کر دیا جاوے یا وہ سولی چڑھا دیے جاویں یا کاٹ دیے جائیں ان کے ہاتھ اور پیر مخالف

مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ

جانب سے یا ان کو دیس نکالا دیا جاوے! یہ تو دنیا میں ان کی

فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا

رسوائی ہوئی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا

جو لوگ توبہ کر لیں اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جان لڑا دو اس کے راستہ میں تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى

فلاح پاؤ جو لوگ کہ کافر ہیں ان کے پاس جو کچھ زمین میں ہے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ

اگر سب کا سب ہو اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو کہ دیدیں اپنے چھڑوائی

ول شانِ نزول:
خرائطی نے مکارم الاخلاق میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے (لیکن مدینہ کی آب و ہوا انکو موافق نہ آئی) ہاتھ پاؤں سوکھ گئے چہرے زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ (پڑاؤ پر جنگل میں) رہنے کا حکم دیا تاکہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیا کریں (وہ چلے گئے) اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست اور موٹے ہوگئے پھر رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے اور مرتد ہوگئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے آکر اطلاع دی اور (مشورہ دیا کہ کسی کو ان کا تعاقب میں روانہ کیجئے حضور ﷺ نے انکے پیچھے لوگوں کو روانہ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے یہ بھی کہا کہ آپ ان الفاظ سے دعاء بھی کیجئے۔ اے اللہ بلاشبہ آسمان تیرا آسمان ہے۔ زمین تیری زمین ہے۔ مشرق تیرا اور مغرب تیرا ہی ہے۔ اللہ ان پر زمین کو باوجود فراخ ہونے کے تنگ کر دے یہاں تک کہ تو ان کو میرے قابو میں دیدے آخر لوگ ان کو گرفتار کر کے لے آئے۔ اس پر یہ آیت اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ اللہ نے نازل فرمائی۔

ع ۵ ۸ ۹

خلاصہ رکوع ۵

ہابیل وقابیل کا قصہ اور اس سے اخذ شدہ عبرتیں ذکر کی گئیں کہ فرمانبرداری کا عہد توڑنے سے عقل سلب ہوجاتی ہے اور پھر ناحق قتل کی ممانعت کا بیان ہے اور اس کے ساتھ ڈکیتی اور رہزنی کی سزا کا ذکر ہے۔

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳٦﴾

میں قیامت کے دن کے عذاب سے تب بھی وہ ان سے قبول نہ کیا جاویگا اور انکو دردناک عذاب

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ

ہونا ہے ف۱ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل بھاگیں اور وہ تو وہاں سے نکل سکتے نہیں

مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ

اور ان کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے

فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

تو کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں ان کے کرتوت کی! یہ سزا اللہ کی ٹھہرائی

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ

ہوئی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۲ پھر جس نے اپنے قصور پیچھے توبہ کر لی اور (عادت)

وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

سنوار لی تو بیشک اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے! بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی!

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

وہ عذاب دے جس کو چاہے اور معاف کرے جسے چاہے! اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ

ہر چیز پر قادر ہے ف۳ اے پیغمبر ان کی وجہ سے تو

ف۱ زمین بھر کا خزانہ دیکر بھی نجات نہ ہو سکے گی:

حضرت انسؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے قیامت کے دن جس دوزخی کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے پاس زمین بھر کی تمام چیزیں ہو جائیں تو کیا اس عذاب سے چھوٹنے کے لئے تو وہ تمام چیزیں دے دیگا۔ دوزخی کہے گا۔ بے شک اللہ فرمائے گا جب تو آدم کی پشت میں تھا اس وقت میں نے تجھ سے اس سے بہت ہی زیادہ حقیر بات کی طلب کی تھی وہ یہ تھی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دینا مگر دنیا میں پہنچنے کے بعد تو نے سوائے شرک کے ہر چیز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ متفق علیہ (تفسیر مظہری)

ف۲ مسئلہ: کم از کم مقدار مال کی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے دس درہم ہیں مسئلہ: چور کا داہنا ہاتھ گٹے پر سے کاٹا جاتا ہے پھر اس کو داغ دے دیتے ہیں تاکہ سارے بدن کا خون نہ نکل جاوے۔ مسئلہ: یہ سزا حد ہے اس میں معافی نہیں ہو سکتی اور لفظ من اللہ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ مسئلہ: اگر دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں ٹخنے سے قطع کیا جاوے گا اگر پھر چوری کرے تو اب بقیہ ہاتھ پاؤں قطع نہ کریں گے بلکہ جب تک توبہ نہ کرے جس کا سچا ہونا قرائن سے معلوم ہو جائے قیدخانہ میں رکھیں گے۔ (تسہیل بیان)

ف۳ چنانچہ چوری اور ڈکیتی کی سزا دنیا میں بھی دی اور اگر اس پر اصرار رہا تو آخرت میں بھی ہوگی اور توبہ کرنے سے آخرت میں دونوں کی معافی ہو جائے گی اور ڈکیتی میں تو قبل قید ہونے کے توبہ کرنے سے دنیا میں بھی معافی ہو جاتی ہے۔

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

آزردہ خاطر نہ ہو جو لپکتے ہیں کفر کرنے پر[1] یعنی جو منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ

ہم مسلمان ہیں اور ان کے دل مسلمان نہیں! اور جو یہودی ہیں اور جاسوسی کرتے ہیں

هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ

جھوٹی باتوں کی! جاسوس دوسرے لوگوں کے جو تم تک نہیں آئے!

لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ

بے جگہ کر دیتے ہیں باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے! کہتے ہیں کہ

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ

(لوگو) اگر تم کو یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا!

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

اور جسے اللہ بے دین کرنا چاہے تو تیرا اس کے لئے اللہ پر کچھ

شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ

بس نہیں چل سکتا! یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے نہ چاہا کہ ان کے دل پاک کرے!

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

ان کو دنیا میں ذلت ہے اور ان کو آخرت میں بڑا

عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ

عذاب ہے جاسوس ہیں جھوٹی باتوں کے اور بڑا حرام کھانے والے ہیں!

ع ۳

[1] شانِ نزول:

امام احمد اور مسلم نے حضرت براء بن عازب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی جس کو سزا تازیانہ دے کر منہ کالا کر دیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گزرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری کتاب میں زانی کی شرعی سزا یہی ہے یہودیوں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ نے ایک یہودی عالم کو طلب فرمایا اور اس سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت نازل کی تھی کیا زانی کی شرعی سزا تم کو اپنی کتاب میں یہی ملتی ہے۔ یہودی عالم نے کہا نہیں خدا کی قسم (توریت میں یہ حد زنا نہیں ہے) اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ سے نہ بیان کرتا۔ ہماری کتاب میں زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے لیکن ہمارے بڑے آدمیوں میں جب زنا کی کثرت ہو گئی تو ہمارا یہ طریقہ ہو گیا کہ بڑا آدمی پکڑا جاتا تو ہم اس کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دیتے اور کمزور کو پکڑا جاتا تو اس پر حد شرعی جاری کرتے، آخر ہم نے آپس میں کہا کہ کوئی ایسی سزا تجویز کر لینی چاہیے جو اونچے اور نیچے دونوں طبقوں والوں کو ہم دے سکیں چنانچہ اتفاق آراء کے بعد ہم نے تجویز کی کہ منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا زنا کی سزا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ ان لوگوں نے تو تیرے حکم کو مردہ کر دیا میں ہی سب سے پہلے تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور اس کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس پر اللہ نے آیت یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک نازل فرمائی اس آیت میں یہودیوں کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ یعنی یہودیوں نے کہا تھا چلو محمد کے پاس چلیں اگر وہ کالا منہ کرنے اور کوڑے مارنے کا فتویٰ دے دیں تو اس پر عمل کرنا اور سنگسار کرنے کا فیصلہ کریں تو مت ماننا۔

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ

پس اگر وہ تیرے پاس آویں تو ان میں فیصلہ کر دے یا ان سے تغافل کر! ف

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْــًٔا ؕ وَاِنْ

اور اگر ان سے تغافل کرے گا تو یہ تیرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے! اور اگر

حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ

فیصلہ کرے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا! بیشک اللہ انصاف

الْمُقْسِطِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَیْفَ یُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ تجھ کو کس طرح منصف کریں گے حالانکہ ان کے پاس

التَّوْرٰىةُ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ

توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر اس کے بعد بھی یہی پھرے

ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا

جاتے ہیں! ان کو سرے سے ایمان ہی نہیں بے شک ہم نے ہی

التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ

توریت اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے اسی کے موافق حکم

الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ

دیتے تھے فرمانبردار انبیاء ان یہودیوں کو اور اللہ والے درویش عالم (بھی) کیونکہ وہ

بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ

محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر تھے!

ف بربادی کا ایک سبب:
آج کی دنیا میں مسلمانوں کی بہت بڑی بربادی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کے معاملات میں تو بڑے ہوشیار، چست وچالاک ہیں، بیمار ہوتے ہیں تو بہتر سے بہتر ڈاکٹر حکیم کو تلاش کرتے ہیں، کوئی مقدمہ پیش آتا ہے تو اچھے سے اچھا وکیل بیرسٹر ڈھونڈ لاتے ہیں، کوئی مکان بناتا ہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ آرکیٹکٹ اور انجینئر کا سراغ لگا لیتے ہیں، لیکن دین کے معاملہ میں ایسے سخی ہیں کہ جس کی داڑھی اور کرتہ دیکھا اور کچھ الفاظ بولتے ہوئے سن لیا، اس کو مقتداء، عالم، مفتی، رہبر بنا لیا، بغیر اس تحقیق کے کہ اس نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں بھی تعلیم پائی ہے یا نہیں؟ علماء ماہرین کی خدمت میں رہ کر علم دین کا کچھ ذوق پیدا کیا ہے یا نہیں، کچھ علمی خدمات کی ہیں یا نہیں، سچے بزرگوں اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر کچھ تقویٰ وطہارت پیدا کی ہے یا نہیں؟
اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ دین کی طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں ان کا بہت بڑا حصہ جاہل واعظوں اور دکاندار پیروں کے جال میں پھنس کر دین کے صحیح راستہ سے دور جا پڑتا ہے، ان کا علم دین صرف وہ کہانیاں رہ جاتی ہیں جن میں نفس کی خواہشات پر زد نہ پڑے، وہ خوش ہیں کہ ہم دین پر چل رہے ہیں۔

خلاصہ رکوع ٦

ع ٩ / ١٠

خوف خداوندی کی ترغیب اور قرب خداوندی کو ذکر کیا گیا۔ گویا کامیابی کا طرزِ عمل بتایا گیا پھر چوری کی سزا کو بیان فرمایا گیا یہود کی احکامِ الٰہی سے بغاوت کو بیان کیا گیا اور منافقین کی پرواہ نہ کرنے کا بیان ہے۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ

تو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو اور نہ لو میری آیتوں کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

بدلے ناچیز مول! اور جو نہ حکم دے اس کے موافق جو اللہ نے اُتارا

اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

تو وہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے یہود پر کتاب میں

فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ

لازم کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ

اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے

بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ

دانت اور زخموں کا بدلہ برابر! پھر جس نے بدلہ معاف کر دیا تو

فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوا! اور جو اللہ کے اتارے ہوئے کے موافق حکم نہ

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ

کرے تو وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱ اور ہم نے بعد کو ان ہی کے

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

قدم بہ قدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو سچا بتاتا تھا کتاب (توریت) کو جو اس کے پہلے سے تھی!

ف۱ مسئلہ: چونکہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہے کہ پہلی شریعتوں کے احکام جب قرآن و حدیث میں بلا انکار کے مذکور ہوں تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہیں اس لئے یہ مضمون ہماری شریعت کا بھی حکم ہے باقی اس میں بعض صورتوں میں تفصیل ہے جو کتب فقہ سے معلوم ہوسکتی ہے چند ضروری باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ قصاص اس قتل میں ہے جب کہ ناحق ہو اور عمداً ہو ورنہ حق سے قتل کرنا درست ہے اور خطا میں دیت ہے جس کے مسائل سورۂ نسا میں گزر چکے اور جان بدلے جان کے اس میں آزاد اور غلام مسلمان اور کافر ذمی اور مرد و عورت بچہ بڑا شریف رذیل رعیت بادشاہ سب داخل ہیں۔ البتہ خود اپنے غلام اور اپنی اولاد کے قصاص میں آقا اور باپ کا نہ مارا جانا اجماع و حدیث سے ثابت ہے اس صورت میں دیت آتی ہے۔ قطع اعضاء اور زخموں میں مرد و عورت اور آزاد و غلام میں ناقص سے کامل کا قصاص لیا جاوے گا اور کامل سے ناقص کا قصاص نہیں لیا جاوے گا بلکہ دیت اور معاوضہ دلایا جاوے گا البتہ مسلمان اور کافر ذمی اس صورت میں بھی برابر ہیں قصاص ہر ایک سے لیا جاوے گا خاص زخموں سے مراد وہ ہیں جن میں برابری کے ساتھ بدلہ لینا ممکن ہو ورنہ معاوضہ دلایا جاوے گا اسی طرح اگر آدھا ناک کان کاٹا جاوے اس میں بھی قصاص نہیں ہے معاوضہ ہے اگر ولی مقتول کئی شخص ہوں اور ایک معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائے گا بقیہ اولیاء اگر چاہیں دیت لے سکتے ہیں۔

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ

اور ہم نے اس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے

وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى

اور تصدیق کرنے والی توریت کی جو اس سے پہلے سے موجود تھی اور خود ہدایت

وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ؕ﴿۴۶﴾ وَ لْیَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ

اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت۔ اور (ہم نے حکم دیا تھا) کہ اہل انجیل کو چاہیے

بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کہ حکم کریں اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں اُتارا! اور جو حکم نہ دے اللہ کے اُتارے ہوئے کے موافق

فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ

تو وہی لوگ نافرمان ہیں ف۱ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تجھ پر

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

بھی برحق کتاب اتاری جو سچا بتاتی ہے سب اگلی کتابوں کو

وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا

اور ان کی محافظ ہے تو تو حکم کر ان لوگوں میں اس کے مطابق جو اللہ نے اُتارا

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

اور ان کی خواہشوں پر نہ چل وہ حق راہ چھوڑ کر جو تیرے پاس آچکی! تم میں سے

مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور خاص طریقہ ٹھہرایا! ف۲ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو

ف۱ سابقہ کتب کے تمام احکام قابلِ ترک نہیں ہیں:

اگر قرآن یا حدیث سے ثابت ہو جائے کہ اللہ نے سابق کتابوں میں یہ حکم دیا تھا اور قرآن وحدیث سے اس حکم کا منسوخ ہونا ثابت نہ ہو تو لامحالہ ہم بھی اس کے مکلف ہوں گے۔ کیونکہ وہ بھی ہماری شریعت کے احکام میں ہی داخل ہے (کیونکہ گذشتہ اقوام وملل کے لئے اس حکم کا خاص ہونا ثابت نہیں اس لئے اس کو عام ہی قرار دیا جائے گا اور قیامت تک سب اس پر مامور ہوں گے) اب یہ کہنا کہ کتب سابقہ کے تمام احکام قابل ترک ہیں عقل سے بھی بغاوت ہے اور نقل کے بھی خلاف ہے۔ رہا شریعتوں کا باہم اختلاف تو وہ اصول میں نہیں ہے اکثر فروعی مسائل میں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شریعت اور منہاج کا معنی:

شرعۃ کے معنی شریعت کے ہیں اور منہاج کے معنی طریقت کے ہیں شریعت اصل میں پانی کے گھاٹ کو کہتے ہیں اور پانی پر زندگی کا دارومدار ہے اور اصطلاح میں شریعت احکام خداوندی کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو بمنزلہ آب حیات کے ہیں کہ ان کے پینے سے یعنی ان پر عمل کرنے سے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور منہاج سے طریقہ عمل اور طریقہ اصلاح مراد ہے یعنی تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کا طریقہ مراد ہے اور طریقت شریعت کے علاوہ کوئی چیز نہیں بلکہ اسکے ماتحت ہے کتاب وسنت میں احکام شریعہ بھی ہیں اور تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے طریقے بھی ہیں اور سب خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں کوئی کسی راہ سے اور کوئی کسی راہ سے جا رہا ہے۔

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا

ایک دین پر کر دیتا لیکن تم کو اللہ آزمانا چاہتا ہے اپنے دیئے ہوئے حکم میں تو لپکو نیک

الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کاموں میں! ف۱ اللہ کی جانب تم سب کو لوٹ کر جانا ہے تو وہ تم کو جتادے گا جن باتوں میں

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿٤٨﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

تم اختلاف کرتے تھے اور (اے محمد ﷺ) تو حکم کرتا رہ ان میں اسی کے مطابق جو اللہ نے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ

اُتارا اور ان کی خواہشوں پر مت چل اور ان سے بچتا رہ کہ تجھ کو اس کتاب کے کسی حکم سے

عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

بھٹکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتاری ہے! پھر اگر یہ کہا نہ مانیں تو جان لے کہ

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ

اللہ ہی کو منظور ہے کہ ان پر کوئی مصیبت ڈال دے ان کے بعض گناہوں کی سزا میں! ف۲

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ

اور بیشک بہت سے لوگ البتہ نافرمان ہیں! اب کیا زمانۂ جاہلیت کا

يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے

يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ

یقین ف۲ رکھنے والے لوگوں کے واسطے ف۳ ایمان والو یہود

ف۱ یعنی فرصت کو غنیمت سمجھو اور اعمال صالحہ کی طرف سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو تاکہ سبقت کی فضیلت تم کو حاصل ہو (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے) جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا اس کو اس طریقہ پر چلنے کا ثواب بھی ملے گا اور ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا جو قیامت تک اس طریقہ پر چلتے رہیں گے مگر ان چلنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مظہری)

ف۲ اور وہ بعض جرم فیصلہ کو نہ ماننا ہے جو رعیت ہونے کے خلاف ہے اسکی سزا دنیا ہی میں ہوتی ہے اور حقانیت قرآن کا نہ ماننا کفر ہے۔ اور کفر کی پوری سزا آخرت میں ہوگی چنانچہ یہود کی سرکشی اور عہد شکنی جب حد سے گزر گئی تو ان کو سزائے قتل و قید و اخراج وطن کی دی گئی۔

ف۳ شان نزول: بعض اہل روایت نے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول بنی قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں ہوا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ان کا فیصلہ وہی کیا جائے جو اہل جاہلیت (دور اسلامی سے پہلے کے لوگ) کرتے تھے کہ جدا جدا قبائل کے مقتولوں میں نیچ اونچ کا لحاظ رکھتے تھے اور ایک قبیلہ کے مقتولوں کو دوسرے قبیلے کے مقتول سے (قصاص اور دیت کے لحاظ سے) بڑا چھوٹا قرار دیتے تھے۔ آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی (حکم جاہلیت کی طلب نہ کرنی چاہیے) آپ ایسا نہ کریں۔ (مظہری)

خلاصہ رکوع ۷

علمائے یہود کو تنبیہ کی گئی کہ توراۃ کے احکام صحیح صحیح بیان کرو اور اس سلسلہ میں یہود کی بعض تحریفات کو ذکر کیا گیا ۷ اقوام عالم کو دعوت عام دی گئی کہ اب نجات قرآن ع۷ پر ایمان لانے ہی میں منحصر ہے اور ۱۱ مسلمانوں کو یہودیوں کی فریب کاریوں سے خبردار رہنے کی تاکید کی گئی۔

وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ

اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ! وہی باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں! اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست بنائے گا

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تو وہ ان ہی میں کا ایک ہے۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

دکھایا کرتا تو تو ان کو دیکھے گا جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے کہ وہ ان کی

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ

دوستی میں بڑی جلدی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا خوف ہے ف۱ کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آ پڑے

اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي

سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ (مسلمانوں کی) فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے بھیجے تو اس وقت وہ پشیمان

مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

ہوں گے اس بدگمانی پر ف۲ جو اپنے دلوں میں چھپاتے تھے اور کہیں گے مسلمان

اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی کہ ہم بلا شبہ

لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

تمہارے ساتھ ہیں! اکارت ہو گیا ان کا سارا کیا کرایا پس نقصان میں رہ گئے۔ ف۳

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ

ایمان والو جو تم میں اپنے دین اسلام سے پھر جاوے گا تو اللہ ایسے لوگ

وقف غفران

ف۱ جیسے قحط اور تنگ دستی وغیرہ اور یہودی ہمارے ساہوکار ہیں ان سے قرض وصول جاتا ہے اگر ان سے میل جول قطع کر دیں تو وقت پر ہم کو دقت پڑے مگر یہ مطلب ظاہری ہوتا تھا دل میں حاشہ پڑ جانے کا یہ مطلب لیتے تھے کہ شاید آخر میں مسلمانوں پر کفار غالب آ جاویں تو پھر ہم کو ان کی احتیاج پڑے اس لئے ان سے دوستی رکھنا چاہئے۔ تسہیل بیان

ف۲ کہ ہم تو سمجھے تھے کہ کفار غالب ہوں گے اور یہ کیا برعکس معاملہ ہو گیا یہ تو طبعی ندامت اپنے خیال کی غلطی پر ہوئی دوسری ندامت نفاق کے کھلنے پر جس کی بدولت رسوا ہوئے تیسری ندامت کفار سے دوستی کرنے پر کہ رائیگاں ہی گئی اور مسلمانوں سے بھی برے بنے۔

ف۳ کیونکہ کفار تو خود مغلوب ہو گئے ان کا ساتھ دینا محض بے کار اور مسلمانوں کے سامنے قلعی کھل گئی ان سے اب بھلا بننا دشوار دہی مشکل ہو گئی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا چنانچہ یہ پیشین گوئی سچی ہوئی ان منافقوں کی زیادہ دوستی مدینہ کے یہود اور مکہ کے مشرکین سے تھی مکہ فتح ہو گیا اور یہود خستہ خراب ہوئے یوں تو اکثر واقعات میں ان کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر فتوحات کے بعد صراحۃً معین طور پر معلوم ہو گیا اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب وہ لوگ اپنی حرکات پر نادم ہوئے تو ندامت توبہ ہے اور توبہ کرنے والے پر ملامت نہیں ہوتی تو پھر آگے حبط اعمال و خسران کا ذکر کرکے ان پر ملامت کیوں کی گئی جواب یہ ہے کہ ہر ندامت توبہ نہیں ہوتی تائب ہوتے تو سچے دل سے مسلمان نہ ہو جاتے توبہ وہ ندامت ہوتی ہے جس کے بعد معذرت خطا کا اقرار اور تلافی مافات کی کوشش ہو یہ ندامت طبعی اور بوجہ رسوائی کے تھی۔

يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

موجود کر دے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہوں گے! نرم دل ہوں گے مسلمانوں کے

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ساتھ سخت دل ہوں گے کافروں کے ساتھ! جانیں لڑاویں گے اللہ کی راہ میں

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے! یہ اللہ کا فضل ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

جسے چاہے دے! اور اللہ بڑی گنجائش والا خبردار ہے ف۱ بس تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور مسلمان ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ

اور وہ ہمیشہ خضوع کرتے ہیں ف۲ اور جو دوستی کرے گا اللہ اور اس کے رسول اور

اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ایمان والوں سے تو بے شک اللہ والے ہی غالب ہیں۔ ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا

دوست مت بناؤ ان کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ

(یعنی یہود اور نصاریٰ کو کہ) جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے

ف۱ اسلام کی مثال فن طب جیسی ہے اگر تمام مریض اتفاق کر کے دوا چھوڑ دیں تو دوا کا یا فن طب کا کیا ضرر ہے اس کا جو کمال ہے کہ اس کے استعمال سے شفا اور نفع ہوتا ہے ہر حالت میں باقی ہے اسی طرح اسلام کا کمال فی نفسہ یہ ہے کہ جو اس پر عمل کرے اس کو نجات ہو پس بعض کے یا کل کے چھوڑ دینے سے خود چھوڑنے والوں کی نجات میں خلل پڑے گا اسلام کا کیا بگڑ جائے گا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ **شان نزول** طبرانی نے الاوسط میں مجہول راویوں کی سند سے حضرت عمار بن یاسرؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ایک بار نفل نماز کے رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا آپ نے اسی حالت میں اپنی انگشتری اتار کر اس کو دیدی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ طبرانی کی (یہ روایت اگرچہ مجہول راویوں کی سند سے ہے لیکن) اس روایت کے دوسرے شواہد بھی آئے ہیں، عبدالرزاق بن عبد الوہاب بن مجاہدؒ نے اپنے باپ کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت انما ولیکم اللہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے حق میں نازل ہوئی، ابن مردویہ نے دوسری سند سے بھی حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے اور حضرت علی کا بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے۔ ابن جریر نے مجاہد کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے ثعلبی نے حضرت ابوذر کی روایت سے اور حاکم نے علوم الحدیث میں خود حضرت علی کا قول اسی طرح لکھا ہے، یہ تمام شواہد ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کی تائید کر رہا ہے۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸ / ۱۲ اہل کتاب سے دوستی کی ممانعت کے اسباب اور اہل کتاب کے ملعون ہونے کے اسباب ذکر فرمائے گئے اور مسلمانوں کا شیوہ بتایا گیا کہ ان کی محبت کا محور اللہ و رسول اور مومنین ہیں۔

اَوْلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا

اور تمام کافر! اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مسلمان ہو اور جب

نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِکَ

تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اس کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں!

بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ

یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ بالکل بے عقل ہیں ف۱ کہہ دے کہ اے اہل کتاب

ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا

تم ہم میں کیا عیب پاتے ہو؟ بس یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا

وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ

اور جو ہم سے پہلے اترا! اور یہ کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں کہہ دے

ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ مَثُوْبَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ؕ

بھلا میں تم کو بتادوں ان فرضی عیب داروں سے بدتر سزا والے اللہ کے ہاں وہ ہیں جن پر اللہ نے

مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیْہِ وَجَعَلَ مِنْھُمُ

لعنت کی اور اپنا غضب نازل کیا اور ان میں سے بعض کو

الْقِرَدَۃَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا

بندر اور سور بنا دیا اور وہ پوجنے لگے شیطان کو! یہی لوگ درجے میں بدتر ہیں

وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا جَآءُوْکُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا

اور بہت بھٹکے ہوئے سیدھی راہ ف۲ سے اور وہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے

ف۱ شانِ نزول: ایک روایت میں آیا ہے کہ کفار جب اذان سنتے تو جل جاتے ایک بار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا محمد ﷺ تم نے ایک ایسی بدعت نکالی ہے کہ تم سے پہلے کسی امت میں اس کی نظیر کہیں سننے میں نہیں آئی اگر تم نبوت کے مدعی ہو تو اس بدعت کو ایجاد کر کے تم نے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی کیوں مخالفت کی اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو انبیاء اس بھلائی کے زیادہ مستحق تھے انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا یہ مینڈھے کی طرح چیخنا تم نے کہاں سے سیکھا کیسی بری آواز ہوتی ہے اور یہ کام کتنا قبیح ہے اس پر آیت وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا نازل ہوئی اور یہ آیت بھی اتری۔

ف۲ اور تم بھی ان ہی کے طریقہ پر چل رہے ہو پھر کیا منہ لے کر ہنستے ہو اور یہ حالتیں یہود و نصاریٰ میں ہو چکی ہیں گو سالہ پرستی یہود میں واقع ہوئی نصاریٰ نے شیطان کے بہکانے سے احبار و رہبان و مسیح علیہ السلام کو خدا بنایا اور یہود میں اصحاب سبت بندر ہوئے اور نصاریٰ میں آسمانی دسترخوان کی درخواست کرنے والے کفرانِ نعمت کی وجہ سے سور ہوئے اور ان کا ملعون و مغضوب ہونا جا بجا آیات و احادیث میں موجود ہے۔

وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

حالانکہ کفر ہی کو ساتھ لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو ساتھ لے کر چلے گئے! اور اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اور تو دیکھے گا ان میں بہتیروں کو

فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

جو دوڑتے ہیں گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر! کیسے برے کام ہیں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ

جو وہ کر رہے ہیں ان کو کیوں نہیں منع کرتے اللہ والے درویش

عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا

اور علماء گناہ کی بات بولنے اور حرام مال کھانے سے؟ بہت برے عمل ہیں جو وہ

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ

کر رہے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہے! ان ہی کے ہاتھ

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ

تنگ ہو جاویں اور ان کو پھٹکار اس کہنے پر! بلکہ اس کے دونوں ہاتھ

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

کشادہ ہیں ف۱ وہ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے ف۲ اور وہ قرآن جو تجھ پر نازل ہوا تیرے پروردگار کی

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

طرف سے ضرور ان میں سے بہتیروں کی شرارت اور کفر کے زیادہ ہونے کا باعث ہو گا!

ف۱ ذکر کیلئے جمع ہونے والے: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا حضور ﷺ فرما رہے تھے رحمٰن کے دائیں ہاتھ کی طرف' اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ پیغمبر ہوں گے نہ شہید مگر انبیاء اور شہداء ان کے مرتبہ اور قرب پر رشک کریں گے ان کے چہروں کا نور دیکھنے والوں کی نگاہوں کو چندھیا دے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے' فرمایا وہ ان لوگوں کی جماعتیں ہونگی جو اپنے اپنے قبائل سے نکل کر ذکر خدا کے لئے جمع ہوتے ہیں اور جس طرح پاکیزہ چیزوں کا کھانا مرغوب ہوتا ہے اسی طرح پاکیزہ کلام ان کو مرغوب ہوتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

ف۲ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا مطلب:

متاخرین علماء نے دست خدا کی تاویل کی ہے اور قدرت قبضہ وغیرہ بطور مجاز مراد لیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں کے کشادہ ہونے سے انتہائی سخاوت مراد ہے دو ہاتھ کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ قطعاً بخیل نہیں ہے کامل طور پر سخی ہے کیونکہ سخی کی انتہائی سخاوت یہی ہوتی ہے وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا مال دے۔ دنیا اور آخرت کی عطا کی طرف بھی اس سے اشارہ ہے (ایک ہاتھ سے دنیا اور دوسرے ہاتھ سے آخرت کے انعام) یا یوں کہو کہ اللہ کی طرف سے عطا دو طرح کی ہوتی ہے ایک ڈھیل دینے کیلئے دوسری عزت افزائی کے لئے (دونوں ہاتھوں سے دینے سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے) (تفسیر مظہری)

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا

اور ہم نے ڈال دی ان کے آپس میں دشمنی اور بیر روز قیامت تک! جب وہ بھڑکاتے ہیں

نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ

لڑائی کی آگ اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور وہ دوڑتے ہیں ملک میں

فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

فساد پھیلانے کو! اور اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا اور اگر اہل

الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

کتاب ایمان لے آتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم دور کر دیتے ان سے ان کے گناہ

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا

اور ان کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں وا اور اگر وہ قائم رکھتے

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ

توریت اور انجیل اور وہ کتابیں جو نازل ہوئیں ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے!

لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ

تو بیشک وہ کھاتے اپنے اوپر سے اور پیروں کے نیچے سے کچھ لوگ

اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

ان میں اعتدال پر ہیں! اور ان میں سے بہتیرے تو بہت ہی برے عمل کر رہے ہیں!

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ

اے پیغمبر پہنچا دے وہ احکام جو تجھ پر اُترے تیرے پروردگار کی طرف سے!

وا امتوں کے فرقے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امت موسیٰ کے اکہتر فرقے بن گئے جن میں سے ستر دوزخی اور ایک جنتی ہوا اور امت عیسیٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئی جن میں ایک جنتی اور اکہتر دوزخی ہوئے اور میری امت آئندہ تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں ایک جنتی اور بہتر دوزخی ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ (جنتی) کون ہوں گے، فرمایا جماعتیں جماعتیں (یعنی اہل جماعت) رواہ ابن مردویہ من طریق یعقوب بن زید بن طلحہ عن زید بن اسلم عن انسؓ۔ یعقوب بن زید (جو مذکورہ حدیث کا ایک راوی ہے) نے کہا جب حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے۔ وَلَو اَنَّ اَهلَ الكِتَاب اٰمَنُوا وَاتَّقَوا۔۔۔۔سَآءَ مَا يَعمَلُونَ تک میں کہتا ہوں کہ نجات یافتہ فرقہ وہ ہے جو اللہ کی کتاب کو پکڑے ہوئے ہو۔

خلاصہ رکوع ۹:

ع ۹ / ۱۰ / ۱۴

اس میں یہود و کفار و مشرکین سے دوستی کی ممانعت کا بیان ہے۔ منافق یہودیوں کا تذکرہ اور ان کی اخلاقی و عملی بربادی کو بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسی گستاخیاں کرتے ہیں آخر میں یہود و نصاریٰ کو ایمان کی دعوت دی گئی۔

لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ

اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ اللہ کا پیغام نہ پہنچایا! اور اللہ تجھ کو محفوظ رکھے گا

النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ

لوگوں سے!ولـ بیشک اللہ راستہ نہیں دکھاتا کافر لوگوں کو کہہ دے کہ

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا

اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک کہ نہ قائم رکھو

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

توریت اور انجیل اور ان صحیفوں کو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترے!جو تجھ پر تیرے رب کیطرف سے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

(اے محمد) اترا جو ضرور ان میں سے بہتیروں کی سرکشی اور کفر کے زیادہ ہونے کا

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

باعث ہو گا! پس تو ان کافر لوگوں پر مطلق افسوس نہ کر بیشک جو مسلمان ہیں

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی (یعنی ستارہ پرست) اور عیسائی ان میں سے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

جو کوئی بھی ایمان لاوے اللہ اور روز آخرت پر اور نیک عمل کرے تو ان پر نہ کچھ خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْۤ

ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ہم لے چکے ہیں بنی

ولـ شانِ نزول:

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی انمار میں بمقام ذات الرقیع ایک اونچے درخت کے نیچے فروکش ہوئے آپ ﷺ ایک کنویں کے من پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ قبیلۂ بنی نجار کے (ایک شخص) وارث نے کہا میں محمد کو قتل کیے دیتا ہوں لوگوں نے پوچھا تو ان کو کیسے قتل کر دے گا بولا میں ان سے جا کر کہوں گا ذرا مجھے اپنی تلوار دیجئے جب وہ دیدیں گے تو میں ان کو قتل کردوں گا چنانچہ وہ خدمت گرامی میں آیا اور عرض کیا محمد ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھایئے، حضور ﷺ نے اس کو دیدی مگر اس کا ہاتھ لرزنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا تیرے مقصد میں رکاوٹ پیدا ہوگئی، اس پر اللہ نے آیت یایہا الرسول بلغ الخ نازل فرمائی، بخاری نے بھی یہ قصہ اسی طرح لکھا ہے مگر اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے۔

اس آیت کے نزول کے اسباب میں سے ایک عجیب سبب نزول یہ بھی آیا ہے کہ (مکہ میں) رسول اللہ ﷺ کسی محافظ کے زیر حفاظت رہتے تھے، ہر روز ابو طالبؓ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کی ہمراہی میں کسی ایک ہاشمی کو بھیج دیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوگئی اور اس کے بعد بھی جب ابو طالب نے حضور ﷺ کے ساتھ محافظ کو بھیجنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا اللہ نے جن والس سے میری حفاظت کر دی ہے۔ ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے بھی ایسا ہی واقعہ نقل کیا ہے، یہ قصہ چاہتا ہے کہ یہ آیت مکی ہو مگر ظاہر اس کے خلاف ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِسْرَآءِيلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

اسرائیل سے عہد و پیمان اور ہم نے بھیجے ان کی جانب بہت سے پیغمبر! جب بھی

رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا۟ وَفَرِيقًا

ان کے پاس رسول ایسے احکام لایا جن کو ان کے دل نہ چاہتے تھے

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا۟ أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا۟ وَصَمُّوا۟

تو کتنوں کو جھٹلایا اور کتنوں کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کوئی بلا نہ آوے گی سو اندھے اور بہرے

ثُمَّ تَابَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا۟ وَصَمُّوا۟ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ

بن گئے پھر اللہ ان پر متوجہ ہوا پھر ان میں سے بہتیرے اندھے اور بہرے بنے! ف۱

وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟

اور اللہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں دیکھ رہا ہے بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے

إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ ٱلْمَسِيحُ

جنہوں نے کہا کہ اللہ تو یہی مریم کا بیٹا مسیح ہے! حالانکہ مسیح تو یہ کہا کرتا تھا

يَٰبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن

کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے! کچھ شک نہیں کہ

يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ

جو اللہ کا شریک گردانے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے! اور گنہ گاروں کا کوئی مدد گار نہیں!

ف۱

یہودیوں کی عہد شکنی اور سزا: یعنی پختہ عہد و پیمان توڑ کر خدا سے غداری کی، اسکے سفراء میں سے کسی کو جھٹلایا، کسی کو قتل کیا۔ یہ تو انکے "ایمان باللہ اور اعمال صالح" کا حال تھا۔ "ایمان بالیوم الآخر" کا اندازہ اس سے کرلو کہ اس قدر شدید مظالم اور باغیانہ جرائم کا ارتکاب کر کے بالکل بے فکر ہو بیٹھے، گویا ان حرکات کا کوئی خمیازہ بھگتنا نہیں پڑیگا۔ اور ظلم و بغاوت کے خراب نتائج کبھی سامنے نہ آئینگے یہ خیال کر کے خدائی نشانات اور خدائی کلام کی طرف سے بالکل ہی اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو نا کردنی کام تھے وہ کیے حتی کہ بعض انبیاء کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ آخر خدا تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرمایا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد بعض ملوک فارس نے بخت نصر کی قید ذلت و رسوائی سے چھڑا کر بابل سے بیت المقدس کو واپس کیا۔ اس وقت ان لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوئے، خدا نے توبہ قبول کی، لیکن کچھ زمانے کے بعد پھر وہ ہی شرارتیں سوجھیں اور بالکل اندھے بہرے ہو کر حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے قتل کی جرأت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر تیار ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا

کافر ہو گئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے ؎۱ حالانکہ

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

کوئی معبود نہیں مگر خدائے واحد! اور اگر نہ باز آئیں گے اس خرافات سے جو بکتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۳ اَفَلَا

تو البتہ جو ان میں کفر پر رہیں گے ضرور دردناک عذاب پاویں گے۔

يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۴

یہ لوگ کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کے آگے اور کیوں نہیں استغفار کرتے؟ حالانکہ اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

بس مسیح ابن مریم تو ایک پیغمبر ہے اس سے پہلے بہتیرے

الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ

رسول گزر چکے! اور اس کی والدہ ولی تھی! دونوں کھانا کھایا کرتے تھے! دیکھ

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۷۵

تو ہم کیوں کر ان سے دلائل بیان کرتے ہیں!

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا

پھر دیکھ یہ لوگ کدھر بھٹکے چلے جاتے ہیں کہہ دے کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہو جو نہ مالک ہے

وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۷۶ قُلْ يٰٓاَهْلَ

تمہارے برے کا اور نہ بھلے کا اور اللہ ہی ہے جو سب کو سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے کہہ دے کہ اہل

نصف الحزب

؎۱ یہ عسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی طرف اشارہ ہے۔ اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تین اقانیم (Persons) کا مجموعہ ہے، ایک باپ، (یعنی اللہ)، ایک بیٹا (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام) اور ایک روح القدس۔ اور بعض فرقے اس بات کے بھی قائل تھے کہ تیسری حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تینوں مل کر ایک ہیں۔ یہ تینوں مل کر ایک کس طرح ہیں۔ اس معمے کا کوئی معقول جواب کسی کے پاس نہیں ہے، اس لئے ان کے متکلمین (Theologians) نے اس عقیدے کی مختلف تعبیریں اختیار کی ہیں۔ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف خدا تھے، انسان نہیں تھے۔ آیت نمبر 72 میں ان کے عقیدے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ خدا جن تین اقانیم کا مجموعہ ہے، ان میں سے ایک باپ یعنی اللہ ہے، دوسرا بیٹا ہے جو اللہ ہی کی ایک صفت تھی جو انسانی وجود میں حلول کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں آ گئی تھی، لہٰذا وہ انسان بھی تھے، اور اپنی اصل کے اعتبار سے خدا بھی تھے۔ آیت نمبر 73 میں اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔ (توضیح القرآن)

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا
کتاب مت زیادتی کرو اپنے دین میں ناحق اور نہ چلو ان لوگوں کی
اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا
خواہشوں پر جو گمراہ ہو چکے پہلے ہی اور بہتیروں کو گمراہ کر گئے
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور بھٹک گئے سیدھے راستہ سے لعنت ہو چکی ان پر
مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ
جو بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے لگے! داؤد اور عیسیٰ بن
مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا
مریم کی زبان پر! یہ اس واسطے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے تھے ایک
يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾
دوسرے کو نہیں منع کرتے تھے اس برے کام سے جو وہ کر بیٹھتے تھے! کیا برے کام تھے جو کرتے تھے
تَرٰي كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ
(اے محمد ﷺ) تو ان میں سے بہتیروں کو دیکھے گا کہ دوستی کرتے ہیں کافروں سے!
لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ
البتہ انہوں نے برا سامان بھیجا اپنے واسطے کہ اللہ کا ان پر غضب نازل ہو اور وہ عذاب ہی
هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ
میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان رکھتے ہوتے اللہ اور نبی اور اس کتاب پر

خلاصہ رکوع ١٠

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی اور امت محمدیہ کو تبلیغ کرتے رہنے کا حکم ہے۔ یہود کی عہد شکنی اور اہل کتاب کے عقیدہ تثلیث کا رد کیا گیا اور اس کے باطل ہونے کو دلائل سے واضح فرمایا گیا۔ آخر میں اہل کتاب کی گمراہی کا ایک سبب یعنی غلو کو بیان کیا گیا۔

١٠ ع ١١ ١٤

ف ٢ روک ٹوک نہ کرنیکا نتیجہ: لا یتناھون کے دو معنی ہو سکتے ہیں (١) "نہیں رکتے تھے" کما فی روح المعانی (٢) "نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو" کما ھو المشہور جب بدی کسی قوم میں پھیلے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ ہو تو عذاب عام کا اندیشہ ہے۔ (تفسیر عثانی)

مسند احمد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں کرتا لیکن اس وقت کہ برائیاں ان میں پھیل جائیں اور وہ باوجود قدرت کے انکار نہ کریں، اس وقت عام خاص سب کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گھیر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے خود سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو اغلب ہے کہ اللہ کا عذاب ان سب پر آجائے۔ (تفسیر مظہری)

أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ

جو ان پر اتری تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے بہتیرے

فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ

نافرمان ہیں! اور تو البتہ پائے گا سب لوگوں سے زیادہ

آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً

مسلمانوں کے دشمن یہودی اور مشرکین کو! اور البتہ پائے گا سب لوگوں سے زیادہ قریب

لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

مسلمانوں کی محبت میں ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں! یہ میلان

مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

اس وجہ سے ہے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں ف۱ و نیز یہ کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے

ف۱

مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں میں چونکہ بہت سے لوگ دنیا کی محبت سے خالی ہیں، اس لئے ان میں قبول حق کا مادہ بھی زیادہ ہے اور کم از کم انہیں مسلمانوں سے اتنی سخت دشمنی نہیں ہے، کیونکہ دنیا کی محبت وہ چیز ہے جو انسان کو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اس کے برعکس یہودیوں اور مشرکین مکہ پر دنیا پرستی غالب ہے، اس لئے وہ سچے طالب حق کا طرز عمل اختیار نہیں کر پاتے۔ کیونکہ انسان کی انا بھی اکثر حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے محبت میں قریب تر فرمایا گیا ہے۔ اسی کا ایک اثر یہ تھا کہ جب مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو بہت سے مسلمانوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ لی، اور نہ صرف نجاشی، بلکہ اس کی رعایا نے بھی ان کے ساتھ بڑے اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا۔ بلکہ جب مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد نجاشی کے پاس بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ جن مسلمانوں نے اس کے ملک میں پناہ لی ہے انہیں اپنے ملک سے نکال کر واپس مکہ مکرمہ بھیج دے، تاکہ مشرکین ان کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا سکیں تو نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان سے ان کا موقف سنا اور مشرکین مکہ کا مطالبہ ماننے سے انکار کردیا، اور جو تحفے انہوں نے بھیجے تھے وہ بھی واپس کردیئے۔ لیکن یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عیسائیوں کو جو مسلمانوں سے قریب تر کہا گیا ہے۔ یہ ان عیسائیوں کی اکثریت کے اعتبار سے کہا گیا ہے جو اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی محبت سے دور ہوں، اور ان میں تکبر نہ پایا جاتا ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر زمانے کے عیسائیوں کا یہی حال ہے، چنانچہ تاریخ میں ایسی بھی مثالیں ہیں جن میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدترین معاملہ کیا۔ (توضیح القرآن)

تعارف سورۃ الانعام

یہ سورت چونکہ مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام اپنے ابتدائی دور میں تھی، اس لئے اس میں اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف دلائل کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے، اور ان عقائد پر جو اعتراضات کفار کی طرف سے اٹھائے جاتے تھے، ان کا جواب دیا گیا ہے۔ اس دور میں مسلمانوں پر کفار مکہ کی طرف سے طرح طرح کے ظلم توڑے جارہے تھے، اس لئے ان کو تسلی بھی دی گئی ہے۔ کفار مکہ اپنے مشرکانہ عقائد کے نتیجے میں جن بے ہودہ رسموں اور بے بنیاد خیالات میں مبتلا تھے، ان کی تردید فرمائی گئی ہے۔ عربی زبان میں ''انعام'' چوپایوں کو کہتے ہیں۔ عرب کے مشرکین مویشیوں کے بارے میں بہت سے غلط عقیدے رکھتے تھے، مثلاً ان کو بتوں کے نام پر وقف کرکے ان کا کھانا حرام سمجھتے تھے۔ چونکہ اس سورت میں ان بے بنیاد عقائد کی تردید کی گئی ہے، (دیکھئے آیات: ۱۳۶ تا ۱۴۶) اس لئے اس کا نام سورۃ الانعام رکھا گیا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چند آیتوں کو چھوڑ کر یہ پوری سورت ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی تھی، لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ان روایتوں پر تنقید کی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ (توضیح القرآن)

سورۃ انعام: جس مہم اور غرض کیلئے چاہیے اس سورت کو پڑھ کر دُعاء کرے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

اور جب سنتے ہیں قرآن جو اترا رسول پر تو تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی ہے! وا کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ

کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو ہم کو ماننے والوں کے ساتھ

بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا

لکھ لے اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لاویں اللہ اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا

اور توقع یہ رکھیں کہ ہم کو داخل کرے ہمارا پروردگار نیک بختوں کی ایک جماعت کے ساتھ تو ان کو اللہ نے عطا فرمائے

قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اس کہنے کی جزا میں باغ کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے!

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ نیک لوگوں کی جزا ہے اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ دوزخی ہیں ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

والو نہ حرام کر لو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال

وا جب مسلمانوں کو حبشہ سے نکالنے کا مطالبہ لے کر مشرکین مکہ کا وفد نجاشی کے پاس آیا تھا تو اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلا کر ان کا موقف سنا تھا، اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر ابن ابی طالب نے اس کے دربار میں بڑی موثر تقریر کی تھی جس سے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کی عظمت اور محبت بڑھ گئی، اور اسے اندازہ ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخری نبی ہیں جن کی پیشگوئی تورات اور انجیل میں کی گئی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو نجاشی نے اپنے علماء اور راہبوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے ان کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی جسے سن کر ان لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے بہت مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا، چنانچہ یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور جب یہ واپس حبشہ گئے تو نجاشی نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ ان آیات میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۱

۱۱ ع ۱ اہل کتاب کی ملعونیت اور اس کے اسباب بیان فرمائے گئے اور اسلام دشمنی میں یہود و نصاریٰ میں موازنہ کیا گیا کہ یہودی گمراہی اور اسلام دشمنی میں عیسائیوں سے آگے ہیں۔ نصاریٰ میں سے سلیم الفطرت اور انصاف پسند لوگوں کا تذکرہ کیا گیا اور صدق دل سے ایمان لانے والوں کو بشارت اور کفار کو وعید سنائی گئی۔

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾

کر دی ہیں اور حد سے نہ بڑھو ! بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے حلال ستھری روزی اور ڈرتے رہو اللہ سے

الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

جس پر تم ایمان لائے ہو اللہ تم سے نہیں مواخذہ کرتا تمہاری

بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

لا یعنی قسموں ۱ پر لیکن ہاں تم سے مواخذہ کرتا ہے ان قسموں پر

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ

جو تم نے پکی کھائیں ! تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دینا ہے

اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ

اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان دس

رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

محتاجوں کو کپڑا پہنا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا ! پھر جس کو میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے !

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جو تم قسم کھا بیٹھو ! اور حفاظت رکھو

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا

اپنی قسموں کی ! اسی طرح اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنے احکام تا کہ تم احسان

---

۱ قسم کھانے کی چند صورتیں اور حکم

یمین غموس: اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہتے ہیں مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کرلیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے پھر جان بوجھ کر قسم کھالے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا یہ جھوٹی قسم سخت گناہ کبیرہ اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے مگر اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا' توبہ واستغفار لازم ہے اس کو اصطلاح فقہا میں یمین غموس کہا جاتا ہے۔ کیونکہ غموس کے معنی ڈوبا دینے کے ہیں یہ قسم انسان کو گناہ اور وبال میں غرق کرنے والی ہے۔

یمین لغو۔ گزشتہ کسی واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے اور واقع میں وہ غلط ہو مثلاً کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص آگیا ہے' اس پر اعتماد کرکے اس نے قسم کھالی کہ وہ آگیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے اس کو یمین لغو کہتے ہیں۔ اس طرح بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے تو اس کو بھی یمین لغو کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اس پر کفارہ ہے نہ گناہ۔

یمین منعقدہ۔ آئندہ زمانہ میں کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اس کو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر گناہ بھی ہوتا ہے بعض میں نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن)

مسئلہ: قسم ٹوٹنے سے پہلے قسم کا کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ اسی طرح قسم ٹوٹنے سے پہلے کفارہ کی ادائیگی معتبر نہیں۔ (معارف القرآن)

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

مانو! اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت اور پانسے

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ

تو بس گندے شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ

فلاح پا جاؤ۔ ف۱ بس شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ

دشمنی اور بَیر ڈلوا دے شراب اور جوئے کی وجہ سے اور تم کو روک دے

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ

اللہ کی یاد اور نماز سے ! تو کیا (اب بھی) تم باز آؤ گے؟ اور حکم مانو اللہ کا

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو ! پھر اگر تم پھر بیٹھو گے تو جان لو کہ

اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۹۲﴾ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ

بس ہمارے رسول کا ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا

ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ جو وہ پہلے کھا چکے جب

مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

کہ انہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے

ف۱ شانِ نزول:

نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انصار کے دو قبیلوں کے معاملہ میں شراب کی حرمت ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے شراب پی تھی اور نشہ میں مست ہو کر آپس میں گتھم گتھا کی تھی جب نشہ اترا تو چہروں، سروں اور داڑھیوں کی حالت غیر دیکھ کر کہنے لگے یہ حرکت فلاں بھائی کی ہے اگر اس کو میرا پاس لحاظ ہوتا تو ایسی حرکت نہ کرتا یہ انصاری سب بھائی بھائی تھے کسی کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ تھا، لیکن اس شراب خواری سے ان کے دلوں میں کینے پڑ گئے اس پر آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

سببِ نزول:

صحیح بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد کی صبح میں لوگوں نے شراب پی تھی اور لڑائی میں اُس روز اکثر شہید ہو گئے، یہ تحریم خمر سے پہلے کی بات ہے تو اکثر یہودی کہنے لگے کہ جو لوگ قتل ہو گئے اور ان کے پیٹوں میں شراب تھی، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ نیک عمل کرنے والے مومنین پر آنچ نہیں جب کہ تحریم خمر سے پہلے شراب پی ہو۔

(تفسیر ابن کثیر)

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

پھر پرہیز کیا اور نیکی کی ! اور اللہ دوست رکھتا ہے ۱؎ نیک لوگوں کو اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ

ایمان والو اللہ تم کو ضرور آزمائے گا ایک ذرا سی بات (یعنی) شکار سے

تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ

جس تک پہنچ سکیں تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے؟ پھر جو زیادتی کرے اس کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ

اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام کی حالت میں ہو ! اور جو

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

کوئی تم میں سے شکار مارے جان بوجھ کر تو اس پر بدلا واجب ہے چارپایوں میں سے

النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ

مارے ہوئے کے برابر جو ٹھہراویں تم سے دو منصف ! یہ نیاز کعبہ تک پہنچائی جاوے

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ

یا کفارہ (یعنی) چند محتاجوں کا کھانا یا مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے ۲؎ تاکہ چکھے اپنے

وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ

کیے کی سزا ! اللہ نے درگزر کی اس سے جو گزر چکا ! اور جو پھر ایسا کرے گا تو اللہ اس سے

ع ۱۲/۲

خلاصہ رکوع ۱۲

حلال وحرام کے احکام پر پابندی سے عمل کرنے کا حکم دیا گیا قسم اور اس کے کفارہ کا بیان فرمایا۔ شراب اور جوئے کی ممانعت اور ان کے نقصانات ذکر فرمائے گئے آخر میں اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

۱؎ سبب نزول:

نہایت صحیح اور قوی احادیث میں ہے کہ جب تحریم خمر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اُن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے حکم تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت انتقال کر گئے۔ مثلاً بعض صحابہ جو جنگ احد میں شراب پی کر شریک ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے کہ پیٹ میں شراب موجود تھی۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

۲؎ غلہ کی برابر روزے رکھنے کی صورت یہ ہے کہ بحساب فی مسکین نصف صاع کے جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا ہے اتنے شمار سے روزے رکھ لے اور تقسیم غلہ اور روزے رکھنے کے لئے حرم میں ہونے کی قید نہیں اور اگر جانور کی قیمت اتنی کم ہے کہ نصف صاع غلہ بھی اس میں نہیں خریدا جا سکتا تو اختیار ہے کہ یا تو وہی نصف صاع سے کم ایک مسکین کو دیدے یا اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لے۔

اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

بدلہ لے گا ! اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا تمہارے لئے حلال ہوا دریائی شکار

وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ

اور دریائی کھانے کی چیزیں تمہارے اور دوسرے مسافروں کے فائدے کے لئے اور تم پر حرام ہے

الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾

جنگل کا شکار جب تک تم احرام میں رہو! اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ جس کی طرف تم سب اکٹھے ہو کر جاؤ گے ف۱

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

اللہ نے قرار دیا کعبہ کو جو معزز گھر ہے لوگوں کے قیام امن کا باعث اور بزرگی والے مہینے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اور قربانی اور وہ نیاز کے جانور جن کے گلے میں نشانی کے پٹے بندھے ہوں ف۲ تاکہ تم جان لو کہ

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ

اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ہر چیز سے واقف ہے جانے رہو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ

بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغمبر کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر میں کرتے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ

اور جو چھپا کر کرتے ہو (اے محمد) کہہ دے کہ برابر نہیں ہو سکتی گندی (یعنی حرام) چیز اور ستھری

ف۱ اس میں چند مسائل ہیں۔
مسئلہ: حرم کا شکار اگر غیر محرم قتل کرے تو اس کے لئے کفارہ میں روزے کافی نہ ہوں گے۔
مسئلہ: جس طرح قتل میں جزا ہے اسی طرح زخمی کرنے سے بھی جتنی قیمت کم ہو گئی ہو تخمینہ کرا کر اس مقدار قیمت میں پھر وہی تین صورتیں جاری ہونگی۔
مسئلہ: جس شکار کا حرم اور احرام میں قتل کرنا حرام ہے وہ عام ہے خواہ اس کا کھانا حلال ہو یا نہ ہو البتہ جو دلیل سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں ان کو پکڑ کر قتل کرنا جائز ہے جیسے دریائی شکار اور بعضے خشکی کے خاص جانور جیسے کوا چیل بھڑیا سانپ بچھو کاٹنے والا کتا اسی طرح جو درندہ حملہ کرے اس کا قتل بھی جائز ہے۱۲

ف۲ فائدہ آیات
کعبہ شریف اور حرمت والے مہینے کا باعث امن ہونا تو ظاہر ہے کہ اس میں جنگ کرنا حرام ہے۔ اس کے علاوہ جو جانور نذرانے کے طور پر حرم لے جائے جاتے تھے۔ ان کے گلے میں پٹے ال دیئے جاتے تھے تاکہ ہر دیکھنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ جانور حرم جا رہے ہیں۔ چنانچہ کافر، مشرک، ڈاکو بھی ان کو چھیڑتے نہیں تھے۔ کعبے کے قیام امن کا باعث ہونا کے ایک معنی کچھ مفسرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ جب تک کعبہ شریف قائم رہے گا، قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت اس وقت آئے گی جب اسے اٹھا لیا جائے گا۔ (توضیح القرآن)

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي

(یعنی حلال) چیز اگرچہ تجھ کو ناپاک کی بہتات بھلی لگے! تو اے عقلمندو

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو وا ایمان والو

لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ

نہ پوچھا کرو بہت باتیں کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جاویں تو تم کو بُری لگیں! اور اگر

تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ

تم ان کی ایسے وقت میں پوچھ پاچھ لگاؤ گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو وہ ظاہر کر دی

عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

جاویں گی! اب تو اللہ نے ان سے درگزر کی اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے ایسی ہی باتیں لوگ

قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ

پوچھ چکے ہیں تم سے پہلے پھر ان کا انکار کرنے لگے اللہ نے نہیں

بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ

ٹھہرایا بحیرہ کو اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام ۲ کو لیکن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ

کافر بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا! اور ان میں سے اکثر

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

عقل نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قرآن کی جانب جو اللہ نے اُتارا

ع ۱۳/۷/۴

خلاصہ رکوع ۱۳

بحالت احرام شکار کی ممانعت فرمائی گئی۔ بیت اللہ کی مرکزیت وعظمت کو ذکر فرمایا گیا محترم مہینوں اور قربانی کے جانوروں کے تقدس کو بیان فرمایا گیا۔

وا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا اپنے گورنروں کو جواب:

درمنثور میں بحوالہ ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ زمانہ تابعین کے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب سابق امراء کے زمانہ کے عائد کیے ہوئے ناجائز ٹیکس بند کیے، اور جن لوگوں سے ناجائز طور پر اموال لئے گئے وہ واپس کیے اور سرکاری بیت المال خالی ہو گیا۔ اور آمدنی بہت محدود ہو گئی، تو ایک صوبہ کے گورنر نے ان کی خدمت میں خط لکھا کہ بیت المال کی آمدنی بہت گھٹ گئی ہے، فکر ہے کہ حکومت کے کاروبار کس طرح چلیں گے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں یہی آیت تحریر فرما دی "لا یستوی الخبیث والطیب ولو عجبک کثرۃ الخبیث"، اور لکھا کہ تم سے پہلے لوگوں نے ظلم وجور کے ذریعہ جتنا خزانہ بھرا تھا تم اس کے بالمقابل عدل وانصاف قائم کر کے اپنے خزانہ کو کم کرلو اور کوئی پرواہ نہ کرو ہماری حکومت کے کام اسی کم مقدار سے پورے ہوں گے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

وا۲ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور سائبہ وہ جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیں اور وصیلہ وہ اونٹنی جو پہلی اور دوسری بار مادہ جنے اور حامی وہ نر اونٹ جو کہ خاص شمار تک جفتی کر چکا ہو ان سب کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

اور رسول کی جانب تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا!

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

بھلا اگر ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ راہ راست پر رہے ہوں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ

(تو بھی یہ اسی لکیر کے فقیر رہیں گے؟) ایمان والو تم اپنی فکر کرو! تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا کوئی

اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

بھی جو گمراہ ہو جبکہ تم راہ راست پر ہو! ف۱ اللہ کی جانب تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو جتا دے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ

گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو ایمان والو تم میں گواہی

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا

جب کسی کے سامنے موت آموجود ہو وصیت کرتے وقت تم ہی میں سے

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

دو معتبر شخص ف۲ کی ہونی چاہیے یا دو تمہارے سوا غیر شخص ہوں ایسی حالت میں کہ تم نے سفر کیا ہو

فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا

ملک میں پھر تم پر آ پڑے موت کی مصیبت! ان دونوں کو کھڑا کرو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

نماز کے بعد پھر وہ اللہ کی قسم کھادیں اگر تم کو شک ہو (پس کہیں) کہ ہم

ف۱ آیت کی تفسیر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے:

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ثعلبہؓ نے کہا خدا کی قسم میں نے اس آیت کا مطلب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا (اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ امر و نہی ترک کر کے بیٹھ رہو) بلکہ مطلب یہ ہے کہ بھلائی پر چلو اور برائی سے باہم روکتے رہو اور خود بھی باز رہو لیکن جب دیکھو کہ لوگ ہواؤ ہوس کے بندے ہو گئے ہیں خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں۔ دنیا کو (دین پر) ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر شخص خود رائے ہو گیا ہے اپنے خیال میں مست ہے اور تم کو بھی کچھ کرنا ہی ہو (کچھ کرنے پر تم مجبور ہو) تو ایسے وقت میں صرف اپنے نفس (کی اصلاح) کی فکر کرو اور عوام کی فکر چھوڑ دو۔ یہ امر یقینی ہے کہ تمہارے آگے کچھ مصائب کا زمانہ آئے گا۔ ان شدائد میں صبر رکھنا اتنا مشکل ہوگا جیسے انگاروں کو مٹھی میں دبانا اس وقت نیک عمل کرنے کا ثواب ان پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جنہوں نے اسی جیسی نیکی کی ہو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس شخص کا اجر ان میں سے ہی پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا فرمایا تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ وصیت کے احکام:

یعنی بہتر یہ ہے۔ باقی اگر دو نہ ہوں یا معتبر نہ ہوں تب بھی "وصی" بنا سکتا ہے اور گواہ سے مراد یہاں وصی ہے۔ اس کے اقرار و اظہار کو گواہی سے تعبیر فرمادیا۔ (تفسیر عثمانی)

نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

قسم نہیں بیچتے مال پر اگرچہ وہ شخص ہمارا قرابت دار ہی ہوا اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی لگتی گواہی!

اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

ایسا کریں تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ ان دونوں نے

اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

گناہ سے حق دبا لیا تو اور دو شخص ان کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں میں سے

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ

کہ جن کا حق دبا ہے اور یہ مظلوم کے قریبی رشتہ دار ہوں پھر اللہ کی قسم کھاویں

اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

کہ ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے کچھ زیادہ نہیں کیا نہیں تو ہم بے شک

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

ظالم ہیں ف١ اس میں لگتا ہے کہ وہ جیسی کی تیسی گواہی دیں

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ

یا اس کا ڈر کریں کہ ہماری قسمیں رد کی جاویں ان کی قسموں کے بعد!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کا حکم) سن لو اور اللہ راہ راست نہیں دکھاتا

الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

نافرمان لوگوں کو (یاد کرو) جس دن اللہ جمع کرے گا پیغمبروں کو پھر فرمائے گا کہ تم کو کیا

ف١ شانِ نزول:

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک شخص ''بدیل'' نامی جو مسلمان تھا دو شخص ''تمیم و عدی'' کے ساتھ جو اس وقت نصرانی تھے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گیا۔ شام پہنچ کر بدیل بیمار پڑ گیا۔ اس نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر اسباب میں رکھ دی اور اپنے دونوں رفیقوں کو اطلاع نہ کی۔ مرض جب زیادہ بڑھا تو اس نے دونوں نصرانی رفقاء کو وصیت کی کہ کل سامان میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ انہوں نے سب سامان لا کر وارثوں کے حوالہ کر دیا، مگر چاندی کا ایک پیالہ اس میں سے نکال لیا۔ آخر معاملہ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا۔ ان دونوں نصرانیوں سے قسم لی گئی کہ ہم نے میت کے مال میں کسی طرح کی خیانت نہیں کی نہ کوئی چیز اس کی چھپائی۔ آخر قسم پر فیصلہ ان کے حق میں کر دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ پیالہ ان دونوں نے مکہ میں کسی سنار کے ہاتھ فروخت کیا ہے جب سوال ہوا تو کہنے لگے کہ وہ ہم نے میت سے خرید لیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مراجعہ کیا اب پہلی صورت کے برعکس اوراوصیا خریداری کے مدعی اور وارث منکر تھے۔ شہادت موجود نہ ہونے کیوجہ سے وارثوں میں سے دو شخصوں نے جو میت سے قریب تر تھے قسم کھائی کہ پیالہ میت کی ملک تھا اور یہ دونوں نصرانی اپنی قسم میں جھوٹے ہیں۔ چنانچہ جس قیمت پر انہوں نے فروخت کیا تھا (ایک ہزار درہم) وہ وارثوں کو دلائی گئی۔ (تفسیر حقانی)

خلاصہ رکوع ١٤

بے فائدہ سوالات سے بچنے اور جاہلیت کی رسومات کی تردید فرمائی گئی۔ زندگی میں وصیت کرنے اور بعد میں وصیت کے بارہ میں گواہیوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ١٤/٤

اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

جواب ملا؟ وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں! تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے ف۱

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ

جب اللہ فرماوے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور

عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ

اپنی ماں پر ف۲ جب میں نے تیری مدد کی روح القدس سے! تو کلام

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

کرتا تھا لوگوں سے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں! اور جب میں نے تجھ کو سکھا دیا

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

لکھنا اور دانائی اور توریت اور انجیل! اور جب تو بناتا تھا

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے پھر اس میں پھونک مار دیتا تھا

طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ

تو وہ پرند ہو جاتی تھی میرے حکم سے اور تو بھلا چنگا کر دیتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

سے! اور جب تو نکال کھڑے کرتا تھا مردے میرے حکم سے! اور جب میں نے روکا بنی اسرائیل کو

عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تجھ سے جس وقت کہ تو ان کے پاس صریح معجزے لے کر آیا تو کہنے لگے وہ لوگ

ف۱ قرآن کریم کا یہ خاص طریقہ ہے کہ جب وہ اپنے احکام بیان فرماتا ہے تو اس کے ساتھ آخرت کا کوئی ذکر یا پچھلی امتوں کی فرماں برداری یا نافرمانی کا بھی ذکر فرماتا ہے، تا کہ ان احکام پر عمل کرنے کے لئے آخرت کی فکر پیدا ہو، چنانچہ وصیت کے مذکورہ بالا احکام کے بعد اب آخرت کے کچھ مناظر بیان فرمائے گئے ہیں۔ اور چونکہ کچھ پہلے عیسائیوں کے غلط عقائد کا تذکرہ تھا، اس لئے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آخرت میں جو مکالمہ ہوگا اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور شروع کی اس آیت میں تمام پیغمبروں سے اس سوال کا ذکر ہے کہ ان امتوں نے ان کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ اس کے جواب میں انہوں نے اپنی لاعلمی کا جو اظہار کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں تو لوگوں کے ظاہری بیانات پر ہی فیصلہ کرنے کے مجاز تھے لہذا جس کسی نے ایمان کا دعویٰ کیا ہم نے اسے معتبر سمجھ لیا، لیکن یہ معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ آج جبکہ فیصلہ دلوں کے حال کے مطابق ہونے والا ہے، ہم یقین کے ساتھ کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ دلوں کا پوشیدہ حال تو صرف آپ ہی جانتے ہیں، البتہ جب لوگوں کے ظاہری رد عمل ہی کے بارے میں انبیائے کرام سے گواہی لی جائے گی تو وہ ان کے ظاہری اعمال کی گواہی دیں گے، جس کا ذکر سورہ نساء (۴:۴۱) اور سورہ نحل (۱۶:۸۹) وغیرہ میں آیا ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت عیسیٰؑ سے خطاب:

اول تو اولاد پر احسان کرنا من وجہ ماں پر احسان ہے۔ دوسرے ظالم لوگ جو تہمت مریم صدیقہ پر لگاتے تھے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی براءت و نزاہت کے لئے برہان مبین بنا دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت مریم کو دکھلائے جو ان کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بلا واسطہ ان پر تھے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ

جو ان میں کافر تھے کہ بس یہ تو کھلا جادو ہے اور (یاد کر) جب میں نے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لے آؤ مجھ پر اور میرے رسول پر! تو انہوں نے کہا

وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں جب حواریوں نے کہا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تمہارے پروردگار سے ہو سکے گا کہ ہم پر آسمان سے بھرا

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

خوان اتارے؟ عیسیٰ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم کو

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ

ایمان ہے وہ بولے کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے

قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

دل مطمئن ہو جاویں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس کے

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ

گواہ رہیں عیسیٰ نے کہا اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ دن عید قرار پاوے ہمارے اگلوں

خاصیت: آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور پچھلوں کے لئے ف۱ اور تیری طرف سے نشانی ہو! اور ہم کو روزی دے اور تو ہی سب سے بہتر

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ

روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ بیشک میں خوان تم پر اُتاروں گا تو جو شخص

فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ

تم میں سے اس کے بعد کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں کسی کو بھی ویسا عذاب نہ

قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

دوں گا اور جب فرمائے گا اللہ کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مانو مجھ کو اور

اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ

میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا؟ عیسیٰ جواب دے گا کہ تیری ذات پاک ہے مجھ سے

مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ

کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو

فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ

تجھ کو معلوم ہوگا! تو تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے!

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ

بیشک تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے میں نے ان سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھ کو

بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ

حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے! اور میں ان کا نگران

ف۱ آسمان سے خوان اترنے کا دن: یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو، ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہوجائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے

خلاصہ رکوع ۱۵

قیامت کی منظر کشی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائیں گے اور وہ امتوں کے بارے میں گواہی دیں گے۔ حواریین عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ آسمان سے دستر خوان کے اترنے کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱۵ / ۷ / ۵

موافق تکون لنا عیدا کا اطلاق ایسا ہوا جیسا کہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے الکم تقرؤن اٰیۃ لو نزلت فینا لا تخذنا ھا عیدا جس طرح آیۃ کو عید بنانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ہے (کما ھو مصرح فی الروایات الاخر) اسی پر مائدہ کے عید ہونے کو بھی قیاس کر لو کہتے ہیں کہ وہ خوان اترا اتوار کو جو نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔ (تفسیر عثمانی)

شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ

رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی

الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کا نگہبان تھا! اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں!

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ

اور اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں! اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بیشک

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

تو ہی زبردست ہے حکمت والا اللہ فرمائے گا وا یہ وہ دن ہے کہ سچے بندوں کو ان کا

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

سچ کام آئے گا وٖ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے! اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی!

عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہی بڑی کامیابی ہے اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

اور جو کچھ ان میں ہے (سب میں) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

وا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری رات ایک آیت کو دہرانا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اس آیت کو پڑھتے پڑھتے گزار دی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرمائے تو تو عزت وحکمت والا ہے۔ (نسائی وابن ماجہ)

وٖ سچا آدمی: حدیث میں علانیہ اور تنہائی میں اچھی طرح نماز پڑھنے والے کو سچا بندہ کہا گیا ہے، ارشاد ہے: "یعنی جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرا سچ بندہ ہے(مشکوٰۃ شریف)۔" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ: یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ جنت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بڑی نعمت یہ ہے کہ میں تم سے راضی ہوا اب کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔(معارف القرآن مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۱۶

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عیسائیوں کے شرک اور گمراہی بارے سوال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کو ذکر فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے بارہ میں سفارش کو ذکر کیا گیا جس سے واضح ہوا کہ اس وقت بھی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کیلئے مہربان وشفیق ہونگے۔

ع ۱۶ / ۵

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ هِيَ مِائَةٌ خَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ انعام ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو چھیاسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنائے

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۗ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

اندھیرے اور چاندنا پھر بھی یہ کافر اپنے پروردگار کے ساتھ (دوسروں کو) برابر کرتے ہیں

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر موت کا ایک وقت مقرر کر دیا! اور ایک

مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِي

میعاد اس کے نزدیک معین ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو اور وہی اللہ ہے

السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ

آسمانوں میں اور زمین میں! جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے

مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ

جو کچھ تم کرتے ہو اور ان کے پاس نہیں آتی کوئی نشانی ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ

مگر وہ اس سے روگردانی ہی کرتے رہتے ہیں چنانچہ جھٹلا دیا انہوں نے حق کو جب کہ وہ ان کے

ف۱ اونٹنی دب گئی:
سورۂ انعام مکہ میں ایک ہی رات کے اندر ایک ہی دفعہ میں نازل ہو گئی۔ اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے اور تسبیح پڑھتے جا رہے تھے۔ اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ نبی ﷺ ناقہ پر سوار تھے اور سورۂ انعام اتر رہی تھی۔ میں ناقہ نبی ﷺ کی باگ تھامے ہوئے تھی۔ وحی کے بوجھ سے ناقہ ایسی دب گئی تھی کہ گویا اس کی ہڈیاں ہی ٹوٹ جائیں گی۔ ملائکہ زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ سورۂ انعام اترنے کے بعد حضرت محمد ﷺ تسبیح پڑھنے لگے اور فرمایا اس سورت کی مشایعت میں فرشتے افق تک گھیرے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی گونج سے زمین و آسمان میں ہنگامہ تھا حضرت محمد ﷺ بھی یہی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پوری سورۂ انعام ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی ہے اور ستر ہزار فرشتوں کی تسبیح و تحمید کی گونج کے ساتھ اتری ہے۔
(تفسیر ابن کثیرؒ)

سورۂ انعام کی ایک خصوصیت:
☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۂ انعام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری سورت بجز چند آیات کے بیک وقت مکہ میں اس طرح نازل ہوئی ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے جلو میں تسبیح پڑھتے ہوئے آئے تھے۔ ائمہ تفسیر میں سے مجاہدؒ، کلبیؒ، قتادہؒ وغیرہ کا بھی تقریباً یہی قول ہے۔

خاصیت: سورہ انعام پہلی آیت پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥

پاس آیا تو اب آگے چل کر ان کو معلوم ہو گی حقیقت اس بات کی جس کی ہنسی اُڑاتے تھے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا کتنی امتوں کو

فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

جن کو ہم نے ملک میں اتنا جما دیا تھا کہ تم کو نہیں جمایا اور ہم نے برسا دیا

مِّدْرَارًا ۖ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

ان پر مینہ موسلا دھار اور نہریں جاری کر دیں ان کے نیچے پھر ان کو ہلاک کر دیا ف۲ ان کے

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦

گناہوں کے باعث اور نکال کھڑی کی ان کے بعد اور اُمت اور (اے محمد) اگر

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ

ہم تجھ پر اتاریں لکھی لکھائی کتاب کاغذ پر پھر یہ لوگ اس کو اپنے ہاتھوں سے

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا

چھو بھی لیں (تب بھی) ضرور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو بس صریح جادو ہے اور کہتے ہیں

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ

کہ محمد پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترا؟ اور اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو جھگڑا ہی چک گیا تھا

الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

پھر ان کو کچھ بھی مہلت نہ ملتی اور اگر ہم کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے تو اس کو بھی مرد کی

فضیلت سورہ انعام

اس سورت کا مریض پر پڑھنا کیسا ہی لا علاج مرض کیوں نہ ہو شفا کا باعث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو کوئی صبح ہوتے ہمیشہ سورہ انعام کے شروع کی تین آیتوں کا ورد رکھے گا حق تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے نگہبان مقرر فرمائے گا جو ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے اور اس مقدس سورت کی تلاوت کرنے والے شخص کا نامہ اعمال میں روزانہ ان فرشتوں کے اعمال کے برابر قیامت تک ثواب لکھا جائے گا ۱۲ ک یعنی الحمدللہ سے تکسبون تک (تفسیر میرٹھی)

ف۲ ان کے ہلاک کرنے سے حقیقت میں تو ہمارا کیا نقصان ہوتا ظاہر میں بھی تو ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں آئی کہ دنیا ویسی ہی بسی رہی اسی طرح اگر تم پر عذاب نازل کر دیں تو تعجب کیا ہے اور ان ہلاک ہونے والی جماعتوں سے عاد و ثمود وغیرہ مراد ہیں کہ قسم قسم کے عذابوں سے ہلاک کئے گئے اور ان کی ہلاکت کے آثار نمایاں تھے ان آثار کے دیکھنے کو ہلاکت کا دیکھنا فرمادیا۔ اور جس عذاب سے کفار موجودین کو ڈرایا گیا ہے مراد اس سے یا تو دنیوی عذاب ہو چنانچہ قتل و قید کئے گئے یا عذاب آخرت مراد ہو کہ وہ بھی قریب ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے (تسہیل بیان)

رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

صورت میں بنا کر بھیجتے اور ہم ان پر وہی شبہ ڈال دیتے ۱ جواب شبہ کر رہے ہیں

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اور تجھ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو آ نازل ہوا ان لوگوں پر کہ

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا

جو ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ عذاب کہ جس کی ہنسی اڑاتے تھے کہہ دے کہ چلو پھرو ملک میں

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

پھر دیکھو کہ کیا ہوا جھٹلانے والوں کا انجام پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ

اور زمین میں ہے؟ خود ہی کہہ دے کہ سب اللہ کا ہے! اس نے اپنے اوپر لازم کرلیا رحم کرنا! ۲

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

وہ تم کو ضرور جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں! جو لوگ آپ اپنا نقصان کر رہے ہیں

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ

وہ تو ایمان لائیں گے نہیں اور اللہ ہی کا ہے جو بستا ہے رات

وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

اور دن میں! اور وہ سننے والا جاننے والا ہے کہہ دے کہ میں کیا کوئی اور

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ

مددگار بناؤں اللہ کے سوا کہ جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو

---

۱ کیونکہ جب وہ فرشتہ آدمی کی شکل پر ہوتا تو اس کو بشر سمجھ کر پھر بھی اعتراض کرتے کہ ہمارے پاس فرشتہ کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا گیا۔ غرض فرشتہ کے رسول بننے سے ان کا نفع تو کچھ نہ ہوتا کیونکہ پھر بھی اشتباہ وہی قائم رہتا اور ضرر یہ ہوتا کہ نہ ماننے سے فوراً ہلاک کر دیئے جاتے اس لئے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱/۷ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تذکرہ فرمایا گیا۔ انسان کی پیدائش اور موت کا تذکرہ کرکے اس کی غفلت کو دور کیا گیا۔ کفار مکہ کے عناد کا اظہار اور اس کا جواب دیا گیا۔

ہم نے ایسا نہیں کیا خلاصہ یہ کہ محض عناد کی وجہ سے ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت اور حق واضح ہونے کا طریقہ نہیں اور جو اس کا طریقہ ہے کہ موجودہ آیات و معجزات میں غور کریں اس سے یہ کام نہیں لیتے ۱۲ (تسہیل بیان)

۲ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک اس نے نیچے اتار کر جن و بشر اور چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کو تقسیم کی ہے اسی کی وجہ سے وہ باہم محبت و رحمت کرتے ہیں وحشی جانور اسی کے سبب اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ ننانوے رحمتیں اس نے اپنے لئے رکھ چھوڑی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں کو سرفراز فرمائے گا۔ رواہ مسلم۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا

کوئی نہیں کھلاتا! کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے اول فرمانبردار بنوں اور (اے محمد)

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ

مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا' کہہ دے کہ میں ڈرتا ہوں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں

عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ

ایک بڑے دن کے عذاب سے جس سے اس دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے

یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ

بڑا رحم فرمایا! اور یہی صریح کامیابی ہے اور اگر

یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ

اللہ تجھ کو کوئی ضرر پہنچائے اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں! اور اگر

یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ

وہ تجھ کو کوئی فائدہ پہنچا دے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا زور چلتا ہے اپنے بندوں پر! اور وہی

الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَیُّ

حکمت والا باخبر ہے کہہ کہ کس کی گواہی بڑی ہے؟ ولے خود ہی کہہ دے کہ

شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ

اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان! اور میری جانب

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے ڈراؤں تم کو اور اس کو جس تک یہ قرآن پہنچے!

ولے حضور ﷺ کی نصیحتیں

امام بغویؒ نے اس آیت کے تحت حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک سواری پر سوار ہوئے، اور مجھے اپنے پیچھے ردیف بنالیا، کچھ دور چلنے کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لڑکے! میں نے عرض کیا حاضر ہوں، کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو یاد رکھو، اللہ تم کو یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو گے تو اس کو ہر حال میں اپنے سامنے پاؤ گے، تم امن و عافیت اور خوش عیشی کے وقت اللہ تعالیٰ کو پہچانو تو تمہاری مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ تم کو پہچانے گا، جب تم کو سوال کرنا ہو تو صرف اللہ سے سوال کرو، اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو، جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے قلم تقدیر اس کو لکھ چکا ہے، اگر ساری مخلوقات مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نفع پہنچا دیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں نہیں رکھا تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے، اور اگر وہ سب مل کر اس کی کوشش کریں کہ تم کو ایسا نقصان پہنچا دیں جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے تو ہرگز اس پر قدرت نہ پائیں گے، اگر تم کر سکتے ہو کہ یقین کے ساتھ صبر پر عمل کرو تو ایسا ضرور کرلو، اگر اس پر قدرت نہیں تو صبر کرو، کیونکہ اپنی خلاف طبع چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر و برکت ہے، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور مصیبت کے ساتھ راحت اور تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔ (یہ حدیث ترمذی اور مسند احمد میں بھی بسند صحیح مذکور ہے۔)

خاصیت: آیت ۱۷۔۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ

کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں؟ کہہ دے کہ میں تو گواہی

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

دیتا نہیں! کہہ دے کہ بس وہی ایک معبود ہے اور میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

اپنے بیٹوں کو ؎۱ پہچانتے ہیں جو لوگ کہ اپنا آپ نقصان کر رہے ہیں وہی نہیں مانتے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا اس کی

بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

آیتوں کو جھٹلا دے بیشک ظالموں کو فلاح ہو گی نہیں اور جس دن ہم ان سب کو

جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ

جمع کریں گے پھر کہیں گے ان لوگوں سے جو شرک کرتے تھے کہ تمہارے وہ شریک کہاں ہیں

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا

جن کا تم دعویٰ کرتے تھے؟ پھر ان کا اس کے سوا کوئی جھوٹا عذر نہ ہو گا کہ کہیں گے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى

اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو شریک نہیں کرتے ؎۲ تھے دیکھو تو سہی کہ کس طرح جھوٹ بولنے لگے اپنے

؎۱ بیٹے کی صورت دیکھ کر عادۃً کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کون شخص ہے اسی طرح وہ حضور کو دل سے بلاشک وشبہ خوب پہچانتے ہیں کہ یہ رسول برحق ہیں گو زبان سے انکار و اخفاء کریں لیکن جب شہادت کبریٰ قرآن مجید و دیگر معجزات موجود ہونے کی وجہ سے اہل کتاب کی شہادت پر مدار ہی نہیں تو اس کے نہ ہونے سے کیوں استدلال کیا جائے۔

خلاصہ رکوع ۲

اثبات توحید اور اسکے اصول وقواعد بتائے گئے۔ رسالت اور انبیاء کی عظمت اور ان کو جھٹلانے والوں کے انجام کو بیان فرمایا ہے۔

؎۲ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ قیامت میں تو سب حقائق منکشف ہو جائیں گے وہاں مشرکین جھوٹ کیسے بولیں گے جواب یہ ہے کہ غایت حیرت و دہشت سے اور کچھ نہ بن پڑے گا شرک سے نفرت و بیزاری ظاہر کرتے ہوئے بدحواسی سے جھوٹ بول دیں گے اور یہ بھی شبہ نہ کیا جائے کہ اس آیت میں شرک کا انجام اس قول میں منحصر کر دیا گیا ہے کہ بس شرک کا یہی انجام ہو گا کہ وہ یوں کہیں گے حالانکہ دوزخ میں جانا بھی شرک کا انجام ہے جواب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے شرک پر ذرا بھی نہ جمیں گے بلکہ آخر کار اس کا انکار ہی کرتے بن پڑے گا پس اس جگہ اقوال کے اعتبار سے حصر ہے کہ بات اس کے سوا کچھ نہ کریں گے ہر اعتبار سے حصر مقصود نہیں۔

اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ

اوپر اور ان سے کھوئی گئیں جو وہ افترا پردازیاں کیا کرتے تھے اور ان میں

مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

بعض ایسے ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور ڈال دیئے ہم نے ان کے دلوں پر پردے

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

تاکہ نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (بھر دیئے) اور اگر یہ دیکھ بھی لیں ساری نشانیاں

يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

تب بھی ان پر یقین نہ لاویں یہاں تک کہ جب وہ تیرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہیں

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ

تو کہتے ہیں کافر کہ بس یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں ف اور یہ اس سے (دوسروں کو تو)

عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

منع کرتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں! اور بس اپنے ہی آپ کو ہلاک کر رہے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا

اور نہیں سمجھتے اور کاش تو دیکھے کہ جب وہ کھڑے کئے جاویں آگ پر پھر کہیں کہ

يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

اے کاش ہم واپس پھیر دیئے جاویں اور جھٹلاویں اپنے پروردگار کی آیتوں کو اور ایمان والوں میں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ

بن جاویں۔ کوئی نہیں بلکہ ان پر کھل گیا جو وہ پہلے سے چھپاتے تھے! اور اگر واپس بھی کئے جاویں

ف شانِ نزول

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث اور عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور حارث بن عامر اور ابی بن خلف اور امیہ بن خلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ آپ اس وقت قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں نے آپ کا قرآن سنا۔ پھر سب نے نضر بن حارث سے پوچھا کہ اے ابوقتیلہ کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ محمد کیا کہتے ہیں۔ نضر بن حارث کافر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی زبان کو ہلاتے ہیں اور اگلے لوگوں کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جیسے میں تمہیں گذشتہ لوگوں (یعنی رستم اور اسفندیار اور اہل فارس) کے قصہ سناتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے خیال میں ان کی بعض باتیں تو سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوجہل نے کہا ہرگز نہیں۔ تم ان کی کسی بات کے سچا ہونے کا اقرار ہرگز نہ کرنا۔ ہمیں مرنا قبول ہے مگر ان کی بات کو ماننا اور ان پر ایمان لانا ہرگز قبول نہیں۔ اس پر یہ آیات ان کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئیں جو لوگوں کو قرآن سننے اور اس کا اتباع کرنے سے روکتے اور منع کرتے تھے اور خود بھی اس سے دور رہتے۔

وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾

تو پھر وہی کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بیشک وہ جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ بس ہماری یہی

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾

دنیا کی زندگی ہے اور ہم کو مرے پیچھے پھر اٹھنا نہیں۔ اور (تعجب کرے) اگر تو دیکھے جب یہ

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا

کھڑے کئے جاویں گے اپنے پروردگار کے سامنے! فرمائے گا کہ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ وہ جواب

بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

دیں گے کہ ہاں سچ تو ہے قسم ہے اپنے پروردگار کی! اللہ فرمائے گا اچھا عذاب چکھو اس کفر کے

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ

بدلے جو تم کرتے رہے اور وہ لوگ نقصان میں رہے جنہوں نے جھوٹ جانا اللہ کے حضور میں

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ

حاضر ہونے کو! یہاں تک کہ جب ایک دم ان پر قیامت آ پہونچے گی تو چلا اٹھیں گے کہ ہائے

مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ

افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی! اور وہ بوجھ لادے ہوں گے اپنے

أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ

اپنے گناہوں کے اپنی پیٹھوں پر ف۱! خبردار ہو جاؤ کہ بہت برا بوجھ ہے وہ جو لادے پھرتے ہیں۔ بس

وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا

دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے! اور آخرت کا گھر ان کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں! کیا تم

ف۱ قبر میں بُرے عمل بری شکل میں آئیں گے:
روایت ہے کہ جب کوئی گناہ گار قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک نہایت بدشکل صورت سامنے آتی ہے۔ کالا رنگ، بدبودار، میلے کپڑے، اس کے ساتھ قبر میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو دیکھ کر کہتا ہے کہ کیا ہی بُرا ہے تیرا چہرہ تو وہ کہے گا کہ تیرے اعمال قبیحہ کا میں عکس ہوں، ایسے ہی تھے تیرے اعمال اور ایسے ہی بدبودار تھے تیرے تمام کام۔ وہ کہے گا تو ہے کون؟ تو کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ پھر وہ قیامت تک اس کے ساتھ قبر میں رہے گا۔ قیامت میں وہ اس سے کہے گا کہ لذات و شہوات کی شکل میں تجھ کو میں دنیا میں اٹھائے ہوئے تھا آج کے روز تو مجھے اٹھائے گا۔ چنانچہ اس کے اعمال کا مجسمہ اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اس کو دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۳

منکرین خدا و آخرت کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور مخالفین کو تنبیہ فرمائی گئی۔ آگے کفار کے مطلوبہ معجزات نہ دکھانے کی حکمت ذکر کی گئی۔ روز محشر حساب کتاب کی تفصیل ذکر کی گئی جس سے حقوق العباد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ع ۳ ۱۰ ۹

تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ

سمجھتے نہیں؟ ول ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو رنج دیتی ہیں وہ باتیں جو یہ کہتے ہیں تو وہ تجھ کو

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

تو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں و۲

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

اور بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں تجھ سے پہلے تو وہ صبر کرتے رہے

كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

جھٹلائے جانے اور ایذا دیئے جانے پر یہاں تک کہ ان تک آ پہنچی ہماری مدد!

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور کوئی اللہ کی باتوں کا بدل سکنے والا نہیں ہے! اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ احوال پیغمبروں کے

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اور اگر گراں گزرتی ہے تجھ پر ان کی روگردانی تو اگر تجھ سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ

کہ تلاش کرے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی پھر لادے ان کے سامنے کوئی معجزہ

بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

(تو اپنی سی کر دیکھ)! اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان کو سب کو جمع کر دیتا ہدایت پر سو تو نہ ہو جائیو

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ

نادانوں میں۔ بس مانتے بھی وہی ہیں جو (گوش دل سے) سنتے ہیں! اور مردوں کو

تفصیل

و۱ یہ بات کافروں کے اس بیان کے جواب میں کہی گئی ہے جو آیت نمبر ۲۹ میں اوپر گزرا ہے کہ: ”جو کچھ ہے بس یہی دنیوی زندگی ہے“ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلے میں چند روز کی دنیوی زندگی، جسے تم سب کچھ سمجھ رہے ہو، کھیل تماشے سے زیادہ وقت نہیں رکھتی۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پروا کیے بغیر دنیا میں زندگی گزارتے ہیں تو جس عیش و آرام کو وہ اپنا مقصد زندگی بناتے ہیں، آخرت میں جا کر ان کو پتہ لگ جائے گا کہ اس کی حیثیت کھیل تماشے کی سی تھی۔ ہاں! جو لوگ دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا کر زندگی گذارتے ہیں۔ ان کیلئے دنیوی زندگی بھی بڑی نعمت ہے۔ (توضیح القرآن)

و۲ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف اپنی ذات کے جھٹلانے سے اتنا زیادہ رنج نہ ہوتا، لیکن زیادہ رنج کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ آیت کے یہ معنی الفاظ قرآن کے بھی زیادہ مطابق ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج سے بھی زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ (توضیح القرآن)

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا

اللہ جلا اٹھائے گا پھر اسی کی جانب لوٹائے جاویں گے اور کہتے ہیں

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

کہ محمد پر کیوں نہیں اُتری کوئی نشانی اس کے پروردگار کی طرف سے! کہہ دے کہ اللہ اس

عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

بات پر قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت سمجھتے نہیں ف۱

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

اور جو جاندار زمین میں ہے اور جو پرند اپنے دو پروں پر اُڑتا ہے

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ

بس سب تم ہی جیسی امتیں ہیں فروگزاشت ہم نے نہیں کی کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی چیز! پھر

اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ

سب اپنے رب کے سامنے اکٹھے ہوں گے ف۲۔ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں

وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ

وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں (پڑے ہوئے) جسے اللہ چاہے گمراہ کرے! ف۳

يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ

اور جسے چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے! کہہ دے کہ بھلا دیکھو تو سہی اگر

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ

تمہارے سامنے آموجود ہو اللہ کا عذاب یا تم پر آجاوے قیامت تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے

ف۱ انجام کو نہیں سمجھتے اس لئے یہ درخواست کررہے ہیں وہ انجام یہ ہے کہ اگر پھر بھی ایمان نہ لاویں گے تو سب ہلاک کردیئے جائیں گے حاصل یہ ہے کہ ضرورت تو اس لئے نہیں کہ پہلے معجزات کافی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ جیسے ان پر ایمان نہیں لائے فرمائشی معجزہ بھی پورا ہونے کے بعد بھی نہ لائیں گے اور اس صورت میں سخت ضرر ہے اس لئے حکمت یہی ہے کہ ان کے فرمائشی معجزات نازل نہ ہوں۔

ف۲ سب سے پہلے ٹڈی دل ہلاک ہوں گے:

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک سال ٹڈی دل نہیں آیا۔ آپؓ نے دریافت کی تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ آپؓ کو چونکہ تعلق خاطر تھا اس لئے عراق اور شام وغیرہ کی طرف لوگوں کو بھیج کر دریافت کرایا کہ آیا وہاں کوئی ٹڈی دل آیا۔ تو یمن کی طرف سے آدمی نے چند ٹڈیاں نکال کر سامنے ڈال دیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر تین بار اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار مخلوقات پیدا کی ہیں جس میں سے چھ سو سمندری ہیں اور چار سو خشکی کی ہیں۔ سب سے پہلے اللہ اس ٹڈی والی مخلوق کو ہلاک کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ مطلب یہ کہ حق بات ماننے کے لئے تو سننے اور دیکھنے کی ضرورت ہے اور ان کا یہ حال ہے جو معلوم ہو چکا تو ان کے راہ پر آنے کی کیا توقع ہے یہ تو لامحالہ ظلمتوں میں گرفتار ہیں پھر جب کوئی حق سے اعراض ہی کرتا رہے تو حق تعالیٰ بھی اس کو گمراہی میں رکھتے ہیں پس ایسی حالت میں ان کی فکر میں پڑنا بے سود ہے ان کو حوالہ بخدا کرنا چاہئے۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ

لگو گے؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں بلکہ اسی ایک کو پکارو گے تو وہ دور کر دے گا

مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ

اس آفت کو جس کے لئے اس کو پکارو گے اگر چاہے گا اور تم بھول جاؤ گے جس کو شریک کرتے تھے

اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور ہم رسول بھیج چکے ان امتوں کی جانب جو تجھ سے پہلے ہو گزریں پھر ہم نے ان کو پکڑا سختی

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا

اور تکلیف میں کہ شاید وہ گڑگڑانے لگیں تو کیوں نہ گڑگڑائے جب ان پر ہمارا عذاب آیا؟

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

لیکن سخت ہو گئے ان کے دل اور ان کو آراستہ کر دکھائے شیطان نے وہ اعمال بد جو وہ کر رہے تھے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

پھر جب وہ بھول بیٹھے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے کھول دیئے ان پر ہر چیز کے

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

دروازے! یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے پائی ہوئی چیزوں سے تو ہم نے ان کو یکایک دھر پکڑا

مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

تب ہی بے آس ہو کر رہ گئے پھر جڑ کٹ گئی ظالم لوگوں کی اور ہر تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ

جو دنیا جہان کا پروردگار ہے ف۱ کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ چھین لے تمہارے

خلاصہ رکوع ۴

توحید الٰہی کے دلائل اور منصب رسالت کی حقیقت ذکر فرمائی گئی۔ آگے بتایا گیا کہ اسلام میں معیار فضیلت ایمان وعمل ہے۔ اس ضمن میں فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی اور ان کا اعزاز بیان فرمایا گیا۔ ع ۴ / ۱۱ / ۱۰

ف۱ الحمد للہ رب العلمین: اور اللہ ہی کے لئے ہر ستائش ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ ظالموں کو ہلاک کرنا بھی قابل حمد وستائش فعل ہے مؤمنوں کو ظالموں کے شر سے نجات ملتی ہے غلط افکار اور فاسد اعمال سے زمین پاک ہوتی ہے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ نزول عذاب کا موجب ہوتے ہیں پس ظالموں کی تباہی سے اہل زمین عمومی تباہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اس جگہ وصف ربوبیت کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ ظالموں کو تباہ کر دینا ہمہ گیر ربوبیت کا تقاضا ہے (متعدی بیمار کی ہلاکت تعدیہ مرض کی بندش وبیخ کنی کا سبب ہوتی ہے) اس جملہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے اور اللہ اس کو ہلاک کر دے تو ایسے شخص کی ہلاکت پر اللہ کی حمد کرنی واجب ہے۔ (تفسیر مظہری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو باقی رکھنا اور ترقی دینا چاہتا ہے تو اس کو پاک دامنی اور میانہ روی بخشتا ہے اور جس قوم سے اپنا رشتہ توڑ لینا چاہتا ہے تو اسے کشائش عطا فرماتا ہے اور باب خیانت اس پر کھول دیتا ہے اور جب وہ مغرور ہو جاتے ہیں تو ناگہاں اسے پکڑ لیتا ہے۔ اب وہ مایوس ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

کان اور آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو اللہ کے سوا کون معبود ہے

يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے دیکھ ہم کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ

يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

منہ پھیرے چلے جاتے ہیں کہہ دے دیکھو تو سہی اگر تم پر آ نازل ہوا اللہ کا عذاب

بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

بے خبر کھلے خزانے تو کیا سوائے ظالم لوگوں کے کوئی اور ہلاک ہو گا؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

اور ہم جو پیغمبر بھیجتے ہیں تو صرف خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو! تو

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جس نے مان لیا ف۱ اور حالت درست کر لی تو ان پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان پر عذاب نازل ہو گا اس نافرمانی کی سزا میں

يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

جو وہ کرتے تھے ف۲ کہہ دے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں! میں تو بس اس پر چلتا ہوں

ف۱ یعنی قطعی دلائل سے پیغمبری کا ثبوت ہو جانے کے بعد رسولوں کا کام یہ ہے کہ ایمان و اطاعت بجا لانے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دیں اور کفر و معصیت کرنے والوں کو خدا کی ناخوشی سے ڈرا دیں جس پر کبھی دنیا میں بھی اور آخرت میں تو ہمیشہ عذاب ہوتا ہے پیغمبروں کو اس واسطے نہیں بھیجا جاتا کہ جو کچھ بھی ان سے واہی تباہی فرمائشیں کی جاویں وہ سب کو پورا کریں جیسا کہ یہ منکرین محض عناد کی وجہ سے درخواست کرتے ہیں۔

ف۲ پیغمبر ﷺ کا مقصد تمہاری فرمائشیں پوری کرنا نہیں ہے:

یعنی تم جو عذاب الٰہی سے نڈر اور بے فکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور از کار سوالات کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دق کرتے اور ان کی تصدیق کے لئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو، خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ ان کی بعثت کی غرض صرف "تبشیر و انذار" اور "تبلیغ و ارشاد" ہے وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارات سنائیں اور نافرمانوں کو ان کے انجام بد پر متنبہ کر دیں آگے ہر شخص کی کمائی اس کے ساتھ ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاداً و عملاً اپنی حالت درست کر لی، حقیقی امن اور چین اس کو نصیب ہوا۔ اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب عظیم کے نیچے آ گیا۔ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ؕ

جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے! ف۱ کہہ دے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور سوانکھا؟

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۠ ۝۵۰ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ

کیا تم سوچتے نہیں؟ اور (اے محمد) ڈرا قرآن کے ذریعہ سے ف۲ ان کو

یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا

جو خوف رکھتے ہیں کہ وہ جمع ہوں گے اپنے پروردگار کے روبرو اللہ کے سوا ان کا نہ

شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝۵۱ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا کیا عجب ہے کہ وہ پرہیزگار بن جاویں۔

رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ

اور مت دور کر ان کو جو اپنے پروردگار کو پکارا کرتے ہیں صبح اور شام اسی کا منہ چاہتے ہیں!

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ

نہ تیرے ذمہ کچھ ان کی جوابدہی ہے اور نہ تیری جوابدہی انکے ذمہ کہ ان کو دھکے دینے لگے

مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۵۲ وَكَذٰلِكَ

تو ہو جائے گا نا انصافوں میں۔ اور اسی طرح ہم نے آزمایا

فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

بعض کو بعض سے تاکہ کہنے لگیں کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں

مِّنْۢ بَیْنِنَا ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ ۝۵۳ وَاِذَا

سے اپنا فضل کیا ہے؟ کیا اللہ نہیں جانتا شکر گزار بندوں کو؟ اور جب

ف۱ خود بھی عمل کرتا ہوں اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرتا ہوں جیسا کہ پہلے پیغمبروں کا بھی یہی قاعدہ تھا پھر ثبوت رسالت کے بعد جس کے لئے بہت سے دلائل قائم

خلاصہ رکوع ۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ع ۵ بے مثال عزم کا اظہار فرمایا گیا ۱۱ اور مشرکین کی کٹ حجتی کا جواب دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے کمال علم اور کمال قدرت کو بیان فرمایا گیا۔

ہو چکے ہیں یہ بےمحل فرمائشیں میرے سامنے کیوں پیش کی جاتی ہیں اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تم جو دور از کار فرمائشیں کر کے میری رسالت کی تکذیب کرتے ہو یہ محض بے معنے ہے کیونکہ اگر میں کسی عجیب و غریب بات کا دعویٰ کرتا جیسے خدائی خزانوں کا مالک ہونا عالم الغیب ہونا یا فرشتہ ہونا تب تو تم کو ان دور و دراز فرمائشوں کا حق بھی ہوتا رسالت جس کا میں مدعی ہوں وہ تو کوئی عجیب و غریب بات نہیں جو اس کو مستبعد سمجھ کر ایسی فرمائشوں سے اس کی تکذیب کرتے ہو!!

ف۲ قیامت کے متعلق تین طرح کے آدمی ہیں ایک تو وہ جو یقین کے ساتھ اس کے منکر ہیں ان لوگوں کا اس آیت میں ذکر نہیں دوسرے وہ جو یقین کے ساتھ اس کے معتقد ہیں تیسرے وہ جن کو تردد ہے آیت میں ان ہی دو قسموں کا ذکر ہے کیونکہ ان کو ڈرانا نافع ہے اور آیت میں مطلق ڈرانا مقصود نہیں بلکہ ایسا ڈرانا مقصود ہے جس کا نفع بھی ہو اور نفع ان ہی دو قسم کے لوگوں کو ہوتا ہے اسی لئے یہ قید بڑھائی گئی کہ ایسے لوگوں کو ڈرایئے الخ اور پہلی قسم کے لوگوں کو بھی اگرچہ تبلیغ کی جاتی ہے جیسا کہ دوسری آیتوں میں صراحۃً حکم ہے مگر وہ محض حجت پورا کرنے کے لئے ان کے حال پر زیادہ توجہ نہیں کی جاتی کیونکہ بوجہ عناد کے وہ اس قابل نہیں ہیں۔

جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

تیرے پاس وہ لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو کہا کر سلام علیکم

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ

لازم کرلیا تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر مہربانی کرنے کو کہ جو کوئی تم میں سے گناہ کر بیٹھے

مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ

نادانستہ پھر توبہ کرلے اس کے بعد اور حالت درست کر لے تو

فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ

اور تاکہ کھل جائے طریقہ گنہگاروں کا ۱؎ کہہ دے کہ مجھ کو اس کی ممانعت ہے کہ

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ

میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو! کہہ دے میں تو تمہاری خواہشوں پر چلتا نہیں

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ

ایسا کروں تو میں گمراہ ہو گیا اور میں نہ رہا ہدایت پانے والوں میں کہہ دے میں تو

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا

اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم نے اس کو جھٹلایا! وہ عذاب میرے پاس نہیں ہے جس کی

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ

تم جلدی مچا رہے ہو! کسی کا حکم نہیں اللہ کے سوا! وہی حق بات بیان کرتا ہے اور وہی سب سے

۱؎ اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے: صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد میں بروایت ابو ہریرہؓ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ہر ایک کی تقدیر کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب میں جو عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ لکھا کہ ان رحمتی غلبت غضبی "یعنی میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔" اور حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا تو صفتِ رحمت کے سو حصے کر کے اس میں سے ایک حصہ ساری مخلوقات کو تقسیم کر دیا، اور آدمی اور جانور اور دوسری مخلوقات میں جہاں بھی کوئی اثر رحمت کا پایا جاتا ہے وہ اسی حصہ تقسیم شدہ کا اثر ہے ماں باپ اور اولاد میں، بھائی بہنوں میں، شوہر بیوی میں، عام رشتہ داروں میں، پڑوسیوں اور دوسرے دوستوں میں جو باہمی ہمدردی اور محبت و رحمت کے تعلقات مشاہدہ کئے جاتے ہیں، وہ سب اسی ایک حصۂ رحمت کے نتائج ہیں، باقی ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے رکھے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی بیشمار نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ توبہ کرنے سے ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے، خواہ غفلت و جہل کی وجہ سے سرزد ہوا ہو، یا جان بوجھ کر شرارت نفس اور اتباع ہویٰ کی وجہ سے۔

بندوں پر اللہ کا حق: معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ حق یہ ہے کہ وہ اُسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر پوچھا کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ پھر کہا یہ ہے کہ خدا انہیں معاف کر دے اور جتلائے عذاب نہ کرے۔ (تفسیر ابن کثیر اردو)

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶ ۵ ۱۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار اور اس کے آثار ذکر فرمائے گئے۔ مشرکین مکہ کا ظلم اور عذاب الٰہی کی تین قسمیں ذکر فرمائی گئی۔ جہلاء کی مجالس سے احتراز اور منکرین و مکذبین کو تنبیہ و وعید ذکر کی گئی۔

خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دے اگر میرے پاس وہ عذاب ہوتا جس کی تم

بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

جلدی مچا رہے ہو تو وہ جھگڑا چک گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے! اور اللہ خوب جانتا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي

ہے ظلم کرنے والوں کو اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا!

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ

اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے! اور نہیں گرتا پتہ تک مگر وہ اس کو معلوم رہتا ہے اور نہ

فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا مگر سب کا سب روشن کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا

میں ہے اور وہی ہے جو تمہاری روح قبض کر لیتا ہے رات کو اور وہ جانتا ہے

جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ج

جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو ول پھر تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے دن میں تاکہ پوری ہو میعاد مقررہ

ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ

پھر اسی کی جانب تم کو لوٹ جانا ہے پھر تم کو جتا دے گا جو کچھ تم کر رہے ہو

الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط

اور اسی کا حکم غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ بھیجتا ہے تم پر نگہبان (فرشتے)

ول سونے کے وقت روح نفسانی جس سے احساس وادراک وتمیز ہوتی ہے ایک گونہ قبض ہو جاتی ہے یعنی کچھ دیر کے لئے معطل ہو جاتی ہے اور روح حیوانی جس کے نکلنے سے موت آجاتی ہے وہ سوتے ہوئے قبض نہیں ہوتی بلکہ جسم میں رہتی ہے وہ موت کے وقت نکلتی ہے اور قرآن میں دونوں کو نفس ہی سے تعبیر کیا گیا ہے ابن عباسؓ نے روح نفسانی کو نفس تمیز اور روح حیوانی کو نفس حیاۃ کہا ہے پس قرآن میں لفظ نفس کی ہر مقام کے مناسب تفسیر کی جائے گی اور سونے کے وقت روح نفسانی کو قبض کر کے جاگنے کے وقت پھر واپس دیدینے سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے پر ایک نظیر قائم کر دی جس سے اس کا استبعاد دفع ہو گیا چونکہ جو روح نفسانی کو قبض کر کے پھر لوٹا دیتا ہے وہ روح حیوانی کو بھی قبض کر کے پھر دوبارہ بدن میں ڈال سکتا ہے۔

انسان کے متعلق تین قسم کے فرشتے ہیں ایک اعمال لکھنے والے دوسرے جن مضرتوں سے حفاظت کرنے کا جب تک حکم ہے ان سے جان کی حفاظت کرنے والے تیسرے جان نکالنے والے مگر دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکالنے کا کام ملک الموت کے سپرد ہے تو دوسرے ان کے ساتھ امداد وغیرہ کے لئے رہتے ہوں گے مجازاً ان کو بھی جان نکالنے والا کہہ دیا گیا۔

ع ۷ ۵ ۱۴

خلاصہ رکوع ۷

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثال عزم کا اظہار اور مشرکین کی کٹ حجتی کا جواب دیا گیا اللہ تعالیٰ کا کمال علمی کو اور قدرت کاملہ کو ذکر کیا گیا۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ

یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ

لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا

کوتاہی نہیں کرتے پھر وہ پہنچائے جاویں گے اللہ کی جانب جو ان کا واقعی مالک ہے!

لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ

سن رکھو بس اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے ف۱ (اے محمد) کہہ تم کو

یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

کون بچا لاتا ہے جنگل اور دریا کے اندھیروں سے کہ تم ان سے دعائیں مانگتے ہو

تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

گڑگڑا کر چپکے چپکے؟ ف۲ (اور کہتے ہو کہ) اگر اللہ نے ہم کو اس سے بچا لیا تو ہم ضرور

الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ

احسان مانیں گے کہہ دے کہ اللہ ہی نجات دیتا ہے تم کو اس سختی سے اور نیز ہر سختی سے

ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ

پھر تم شرک کرنے لگتے ہو کہہ دے وہی اس بات پر قادر ہے کہ بھیج دے

عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ

تم پر عذاب تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے پیروں کے تلے سے

اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ

یا تم کو بھڑا دے گروہ گروہ کر کے اور چکھا دے ایک کو ایک کی لڑائی!

ف۱ امام عاصم کی خوش آوازی

امام عاصم خوش آوازی میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا آپ کے گلے میں گھنٹیاں سی بج رہی ہیں ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ میں امام عاصم کی وفات کے وقت آپ کے مکان پر حاضر ہوا تو میں نے سنا کہ آپ نہایت تحقیق و ترتیل اور شدومد سے یہ آیت بار بار پڑھ رہے تھے گویا کہ نماز کے اندر ہی پڑھ رہے ہیں ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ۔ (الانعام:۶۲)

ف۲ عاجزی سے دُعاء کرو:

تدعونه تضرعا وخفية کہ تم اس سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعاء کرتے ہو۔ تضرع زاری کرنا اور خوب گڑگڑا کر مانگنا، تضرعا اور خفیۃ دونوں مصدر ہیں لیکن معنی اسم فاعل کے ہیں۔ چپکے چپکے دعا اور ذکر کرنا سنت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نہ کسی بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو (یعنی اللہ نہ بہرا ہے نہ غائب کہ اس کو زور سے پکارا جائے بلکہ ہر وقت حاضر ہے اور پست ترین آواز کو بھی سنتا ہے) آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا کرتے ہو (یعنی چپکے چپکے دعا کرنے سے مراد ہے خلوص کے ساتھ دعا کرنا) کیونکہ چپکے چپکے دعا کرنے میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہوتا محض خلوص ٹپکتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۶۳۔۶۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

دیکھ کس طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ سمجھیں

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ

اور جھٹلایا قرآن کو تیری قوم نے حالانکہ وہ برحق ہے! کہہ دے کہ میں تم

بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا

پر داروغہ نہیں ہوں ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور کچھ دنوں بعد تم جان لو گے۔ اور جب

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو بحث کرتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے ٹل جا ؀۱

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

یہاں تک کہ وہ لگ جاویں اس کے سوا کسی دوسری بات میں! اور اگر کبھی تجھ کو

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

شیطان بھلا دے تو ہرگز نہ بیٹھنا یاد آئے پیچھے ظالم لوگوں کے ساتھ۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور پرہیز گاروں پر ان لوگوں کے حساب کی کچھ ذمہ داری نہیں

وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

لیکن ہاں نصیحت کرنی (ضرور) چاہیے شاید وہ بھی پرہیز گار ہو جاویں۔ اور چھوڑ دے جنہوں نے

دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ

بنا رکھا ہے اپنا دین کھیل و تماشا ؀۲ اور ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے زندگانی دنیا نے اور نصیحت کرتا

؀۱ بری مجلس سے اٹھنے کا حکم
مسلمانوں کو ہر ایسی مجلس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا خلاف شریعت اسلام باتیں ہو رہی ہوں اور اس کو بند کرنا یا کرانا یا کم از کم حق بات کا اظہار کرنا اس کے قبضہ واختیار میں نہ ہو۔ ہاں اگر ایسی مجلس میں شریک ہو اور ان لوگوں کو حق بات کی تلقین کرے تو مضائقہ نہیں۔ (معارف القرآن)

؀۲ گناہ کے سبب اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے:
ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اول گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اور جیسے سفید کپڑے میں ایک سیاہ نقطہ ہر شخص کو ناگوار ہوتا ہے اس کو بھی گناہ سے دل میں ناگواری پیدا ہوتی ہے لیکن جب ایک کے بعد دوسرا اور تیسرا گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور پچھلے گناہ سے توبہ نہیں کرتا تو یکے بعد دیگرے سیاہ نقطے لگتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ دل کی نورانی لوح بالکل سیاہ ہو جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو بھلے برے کی تمیز نہیں رہتی، قرآن مجید میں اسی کو لفظ ران سے تعبیر فرمایا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانو یکسبون یعنی ان کے دلوں میں ان کے اعمال بد کی وجہ سے زنگ لگ گیا کہ اب صلاحیت ہی مفقود ہو گئی۔" بری صحبت سے بچوں کو بچاؤ: اور جہاں تک غور کیا جائے انسان کو اس حالت پر پہنچانے والی چیز اکثر اس کا غلط ماحول اور بری صحبت ہوتی ہے، نعوذ باللہ منہما، اسی لئے بچوں کے مربیوں کا فرض ہے کہ بچوں کو ایسے ماحول اور سوسائٹی سے بچانے میں پوری کوشش کریں۔ (معارف القرآن جلد سوم)

بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

رہ قرآن سے کہ کہیں کوئی شخص گرفتار نہ ہو جائے اپنے کرتوت کے بدلے کہ اس کا

اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ

اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ف۱ اور معاوضے اگر سب بھی دے

مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

تو اس سے نہ لئے جائیں! یہی وہ لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے کے وبال میں! ان کے پینے

حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ قُلْ اَنَدْعُوْا

کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ کفر کرتے تھے کہہ دے کیا ہم پکاریں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى

اللہ کے سوا ان کو جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں ف۱

اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ

اور کیا ہم لوٹائے جاویں اُلٹے پاؤں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ راہ راست دکھا چکا جیسے کسی کو بھلا دیا

فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى

جنوں نے جنگل میں حیران! اس کے ساتھی اس کو بلا رہے ہیں سیدھی راہ کی طرف کہ

الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ

ہمارے پاس چلا آ! کہہ دے کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کہ ہم فرمانبردار ہیں پروردگار عالم ف۲ کے اور (یہ فرمایا ہے) کہ نماز قائم رکھو اور اس سے

ف۱ یعنی عبادت کرنے کی صورت میں نفع اور نہ کرنے کی صورت میں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور معبود میں کم از کم اپنے موافق اور مخالف کو نفع و ضرر پہنچانے کی تو قدرت ہونی چاہئے مراد اس سے باطل معبود ہیں کہ بعضوں کو تو اصلاً قدرت نہیں اور جن کو کچھ ہے وہ خود نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی ہے تو کیا ہم کفار کی مرضی کے موافق ایسوں کی عبادت کریں۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸/۱۴ آخرت موت اور حساب کتاب کو ثابت فرمایا گیا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اس کے آثار ذکر کئے گئے۔ خدا کی قدرت کا ایک مظہر عذاب الٰہی اور اس کی اقسام بیان فرمائی گئیں۔ جہلاء سے اعراض کرنے اور ان کی مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔

ف۲ مسلمان کی شان: اس آیت میں بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کر کے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں ان کو خدائے واحد کے سامنے سربسجود کرنے کی فکر کرے۔ مسلمان سے یہ توقع رکھنا بالکل فضول اور خام خیالی ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائے گا جس کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان یا اہل باطل کی صحبت میں رہ کر توحید اور ایمان کی صاف سڑک چھوڑ دے گا اور شرک کی بھول بھلیاں کی طرف الٹے پاؤں پھرے گا۔

وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

ڈرتے رہو! اور وہی ہے جس کے حضور میں تم اکٹھے ہو گے اور وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ

جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو مصلحت سے! اور جس دن وہ فرمائے گا

فَیَكُوْنُ ؕ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ

کہ ہو پس ہو جائے گا بات اسی کی سچی ہے! اور اسی کی حکومت ہے جس دن پھونکا جائے گا صور!

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ

وہ چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے! اور وہی صاحب تدبیر خبردار ہے اور (یاد کرو) جب کہا

اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْٓ اَرٰىكَ

ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہ کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے؟ میں دیکھتا ہوں تجھ کو

وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ

اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں ف۱ اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾

بادشاہت آسمانوں اور زمین کی اور تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جاوے

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ

تو جب چھا گئی اس پر رات اس نے دیکھا ایک تارا! بولا کہ یہی میرا پروردگار ہے! پھر

اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

جب وہ غروب ہو گیا تو کہا میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب چاند جگمگاتا دیکھا

الربع

ف۱ یہاں چند باتیں معلوم کر لینا ضروری ہیں اول یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے حالات سے جو قرآن میں مذکور ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی بھی کرتے تھے اس واسطے ابراہیم علیہ السلام کے مناظرات میں دونوں پر گفتگو ہے دوسرے یہ کہ ابراہیم علیہ السلام ہوش سنبھالتے ہی کے وقت سے توحید کے محقق و عارف تھے ہاں ایک عرصہ تک مناظرہ کا اتفاق نہیں ہوا تھا پھر یا تو نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد قوم سے مناظرہ فرمایا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس رات کی آمد کا اس جگہ ذکر ہے اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس کے پہلے انہوں نے بوجہ غار میں پرورش پانے کے کوئی رات نہ دیکھی تھی بلکہ یہ غار کا مشہور قصہ خود ثابت نہیں تیسرے یہ کہ آپ کی قوم خدا کی قائل تھی یا نہیں دونوں احتمال ہیں البتہ نمرود کے طرز گفتگو سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود خالق ہی کا منکر تھا لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے عناد اور سرکشی کی وجہ سے ایسی گفتگو کی ہو اور واقع میں خالق کا قائل ہو چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ اسی کے قائل ہوئے ہیں کہ ان کی قوم خدا کی قائل تھی اس احتمال پر آیات مناظرہ کی تفسیر زیادہ سہل ہو جائے گی۔

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ

بولا کہ یہی میرا پروردگار ہے! پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا کہ اگر نہ ہدایت دے گا مجھ کو میرا

رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

پروردگار تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا پھر جب سورج جھلکتا دیکھا بولا کہ یہی میرا

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ

پروردگار ہے! یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگا کہ بھائیو میں تو ان سے

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

بیزار ہوں جن کو تم شریک مانتے ہو ف۱ میں نے تو اپنا منہ اسی کی جانب پھیر لیا ہے جس نے بنائے

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾

آسمان و زمین ایک ہی کا ہو کر! اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں ف۲ اور اس سے جھگڑنے لگے اس

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ

کی امت کے لوگ! ابراہیم نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو اور وہ تو مجھ کو رستہ

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْئًا ۭ وَسِعَ

دکھا چکا ہے میں ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم اس کا شریک مانتے ہو مگر ہاں جو میرا پروردگار ہی کچھ

رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ

چاہے! گھیر لیا ہے میرے رب نے ہر چیز کو علم میں! کیا تم خیال نہیں کرتے؟ اور میں ان سے کیوں

مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ

کر ڈروں جن کو تم شریک بناتے ہو اور تم اس سے نہیں ڈرتے کہ تم نے شریک کیا اللہ کے ساتھ ایسی

ف۱

فلما افلت قال یقوم انی بریٔ مما تشرکونَ: پھر جب وہ ڈوب گیا تو ابراہیمؑ نے کہا اے میری قوم والو تم جن چیزوں کو (معبود برحق کا عبادت میں) شریک بناتے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں۔ ستارے اور چاند سورج اجرام علوی ہیں بڑے بڑے ہیں روشن ہیں مگر الوہیت کے قابل نہیں۔ محل حوادث ہیں خود حادث ہیں ان کے احوال حادث ہیں پیدا کرنے والے کے محتاج ہیں اور ایسی ذات کے ضرورت مند ہیں جس نے ان کو یہ مخصوص احوال عطا فرمائے ہیں ان کے مقابلہ میں بت اور دوسرے سفلی اجسام بہت حقیر ہیں۔ اور نا قابل عبادت ہیں حضرت ابراہیمؑ نے اسی لئے اجرام علویہ کے حالات کو دیکھ کر تمام علوی اور سفلی اجرام کی الوہیت سے بیزاری کا اظہار کر دیا جب علوی اجرام قابل الوہیت نہیں تو سفلی اجسام کیسے معبود ہو سکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے استدلال کیا پھر قوم کو خطاب کر کے غیر اللہ کی الوہیت سے بیزاری کا اظہار کیا اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو مسئلہ توحید کی تحقیق پہلے ہو چکی تھی۔ یہ کلام بول کر فقط مشرکوں کو لاجواب بنانا مقصود تھا۔ تفسیر مظہری)

ف۲ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے:

☆ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت پر خلق ہوتا ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندوں کو حنیف پیدا کیا ہے یعنی خدا ہی کا ہو کر رہنے والا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی فطرت وہ ہے جس پر کہ انسان کی پیدائش ہوئی اور جو چیز جیسی پیدا کر دی گئی اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ

چیزوں کو جن کی اس نے تم پر کوئی سند نہیں اتاری! وا تو دونوں فریق میں سے کون امن کا زیادہ حق دار

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۘ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا

ہے (بتاؤ) اگر تم سمجھ رکھتے ہو جو لوگ ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے

اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ۧ

ایمان کو ظلم و۲ (یعنی شرک) سے وہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہی راہ پر ہیں

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو دی تھی اس کی قوم کے مقابلہ میں! ہم

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

بلند کر دیتے ہیں مرتبوں میں جسے چاہیں! بیشک تیرا پروردگار حکمت والا خبردار ہے اور ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ

عطا فرمائے اس کو اسحٰق اور یعقوب! ہر ایک کو ہم نے دی ہدایت! اور نوح کو بھی ہدایت ہم نے دی

قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

ان سب سے پہلے اور اس کی نسل میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف

وَمُوْسٰي وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ ۙ وَزَكَرِيَّا

اور موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت دی) و۳ اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیک عمل کرنے والوں کو

وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ ۙ

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (ہدایت دی) سب نیک بندوں

و۱ مطلب یہ کہ ڈرنا تو تم کو چاہئے تھا دووجہ سے اول تو تم نے ڈر کا کام کیا ہے جو کہ شرک و کفر ہے جس پر عذاب مرتب ہوتا ہے دوسرے خدا کا عالم و قادر ہونا معلوم ہو چکا ہے مگر تم الٹا مجھ کو ڈراتے ہو ذرا انصاف سے سوچو کہ مشرکین اور موحدین میں سے ڈرنا کس کو چاہئے۔

منزل ۲

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ سچا مسلمان کبھی گمراہی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اور بت پرستی پر والد سے مکالمہ ذکر کیا گیا جس میں مشرکین مکہ کو بتایا گیا جن کا نام تم لیتے ہو وہ بھی شرک اور بت پرستی سے بیزار تھے اور پکے موحد تھے۔

ع ۱۵ ۱۳

و۲ ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں لفظ "ظلم" کی تشریح شرک سے فرمائی ہے، کیونکہ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ (توضیح القرآن)

و۳ انبیاء کی باہمی مناسبتیں: ظاہری ملک و سلطنت کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام میں داؤد و سلیمانؑ ہمرنگ ہیں اور مصائب و شدائد پر صبر کرنے کے لحاظ سے ایوبؑ و یوسفؑ میں خاص مشابہت ہے۔ باقی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے قریبی تعلقات کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت موسیٰ نے ہارونؑ کو بطور اپنے وزیر کے حق تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے ان میں سے ہر دو ناموں کے بعد لفظ "کو" لا کر شاید اسی قسم کے لطائف پر متنبہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى

میں ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو (ہدایت دی) اور سب کو ہم نے برتری دی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

جہان ف۱ کے لوگوں پر اور بعض کو ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى

اور ہم نے ان کو انتخاب کیا اور سیدھی راہ چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے

اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا

وہی اس پر چلائے جسے چاہے اپنے بندوں میں سے! ف۲ اور اگر یہ شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تو ضرور اکارت ہو جاتا جو کچھ وہ کرتے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے عطا کی

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ

کتاب اور شریعت اور نبوت! تو اگر نہ مانیں ان باتوں کو یہ لوگ تو ہم نے مقرر کر دیے ہیں

وَّكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

ان پر ایسے لوگ جو ان کا انکار کرنے والے نہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی تو (اے

هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ

محمد) ان ہی کے طریقہ کی تو بھی پیروی کر! کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس قرآن (سنانے

اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

پر) کچھ مزدوری! بس یہ تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی

ف۱ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تھے

حجاج نے یحییٰ بن یعمر سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ حسن اور حسین ذریتِ نبی میں سے ہیں حالانکہ وہ علی اور ابو طالب کی ذریت سے ہیں، اور پھر یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ اس کا ثبوت قرآن سے ہے۔ میں نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا کہیں اس کو نہ پایا۔ تو ابن یعمر نے کہا کہ کیا تم نے سورۃ انعام میں نہیں پڑھا کہ ومن ذریۃ داؤد وسلیمان حتیٰ کہ وہ یحییٰ اور عیسیٰ تک پڑھتے چلے گئے۔ کہا کہ ہاں پڑھا ہے۔ کہا کہ عیسیٰ کو ذریتِ ابراہیم میں بتایا گیا ہے اور حالانکہ وہ باپ نہیں رکھتے تھے، صرف بیٹی کے تعلق سے ذریت میں قرار دیا گیا، تو پھر بیٹی کے تعلق سے حسن اور حسین ذریتِ نبی میں کیوں نہ ہوں۔ حجاج نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ (گلدستہ تفاسیر)

ف۲ مشرکین کو تنبیہ:

مشرکین مکہ کو یہ حالات سنا کر اس طرف ہدایت کرنا مقصود ہے کہ تم لوگ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بات نہیں مانتے تو دیکھو جن کو تم بھی سب بڑا مانتے ہو یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کا پورا خاندان وہ سب یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ قابلِ عبادت صرف ایک ذات حق تعالیٰ ہے، اس کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک کرنا یا اس کی مخصوص صفات کا ساجھی بتلانا کفر و گمراہی ہے، تم لوگ خود اپنے مسلمات کی رو سے بھی ملزم ہو۔ (معارف القرآن، مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۱۰

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہونے کا بیان فرمایا گیا اور یہ کہ سب توحید کے پیکر تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی توحید کے طریقہ پر ہیں۔

۱۰ ع ۸ ۱۶

حَقَّ قَدۡرِهٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ

جیسی کہ قدر چاہئے تھی کہ کہنے لگے اللہ نے تو بشر پر کچھ بھی نہیں اتارا!

قُلۡ مَنۡ اَنۡزَلَ الۡـكِتٰبَ الَّذِىۡ جَآءَ بِهٖ مُوۡسٰى نُوۡرًا

پوچھ کہ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آیا تھا؟ جو روشنی

وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجۡعَلُوۡنَهٗ قَرَاطِيۡسَ تُبۡدُوۡنَهَا

اور ہدایت ہے لوگوں کے لئے کہ جس کو تم نے ورق ورق ف۱ کر رکھا ہے

وَتُخۡفُوۡنَ كَثِيۡرًا ۚ وَعُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَلَاۤ

اس کو ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تم کو وہ سکھایا گیا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ

اٰبَآؤُكُمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۱﴾

تمہارے باپ دادا! تو خود ہی کہہ دے کہ اللہ نے اتاری تھی پھر ان کو چھوڑ دے کہ

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ

اپنی بک بک میں پڑے کھیلا کریں اور یہ قرآن کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے برکت والی سچا

وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ

بتاتی ہے ان کو جو اس سے پہلے ہیں اور تا کہ تو ڈرا دے ف۲ مکے والوں کو اور جو اس کے آس پاس

بِالۡاٰخِرَةِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَهُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ﴿۹۲﴾

ہیں اور جن کو آخرت کا یقین ہے وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر پابند ہیں

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ قَالَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا؟ یا کہے کہ میری طرف

ف۱ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مضمون کے اوراق جدا کر رکھے تھے اور بعض کا ایسا کر لینا تعجب نہیں اور غرض یہ تھی کہ جب ہر مضمون کے اوراق جدا ہوں گے تو ساری کتاب کے مضامین پر لوگوں کو اطلاع نہ ہوگی جو چاہیں گے چھپالیں گے اور مجازاً یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنے ذہن میں تورات کے مضامین کے مختلف حصے تجویز کر رکھے تھے بعض مضامین کو جیسے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپاتے تھے اور اس کی دوسری طرح تاویلیں کرتے تھے۔

ف۲ مکہ تمام دنیا کا مرکز ہے: "ام القریٰ" یعنی بستیوں کی اصل اور جڑ کو کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور جغرافیائی حیثیت سے بھی قدیم دنیا کے وسط میں مرکز کی طرح واقع ہے اور جدید دُنیا (امریکہ) اس کے نیچے ہے اور روایات حدیثیہ کے موافق پانی سے زمین بنائی گئی تو اول یہ ہی جگہ کھلی تھی۔ ان وجوہ سے مکہ کو "ام القریٰ" فرمایا اور آس پاس سے مراد یا عرب ہے کیونکہ دنیا میں قرآن کے اول مخاطب وہ ہی تھے ان کے ذریعہ سے باقی دنیا کو خطاب ہوا اور یا سارا جہان مراد ہو جیسے فرمایا (تفسیر عثمانی)

أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ

وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں آئی اور جو کہے کہ میں بھی اتار دوں

مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ

اس جیسا جو اللہ نے اتارا ہے! ول اور کاش تو دیکھے جب ظالم موت کی

الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ

بیہوشیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے (کہتے ہوں) کہ نکالو اپنی جانیں!

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى

آج تم کو سزا ملے گی ذلت کے عذاب کی اس وجہ سے کہ تم خدا پر جھوٹ باتیں کہتے تھے

اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔ اور بیشک تم لوگ

جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا

ہمارے پاس آ گئے اکیلے اکیلے جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور چھوڑ آئے جو کچھ ہم

خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ

نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے! اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارش کرنے

زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

والے جن کو تم سمجھتے تھے کہ وہ تمہاری (پرورش) میں شریک خدا ہیں! ٹوٹ گیا تمہارا علاقہ اور گئے

عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ

گزرے ہوئے جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔ بیشک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے

ول اس آیت کا نزول کس کے بارے میں ہوا:

☆ میں کہتا ہوں اس سے مراد نضر بن حارث ہے جو سورۂ والنازعات غرقاً کے مقابلہ میں (بطور استہزاء) والطاحنات طحناً و العاجنات عجناً و الخابزات خبزاً کہتا تھا (قسم ہے آٹا پیسنے اور گوندھنے اور روٹی پکانے والیوں کی) بغوی نے لکھا ہے کہ بہ قول قتادہ اس آیت کا نزول مسیلمہ کذاب کے حق میں ہوا۔ یہ شخص کاہن تھا اور کاہنوں کی طرح کچھ مسجع فقرے بولتا تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ ابن جریر نے عکرمہ کا بھی یہی بیان نقل کیا ہے۔ رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں اس نے دو قاصد بھیجے تھے۔ حضورؐ نے قاصدوں سے دریافت کیا، کیا تم مسیلمہ کو نبی مانتے ہو۔ قاصدوں نے کہا جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کو قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱۱

۱۱ ع نزول وحی کے منکرین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔

۱۷ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو انجام بد سے ڈرایا گیا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ

والا ہے! نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور وہی زندہ سے مردہ نکالنے والا ہے!

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ

یہی تو خدا ہے پھر تم کہاں بہکے جا رہے ہو۔ ف۱ وہی پھاڑنے والا صبح کا ہے اور اسی نے بنائی

الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

رات آرام کے لئے اور سورج اور چاند حساب کے لئے! یہ اندازے ہیں

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا

زبردست دانا کے اور ف۲ وہی ہے جس نے تمہارے واسطے ستارے بنائے تاکہ

بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ان سے راستہ پاؤ جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں! تفصیل سے ہم نے بیان کر دیں آیتیں ان

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم کو پیدا کر دیا تن واحد سے

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

پھر کہیں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے ف۳ اور کہیں سونپے جانے کی جگہ اور ہم تفصیل سے

يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ

بیان کر چکے نشانیاں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے بوجھتے ہیں اور اسی خدا نے اُتارا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

آسمان سے پانی! پھر ہم ہی نے اس سے ہر چیز کی بوٹیاں نکالیں پھر ہم ہی نے اس سے سبزہ

ف۱ خدا کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو

یعنی زمین میں دبائے جانے کے بعد گٹھلی اور دانہ کو پھاڑ کر سبز پودہ اگاتا یا جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالنا (مثلاً آدمی کو نطفہ سے نطفہ کو آدمی سے پیدا کرنا) اسی خدا کا کام ہے۔ پھر اسے چھوڑ کر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا اور کوئی ہستی تمہیں ایسی مل سکتی ہے جو ان کاموں کو انجام دے سکے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ صہیبؓ کی شب بیداری:

صہیب رومیؓ کی بیوی ان کی کثرت شب بیداری کی شکایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے رات کو محلِ سکون بنایا لیکن صہیبؓ کے لئے نہیں۔ کیونکہ صہیبؓ کو جب جنت یاد آتی ہے تو اس کے شوق میں رات رات بھر نہیں سوتے اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب دوزخ یاد آتی ہے تو ان کی نیند ہی اڑ جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ ٹھہرنے اور سپرد ہونے کی جگہ

مستقر ٹھہرنے کی جگہ جسے ٹھکانہ کہا۔ اور ''مستودع'' سپرد کئے جانے اور امانت رکھے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے آگے دونوں کے مصداق کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے موضح القرآن میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہم کو پسند ہے۔ یعنی اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں۔ پھر سپرد ہو گا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں''۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خاصیت: آیت ۹۵۔۹۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

نکالا جس سے ہم نکالتے ہیں دانے گتھے ہوئے! اور کھجور کے گابھے میں سے

قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ

گچھے جو جھکے پڑتے ہیں ۱ اور انگور کے باغ اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْا اِلٰى ثَمَرِهٖ

اور انار باہم ملتے جلتے اور جدا جدا دیکھو درخت کا پھل

اِذَا اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

جب وہ پھلے اور اس کا پکنا! بے شک ان میں بہتیری نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لئے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ

اور انہوں نے ٹھہرا لئے اللہ کے شریک جنات حالانکہ اللہ ہی نے جنات کو پیدا کیا ہے!

بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور انہوں نے تراش لئے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بے جانے بوجھے!

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ

وہ پاک اور ان باتوں سے بہت بلند ہے جو یہ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کا موجد ہے!

تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اس کے بیٹا کیوں کر ہوسکتا ہے ۲ حالانکہ نہیں اس کے کوئی جورو! اور اسی نے پیدا کیا ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ

اور وہ ہر چیز سے واقف ہے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے! اس کے سوا کوئی معبود نہیں!

---

۱ کھجور اور انگور کے باغ:
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قنوان دانیہ سے چھوٹے چھوٹے درخت خرما جن کے خوشے زمین سے لگے ہوں مراد ہیں۔ اہل حجاز تو اسے "قنوان" کہتے ہیں لیکن بنو تمیم کے قبیلہ والے قنیان (یاء کے ساتھ) کہتے ہیں۔ اور یہ "قنو" کی جمع ہے جیسے صنوان، صنو کی جمع ہے۔ پھر فرمایا کہ "انگور کے باغات" یعنی انگور کے باغات ہم زمین پر پیدا کرتے ہیں۔ خرما اور انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ یہی دونوں اہل حجاز کے بہترین ثمر سمجھے جاتے ہیں، بلکہ ساری دنیا کے بہترین ثمر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۲

قدرت الٰہی کے آفاقی دلائل ذکر کئے گئے کہ کس طرح زمین و آسمان کی نعمتیں انسانی ضروریات کو پوری کرنے میں منظم انداز میں مصروف کار ہیں۔ آگے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے باطل نظریات کی تردید فرمائی گئی۔

ع ۱۲ / ۱۸

۲ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے:
تعجب ہے کہ جب کسی مخلوق کو تم حقیقۃً خدا کی اولاد قرار دیتے ہو تو ان بچوں کی ماں کسے تجویز کرو گے اور اس ماں کا تعلق خدا کے ساتھ کس قسم کا مانو گے۔ عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لیکن یہ جسارت وہ بھی نہیں کر سکے کہ مریم صدیقہ کو (العیاذ باللہ) خدا کی بیوی قرار دے کر تعلقات زن و شو کے قائل ہو جائیں۔ جب ایسا نہیں تو مریم کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ خدا کا بیٹا کیونکر بن گیا دنیا کے دوسرے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ ان کی ماؤں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے اور وہ معاذ اللہ خدا کی نسلی اولاد نہیں کہلاتے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۹۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾

تمام چیزوں کا خالق ہے تو تم اسی کی عبادت کرو! اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

اس کو نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو! ف۱

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ

اور وہ باریک بیں خبردار ہے تمہارے پاس آ چکیں دلیلیں تمہارے

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ

رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا تو اپنے واسطے! اور جو اندھا رہا تو (وبال)

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ

اسی کی جان پر ہے! اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ اور اسی طرح پھیر پھیر کر ہم آیتیں بیان

لِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ

کرتے ہیں تاکہ کافر کہیں کہ (اے محمد) تو پڑھا ہے اور تاکہ ہم قرآن سمجھا دیں ان کو

مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ

جو سمجھ رکھتے ہیں۔ چل اس پر جو تجھ پر وحی بھیجا گیا تیرے پروردگار کی طرف سے! اس کے

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا

سوا کوئی معبود نہیں! اور کنارہ کش رہ مشرکوں سے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے

جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تجھ کو نہیں کیا ان پر نگہبان! اور نہ تو ان پر تعینات ہے! اور (مسلمانو) تم

ف۱: معتزلہ نے اس آیت سے دیدار اہل جنت کی نفی کی ہے مگر ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اس سے مطلق دیدار کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ احاطہ کی نفی ہوتی ہے اور آئمہ لغت نے ادراک کے معنی احاطہ بیان کئے ہیں اور ابن عباسؓ نے اس جگہ ادراک کی تفسیر احاطہ ہی سے کی ہے اور بہت سے دلائل شرعیہ سے اہل جنت کو خدا کا دیدار ہونا ثابت ہے جن کا انکار نہیں ہو سکتا ف: دنیا میں خدا تعالیٰ کا دیدار عقلاً تو ممکن ہے جیسا کہ موسیٰ کی درخواست ارنی سے ظاہر ہے مگر شرعاً محال ہے جیسا کہ جواب لن ترانی اور نیز دیگر احادیث سے صراحۃً ثابت ہے اور شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کو دیکھنا عالم آخرت میں ہوا ہے کیونکہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور ان کے مافوق کو دنیا سے خارج مانتے ہیں پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضورؐ نے دنیا میں خدا کو دیکھا ہے اور جب حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے خدا کو دیکھا ہے تو آپ سے دو جواب منقول ہیں ایک یہ کہ وہ تو ایک نور ہے میں اس کو کہاں دیکھ سکتا ہوں اس جواب میں احاطہ مراد ہے یعنی میں اس کا احاطہ کہاں کر سکتا ہوں اور دوسرا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں نے ایک نور دیکھا یہاں مطلق دیدار مراد ہے۔ غرض آپ نے خدا کو دیکھا مگر احاطہ نہ کر سکے یہی حال جنت میں ہوگا۔ (تسہیل بیان)

خاصیت: آیت ۱۰۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا

نہ برا کہو ان کو جنہیں یہ کافر اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ وہ اللہ کو برا کہہ بیٹھیں گے

اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪

بے ادبی سے بے سمجھے! اسی طرح ہم نے بھلے کر دکھائے ہیں ہر فریق کو اُن کے اعمال!

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

پھر اپنے پروردگار کی جانب ان کو لوٹ کر جانا ہے پس وہ ان کو جتا دے گا

يَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۸ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

جو وہ کرتے تھے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ اگر آوے ان کے سامنے

جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ

کوئی معجزہ تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آویں گے!ف۱ کہہ دے کہ بس معجزے

اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۹

تو اللہ ہی کے پاس ہی ہیں اور تم مسلمانوں کو کیا خبر کہ جب معجزے آئیں گے تب بھی یہ ایمان نہ

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

لائیں گے اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور آنکھیں جس طرح وہ قرآن پر ایمان نہ لائے تھے

بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱۰ ع

پہلی بار (ایسے ہی معجزہ دکھانے بعد رکیں گے) اور ہم ان کو رہنے دیں گے سرکشی میں بھٹکتے ہوئے

ف۱ صفا پہاڑ سونے کا بن جائے:
☆ قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے محمد (ﷺ) تمہیں نے ہمیں بتلایا ہے کہ موسیٰ نے اپنا عصا پتھر پر مارا تھا تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے تھے اور عیسیٰ مردے کو زندہ کرتے تھے اور ثمود کو بھی ناقہ کا معجزہ ملا تھا۔ اگر تم بھی کوئی ایسا ہی معجزہ پیش کرو تو ہم تمہاری تصدیق کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم کو کیا معجزہ چاہیے؟ کہا کہ اس صفا کی پہاڑی کو ہمارے لیے سونے کی بنا دو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تو کیا تم توحید کی تصدیق کرو گے؟ کافروں نے کہا، ہاں ہم سب تم پر ایمان لے آئیں گے۔ آپؐ اٹھے اور خدا سے دعا مانگنے لگے۔ جبرئیلؑ آئے اور کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو کوہ صفا سونے کا بن جائے گا لیکن اگر اس پر بھی وہ ایمان نہ لائیں گے تو فوری ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر آپ ﷺ کی مرضی ہو تو یہ لوگ یونہی بلا عذاب چھوڑ دیئے جائیں تاکہ بعد کو ان میں سے کوئی ایمان بھی لے آئیں اور توبہ کرلیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۳

ع ۱۳ / ۱۰ / ۱۹ کفار کے عقائد بد کا ازالہ اور جنت میں رؤیت خداوندی کا ذکر فرمایا گیا۔ آگے بتایا گیا کہ دین کی حجت پوری ہو چکی اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں مثبت رویہ اپنانے کا حکم فرمایا گیا اور دلائل سے باطل کو دور کرنے کی ترغیب دی گئی۔

ساتواں پارہ...سورہ انعام

فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ برائے حفاظت کھیت و برکت مال وجان

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْکُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَکُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ. قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۔(پارہ۷، رکوع۵)

خاصیت: یہ آیتیں وسعت رزق اور دفع گرسنگی کے واسطے ہیں۔ جھاؤ کی لکڑی کے برتن میں ان کو باوضو لکھ کر اپنے پاس رکھے جب ضرورت ہو تو اس میں پانی بھر کر یا کھیت یا باغ میں چھڑکے اور اگر دل چاہے تو تین ہفتہ متواتر پانی پیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جان و مال میں برکت ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

حدیث شریف میں آیا ہے جب سورہ انعام اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بے ساختہ) سبحان اللہ کہا۔ اور پھر فرمایا کہ بخدا اس سورت کو پہنچانے اتنے فرشتے آئے ہیں کہ ان کے ہجوم سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔ جس مہم اور غرض کیلئے چاہے اس سورت کو پڑھے اور پھر دعا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔ (الدر النظیم)

خاصیت: دشمن پر بحث میں غالب آنیکے واسطے اتوار کے روز روزہ رکھے اور ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر باندھ لے۔ (اعمال قرآنی)

خواص- اس سورت کا مریض پر پڑھنا کیسا ہی لا علاج مرض کیوں نہ ہو شفا کا باعث ہے ۱۲ق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو کوئی صبح ہوتے ہمیشہ سورہ انعام کے شروع کی تین آیتوں کا ورد رکھے گا حق تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے نگہبان مقرر فرمائے گا جو ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے اور اس مقدس سورت کی تلاوت کرنے والے شخص کے نامہ اعمال میں روزانہ ان فرشتوں کے اعمال کے برابر قیامت تک ثواب لکھا جائے گا ۱۲ک یعنی الحمد للہ سے تکسبون تک ۱۲ع (تفسیر میرٹھی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (پ۷،ع۷)

خاصیت: جو شخص اس آیت کو صبح و شام سات مرتبہ پڑھ کر اپنے بدن پر ہاتھ پھیرے جمیع درد آفات سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۷۔۱۸ برائے ذات الجنب

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ (پارہ۷، رکوع۸)

جب یا قلب یا ہاتھوں میں درد ہو اس کے باندھ دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی اور جس شخص کو کثرت سے رنج و غم ہو ان آیتوں کو سوتے وقت سات مرتبہ پڑھ کر سو رہے جس وقت جاگے گا رنج و غم سب دفع ہوا معلوم ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۳-۶۴ برائے حفاظت طوفان

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ. قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (پارہ۷، رکوع۱۴)

خاصیت: اگر دریا میں جوش وطغیانی ہو یہ آیتیں لکھ کر دریا میں ڈالنے سے طوفان کو سکون ہو جاتا ہے۔

۵۔ شادابی باغ

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (پ۷، ع۱۸)

خاصیت: کھیت کی عمدگی اور حفاظت کیلئے اور درختوں کی پیداوار اور عمدہ طور پر پھل نکلنے کے لئے کسی پاک برتن میں زعفران اور کافور سے لکھ کر اور آب چاہ بلا جگت سے دھو کر جو تخم یا غلہ بوتا ہو اس کو بھگو کر بودیں یا وہ پانی درخت کی جڑ میں چھوڑا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برکت وحفاظت ہوگی اور پھلوں میں خوبی وشیرینی حاصل ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۵-۹۶ برائے حفاظت آفات

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (پارہ۷، رکوع۱۸)

خاصیت: اس آیت کو جمعہ کے روز باوضو ساکھو کے تختے پر یا کسی لکڑی پر لکھ کر کندہ کر کے کشتی کے آگے باندھ دینے سے کشتی تمام آفات سے محفوظ رہے گی۔ دیگر: اگر لاجورد کے نگین پر بدھ کے روز کندہ کر کے انگوٹھی پہنے ہر طرح کی حاجت روائی ہو اور قبولیت اور محبت اور ہیبت لوگوں کی نظر میں پیدا ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۹۹ برائے حفاظت آفات

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (پارہ۷، رکوع۱۸)

خاصیت: اس آیت کو کھجور کی گٹھلی کے غلاف میں جب اول اول نکلے جمعہ کے روز لکھ کر آبپاشی کے کنویں میں ڈال دے اسکے پانی میں اور وہ پانی جس درخت یا پھل میں دیا جائے ان سب میں برکت اور پاکیزگی پیدا ہو اور تمام جن وانسان کی نظر بد اور سب آفات سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۰۳ برائے حفاظت

۳۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (پارہ۷، رکوع۱۹)

خاصیت: اس آیت کو بکثرت پڑھنے سے ہوائے تند کو سکون ہوتا ہے اور ظالموں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۃ الاعراف

یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس کا بنیادی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آخرت کو ثابت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ توحید کے

دلائل بھی بیان ہوئے ہیں۔ اور متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بھی تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر تشریف لے جانے کا واقعہ سب سے زیادہ مفصل طریقے پر اسی سورت میں آیا ہے۔ ''اعراف'' کے لفظی معنی بلندیوں کے ہیں۔ اور اصطلاح میں یہ اس جگہ کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان واقع ہے، اور جن لوگوں کے اچھے اور بُرے اعمال برابر ہوں گے، ان کو کچھ عرصے کے لئے یہاں رکھا جائے گا، پھر ان کے ایمان کی وجہ سے آخر کار وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ چونکہ اسی سورت میں اعراف اور اس میں رکھے جانے والوں کا بیان تفصیل سے آیا ہے اس لئے اس کا نام سورۂ اعراف رکھا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

سورۃ الاعراف: اس کی پہلی دو آیتیں غم اور دل کی گھٹن کے لئے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان پر اتار دیتے فرشتے اور ان سے باتیں کر لیتے مردے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اور ہم اکٹھا کر لاتے ان پر ہر چیز کو ان کے سامنے (تب بھی) وہ ہرگز نہ ایمان لاتے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ

ہاں مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے! لیکن بہتیرے ان میں نادانی کرتے ہیں اور اسی طرح

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ہم نے پیدا کر دیئے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ

کہ سکھاتا رہتا ہے ایک دوسرے کو ملمع دار باتیں فریب دینے کو!ف۱ اور اگر تیرا پروردگار

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

چاہتا تو یہ لوگ ایسی حرکت نہ کرتے سو ان کو چھوڑ دے وہ جانیں

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ان کا جھوٹ اور تا کہ جھکیں اس کی جانب ان لوگوں کے دل جو نہیں ایمان لاتے

بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

آخرت پر اور تا کہ وہ اس کو پسند کریں اور تا کہ کئے جاویں جو بدکرداریاں کر رہے ہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ

(کہہ دے) کہ اللہ کے سوا کیا میں کسی اور کو منصف بناؤں؟ حالانکہ اس نے اتاری تمہاری جانب

ف۱ انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں:

علماء نے لکھا ہے کہ جب مؤمن کو اغواء کرنے سے شیطان عاجز ہو جاتا ہے تو پھر کسی شیطان آدمی یعنی سرکش انسان کے پاس جا کر مؤمن کو بہکانے پر اکساتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا شیاطین جن وانس کے شر سے تو نے اللہ کی پناہ مانگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ شیاطین جن سے زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

شیطان جن اور انسان کی کارروائی:

مالک بن دینار کا قول ہے کہ شیاطین انس شیاطین جن سے زیادہ سخت ہوتے ہیں جب میں اللہ کی پناہ لے لیتا ہوں تو شیاطین جن تو میرے پاس سے چلے جاتے ہیں اور شیاطین انس آ کر مجھے علی الاعلان گناہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ عکرمہ ضحاک سدی اور کلبی کے نزدیک شیاطین سے مراد وہ شیاطین ہیں جو آدمیوں کو بہکانے کیلئے ان کے ساتھ رہتے ہیں اور شیاطین الجن وہ ہیں جو جنات کے ساتھ رہتے ہیں۔ انسان شیطان نہیں ہوتا۔ ابلیس نے اپنی (جناتی) فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ایک حصہ کو جنات (کو بہکانے) کے لئے اور دوسرے حصہ کو آدمیوں (کو اغواء کرنے) کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ دونوں فریق رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دوستوں کے دشمن ہیں۔ ہر فریق ہر وقت دوسرے فریق سے ملتا رہتا ہے۔ شیاطین انس شیاطین جن سے کہتے ہیں ہم نے اپنی آسامی کو اس طرح بہکایا تم بھی اپنی آسامی کو اسی طرح گمراہ کرو۔ شیاطین جن بھی شیاطین انس سے یہی کہتے ہیں۔ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ کا مطلب یہی ہے اول الذکر تفسیر سیاق آیات کے موافق اور قابل ترجیح ہے۔ (تفسیر مظہری)

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ

واضح کتاب! اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ

اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

قرآن حقیقت میں اترا ہے تیرے پروردگار کی جانب سے حق لے کر سو تو نہ ہو

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ

شک کرنے والوں میں سے۔ اور تیرے پروردگار کی بات پوری ہے سچائی اور انصاف میں!

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ

کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو! اور وہی سنتا جانتا ہے ۱؎ اور اگر

تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ

تو کہا مانے گا اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو وہ تجھے بھٹکا چھوڑیں گے اللہ کی

اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

راہ سے! وہ تو صرف خیال پر چلتے ہیں اور سب نری اٹکل دوڑاتے ہیں تیرا پروردگار

يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ

ہی ان کو خوب جانتا ہے جو بہک جاتے ہیں اس کی راہ سے!

سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

اور وہی ان کو خوب جانتا ہے سو راہ پر ہیں سو تم کھاؤ' اس میں سے جس پر

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا

اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ

۱؎ سچا مؤمن شیطان کا آلۂ کار نہیں ہو سکتا:

یعنی" شیاطین الانس والجن" کی تلبیس وتلمیع پر بدعقیدہ اور جاہل ہی کان دھر سکتے ہیں۔ ایک پیغمبر یا اس کے متبعین جو ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں خدائے واحد ہی کو اپنا منصف اور حکم مان چکے ہیں کیا ان سے یہ ممکن ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چکنی چپڑی باتوں کی طرف کان لگائیں۔ یا معاذ اللہ غیر اللہ کے فیصلہ کے آگے گردن جھکا دیں، حالانکہ ان کے پاس خدا کی طرف سے ایسی معجز اور کامل کتاب آچکی جس میں تمام اصولی چیزوں کی ضروری توضیح و تفصیل موجود ہے جس کی نسبت علمائے اہل کتاب بھی کتب سابقہ کی بشارات کی بناء پر خوب جانتے ہیں کہ یقیناً یہ آسمانی کتاب ہے جس کی تمام خبریں سچی اور تمام احکام معتدل اور منصفانہ ہیں جن میں کسی کی طاقت نہیں کہ تبدیل و تحریف کر سکے۔ ایسی کتاب اور محفوظ و مکمل قانون کی موجودگی میں کیسے کوئی مسلمان وساوس و اوہام یا محض عقلی قیاسات اور مغویانہ مغالطات کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو ہم نے اپنا حکم اور جس کی کتاب مبین کو دستور العمل تسلیم کیا ہے وہ ہماری ہر بات سننے والا اور ہر قسم کے مواقع و احوال اور ان کے مناسب احکام و نتائج کی موزونیت کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

(تفسیر عثمانی)

تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا

مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا

جو کچھ تم پر حرام کیا مگر ہاں جس وقت مجبور ہو جاؤ اس کی جانب اور بہتیرے لوگ

لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

تو بہکاتے رہتے ہیں اپنے خیال پر بلا تحقیق۔ بے شک تیرا پروردگار ہی ان کو خوب جانتا ہے

بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۱۹ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ

جو لوگ حد سے بڑھتے ہیں ف۱۔ اور چھوڑ دو کھلا گناہ اور چھپا گناہ!

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب وہ سزا پاویں گے اپنے کئے کی

يَقْتَرِفُوْنَ ۝۱۲۰ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو

عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى

اور اس میں سے کھانا البتہ گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے

اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

کہ تم سے کج بحثی کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو بلاشبہ

لَمُشْرِكُوْنَ ۝۱۲۱ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا

تم مشرک ہو بھلا ایک شخص کہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اس میں جان ڈالی اور اس کو

ف۱ حلال وحرام کی حکمت: مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو بالواسطہ یا بلا واسطہ خدا ہی پیدا کرتا اور خدا ہی مارتا ہے۔ پھر جس طرح اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بعض کا کھانا ہم کو مرغوب اور مفید ہے جیسے سیب انگور وغیرہ اور بعض چیزوں سے ہم نفرت کرتے ہیں یا مضر سمجھتے ہیں جیسے ناپاک گندی چیزیں اور سنکھیا وغیرہ اسی طرح اس کی ماری ہوئی چیزیں بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن سے فطرت سلیمہ نفرت کرے یا ان کا کھانا ہماری بدنی یا روحانی صحت کے لئے خدا کے نزدیک مضر ہو۔ مثلاً وہ حیوان دموی جو اپنی طبعی موت سے مرے اور اس کا خون وغیرہ گوشت میں جذب ہو کر رہ جائے۔ دوسرے وہ حلال وطیب جانور جو باقاعدہ خدا کے نام پر ذبح ہو یہ بھی خدا ہی کا مارا ہوا ہے۔ جس پر مسلمان کی چھری کے توسط سے اس نے موت طاری کی۔ مگر عمل ذبح اور خدا کے نام کی برکت سے اس کا گوشت پاک و صاف ہو گیا۔ پس جو شخص دونوں قسموں کو ایک کرنا چاہے وہ معتدی (حد سے بڑھنے والا) ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱۴

مشرکین وکفار مکہ کے بے جا بہانوں کا جواب دیا گیا اور حضور صلی اللہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے بے جا سوالوں سے تنگدل نہ ہوں کہ مرضی کے معجزات دے کر بھی دیئے جائیں تو بھی یہ راہ راست پر نہ آئیں گے کیونکہ یہ لوگ جہالت پر پکے مسخ شدہ مزاج رکھتے ہیں۔

ع ۱۴ ۱۱

لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي

دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگوں میں اس کی برابر ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے

الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ

کہ اندھیروں میں پڑا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا! اسی طرح بھلا دکھایا گیا ہے کافروں کو

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

جو وہ کرتے تھے اور اسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر بستی میں گنہگاروں کے

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

سردار تاکہ وہاں حیلے لایا کریں اور جو حیلے کرتے ہیں سو اپنے ہی حق میں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ

اور نہیں سمجھتے اور جب ان کے پاس آتی ہے کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم تو

نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ

ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ ہم کو نہ دیا جاوے اس جیسا جو دیا گیا اللہ کے رسولوں کو! اللہ

اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

خوب جانتا ہے کہ کہاں رکھے اپنی پیغمبری! عنقریب پہنچے گی

اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا

گناہ گاروں کو ذلت اللہ کے ہاں اور بڑی سخت مار اس وجہ سے کہ وہ حیلے کرتے تھے ف۱

يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ

سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے کھول دیتا ہے اس کا سینہ

ف۱ تاریخ انسانیت کا اچھا دور: ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی آدم کے اچھے قرن یکے بعد دیگرے آتے رہے حتیٰ کہ وہ اچھا قرن بھی آگیا جس میں میں ہوں۔ حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرتؐ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپؐ نے کہا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوقات پیدا کی اور مجھ کو اپنی مخلوقات میں سب سے بہتر پیدا کیا اور لوگوں کو دو فریق میں تقسیم کیا اور مجھ کو اچھے فرقہ میں سے قرار دیا۔ اور جب اس نے قبائل پیدا کئے تو سب سے اچھے قبیلہ میں سے مجھے قرار دیا۔ اللہ نے خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے گھرانے میں پیدا کیا۔ میں از روئے خاندان تم میں سب سے اچھا ہوں۔ نیز از روئے ذات تم میں سب سے اچھا ہوں۔ سچ فرمایا نبی ﷺ نے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے سب کے دلوں پر نظر ڈالی تو اصحابؓ کے قلوب کو سب کے دلوں سے اچھا پایا۔ چنانچہ انہیں کو نبی کے وزراء اور مددگار بنایا جو نبی کے ساتھ دین کے لئے قتال کرتے ہیں۔ پس مسلمان جس کو اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے پاس سے اچھا ہوتا ہے اور جس کو مسلمان برا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے پاس بھی برا ہوتا ہے۔ سلمانؓ نے روایت کیا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمانؓ! مجھ سے بغض نہ رکھنا اور ناراض نہ رہنا ورنہ تم اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپؐ سے کیسے بغض رکھوں گا، آپؐ ہی کے ذریعہ تو اللہ نے ہماری ہدایت فرمائی ہے۔ تو فرمایا تم قوم عرب سے بغض رکھو گے تو گویا مجھ سے بغض رکھو گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا

اسلام کے لئے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ بھنچا ہوا

حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ

کر دیتا ہے گویا کہ وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر! اسی طرح اللہ ڈالے گا

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ

عذاب ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے ف۱ اور یہ تیرے پروردگار کا

رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

سیدھا رستہ ہے! ہم مفصل بیان کر چکے آیتیں لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا

ان کے لئے چین امن کا گھر ہے ان کے پروردگار کے ہاں اور وہی ان کا کارساز ہے اس کے صلہ میں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

جو وہ کرتے تھے اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا! (فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات

قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ

تم نے بڑی جماعت تابع کر لی بنی آدم کی! اور کہیں گے ان کے دوست

مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ

بنی آدم کہ اے ہمارے پروردگار فائدہ اٹھایا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچ گئے

اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

اپنے اس وعدہ تک جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا! اللہ فرمادے گا کہ آگ ہے تمہارا ٹھکانا ہمیشہ

ف۱

اللہ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔(فمن یرد اللہ الخ) " اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں"۔

صحابہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے پیارے رسول! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سینہ کو کس طرح کھولتے ہیں فرمایا کہ سینہ اس طرح کھولتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نور داخل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

پھر صحابہؓ نے پوچھا نور ہدایت کے آنے کی علامات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ۳ علامات ہیں۔

۱۔دنیا سے بے رغبتی۔

۲۔آخرت کے گھر کی طرف رغبت کا بڑھ جانا۔

۳۔مرنے سے پہلے موت کی تیاری۔

(تفسیر روح المعانی)

فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

اس میں رہو گے مگر ہاں جو اللہ چاہے! بیشک تیرا پروردگار حکمت والا خبردار ہے

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا

اور اسی طرح ہم ساتھ ملادیں گے بعض گنہگاروں کا بعض سے بدلہ اس کرتوت کا جو

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

وہ کرتے تھے ف۱ اے گروہ جن وانسان کیا تمہارے پاس نہیں آئے

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

تم ہی میں کے پیغمبر کہ سناتے تھے تم کو میرے حکم اور ڈراتے تھے اس دن کے

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ

پیش آنے سے! وہ کہیں گے کہ ہم مقر ہیں اپنے اوپر! اور ان کو دھوکے میں رکھا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

دنیا کی زندگی نے اور انہوں نے آپ ہی گواہی دے دی اپنے اوپر کہ بیشک

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

وہ کافر تھے یہ اس سبب سے کہ تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ

ظلم سے اس حال میں کہ وہاں کے رہنے والے بے خبر ہوں اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اپنے

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو

اپنے عمل کے۔ اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو وہ کر رہے ہیں! اور تیرا رب بے پرواہ ہے

ف۱ ظالم اور عادل حکمران: کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباسؓ کا قول اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں اس طرح نقل کیا ہے کہ جب اللہ کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو نیک لوگوں کو ان کے امور کا حاکم بنا دیتا ہے اور اگر کسی قوم کی برائی چاہتا ہے تو بدوں کو ان کا حاکم بنا دیتا ہے اس قول کی روشنی میں آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں اور ظالم کے ذریعہ سے ظالم کی گرفت کرتے ہیں جیسے (بعض روایات میں) آیا ہے جو ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس پر ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ کلبی کی اس تشریح کی تائید حضرت علیؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جو حاکم نے صعصعہ بن صوحان کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جب ابن ملجم کی ضرب سے حضرت علیؓ کی شہادت کا وقت آیا اور لوگوں نے درخواست کی امیر المومنین کسی کو اپنی جگہ ہم پر خلیفہ بنا دیجئے تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہارے اندر خیر دیکھے گا تو تمہارا حاکم نیکوں کو کر دے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ نے ہمارے اندر خیر دیکھی تھی تو ابوبکرؓ کو حاکم بنا دیا تھا روایت میں آیا ہے کہ ظالم زمین پر اللہ کا قہر ہے ظالم کے ذریعہ سے اللہ لوگوں کو سزا دیتا ہے پھر اس ظالم کو سزا دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱۵ ع ۱۵ / ۸ / ۲

مومن وکافر کی مثال دی گئی اور ہدایت وضلالت کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ آخرت کی ترغیب دی گئی کفار اور ظالم لوگوں کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی اس کی منظر کشی فرمائی گئی۔

الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ

رحم والا! وہ اگر چاہے تم کو لے جائے اور جانشین بنائے تمہارے بعد

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا

جسے چاہے جیسا تم کو پیدا کر دیا دوسرے لوگوں کی نسل میں سے۔ جس کا تم لوگوں سے

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ

وعدہ کیا جاتا ہے ضرور آنے والا ہے اور تم تھکا نہیں سکتے ف۱ کہہ دے کہ لوگو

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

تم عمل کرتے رہو اپنی جگہ میں بھی عمل کر رہا ہوں! پھر آگے چل کر تم جان جاؤ گے

مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

کہ کسے ملتا ہے آخرت کا گھر؟ ظالم تو فلاح پائیں گے نہیں اور یہ ٹھہراتے ہیں اللہ کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا

اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے ایک حصہ

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا

پھر کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کا ہے اپنے خیال کے مطابق اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے!

كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ

پھر جو ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو اللہ کی جانب پہنچتا نہیں! اور

لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

جو اللہ کا ہے سو وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی جانب! کیا برا انصاف کرتے ہیں

ف۱ خدا تمہارا محتاج نہیں ہے: خدا نے رسول بھیج کر اپنی حجت تمام کر دی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلو، تو وہ غنی ہے اسے تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں لے جائے اور اپنی رحمت سے دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے جو خدا کی مطیع و وفادار ہو اور تم کو لے جا کر دوسری قوم کا لے آنا خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔ آج تم اپنے جن آباء واجداد کے جانشین بنے بیٹھے ہو، آخر ان کو اٹھا کر تم کو دنیا میں اسی خدا نے جگہ دی ہے۔ بہر حال خدا کا کام رک نہیں سکتا۔ تم نہ کرو گے دوسرے کھڑے کئے جائیں گے۔ ہاں یہ سوچ رکھو کہ یہی بغاوت و شرارت رہی تو خدا کا عذاب اٹل ہے تم اگر سمجھو کہ بھاگ کر یا کسی کی پناہ لے کر سزا سے بچ جاؤ گے تو محض حماقت ہے۔ خدا کو ساری مخلوق مل کر بھی اس کی مشیت کے نفاذ سے عاجز نہیں کر سکتی۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

اور اسی طرح بھلا کر دکھایا بہتیرے مشرکوں کو اپنے بچے مار ڈالنا

شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

ان کے شریکوں نے تاکہ ان کو ہلاک کریں اور خلط ملط کر دیں ان پر ان کا دین! ف۱

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ

اور کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی اچھوتی ہے اس کو کوئی نہ کھاوے

اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا

مگر جسے ہم چاہیں! اپنے خیال کے مطابق ف۲ اور کچھ چوپائے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر

وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ

چڑھنا منع ٹھہرا لیا ہے اور بعض مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان باندھ کر!

سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ

وہ ان کو سزا دے گا اس بہتان کی جو باندھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ

جو ان مویشی کے پیٹ میں ہو وہ نرا ہمارے مرد کھاویں اور حرام ہے

عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ

ہماری عورتوں پر! اگر مرا ہوا ہو تو اس میں سب شریک ہوں! اللہ عنقریب

ف۱ اولاد کو قتل کرنا: یہاں "شرکاء" کی تفسیر مجاہد نے "شیاطین" سے کی ہے۔ مشرکین کی انتہائی جہالت اور سنگدلی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو سسر بننے کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ پر کہ کہاں سے کھلائیں گے حقیقی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو گی تو ایک بیٹا فلاں بت کے نام پر ذبح کریں گے۔ پھر اس ظلم و بے رحمی کو بڑی عبادت اور قربت سمجھتے تھے شاید یہ رسم شیطان نے سنت خلیل اللہ کے جواب میں سجھائی ہوگی۔ یہود میں بھی مدت تک قتل اولاد کی رسم بطور ایک عبادت و قربت کے جاری رہی ہے جس کا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی شد و مد سے رد کیا۔ بہرحال اس آیت میں قتل اولاد کی ان تمام صورتوں کی شناعت بیان فرمائی ہے جو جاہلیت میں رائج تھیں۔ یعنی شیاطین قتل اولاد کی تلقین و تزئین اس لئے کرتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کو دنیا و آخرت دونوں جگہ تباہ و برباد کر کے چھوڑیں اور ان کے دین میں گڑبڑی ڈالدیں کہ جو کام ملت ابراہیمی و اسماعیلی کے بالکل مضاد و منافی ہے، اسے ایک دینی کام اور قربت و عبادت باور کرائیں۔ والعیاذ باللہ، کجا سنت ابراہیمی اور کجا یہ حماقت و جہالت؟ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یہ ایک اور رسم کا بیان ہے جس کی رو سے وہ اپنے من گھڑت دیوتاؤں کو اپنے گمان کے مطابق خوش کرنے کیلئے کسی خاص کھیتی یا مویشی پر پابندی لگا دیتے تھے کہ ان کی پیداوار سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ البتہ جس شخص کو چاہتے، اس پابندی سے مستثنیٰ کر دیتے تھے۔ (توضیح القرآن)

سَيَجۡزِيهِمۡ وَصۡفَهُمۡ ۚ إِنَّهُۥ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدۡ

ان کو سزا دے گا ان کی تقریروں کی! بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے بیشک

خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓاْ أَوۡلَٰدَهُمۡ سَفَهَۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ

تباہ ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد بیوقوفی سے بن سمجھے

وَحَرَّمُواْ مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افۡتِرَآءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدۡ ضَلُّواْ

اور حرام ٹھہرالیا اس روزی کو جوان کو اللہ نے دی اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ کر! بیشک یہ بھٹک گئے

وَمَا كَانُواْ مُهۡتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِيٓ أَنشَأَ جَنَّٰتٍ مَّعۡرُوشَٰتٍ

اور سیدھے راستہ پر نہ آئے اور وہی ہے جس نے باغ پیدا کئے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے

وَغَيۡرَ مَعۡرُوشَٰتٍ وَالنَّخۡلَ وَالزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا أُكُلُهُۥ وَالزَّيۡتُونَ

اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہوتے ہیں اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهًا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٍ ۚ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِۦٓ

اور انار باہم ملتے جلتے اور جدا جدا کھاؤ اس کے پھل

إِذَآ أَثۡمَرَ وَءَاتُواْ حَقَّهُۥ يَوۡمَ حَصَادِهِۦ ۖ وَلَا تُسۡرِفُوٓاْ ۚ

جب پھلے اور دو اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ! وہ نہیں

إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِينَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الۡأَنۡعَٰمِ حَمُولَةً

محبت کرتا بے جا اُڑانے والوں سے ف۱ اور اسی نے پیدا کئے جو پاؤں میں

وَفَرۡشًا ۚ كُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ

لدنے والے اور زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اور نہ چلو

ف۱ حضرت ثابت بن قیس کا خرچ کرنا:

ثابت ابن قیس نے اپنے درخت خرما کے پھل اتارے اور کہہ دیا کہ آج جو بھی میرے پاس لینے آئے گا اس کو دوں گا، حتیٰ کہ اتنے لوگ آ کر لے گئے کہ ایک بھی پھل ان کے لئے باقی نہ رہا۔ چنانچہ یہ آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۱۶

بعثت رسالت کی حکمت بیان فرمائی گئی اور کفار مکہ کو چیلنج دیا گیا مشرکین مکہ کی شرکیہ رسومات کی تردید فرمائی گئی۔

ع ۱۶ / ۱۱ / ۳

صحیحین میں حضرت طلحہ بن عبد اللہ کی روایت سے آیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے پانچ نمازوں کا ماہ رمضان کے روزوں کا اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کچھ (لازم) ہوگا۔ فرمایا نہیں۔ ہاں اگر تو اپنی خوشی سے (کچھ اور کار خیر اور نفل عبادت وغیرہ) کرے تو خیر۔ (تفسیر مظہری)

پھلوں اور کھیتوں کا عشر:

☆ حضرت معاذ بن جبل اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے تمام کتب حدیث میں منقول ہے ما سقت السماء ففيه العشر وما سقی بالسانية فنصف العشر۔ یعنی بارانی زمینوں میں جہاں آبپاشی کا کوئی سامان نہیں صرف بارش پر پیداوار کا مدار ہے، ان زمینوں کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے، اور جو زمینیں کنوؤں سے سیراب کی جاتی ہیں ان کی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

خاصیت: آیت ۱۴۱ پ۱۰ کے آخر میں دیکھیں۔

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ

شیطان کے قدم بقدم! بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اللہ نے پیدا کئے)

الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

آٹھ نر و مادیں! بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو! (اے محمد) پوچھ کہ دونوں نر اللہ نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

حرام کئے ہیں یا دونوں مادیں یا وہ بچہ جو لپٹ رہا ہے ان دونوں مادنیوں کے پیٹ میں؟

نَبِّــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ

بتاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو! ف۱ اور (پیدا کئے) اونٹ میں سے

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

دو اور گائے میں سے دو! پوچھ کہ دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادیں

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

یا وہ بچہ جو لپٹ رہا ہے ان دونوں مادنیوں کے پیٹ میں؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

یا تم موجود تھے جس وقت اللہ نے تم کو یہ حکم کر دیا تھا؟ پھر اس سے بڑھ کر ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ

کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو

عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ۧ قُلْ لَّآ

بلا تحقیق! بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو کہہ دے کہ میں

ف۱ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ کبھی نر جانور کو حرام قرار دیتے ہو، کبھی مادہ جانور کو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جوڑے پیدا کرتے وقت نہ نر کو حرام کیا تھا نہ مادہ کو۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر نر ہونے کی وجہ سے کوئی جانور حرام ہوتا ہے تو ہمیشہ نر ہی حرام ہونا چاہیے، اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو ہمیشہ مادہ ہی حرام ہونی چاہیے، اور اگر کسی مادہ کے پیٹ میں ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو پھر بچہ نر ہو یا مادہ ہر صورت میں حرام ہونا چاہیے۔ لہذا تم نے اپنی طرف سے جو احکام گھڑ رکھے ہیں نہ ان کی کوئی علمی یا عقلی بنیاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱۷

ع ۱۷/۱

اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور اشیاء کی حلت و حرمت کو ذکر فرمایا گیا اور اس بارہ میں مشرکین کے موقف کو باطل قرار دیا گیا۔

أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ

تو نہیں پاتا اس وحی میں جو میری طرف آئی ہے کوئی چیز حرام کسی کھانے والے کو

إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ

کہ جو اسے کھائے مگر ہاں یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت

فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ

کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں یا جو فسق ہو کہ جس پر لیا جاوے اللہ کے سوا دوسرے کا نام! پھر جو

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾

لاچار ہو نہ جھپٹنے والا اور نہ حاجت سے زیادہ کھانے والا تو تیرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ف۱

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کر دیئے تھے تمام ناخن والے جانور! اور

الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا

گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر حرام کر دی تھی ان دونوں کی چربی مگر

حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ

جو لگی ہوئی ہو ان کی پیٹھ پر یا انتڑیوں میں یا ملی ہوئی ہو ہڈیوں کے ساتھ! یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی

ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ

ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف۲ اس پر بھی اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائیں

فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ

تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت بڑی وسیع ہے! اور نہیں ٹلتا اس کا عذاب

ف۱ اور ظاہر ہے کہ اس کا دعویٰ بھی نہیں ہو سکتا پس ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں حاصل جواب کا یہ ہوا کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں تو جس طرح اللہ کے سوا کسی کے لئے یہ حق نہیں کہ ان چیزوں کو عبادت کے طور پر اس کے نام زد کیا جائے جیسا کہ مشرکین بتوں کے نام پر کھیت اور جانور چھوڑتے تھے اسی طرح ان کے حلال و حرام کرنے کا اختیار بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ ہو گا اور حق تعالیٰ نے ان سے ہر قسم کی نفع سواری لینے اور کھانے پینے کا جائز کیا ہے پس حرمت کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ تمہارا حرام کرنا شرعاً غیر ممکن اور خدا نے حرام کیا نہیں اور اگر کیا ہے تو دلیل لاؤ جب دلیل نہیں لا سکتے تو حرمت کا دعویٰ کرنا خدا پر افتراء باندھنا ہے۔ (تسہیل بیان)

ف۲ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے میں نے خود سنا حضور ﷺ فرما رہے تھے اللہ نے شراب، مردار خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام کر دیا ہے۔ عرض کیا گیا مردار کی چربی کا کیا حکم ہے اس سے تو کشتیوں پر پالش اور چمڑے پر روغن کیا جاتا ہے اور اس کو چراغ میں جلایا جاتا ہے فرمایا نہیں۔ مردار کی چربی حرام ہے پھر فرمایا یہودیوں پر اللہ کی لعنت جب اللہ نے ان پر مردار کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے چربی کو پکا کر اور ٹھیک بنا کر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی۔ رواہ البخاری وغیرہ، واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

گنہگار لوگوں سے اب مشرکین کہیں گے کہ اگر

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

اللہ چاہتا تو شرک نہ ہم کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے

شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى

کوئی چیز! اسی طرح جھٹلاتے رہے وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے یہاں تک کہ

ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ

انہوں نے چکھا ہمارا عذاب! کہہ دے تمہارے پاس کچھ علم بھی ہے کہ اس کو

لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

ہمارے سامنے نکالو! بس تم نرے وہموں پر چلتے اور نری اٹکلیں ہی دوڑاتے ہو ف۱

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

کہہ دے تو اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا رستہ دکھا دیتا تم سب کو

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

کہہ دے کہ لا حاضر کرو اپنے گواہ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کیں یہ چیزیں! پھر اگر وہ گواہی بھی دے دیں تو تو نہ ان کے ساتھ گواہی دے اور نہ چل

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ان کی خواہشوں پر جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

ف۱ خواہ دنیا ہی میں جیسا کہ اکثر کفار و منافقین پر دنیا میں عذاب نازل ہوا ہے یا مرنے کے بعد وہ تو ظاہر ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ ان لوگوں سے کفریات کے مقابلہ میں صرف قولی جواب پر اکتفا نہ کیا جائے گا بلکہ کفار سابقین کی طرح ان کو عملی سزا بھی دی جائے گی غرض اس جگہ حق تعالیٰ نے اس شبہ کے دو جواب فرمائے ہیں پہلا جواب کذلک کذب الذین میں اشارۃً مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ دلیل باطل ہے کیونکہ اس سے شرک اور تحریم مخترع کا حق ہونا لازم آتا ہے حالانکہ رسول ہمیشہ اس کو باطل بتلاتے رہے اور ان کا سچا ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے ان کا جھوٹا ہونا محال ہے اور اس دلیل سے ان کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور جو دلیل محال کو مستلزم ہو وہ خود محال اور غلط ہے دوسرا جواب هل عندکم من علم میں آگے آتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے پر عذاب نہ آنے کو خدا تعالیٰ کی خوشی اور خدا کی رضا کی دلیل بنانا یہ خود ایک دعویٰ ہے اس پر دلیل قائم کرنا چاہئے اگر کوئی دلیل ہو تو بیان کرو اور اس جواب کی وضاحت الزامی طور پر اس طرح ہو سکتی ہے کہ اگر کسی کام پر عذاب کا نہ آنا اس کے حق ہونے کی دلیل ہوا کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دنیا میں جس قدر کام ہو رہے ہیں سب حق ہو جائیں حالانکہ یہ صریح اجتماع نقیضین ہے پھر ان دونوں جوابوں کے بعد ترقی کر کے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل نہ ہو تو نقلی ہی دلیل لے آؤ۔ قل هلم شهداء کم میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تسہیل بیان)

بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ

اور وہ اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں (جھوٹے معبودوں کو) کہہ دے کہ آؤ میں سنا دوں

مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

جو حرام کیا تم پر تمہارے پروردگار نے (وہ) یہ کہ نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو ف۱ اور ماں باپ کے

اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ

ساتھ احسان کرو ف۲ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی سے! ہم

نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

رزق دیتے ہیں تمہیں اور انہیں! اور نہ پاس پھٹکو بے حیائی کے کاموں کے

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ

جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اور نہ مار ڈالو وہ جان جس کو حرام کر دیا

اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

اللہ نے مگر حق پر! ان باتوں کا تم کو حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طور پر کہ بہتر ہو

حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

یہاں تک کہ پہنچ جائے اپنی جوانی کی عمر کو! اور پوری پوری کرو ماپ اور تول انصاف کے ساتھ!

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے موافق! اور جب بات کہو تو حق کی کہو

ع ۱۸/۵ خلاصہ رکوع ۱۸

اشیائے خورد ونوش میں حرام چیزوں کی نشاندہی کے ساتھ یہود کی سرکشی کی وجہ سے ان پر حرام کی گئی بعض چیزوں کی نشاندہی فرمائی گئی۔

ف۱ شرک سے پرہیز ضروری ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ شرک جلی اور خفی دونوں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہئے، اور شرک میں جس طرح بتوں وغیرہ کی پوجا پاٹ داخل ہے، اسی طرح انبیاء و اولیاء کو علم وقدرت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا بھی شرک میں داخل ہے، اگر خدانخواستہ کسی کا عقیدہ ہی ایسا ہو تو شرک جلی ہے، اور عقیدہ نہ ہو مگر عمل اس طرح کا ہے تو شرک خفی کہلائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ قرار دو، اگرچہ تمہارے ٹکڑے کردیئے جائیں، یا تمہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا تمہیں زندہ جلادیا جائے۔

ف۲ والدین کی خدمت:

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ، یعنی ذلیل ہوگیا، ذلیل ہوگیا، ذلیل ہوگیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کون ذلیل ہوگیا؟ فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانے میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ

گرچہ وہ اپنا ناتے والا ہی کیوں نہ ہو! وا اور اللہ کا عہد پورا کرو! یہ تم کو حکم دے دیا ہے

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۙ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا

تاکہ تم نصیحت پکڑو! اور (فرما دیا ہے) کہ یہی راہ میری سیدھی ہے

فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ

تو اس پر چلو اور نہ چلو دوسرے رستوں پر کہ تم کو تتر بتر کر دیں گے اس کی راہ سے! و۲

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى

اس کا تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم بچتے رہو پھر دی ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ

کتاب پوری نعمت نیک کام والوں پر اور مفصل بیان ہر

شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع

چیز کا اور ہدایت اور رحمت! تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین لائیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اس کو اتارا برکت والی ہے تو اس پر چلو اور پرہیزگار بنو تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

رحم ہو اس خیال سے کہ کبھی تم کہو کہ بس اتری کتاب دو ہی گروہوں پر

طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

جو ہم سے پہلے تھے! اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے

وا جھوٹی گواہی:

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: "جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے، تین مرتبہ فرمایا، اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ "یعنی بت پرستی کے گندہ عقیدہ سے بچو اور جھوٹ بولنے سے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتے ہوئے۔"

و۲ نجات فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر

خلاصہ رکوع ۱۹

ان اعمال کی نشاندہی جو مشرکین حلال سمجھتے حالانکہ وہ حرام ہیں۔ مال یتیم اور ناپ تول میں احتیاط، ایفائے عہد جیسے امور کو ذکر فرمایا گیا جن کے بغیر صالح معاشرہ کا وجود ناممکن ہے۔ ع ۱۹ / ۶

اس لکیر سے دائیں بائیں مختلف لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہے اور لوگوں کو اس راستہ کی طرف بلا رہا ہے پھر حضور ﷺ نے آیت وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الخ تلاوت فرمائی۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اس کا قلبی جھکاؤ اس (دین) کا تابع نہ بن جائے جو میں لے کر آیا ہوں۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ نووی نے اربعین میں لکھا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (مظہری)

لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ

بالکل بے خبر تھے یا کہو کہ اگر ہم پر اترتی کتاب

لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تو ہم ضرور ان سے بڑھ کر راہ راست پر ہوتے سو آ چکی دلیل تمہارے رب کی جانب سے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

اور ہدایت اور رحمت تو اب اس سے بڑھ کر ظالم کون جو جھٹلا وے اللہ کی آیتیں

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ

اور ان سے کترائے! ہم ان کو سزا دیں گے جو کتراتے ہیں

عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

ہماری آیتوں سے بری طرح کی مار بدلا ان کے کترانے کا ف۱

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ

کیا یہ لوگ اسی کی راہ دیکھ رہے ہیں کہ آ موجود ہوں ان کے پاس فرشتے یا آ جاوے

رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ

تیرا پروردگار یا آ جاوے کوئی نشان تیرے پروردگار کا! جس دن آ جاوے گا ایک نشان

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ

تیرے پروردگار کا نہ کام آوے گا ایمان لانا کسی کو

مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ

جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اپنے ایمان کی حالت میں کچھ نیکی نہ کی

ف۱ اس لئے ہم کو توحید کی تحقیق نہ ہوئی اور بے خبری کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی کہ توراۃ انجیل عربی میں نہ تھی کیونکہ ترجمہ کے ذریعہ سے مضامین کی اطلاع ممکن بلکہ واقع تھی بے خبری کی وجہ یہ تھی کہ اہل کتاب نے اہل عرب کو توحید تعلیم کرنے کا کبھی اہتمام نہیں کیا اور اتفاقاً کسی مضمون کا کان میں پڑ جانا عادتاً تنبیہ میں کم موثر ہوتا ہے اگرچہ اس قدر تنبیہ پر بھی طلب اور تامل واجب ہو جاتا ہے اور اسی بناء پر توحید کے چھوڑنے پر عذاب ممکن تھا اور اس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کا عام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبوت عام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اصول و فروع میں اتباع واجب ہو ایسی عام نبوت صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے اور اصول میں تو تمام انبیاء کا اتباع ساری مخلوق پر واجب ہے اس بناء پر عذاب صحیح ہوتا لیکن یہ عذر ظاہر نظر میں پیش کیا جا سکتا تھا اب اس کی بھی گنجائش باقی نہ رہی اور حجت اللہ تام ہوگئی۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

کہہ دو کہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ف۱ جن لوگوں نے راہیں نکال لیں

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ

اپنے دین میں اور بن گئے کئی فرقے تجھ کو ان سے کچھ کام نہیں!

اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے پھر وہی ان کو بتادے گا جیسا کچھ کرتے تھے

يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

جو کوئی لے کر آوے نیکی تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے!

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ

اور جو بدی لے کر آئے گا تو بس اتنی ہی سزا بھگتے گا اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى

ظلم نہ ہو گا! ف۲ کہہ دے مجھ کو تو دکھا دی میرے پروردگار نے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

سیدھی راہ! دین صحیح طریقہ! ابراہیم کا جو ایک ہی کا ہو رہا تھا

حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ

اور مشرکوں میں سے نہ تھا! کہہ دے کہ میری

صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

نماز اور سب عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا

ف۱ علامات قیامت کی احادیث

حدیث:۔ تین مسلمان مدینہ میں مروان کے پاس تھے اور وہ آیات قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ خروج دجال قیامت کی نشانی ہے۔ اب یہ لوگ عبداللہ عمرؓ کے پاس آئے اور مروان سے جو سنا تھا بیان کیا۔ انہوں نے کہا مروان نے تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے جو رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد رکھا ہے تم کو سناتا ہوں۔ پہلی نشانی یہ کہ سورج مغرب سے نکلے۔ پھر دابۃ الارض کا خروج یا کوئی ایک پہلے اور پھر دوسری نشانی اس کے بعد ظاہر ہوگی۔

حدیث: صفوان بن عسالؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھول رکھا ہے جس کا عرض ستر برس کی مسافت ہے۔ یہ توبہ کا دروازہ ہے۔ سورج کے رخ بدل کر نکلنے سے پہلے بند نہ ہوگا۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو لکھا ہے۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت

حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور میں اس پر زیادتی کرتا ہوں (کہ اللہ نے وحی غیر متلو میں یہ بھی فرمایا ہے) کہ جو شخص بدی لے کر آئے گا اس کی بدی کی سزا بقدر بدی ہوگی اور میں معاف بھی کر دوں گا (جس کو چاہوں گا) جو بالشت بھر میرے قریب آئے گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب آجاؤں گا اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آئے گا میں ایک گز اس سے قریب ہو جاؤں گا جو میرے پاس معمولی چال سے آئے گا میں اس کے پاس لپک کر آؤں گا اور جو مجھ سے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے گا۔ بشرطیکہ مشرک نہ ہو۔ میں اس سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملوں گا۔ (رواہ البغوی)

الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٢ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

پروردگار ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور اسی توحید کا مجھ کو حکم ہوا ہے

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٦٣ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ

اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ کہہ کہ کیا میں سوائے اللہ کے تلاش کروں

رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

کوئی پروردگار حالانکہ وہی ہر چیز کا پروردگار ہے! اور جو کوئی بھی برا کام کرے گا تو اسی کے ذمہ پر ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

اور نہیں بوجھ اٹھائے گا کوئی شخص کسی دوسرے کا! پھر اپنے پروردگار ہی کی جانب

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝١٦٤

تم کو لوٹنا ہے سو وہ بتاوے گا جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

اور اسی نے تم کو نائب بنایا زمین میں اور بلند کیے

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ

تم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ تم کو آزمائے اپنے دیئے ہوئے میں بیشک

رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٦٥

تیرا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے!

فضائل سورۃ انعام

☆ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ سورۂ انعام قرآن کریم کی افضل و اعلیٰ سورتوں میں سے ہے۔

شفاء:

بعض روایات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ یہ سورۃ جس مریض پر پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں۔

ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ:

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر سورۂ انعام پوری ایک ہی مرتبہ میں اتری اس کے مشایعت میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ جن کی تسبیح و تحمید کا ایک غلغلہ تھا۔ رواہ الطبرانی فی المعجم الصغیر و ابو نعیم فی الحلیہ وابن مردویہ فی التفسیر۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب سورۃ الانعام نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سبحان اللہ پڑھا، پھر فرمایا اس سورت کے پیچھے اتنے فرشتے تھے کہ آسمان کے کنارے انہوں نے بند کر دیئے تھے یعنی پورے آسمان پر کناروں تک چھا گئے تھے۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ یہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے۔ کہ سورت انعام یک دم پوری اتری تھی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲۰

ع ۲۰ / ۷ (النصف)

قرآن کریم پر عمل کی برکات ذکر کی گئیں۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ایک عذر کا جواب دیا گیا۔ مشرکین کو تنبیہ کہ واضح دلائل کے بعد کیا اب قیامت کا انتظار ہے۔ دین میں تفرقہ کی ممانعت اور جزا و سزا کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے اعتراضات کا رد کیا گیا۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَافِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰیَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُکُوْعًا

سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓصٓ ۝۱ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ

(اے محمد) یہ کتاب تجھ پر اتری ہے تو اس سے تیرا دل تنگ

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲

نہ ہو تاکہ تو ڈرائے اس کے ذریعے سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

(مسلمانو) تم چلو اسی پر جو تم پر اترا تمہارے رب کی طرف سے اور نہ پیروی کرو اس کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝۳ وَکَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ

سوا اور رفیقوں کی تم بہت ہی کم غور کرتے ہو اور کتنی بستیاں

اَهْلَکْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴

ہم نے ہلاک کر دیں کہ آیا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات یا ایسے وقت کہ وہ دوپہر کو پڑے سوتے تھے

فَمَا کَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

پس پھر یہی ان کی پکار تھی جب آ نازل ہوا ان پر ہمارا عذاب کہ بول اٹھے

اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝۵ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ

کچھ شک نہیں ہم ہی ظالم تھے پھر ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے جن کی جانب پیغمبر بھیجے گئے اور

وجہ تسمیہ اور موضوع

اس سورۃ کا نام اعراف اس لئے مقرر ہوا کہ اس کے پانچویں رکوع میں ایک جگہ اعراف والوں کا ذکر ہے۔ اعراف جمع ہے عرف کی۔ عرف اونچے مقام کو کہتے ہیں۔ جیسے ٹیلے پہاڑی وغیرہ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اعراف کچھ اونچے ٹیلے یا چھوٹی پہاڑیاں یا بلند دیوار ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان میں واقع ہے۔ اور وہاں کھڑے ہونے والوں کو ایک طرف جنت اور جہنم صاف نظر آئے گی۔ یہاں ان لوگوں کو کھڑا کیا جائے گا جن کی نیکیاں اور بدیاں میزان میں برابر اتریں گی۔ وہاں سے اصحاب اعراف جنت والوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں دیکھیں گے۔ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جا چکیں گے تو پھر ان اعراف والوں کا فیصلہ کیا جائے اور بالآخر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان سب اعراف والوں کو بھی جنت میں کئے جانے کا حکم فرمادیں گے۔ بہرحال اعراف والوں کے ذکر کی وجہ سے اس سورۃ کا نام اعراف مقرر ہوا۔

سورۃ کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب سے ہوتی ہے اور نزول قرآن کی غرض و غایت بتلائی جاتی ہے اور کتاب اللہ کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کی نافرمانی کے نتیجہ میں تباہی و بربادی کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔

لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ

ضرور پوچھیں گے پیغمبروں سے اور ضرور ان سے حال بیان کریں گے اپنے علم سے

وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣالْحَقُّ ۚ فَمَنْ

اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول اس دن ٹھیک ہو گی! تو جن کی

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ

تولیں بھاری پڑیں وہی لوگ بامراد ہوئے اور جن کی تولیں

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ہلکی پڑیں تو وہی ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کیا اس وجہ سے

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي

کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ف۱ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں

الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

اور پیدا کر دیئے تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان! تم بہت ہی کم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ

شکر کرتے ہو اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری شکل بنائی پھر

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس!

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

نہ ہوا سجدہ کرنے والوں میں سے اللہ نے فرمایا ف۲ تجھ کو کون چیز مانع ہوئی کہ تو نے سجدہ نہ کیا

ف۱ چونکہ اکثر ظلم کا اطلاق قرآن میں کفر پر ہوتا ہے اس لئے اس اخیر آیۃ کو کفار کے بارہ میں سمجھا گیا اور مقابلہ کی وجہ سے پلہ بھاری ہونے کی تفسیر ایمان سے کی گئی کیونکہ سورہ مومن میں ہلکے پلے والوں کے بارہ میں فرمایا ہے فی جھنم خلدون کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے معلوم ہوا کہ ہلکے پلے والے کافر ہیں اور بھاری پلے والے مومن ہیں مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بجز ایمان وکفر کے باقی اعمال حسنہ یا سیئہ کا وزن نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات سے اور احادیث کثیرہ سے اعمال کا موزون ہونا معلوم ہوتا ہے غرض اس میزان میں ایمان وکفر کا بھی وزن کیا جائے گا اور اس وزن میں ایک پلہ خالی رہے گا ایک پلہ میں اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر وہ کافر ہے تو کفر رکھا جائے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ کافر کا پلہ ایمان کا جو ہلکا ہوگا تو اس کی وجہ ایمان کی کمی نہیں بلکہ سرے سے ایمان کا نہ ہونا ہے یعنی جو پلہ ایمان کے رکھنے کے واسطے مخصوص ہے وہ خالی ہو گا اور دوسرے پلہ میں کفر ہوگا تو لامحالہ خالی پلہ بھرے پلہ کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا جب

ع ۱ / ۱۰ / ۸

خلاصہ رکوع ۱

عنایات الٰہی کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی اور نزول قرآن کے تناظر میں انسانیت کی ذمہ داری بیان فرمائی گئی۔ بے پرواہی سے بچنے کیلئے سابقہ اقوام کا انجام بد ذکر کیا گیا۔ قیامت میں ایمان واعمال کے وزن کو بیان کیا گیا۔

ف۲ اس قول سے مومن وکافر متمیز ہو جاویں گے تو پھر خاص مومنین کے لئے ایک پلہ میں ان کے حسنات اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات رکھ کر اعمال کا

اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ

جب میں نے تجھ کو حکم دیا! بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں! مجھ کو تو نے پیدا کیا ہے آگ سے

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ

اور اُس کو پیدا کیا ہے مٹی سے ول اللہ نے فرمایا اچھا نیچے اتر یہاں سے کیونکہ تیری

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

اتنی ہستی نہیں کہ تکبر کرے یہاں! پس نکل کہ ذلیلوں میں ایک تو بھی ہے۔

قَالَ اَنْظِرْنِىْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ

بولا کہ مجھے مہلت دے جس دن تک لوگ جی اٹھیں فرمایا تجھ کو

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ

مہلت دی گئی ! بولا کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا میں بھی ضرور بیٹھوں گا

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر پھر آؤں گا

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

ان کے پاس آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور

شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ

بائیں سے! اور تو نہ پائے گا اکثر بنی آدم کو شکر گزار۔ فرمایا نکل

مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

یہاں سے مردود راندہ درگاہ! جو کوئی ان میں سے تیری راہ چلے گا میں بھروں گا

وزن ہوگا پھر اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے تو دوزخ اور دونوں برابر ہوئے تو اعراف تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے سزا کے پہلے ہی یا سزا کے بعد دوزخ و اعراف والے مسلمانوں کی مغفرت ہوجائے گی اب بحمد اللہ کسی آیۃ اور حدیث میں کوئی اشکال نہ رہا رہی یہ بات کہ اعمال تو اجسام نہیں ان کا وزن کیسے ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ وزن کے لئے جسمیت کا شرط ہونا اس عالم کے ساتھ مخصوص ہے عالم آخرت میں غیر اجسام کا بھی وزن ہوسکتا ہے یا یہ کہ بعض روایات میں وارد ہے کہ نامہ اعمال کا وزن ہوگا اس پر تو اشکال ہی نہیں پس بعض لوگوں نے یہ جو صورت جواب کی اختیار کی ہے کہ میزان ہی میں تاویل کردی اس سے ترازو مراد ہی نہیں لی یہ ظاہر منصوص کے بالکل خلاف ہے احادیث میں اس کے لئے پلے ہونا اور کانٹا ہونا مصرح ہے پس ایسی تاویل جو بلاضرورت ہو اور روایات کو توڑنے والی ہو ہرگز مقبول نہیں گو کیسا ہی بڑا شخص کہے۔

ول حسد کا انجام

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ ابن منذرؒ نے عبادۃ بن ابی امیہؒ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلا گناہ حسد تھا جو ابلیس نے آدم علیہ السلام پر کیا اور کہا "انا خیر منہ" "میں اس سے بہتر ہوں" خلقتنی من نار و خلقتہ من طین" مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے" لہٰذا میں اس سے افضل ہوں میں کیوں اس کو سجدہ کروں' یہی ابلیس کی بھول تھی' اس نے اپنی شخصیت کی طرف دیکھا' اللہ تعالیٰ کے حکم پر نگاہ ڈالی لہٰذا مردود ٹھہرا۔

(معالم العرفان)

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

دوزخ تم سب سے! ول اور اے آدم رہ تو

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَ

اور تیری بیوی جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور نہ پاس پھٹکنا

بَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

اس درخت کے کہ ہو جاؤ گے گناہ گار پھر بہکایا

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

ان کو شیطان نے تا کہ کھول دے ان پر جو ان کی نظر سے پوشیدہ تھا ان کی

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

شرم گاہوں سے اور کہنے لگا کہ تم کو جو منع کر دیا تمہارے پروردگار نے اس درخت سے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

تو اس کا سبب یہی ہے کہ کہیں تم بن جاؤ دونوں فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا

اور ان کے آگے قسم کھائی کہ بلا شبہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں غرض ان کو مائل کر

بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

لیا دھوکے سے! و۲ پھر جب چکھ لیا ان دونوں نے درخت کو کھل گئیں

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا

ان پر ان کی شرمگاہیں اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے! اور پکارا ان کو ان کے

ول دُنیا میں کافر کی دعاء بھی قبول ہوسکتی ہے۔ یہاں تک کہ ابلیس جیسے اکفر کی دعاء بھی قبول ہوگئی، مگر آخرت میں کافر کی دعاء قبول نہ ہوگی۔ (معارف مفتی اعظم) دعاء کی قبولیت صرف فرماں بردار اور اطاعت گزاروں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے نہ یہ ضروری ہے کہ دعاء کرنے والا مقبول بندہ ہو بلکہ کبھی کافر کی دعاء ڈھیل دینے کے لئے بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ اس میں بندوں کا امتحان ہوتا ہے اور در پردہ اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بہتری اس کی دعاء کے خلاف کرنے میں ہی ہوتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

و۲ وسوسہ ایک نفسانی تصرف ہے جس میں مکان کی دوری حائل نہیں ہوتی اس لئے یہ ثابت کرنے کی حاجت نہیں کہ شیطان نے بالمقابل بات کی ہو اور ان صاحبوں سے ملا ہو بلکہ ممکن ہے کہ زمین ہی پر رہ کر وسوسہ ڈالا ہو اور آدم علیہ السلام کو شیطانی وسوسہ ہونا بھی معلوم نہ ہوا ہو۔

رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ

پروردگار نے کہ کیا میں نے منع نہ کیا تھا تمہیں اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم سے کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

شیطان فرمائے تو ہم ضرور تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار

اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر تو نہ بخشے ہم کو اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

برباد ہو جائیں گے ف۱ اللہ نے فرمایا کہ اتر جاؤ تم میں ایک کا دشمن ایک!

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

اور تم کو زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ایک وقت معین (یعنی مرتے دم) تک

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا

فرمایا کہ اس میں تم زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے

تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ

نکال کھڑے کیے جاؤ گے اے بنی آدم ہم نے اتارا تم پر لباس جو چھپالے

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ

تمہاری شرم گاہیں اور اتارا زینت کا پہناوا! اور پرہیزگاری کا لباس یہ سب سے بہتر ہے ف۲

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

یہ اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے ہے تا کہ لوگ دھیان کریں ف۳ اے بنی آدم

ف۱ کیونکہ ترقی نہ ہونا بھی نقصان ہے یا ممکن ہے کہ تواضعاً ایسے الفاظ کہے ہوں اور اس کی تحقیق کہ آدم علیہ السلام کا یہ فعل گناہ نہ تھا اور باوجود گناہ نہ ہونے کے یہ عتاب ہوا جس پر انہوں نے توبہ کی۔

ف۲ نیا لباس پہننے کے آداب:

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو اس کو چاہئے کہ لباس پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے:

الحمد لله الذی کسانی "یعنی شکر اس ذات کا جس نے مجھے لباس دیا" ما اواری به عورتی و اتجمل به فی حیاتی "جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں اور زینت حاصل کروں"

نیا لباس بنانے کے وقت پرانے لباس کو صدقہ کر دینے کا ثواب عظیم:

اور فرمایا کہ جو شخص نیا لباس پہننے کے بعد پرانے لباس کو غرباء و مساکین پر صدقہ کر دے تو وہ اپنی موت وحیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور پناہ میں آ گیا۔ (ابن کثیر عن مسند احمد)

خلاصہ رکوع ۲

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ کیا گیا۔ شیطان کا تذکرہ اور حضرت آدم وحوا کو جنت سے نکلوانے میں اس کی کارروائی کو بیان کیا گیا تا کہ انسانیت ہمیشہ کیلئے شیطان سے چوکنی رہے۔

ع ۲ / ۱۵ / ۹

ف۳ یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ ایک معنوی لباس بھی تمہارے لئے تجویز کیا ہے وہ تقویٰ ہے یہ ظاہری لباس سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ظاہری لباس کا بھی شرعاً ضروری ہونا اسی تقویٰ کی فرع ہے پس اصل مقصود جو ہر حال میں ضروری ہے وہ یہ لباس ہے۔

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

نہ بہکاوے تم کو شیطان جس طرح نکال دیا تمہارے ماں باپ کو جنت سے

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ

کہ اتروائے ان کے کپڑے تا کہ دکھائے ان کو ان کی شرم گاہیں! بے شک تم کو دیکھتا ہے

هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

وہ اور اس کی ذریات جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے بنا دیا شیطانوں کو

اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

یار ان لوگوں کے جو ایمان نہیں لاتے اور جب کرتے ہیں کوئی برا کام تو کہتے ہیں

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

کہ ہم نے پایا ہے اسی پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم کیا ہے (اے محمد) کہہ دے کہ اللہ

لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

نہیں حکم کرتا برے کام کا! کیوں جھوٹ بولتے ہو اللہ پر جس کا تم علم نہیں رکھتے

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ

کہہ دے کہ حکم کیا ہے میرے پروردگار نے دین داری کا! اور سیدھے کرو اپنے منہ

كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا

ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر! ف۱ جیسا تم

بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ۭ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ

کو پہلی بار پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہوو گے ف۲ ایک فریق کو ہدایت دی

ف۱ عبادت صحیح طریقہ سے کرو: مترجم محقق نے ''مسجد'' کو غالباً مصدر میمی کے معنی تجوز لے کر تجوزاً نماز کا ترجمہ کیا ہے اور ''وجوہ'' کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے۔ یعنی نماز ادا کرنے کے وقت اپنا منہ سیدھا (کعبہ کی طرف) رکھو۔ مگر دوسرے بعض مفسرین اقیموا وجوھکم سے یہ مراد لیتے ہیں کہ خدا کی عبادت کی طرف ہمیشہ استقامت کے ساتھ دل سے متوجہ رہو۔ ابن کثیر کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبادات میں سیدھے رہو۔ جو راستہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اس سے ٹیڑھے ترچھے نہ چلو۔ عبادت کی مقبولیت دو ہی چیزوں پر موقوف تھی۔ خالص خدا کے لئے ہو۔ جس کو آگے فرمادیا وادعوہ مخلصین له الدین اور اس مشروع طریق کے موافق ہو جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا ہے اس کو واقیمو اوجوھکم میں ادا کیا گیا۔ بہر حال اس آیت میں اوامر شرعیہ کی تمام انواع کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو بندوں کے معاملات سے متعلق ہیں وہ سب ''قسط'' میں آگئے اور جن کا تعلق خدا سے ہے اگر قالبی ہیں تو اقیمو اوجوھکم میں اور قلبی ہیں تو وادعوہ مخلصین له الدین میں مندرج ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ آخرت کی فکر کرو

حضرت ابو سعیدؓ خدری نے انتقال کے قریب نئے کپڑے طلب کئے اور پہن کر فرمایا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میت کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن کو پہنے ہوئے اس کا انتقال ہوا ہوگا۔ حضرت جابرؓ نے آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ جن اعمال پر لوگ مریں گے انہی پر ان کو اٹھایا جائے گا۔ رواہ مسلم (تفسیر مظہری)

عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ

اور ایک فریق ایسا ہے کہ ٹھہر گئی ان پر گمراہی! انہوں نے بنایا شیطانوں کو یار

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ

اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اے بنی

اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

آدم لے لیا کرو اپنی زینت ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ

اور فضول خرچی نہ کرو! وہ نہیں دوست رکھتا فضول خرچی کرنے والوں کو کہہ کہ کس نے حرام کی ہے

زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ

اللہ کی زینت جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لئے اور ستھری چیزیں کھانے کی!

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

کہہ دے کہ یہ نعمتیں مسلمانوں کے واسطے ہیں دنیا کی زندگی میں نری ان ہی کی ہوں گی

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

قیامت کے دن اسی طرح ہم بہ تفصیل بیان کرتے ہیں آیتیں ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں!

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

کہہ دے بس حرام کیا ہے میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو جو ان میں کھلے ہیں

بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

اور جو چھپے ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم شریک کرو اللہ کا

ف۱ ایک عیسائی حکیم خلیفہ ہارون الرشید کا علاج کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ دربار کے ایک عالم علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ تمہارے قرآن میں طب کے علم پر کوئی آیت

خلاصہ رکوع ۳

خداوند کریم کی نشانیوں میں سے لباس کو بیان فرمایا گیا اور مشرکین کی حالت زار بیان کی گئی کہ وہ کس طرح شیطانی نرغے میں ہیں۔ مشرکین کی بے اعتدالیوں کا جواب دیا گیا

ع ۳ / ۱۰

موجود نہیں۔ علی بن حسین نے فوراً جواب دیا۔ کیوں نہیں، بالکل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کلوو اشربو ولا تسرفوا" یعنی کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو۔

یہ سن کر اس نے کہا تمہارے نبی کی احادیث میں طب پر کوئی حدیث موجود نہیں۔ شیخ نے فوراً جواب دیا۔ کیوں نہیں، بالکل ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حدیث میں ساری طب سمودی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔ پس تو بدن کے ہر جز کو وہی دے جس کا تو نے اسے عادی بنایا ہوا ہے۔ اس پر عیسائی طبیب نے کہا اللہ کی قسم! اسلام ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

خاصیت : آیت ۳۱ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

کسی چیز کو کہ جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ اللہ پر جو تم کو

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ

معلوم نہیں و۱ اور ہر ایک قوم کا ایک وقت مقرر ہے! پھر جب

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

آ پہنچا ان کا وقت نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں! و۲

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

اے بنی آدم اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے کہ سنائیں تم کو میری

اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

آیتیں تو جو ڈرا اور اپنی اصلاح کر لی تو نہ کچھ ان کو ڈر ہو گا اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے اکڑ بیٹھے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

وہی دوزخی ہیں! وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے تو اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ

ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو؟ وہ لوگ ہیں کہ ان کو پہنچے گا

يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ

ان کا حصہ لکھے ہوئے میں سے! یہاں تک کہ جب کہ ان کے پاس آ موجود ہوں گے

و۱ نمازی میں لباس ضروری ہے

طحاوی نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہن لیا کرے کیونکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے سامنے آنے کے وقت زینت کی جائے (یعنی پورا لباس پہنا جائے) الخ۔ بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے صرف ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کا حکم دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں (یعنی ہر شخص کو تو دو کپڑے اور پورا جوڑا پہننے کی توفیق نہیں۔ پھر ایک کپڑا ہی پہن کر نماز پڑھے گا) پھر مدت کے بعد ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے یہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا جب اللہ نے کشائش عطا فرمادی ہے تو لوگوں نے بھی کشائش سے کام لیا لوگوں نے پورے کپڑے پہن کر نماز پڑھی، کسی نے تہبند اور چادر پہن کر کسی نے تہبند اور قمیص پہن کر کسی نے تہبند اور قبا پہن کر کسی نے پائجامہ اور چادر پہن کر کسی نے پائجامہ اور کرتہ پہن کر کسی نے پائجامہ اور چوغہ پہن کر کسی نے تبان اور قبا تبان اور قمیص پہن کر، اور شاید یہ بھی فرمایا کسی نے تبان اور چادر پہن کر۔ (تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

و۲ کاش حضرت عمرؓ دعاء کرتے؟

ابو ملیکہ کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نیزہ سے زخمی ہو گئے تو کعب آ کر رونے لگے اور بولے کاش امیر المؤمنین اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قسم کھا لیتے کہ اللہ ان کا آیا ہوا وقت ٹال دے گا تو اللہ ضرور ایسا کر دیتا (آپ کی قسم کو اللہ جھوٹا نہ ہونے دیتا) ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے جا کر کہہ دیا کہ کعبؓ نے ایسی بات کہی ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اس صورت میں تو بخدا میں اللہ سے (تاخیر اجل کی) دعاء نہیں کرونگا۔ (تفسیر مظہری)

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ہمارے فرشتے روح قبض کرنے کو ان سے کہیں گے کہ کیا ہوئے جن کو تم پکارا کرتے تھے اللہ کو چھوڑ کر؟

اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب (غلا) ہو گئے اور اپنے اوپر آپ ہی گواہی دے دی کہ

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

بیشک وہ کافر تھے فرمائے گا کہ داخل ہوؤ اور امتوں کے ہمراہ جو تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ

پہلے ہو گزریں جن اور انسان کی قسم میں سے دوزخ میں! جب داخل ہو گی ایک

اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ

امت تو لعنت کرنے لگے گی اپنی ساتھن (یعنی دوسری امت کو) یہاں تک کہ جب باہم مل جاویں

اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

گے دوزخ میں سب کے سب! کہے گی پچھلی امت پہلی امت کے حق میں کہ اے ہمارے پروردگار

ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا

ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تو ان کو دے دوہرا عذاب دوزخ کا! ولـ اللہ فرمائے گا کہ ہر فریق کو

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ

دوہرا ہے لیکن تم نہیں جانتے اور کہیں گے پہلے لوگ پچھلوں کو کہ

عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ ع

اب تو تم کو ہم پر کسی طرح کی ترجیح نہ رہی تو چکھو عذاب اس کی سزا میں جو تم کرتے رہے

ولـ یعنی ان کو دوگنا ہونے سے تم کو کوئی تسلی اور راحت ہو جائے گی بلکہ تمہارا عذاب بھی آناً فاناً بڑھتا جائے گا اس لئے وہ ان کے دوگنے جیسا ہو گیا ابھی تو عذاب کی ابتدا ہی ہے بڑھنے کو نہیں دیکھا اسی لئے ایسی باتیں بنا رہے ہو جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو دوگنا عذاب ہونا تمہاری تسلی اور غصہ بجھنے کا سبب ہو سکتا ہے تھوڑی دیر میں سب باتیں بھول جاؤ گے۔

خلاصہ رکوع ۴

اکل و شرب میں بے اعتدالی سے بچنے کی تعلیم دی گئی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو بیان فرمایا گیا۔ عہد ازلی کے یاد دہانی فرمائی گئی اور اسے بھول جانے والوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

بیشک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے اکڑ بیٹھے نہ کھلیں گے

لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ

ان کے لئے آسمان کے دروازے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک کہ

الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾

داخل ہو جاوے اونٹ سوئی کے ناکے میں ف۱ اور اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرموں کو

لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ

ان کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہو گا اور اوپر سے اسی کے اوڑھنے!

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور یوں ہی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظلم کرنے والوں کو۔ اور جو ایمان لائے

الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور نیک کام کئے ہم نہیں بوجھ ڈالتے کسی شخص پر مگر اسکی طاقت کے موافق!

الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ

یہی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نکال لی ہم نے جو کچھ ان کے دلوں میں

مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا

رنجش تھی! ف۲ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! اور کہتے ہیں کہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو اس کا رستہ دکھایا! اور ہم نہ تھے (کسی طرح) راہ پانے والے

ف۱ کافروں کا جنت میں جانا محال ہے

یہ تعلیق بالمحال کے طور پر فرمایا۔ ہر زبان کے محاورات میں ایسی امثال موجود ہیں جن میں کسی چیز کے محال ہونے کو دوسری محال چیز پر معلق کر کے ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے کہ اونٹ اپنی اسی کلانی اور جسامت پر رہے اور سوئی کا ناکہ ایسا ہی تنگ اور چھوٹا ہو۔ اس کے باوجود اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح ان مکذبین ومتکبرین کا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ حق تعالیٰ جہنم میں ان کے "خلود" کی خبر دے چکا ہے اور علم الٰہی میں یہی سزا ان کے لئے ٹھہر چکی ہے۔ پھر خدا کے علم اور اخبار کے خلاف کیسے وقوع میں آ سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ شراب طہور پینے کا اثر:

سدی نے اس آیت کی تشریح میں بیان کیا کہ اہل جنت جب جنت کی طرف بڑھیں گے تو جنت کے دروازہ کے پاس ان کو ایک درخت ملے گا جس کی جڑ میں دو چشمے ہونگے۔ وہ جب ایک چشمہ کا پانی پئیں گے تو دلوں کے اندر جو باہمی خلش ہوگی وہ نکل جائے گی یہی شراب طہور ہوگی اور دوسرے چشمہ سے غسل کرینگے تو ان پر نَضْرَةَ النَّعِيمِ (رونق عیش) آ جائے گی اس کے بعد کبھی نہ وہ خستہ رو پراگندہ مو ہونگے نہ کبھی چہرہ کا رنگ بگڑے گا۔ (تفسیر مظہری)

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ! بیشک آئے تھے ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر!

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

اور پکار دیئے جاویں گے کہ یہ جنت ہے تم وارث ہوئے اس کے ان

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ

عملوں کی بدولت جو تم کرتے تھے ول اور پکاریں گے جنتی لوگ دوزخیوں کو ول۲

اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ

کہ ہم نے سچا پایا وہ وعدہ جو ہم سے ہمارے پروردگار نے کیا تھا تو تم نے بھی وہ وعدہ جو تم سے

مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ

تمہارے رب نے کیا تھا سچا پایا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر پکار اُٹھے گا ایک پکارنے والا

بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ

ان کے بیچ میں کہ لعنت خدا کی ظالموں پر! جو روکتے تھے

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

آخرت کے منکر تھے اور دونوں کے بیچ ایک دیوار ہو گی اور اعراف پر

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ

کچھ مرد ہوں گے جو پہچان لیں گے ہر ایک کو ان کی علامت سے! اور پکاریں گے

ول اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ اعمال کے سبب کوئی جنت میں نہ جائے گا بلکہ رحمت الٰہی کی وجہ سے جائیں گے۔ اصل یہ ہے کہ آیت میں ظاہری سبب مراد ہے اور اعمال ظاہری سبب تو جنت میں جانے کا ہے اور حدیث میں حقیقی سبب مراد ہے اور بلاشبہ اعمال جنت میں جانے کا حقیقی سبب نہیں بلکہ حقیقی سبب محض رحمت الٰہی ہے پس کوئی تعارض نہ رہا اور یہ ندا کرنے والا ایک فرشتہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے فیذهب الملک فیقول سلم علیکم تلک الجنة اور ثمموها بما کنتم تعملون کہ فرشتہ جا کر جنتیوں سے کہے گا کہ السلام علیکم تم اپنے اعمال صالحہ کے سبب اس جنت کے وارث بنائے گئے

ول۲ جنت اللہ کی رحمت سے ملے گی

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہر جنتی کو دوزخ کا ٹھکانہ بتا دیا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری ہدایت نہ فرماتا تو میرا یہی ٹھکانہ ہوتا۔ خدا کا شکر ہے۔ اور ہر دوزخی کو جنت کا ٹھکانہ بتایا جائے گا وہ کہے گا کاش خدا مجھے بھی ہدایت فرماتا تو یہ ٹھکانہ میرا ہوتا۔ اس طرح اس پر حسرت چھائی رہے گی۔ اور جب ان مؤمنین کو جنت کی بشارت مل جائے گی تو کہا جائے گا کہ یہ جنت اعمال صالحہ کے نتیجے کے طور پر تمہارا انعام ہے تم پر خدا کی رحمت ہے تم جنت میں داخل کیے گئے۔ اپنے حسب اعمال اپنا ٹھکانہ بنا لو اور یہ سب رحمت خداوندی کا سبب ہے۔ صحیحین میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے جان لے کہ کسی کے عمل اس کو جنت میں نہیں پہنچاتے ہیں، تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی نہیں جب تک کہ خدا تعالیٰ کی رحمت میرے بھی شامل حال نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ۴۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ

جنتیوں کو کہ سلام علیکم یہ اعراف والے! ابھی نہیں داخل ہوئے جنت میں اور وہ

يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ

توقع کر رہے ہیں اور جب پھرے گی ان کی نگاہ

النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى

دوزخیوں کی جانب! کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نہ کر گناہ گار لوگوں کے ہمراہ۔

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ

اور پکاریں گے اعراف والے کچھ مردوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ف۱ انکی علامت سے

اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ

کہیں گے کہ نہ کام آیا تمہارا جتھا اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے

الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

کیا یہی لوگ ہیں جن کی نسبت تم قسم کھاتے تھے کہ نہ پہنچائے گا ان کو اللہ کوئی رحمت!

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى

(انکو تو حکم ہو گیا) کہ چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہوگے

اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ

اور پکاریں گے دوزخی لوگ جنتیوں کو کہ ڈال دو ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ

الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

اس میں سے جو تم کو روزی دی اللہ نے! وہ کہیں گے کہ اللہ نے جنت کا دانہ پانی حرام کر دیا ہے

ف۱ کیونکہ کافروں کے چہرہ پر ظلمت و کدورت ہوگی چنانچہ دنیا میں بھی اہل بصیرت صورت دیکھ کر مسلمان و کافر کا امتیاز کر لیتے ہیں گو شکل و لباس وغیرہ میں کیسے ہی مشابہ ہوں اور آخرت میں تو کافر و مسلم میں نمایاں فرق ظاہر ہوگا جس کو ہر شخص پہچان لے گا۔

خلاصہ رکوع ۵

مشکرین کا انجام بد اور مومنین کے اچھے انجام کو بیان فرمایا گیا جنت کے ماحول کی پاکیزگی ذکر کی گئی اور اہل جنت اور اہل جہنم کا مکالمہ ذکر کیا گیا۔ ع ۵ ۱۲

اَعراف والوں کی معافی:

ہناد ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے اپنی تفسیروں میں عبد اللہ بن حارث کی وساطت سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اعراف جنت و دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہوگی اور اصحاب اعراف وہ لوگ ہوں گے کہ جن کو اللہ وہاں روک دے گا پھر جب اللہ ان کو معاف کرنا چاہے گا تو سب سے پہلے ان کو ایک نہر کی طرف لے جائے گا جس کا نام نہر حیات ہوگا جس کے دونوں کنارے سونے کے موتیوں سے جڑے ہوں گے اور اس کی مٹی مشک کی ہوگی اس نہر میں اصحاب اعراف کو ڈالا جائے گا (نہاتے ہی) ان کے رنگ درست ہو جائیں گے اور سینے پر ایک سفید چمک دار تل نمودار ہو جائے گا تو اللہ ان کو طلب فرما کر دریافت فرمائے گا کہ اب تمہاری کیا تمنا ہے جو چاہو مانگو۔ وہ لوگ اپنی تمنا ظاہر کریں گے جب ان کی ساری تمنائیں ختم ہو جائیں گی (اور کوئی تمنا باقی نہ رہے گی) تو اللہ فرمائے گا تم کو وہ چیزیں دی گئیں جن کی تم نے تمنا کی اور اتنی ہی اور بھی اور ستر ہزار گنا مزید۔ چنانچہ وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے مگر ان کے سینوں پر ایک سفید تل چمکتا ہوگا اسی سے ان کی پہچان ہوگی، یہ لوگ مساکین اہل جنت (جنتیوں میں مسکین) کہلائیں گے۔ (تفسیر مظہری)

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا

کافروں پر کہ جنہوں نے بنایا اپنے دین کو کھیل اور تماشا

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

اور دھوکہ دیا ان کو دنیا کی زندگی نے! تو آج ہم ان کو بھلا دیں گے جیسے وہ بھولے

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ

اپنے اس دن کا ملنا! ف۱ اور جیسے تھے ہماری آیتوں کا انکار کرتے اور ہم نے ان کو

جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

پہنچا دی کتاب جس کو ہم نے بالتفصیل بیان کیا ہے خبرداری سے ہدایت ہے اور رحمت ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۗ يَوْمَ

ایمان والے لوگوں کے لئے یہ کافر بس اس کی سچائی ظاہر ہونے کے منتظر ہیں! اور جس دن

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

اس کی سچائی ظاہر ہوگی وہ لوگ کہنے لگیں گے جو اس کو بھلا بیٹھے تھے پہلے سے کہ بیشک

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ

سچ بات لائے تھے ہمارے پروردگار کے پیغمبر! اب کوئی ہمارے سفارشی ہیں؟

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۗ

کہ ہماری سفارش کریں یا ہم کو پھر لوٹا دیا جائے تو ہم عمل کریں خلاف ان اعمال کے جو ہم کر رہے تھے!

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

ان لوگوں نے آپ اپنا نقصان کیا اور ان سے گیا گزرا ہوا جو وہ افترا کیا کرتے تھے

ف۱ تو نے مجھے بھلایا میں تجھے بھلاتا ہوں

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے بیوی بچے نہیں دیئے تھے اور کیا تجھ پر انعام و اکرام نہیں کیا تھا اور کیا اونٹ گھوڑے اور فیل و حشم نہیں دیئے تھے اور کیا تو سرداری اور افسری نہیں کرتا تھا۔ بندہ کہے گا ہاں اے خدا تو نے سب کچھ دیا تھا۔ پھر فرمائے گا کہ کیا تجھے یقین تھا کہ میرا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ کہے گا اے خدا مجھے یقین نہیں تھا۔ خدا فرمائے گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا تھا آج میں بھی تجھے بھلا دیتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

دوزخیوں کے آنسو اور پیاس

ابن ابی الدنیا اور ضیا نے زید بن رفیع کا بیان نقل کیا ہے کہ دوزخی دوزخ میں داخل ہو کر مدت تک آنسوؤں سے روئیں گے پھر مدت تک لہو کے آنسو بہائیں گے۔ دوزخ کے کارندے ان سے کہیں گے بدبختو تم دنیا میں نہیں روئے آج تم کس سے فریاد کر رہے ہو وہ چیخ کر پکاریں گے اے جنت والو! اے گروہ پدراں و مادراں! اے اولاد! ہم قبروں سے پیاسے نکلے تھے میدان حشر میں بھی پوری مدت پیاسے رہے اور آج بھی پیاسے ہیں اللہ نے پانی اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے ہماری طرف بھی اس میں سے کچھ بہاؤ۔ چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک مانگتے رہیں گے مگر کوئی جواب نہیں دیگا آخر ان کو جواب ملے گا تم کو (یونہی یہاں ہمیشہ) رہنا ہے یہ سن کر وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو پکارے گا اور کہے گا بھائی میری فریاد رسی کر میں جل گیا وہ جواب دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

(تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

خلاصہ رکوع ۶ ۔۔۔ ع ۱۳

اعراف و اہل اعراف اور اہل جہنم کا ذکر کیا گیا اور قرآنی دعوت کو بیان کیا گیا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ

بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ

چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر! چھپا لیتا ہے رات کو دن سے (گویا) رات

النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا لا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ

دن کے پیچھے لگی آ رہی ہے لپکتی ہوئی اور اسی نے پیدا کئے سورج اور چاند اور تارے

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ

تابعدار اپنے حکم کے! سن لو اسی کی خلق ہے اور (اسی کا) حکم بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط

جو دنیا جہان کا پالنے والا ہے ف۱ پکارو اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے!

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

اس کو حد سے بڑھنے والے خوش نہیں آتے اور نہ فساد کرو زمین

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ط اِنَّ

میں اس کے سنوارے پیچھے اور اس کو پکارتے رہو ڈر اور توقع سے! کچھ شک نہیں

رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ

کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیک لوگوں سے اور وہی ہے

یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰۤی

جو بھیجتا ہے ہوائیں مژدہ لانے والی اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ

ف۱ دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے صدیوں پہلے تخلیق کے مختلف مراحل کو چھ حصوں میں نہ صرف تقسیم کردیا تھا بلکہ ان چھ حصوں میں ہونے والے بعض بڑے بڑے واقعات کی مدت بھی متعین فرمادی تھی۔
اس آیت میں تخلیق کائنات کی کل مدت ''چھ روز'' بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تخلیق کے بعد کے مدارج کا بھی بیان ہے۔ قرآن کریم میں روز کیلئے یوم کی جمع یعنی ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یوم ہماری زمینی اصطلاح میں اس وقفے کا نام ہے جس میں زمین اپنے محور پر پورا چکر مکمل کرتی ہے۔ یہ چکر ۲۴ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ جو دن اور رات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں تخلیق کائنات کے حوالے سے ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس وقت نہ ہمارا نظام شمسی وجود میں آیا تھا اور نہ زمین۔ چنانچہ اسی آیت میں واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ پھر سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔ اس لئے بظاہر یہاں زمینی دن مراد نہیں ہے۔ بلکہ ایام سے مراد مختلف عرصے ہیں جو وقت کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے ہوسکتے ہیں اور ان عرصوں میں تخلیق کے مختلف مراحل مکمل ہوئے ہیں۔

دُعاء قبول ہوتی رہتی:

یارسول اللہ ﷺ جلد بازی سے کیا مراد ہے فرمایا (مثلاً) کہنے لگے میرے خیال میں دعا قبول نہیں ہوگی یہ خیال کر کے تھک کر دعا کرنی چھوڑ دے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دل ظروف ہیں بعض بعض سے زیادہ سمائی والے ہیں لوگو! اللہ سے دعا کرتے وقت یقین رکھا کرو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اللہ اس بندہ کی دعا قبول نہیں کرتا جو بے توجہ دل سے کسی طور پر کرتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۵۴ تا ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا

جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بوجھل بادلوں کو تو ہم اسے ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی جانب

بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ

پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل! اسی طرح

نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

ہم نکال دیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو اور جو بستی پاکیزہ ہے

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ

اس کی پیداوار نکلتی ہے اس کے پروردگار کے حکم سے! اور جو خراب ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے!

اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع

اسی طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بتاتے ہیں شکرگزار لوگوں کو وا ہم نے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف تو اس نے کہا کہ اے قوم عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا! میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

عذاب سے! بولے سردار اس کی قوم کے کہ ہم تو تجھے دیکھتے ہیں

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ

صریح گمراہی میں نوح نے کہا کہ اے قوم مجھ میں تو گمراہی نہیں ہے ولیکن میں

وا مومن اور کافر کی مثال: شیخین نے صحیحین میں حضرت موسیٰؓ اشعری کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو ہدایت وعلم عطا فرما کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال کثیر بارش کی طرح ہے جو زمین کے کسی اچھے ٹکڑے پر برستی ہے تو وہ خطہ اس کو قبول کر لیتا ہے جس سے سبزہ اور چارہ خوب پیدا ہوتا ہے اور کسی خشک بنجر خطے پر برستی ہے تو وہ بھی (اپنے احاطہ میں) پانی کو روک لیتا ہے (مگر پی نہیں سکتا اس لئے اس میں سبزہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ) آدمی اس کو پیتے جانوروں کو پلاتے اور کھیتوں کو سینچتے ہیں اور ایک تیسرے ٹکڑے پر برستی ہے جو چٹیل سخت ہموار میدان ہوتا ہے وہ نہ تو (اپنے احاطہ میں) پانی کو روکتا ہے (کہ دوسروں کو ہی فائدہ ہو) نہ خود پیتا ہے کہ سبزہ پیدا ہو جائے پس یہ مثال ہے ان لوگوں کو جو دینی سمجھ رکھتے ہیں۔ میری لائی ہوئی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں خود سمجھتے ہیں دوسروں کو سکھاتے ہیں اور ان لوگوں کو کی جو میرے پیام کی طرف قطعاً التفات نہیں کرتے اور خدا کی عطا کی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۱۴

زمین وآسمان میں خدائی قدرت کے مظاہر بیان فرمائے گئے۔ دعا کا حکم اور اس کے آداب بیان فرمائے گئے پھر دوبارہ خدائی قدرت کے کرشمے ذکر فرمائے گئے۔

خاصیت: آیت ۵۷ تا ۵۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ

بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے پروردگار کے

وَاَنۡصَحُ لَـكُمۡ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۲﴾

اور خیر خواہی کرتا ہوں تمہارے حق میں ف۱ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے

اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ

کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک مرد کی معرفت

لِيُنۡذِرَكُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوۡهُ

جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈراوے اور تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو۔ پھر بھی انہوں نے اس کو جھٹلایا

فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ فِى الۡـفُلۡكِ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ

تو ہم نے بچا لیا نوح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے اور ان کو غرق کر دیا

كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا عَمِيۡنَ ﴿۶۴﴾ وَاِلٰى

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں! بیشک وہ لوگ اندھے تھے اور (بھیجا)

عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا

عاد کی جانب ان کے بھائی ہود کو! ف۲ ہود نے کہا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو

لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الۡمَلَاُ

کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں؟ بولے

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَـنَرٰٮكَ فِىۡ سَفَاهَةٍ

سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں کہ ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں

ف۱ کیونکہ توحید میں تمہارا ہی نفع ہے اس تبلیغ میں میری کوئی دنیوی غرض نہیں ہے بلکہ محض تمہاری خیر خواہی ہے۔

ف۲ اہل نسب کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ ہود علیہ السلام قوم عاد کے نسبی بھائی ہیں اور قوم عاد ہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ ان کو دوسری قوم کا بتلاتے ہیں اور قرآن میں جو ان کو عاد کا بھائی کہا گیا ہے اس میں تاویل کرتے ہیں کہ شرکت وطن کی وجہ سے بھائی کہہ دیا گیا۔

ف۳ حضرت ہودؑ کی قبر:
بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت سے لکھا ہے کہ ہود کی قبر حضر موت میں سرخ ٹیلے پر واقع ہے عبد الرحمٰن بن سابط کا بیان ہے کہ رکن اور مقام اور زمزم کے درمیان ننانوے پیغمبروں کی قبریں ہیں انہی میں ہود صالحؑ اور شعیبؑ کی بھی قبریں ہیں یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ جب کسی پیغمبر کی امت (عذاب سے) تباہ ہو جاتی تو وہ پیغمبر مومنوں کی جماعت لے کر مکہ میں چلا آتا تھا اور اس جگہ مرتے دم تک سب لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور یہیں مر کر دفن ہو جاتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۸/۱۵ خلاصہ رکوع ۸
حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔

وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ

اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں ۱؎ ہود نے کہا کہ اے قوم کچھ میں

بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾

بے عقل نہیں ہوں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾

تم کو پہنچاتا ہوں پیغام اپنے پروردگار کے اور میں تمہارا خیر خواہ معتبر ہوں

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

کیا تم کو تعجب ہوا کہ تم کو آئی نصیحت تمہارے پروردگار کی جانب سے

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

ایک شخص کی معرفت جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈر سناوے! اور وہ احسان یاد کرو جب تم کو

مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

سردار بنا دیا قوم نوح کے بعد اور تم کو زیادہ دیا بدن میں پھیلاؤ

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا

تو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تم فلاح پاؤ وہ بولے کہ

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ

کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آیا ہے کہ ہم عبادت کریں ایک اللہ کی اور انہیں چھوڑ بیٹھیں کہ

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا! اچھا لے آ جس کا تو ہمیں ڈراوا دکھاتا ہے اگر تو سچا ہے

۱؎ قوم عاد کا وفد:

حارث البکری سے روایت ہے کہ علاء بن الحضرمی کی شکایت لے کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا تھا اور اقوم ربذہ پر سے گذر رہا تھا کہ بنی تمیم کی ایک بڑھیا جو اس قبیلہ سے چھوٹ گئی تھی اور اکیلی ہو گئی تھی کہنے لگی، اے خدا کے بندے مجھے رسول خدا کی طرف لے چل، مجھے آپ ﷺ سے کام ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو اونٹ پر بٹھا لیا اور مدینے آیا۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور ایک سیاہ علم بلند تھا۔ بلال اپنی تلوار لٹکائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کیسے جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو بن العاص کی سرکردگی میں لشکر بھیجا جا رہا ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ اپنے کمرے میں داخل ہوئے، میں نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ مجھے اجازت دی۔ میں نے آ کر سلام کیا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا تم میں اور بنی تمیم میں کوئی رنجش ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں مجھے ان سے شکایت ہے اور الزام انہیں پر ہے۔ اب میں آپ کے پاس آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی قبیلہ بنی تمیم کی ہے جو ان سے چھوٹ گئی تھی۔ مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کام ہے مجھے لے چلو۔ چنانچہ وہ بھی دروازے پر کھڑی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے بھی بلا لیا۔ وہ آ گئی میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں اور بنو تمیم میں آڑ کر دیجئے۔ یہ سن کر قبیلہ بنی تمیم کی اس بڑھیا کو حمیت پیدا ہوئی اور تیز ہو کر بولی کہ ''یا رسول اللہ! پھر آپ کے پریشان حال کہاں پناہ لیں گے۔ میں کہنے لگا ارے میری مثال تو اس ضرب المثل کی سی ہو گئی کہ بکری اپنی موت کو آپ کھینچ لائی۔ میں اس بڑھیا کو سوار کر کے لے آیا مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میری دشمن ثابت ہو گی۔ میں خدا کے پاس اور

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ

ہود نے کہا کہ واقع ہوا تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے عذاب اور غضب!

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو ان ناموں کے بارے میں جو گھڑ رکھے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا

مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

نے کہ نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند! تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

انتظار کرتا ہوں غرض ہم نے بچا لیا ہود اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی مہربانی سے

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

اور جڑ کاٹ دی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور وہ نہ تھے

مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ

ایمان لانے والے اور ثمود کی جانب بھیجا ان کے بھائی صالح کو! صالح نے کہا

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ

بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا کوئی معبود نہیں اس کے سوا! تمہارے پاس آ چکی واضح

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

دلیل تمہارے پروردگار کی جانب سے! یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اس کو چھوڑ دو

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

پھرنے دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح (ورنہ) تم کو

رسول کے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ وفد قوم عاد کی طرح بن جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وفد عاد کا کیا قصہ ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ مجھ سے بہتر جانتے تھے لیکن مجھ سے سننے کے خواہشمند تھے۔ میں نے کہا کہ قوم عاد قحط میں مبتلا ہوگئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد مکہ بھیجا وفد کے قائد کا نام قیل تھا۔ وہ مکہ آکر معاویہ بن بکر کے پاس ٹھہرے، ایک مہینہ قیام کیا شراب پیتے رہے۔ جرادتان نامی دو لونڈیوں کا گانا سنتے رہے۔ پھر سردار وفد قیل مہرہ کی پہاڑیوں کی طرف نکلا اور دعا کی کہ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کی دعائے صحت کے لئے نہیں آیا ہوں نہ کسی قیدی کے چھڑانے کے لئے فدیہ مانگتا ہوں، بلکہ اے خدا عاد کو پانی دے۔ چنانچہ بحکم خدا تین ابر نمایاں ہوئے۔ ندا آئی کہ ایک ابر کو اختیار کر لے۔ اس نے سیاہ ابر کا انتخاب کیا۔ ندا آئی کہ تجھ کو تو خاک ملے

ع ۹ خلاصہ رکوع ۹
۸ قوم عاد اور ھود علیہ السلام کا
۱۶ ذکر فرمایا گیا۔

کی قوم عاد کا کوئی فرد باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی جو خزانہ باد میں گویا اتنی ہی تھی جتنا کہ میری اس انگوٹھی کا دائرہ ہے جس سے یہ ساری قوم تباہ ہوگئی۔ اب عرب کے لوگ جب کسی وفد کو بھیجتے ہیں تو بطور ضرب المثل کہتے ہیں کہ وفد عاد کی طرح نہ ہو جانا۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اس کو بیان کیا ہے اور ترمذیؒ نے بھی روایت کیا ہے، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ

پکڑے گا دردناک عذاب ف۱ اور یاد کرو جب اس نے تم کو جانشین بنا دیا قوم عاد کے بعد

عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

اور تم کو ٹھکانا دیا زمین میں کہ بنا لیتے ہو نرم زمین میں محل

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ

اور تراش لیتے ہو پہاڑوں کے گھر! تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ

اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ف۲ کہنے لگے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

سردار جنہوں نے تکبر کیا اس کی قوم میں ان غریبوں سے کہ

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ

جو ان میں ایمان لے آئے تھے کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ صالح بھیجا ہوا ہے اپنے پروردگار کی جانب سے؟

رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

وہ بولے کہ ہم کو اس دین پر جو ان کی معرفت بھیجا گیا یقین ہے کہنے لگے

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

تکبر والے کہ ہم تو اس دین کے جس پر تم ایمان لائے ہو منکر ہیں

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا

پھر انہوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کو اور سرکشی کی اپنے پروردگار کے حکم سے اور کہنے لگے کہ

ف۱ حضرت صالح علیہ السلام کی گذرگاہ:

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حج کے زمانے میں نبی ﷺ جب وادی عفان سے گزرے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! یہ کون سا مقام ہے؟ حضرت صدیقؓ نے جواب دیا کہ یہ وادی عفان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ صالح اور ھود (علیہما السلام) ناقہ پر سوار کسی زمانے میں یہاں سے گزرے تھے جن کی نکیلیں کھجور کی رسیوں کی تھیں، کمبلوں کے تہہ بند تھے پوستین کی چادریں تھیں۔ اور لبیک کہتے ہوئے بیت عتیق کے حج کے لیے جا رہے تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ف۲ احکام و مسائل:

آیات مذکورہ سے چند اصولی اور فروعی مسائل معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ اصول عقائد میں تمام انبیاء علیہم السلام متفق ہیں اور ان کی شریعتیں متحد ہیں سب کی دعوت توحید کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا اور اس کی خلاف ورزی پر عذاب دنیا و آخرت سے ڈرانا ہے۔ دوسرے یہ کہ تمام پچھلی امتوں میں ہوتا بھی رہا ہے کہ قوموں کے بڑے دولت مند آبرو دار لوگوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کیا اور اس کے نتیجہ میں دنیا میں بھی ہلاک و برباد ہوئے اور آخرت میں بھی مستحق عذاب ہوئے۔

تیسرے تفسیر قرطبی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دنیا میں کافروں پر بھی مبذول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ قوم عاد و ثمود پر اللہ تعالیٰ نے دولت و قوت کے دروازے کھول دیے تھے۔

چوتھے تفسیر قرطبی ہی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے محلات اور عالی شان مکانات کی تعمیر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور ان کا بنانا جائز ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾

اے صالح لے آ ہم پر جس کا تو ہمیں ڈرا وا دکھاتا ہے اگر تو پیغمبر ہے

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

تو ان کو آ پکڑا زلزلہ نے پھر رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے ہوئے

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ

پھر صالح نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ بھائیو میں تم کو پہنچا چکا پیغام

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اپنے پروردگار کا اور میں نے خیر خواہی کی تھی لیکن تم نہیں دوست سمجھتے خیر خواہوں کو ف۱

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

اور لوط کو (بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

جو نہیں کی تم سے پہلے کسی نے جہان میں تم تو دوڑتے ہو

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

مردوں پر شہوت کے مارے عورتیں چھوڑ کر! بلکہ تم لوگ حد سے

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

بڑھے ہوئے ہو اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

کہا کہ نکال دو ان کو اپنے شہر سے! یہ ایسے لوگ ہیں کہ پاک صاف بننا چاہتے ہیں۔

ف۱ مردوں سے خطاب کا مقصد

مردوں سے خطاب رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا تھا بدر کے مقتولین کو جب ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ نے (نام لے لے کر) ان کو مخاطب بنایا۔ صحیحین میں حضرت ابو طلحہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ بدر سے تیسرے دن رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کسوانے کا حکم دیا اونٹنی پر پالان باندھ دیا گیا پھر آپ صحابہؓ کو لیکر پیدل چل دیئے صحابہؓ کو خیال ہوا کہ کسی ضروری کام سے کہیں تشریف لئے جا رہے ہیں لیکن آپ جا کر اس کنویں کے کنارے کھڑے ہوگئے (جس کے اندر مقتولین کی لاشیں پھینک دی گئی تھیں) اور پکارنے لگے اے ابو جہل بن ہشام اے امیہ بن خلف اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ کیا تمہارے لئے اس وقت یہ امر باعث مسرت ہوتا کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم مان لیا ہوتا اللہ اور اس کے رسول نے جس چیز کی تم کو وعید کی تھی کیا تم نے اس کو صحیح پالیا میں نے تو اس وعدہ کو حق پا لیا جو اللہ نے مجھ سے کیا تھا تم اپنے نبی کے لئے بدترین قبیلہ ہو تم نے میری تکذیب کی اور دوسرے لوگوں نے مجھے سچا جانا تم مجھ سے لڑے اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔ اے گروہ شر تم کو اللہ نے میری طرف سے سزا دے دی۔ میں امین تھا تم نے مجھے خائن قرار دیا میں سچا تھا تم نے مجھے جھوٹا کہا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا تین روز کے بعد آپ ان کو پکار رہے ہیں بے جان لاشوں سے آپ کس طرح کلام فرما رہے ہیں فرمایا تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں اس وقت وہ سن رہے ہیں لیکن لوٹا کر جواب نہیں دے سکتے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت صالح نے مردوں کو خطاب اس لئے کیا کہ آنے والے لوگوں کو عبرت ہو۔ (تفسیر مظہریؒ)

يَتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ

پھر ہم نے نجات دی لوط کو! اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی بی بی! رہ گئی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ

رہ جانے والوں میں! ف۱ اور ہم نے برسایا ان پر (پتھروں کا) مینہ!

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

سو دیکھ کیسا ہوا گنہگاروں کا انجام اور ہم نے بھیجا مدین کی جانب ان کے

شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

بھائی شعیب کو ف۲ کہا کہ اے قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں

غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

اس کے سوا تمہارے پاس آ چکی دلیل تمہارے پروردگار کی جانب سے

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا

تو پوری کرو ماپ اور تول اور کم نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد پھیلاؤ

فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

زمین میں اس کے سنوارے پیچھے! اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ ۚ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تم ایماندار ہو اور نہ بیٹھا کرو ہر راستہ پر کہ ڈراتے ہو اور روکتے ہو اللہ کی

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

راہ سے اُس شخص کو جو اللہ پر ایمان لاوے

ف۱ کیونکہ یہ بیوی کافرہ تھی جب لوط علیہ السلام کو عذاب سے پہلے بستی سے نکل جانے کا حکم ہوا بعض نے تو کہا ہے کہ یہ بیوی ساتھ ہی نہیں گئی اور بعض نے کہا ہے کہ ساتھ چلی تھی پھر لوٹنے لگی اور ہلاک کردی گئی اور لوط علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ رہے اگر شبہ ہو کہ عورتوں پر عذاب کیوں

خلاصہ رکوع ۱۰ — ع ۱۰/۱۲ ۱۷

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا تذکرہ فرمایا گیا اور آخر میں قوم لوط کا تذکرہ کیا گیا۔

نازل ہو جواب یہ ہے کہ عذاب کا ایک سبب کفر بھی تھا جو سب میں مشترک تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپس میں ان کی عورتیں بھی مساحقت کرتی تھیں اس صورت میں شبہ ہی ساقط ہو گیا۔

ف۲ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان پر سخت گرمی مسلط ہوئی کہ گھر میں بھی چین نہ آتا تھا اس میں ایک بدلی آئی جس میں سے سرد ہوا نکلی اور اس کے سایہ میں سب میدان میں جمع ہو گئے اس وقت اس میں سے آگ برسی اور زمین کو بھی زلزلہ آیا سب جل کر مر گئے اس صورت میں لفظ دار سے جو کہ آیت میں آتا ہے زمین مراد ہے جیسا کہ دارالاسلام دارالحرب میں دار کا اطلاق مطلق زمین پر ہوتا ہے اور ان کفار کے ہلاک ہونے کے بعد آپ مکہ میں آ رہے تھے اور وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور مدین اصل میں ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام ہے۔ پھر قبیلہ اور شہر پر اطلاق ہونے لگا جو ان کی اولاد تھے یا اس اولاد کا مسکن تھا یہ سب اہل سیر نے لکھا ہے۔

بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا

اور ڈھونڈتے ہو اس میں کجی! ف۱ اور یاد کرو جب تم کم تھے پھر اس نے

فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں ایک گروہ نے مان لیا جو میرے ہاتھ بھیجا گیا

بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ

اور ایک فریق نہیں مانا تو صبر کرو ف۲ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے

اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہمارے درمیان! اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

ف۱ بعض علماء کے نزدیک صراط سے مراد ہے دین کا راستہ۔ دین کا راستہ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن اس کی شاخیں متعدد ہیں عقائد و معارف کی شاخ، احکام کی شاخ حدود و تعزیرات کی شاخ (گویا راہ دین کی ہر شاخ ایک راستہ ہے) قوم شعیب والے جب کسی کو دین کی کسی شاخ میں کوشش کرتے دیکھتے تو مار ڈالنے اور دکھ دینے کی دھمکی دیتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی اگر تم کو عذاب نہ آنے کا اس سے شبہ ہوتا ہو کہ ایمان لانے والے اور نہ لانے والے دونوں ابھی تک ایک ہی حالت میں ہیں ایمان نہ لانے والوں پر ابھی تک عذاب نازل نہیں ہوا اس سے تم سمجھتے ہو کہ عذاب سے ڈرانا بے اصل ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فوراً عذاب نہ آنے سے یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ عذاب کبھی نہ آویگا ذرا صبر کرو۔ (تسہیل بیان)

آٹھواں پارہ... سورہ انعام
فضائل خواص، فوائد وعملیات

خاصیت آیت ۱۴۱ برائے حفاظت آفات

وَهُوَ الَّذِىْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پارہ ۸، رکوع ۴)

خاصیت: اس آیت کو زیتون کی تختی پر لکھ کر باغ کے دروازے پر لگائے تو خوب پھل پیدا ہوں اور اگر مینڈھے کے مدبوغ چمڑے پر لکھ کر جانور کے گلے میں باندھ دیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

فضائل - جو اس سورت کو پڑھے گا قیامت کو اللہ پاک اس کے اور شیطان کے درمیان پردہ حائل کر دے گا آدم علیہ السلام اس کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر میرٹھی)

سورہ اعراف

مغفرت: قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (پ۸، ع۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اگر آپ مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائیگا۔

خاصیت: جو شخص اس آیت کو ہر فرض نماز کے بعد ایک بار پڑھ کر مغفرت کی دعاء مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف ہوں، کیونکہ یہ دُعاء آدم علیہ السلام کی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۸، رکوع ۱۱)

خاصیت: یہ آیت زہر و چشم و بد و سحر کے دفع کیلئے مفید ہے جو شخص اس کو انگور سبز کے عرق اور زعفران سے لکھ کر اولے کے پانی سے دھو کر غسل کرے چشم بد اور جادو اس سے دفع ہو اور جو کھانے میں ملا کر کھائے تو زہر سے مامون رہے اور سحر اور نظر بد سے بھی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۳ برائے اتفاق ومحبت

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (پارہ ۸، رکوع ۱۲)

خاصیت: نوتراشیدہ قلم سے مٹھائی پر لکھ کر جن لوگوں میں بغض و عداوت اور نااتفاقی ہو ان کو کھلانے سے محبت و اتفاق پیدا ہو جائے۔ اسی طرح خرما یا انجیر یا بیر پر لکھ کر کھلانے سے بھی اثر ہوتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶ برائے امن وامان

ابوجعفر نحاس نے حدیث نقل کی ہے کہ آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی تین آیتیں: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ۸،ع۱۴)

اور وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا. فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا. فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا. اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ. رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ. اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ نِ الْکَوَاکِبِ. وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ. لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ. دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ. اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (پارہ۲۳،رکوع۵)

اور سورۂ رحمٰن کی یہ آیتیں سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ. فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا. لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ. فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (پارہ۲۷،رکوع۱۲)

خواص: یہ سب آیتیں اگر کوئی شخص دن میں پڑھے تو تمام دن اور اگر رات کو پڑھے تو تمام رات شیطان سرکش اور جادوگر ضرر رساں اور حاکم ظالم اور تمام چوروں اور درندوں سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷ تا ۵۸ جانوروں وغیرہ سے حفاظت

۱۔وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًام بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ. (پارہ۸،رکوع۱۴)

خاصیت: یہ آیت درختوں کے آفات، کیڑا اور تعفن اور چوہا اور موذی جانوروں سے محفوظ رکھنے کیلئے مفید ہے۔ زیتون کی چوب پر آب سیب، اور زعفران اور عرق انگور سے لکھ کر آب انگور سے دھو کر تھوڑا سا درخت کی جڑ میں چھوڑ دیں اور اوپر سے خالص پانی بھر دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس درخت کی حالت درست ہو جائے گی۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ انفال

یہ سورت تقریباً سن ۲ ہجری کے آس پاس مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اور اس کے بیشتر مضامین جنگِ بدر اور اس کے واقعات اور مسائل سے متعلق ہیں۔ یہ جنگ اسلام اور کفر کے درمیان پہلے با قاعدہ معرکے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی، اور قریش مکہ کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ چنانچہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات بھی یاد دلائے ہیں، اور مسلمانوں نے جس جاں نثاری کے ساتھ یہ جنگ لڑی اس کی ہمت افزائی کے ساتھ بعض ان کمزوریوں کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جو اس جنگ میں سامنے آئیں۔ اور آئندہ کے لئے وہ ہدایات بھی دی گئی ہیں جو ہمیشہ مسلمانوں کی کامیابی اور فتح و نصرت کا سبب بن سکتی ہیں۔ جہاد اور مالِ غنیمت کی تقسیم کے بہت سے احکام بھی بیان ہوئے ہیں، اور چونکہ جنگِ بدر اصل میں کفارِ مکہ کے ظلم و ستم کے پس منظر میں پیش آئی تھی، اس لئے ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم ہوا۔ نیز جو مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے، ان کے لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائیں۔ ہجرت کی وجہ سے میراث کی تقسیم سے متعلق کچھ احکام عارضی طور پر نافذ کئے گئے تھے۔ سورت کے آخر میں اسی وجہ سے میراث کے کچھ مستقل احکام دیئے گئے ہیں۔

جنگِ بدر

چونکہ اس سورت کے بہت سے مضامین جنگِ بدر کے مختلف واقعات سے متعلق ہیں، اس لئے ان کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے اس جنگ کے بارے میں کچھ بنیادی معلومات یہاں پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، تاکہ اس سے متعلق آیات کو ان کے صحیح پس منظر میں سمجھا جا سکے۔

مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد تیرہ سال مقیم رہے۔ اس دوران مکہ مکرمہ کے کفار نے آپ اور آپ کے جاں نثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو طرح طرح سے ستانے اور ناقابلِ برداشت تکلیفیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہاں تک کہ ہجرت سے ذرا پہلے آپ کو قتل کرنے کا با قاعدہ منصوبہ بنایا گیا جس کا ذکر اسی سورت میں آنے والا ہے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو کفارِ مکہ مسلسل اس فکر میں رہے کہ آپ کو وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے۔ انہوں نے عبداللہ بن اُبی کو مدینہ منورہ میں خط لکھا کہ تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دی ہے، اب یا تو تم انہیں پناہ دینے سے ہاتھ اٹھالو، ورنہ ہم تم پر حملہ کریں گے۔ (دیکھئے سنن ابوداؤد، کتاب الخراج، باب ۲۳، حدیث نمبر: ۳۰۰۴) انصار میں سے اوس کے قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ گئے، تو عین طواف کے دوران ابوجہل نے ان سے کہا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کو پناہ دے رکھی ہے، اور اگر تم ہمارے ایک سردار کی پناہ میں نہ ہوتے تو زندہ واپس نہیں جاسکتے تھے، جس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ اگر مدینہ منورہ کا کوئی آدمی مکہ مکرمہ آئے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں ابوجہل سے کہہ دیا کہ اگر تم ہمارے آدمیوں کو مکہ مکرمہ آنے سے روکو گے تو ہم تمہارے لئے اس سے بھی بڑی رکاوٹ کھڑی کر دیں گے،

یعنی تم تجارتی قافلے لے کر جب شام جاتے ہو تو تمہارا راستہ مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ اب ہم تمہارے قافلوں کو روکنے اور ان پر حملہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔ (دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ۲، حدیث نمبر: ۳۹۵۰) اس کے بعد کفار مکہ کے کچھ دستے مدینہ منورہ کے آس پاس آئے اور مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گئے۔ حالات کے اس پس منظر میں ابوسفیان (جو اس وقت کفار مکہ کا سردار تھا) ایک بڑا بھاری تجارتی قافلہ لے کر شام گیا۔ اس قافلے میں مکہ مکرمہ کے ہر مرد و عورت نے سونا چاندی جمع کر کے تجارت میں شرکت کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ قافلہ شام سے سو فیصد نفع کما کر واپس آ رہا تھا۔ یہ قافلہ ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا، اور پچاس ہزار دینار (گنیوں) کا سامان لا رہا تھا، اور اس کے ساتھ چالیس مسلح افراد اس کی حفاظت پر متعین تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلے کی واپسی کا پتہ چلا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چیلنج کے مطابق آپ نے اس قافلے پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس کے لئے باقاعدہ سپاہیوں کی بھرتی کا موقع نہیں تھا، اس لئے وقت پر جتنے صحابہ تیار ہو سکے، ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی، کل ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے، ساٹھ زرہیں تھیں۔ اس مختصر سامان کے ساتھ آپ مدینہ منورہ سے نکلے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض غیر مسلم مصنفین نے اس واقعے پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک پر امن تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ہمارے زمانے کے بعض مسلمان مصنفین نے اس اعتراض سے مرعوب ہو کر یہ دعویٰ کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قافلے پر حملہ کرنے کا نہیں تھا، بلکہ ابوسفیان نے اپنے طور پر خطرہ محسوس کر کے ابوجہل کے لشکر کو دعوت دی تھی۔ لیکن واقعے کی یہ تشریح صحیح احادیث اور قرآنی اشارات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ درحقیقت یہ اعتراض اس وقت کے حالات اور اس دور کے سیاسی، دفاعی اور معاشرتی ڈھانچے سے بے خبری پر مبنی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو واقعات ہم نے اوپر بیان کئے ہیں، ان کی روشنی میں فریقین کے درمیان ایک مسلسل جنگ کی حالت موجود تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو نہ صرف چیلنج دے رکھے تھے، بلکہ کفار کی طرف سے عملی طور پر چھیڑ چھاڑ بھی شروع ہو چکی تھی۔ دوسرے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے سے انہیں متنبہ کر آئے تھے کہ وہ ان کے قافلوں پر حملہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ تیسرے اس دور میں شہری اور فوجی افراد کی کوئی تفریق نہیں ہوتی تھی۔ کسی معاشرے کے تمام بالغ مرد "مقاتلہ" یعنی لڑنے والے کہلاتے تھے۔ چنانچہ قافلے کی سرکردگی ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا دشمن تھا اور اس کے ساتھ چالیس مسلح افراد میں سے ہر ایک قریش کے ان لوگوں میں سے تھا جو مسلمانوں کو ستانے میں پیش پیش رہے تھے، اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے تھے، اور یہ قافلہ بھی اگر کامیابی سے مکہ مکرمہ پہنچ جاتا تو قریش کی جنگی طاقت میں بڑے اضافے کا سبب بنتا۔ ان حالات میں اس کو ایک پر امن تجارتی قافلے پر حملہ قرار دینا اس وقت کے حالات سے ناواقفیت یا محض عناد کا کرشمہ ہے، اور اس کی وجہ سے ان واقعات کا انکار کرنا کسی طرح درست نہیں ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

بہر حال! جب ابوسفیان کو آپ کے ارادے کا اندازہ ہوا تو اس نے ایک طرف تو ایک تیز رفتار ایلچی ابوجہل کے پاس بھیج کر اس واقعے کی اطلاع دی، اور اسے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ آپ پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا، اور دوسری طرف اپنے قافلے کا راستہ بدل کر بحر احمر کے ساحل کی طرف نکل گیا تاکہ وہاں سے چکر کاٹ کر مکہ مکرمہ پہنچ سکے۔ ابوجہل نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک بڑا لشکر تیار کیا، اور لوہے میں

غرق ہوکرمدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پتہ چلا کہ ابوسفیان تو قافلہ لے کر نکل چکا ہے،اورابوجہل کالشکر آرہا ہےتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔سب نے یہی رائے دی کہ اب ابوجہل سے ایک فیصلہ کن معرکہ ہوجانا چاہئے۔چنانچہ بدر کے مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔مسلمانوں کی تعداداور سازوسامان ابوجہل کے لشکر کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا،لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کوشاندار فتح حاصل ہوئی۔ابوجہل سمیت قریش کے ستر سردار جو مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھے،مارے گئے،اوردوسرے ستر افراد گرفتار ہوئے،اور باقی لوگ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔(توضیح القرآن)

سورۃ الانفال: اس کی آیت نمبر ۱۱ سات سومرتبہ لکھ کرہول اضطراب قلب اورخفقان کے مریض کو بارش کے پانی سے زعفران میں گھول کر مریض کے گلے میں ڈالنا بہت مفید ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِ

کہا سرداروں نے جو مغرور تھے اس کی قوم میں کہ ہم نکال کر

جَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ

رہیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو ایمان لائے تیرے ساتھ اپنی بستی سے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَدِ

تم لوگ لوٹ آؤ ہمارے مذہب میں! شعیب نے کہا کہ کیوں جی اگر ہم کراہت کریں (تو بھی) بیشک

افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ

ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آویں تمہارے دین میں اس کے بعد

اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ

کہ ہم کو نجات دے چکا اللہ اس سے! اور ہم سے نہیں ہو سکتا کہ

فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ

ہم اس میں لوٹ آویں مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے جو ہمارا پروردگار ہے (تو مجبوری ہے) گھیرے ہوئے

عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

ہے ہمارا پروردگار ہر چیز کو علم میں اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا! اے ہمارے پروردگار فیصلہ کر ہم میں

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ

اور ہماری قوم میں انصاف سے اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ف۱ اور بولے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ

سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں کہ اگر تم چلے شعیب کی راہ تو بے شک تم

ف۱ بعض عجیب لوگ:
حضرت ابن مسعودؓ کی روایت صحیحین میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ (ساری عمر) دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور دوزخ کے درمیان صرف ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے (آخر میں) کتاب کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ اہل جنت کے عمل کرنے لگتے ہیں اور جنت میں چلے جاتے ہیں۔

سب کے دل
اللہ کے قبضہ میں ہیں:

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا اللہ ہی پر ہمارا اعتماد ہے کہ وہ ہم کو ایمان پر قائم رکھے گا اور یقین میں زیادتی کی توفیق دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام بنی آدم کے دل ایک دل کی طرح رحمٰن کی چٹکی میں ہیں جس طرف کو چاہتا ہے موڑ دیتا ہے پھر آپ نے دعا کی اے اللہ! اے دلوں کو موڑنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر موڑ دے۔ رواہ مسلم۔ (تفسیر مظہریؒ)

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

برباد ہو لئے پھر ان کو آ پکڑا زلزلہ نے تو صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ

گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے ف۱ جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو (ایسے مٹے کہ)

لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚۛ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ

گویا ان بستیوں میں بسے ہی نہ تھے! جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

خراب ہوئے۔ پھر شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ اے قوم میں پہنچا چکا

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ

تم کو اپنے پروردگار کے پیغام اور تمہارا بھلا چاہا! اب کیا افسوس کروں

كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ

نہ ماننے والے لوگوں پر اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر

اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

کہ پکڑا وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ لوگ

یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى

گڑگڑائیں۔ پھر ہم نے بدل دیا سختی کی جگہ آسانی کو یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو گئے

عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

اور کہنے لگے پہنچ لی ہے ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی! تو ہم نے ان کو دھر پکڑا

ف۱ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول تو ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا نہ کسی سایہ میں چین آتا تھا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہ خانوں میں گھس گئے تو وہاں اوپر سے بھی زیادہ سخت گرمی پائی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ ہو کر ان پر برسا۔ اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ سب لوگ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ اس طرح اس قوم پر زلزلہ اور عذاب ظلہ دونوں جمع ہو گئے (بحر محیط) اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مختلف حصے ہو کر بعض پر زلزلہ آیا اور بعض عذاب ظلہ سے ہلاک کئے گئے ہوں۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۱۱

حضرت شعیب علیہ السلام اور قوم مدین کا تذکرہ فرمایا گیا۔

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى

ناگہاں اور وہ بے خبر تھے ف۱ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور پرہیزگار بنتے تو ہم ان پر ضرور کھول دیتے برکتیں آسمان اور زمین ف۲ سے

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ

لیکن وہ جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو دھر پکڑا ان کرتوتوں کے وبال میں جو وہ کرتے تھے اب کیا

اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾

نڈر ہیں بستیوں والے اس بات سے کہ ان پر آپہنچے ہمارا عذاب راتوں رات اور وہ پڑے سوتے ہوں

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

یا نڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ ان پر آپہنچے ہمارا عذاب دن چڑھے اور وہ

يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

کھیل کود میں مشغول ہوں کیا نڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے؟ سو نہیں نڈر ہوتے اللہ کے داؤ سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

مگر وہی لوگ جو خراب ہوں گے کیا اس سے بھی ان لوگوں کو ہدایت نہیں ہوئی جو وارث بنتے ہیں

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

زمین کے وہاں لوگوں کے ہلاک ہوئے پیچھے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ان کے گناہوں پر! اور ہم مہر لگا دیتے ہیں ان کے دلوں پر سو وہ سنتے ہی نہیں

ف۱ مؤمن ومنافق: حدیث میں ہے کہ مصیبتیں مومن کو گناہوں سے پاک کرتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال مثل گدھے کے ہے جو نہیں جانتا کہ اس پر کیا لدا ہے اور کس غرض سے اس سے کام لیا جا رہا ہے اور کیوں باندھا گیا اور کیوں کھولا گیا۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار برکت کے ساتھ عطا فرماتے اور گو ہلاکت سے پہلے ان کو ایک مدت کے لئے خوشحالی دی گئی تھی لیکن اس خوشحالی میں برکت اس لئے نہ تھی کہ آخر میں وہ وبال جان ہو گئی بخلاف ان نعمتوں کے جو ایمان و اطاعت کے ساتھ ملتی ہیں ان میں یہ خیر و برکت ہوتی ہے کہ وہ کبھی وبال نہیں ہوتیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں حاصل یہ کہ اگر وہ ایمان وتقوٰی اختیار کرتے تو ان کو بھی یہ برکتیں دیتے

ع ۱۲/۲ رکوع نمبر ۱۲
کفار مکہ کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا اور ترقی وتنزلی کا فلسفہ ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا کہ اتمام حجت کے بغیر عذاب الٰہی کبھی نہیں آتا۔ روز محشر مومنین کی بے خوفی کو ذکر کیا گیا۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ

یہ چند بستیاں ہیں کہ ہم سناتے ہیں تجھے ان کے کچھ حالات! اور ان کے پاس

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

آ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر! تو یہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لے آویں اس پر جس کو پہلے

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ

جھٹلا چکے! اسی طرح اللہ مہر کر دیتا ہے منکروں کے دلوں پر ؃

الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۰۱ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ

اور ہم نے نہیں پایا ان کے اکثروں میں نباہ! اور ہم نے

وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝۱۰۲ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

تو ان میں بہتیرے بدکار ہی پائے پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ

موسیٰ کو معجزے دے کر فرعون اور اس کی قوم کی جانب تو انہوں نے کفر کیا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۰۳ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ

معجزوں کا پس دیکھ کیسا ہوا انجام مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے کہ اے فرعون

اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۴ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ

میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا! قائم ہوں اس پر کہ نہ کہوں

اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے! میں تمہارے پاس لایا ہوں معجزہ تمہارے پروردگار کی

؃ دلوں کو زنگ لگنا:

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی انسان پہلے پہل گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک نقطہ سیاہی کا لگ جاتا ہے، دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا اور تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ برابر گناہوں میں بڑھتا گیا تو بہ نہ کی تو یہ سیاہی کے نقطے اس کے سارے قلب کو گھیر لیتے ہیں اور انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے جو فطری مادہ بھلے برے کی پہچان اور برائی سے بچنے کا رکھا ہے وہ فنا یا مغلوب ہو جاتا ہے، اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی چیز کو برا اور بری کو اچھا، مفید کو مضر اور مضر کو مفید خیال کرنے لگتا ہے، اسی حالت کو قرآن میں ران یعنی قلب کے زنگ سے تعبیر فرمایا ہے، اور اسی حالت کا آخری نتیجہ ہے جس کو طبع یعنی مہر لگانے سے اس آیت میں اور بہت سے دوسری آیات میں تعبیر کیا گیا ہے۔

مہر لگنے کا نتیجہ:

یہاں یہ بات قابل نظر ہے کہ دل پر مہر لگ جانے کا نتیجہ تو عقل وفہم کا معدوم ہو جانا ہے، کانوں کی سماعت پر تو اس کا کوئی اثر عادۃً نہیں ہوا کرتا، تو اس آیت میں موقع اس کا تھا کہ اس جگہ فھم لا یفقھون فرمایا جاتا یعنی وہ سمجھتے نہیں، مگر قرآن کریم میں یہاں فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ آیا ہے یعنی وہ سنتے نہیں۔ سبب یہ ہے کہ سننے سے مراد اس جگہ ماننا اور اطاعت کرنا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے سمجھنے کا، مطلب یہ ہے کہ دلوں پر مہر لگ جانے کے سبب وہ کسی حق بات کو ماننے پر تیار نہیں ہوتے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کا قلب اس کے تمام اعضاء و جوارح کا مرکز ہے جب قلب کے افعال میں خلل آتا ہے تو سارے اعضاء کے افعال مختل ہو جاتے ہیں، جب دل میں کسی چیز کی بھلائی یا برائی سما جاتی ہے تو پھر ہر چیز میں اس کو آنکھوں سے بھی وہی نظر آتا ہے کانوں سے بھی وہی سنائی دیتا ہے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ

جانب سے تو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ فرعون بولا کہ اگر تو کوئی معجزہ لے کر

بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ

آیا ہے تو اس معجزہ کو لا اگر تو سچا ہے! تب موسیٰ نے ڈال دیا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا

اپنا عصا پس وہ ہو گیا اسی وقت اژدھا صریح اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت وہ چمکتا

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ

نظر آیا ناظرین کو۔ کہا فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہ

إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ

بیشک یہ تو کوئی ماہر جادو گر ہے! ف۱ نکالنا چاہتا ہے تم کو تمہارے

أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ

ملک سے! اب تم کیا صلاح دیتے ہو؟ سب نے کہا کہ ڈھیل دیجئے

وَأَرْسِلْ فِي ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو اور روانہ کر دیجئے پرگنوں میں نقیب کہ لے آویں آپ کے پاس تمام

سَٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ ٱلسَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا۟ إِنَّ لَنَا

ماہر جادوگروں کو۔ اور آگئے جادو گر فرعون کے پاس کہنے لگے کہ ضرور ہمارے لئے

لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ

بدلا ہونا چاہئے اگر ہم غالب ہوئے۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور ضرور تم میرے

ف۱ جادو اور معجزہ کا فرق: اگر دیکھنے والے ذرا بھی غور کریں اور ہٹ دھرمی اختیار نہ کریں تو معجزہ اور سحر کا فرق خود بخود سمجھ لیں۔ سحر کرنے والے عموماً ناپاکی اور گندگی میں رہتے ہیں اور جتنی زیادہ گندگی اور ناپاکی میں ہوں اتنا ہی ان کا جادو زیادہ کامیاب ہوتا ہے، بخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ طہارت و نظافت ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے، اور یہ بھی کھلا ہوا فرق من جانب اللہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے کیساتھ کسی کا جادو چلتا بھی نہیں۔ اور اہل بصیرت تو اصل حقیقت کو جانتے ہیں کہ جادو سے جو چیزیں ظاہر کی جاتی ہیں وہ سب دائرہ اسباب طبعیہ کے اندر ہوتی ہیں، اس لئے وہ یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ یہ کام بغیر کسی ظاہری سبب کے ہو گیا، بخلاف معجزہ کے کہ اس میں اسباب طبعیہ کا مطلق کوئی دخل نہیں ہوتا، وہ براہ راست قدرت حق کا فعل ہوتا ہے، اسی لئے قرآن کریم میں اس کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے ﴿وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ رَمَىٰ﴾۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

ع ۱۴ / ۹ / ۳

رکوع نمبر ۱۴

ماضی سے سبق سیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ ہلاک شدہ اقوام کی خصلتوں کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تذکرہ فرمایا گیا۔ فرعون کی طرف سے معجزہ کا مطالبہ کو ذکر فرمایا گیا۔

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

مقرب ہو جاؤ گے۔ جادو گر بولے کہ اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم

اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

ڈالتے ہیں موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو! ف۱ پھر جب انہوں نے ڈالا

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ

جادو کے زور سے لوگوں کی نظر بندی کر دی اور لائے بڑا جادو

عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنا عصا ! تو ناگہاں

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ

وہ نگلنے لگا جو سانگ وہ لوگ بنا رہے تھے تب ثابت ہو گیا حق اور غلط ہوا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا

جو کچھ وہ کر رہے تھے پس جادو گر ہار گئے اس جگہ اور پھرے ذلیل ہو کر

صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۖ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

اور ڈالے گئے جادوگر سجدے میں بول اٹھے کہ ہم ایمان لائے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ

پروردگار عالم پر ! جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے ۔ فرعون بولا کہ

اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

کیا تم اس پر ایمان لائے اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں ! ضرور یہ مکر ہے

ف۱: اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے وہ یہ کہ سحر سے معجزہ کا مقابلہ کرنا جوان ساحروں کا کام تھا یہ کفر ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے کفر کی کیسے اجازت دی حالانکہ کفر کی اجازت دینا نبی سے تو کیا مومن سے بھی ممکن نہیں جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مقابلہ کی ان کو اجازت نہیں دی کیونکہ مقابلہ تو وہ کرتے ہی چاہے آپ القوا فرماتے یا نہ فرماتے اور نہ مقابلہ کی اجازت لینے کی ان کو موسیٰ علیہ السلام سے ضرورت تھی بلکہ ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا تھا کہ چاہے آپ پہلے ڈالیں یا ہم موسیٰ علیہ السلام نے پہلی شق اختیار فرمائی کہ جب تم مقابلہ کے لئے تیار ہی ہو گئے ہو اور یقیناً اپنا کرتب ظاہر کرو گے تو پہلے تم ہی کر دکھاؤ اور یہ صورت آپ نے اس لئے اختیار فرمائی کہ اسی پر اظہار حق موقوف تھا۔ کیونکہ اگر آپ پہلے عصا ڈالتے تو بس اس کا سانپ بننا ظاہر ہوتا لیکن ان پر غلبہ تو ظاہر نہ ہوتا اس لئے اول ان کو اجازت دی کہ پہلے تم ہی اپنا کمال ظاہر کر لو جب لوگوں کے دلوں میں ان کے سحر کی وقعت ہو گئی اپنا عصا ڈال دیا اس نے سب کو نگل لیا جس سے پورا غلبہ ظاہر ہو گیا اگر آپ پہلے ڈالتے تب بھی عصا ان کو نگل جاتا لیکن جو اثر بعد میں ڈالنے سے ہوا کہ ان کے سحر کا قلوب پر جب خوب اثر ہو گیا فوراً ہی اس کو ملیامیٹ کر دیا وہ اثر پہلے ڈالنے میں نہ ہوتا غرض آپ نے مطلق مقابلہ کی ان کو اجازت نہیں دی۔ (تسہیل بیان)

مَكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ

کہ تم باندھ لائے ہو شہر میں ف۱ تا کہ نکال دو اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو! اچھا اب

تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲۳ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

تم کو معلوم ہو جائے گا ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں

خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۲۴ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى

مخالف پھر سولی چڑھاؤں گا تم سب کو۔ وہ بولے کہ ہم کو

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۲۵ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ

اپنے پروردگار کی جانب لوٹ جانا ہے اور تو ہم میں کیا عیب پاتا ہے بس یہی نا کہ ہم ایمان لے آئے

رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا

پروردگار کے معجزوں پر جب کہ وہ ہم تک پہنچے اے ہمارے پروردگار (پکھالیں) انڈیل دے ہم

مُسْلِمِيْنَ ۝۱۲۶ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ

پر صبر کی اور ہم کو مار مسلمان اور کہا سرداروں نے فرعون کے لوگوں میں سے کہ کیا آپ اسی طرح

مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ

رہنے دیں گے موسیٰ اور اس کی قوم کو کہ فساد کرتے پھریں ملک میں اور وہ چھوڑ بیٹھے

وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ

آپ کو اور آپ کے معبودوں کو! فرعون نے کہا کہ ہم قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝۱۲۷ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا

گے ان کی عورت ذات کو ف۲ اور ہم ان پر زور آور ہیں کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ مدد مانگو

ف۱ یعنی خفیہ سازش ہوگئی ہے کہ تم یوں کرنا ہم یوں کریں گے پھر اس طرح ہار جیت ظاہر کریں گے تو یہ کارروائی سب ملی بھگت ہے اور فرعون کا اس کہنے سے محض اپنی بات بنانا منظور تھا جس کے لئے کسی منشاء اشتباہ کا ہونا ضروری نہیں اور بعض نے ایک منشا بھی ذکر کیا ہے کہ مقابلہ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے افسر میں یہ گفتگو ہوئی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر میں غالب آ گیا تو کیا تو ایمان لے آوے گا اس نے جواب دیا کہ میرے سحر پر غلبہ ممکن نہیں اور اگر بالفرض آپ غالب آ گئے تو میں ضرور ایمان لے آؤں گا اور فرعون نے اس گفتگو کا مشاہدہ کیا تھا اس لئے اس نے کہا کہ تم نے سازش کی حالانکہ اس کا سازش ہونا محض لغویات ہے مناظرہ اور مقابلہ میں ایسی گفتگو ہوا کرتی ہے جس سے دوسرا فریق اور زیادہ اپنے غلبہ کی کوشش کیا کرتا ہے۔

رکوع نمبر ۱۴ ع ۱۴/۱۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کی منظر کشی فرمائی گئی اور فرعون کی ذلت و رسوائی اور فریب کاری کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ یعنی فرعون نے کہا کہ سر دست تو یہ انتظام مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لڑکوں کو قتل کیا جاوے تا کہ ان کا زور نہ بڑھنے پائے اور چونکہ عورتوں کے بڑھنے سے کوئی اندیشہ نہیں نیز ہم کو اپنے کاروبار خدمت کے لئے بھی ضرورت ہے ان کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔

بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ

اللہ سے اور صبر کرو! بیشک زمین اللہ کی وہی اس کا وارث بنائے جسے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اُوْذِیْنَا

اپنے بندوں میں اور انجام بخیر پرہیزگاروں کا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کو تو تکلیفیں ہی پہنچتی رہیں

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ

تمہارے آنے سے پہلے اور تمہارے آنے کے بعد ۱ موسیٰ نے کہا

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ یَسْتَخْلِفَكُمْ

کہ نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار ہلاک کر دے تمہارے دین کو اور تم کو جانشین بنا دے

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَ لَقَدْ

ملک میں۔ پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو اور ہم نے گرفتار

اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ

کیا فرعون کے لوگوں کو خشک سالیوں اور کمی

الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ

پیداوار (کے عذاب) میں تاکہ وہ متنبہ ہوں ۲ تو جب ان کو پہنچی بھلائی

قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا

کہنے لگے کہ یہ ہمارا حق ہے! اور اگر اُن کو پہنچتی تھی کوئی برائی تو نحوست بتاتے

بِمُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ

موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کی! سن لو بس ان کی نحوست اللہ ہی کے پاس ہے

---

۱ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے غایت حسرت اور غم و حزن سے کہا اور اس حالت کا طبعی اقتضا ہوتا ہے کہ بار بار ظالم کی شکایت کی جائے کہ فرعون آپ سے پہلے بھی بیگار لیتا اور مدتوں ہمارے لڑکوں کو قتل کرتا رہا اور اب بھی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جا رہی ہیں کہ دوبارہ پھر قتل اولاد کی تجویز ٹھہری ہے۔

۲ سعید بن جبیر اور محمد بن منکدر کا بیان ہے کہ فرعون کی بادشاہت چار سو برس رہی اور چھ سو چھبیس برس کی عمر میں اس کو کبھی کوئی دکھ نہیں ہوا اگر کسی دن اس کو بھوک یا بخار یا گھڑی بھر کے لئے بھی درد کی تکلیف پہنچ جاتی

رکوع نمبر ۱۵ ع ۱۵ ۵

قصہ فرعون و موسیٰ کو ذکر فرمایا گیا۔

تو وہ رب ہونے کا دعویٰ نہ کر سکتا مگر اس کا یہ دعویٰ اور فرعون والوں کا مندرجۂ آیت قول اس بات کی علامت تھی کہ وہ انتہائی حماقت میں مبتلا تھے اور ان کے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے تھے کہ پیہم مشاہدۂ آیات بھی ان پر کوئی اثر نہ ڈالتا تھا وہ نہ سمجھے کہ حالات کا فروغ اور خوش معاشی تو اللہ کی مہربانی اور امتحان ہے جب اللہ کی اس نعمت کا شکر انھوں نے ادا نہیں کیا اور اللہ کے رسول نے شکر و اطاعت کی ان کو دعوت دی اور معجزات بھی پیش کئے مگر انھوں نے اس دعوت کو بھی ٹھکرا دیا اور برابر عصیان کوشیوں میں غرق رہے تو اللہ نے بطور سزا ان کے اعمال کی نحوست کی وجہ سے ان پر قحط کو مسلط کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہنے لگے کہ جو کچھ بھی

اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

تو نشانی ہمارے پاس لائے گا کہ ہم پر اس کے ذریعہ سے جادو چلائے تو ہم تو تجھ پر ایمان لانے والے ہیں نہیں

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ

پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں

وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور مینڈک اور خون ول کتنی نشانیاں جدا جدا! پھر تکبر کرتے رہے

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ

اور تھے وہ لوگ گناہ گار اور جب نازل ہوتا ان پر عذاب تو

قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

کہنے لگتے تھے کہ اے موسیٰ دعا کرو ہمارے حق میں اپنے پروردگار سے اس عہد کے آسرے پر

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

جو اللہ نے تم سے کیا ہے اگر تم نے اٹھا دیا ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور تم کو مان لیں گے اور ضرور بھیج

مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

دیں گے تمہارے ہمراہ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے

الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

عذاب ایک وعدہ تک کہ ان کو پہنچنا تھا تب ہی عہد توڑ دیتے تھے

ول یعنی قحط سالی اور کم پیداواری کے علاوہ یہ بلائیں مسلط کیں کہ ان پر بارش کا طوفان بھیجا جس سے جان و مال تلف ہونے کا اندیشہ ہوا اس سے گھبرائے تو موسیٰ علیہ السلام سے عہد و پیمان کیا کہ ہم سے یہ بلا دور کرائیے تو ہم ایمان لے آویں جب وہ بلا دور ہوئی اور غلہ وغیرہ دلخواہ نکلا پھر بے فکر ہو گئے کہ اب تو جان بھی بچ گئی مال بھی خوب پیدا ہوگا بدستور اپنے کفر و سرکشی پر اڑے رہے۔ تو ہم نے کھیتوں پر ٹڈیاں مسلط کیں جب پھر کھیتوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو گھبرا کر ویسے ہی عہد و پیمان کئے پھر جب آپ کی دعاء سے وہ بلا دور ہوئی اور غلہ اپنے گھر لے آئے پھر بے فکر ہو گئے اور کفر و مخالفت پر جمے رہے تو ہم نے اس غلہ میں گھن لگا دیا پھر گھبرائے اور عہد و پیمان کیا جب دعا سے یہ بلا بھی ٹلی اور مطمئن ہو گئے کہ اب کوٹ پیس کر کھاویں پیویں گے پھر وہی کفر رہا تو ہم نے ان کے کھانے کو یوں بے لطف کیا کہ ان پر مینڈک ہجوم کر کے کھانے کے برتنوں میں گرنا شروع ہوئے جس سے سب کھانا غارت ہوا اور گھر میں بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا اور پینا یوں بے لطف کر دیا کہ پانی منہ میں خون ہو جاتا منہ میں لیا اور خون بنا غرض ان پر یہ بلائیں مسلط ہوئیں جو شمار میں ۷ ہیں اور ید و عصا کو ملا کر یہ آیات تسعہ کہلاتی ہیں یعنی نو معجزات ہیں ۱۲

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا

پھر ہم نے بدلا لیا ان سے پس انہیں ڈبو دیا دریا میں اس وجہ سے کہ جھٹلاتے تھے

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

ہماری آیتیں اور ان سے تغافل کرتے تھے اور ہم نے وارث کر دیا

الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے پورب

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى

اور پچھم کا کہ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے ف۱ اور پورا ہوا نیک وعدہ

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

تیرے پروردگار کا بنی اسرائیل پر! اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا! اور ہم نے برباد کیا جو

يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے اور جو کچھ اونچے چڑھاتے تھے ف۲

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ

اور ہم نے پار اتار دیا بنی اسرائیل کو دریا کے تو وہ پہنچے ایسے لوگوں پر

يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ

جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے! لگے کہنے کہ اے موسیٰ بنا دے

لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

ہمارے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں! موسیٰ نے کہا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو۔ ف۳

ف۱ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ مصر کا دریائے نیل سید الانہار یعنی دریاؤں کا سردار ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ برکات کے دس حصوں میں سے نو مصر میں ہیں اور باقی ایک پوری زمین میں (بحرِ محیط) (تفسیر مظہری)

ف۲ نضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی۔

☆ جس طرح بنی اسرائیل نے وعدۂ خداوندی کا مشاہدہ کر لیا تھا، امت محمدیہ نے ان سے زیادہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد کا مشاہدہ کیا کہ پوری زمین پر ان کی حکومت وسلطنت عام ہوگئی۔ (روح البیان) (معارف القرآن مفتی اعظم)

ف۳ بغوی نے ان کی اس بیہودہ درخواست کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ان کو توحید میں شک نہ ہوا تھا بلکہ اپنے غایت جہل سے یہ سمجھے کہ اگر غائب معبود کی طرف متوجہ ہونے کے لئے حاضر کو ذریعہ بنایا جائے تو یہ امر ایمان اور دینداری کے خلاف نہیں بلکہ اس میں خدا کی تعظیم اور تقرب زیادہ ہے اور چونکہ یہ خیال بھی نقلاً وعقلاً غلط ہے اس لئے اس کو جہل فرمایا پھر اس جہل کا انجام یہ ہوا کہ گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

یہ بت پرست جس (دین) میں ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے اور غلط ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى

موسیٰ نے کہا کہ کیا اللہ کے سوا لادوں تم کو کوئی اور معبود حالانکہ اسی نے تم کو بزرگی دی سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

جہان پر ف۱ اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

کہ تم کو دیتے تھے بری تکلیف! مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹے

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۗ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور جیتا رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں بڑی آزمائش تھی

عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا

تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے وعدہ ٹھہرایا موسیٰ سے تیس رات کا اور ہم نے

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ

اس کو پورا کر دیا دس سے تب پورا ہو گیا اس کے پروردگار کا وعدہ چالیس رات کا ف۲ اور کہا

مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ

موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میری نیابت کر میری قوم ف۳ میں

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا

اور کام سنوار یو اور نہ چلیو مفسدوں کے رستے۔ اور جب آیا موسیٰ ہمارے وعدہ پر

ف۱ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا: یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکر گزاری اور حق شناسی کیا یہی ہو سکتی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ سے بغاوت کی جائے۔ پھر بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے سربسجود ہو جائے؟ کیا مفضول افضل کا معبود بن سکتا ہے؟ (تفسیر عثمانی)

ف۲ چالیس دن کا نصاب: معلوم ہوا کہ چالیس راتوں کو باطنی حالات کی اصلاح میں کوئی خاص دخل ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس روز اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں۔ (روح البیان) (معارف مفتی اعظمؒ)

ع ۱۲/۶ خلاصہ رکوع نمبر ۱۶
آل فرعون کو جن دنیاوی مصائب اور آزمائش میں مبتلا کیا گیا ان کو ذکر فرمایا گیا۔ آل فرعون کی عہد شکنی اور ان کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ آخر میں بنی اسرائیل کے حالات و واقعات بیان کر کے حکمت و مقصد کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۳ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے جو یہ بات فرمائی کہ میرے بعد تم میرے جانشین ہو اس سے نبوت میں خلیفہ کرنا مراد نہ تھا بلکہ ہارون علیہ السلام تو خود نبی تھے لیکن وہ حاکم اور سلطان نہ تھے اس وقت اس خاص صفت میں خلیفہ کرنا منظور تھا کہ میرے بعد حکومت و انتظام کا کام بھی تمہارے سپرد ہے ۱۲

وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ

اور اس سے کلام کیا اس کے پروردگار نے تو اس نے عرض کیا اے پروردگار تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھے

تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ

دیکھوں! اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی جانب پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا

فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

تو تو مجھ کو دیکھ سکے گا! پھر جب تجلی فرمائی اس کے پروردگار نے پہاڑ پر کر دیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا

وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ

موسیٰ بے ہوش! وا پھر جب ہوش میں آیا بول اٹھا کہ تیری ذات پاک ہے

اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی

میں نے توبہ کی تیری جناب میں اور سب سے پہلے ایمان لایا۔ اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ

اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ ۖ

میں نے تجھے امتیاز بخشا لوگوں پر اپنی پیغمبری اور ہمکلامی سے!

فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا

تو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شکر گزار رہ

لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا

اور لکھ دی ہم نے موسیٰ کی تختیوں میں ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل

لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا

ہر چیز کی! تو (ہم نے حکم دیا کہ) پکڑ لے اس کو مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ عمل کریں

وا موسیٰ علیہ السلام کی بیہوشی اس وجہ سے نہ تھی کہ خود ان پر تجلی ہوئی کیونکہ بظاہر لِلْجَبَل سے معلوم ہوتا ہے کہ تجلی الٰہی خاص پہاڑ کے حق میں ہوئی بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر اور تجلی کی جگہ کے ساتھ اتصال اور تعلق ہونے سے یہ بے ہوشی ہوئی اور تجلی ہو جانے سے دیدار کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ تجلی سے دیدار کا ہونا لازم نہیں آتا تجلی کے معنے صرف ظاہر ہونے کے ہیں گو دوسرے کو اس کا ادراک نہ ہو جیسا کہ آفتاب روز ظاہر ہوتا ہے مگر آشوب چشم والا اس کو نہیں دیکھ سکتا موسیٰ علیہ السلام کی درخواست دیدار سے دنیا میں اس کا عقلاً ممکن ہونا اور حق تعالیٰ کے جواب سے شرعاً محال ہونا معلوم ہوتا ہے یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو حق تعالیٰ نے کلام فرمایا اس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ قرآن مجید کے الفاظ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو بہ نسبت اس کلام کے جو کہ عطائے نبوت کے وقت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا کچھ زیادہ خصوصیت حق تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ یہاں كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ فرمایا ہے کہ ان سے خدا نے کلام کیا اور وہاں یہ فرمایا ہے کہ درخت سے مبارک جگہ میں ان کو ندا ہوئی اور غالباً اسی زیادہ خصوصیت ہی کی وجہ سے یہ کلام اشتیاق دیدار کا سبب بن گیا جو نہیں ہوا واللہ اعلم

بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ

اس کی اچھی باتوں پر! اور میں عنقریب تم کو دکھاؤں گا گھر نافرمانوں کا میں باز رکھوں گا

عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

اپنی آیتوں کے سمجھنے سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ

ناحق! اور اگر دیکھ لیں سارے معجزے تب بھی نہ ایمان لاویں ان پر! اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ

دیکھ لیں راستہ ہدایت کا تو نہ بناویں اس کو راہ! اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

دیکھ پائیں راستہ گمراہی کا (تو) اس کو ٹھہرالیں راہ! یہ اس لئے کہ انہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور ان سے بے خبر ہو رہے ف۱ اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو اکارت ہو گئے ان کے اعمال!

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ

اسی کی سزا پاویں گے جو عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی قوم نے

مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

اس کے (گئے) پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا کہ وہ ایک جسم تھا جس کی گائے جیسی

ف۱ تکبر کی سزا:
جو لوگ خدا اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ناحق کا تکبر کرتے ہیں اور نخوت و غرور اجازت نہیں دیتا کہ احکام الٰہی کو قبول کریں، ہم بھی ان کے دل اپنی آیات کی طرف سے پھیر دینگے کہ آئندہ ان سے منتفع ہونے کی توفیق نہ ہوگی۔ ایسے لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ خواہ کتنے ہی نشان دیکھیں اور کتنی ہی آیتیں سنیں ٹس سے مس نہ ہوں، ہدایت کی سڑک کیسی ہی صاف اور کشادہ ہو، اس پر نہ چلیں ہاں گمراہی کے راستہ پر نفسانی خواہشات کی پیروی میں دوڑے چلے جائیں۔ تکذیب کی عادت اور غفلت کی تمادی سے جب دل مسخ ہو جاتا ہے، اس وقت آدمی اس حالت کو پہنچتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

☆ ساصرف یعنی اندرونی و بیرونی اور انفسی و آفاقی آیات پر غور کرنے اور ان سے عبرت اندوز ہونے سے پھیر دوں گا۔ یا اپنی نازل کردہ آیات اور معجزات کو باطل کرنے اور نور الٰہی کو پھونکیں مار کر بجھانے سے روک دوں گا۔ مطلب یہ کہ اپنی آیات کا بول بالا کروں گا اور ان کی تکذیب کرنے والوں کو ہلاک کردوں گا۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۷ / ۶ / ۷ رکوع نمبر ۱۷

شریعت موسوی کیلئے موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر اعتکاف کو بیان فرمایا گیا اور اس سلسلہ میں بنی اسرائیلوں کو خصوصی ہدایات دی گئیں۔

خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ

آواز تھی! ؏ کیا انہوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات چیت کر سکتا ہے اور نہ ان کو

سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ

رستہ دکھا سکتا ہے؟ بنا بیٹھے اس کو (معبود) اور وہ ستم گار تھے اور جب پچھتائے

فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ

اور دیکھا کہ وہ گمراہ ہوئے کہنے لگے کہ اگر نہ رحم فرمائے ہم پر

لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

ہمارا پروردگار اور ہم کو نہ بخشے تو بیشک ہم خراب ہوں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ

اور جب واپس آیا موسیٰ اپنی قوم میں غصے میں بھرا ہوا رنجیدہ! بولا

بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ

کہ تم نے کیا بری نیابت کی میرے پیچھے! کیوں جلدی کی اپنے پروردگار کے حکم سے

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ

اور موسیٰ نے ڈال دیں وہ تختیاں ؏ اور پکڑا سر اپنے بھائی کا لگا کھینچنے اپنی طرف

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا

وہ بولا کہ اے میرے ماں جائے بھائی لوگوں نے مجھ کو ناتواں سمجھا اور قریب تھا کہ

يَقْتُلُوْنَنِيْ ۫ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ

مجھ کو مار ڈالیں! تو مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور مجھ کو مت سانو گناہ گار

؏ یعنی صرف اتنی حقیقت رکھتا تھا اور اس میں کوئی کمال نہ تھا جس سے کسی عاقل کو اس کی معبودیت کا شبہ ہو سکے اس بچھڑے کے بارے میں سلف کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا تھا ایک یہ کہ وہ چاندی سونے ہی کا رہا اور بقدر آواز کرنے کے اس میں حیات آ گئی تھی اور دونوں باتیں قدرت خدا میں داخل ہیں اس لئے یہ کہنا بلا دلیل ہے یہ آواز ایسی تھی۔ جیسے مٹی کے کھلونوں میں صنعت سے ہوتی ہے ۱۲

؏ تورات کے چھ حصے:

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ کو زبرجد کی سات تختیوں پر (لکھی ہوئی) توریت دی گئی تھی جس کے اندر ہر چیز کا بیان بھی تھا اور ہدایات بھی تھیں۔ لیکن حضرت موسیٰ نے پہاڑ سے آکر بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں منہمک پایا تو اپنے ہاتھ سے توریت کو پھینک دیا جس کی وجہ سے تختیوں کے سات ٹکڑے ہو گئے ٹوٹنے کے بعد چھ حصے تو توریت کے اللہ نے اٹھا لئے اور صرف ساتواں حصہ رہ گیا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ غیب (ماضی و مستقبل) کی خبروں سے تعلق رکھنے والے حصے تو اٹھا لئے گئے اور جس حصہ کے اندر ہدایات، احکام اور حلال و حرام کا بیان تھا وہ رہ گیا۔

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ

لوگوں کے ساتھ ۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ اے پروردگار معاف فرما مجھے

وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

اور میرے بھائی کو اور ہم کو لے لے اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ

بیشک جنہوں نے بچھڑا بنا لیا جلد ان کو پہنچے گا غضب ان کے

رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

پروردگار کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں! اور اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں

الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

جھوٹ بہتان باندھنے والوں کو اور جنہوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی

مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

اور ایمان لائے تو بیشک تیرا پروردگار توبہ کے بعد تو البتہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ

مہربان ہے اور جب فرو ہو گیا موسیٰ سے غصہ تو اس نے اٹھالیں

الْاَلْوَاحَ ښ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

تختیاں! اور جو ان میں لکھا ہوا تھا ہدایت تھی اور رحمت ان کے لئے

هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ

جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم میں سے

خلاصہ رکوع نمبر ۱۸

ع ۱۸/۶ بنی اسرائیل کے حالات کہ کس طرح انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ اس پر ان کی مذمت اور سزا و بخشش کو بیان فرمایا گیا۔ قوم کی بدعملی پر حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے درمیان مکالمہ ذکر فرمایا گیا۔

ف ۱ بچھڑا اپنانے والے کی سزا:
تفسیر قرطبی میں بروایت قتادہؓ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ عذاب مسلط کر دیا تھا کہ جب کوئی اس کو ہاتھ لگائے یا وہ کسی کو ہاتھ لگائے تو فوراً دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا (قرطبی) اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ خاصیت اس کی نسل میں بھی آج تک باقی ہے۔

بدعتیوں کی سزا:
اور آخر آیت میں ارشاد فرمایا **وکذلک نجزی المفترین** یعنی جو لوگ اللہ پر افتراء کرتے ہیں ان کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے، سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا کہ جو لوگ دین میں بدعت اختیار کرتے ہیں وہ بھی اس افتراء علی اللہ کے مجرم ہو کر اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ (مظہری)
امام مالکؒ نے اسی آیت سے استدلال کر کے فرمایا کہ دین میں اپنی طرف سے بدعات ایجاد کرنے والوں کی یہی سزا ہے کہ آخرت میں غضب الٰہی کے مستحق ہوں گے اور دنیا میں ذلت کے (معارف مفتی اعظمؒ)

رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

ستر مرد ہمارے وعدے پر لانے کو! پھر جب ان کو پکڑا زلزلہ نے موسیٰ نے عرض کیا کہ

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا

اے میرے پروردگار اگر تو چاہتا تو پہلے ہی ان کو مجھ سمیت ہلاک کر دیتا! کیا تو ہم کو ہلاک کئے دیتا

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِىَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ

ہے اس حرکت پر جو کر بیٹھے ہم میں احمق لوگ؟ ف۱ یہ سب تیرا امتحان ہے! بچلا دے

بِهَا مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا

اس میں جسے چاہے اور راہ دے جسے چاہے! تو ہی ہمارا کارساز ہے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝۱۵۵ وَاكْتُبْ

تو بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو ہی سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ دے

لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

ہمارے لئے اس دنیا میں بہتری اور آخرت میں (بھی) !بیشک ہم رجوع ہوئے

اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ

تیری طرف! ف۲ اللہ نے فرمایا کہ اپنا عذاب میں ڈالتا ہوں جس پر چاہوں اور میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ

شامل ہے ہر چیز کو! تو وہ لکھ دوں گا ان کے لئے جو پرہیز گاری کرتے

الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۵۶ۚ اَلَّذِيْنَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں! ف۳ جو

ف۱ "بیوقوفی تو کریں یہ لوگ کہ یہ ایسی گستاخی کی فرمائشیں کریں اور ساتھ میں بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہلاک ہوں مجھے بھی آپ سے امید ہے کہ ایسا نہ کریں گے۱۲

ف۲ موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ میری رحمت تو مطلقاً غضب پر سبقت رکھتی ہے اگرچہ مستحق عذاب کا ہر نافرمان ہے لیکن پھر بھی سب پر واقع نہیں کرتا بلکہ ان میں سے خاص خاص متمرد اور سرکشوں پر واقع کرتا ہوں اور باوجودیکہ ان میں سے بہت سی مخلوق جو سرکش و معاند ہیں رحمت کے مستحق نہیں مگر ان پر بھی ایک گونہ رحمت ہے کو دنیا میں ہی سہی۔

ف۳ کیونکہ یہ لوگ بوجہ اطاعت کے حسب وعدہ الٰہیہ رحمت کے مستحق بھی ہیں اور نمونہ کے طور پر ہر قسم کی اطاعت کا ایک کمل بیان فرمادیا ہے چنانچہ خدا سے ڈرنا منجملہ اعمال قلب سے ہے اور زکوٰۃ دینا اعمال جوارح سے ہے اور ایمان لانا عقائد کی قسم میں سے ہے غرض جس درجہ اطاعت ہوگی اسی درجہ کی رحمت ہوگی تو ایسے لوگ تو پہلے سے ہی مستحق رحمت ہیں کو موسیٰ علیہ السلام درخواست بھی نہ کرتے اور اب تو آپ درخواست بھی کر رہے ہیں پس اس میں قبول دعا کی بشارت ہے کہ آپ تو رحمت کے مستحق ہیں ہی آپ کی قوم میں بھی جو مورد رحمت بننا چاہے وہ ایسے ہی اوصاف اختیار کرے تاکہ مستحق رحمت ہو جاوے

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ

تابع ہوتے ہیں اس پیغمبر کے جو نبی امی ہے ف ۱ کہ جس کو پاتے ہیں

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ

لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں! وہ ان کو حکم کرتا ہے

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ

نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے

الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

ان کے لئے تمام چیزیں اور ان پر حرام کرتا ہے ساری ناپاک چیزیں اور ان سے

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ

اتارتا ہے ان کے بوجھ اور وہ پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے! جو لوگ

آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ

اس پر ایمان لائے اور رفاقت کی اور اس کو مدد دی اور پیچھے ہو لئے اس نور کے جو اس کے

مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي

ساتھ اترا ہے! یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں کہہ دے کہ لوگو بیشک میں

رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

رسول ہوں اس اللہ کا تم سب کی جانب کہ جس کی حکومت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ

اور زمین میں! کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی جلاتا اور مارتا ہے تو ایمان لے آئے اللہ

ف ۱ توراۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

حضرت کعب احبار نے توریت سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہم (توریت میں) لکھا ہوا پاتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا منتخب بندہ ہوگا۔ درشت خو بدمزاج نہ ہوگا۔ بازاروں میں شوروغل نہیں کریگا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ معاف کر دے گا اور بخش دے گا۔ اس کی پیدائش مکہ میں ہجرت طیبہ میں اور حکومت شام میں ہوگی۔ اس کی امت بکثرت حمد کرنیوالی ہوگی دکھ سکھ ہر حال میں اللہ کی حمد کرے گی۔ ہر فرودگاہ میں حمد کرے گی اور ہر ٹیلہ پر تکبیر کہے گی وہ لوگ سورج (کے طلوع غروب اور چڑھاؤ اتار) کو تکتے رہیں گے۔ جب نماز کا وقت آئے گا تو نمازیں پڑھیں گے وہ وضو میں ہاتھ پاؤں دھوئیں گے۔ ان کا موذن خلاء سماوی میں (یعنی منارہ پر چڑھ کر) اذان دے گا۔ ان کے میدان قتال کی صف بندی اور نماز کی صف بندی ایک ہی طرح ہوگی۔ رات میں ان کی (نمازوں کی) گونج ایسی ہوگی جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ رواہ البغوی فی معالم التنزیل۔ وذکرہ فی المصابیح۔ دارمی نے بھی یہ حدیث کسی قدر تغیر کے ساتھ نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۹ ۹

رکوع نمبر ۱۹

بچھڑے کو معبود بنانے والوں کی سزا اور اس بارے میں قانون الٰہی ذکر فرمایا گیا قوم موسیٰ علیہ السلام کے حالات اور منتخب ستر لوگوں کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔ اتباع رسول کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا کہ اس کے بغیر رحمت الٰہی کا حصول ممکن نہیں۔

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو ایمان لاتا ہے اللہ اور اس کے سب کلام پر

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵۸ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى

اوراس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ ف۱ اور موسیٰ کی قوم میں سے

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۵۹ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ بتاتے ہیں حق کی اور حق ہی پر انصاف کرتے ہیں۔

عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ

اور ہم نے بانٹ کر بنا دیا ان کو بارہ قبیلے بڑی بڑی جماعتیں اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ

جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ مار اپنی لاٹھی سے اس پتھر کو! تو پھوٹ نکلے

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ

اس سے بارہ چشمے! پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ!

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ

اور ہم نے سایہ کیا ان پر ابر کا اور اتارا ان پر من اور

السَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا

سلویٰ اور اجازت دی کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں! اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۰ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ

لیکن اپنا ہی برا کرتے رہے اور جب ان کو حکم ہوا کہ

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

احادیث صحیحہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چند باتیں ایسی عنایت کی ہیں جو کسی اور نبی کو عنایت نہیں فرمائیں

۱۔ ہر نبی خاص اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا مجھ کو اللہ نے ہر سیاہ وسفید یعنی عرب وعجم کے لئے بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۲۔ مجھ پر نبوت ختم ہو گئی یعنی میرے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونگے ان کو منصب نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے مل چکا ہے۔ ان کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔

۳۔ مجھ کو شفاعت کا مقام عطا کیا گیا کہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کیلئے شفاعت کروں گا۔

۴۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔

۵۔ تمام روئے زمین میرے لئے پاک اور موضع صلاۃ قرار دی گئی میری امت کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لے۔

۶۔ ایک مہینہ کی راہ کے فاصلہ پر میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔

۷۔ اور مجھ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے ایسے یعنی کلمات کہ جن کے لفظ تو بہت تھوڑے اور معنی بہت یہ مضمون بخاری اور مسلم کی روایتوں سے ثابت ہے۔ (معارف کاندھلویؒ)

اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا

بسو اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو اور کہو

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ

حطۃ اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے کہ ہم بخشیں تمہاری خطائیں!

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا

اور ہم زیادہ دیں گے نیک بندوں کو تو بدل لیا ان میں سے ستمگاروں نے

غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ

دوسرا لفظ ان کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا تو ہم نے بھیجا ان پر عذاب

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ

آسمان سے اس سبب سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ اور دریافت کر ان سے

الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ

اس بستی کا حال جو واقع تھی دریا کے کنارے! جب وہ لگے زیادتیاں کرنے ہفتہ میں

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ

جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو

لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ

نہ آتی تھیں یوں ہم ان کو آزمانے لگے اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے ف۱ اور جب کہا

قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ

ان میں سے ایک فرقے نے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو اللہ جن کو ہلاک کرنا چاہتا ہے

ف۱ اللہ کے حکم کی نافرمانی: روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ اللہ نے سنیچر کے دن شکار کرنے سے منع نہیں کیا ہے کھانے سے منع کیا ہے اس لئے وہ شکار کرنے لگے یا یہ وسوسہ پیدا کیا کہ مچھلیاں پکڑنے کی ممانعت کی ہے لہٰذا انہوں نے لب ساحل بڑے بڑے حوض کھود لئے جن کے اندر سمندر سے پانی کے ساتھ سنیچر کے دن مچھلیاں آجاتی تھیں اور اتوار کے دن لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے ایسی حرکت بہت دنوں تک کرتے رہے پھر سنیچر کے دن بھی شکار کرنے کی جرأت کرنے لگے اور بولے ہمارے خیال

رکوع نمبر ۲۰ ع ۲۰ ۵ ۱۰

توحید و رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا ذکر فرمایا گیا اور بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور ان کی سزایاں کی گئی۔

میں اب سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنا بھی ہمارے لئے حلال کر دیا گیا ہے چنانچہ اس خیال کے بعد وہ سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے بھی لگے اور خرید و فروخت بھی کرنے لگے اور کھانے بھی لگے۔ ایک تہائی آدمی تو اس نافرمانی میں مبتلا ہو گئے مگر ایک تہائی آدمیوں نے ان کو روکا اور باز داشت کی باقی ایک تہائی نے نہ تو جرم میں شرکت کی نہ ممانعت کی خاموش رہے۔ (تفسیر مظہری)

اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ

یا ان کو عذاب دینے والا ہے سخت؟ وہ بولے کہ الزام اتارنے کی غرض سے تمہارے پروردگار کے

وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا

آگے اور تاکہ وہ بچیں۔ ف۱ پھر جب وہ بھول گئے جو ان کو نصیحت کی گئی تھی

الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تو ہم نے بچا لیا ان کو جو منع کرتے تھے ف۲ برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو سخت

بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ

عذاب میں اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے پھر جب حد سے بڑھ گئے جس کام سے

مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ

ان کو منع کیا جاتا تھا تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل و خوار اور (یاد کرو) جب

تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

جتا دیا تیرے پروردگار نے کہ ضرور مسلط رکھے گا یہود پر قیامت کے دن تک

يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ

ایسے شخص کو جو انھیں دیا کرے بری مار بیشک تیرا پروردگار جلد عذاب دیتا ہے

وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ

اور وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ اور ہم نے پراگندہ کیا ان کو ملک میں

اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ؗ

گروہ گروہ ان میں سے بعض تو نیک ہیں اور بعض اور طرح کے (یعنی بدکار) ہیں۔ اور ہم نے

ف۱ جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہم دو وجہ سے ان کو نصیحت کرتے ہیں اولاً اس لئے کہ اللہ کے روبرو یہ کہہ سکیں کہ اے اللہ ہم نے تو کہا مگر انہوں نے نہ سنا ہم معذور ہیں دوسرے شاید یہ مان جائیں اور عمل کرنے لگیں مگر وہ کب عمل کرنے والے تھے ۱۲ (تسہیل بیان)

ف۲ جب نصیحت کے اثر ہونے کی بالکل امید نہ ہو تو نصیحت کرنا واجب نہیں رہتا گو عالی ہمتی ضرور ہے پس جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو الخ انہوں نے بوجہ ناامیدی کے اسی پر عمل کیا کہ نصیحت کرنا واجب نہیں اور دوسرے جو برابر نصیحت کرتے رہے ان کو یا تو ناامیدی نہیں ہوئی جیسا کہ انکے قول لعلھم یتقون سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ ڈر جائیں یا عالی ہمتی کی شق کو انہوں نے اختیار کیا ہو غرض دونوں فریق حق پر تھے اور حضرت عکرمہ نے دونوں کے نجات پانے کو اس آیت سے استنباط کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے ان کی بات کو پسند کر کے ان کو انعام بھی دیا۔

وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

ان کو آزمایا سُکھ سے اور دکھ سے تاکہ وہ پھر آویں

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ

پھر آئے ان کے بعد ایسے نا خلف کہ وارث بنے کتاب کے لیتے ہیں اسباب

عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ

اس دنیائے دون کا ف۱ اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جاوے گا۔ اور اگر

يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ

ان کے سامنے آوے کوئی دنیاوی چیز اس جیسی تو اس کو لے لیں! کیا نہیں لیا گیا ان پر

مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

وہ عہد جو کتاب میں لکھا ہے کہ نہ بولیں اللہ پر سوائے سچ کے

وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

اور انہوں نے پڑھ لیا جو اس کتاب میں ہے! اور آخرت کا گھر بہتر ہے

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ

پرہیزگاروں کے لئے! کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور جو لوگ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں کتاب کو

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

اور قائم رکھتے ہیں نماز! بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکو کاروں کا ف۲

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْۤا

اور (یاد کرو) جب ہم نے اٹھا لیا پہاڑ ان کے اوپر کہ گویا وہ سائبان تھا اور سمجھے کہ

ف۱

یہ ان کی اس بدعنوانی کا ذکر ہے کہ وہ رشوت لے کر اللہ کی کتاب کی غلط تفسیر کر دیتے تھے، اور ساتھ ہی بڑے یقین کے ساتھ یہ بھی کہتے کہ ہمارے اس گناہ پر بخشش ہو جائے گی۔ حالانکہ بخشش تو توبہ سے ہوتی ہے، جس کا لازمی حصہ یہ ہے کہ اس گناہ سے پرہیز کیا جائے۔ لیکن ان کا حال یہ تھا کہ اگر انہیں دوبارہ رشوت کی اور (یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اس طرح اٹھا دیا تھا جیسے وہ کوئی سائبان ہو، اور انہیں یہ گمان ہو گیا تھا کہ وہ ان پر گرنے ہی والا ہے، (اس وقت ہم نے حکم دیا تھا کہ:) "ہم نے تمہیں جو کتاب دی ہے اسے تھامو اور اس کی باتوں کو یاد کرو، تاکہ تم تقویٰ اختیار کر سکو"۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت عبداللہ بن سلامؓ:

مجاہد نے کہا ان سے مراد حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی دوسرے مؤمنین اہلِ کتاب ہیں جو توریت پر بھی ایمان لائے تھے اور توریت میں انہوں نے کسی طرح کی تحریف نہیں کی تھی اور نہ اس کے احکام کو بگاڑ کر کمائی کا ذریعہ بنایا تھا بلکہ خالص حکم توریت پر عمل کرتے تھے پھر حضور اقدس ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپؐ پر بھی ایمان لائے اور آپ کا اتباع کیا عطاء نے کہا ان سے مراد امتِ محمدیہ ہے۔

(تفسیر مظہری)

اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا

وہ اب گرا ان پر! (اور ہم نے حکم دیا کہ) پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اور یاد رکھو

فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ

جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ اور جب نکالا تیرے پروردگار نے بنی آدم کی

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ

پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر! (فرمایا کہ)

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب بولے کہ ہاں بیشک ہے! ہم گواہ ہیں! یہ گواہی اس وجہ سے

الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ

لے لی ہے کہ کبھی تم کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا

تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

کہو کہ شرک پہلے تو ہمارے باپ دادوں نے ہی کیا اور ہم اولاد ہوئے

ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

ان کے پیچھے! کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس پر جو بدکاروں نے کیا؟ ف۱

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ

اور اسی طرح ہم کھولتے ہیں آیتیں اور تاکہ یہ لوگ پھر آویں اور سنا

عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

ان کو حال اس شخص کا جسے ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا

خلاصہ رکوع نمبر ۲۱

حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کی سرکشی اور حیلے بہانوں کو ذکر فرمایا گیا۔ یہود کی نافرمانی کی سزا کو بیان فرما کر اس سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی کہ خدا کی نافرمانی کا انجام ذلت ہے۔ بنی اسرائیل کا قومی انتشار اور ان کے تنزل کے اسباب ذکر فرمائے گئے ہیں۔

ع ۹ ۲۱ ۱۱

ف۱ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے چالیس سال:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو جو انسان ان کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والا تھا وہ برآمد ہو گیا اور اللہ نے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کر دی، پھر سب کو آدمؑ کے روبرو کیا آدم نے عرض کیا اے میرے رب یہ کون ہیں اللہ نے فرمایا یہ تیری اولاد ہیں۔ آدم نے ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمک دیکھی تو ان کو بہت اچھی معلوم ہوئی اور عرض کیا پروردگار یہ کون ہے اللہ نے فرمایا یہ داؤد ہے آدم نے عرض کیا پروردگار تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے اللہ نے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا پروردگار میری عمر میں سے اس کو چالیس برس اور عطا فرما دے چنانچہ حضرت آدمؑ کی عمر جب پوری ہو گئی وہی چالیس برس رہ گئے جو انہوں نے حضرت داؤد کو دیدیئے تھے تو موت کا فرشتہ آ گیا آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا کیا آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو چالیس برس نہیں دیدیئے تھے آدم نے انکار کیا اسی لئے ان کی اولاد بھی (کئے ہوئے وعدہ کا) انکار کرتی ہے اور آدمؑ نے (اللہ کے حکم کو) بھول کر (ممنوعہ) درخت کا پھل کھا لیا تھا اسی لئے ان کی اولاد بھولتی ہے اور آدمؑ نے خطا کی تھی اسی لئے ان کی اولاد خطا کرتی ہے۔

(معارف الحدیث / ترمذی)

فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝۱۷۵ وَلَوْ شِئْنَا

تو اس کے پیچھے لگا شیطان ۱؎ پس وہ ہو گیا گمراہوں میں۔ اور اگر ہم چاہتے تو

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ

اس کو بلند کرتے ان آیتوں کی برکت سے لیکن وہ مائل ہوا پستی کی جانب اور پیچھے لگ لیا

هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ

اپنی خواہش کے تو اس کی کہاوت کتے کی سی ہے! اگر تو اس کو کھیدے رگیدے

یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

تو زبان لٹکاوے اور چھوڑ دے تو بھی زبان لٹکاوے! یہی کہاوت ان لوگوں کی ہے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں! تو بیان کر یہ قصے تاکہ یہ لوگ

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۷۶ سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

سوچیں ۲؎ بری کہاوت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۝۱۷۷ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی

الْمُهْتَدِیْ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۷۸

ہدایت پاوے۔ اور جن کو وہ بھٹکاوے پس وہی لوگ گھاٹے میں ہیں!

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ

اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہتیرے جن اور انسان!

۱؎ یہاں تین باتیں مذکور ہیں ایک انسلاخ من آلایات (یعنی احکام سے نکل جانا) دوسرے اتباع شیطان (شیطان کے پیچھے لگ جانا) تیسرے غوایت (گمراہی) بظاہر ترتیب کا مقتضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے پیچھے لگ جانا گمراہی اور انسلاخ من الآیات پر مقدم ہوتا کیونکہ اول شیطان پیچھے پڑتا ہے پھر اس سے گمراہی شروع ہوتی ہے پھر بڑھتے بڑھتے بالکل احکام سے نکل جاتا ہے مگر یہاں اتبعہ سے مطلق پیچھے پڑنا مراد نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ درجہ (یعنی شیطان کا ہمیشہ کے لئے درپے ہونا) انسلاخ سے موخر ہے

۲؎

غرور کا انجام برا ہوتا ہے

حضرت حاتم فرماتے ہیں کہ بھیا اچھی جگہ کے سبب مغرور نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جنت سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور کثرت عبادت کے سبب غرور نہ کر کہ تو جانتا ہے کہ شیطان نے کئی ہزار برس عبادت کی اور زیادہ علم کے سبب گھمنڈ نہ کر۔ اس لئے بلعم باعور اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جان لیا لیکن اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ "فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث" (الاعراف) اس کی مثال کتے کی مثال ہے اگر اسے لادو تو وہ ہانپنے لگے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپنے لگے۔

اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب بھی انسان کو غرور نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیزوں کو آپ کی زیارت وصحبت نصیب ہوئی لیکن وہ ایمان سے محروم رہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا

ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں

يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ

کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں! وہ لوگ

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾

چوپاؤں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ! یہی لوگ بے خبر ہیں ف۱۔

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا

اور اللہ کے سب ہی نام اچھے ہیں تو اس کو پکارو ان ناموں سے۔ اور چھوڑ دو

الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا

ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں! وہ بدلہ پارہیں گے

يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ

اپنے کئے کا اور ہماری مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہدایت کرتے ہیں حق بات کی

يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم

اور اسی پر انصاف کرتے ہیں اور جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ہم ان کو آہستہ آہستہ

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي

پکڑیں گے جہاں سے وہ نہ جانیں گے اور ان کو مہلت دوں گا۔ بے شک میرا داؤ

مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ

پکا ہے کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا کہ ان کے رفیق کو کچھ جنوں نہیں ہے

ف۱ نافرمان جانوروں سے بھی بدتر ہیں: یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے ''آیات اللہ'' میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظرِ تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام اوراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں یہی حال ان کا ہے کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے اس کے ڈانٹنے سے رک جاتا ہے، یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے، پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہ ہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے مہلک غفلت اور بے راہروی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع معطل کر دیا گیا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ع ۲۲ / ۱۰ / ۱۲

خلاصہ رکوع نمبر ۲۲

عالم ارواح میں بنی آدم سے لئے گئے عہد کو ذکر فرمایا گیا تاکہ عذر خواہی کا انسداد ہو سکے۔ ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال کر شیطان کے آلہ کار بن گئے۔ ہدایت کے قبضہ خداوندی میں ہونے کو بیان فرمایا گیا اور انسانیت کے درجے سے گرے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور ان کی خاصیت بیان فرمائی گئی۔

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ

بس وہ تو ڈرانے والا ہے صاف ف۱۔ کیا انہوں نے نہیں نظر کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز میں

وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ

اور نہ اس پر کہ شاید قریب آ لگی ہو ان کی اجل! تو اس کے بعد کس بات پر

حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ

ایمان لاویں گے جس کو اللہ گمراہ کرے پھر اس کو کوئی راہ پر لانے

لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

والا نہیں! اور وہ ان کو چھوڑے ہوئے ہے ان کی سرکشی میں سرگرداں! تجھ سے پوچھتے

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

ہیں قیامت کے بارے میں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کیا ہے! کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے

رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

پروردگار ہی کے پاس ہے! بس وہی اس کو کھول دکھائے گا وقت پر! بھاری حادثہ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ

اور زمین میں! بس وہ تمہارے سامنے اچانک آ موجود ہوگی! ف۲ تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ

حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

تو اس کا متلاشی ہے کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے لیکن اکثر آدمی

ف۱

مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ماننے کی بجائے کبھی معاذ اللہ آپ کو مجنون قرار دیتے، کبھی شاعر یا جادوگر کہتے تھے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے بے سروپا تبصرے وہی کرسکتا ہے جو بے سوچے سمجھے بات کرنے کا عادی ہو۔ اگر یہ لوگ ذرا بھی غور کرلیں تو ان پر اپنے الزامات کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ یہ لوگ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے تم نے اس کی پوری تحقیق کر رکھی ہے۔ کہہ دو کہ "اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے"۔ (توضیح القرآن)

ف۲ قریشیوں کا سوال:

امام تفسیر ابن جریر اور عبد بن حمید نے بروایت قتادہ نقل کیا ہے کہ قریش مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء و تمسخر کے دریافت کیا کہ آپ قیامت کے آنے کی خبریں دیتے اور لوگوں کو اس سے ڈراتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو متعین کرکے بتلایئے کہ قیامت کس سن اور کس تاریخ میں آنے والی ہے تاکہ ہم اس کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کرلیں، آپ کے اور ہمارے درمیان جو تعلقات رشتہ داری ہیں ان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اگر آپ عام طور سے لوگوں کو بتلانا نہیں چاہتے تو کم از کم ہمیں بتلا دیجئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الآیۃ۔

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا

سمجھ نہیں رکھتے ہیں ف۱ کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ

ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

برے کا مگر جو اللہ چاہے! اور اگر میں جانتا ہوتا غیب کی بات کو

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ

تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا! اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی!

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

بس میں تو ڈرانے والا اور خوشی ف۲ سنانے والا ہوں ایمان لانے والے لوگوں کو

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ

جوڑا تاکہ آرام پکڑے اس کے پاس! پھر جب مرد نے عورت سے جماع کیا!

حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا

اس کو حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کو لئے ہوئے! پھر جب بوجھل ہوگئی دونوں نے پکارا

اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ

اللہ اپنے پروردگار کو کہ اگر تو ہم کو عنایت کرے بھلا چنگا تو ہم

الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ

تیرا شکر کریں پھر جب اللہ نے عنایت کیا ان کو بھلا چنگا (بچہ) تو وہ بنانے لگے اللہ کے شریک

ف۱: اس آیت سے اور شیخین کی اس حدیث سے جس میں آپ نے جبرئیل کو یہ جواب دیا تھا ما المسئول عنها باعلم من السائل کہ جس سے قیامت کی بابت سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سائل سے زیادہ نہیں جانتا یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعیین اور تفصیل کے ساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی مخفی تھی اور بعض روایات جو تعیین کے بارہ میں آئی ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اول تو وہ قوت میں قرآن اور شیخین کی حدیث کے برابر تو کیا فی نفسہ بھی ان کی سند صحیح نہیں دوسرے اس کو ظن غالب پر محمول کر سکتے ہیں۔

رکوع نمبر ۲۳ ع

اہل حق و اہل باطل کا تذکرہ فرمایا گیا گمراہی اور انکار حق کے اسباب بیان کیے گئے۔ منصب رسالت کے بارہ میں مشرکین کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا۔ قیامت کی بعض نشانیاں ذکر کی گئی۔

ف۲ خلاصہ یہ کہ نبوت کا اصلی مقصود یہ نہیں کہ عالم کی تمام ہونے والی باتوں کا نبی کو احاطہ ہوا کرے اس لئے ان باتوں کا علم حاصل ہونا جن میں قیامت کا خاص وقت بھی داخل ہے نبی کو ضروری نہیں البتہ نبوت کا اصلی مقصود شرعی امور کا پورا علم ہونا ہے سو وہ مجھ کو حاصل ہے۔

فِيمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ

اس کی دی ہوئی چیز میں! سو اللہ عالیشان ہے ان کے شریک بنانے سے ول کیا یہ مشرک شریک بناتے ہیں

مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ ۚ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

ایسوں کو جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ آپ پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اور نہ قوت رکھتے ہیں

لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ

ان کی مدد کرنے کی اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۗ سَوَآءٌ

تم ان کو پکارو ہدایت کی جانب نہ چل سکیں

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ

تمہاری پکار پر! برابر ہے تمہارے لئے کہ ان کو پکارو یا خاموش رہو

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے!

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ

بھلا پکارو ان کو تو چاہئے کہ قبول کریں تمہارا پکارنا اگر تم سچے ہو کیا

اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۖ

ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا ان کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ

یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے ایسے کان ہیں

ول ازدواجی حقوق وفرائض کا مقصد:

ازدواجی زندگی کے جتنے حقوق وفرائض زوجین پر عائد ہوتے ہیں ان سب کا خلاصہ اور اصل مقصد سکون ہے، دنیا کی نئی معاشرت اور نئی رسموں میں جو چیزیں سکون کو برباد کرنے والی ہیں وہ ازدواجی تعلق کی بنیادی دشمن ہیں، اور آج کی مہذب دنیا میں جو گھریلو زندگی عموماً تلخ نظر آتی ہے اور چار طرف طلاقوں کی بھرمار ہے، اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ معاشرت میں ایسی چیزوں کو مستحسن سمجھ لیا گیا ہے۔ جو گھریلو زندگی کے سکون کو سراسر برباد کرنیوالی ہیں، عورت کی آزادی کے نام پر اس کی بے پردگی اور بے حیائی جو طوفان کی طرح عالمگیر ہوتی جاتی ہے اسکو ازدواجی سکون کے برباد کرنے میں بڑا دخل ہے اور تجربہ شاہد ہے جوں جوں یہ بے پردگی اور بے حیائی عورتوں میں بڑھتی جاتی ہے اسی رفتار سے گھریلو سکون واطمینان ختم ہوتا جاتا ہے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا

جن سے سنتے ہیں! ف۱ کہہ دے کہ پکار لو اپنے شریکوں کو پھر مجھ پر داؤ کر چلو

تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِـيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ

اور مجھے مہلت نہ دو میرا حمایتی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری!

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

اور وہی حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے

دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

سوا وہ نہ تمہاری مدد پر قادر ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ

اور اگر ان کو پکارو ہدایت کی جانب تو کچھ نہ سنیں! (اے مخاطب) تو بتوں کو دیکھتا ہے

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ

کہ وہ تیری طرف تک رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ لازم پکڑ معاف کرنا

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا

اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلوں سے اور اگر

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

کبھی اُبھار دے تجھ کو شیطان کی چھیڑ چھاڑ تو پناہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۤئِفٌ

مانگ اللہ سے بے شک وہی سنتا جانتا ہے جو لوگ پرہیز گار ہیں جہاں چھوا

ف۱ بتوں کے عاجز ہونے میں جو یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کے پاس اسباب وآلات ہی نہیں اس سے یہ مقصود نہیں کہ معبود میں یہ اسباب اور اعضاء ہونا ضروری ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مراد ان سے کمالات قدرت ہیں کہ معبود میں قدرت اور تاثیر کے کمالات ہونا چاہئیں لیکن جسم والی چیزوں میں وہ کمالات اعضاء اور اسباب پر موقوف ہیں اس لئے اس عنوان کو اختیار کیا گیا کہ جب ان میں تاثیر کرنے کے اسباب ہی نہیں تو کوئی فعل ان سے کیا صادر ہوگا کیونکہ یہ جسم رکھتے ہیں اور جسم والا بغیر اعضاء و اسباب کے کچھ نہیں کر سکتا اور معبود برحق میں یہ کمالات قدرت بدوں اعضا اور آلات کے موجود ہیں کیونکہ وہ جسم سے پاک ہے تو اعضاء کا بھی محتاج نہیں اور یہ نقائص اصنام میں بہت ظاہر تھے پھر اتنا اہتمام بیان میں کیوں کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ تاکہ مشرکین کی پوری حماقت ظاہر ہو۔ سوال مشرکین بتوں کو خدا کے برابر نہ کہتے تھے پھر اس گفتگو سے ان پر کیا الزام ہوا وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ان میں یہ نقائص ہیں اسی لئے ہم ان کو خدا کے برابر نہیں مانتے جواب مقصود گفتگو کا یہ ہے کہ معبود ہونا خواہ کسی درجہ میں ہو ان صفات کمال پر موقوف ہے کیونکہ عبادت غایت ذلت کا نام ہے اور غایت ذلت اسی کا حق ہے جو غایت درجہ عزت والا ہو۔ اور غایت درجہ عزت ان کمالات پر موقوف ہے جب اصنام میں صفات کمال نہیں ہیں تو وہ کسی درجہ میں بھی معبود ہونے کے لائق نہیں آگے بتلاتے ہیں کہ وہ جس طرح اپنے معتقدوں کو نفع پہنچانے سے عاجز ہیں اسی طرح اپنے مخالفوں کو ضرر بھی نہیں پہنچا سکتے جیسا تم کہا کرتے ہو کہ ہمارے بتوں کی بے ادبی نہ کیا کرو ورنہ وہ تم پر آفت نازل کر دیں گے۔

مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝٢٠١

ان کو وسوسۂ شیطانی نے وہ چونک گئے پھر فوراً ان کو سوجھ آ گئی ول اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝٢٠٢

وہ ان کو کھینچے لئے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے و۲

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ

اور جب تو نہیں لاتا ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ تو نے اس کو بھی کیوں نہ گھڑ لیا؟ کہہ دے کہ

اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ

میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میری جانب میرے پروردگار کی طرف سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٢٠٣ وَاِذَا

تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو یقین لاتے ہیں اور جب

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو

تُرْحَمُوْنَ ۝٢٠٤ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

تا کہ تم پر رحم ہو اور اپنے پروردگار کی یاد کرتا رہ جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اور دھیمی آواز سے بولنے میں صبح اور شام اور نہ

تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٢٠٥ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

رہ غافل۔ جو تیرے پروردگار کے نزدیک ہیں وہ نہیں

و۱ صحیح مسلم کی حدیث میں تصریح ہے کہ جس طرح ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے آپ کے ساتھ بھی تھا مگر وہ آپ کو بری رائے نہ دیتا تھا چنانچہ حضور نے فرمایا ہے کہ فلا یامرنی الا بخیر کہ وہ مجھے اچھا ہی مشورہ دیتا ہے اس لئے آیت میں شیطان سے مشہور شیطان مراد لیا جائے گا جس کا کبھی کبھی آپ کے پاس آ جانا محال نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک بار آگ کا شعلہ لے کر آپ کو تکلیف پہنچانے آیا تھا رہا وسوسہ ڈالنے کا مضمون یہ عصمت انبیاء کے منافی نہیں۔

و۲ خوف خدا سے مرنے والے عابد کی قبر سے آواز آئی

حافظ ابن عساکرؒ اپنی تاریخ میں عمرو بن جامع کے حالات میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک نوجوان عابد مسجد میں رہا کرتا تھا اور اللہ کی عبادت کا بہت مشتاق تھا' ایک عورت نے ان پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ اسے بہکالیا' قریب تھا کہ وہ اس کے ساتھ کوٹھڑی میں چلا جائے تو اسے یہ آیت "اذا مسہم طائف من الشیطن" الخ یاد آئی اور غش کھا کر گر پڑا' بہت دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا اس نے پھر اس آیت کو یاد کیا اور اس قدر اللہ کا خوف اس کے دل میں سمایا کہ اس کی جان نکل گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے والد سے ہمدردی اور غمخواری کی' چونکہ انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا تھا آپ ان کی قبر پر گئے آپ کے ساتھ بہت سے آدمی تھے' آپ نے وہاں جا کر ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی اور اسے آواز دے کر فرمایا اے نوجوان! "ولمن خاف مقام ربہ جنتان" جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھے اس کیلئے دو دو جنتیں ہیں' اسی وقت قبر کے اندر سے آواز آئی کہ مجھے میرے رب نے وہ دونوں دو دو مرتبے عطا فرما دیئے۔ (ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۰۰۔۲۰۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ۲۰۶

تکبر کرتے اس کی عبادت سے اور وہ تو اس کی تسبیح اور اسی کو سجدے کرتے رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

تجھ سے پوچھتے ہیں مال غنیمت کا حکم! ف۱ کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے!

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور کہا مانو اللہ

وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور رسول کا اگر تم مسلمان ہو۔ ایمان والے وہی ہیں

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا

کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو ڈر جاتے ہیں ان کے دل اور جب

تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

ان پر پڑھی جاتی ہیں اس کی آیتیں تو وہ آیتیں بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو اور وہ اپنے پروردگار

يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ ۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

پر بھروسہ رکھتے ہیں جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہمارے دیئے ہوئے

رکوع نمبر ۲۴ ع ۲۴ الثلثة ۱۵ السجدة

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور آدم وحوا کی تخلیق کا ذکر فرمایا گیا۔ انسان کی حالت بیان کی گئی کہ بے جان مردہ کو معبود بنالیا۔ اس سلسلہ میں بتوں کی عاجزی ذکر کی گئی۔ دعوت حق کے بارے میں آداب واحکام بیان فرمائے گئے۔ مشرکین کی فتنہ انگیزیاں بیان کی گئیں۔ ذکر اللہ کی تاکید کیساتھ سورہ کو ختم فرمایا گیا۔

ف۱ شان نزول

ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں گئے کافروں اور مسلمانوں کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ کافروں کو اللہ نے شکست فاش دی۔ مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کافروں کا تعاقب کیا اور ان کو قتل وقید کرنا شروع کر دیا دوسرا گروہ مال غنیمت جمع کرنے لگا۔ تیسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد حلقہ کئے رہا تا کہ کوئی دشمن مکر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ جب رات ہوئی اور سب لوگ جمع ہوئے تو مال غنیمت کے مستحق ہونے کے باہم کچھ اختلاف ہوا۔ جنہوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا انہوں نے کہا یہ ہم نے جمع کیا ہے اور ہمارا حق ہے۔ دشمن کا تعاقب کرنے والوں نے کہا کہ ہم نے دشمن کو شکست دی اور بھگایا یہ ہمارا حق ہے۔ تیسرے گروہ نے کہا کہ ہم نے دشمن کے فریب کے اندیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور حضور کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم حق دار ہیں۔ اس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔

يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ

میں سے خرچ کرتے ہیں یہی ہیں سچے ایمان دار ان کے لئے درجے ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ

ان کے پروردگار کے پاس اورمعافی اور آبرو کی روزی ہے جس طرح نکالا

رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے درست کام پر حالانکہ ایک گروہ مسلمانوں کا

لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا

نا خوش تھا تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

پیچھے گویا کہ وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی جانب آنکھوں دیکھتے ۱؎ اور جب تم سے

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ

وعدہ فرماتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ

اورتم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو مل جاوے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ

سچ کو اپنے کلمات سے اور کاٹ ڈالے کافروں کی جڑ بنیاد تاکہ حق کو

الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾

حق کرے اور باطل کو باطل اگرچہ ناخوش ہوں گنہگار جب تم لگے فریاد کرنے

۱؎ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری:

ابو وقاص لیثی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بدر کی طرف سب کو لے کر نکلے اور مقام روحاء میں پہنچ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ تو ابو بکرؓ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! ہمیں علم ہو چکا ہے کہ یہ کفار یہاں یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ اب کی مرتبہ عمرؓ نے بھی ابو بکرؓ کی طرح جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پھر اور ایک بار یہ سوال کیا تو سعد ابن معاذؓ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی مراد ہم سے ہے، خدا کی قسم میں نہ کبھی برک الغماد گیا ہوں نہ مجھے اس کی راہ کا علم ہے لیکن اگر آپ ﷺ یمن کے برک الغماد تک بھی جائیں تو بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے اور امت موسیٰ کی طرح نہ کہیں گے کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑ لو ہم یہیں سے تمہارا ساتھ دیں گے۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نکلنے کے وقت کسی اور غرض سے نکلے ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے کوئی دوسری صورت پیدا کر دی ہو، تو آپ ﷺ جو صورت چاہیں اختیار کریں۔ جو آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہے دے اور جو آپ ﷺ سے ٹوٹنا چاہتا ہے ٹوٹ جائے، جو چاہے آپ ﷺ کا مخالف بن جائے اور جو چاہے آپ ﷺ سے صلح کرکے رہے۔ ہمارا مال جو کچھ ہے آپ ﷺ سب لے سکتے ہیں۔ سعدؓ کے اسی قول کی بنا پر وہ آیت اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم

اپنے پروردگار سے پس اس نے قبول فرمائی تمہاری دعا کہ میں تم کو مدد دوں گا

بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا

ہزار فرشتوں لگاتار آنے والوں سے۔ اور یہ تو صرف اللہ نے

بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا

خوشخبری دی اور تاکہ مطمئن ہو جاویں اس کی وجہ سے تمہارے دل! اور فتح

مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ

تو اللہ ہی کی طرف سے ہے! بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا۔ جب اللہ ڈالتا تھا

النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ

تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کے لئے اور اتارتا تھا تم پر آسمان سے

مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ

پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطانی

الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

نجاست اور محکم گرہ لگا دے تمہارے دلوں پر اور جمائے رکھے تمہارے قدم ف۱

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ

جب حکم دے رہا تھا تیرا پروردگار فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم جمائے رکھو

آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

مسلمانوں کو! میں عنقریب ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں دہشت

ف۱ بدر میں مشرکین پہلے جا پہنچے تھے اور پانی پر قبضہ کر لیا مسلمان بعد میں پہنچے اور ایک خشک ریگستان میں اترے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی بھی شدت اور نماز کے وقت وضو اور غسل سے عاجز کیونکہ تیمم کا حکم اب تک نہ ہوا تھا ادھر ریگستان میں چلنا پھرنا مصیبت کہ اس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے ان وجوہ سے قلب بہت پریشان ہوا اوپر سے شیطان نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ اگر تم اللہ کے نزدیک مقبول ہوتے تو اس پریشانی میں کیوں پھنستے حالانکہ یہ وسوسہ محض بے بنیاد تھا مگر پریشانی بڑھانے کو کافی تھا حق تعالیٰ نے اول باران رحمت نازل کیا جس سے پانی کی افراط ہو گئی پیا بھی وضو و غسل بھی کیا اور اس سے ریتا جم گیا دھن جاتی رہی اس کے برعکس کفار چونکہ نرم زمین میں تھے وہاں کیچڑ ہو گئی چلنے پھرنے میں دقت ہونے لگی غرض سب وساوس اور تشویشات دفع ہو جائے اس کے بعد مسلمانوں پر اونگھ کا غلبہ ہوا جس سے پوری راحت ہو گئی اور سب بے چینی جاتی رہی قتادہ سے مروی ہے کہ نیند کا غلبہ دو لڑائیوں میں ہوا ایک بدر میں (جس کا ذکر یہاں ہے) دوسرا جنگ احد میں (جس کا ذکر چوتھے پارہ میں ہے) اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ہم سب پر نیند کا غلبہ ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک نماز پڑھنے میں مشغول رہے احقر کہتا ہے کہ یہ اونگھ کا غلبہ پریشانی کا علاج تھا حضور غایت توکل اور اطمینان کی وجہ سے پریشان ہی نہ ہوئے تھے اس لئے آپ پر اس کا غلبہ نہ ہوا۔

رکوع نمبر ۱

معرکہ بدر میں حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کی پانچ صفات ذکر فرمائی گئیں۔ غزوہ بدر میں فتح کے سلسلہ میں قدرت خداوندی کی طرف متوجہ فرمایا گیا کہ کس طرح فرشتوں کے ذریعے مومنین کی نصرت کی گئی۔ ع ۱ / ۱۰ / ۱۵

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ

اچھا تو مارو گردنوں پر اور کاٹو ان کی پور پور۔ یہ اس کی سزا ہے

بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ

کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی! اور

يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

جو مخالف ہو گا۔ اللہ اور اس کے رسول کا تو بے شک اللہ کی مار بڑی سخت ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

یہ تو تم چکھ لو اور جانے رہو کہ کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان والو جب تمہاری مٹھ بھیڑ ہو کافروں سے

زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ ۚ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

جو انبوہ کئے ہوئے ہوں تو ان کو پیٹھ نہ دو اور جو ان کو

دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ

پیٹھ دے گا اُس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا شامل ہوتا ہو فوج میں تو وہ لے

بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ

پھرا غضب اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے! اور وہ کیا

الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠

بری جگہ ہے تو کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا ولیکن اللہ نے قتل کیا ف۱

ف۱ آیت کے شان نزول کی دوسری روایت:

حاکم نے بروایت سعید بن میتب بحوالۂ میتب بیان کیا کہ احد کے دن ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور مصعبؓ بن عمیر اس کے مقابلہ پر آ گئے۔ ابی کی زرہ اور خود کے درمیان ایک شگاف تھا جس سے اس کی ہنسلی کی ہڈی رسول اللہ ﷺ نے دیکھ پائی اور اس شگاف میں چھوٹا نیزہ (برچھی) مارا۔ ابی فوراً گھوڑے سے گر پڑا، ایک پسلی ٹوٹ گئی مگر زخم سے خون نہیں نکلا (یعنی ایسا زخم نہیں لگا کہ خون نکلتا، کچھ خراش لگ گئی) مگر ابی بیل کی طرح چلانے لگا کہ ساتھیوں نے کہا تو کیسا ڈھیلا آدمی ہے (کوئی زخم نہیں پھر کیوں چلاتا ہے) صرف ایک خراش لگی ہے ابی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تو یہ کہا تھا کہ ابی کو میں قتل کئے دیتا ہوں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر یہ زخم تمام ذی الحجاز (ذی الحجاز ایک میلہ کا نام ہے جہاں عکاظ کے میلہ کے بعد عرب جمع ہوتے تھے) والوں کے لگتا تو سب مر جاتے۔ غرض مکہ کو پہنچنے سے پہلے مرگیا اور اللہ نے آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى نازل فرمائی۔ اس حدیث کی سند صحیح مگر غریب ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ

اور ایک مٹھی خاک تو نے نہیں پھینکی تھی جس وقت کہ پھینکی تھی ولیکن اللہ نے پھینکی تھی

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

اور تاکہ عطا فرمائے مسلمانوں کو اپنی بارگاہ سے اچھا انعام! بیشک اللہ سنتا جانتا ہے

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا

یہ تو ہو چکا اور (جانے رہو) کہ اللہ سست کرے گا تدبیر کافروں کی ف۱ اگر تم فتح چاہتے ہو

فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

تو آموجود ہوئی تمہارے سامنے فتح! اور اگر باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے

وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اور اگر پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کریں گے۔ اور اگر ہر گز تمہارے

شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کام نہ آئے گا تمہارا جتھا کچھ اگرچہ بہت ہو اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے

اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ

مسلمانو حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا اور اس سے نہ پھرو سن کر اور نہ

تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا

بنو ان جیسے جنہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا

وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ

حالانکہ وہ سنتے نہیں بدتر تمام جانداروں میں اللہ کے نزدیک

ف۱ اور زیادہ کمزوری اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اپنے برابر والے بلکہ اپنے سے کمزور کے ہاتھوں مغلوب ہو جائے اور یہاں پر موقوف تھا کہ غلبہ کے آثار مسلمانوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوں ورنہ کفار کہہ سکتے تھے کہ تدبیر تو ہماری قوی تھی لیکن تدبیر الٰہی کے سامنے نہ چل سکی کیونکہ خدا کی تدبیر سب سے قوی ہے تو اس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کا حوصلہ پست نہ ہوتا کیونکہ ان کو تو ضعیف ہی سمجھتے اور مٹھی خاک پھینکنے کا قصہ کئی بار ہوا بدر میں اُحد میں حنین میں لیکن یہاں سیاق کلام سے بدر کا واقعہ مراد لینا غالب ہے۔

رکوع نمبر ۲ ع ۲ ۱۶

معرکہ بدر میں رحمت خداوندی کے مناظر کو یاد دلایا گیا۔ قتال اور مقابلہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے ممانعت فرمائی گئی اور معرکہ بدر کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ

وہی بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے اور اگر اللہ جانتا

اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

ان میں کچھ بھلائی ف۱ تو ان کو سناتا! اور اگر ان کو اب سنا دے

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

تو اُلٹے بھاگیں منہ پھیر کر ایمان والو حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا

اللہ اور رسول کا جب وہ تم کو بلائے ایسے کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے! ف۲ اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ

کہ اللہ آڑے آجاتا ہے آدمی اور اسکے دل میں اور یہ بھی کہ اسی کے

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

پاس تم جمع ہوؤ گے اور تم ڈرتے رہو اس بلا سے کہ نہ پڑے گی تم میں سے ظالموں ہی پر

مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

چن کر اور جانے رہو کہ اللہ کی مار بڑی سخت ہے

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے کمزور سمجھے جاتے تھے سر زمین (مکہ)

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ

میں ڈرتے تھے کہ تم کو اچک لے جائیں لوگ پھر اس نے تم کو (مدینہ میں)

ف۱ مطلب یہ کہ اگر وہ خوبی موجود ہوتی کیونکہ اس کے موجود ہونے پر خدا کو اس کا علم ضرور ہوتا تو جب خدا تعالیٰ ان میں وہ خوبی نہیں پاتے تو واقع میں وہ ہے ہی نہیں اور چونکہ اس خوبی پر نجات موقوف ہے تو جب یہ ان میں نہیں تو گویا کوئی بھی خوبی نہیں۔

ف۲ اللہ کے احکام میں سستی کی مثال:

حضرت نعمان بن بشیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی مقررہ حدود میں سستی کرنے والے اور ان میں داخل ہوجانے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی جہاز میں کچھ لوگ سوار ہوں اور قرعہ اندازی کر کے کچھ زیریں حصہ میں اور کچھ بالائی حصہ میں قیام پذیر ہوں اور زیریں حصہ میں رہنے والا بالائی حصہ میں رہنے والوں کی طرف سے پانی کا مرور کرے اور پانی کے اس مرور سے ان کو تکلیف ہو اس لئے نیچے رہنے والا کلہاڑی لے کر جہاز کے نچلے حصہ میں کچھ سوراخ کرنے لگے یہ دیکھ کر اوپر والے کہیں تم یہ کیا کرتے ہو سوراخ کرنیوالا جواب دے تم لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوتی تھی اور پانی کا مرور بہر حال مجھے کرنا ہی تھا اسلئے سوراخ کر رہا ہوں اب اگر اوپر والے اس کو سوراخ کرنے سے روک دینگے تو وہ سوراخ کرنیوالا بھی بچ جائے گا اور اوپر والے بھی بچ جائیں گے ورنہ وہ تو ڈوبے گا ہی ساتھ میں اوپر والے بھی مرینگے رواہ البخاری۔ (تفسیر مظہری)

اٰیَّدَکُمۡ بِنَصۡرِہٖ وَ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمۡ

جگہ دی اور زور دیا اپنی مدد سے اور تم کو روزی دی ستھری چیزوں کی تاکہ تم

تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ

احسان مانو۔ ایمان والو نہ خیانت کرو اللہ

وَ الرَّسُوۡلَ وَ تَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷﴾

اور رسول کی اور نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۙ وَّ اَنَّ

اور جان لوکہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد بس خراب کرنے والے ہیں

اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲۸﴾ ع یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اور یہ بھی جانو کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱ ایمان والو

اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّ یُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ

اگر ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تمہارے لئے ایک امتیاز اور تم سے دور کر دے گا تمہارے گناہ

وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۹﴾ وَ

اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ ف۲

اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ

اور (اے محمد یاد کر) جب تجھ پر داؤ چلانا چاہتے تھے کافر تاکہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں

اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ ؕ وَ یَمۡکُرُوۡنَ وَ یَمۡکُرُ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ

یا نکال دیں! اور وہ داؤ کر رہے تھے اور اللہ بھی داؤ کر رہا تھا اور اللہ کا داؤ

ف۱ مال اور اولاد کی محبت تو انسان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور معقول حد تک ہو تو بری بھی نہیں ہے، لیکن آزمائش یہ ہے کہ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر تو آمادہ نہیں کر رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے ساتھ یہ محبت ہوگی تو نہ صرف جائز، بلکہ باعث ثواب ہے، لیکن اگر وہ نافرمانی تک لے جائے تو ایک وبال ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی اس سے حفاظت فرمائیں۔ آمین (توضیح القرآن)

رکوع نمبر ۳

اہل ایمان کو خطاب فرمایا گیا اور اطاعات پر کمربستہ کیا گیا۔ اہل ہجرت کو اسلام کے احسانات بتائے گئے کہ پہلے کیا تھے اور اب فضل باری تعالیٰ سے کیا حالت ہوگئی ہے۔

ع ۳ ۹ ۱۷

ف۲ تقویٰ کی یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو ایسی سمجھ عطا کر دیتا ہے جو حق اور ناحق میں تمیز کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور گناہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل خراب کر دیتا ہے جس سے وہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ اور (اے پیغمبر!) وہ وقت یاد کرو جب کافر لوگ منصوبے بنا رہے تھے کہ تمہیں گرفتار کرلیں، یا تمہیں قتل کر دیں، یا تمہیں (وطن سے) نکال دیں۔ وہ اپنے منصوبے بنا رہے تھے، اور اللہ اپنا منصوبہ بنا رہا تھا، اور اللہ سب سے بہتر منصوبہ بنانے والا ہے۔ (توضیح القرآن)

الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

سب سے بہتر ہے اور جب پڑھی جاتیں ہیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں کہ

سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

(ہاں جی) سن چکے اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں اسی طرح کا

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا

اور کچھ بھی نہیں یہ تو کہانیاں ہیں اگلے لوگوں کی اور جب وہ کہنے لگے کہ یا اللہ

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

اگر یہی دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر برسا پتھر

السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

آسمان سے یا لے آ ہم پر دردناک عذاب اور اللہ ان کو

لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

عذاب نہ دیتا جب تک کہ تو ان میں تھا! اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ

جب تک وہ استغفار کرتے رہیں اور اب ان کا کیا استحقاق ہے کہ نہ عذاب دے

يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۚ

ان کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے اور وہ اس کے مستحق نہیں

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾

بس اس کے مستحق تو پرہیزگار ہی ہیں لیکن ان میں بہتیرے خبر نہیں رکھتے ؎

ف مسجد کے متولی کی صفات:
☆معلوم ہوا کہ مسجد کا متولی مسلمان دیندار پرہیزگار ہونا چاہئے اور بعض حضرات مفسرین نے ان اولیاؤہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع قرار دے کر یہ معنی لکھے ہیں کہ اللہ کے ولی صرف متقی پرہیزگار لوگ ہو سکتے ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق آیت سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو لوگ شریعت و سنت کے خلاف عمل کرنے کے باوجود ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں اور جو ایسے لوگوں کو ولی اللہ سمجھیں وہ دھوکے میں ہیں۔

یہ امت قیامت تک عذاب سے محفوظ رہے گی:
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قیامت تک قائم رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک دنیا میں ہیں۔ اس لئے یہ امت قیامت تک عذاب عام سے مامون رہے گی۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ
اور ان کی نماز ہی کیا تھی خانۂ کعبہ کے پاس سوائے سیٹیاں ولہ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ
اور تالیاں بجانے کے! تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کفر کا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ
جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
راہ سے! تو وہ خرچ کرتے رہیں گے پھر انجام کار ہو گا وہ ان پر
حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ
افسوس اور آخر وہ مغلوب ہوں گے! اور جو کافر ہیں وہ سب جہنم کی طرف
يُحْشَرُوْنَ ۝۳۶ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ
ہانکے جاویں گے تاکہ الگ کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے
وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ
اور رکھے ناپاک کو ایک دوسرے پر پھر ان سب کا ڈھیر بنائے
جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷ ع
پھر ڈھیر کو ڈال دے جہنم میں! وہی لوگ گھاٹے میں رہے
قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ
کہہ دے کافروں سے کہ اگر باز آجائیں تو معاف ہو جائے

ولہ بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھو:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مسجدوں کو بچاؤ چھوٹے بچوں سے اور پاگل آدمیوں سے اور باہمی جھگڑوں سے۔ چھوٹے بچوں سے مراد وہ بچے ہیں جن سے ناپاکی کا خطرہ ہے اور پاگل سے ناپاکی کا بھی خطرہ ہے اور نمازیوں کی ایذاء کا بھی۔ اور باہمی جھگڑوں سے مسجد کی بے حرمتی بھی ہے اور نمازیوں کی ایذاء بھی۔
اس حدیث کی رو سے متولی مسجد کے لئے یہ تو حق ہے کہ ایسے چھوٹے بچوں، پاگلوں کو مسجد میں نہ آنے دے اور باہمی جھگڑے مسجد میں نہ ہونے دے۔ لیکن بغیر ایسی صورتوں کے کسی مسلمان کو مسجد سے روکنے کا کسی متولی مسجد کو حق نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

رکوع نمبر ۴
اطاعت خداوندی کا ثمرہ ذکر فرمایا گیا کفار قریش کے متکبرانہ واحمقانہ اقوال ذکر کر کے ان کا رد فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو استغفار کا حکم دیا گیا کہ خدائی عذاب سے بچنے کا یہی طریقہ ہے۔ کفار قریش کے مظالم بیان فرمائے گئے۔ حق کو روکنے کیلئے کفار کی کوششوں کو ذکر فرمایا گیا۔
ع ۱۸

مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ

جو کچھ ہو چکا ف۱ اور اگر پھر وہی کریں گے تو پڑ چکی ہے روش

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

اگلے لوگوں کی اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ نہ باقی رہے

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ

فساد اور ہو جاوے دین سب اللہ کا! ف۲ پھر اگر وہ باز آجائیں

اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا

تو اللہ ان کے کام دیکھتا ہے اور اگر سرتابی کریں تو جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اللہ تمہارا حمایتی ہے! کیا اچھا حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار۔

ف۱ کفار سے اسلام لانے پر گذشتہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے خواہ وہ اصلی کافر ہوں یا مرتد لیکن حقوق العباد زواجر اور حدود وغیرہ کی معافی نہیں ہوتی جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے جو گناہ محض گناہ ہی ہیں ان کی مغفرت کا وعدہ ہے یہ حکم تو حالت اسلام کا ہوا۔ یعنی تم ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرو دل کا حال مت ٹٹولو کیونکہ اگر یہ دل سے ایمان نہ لاویں گے تو حق تعالیٰ آپ سمجھ لیں گے اور دوسرے آئمہ کے نزدیک یہ تفسیر ہوگی کہ ذمی بننے میں یہ لوگ دھوکہ دیں گے تو حق تعالیٰ خود دیکھ لیں گے تم کو ذمی بنانے سے انکار کرنے کا حق نہیں۔

ف۲ لڑائی کب تک رہے گی: حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس وقت تک لوگوں (یعنی کافروں) سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہو جائیں اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں جب وہ ایسا کر لیں تو ان کے خون اور مال میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے سوائے حق اسلام کے (یعنی حقوق عباد کی وجہ سے ان سے قصاص اور مالی معاوضات لئے جا سکیں گے) اور ان کا (باطنی حساب) اللہ کے ذمہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

نواں پارہ....سورہ اعراف

فضائل خواص، فوائدوعملیات

خاصیت آیت ۲۰۰۔۲۰۱ برائے حفاظت شیطانی وساوس

۱۔وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ. اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ (پارہ۹،رکوع۱۴)

فائدہ: احادیث میں آیا ہے کہ وسوسہ کے وقت ا مَنۡتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ کہے یا اعوذباللہ پڑھ کر بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارنا آیا ہے۔ اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمٌ. پڑھے اس سے کسی کو نجات نہیں ہوتی اس کا غم نہ چاہیے۔ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بکثرت پڑھے۔ ابوسلیمانؒ دارانی نے عجیب تدبیر بتلائی ہے کہ جب وسوسہ آئے خوب خوش ہو۔ شیطان کو مسلمان کا خوش ہونا سخت ناگوار ہے وہ پھر وسوسہ نہ ڈالے گا۔ (اعمال قرآنی)

ا۔بخاراور بیماری

۱۔اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ (پ۹ع۱۴)

خاصیت: جس شخص کو گرمی سے بخار آتا ہو اس آیت کو پڑھ کر اس پر دم کرے یا طشتری پر لکھ کر پلا دے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱: برائے امراض قلب

وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ وَيُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ (پارہ۹،رکوع۱۶)

خاصیت: یہ آیت ہول دلی کے لئے نہایت مجرب ہے اس کو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں اس طرح لٹکائے کہ وہ تعویذ عین قلب پر رہے بلکہ اس کو کپڑے سے باندھ دے تا کہ قلب سے نہ ہٹنے پائے۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ توبہ

یہ بھی مدنی سورت ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔ اپنے مضامین کے اعتبار سے یہ پچھلی سورت یعنی سورۂ انفال کا تکملہ ہے۔ غالباً اسی لئے عام سورتوں کے برخلاف اس سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ نازل ہوئی، نہ لکھی گئی۔ اور اس کی تلاوت کا بھی قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص پیچھے سورۂ انفال سے تلاوت کرتا چلا آرہا ہو اسے یہاں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے، البتہ اگر کوئی شخص اسی سورت سے تلاوت شروع کررہا ہو تو اس کو بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ اور بعض لوگوں نے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ کے بجائے کچھ اور جملے پڑھنے کے لئے بنا رکھے ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ اوپر جو طریقہ لکھا گیا ہے، وہی سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

یہ سورت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ عرب کے بہت سے قبائل اس انتظار میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار قریش کی جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جب قریش نے حدیبیہ والا معاہدہ توڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور کسی خاص خونریزی کے بغیر اسے فتح کرلیا۔ اس موقع پر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی، البتہ آخری تدبیر کے طور پر قبیلہ ہوازن نے ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لئے جمع کیا جس سے حنین کی وادی میں آخری بڑی جنگ ہوئی، اور شروع میں معمولی ہزیمت کے بعد مسلمانوں کو اس میں بھی فتح ہوئی۔ اس جنگ کے بعض واقعات بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ اب عرب کے جو قبائل قریش کی وجہ سے اسلام قبول کرنے سے ڈرتے تھے، یا ان کی جنگوں کے آخری انجام کے منتظر تھے، ان کے دل سے اسلام کے خلاف ہر رکاوٹ دور ہوگئی، اور وہ جوق در جوق مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئے، اور اس طرح جزیرۂ عرب کے بیشتر علاقے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزیرۂ عرب کو اسلام اور مسلمانوں کا بنیادی مرکز قرار دے دیا گیا۔ اصل منشا تو یہ تھا کہ پورے جزیرۂ عرب میں کوئی بھی غیر مسلم مستقل باشندے کی حیثیت میں باقی نہ رہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہ رہنے پائیں۔ (موطأ امام مالک، کتاب الجامع ومسند احمد ج:۶ ص:۲۷۵) لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تدریج کا طریقہ اختیار فرمایا گیا۔ سب سے پہلا ہدف یہ مقرر فرمایا گیا کہ جزیرۂ عرب کو بت پرستوں سے خالی کرایا جائے۔ چنانچہ جو بچے کھچے بت پرست عرب میں رہ گئے تھے اور جنہوں نے بیس سال سے زیادہ مدت تک مسلمانوں کو وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا تھا، ان کو اس سورت کے شروع میں مختلف مدتوں کی مہلت دی گئی جس میں اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو انہیں جزیرۂ عرب چھوڑنے، ورنہ جنگ کا سامنا کرنے کے احکام دیئے گئے ہیں، اور مسجد حرام کو بت پرستی کی ہر نشانی سے پاک کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس ہدف کے پورا ہونے کے بعد جزیرۂ عرب کی مکمل صفائی کا دوسرا مرحلہ یہود ونصاریٰ کو وہاں سے نکالنے کا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یہ مرحلہ مکمل نہیں ہوسکا تھا، لیکن آپ نے اس کی وصیت فرمادی تھی، جیسا کہ آیت نمبر ۲۹ کے تحت اس کی وضاحت آنے والی ہے۔

اس سے پہلے رُوم کے بادشاہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر ان پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی فوج جمع کی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پیش قدمی کر کے اس کے مقابلے کے لئے تبوک تک تشریف لے گئے۔ اس سورت کا بہت بڑا حصہ اس مہم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ منافقین کی معاندانہ کارروائیاں مسلسل جاری تھیں۔ اس سورت میں ان کی بدعنوانیوں کو بھی طشت ازبام کیا گیا ہے۔

اس سورت کو سورۂ توبہ بھی کہا جاتا ہے اور سورۂ براءت بھی۔ براءت اس لئے کہ اس کے شروع میں مشرکین سے براءت اور دستبرداری کا اعلان کیا گیا ہے، اور توبہ اس لئے کہ اس میں بعض ان صحابہ کرام کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے جنہوں نے تبوک کی مہم میں حصہ نہیں لیا تھا، اور بعد میں اپنی اس غلطی پر توبہ کی تھی۔ (توضیح القرآن)

سورۃ التوبہ: اگر کسی شخص کو کسی دشمن کے اُٹھنے جنگ کرنے یا مقدمہ دائر کرنے کا خوف ہو وہ شخص اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو 117 مرتبہ تیرہ دن تک مع اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کے پڑھے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم لوٹ کر لاؤ تو اللہ کا اس میں سے پانچواں حصہ

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ

اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا

وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

اور مسافروں کا اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور اُس (غیبی مدد) پر جو ہم نے نازل کی

عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ

اپنے بندے پر فیصلے کے دن ۱ جس دن باہم گتھ گئے دو لشکر؟

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۴۱ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جب تم ورلے سرے پر تھے

الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

اور کافر پرلے سرے پر اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف کو (ہٹا ہوا)

مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ

اور اگر آپس میں ۲ تم وعدے کرتے تو ضرور اوپر سویر کرتے وعدے میں

وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّیَهْلِكَ

لیکن (اللہ نے اچانک بھڑا دیا) تاکہ پورا کر دے اللہ اس کام کو جس کا کرنا تھا

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ

تاکہ مرے جو مرتا ہے سوچ کر اور زندہ رہے جو زندہ رہتا ہے سوچ کر ۳

---

۱ اس سے مراد جنگ بدر کا دن ہے اس کو آیت میں "یوم الفرقان" فرمایا گیا ہے، یعنی وہ دن جس میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو گیا کہ تین سو تیرہ بے سروسامان لوگ ایک ہزار مسلح فوج پر معجزانہ طور پر غالب آ گئے۔ وہ جو چیز اس دن نازل کی تھی اس سے مراد فرشتوں کی مدد اور قرآن کریم کی وہ آیات ہیں جو اس دن مسلمانوں کی تسلی کیلئے نازل کی گئیں۔

۲ یہ میدان جنگ کا نقشہ بتایا جا رہا ہے۔ "بدر" ایک وادی کا نام ہے۔ اس کا وہ کنارہ جو مدینہ منورہ سے قریب تر ہے، اس پر مسلمانوں کا لشکر فروکش تھا اور جو کنارہ مدینہ منورہ سے دور ہے، اس پر کفار کا لشکر تھا اور قافلے سے مراد ابوسفیان کا قافلہ ہے جو اس وادی کے نیچے کی جانب ساحل سمندر کی طرف بچ کر نکل گیا تھا۔

۳ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب ایسے پیدا فرما دیئے کہ کفار مکہ سے باقاعدہ جنگ ٹھن گئی، ورنہ اگر دونوں فریق پہلے سے جنگ کیلئے کوئی وقت طے کرنا چاہتے تو اختلاف ہو جاتا، مسلمان چونکہ بے سروسامان تھے، اس لئے باقاعدہ جنگ سے کتراتے، اور مشرکین کے دلوں پر بھی آنحضرت کی ہیبت تھی، اس لئے وہ بھی خواہش کے باوجود جنگ کو ٹلانا چاہتے۔ لیکن جب انہیں اپنا تجارتی قافلہ خطرے میں نظر آیا تو ان کے پاس جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، اور مسلمانوں کے سامنے جب لشکر آ ہی گیا تو وہ بھی لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ اسباب ہم نے اس لئے پیدا کئے کہ ایک مرتبہ فیصلہ کن معرکہ ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی فتح و نصرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کھل کر سامنے آ جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص کفر کر کے بربادی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل کے واضح ہونے کے بعد اختیار کرے، اور جو شخص اسلام لا کر باعزت زندگی اختیار کرے، وہ بھی اس واضح دلیل کی روشنی میں کرے۔ (توضیح القرآن)

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ

اور اللہ ضرور سنتا جانتا ہے جب اللہ نے دکھایا کافروں کو

مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

تیرے خواب میں تھوڑے۔ ۱؎ اور اگر وہ تجھ کو بہت کر دکھاتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شک وہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ

دلوں کی باتیں۔ اور جب تم کو دکھائے کافر مٹھ بھیڑ کے وقت تمہاری

اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ

آنکھوں میں تھوڑے اور تم کو تھوڑا کر دکھایا کافروں کی آنکھوں میں تاکہ پورا کرے

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾ ع

اللہ اس کام کو جس کا کرنا تھا اور اللہ ہی کی جانب لوٹتے ہیں تمام کام

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا

ایمان والو! جب تم بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

تاکہ تم مراد پاؤ۔ اور حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا

وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا

اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ ہمت ہار دو گے اور جاتی رہے گی تمہارے ہوا

۱؎ جنگ شروع ہونے سے پہلے جب ابھی تک مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ حملہ آور کافروں کی تعداد کتنی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کے لشکر کو کم کر کے دکھایا گیا۔ آپ نے وہ خواب صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا، جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کا خواب چونکہ واقعے کے خلاف نہیں ہوسکتا، اس لئے بظاہر آپ کو لشکر کا ایک حصہ دکھایا گیا تھا، آپ نے اسی حصے کے بارے میں لوگوں کو بتایا کہ وہ تھوڑے لوگ ہیں۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خواب میں جو چیز دکھائی جاتی ہے، وہ عالم مثال سے تعلق رکھتی ہے، عین وہ چیز مراد نہیں ہوتی جو خواب میں نظر آرہی ہو، اسی لئے خواب میں تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا خواب میں سارے لشکر کی تعداد اگرچہ واقعی کم دکھائی گئی، لیکن اس کمی کی اصل تعبیر یہ تھی کہ یہ سارا لشکر بے حیثیت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تعبیر کا علم تھا، اور آپ نے یہ خواب صحابہؓ کے سامنے اس لئے بیان فرمایا تاکہ ان کے حوصلے بڑھ جائیں۔

خلاصہ رکوع ۵ ع ۱
مسلمانوں کو فتنہ کے خاتمہ کا حکم دیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۚ‏ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ

اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ بنو اُن جیسے

خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ

جو نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کو

وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ

اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے ف۱ اور اللہ کے احاطہ میں ہے جو

مُحِيۡطٌ‏ ﴿۴۷﴾ وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ

کچھ یہ کرتے ہیں۔ ف۲ اور جب ان کو بھلے کر دکھائے شیطان نے ان کے اعمال۔

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَـكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ

اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہو گا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں

جَارٌ لَّـكُمۡ‌ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ

تمہارا حمایتی ہوں پھر جب آمنے سامنے آئیں دونوں فوجیں تو وہ چلتا بنا اپنے الٹے پاؤں۔

وَقَالَ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّىۡۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوۡنَ

اور کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں میں دیکھ رہا ہوں

اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ‌ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‏ ﴿۴۸﴾ اِذۡ يَقُوۡلُ

جو تم نہیں دیکھتے۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ کی مار تو بڑی سخت ہے جب

الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ

کہنے لگے منافق اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔

ف۱ اس سے مراد کفار قریش کا وہ لشکر ہے جو جنگ بدر کے موقع پر بڑا اکڑتا، اتراتا اور اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکلا تھا۔ سبق یہ دینا ہے کہ جنگی طاقت کتنی بھی ہو، اس پر بھروسہ کر کے تکبر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر رکھنا چاہیے۔

ف۲ مطلب غالباً یہ ہے کہ بعض مرتبہ ایک شخص بظاہر اخلاص سے کام کرتا نظر آتا ہے، لیکن اس کی نیت دکھاوے کی ہوتی ہے، یا اس کے برعکس بعض مرتبہ کسی شخص کا انداز بظاہر دکھاوے کا ہوتا ہے (جیسے دشمن کو مرعوب کرنے کیلئے کبھی طاقت کا مظاہرہ بھی کرنا پڑتا ہے) لیکن وہ اخلاص کے ساتھ بھروسہ اللہ ہی پر کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال کی اصل حقیقت کا پورا پورا علم ہے، اس لئے وہ ان کی جزا یا سزا کا فیصلہ اپنے اسی علم محیط کی بنیاد پر فرمائے گا، محض ظاہری حالت کی بنیاد پر نہیں (تفسیر کبیر)۔

خلاصہ رکوع ۶

ع ۲ نصرت خداوندی کے سلسلہ میں شرائط ذکر فرمائی گئی کہ استقامت، ذکر خداوندی اور رسول کی اطاعت، باہمی نزاع سے بچاؤ۔ صبر، نمود و نمائش سے پرہیز جیسے امور کو بیان فرمایا گیا۔ کفار مکہ کا شیطانی چالوں کا شکار ہونے کو بیان فرمایا گیا۔

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

کہ ان (مسلمانوں) کو تو مغرور کر دیا ہے ان کے دین نے۔ اور جو بھروسہ کرے اللہ پر

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱ اور (اے محمد) کاش تو دیکھے جب روحیں قبض کرتے ہیں کافروں کی

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا

فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ اور پیٹھوں پر۔ اور (کہتے جاتے ہیں)

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ

چکھو عذاب جلنے کا۔ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تم نے بھیجا اپنے ہاتھوں۔ اور اس لئے کہ

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۲ جیسے عادت فرعون کی قوم

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ

اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے۔ کہ منکر ہوئے اللہ کی آیتوں سے تو ان کو پکڑا

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

اللہ نے ان کے گناہوں پر۔ بیشک اللہ زور آور سخت عذاب کرنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا

یہ اس سبب سے کہ اللہ ہرگز نہیں بدلتا اُس نعمت کو جو دی ہو

عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

کسی قوم کو جب تک کہ وہ نہ بدل لیں اپنا حال ف۳۔ اور اس وجہ سے کہ اللہ (سب)

ف۱ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کو اکثر غالب ہی کر دیتے ہیں۔ اور اگر کبھی ایسا مخلص مغلوب ہو جائے تو اس میں کچھ مصلحت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والے بھی ہیں غرض ظاہری سامان اور بے سامانی پر مدار نہیں قادر کوئی اور ہی ہے۔

ف۲ یہ بدولت ان کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے یعنی یہ سب تمہاری کرتوت کی سزا ہے ورنہ خدا کے یہاں ظلم کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اگر معاذ اللہ ادھر سے رتی برابر ظلم کا امکان ہوتو پھر وہ اپنی عظمت شان کے لحاظ سے ظالم نہیں ظلام ہی ٹھہرے کیونکہ کامل کی ہر صفت کامل ہی ہونی چاہئے۔
چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث قدسی میں ہے کہ میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کر دیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے پس آپس میں کوئی کسی پر ظلم وستم نہ کرے۔ میرے بندو! میں تو صرف تمہارے کئے ہوئے اعمال ہی کو گھیرے ہوئے ہوں۔ بھلائی پا کر میری تعریفیں کرو اور اس کے سوا کچھ اور دیکھو تو اپنے تئیں ہی ملامت کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ جب ہمارا یہ قاعدہ کلیہ مقرر ہے اور بلا جرم سزا نہ دینا بھی اس قاعدہ میں داخل ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم بے جرم کے سزا دے دیں سو ان موجودہ کافروں نے اپنی یہ حالت بدلی کہ پہلے باوجود کفر کے ان میں ایمان لانے کی تھوڑی بہت قابلیت تھی پھر انہوں نے انکار و مخالفت کر کر کے اس کو دور کر ڈالا پس ہم نے بھی اپنی یہ نعمت کہ اب تک ان کو مہلت دے رکھی تھی بدل دی اور سزا میں پکڑ لینا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے انہوں نے اپنی حالت کو بدلا

عَلِيْمٌ ۝۵۲ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

سنتا جانتا ہے۔ جیسے عادت فرعون کی قوم اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

کہ جھٹلائیں اپنے پروردگار کی آیتیں تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں پر

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۵۴ اِنَّ شَرَّ

اور غرق کر دیا فرعونکے لوگوں کو۔ اور وہ سب ظالم تھے۔

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۵ ۚۖ

بدتر سب جانداروں میں اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو منکر ہوئے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

پھر وہ نہیں مانتے۔ وہ لوگ کہ جن سے تو نے عہد و پیان کیا پھر وہ توڑ ڈالتے ہیں

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝۵۶ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

اپنا عہد و پیان ہر دفعہ اور وہ ڈرتے نہیں ف۱ تو اگر کبھی تو ان کو پائے لڑائی میں ایسی سزا دے کہ

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۵۷

ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں پچھلے! شاید وہ عبرت پکڑ لیں

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

اور اگر تجھ کو ڈر ہو کسی قوم کی طرف سے دغا کا تو ان کا عہد پھینک مار ان ہی

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۸ ع وَلَا

کی طرف برابر سرا بر بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا دغا بازوں کو اور یہ نہ

ف۱ عہد پورا کرنے کا عجیب واقعہ: ابو داؤد، ترمذی، نسائی، امام احمد بن حنبلؒ نے سلیم بن عامر کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا ایک قوم کے ساتھ ایک میعاد کے لئے التواء جنگ کا معاہدہ تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس معاہدہ کے ایام میں اپنا لشکر اور سامان جنگ اُس قوم کے قریب پہنچادیں تاکہ معاہدہ کی میعاد ختم ہوتے ہی وہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ مگر عین اُس وقت جب حضرت معاویہؓ کا لشکر اُس طرف روانہ ہو رہا تھا یہ دیکھا گیا کہ ایک معمر آدمی گھوڑے پر سوار بڑے زور سے یہ نعرہ لگا رہے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدرا۔ یعنی نعرۂ تکبیر کے ساتھ یہ کہا کہ ہم کو معاہدہ پورا کرنا چاہئے اس کی خلاف ورزی نہ کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم سے کوئی صلح یا ترک جنگ کا معاہدہ ہو جائے تو چاہئے کہ ان کے خلاف نہ کوئی گرہ کھولیں اور نہ باندھیں۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر کی گئی۔ دیکھا تو یہ کہنے والے بزرگ حضرت عمرو بن عنبسہؓ صحابی تھے حضرت معاویہؓ نے فوراً اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا تاکہ التواء جنگ کی میعاد میں لشکر کشی پر اقدام کر کے خیانت میں داخل نہ ہو جائیں۔ (ابن کثیرؒ)

خلاصہ رکوع ۷

منافقین سے شیطان کی چالبازیاں، موت اور بعد موت کفار کی حالت کو فرعون سے تشبیہ دیکر بیان فرمایا گیا۔ بد عہدی کے خوگر یہودیوں کو سزا سنائی گئی۔

ع ۷/۲

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝٥٩

سمجھیں کافر لوگ کہ وہ بھاگ نکلے۔ وہ (ہم کو) ہرا نہیں سکتے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

اور مہیا کرو ان کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھے رکھنے کہ دھاک بٹھاؤ ف۱

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

گے ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ف۲ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠

اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہاری حق تلفی نہ ہو گی۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک جا صلح کی جانب اور بھروسہ کر

اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ

اللہ پر۔ بیشک وہ سنتا جانتا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں

يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ

تو تجھ کو کافی ہے اللہ۔ اسی نے تجھ کو قوت دی اپنی امداد سے

بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢ۙ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ

اور مسلمانوں سے۔ اور الفت پیدا کر دی مسلمانوں کے دلوں میں۔ف۳

ف۱ حضور ﷺ کے دور میں منجنیق کا استعمال: حضرت عمرؓ نے ایک لشکر کو دشمن کے مقابلہ میں روانہ کرتے وقت لشکر سے دریافت کیا تم دشمن کے قلعوں کے ساتھ کیا کرو گے اور ان کو کس طرح فتح کرو گے تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم دبابے بنا لیں گے اور ہمارے جوان ان میں بیٹھ کر قلعہ میں نقب لگائیں گے یعنی اس طرح دشمن کے قلعوں کو مسخر کریں گے۔ (نہایہ)

ف۲ جیسے فارس اور روم وغیرہ کے کفار جن سے اس وقت تک سابقہ نہیں پڑا تھا لیکن صحابہ کا ساز و سامان و فن سپہ گری سے اپنے وقت میں تیار رہنا ان کے مقابلہ میں بھی کام آیا ان پر بھی رعب جما بعضے مقابل ہو کر مغلوب ہوئے بعض نے جزیہ قبول کیا کہ یہ بھی رعب کا اثر ہے ۱۲ (تسہیل بیان)

ف۳ یعنی ان میں بوجہ حب ریاست اور بغض و عداوت غالب ہونے کا اتفاق ہونا ایسا دشوار تھا کہ آپ باوجودیکہ عقل و تدبیر میں کامل ہیں اگر اس کے لئے آپ کے پاس کافی سامان بھی ہوتا جب بھی آپ اتفاق پیدا نہ کر سکتے۔ (تسہیل بیان)

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ

اگر تو خرچ کر ڈالتا جو کچھ زمین میں ہے سارا (تب بھی) نہ الفت ڈال سکتا ان کے

قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾

دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈال دی ان میں بیشک وہ زبردست ہے حکمت والا ف۱

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾

اے پیغمبر تجھ کو کافی ہے اللہ اور جو مسلمان تیرے تابع ہوئے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ۭ اِنْ

اے نبی! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا۔ اگر تم

یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ

میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں وہ غالب ہوں گے دوسو پر۔

وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ

اور اگر ہوں تم میں سے سو غالب ہوں گے ہزار

كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ

کافروں پر اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے اب اللہ نے بوجھ ہلکا کر دیا

عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ

تم پر سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے ف۲ تو اگر ہوں گے تم میں سے

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ

سو شخص ثابت قدم! غالب ہوں گے دوسو پر۔ اور اگر ہوں گے تم میں سے ہزار!

ف۱ عبدہ بن ابی لبابہ فرماتے ہیں میری حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی آپ نے مجھ سے مصافحہ کر کے فرمایا کہ جب دو شخص خدا کی راہ میں محبت رکھنے والے آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے بہ خندہ پیشانی ہاتھ ملاتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے خشک پتے میں نے کہا یہ کام تو بہت آسان ہے فرمایا یہ نہ کہو یہی اُلفت وہ ہے جس کی نسبت جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے اگر تو رُوئے زمین کے خزانے خرچ کر دے تو بھی یہ تیرے بس کی بات نہیں کہ دلوں میں اُلفت ومحبت پیدا کر دے ان کے اس فرمان سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مجھ سے بہت زیادہ سمجھدار ہیں۔

خلاصہ رکوع ۸

ع ۸/۶/۴ جہاد کا ساز وسامان تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ کفار سے صلح کے احکام کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ اس ضعف کی وجہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قاعدہ طبعی ہے کہ جب کام کرنے والے کم ہوتے ہیں اور کام ضروری سمجھا جاتا ہے تو اس وقت ہمت زیادہ ہوتی ہے ہر شخص یہ جانتا ہے کہ میرے ہی کرنے سے ہوگا اور جب کام کرنے والے بڑھ جاتے ہیں تو ہر ایک کو یہ خیال ہوتا ہے کہ کیا مجھ ہی پر کام اٹکا ہوا ہے اور بھی تو کرنے والے ہیں سب مل کر کیوں نہیں کرتے اس لئے سرگرمی اور جوش میں کمی ہو جاتی ہے اس لئے شروع اسلام میں ہمت کی اور حالت تھی جب ماشاء اللہ مردم شماری بڑھی تو طبیعت اور ہمت کا رنگ بدل گیا اور یہ ایک امر طبعی ہے اس لئے صحابہ پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی باطنی قوتیں تو روزانہ ترقی پر تھیں یہ تنزل کیسے ہو گیا جواب یہ ہے کہ دینی قوتیں ترقی پر تھیں اور یہ کمی ایک طبعی قوت میں تھی ۱۲

اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ

وہ غالب آویں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ ثابت

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى

قدم لوگوں کے ساتھ ہے۔ مناسب نہ تھا نبی کو کہ اس کے پاس قیدی رہیں

حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ

جب تک کہ خوب قتل نہ کرے ملک میں۔ تم چاہتے ہو دنیا کا مال و متاع۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾

اور اللہ چاہتا ہے آخرت کی (بہبودی)۔ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا! ف۱

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ

اگر نہ ہوتی ایک بات کہ اللہ لکھ چکا پہلے سے۔ تو ضرور تم پر آ پڑتا اس لینے میں بڑا

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ

عذاب! تو کھاؤ جو مال غنیمت لائے ہو حلال طیب۔

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ

اے پیغمبر! کہہ دے ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر

يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ

اللہ معلوم کرے گا تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو تم کو عطا فرمائے گا

ف۱ مسئلہ: جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا حکم صرف اباحت اور جواز کی حد تک ہے۔ یعنی اسلامی حکومت مصالح کے مطابق سمجھے تو انہیں غلام بنا سکتی ہے ایسا کرنا مستحب ہے یا واجب فعل نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے مجموعی ارشادات سے آزاد کرنے کا افضل ہونا سمجھ میں آتا ہے اور یہ اجازت بھی اس وقت تک کیلئے ہے جب تک اس کے خلاف دشمن سے یہ معاہدہ ہو جائے کہ نہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائیں گے نہ ہم ان کے قیدیوں کو پھر اس معاہدہ کی پابندی لازم ہوگی۔ ہمارے زمانے میں دنیا کے بہت سے ملکوں نے ایسا معاہدہ کیا ہوا ہے جو اسلامی ممالک اس معاہدہ میں شریک ہیں ان کیلئے غلام بنانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک یہ معاہدہ قائم ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۵

کفار سے جنگ کا اصول اور تعداد کفار و مومنین کا ذکر فرمایا گیا۔ بدر کے قیدیوں کے بارے میں احکام ذکر فرمائے گئے۔

خاصیت: آیت ۶۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾

بہتر اس سے جو تم سے چھینا گیا اور تم کو بخشے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ

اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی تو دغا کر چکے ہیں پہلے

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ سے تو اس نے اس کو گرفتار کرا دیا۔ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا! جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

اللہ کے راستہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی!

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ

تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک ہجرت نہ کریں۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

اور اگر تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم پر لازم ہے امداد کرنی مگر

قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس قوم کے مقابلہ میں (نہیں) کہ تم میں اور ان میں عہد ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

فائدہ آیت 75

فائدہ اول: ان واقعات مذکورہ میں فتح مکہ واقع ہوا سنہ ۸ ہجری میں پھر غزوہ حنین سنہ ۸ ھ میں پھر غزوہ تبوک سنہ ۹ ھ میں پھر معاہدہ توڑنے کا اور کفار کے حرم سے نکال دینے کا اعلان۔ ذی الحجہ سنہ ۹ ھ میں اور نزول آیات کی ترتیب یہ ہے اول فتح مکہ کے متعلق آیتیں فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئیں پھر غزوۂ حنین کے متعلق آیتیں حنین کے بعد پھر غزوہ تبوک کی ترغیب دینے والی آیتیں تبوک سے پہلے پھر غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں پر ملامت کی آیتیں غزوہ تبوک کے بعد پھر شروع کی آیتیں جن میں نقض معاہدہ کا اعلان ہے جو کہ شوال ۹ ھ میں نازل ہوئیں اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ سورت پوری ایک دفعہ نازل ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ حصہ ایک دفعہ میں نازل ہوا۔ فائدہ دوم معاہدہ اور نقض معاہدہ کے متعلق جو مضامین اس میں مذکور ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ۶ ھ میں جب حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا اور قریش نے مکہ میں نہ جانے دیا اور حدیبیہ میں ان سے صلح ہوئی اس صلح کی مدت دس سال تھی اور مکہ میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل بھی تھے تو صلح کے وقت یہ بات قرار پائی کہ جس کا جی چاہے اس صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے قریش کے ذیل میں آ جاوے چنانچہ خزاعہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے اور بنو بکر قریش کی طرف سال بھر تک کوئی بات نہیں ہوئی چنانچہ ۷ ہجری میں صلح کی ایک شرط کے موافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور اس فوت شدہ عمرہ کی قضاء کر کے واپس

بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

دیکھ رہا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو دھوم مچ جائے گی ملک میں

كَبِيْرٌ ؕ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِىْ

اور بڑی خرابی ہو گی۔ اور جو ایمان لائے اور وطن چھوڑ آئے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ (سچے)

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾

مسلمان ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ

اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

تو وہ تم ہی میں داخل ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں زیادہ

فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

حق دار ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے

تشریف لے گئے اس کے بعد پانچ ماہ گزرے تھے کہ بنو بکر نے خزاعہ پر رات کے وقت دفعۃً حملہ کر دیا۔ قریش نے یہ سمجھا کہ اول تو حضورؐ دور بہت ہیں آپ کو کیا خبر ہوگی پھر رات کے وقت کون دیکھتا ہے یہ سمجھ کر بنو بکر کو ہتھیار وغیرہ بھی دیئے اور ان کی ساتھ ہو کر خزاعہ سے لڑے بھی جس سے حسب قانون وہ صلح جو قریش کی حضور کے ساتھ تھی ٹوٹ گئی خزاعہ نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ایسے طور پر کہ قریش کو اطلاع نہ ہو لشکر کی تیاری کر کے ۸ ہجری میں ان پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا اور بہت سے رؤسا قریش اس میں مسلمان بھی ہو گئے پس جن جماعتوں کا شروع سورت میں ذکر ہے ان میں سے ایک جماعت یہی قریش ہیں جنہوں نے خود عہد توڑا ان کا حکم فتح مکہ سے پہلے یہ فرمایا کہ جب تک یہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو جب یہ عہد توڑ دیں تم بھی لڑائی کرو اور سورۂ براءۃ نازل ہونے کے بعد چونکہ انہوں نے خود عہد توڑ دیا تھا اور اس لئے وہ کسی مہلت کے مستحق نہیں رہے تھے اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ ان سے فوراً اعلان جنگ کر دیا جاتا لیکن وہ زمانہ اشہر حرم کا تھا جن میں یا تو لڑائی حرام تھی یا اس مصلحت کی بناء پر جو تفسیر میں آگے مذکور ہے لڑائی سے منع کیا گیا اور یہ حکم فرمایا کہ اشہر حرم گزر جاویں تو ان سے لڑنے کی اجازت ہے۔

ع ۱۰

خلاصہ رکوع ۱۰

اسیران بدر کو نصیحت و تسلی فرمائی گئی۔ صحابہ کرام کے چار گروہوں کو بیان فرمایا گیا اور ان کے انعام ذکر فرمائے گئے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

صاف جواب ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝١ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

ان مشرکوں کو جن سے تم نے (صلح) کا عہد کیا تھا۔

وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

تو اے مشرکو چل پھر لو زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ

مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى

تم اللہ کو ہرا نہیں سکو گے۔ اور (جانے رہو) کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ

اور اطلاع ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن کہ اللہ بیزار ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ

مشرکوں سے۔ اور اس کا رسول بھی۔ تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے

لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم نہیں ہرا سکو گے

اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ اِلَّا

اللہ کو۔ اور خوشخبری سنا دے کافروں کو دردناک عذاب کی۔ مگر

سورۃ براءۃ اور سورۃ نور:

ابو عطیہ ہمدانی راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے لکھ کر بھیجا، سورۂ برأت (خود) سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ برات میں ترغیب جہاد ہے اور سورت نور میں پردہ کی تلقین ہے (اول مردوں کا فریضہ ہے اور دوسرا عورتوں کا)

بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ:

بسم اللہ کے ترک کی وجہ ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ براءت کا نزول امان کا حکم اٹھا لینے کے لئے ہوا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم امان (کی تعلیم) ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے دریافت کیا، برأت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہیں لکھی گئی؟ فرمایا، بسم اللہ الرحمن الرحیم امان ہے اور براءت تلوار لے کر اتری ہے۔ کذا اخرج ابو الشیخ وابن مردویہ۔ (تفسیر مظہری)

تلاوت کا طریقہ:

حضرات فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص اوپر سے سورۂ انفال کی تلاوت کرتا آیا ہو اور سورۂ توبہ شروع کر رہا ہو وہ بسم اللہ نہ پڑھے۔ لیکن جو شخص اسی سورت کے شروع یا درمیان سے اپنی تلاوت شروع کر رہا ہے اس کو چاہیے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر شروع کرے۔ بعض ناواقف یہ سمجھتے ہیں کہ سورۂ توبہ کی تلاوت میں کسی حال بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں یہ غلط ہے اور اس پر دوسری غلطی یہ ہے کہ بجائے بسم اللہ کے یہ لوگ اس کے شروع میں اعوذ باللہ من النار پڑھتے ہیں جس کا کوئی ثبوت آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے نہیں ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ

جن جن مشرکوں سے تم نے عہد کر رکھا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی

شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ

اور نہ مدد کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی تو ان سے پورے کرو ان کے

عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾

عہد وعدے تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو ف۱۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ

پھر جب نکل جائیں پناہ کے مہینے تو قتل کر ڈالو مشرکوں کو جہاں پاؤ

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ

اور ان کو پکڑو ، گھیرو اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ

كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

پھر اگر وہ لوگ توبہ کر لیں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں

الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دے

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ کا کلام پھر ف۲ (اے محمد) اس کو پہنچا دے اس کی امن کی جگہ۔ یہ اس سبب سے کہ وہ

ف۱ چار اہم اعلان:
زید بن تبع کا بیان ہے ہم نے حضرت علی سے دریافت کیا آپ کو کیا پیام دے کر بھیجا گیا تھا، فرمایا، چار باتوں (کا اعلان کرنے) کیلئے مجھے بھیجا گیا۔ نمبر۱: آئندہ ننگا ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف نہ کرے۔ نمبر۲: جس کا رسول اللہ سے کوئی میعادی معاہدہ (صلح) ہو وہ اپنی مقررہ میعاد تک معاہدہ پر رہے گا اور جس کا کوئی معاہدہ نہ ہو اس کیلئے چار ماہ کی میعاد دی جاتی ہے نمبر۳: جنت میں سوائے مومن کے اور کوئی داخل نہ ہو گا۔ نمبر۴: اس سال کے بعد مومنوں کے ساتھ مشرکوں کا اجتماع نہ ہو گا۔ (یعنی مشرک حج نہ کر سکیں گے)
شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے دوسرے اعلان کرنے والوں کے ساتھ قربانی کے دن منیٰ میں یہ اعلان کرنے کیلئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی برہنہ آدمی کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ مشرکین کی مذکورہ بالا چاروں قسموں کو اس آیت نے اپنی اپنی مہلت کے علاوہ یہ مزید سہولت عطا فرمائی کہ اگر ان میں سے کوئی مزید مہلت مانگے، اور وہ اسلام کی دعوت پر غور کرنا چاہتا ہو تو اسے پناہ دی جائے، اور اللہ کا کلام سنایا جائے، یعنی اسلام کی حقانیت کے دلائل سمجھائے جائیں۔
یعنی صرف اللہ کا کلام سنانے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اسے ایسی امن کی جگہ فراہم کی جائے جہاں وہ اطمینان کے ساتھ کسی دباؤ کے بغیر اسلام کی حقانیت پر غور کر سکے۔ (توضیح القرآن)

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ

لوگ جانتے نہیں ف۱ کیونکر ہووے مشرکوں کے لئے عہدو پیمان

عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک۔ مگر ہاں جن سے تم نے عہد کیا تھا

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا

مسجد حرام کے قریب تو وہ جب تک تم سے سیدھے رہیں تم بھی ان سے سیدھے

لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا

رہو ف۲ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو! (صلح) کیونکر رہے۔اور (ان کا حال یہ ہے)

عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ

کہ اگر غلبہ پا جاویں تم پر (تو) نہ لحاظ کریں تمہاری قرابت کا۔اور نہ عہد و پیمان کا تم کو رضامند کر دیتے ہیں

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨ۚ

اپنی زبانی باتوں سے اور ان کے دل نہیں مانتے اور ان میں اکثر فاسق ہیں

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

انہوں نے کیا اللہ کی آیتوں کے بدلہ میں تھوڑا سا مول۔ پھر روکا اللہ کے راستہ سے

اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ

بڑی بُری حرکتیں ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ نہ لحاظ کرتے ہیں کسی

مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠

مسلمان کے بارے میں قرابت کا اور نہ عہد کا۔ اور وہی لوگ زیادتی پر ہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱/۷ مشرکین سے معاہدات کی منسوخی کا اعلان۔ مہلت کے بعد جزیرۂ عرب کو شرک سے پاک کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

ف۱ **کون سا کلام قدیم ہے:**
علماء اہل سنت والجماعت کے بڑے طبقہ کا مسلک ہے کہ بے وصف قدیم وہ کلام ہے جو کلام نفسی کا درجہ رکھتا ہے جو صوت اور تلفظ سے بالا ہے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ لفظی بالقرآن حادث، یعنی حضرت حق جل مجدہ کی اس وصف قدیم کی ادائیگی جن الفاظ اور جس صورت وغیرہ سے کی جاتی ہے وہ حادث اور مخلوق ہے وہ قدیم نہیں ہے قرآن حکیم میں ہے۔وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ ما منہ(توبہ) اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو اس کے امن کی جگہ۔ یہ کلام اللہ جو یہ مشرک سنے گا بیشک وہ کلام اللہ قدیم ہے مگر جو آواز اس کے کانوں تک پہنچے گی وہ سنانے والے کی آواز ہوگی۔ جو الفاظ اس کے کانوں میں پڑیں گے وہ سنانے والے کے الفاظ ہوں گے۔ یہ آواز اور یہ الفاظ ظاہر ہے حادث ہیں(از افادات حضرت مدنیؒ)

ف۲ اس سے مراد مشرکین کی وہ چوتھی قسم ہے جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ان کو ان کے معاہدے کی مدت پوری ہونے تک مہلت دی گئی تھی اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت میں اس وقت نو مہینے باقی تھے اور مطلب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران اگر وہ سیدھے چلتے رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے چلو اور اگر وہ بھی عہد شکنی کریں تو پھر اس مدت کے انتظار کی بھی ضرورت نہیں ہے (توضیح القرآن)

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوۃ۔ تو تمہارے

فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

دینی بھائی ہیں۔ اور ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں جاننے والے لوگوں کے لئے۔ ف۱

وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا

اور اگر توڑ ڈالیں اپنی قسمیں عہد کے پیچھے اور طعن کریں تمہارے

فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ

دین میں تو لڑو کفر کے پیشواؤں سے بلاشبہ ان کی قسمیں کچھ بھی نہیں شاید وہ باز آ جاویں تم

لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ

کیوں نہ لڑو ایسے لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیں اپنی قسمیں

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

اور ارادہ کیا رسول کے نکال دینے کا اور انہوں ہی نے تم سے پہلے چھیڑ خانی شروع کی ف۲

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

کیا تم ان سے ڈرتے ہو پس اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ

تم اُن سے لڑو تاکہ ان کو اللہ سزا دے تمہارے ہاتھوں اور ان کو رسوا کرے

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ لا وَيُذْهِبْ

اور تم کو ان پر فتح دے اور دل ٹھنڈے کرے مسلمان لوگوں کو اور نکالے

ف۱ حقانیت اسلام کو دلائل کے ساتھ سمجھانا علماء دین کا فرض ہے اگر کوئی کافر مسلمانوں سے مطالبہ کرے کہ مجھے حقانیت اسلام دلیل سے سمجھاؤ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مطالبہ پورا کریں اور حقانیت اسلام کو دلائل سے سمجھانا علماء دین کا فرض ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ پچھلی آیت کی روشنی میں قسمیں توڑنے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض قبائل مرتد ہوئے، اور حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے جہاد کیا، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ تھا، اور وہ پہلے ہی عہد توڑ چکے، یا جن سے معاہدہ تو مہینے تک باقی ہے، وہ اس دوران معاہدہ توڑیں، ان سے جہاد کرو، اور یہ جو فرمایا گیا ہے کہ: ''اس نیت سے جنگ کرو کہ وہ باز آ جائیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری طرف سے جنگ کا مقصد ملک گیری کے بجائے یہ ہونا چاہیے کہ تمہارا دشمن اپنے کفر اور ظلم سے باز آ جائے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں ظلم شروع کیا، اور یہ بھی کہ انہوں نے صلح حدیبیہ کو توڑنے میں پہل کی۔ (توضیح القرآن)

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ان کے دل کی جلن۔ اور اللہ توبہ کی توفیق دے گا جسے چاہے گا۔ اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا

جاننے والا حکمت والا ہے کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ تم چھوٹ جاؤ گے حالانکہ

يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

ابھی اللہ نے نہیں متمیز کیا ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور نہیں بناتے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا

وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ

کسی کو ولی دوست۔اور اللہ کو سب خبر ہے جو تم کر رہے ہو۔ ف

لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى

مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں اور گواہی بھی دیتے جاویں

اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

اپنے اوپر کفر کی۔ یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال۔

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

اور یہی لوگ آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بس وہی آباد کرتا ہے اللہ کی

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

مسجدوں کو جو ایمان لایا اللہ اور روز آخرت پر اور قائم کرتا رہا

ف مسلمانوں سے خطاب:
سولہویں آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم صرف کلمہ اسلام زبان سے کہہ لینے اور اسلام کا دعویٰ کر لینے پر آزاد چھوڑ دیے جاؤ گے، جب تک اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر بھی ان سچے اور پکے مسلمانوں کو نہ دیکھ لیں جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں، اور جو اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار اور دوست نہیں بناتے۔
اسی آیت میں ان عام لوگوں کو خطاب ہے جو مسلمان سمجھے جاتے تھے اگرچہ ان میں سے بعض منافق بھی تھے اور بعض ضعیف الایمان اور مذبذب تھے، ایسے ہی لوگوں کا یہ حال تھا کہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو مسلمانوں کے راز اور اسرار پر مطلع کر دیا کرتے تھے، اس لئے اس آیت میں مخلص مسلمان کی دو علامتیں بتلا دی گئی۔

(معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۲

مشرکین سے معاہدات ختم کرنے کی علت، مشرکین کے طرز عمل کے پیش نظر جہاد کا حکم اور اس کی اہمیت اور حکمتیں بیان فرمائی گئیں اور اس ضمن میں کفار سے دوستی کی ممانعت کر دی گئی۔

ع ۲ / ۸

وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ

نماز اور دیتا رہا زکوٰۃ۔ اور نہ ڈر مانا اللہ کے سوا کسی کا۔ پس توقع ہے کہ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ

یہ لوگ ہوویں ہدایت والوں میں ۱ کیا تم نے ٹھہرا لیا

الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

حاجی لوگوں کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمت جیسا جو ایمان لایا اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ

اور روز آخرت پر۔ اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ یہ برابر نہیں

عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾

اللہ کے نزدیک۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ

جو لوگ ۲ ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی

اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ

راہ میں اپنے مال اور جان سے وہ بڑھ کر ہیں درجہ میں اللہ

اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

کے ہاں۔ اور یہی ہیں جو مراد پانے والے ہیں ان کو خوشخبری دیتا ہے ان کا پروردگار

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

اپنی مہربانی اور رضا مندی کی۔ اور ان باغوں کی جن میں ان کو آرام ہے

---

۱ غیر مسلم کے مسجد بنانے کا حکم

مسئلہ: اس طرح اگر کوئی غیر مسلم ثواب سمجھ کر مسجد بنادے یا مسجد بنانے کیلئے مسلمانوں کو چندہ دے دے تو اس کا قبول کرلینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کرلینے کا یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ (معارف القرآن)

مسجد بنانے کی فضیلت:

محمود بن لبید کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا (کیونکہ مدینہ شریف میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک مسجد موجود تھی) اور اس ارادہ کو ترک کرنے کی خواہش کی حضرت عثمان نے فرمایا میں نے خود سنا تھا، رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

طبرانی نے حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے گا، اللہ جنت کے اندر اس سے بڑا مکان اس کیلئے بنائے گا۔ کیونکہ ان کے مقابل لوگوں میں اگر ایمان نہ ہو تب تو ان کے واسطے کچھ بھی کامیابی نہیں اور اگر ایمان ہو تو کامیاب سب ہیں مگر ان کی کامیابی ان سے اعلیٰ ہے آگے اس درجہ اور کامیابی کا بیان ہے۔

ایمان کیا چیز ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس حدیث نے بتلا دیا کہ رسول پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل اور شامل ہے۔ (مظہری)

مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ

ہمیشہ کا۔ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا

بڑا ثواب ہے۔ ایمان والو! نہ بناؤ اپنے باپ

اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

اور بھائیوں کو رفیق۔ اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو

عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ایمان کے مقابلہ میں۔ اور جو تم میں سے ان کی رفاقت کرے تو وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ

لوگ گنہگار ہیں۔ کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری برادری اور مال

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو یہ چیزیں تم کو زیادہ عزیز ہیں اللہ اور اس کے رسول

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے ف۲ تو منتظر ہو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم

فائدہ آیت 64

اوپر فتح مکہ اور کفار سے برأت کا ذکر تھا آگے غزوۂ حنین کا ذکر ہے اور ان میں باہم مناسبت ظاہر ہے۔ نیز اوپر خدا کے ماسواء علائق قطع کرنے کا بیان تھا اور قصہ حنین سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ غیر اللہ پر نظر کرنے سے ضرر ہوا اور اللہ تعالیٰ کا تعلق کافی اور نافع ہوا۔

قصہ غزوہ حنین

حنین مکہ اور طائف کے درمیان میں ایک مقام ہے یہاں قبیلہ ہوازن اور ثقیف سے فتح مکہ کے دو ہفتہ بعد لڑائی ہوئی تھی مسلمان بارہ ہزار اور مشرکین چار ہزار۔ بعض مسلمان اپنا مجمع دیکھ کر ایسے طور پر کہ اس سے عجب اور پندار ٹپکتا تھا کہنے لگے کہ ہم آج کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اول مقابلہ میں کفار کو شکست ہوئی اس وقت بعضے مسلمان غنیمت جمع کرنے لگے تو پھر کفار پھر لوٹ پڑے۔ اور وہ بڑے تیر انداز تھے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہ کے میدان میں رہ گئے۔ آپ نے حضرت عباس سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر ان سے دوبارہ مقابل ہوئے اور آسمان سے فرشتوں کی مدد آئی۔ آخر کفار بھاگے اور بہت سے قتل اور بہت سے قید ہوئے پھر ان قبیلوں کے بہت آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے اور آپ نے ان کے اہل وعیال جو پکڑے گئے تھے سب ان کو واپس کر دیئے۔

ف۲ جہاد کو صراحۃً بیان فرمانے سے مبالغہ مقصود ہے کہ ہجرت تو پھر بھی آسان ہے شریعت کا مطلوب تو یہ ہے کہ جہاد کو بھی ان چیزوں پر ترجیح دی جائے جس میں کبھی اپنی جانوں اور کبھی اپنے عزیزوں کی جانوں کو بے قدر اور ہیچ سمجھنا پڑتا ہے اگر کسی وقت عزیزوں سے مقابلہ ہو جائے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٤ لَقَدْ نَصَرَكُمُ

اور اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمان لوگوں کو اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے

اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

بہت میدانوں اور حنین کے دن۔ جب تم کو مغرور کر دیا تھا تمہاری

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

کثرت نے۔ تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ اور تم پر تنگ ہو گئی

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝٢٥ ثُمَّ

زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر تم ہٹ گئے پیٹھ دے کر۔ پھر

اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اُتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر

وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

اور اُتاریں فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور سخت مار دی کافروں کو۔

وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٦ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ

اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر توبہ نصیب کرے اللہ

بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٧

اس کے بعد جسے چاہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

ایمان والو! مشرک تو نرے پلید ہیں تو نہ پاس پھٹکنے

ع ۳ / ۹

خلاصہ رکوع ۳

مساجد کو آباد کرنیوالوں کی تعریف اور صفات ذکر کی گئیں۔ بغیر ایمان عمل قبول نہ ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ ایمان جہاد اور ہجرت پر بشارت سنائی گئی اور بتایا گیا کہ اس سلسلہ میں رشتہ داروں کی کوئی حیثیت نہیں۔

ف۱ حقوق کے معاملہ میں رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے عوامی جلسوں کی آوازیں کافی نہیں

جنگ حنین میں قیدیوں کی واپسی کا مسئلہ تھا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا تو مختلف اطراف سے یہ آواز اٹھی کہ ہم خوشدلی کے ساتھ سب قیدی واپس کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر عدل و انصاف اور حقوق کے معاملہ میں احتیاط کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کی مختلف آوازوں کو کافی نہ سمجھا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کون لوگ اپنا حق چھوڑنے کیلئے خوشدلی سے تیار ہوئے اور کون ایسے ہیں جو شرما شرمی خاموش رہے۔ معاملہ لوگوں کے حقوق کا ہے۔ اس لئے ایسا کیا جائے۔ کہ ہر جماعت اور خاندان کے سردار اپنی اپنی جماعت کے لوگوں سے الگ الگ صحیح معلوم کر کے مجھے بتائیں۔ اس کے مطابق سرداروں نے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ اجازت حاصل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا کہ سب لوگ خوش دلی سے اپنا حق چھوڑنے کیلئے تیار ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب قیدی ان کو واپس کر دیئے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۲۳-۲۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ

پائیں مسجد الحرام کے اس سال کے بعد۔ اور اگر تم

عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ

مفلسی سے ڈرتے ہو۔ تو اللہ تم کو عنقریب غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا! لڑو ان لوگوں سے جو نہ اللہ کو مانتے ہیں

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اور نہ روز آخرت کو اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو حرام کر دیں

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچا دین (اور وہ) ان لوگوں میں سے (ہیں)

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ

جن کو کتاب ملی ہے۔ یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے

صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ

ذلیل ہو کر! اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے ف۱ یہ باتیں کہتے ہیں

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اپنے منہ سے ریس کرنے لگے اگلے کافروں کی بات کی

ف۱ یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کیسے بنایا؟

روایت میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ نے ایک برتن میں پانی ملا کر عزیرؑ کو پلا دیا پیتے ہی ساری توریت حضرت عزیر کے سینے میں نقش ہو گئی پھر جب حضرت عزیرؑ قوم کے پاس آئے اور ان سے کہا میں عزیر ہوں تو قوم نے تکذیب کی اور بولے اگر تم عزیر ہو تو ریت ہم کو لکھوا دو۔ حضرت عزیرؑ نے توریت لکھ دی پھر کچھ زمانے کے بعد ایک شخص نے کہا مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ کا مقولہ نقل کیا تھا کہ توریت کو ایک مٹکے میں رکھ کر انگور کی بیلوں (کی جڑ) میں دفن کر دیا گیا تھا (تاکہ بخت نصر کے حملہ کے وقت توریت کا ایک نسخہ محفوظ رہے) اس شخص کی اطلاع پر لوگ اس کے ساتھ مقررہ جگہ پر گئے اور وہ وہاں سے توریت نکال لائے جب اس قدیمی توریت کو حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کر کے دیکھا تو دونوں کو مطابق پایا ایک حرف بھی نہیں چھوٹا تھا اس پر کہنے لگے اللہ نے ایک شخص کے سینہ میں پوری توریت القاء کر دی اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ یہ شخص اللہ کا بیٹا ہے اسی وقت سے یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۵ / ۱۰

غزوہ حنین سے تنبیہ کہ قوت پر نظر نہ ہونی چاہئے۔ مشرکین کا نجس ہونا بیان فرمایا گیا اور اس کی وضاحت کی گئی۔ اہل کتاب سے جہاد کا حکم اور اس کا مقصد ذکر کیا گیا۔

قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا

اللہ ان کو غارت کرے کہاں سے پھرے جا رہے ہیں۔ انہوں نے

اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

خدا ٹھہرا لیا اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر۔

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

اور مسیح ابن مریم کو (بھی خدا بنا لیا) حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ عبادت

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

کریں ایک اللہ کی۔ کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بنانے سے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور

اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

اللہ ضرور پورا کر کے رہے گا اپنا نور اگرچہ بُرا مانیں کافر ۱۔ اسی نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

تاکہ اس کو غالب کرے ہر دین پر اگرچہ بُرا لگے مشرکوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو! اکثر علماء اور مشائخ اہل کتاب کھا جاتے ہیں

۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پیشگوئیاں:

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں میرے پاس رسول کریم ﷺ تشریف لائے مجھ سے فرمایا اسلام قبول کر۔ تاکہ سلامتی ملے۔ میں نے کہا میں تو ایک دین کو مانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دین کا تجھ سے زیادہ مجھے علم ہے۔ میں نے کہا سچ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل سچ، کیا تو رکوسیہ میں سے نہیں ہے؟ کیا تو اپنی قوم سے ٹیکس وصول نہیں کرتا؟ میں نے کہا ہاں یہ تو سچ ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دین میں یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ پس یہ سنتے ہی میں تو جھک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تجھے اسلام سے کون سی چیز روکتی ہے۔ سن صرف اسی ایک بات کی تجھے روک ہے کہ مسلمان بالکل ضعیف اور کمزور اور ناتواں ہیں تمام عرب انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ پنپ نہیں سکتے۔ لیکن سن حیرہ کا تجھے علم ہے؟ میں نے کہا دیکھا تو نہیں لیکن سنا تو ضرور ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر دین کو پورا فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سانڈنی سوار حیرہ سے چل کر بغیر کسی کی امن کے مکہ معظمہ پہنچے گا اور بیت اللہ شریف کا طواف کرے گا۔ واللہ تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز کے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں کسریٰ بن ہرمز کے، تم میں مال کی اس قدر کثرت ہو پڑے گی کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ اس حدیث کو بیان کرتے وقت حضرت عدیؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا فرمان پورا ہوا، یہ دیکھو آج حیرہ سے سواریاں چلتی ہیں بے خوف و خطر بغیر کسی کی پناہ کے بیت اللہ شریف پہنچ کر طواف کرتی ہیں۔ صادق و مصدوق ﷺ کی دوسری پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ کسرے کے خزانے فتح ہوئے میں خود اس فوج میں تھا جس نے ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کسریٰ کے محل خزانے اپنے قبضے میں کیے۔ واللہ مجھے یقین ہے کہ صادق و مصدوق ﷺ کی تیسری پیشین گوئی بھی قطعاً پوری ہو کر ہی رہے گی۔ (ابن کثیر)

لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

لوگوں کے مال ناحق اور روکے رکھتے ہیں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

اللہ کی راہ سے اور جو جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی

وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں تو (اے محمد) ان کو خوشخبری سنا

اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى

دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا دوزخ کی آگ میں

بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ

پھر اُن سے داغے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں

لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ

اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا اپنے لئے۔

الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

اب چکھو مزہ اپنے جمع کرنے کا مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں بارہ مہینہ ہے اللہ کی کتاب میں جس دن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ

پیدا کئے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں۔

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۛ

یہی دین سیدھا ہے ف۱ تو ان میں نہ ظلم کرو اپنے اوپر

ف۱ جاہلیت کی ایک رسم

اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت و جہالت حد سے بڑھ گئی اور باہمی جدال وقتال میں بعض بعض قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی یا زمینی قانون کا پابند نہ رہا تو "نسی" کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلہ کا ارادہ ماہ محرم میں جنگ کرنے کا ہوا تو ایک سردار نے اعلان کردیا کہ امسال ہم نے محرم کو اشہر حرم سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کردیا۔ پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہیگا۔ اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے تھے لیکن ان کی تعیین میں حسب خواہش ردوبدل کرتے رہتے تھے۔ ابن کثیر کی تحقیق کے موافق "نسی" (مہینہ آگے پیچھے کرنے) کی رسم صرف محرم وصفر میں ہوتی تھی۔ اور اس کی وہ ہی صورت تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔ امام مغازی محمد ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے یہ رسم جاری کی قلمس کنانی تھا۔ پھر اس کی اولاد در اولاد یوں ہی ہوتا چلا آیا۔ آخر میں اسی کی نسل سے "ابوثمامہ جنادہ بن عوف کنانی" کا معمول تھا کہ ہر سال موسم حج میں اعلان کیا کرتا کہ امسال محرم اشہر حرم میں داخل رہیگا یا صفر۔ اسی طرح محرم وصفر میں سے ہر مہینہ کبھی حلال اور کبھی حرام کیا جاتا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ

ف۱ اور تم لڑو تمام مشرکوں سے جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ

اور جانے رہو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے بس مہینوں کا

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ

سرکا دینا زیادتی ہے کفر میں گمراہ ہوتے رہتے ہیں اس کے باعث کافر۔ حلال سمجھتے ہیں

عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

اس مہینے کو ایک برس اور حرام سمجھنے لگتے ہیں اسی کو دوسرے برس۔ تاکہ پوری گنتی کر لیں

اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ

جو اللہ نے ادب کی رکھی ہے پھر حلال کرلیں جو حرام کیا اللہ نے بھلی کر دکھائی گئی ہیں ان کو اُن کی

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بدکرداریاں! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر لوگوں کو۔ ایمان والو!

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تمہیں کیا ہو گیا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

تو تم ڈھیے جاتے ہو زمین پر۔ کیا راضی ہو بیٹھے دنیا کی زندگانی پر

مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

آخرت کے بدلے۔ سو کچھ نہیں دنیا کی زندگی کا فائدہ آخرت کے حساب میں

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے مہینوں کی جو ترتیب مقرر فرمائی تھی اس میں ردوبدل کرکے مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جس مہینے میں لڑائی حرام تھی۔ اس میں اسے حلال کرلیا گیا جو ایک بڑا گناہ ہے اور گناہ کا ارتکاب کرنیوالا خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، کیونکہ اس کا برا انجام اس کی جان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ ساتھ ہی اس جملے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان حرمت والے مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے اور ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی فکر اوردنوں سے زیادہ کرنی چاہیے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۵ ع ۵ / ۱۱

یہود و نصاریٰ کے باطل عقیدہ کو بیان فرمایا گیا۔ اہل کتاب کی گمراہی پھیلانے کی کوشش اور غلبہ اسلام کی پیشین گوئی فرمائی گئی۔ اہل کتاب کے بڑوں کا کردار بیان کیا گیا۔ زکوٰۃ نہ دینے والے مال داروں کا انجام بدذکر فرمایا گیا۔ اہل عرب کی ایک رسم کو بیان کرکے قمری مہینوں کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا۔

اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

مگر تھوڑا ؎۱ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تم کو دکھ کی مار دے گا۔

وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ

اور بدل لائے گا تمہارے سوا دوسرے لوگ اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ

ہر چیز پر قادر ہے ؎۲ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی۔ تو (کچھ پرواہ نہیں) اس کی مدد کی ہے

اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا

اللہ نے جس وقت اس کو نکالا کافروں نے کہ وہ دو میں دوسرا تھا جب

فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

دونوں غار میں تھے جب وہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھی سے کہ تو غم نہ کھا بیشک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر۔

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

اور اس کی مدد کی ایسی فوجوں ؎۳ سے کہ تم نے ان کو نہیں دیکھا اور نیچی بات ڈالی

السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

کافروں کی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اور غالب

حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

صاحب تدبیر ہے نکل کھڑے ہو ہلکے اور بوجھل اور جہاد کرو اپنے مال

ف۱ عبدالعزیز بن مروان کا انتقال
مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروانؒ نے اپنے انتقال کے وقت اپنا کفن منگوایا اسے دیکھ کر فرمایا پس میرا تو دنیا سے یہی حصہ تھا اتنی دنیا لے کر جا رہا ہوں پھر پیٹھ موڑ کر رو کر کہنے لگے ہائے دنیا تیرا بہت بھی کم ہے اور تیرا کم تو بہت ہی چھوٹا ہے افسوس ہم دھوکے میں ہی رہے۔
(تفسیر ابن کثیرؒ)

ف۲ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی مختلف حالتیں ہو گئی تھیں۔
۱- وہ جو بلا تردد حضور کے ساتھ ہو لئے۔
۲- جو تردد کے بعد ساتھ ہو لئے۔
۳- جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے۔
۴- وہ مسلمان جو باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کی وجہ سے نہ جا سکے۔
۵- اکثر منافقین جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے
۶- بعض منافقین جو جاسوسی اور شرارت کے لئے ساتھ ہو لئے تھے پس آیۂ مذکورہ میں بظاہر دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر ہے ۱۲

ف۳: اس میں قصہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور یہ غار مکہ معظمہ سے قریب ہے جس کا نام غار ثور ہے اس میں آپ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین روز تک چھپے رہے کفار آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک قیافہ شناس کے بتلانے سے جو کہ نشان قدم دیکھ کر پتہ بتلا دیتا تھا اس غار تک پہنچے اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے فکر ہوئی آپ نے ان کی تسلی کی لا تحزن ان اللہ معنا چونکہ اس غار پر مکڑی نے جالا بنا لیا تھا اس لئے کفار کو شبہ نہیں ہوا سب لوٹ گئے اور اس قیافہ شناس کو بے وقوف بنایا پھر وہاں سے آپ نکل کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور صحیح سالم پہنچ گئے۔

وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم کو

تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّا

علم ہے ف۱ اگر کچھ فائدہ قریب الحصول اور سفر متوسط درجے کا ہوتا

تَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ

تو تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو دور معلوم ہوئی مسافت

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ

اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے بن پڑتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ

يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۴۲

نکل کھڑے ہوتے۔ یہ لوگ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ تجھ سے معاف کرے۔ تو نے کیوں اجازت دے دی ان

الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۴۳ لَا يَسْتَاْذِنُكَ

کو۔ یہاں تک کہ تجھ پر ظاہر ہو جاتے سچے۔ اور تو جان لیتا جھوٹوں کو ف۲۔ نہیں رخصت مانگتے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا

تجھ سے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور روز آخرت پر (اس سے پیچھے رہ جانے کو)

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۴۴

کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیز گاروں کو

ف۱ ابن اسحاق نے لکھا ہے حضرت عثمانؓ نے اس لشکر کی تیاری میں اتنا خرچ کیا کہ کسی اور نے اتنا خرچ نہیں کیا۔ ابن ہشام نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے کہ جیش عسرت (تبوک کی فوج) کیلئے حضرت عثمانؓ نے دس ہزار درہم خرچ کئے۔ محمد بن یوسف صالحی نے کہا یعنی علاوہ سواریاں اوران کا سازوسامان دینے کے دس ہزار خرچ کیے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی الٰہی تو عثمانؓ سے راضی ہو میں اس سے راضی ہوں۔

خلاصہ رکوع ۶

غزوہ تبوک کے پس منظر میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی۔ نصرت خداوندی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔ غزوہ تبوک میں صحابہ کرامؓ کی فدا کاریاں اور منافقین کے کردار کو بیان کیا گیا۔ ع ۶ ۱۲

ف۲ حضور ﷺ کی فراخدلی: منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ انکے کید ونفاق سے اغماض کر کے اور یہ سمجھ کر کہ انکے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں اجازت دیتے تھے۔ اسکو فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انہوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جانے کی توفیق تو انہیں کسی حال نہ ہوتی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو انکا جھوٹ سچ کھل جاتا۔ پس اجازت دینا کوئی گناہ نہ تھا، البتہ نہ دینا مصالح حاضرہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا۔ اس اعلیٰ واکمل صورت کے ترک کیجہ سے خطاب کو "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" سے شروع فرمایا۔ عفو کا لفظ ضروری نہیں کہ گناہ ہی کے مقابلہ میں ہو۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

بس تجھ سے وہی رخصت مانگتے ہیں جو نہیں یقین رکھتے اللہ اور روز

الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

آخرت کا اور شک میں پڑے اُن کے دل تو وہ اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ

اور اگر چاہتے نکلنا تو تیار کرتے اس کا کچھ سامان ولیکن

كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ

اللہ کو ناپسند ہوا ان کا اٹھنا تو ان کو کاہل بنا بٹھایا اور کہہ دیا کہ بیٹھے رہو بیٹھنے

الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا

والوں کے ساتھ ف۱۔ اگر یہ تم میں نکلے بھی تو بس تم میں خرابیاں ہی بڑھاتے

وَّلَا۠اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ

اور گھوڑے ہی دوڑاتے تمہارے درمیان بگاڑ کرانے کی تلاش میں۔ اور تم میں

سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ

بعض اُن کی سن بھی لیتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو انہوں نے فساد

ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى

ڈلوانا چاہا تھا پہلے بھی اور الٹ پلٹ کرتے رہے تیرے لئے تدبیروں کو۔ یہاں تک کہ

جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ

آ پہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش ہی رہے۔ اور ان میں وہ بھی ہے

ف۱ عبداللہ بن ابی کی منافقت: عبداللہ بن ابی رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب روانہ ہوا تھا مگر اس نے اپنی جماعت کا پڑاؤ رسول اللہ ﷺ کی لشکرگاہ سے الگ ذباب کی طرف کچھ نچلے حصہ میں قائم کیا جب تک رسول اللہ ﷺ فروکش رہے عبداللہ بھی مقیم رہا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو عبداللہ نے ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے ساتھی منافقوں کو لے کر مدینہ کو لوٹ آیا اور کہنے لگا محمد باوجود اتنی بدحالی (تنگی) اور گرمی کے اتنی لمبی مسافت پر بنی الاصفر سے لڑنے چلے ہیں جس کی ان میں طاقت نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بنی الاصفر سے لڑنا کھیل ہے۔ خدا کی قسم مجھے تو دکھائی دے رہا ہے کہ محمد کے ساتھی رسیوں میں بندھے ہوئے ہیں (یعنی گرفتار ہو جائیں گے بلکہ ان کی گرفتاری اتنی یقینی ہے کہ مجھے وہ بندھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں) عبداللہ بن ابی نے اس قسم کی خبریں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق فتنہ پیدا کرنے کیلئے مشہور کی تھیں اللہ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے متعلق آیات ذیل نازل فرمائیں۔ (تفسیر مظہری)

مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

جو کہتا ہے کہ مجھ کو رخصت دیجئے اور بلا میں نہ پھنسایئے سنو جی! یہ بلا میں

سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ

تو آہی گرے اور دوزخ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اگر

تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ

تجھ کو پہنچے کوئی بھلائی (تو) ان کو برا لگتا ہے اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے۔

يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

(تو) کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے ٹھیک ٹھاک کر لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور واپس چلے جاتے ہیں

فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

خوشیاں کرتے ہوئے ف۱۔ کہہ دے ہم کو کچھ نہ پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے لکھ دیا اللہ نے

لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

وہی ہمارا کارساز ہے۔ اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ

کہہ دے؟ تم نہیں انتظار کرتے ہمارے حق میں مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کا

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ تم پر ڈالے اللہ کوئی عذاب

مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

اپنے ہاں سے یا ہمارے ہاتھوں سے۔ تو تم منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ف۲۔

ف۱ شان نزول

طبرانی نے دوسری سند سے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو اور مال غنیمت میں رومی عورتیں حاصل کرو بعض منافق کہنے لگے یہ تم کو عورتوں کے لالچ میں پھانسنا چاہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲ مخلص مجاہد کا اجر:

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کیلئے) نکلا ہو اور اس کے خروج کا سبب سوائے اللہ پر ایمان رکھنے اور اللہ کے پیغمبروں کو سچا جاننے کے سوا اور کچھ نہ ہو (یعنی کوئی نفسانی لالچ نہ ہو نہ حصول مال نہ ملک گیری اور اقتدار نہ شہرت و عزت دنیوی) تو اللہ نے اس کیلئے وعدہ فرمالیا ہے کہ یا تو حاصل کردہ ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اس کو (صحیح و سالم) واپس کردوں گا یا (بصورت شہادت) جنت میں داخل کردوں گا۔ متفق علیہ۔ یعنی دونوں چیزوں میں سے ایک اس کو ضرور عطا کروں گا۔ (فتح یا جنت) لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا کہ فتح کے ساتھ جنت نہیں مل سکتی۔ (تفسیر مظہری)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ

کہہ دے کہ خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے و۱ ۔ ہرگز بھی تم سے قبول نہ ہوگا ۔ بے شک

كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ

تم نافرمان لوگ ہو۔ و۲ اور کچھ مانع نہیں ہوا ان کے خرچ کے قبول ہونے کا

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

مگر یہی کہ وہ منکر ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ

اور نہیں آتے نماز کو مگر الکسائے ہوئے اور خرچ کرتے ہیں

اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ

تو برے دل سے۔ پس تو تعجب نہ کر ان کے مال اور

اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى

اولاد سے بس اللہ چاہتا ہے کہ ان کو مبتلائے عذاب رکھے ان کی وجہ سے دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور (اس وقت تک) وہ کافر ہی رہیں

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ بیشک وہ تم ہی میں سے ہیں

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً

حالانکہ وہ تم میں کے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں اگر کہیں پاویں پناہ کی جگہ

و۱ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ منافقین خوشی سے بھی خرچ کرتے تھے اور آئندہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے تھے پس دونوں میں تعارض ہوا جواب یہ ہے کہ اس جگہ خوشی اور ناخوشی دونوں کا ذکر بطور فرض کے ہے کہ اگر بالفرض تم خوشی سے بھی خرچ کرو تب بھی ایمان نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں اور آگے ان کی اصلی حالت کا بیان ہے کہ وہ خوشی سے کب خرچ کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ ناگواری سے کرتے ہیں اور ناگواری کے ساتھ مسلمان کا خرچ کرنا بھی قبول نہیں کافر کا خرچ کرنا کیسے قبول ہوسکتا ہے۔ (تسہیل بیان)

و۲ منافق کا مال بھی قبول نہیں ہے

جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت میں بذات خود نہیں جاسکتا۔ لیکن مالی اعانت کرسکتا ہوں۔ اس کا جواب دیا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے۔ یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنیکی ان کو توفیق کہاں ولا ینفقون الا وھم کرھون تاہم اگر بالفرض خوشی سے بھی خرچ کریں تو خدا قبول نہ کریگا۔ اس کا سبب اگلی آیت میں بتایا ہے۔ (تفسیر حقانی)

(۱) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانشین اس شخص کی اعانت اور صدقہ قبول نہیں کریں گے جس کے منافق ہونے کا ان کو علم ہو۔

(۲) اللہ قبول نہیں فرمائے گا یعنی ثواب نہیں دے گا انکم کنتم قوماً فاسقین سے یہ مراد ہے کہ تم مسلمانوں کے گروہ سے خارج ہو اس لیے تمہاری طرف سے دی ہوئی مالی مدد قبول نہیں کی جائے گی۔ (تفسیر مظہری)

اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷

یا کوئی غار یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو دوڑ پڑیں اسی طرف باگیں تڑا تڑا کر۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو تجھ کو طعن دیتے ہیں خیرات بانٹنے میں۔ پس اگر

مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸

ان کو دیا جائے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ دیا جائے فوراً ہی ناخوش ہو جائیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا

اور کیا اچھا ہوتا اگر اسی پر راضی ہو جاتے جو ان کو دیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور کہتے ہیں کہ

حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ

ہم کو اللہ کافی ہے ہمیں آگے کو (بہتیرا) دے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝۵۹ۧ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ

ہم تو اللہ ہی سے لو لگائے ہوئے ہیں۔ بس زکوٰۃ تو فقیروں کا حق ہے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو خیرات وصول کرنے پر (تعینات) ہیں اور جن کے دلوں کا ف۱

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ

پر چانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے

السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶۰

راستہ میں اور مسافروں کو۔ یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ جاننے والا صاحب تدبیر ہے۔ ف۲

ف۱ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض کافروں کو زکوٰۃ دی جاتی تھی اگرچہ وہ مسلمان نہ تھے مگر اسلام لانے کی امید تھی یا محض ان کے فتنہ و شرارت سے بچنے کے لئے کچھ زکوٰۃ میں سے دے دیا جاتا تھا اور بعضے نومسلموں کو بھی اگرچہ وہ غریب نہ ہوں محض اسلام سے محبت پیدا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی اور ان لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا تھا مگر صحابہ کے وقت میں اجماع ہو گیا کہ اب ان کا زکوٰۃ میں کوئی حق نہیں جس سے معلوم ہو گیا کہ اب وہ پہلا حکم منسوخ ہے البتہ اگر کوئی نومسلم غریب ہو اور دل جوئی کی ضرورت ہو تو اس کو غریبوں میں داخل کر کے زکوٰۃ دی جاوے گی۔

خلاصہ رکوع ۷

منافقین کی عذر خواہیاں اور غزوہ تبوک کے سلسلہ میں فتنہ پھیلانے کی کوششوں کو آشکارا کیا گیا۔ کفار و منافقین کی مالداری پر اشکال کا ازالہ فرمایا گیا۔ منافقین کے مفاد پرستانہ ایمان کو آشکارا کیا گیا۔ ع ۱۷/۱۳

ف۲ مسئلہ: مجاہد اپنے گھر میں مال اور سامان رکھتا ہے مگر گھر سے جدا ہے اور یہاں سامان نہیں اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور یہی حکم ہے ہر مسافر کا۔
مسئلہ: اب سب لوگوں کو زکوٰۃ دینے میں یہ شرط ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو مالک کر دیا جائے بدون مالک بنائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ: یہ سب احکام صدقہ فرض کے ہیں نفل میں یہ قیدیں نہیں۔ یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ

اور بعض ان میں ایسے ہیں جو ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کان ہے

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

کہہ دے کان ہے تمہارے بھلے کو یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

اور رحمت ہے ان کے حق میں جو تم میں سے ایمان لائے اور جو ایذا دیتے ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے رسول کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۱ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ

تمہارے سامنے تاکہ تم کو راضی کرلیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں

يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ

کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔ تو

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا

اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہی بڑی رسوائی ہے منافق ڈرتے ہیں کہ (مبادا)

اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ

نازل ہو جاوے مسلمانوں پر ایسی سورت کہ ان کو جتاوے جو کچھ ان کے

ف۱ حضور ﷺ کی دو شانیں:
حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ میں دو شانیں تھیں ایک شان سلطنت اور دوسری شان نبوت اور محبوبیت حق۔ پس منافقین اپنی جھوٹی قسموں سے حضور پرنور کو اور آپ کے صحابہ کو بحیثیت شان سلطنت راضی کرنا چاہتے تھے۔ بحیثیت شان نبوت و رسالت آپ کو راضی کرنے کی فکر نہ تھی اور اس حیثیت سے آپ کو راضی کرنا عین حق تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور بعثت کا اصل مقصد شان نبوت و رسالت تھی شان سلطنت مقصود نہ تھی بلکہ شان نبوت کے تابع تھی کہ احکام خداوندی کے اجراء میں سہولت ہو۔ منافقین حضور پرنور کو بہ حیثیت سلطنت راضی رکھنا چاہتے تھے تاکہ ان کے جان و مال محفوظ رہیں اور ان کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ نہ کیا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ غرض سلطنت کی حیثیت سے متعلق ہے حضور پرنور کو نبوت و رسالت اور مظہر حق ہونے کی حیثیت سے راضی کرنے کی ان کو کوئی فکر اور پرواہ نہ تھی حالانکہ حضور پرنور کی رضا نائب حق ہونے کی حیثیت سے مطلوب ہے اور اس آیت میں اسی کا ذکر ہے اور جس حیثیت سے تم حضور کو راضی کرنا چاہتے ہو وہ مطلوب نہیں اور جس حیثیت سے حضور کو راضی کرنا مطلوب ہے اس حیثیت سے تم حضور کو راضی کرنا نہیں چاہتے ورنہ تمہیں اس کی پروا ہے۔ ابوطالب کو حضور سے بہت محبت تھی مگر وہ صرف اس حیثیت سے تھی کہ حضور آپ کے بھتیجے تھے یا بعض کفار کو آپ سے اس لئے محبت تھی کہ آپ بڑے عاقل کامل یا بڑے سخی اور مہمان نواز تھے اور اب بھی بعض مصنفین یورپ آپ کی عقل اور فہم و فراست کی اور ہمت اور شجاعت کی اور آپ کے قانون شریعت کی بڑی تعریف کرتے ہیں مگر ان تمام حیثیتوں سے آپ کی محبت اور رضا شرعاً نجات کیلئے کافی نہیں بلکہ نجات کے لئے یہ ضروری ہے کہ نبی اور رسول اور نائب حق ہونے کی حیثیت سے آپ سے محبت کی جائے اور اسی حیثیت سے آپ کو راضی کیا جائے۔ (معارف کاندھلویؒ)

قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

دلوں میں ہے۔ کہہ دے اچھا ٹھٹھے کرتے رہو اللہ ظاہر

تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا

کرنے والا ہے جس بات کا تم کو ڈر ہے۔ اور اگر تو ان سے پوچھے تو کہیں گے کہ

نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ

ہم تو بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے ف۱ کہہ دے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ

سے ہنسی کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو گئے

اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ

ایمان لائے پیچھے۔ اگر ہم معاف بھی کر دیں تم میں سے

طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ

بعضوں کو تو ضرور سزا بھی دیں گے دوسروں کو اس سبب سے کہ وہ خطاوار تھے منافق

وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ

مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے۔ حکم کریں برے کام کا

بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ

اور منع کریں بھلے کام سے اور بھینچ لیں اپنی مٹھیاں یہ لوگ اللہ کو بھول گئے

اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

تو اللہ نے ان کو بھلا دیا کچھ شک نہیں منافق ہی فاسق ہیں

ف۱ شان نزول:
ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک مجلس میں ایک شخص نے کہا ہم نے اپنے قرآن پڑھنے والوں کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا جوان کی طرح کھانے کا حریص زبان کا جھوٹا اور دشمن سے مقابلہ کے وقت بزدل ہو ایک اور شخص یہ بات سن کر بولا تو نے جھوٹ کہا تو منافق ہے میں تیری اس بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا چنانچہ یہ خبر رسول اللہ تک پہنچ گئی اور قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوگئی۔
شریح بن عبید کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداء سے کہا اے قرآن خوانوں کے گروہ کیا وجہ کہ تم لوگ ہم سے زیادہ ڈرپوک ہو تم سے کچھ مانگا جاتا ہے تو بڑی کنجوسی کرتے ہو اور کھاتے وقت بڑے بڑے لقمے نگلتے ہو حضرت ابودرداء نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا اور جا کر حضرت عمرؓ کو اطلاع دے دی۔ حضرت عمرؓ اس شخص کے پاس گئے اور اس کا کپڑا پکڑ کر گلے میں ڈال کر کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے وہ شخص کہنے لگا انما کنا نخوض ونلعب اس پر اللہ نے اپنے نبی کی پاس وحی بھیجی اور فرمایا ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب

خلاصہ رکوع ۸
زکوۃ کے مصارف اور منافقین کے اعتراضات کا رد اور ان کی خباثتوں کو بیان فرمایا گیا۔

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ

وعدہ دیا اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں اور کافروں کو

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ

دوزخ کی آگ کا اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہی ان کو کافی ہے۔ اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا ہے۔

وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا

اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے (منافقو!) تم بھی ایسے ہی ہو جیسے تمہارے اگلے تھے ف۱ کہ

اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

وہ زیادہ تھے زور میں تم سے اور زیادہ رکھتے تھے مال اور اولاد۔ تو وہ فائدے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

اُٹھا گئے اپنے حصے کے سو تم نے بھی فائدے اٹھائے اپنے حصے کے جیسے فائدے اٹھائے تھے

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِیْ

تم سے پہلوں نے اپنے حصے کے اور تم بھی ٹھٹھے کرنے لگے

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا

جیسے انہوں نے کئے تھے۔ وہی لوگ تھے کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال دنیا

وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ

اور آخرت میں اور وہی نقصان میں رہے ف۲ کیا ان کو

یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ

ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد

ف۱ بنی اسرائیل سے مشابہت: اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی وہی طریقے اختیار کرو گے جو تم سے پہلی امتیں کر چکی ہیں، ہاتھ در ہاتھ اور بالشت در بالشت یعنی ہو بہو ان کی نقل اتارو گے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں گھسا ہے تو تم بھی گھسو گے، حضرت ابوہریرہؓ نے یہ روایت نقل کر کے فرمایا کہ اس حدیث کی تصدیق کیلئے تمہارا جی چاہے تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو، كالذين من قبلكم

ف۲ حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی اپنے سے پہلوں کے پیچھے چلو گے بالشت بہ بالشت اور دست بدست (یعنی قدم بقدم ان کی پیروی کرو گے) یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بھٹ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے گھسو گے (یعنی کامل پیروی کرو گے جو برے سے برے کام انہوں نے کیے تھے ویسے ہی تم کرو گے) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا (پہلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں، فرمایا اور کون۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں پس لوگ نہیں ہوں گے مگر وہی (یہودی و نصاریٰ) (بخاری)۔
حاکم نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے اگلوں کی راہ پر بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ ضرور چلو گے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں گھسا تھا تو تم بھی گھسو گے اگر ان میں سے کسی نے اپنی بیوی سے سر راہ جماع کیا ہوگا (یعنی لوگوں کے سامنے بے حیائی کے ساتھ) تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ (تفسیر مظہری)

وَثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ

اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین کے لوگ

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا

اور الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے اور آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر۔

كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

تو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر

يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ

ظلم کرتے تھے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

حکم کرتے ہیں ١ نیک کام کا اور منع کرتے ہیں

الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

برے کام سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ

اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

فرمائے گا۔ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا! اللہ نے وعدہ کر لیا ہے مسلمان مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور مسلمان عورتوں سے باغوں کا کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے

---

١ مؤمن دوسرے مؤمن کا خیرخواہ ہے:

صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن مؤمن کے لئے مثل دیوار کے ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر دکھا بھی دیا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن اپنی دوستیوں اور سلوکوں میں مثل ایک جسم کے ہیں کہ ایک حصے کو بھی اگر تکلیف ہو تو تمام جسم بیماری اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ پاک نفس لوگ کی تربیت سے بھی غافل نہیں رہتے۔ سب کو بھلائیاں سکھاتے ہیں اچھی باتیں بتلاتے ہیں برے کاموں سے بری باتوں سے امکان بھر روکتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (نیز) پاکیزہ مکانوں کا دائمی بہشت میں ف۱

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

اور اللہ کی خوشنودی ان سب سے بڑھ کر ہے یہی بڑی کامیابی ہے ف۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے پیغمبر جہاد کر کافروں اور منافقوں سے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ

اور ان پر سختی کر۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری

الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا

جگہ ہے۔ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے تو نہیں کہا! اور بیشک انھوں نے کہا

كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا

کفر کا کلمہ اور کافر ہوگئے ہیں مسلمان ہو کر۔ اور قصد کیا ایسی چیز کا

بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ

جس کو نہ پایا اور یہ سب اسی کا بدلہ کرتے ہیں کہ ان کو دولت مند کر دیا اللہ

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا

اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے سو اگر توبہ کر لیں تو ان کے

لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا

حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانیں گے تو اللہ ان کو دردناک

سونے اور چاندی کی جنتیں:

ف۱ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہیں اور جنت عدن کے اندر اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا۔ صرف (اللہ کی) کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ کے چہرے پر پڑی ہوگی۔

خلاصہ رکوع ۹ (ع ۹ / ۱۵)

منافقین کی عام نشانیاں ذکر فرمائی گئیں اور انہیں سابقہ اقوام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ آخر میں مومنین کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔

ف۲ عالی شان محلات:

ابن مبارک طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ آیت ومسٰکن طیبۃ فی جنت عدن کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا وہ موتی کا ایک محل ہوگا جس میں یاقوت سرخ کے ستر مکان ہوں گے ہر مکان میں سبز زمرد کی ستر کوٹھریاں ہوں گی۔ ہر کوٹھری میں ایک تخت ہوگا ہر تخت پر رنگا رنگ کے ستر بستر ہوں گے۔ ہر بستر پر ایک فراخ چشم حور ہوگی جو جنتی کی بی بی ہوگی۔ ہر گھر میں ستر خادم اور خادمائیں بھی مامور ہوں گی مومن کے پاس روزانہ ہر صبح کے وقت کھانے پینے کی چیزیں آئینگی جو ہر کوٹھری میں ملیں گی۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ

عذاب دے گا دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ

کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے

لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ

کہ اگر وہ ہم کو دے گا اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور ہو رہیں گے

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا

نیک بندے پھر جب ان کو عطا فرمایا اللہ نے اپنے فضل سے (تو)

بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ

اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر۔ تو اس کے نتیجہ میں رکھ دیا اللہ نے

نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا

نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے اس لئے کہ انھوں نے

اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ

اللہ سے خلاف کیا اس وعدہ کے جو اس سے کیا تھا اور اس لئے کہ وہ جھوٹے تھے۔ ف۲

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ

کیا جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور سرگوشی اور یہ کہ اللہ

اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

خوب جانتا ہے غیب کی باتوں کو۔ وہ لوگ جو عیب لگاتے ہیں دل کھول کر

ف۱ منافقوں کی نمک حرامی: یعنی حضور ﷺ کی دعا سے خدا نے انہیں دولت مند کر دیا، قرضوں کے بار سے سبکدوش ہوئے مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی وجہ سے غنائم میں حصہ ملتا رہا، حضور ﷺ کی برکت سے پیداوار اچھی ہوئی، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ خدا اور رسول کے ساتھ دغابازی کرنے لگے اور ہر طرح پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔ اب بھی اگر توبہ کر کے شرارتوں اور احسان فراموشیوں سے باز آ جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ ورنہ خدا دنیا و آخرت میں وہ سزا دیگا جس سے بچانے والا روئے زمین پر کوئی نہ ملے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ "جلاس" نامی ایک شخص یہ آیات سن کر صدق دل سے تائب ہوا اور آئندہ اپنی زندگی خدمت اسلام میں قربان کر دی۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ نفاق کی نشانیاں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عملی) منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ۔ مسلم کی روایت میں حدیث کے الفاظ اتنے زائد ہیں خواہ وہ روزے رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو۔ (تفسیر مظہری)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ

خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان لوگوں کو کہ جو نہیں رکھتے

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ

مگر اپنی محنت کا۔ پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۷۹ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ

دردناک عذاب ہے ف۱۔ (اے محمد) تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کر

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

یا نہ کر (ان کے لئے یکساں ہے) اگر تو مغفرت کی دعا مانگے ان کے حق میں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ

ستر مرتبہ تو بھی ہرگز نہ بخشے گا اللہ۔ یہ اس سبب سے کہ انھوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کا اور

الْفٰسِقِیْنَ ۝۸۰ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا فاسق لوگوں کو۔ جو لوگ کہ پیچھے چھوڑ دیئے گئے وہ خوش ہوئے اپنے بیٹھ

وَكَرِهُوْٓا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

رہنے سے خلاف رسول اللہ کے۔ اور ان کو برا لگا کہ جہاد کریں اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ

اور بولے کہ نہ کوچ کرو گرمی میں ۔ کہہ دے دوزخ اشد گرم ہے

لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۚ

اگر یہ سمجھتے (تو اس گرمی کو ہلکا سمجھ کر ساتھ ہو لیتے) تو وہ ہنس لیں تھوڑا اور رو دیں

ف۱ حضرت عبدالرحمٰن کیلئے حضور ﷺ کی دُعاء:

بغوی نے لکھا ہے اہل تفسیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے چار ہزار درہم لاکر پیش کئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے چار ہزار خدمت گرامی میں لاکر حاضر کردیئے آپ ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کردیجئے۔ چار ہزار اپنی اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں، فرمایا جو کچھ تم نے دیا اور جو کچھ روک لیا اللہ (سب میں) تم کو برکت دے اس دعا کا اثر تھا کہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن کے مال میں اتنی برکت دی کہ وفات کے وقت آپ کی دو بیبیاں تھیں جن کا میراثی حصہ حضرت عبدالرحمٰن کے کل ترکہ کا آٹھواں حصہ تھا اس آٹھویں حصہ میں دو بیبیوں کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم ملے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۰ ۸ ۱۶

خلاصہ رکوع ۱۰

منافقین و کفار سے سختی کا حکم دیا گیا۔ منافقین کے جرائم بیان فرمائے گئے اور ان کی مسلمانوں پر نکتہ چینی کو بیان فرمایا گیا۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

بہت سا بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۱۔ تو اگر تجھ کو لوٹا کرلے جائے اللہ

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

ان کے کسی گروہ کی طرف پھر یہ تجھ سے اجازت چاہیں نکلنے کی تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ

میرے ساتھ کبھی اور نہ میرے ساتھ لڑو گے کسی دشمن سے۔ تم کو پسند آیا

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ

بیٹھ رہنا پہلی مرتبہ تو بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔ اور (اے محمد) نہ نماز پڑھ

عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

ان میں سے کسی پر جو مر جاوے کبھی۔ اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر ف۲

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾

انھوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کا اور فاسق ہی مر گئے

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

اور تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے بس اللہ چاہتا ہے کہ ان کو بتلائے

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

عذاب رکھے ان کے باعث دنیا میں۔ اور ان کی جان نکلے اور وہ اس وقت بھی کافر ہی ہوں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ

اور جب اترتی ہے کوئی سورت اس حکم کی کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اس کے رسول کیساتھ ہوکر۔

ف۱ بغوی نے اپنی سند سے لکھا ہے کہ حضرت انس نے بیان کیا، میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، لوگو! یہ کرو! اگر رونا نہ آئے تو رونی شکل اختیار کرلو کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں پر آنسو چھوٹی نہروں کی طرح بہیں گے، آخر آنسو ختم ہوجائیں گے تو خون بہے گا (یعنی خون کے آنسو بہنے لگیں گے) اور چشمے پھوٹ نکلیں گے یہاں تک کہ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل جائیں۔

امام احمد، اور ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم روتے زیادہ اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے اور میدانوں میں نکل کر اللہ سے زاری کرتے۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مومن بندہ اللہ کے خوف سے اپنی آنکھوں سے آنسو نکالتا ہے خواہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر آنسو نکلنے سے اس کو دکھ پہنچتا ہے تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کردیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ منافقوں سے رویہ:

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی کسی سے مکر اور فریب اور نفاق دیکھے تو اس سے قطع تعلق کردے اور اس کی معاونت اور مجالست اور مصاحبت سے بھی احتراز کرے ایسے لوگوں کو جہاد میں ساتھ نہ لے جائے اور اگر مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ ان کی قبر پر جاکر کھڑا ہو۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (معارف کاندھلوی)

رَسُوْلِهٖ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَ قَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ

(تو) تجھ سے اجازت مانگنے لگتے ہیں اس میں سے صاحب مقدور لوگ اور کہتے ہیں کہ

مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ

ہم کو چھوڑ جاؤ ہم رہ جاویں بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ ان کو پسند آیا کہ رہ جاویں پیچھے رہنے والی

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ

عورتوں کے ساتھ اور مہر کردی گئی ان کے دلوں پر ف۱۔ سو وہ سمجھتے نہیں۔ لیکن رسول اور جو اس کے ساتھ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ

ایمان لائے وہ سب لڑے اپنے مال اور جان سے۔

وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ

اور ان ہی کے لئے خوبیاں ہیں اور وہی مراد کو پہنچے اللہ نے تیار کر رکھے ہیں

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اُن کے لئے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ۧ وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ

یہی بڑی کامیابی ہے اور آئے بہانے کرتے گنوار تاکہ ان کو اجازت مل جائے

الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ

اور بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ اور اس کے رسول سے۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

عنقریب پہنچے گا ان کو جو ان میں سے کافر ہوئے ہیں دردناک عذاب۔

ف۱ شانِ نزول:

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جد بن قیس کو جہاد کیلئے ساتھ نہ چلنے کی اجازت دیدی تو کچھ اور منافق طلب اذن کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ہم کو بھی اجازت دے دیجئے ہم اس گرمی میں جہاد کو نہیں نکل سکتے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دیدی اور منہ پھیر لیا اور یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے ان کو معذور نہیں قرار دیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے وہ قبیلہ بنی غفار کی ایک جماعت تھی (جن کی تعداد دس سے کم تھی۔ نفر دس سے کم تعداد کی جماعت کو کہتے ہیں) محمد بن عمر نے کہا وہ بیاسی آدمی تھے جن میں خفاف بن ایما بھی تھا انہی کے متعلق آیت و اذا انزلت سورۃ طبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱۱ ع ۱۱/۹ ۱۷

غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کا کردار بیان کرکے انہیں جہاد میں لے جانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ حتی کہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی روک دیا گیا۔ کفار و منافقین کی ظاہری خوشحالی کا پول کھولا گیا۔ آخر میں مخلص و فرمانبردار مومنین کی تعریف اور جنت کی بشارت ذکر فرمائی گئی۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى

کمزوروں پر کچھ گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور اُن پر

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا

جن کو میسّر نہیں جو خرچ کریں جبکہ وہ خیر خواہی کریں

لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ

اللہ اور اس کے رسول کی نیکی والوں پر کوئی الزام کی راہ نہیں ول

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ ان پر (کچھ الزام) ہے کہ

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا

جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دیدے۔ تو نے کہی کہ

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا

میرے پاس کوئی سواری موجود نہیں جس پر تم کو سوار کر دوں ان کی آنکھوں سے

مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

آنسو جاری تھے اس غم کے مارے وٹ کہ وہ نہیں پاتے جو خرچ کریں بس الزام کی راہ تو ان پر ہے جو تجھ

وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ

سے اجازت مانگتے ہیں اور مالدار ہیں۔ انہیں پسند آیا کہ رہ جاویں پچھلی عورتوں کے ساتھ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور اللہ نے مہر کردی ان کے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے

ول شانِ نزول

زید بن ثابتؓ کاتب وحی سورۃ براءت لکھ رہے تھے کہ قتال و جہاد کا حکم ہوا اس وقت ایک نابینا نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کیا حکم ہے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور معذور و نابینا، لولوں، اپاہجوں کو مستثنیٰ فرما کر جہاد معاف کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر میرٹھی)

وٹ روایت میں ہے کہ سات انصاری صحابہ تھے۔ حضرت سالم بن عمیر، حضرت علبہ بن زین، حضرت عبدالرحمٰن بن کعب، حضرت عمرو بن الحمام، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ہرمی بن عبداللہ اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ انہوں نے غزوۂ تبوک میں شامل ہونے کے لئے اپنے شوق کا اظہار فرمایا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کی درخواست پیش کی۔ جب آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے تو یہ روتے ہوئے واپس گئے (روح المعانی)

آسان ترجمہ وتفسیر

فوائد القرآن

جلد دوم

ترتیب و کاوش
حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

پارہ 11 تا پارہ 20
بقیہ سورہ توبہ تا سورہ عنکبوت

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

تعارف سورۂ یونس

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔ البتہ بعض مفسرین نے اس کی تین آیتوں (آیت نمبر ۴۰ اور ۹۴ اور ۹۵) کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھیں۔ لیکن اس کا کوئی یقینی ثبوت موجود نہیں ہے۔ سورت کا نام حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے جن کا حوالہ آیت نمبر ۹۸ میں آیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں سب سے اہم مسئلہ اسلام کے بنیادی عقائد کو ثابت کرنا تھا، اس لئے اکثر مکی سورتوں میں بنیادی زور توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر دیا گیا ہے۔ اس سورت کے بھی مرکزی موضوعات یہی ہیں۔ اس کے ساتھ اسلام پر مشرکین عرب کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں اور ان کے غلط طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے، اور انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی ضد جاری رکھی تو دنیا اور آخرت دونوں میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آ سکتا ہے۔ اسی سلسلے میں پچھلے انبیائے کرام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کے نتیجے میں فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ اور حضرت نوح اور حضرت یونس علیہما السلام کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں۔ ان میں کافروں کے لئے تو یہ سبق ہے کہ انہوں نے پیغمبر کی مخالفت میں جو روّیہ اختیار کیا ہوا ہے، اس کے نتیجے میں ان کا انجام بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے یہ تسلی کا سامان بھی ہے کہ ان ساری مخالفتوں کے باوجود آخری انجام ان شاء اللہ انہی کے حق میں ہوگا۔

تعارف سورۂ ھود

یہ سورت بھی مکی ہے، وراس کے مضامین پچھلی سورت کے مضامین سے ملتے جلتے ہیں، البتہ سورۂ یونس میں جن پیغمبروں کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان ہوئے تھے، اس سورت میں انہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت لوط علیہم السلام کے واقعات زیادہ تفصیل سے انتہائی بلیغ اور موثر اُسلوب میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بڑی بڑی زورآور قوموں کو تباہ کر چکی ہے، اور جب انسان اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب کا مستحق ہو جائے تو چاہے وہ کتنے بڑے پیغمبر سے قریبی رشتہ رکھتا ہو، اس کا یہ رشتہ اسے عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو نہیں بچا سکا۔ اس سورت میں عذاب الٰہی کے واقعات اتنے مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں اور دین پر استقامت کا حکم اتنی تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ ان سورتوں میں جو تنبیہ کی گئی ہے، اس کی بنا پر آپ کو اپنی امت کے بارے میں بھی یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں وہ بھی اپنی نافرمانی کی وجہ سے اسی طرح کے کسی عذاب کا شکار نہ ہو جائے۔ (توضیح القرآن)

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ

منافق عذر پیش کریں گے تمہارے سامنے جب تم واپس آؤ گے ان کے پاس ۔ کہہ دینا

لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

حیلہ نہ بناؤ ۔ ہم تمہارا ہر گز یقین نہ کریں گے ہم کو اللہ بتا چکا ہے۔

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

تمہارے حالات اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

تم لوٹائے جاؤ گے اس کی جانب جو جانتا ہے غائب و حاضر کو۔ پھر وہ تم کو جتا دے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

جو تم کر رہے تھے۔ ف۱ وہ اللہ کی قسمیں کھاویں گے تمہارے سامنے جب

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

تم لوٹ آؤ گے انکی جانب تا کہ تم ان سے درگزر کرو ۔ سو تم ان سے درگزر کرو ف۲

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

وہ لوگ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اُس کی سزا جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا

کرتے تھے وہ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے

عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

راضی بھی ہو جاؤ۔ تو اللہ تو راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے

ف۱ تمہارے کرتوت کھل گئے ہیں آگے کی سوچو

یعنی جیسے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے وقت منافقین نے طرح طرح کے حیلے بہانے بنائے جب تم مدینہ واپس آؤ گے، اس وقت بھی یہ لوگ اعذار باطلہ پیش کرکے تم کو مطمئن بنانا چاہینگے اور قسمیں کھائینگے کہ حضرت ہمارا قصد مصمم تھا کہ آپ کے ساتھ چلیں، مگر فلاں فلاں موانع وعوائق پیش آجانے کی وجہ سے مجبور رہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جھوٹی باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمہارے سب اعذار لغو اور بیکار ہیں۔ ہم کو حق تعالیٰ تمہارے کذب و نفاق پر مطلع کر چکا۔ پھر کس طرح ہم تمہاری لغویات کو باور کر سکتے ہیں۔ اب پچھلے قصہ کو چھوڑو، آئندہ تمہارا طرز عمل دیکھا جائیگا کہ اپنے دعوے کو کہاں تک نباہتے ہو، سب جھوٹ سچ ظاہر ہو کر رہیگا اور بہرحال اس "عالم الغیب والشہادۃ" سے تو کوئی راز اور عمل یا نیت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اسی کے یہاں سب کو جانا ہے وہ جزا دینے کے وقت تمہارا ہر چھوٹا بڑا، ظاہری و باطنی عمل کھول کر رکھ دے گا اور اسی کے موافق بدلہ دیا جائیگا۔

ف۲ یہاں "درگزر کرنے" کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بات سن کر انہیں نظر انداز کر دیا جائے، نہ تو فوری طور پر انہیں کوئی سزا دی جائے اور نہ یہ وعدہ کیا جائے کہ ان کی معذرت قبول کر لی گئی ہے اور انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔ اس طرز عمل کی وجہ اگلے جملے میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اپنے نفاق کی وجہ سے سراپا گندگی ہیں، ان کی معذرت جھوٹی ہے جو انہیں اس گندگی سے پاک نہیں کر سکتی اور آخر کار ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (توضیح القرآن)

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا

گنوار بڑے سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں

حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ

قاعدے جو اتارے اللہ نے اپنے رسول پر۔ اور اللہ سب جانتا ہے

حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا

حکمت والا۔ اور بعض گنوار ایسے ہیں کہ اُن کو جو خرچ کرنا پڑتا ہے وہ اس کو تاوان سمجھتے ہیں

وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ‌ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ‌ ؕ

اور منتظر ہیں تمہارے حق میں گردشوں کے ان ہی پر گردشِ بد پڑے۔

وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ

اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور بعض گنوار ایسے بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ

اللہ اور روز آخرت پر۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں ذریعہ اللہ کے تقرب کا

اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ‌ ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ

اور وسیلہ رسول کی دعاؤں کا آگاہ ہو جاؤ حقیقت میں وہ ان کے لئے قربت کا سبب ہے اللہ ان کو داخل کرے گا

اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۹﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ

اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سبقت کرنے والے

الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ

پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے ان کی پیروی کی

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا معجزہ:

صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قبیلہ) غفار کو اللہ نے بخش دیا (یا اللہ مغفرت کرے) اور قبیلہ اسلم کو اللہ نے محفوظ رکھا (یا محفوظ رکھے) اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ اسلم، غفار اشجع (سب) دوست اور بھائی ہیں اور ان کا دوست سوائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔

ابو ہریرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم غفار اور کچھ جہینہ اور مزینہ والے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن تمیم اور اسد بن خزیمہ اور ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

ترمذی کے علاوہ باقی اہل صحاح نے خود حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہ نے اپنی زکوۃ (یا خیرات) کا مال خدمت

خلاصہ رکوع ۱۲

مضافات مدینہ کے منافقین کا عذر اور قبولیت عذر کو ذکر کیا گیا۔

گرامی میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ابو اوفی کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔ (تفسیر مظہری)

بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ

نیکوکاری میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے

جَنَّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ

باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ

یہی بڑی کامیابی ہے ؎۱ اور بعض تمہارے گردو نواح کے گنوار

مُنَٰفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ

منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ (بھی) اڑ رہے ہیں نفاق پر

لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ

(اے محمد) تو ان کو نہیں جانتا ہم جانتے ہیں ہم ان کو دوہری ماردیں گے

ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾ وَءَاخَرُونَ اعْتَرَفُوا

پھر وہ لوٹائے جاویں گے بڑے عذاب کی جانب۔ اور کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اقرار کیا

بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَٰلِحًا وَءَاخَرَ سَيِّئًا ۚ

اپنے گناہوں کا ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد

عَسَى اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠٢﴾

شاید اللہ ان کو معاف کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا

لے لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک و صاف بنا دے اس کے باعث

ربع / منزل ۲ / عند المتقدمين ۱۲

؎۱ صحابہ کرام کی برتری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی (کوہ) احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کریگا تو وہ (ثواب میں) صحابہ کے ایک سیر بلکہ آدھے سیر (غلہ کھجور وغیرہ) کے برابر نہ ہوگا۔ متفق علیہ من حدیث ابی سعید الخدری۔ (مظہری)

ترمذی نے حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو (ایمان کی نظر سے) دیکھا۔

ترمذی نے حضرت بریدہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں سے جب کوئی شخص کسی سرزمین (گاؤں، قصبہ، شہر وغیرہ) میں مرجائے گا تو قیامت کے دن وہ اس زمین کے رہنے والوں کے لئے پیشوا اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ رزین نے حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جس کی پیروی کروگے ہدایت یاب ہوگے۔

ہجرت اور نصرت میں اوّل لوگ:

امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس جگہ سابقین اولین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت اور نصرت میں سابق اور اول ہیں کیونکہ سابقین اولین کا لفظ مجمل ہے جس میں یہ نہیں فرمایا کہ کس چیز میں سابق اور اول ہیں پھر ان کو مہاجرین اور انصار کے ساتھ موصوف فرمایا معلوم ہوا کہ صفت ہجرت اور صفت نصرت میں سبقت اور اولیت مراد ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور ان کو دعا دے بیشک تیری دعا ان کے لئے تسکین (کا سبب) ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

سب کچھ سنتا جانتا ہے کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے

عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اپنے بندوں سے اور وہی لیتا ہے زکوتیں ۔ اور یہ کہ اللہ ہی

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۱ اور کہہ دے عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل

وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

اور اس کا رسول اور مسلمان (سب دیکھیں گے) اور جلد لوٹائے جاؤ گے چھپے

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ

اور کھلے کے واقف (یعنی اللہ) کی جانب تو وہ تم کو جتادے گا جو تم کر رہے تھے۔ اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا

مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ

معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر یا ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا

اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۔ اور جنہوں نے بنا کھڑی کی ایک مسجد

ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

تکلیف پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس کے لئے

ف۱ شان نزول

مفسرین نے ان آیات کے شان نزول میں بیان کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابی لبابہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں حضرت ابی لبابہ ان لوگوں میں سے تھے جو بیعت عقبہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ پھر جنگ بدر، جنگ احد اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر کچھ سستی نے غلبہ کیا اور جہاد میں شریک نہ ہو سکے ایسے ہی مخلص ان کے بعض دوسرے ساتھی بھی تھے اور ان سے بھی یہ کمزوری سرزد ہوگئی اور باوجود مومن ہونے کے سستی سے شریک جہاد نہ ہوئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ان پیچھے رہ جانے والے حضرات کو جن کی تعداد حضرت ابی لبابہ کو ملا کر سات بتائی جاتی ہے جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق وعیدوں کا نازل ہونا معلوم ہوا تو انہیں سخت ندامت ہوئی۔ قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا اور عہد کر لیا کہ جب تک ہم معاف نہ کر دیئے جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نہ کھولیں ہم یوں ہی بندھے بندھے ختم ہو جائیں گے چنانچہ کئی روز وہ اسی طرح بغیر کھائے پیئے بندھے رہے۔ حتیٰ کہ بعض

لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ

جو لڑ رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے اور قسمیں کھانے لگیں گے

اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا

کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۱ تو نہ

تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ

کھڑا ہو اس میں کبھی۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پرہیزگاری پر دھری گئی

اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ

اوّل دن سے وہ اس لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں

اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ

پاک صاف رہنے کو۔ اور اللہ پسند فرماتا ہے صاف ستھرے رہنے والوں کو ف۲ بھلا جس نے

اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ

بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ کے خوف اور خوشنودی پر (وہ) بہتر

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ڈھے جانے والی کھائی کے کنارے پر

فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

پھر وہ لے گری اس کو دوزخ کی آگ میں۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً

ستم گاروں کو۔ ہمیشہ یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے شک (یعنی نفاق) کا

بیہوش ہو کر گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو بندھا ہوا دیکھا اور معلوم ہوا کہ انہوں نے عہد یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے ان کے کھولنے کا حکم نہ دے گا۔ اس پر ان حضرات کے توبہ کی قبولیت میں پہلے صرف آیت اول زیر تفسیر نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھولنے کا حکم دیدیا اور وہ کھول دیئے گئے لیکن جب حضرت ابی لبابہ کو کھولنے کا ارادہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے میں بندھا رہوں گا چنانچہ فجر کی نماز میں جب آپ تشریف لائے تو اپنے دست مبارک سے ان کو کھولا۔

ف۱ مسجد ضرار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے قبیلہ خزرج میں ایک شخص ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا اور یہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ مدینہ کے اور آس پاس کے لوگ اس کے زہد اور درویشی کے بڑے معتقد ہو گئے تھے اور اس کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اس کو اپنا رئیس اور سردار کہنے لگے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

ف۲ مسئلہ: آج بھی اگر کوئی نئی مسجد پہلی مسجد کے متصل بلا کسی ضرورت کے محض ریا و نمود کیلئے یا ضد و عناد کی وجہ سے بنائی جائے تو اس میں نماز پڑھنا بہتر نہیں، گرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ (معارف القرآن)

فِیْ قُلُوْبِہِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُہُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ

سبب رہے گی ان کے دل میں مگر جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

حَکِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ

حکمت والا ﴿۱﴾ اللہ نے خرید لئے مسلمانوں سے ان کے جان

وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ

اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے یہ لڑتے ہیں

سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَیْہِ

اللہ کی راہ میں پھر مارتے اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اللہ کے ذمے

حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی

سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا

بِعَہْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ

اللہ سے زیادہ ۔ تو خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اس سے کیا

بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ یہ لوگ توبہ کرنے والے عبادت گزار!

الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

ثناء کرنے والے! اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے! رکوع سجدہ کرنے والے! نیک کام کو کہنے والے!

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاہُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ

اور برے کام سے منع کرنے والے اور تھامنے والے

وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عامر راہب حاضر خدمت ہوا اور اسلام پر اعتراضات کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوابات دیئے مگر اس بدنصیب کا اطمینان نہ ہوا۔ اور اس نے آخیر میں یہ کہا کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ مردود اور احباب و اقارب سے دور ہو کر سفر میں مرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آمین"۔ یعنی خدا ایسا ہی کرے۔

خلاصہ رکوع ۱۳

ع ۱۳ / ۱۱ / ۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سابقین اولین کو بیان فرمایا گیا۔ بعض مومنین جو محض سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔ ان کا تذکرہ کیا گیا اور انہیں آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی گئی۔ منافقین کی مسجد ضرار کا تذکرہ کیا گیا اور مخلص مومن اور منافقین کی حالت کا فرق بیان کیا گیا۔

﴿۱﴾ مسئلہ: اس قصہ سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ جو مسجد فخر و ریا کے واسطے بنائی جائے وہ مسجد ہی نہیں مجھ کو اس میں کلام ہے کیونکہ منافقین نے تو مسجد بنانے کی نیت ہی نہ کی تھی اس لئے ان کے اعتقاد میں مسجد بنانا ثواب کا کام نہیں تھا۔ بخلاف اس صورت کے کہ ایک مسلمان مسجد بنائے اور اس میں نیت فاسد ہو کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں اس کو ثواب کا کام سمجھتا ہے پس نیت کی خرابی کو عقیدہ کی خرابی پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لئے وہ ظاہری احکام میں مسجد ہے گو عند اللہ مقبول نہ ہو۔

لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ

اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کے ہیں۔ اور مژدہ سنا دے مسلمانوں کو۔ جائز نہیں نبی اور

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا

مسلمانوں کو کہ مغفرت کی دعا مانگیں مشرکوں کے لئے گو وہ ان کے

اُولِیْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر کھل چکا کہ وہ

الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ

دوزخی ہیں۔ وا اور مغفرت مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے وہ تو ایک

مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ

وعدہ کی وجہ سے تھا جو اپنے باپ سے کرلیا تھا پھر جب ابراہیم پر کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے

تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَ مَا كَانَ

تو اس سے بیزار ہوگیا۔ بیشک ابراہیم بڑا نرم دل بُردبار تھا اور اللہ ایسا نہیں کہ

اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى یُبَیِّنَ لَهُمْ

گمراہ کرے کسی قوم کو اس کے بعد کہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کہ کھول نہ دے ان پر

مَّا یَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

جن سے وہ بچتے رہیں۔ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ بیشک اللہ ہی کی ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ

سلطنت آسمانوں اور زمین کی (وہی) جلاتا اور مارتا ہے۔ اور نہ تمہارا

وا حضرت ابوطالب:
شیخین نے صحیحین میں سعید بن مسیب کے باپ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابوطالب کے مرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو وہاں موجود پایا۔ آپ نے ابوطالب سے فرمایا چچا لا الہ الا اللہ ایک بار کہہ دیجئے تاکہ اللہ کے سامنے میں آپ کی طرف سے اس کو دلیل کے طور پر پیش کرسکوں ابوجہل اور عبداللہ بولے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بار بار) کلمہ توحید پیش کرتے رہے اور ابوجہل و عبداللہ اپنی بات برابر کہتے رہے آخر ابوطالب نے کہا عبدالمطلب کے مذہب پر۔ ایک روایت میں اتنا اور بھی آیا ہے کہ ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ جب تک مجھے ممانعت نہیں کردی جائیگی میں آپ کی مغفرت کیلئے دعا کرتا رہوں گا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

قوم کیلئے دُعاءِ مغفرت:
غزوہ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو کفار نے زخمی کردیا تو آپ چہرہ سے خون صاف کرتے ہوئے یہ دعاء فرمارہے تھے، اللھم اغفر لقومی انھم لایعلمون "یعنی یااللہ میری قوم کی مغفرت فرمادے وہ نادان ہیں"، کفار کے لئے اس دعاء مغفرت کا حاصل بھی یہی ہے کہ ان کو ایمان واسلام کی توفیق عطا فرمادے کہ یہ مغفرت کے قابل ہوجائیں۔ (معارف مفتی اعظم)

دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدۡ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار اللہ مہربان ہوا

النَّبِيِّ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ

نبی پر اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے نبی کا ساتھ دیا مشکل کی

فِيۡ سَاعَةِ الۡعُسۡرَةِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا كَادَ يَزِيۡغُ قُلُوۡبُ فَرِيۡقٍ

گھڑی میں۔ اس کے بعد کہ ڈگمگا چلے تھے دل ان میں سے بعض

مِّنۡهُمۡ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّهٗ بِهِمۡ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۱۷﴾

کے پھر اللہ ان پر مہربان ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ان پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ

اور (رجوع فرمایا) ان تین شخصوں پر بھی جو ملتوی رکھے گئے یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئیں اُن پر

الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ

زمین باوجود وسعت کے اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں

وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيۡهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ

اور سمجھ لئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر

لِيَتُوۡبُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

تاکہ توبہ کئے رہیں۔ بیشک اللہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ ایمان والو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ

ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو سچ بولنے والوں کے ساتھ ف۱ مناسب نہ تھا

ف۱ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے

ارشاد فرمایا کہ "کونوا مع الصادقین" سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جیسے کوئی باپ بچوں سے کہے کہ میرے بچو روزانہ آدھا کلو دودھ پیا کرو اور دودھ کا انتظام نہ کرے تو وہ ظالم ہوگا کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ جب وہ اپنے بندوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اگر تم تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یعنی میرا ولی بننا چاہتے ہو تو میرے خاص بندوں کے ساتھ، متقین کے ساتھ رہ پڑو تو متقین کو پیدا کرنا احساناً اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اپنے اولیاء کے پاس بیٹھنے کا حکم دیں اور اولیاء پیدا نہ کریں یہ محال ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اب اولیاء اللہ نہیں رہے وہ آیت "کونوا مع الصادقین" کا منکر ہے وہ گویا اس کا قائل ہے کہ نعوذ باللہ قرآن پاک کے اس جز پر اب عمل نہیں ہوسکتا۔ (مواہب ربانیہ)

امام قشیریؒ نے لکھا ہے کہ جہاں اولیاء اللہ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

خلاصہ رکوع ۱۴ ۔ ع ۱۴

مجاہدین کی نو صفات ذکر کی گئی۔ مشرکین سے برأت کے حکم کی تاکید کی گئی۔ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے حضرات کی قبولیت توبہ کو بیان فرمایا گیا۔

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

اہل مدینہ اور ان کے گردنواح کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

رسول اللہ کی ہمراہی سے اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو زیادہ چاہیں

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ

رسول کی جان سے ف۱ یہ اس لئے کہ ان جہاد کرنے والوں کو نہیں پہنچتی پیاس اور نہ رنج

وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا

اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ چلتے ہیں ایسے مقام پر

يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ

جو غصہ دلائے کافروں کو اور نہ حاصل کرتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر کہ ان کے لئے لکھا جاتا ہے

لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

ہر کام کے بدلے عمل نیک ۔ بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام

الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا

کرنے والوں کا ۔ اور نہ خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا ، اور نہ

كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر کہ یہ سب ان کے نام لکھ لیا جاتا ہے

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ

تاکہ ان کو اللہ بدلا دے بہتر سے بہتر ان کے اعمال کا ف۲ اور یہ ٹھیک نہیں

ف۱ حضرت خیثمہ کی حضور سے محبت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تکلیفیں اٹھائیں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں ایسا نہیں چاہیے حدیث میں ہے کہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بھی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد باغ میں گئے وہاں خوشگوار سایہ تھا، حسین وجمیل بیوی سامنے تھی اس نے پانی چھڑک کر زمین کو خوب ٹھنڈا کر دیا، چٹائی کا فرش کیا، تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے۔ اور سرد و شیریں پانی حاضر کیا۔ یہ سامان عیش دیکھ کر دفعۃ ابوخیثمہ کے دل میں ایک بجلی سی دوڑ گئی ۔ بولے تف ہے اس زندگی پر کہ میں تو خوشگوار سائے ٹھنڈے پانی اور باغ و بہار کے مزے لوٹ رہا ہوں، اور خدا کا محبوب پیغمبر ایسی سخت لو اور گرمی و تشنگی کے عالم میں کوہ و بیابان طے کر رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی سواری منگائی تلوار حائل کی نیزہ سنبھالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل نکلے۔ اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی آخر لشکر کو جا پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر کہ کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلے قطع کرتا چلا آ رہا ہے، فرمایا "کن ابا خیثمہ" (ہو جا ابوخیثمہ) تھوڑی دیر میں سب نے دیکھ لیا کہ وہ ابوخیثمہ ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابۃ ورضوا عنہ۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ عالم کے فرائض

علم دین حاصل کرنے کے بعد عالم کا فرض انذار ہے جو درحقیقت وراثت نبوت کا جز ہے مگر انذار میں طرز بیان اور لب و لہجہ سے شفقت و رحمت اور خیر خواہی مترشح ہو جس سے مخاطب کو یقین ہو کہ اس کلام کا مقصد نہ مجھے رسوا و بدنام کرنا ہے نہ اپنے دل کا غبار نکالنا بلکہ جس چیز کو میرے لئے ضروری اور مفید سمجھتا ہے محبت سے بتلا رہا ہے۔ (معارف القرآن)

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

کہ مسلمان سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ پھر کیوں نہ نکلے ان کی ہر جماعت میں سے

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

چند لوگ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور ڈراویں اپنی قوم کو

قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

جب لوٹ آویں ان کی جانب شاید وہ بچتے رہیں واے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ

ایمان والو! لڑتے چلو اپنے آس پاس کے کافروں سے

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی معلوم کریں اور جانے رہو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ

اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کا

هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ

ایمان اس سورت نے بڑھا دیا۔ سو جو ایمان رکھتے ہیں اس سورت نے ان کا

اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

تو ایمان بڑھا دیا اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ

دلوں میں (نفاق) کا روگ ہے تو اس کی گندگی پر ایک اور گندگی بڑھائی

ف سبب نزول:

آیت کے نزول کا ایک اور سبب بھی بیان کیا گیا ہے بغوی نے بروایت کلبی اور ابن ابی حاتم نے بروایت عکرمہ وعبداللہ بن عمیر حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ جب غزوہ تبوک کے سلسلہ میں منافقوں کے عیوب اللہ نے بیان فرمائے اور آیت الا تنفرو و العذبکم عذابا الیما نازل ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہادی دستے (مختلف اطراف میں) بھیجنے لگے تو سب مسلمان جہاد کو نکلنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر جانے لگے۔ عکرمہ کی روایت میں آیا ہے کہ کچھ دیہاتی صحرانشین جہاد کو نہیں گئے منافق کہنے لگے یہ بدوی تباہ ہوگئے (انہوں نے حکم جہاد کی پابندی نہیں کی) اس پر آیت وما کان المومنون (یعنی الی الغزو) کافۃ فلو لا نفر من کل فرقۃ (یعنی عظیمۃ) طائفۃ (یعنی الی الغزو وبقی طائفۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم) لیتفقھوا (ای القاعدون) فی الدین (ای القرآن والسنن والفرائض والاحکام) نازل ہوئی مطلب یہ کہ تمام مسلمانوں کو جہاد پر نہ چلا جانا چاہیے بلکہ بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹی جماعت کو جہاد پر جانا لازم ہے اور ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن، سنت، فرائض اور احکام سیکھنے کیلئے رہنا چاہیے تاکہ فوجی دستے جب واپس آئیں تو ان کو یہ لوگ بتا سکیں کہ ان کے جانے کے بعد کیا احکام نازل ہوئے۔ چنانچہ (اس آیت کے نزول کے بعد) ایسا ہی ہونے لگا۔ کچھ جماعتیں رسول اللہ کے پاس رکی رہتیں اور کچھ دستے چلے جاتے اس طرح دینی تعلیم کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پاتا۔

۱۵ ع ۴

خلاصہ رکوع ۱۵

اطراف مدینہ کے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی گئی۔ جہاد تعلیم و تبلیغ میں تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ

اور وہ مر گئے کفر کی حالت میں ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مبتلائے مصیبت ہوتے رہتے ہیں

فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

ہر سال ایک بار یا دو بار پھر نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى

پکڑتے ہیں ۔ اور جب کوئی سورت اُترتی ہے تو دیکھنے لگتا ہے ان میں سے

بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ

ایک دوسرے کی طرف (کہتا ہے) کیا تم کو کوئی دیکھتا ہے؟ پھر چل دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ

اللہ نے ان کے دل اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے تمہارے پاس

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا

آیا ہے رسول تم ہی میں کا ۔ اس پر شاق گزرتی ہے تمہاری تکلیف ۔

عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت درجے شفیق

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ

و مہربان ہے اس پر بھی اگر لوگ پھر جاویں تو کہہ دے کہ مجھ کو اللہ بس کرتا ہے

اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے ف۱

ف۱ صبح و شام سات مرتبہ پڑھنے کا خاص وظیفہ

حسبی اللہ الخ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح و شام پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کیلئے کافی ہو جائے گا مشہور مفسر علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ورد اس فقیر کا بھی ہے۔

تمام پریشانیوں کا حل

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سات مرتبہ پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام پریشان کن امور میں اسے کافی ہو جائیں گے (اور اس کے تمام کام آسان فرما دیں گے) (ابن السنی)

خلاصہ رکوع ۱۶

جہاد کی فرضیت کو بیان فرمایا گیا۔ پھر منافقین کی فریب کاریوں کا ذکر کیا۔ آخر میں اخلاق نبوی کی جھلک دکھائی گئی کہ آپ کی ذات کس طرح مومنین کیلئے رؤف و رحیم ہے۔

ع ۱۶ / ۷ / ۵

سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ وتسع ایات واحدٰی عشر رکوعًا

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ

یہ آیتیں ہیں حکمتوں بھری کتاب کی ۔ وا کیا لوگوں کو اس بات سے

عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ

تعجب ہوا کہ ہم نے وحی بھیجی ان میں سے ایک مرد کی جانب کہ ڈرا

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ

لوگوں کو اور خوشخبری سُنا ایمان والوں کو کہ ان کو سچا پایا ہے

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۲﴾

ان کے پروردگار کے ہاں کہنے لگے کافر کہ ہو نہ ہو یہ شخص تو صریح جادوگر ہے ۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ

تمہارا ربّ وہی اللہ ہے ۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ‌ يُدَبِّرُ

چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر کہ انتظام کرتا ہے ہر

الۡاَمۡرَ‌ؕ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ‌ ؕ ذٰ لِكُمُ

امر کا کوئی سفارش نہیں کرسکتا مگر اس کی اجازت ہوئے پیچھے

وا قرآن ہر لحاظ سے محکم ہے: یہ آیتیں ایسی مضبوط و محکم کتاب کی ہیں جس کی ہر بات پکی ہے۔ الفاظ اس لئے کہ ہمیشہ تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں گے علوم اس لئے کہ تمام تر عقل و حکمت کے مواقق ہیں۔ احکام اس وجہ سے کہ آئندہ کوئی دوسری ناسخ کتاب آنے والی نہیں۔ اخبار و قصص اس طرح کہ ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ خدائے علیم و حکیم نے اس کو اپنے علم کامل کے زور سے اتارا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

وا پچھلی سورۃ کے ساتھ ربط: سورت کے ان مضامین پر غور کرنے سے یہ بھی بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ پچھلی سورت یعنی توبہ اور اس سورت میں باہمی کیا ربط ہے سورۃ توبہ میں انہی مقاصد کے لئے منکرین و کفار کے ساتھ جہاد اور کفر و شرک کی طاقت کو مادی اسباب کے ذریعہ توڑنے کا بیان تھا، اور یہ سورت چونکہ احکام جہاد کے نازل ہونے سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی اس میں مذکورہ مقاصد کو مکی دور کے قانون کے مطابق صرف دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

خاصیت سورہ یونس کی ابتدائی آیات آخر پارہ میں دیکھیں۔

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَيْهِ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تو اس کی عبادت کرو کیا تم غور نہیں کرتے۔ اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

تم سب کو لوٹ جانا ہے۔ وعدہ اللہ کا برحق ہے۔ وہی اول بار پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جزا دے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے

بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ

انصاف سے۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کو پینا ہے کھولتا ہوا پانی

وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

اور عذاب دردناک اس سزا میں کہ وہ کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا

الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن اور ٹھہرائیں اس کی منزلیں ف۱

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

تاکہ تم معلوم کر لو گنتی برسوں کی اور حساب ف۲ نہیں بنایا اللہ نے

ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾

یہ سب مگر مصلحت سے۔ کھولتا ہے پتے ان کے لئے جن کو سمجھ ہے

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي

بیشک رات و دن کی ردّو بدل میں اور جو کچھ پیدا کیا اللہ نے

ف۱ روشنی کے رنگ

زجاج نے لفظ ضیاء کو جمع قرار دیا ہے، اس رو سے شاید اس طرف اشارہ ہو کہ روشنی کے سات مشہور رنگ اور قسمیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں آفتاب ان تمام اقسام کا جامع ہے جو بارش کے بعد قوس قزح میں ظاہر ہوتے ہیں (منار)

چونکہ ہر مہینہ میں چاند کم از کم ایک دن غائب رہتا ہے اس لیے عموماً چاند کی منزلیں اٹھائیس کہی جاتی ہیں، اور آفتاب کا دورہ سال بھر میں پورا ہوتا ہے اس کی منزلیں تین سو ساٹھ یا پینسٹھ ہوتی ہیں، قدیم جاہلیت عرب میں بھی اور اہل ہیئت و ریاضی کے نزدیک بھی ان منزلوں کے خاص خاص نام ان ستاروں کی مناسبت سے رکھ دیئے گئے ہیں جو ان منازل کی محاذات میں پائے جاتے ہیں، قرآن کریم ان اصطلاحی ناموں سے بالاتر ہے، اس کی مراد صرف وہ فاصلے ہیں جن کو شمس و قمر خاص خاص دنوں میں طے کرتے ہیں۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

ف۲ اوقات کا حساب:

یعنی برسوں کی گنتی اور مہینوں اور دنوں کے چھوٹے موٹے حساب سب چاند سورج کی رفتار سے وابستہ کر دیے ہیں اگر چاند سورج نہ ہوں تو دن رات قمری اور شمسی مہینے اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں۔ حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور شمسی مہینے، اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور معاشی کاروبار کے بہت سے احکام شرعیہ میں بھی تعین اوقات کی ضرورت ہے۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ

آسمانوں اور زمین میں (سب میں) نشانیاں ان کے لئے جو پرہیزگار ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷

اور اسی پر چین پکڑا اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایسوں کا ٹھکانا آگ ہے ان کرتوتوں کے بدلے میں جو کماتے تھے۔ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو رستہ دکھاوے گا ان کا پروردگار

بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

ان کے ایمان کی وجہ سے کہ بہتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں آسائش کے

النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

باغوں میں۔ وہاں ان کی پکار سبحنک اللھم ہوگی (یعنی خدایا تیری ذات پاک ہے) اور ان کے

فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

باہم دعائے خیر سلام ہوگی اور ان کی آخری بات یہ ہوگی کہ ہر خوبی اللہ کو

الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

جو دنیا جہان کا پروردگار ہے ف۱ اور اگر جلد پہنچا دے اللہ لوگوں پر سختی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو

ف۱ حضرت آدمؑ سے منہ سے نکلا ہوا پہلا جملہ

علماء نے لکھا ہے کہ یہ "الحمد للہ" ایسی چیز ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے اس کی ابتدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے منہ سے جو پہلا جملہ نکالا وہ "الحمدللہ" تھا۔ شاید آپ نے سنا ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انہیں چھینک آئی یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا پھر انہوں نے کہا "الحمدللہ" فرشتوں نے کہا "یرحمک اللہ" تو پہلا کلمہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ سے نکلا وہ "الحمدللہ" تھا اب آخری کلمہ جنتیوں کا کیا ہوگا قرآن مجید میں ہے "وآخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العلمین" یہ قرآن کی باتیں ہیں ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہیں۔ جنتیوں کی آخری دعا یہی جملہ ہوگا۔ جو حمد کے الفاظ ہیں۔ (بیان التفسیر)

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے گئے۔ آخرت کی یقین دہانی فرمائی گئی۔ دنیا پرستوں کی حالت اور ان کا انجام بیان فرمایا گیا۔

۲

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا

بھی کی آچکی ہوتی ان کی اجل سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جو نہیں

يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ

اُمید رکھتے ہم سے ملنے کی کہ اپنی سرکشی میں پڑے بھٹکا کریں ف۱ اور جب پہنچ جاتی ہے

الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ

انسان کو تکلیف (تو) ہم کو پکارتا ہے۔ پڑا یا بیٹھا یا کھڑا۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ

پھر جب ہم اُس سے اٹھا لیتے ہیں اس کی تکلیف (تو) چل دیتا ہے گویا ہم کو پکارا ہی نہ تھا اس تکلیف کے

مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾

دور کرنے کو۔ اسی طرح بھلے کر دکھائے گئے ہیں حد سے گزرنے والوں کو وہ اعمال جو کرتے تھے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ

اور ہم ہلاک کر چکے بہتیرے قرن تم سے پہلے جب ظالم بن گئے

وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ

اور آئے ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ۔ پھر ہم نے تم کو

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

نائب بنایا زمین میں ان کے بعد کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو

ف۱ عزیزوں کے حق میں بدُعاء

امام ابن جریرؒ طبری نے بروایت قتادہؒ اور بخاریؒ و مسلم نے بروایت مجاہدؒ نقل کیا ہے کہ اس جگہ بددعاء سے مراد یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی انسان غصہ کی حالت میں اپنی اولاد یا مال و دولت کے تباہ ہونے کی بددعاء کر بیٹھتا یا ان چیزوں پر لعنت کے الفاظ کہہ ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ایسی دعاء قبول کرنے میں جلدی نہیں فرماتے، امام قرطبیؒ نے اس جگہ ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ جل شانہ سے دعاء کی ہے کہ وہ کسی کی دوست عزیز کی بددعاء اس کے دوست عزیز کے متعلق قبول نہ فرماویں، اور شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو فرشتے انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو یہ ہدایت کر رکھی ہے کہ میرا بندہ جو رنج و غصہ میں کچھ بات کہے اس کو نہ لکھو۔ (قرطبی)

اس کے باوجود بعض اوقات کوئی قبولیت کی گھڑی آتی ہے جس میں انسان کی زبان سے جو بات نکلے وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد اور مال کے لئے کبھی بددعاء نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت دعاء کا ہو، اور یہ بددعاء فوراً قبول ہو جائے (اور تمہیں بعد میں پچھتانا پڑے) صحیح مسلم میں یہ حدیث حضرت جابرؓ کی روایت سے غزوۂ بواط کے واقعہ کے تحت نقل کی گئی ہے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ

ف۱ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں صاف صاف (تو) کہتے ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ

وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ لے آ کوئی اور قرآن اس کے سوا

اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ

یا اسی کو بدل ڈالو کہدے میرا کام نہیں کہ میں اس کو بدل ڈالوں اپنی

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ

طرف سے۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی آتی ہے۔

اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ

میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے کہہ دے

لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ

اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا یہ قرآن تم پر اور نہ تم کو اس کی خبر کرتا کیونکہ میں رہ چکا ہوں

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم سمجھتے نہیں ف۲ تو اس سے بڑھ کر

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ

ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے بارے میں خواب:

ایک دفعہ عوف بن مالکؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے اپنا خواب بیان کیا کہ گویا ایک رسی آسمان سے لٹکی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھینچ لیا۔ پھر وہ آسمان سے معلق ہوگئی تو اب ابو بکرؓ نے کھینچ لیا۔ پھر لوگ منبر کے اطراف اس کو ناپنے لگے اور عمرؓ کے ناپ میں وہ منبر سے تین ہاتھ لمبی نکل آئی۔ وہاں عمرؓ بھی تھے۔ عمرؓ نے سن کر کہا "ارے تمہارا خواب چھوڑو بھی، کہاں کا خواب اور ہمیں اس سے کیا واسطہ۔" لیکن جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو عوفؓ سے کہنے لگے عوفؓ! تم اپنا خواب تو سناؤ، عوفؓ نے کہا اب خواب کی کیا پڑی ہے تم نے تو مجھے اس کے سنانے پر جھڑک دیا تھا۔ عمرؓ نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے میں ہرگز یہ نہیں چاہتا تھا کہ تم نفس صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مرگ سناؤ۔ پھر عوفؓ نے خواب بیان کیا حتیٰ کہ جب یہاں تک پہنچے کہ لوگ منبر تک تین تین ہاتھ اسے ناپنے لگے تو عمرؓ نے کہا کہ ایک تو ان تین میں سے خلیفہ تھا یعنی ابو بکرؓ اور دوسرا وہ جو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت و ناراضی کی پرواہ نہیں کرتا اور تیسرے ہاتھ پر اختتام کا مطلب یہ ہے کہ وہ شہید ہوگا۔

لومۃ لائم سے نہ ڈرنے کا ذکر جو عمرؓ نے کیا وہ احکام خداوندی کے بارے میں تھا اور لفظ شہید سے حضرت عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ میرے لئے شہادت مقدر ہے اور اس وقت ہے کہ سارے لوگ میرے فرمانبردار ہوں گے۔

ف۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک:

بغویؒ نے لکھا ہے کہ اول روایت (یعنی ۶۳ سال کی عمر میں وفات ہونا اور نبوت کے بعد مکہ میں ۱۳ سال قیام پذیر رہنا، زیادہ مشہور بھی ہے اور واضح بھی۔

(تفسیر مظہری)

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

ایسی چیز کو جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع پہنچا سکتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں ف۱ کہہ دے کیا تم اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا

فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے اُس سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً

جو یہ شریک کرتے ہیں۔ اور لوگ تو ایک ہی اُمت تھے پھر جدا جدا ہوگئے

فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ

اور اگر ایک بات آگے نہ ہوچکی ہوتی تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ

ہو جاتا ان میں اس بات کا جس میں اختلاف کر رہے ہیں ف۲۔ اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے۔ سو تو کہہ دے چھپی بات اللہ ہی جانے

فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَاِذَاۤ اَذَقْنَا

تو تم انتظار کرو میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ اور جب ہم چکھاتے ہیں

النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ

لوگوں کو اپنی مہر (کا مزہ) ایک تکلیف کے بعد جو ان کو پہنچی تھی۔ اسی وقت بنانے لگتے ہیں

ف۱ خدا کے ساتھ مشرکوں کا معاملہ وہ معاملہ تو خدا اور پیغمبر کے ساتھ تھا۔ اب ان کی خدا پرستی کا حال سنئے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن کے قبضۂ قدرت میں نفع وضرر کوئی نہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بیشک بڑا خدا تو ایک ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے، مگر ان اصنام (بتوں) وغیرہ کو خوش رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ سفارش کر کے بڑے خدا سے دنیا میں ہمارے اہم کام درست کرا دینگے اور اگر موت کے بعد دوسری زندگی کا سلسلہ ہوا تو وہاں بھی ہماری سفارش کرینگے۔ باقی چھوٹے موٹے کام جو خود ان کے حدود واختیار میں ہیں ان کا تعلق تو صرف ان ہی سے ہے۔ بناء علیہ ہم کو ان کی عبادت کرنی چاہئے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ فیصلے کا دن قیامت ہے: حسن نے کہا اللہ کا ازلی فیصلہ ہو چکا تھا کہ قیامت سے پہلے دنیا میں عذاب وثواب کی شکل میں ان کے اختلاف کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ دنیا میں ہی جنت یا دوزخ میں داخل کر دیا جائے بلکہ اللہ کی طرف سے جنت ودوزخ میں داخلہ کا وقت روز قیامت کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۰ ۷ خدائی قانون مہلت سے مشرکین کی بے وقوفی کو بیان کیا گیا۔ قرآن کریم کے ساتھ مشرکین کے رویے کا جواب دیا گیا اور ان کے توہمات وخوش فہمیوں کی تردید کی گئی۔ معجزات کے بارہ میں مشرکین کی فرمائش کا جواب دیا گیا۔

مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا

حیلے ہماری قدرتوں میں کہہ دے اللہ سب سے جلد حیلے بنا سکتا ہے۔ بیشک ہمارے

يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ

فرشتے لکھ رہے ہیں جو کچھ تم حیلے بناتے ہو ف۱ وہی اللہ تم کو پھراتا ہے خشکی

وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

اور تری میں۔ یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں۔ اور وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں موافق ہوا کی

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ

مدد سے اور لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے ناگاہ آپڑتی ہے اس پر تند ہوا اور آتی ہے ان تک

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ

ہر ہر جگہ سے اور سمجھ لیتے ہیں کہ آگھرے (تب) پکارنے لگتے ہیں اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ

اس کی عبادت میں مخلص بن کر کہ اگر تو ہم کو اس سے بچاوے تو ہم ضرور

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

شکر گزار رہیں گے پھر جب اس نے ان کو نجات دے دی۔ اسی وقت شرارت کرنے لگتے ہیں زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ

ناحق کی۔ لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہے فائدہ (اٹھا لو)

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

دنیا کی زندگی کا۔ پھر ہماری جانب تم کو لوٹنا ہے تو ہم تم کو جتاویں گے جو کچھ تم کرتے تھے

ف۱ وہ اعمال جن کا بدلہ جلدی مل جاتا ہے:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی اور لوگوں پر احسان کرنے کا بدلہ بھی جلد دیتا ہے (کہ آخرت سے پہلے دنیا میں اس کی برکات نظر آنے لگتی ہیں) اور ظلم اور قطع رحمی کا بدلہ بھی جلد دیتا ہے (کہ دنیا میں بھگتنا پڑتا ہے) (رواہ الترمذی وابن ماجہ بسند حسن) اور ایک حدیث میں بروایت حضرت عائشہؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کا وبال اپنے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے ظلم، بدعہدی، اور دھوکہ فریب (رواہ ابوالشیخ وابن مردویہ فی التفسیر) (معارف القرآن از مظہریؒ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعاء:

بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ کافروں کی بدبختی اور روگردانی دیکھ کر رسول اللہ نے بددعا کی اور فرمایا اے اللہ! یوسفؑ کے سات سالوں کی طرح ان کو ہفت سالہ قحط میں مبتلا کر کے میری مدد فرما، بددعا کے نتیجہ میں اہل مکہ پر قحط مسلط ہو گیا کہ ہر چیز (یعنی کھیتی سبزی پھل وغیرہ) تباہ ہو گئی کھالیں اور مردار جانور تک کھانے کی نوبت آ گئی۔ ابو سفیان نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قوم والے ہلاک ہو گئے۔ تم اللہ کی اطاعت اور صلۃ الرحم (قرابتداروں سے حسن سلوک) کا ہم کو حکم دیتے ہو اللہ سے ان کے لئے دعا کر دو کہ خدا ان کی مصیبت کو دور کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی کامیاب ہے:

بعض لوگوں نے سرعت مکر کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حق کو دفع کرنے کی جو تدبیریں کافر کرتے ہیں ان سے زیادہ سرعت کے ساتھ اللہ ان کو ہلاک کر دینے کی تدبیر کر دیتا ہے۔ اللہ کا عذاب ان پر بہت جلد آ جاتا ہے۔ اللہ چونکہ قدرت رکھتا ہے اس لئے وہ جو کچھ چاہتا۔

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ

بس دنیا کی زندگی کی مثال تو پانی کی سی ہے کہ ہم نے اس کو اتارا

السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ

آسمان سے پھر مل نکلا اس سے سبزہ زمین کا جس کو کھاتے ہیں آدمی

وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَازَّيَّنَتۡ

اور چوپائے۔ یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنا بناؤ اور سنگھار کرلیا اور سمجھا کھیت والوں نے

وَظَنَّ اَهۡلُهَآ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَآ ۙ اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا

کہ کھیتی ان کے ہاتھ لگ گئی (تو) اس پر آپہنچا ہمارا حکم رات کو

اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ

یا دن کو پھر ہم نے کر ڈالا اسے کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں کھیتی تھی ہی نہیں

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا

اسی طرح ہم پتے کھولتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں اور اللہ بلاتا ہے

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۵﴾

سلامتی کے گھر کی طرف۔ اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی جانب ف۱

لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ

جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور کچھ بڑھ کر بھی۔

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر کلونس اور نہ رسوائی وہ لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۱ کسی دنیاوی مکان کا نام دارالسلام رکھنا منع ہے

دنیا میں کسی گھر کا نام دارالسلام رکھنا مناسب نہیں جیسے جنت یا فردوس وغیرہ نام رکھنا بھی درست نہیں۔ (معارف القرآن)

جنت کو دارالسلام کہنے کی وجہ:

دارالسلام سے مراد جنت ہے، اس کو دارالسلام کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس میں ہر طرح کی سلامتی اور امن و سکون ہر شخص کو حاصل ہوگا، دوسری وجہ بعض روایات میں ہے کہ جنت کا نام دارالسلام اس لئے بھی رکھا گیا ہے کہ اس میں بسنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیز فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا، بلکہ لفظ سلام اہل جنت کی اصطلاح ہوگی، جس کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات کا اظہار کرینگے اور فرشتے ان کو مہیا کرینگے، جیسا کہ اس سے پہلی آیات میں گزر چکا ہے۔

کسی گھر کا نام دارالسلام رکھنا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ دارالسلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا مناسب نہیں، جیسے جنت یا فردوس وغیرہ نام رکھنا بھی درست نہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

اور جنہوں نے کمائے بُرے کام (تو) بدلا برائی کا اسی جیسا ہے ف۱۔ اور ان پر چھا

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ

جاوے گی رسوائی ۔ کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا گویا چھپا دیئے گئے

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ان کے منہ اندھیری رات کے ٹکڑوں سے یہ لوگ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ اور جس دن ہم جمع کریں گے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

ان سب کو پھر کہیں گے مشرکوں سے کہ کھڑے رہو اپنی اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک! پھر ہم ان کو

بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾

آپس میں تڑادیں گے اور کہیں گے ان کے شریک کہ تم ہماری تو پرستش کرتے نہ تھے پس اللہ ہی

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ

شاہد کافی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان ہم تو تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے ف۲

عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ

وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور سب لوٹائے جائیں گے

اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ

اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گیا گزرا ہو جاوے گا

ف۱ صحابہ سب عادل تھے: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الذین کسبو السیات سے وہ بدکار مراد ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔ کیونکہ مؤمن جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھے وہ سب صحابی تھے اور صحابہ کا عدول (غیر فاسق) ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ اگر کسی صحابی سے کسی گناہ کا صدور ہو بھی جاتا تھا تو وہ فوراً توبہ کر لیتا تھا جس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتا تھا گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار گناہ گار اس زمانہ میں صرف کافر تھے اور اللذین کسبوا اسے وہی لوگ مراد ہیں۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ یعنی عبادت سے مقصود معبود کا راضی کرنا ہوتا ہے ہم کو تو اس کی خبر بھی نہ تھی راضی ہونا تو درکنار البتہ شیاطین کی تعلیم تھی اور وہی راضی تھے پس اس اعتبار سے تم ان کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے بل کانوا یعبدون الجن کہ یہ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ کیا بت بھی بولیں گے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں اور ان کا غافل ہونا ان کی عبادت سے ظاہر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہاں بتوں کو ایسا شعور نہیں ہے اور اگر یہ مضمون دوسرے معبودین ملائکہ وغیرہ کو بھی عام لیا جائے تو ان کا غافل ہونا بھی صحیح ہے کیونکہ ملائکہ وغیرہ کا علم سب باتوں کو محیط نہیں سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ (تسہیل بیان)

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے۔ پوچھ کہ کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان

وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ

اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون ہے جو نکالتا ہے

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ

زندے کو مردے سے۔ اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے۔

يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾

اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی۔ تو بول اٹھیں گے کہ اللہ۔ تو (اے محمد) کہہ! پھر بھی تم نہیں ڈرتے۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا

پس یہی تو اللہ تمہارا سچا رب ہے۔ پھر کیا رہا حق کے بعد مگر

الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

گمراہی۔ تو کہاں سے پھرے جاتے ہو۔ [1] اسی طرح حق ہو کر رہا حکم تیرے رب کا

عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ ھَلْ

ان فاسقوں پر کہ وہ ایمان نہ لائیں گے پوچھ کوئی ہے

مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ

تمہارے شریکوں میں جو پہلے بنائے پھر اس کو دوہرا دے کہہ دے

اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ

اللہ ہی پہلے بناتا ہے پھر وہی اس کو دہراوے گا تو کہاں سے اُلٹے جاتے ہو۔ پوچھ کوئی ہے

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۸ — مشرکین کی حیلہ سازیوں اور خدا کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی کو بیان کر کے اور دعوت فکر دی گئی۔ جنت و اہل جنت کا ذکر کیا گیا جھوٹے عابدوں اور معبودوں کی حالت زار کو بیان فرمایا گیا۔

[1] قرآن کریم نے مجہول کا جو صیغہ استعمال فرمایا ہے، آیت نمبر 32 اور 34 کے ترجمے میں اس کا مفہوم ''کوئی'' کا لفظ بڑھا کر ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بظاہر قرآن کریم نے مجہول کا صیغہ یہ اشارہ کرنے کے لئے استعمال فرمایا ہے کہ درحقیقت ان کی نفسانی خواہشات ہیں جو انہیں الٹی سمت لے جارہی ہیں۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ

تمہارے شریکوں میں جو راہ دکھاوے حق کی۔ تو جو راہ دکھائے

يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

حق کی وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جاوے یا جو خود بھی راہ نہیں پا سکتا مگر

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ

یہ کہ کوئی دوسرا بتاوے۔ تو تمہیں کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو ف۱

تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ

اور ان میں سے اکثر تو بس اٹکل پر چلتے ہیں تو اٹکل

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

کام نہیں کرتی حق بات میں کچھ اللہ کو معلوم ہے جو کام وہ کرتے ہیں

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ

اور ایسا نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنا لے اللہ کے سوائے

اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ

ولیکن تصدیق ہے اگلے کلام کی اور تفصیل ہے کتاب کی جس میں

الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کچھ شبہ نہیں (اترا) ہے رب العالمین کی طرف سے۔ کیا لوگ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ

اس کو پیغمبر نے خود بنا لیا ہے کہہ دے تو تم لے آؤ ف۲ ایک سورت اس جیسی

ف۱ راہنما بھی اللہ ہی ہے:
"مبدأ" و "معاد" کے بعد درمیانی وسائط ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح اول پیدا کرنے والا اور دوبارہ جلانے والا وہ ہی خدا ہے، ایسے ہی "معاد" کی صحیح راہ بتلانے والا بھی کوئی دوسرا نہیں۔ خدا ہی بندوں کی صحیح اور سچی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مخلوق میں کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، سب اسی کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اسی کی ہدایت و رہنمائی پر سب کو چلنا چاہئے۔ بت مسکین تو کس شمار میں ہیں جو کسی کی رہنمائی سے بھی چلنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ بڑے بڑے مقربین (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام) بھی برابر یہ اقرار کرتے آئے ہیں کہ خدا کی ہدایت و دستگیری کے بدون ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ان کی رہنمائی بھی اسی لئے بندوں کے حق میں قابل قبول ہے کہ خدا بلا واسطہ ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ پھر یہ کس قدر نا انصافی ہے کہ انسان اس ہادی مطلق کو چھوڑ کر باطل اور کمزور سہارے ڈھونڈے یا مثلاً احبار و رہبان، برہمنوں اور مہنتوں کی رہنمائی پر اندھا دھند چلنے لگے۔

ف۲ قرآن ہر لحاظ سے کامل ہے:
قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، معرفت و روحانیت، تزکیۂ نفوس، تنویر قلوب، غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیت خلائق کے وہ تمام قوانین و طرق موجود ہیں، جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و ہدایات کا تکفل کرنے کے ساتھ اس کتاب کی غلغلہ انداز فصاحت و بلاغت، جامع و موثر اور دلربا طرز بیان، دریا کا سا تموج، سہل ممتنع سلاست و روانی، اسالیب کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑے زور شور اور بلند آہنگی سے سارے جہاں کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا ہے۔

اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾
اور بلا لو جسے بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو کوئی نہیں

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ
بلکہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی نہیں آئی

تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ
اس کی حقیقت اسی طرح جھٹلاتے رہے اگلے لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ
سو دیکھ کیسا ہوا انجام ظالموں کا اور کوئی اس پر ان میں ایمان لے آوے گا

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾
اور کوئی ایمان نہ لائے گا اور تیرے رب کو خوب معلوم ہیں شرارت والے

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ
اور اگر تجھ کو جھٹلائے چلے جائیں تو کہدے کہ میرا کرنا مجھ کو اور تمہارا کرنا تم کو

بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ
تم ذمہ دار نہیں میرے کام کے اور میں ذمہ دار نہیں تمہارے کام کا و۱ اور بعض

مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
ان میں کان لگاتے ہیں تیری طرف کیا تو بہروں کو سنائے گا اگرچہ عقل نہ بھی

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى
رکھتے ہوں۔ اور بعض ان میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا

و۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کی مثال:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو چیز مجھے دے کر اللہ نے بھیجا ہے اس کی اور میری حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے قوم والوں سے کہا ہو کہ (اس پہاڑ کے اس طرف) میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کی) فوج دیکھی ہے (جو تم پر آخر رات میں حملہ کر دے گی اور تم کو قتل و غارت کر دے گی) میں تم کو اس خطرہ سے آگاہ کئے دیتا ہوں بہت جلد (یہاں سے) نکل جاؤ اور بھاگ کر چلے جاؤ۔ اس شخص کے قول کو کچھ لوگوں نے مان لیا اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر رات ہی کو چلدیئے۔ اس طرح دشمن کے حملہ سے بچ گئے اور کچھ لوگوں نے اس شخص کو جھوٹا سمجھا اور صبح تک اپنی جگہ پڑے رہے۔ صبح کو دشمن کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا، سب کو تباہ کر دیا اور ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری لائی ہوئی تعلیم کو مانا اور میری تصدیق کی یا تکذیب کی اور میری لائی ہوئی صداقت کو نہ مانا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم من حدیث ابی موسیٰؓ۔ (تفسیر مظہریؒ)

ع ۴ ۱۰ خلاصہ رکوع ۴
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر ذکر کئے گئے۔ قرآن کریم کا اعجاز و صداقت کو بیان کیا گیا۔

الْعُمْیَ وَلَوْ كَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ

اندھوں کو گو ان کو سوجھ بھی نہ پڑتا ہو اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر

شَیْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ

بالکل ولیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں۔ اور جس دن ان کو جمع کرے گا

كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ

گویا وہ نہ رہے تھے مگر کوئی گھڑی بھر دن آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ ف۱

بَیْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا

بے شک برباد ہوئے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کا ملنا اور نہ آئے راہ پر

كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ

اور اگر ہم تجھ کو دکھلا دیں کوئی وعدہ ان وعدوں میں سے جو ہم

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ

ان سے کرتے ہیں یا تجھ کو قبض کر لیں تو ہماری ہی طرف ان کو لوٹ آنا ہے پھر اللہ شاہد ہے

عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا

ان کافروں پر جو وہ کرتے ہیں ف۲ اور ہر امت کا ایک رسول ہے۔ پھر جب

جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا

آیا ان کا رسول (اور انھوں نے جھٹلایا تو) فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے

یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اور ان پر کچھ ظلم نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ کب ہے یہ وعدہ اگر تم

ف۱ کوئی کچھ مدد نہ کر سکے گا

یتعارفون بینهم۔ باہم ایک دوسرے کو پہچان لینگے جیسے دنیا میں ان کا باہمی تعارف تھا۔ گویا تھوڑی دیر کو جدا ہوئے تھے پھر جمع ہو گئے (اور کوئی کسی کو نہیں بھولا۔ بغوی نے لکھا ہے، یہ باہمی شناخت قبروں سے اٹھنے کے وقت تو ہوگی پھر قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے باہم تعارف جاتا رہے گا۔ بعض آثار میں آیا ہے کہ آدمی اپنے برابر والے کو پہچان تو لے گا مگر ہیبت اور خوف کی وجہ سے اس سے بات نہیں کرے گا۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ غلبۂ اسلام کے وعدے پورے ہو کر رہے

یعنی ہم نے کفار کو عذاب دینے اور اسلام کو غالب و منصور کرنے کے جو وعدے کئے ہیں، خواہ ان میں سے بعض وعدے کسی حد تک آپ کی موجودگی میں پورے کر کے دکھلا دیئے جائیں، جیسے "بدر" وغیرہ میں دکھلا دیا۔ یا آپ کی وفات ہو جائے۔ اس لئے آپ کے سامنے ان میں سے بعض کا ظہور نہ ہو۔ بہر صورت یہ یقینی ہے کہ وہ سب پورے ہو کر رہیں گے۔ اگر کسی مصلحت سے دنیا میں ان کفار کو سزا نہ دی گئی تو آخرت میں ملے گی۔ ہم سے بچ کر کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ان کے تمام اعمال ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "غلبۂ اسلام کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا، اور باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء کے ہاتھوں سے"۔ گویا نتوفینک میں اس طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔

صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا

سچے ہو۔ کہہ دے میں اپنے لئے بھی مالک نہیں برے کا نہ بھلے کا مگر جو

مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ

اللہ چاہے ہر ایک امت کا ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت آپہنچتا ہے۔

فَلَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾ قُلۡ

تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ کہہ دے

اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَتٰىکُمۡ عَذَابُہٗ بَیَاتًا اَوۡ نَہَارًا مَّاذَا

بھلا دیکھو تو سہی اگر آپہنچے تم پر اللہ کا عذاب راتوں رات یا دن دہاڑے تو کیا کرلیں گے

یَسۡتَعۡجِلُ مِنۡہُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنۡتُمۡ

اس سے پہلے گناہ گار کیا پھر جب آپڑے گا تب ہی اس کا یقین کرو گے ف۱ (تو اس وقت ہم تم سے

بِہٖ ؕ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِیۡلَ

کہیں گے کہ)اب اسی کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر کہا جائے گا

لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ ۚ ہَلۡ تُجۡزَوۡنَ

ظالموں سے کہ چکھو عذاب ہمیشگی کا ! اسی کی سزا پاتے ہو

اِلَّا بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَیَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَکَ اَحَقٌّ ہُوَ ؕ

جو کمایا کرتے تھے اور تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا سچ ہے یہ بات؟

قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡۤ اِنَّہٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ ﴿۵۳﴾ ع

کہہ دے ہاں قسم ہے اپنے رب کی بلاشبہ سچ ہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

ف۱ عذاب کی جلدی کیوں مچاتے ہیں؟

بغوی نے لکھا ہے، کفار عذاب جلد آجانے کے طلب گار تھے۔ ایک شخص نے کہا تھا، اے اللہ اگر یہ حق ہے، تیری طرف سے ہے کہ تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر لے آ۔ اللہ اس کے جواب میں فرما رہا ہے، یہ کون سے عذاب کے آنے کی جلدی مچا رہے ہیں۔ عذاب تو ہر ایک کے لئے ناگواری کی چیز ہے۔

موت کے بعد زندگی حق ہے:

یعنی غفلت کے نشہ میں چور ہو کر تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور دائمی عذاب کا مزہ چکھیں گے؟ کیا واقعی ریزہ ریزہ ہو کر اور خاک میں مل کر پھر از سرِ نو ہم کو موجود کیا جائے گا؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ تعجب کی کیا بات ہے یہ چیز تو یقیناً ہونے والی ہے۔ تمہارا مٹی میں مل جانا اور پارہ پارہ ہو جانا خدا کو اس سے عاجز نہیں کر سکتا کہ پہلے کی طرح تمہیں دوبارہ پیدا کر دے اور شرارتوں کا مزہ چکھائے۔ ممکن نہیں کہ اس کے قبضہ سے نکل بھاگو اور فرار ہو کر (معاذ اللہ) اسے عاجز کر سکو۔

خلاصہ رکوع ۵

ق۱۰ ع۵ (اپنی علیہ السلام) منکرین کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور روزِ قیامت کفار کی حسرت کو بیان فرمایا گیا۔

ق۱۰ ع۵ (۱۳ / ۱۰) (الٰہی علیہ السلام) عذاب کے وقتِ مقررہ کو بیان فرمایا گیا۔ بعث بعد الموت میں شک کرنے والوں کی حیرت و تعجب کو ذکر فرمایا گیا۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَا

اور اگر ہووے ہر گنہگار شخص کے پاس جتنا کچھ زمین میں ہے (تو) ضرور دے ڈالے

فْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

اپنی چھڑوائی میں۔ اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب عذاب دیکھیں گے

وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ

اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان میں انصاف سے اور اُن پر مطلق ظلم نہ ہوگا۔ سن رکھو!

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سُن رکھو! اللہ کا وعدہ

حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ

برحق ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ

اور اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت

مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ

تمہارے رب کی طرف سے اور شفا دل کی بیماریوں کی

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ

اور ہدایت ورحمت ایمان لانے والوں کے لئے ف١ کہہ دے کہ اللہ کے فضل (یعنی قرآن) اور

وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

اس کی رحمت (یعنی اسلام) تو انہیں پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں۔

ف١ دلوں کی شفاء:

قرآن کریم کی دوسری صفت وشفاء لما فی الصدور ارشاد فرمائی، شفاء کے معنی بیماری دور ہونے کے ہیں، اور صدور، صدر کی جمع ہے جس کے معنی سینہ کے ہیں، مراد اس سے قلب ہے۔

معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم دلوں کی بیماریوں کا کامیاب علاج اور صحت وشفاء کا نسخہ اکسیر ہے، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ قرآن کی اس صفت سے معلوم ہوا کہ وہ خاص دلوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے، جسمانی بیماریوں کا علاج نہیں۔ (روح المعانی)

مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ در حقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے خواہ قلبی و روحانی ہو یا بدنی اور جسمانی، مگر روحانی بیماریوں کی تباہی انسان کے لئے جسمانی بیماریوں سے زیادہ شدید ہے اور اس کا علاج بھی ہر شخص کے بس کا نہیں، اس لئے اس جگہ ذکر صرف قلبی اور روحانی بیماریوں کا کیا گیا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جسمانی بیماریوں کے لئے شفاء نہیں ہے۔

درد سینہ کی دعا

ایک شخص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مجھے سینے کے درد کی شکایت ہے۔ فرمایا قرآن پاک پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ قرآن سینوں کی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ (ابن مردویہ)

خاصیت: آیت ۵۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اللہ نے جو اتاری تمہارے لئے روزی پھر تم نے ٹھہرا لیا اس میں سے

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ

کچھ حرام اور کچھ حلال (اے محمد) پوچھ! کیا اللہ نے

تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اجازت دے دی ہے ف۱ یا اللہ پر بہتان باندھتے ہیں اور کیا خیال ہے جھوٹ باندھنے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

والوں کا اللہ پر قیامت کے دن۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا

بہتیرے لوگ شکر نہیں کرتے اور تو کسی حال میں کیوں نہ ہو۔ اور قرآن میں سے

مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا

کچھ بھی کیوں نہ پڑھتا ہو اور (لوگو) تم کچھ ہی عمل کیوں نہ کرتے ہو۔ مگر کہ ہم تمہارے

عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ

پاس موجود ہوتے ہیں جب تم مشغول ہوتے ہو اس کام میں اور نہیں غائب

عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

رہ سکتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

آسمان میں اور نہ کوئی اس سے چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی کہ جو نہ ہو کتاب ف۲

ف۱ حلال و حرام قرآن بتلاتا ہے یعنی قرآن جو نصیحت، شفاء، اور ہدایت و رحمت بن کر آیا ہے وہ ہی استناد اور تمسک رکھنے کے لائق ہے۔ احکام الٰہیہ کی معرفت اور حلال و حرام کی تمیز اسی سے ہو سکتی ہے۔ یہ کیا واہیات ہے کہ خدا نے تو تمہارے انتفاع کے لئے ہر قسم کی روزی پیدا کی۔ پھر تم نے محض اپنی آراء و ہوا سے اس میں سے کسی چیز کو حلال، کسی کو حرام ٹھہرا لیا۔ بھلا تحلیل و تحریم کا تم کو کیا حق ہے؟ کیا تم یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایسا حکم دیا، یا یوں ہی خدا پر افتراء کر رہے ہو۔ اگلی آیت میں صاف اشارہ کر دیا کہ بجز افتراء علی اللہ کے اور کچھ نہیں۔ (تنبیہ) جن چیزوں کو حلال و حرام کیا تھا، ان کا مفصل تذکرہ سورۂ "مائدہ" اور "انعام" میں گزر چکا۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۶ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۶

عذاب آخرت سے بچاؤ کا طریقہ اور قرآن کریم کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔

ف۲ قیامت میں انسانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کو مشرکین عرب اس وجہ سے ناممکن سمجھتے تھے کہ اربوں انسان جب مر کر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو چکے ہوں گے، اس کے بعد ان سب کو اکٹھا کر کے دوبارہ زندگی کیسے دی جا سکتی ہے؟ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ مٹی کا کونسا ذرہ دراصل کس انسان کے جسم کا حصہ تھا۔ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ (توضیح القرآن)

مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

روشن (لوح محفوظ) میں۔ سن رکھو! جو خاصان خدا ہیں ان پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ

غمگین ہوں گے ف۱ (یہ وہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے

ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ

خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ نہیں بدلتیں

لِكَلِمَـٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنكَ

اللہ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے اور نہ رنج کر کافروں کی بات سے غلبہ

قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾

سارا اللہ ہی کو ہے۔ وہ (سب کی) سنتا (سب کچھ) جانتا ہے۔

أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا

سنو! اللہ ہی کے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہے۔ اور کس کے پیچھے پڑے

يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ

ہوئے ہیں یہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو۔ یہ تو بس پیچھے پڑے ہوئے ہیں

إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ ٱلَّذِى

خیال کے اور بری اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ

بنا دی تمہارے لئے رات تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن (بنا دیا) دکھانے والا!

ف۱ اولیاء اللہ کون ہیں:
عبداللہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر وفکر خداوندی میں دیکھے جاتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ لوگ کہ جب دیکھو یاد خدا میں مصروف۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ایسے بھی بندے ہیں کہ انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کرتے ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ہم بھی ان سے محبت رکھیں گے۔ فرمایا انبیاء کے لئے بھی قابل رشک لوگ ہیں کہ نہ مال کا کوئی تعلق نہ نسب کا لگاؤ مگر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ان کے چہرے نورانی ہیں وہ نور کے منبروں پر ہیں۔ لوگ جہاں خوف سے تھرا جائیں، وہاں ان پر ذرا بھی آثار خوف نہیں۔ لوگوں پر رنج وغم طاری ہے اور ان کو رنج سے کوئی واسطہ نہیں۔ ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مختلف قبائل سے اور چاروں طرف سے جمع ہوں گے اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ ہوگی لیکن وہ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہوں گے اور خلوص ومحبت ہوگی۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر قائم کرے گا جس پر وہ بیٹھے ہوں گے۔ لوگ قیامت میں پریشان پھر رہے ہوں گے لیکن وہ مطمئن۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء یہی لوگ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ٦٢ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔ کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے

وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

بیٹا بنا رکھا ہے وہ پاک ہے۔ وہ بے نیاز ہے! ؀۱ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس کچھ بھی دلیل نہیں اس کی! کیوں جھوٹ

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ

کہتے ہو اللہ پر جو بات نہیں جانتے ؀۲ کہہ دے کہ جو لوگ

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا

بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ فلاح نہیں پاتے۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا میں

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ

پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ آنا ہے۔ پھر ہم چکھائیں گے ان کو عذاب سخت

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ

اس پر کہ وہ کفر کرتے تھے اور سنا دیا ان کو نوح کا حال۔ جب اس نے کہا

لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي

اپنی قوم سے کہ اے قوم اگر گراں گزرا تم پر میرا رہنا اور میرا سمجھانا

بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ

اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا تم سب پختہ کر لو اپنا کام

؀۱ یعنی اولاد کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ یا تو وہ زندگی کے کاموں میں باپ کی مدد کرے، یا کم از کم اسے نفسیاتی طور پر صاحب اولاد ہونے کی خواہش ہو، اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں سے بے نیاز ہے، اس لئے اسے کسی اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔ (توضیح القرآن)

؀۲ عیسائیت کا ردّ:

اس میں عیسائیوں کے شرک کا رد ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے سمجھنے کی بات یہ کہ اگر وہ واقعی طور پر "مسیح" کو خدا کا (معاذ اللہ) صلبی بیٹا سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہوگی خداوند قدوس بالبداہۃ بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اور اگر بیٹے سے مراد متبنیٰ ہے تو خدا کو اس کی ضرورت کیا پیش آئی کہ ایک مخلوق کو متبنیٰ بنائے۔ کیا معاذ اللہ اسے اولاد کی حسرت اور بیٹا نہ ہونے کا غم تھا؟ یا یہ فکر تھی کہ اس کے بعد مال و دولت کا وارث اور اس کا نام روشن کرنے والا کون ہوگا؟ یا یہ کہ بڑھاپے اور حرج مرج میں کس سے سہارا ملے گا؟ (العیاذ باللہ) وہ تو سب سے بے نیاز ہے اور سب ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ اسے بیٹے پوتے یا متبنیٰ وغیرہ کی احتیاج کہاں ہو سکتی ہے؟ سب چیزیں اس کی مملوک و مخلوق ہیں۔ پھر مالک و مملوک اور خالق و مخلوق کے درمیان ان نسبی رشتوں کی کہاں گنجائش ہے۔ یہ بڑی سخت بات ہے کہ خدا کی نسبت محض جہالت سے ایسی جھوٹی اور بے سند باتیں کہی جائیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ع ۷ / ۱۲ — خلاصہ رکوع ۷

کفار و مشرکین کے جاہلانہ قوانین کا رد کیا گیا۔ اولیاء اللہ کا تعارف اور علامات ذکر فرمائی گئیں۔ مشرکین کے عقائد باطلہ کی تردید کی گئی۔

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

اپنے شریکوں کے ہمراہ پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ۔ پھر (جو کچھ تم کو میرے ساتھ کرنا ہے)

اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ

کر چکو مجھ تک اور مجھے مہلت نہ دو پھر اگر تم منہ موڑ بیٹھے تو میں نے تم سے

مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ

نہ چاہی تھی کچھ مزدوری بس میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ میں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ

فرماں بردار رہوں ف۱ پھر بھی لوگوں نے اس کو جھٹلایا۔ تو ہم نے نجات دی نوح کو

مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

اور جو اُس کے ساتھ تھے! کشتی میں اور بنایا ان کو جانشین اور ڈبو دیا ان کو جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ سو دیکھ کیسی ہوئی ان کی عاقبت کہ جن کو ڈرایا گیا تھا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْھُمْ

پھر ہم نے بھیجے نوح کے بعد اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی جانب تو لائے یہ پیغمبر ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ

کھلی نشانیاں سو یہ لوگ نہ ہوئے کہ مان لیں اس چیز کو جسے جھٹلا چکے پہلے۔ اسی طرح

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا

ہم مہر لگا دیتے ہیں حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر ف۲۔ پھر ہم نے بھیجا

ف۱ وعظ نصیحت سے پیغمبر کا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا:

اصل مطلب (تشریحی) اس طرح ہے کہ اگر تم میرے وعظ و نصیحت سے اب بھی روگردانی کرو گے اور میری بات نہیں مانو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے یا اللہ تم کو عذاب دے گا کیونکہ تمہاری روگردانی کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ قبول حق سے کوئی امر مانع نہیں۔ اس وعظ و تذکیر میں میرا کوئی مقصد نہیں۔ میں اس دعوت کا معاوضہ تم سے نہیں چاہتا کہ تم معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس لیے روگردانی کر رہے ہو یا مجھے (دنیا طلبی کی تہمت سے) متہم کر سکو۔ یا یہ مطلب ہے کہ روگردانی کرو گے تو خود اپنا نقصان کرو گے، میرا کچھ بگاڑ نہ ہوگا۔ میں تم سے معاوضہ کا طلبگار نہیں کہ تمہاری روگردانی سے مجھے معاوضہ نہ ملے تمہارا ہی بگاڑ ہوگا تم ہی ہدایت سے محروم ہو گے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ امت محمدیہ کے منکر:

یعنی جس طرح ہم نے قوم نوحؑ اور نوحؑ کے بعد آنے والے کی امتوں کے دلوں پر مہر لگا دی تھی (بے مدد چھوڑ دیا تھا) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو لوگ حکم خداوندی سے تجاوز کرنے والے ہیں ان کے دلوں پر بھی مہر لگا دیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خود گمراہی میں غرق ہیں اور خواہشات نفس کو نہیں چھوڑتے اس لئے ہم بھی ان کو بے مدد چھوڑ دیتے ہیں۔ (تفسیر مظہریؒ)

۴

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کی جانب

بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا

اپنے معجزے دے کر تو تکبر کرنے لگے اور وہ لوگ تھے ہی نافرمان۔ تو جب آئی

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

ان کے پاس حق بات ہماری طرف سے کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے صریح!

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ

کیا ایسا کہتے ہو حق بات کی نسبت جب وہ تمہارے پاس آئی! کیا جادو ہے یہ؟

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا

اور چھٹکارا نہیں پاتے جادو کرنے والے ۱ بولے کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاۗءُ فِي الْاَرْضِ ۭ

اس دین سے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اور تم ہی دونوں کی سرداری ہو جائے اس ملک میں۔

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ

اور ہم تو تم کو ماننے والے ہیں نہیں ۲ اور بولا فرعون کہ لے آؤ

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ

میرے پاس ہر ماہر جادو گر کو۔ پھر جب آموجود ہوئے جادو گر! کہا ان سے

مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ

موسیٰ نے کہ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ ۳ پھر جب انہوں نے ڈال دیا (تو) موسیٰ

---

۱ فرعونیوں کی کم عقلی:

یعنی حق کو جادو کہتے ہو، کیا جادو ایسا ہوتا ہے؟ اور کیا جادو کرنے والے نبوت کا دعویٰ کر کے حق و باطل کی کشمکش سے کامیاب نکل سکتے ہیں۔ سحر اور معجزہ میں تمیز نہ کر سکنا ان کوتاہ فہموں کا کام ہے جو سونے اور پیتل میں تمیز نہ کر سکیں۔ پیغمبر کے روشن چہرے، پاکیزہ اخلاق، نور، تقویٰ، پرشوکت وعظمت احوال میں یہ یہی شہادت اس کی موجود ہوتی ہے کہ جادو گری اور شعبدہ بازی سے انہیں کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔ پیغمبر کو "ساحر" کہنا کس درجہ بے حیائی یا دیوانگی ہے۔

۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام:

یعنی معاذ اللہ تم دنیا کے حریص اور بد نیت ہو، ایک سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ میں پیش کرتے ہو۔ تمہاری غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم برپا کر کے اس ملک میں اپنی حکومت اور سرداری جماؤ۔ اور یہاں کے قدیم سرداروں (قبطیوں) کو برطرف کر دو۔ سو یاد رہے کہ یہ خواہش پوری ہونے والی نہیں۔ ہم لوگ ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے نہ تمہاری بزرگی کبھی تسلیم کریں گے۔

۳ جادو کی یوں تو بہت سی قسمیں ہوتی ہیں، لیکن چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو معجزہ دکھلایا تھا، اس میں انہوں نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی تھی، اور وہ سانپ بن گئی تھی، اس لئے مقابلے پر جو جادوگر بلائے گئے ان کے بارے میں ظاہر یہی تھا کہ وہ اسی قسم کا کوئی جادو دکھائیں گے کہ کوئی چیز پھینک کر سانپ بنا دیں، تا کہ یہ باور کرایا جا سکے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی اسی قسم کا کوئی جادو ہے۔ (توضیح القرآن)

مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ

نے کہا کہ یہ جو تم لائے ہو جادو ہے! ابھی اللہ اسے بگاڑ دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

اللہ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام۔ اور اللہ حق کو حق

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ

کر دکھائے گا اپنے حکم سے اگرچہ برا مانیں گنہگار ف۱ پھر بھی نہ مانا موسیٰ کو

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

مگر اس کی قوم کے چند لڑکوں نے ف۲ ڈرتے ڈرتے فرعون اور ان کے سرداروں سے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ

کہ کہیں فرعون ان پر کوئی مصیبت نہ لا ڈالے اور بیشک فرعون بڑھا چڑھا تھا ملک میں

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا تھا اور کہا موسیٰ نے کہ بھائیو!

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر۔ تو اس پر بھروسہ کرو اگر ہو

مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَي اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

تم فرماں بردار تو انہوں نے کہا کہ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا! اے ہمارے پروردگار ہم پر

فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ ۙ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ

زور نہ آزما اس ظالم قوم کا اور ہم کو چھڑا اپنی رحمت سے

ف۱ جادو کا علاج:

ابن ابی سلیمؓ سے روایت ہے کہ یہ آیتیں بحکم خدا تعالیٰ سحر سے شفا کا کام دیں گی، اس آیت کو پڑھ کر پانی پر پھونکو پھر مسحور کے سر پر انڈیل دو۔ یہ سورۂ یونس کی آیت ہے۔ وہ یہ ہے فلما القوا قال موسی الی اخرہ

خلاصہ رکوع ۸

انبیاء کرام علیہ السلام میں سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کا ذکر کیا گیا۔ ع ۸ / ۱۲ / ۱۳

ف۲ اس مقام پر بعض کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فرعون کے ہاتھوں سب کے سب مصیبتوں میں مبتلا تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام سے کوئی بھی مخالف نہ تھا پھر اس کے کیا معنے کہ تھوڑے آدمی ایمان لائے اور اپنے سرداروں سے ڈرنے کی کیا وجہ نیز سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے ہیں تو آپ کے ساتھ لاکھوں تھے جس سے معلوم ہوا کہ بہت لوگ ایمان لائے تھے جواب یہ ہے کہ مخالف نہ ہونا اور ساتھ ہو لینا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ایمان بھی لے آئے تھے بلکہ دل میں یہ قصد ہوگا کہ ابھی سے مسلمان ہو کر کون پریشانی میں پڑے موقع پر ایمان لے آویں گے ہاں ان میں جو سچے طالب خدا تھے ان سے بے پروائی اور تاخیر نہ ہو سکی وہ قاعدہ کے موافق جبھی ایمان لے آئے گو اس کا عام اعلان نہ کیا اور قبطیوں کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا پس سرداروں سے مراد قبطی لوگ ہیں کہ وہی حکام تھے قبائل بنی اسرائیل کے سردار مراد نہیں کیونکہ ان سے خوف کچھ نہ تھا اور یہ قصہ شروع شروع کا ہے پھر کچھ ہمت بڑھتی گئی اور مسلمان بڑھتے گئے۔ تفسیر مدارک میں اس جگہ اول الامر کی قید صراحۃً مذکور ہے یعنی تھوڑے آدمیوں کا ایمان لانا اور ڈرتے ڈرتے ایمان لانا یہ شروع کی حالت ہے اب سب شبہات رفع ہو گئے ۱۲ خلاصۃ البیان

خاصیت: آیت ۸۱، ۸۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ

ان کافر لوگوں (کے پنجے) سے اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ اور اس کے بھائی (ہارون)

اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

کی جانب کہ بنا لو اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر! اور کرو اپنے گھروں کو

قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ

قبلہ رو! اور قائم کرو نماز ف۱ اور بشارت دے ایمان والوں کو اور کہا موسیٰ نے

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً

کہ اے ہمارے پروردگار تو نے دے رکھی ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش

وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ

اور بہتیری دولت دنیا کی زندگی میں اے رب (یہ اس واسطے دے رکھا ہے) کہ وہ بہکائیں

سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

تیرے راستہ سے۔ بارالٰہا ملیا میٹ کر دے ان کے مال اور سخت کر دے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

ان کے دل کہ ایمان ہی نہ لائیں یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب ف۲۔

الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا

اللہ نے فرمایا کہ قبول ہو چکی دعا تم دونوں بھائیوں کی تو تم دونوں

وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجَاوَزْنَا

ثابت قدم رہو اور نہ چلو ان لوگوں کے رستے کہ جو انجان ہیں اور ہم نے

ف۱ بحالت مجبوری مسجد کی حاضری معاف کردی گئی:

ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور انہی گھروں میں نماز قائم رکھو۔ خوف کی وجہ سے مسجد کی حاضری معاف کردی گئی۔ لہٰذا اپنے گھروں ہی میں خفیہ نماز پڑھ لیا کرو۔ جیسے ابتداء اسلام میں مومنوں کو حکم ہوا۔ فرعونی بنی اسرائیل کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اس لئے بحالت مجبوری ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں کو قبلہ کے رخ بنالو اور انہی میں نماز پڑھ لیا کرو تا کہ فرعونیوں کو تمہاری نماز اور عبادت کی خبر نہ ہو اور جب بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی طرف سے سخت بلائیں پہنچیں تو حکم ہوا کہ کثرت سے نمازیں پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نماز کی برکت سے تمہاری یہ بلا اور مصیبت دور کردے گا کما قال تعالیٰ وقال موسی لقومه استعينو بالله واصبروا وقال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنو استعینو بالصبر و الصلوة.

ف۲ بددعاء کا اثر:

حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ قوم فرعون کے تمام زر و جواہر اور نقد سکے اور باغوں کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ایک تھیلہ پایا گیا جس میں فرعون کے زمانہ کی چیزیں تھیں۔ ان میں انڈے اور بادام بھی دیکھے گئے جو بالکل پتھر تھے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ

پار اتار دیا بنی اسرائیل کو دریا کے پھر ان کا پیچھا کیا فرعون اور اس کے لشکر نے شرارت

بَغۡیًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَهُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ

اور تعدی سے۔ یہاں تک کہ جب اس پر پہنچا ڈوباؤ (پانی) لگا کہنے! مجھ کو یقین آیا

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا

کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل۔ اور میں بھی فرمانبرداروں

مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ

میں ہوں (اس سے کہا گیا کہ) اب ایمان لایا اور نافرمان رہا پہلے اور رہا

مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَکُوۡنَ

مفسدوں میں ولے۔ تو آج ہم تجھ کو بچا دیں گے تیرے بدن سے تاکہ پچھلوں

لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا

کے لئے نشانی ہو اور بیشک بہتیرے لوگ ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے

لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ع وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ

غافل ہیں۔ اور ہم نے جگہ دی بنی اسرائیل کو نیک مقام میں

وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰی جَآءَهُمُ

اور انہیں کھانے کو دیں ستھری چیزیں۔ تو انہوں نے نہ اختلاف کیا یہاں تک کہ آ چکا

الۡعِلۡمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ

ان کے پاس علم تیرا پروردگار ان میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن

ولے فرعون کا غرق ہونا:

موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا۔ تاکہ اس کے پنجۂ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم کے کنارے پہنچے، تو سخت پریشان ہوئے، آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آرہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری، سمندر کا پانی ادھر ادھر کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خدا نے بارہ راستے خشک بنا دیئے۔ یہ پار ہوئے، ادھر فرعون لشکر سمیت سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ خشک راستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال دیئے۔ جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا کے وسط میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے، سب لشکر اور سامان موجوں کی نذر ہو گیا۔

فرعون کا فتویٰ:

ایک مرتبہ جبریل امین فرعون کے پاس ایک استفتاء لے کر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر کا اس غلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو آقا کے مال و نعمت میں پلا پھر اس غلام نے اپنے آقا کی نعمت کا کفران کیا اور اس کا حق نہ مانا اور خود آقا ہونے کا دعویٰ کیا، تو ایسے غلام کا کیا حکم ہے۔ فرعون نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب لکھا کہ ایسے غلام کی سزا یہ ہے کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے اور اس فتویٰ پر جبریل امین نے فرعون سے دستخط بھی لے لئے فرعون نے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ یہ وہ جواب ہے کہ جو ابو العباس ولید بن مصعب یعنی فرعون نے لکھا ہے جب فرعون غرق ہونے لگا اور ایمان ظاہر کرنے لگا تو جبریل امین نے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ اس کو دکھلایا اور کہا کہ فتوے کے بموجب تیرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ / ١٠ / ١٤

موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کا تذکرہ فرمایا گیا۔ فرعون کی آخری حالت اور اس کی نعش سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ

جن باتوں میں اختلاف کر رہے تھے ف١ پس اگر (بالفرض) تو شک میں ہے

مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ

اس چیز سے جو ہم نے اتاری تیری طرف تو پوچھ دیکھ ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب

قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

تجھ سے پہلے سے۔ بیشک تیرے پاس آیا حق تیرے رب کی طرف سے۔ پس تو نہ

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ہو شبہ کرنے والوں میں۔ اور تو نہ ہو ان لوگوں میں جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ

اللہ کی آیتوں کو ورنہ ہو جائے گا نقصان پانے والوں میں۔ جن پر ثابت ہو چکا

عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ

حکم (عذاب) تیرے پروردگار کا وہ تو مانیں گے نہیں اگرچہ ان کے سامنے

كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا

آموجود ہوں سارے معجزے جب تک کہ نہ دیکھ لیں عذاب دردناک۔ سو کیوں نہ ہوئی

كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

کوئی بستی کہ ایمان لے آتی۔ پھر ان کو فائدہ دیتا ان کا ایمان لانا۔ مگر ہاں یونس کی ف٢

يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

قوم کے لوگ کہ جب ایمان لے آئے ہم نے اٹھا لیا ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی

ف١ یعنی بنی اسرائیل کا عقیدہ ایک مدت تک دین حق کے مطابق ہی رہا۔ تورات اور انجیل میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو خبر دی گئی تھی اس کے مطابق ہی رہا۔ تورات اور انجیل میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو خبر دی گئی تھی، اس کے مطابق وہ یہ بھی مانتے تھے کہ آخر میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ لیکن جب آسمانی کتابوں میں مذکور نشانیوں کے ذریعے یہ علم آگیا کہ وہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس وقت انہوں نے دین حق سے اختلاف شروع کر دیا۔ (توضیح القرآن)

ف٢ پچھلی آیتوں میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی تھی کہ کسی انسان کیلئے ایمان لانا اسی وقت کارآمد ہوتا ہے جب وہ موت سے پہلے اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ایمان لائے۔ جب عذاب آجاتا ہے کہ اس وقت ایمان لانا کارآمد نہیں ہوتا۔ اس اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ پچھلی جتنی قوموں پر عذاب آیا، اس سب کا حال یہ تھا کہ وہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے، اس لئے عذاب کا شکار ہوئے۔ البتہ ایک یونس علیہ السلام کی قوم ایسی تھی کہ وہ عذاب کے نازل ہونے سے ذرا پہلے ایمان لے آئی تھی، اس لئے اس کا ایمان منظور کر لیا گیا۔ اور اس کی وجہ سے اس پر آنے والا عذاب ہٹا لیا گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب وہ اپنی قوم کو عذاب کی پیشگوئی کر کے بستی سے چلے گئے تو ان کی قوم کو ایسی علامتیں نظر آئیں جن سے انہیں حضرت یونس علیہ السلام کے انتباہ کے سچے ہونے کا یقین ہو گیا، چنانچہ وہ عذاب کے آنے سے پہلے ہی ایمان لے آئے۔

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ

زندگی میں اور اُن کو فائدہ اُٹھانے دیا ایک مدت تک اور اگر تیرا پروردگار چاہتا (تو)

رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ

ایمان لے آتے جتنے زمین میں ہیں سب یکجا وا سو کیا

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ

تو جبر کر سکتا ہے لوگوں پر کہ وہ با ایمان ہو جاویں۔ اور

لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ ایمان لے آئے مگر (ہاں) اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا

گندگی ان لوگوں پر جو عقل کو کام میں نہیں لاتے وٹ۔ کہہ دے دیکھو تو کیا کچھ ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

آسمانوں اور زمین میں وٹ اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ

اور ڈراوے اُن لوگوں کو جو نہیں مانتے تو یہ نہیں راہ دیکھتے مگر ان ہی

اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ

لوگوں کی سی (مصیبتوں کی) جو گزر چکے ان سے پہلے۔ کہہ دے

فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ

اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے

وا: یعنی اللہ تعالیٰ زبردستی سب کو مؤمن بنا سکتا تھا، لیکن چونکہ دنیا کے دار الامتحان میں ہر شخص سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی اور اختیار سے ایمان لائے، اس لئے کسی کو زبردستی مسلمان کرنا نہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے، نہ کسی اور کے لئے جائز ہے۔

وٹ: اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کائنات میں کچھ نہیں ہو سکتا، لہٰذا اس کے بغیر کسی کا ایمان لانا بھی ممکن نہیں، لیکن جو شخص اپنی سمجھ اور اختیار کو صحیح استعمال کر کے ایمان لانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی توفیق دے دیتا ہے، اور جو شخص عقل اور اختیار سے کام نہ لے اس پر کفر کی گندگی مسلط ہو جاتی ہے۔

وٹ: اس کائنات کی ہر چیز کو اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا شاہکار ہے، اس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محیر العقول کارخانہ خود بخود وجود میں نہیں آ گیا، اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، بلکہ اس سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ جو ذات اتنی عظیم کائنات پیدا کرنے پر قادر ہے، اسے اپنی خدائی کے لئے کسی شریک یا مددگار کی حاجت نہیں ہے، لہٰذا وہ ہے، اور ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

اس آئینہ خانے میں سبھی عکس ہیں تیرے
اس آئینہ خانے میں تو یکتا ہی رہے گا

(توضیح القرآن)

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ

رسولوں کو اور اُن کو جو ایمان لائے۔ اسی طرح ہمارا ذمہ ہے بچاویں گے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

ایمان والوں کو کہہ دے کہ اے لوگو اگر تم شبہ میں ہو میرے

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

دین کی نسبت تو میں تو ان کو پوجتا نہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا

اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ

لیکن میں پوجتا ہوں اللہ کو جو تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اور مجھے

اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ

حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں کے (زمرہ) میں اور (اللہ نے مجھے

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا

یہ بھی حکم دیا ہے) کہ سیدھا کر اپنا منہ دین پر حنیف ہو کر اور نہ ہو مشرکین میں۔ اور نہ

تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

پکار اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ ضرر دے سکتا ہے۔

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

پھر اگر تو نے ایسا کیا تو اُس وقت تو بھی ظالموں میں ہو گا۔ اور اگر تجھ کو پہنچائے اللہ

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

کوئی تکلیف تو کوئی اس کا کھولنے والا نہیں اس کے سوا ف۱ اور اگر چاہے تیرے حق میں بھلائی (کرنی) تو کوئی

---

۱۰ ع ۱۱ ۱۵

خلاصہ رکوع ۱۰

بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا اور قرآن کی حقانیت کے ساتھ قوم یونس سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی۔

ف۱ قریشیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب:

حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر قریش کے قبیلوں کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر میں یکے بعد دیگرے سب جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے قبیلۂ قریش اگر میں تمہیں خبر دوں کہ صبح ہوتے ہوتے دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے آ پہنچنے والا ہے تو میری بات تم سچ مانو گے کہ نہیں؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا، ہمیں تو کبھی تجربہ نہیں ہو اکہ تم نے کوئی بات جھوٹ موٹ کہہ دی ہو تو آپ نے فرمایا تو سنو! میں خدا کے عذاب شدید سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ تمہیں آ لینے والا ہی ہے، اب بھی خدا سے معافی مانگ لو، توبہ کرلو۔ وہ خدا تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا اور ہر صاحب فضل کو اپنے فضل سے بہرہ ور فرمائے گا وہ دنیا میں تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گا، اور دار آخرت میں بھی۔ جو بھی مرد و عورت بشرطیکہ ایمان لے آئے ہم اسے مرنے کے بعد حیات طیبہ کے ساتھ اٹھائیں گے۔

لِفَضۡلِهٖ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ

اس کے فضل کا پھیرنے والا نہیں وہ پہنچا دیتا ہے فضل جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں۔ اور وہی بخشنے والا

الرَّحِيۡمُ ۝۱۰۷ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ

مہربان ہے۔ کہہ دے اے لوگو تمہارے پاس آ چکا حق تمہارے رب کی طرف سے۔

فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ

تو اب جو کوئی راہ پر آوے تو بس راہ پر آتا ہے اپنے بھلے کو اور جو بھٹکا پھرے تو بس بھٹکا

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ؕ ۝۱۰۸ وَاتَّبِعۡ مَا

پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر داروغہ نہیں ہوں اور اے محمد تو چل اسی پر جو وحی بھیجی

يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ۝۱۰۹

جاتی ہے تیری جانب اور صبر کر یہاں تک کہ فیصلہ کر دے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

سُوۡرَةُ هُوۡدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً وَّعَشۡرُ رُكُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ

(یہ قرآن) ایسی کتاب ہے کہ جانچ لی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر کھولی گئی ہیں

حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ ۝۱ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ

حکمت والے باخبر (اللہ) کی طرف سے (اور اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ نہ پوجو مگر اللہ کو میں تمہیں اسی کی طرف سے

نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ

ڈراتا اور خوشخبری سناتا ہوں۔ اور یہ کہ معافی مانگو اپنے رب سے پھر

اہمیت و فضیلت سورہ ہود

سورۂ ہود ان سورتوں میں سے ہے جن میں پچھلی قوموں پر نازل ہونے والے قہر الٰہی اور مختلف قسم کے عذابوں کا اور پھر قیامت کے ہولناک واقعات اور اجزاء و سزا کا ذکر خاص انداز میں آیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں کچھ بال سفید ہو گئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے بطور اظہار رنج کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے، تو آپ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا، اور بعض روایات میں سورۂ ہود کے ساتھ سورۂ واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور سورۂ تکویر کا بھی ذکر ہے۔ (رواہ الحاکم والترمذی)

مطلب یہ تھا کہ ان واقعات کے خوف و دہشت کی وجہ سے بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو گئے۔

خلاصہ رکوع ۱۱

اتمام حجت کے طور پر اللہ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین اسلام کو خطاب کر کے دعوت حق دی گئی۔ آخر میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ محکم اس جگہ منسوخ کے مقابلہ میں ہے اور مراد یہ ہے کہ اس کتاب یعنی قرآن کی آیات کو اللہ تعالیٰ نے مجموعی حیثیت سے محکم غیر منسوخ بنایا ہے یعنی جس طرح پچھلی کتابیں تورات وانجیل وغیرہ نزول قرآن کے بعد منسوخ ہو گئیں، اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت و وحی ہی ختم ہو گیا اس لئے یہ کتاب تاقیامت منسوخ نہ ہوگی۔ (قرطبی) اور قرآن کی بعض آیات کا خود قرآن ہی کے ذریعہ منسوخ ہو جانا اس کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن)

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

توبہ کرو اس کی جناب میں کہ تم کو فائدہ دے اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ

مقرر تک اور عطا فرمائے ہر زیادہ کرنے والے کو زیادتی اس کی اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳

تم منہ موڑو تو میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

اللہ کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ

سنو! وہ لوگ دوہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ چھپاویں اللہ سے۔

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

سنو جس وقت وہ اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ تو واقف ہے دلوں کے بھید سے ف۱

ف۱ شانِ نزول:

(ترجمہ) اس آیات کی شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ صحیح ترین روایت ابن عباسؓ کی بخاری میں ہے کہ بعض مسلمانوں پر حیاء کا اس قدر حد سے زیادہ غلبہ ہوا کہ استنجا یا جماع وغیرہ ضروریات بشری کے وقت کسی حصۂ بدن کو برہنہ کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ برہنہ ہونا پڑتا تو غلبۂ حیاء سے جھکے جاتے اور شرمگاہ کو چھپانے کے لئے سینہ کو دوہرا کئے لیتے تھے۔ اس طرح کے آثار کبھی کبھی غایت تادب مع اللہ اور غلبہ حیاء سے ناشی ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے لوگ "صوفیہ" کی اصطلاح میں "مغلوب الحال" کہلاتے ہیں چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی مسئلہ میں ایسا غلو اور تعمق آئندہ امت کو ضیق میں مبتلا کر سکتا تھا اس لئے قرآن نے "الا حین یستغشون ثیابھم" الخ سے ان کی اصلاح فرمادی یعنی اگر بوقت ضرورت بدن کھولنے میں خدا سے حیاء آتی ہے اس لئے جھکے جاتے ہو تو غور کرو کہ کپڑے پہننے کی حالت میں تمہارا ظاہر و باطن کیا خدا کے سامنے نہیں ہے؟ جب انسان اس سے کسی وقت نہیں چھپ سکتا۔ پھر ضروریات بشریہ کے متعلق اس قدر غلو سے کام لینا ٹھیک نہیں۔ واضح ہو کہ ربط آیات کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک آیت کا مضمون دوسری کے مضمون سے مناسبت رکھتا ہو، سبب نزول سے مناسبت رکھنا ضروری نہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

سورۃ یونس گیارھواں پارہ

خاصیت ابتدائی آیات برائے تسخیر خلقت

الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ (پارہ۱۱رکوع۶)

خاصیت: جو شخص چاہے کہ لوگ میرے مطیع و مسخر ہو جائیں تو شعبان کے مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھے آخر کار روزہ سرکہ وساگ اور جو کی روٹی اور نمک سے افطار کرے اور مغرب سے عشاء تک ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول رہے اور عشاء پڑھ کر بھی تسبیح وتقدیس میں جب تک چاہے مشغول رہے۔ پھر یہ آیتیں آب آس اور زعفران سے ایک کاغذ پر لکھ کر سر کے نیچے رکھ کر سورہے۔ صبح کو نماز پڑھ کر اس پرچے کو لے کر جس کے پاس جائے گا اس کی قدرومنزلت کرے گا۔ اور جو بات کہے گا وہ درست ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰ برائے تسہیل ولادت

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

خاصیت: یہ آیت تسہیل ولادت اور درد گوش اور آسانی رزق کیلئے کدوئے شیرین کے پوست پر سیاہی سے لکھ کر درد زہ والی عورت کے داہنے بازو پر باندھ دینے سے ولادت میں سہولت ہوتی ہے اور قلعی دار تانبے کی تشتری پر عرق گندنا سے لکھ کر صاف شہد سے دھو کر آگ پر پکا کر جسکے کان میں درد ہو تین قطرے چھوڑ دے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہو اور جو کاغذ پر لکھ کر نیلے کپڑے میں تعویذ بنا کر داہنے بازو پر باندھے۔ اسباب روزی کے اس کیلئے آسان ہوں۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷، ۵۸ برائے شفائے مرض

سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۷-۵۸ کو لکھ کر پانی سے دھو کر پلانا ہر قسم کے مریض کو حکم الٰہی سے سات دن میں شفا دیتا ہے۔

خاصیت آیت ۸۱، ۸۲ برائے جادو

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ (پارہ۱۱رکوع۱۳)

ترجمہ: سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

خاصیت: سحر کیلئے بہت مجرب ہے جس پر کسی نے سحر کیا ہو ان آیتوں کو لکھ کر اس کے گلے میں ڈالے یا طشتری پر لکھ کر پلائے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

برائے جادو

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (پارہ۱۱، رکوع۱۳)

ترجمہ: سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔

خاصیت: سخت جادو کے دفع کرنے کیلئے نافع ہے ایک گھڑا بارش کے پانی کا لے کر ایسی جگہ سے جہاں برسنے کے وقت کسی کی نظر نہ پڑی ہو اور ایک گھڑا ایسے کنوئیں کے پانی کا لے جس میں سے کوئی پانی نہ بھرتا ہو پھر جمعہ کے روز ایسے درختوں کے سات پتے لے جن کا پھل نہ کھایا جاتا ہو۔ پھر دونوں پانی ملا کر اس میں ساتوں پتے ڈال دے پھر ان آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر اس پانی سے دھو کر مسحور کو کنارہ دریا پر لے جا کر پانی میں اس کو کھڑا کر کے رات کے وقت اس پانی سے اس کو غسل دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سحر باطل ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۴ برائے بدخوابی

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پ۱۱ع۱۲)

ترجمہ: ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف وحزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

خاصیت: جس کو بدخوابی ہوتی ہو اور پریشان خواب دیکھتا ہو وہ اس کو لکھ کر گلے میں ڈالے یا سوتے وقت پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ خواب بد سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۷ برائے شفاء

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

خاصیت: کسی برتن میں ان آیتوں کا لکھ کر پانی سے دھو کر پلانا ہر قسم کے بیمار کو حکم الٰہی سے ساتھ دن میں شفاء دیتا ہے۔ (طب روحانی ۸۸)

تعارف سورۂ یوسف

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ کچھ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کروایا تھا کہ بنو اسرائیل کے لوگ جو فلسطین کے باشندے تھے، مصر میں جا کر کیوں آباد ہوئے؟ ان لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کے پاس چونکہ بنو اسرائیل کی تاریخ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اس لئے آپ اس سوال کا جواب نہیں دے پائیں گے، اور اس طرح آپ کے خلاف یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل جائے گا کہ آپ (معاذ اللہ) سچے نبی نہیں ہیں۔ اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۂ یوسف نازل فرمادی جس میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ دراصل بنو اسرائیل کے جدِ امجد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے، انہی کا دوسرا نام "اسرائیل" بھی تھا۔ ان کے بارہ صاحبزادے تھے، انہی کی نسل سے بنو اسرائیل کے بارہ قبیلے پیدا ہوئے۔ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادوں کے ساتھ فلسطین میں مقیم تھے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین بھی شامل تھے۔ ان دونوں کے سوتیلے بھائیوں نے سازش کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں ڈال دیا، جہاں سے ایک قافلے نے انہیں اٹھا کر مصر کے ایک سردار کے ہاتھ بیچ دیا، شروع میں وہ غلامی کی زندگی گزارتے رہے، لیکن اس واقعے کے تحت جس کی تفصیل اس سورت میں آ رہی ہے، اس سردار کی بیوی زلیخا نے انہیں گرفتار کر کے جیل بھجوادیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا کرنا ہوا کہ مصر کے بادشاہ کے ایک خواب کی صحیح تعبیر دینے پر بادشاہ ان پر مہرباں ہوا، اور انہیں نہ صرف جیل سے نکال کر باعزت بری کر دیا بلکہ انہیں اپنا وزیر خزانہ مقرر کیا، اور بعد میں حکومت کے سارے اختیارات انہی کو سونپ دیئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو فلسطین سے مصر بلوالیا۔ اس طرح بنو اسرائیل فلسطین سے مصر منتقل ہو گئے۔

سورۂ یوسف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا پورا واقع ایک ہی تسلسل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور تقریباً پوری سورت اسی کے لئے وقف ہے۔ اور یہ واقعہ کسی اور سورت میں نہیں آیا۔ اس واقعے کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں پر ایک حجت قائم فرمادی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ یہ بات ان پر بھی واضح تھی کہ اس واقعے کا علم ہونے کا آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا، لہٰذا یہ تفصیل آپ کو وحی کے علاوہ کسی اور طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرامؓ کو کفارِ مکہ کی طرف سے جن تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، ان کے پیش نظر اس واقعے میں آپ کے لئے تسلی کا بھی بڑا سامان تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کی سازش کے نتیجے میں بڑے سخت حالات سے گزرے، لیکن آخرکار اللہ تعالیٰ نے انہی کو عزت، شوکت اور سربلندی عطا فرمائی، اور جن لوگوں نے انہیں تکلیفوں کا نشانہ بنایا تھا، ان سب کو ان کے آگے جھکنا پڑا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ مکہ مکرمہ میں تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی ہیں، لیکن آخر یہ سازشی لوگ آپ ہی کے سامنے جھکیں گے اور حق غالب ہو کر رہے گا۔ اس کے علاوہ بھی اس واقعے میں مسلمانوں کے لئے بہت سے سبق ہیں اور شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہترین قصہ قرار دیا ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ

اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر کہ اللہ کے ذمہ ہے اس کی روزی ول

رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ

اور وہ جانتا ہے اس کے ٹھہرنے اور سونپے جانے کی جگہ کو۔ سب کچھ (لکھا ہوا)

مُّبِیْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ

موجود ہے کتاب روشن (لوح محفوظ میں) اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ

اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ

دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر (سو اس نے تم کو پیدا کیا)

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ

تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔ اور اگر تو کہے کہ تم سب

بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا

اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے مرے پیچھے تو کافر ضرور کہیں گے کہ بس یہ تو

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ

صریح جادو ہے۔ اور اگر ہم ملتوی کیے رہیں ان سے عذاب گنی ہوئی

مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ

مدت تک تو ضرور کہنے لگیں گے کہ کیا چیز روک رہی ہے عذاب کو؟ سنو جی

لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

جس دن عذاب اُن پر آپڑے گا۔ نہ ٹلے گا ان سے اور ان کو گھیر لے گا وہ (عذاب) جس کی

ول رزق ملنے کا عجیب واقعہ: امام قرطبی ؒ نے اس آیت کے تحت ابو موسیٰ اور ابو مالک وغیرہ قبیلہ اشعریین کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جو کچھ توشہ اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، انہوں نے اپنا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لئے بھیجا کہ ان کے کھانے وغیرہ کا کچھ انتظام فرمادیں، یہ شخص جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے ہیں فی الارض الا علی الله رزقها اس شخص کو یہ آیت سن کر خیال آیا کہ جب اللہ نے سب جانداروں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہم اشعری بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گزرے نہیں وہ ضرور ہمیں بھی رزق دیں گے، یہ خیال کر کے وہیں سے واپس ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا کچھ حال نہیں بتلایا، واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آرہی ہے، اس کے اشعری ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ان کے قاصد نے حسب قرار داد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی حاجت کا ذکر کیا ہے اور آپ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے وہ یہ سمجھ کر مطمئن بیٹھ گئے، وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دیکھا کہ دو آدمی ایک (قصعہ) گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا اٹھائے لا رہے ہیں، قصعہ ایک بڑا برتن ہوتا ہے جیسے تشلہ یا سینی، لانے والوں نے یہ کھانا اشعریین کو دے دیا، انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا تو ان لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

ہنسی اڑا رہے تھے۔ اور اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت پھر

نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ

وہ اس سے چھین لیں۔ تو وہ نا امید ناشکر ہو۔ اور اگر ہم چکھائیں آرام

بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ

اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی ہو۔ تو کہنے لگے کہ دور ہو گئیں سختیاں مجھ سے تو

لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

وہ خوشیاں کرے شیخی مارے ف۲۔ مگر ہاں جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے (وہ ایسے نہیں)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ

ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے تو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا اس میں سے کچھ

مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف اور تو اس کی وجہ سے تنگدل ہو گا اس پر کہ وہ کہتے ہیں

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ

کیوں نہ اترا اس شخص پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ؟ بس تو تو

نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

ڈر سنانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ کیا کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

کہ باندھ لیا ہے قرآن۔ کہہ دے۔ تم لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھ کر۔ اور بلا لو

بھیج دیں تاکہ اس کو آپ اپنی ضرورت میں صرف فرمادیں، اپنے

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کی حقانیت اور بعثت انبیاء کے مقاصد ذکر فرمائے گئے۔

دو آدمیوں کو یہ کھانا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد یہ سب حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا بہت زیادہ اور بہت نفیس ولذیذ تھا، آپ نے فرمایا میں نے تو کوئی کھانا نہیں بھیجا۔ تب انہوں نے پورا واقعہ عرض کیا کہ ہم نے اپنے فلاں آدمی کو آپ کے پاس بھیجا تھا، اس نے یہ جواب دیا، جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میں نے نہیں اس ذات قدوس نے بھیجا ہے جس نے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

ف۲ انسان کی بیماری کا علاج: اسی موجود پرستی اور حال مستی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور رسول آتے ہیں جو انسان کو ماضی کے عبرتناک واقعات یاد دلا کر مستقبل کی فکر سامنے کر دیتے ہیں اور یہ سبق سکھاتے ہیں کہ کائنات کے بدلتے ہوئے حالات و تغیرات میں غور کرو کہ کونسی طاقت ان کے پردے میں کام کر رہی ہے، بقول حضرت شیخ الہندؒ

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں دیکھو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

مومن کامل بلکہ انسان کامل وہی ہے جو ہر تغیر و انقلاب اور ہر رنج و راحت میں دست قدرت کی مستور طاقت کا مشاہدہ کرے۔ آنی فانی راحت و رنج اور اس کے صرف مادی اسباب پر دل نہ لگائے عقلمند کا کام یہ ہے کہ اسباب سے زیادہ مسبب الاسباب کی طرف نظر کرے، اسی سے اپنا رشتہ مضبوط باندھے۔ (معارف القرآن)

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

جسے بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

پس اگر تمہارا کہا نہ کر سکیں تو جان لو کہ بس قرآن اترا ہے اللہ ہی کے علم سے

وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ

اور یہ کہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو اب بھی تم مسلمان ہوتے ہو

كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ

جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور دنیاوی رونق ہم پورا بھر دیتے ہیں ان کو ان کے

اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں اور وہ یہاں نقصان میں ف۱ نہیں رہتے بھی ہیں

لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا

جن کے لئے کچھ نہیں آخرت میں سوائے آگ کے اور مٹ گیا

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

جو کچھ کیا تھا دنیا میں اور نیست و نابود ہو گیا جو وہ کرتے تھے بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے

مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ

کھلے رستے پر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ (قرآن) ہو اللہ کی طرف سے پہلے موسیٰ کی کتاب

مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ

(ان کی گواہ ہو) جو رہنما اور رحمت ہے۔ کیا ایسا شخص طالب دنیا کافر جیسا ہو سکتا ہے

ف۱ قرآن کے بے مثال ہونے کے دلائل:

اعجاز قرآن پر دلائل تو بے شمار ہیں جس پر علماء دین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اس وقت اجمال اور اختصار کے ساتھ چند حرف ہدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) قرآن کریم۔ اصول دین یعنی توحید اور رسالت اور قیامت کی ایسی تفصیل اور تحقیق پر مشتمل ہے کہ توریت، انجیل، اور زبور میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

(۲) پھر یہ کہ قرآن کریم اثبات الوہیت و وحدانیت اور اثبات نبوت و رسالت اور اثبات قیامت کے ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قطعیہ پر مشتمل ہے کہ جس کے جواب سے روئے زمین کے فلاسفہ عاجز اور درماندہ ہیں اور بڑے بڑے دہری اور مادہ پرست ان دلائل کے سامنے لاجواب ہیں۔

(۳) حرام حلال کی تفصیل کرتا ہے۔

(۴) قرآن کریم، انبیاء سابقین کی نصیحتوں اور ان کے کلمات حکمت و موعظت کا جامع ہے۔

(۵) عقل معاش اور عقل معاد دین اور دنیا کی رہنمائی کرتا ہے۔

(۶) گذشتہ امتوں کے عبرت آمیز واقعات بیان کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے کہ اللہ تم کو کافروں کے مقابلہ میں غلبہ عطا فرمائے گا۔

(۷) اور قیامت تک آنے والے حوادث کلیہ کی تم کو خبر دیتا ہے کہ زمانہ کس رفتار سے جائے گا اور کس حال میں اس کی بساط پلٹی جائے گی اور کس طرح قیامت قائم ہوگی یہ تو قرآن کریم کے معنوی اعجاز کے چند وجوہ ہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس کے دلائل اعجاز اور اسرار بلاغت کی کوئی حد نہیں۔

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ

(ہرگز نہیں) یہی ہیں جو مانتے ہیں قرآن اور جو کوئی اس کا منکر ہو فرقوں سے میں سو آگ ہے اس کا وعدہ۔

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

سو تو نہ ہو شبہ میں اس قرآن سے۔ بیشک یہ برحق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

باندھے اللہ پر جھوٹا۔ یہ لوگ پیش کئے جائیں گے اپنے پروردگار کے حضور میں۔ اور کہہ دیں گے

الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ

گواہ کہ یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اپنے رب پر۔ ف۱ سن لو اللہ کی پھٹکار

اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

ظالموں پر کہ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی۔ اور وہی آخرت سے منکر ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ

یہ لوگ نہیں تھکا سکتے زمین میں (بھاگ کر)

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ

اور نہ ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ہے۔ دگنا ہو گا ان کو عذاب

ف۱

بخاری نے حضرت ابو سعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ موذن کی آواز جتنی مسافت پر پہنچے گی اور جہاں تک جن وانس اس کو سنیں گے، قیامت کے دن اس کی شہادت دینگے۔

ابن خزیمہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ موذن کی آواز جو پتھر، ڈھیلا، جن وانس سنے گا، موذن کے لئے شہادت دے گا۔ ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ موذن کی آواز جہاں تک پہنچے گی (اسی کے مطابق) اس کی مغفرت کی جائے گی اور ہر تر وخشک اس کی شہادت دے گا۔

ابن المبارک نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص جس مقام کے قریب سجدہ کرے گا، وہاں درخت ہو یا پتھر، قیامت کے دن وہ شہادت دے گا۔ عطاء خراسانی کی روایت سے بھی یہ اثر منقول ہے۔

ابو نعیم نے حضرت معقل بن یسار کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دن ابن آدم پر آتا ہے اس میں آواز دی جاتی ہے (یعنی دن خود آواز دیتا ہے) کہ اے آدم زاد میں نیا ہوں تو جو کچھ کرے گا کل میں تیرے لئے شہادت دوں گا، اس لئے میرے اندر تو نیکی کرنا تاکہ کل کو میں تیرے لئے (اچھی) شہادت دوں۔ میں اگر گزر گیا تو پھر مجھے کبھی نہیں دیکھے گا۔ رات بھی اسی طرح کہتی ہے۔

مسلم نے حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ مال بڑا سبز اور شیریں ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے اور جو مال قیدی اور یتیم اور (ضرورت مند) مسافر کا دیا جائے گا، خود (وہ مال) اس کی گواہی دے گا۔ اور جو شخص بغیر حق کے مال لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا تو ہو اور سیر نہ ہوتا ہو۔ قیامت کے دن یہ مال اس شخص کے خلاف دے گا۔ ابو نعیم نے طاؤس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن مال اور صاحب مال دونوں کو لایا جائے گا اور دونوں باہم جھگڑا کرینگے۔

(الحدیث) (تفسیر مظہریؒ)

۴

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

(کیونکہ وہ بغض کے مارے) نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

یہی ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کر لیا اور ان سے گیا گزرا ہوا جو کچھ

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

وہ افترا کرتے تھے لا محالہ ضرور یہی لوگ آخرت میں زیادہ

الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ٹوٹے میں ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور عاجزی کی اپنے پروردگار کے آگے یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ

ہمیشہ رہیں گے۔ ۱ ان دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تو اندھا

وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع

اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا سننے والا۔ کیا دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ ۙ

پھر کیا تم لوگ غور نہیں کرتے۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی جانب (اور اس نے کہا) کہ میں تم

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ (کسی کو) نہ پوجو اللہ کے سوا۔ بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک دردناک

---

۱ صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن کی سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ عز وجل مؤمن کو اپنے سے قریب کرے گا یہاں تک کہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور اسے لوگوں کی نگاہوں سے چھپالے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ کیا تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ اور فلاں بھی؟ اور فلاں بھی۔ یہ اقرار کرتا جائے گا یہاں تک کہ سمجھ لے گا کہ بس اب ہلاک ہوا۔ اس وقت ارحم الراحمین فرمائے گا کہ میرے بندے! میں دنیا میں ان پر پردہ ڈالتا رہا، بس آج بھی انہیں بخشتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کا عمل نامہ اسے دے دیا جائے گا۔ اور کفار اور منافقین پر تو گواہ پیش ہوں گے جو کہیں گے کہ یہی وہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے یاد رہے کہ ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہے الخ۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲/۱۶/۲ انسان کی کمزوری اور دنیا کی راحت کے فانی ہونیکا ذکر کیا گیا۔ مشرکین مکہ کی ذہنی ایذا رسانی اور قرآن کی حقانیت کے سلسلہ میں مشرکین کو چیلنج دیا گیا۔ ایمان بالقرآن کی اہمیت اور کفار و مشرکین کے کھوکھلے عقیدوں کو ذکر کیا گیا۔ سعادت و جنت کا مومنین کیلئے ہونے کو یہاں بیان فرمایا گیا۔

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

دن کے عذاب کا۔ تو بولے سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں سے کہ ہم نہیں

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ

دیکھتے تجھ کو مگر اپنی مانند بشر اور ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی تیرا تابع ہوا ہو سوائے ان کے جو ہم میں رذیل ہیں

هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ

(اور وہ ایمان لائے بھی) تو سرسری نظر سے ف۱ اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے لئے اپنے اوپر کچھ

فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

بڑائی۔ بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ نوح نے کہا اے قوم دیکھو تو سہی

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں ہوا اپنے پروردگار کے کھلے رستہ پر۔ اور اُس نے مجھ کو عطا فرمائی رحمت

عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

یعنی (پیغمبری) اپنی سرکار سے پھر وہ رستہ چھپا رہا تم پر تو کیا ہم اس پر تم کو مجبور کریں اور تم اس سے بیزار ہو۔

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ

اور اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ مال میری مزدوری تو بس اللہ ہی پر ہے

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ

اور نہ میں ان کو دھکیل سکتا ہوں جو ایمان لائے۔ ان کو ملنا ہے اپنے

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

رب سے ولیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ ف۲

ف۱ حضرت ابو بکرؓ کی فضیلتیں:
حدیث شریف میں ہے کہ میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور پائی سوائے ابو بکرؓ کے کہ انہوں نے کوئی تردد وتامل نہ کیا۔ واضح چیز کو دیکھتے ہی فوراً بلا جھجک قبول کر لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ غربت کوئی عیب نہیں ہے:
یعنی جہل وحماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے، صرف ان کی ظاہری شکستگی دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو۔ اور ایسی مہمل درخواست کرتے ہو کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ہم تمہارے پاس آئیں۔ کیا غربت اور کسب حلال کوئی عیب ہے؟ یہی چیز تو ہے جو حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ عموماً دولت وجاہ کا نشہ انسان کو قبول حق سے محروم رکھتا ہے اسی لئے ہرقل کی حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کے متبعین ضعفاء ہوتے ہیں بہر حال تم نہیں جانتے کہ سب کو خدا کے پاس جمع ہونا ہے، وہاں پہنچ کر ظاہر ہوگا کہ اپنے کو ان سے بہتر سمجھنا تمہارا غرور تھا۔ (تفسیر عثمانی)

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا

اور اے قوم کون میری مدد کرے گا اللہ کے مقابلہ میں اگر میں ان کو ہانک دوں کیا

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ

تم غور نہیں کرتے اور میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ

اور نہ وہ غیب جانتا ہوں اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ کہتا ہوں

لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ

انکی نسبت جو تمہاری آنکھوں میں حقیر ہیں کہ نہیں دے گا ان کو اللہ بھلائی۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱

اللہ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے ایسا کہوں تو میں ظالم ہوں۔ ف۱

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا

وہ بولے کہ اے نوح! تو ہم سے جھگڑا اور بہت جھگڑ چکا! اب لے آ جس کا

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ

تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔ نوح نے کہا بس لائے گا

بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا

تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا۔ اور تم تھکا نہیں سکتے اور تمہارے نہ

يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ

کام آئے گی میری نصیحت اگر میں چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں

ف۱ غریب ہیں مگر ایمان کی دولت رکھتے ہیں:

یعنی جن لوگوں کو ان کی مفلسی کی وجہ سے تم حقیر سمجھتے ہو اور ان کو رذیل کہتے ہو، چونکہ ظاہری ناداری اور مفلسی کو آنکھوں سے دیکھ کر وہ حقیر جانتے تھے۔ ان کے کمالات اور خصائل فاضلہ پر غور نہیں کرتے تھے۔ اس لئے حقیر جاننے کی نسبت آنکھوں کی طرف کلام کو پرزور بنانے کے لئے کردی (ورنہ آنکھوں کا کام حقیر جاننا نہیں۔ تحقیر ہو یا اعزاز اس کو جاننا انسان کے دماغ کا کام ہے) بلکہ دنیا میں اللہ نے ان کو ایمان وہدایت کی جو توفیق عطا فرمادی اور آخرت میں جو بلندیٔ مرتبہ اور جنت عطا فرمائے گا وہ تمہارے اس دنیوی مال وجاہ سے بہتر ہے (پھر میں کیسے کہہ دوں کہ اللہ ان کو بھلائی نہیں عطا فرمائے گا)۔ (تفسیر مظہریؒ)

حقیقی کمینہ کون ہے؟

غرباء وفقراء کو رذیل سمجھنا ان کی جہالت تھی، حقیقت میں رذیل تو وہ ہے جو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے مالک کو نہ پہچانے، اس کے احکام سے روگردانی کرے، اسی لئے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کمینہ اور رذیل کون ہے؟ تو فرمایا وہ لوگ جو بادشاہوں اور افسروں کی خوشامد میں لگے رہیں، اور ابن الاعرابی نے فرمایا کہ کمینہ وہ آدمی ہے جو اپنا دین بیچ کر دنیا کمائے۔ کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ کمینہ کون ہے تو فرمایا وہ شخص جو اپنا دین برباد کر کے کسی دوسرے کی دنیا سنوارے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کمینہ وہ شخص ہے جو صحابۂ کرامؓ کو برا کہے کیونکہ وہ پوری امت کے سب سے بڑے محسن ہیں جن کے ذریعہ دولت ایمان وشریعت ان کو پہنچی ہے۔ (معارف القرآن)

كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ

اگر اللہ چاہتا ہو کہ تم کو بے راہ چلاوے وہی تمہارا رب ہے۔ اور اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ؕ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

لوٹائے جاؤ گے۔ کیا کہتے ہیں کہ (محمد نے) بنا لیا قرآن کو۔ کہہ دے کہ اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ۧ وَاُوْحِیَ

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میں اس سے بری الذمہ ہوں جو تم گناہ کرتے ہو۔ اور وحی بھیج دی گئی

اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ

نوح کی جانب کہ اب کوئی ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں

قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۚ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ

مگر جو ایمان لا چکے تو نہ غم کر ان کاموں پر جو یہ کر رہے ہیں ف۱ اور بنا کشتی

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِيْنَ

ہمارے رو برو اور ہمارے حکم سے اور بات نہ کر کہ مجھ سے ظالموں کے بارے میں۔

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا

وہ ضرور غرق ہوں گے ف۲ اور نوح کشتی بنا رہا تھا اور جب اس پر گزرتے تھے

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ

سردار اس کی قوم کے (تو) اس سے ہنسی کرتے تھے نوح نے کہا کہ اگر

تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ﴿۳۸﴾

تم ہنستے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر، جس طرح تم ہنستے ہو آگے جان لو گے کہ کس پر

ف۱ قوم کی طرف سے تکالیف: محمد بن اسحاق نے عبید بن عمیر لیثی کی روایت سے لکھا ہے کہ قوم نوحؑ والے حضرت نوحؑ کو پکڑ کر پچھاڑ کر اتنا گلا گھونٹتے تھے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جب آپؑ کو ہوش آتا تو دعا کرتے الٰہی میری قوم کو معاف کر دے وہ

خلاصہ رکوع ۳

حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان حق اور قوم کی حالت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ ع ۳ / ۱۱

نادان ہیں، جب قوم کی نافرمانی بڑھتی چلی گئی اور قوم کے ہاتھوں سے دکھ اور اذیت میں اضافہ مسلسل ہوتا رہا تو آپ ناامید ہو گئے۔ اور آئندہ نسل کا انتظار کرنے لگے کہ شاید ان کی اگلی نسل ہدایت یاب ہو جائے یونہی نسل در نسل چلتی گئی اور ہر پچھلا اگلے سے زیادہ خبیث ہوتا رہا اور پچھلے لوگ کہنے لگے یہ دیوانہ تو ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلا آتا ہے پاگل ہے وہ اس کو منہ نہیں لگاتے تھے۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے اپنا دکھ عرض کیا اور دعاء کی رب انی دعوت قومی لیلا ونهارا اسی کلام کے آخر میں عرض کیا رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا اس وقت وحی آئی: واصنع الفلک باعیننا و وحینا (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ کشتی کی لمبائی چوڑائی: عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابو الشیخ نے قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ اور اونچائی میں لمبائی تیس ہاتھ تھی۔ اس روایت میں اتنا زائد ہے۔ کہ عرض میں اس کا دروازہ تھا۔ شامی نے لکھا ہے کہ کشتی کا طول اسی ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی اوپر کو تیس ہاتھ۔ اور ہاتھ سے مراد (پنجے سے) مونڈھے تک۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ

آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کرے اور نازل ہو اس پر عذاب جو اس کو رسوا کرے اور نازل ہو

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ

اس پر عذاب دائمی۔ یہاں تک کہ جب آ پہنچا ہمارا حکم اور جوش مارا (غضب الٰہی کے)

التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

تنور نے تو ہم نے کہا کہ (اے نوح) چڑھا لے! کشتی ولے ہر قسم میں سے

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

دو دو جوڑا۔ اور اپنے گھر والے! اس کے سوا جس پر پہلے ہو چکا حکم اور (بٹھا لے) مسلمانوں کو۔

اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا

اور اس کے ساتھ ایمان بھی بس تھوڑے ہی لوگ لائے تھے۔ اور نوح نے کہا کہ سوار ہو

فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ

جاؤ کشتی میں اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۟ وَنَادٰى

والا مہربان ہے ولے اور کشتی ان کے لئے چلی جا رہی تھی پہاڑ جیسی (بلند) لہروں میں۔ اور پکارا

نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا

نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے۔ کہ بیٹا چڑھ لے ہمارے ساتھ

وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ

اور نہ رہ کافروں کے ساتھ۔ وہ بولا کہ میں لگ رہوں گا کسی پہاڑ کو

ولے کشتی کے درجے:

یہ بھی منقول ہے کہ کشتی کی تین منزلیں تھیں، نچلا درجہ چوپایوں اور جنگلی جانوروں کے لئے تھا، درمیانی منزل میں آدمی تھے اور بالائی طبقے میں پرندے، جب جانوروں کا گوبر زیادہ ہو گیا تو نوحؑ کے پاس وحی آئی ہاتھی کی دم دباؤ۔ دم دباتے ہیں ہاتھی کے اندر سے ایک سور اور سوریا نکل پڑی اور دونوں نے گوبر (کھا کر) صاف کر دیا۔ چوہوں نے جب کشتی کو نقصان پہنچایا اور رسیاں کاٹنے لگے تو اللہ کی طرف سے نوحؑ کو حکم ہوا شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ضرب لگاؤ، ضرب لگاتے ہی شیر کی ناک کے سوراخوں سے ایک بلی اور ایک بلا نکل پڑے اور دونوں چوہوں پر دوڑ پڑے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ولے کشتی پر سوار ہونے کا ادب:

نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ بنام خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ، کچھ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب خدا کے اذن و حکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے۔ غرقابی کا کوئی اندیشہ نہیں۔ میرا پروردگار مومنین کی کتاہیوں کو معاف کرنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت اتارے گا۔ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے وقت "بسم اللہ" کہنا چاہئے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

بغوی نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب ارادہ کیا کہ کشتی روانہ ہو جائے تو بسم اللہ کہا کشتی چل دی اور جب کشتی کو ٹھیرانا چاہا تو بسم اللہ کہا کشتی ٹھیر گئی۔ (تفسیر مظہری)

يَعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ

کہ وہ مجھ کو بچا لے گا پانی سے۔ نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن

اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

اللہ کے عذاب سے مگر جس پر وہی مہربانی کرے۔ اور آ حائل ہوئی دونوں کے درمیان موج! پھر وہ ہو گیا

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ

ڈوبنے والوں میں۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی

وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

اور اے آسمان تھم جا! اور سکھا دیا گیا پانی اور کام تمام کر دیا گیا

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

اور کشتی جا ٹھہری جودی پہاڑ پر۔ اور کہا گیا۔ کہ لعنت ہو

الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ

ظالم لوگوں پر ف۔ اور پکارا نوح نے اپنے پروردگار کو کہ اے میرے پروردگار میرا بیٹا

مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

میری اہل میں (داخل) ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق

اللہ نے فرمایا کہ اے نوح وہ نہیں تیری اہل میں اس کے عمل اچھے نہیں

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ

تو نہ سوال کر مجھ سے جس کا تجھ کو علم نہیں۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ

ف کشتی کتنی مدت چلتی رہی: تفسیر طبری اور بغوی میں ہے کہ نوح علیہ السلام ۱۰ ماہ رجب کو کشتی میں سوار ہوئے تھے، چھ مہینہ تک یہ کشتی طوفان کے اوپر چلتی رہی، جب بیت اللہ شریف کے مقام پر پہنچی تو سات مرتبہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت کو بلند کر کے غرق سے بچا لیا تھا۔ پھر ۱۰ محرم یوم عاشوراً میں طوفان ختم ہو کر کشتی جبل جودی پر ٹھہری، حضرت نوح علیہ السلام نے اس روز شکرانہ کے طور پر روزہ رکھا اور کشتی میں جتنے آدمی ساتھ تھے سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا، بعض روایتوں میں ہے کہ کشتی کے شریک سب جانوروں نے بھی اس دن روزہ رکھا، (مظہری و قرطبی) (معارف القرآن)

خشکی کی خبر:

ف حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا کہ وہ خشکی کی خبر لائے، وہ ایک مردار کے کھانے میں لگ گیا اور دیر لگا دی۔ آپؑ نے ایک کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتہ اور پنجوں میں مٹی لے کر واپس آیا۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ پانی سوکھ گیا ہے اور زمین ظاہر ہو گئی ہے۔ پس آپؑ جودی کے نیچے اترے اور وہیں ایک بستی کی بناء ڈال دی جسے ثمانین کہتے ہیں۔ ایک دن صبح کو جب لوگ جاگے تو ہر ایک کی زبان بدلی ہوئی تھی۔

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ

تو نہ ہو جاہلوں میں ف۱۔ عرض کیا! اے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ

اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ

تجھ سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور نہ رحم فرمائے مجھ پر

اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

تو میں ہو جاؤں گا گھاٹا پانے والوں میں حکم ہوا کہ اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے

وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان (مسلمان) فرقوں پر جو تیرے ساتھیوں سے (پیدا) ہوں گے اور دوسرے (کافر)

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

فرقوں کو ہم فائدے دیں گے پھر ان کو پہنچے گا ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ یہ غیب کی

نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ

چند خبریں ہیں کہ ہم ان کو بھیجتے ہیں تیری طرف۔ نہ تو ہی جانتا تھا ان کو اور نہ تیری قوم جانتی تھی اس سے پہلے۔

هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

تو صبر کر۔ بیشک انجام بخیر پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ اور ہم نے بھیجا عاد کی جانب ان کے بھائی

هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

ہود کو۔ کہا کہ اے قوم! عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں اس کے سوا۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

اور (شرک جو کرتے ہو تو) تم نرے بہتان باندھتے ہو۔ اے قوم! میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

ف۱ کافر اور ظالم کے لئے دعاء جائز نہیں

اس سے ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دعاء کرنے والا پہلے یہ معلوم کر لے کہ جس کام کی دعاء کر رہا ہے وہ جائز و حلال ہے یا نہیں، مشتبہ حالت میں دعاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، تفسیر روح المعانی میں بحوالہ قاضی بیضاوی نقل کیا ہے کہ جب اس آیت سے مشتبہ الحال کے لئے دعاء کرنے کی ممانعت معلوم ہوئی تو جس معاملہ کا ناجائز و حرام ہونا معلوم ہو اس کے لئے دعاء کا ناجائز ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل کے مشائخ میں جو یہ عام رواج ہو گیا ہے کہ جو شخص کسی دعاء کے لئے آیا اس کے واسطے ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا کر دی حالانکہ اکثر ان کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے جس مقدمہ کے لئے یہ دعاء کرا رہا ہے اس میں یہ خود ناحق پر ہے یا ظالم ہے، یا کسی ایسے مقصد کے لئے دعاء کرا رہا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں کوئی ایسی ملازمت اور منصب ہے جس میں یہ حرام میں مبتلاء ہو گا یا کسی کی حق تلفی کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا۔

ایسی دعائیں حالت معلوم ہونے کی صورت میں تو حرام و ناجائز ہیں ہی، اگر اشتباہ کی حالت بھی ہو تو حقیقت حال اور معاملہ کے جائز ہونے کا علم حاصل کئے بغیر دعاء کے لئے اقدام کرنا بھی مناسب نہیں۔

خلاصہ رکوع ۴

نوح علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ اور عذاب الٰہی بصورت سیلاب آنے کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کنعان بن نوح کی سرکشی پر ہلاکت جس سے معلوم ہوا کہ دینی امور میں رشتہ داری موثر نہیں۔

ع ۴ ۱۴

اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

مزدوری۔ میری مزدوری تو اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ

اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اسکی جناب میں کہ وہ بھیج دے گا

عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

تم پر خوب برسانے والا ف۱ (بادل) اور تم کو زیادہ دے گا قوت پر قوت اور نہ پھرے جاؤ

مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

گنہگار ہو کر وہ بولے! اے ہود تو ہمارے پاس کچھ سند لے کر نہیں آیا۔ ف۲

بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾

اور ہم چھوڑنے والے نہیں اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھ کو جھپٹ لیا ہے ہمارے کسی معبود نے بری طرح ہود ف۳ نے کہا کہ

اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لا

میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک کرتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ

اس کے سوا تو تم بدی کرو میرے ساتھ سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔

تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ کوئی نہیں پاؤں

ف۱: شروع میں اللہ تعالیٰ نے انہیں قحط میں مبتلا فرما دیا تھا، تاکہ وہ اپنی غفلت سے کچھ ہوش میں آئیں۔اس موقع پر حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تازیانہ ہے۔اور اگر اب بھی تم بت پرستی سے باز آجاؤ تو یہ قحط تم سے دور ہوسکتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تمہیں بارشوں سے نہال کرسکتا ہے۔

ف۲: روشن دلیل سے ان کی مراد ان کے فرمائشی معجزات تھے۔عقلی اور نقلی دلائل تو حضرت ہود علیہ السلام نے ہر قسم کے پیش کردیئے تھے،لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہم جس جس معجزے کی فرمائش کرتے جائیں، وہ ہمیں دکھاتے جاؤ۔ ظاہر ہے کہ پیغمبر کرشمے دکھانے کے لئے وقف نہیں ہوسکتا۔اس لئے ان کی یہ فرمائشیں پوری نہ ہوئیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ تم کوئی روشن دلیل ہی ہمارے پاس نہیں لائے۔

ف۳: یعنی تم ہمارے جن بتوں کی خدائی کا انکار کرتے ہو،ان میں سے کسی نے تم سے ناراض ہو کر تم پر آسیب مسلط کردیا ہے،جس کے نتیجے میں تم (معاذ اللہ) ہوش وحواس کھو بیٹھے ہو۔(توضیح القرآن)

هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ

دھرنے والا مگر اسی کے ہاتھ میں اس کی چوٹی ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ

تم منہ موڑو گے تو میں تو تم کو پہنچا چکا جو میرے ہاتھ تم کو بھیجا گیا تھا۔ اور تمہارا جانشین بنا دے گا

رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى

میرا رب تمہارے سوا اور لوگوں کو اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بیشک میرا رب

كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا

ہر چیز پر نگہبان ہے ف۱ اور جب آ پہنچا ہمارا حکم ہم نے بچا دیا ہود کو

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ

اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور ہم نے ان سب کو نجات دی بڑے

عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا

سخت عذاب سے ف۲۔ اور یہ عاد (کا حال) ہے کہ انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا۔

رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا

اور نافرمانی کی اس کے پیغمبروں کی اور حکم پر چلے ہر سرکش مخالف کے۔ اور ان کے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا

پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں پھٹکار۔ اور قیامت کے دن سن لو! عاد

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ

منکر ہوئے اپنے رب کے۔ سن لو! پھٹکار ہے عاد پر جو ہود کی قوم ہے۔ اور ہم نے بھیجا ثمود

ف۱ میرا کوئی نقصان نہیں تم اپنی فکر کرو:

یعنی ایسی صاف اور کھری کھری سی باتیں سن کر بھی نہ مانو گے تو اب میرا کچھ نقصان نہیں۔ میں فرض تبلیغ پوری طرح ادا کر چکا۔ تم اپنی فکر کرلو۔ ضرور ہے کہ اس قسم کی ہٹ دھرمی اور تعصب وعناد پر آسمان سے عذاب آئے جو تم کو ہلاک کرڈالے۔ خدا کی زمین تمہاری تباہی سے ویران نہ ہوگی۔ وہ دوسرے لوگوں کو تمہارے اموال وغیرہ کا وارث بنا دے گا۔ تمہارا قصہ ختم کر دینے سے یاد رکھو خدا کا یا اس کے پیغمبروں کا کچھ نہیں بگڑتا نہ اس کا ملک خراب ہوتا ہے۔ جب وہ ہر چیز کا محافظ ونگہبان ہے تو ہر قابل حفاظت چیز کی حفاظت کے سامان اپنی قدرت کاملہ سے کردے گا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ قوم عاد پر آندھی کا عذاب:

یعنی سات رات اور آٹھ دن مسلسل آندھی کا طوفان آیا جیسا کہ سورۂ "اعراف" میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ مکان گر گئے، چھتیں اڑ گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔ ہوا ایسی مسموم تھی کہ آدمیوں کی ناک میں داخل ہو کر نیچے سے نکل جاتی اور جسم کو پارہ پارہ کر ڈالتی تھی۔ اس ہولناک عذاب سے ہم نے ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو جو آخر میں چار ہزار تک پہنچ گئے تھے بالکل محفوظ رکھا اور ایمان وعمل صالح کی بدولت آخرت کے بھاری عذاب سے بھی ان کو نجات دے دی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۱۱ / ۵ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کی بت پرستی اور پیغمبر کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کی سرکشی پر عذاب وہلاکت کو بیان کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ کہا اے قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا

اس کے سوا۔ اسی نے تم کو پیدا کیا زمین سے اور تم کو بسایا اس میں تو اس سے

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

معافی مانگو پھر توبہ کرو اس کی جناب میں۔ بیشک میرا ربّ (ہر ایک کے) پاس (اور) دعا قبول کرنے والا ہے

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ

بولے اے صالح تجھ پر ہم کو امید تھی اس سے پہلے ف۱ تو ہم کو اس سے منع کرتا ہے

اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ

کہ ہم عبادت کریں جن کی عبادت کرتے رہے ہمارے باپ دادا اور ہم کو تو اس میں شبہ ہے جس

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى

کی طرف تو ہم کو بلا رہا ہے ایسا کہ دل نہیں ٹھہرتا ف۲۔ کہا اے قوم بھلا دیکھو تو سہی اگر میں ہوں

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ

اپنے رب کے کھلے رستہ پر اور اس نے مجھ کو دی اپنی طرف سے رحمت تو کون میری مدد کرے گا

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

اللہ کے مقابلہ میں اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم میرا کچھ نہیں بڑھاتے سوائے نقصان کے۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ

اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اس کو چھوڑ دو کہ کھاتی

ف حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

اس سے صاف واضح ہے کہ نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام کو پوری قوم بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم نے انہیں اپنا سردار یا بادشاہ بنانے ارادہ کیا ہوا تھا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ قوم کا جواب:

یعنی تجھ سے امید تھی کہ آگے چل کر بڑا فاضل اور نیک مرد ہوگا جس کو معزز بزرگوں کا جانشین سمجھ کر قوم سر پر بٹھائے گی۔ تیری پیشانی سے رشد و صلاح کے آثار ہویدا تھے۔ سب کو توقع تھی، کہ مستقبل قریب میں بڑا فائدہ تجھ سے پہنچے گا۔ رائے و تدبیر، صلاح مشورہ سے اپنی قومی بھائیوں کی رہنمائی اور نہایت قوت قلب کے ساتھ آبائی مذہب کی حمایت و تائید کرے گا۔ یہ درست ہے کہ ابتداء سے تجھ کو بت پرستی مبغوض تھی اور عام قومی مذہب سے الگ تھلگ رہتا تھا، تاہم تیری سمجھ اور فطری قابلیت پر اعتماد کر کے ہم کو امید رہی کہ آگے چل کر عقل و تجربہ کی پختگی کے بعد یہ روش نہ رہے گی۔ لیکن افسوس یک بیک تو ایسی باتیں کرنے لگا جس نے تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ تو نے ہمارے آباؤ اجداد کے قدیم مذہب کے خلاف علانیہ جہاد شروع کر کے سب توقعات خاک میں ملادیں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم ایک خدا کو لے کر سارے پرانے دیوتاؤں کو چھوڑ بیٹھیں۔ ہمارے نزدیک بزرگوں کی روش کے خلاف ایسا مسلک اختیار کرنا سخت شبہ کی چیز ہے جسے ہمارا دل کسی طرح نہیں مانتا۔ "موضح القرآن" میں ہے، "یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا۔ تو لگا مٹانے"۔ (تفسیر عثمانی ")

نبی۲

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ

پھرے اللہ کی زمین میں اور اس کو نہ چھیڑو بری طرح ورنہ پکڑے گا تم کو عذاب

قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ

نزدیک کا تو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب صالح نے کہا رس بس لو اپنے گھروں میں تین

اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

دن۔ یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہو گا۔ پھر جب آ پہنچا ہمارا حکم

نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ

تو ہم نے نجات دی صالح کو اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے

خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ

اور (بچا لیا) اس دن کی رسوائی سے بیشک تیرا رب وہی زور آور زبردست ہے اور دھر پکڑا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ لا

ان ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے تو صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ

جیسے اس جگہ کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سن لو! ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے۔

اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ

سن لو! پھٹکار ثمود پر۔ ف۱ اور آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ

خوشخبری لے کر۔ بولے سلام۔ ابراہیم نے کہا سلام پھر دیر نہ کی کہ لے آیا بچھڑا

ف۱ سورۂ ہود کے گذشتہ مضامین کا خلاصہ:

سورۂ ہود کی مذکورہ پہلی گیارہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے نام سے یہ سورت موسوم ہے، اس صورت میں نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک قرآن کریم کے خاص طرز میں سات انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات مذکور ہیں، جن میں عبرت و موعظت کے ایسے مظاہر موجود ہیں کہ جس دل میں ذرا بھی حیات اور شعور باقی ہو وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، عبرت کے علاوہ ایمان اور عمل صالح کے بہت سے اُصول و فروع اور انسان کے لئے بہترین ہدایات موجود ہیں۔

قصص و واقعات تو اس میں سات پیغمبروں کے درج ہیں مگر سورت کا نام حضرت ہود علیہ السلام کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

ان لوگوں نے ان باتوں میں سے کسی چیز پر کان نہ دھرا اور اپنی سرکشی پر قائم رہے تو خدا تعالیٰ کا عذاب ہوا کے طوفان کی صورت میں ان پر نازل ہوا جس نے مکانات اور درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا، آدم اور جانور ہوا میں اڑ کر آسمانی فضاء

خلاصہ رکوع ۶

حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا تذکرہ فرمایا گیا۔ قوم کو منہ مانگا معجزہ دینے کے بعد عذاب سے ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۶ ۸ ۶

تک جاتے اور وہاں سے اوندھے گرتے تھے آسمان کی طرف سے انسانوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی تھی، یہاں تک کہ یہ بے مثال قوت اور ڈیل ڈول رکھنے والی قوم پوری کی پوری ہلاک و برباد ہوگئی۔

جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ

یعنی اس کا گوشت تلا ہوا۔ ف۱ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر

نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ

تو اُن سے بد گمان ہوا اور ان سے دل میں ڈرا وہ بولے ڈر مت

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ

ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوگ کی جانب اور ابراہیم کی بی بی کھڑی ہوئی تھی تو ہنس پڑی پھر ہم نے

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ

اس کو بشارت دی اسحٰق کے (پیدا ہونے) کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی۔ بولی۔

يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ

ہائے خرابی کیا میں جنوں گی اور میں تو بڑھیا ہوں اور یہ جو میرا خاوند ہے بوڑھا ہے یہ

هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

تو بڑے ہی تعجب کی بات ہے فرشتے بولے۔ کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ

رحمت اور برکتیں ہیں تم پر اے گھر والو۔ بیشک اللہ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

سزاوار حمد اور بڑائیوں والا ہے۔ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ

خوف اور اس کے پاس آئی خوشخبری (تو) ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں۔

ف۱ مہمان داری کے چند اصول فما لبث ان جاء بعجل حنیذ یعنی نہیں ٹھہرے ابراہیم علیہ السلام مگر صرف اس قدر کہ لے آئے تلا ہوا بچھڑا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں، اول یہ کہ مہمان نوازی کے آداب میں سے یہ ہے کہ مہمان کے آتے جو کچھ کھانے پینے کی چیز میسر ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہ لا رکھے، پھر اگر صاحب وسعت ہے تو مزید مہمانی کا انتظام بعد میں کرے۔ (قرطبی)

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مہمان کے لئے بہت زیادہ تکلفات کی فکر میں نہ پڑے، آسانی سے جو اچھی چیز میسر ہو جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کر دے، حضرت ابراہیم کے یہاں گائے بیل رہتے تھے، اس لئے بچھڑا ذبح کر کے فوری طور پر اس کا گوشت تل کر سامنے لا رکھا۔ (قرطبی)

تیسرے یہ کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے، انبیاء و صلحاء کی عادت ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں، سنت اور مستحسن ہے۔ بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہو سکتا اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے شہر والوں پر واجب نہیں۔ (معارف القرآن)

میزبان کو چاہئے کہ صرف کھانا سامنے رکھ کر فارغ نہ ہو جائے بلکہ اس پر نظر رکھے کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں، جیسا ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہ فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کو محسوس کیا۔

إِبْرٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿۷۵﴾ يٰٓإِبْرٰهِيمُ أَعْرِضْ

بیشک ابراہیم بڑا بردبار نرم دل (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا ف۱ (ہم نے فرمایا) اے ابراہیم

عَنْ هٰذَا ۚ إِنَّهُ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ

یہ خیال چھوڑ وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آنے والا ہے ایسا

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا

عذاب جو ٹل نہیں سکتا۔ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے

سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ

پاس اُس کو بُرا لگا ان کا (آنا) اور تنگدل ہوا ان کے باعث اور بولا آج کا دن

عَصِيبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ۖ وَمِنْ قَبْلُ

بڑا سخت ہے ف۲ اور آئی لوط کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی ہوئی

كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ ۚ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِي

اور پہلے سے کر رہے تھے برے کام لوط نے کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں ہیں

هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي

(نکاح کرلو) یہ پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے ف۳ تو تم ڈرو اللہ سے اور مجھ کو نہ رسوا کرو

ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوا لَقَدْ

میرے مہمانوں کے بارے میں۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ۔ بولے تو تو

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

جان چکا ہے۔ کہ ہم کو تیری بیٹیوں کی کوئی حاجت نہیں۔ اور تجھے تو معلوم ہے

ف۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ فرمائش تو منظور نہیں فرمائی گئی کہ قوم لوط سے عذاب کو موخر کردیا جائے۔ لیکن جس جذبے اور جس انداز سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع فرمایا تھا۔ اس فقرے میں اس کی بڑے بلیغ الفاظ میں تعریف فرمائی تھی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت لوطؑ کے پاس فرشتوں کی آمد:

فرشتے نہایت حسین وجمیل بے ریش و بروت نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ ابتداء حضرت لوطؑ نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں۔ معمولی مہمان سمجھے۔ ادھر اس قوم کی بے حیائی اور خوئے بد معلوم تھی۔ سخت فکرمند اور تنگ دل ہوئے۔ کہ یہ بدمعاش ان مہمانوں کا پیچھا کریں گے۔ مہمانوں کو چھوڑنا بھی مشکل اور ان خبیثوں کے ہاتھوں سے چھڑانا بھی دشوار ہوگیا، گویا ساری قوم سے لڑائی مول لینا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۳ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس یہ فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے اور انہیں ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنی قوم کی بدفطرت بے حیائی سے واقف تھے۔ اس لئے ان کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ ان کی قوم ان مہمانوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے وہ لوگ ان نوجوانوں کی آمد کی خبر سنتے ہی اسی مقصد سے دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان مہمانوں کو ان کے حوالے کردیں۔

مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ

جو ہم چاہتے ہیں۔ لوط کہنے لگا اے کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی۔ یا پناہ پکڑتا کسی زبردست

شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا

آسرے کی ف۱۔ مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں تیرے رب کے یہ تجھ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے

اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

تو تو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی

اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

مگر تیری بی بی (بے دیکھے نہ رہے گی) اس پر بھی پڑنا ہے جو ان پر پڑے گا۔ ان کا وقت

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا

مقرر صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں۔ پھر جب آ پہنچا ہمارا حکم

جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

تو ہم نے کر دیا اُس بستی کے اوپر کے حصے کو نیچے کا حصہ اور اس پر برسائے

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا

پتھر کھنگر کے تہ بہ تہ جن پر نشان کیا ہوا تھا تیرے پروردگار کے ہاں۔ اور وہ

هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ

بستی ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں اور (ہم نے بھیجا اہل مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا

کہا اے قوم عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں اس کے سوا۔ اور نہ کمی کرو

ف۱ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوط پر رحم فرماویں وہ کسی مضبوط جماعت کی پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، اور ترمذی میں اس کے ساتھ یہ جملہ بھی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کا کنبہ قبیلہ اس کا حامی نہ ہو (قرطبی) خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار قریش نے ہزار طرح کی تدبیریں کیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے خاندان نے آپ کی حمایت کی، اگرچہ مذہب میں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نہ تھے، اسی وجہ سے پورے بنی ہاشم اس مقاطعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے جس میں کفار قریش نے ان پر دانا پانی بند کر دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس واقعہ میں جب قوم لوط ان کے گھر پر چڑھ آئی تو لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور یہ گفتگو اس شریر قوم سے پس پردہ ہو رہی تھی فرشتے بھی مکان کے اندر تھے، ان لوگوں نے دیوار پھاند کر اندر گھسنے کا اور دروازہ توڑنے کا ارادہ کیا اس پر حضرت لوط علیہ السلام کی زبان پر یہ کلمات آئے، جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا یہ اضطراب دیکھا تو حقیقت کھول دی اور کہہ دیا کہ آپ دروازہ کھول دیں، اب ہم ان کو عذاب کا مزہ چکھاتے ہیں، دروازہ کھولا تو جبرئیل امین نے اپنے پر کا اشارہ ان کی آنکھوں کی طرف کیا جس سے سب اندھے ہو گئے اور بھاگنے لگے۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ / ۵ / ۷

قوم لوط اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کا ذکر فرمایا گیا۔ مہمانوں کی شکل میں عذاب کے فرشتوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد اور قوم لوط کی بدبختی کا تذکرہ فرمایا گیا۔

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّيٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّيٓ أَخَافُ

ماپ اور تول میں میں، دیکھتا ہوں تم کو آسودہ اور میں تم پر خوف کرتا

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا

ہوں ایک گھیرنے والے دن کے عذاب کا۔ اور اے قوم پوری کرو

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ

ماپ اور تول انصاف سے ف۱ اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور نہ پھرو زمین میں فساد پھیلاتے۔ جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾

تمہارے لئے اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان۔

قَالُوا يَٰشُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز تجھ کو سکھاتی ہے کہ ہم چھوڑ بیٹھیں جن کو پوجتے رہے

ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِيٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا إِنَّكَ لَأَنتَ

ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں تصرف کرنا اپنے مالوں میں جس طرح چاہیں۔

الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ

تو ہی تو بڑا بردبار نیک چلن ہے۔ شعیب نے کہا اے قوم بھلا دیکھو تو سہی اگر میں ہوں

عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ

اپنے رب کے سیدھے راستہ پر اور اس نے دی مجھ کو اپنی طرف سے عمدہ (حلال) روزی

ف۱ ناپ تول کا نظام درست رکھو: اس جملہ میں صراحۃً پورا ناپنے تولنے کا حکم دیا۔ اس صریح حکم سے اس امر پر بھی تنبیہ ہوگئی کہ قصداً ناپ تول میں کمی سے اجتناب کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ پورا پورا دینے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ کچھ زیادہ ہی دینا پڑے، جس کے بغیر پورا پورا ادا کرنا مقصود نہ ہو۔ اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی پیمائشی یا وزنی چیز کسی نے ناپ تول کر خریدی ہو اور بائع نے ناپ تول کر دی ہو تو جب تک خریدار خود دوبارہ اس کی ناپ تول نہ کرلے نہ خود (اس کو استعمال کر سکتا ہے نہ فروخت کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (خریدے ہوئے) غلہ کو فروخت کرنے سے اس وقت تک روکا ہے جب تک دوبار (ایک بار بائع نے اور ایک بار مشتری نے) اپنے اپنے پیمانوں سے اس کی ناپ تول نہ کرلی ہو۔ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غلہ پیمانوں سے ناپ کر فروخت کیا جاتا تھا صاع یا فرق یا وسق وغیرہ غلہ ناپنے کے پیمانے تھے تول کر نہیں بیچا جاتا تھا۔ یہ حدیث حضرت جابرؓ کی روایت سے ابن ماجہ اور اسحٰق بن ابی شیبہ نے نقل کی لیکن اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے جس کی وجہ سے محدثین نے اس روایت کو معلل قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے یہ حدیث منقول ہے لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے ابن ہمام نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بہت سندوں سے آئی ہے اور ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے۔ اس لئے قابل استدلال ہے۔ امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وزن کر کے ذرا جھکتا ہوا دو۔ کیونکہ ہم گروہ انبیاء اسی طرح تولتے ہیں۔

(رواہ احمد وابوداؤد والترمذی) (تفسیر مظہریؒ)

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ

(تو کیا تمہارے طرح کمائی کھانے لگوں) اور میں نہیں چاہتا کہ خود تم سے پہلے کرنے لگوں جس سے

اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

تم کو منع کرتا ہوں۔ بس میں تو اصلاح ہی چاہتا ہوں جہاں تک ہو سکے۔ اور میرا کامیاب ہونا تو بس اللہ ہی

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

کے فضل سے ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے قوم ایسا جرم نہ کر بیٹھو

شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ

میری ضد میں آ کر کہ تم پر مصیبت آ پڑے جیسی آ پڑی تھی قوم نوح یا

قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

قوم ہود یا قوم صالح پر۔ اور لوط کی قوم تو تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

دور نہیں اور گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں بیشک میرا پروردگار مہربان

وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

بڑا محبت کرنے والا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہتیری باتیں جو تو کہتا ہے

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ

اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں بودا ہے۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھ کو سنگسار کر ڈالتے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ

اور کچھ تیرا ہم پر دباؤ تو ہے نہیں۔ ف۱ شعیب نے کہا اے قوم کیا میری برادری کا دباؤ

ف۱ نظام مالیات میں شریعت کی تعلیمات:

شریعت یہ کہتی ہے کہ بے شک تم اپنے مالوں کے مالک ہو مگر ہم تمہارے وجود کے اور تمہارے مالوں کے مالک مطلق اور مالک حقیقی ہیں تم سب ہمارے بندے اور غلام ہو تم اپنی تجارت اور زراعت میں ہمارے نازل کردہ قانون کے پابند ہو جس طرح تمہارا وجود ہمارا عطیہ ہے اسی طرح تمہارے اموال ہمارے عطا کردہ اعضاء اور جوارح سے اور ہمارے عطا کردہ قدرت اور اختیار سے تم نے یہ دولت کمائی ہے تم ہمارے بندے اسی طرح سمجھو کہ بندوں کے تمام مالی تصرفات مالک حقیقی اور خداوند احکم الحاکمین کے حکم اور قانون کے ماتحت ہیں۔ ملک کی رعایا حکومت اور صدر مملکت اور وزرائے سلطنت کی مخلوق نہیں اور اپنی ذاتی قدرت اور اختیار میں اور تجارتی کاروبار میں حکومت کے محتاج نہیں مگر بایں ہمہ ملک کی رعایا۔ قانون حکومت کے ماتحت تصرف کرسکتی ہے۔ اس کے خلاف تصرف نہیں کر سکتی۔ پس جب کہ مجازی اور قانونی حکومت میں رعایا کا تصرف قانون حکومت کے ماتحت ہونا تہذیب اور تمدن کے خلاف نہیں۔ تو خدا کی مخلوق کے تصرف کو خدا کے نازل کردہ قانون شریعت کے ماتحت قرار دینا کیسے خلاف تمدن ہوسکتا ہے۔ آج کل کے سرمایہ داروں کی طرح قوم شعیب بھی یہی کہتی تھی کہ کیا آپ کی نماز ہم کو یہ حکم دیتی ہے۔ کہ ناپ تول میں کمی کرنا چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں حسب منشا تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ ان مغرورین اور متکبرین کا جواب یہ ہے کہ وہاں نماز ایسی ہی باتوں کا حکم دیتی ہے۔ انالصلوة تنھی عن الفحشاء والمنکر تحقیق نماز فحشاء اور منکرات سے روکتی ہے۔ اس لئے شعیب علیہ السلام کی نماز ان کو آمادہ کرتی تھی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ (معارف کاندھلویؒ)

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

تم پر زیادہ ہے اللہ سے اور تم نے اللہ کو ڈال دیا اپنے پس پشت میرا رب جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ

کر رہے ہو گھیرے ہوئے ہے ف اور اے قوم تم عمل کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی

عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

عمل کر رہا ہوں۔ آگے تم کو معلوم ہو جائے گا! کس پر آتا ہے عذاب کہ ان کو رسوا کرے

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا

اور کون ہے جھوٹا اور منتظر رہو میں تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب آ پہنچا

جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

ہمارا حکم (تو) ہم نے بچا لیا شعیب کو اور ان کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے۔

مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

اور دھر پکڑا ان ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔ گویا وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ ف۲

لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

سن رکھو پھٹکار ہے مدین پر جیسے پھٹکار پائی ثمود نے۔ اور ہم بھیج چکے ہیں موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

اپنی نشانیوں اور دلیل واضح کے ساتھ۔ فرعون اور اس کے سرداروں

ف اے قوم! تم خدا کا لحاظ نہیں کرتے؟

یعنی افسوس اور تعجب ہے کہ خاندان کی وجہ سے میری رعایت کرتے وہ اس وجہ سے نہیں کرتے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور صاف وصریح نشانات اپنی سچائی کے دکھلا رہا ہوں۔ گویا تمہاری نگاہ میں میرے خاندان کی عزت اور اس کا دباؤ خداوند قدوس سے زیادہ ہے۔ خدا کی عظمت وجلال کو ایسا بھلا دیا کہ کبھی تمہیں تصور بھی نہیں آیا۔ جو قوم خدا تعالیٰ کو بھلا کر (معاذ اللہ) پس پشت ڈال دے اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے تمام افعال واعمال خدا تعالیٰ کے علم وقدرت کے احاطہ میں ہیں۔ تم کوئی کام کرو اور کسی حالت میں ہو، ایک آن کے لئے بھی اس کے قابو سے باہر نہیں۔

ف۲ سکوں کو توڑنا حرام ہے:

حدیث میں رسول کریم ﷺ نے بھی اسلامی سلطنت کے سکوں کا توڑنا حرام قرار دیا ہے، اور آیت تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون کی تفسیر میں امام تفسیر حضرت زید بن اسلم نے یہی فرمایا ہے کہ یہ لوگ درہم و دینار کو توڑ کر اپنا فائدہ حاصل کر لیا کرتے تھے جس کو قرآن نے فساد عظیم قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص کو اس جرم میں گرفتار کیا گیا کہ وہ درہم کو کاٹ رہا تھا، موصوف نے اس کو کوڑوں کی سزا دی اور سر مونڈھوا کر شہر میں گشت کرایا۔ (تفسیر قرطبی)

۸ ع ۱۲ ۸

خلاصہ رکوع ۸

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کی سرکشی کا تذکرہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کی دعوت کو قبول نہ کرنے پر عذاب الٰہی کی گرفت کو بیان فرمایا گیا۔

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

کی جانب تو لوگ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کی بات ٹھیک نہ تھی۔ ف۱

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ

فرعون آگے آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر ان کو پہنچا دے گا آگ تک۔

الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ

اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور ان کے پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں لعنت

الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى

اور قیامت کے دن بھی لعنت برا انعام ہے ف۲ جوان کو دیا گیا۔ یہ بستیوں کی چند خبریں ہیں

نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

کہ ہم تجھ کو سناتے ہیں کوئی ان میں قائم ہے ف۳ اور کوئی جڑ سے کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

لیکن انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا تو کچھ بھی نہ کام آئے ان کے معبود

الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ

جن کو وہ پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا جس وقت کہ آ پہنچا حکم تیرے پروردگار کا۔

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ

اور کچھ نہ بڑھایا ان کے حق میں سوائے تباہی کے۔ اور ایسی ہی ہے تیرے رب کی پکڑ

اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ

جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو۔ اور وہ ظالم ہوتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ

ف۱ فرعون اور وزیروں کی جہالت یعنی کھلے کھلے نشان دیکھ کر بھی فرعونیوں نے پیغمبر خدا کی بات نہ مانی، اسی دشمن خدا کے حکم پر چلتے رہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بات ٹھکانے کی نہ تھی، جسے مان کر انسان بھلائی حاصل کرسکتا۔ (تفسیر عثمانیؒ)
آیت میں فرعون کے گروہ کی جہالت و حماقت کا اظہار ہے کہ فرعون الوہیت کا مدعی تھا باوجودیکہ اپنے مصاحبین کی طرح معمولی انسان تھا علی الاعلان کفرو شرک اور ظلم کرتا تھا اور موسیٰؑ ہادئ برحق تھے۔ آپ کا قول مبنی برحق تھا۔ عقل و نقل کی شہادت اور معجزات کی تائید آپ کے قول کو ثابت کررہی تھی پھر بھی فرعون کے ساتھی ایسے کودن تھے کہ موسیٰ جیسے ہادئ برحق کے اتباع سے رو گرداں اور فرعون جیسے باطل پرست کے پیرو تھے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ جاہلیت کے شاعروں کا امام: مسند میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جاہلیت کے شاعروں کا جھنڈا امراؤ القیس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ انہیں لے کر جہنم کی طرف جائے گا۔ اس عذاب آگ پر یہ اور زیادتی ہے کہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ یہ لوگ ابدی لعنت میں پڑے۔ قیامت کے دن کی لعنت مل کر ان پر دو لعنتیں پڑ گئیں۔ یہ اور لوگوں کو جہنم کی دعوت دینے والے امام تھے۔ اس لئے ان پر دوسری لعنت پڑی۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ف۳ مثلاً فرعون کا ملک مصر فرعون کے غرق ہونے کے بعد بھی باقی رہا، اور عاد و ثمود اور قوم لوط کی بستیاں ایسی تباہ ہوئیں کہ بعد میں آباد نہ ہو سکیں۔ (توضیح القرآن)

اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ

بڑی دردناک سخت ہے۔ ان واقعات میں اس کے لئے نشانی ہے جو ڈرتا ہے آخرت کے

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

عذاب سے۔ روزِ آخرت وہ دن ہے جس میں جمع ہوں گے تمام لوگ اور وہ دن ہے جس میں

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ

سب حاضر کئے جاویں گے۔ اور ہم جو اس کو ملتوی کئے ہوئے ہیں تو صرف میعاد

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

چند روز کے لئے جس دن وہ آپہنچے گا نہ بول سکے گا کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سوان میں کوئی بد بخت ہے

وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا

اور کوئی نیک بخت ۱۔ تو جو لوگ کہ بد بخت ہیں (وہ) آگ میں ہوں گے

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

ان کو وہاں چلانا اور دھاڑنا (لگا) ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک رہیں آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

و زمین مگر جو چاہے تیرا پروردگار۔ بیشک تیرا پروردگار کر ڈالتا ہے

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

جو چاہتا ہے اور جو نیک بخت ہیں (وہ) جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

جب تک رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا پروردگار۔

---

۱ عمل کئے جاؤ:

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا ہم ایک جنازہ کے ساتھ نکلے بقیع میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (چھڑی ہاتھ میں لئے سامنے سے آتے) نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر چھڑی سے زمین کو کریدتے رہے، پھر فرمایا کوئی جان (کسی بدن میں پھونکی ہوئی) ایسی نہیں کہ جنت یا دوزخ میں اس کی جگہ (پہلے سے) لکھ نہ دی گئی ہو یا اس کا شقی وسعید ہونا نہ لکھ دیا گیا ہو۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر اپنے (مقدر میں) لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کروں اور عمل کو ترک کیوں نہ کردوں۔ فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو (تقدیر میں لکھے ہوئے عمل کی) توفیق دی جاتی ہے۔ شقاوت والوں کو اہل شقاوت کے عمل کی توفیق دی جاتی ہے اور اہل سعادت کو سعادت مندوں کے عمل کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (۵) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الخ تلاوت فرمائی۔ رواہ البغوی، بخاری و مسلم میں بھی اسی طرح کی حدیث آئی ہے۔

فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیرٌ و شهیقٌ سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ہونگے دوزخ میں ان کی چیخ و پکار ہوگی۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

یہ بخشش ہے بے انتہاء ف تو تو نہ ہو شک میں ان چیزوں سے جن کو

هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ

پوجتے ہیں یہ لوگ بس یہ لوگ ایسا ہی پوجتے ہیں جیسے پوجتے رہے ان کے باپ دادے

قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ ع

پہلے سے۔ اور ہم ان کو پورا پورا دینے والے ہیں ان کا حصہ (عذاب کا) بغیر کم کئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر ایک بات پہلے سے نہ صادر ہو

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

چکی ہوتی تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ان میں اور ان کو اس میں ایسا شبہ ہے کہ جی نہیں ٹھہرتا۔

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ

اور ان سب کو جب وقت آئے گا پورا دے دے گا تیرا پروردگار ان کے اعمال کا بدلہ۔

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ تو سیدھا چلا چل جیسا تجھے حکم ہوا ہے اور (نیز وہ)

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا

جنہوں نے توبہ کی تیرے ساتھ اور تم حد سے نہ بڑھو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے اور نہ

تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا

جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں (ورنہ) آ لگے گی تم کو آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے

ف نیک بختی اور بدبختی کی پانچ نشانیاں:

امام بجلیؒ سے منقول ہے کہ سعادت کی پانچ نشانیاں ہیں۔ اول دل کی نرمی دوم اللہ کے خوف سے بہت رونا۔ سوم آرزو کا تھوڑا ہونا چہارم دنیا سے نفرت پنجم اللہ کے سامنے شرمندہ رہنا اور علی ہذا

خلاصہ رکوع ۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کا تذکرہ کیا گیا۔ قیامت کی ہیبت و دہشت کو بیان فرمایا گیا اور خوش بخت و بدبخت لوگوں کا حال بیان کیا گیا۔

شقاوت کی بھی پانچ نشانیاں ہیں۔ اول دل کی سختی۔ دوم آنکھوں کی خشکی۔ سوم دنیا کی رغبت چہارم آرزو کا زیادہ ہونا پنجم بے حیائی۔ (معارف کاندھلویؒ)

گناہ گار مسلمان جنت میں آ جائیں گے:

بعض محققین کا خیال ہے کہ آیت فاما الذین شقوا میں استثناء کا رجوع (گناہ گار) مومنوں کی طرف ہے۔ بدبخت مومنوں کو گناہوں کی سزا میں اللہ دوزخ میں ڈال دے گا پھر ایک مدت کے بعد) وہاں سے رہا کر دے گا۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو گناہوں کی سزا میں دوزخ کی لپٹ لگے گی، پھر اللہ اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل فرما دے گا اور ان کو (اہلِ جنت کی طرف سے) جہنمی کہا جائے گا۔ رواہ البخاری

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾

سوا مدد گار پھر کہیں بھی مدد نہ پاؤ گے ف١

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ

اور قائم کر نماز دن کے دونوں سرے (صبح و شام) اور اوائل شب میں۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو یہ یاد دہانی ہے

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾

ذکر کرنے والوں کے لئے۔ اور صبر کر بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ

تو کیوں نہ ہوئے ان قرنوں میں جو تم سے پہلے ہو گزرے (اہل خرد) جن میں

يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ

کچھ اثر رہا ہو کہ منع کرتے ملک میں فساد کرنے سے مگر تھوڑے سے تھے

اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے۔ اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

جس میں عیش پایا اور تھے گنہگار۔ اور تیرا پروردگار ایسا نہیں کہ ہلاک کر دے

وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

بستیوں کو ظلماً۔ اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو کر دیتا

ف١ اس آیت کی اہمیت:

روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ امام نے یہ آیت پڑھی، یہ شخص سن کر بے ہوش ہو گیا، کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا اور بے ہوشی کی وجہ دریافت کی گئی تو بولا یہ سزا تو ظالم کی طرف مائل ہونے والے کی ہے ظالم کا کیا ہوگا۔ (اس تصور نے مجھے بے ہوش کر دیا) حسن بصری کا قول منقول ہے کہ اللہ نے دین کو دو لا کے درمیان کر دیا ہے ایک لا تطغوا اور دوسرا لا ترکنوا (خود بھی حد سے تجاوز نہ کرو، اور ظالم کی طرف مائل بھی نہ ہو)۔

ظالموں سے دوستی نہ کرو:

حضرت قتادہؓ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو اور ان کا کہنا نہ مانو، ابن جریجؒ نے فرمایا کہ ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو، ابو العالیہؒ نے فرمایا کہ ان کے اعمال افعال پر سکوت یا رضا کا اظہار نہ کرو، عکرمہؒ نے فرمایا کہ ظالموں کی صحبت میں نہ بیٹھو، قاضی بیضاویؒ نے فرمایا کہ شکل و صورت اور فیشن اور رہن سہن کے طریقوں میں ان کا اتباع کرنا یہ سب اسی ممانعت میں داخل ہے۔

قاضی بیضاویؒ نے فرمایا کہ ظلم و جور کی ممانعت اور حرمت کے لئے اس آیت میں وہ انتہائی شدت سے جو زیادہ تصور میں لائی جا سکتی ہے کیونکہ ظالموں کے ساتھ دوستی اور گہرے تعلق ہی کو نہیں بلکہ ان کی طرف ادنیٰ درجہ کے میلان اور جھکاؤ اور ان کے پاس بیٹھنے کو بھی اس میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شخص اس عالم سے زیادہ مبغوض نہیں جو اپنے دنیوی مفاد کی خاطر کسی ظالم سے ملنے کے لئے جائے۔ (مظہری)

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ

تمام لوگوں کو ایک راہ پر اور ہمیشہ اختلاف میں رہتے ہیں۔ مگر جن پر

رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

رحم فرمایا تیرے پروردگار نے۔ اور اسی لئے تو ان کو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا کلام

رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

تیرے پروردگار کا کہ میں بھروں گا جہنم جنات اور بنی آدم سب سے ۱

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ

اور ہر خبر ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں پیغمبروں کی خبروں میں سے جس سے تسلی دیں

بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ

تیرے دل کو اور پہنچی تیرے پاس ان قصوں کے ضمن میں حق بات اور نصیحت

وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

اور یاددہانی مسلمانوں کے لئے ۲۔ اور کہہ دے ان سے جو ایمان نہیں لاتے کہ تم عمل کئے جاؤ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اپنی جگہ ہم بھی عمل کر رہے ہیں۔ اور منتظر رہو۔ ہم بھی منتظر ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور اللہ کو (علم) ہیان غیب کی باتوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے سارا

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

کام۔ پس اسی کی عبادت کر اور بھروسہ رکھ اس پر اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

---

۱ جنت اور دوزخ کی گفتگو: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت ودوزخ میں گفتگو ہوئی۔ جنت نے کہا مجھ میں تو صرف ضعیف اور کمزور لوگ ہی داخل ہوتے ہیں۔ اور جہنم نے کہا میں تکبر اور تجبر کرنے والوں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے چاہوں تجھ سے نوازوں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے جس سے میں چاہوں تیرے عذابوں سے انتقام لوں گا۔ تم دونوں پُر ہو جاؤ گی۔ جنت میں تو برابر زیادتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کرے گا اور اسے اس میں بسائے گا اور جہنم بھی برابر زیادتی طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر اللہ رب العزت اپنا قدم رکھ دے گا۔ تب وہ کہنے لگے گی تیری عزت کی قسم اب بس ہے بس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ یعنی برے کاموں سے رکنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اچھے کام کرنے کی یاددہانی کرتے ہیں یہ دوسرا فائدہ ہوا قصوں کے بیان کرنے میں ایک فائدہ نبی کے لئے دوسرا امت کے لئے اور حق ہونا یہ تو ان آیات قرآنیہ کی ذاتی صفت ہے جن میں قصص مذکور ہیں اور نصیحت و یاددہانی ہونا یا اضافی صفت ہے جن میں سے ایک زاجر ہے اور ایک آمر ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۰

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور اہل حق کو استقامت واعتدال کا حکم دیا گیا۔ سابقہ اقوام کی ہلاکت کے اسباب بیان کرنے کے بعد امت محمدیہ کو فریضہ تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ ع ۱۰ ۱۰

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۟ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

یہ (آیتیں) واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۟ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ

عربی زبان کا تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔ ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں بہتر سے بہتر

الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ

قصہ تیری طرف وحی کے ذریعہ سے یہ قرآن بھیج کر۔ اور بیشک

مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۟ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ

تو اس وحی سے پہلے بالکل بے خبر تھا ۔ جب کہا یوسف نے اپنے باپ (یعقوب) سے

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ

کہ ابا جان میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں اور سورج

وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۟ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (یعقوب) نے کہا بیٹا نہ کہہ بیٹھو

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

اپنا خواب اپنے بھائیوں سے کہ وہ سوچنے لگیں گے تیرے حق میں فریب۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان

تعارف سورہ یوسف

سورۂ یوسف چار آیتوں کے سوا پوری سورت کی ہے، اس سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تسلسل اور ترتیب کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اور یہ قصہ صرف اسی سورۃ میں آیا ہے پورے قرآن میں دوبارہ اس کا کہیں ذکر نہیں، یہ خصوصیت صرف قصہ یوسف علیہ السلام ہی کی ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم السلام کے قصص وواقعات پورے قرآن میں خاص حکمت کے تحت اجزاء اجزاء کر کے لائے گئے ہیں اور بار بار لائے گئے۔

عجیب قصہ:

۱ قصہ یوسف بیان کرتے ہیں جو بہترین قصہ ہے اس قصہ میں عجائبات قدرت ہیں عبرتیں اور حکمتیں ہیں دقائق اور فوائد ہیں جو دین ودنیا کے حالات کو درست کرنے والے ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کی سیرتیں اور علماء کی خصائل ہیں عورتوں کی مکاری کا اظہار ہے دشمنوں کی ایذاء پر صبر کرنے کا بیان ہے قابو پانے کے بعد بھی دشمنوں سے درگذر کرنے کی تعلیم ہے۔

جنت والے پڑھیں گے:

خالد بن معدان نے کہا سورۂ یوسف اور سورۂ مریم مزے لے لے کر اہل جنت جنت میں پڑھیں گے ابن عطاء نے کہا ہر غم رسیدہ سورۂ یوسف سن کر کچھ چین پاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ

انسان کا کھلا دشمن ہے اور (جیسا تو نے خواب میں دیکھا ہے) ف۱ اسی طرح تجھے برگزیدہ کرے گا تیرا پروردگار

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

اور تجھ کو سکھائے گا تعبیر بتانی (خواب کی) باتوں کی اور پورا کرے گا اپنا انعام

عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ

تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جس طرح پورا کیا تیرے دو دادا پر

قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدْ

پہلے (یعنی) ابراہیم اور اسحٰق پر۔ البتہ تیرا رب واقف (اور) حکمت والا ہے

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ

بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں ہیں سوال کرنے والوں کے لئے جب

قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ

وہ (آپس میں) کہنے لگے کہ یوسف اور اس کا بھائی (بن یامین) زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو

عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ﴿۸﴾ اِقْتُلُوْا يُوْسُفَ

ہم سے حالانکہ ہم قوت کے لوگ ہیں! بیشک ہمارا باپ صریح غلطی میں ہے۔ مار ڈالو یوسف کو

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

یا اس کو پھینک آؤ کسی ملک میں کہ صرف تمہی پر رہ جاوے

مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا

توجہ تمہارے باپ کی اور ہو جاؤ؟ اس کے بعد نیک لوگ بول اٹھا ان میں سے

ف۱ حضرت یوسفؑ کا یہ خواب سن کر اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے تاکید کردی کہ اسے بھائیوں کے سامنے نہ دوہرانا کیونکہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اور بھائی آپ کے سامنے پست ہوں گے یہاں تک کہ وہ آپ کی عزت و تعظیم کیلئے آپ کے سامنے اپنی بہت ہی لاچاری اور عاجزی ظاہر کریں تو بہت ممکن ہے کہ اس خواب کو سن کر اس کی تعبیر کو سامنے رکھ کر شیطان کے بہکاوے میں آ کر ابھی سے تمہاری دشمنی میں لگ جائیں، اور حسد کی وجہ سے کوئی نامعقول فریب کاری کرنے لگیں۔ اور کسی حیلے سے تجھے پست کرنے کی فکر

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۱

قرآن کریم کی حقانیت اور بچپن میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کو بیان فرمایا گیا۔

میں لگ جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں تم لوگ کوئی اچھا خواب دیکھو تو خیر اسے بیان کردو اور جو شخص کوئی ایسا برا خواب دیکھے تو جس کروٹ پر ہو وہ کروٹ بدل دے اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔ مسند احمد وغیرہ کی حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خواب کی تعبیر جب تک نہ لی جائے وہ گویا پرند کے پاؤں پر ہے ہاں جب اس کی تعبیر بیان ہو گئی پھر وہ ہو جاتا ہے۔ اسی سے یہ حکم بھی لیا جا سکتا ہے کہ نعمت کو چھپانا چاہیے جب تک کہ وہ از خود اچھی طرح حاصل نہ ہو جائے اور ظاہر نہ ہو جائے۔ جیسے کہ ایک حدیث میں ہے، ضرورتوں کے پورا کرنے پر ان کے چھپانے سے بھی مدد لیا کرو کیونکہ ہر وہ شخص جسے کوئی نعمت ملے لوگ اس کے حسد کے درپے ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

ایک کہنے والا کہ قتل نہ کرو یوسف کو اور اس کو ڈال دو اندھیرے کنویں میں اس کو

السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا

اٹھالے جائے گا کوئی راہ چلتا اگر تم کو کرنا ہے ف۱ بولے کہ ابا جان! کیا وجہ ہے کہ

تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ

آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ اس کو بھیج دیجئے

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ

ہمارے ساتھ کل کو کہ خوب کھائے اور کھیلے اور ہم اس کے نگہبان ہیں یعقوب نے کہا

لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

مجھ کو رنجیدہ کرتا ہے تمہارا اس کو لے جانا اور ڈرتا ہوں کہ اس کو کھا جائے بھیڑیا

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

اور تم اس سے بے خبر رہو بولے کہ اگر بھیڑیا کھا جائے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا

اور ہم اتنے سارے ہیں تو ہم نے اس صورت میں سب کچھ گنوادیا ف۲۔ آخر کار جب لے کر چلے

بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ

یوسف کو اور اس پر متفق ہو گئے کہ اس کو ڈال دیں کسی اندھے کنویں میں۔ اور ہم نے وحی بھیجی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

اس کی طرف کہ ف۳ تو ضرور ان کو جتائے گا ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور یہ آئے

ف۱ بھائیوں کے جرائم:

محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ برادران یوسف کی یہ حرکت مختلف جرائم کی حامل تھی۔ قطع رحم، باپ کی نافرمانی، بے گناہ بچے پر ظلم اور بے رحمی۔ امانت میں خیانت، وعدہ شکنی اور دروغ بافی اللہ نے ان کے تمام جرائم کو معاف فرمادیا، تاکہ کوئی اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو میں کہتا ہوں شاید اس کا سبب یہ ہو کہ ان کو باپ سے بہت زیادہ محبت تھی اور اسی شدت محبت نے ان کو رشک وحسد تک پہنچادیا۔ اور انہوں نے کوشش کی کہ باپ کی توجہ ان کی طرف خالص ہو جائے۔

ف۲ مطلب یہ کہ جماعت کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور کئی آدمیوں میں نگرانی بھی سہل ہے اس لئے یہ اندیشہ فضول ہے غرض یعقوب علیہ السلام سے کہہ سن کر ان کو لے کر چلے۔ رہا یہ کہ یعقوب علیہ السلام نے لہو ولعب کو جائز رکھا حالانکہ عبث کاموں کی تجویز انبیاء علیہم السلام کی شان کے خلاف ہے سو اصل یہ ہے کہ یہ لہو ولعب عبث اس لئے نہیں کہ اس سے مراد دوڑنا اور تیراندازی وغیرہ کرنا ہے جو کہ مفید کام ہیں مشہور جواب تو یہ ہے اور احقر کہتا ہے کہ نشاط بڑھانا بھی فوائد مقصودہ میں سے ہے جو کہ بچوں کے لئے ضروری ہے اور مشاغل ضروریہ میں جی لگنے کا موقوف علیہ ہے اور ضروری امر کا مقدمہ بھی ضروری ہوتا ہے خوب سمجھ لو۔

ف۳ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ کنویں میں ڈالے جانے کے وقت یوسف علیہ السلام صغیر السن تھے اس وقت آپ کے پاس وحی آئی پس چالیس برس کے بعد وحی نازل ہونا یہ قاعدہ اکثر کے اعتبار سے ہے کلی قاعدہ نہیں۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا

اپنے باپ کے پاس رات کے وقت روتے ہوئے ف۱ کہنے لگے

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ

کہ ابا جان! ہم تو باہم دوڑ کرنے لگے اور چھوڑ دیا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس تو اس کو کھا گیا بھیڑیا۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ

اور آپ تو ہرگز یقین نہ لائیں گے ہمارے کہنے پر گو ہم سچے ہوں۔ اور لگالائے

عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

یوسف کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون یعقوب نے کہا کوئی نہیں بلکہ تم کو بنا دی ہے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی

تمہارے دلوں نے ایک بات خیر صبر نیک اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں اُس پر

مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ

جو تم بیان کرتے ہو۔ ف۲ اور آوارد ہوا ایک قافلہ پھر انہوں نے بھیجا

فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ وَاَسَرُّوْهُ

اپنا سقہ تو اس نے لٹکایا اپنا ڈول بول اٹھا! آہا یہ تو لڑکا ہے۔ اور اس کو چھپا رکھا

بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ

مال تجارت بنا کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے تھے

بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ ﴿۲۰﴾

اور اس کو بیچ آئے کم داموں چند درہم کے عوض۔ اور ہو رہے تھے اس سے بے رغبت

ف۱ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ مصر پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ اپنے حال کی خبر اپنے گھر بھیجیں (قرطبی) یہی وجہ تھی کہ یوسف علیہ السلام جیسے پیغمبر خدا نے جیل سے رہائی اور ملک مصر کی حکومت ملنے کے بعد بھی کوئی ایسی صورت نہیں نکالی جس کے ذریعہ والد ضعیف کو اپنی سلامتی کی خبر دے کر مطمئن کر دیتے، اللہ جل شانہٗ کی حکمتوں کو کون جان سکتا ہے جو اس طرز میں مخفی تھیں، شاید یہ بھی منظور ہو کہ یعقوب علیہ السلام کو غیر اللہ کے ساتھ اتنی محبت کے ناپسند ہونے پر متنبہ کیا جائے اور یہ کہ بھائیوں کا حاجتمند بن کر یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش کر کے ان کے عمل کی کچھ سزا تو ان کو بھی دینا مقصود ہو۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ بھائیوں کی عقل پر پردہ:

وجاءو علی قمیصہ بدم کذب یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے تھے تاکہ والد کو بھیڑیئے کے کھانے کا یقین دلائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ ظاہر کرنے کیلئے انکو اس سے غافل کر دیا کہ کرتے پر خون لگانے کے ساتھ اس کو پھاڑ بھی دیتے، جس سے بھیڑیئے کا کھانا ثابت ہوتا انہوں نے صحیح سالم کرتے پر بکری کے بچے کا خون لگا کر باپ کو دھوکہ میں ڈالنا چاہا یعقوب علیہ السلام نے کرتا صحیح سالم دیکھ کر فرمایا میرے بیٹو! یہ بھیڑیا کیسا حکیم اور عقلمند تھا کہ یوسف کو اس طرح کھایا کہ کرتہ کہیں سے نہیں پھٹا۔ مسئلہ: یعقوب علیہ السلام نے کرتے صحیح سالم ہونے سے برادران یوسف کے جھوٹ پر استدلال کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قاضی یا حاکم کو فریقین کے دعوے اور دلائل کے ساتھ حالات اور قرائن پر بھی نظر کرنا چاہئے۔ (معارف مفتی صاحب)

خلاصہ رکوع ۲

بھائیوں کا حضرت یوسف و بنیامین سے حسد اور باہمی مشورہ کو ذکر کیا گیا۔ بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرانے کو بیان فرمایا گیا اور اہل قافلہ کا کنویں سے نکال کر لے جانے کو بتلایا گیا۔

ع ۲ / ۱۲

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ

اور اُس (مصری) شخص نے جس نے یوسف کو خریدا کہا اپنی عورت (زلیخا) سے کہ اس کو

مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ

با حرمت رکھنا شاید ہم کو نفع پہنچاوے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنا لیں ف۱ اور یوں

مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ

ہم نے جگہ دی یوسف کو اس ملک میں اور تاکہ ہم اس کو سکھاویں تعبیر دینی

الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

خوابوں کی اور اللہ قادر ہے اپنے ارادے پر لیکن بہتیرے

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا

آدمی نہیں جانتے اور جب یوسف پہنچا اپنی جوانی کو ہم نے اس کو دی دانائی

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ

اور علم! اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور پھسلایا یوسف کو اس عورت نے

هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

جس کے گھر میں وہ تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور کہا کہ لو آؤ! یوسف نے کہا

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ

معاذ اللہ! وہ عزیز تو میرا آقا ہے اُس نے اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو بیشک نہیں فلاح پاتے ظالم۔ ف۲

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ

اور عورت نے ارادہ بد کیا یوسف سے اور یوسف بھی ارادہ کر ہی چکا تھا عورت کو اگر نہ

ف۱ دنیا کے ذہین شخص:
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین شخص گزرے اول عزیز مصر جس نے یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی تاڑ لیا اور ان کی فہم و فراست کا اندازہ لگالیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا اکرمی مثوٰہ عسٰی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا دوئم: حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت کو دیکھ کر اپنے باپ کو مشورہ دیا یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین اے باپ ان کو نوکر رکھ لیجئے بہترین شخص جس کو نوکر رکھا جائے وہ وہ ہے کہ جو صاحب قوت اور صاحب امانت ہو۔ سوئم حضرت ابوبکر صدیق جنہوں نے حضرت عمر کی فہم و فراست کا اندازہ لگالیا۔ اور اپنے بعد ان کو اپنا جانشین بنایا۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

ف۲ غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں
لفظ رب اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ ایسے الفاظ موہم شرک اور مشرکین کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے الفاظ استعمال کرنا بھی ممنوع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ کوئی غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے اور کوئی آقا اپنے غلام کو بندہ نہ کہے۔ (معارف القرآن)

انبیاء گناہ سے محفوظ ہیں:
جمہور امت اس پر متفق ہے کہ انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ ہر طرح کے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ کبیرہ گناہ تو نہ قصداً ہو سکتا ہے نہ سہو و خطا کی راہ سے ہو سکتا ہے البتہ صغیرہ گناہ سہو و خطاء کے طور پر سرزد ہو جانے کا امکان ہے۔ مگر اس پر بھی انبیاء علیہم السلام کو قائم نہیں رہنے دیا جاتا، بلکہ متنبہ کر کے اس سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ (مسامرہ)

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

ہوتا کہ اس نے دیکھ لی دلیل اپنے پروردگار کی یوں ہی ہوا تاکہ ہم ہٹائے رکھیں اس سے برائی

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں ہے۔ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

دروازے کو ف۱ اور عورت نے پھاڑ دیا یوسف کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں نے پایا عورت کے خاوند کو

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ

دروازے کے پاس (زلیخا) بولی! کچھ سزا نہیں اس شخص کی جو ارادہ کرے تیری بیوی سے

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ

بدکاری کا اس کے سوا کہ وہ قید کر دیا جاوے یا دکھ کی مار! یوسف بولا کہ یہ عورت تو خود مجھ سے میری

نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ

طالب ہوئی تھی اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے کنبہ داروں میں سے ف۲ کہ اگر یوسف کا

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ

کرتہ پھٹا ہے آگے سے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا۔ اور اگر

كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اس کا کرتہ پھٹا ہے پیچھے سے تو عورت جھوٹی اور

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ

یوسف سچا۔ تو جب عزیز نے دیکھا اس کا کرتہ کہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے بولا بیشک

ف۱ معصوم بچے کی گواہی:
حضرت مریمؑ پر جب لوگ تہمت باندھنے لگے تو صرف ایک دن کے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے گویائی عطا فرما کر ان کی زبان سے والدہ کی پاکی ظاہر فرما دی، اور قدرت خداوندی کا ایک خاص مظہر سامنے کر دیا، بنی اسرائیل کے ایک بزرگ جریج پر اسی طرح کی ایک تہمت ایک بڑی سازش کے ساتھ باندھی گئی تو نوزائیدہ بچہ نے ان کی براءت کیلئے شہادت دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون کو شبہ پیدا ہوا تو فرعون کی بیوی کے بال سنوارنے والی عورت کی چھوٹی بچی کو گویائی عطا ہوئی اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں فرعون کے ہاتھ سے بچایا۔

ف۲ چار بچے:
بغوی نے لکھا ہے عوفی کی روایت میں حضرت ابن عباس کا بیان بھی آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا چار بچے بچپن میں بولے (۱) بنت فرعون کے بال بنانے والی خادمہ کا بچہ (۲) شاہد یوسف (۳) جریج والا بچہ (۴) عیسیٰ بن مریم۔ محمد بن محمد سعاف نے تخریج بیضاوی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث امام احمد نے مسند میں اور ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں بیان کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے حاکم نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بھی اس کو بیان کیا ہے اور شرط شیخین کے موافق قرار دیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ

یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا کچھ شک نہیں کہ تمہارا فریب بڑا ہے۔ یوسف! جانے دے

عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ

اس بات کو اور اے عورت تو معافی مانگ اپنے گناہ کی بیشک تو ہی

الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ

خطا وار تھی اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی عورت پھسلاتی ہے

تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ

اپنے غلام کو اس کے نفس سے۔ بیشک اُس کے دل میں جگہ پکڑ گیا اس کا عشق۔ ہم تو

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ

اس کو دیکھتے ہیں صریح گمراہی میں تو جب عزیز کی عورت نے سنا اُن کا فریب بلوا بھیجا

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا

ان کو اور تیار کی ان کے لئے ایک مجلس اور دے دی ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری! اور بولی

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

(کہ اے یوسف) باہر آ ان کے سامنے تو جب انہوں نے یوسف کو دیکھا اسے بڑا پایا

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔ اور کہنے لگیں حاش للہ یہ نہیں ہے بشر ہونہ ہو یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ

عزیز کی عورت بولی کہ یہی تو ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے طعنے دیئے۔

یوسف علیہ السلام کا حسن:

زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو ایک اور جگہ بٹھادیا تھا وہاں سے آپ عورتوں کے سامنے برآمد ہوئے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ حسن میں یوسف علیہ السلام کی دوسرے لوگوں پر برتری ایسی تھی جیسی ستاروں پر چودھویں رات کے چاند کی

خلاصہ رکوع ۳ (ع ۳ / ۹ / ۱۲)

مصر کے بازار میں عزیز مصر کے ہاتھوں یوسف علیہ السلام کے فروخت ہونے اور پرورش کا بیان فرمایا گیا۔ زلیخا کی غلط کوشش اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس سے بچ جانے کو ذکر کیا گیا۔ یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر معصوم بچے کی فیصلہ کن گواہی بیان فرمائی گئی۔

ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا (یعنی شب معراج میں) میں نے دیکھا کہ یوسف چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں اسحاق بن عبداللہ ابی فردہ کا قول بیان کیا ہے کہ یوسف مصر کے گلی کوچوں سے گذرتے تو دیواریں آپ کے چہرے کی چمک سے جگمگا جاتیں جیسے سورج کی دھوپ جب دیواروں پڑ رہی ہو تو اس کے عکس سے پانی جگمگا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ

اور بیشک میں نے اس کو پھسلایا اسکے نفس سے پھر یہ بچا رہا اور اگر یہ نہ کرے گا

لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

جو میں اس سے کہہ رہی ہوں (تو) ضرور بالضرور قید کیا جاوے گا اور ضرور بے عزت ہوگا۔ ف۱

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ

یوسف بولا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو قید اس سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھ کو بلا رہی ہیں

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو میں انکی طرف مائل ہو جاؤں گا

الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ

اور بن جاؤں گا نادان۔ تو قبول کر لی اس کی دعا اس کے پروردگار نے پس اس سے دفع کر دیا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ

ان کا فریب۔ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر سوجھا لوگوں کو اس کے بعد کہ دیکھ چکے تھے

مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ مَعَهُ

نشانیاں کہ یوسف کو قید رکھیں ایک مدت تک ف۲ اور داخل ہوئے یوسف کے ہمراہ

السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

قید خانہ میں دو جوان اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں خواب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ نچوڑ رہا ہوں شراب۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ

اور دوسرے نے کہا! میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں

ف۱ یہ بات یوسف علیہ السلام کے سنانے اور دھمکانے کو کہی پھر وہ سب عورتیں بھی ان سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں جو یہ کہے تم کو ماننا چاہئے۔ یوسف علیہ السلام نے جو یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ یہ عورت تو بے ڈھب پیچھے پڑی ہے اور سب اسی کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں تو حق تعالیٰ سے التجا کی۔

ف۲ یعنی یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی نشانیاں دیکھ کر عزیز وغیرہ کو خود تو ان کی براءت کا یقین آ گیا تھا مگر عوام میں سے چرچا قطع کرنے کی غرض سے ان کو خاص مدت تک قید خانہ میں رکھنا مصلحت سمجھا اور نشانیوں سے مراد شیر خوار بچہ کے بولنے کا معجزہ جو کہ عقلی دلیل ہے اور قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہونا جو دلیل عادی ہے اور زلیخا کا سب عورتوں کے سامنے اقرار کرنا انا راودته عن

ع ۴ ۱۴

خلاصہ رکوع ۴

عورتوں کی لعن طعن سے بچنے کیلئے زلیخا کی کارروائی اور جیل بھجوانے کی دھمکی بیان فرمائی گئی۔ جو پھر عزیز مصر کا آپ کو جیل بھجوانے کا فیصلہ ذکر فرمایا گیا۔

نفسه فاستعصم کہ میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنیکی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور یہ اقرار عزیز تک پہنچ گیا تھا۔ یہ دلیل شرعی ہے ان سب سے نزاہت یوسف علیہ السلام معلوم ہو چکی تھی۔

الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۶

اُس میں سے (اے یوسف) ہم کو بتاؤ اس کی تعبیر ہم تم کو دیکھتے ہیں نیک کار و۱

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ

یوسف نے کہا نہیں آنے پائے گا تمہارے پاس کھانا جو تم کو ملا کرتا ہے مگر میں بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر

قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ

اس کے آنے سے پہلے یہ تعبیر بھی منجملہ ان باتوں کے ہے جو مجھ کو سکھائیں ہیں میرے پروردگار نے۔

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ

میں چھوڑے بیٹھا ہوں دین اس قوم کا جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ

آخرت سے منکر ہیں۔ و۲ اور میں پکڑے ہوئے ہوں دین اپنے باپ دادوں

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ

ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا۔ ہمیں شایان نہیں کہ

نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

شریک بنائیں اللہ کا کسی چیز کو۔ یہ اللہ کا فضل ہے

عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۸

ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے جیل کے رفیقو بھلا کئی معبود جدا جدا اچھے یا اللہ

و۱ پیغمبرانہ شفقت کی عجیب مثال:

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اگرچہ ان دونوں کے خواب الگ الگ تھے اور ہر ایک کی تعبیر متعین تھی اور یہ بھی متعین تھا کہ شاہی ساقی بری ہو کر اپنی ملازمت پر پھر فائز ہوگا اور باورچی کو سولی دی جائے گی مگر پیغمبرانہ شفقت و رافت کی وجہ سے متعین کر کے نہیں بتلایا کہ تم میں سے فلاں کی سولی دی جائے گی تاکہ وہ ابھی سے غم میں نہ گھلے، بلکہ اجمالی طور پر یوں فرمایا کہ تم میں سے ایک رہا ہو جائے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی۔ (معارف مفتی اعظم)

و۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ دونوں قیدی ان پر خواب کی تعبیر کے بارے میں بھروسہ کر رہے ہیں، اور انہیں نیک بھی سمجھتے ہیں تو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے ان کو دین حق کی دعوت دینا مناسب سمجھا، بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ ان میں سے ایک کے خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اسے سولی دی جائے گی، اور اس طرح اس کی زندگی کی مہلت ختم ہونے والی ہے، اس لئے آپ نے چاہا کہ مرنے سے پہلے وہ ایمان لے آئے، تاکہ اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی پیغمبرانہ اسلوب ہے کہ وہ جب کوئی مناسب موقع دیکھتے ہیں، اپنی دعوت پیش کرنے سے نہیں چوکتے۔ (توضیح القرآن)

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

اکیلا زبردست۔ تم لوگ کچھ نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر ناموں کو جو گھڑ رکھے

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا

ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کوئی

مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

سند کسی کی حکومت نہیں سوا اللہ کے۔ اس نے فرمادیا کہ کسی کی عبادت نہ کرو

اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

سوائے اللہ کے یہی ہے دین سیدھا۔ لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ

لوگ نہیں جانتے۔ اے جیل کے رفیقو! تم میں سے

اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

ایک تو پلائے گا اپنے آقا کو شراب اور دوسرا سولی دیا جاوے گا۔

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے۔ فیصل ہوا کام جس کی تحقیق

فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا

تم چاہتے تھے۔ ف۱ اور یوسف نے کہہ دیا اس شخص سے جس کو سمجھا تھا کہ وہ دو میں سے رہائی پائے گا

اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ

کہ میرا تذکرہ کیجیو اپنے آقا کے ہاں سو اس کو بھلا دیا شیطان نے اپنے آقا سے ذکر کرنا

ف۱ خوابوں کی تعبیر:

فرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی، کہ جس نے خواب میں شراب پلاتے دیکھا اس کی تعبیر یہ ہی ہے کہ وہ بیداری میں بادشاہ کو شراب پلائیگا۔ اور جس نے سر پر سے جانوروں کو روٹیاں کھاتے دیکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سولی دیا جائیگا۔ پھر جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ قضا وقدر کا فیصلہ یہ ہی ہے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ جو بات تم پوچھتے تھے وہ میں نے بتلادی۔ یہ بالکل طے شدہ امر ہے۔ جس میں تخلف نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساقی زہر خورانی کی تہمت سے بری ہوگیا، اور خباز (نانبائی) کو جرم ثابت ہونے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

میں کہتا ہوں اس تعبیر کا قرینہ شاید یہ ہو کہ باورچی نے کھانے میں واقعی زہر ملا دیا تھا اور ساقی بے قصور تھا (اس لئے بادشاہ کا صحیح فیصلہ یہی ہوسکتا تھا کہ باورچی کو صلیب دیدے اور ساقی کو رہا کر کے سابق عہدے پر فائز کردے)

حضرت ابن مسعود نے فرمایا حضرت یوسف کا بیان سن کر دونوں قیدی کہنے لگے ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا تھا محض دل لگی کر رہے تھے اس پر حضرت یوسف نے فرمایا۔ جس کے بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مکرر ہوچکا یعنی جس بات کو تم دریافت کرنا چاہتے تھے اُس کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہو چکا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو قضائے خداوندی ویسی ہی ہوچکی ہے جیسا میں نے بیان کر دیا تم دونوں کا انجام یہی ہونا چاہئے۔ (تفسیر مظہری)

۶

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي

تو یوسف رہا قید خانہ میں کئی برس اور کہا بادشاہ نے کہ میں خواب میں

أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

دیکھتا ہوں سات گائے موٹی ان کو کھائے جاتی ہیں سات گائے دُبلی۔

وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ

اور سات بالیں ہری اور دوسری (سات) خشک۔ اے اہل دربار!

أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾

کہو مجھ سے میرے خواب کی (بابت) اگر تم خواب کی تعبیر دیا کرتے ہو۔

قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ

وہ کہنے لگے کہ یہ تو کچھ پریشان خیالات ہیں اور ہم کو تعبیر ایسے خیالات کی

بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ

معلوم نہیں۔ اور بول اٹھا جس نے رہائی پائی تھی ان دونوں (قیدیوں) میں سے

أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا

اور یاد کیا مدت کے بعد میں تم کو بتاؤں گا اس کی تعبیر تو تم مجھے بھیجو ف۱ (جا کر کہا) کہ اے یوسف

الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ

اے سچے! ہمیں جواب دو اس خواب میں کہ سات گائیں موٹی انہیں کھائے جاتی ہیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۙ

سات گائیں دبلی۔ اور سات بالیں ہری اور دوسری خشک (تعبیر دو) تاکہ

ع ۵ / ۱۵

خلاصہ رکوع ۵

جیل کے دو ساتھیوں کے خواب اور ان کی تعبیر کیساتھ دین کی تبلیغ کا ذکر فرمایا گیا۔ قیدیوں کو عقیدہ توحید کی تعلیم کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ یہ وہی قیدی تھا جس کی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے خواب کی یہ تعبیر دی تھی کہ اسے جیل سے رہائی مل جائے گی، اور جب وہ رہا ہوا تھا تو اس سے کہا تھا کہ اپنے آقا سے میرا بھی تذکرہ کر دینا، مگر وہ ان کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اب جو بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تو اسے یاد آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا خاص علم عطاء فرمایا ہے اور وہ اس خواب کی صحیح تعبیر بتا سکتے ہیں۔ اس لئے اس نے بادشاہ کو بتایا کہ قید خانے میں ایک شخص ہے جو خواب کی بہترین تعبیر بتاتا ہے، آپ مجھے اس کے پاس بھیج دیجئے۔ قرآن کریم چونکہ قصہ گوئی کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ہر قصے سے اس کا کوئی مقصد وابستہ ہوتا ہے، اس لئے اس کا یہ خاص اسلوب ہے کہ جو باتیں سننے والا خود اپنی سمجھ سے نکال سکتا ہے، اس کی تفصیل بیان نہیں کرتا۔ چنانچہ یہاں بھی صریح لفظوں میں یہ فرمانے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ اس کے بعد بادشاہ نے اس کو قید خانے میں بھیجا، اور وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی، اور اس نے ان سے کہا، بلکہ براہ راست بات یہاں سے شروع فرمادی کہ "یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے"

لَعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

میں لوٹ جاؤں لوگوں کی طرف تاکہ ان کو معلوم ہو ف۱

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ

یوسف نے کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگ کر تو جو کچھ کاٹو تو اس کو

فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

چھوڑ دو اس کی بالوں ہی میں مگر تھوڑا (غلہ) جو تم کھاؤ (نکال لینا) پھر

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا

آئیں گے اس کے بعد سات برس سختی کے کہ کھا جائیں گے جو کچھ تم نے پہلے سے جمع کر رکھا تھا

قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ

ان کے لئے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے (بچ رہے گا) پھر

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ

آئے گا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینہ پائیں گے لوگ

وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ۧ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ

اور اس میں رس نچوڑیں گے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ اس کو میرے پاس تو جب آیا یوسف کے پاس

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

قاصد (تو) یوسف نے اس سے کہا کہ لوٹ جا اپنے آقا کے پاس پھر اُس سے دریافت کر

فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ

کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹ لئے تھے اپنے ہاتھ! میرا پروردگار ہی ان کے

ف۱ بادشاہ کے خواب میں تو بظاہر اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ سات سال اچھی پیداوار کے ہونگے پھر سات سال قحط کے، مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر ایک اضافہ یہ بھی بیان فرمایا کہ قحط کے سال کے بعد پھر ایک سال خوب بارش اور پیداوار کا ہوگا، اس کا علم یوسف علیہ السلام کو یا تو اس سے ہوا کہ جب قحط کے سال کل سات ہی ہیں تو عادۃ اللہ کے مطابق آٹھواں سال بارش اور پیداوار کا ہوگا، اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع کر دیا، تاکہ تعبیر خواب سے بھی کچھ زیادہ خبر ان کو پہنچے جس سے یوسف علیہ السلام کا فضل و کمال ظاہر ہو کر ان کی رہائی کا سبب بنے، اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف تعبیر خواب ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ایک حکیمانہ اور ہمدردانہ مشورہ بھی دیا، وہ یہ کہ پہلے سات سال میں جو زیادہ پیداوار ہو اس کو گندم کے خوشوں ہی میں محفوظ رکھنا، تاکہ گندم کو پرانا ہونے کے بعد کیڑا نہ لگ جائے یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب تک غلہ خوشہ کے اندر رہتا ہے غلہ کو کیڑا نہیں لگتا۔
(معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۶ ع ۶ ۱۶

یوسف علیہ السلام کی رہائی کا غیبی انتظام، شاہی خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں آپ کی پیغمبرانہ بصیرت کا مظاہرہ ذکر فرمایا گیا۔

اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ

فریب خوب جانتا ہے بادشاہ نے کہا (اے عورتو) کیا حقیقت حال تھی تمہاری جب

رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا

تم نے پھسلایا تھا یوسف کو اس کے نفس سے انہوں نے کہا حاش للہ

عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ

ہم نے نہیں جانی اس پر کچھ برائی۔ بول اٹھی عورت عزیز کی

الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

کہ اب ظاہر ہو گئی حق بات! میں نے اس کو پھسلایا تھا اس کے نفس سے

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ

اور بلاشبہ یوسف سچا ہے ف۱ (یوسف نے کہا کہ میں نے اتنی تحقیق اس لئے کی ہے) تاکہ

اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں چھپ کر۔ اور یہ کہ اللہ نہیں چلنے دیتا حیلہ خیانت کرنے والوں کا ف۲

ف۱ عورتوں کے بیانات:
بادشاہ نے تحقیق کرنی شروع کی ان عورتوں کو جنہیں عزیز کی بیوی نے اپنے ہاں دعوت پر جمع کیا تھا اور خود اسے بھی دربار میں بلوایا۔ پھر ان تمام عورتوں سے پوچھا کہ ضیافت والے دن کیا گزری تھی، سب بیان کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ حاشا للہ یوسفؑ پر کوئی الزام نہیں، اس پر بے سروپا تہمت ہے، واللہ ہم خوب جانتی ہیں کہ یوسفؑ میں کوئی بدی نہیں، اس وقت عزیز کی بیوی خود بھی بول اٹھی کہ اب حق ظاہر ہو گیا واقعہ کھل گیا، حقیقت نتھر آئی، مجھے خود اس امر کا اقرار ہے کہ واقعی میں نے ہی اسے پھنسانا چاہا تھا، اس نے جو بروقت کہا تھا کہ یہ عورت مجھے پھسلا رہی تھی اس میں وہ بالکل سچا ہے، میں اس کا اقرار کرتی ہوں اور اپنا قصور آپ بیان کرتی ہوں تاکہ میرے خاوند یہ بات بھی جان لیں کہ میں نے اس کی کوئی خیانت دراصل نہیں کی، یوسفؑ کی پاکدامنی کی وجہ سے کوئی شر اور برائی مجھ سے ظہور میں نہیں آئی، بدکاری سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچائے رکھا ہے۔ میرے اس اقرار سے اور واقعہ کے کھل جانے سے صاف ظاہر ہے اور میرے خاوند جان سکتے ہیں کہ میں برائی میں مبتلا نہیں ہوئی، یہ بالکل سچ ہے کہ خیانت کرنے والوں کی مکاریوں کو اللہ تعالیٰ فروغ نہیں دیتا ان کی دغابازی کوئی پھل نہیں لاتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ عالم مقتداء کیلئے ایک ضروری حکم
مسئلہ: عالم مقتداء کو اس کی بھی فکر رہنی چاہئے کہ اس کی طرف سے لوگوں میں بدگمانی پیدا نہ ہو اگرچہ وہ بدگمانی سراسر غلط ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدگمانی خواہ کسی جہالت یا کم فہمی ہی کے سبب سے ہو۔ بہر حال ان کی دعوت وارشاد کے کام میں خلل انداز ہوتی ہے لوگوں میں اس کی بات کا وزن نہیں رہتا۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۵۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سورہ ھود بارھواں پارہ

خاصیت سورہ ھود

ہرن کی جھلی پر لکھ کر جو شخص اپنے پاس رکھے اس کو قوت و نصرت عطا ہو اگر سو آدمیوں سے بھی مقابلہ ہو سب پر ہیبت غالب ہو جائے اور اس کے خلاف کوئی گفتگو اس سے نہ کر سکے اور اگر اس کو زعفران سے لکھ کر تین روز صبح و شام پی لے قلب قوی ہو جائے اور کسی کے مقابلہ سے اس کو خوف نہ ہو۔

خاصیت ابتدائی آیات برائے علم و حافظہ

الٓرٰ. کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ ۱۱ ع ۱۷)

ترجمہ: (یہ قرآن) ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں (وہ کتاب) ایسی ہے کہ ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے یہ (ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ڈرانے والا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور یہ بھی ہے کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لا کر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ ہو وہ تم کو وقت مقررہ (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوشی عیش دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن عذاب کا اندیشہ ہے۔ تم (سب) کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

خاصیت: اروی سبز کے پتے پر طلوع فجر کے وقت مشک و گلاب سے لکھ کر جس کنویں سے اس اروی میں پانی دیا جاتا ہو اس کے پانی سے دھو کر چار روز تک صبح و شام پیئے۔ تعلیم قرآن و علم حافظہ اور ذہن میں ترقی و آسانی ہو اور خوب دل کھل جائے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۱ برائے حفاظت کشتی و جہاز

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (پ۱۲ع۴)

ترجمہ: فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ (اور کچھ اندیشہ مت کرو کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام ہے بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔

خاصیت: جب کشتی یا کسی دوسری سواری پر سوار ہونے لگے تو اس آیت کو پڑھ لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ راہ کی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور جس شخص کو سردی سے بخار آتا ہو تو بیری کی لکڑی پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دے ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہو گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۳، ۶۴ برائے حفاظت طوفان

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (پارہ ۷، رکوع ۱۴)

ترجمہ: آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات (شدائد) سے اس حالت میں نجات دیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور (کبھی) چپکے چپکے اگر آپ ہم کو ان سے نجات دے دیں تو ہم ضرور حق شناسی (پر قائم رہنے) والوں سے ہو جائیں۔ (آپ) ہی کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔

خاصیت: اگر دریا میں جوش وطغیانی ہو یہ آیتیں لکھ کر دریا میں ڈالنے سے طوفان کو سکون ہو جاتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۶ برائے سرکش غلام

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (پ ۱۲ ع ۵)

خاصیت: اگر کوئی لونڈی یا غلام سرکش ہو تو بال پیشانی کے پکڑ کر تین مرتبہ اس کو پڑھے اور اس پر دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ فرمانبردار اور مسخر ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۶ برائے حفاظت امراض

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ط وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ط اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (پ ۱۲ ع ۵)

خاصیت: تعویذ بنا کر بچے کے گلے میں ڈالنے سے جس قدر امراض بچوں کو لاحق ہوتے ہیں سب سے حفاظت رہتی ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۱ برائے حفاظت سواری

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

خاصیت: جو شخص کشتی، جہاز یا ریل کسی قسم کی سواری میں سوار ہونے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ اس کو کبھی کسی سواری تکلیف نہ ہو گی اور اس سواری سے زندہ سلامت اترے گا۔ عمل مجرب ہے (طب روحانی۔ ۸۸)

تعارف سورۃ الرعد

یہ سورت بھی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی، اور اس کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات اور ان پر عائد کئے جانے والے اعتراضات کا جواب ہے۔ پچھلی سورت یعنی سورۂ یوسف کے آخر (آیت نمبر ۱۰۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کی بہت سی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں، لیکن کفار ان کی طرف دھیان دینے کے بجائے ان سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اب اس سورت میں کائنات کی ان نشانیوں کی کچھ تفصیل بیان فرمائی گئی ہے جو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ جس قادر مطلق نے اس کائنات کا یہ محیرالعقول نظام بنایا ہے، اسے اپنی خدائی قائم کرنے کے لئے کسی مددگار یا شریک کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو اس کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی بھی گواہی دیتا ہے، اور اس بات کی بھی کہ یہ سارا نظام اس نے بے مقصد پیدا نہیں کر دیا اس کا یقیناً کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ اس دنیوی زندگی میں کئے ہوئے ہر کام کا کسی دن حساب ہو، اور اس دن نیکیوں کا انعام اور برائیوں کی سزا دی جائے۔ اس سے خود بخود آخرت کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ پھر نیکی اور برائی کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایات بندوں کو دی جائیں۔ ان ہدایات کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکام معلوم کر کے دنیا والوں تک پہنچاتے ہیں۔ لہٰذا اسی سے رسالت کا عقیدہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کائنات کی جو نشانیاں اس سورت میں بیان کی گئی ہیں، ان میں بادلوں کی گرج چمک بھی ہے جس کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر ۱۳ میں آیا ہے۔ عربی میں گرج کو "رعد" کہا جاتا ہے۔ اسی پر اس سورت کا نام "رعد" رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ ابراہیم

دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور ان کا انکار کرنے کے خوفناک نتائج پر تنبیہ ہے۔ چونکہ عرب کے مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے، اس لئے سورت کے آخر سے پہلے رکوع میں ان کی وہ پر اثر دعا نقل فرمائی گئی ہے جس میں انہوں نے شرک اور بت پرستی کی صاف صاف برائی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ انہیں اور ان کے بیٹوں کو بت پرستی سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ ابراہیم ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے آپ کو ! نفس تو (ہمیشہ) حکم کرتا ہے بدی کا مگر جس وقت

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ

رحم کرے میرا پروردگار۔ بیشک میرا ربّ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۱ اور کہا بادشاہ نے کہ لے

ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ

آؤ یوسف کو میرے پاس (تاکہ) میں اس کو خالص اپنے لئے رکھوں۔ پھر جب بات چیت کی

الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ

یوسف سے تو کہا کہ بیشک تو نے آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر یوسف نے کہا کہ مجھ کو مقرر کر دیجئے

الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ

ملک کے خزانوں پر۔ میں محافظ (اور) واقف کار ہوں۔ ف۲ اور یوں ہم نے جگہ دی یوسف کو

فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا

اس ملک میں۔ کہ رہے سہے اس میں جہاں چاہے ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت

مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَاَجْرُ

جسے چاہیں اور ہم نہیں ضائع کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ع

اور آخرت کا اجر بہتر ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے۔

وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ

اور آئے یوسف کے بھائی پھر داخل ہوئے اس پر تو یوسف نے ان کو پہچان لیا

ف۱ عناصر اربعہ کی خاصیتیں:

ان النفس لا مارة بالسوء کیونکہ نفس تو (ازخود) بری ہی بات بتاتا ہے نفس سے مراد ہے نفس حیوانی جو عناصر اربعہ (مادیہ) سے پیدا ہوتا ہے عالم امر کے لطائف میں سے قلب اور روح ہے قلب اور روح کا حامل یہی نفس ہے چونکہ اس نفس کا تولیدی مرکز عناصر اربعہ مادیہ ہیں اس لئے اس کا بالطبع میلان (حیوانی) خواہشات اور اخلاق رذیلہ کی جانب ہے غضب اور غرور عنصر نار کا مقتضی ہے کمینگی اور دناءت کا اقتضاء زمین کا ہے تیز مگی اور صبر کا فقدان پانی کی خصوصیت ہے دل لگی اور لہو ولعب ہوا کا خاص کرشمہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ حکومت کا غذائی کنٹرول

جب کسی ملک میں اقتصادی حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم ہو جائیں تو حکومت ایسی چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے سکتی ہے اور غلہ کی مناسب قیمت مقرر کر سکتی ہے۔ حضرات فقہاء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

۱ یوسف علیہ اسلام کی دربار شاہی میں حاضری اور آپ کی پاکدامنی اور زلیخا کی غلطی کا برملا اعتراف واعلان بیان فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۳۔۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

اور انہوں نے یوسف کو نہ پہچانا اور جب ان کے لئے تیار کر دیا۔ ان کا

قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ

سامان تو کہا کہ لے آئیو میرے پاس اپنا بے مات بھائی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں

اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ

پوری دیتا ہوں ماپ اور میں بہتر مہمان نواز ہوں ؎۱۔ تو اگر تم اسے نہ لائے میرے پاس تو

بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

تمہارے لئے بھرتی میرے پاس نہیں اور میرے پاس بھی نہ پھٹکنا وہ بولے کہ ہم پھسلائیں گے

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ

اس کی طرف سے اس کے باپ کو اور ضرور ہم کو یہ کرنا ہے اور کہہ دیا یوسف نے اپنے خدمت گاروں کو

اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ

رکھ دو ان کی پونجی ان کی بوریوں میں شاید یہ اس کو پہچانیں

اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا

جب واپس جائیں اپنی اہل کی طرف شاید وہ پھر بھی آئیں تو جب لوٹ کر گئے

اِلٰۤی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ

اپنے باپ کے پاس عرض کیا کہ ابا جان (آگے کو) ہم سے روک دی گئی بھرتی۔ بھیج دیجئے

مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ

ہمارے ہمراہ بھائی کو۔ کہ بھرتی لے آویں اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔ باپ نے کہا کہ میں نہیں

؎۱ پچھلے واقعات کا اظہار:
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپؑ نے تو انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ پہچان سکے۔ اس وقت آپؑ نے ایک پیالہ منگوایا اپنے ہاتھ پر رکھ کر اسے انگلی سے ٹھونکا، آواز نکلنی ہی تھی کہ اسی وقت آپؑ نے فرمایا لو یہ جام تو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہارے متعلق ہی کچھ خبر دے رہا ہے، یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا ایک سوتیلا بھائی تھا یوسف نامی تم اسے باپ کے پاس سے لے گئے اور اسے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر اسے انگلی ماری اور ذرا سی دیر کان لگا کر فرمایا لو یہ کہہ رہا ہے کہ پھر تم اس کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر باپ کے پاس گئے اور وہاں جا کر ان سے کہہ دیا کہ تیرے لڑکے کو بھیڑیے نے کھا لیا۔ اب تو یہ حیران ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے ہائے برا ہوا، بھانڈا پھوٹ گیا اس جام نے تو تمام سچی باتیں بادشاہ سے کہہ دیں۔ بس یہی ہے جو آپ کو کنوئیں میں وحی ہوئی کہ ان کے اس کرتوت کو تو انہیں ان کی بے شعوری میں جتائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ

اعتبار کرتا تمہارا اس پر مگر جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی (یوسف) پر

قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

پہلے۔ سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

اور جب انہوں نے کھولا اپنا اسباب (تو) پایا اپنی پونجی کو لوٹا دی گئی

اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

ان کی جانب کہنے لگے کہ ابا جان اور ہمیں کیا چاہیئے یہ ہماری پونجی ہے کہ لوٹائی گئی

اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ

ہماری طرف (تو ہم پھر مصر جائیں) اور اناج لائیں اپنے گھر والوں کے لئے اور ہم حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ

ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى

لیں ایک بھرتی ایک اونٹ کی یہ بھرتی تو سہل ہے ۱؎ یعقوب نے کہا کہ میں تو اس کو ہرگز نہ بھیجوں گا

تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ

تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو مجھے پکا قول اللہ کا کہ تم اس کو ضرور لے آؤ گے میرے پاس مگر یہ کہ

بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا

تم آپ ہی گھر جاؤ (تو مجبوری ہے) تو جب انہوں نے دیا اس کو اپنا پکا قول!

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ

باپ نے کہا! اللہ کا اس پر ذمہ ہے جو باتیں ہم کر رہے ہیں ۲؎۔ اور کہا کہ بیٹو! نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے

۱؎ مسئلہ: اگر دوسرے شخص کا مال یا کوئی چیز اپنے سامان میں نکلے اور قرائن تو یہ اس پر شاہد ہوں کہ اس نے بالقصد ہمیں دینے ہی کیلئے ہمارے سامان میں باندھ دیا ہے تو اس کو اپنے لئے رکھنا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے جیسے یہ پونجی جو برادران یوسف علیہ السلام کے سامان سے برآمد ہوئی اور قرائن تو یہ اس پر شاہد تھے کہ کسی بھول سے یا نسیان سے ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ قصداً اس کو واپس دے دیا ہے اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس رقم کی واپسی کی ہدایت نہیں فرمائی لیکن جہاں یہ اشتباہ موجود ہو کہ شاید بھولے سے ہمارے پاس آ گئی وہاں مالک سے تحقیق اور دریافت کئے بغیر اس کا استعمال جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

۲؎ اولاد سے خطا ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے

مسئلہ: اولاد سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو باپ کو چاہئے کہ تربیت کر کے ان کی اصلاح کی فکر کرے اور جب تک اصلاح کی امید ہو قطع تعلق نہ کرے ہاں اگر اصلاح سے مایوسی ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں دوسروں کے دین کا ضرر محسوس ہو پھر قطع تعلق کر لینا زیادہ مناسب ہے۔ (معارف القرآن)

وَّاحِدٍ وَّ ادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغۡنِیۡ

اور داخل ہونا علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں تم کو نہیں

عَنۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ

بچا سکتا اللہ کے حکم سے کچھ کسی کا حکم نہیں سوا اللہ کے اسی پر میں نے بھروسہ کرلیا ہے۔

تَوَکَّلۡتُ ۚ وَعَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوۡا

اور اُسی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنیوالے ف۱ اور جب یہ داخل ہوئے

مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَہُمۡ اَبُوۡہُمۡ ؕ مَا کَانَ یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ مِّنَ

جس طرح ان سے کہہ دیا تھا ان کو

اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیۡ نَفۡسِ یَعۡقُوۡبَ قَضٰہَا ؕ

اللہ کے حکم سے کچھ مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے دل میں جس کو

وَاِنَّہٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰہُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا

اس نے پورا کیا۔ اور وہ تو خبردار تھا ہمارے سکھائے سے لیکن بہتیرے لوگ

یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَخَاہُ

خبر نہیں رکھتے۔ اور جب یہ داخل ہوئے یوسف کے پاس (تو) اس نے جگہ دی اپنے پاس اپنے

قَالَ اِنِّیۡۤ اَنَا اَخُوۡکَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۹﴾

بھائی (بن یامین) کو (اور) کہا کہ میں تو تیرا بھائی ہوں سو کچھ رنج نہ کر اس سے جو یہ کرتے رہے

فَلَمَّا جَہَّزَہُمۡ بِجَہَازِہِمۡ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیۡ رَحۡلِ

ہیں پھر جب مہیا کر دیا ان کا سامان (غلہ) رکھ دیا ایک کٹور اپنے بھائی کی بوری میں

ف۱ احکام و مسائل

مذکورہ دو آیتوں سے چند مسائل اور احکام معلوم ہوئے، اول یہ کہ نظر بد کا لگ جانا حق ہے، اس سے بچنے کی تدبیر کرنا اسی طرح مشروع اور محمود ہے جس طرح مضر غذاؤں اور مضر افعال سے بچنے کی تدبیر کرنا۔

دوسرے یہ کہ لوگوں کے حسد سے بچنے کیلئے اپنی مخصوص نعمتوں اور اوصاف کا لوگوں سے چھپانا درست ہے۔

تیسرے یہ کہ مضر آثار سے بچنے کے لئے ظاہری اور مادی تدبیریں کرنا توکل اور شان انبیاء کے خلاف نہیں۔

چوتھے یہ کہ جب ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے بارہ میں کسی تکلیف کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کو آگاہ کردے اور اندیشہ سے بچنے کی ممکن تدبیر بتلا دے جیسے یعقوب علیہ السلام نے کیا۔

پانچویں یہ کہ جب کسی شخص کو دوسرے شخص کا کوئی کمال یا نعمت تعجب انگیز معلوم ہو اور خطرہ ہو کہ اس کو نظر بد لگ جائے گی تو اس پر واجب ہے کہ اس کو دیکھ کر بارک اللہ یا ماشاء اللہ کہہ لے تا کہ دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

چھٹے یہ کہ نظر بد سے بچنے کیلئے ہر ممکن تدبیر کرنا جائز ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی دعا اور تعویذ وغیرہ سے علاج کیا جائے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کے دولڑکوں کو کمزور دیکھ کر اس کی اجازت دی کہ تعویذ وغیرہ کے ذریعہ ان کا علاج کیا جائے۔

ساتویں یہ کہ دانشمند مسلمان کا کام یہ ہے کہ ہر کام میں اصل بھروسہ تو اللہ تعالیٰ

خلاصہ رکوع ۸

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مصر میں غلہ لینے کیلئے آنا اور بنیامین کو دوبارہ ساتھ لانے کیلئے احسان کا معاملہ فرمانا ذکر کیا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنیامین کو بھیجنے پر رضامندی اور اکٹھے شہر میں داخل نہ ہونے کی حکمت کا ذکر فرمایا گیا۔

ع ۸ / ۱۱ / ۲

خاصیت: آیت ۶۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾

پھر پکارا ایک پکارنے والے نے کہ اے قافلہ والو ! ہو نہ ہو تم ہی چور ہو

قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ

وہ کہنے لگے ان کی طرف منہ کر کے کہ تمہاری کیا چیز گم ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ

صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ

ہم گم پاتے ہیں شاہی پیمانہ ف۱ اور اس شخص کو کہ جو اسے لائے ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ)

زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ

ملے اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے بخدا تم کو معلوم ہے کہ ہم نہیں آئے کہ فساد پھیلاویں ملک

وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ

میں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ انہوں نے کہا اچھا کیا سزا (چور کی) اگر تم جھوٹے ہوئے۔

كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ

بولے ! اس کی سزا یہ کہ جس کی بوری میں کٹورا پایا جاوے وہ آپ ہی اس کا

جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْ

بدلہ ہے ! اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں (یعنی چوروں کو) پھر شروع کی یوسف نے

عِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ

تلاشی لینی ان کے شلیوں کی اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے پھر سب کے بعد نکالا وہ باسن اپنے بھائی

أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ

کے شلیتے سے ف۲۔ یوں ہم نے تدبیر بتائی یوسف کو۔ وہ ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے

پر رکھے، مگر ظاہری اور مادی اسباب کو بھی نظر انداز نہ کرے، جس قدر جائز اسباب اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس کے اختیار میں ہوں ان کو بروئے کار لانے میں کوتاہی نہ کرے، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ وہ برتن پانی پینے کا خاص ممتاز برتن تھا اس کو غلہ ناپنے کے لئے تجویز کیا تھا جس کی شاید یہ وجہ ہو کہ لینے والوں کا اعزاز اکرام ظاہر ہو بھیک مانگنے والوں کی طرح ذلیل نہ سمجھے جاویں نیز غلہ تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت دیا جاتا تھا اس لئے چھوٹا برتن پانی پینے کا تجویز کیا گیا چونکہ اس سے بادشاہی کام ہوتا تھا اس لئے اس کا لقب صواع الملک (شاہی پیمانہ) ہوگیا تھا یہ ضروری نہیں کہ خاص بادشاہ کے پینے کا برتن ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ بادشاہ سے مراد یوسف علیہ السلام ہوں اور اس فیصلہ میں صرف برتن کے اسباب میں پائے جانے کو موجب سزا قرار دیا گیا حالانکہ اس میں یہ بھی احتمال ہو سکتا تھا کہ کسی اور نے رکھ دیا ہو جواب اس کا یہ ہے کہ جب وہ متہم یہ احتمال پیش نہ کرے تو ظاہرا سرقہ کو اس نے تسلیم کرلیا اس لئے سزا مرتب کی گئی۔

ف۲ بنیامین کو بھائیوں کی ملامت:

ثم استخرجها من وعاء اخیہ آخر (بنیامین کا سامان کھولا اور) اپنے بھائی (بنیامین) کے تھیلے سے پیمانہ برآمد کرلیا۔ یہ دیکھ کر بھائیوں نے شرم کے مارے سر جھکا لیے اور بنیامین کی طرف رخ کر کے کہنے لگے تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے منہ کالے کردیئے ہم کو رسوا کردیا تو نے یہ پیالہ کب لیا۔ اولاد راحیل تمہارے ہاتھوں ہمیشہ ہم پر مصیبت ہی آئی ہے، بنیامین نے کہا اولاد راحیل کو ہمیشہ تمہارے ہاتھوں مصائب اٹھانے پڑے ہیں تم نے ہی میرے بھائی کو لے جا کر جنگل میں ہلاک کیا (رہا یہ معاملہ تو) یہ پیمانہ اسی نے میرے سامان میں رکھا جس نے تمہارے سامانوں میں تمہارا سرمایہ رکھا تھا۔ غرض (بنیامین) غلامی میں پکڑ لیا گیا اسی آدمی (یعنی تلاشی لینے والے) نے بنیامین کی گردن پکڑ کر یوسف کے روبرو پیش کردیا جیسے چوروں کو لے جایا جاتا تھا۔ (تفسیر مظہری)

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

قانون میں مگر یہ کہ اللہ چاہے ! ہم درجے بلند کرتے ہیں

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ

جس کے چاہیں۔ اور ہر دانا سے بڑھ کر دوسرا (دانا) موجود ہے کہنے لگے کہ اگر

يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ

اس نے چرایا (تو تعجب ہی کیا ہے) چوری کر چکا ہے اس کا بھائی بھی پہلے ف۱ تو اس کو رکھا یوسف نے

فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

اپنے دل میں اور اُس کو نہ ظاہر کیا ان پر کہا کہ تم بدتر ہو درجے میں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو۔ یہ لوگ لگے کہنے کہ اے عزیز

اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اس کا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا۔ تو لے لیجئے ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا

آپ نیک کار ہیں۔ یوسف نے کہا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑ رکھیں اس کے سوا جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا

ہم نے اپنی چیز پائی ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہرے۔ پھر مایوس ہوگئے اس سے (تو) الگ

مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو۔ ان میں سے بڑا بولا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ

ف۱ یوسف علیہ السلام کی پرورش: محمد بن اسحاق نے مجاہد کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کا انتقال ہوگیا تو آپ اپنی پھوپھی بنت اسحاق کے پاس رہنے لگے پھوپھی کو آپ سے بڑی محبت تھی اور پھوپھی نے ہی آپ کی پرورش کی جب آپ بڑے ہوگئے حضرت یعقوب کو آپ سے حد سے زیادہ محبت ہوگئی اور آپ نے اپنی بہن سے کہا بہن اب تم یوسف کو مجھے دیدو۔ خدا کی قسم یوسف کا ایک ساعت بھی میری نظر سے غائب ہونا میرے لئے ناقابل برداشت ہوگیا ہے۔ بہن نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا حضرت یعقوب نے فرمایا میں اس کو چھوڑنے والا نہیں۔ بہن نے کہا اچھا تو چند روز کے لئے میرے پاس رہنے دو۔ شاید چند روز کے بعد اللہ مجھے اس کی طرف سے صبر عطا کردے حضرت یعقوب نے یہ بات مان لی حضرت اسحاق کی کمر کا ایک پٹکا تھا اور بطور وراثت بڑی اولاد کو ملتا تھا حضرت یعقوب کی بہن آپ سے بڑی تھیں اس لئے وہ پٹکا بہن کو ملا تھا اور ان کے پاس تھا۔ بہن نے یہی پٹکا حضرت یوسف کی کمر سے (کپڑوں کے اندر) لپیٹ دیا۔ پھر خود ہی کہا حضرت اسحاق کا پٹکا گم ہوگیا ہے۔ گھر والوں کی تلاشی لی جائے گی، چنانچہ سب کی تلاشی لی گئی تو حضرت یوسف کے پاس برآمد ہوگیا، حضرت یعقوب کی بہن نے کہا اب تو یہ میری سپردگی میں رہے گا، حضرت یعقوب نے فرمایا اس نے اگر ایسا کیا ہے تو تمہاری ہی سپردگی میں رہے گا۔ (حضرت اسحاق کی شریعت میں چور کا مالک مال والا ہوجاتا تھا) غرض اس تدبیر سے حضرت یعقوب کی بہن نے حضرت یوسف کو مرتے دم تک اپنے پاس روکے رکھا۔ یہی بات آپ کے بھائیوں نے آپ کے متعلق کہی ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹ / ۱۱ / ۳

حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی ملاقات اور انہیں اپنے ہاں روکنے کی تدبیر کو ذکر فرمایا گیا۔ اور اس سلسلہ میں بھائیوں کی منت و خوشامد کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ

نے لیا تھا تم سے پکا عہد اللہ کا اور اس سے پہلے قصور کر چکے ہو یوسف کے

فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ

بارے میں۔ تو میں تو اس ملک سے ٹلوں گا نہیں یہاں تک کہ اجازت دیں مجھ کو والد صاحب

اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى

یا حکم فرمادے اللہ میرے لئے۔ اور وہ بہتر حکم فرمانے والا ہے تم لوٹ جاؤ

اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ

اپنے باپ کے پاس پس کہو کہ ابا جان! آپ کے بیٹے نے چوری کی۔ اور ہم نے وہی کہا تھا

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ

جو ہم کو خبر تھی اور ہم غیب کے حافظ نہ تھے ف۱ اور آپ پوچھ لیجئے

الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ

اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں۔

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

اور بلاشبہ ہم سچے ہیں ف۲ (انہوں نے باپ سے ایسا ہی جا کہا) یعقوب نے کہا کوئی نہیں بلکہ بنالی ہے

اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

تمہارے نفسوں نے ایک بات پس صبر بہتر ہے۔ امید ہے کہ اللہ لے آئے گا

جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا۔ اور منہ پھیرا اُن سے

ف۱ معارف ومسائل

ان سے پہلی آیات میں مذکور تھا کہ مصر میں یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بنیامین کے سامان میں ایک شاہی برتن چھپا کر اور پھر ان کے سامان سے تدبیر کے ساتھ برآمد کر کے ان پر چوری کا جرم عائد کر دیا گیا تھا۔

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ ہے کہ جب برادران یوسف کے سامنے بنیامین کے سامان سے مال مسروقہ برآمد ہو گیا اور شرم سے ان کی آنکھیں جھک گئیں تو جھنجھلا کر کہنے لگے ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل مسئلہ: وما شهدنا الا بما علمنا سے ثابت ہوا کہ انسان جب کسی سے کوئی معاملہ اور معاہدہ کرتا ہے تو وہ ظاہری حالات ہی پر محمول ہوتا ہے لیکن چیزوں پر حاوی نہیں ہوتا جو کسی کے علم میں نہیں، برادران یوسف نے والد سے جو بھائی کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ اپنے اختیاری امور کے متعلق تھا اور یہ معاملہ کہ ان پر چوری کا الزام آ گیا اور اس میں پکڑے گئے اس سے معاہدہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

دوسرا مسئلہ: تفسیر قرطبی میں اس آیت سے یہ نکالا گیا ہے کہ اس جملہ سے ثابت ہوا کہ شہادت کا مدار علم پر ہے علم خواہ کسی طریق سے حاصل ہو، اس کے مطابق شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس لئے کسی واقعہ کی شہادت جس طرح اس کو بچشم خود دیکھ کر دی جا سکتی ہے اسی طرح کسی معتبر ثقہ سے سن کر بھی دی جا سکتی ہے شرط یہ ہے کہ اصل معاملہ کو چھپائے نہیں، بیان کر دے کہ یہ واقعہ خود نہیں دیکھا فلاں ثقہ آدمی سے سنا ہے اسی اصول کی بناء پر فقہاء مالکیہ نے نابینا کی شہادت کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

ف۲ مسئلہ: آیات مذکورہ سے یہ قابل غور ہوا کہ اگر کوئی شخص حق اور راستی پر ہے مگر موقع ایسا ہے کہ دیکھنے والوں کو ناحق یا گناہ کا شبہ ہو سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس اشتباہ کو دور کر دے، تا کہ دیکھنے والے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا نہ ہوں، جیسے اس واقعہ بنیامین میں پچھلے واقعہ یوسف علیہ السلام کی بناء پر موقع تہمت اور شبہ کا پیدا ہو گیا تھا، اس لئے اس کی صفائی کے لئے اہل بستی کی گواہی اور قافلہ والوں کی گواہی پیش کی گئی۔

وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ
اور کہا اے افسوس یوسف پر اور سفید پڑ گئیں یعقوب کی آنکھیں رنج کے مارے

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ
جو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہا تھا ۔ بیٹے بولے کہ بخدا تم تو سدا یادگاری میں رہو گے

يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ
یوسف کی یہاں تک کہ (جھر جھر کر) بیمار ہو جاؤ گے۔ یا

الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّىْ وَحُزْنِىْٓ
ہلاک ہی ہو جاؤ گے۔ یعقوب نے کہا کہ میں فریاد کرتا ہوں اپنی بیقراری

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ يٰبَنِىَّ
اور رنج کی اللہ سے اور مجھ کو معلوم ہیں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۲ بیٹو!

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا
جاؤ اور تلاش کرو یوسف اور اس کے بھائی کی اور نا امید نہ ہو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
اللہ کی رحمت سے بیشک نا امید نہیں ہوا کرتے اللہ کی رحمت سے مگر وہی لوگ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ
جو کافر ہیں۔ پھر جب (تیسری بار) داخل ہوئے یوسف پر! بولے کہ اے عزیز

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ
پہنچی ہم کو اور ہماری اہل کو (قحط کی) سختی اور ہم لائے ہیں ناقص پونجی

ف۱ یعقوب علیہ السلام کی محبت: بلاشبہ دنیا اور متاع دنیا کی محبت مذموم ہے قرآن وحدیث کی نصوص بے شمار اس پر شاہد ہیں، مگر دنیا میں جو چیزیں آخرت سے متعلق ہیں ان کی محبت درحقیقت آخرت ہی کی محبت میں داخل ہے یوسف علیہ السلام کے کمالات صرف حسن صورت ہی نہیں بلکہ پیغمبرانہ عفت اور حسن سیرت بھی ہیں۔ اس مجموعہ کی وجہ سے ان کی محبت کسی دنیاوی سامان کی محبت نہ تھی، بلکہ درحقیقت آخرت ہی کی محبت تھی۔ انتہی۔ (معارف مفتی صاحب)

ف۲ عزرائیل سے ملاقات
روایت میں آیا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب کی ملاقات کو گئے حضرت یعقوبؑ نے پوچھا اے پاکیزہ خوشبو اور حسین صورت والے فرشتے کیا آپ نے میرے بچہ کی روح قبض کی ہے حضرت عزرائیل نے جواب دیا نہیں، یہ سن کر حضرت یعقوبؑ کو کچھ سکون ہوگیا اور آپ کو یوسف کے دیکھنے کی تمنا ہوئی۔

دو گھونٹ: حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان جس قدر گھونٹ پیتا ہے ان سب میں دو گھونٹ زیادہ محبوب ہیں، ایک مصیبت پر صبر اور دوسرے غصہ کو پی جانا۔ اور حدیث میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: من بث لم يصبر، یعنی جو شخص اپنی مصیبت سب کے سامنے بیان کرتا پھرے اس نے صبر نہیں کیا۔

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي

تو پوری دے دیجئے ہم کو بھرتی اور ہم پر خیرات کیجئے ۔ بیشک اللہ جزا دیتا ہے خیرات

الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ

کرنے والوں کو ۱ یوسف نے کہا! تم کو معلوم بھی ہے کہ تم نے کیا کیا یوسف

وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ

اور اس کے بھائی کے ساتھ تم کو جب سمجھ نہ تھی بولے کیا واقع میں تم ہی یوسف ہو۔

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ

کہا (ہاں) میں ہی یوسف ہوں اور یہ (بن یامین) میرا بھائی ہے اللہ نے احسان کیا ہم پر۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

بیشک جو (اللہ سے) ڈرتا اور صبر کرتا ہے۔ تو اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ

کرنے والوں کا ۲ بولے! بخدا کچھ شک نہیں تم کو برتری دی اللہ نے ہم پر۔

كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ

اور بیشک ہم ہی خطا وار تھے یوسف نے کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج!

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِذْهَبُوْا

اللہ تمہیں بخشے! اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے تم لے جاؤ

بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ

یہ میرا کرتہ اور اس کو ڈال دو میرے باپ کے منہ پر کہ وہ دیکھنے لگیں گے۔

ف۱ صدقہ کا بدلہ:

ان اللہ یجزی المتصدقین سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتے ہیں، مگر اس میں تفصیل یہ ہے کہ صدقہ خیرات کی ایک جزاء تو عام ہے جو ہر مومن کافر کو دنیا میں ملتی ہے، وہ ہے ردبلا اور دفع مصائب، اور ایک جزاء آخرت کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جنت، وہ صرف اہل ایمان کا حصہ ہے، یہاں چونکہ مخاطب عزیز مصر ہے اور برادران یوسف کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مومن ہے یا نہیں، اس لئے ایسا عام جملہ اختیار کیا جس میں دنیا وآخرت دونوں کی جزاء شامل ہے۔ (بیان القرآن) (معارف مفتی اعظم)

ف۲ صبر وتقویٰ ہر مصیبت کا علاج ہے:

انہ من یتق ویصبر سے معلوم ہوا کہ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا اور تکلیفوں پر صبر وثبات قدم، یہ دو صفتیں ایسی ہیں جو انسان کو ہر بلاء ومصیبت سے نکال دیتی ہیں، قرآن کریم نے بہت سے مواقع میں انہی دو صفتوں پر انسان کی فلاح وکامیابی کا مدار رکھا ہے، ارشاد ہے: وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیأ "یعنی اگر تم نے صبر وتقویٰ اختیار کر لیا تو دشمنوں کی مخالفانہ تدبیریں تمہیں کوئی گزند اور نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔"

یہاں بظاہر یہ دعویٰ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنے متقی اور صابر ہونے کا ادعاء کر رہے ہیں کہ ہمارے صبر وتقویٰ کی وجہ سے ہمیں مشکلات سے نجات اور درجات عالیہ نصیب ہوئے مگر کسی کو خود اپنے تقویٰ کا دعویٰ کرنا بنص قرآن ممنوع ہے۔ (معارف مفتی صاحب)

بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ

اور لے آؤ میرے پاس اپنی تمام اہل (و عیال) کو اور جب شہر سے جدا ہوا

الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ

قافلہ کہا ان کے باپ (یعقوب نے) کہ میں پاتا ہوں یوسف کی بُو! اگر مجھ کو

تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

بڈھا بہکا ہوا نہ کہو۔ لوگوں نے کہا بخدا تم تو اپنی اُسی قدیم غلطی میں ہو

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ

پھر جب آپہنچا خوشخبری دینے والا! ڈال دیا کرتہ یعقوب کے منہ پر۔

بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

تو وہ بینا ہو گیا۔ کہا! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ مجھ کو معلوم ہے اللہ کی طرف سے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ

جو تم کو معلوم نہیں وہ بولے ! ابا جان! معافی مانگئے ہمارے گناہوں کی

اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ

بیشک ہم ہی قصور وار تھے ف۱۔ یعقوب نے کہا تم کو بخشواؤں گا اپنے پروردگار سے

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ

وہی بخشنے والا مہربان ہے پھر جب داخل ہوئے یوسف پر تو یوسف نے جگہ دی

اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

اپنے پاس اپنے ماں باپ کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا

خلاصہ رکوع ۱۰

ع ۱۰ / ۴

بڑے بھائی کا واپس جانے سے انکار اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس کئے جانے والے عذر کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم و صبر کو ذکر فرمایا گیا۔ بھائیوں کا تیسری مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں آمد اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خود کو ظاہر فرمانا اور بھائیوں کے اعتراف پر یوسف علیہ السلام کا درگزر کرنا ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ مطلب یہ کہ آپ بھی معاف کر دیجئے کیونکہ عادۃً کسی کے لئے استغفار وہی کرتا ہے جو خود بھی مواخذہ کرنا نہیں چاہتا اور صاف طور پر یعقوبؑ سے یہ بات کہ آپ معاف کر دیجئے اس لئے نہیں کہی کہ ان کے ذمہ دو قسم کے حقوق تھے ایک خدا کا حق ایک بندوں کا حق تو ایسا جامع عنوان اختیار کیا جس میں دونوں مضمون آگئے ورنہ حق اللہ کیلئے پھر جدا کہنا پڑتا اور غالباً اسی وجہ سے یعقوبؑ نے بھی استغفار ہی کا وعدہ کیا کہ اسی سے خود ان کا معاف کر دینا بھی معلوم ہو گیا جیسا کہ یوسفؑ نے یغفر اللہ کہا کہ خدا تم کو معاف کرے یہ بھی دونوں حقوق کو جامع ہے ان کا معاف کرنا بھی اسی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۞ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

تو خاطر جمع سے اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ

اور سب گر گئے یوسف کے آگے سجدے میں ف۱۔ اور یوسف نے کہا! ابا جان یہ تعبیر ہے

مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ

میرے پہلے خواب کی اس کو میرے رب نے سچ کر دکھایا اس نے احسان کیا

اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

میرے ساتھ جب مجھ کو نکالا قید سے اور لے آیا تم کو گاؤں سے اس سے

مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ

بعد کہ جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں! بیشک

رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞ رَبِّ

میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے۔ بیشک وہی خبردار حکمت والا ہے۔ اے میرے پروردگار

قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

تو نے دی مجھ کو بادشاہی۔ اور مجھ کو سکھائی تعبیر دینی خوابوں کی۔ ف۲

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ

اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

دنیا اور آخرت میں۔ مجھ کو موت دے اسلام پر اور ملا مجھ کو

ف۱ بعض نے کہا زمین پر پیشانی رکھنا ہی مراد ہے مگر یہ سجدہ عبادت نہ تھا سجدہ احترام و تعظیم تھا اور اس زمانہ میں احترام و تعظیم کا یہی طریقہ رائج تھا اور گذشتہ امتوں کے لئے بھی غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز تھا۔ ہماری شریعت نے منسوخ کر دیا (اب کسی قسم کا سجدہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں کیا جا سکتا) حضرت ابن عباس کا قول اس آیت کی تفسیر میں اس طرح آیا ہے وہ اللہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے یوسف کے سامنے ادائے شکر کے طور پر۔ لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے (یوسف کی طرف راجع نہیں ہے) میں کہتا ہوں گویا حضرت ابن عباس کی تفسیر پر یوسف مسجود لہ نہ تھے قبلہ سجود اور جہت سجدہ تھے اور یوسف کا قبلہ سجود ہونا اللہ کے حکم سے تھا جیسے ہمارے لئے کعبے کا بحکم الٰہی قبلہ سجود بنا دیا گیا ہے۔ اور جیسے آدم کو فرشتوں کے لئے قبلہ سجود بنا دیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی مجھ کو ہر طرح کی نعمتیں دیں ظاہری بھی باطنی بھی ظاہری یہ کہ مثلاً بادشاہت دی اور باطنی یہ کہ علم تعبیر عطا فرمایا جو کہ بڑا علم ہے۔ خصوصاً جب کہ تعبیر بھی یقینی ہو جو کہ وحی پر موقوف ہے پس علم تعبیر کا عطا ہونا نبوت عطا ہونے کو بھی مستلزم ہو گیا۔

بِالصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۱ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ

نیک بختوں میں ف۱ (اے محمد) یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم تیری جانب بھیجتے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ

اور تو (موجود) نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے مصمم کر لیا اپنا مشورہ اور وہ

يَمْكُرُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

فریب کر رہے تھے اور اکثر لوگ تو ایمان لانے والے ہیں نہیں اگرچہ تو حرص کرے۔

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ

حالانکہ تو ان سے نہیں مانگتا کچھ مزدوری۔ بس یہ تو نصیحت ہے سارے جہان کے لئے۔

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۴ ع وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۱۰۵

جن پر سے ہو کر گزر جاتے ہیں اور ان پر کچھ دھیان نہیں کرتے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝۱۰۶

اور نہیں ایمان لاتے بہتیرے لوگ اللہ پر، مگر ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

تو کیا اس سے نڈر ہو گئے ہیں کہ ان پر آپڑے کوئی آفت اللہ کے عذاب کی

اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰۷

یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ کہہ دے

ف۱ اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے بھائیوں کو یا ان کی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اگر کبھی تم لوگ مصر کا وطن چھوڑ کر اپنے آبائی ملک شام کو جانے لگو تو میری لاش اپنے ہمراہ لے جانا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے ہیں تو وہ حسب وحی الٰہی یوسف کی نعش کا صندوق اپنے ہمراہ لے گئے اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعد وفات یوسف کے سلطنت مصر کی سلاطین مصر ہی کی طرف منتقل ہو گئی کیونکہ یوسف کو گو اختیارات سلطنت کے حاصل ہو گئے تھے مگر باضابطہ تو پہلا ہی بادشاہ بادشاہ رہا تھا اس لئے یوسف عزیز مصر کہلاتے تھے چنانچہ

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ / ۵

حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس فرمانا اور آپ کی بینائی کا لوٹ آنا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام و دیگر اہل خانہ کا مصر پہنچنے پر استقبال حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر اور یوسف علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا گیا۔

ان ہی سلاطین مصر کے سلسلہ میں وہ فرعون ہوا جو موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور برادران یوسف کی اولاد میں وہ بنی اسرائیل ہوئے جو موسیٰ کے وقت میں تھے اور بعض مفسرین نے بلا سند لکھا ہے کہ یہود نے امتحاناً پوچھا تھا کہ یعقوب تو شام کے رہنے والے تھے ان کی اولاد مصر میں فرعون کے ہاتھ میں کہاں پہنچ گئی اس قصہ سے اس کا جواب بھی حاصل ہو گیا اور مفصل وجہ شام سے مصر کو آنے کی بیان فرما دی تھی۔

خاصیت: آیت ۱۰۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ

میرے تابع ہیں۔ اور (اللہ کی) ذات پاک ہے اور میں

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں ف۱۔ اور (اے محمد) ہم نے نہیں بھیجے تجھ سے پہلے (رسول) مگر مرد

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کہ ہم انکی طرف وحی بھیجتے تھے بستیوں کے رہنے والے تھے۔ تو کیا یہ لوگ نہیں پھرے ملک میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کہ دیکھ لیتے کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے پہلے تھے۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ کیا تم لوگ سمجھتے ہیں۔ ف۲

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ

یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے پیغمبر اور گمان کیا لوگوں نے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا۔

كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ

آ پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا۔

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَقَدْ

اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب گنہگار لوگوں سے۔ بیشک ان کے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ف۱ خلاصہ یہ ہوا کہ دعویٰ نبوت سے میرا مقصود اپنا بندہ بنانا نہیں بلکہ خدا کا بندہ بنانا ہے لیکن اس کا طریقہ بذریعہ رسول کے بتلایا جاتا ہے اس لئے میرا داعی ماننا جب کہ میرے پاس اس کی دلیل بھی ہے واجب ہے اور یہ جو نبوت پر لوگ شبہ کیا کرتے ہیں کہ نبی فرشتہ ہونا چاہئے محض مہمل بات ہے۔

ف۲ کوئی عورت نبی یا رسول نہیں بنی وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم اھل القریٰ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق لفظ رجالا سے معلوم ہوا کہ رسول ہمیشہ مرد ہی ہوتے ہیں عورت نبی یا رسول نہیں ہو سکتی۔

امام ابن کثیر نے جمہور علماء کا یہی قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا۔ بعض علماء نے چند عورتوں کے متعلق نبی ہونے کا اقرار کیا ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت مریم ام عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ ان تینوں خواتین کے بارے میں قرآن کریم میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ بحکم خداوندی فرشتوں نے ان سے کلام کیا، اور بشارت سنائی یا خود ان کو وحی الٰہی سے کوئی بات معلوم ہوئی مگر جمہور علماء کے نزدیک ان آیتوں سے ان تینوں خواتین کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہونا تو ثابت ہوتا ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ صرف یہ الفاظ ان کی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے کافی نہیں۔

كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ

حالات میں عبرت ہے۔ عقل والوں کے لئے ۱؎۔ یہ (قرآن)

حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

کچھ بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں لیکن تصدیق ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے ہیں

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

یہ آیتیں ہیں کتاب کی۔ اور جو کچھ اترا تیری جانب تیرے رب کی طرف سے

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ

(وہ سرتاسر) حق ہے۔ لیکن بہتیرے آدمی ایمان نہیں لاتے

الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون کے تم دیکھتے ہی ہو پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ

عرش پر ۲؎ اور مسخر کیا سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چل رہا وقت

۱؎ اس سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام کے قصے جو قرآن میں مذکور ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں اور خاص حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جو اس سورۃ میں بیان ہوا ہے وہ بھی، کیونکہ اس واقعہ میں یہ بات پوری طرح روشن ہو کر سامنے آ گئی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی کس کس طرح سے تائید و نصرت ہوتی ہے، کہ کنویں سے نکال کر ایک تخت سلطنت پر اور بدنامی سے نکال کر نیک نامی کی انتہاء پر پہنچا دیے جاتے ہیں، اور مکر و فریب کرنے والوں کا انجام ذلت و رسوائی ہوتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۲

قرآن کریم کی صداقت اور مشرکین و متکبرین کو تنبیہ فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی وضاحت فرمائی گئی۔ قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے مقاصد بیان فرمائے گئے

۱۲ ع ۶

۲؎ کرسی، عرش اور آسمان: حدیث شریف میں ہے ساتوں آسمان اور ان میں اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ کرسی کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے کہ چٹیل میدان میں کوئی حلقہ ہو اور کرسی عرش کے مقابلے پر بھی ایسی ہی ہے۔ عرش کی قدر اللہ عزوجل کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ بعض سلف کا بیان ہے کہ عرش سے زمین تک کا فاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے۔ عرش سرخ یاقوت کا ہے۔ بعض مفسر کہتے ہیں آسمان کے ستون تو ہیں لیکن دیکھے نہیں جاتے۔ لیکن ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں آسمان زمین پر مثل قبے کے ہے یعنی بغیر ستون کے ہے۔ قرآن کے طرز عبارت کے لائق بھی یہی بات ہے اور آیت ویمسک السماء ان تقع علی الارض سے بھی یہی ظاہر ہے۔ پس ترونھا اس نفی کی تاکید ہوگی۔ یعنی آسمان بلا ستون اس قدر بلند ہے اور تم آپ دیکھ رہے ہو، یہ ہے کمال قدرت۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

مقرر تک۔ وہی انتظام کرتا ہے ہر امر کا کھولتا ہے نشانیاں

لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ

تاکہ تم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو۔ اور وہی ہے جس نے پھیلائی

الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

زمین اور بنا دیئے اس میں پہاڑ اور نہریں۔ اور ہر

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

میوے کی پیدا کر دیں زمین میں دو دو قسمیں وہی ڈھانکتا ہے

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

رات کو دن سے۔ ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ

اور زمین میں کئی کھیت ہوتے ہیں پاس پاس ف۱ اور انگور کے باغ اور کھیتی

وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

اور کھجوریں بعض جڑ ملے ہوئے اور بعض بغیر ملے سیراب کئے جاتے ہیں

وَّاحِدٍ ۙ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ

ایک پانی سے۔ اور ہم برتری دیتے ہیں ایک کو دوسرے پر پھلو میں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جن کو عقل ہے اور اگر

ف۱ گلہائے رنگ رنگ:

وفی الارض قطع متجورات۔ اور زمین میں پاس پاس ملے ہوئے (مختلف) قطعات ہیں کوئی عمدہ (اور پیداواری) ہے اور کوئی شور یا نمکین کوئی نرم کوئی سخت، کوئی کھیتی کرنے کے قابل ہے درخت بونے کے قابل نہیں کوئی درختوں کی سرزمین ہے کھیتی کے ناقابل کسی میں سبزہ کم ہے (یا بنجر ہے) اور کوئی سبزہ زار ہے اگر یہ فعل قادر مختار اور صانع حکیم کا نہیں تو پھر یہ اختلاف کیوں ہے اور کیوں خواص میں تفاوت ہے زمین کی طبیعت ایک ہی ہے لوازم طبیعت بھی یکساں ہیں سماوی اسباب کی تاثیر بھی ایک ہی جیسی ہے وضع اور نسبت میں بھی کوئی فرق نہیں پھر سوائے اس کے کہ ایک قادر مختار کی مشیت کی کارفرمائی قرار دی جائے اور کیا سبب اختلاف بتایا جاسکتا ہے۔

مجاہد نے کہا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باپ سے سب آدمی پیدا ہوئے لیکن کوئی اچھا ہے کوئی بُرا، حسن نے اس کی تشبیہ انسانوں کے دلوں سے دی ہے۔ زمین کا ایک خمیر تھا اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے اس کو پھیلایا بچھایا اور پاس پاس اس کے جدا جدا ٹکڑے کر دیئے پھر اس پر آسمان سے پانی برسایا جس کی وجہ سے ایک ٹکڑے سے پھل پھول اور کھیتیاں درخت پیدا کئے اور دوسرے کو شور یا نمکین کلر اور بنجر کر دیا، باوجودیکہ سب پر ایک ہی طرح کا پانی برسایا، آدمیوں کی حالت بھی اسی طرح ہے سب کو آدم سے پیدا کیا اور سب کے لئے ہدایت نامہ (کا پانی) آسمان سے اتارا کچھ دل تو اس کی وجہ سے نرم پڑ گئے اور ان کے اندر خشوع پیدا ہوگیا اور کچھ سخت ہوگئے اور غافل بن گئے۔ (تفسیر مظہری)

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ

تو تعجب کرے تو عجیب ہے ان کا یہ کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے بنیں گے

جَدِیْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ

یہی ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے پروردگار کا اور یہی ہیں جن کی

الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں یہ اس میں

فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ

ہمیشہ رہیں گے۔ اور تجھ سے جلدی طلب کرتے ہیں برائی کو

الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ

بھلائی سے پہلے حالانکہ ہو چکے ہیں ان سے پہلے عذاب اور بیشک

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ

تیرا پروردگار معاف کرتا ہے لوگوں کو ان کی گنہگاری پر ف۱۔ اور تیرے رب کی

لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ

مار بھی سخت ہے اور کہتے ہیں جو لوگ منکر ہیں کہ کیوں نہ اتری

عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ

اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے (اے محمد) بس تو تو ڈرانے والا ہے اور ہر

قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَ مَا

قوم کیلئے ایک ہدایت کرنیوالا ہوا ہی ہے ف۲۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہیں ہر مادہ

ف۱ ابوحسان رمادی کا خواب:
ابن عساکر میں ہے کہ حسن بن عثمان ابو حسان رمادیؒ نے خواب میں اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار کیا۔ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ خدا کے سامنے کھڑے اپنے ایک امتی کی شفاعت کر رہے ہیں جس پر فرمان باری سرزد ہوا کہ کیا تجھے اتنا کافی نہیں کہ میں نے سورۂ رعد میں تجھ پر آیت وان ربک لذو مغفرة للناس علی ظلمهم نازل فرمائی ہے۔ ابو حسان فرماتے ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ فرمائشیں عناد کی علامت ہیں:
اللہ کا علم کامل ہے قدرت تام ہے، قضاء و قدر کے دائرہ سے کوئی چیز باہر نہیں وہ ہر فرمائشی معجزہ کو پیدا کر سکتا اور قادر مطلق ہے ان کافروں کو ہدایت بھی کر سکتا ہے مگر مطلوبہ معجزات کی درخواست سے طلب ہدایت مقصود نہیں بلکہ محض عناد کے زیر اثر ایسی فرمائشیں کی جاتی ہیں اس لئے ان فرمائشوں کو پورا نہیں کرتا اور چونکہ ان کے کافر رہنے کا ازلی فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے ہدایت یاب ہونے کی ان کو توفیق بھی نہیں دیتا۔ ان تمام مضامین پر آیات ذیل دلالت کر رہی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

کلام خداوندی کی حقانیت اور خدائی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے گئے۔ رسالت سے متعلق کفار کے تین شبہات اور ان کے جوابات ذکر فرمائے گئے۔

ع ۱ / ۷ / ۷

تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

اور جو کچھ گھٹاتے ہیں پیٹ اور جو بڑھاتے ہیں ف۱ اور ہر چیز اس کے نزدیک اندازے

بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

سے ہے۔ وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ

برابر ہے تم میں جو کوئی چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے اور (اسی طرح برابر ہے) جو

هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ

چھپ بیٹھا ہو رات میں اور جو چلا جارہا ہو دن دہاڑے۔ انسان کے لئے پھیرے والے (مقرر)

مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

ہیں اس کے آگے اور پیچھے اس کی حفاظت کرتے ہیں بحکم خدا اللہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

نہیں بدلتا وہ حالت جو کسی قوم کی ہو۔ جب تک کہ وہی نہ بدل لیں جو کچھ

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

ان کے دلوں میں ہے اور جب چاہے اللہ کسی قوم کو برائی (پہنچانی) تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

اور ان کا کوئی نہیں اللہ کے سوا مدد گار۔ وہی ہے جو تم کو دکھاتا ہے

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ۚ

بجلی! ڈرانے اور امید دلانے کو اور وہی اٹھاتا ہے بوجھل بادلوں کو اور گرج اس کی

ف۱ صحیحین کی حدیث میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ بصورت خونِ بستہ رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ خالق کل ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جسے چار باتوں کو لکھ لینے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کا رزق عمر اور نیک و بد ہونا لکھ لیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے وہ پوچھتا ہے خدایا! مرد ہوگا یا عورت؟ شقی ہوگا یا سعید؟ روزی کیا ہے؟ عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ بتلاتے ہیں اور وہ لکھ لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں بجز اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پیٹ کیا بڑھتے ہیں اور کیا گھٹتے ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب برسے گی اس کا علم بھی کسی کو نہیں۔ کون شخص کہاں مرے گا اسے بھی اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب قائم ہوگی اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔ پیٹ کیا گھٹاتے ہیں، اس سے مراد حمل کا ساقط ہو جاتا ہے۔ اور رحم میں کیا بڑھ رہا ہے کیسے پورا ہو رہا ہے یہ بھی اللہ کو بخوبی علم رہتا ہے۔ دیکھ لو کوئی عورت دس مہینے لیتی ہے کوئی نو کسی کا حمل گھٹتا ہے کسی کا بڑھتا ہے۔ نو ماہ سے گھٹنا نو ماہ سے بڑھ جانا اللہ کے علم میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ

پاکی بیان کرتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ اور فرشتے بھی اس کے ڈر کے مارے ف۱

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ

(حمد وثنا میں لگے رہتے ہیں) اور وہی بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں پھر ان کو گرا دیتا ہے جس پر چاہے۔

يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ

اور یہ کافر جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں حالانکہ اس کے داؤ سخت ہیں۔ اسی کا پکارنا

الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

حق ہے۔ اور جن (بتوں کو) یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ نہیں پہنچتے ان کی حاجت پر

بِشَىْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا

بالکل مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی جانب کہ پانی آ پہنچے اس کے

هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

منہ تک حالانکہ وہ کبھی اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے چار و ناچار

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ ۩ قُلْ مَنْ رَّبُّ

اور (نیز) ان کے سائے صبح اور شام (اے محمد) ان سے پوچھ! کون ہے پروردگار

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

آسمانوں اور زمین کا۔ (خود ہی) جواب دے دے کہ اللہ ہے کہہ دے پھر کیا تم نے

ف۱ گناہ چھوڑنے پر اللہ رحمت بھیجتے ہیں:

ابن عبدالملک کہتے ہیں کہ کوفے کے منبر پر حضرت علیؓ نے ہمیں خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا کہ اگر میں چپ رہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بات شروع کرتے اور جب میں پوچھتا تو آپ مجھے جواب دیتے۔ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی اپنی بلندی کی جو عرش پر ہے کہ جس بستی کے جس گھر کے لوگ میری نافرمانیوں میں مبتلا ہوں پھر انہیں چھوڑ کر میری فرمانبرداری میں لگ جائیں تو میں بھی اپنے عذاب اور دکھ سے ہٹا کر اپنی رحمت اور سکھ انہیں عطا فرماتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

کڑک کے وقت کی دعاء:

حضرت ابن عباس نے فرمایا جو شخص رعد کی آواز سن کر سبحان الذی یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ وھو علی کل شیء قدیر پڑھے اور (بالفرض) اس پر بجلی گر پڑے تو وہ اپنے دین (اسلام) پر مرے گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رعد کی آواز سن کر باتیں کرنا چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اور فرماتے تھے یہ زمین والوں کے لئے سخت دھمکی ہے۔

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

بنا رکھے ہیں اس کے سوا حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھی نفع اور نقصان کے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى

کہہ دے کہ کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور آنکھوں والا۔ اور کہیں برابر ہیں

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ

اندھیرے اور اُجالا ف۱ یا انہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے ایسے شریک جنہوں نے بنائی اللہ کی سی خلق

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ

پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش انکی نظروں میں کہہ دے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اور وہی ہے اکیلا زبردست ف۲ اس نے اتارا آسمان سے پانی پھر بہہ نکلے

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ

اس سے نالے اپنی اپنی موافق پھر اٹھا لیا ریلے نے جھاگ جو اوپر آ گیا تھا۔

وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ

اور یہ جو تپاتے ہیں آگ میں زیور یا دوسرے سامان کے لئے اس میں بھی

زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬

جھاگ ہے ویسا ہی یوں مثال بیان کرتا ہے اللہ حق اور باطل کی

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ

سو وہ جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور جو کام آتا ہے لوگوں کے

ف۱ بے بصیرت اور صاحب بصیرت آدمی:

نابینا سے مراد ہے بے عقل و بے بصیرت یا وہ شخص جو اپنی بصیرت سے کام نہ لے۔ اور بصیر سے مراد وہ بصیرت مند آدمی جو اپنی بصیرت سے عبادت کی حقیقت اور تقاضوں کو سمجھتا ہو اور جانتا ہو کہ عبادت و کارسازی کا مستحق کون ہے کس کی عبادت کی جائے اور کس کو کارساز سمجھا جائے۔ بعض علماء نے کہا اعمٰی سے مراد وہ معبود ہے جو تمہاری طرف سے لاعلم ہے اور بصیر سے مراد وہ معبود ہے جو تمہارے احوال سے واقف ہو۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شرک سے حفاظت:

آیت ام کعلو لله شرکاشرکاء کی تفسیر کے ذیل میں ابن جریج کی روایت آئی ہے۔ جو چند وسائط سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ (طور پر داخل ہو جاتا ہے) میں تم کو ایسی بات بتاتا ہوں جس کی وجہ سے (اقسام) شرک چھوٹے ہوں یا بڑے سب دور ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا فرمایئے فرمایا (ہر شخص) ہر روز تین بار کہے اے اللہ میں دانستہ طور پر تیرے ساتھ شریک بنانے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور نادانستہ شرک کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور شرک یہ (بھی) ہے کہ مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے دیا اور (یہ بھی شرک ہے کہ) کوئی یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص (مثلاً زید) مجھے مار ڈالتا۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۱۲ تا ۱۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ﴿۱۷﴾

وہ ٹھہرا رہتا ہے زمین میں۔ یوں بیان فرماتا ہے اللہ مثالیں ف۱

لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰىؕ ‌ۚ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا

جنہوں نے کہا مانا اپنے پروردگار کا ان کے لئے بہتری ہے اور جنہوں نے اس کا کہا نہ مانا

لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ

اگر ان کے پاس جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی اس کے ساتھ

لَافۡتَدَوۡا بِهٖ‌ ؕ اُولٰۤـئِكَ لَهُمۡ سُوۡۤءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰٮهُمۡ

اور ہو تو یہ لوگ اپنی چھڑوائی میں اس کو دے ڈالیں ان لوگوں کے لئے حساب کی سختی ہے۔ اور ان کو

جَهَـنَّمُ‌ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ

ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ بھلا جو شخص اس بات کو جانتا ہے کہ جو کچھ اترا

اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰىؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وہ برحق ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے

اُولُوا الۡاَلۡبَابِۙ ﴿۱۹﴾ الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا

جو اندھا ہے! بس وہی نصیحت پکڑتے ہیں جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کا عہد اور نہیں

يَنۡقُضُوۡنَ الۡمِيۡثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ

توڑتے قرار ف۲ اور وہ جو جوڑتے ہیں جن کو جوڑے رکھنے کو

بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡۤءَ

اللہ نے فرمایا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں

ف۱ پیغمبر اور امت کی مثال:

اور حدیث میں ہے میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی۔ جب آگ نے اپنے آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے وغیرہ کیڑے اس میں گر کر جان دینے لگے۔ وہ انہیں ہر چند روکتا ہے لیکن پھر بھی وہ برابر گر رہے ہیں۔ بالکل یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو۔ لیکن تم میری نہیں سنتے نہیں مانتے۔ مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

علم الٰہی کا کمال اور اس کے آفاقی مناظر ذکر فرمائے گئے۔ انسان کی ناشکری و گمراہی کو ذکر فرمایا گیا۔ حق و باطل کے فرق کو دو مثالوں سے واضح فرمایا گیا۔ حق قبول کرنے والوں کیلئے خوشخبری اور منکرین کیلئے وعید ذکر فرمائی گئی۔

ف۲ صحابہ کرام کا ایفائے عہد:

ابوداؤد نے بروایت عوف ابن مالک نے حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اس پر عہد اور بیعت لی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، اور پانچ وقت نماز کو پابندی سے ادا کریں گے اور اپنے امراء کی اطاعت کریں گے۔ اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے۔

جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے ان کا حال پابندی عہد میں یہ تھا کہ اگر گھوڑے پر سواری کے وقت ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو کسی انسان سے نہ کہتے کہ یہ کوڑا اٹھا دو، بلکہ خود سواری سے اتر کر اٹھاتے تھے۔

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کی سختی کا اور وہ لوگ کہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی توجہ چاہنے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

کو ف۱ اور قائم رکھی نماز! اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر

وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

اور بھلائی کرتے ہیں۔ برائی کے مقابلہ میں یہی لوگ ہیں جن کے لئے پچھلا گھر ہے

الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

(یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جن میں وہ آپ بھی جائیں گے اور نیز جو نیکوکار ہوئے ان کے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

باپ دادوں اور بیبیوں اور اولاد سے اور فرشتے ان پر داخل ہوں گے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

ہر دروازے سے ف۲ (کہتے ہوئے) کہ تم پر سلامتی ہے اس کے صلہ میں کہ تم نے صبر کیا

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سو خوب ملا پچھلا گھر اور جو لوگ توڑتے ہیں اللہ کا

اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

قرار اس کو پکا کئے پیچھے اور کاٹتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ

اور فساد پھیلاتے ہیں ملک میں یہی لوگ ہیں

ف۱ کون سا صبر مفید ہے:
صبر کے ساتھ ابتغاء وجہ ربہم کی قید نے یہ بتلایا کہ مطلقاً صبر کوئی فضیلت کی چیز نہیں، کیونکہ کبھی نہ کبھی تو بے صبرے انسان کو بھی انجام کار ایک مدت کے بعد صبر آہی جاتا ہے، جو صبر غیر اختیاری ہو اس کی کوئی خاص فضیلت نہیں، نہ ایسی غیر اختیاری کیفیت کا...... اللہ تعالیٰ کسی کو حکم دیتے ہیں، اسی لئے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر عند الصدمۃ الاولی۔ یعنی اصلی اور معتبر صبر تو وہی ہے جو ابتداء صدمہ کے وقت اختیار کرلیا جائے، ورنہ بعد میں تو کبھی نہ کبھی جبری طور پر انسان کو صبر آہی جاتا ہے، بلکہ قابل مدح وثناء وہ صبر ہے کہ اپنے اختیار سے خلاف طبع امر کو برداشت کرے، خواہ وہ فرائض و واجبات کی ادائیگی ہو یا محرمات و مکروہات سے بچنا ہو۔
اسی لئے اگر کوئی شخص چوری کی نیت سے کسی مکان میں داخل ہو گیا مگر وہاں چوری کا موقع نہ ملا صبر کر کے واپس آگیا تو یہ غیر اختیاری صبر کوئی مدح و ثواب کی چیز نہیں ثواب جب ہے کہ گناہ سے بچنا خدا کے خوف اور اس کی رضا جوئی کے سبب سے ہو۔ (معارف القرآن)

ف۲ سب سے پہلے جنت میں جانے والے:
سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ فقراء مہاجرین جو مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ جب انہیں جو حکم ملا بجا لاتے رہے۔ انہیں ضرورتیں بادشاہوں سے ہوتی تھیں لیکن مرتے دم تک پوری نہ ہوئیں۔ جنت کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے سامنے بلائے گا۔ وہ بنی سنوری اپنی تمام نعمتوں اور تازگیوں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اس وقت ندا ہوگی کہ میرے وہ بندے جو میری راہ میں جہاد کرتے تھے۔ میری راہ میں ستائے جاتے تھے۔ میری راہ میں لڑتے بھڑتے تھے۔ وہ کہاں ہیں۔ آؤ بغیر حساب وعذاب کے

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

جن کے لئے پھٹکار ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ

جس کی چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر خوش ہیں دنیا کی زندگی سے۔

الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور کچھ نہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر بے حقیقت چیز۔ اور کہتے ہیں کافر کہ

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ

کیوں نہیں اُتری اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے رب کی جانب سے۔ کہہ دے کہ اللہ

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

ہی گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف رستہ دکھاتا ہے اس کو جو رجوع ہوا (یعنی)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ

جو لوگ ایمان لائے اور آرام پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سن رکھو! اللہ کی یاد سے چین پایا کرتے ہیں دل! جو لوگ ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ

نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ف۱۔ اسی طرح ہم نے تجھ کو

اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا

بھیجا ایک اُمت میں کہ گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہتیری امتیں تاکہ تو

جنت میں چلے جائیں۔ اس وقت فرشتے خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے اور عرض کریں گے کہ پروردگار ہم تو صبح و شام تیری تسبیح و تقدیس میں لگے ہیں لیکن یہ ہیں جنہیں ہم پر بھی تو نے فضیلت عطا فرمائی؟ اللہ رب العزت فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔ اب تو فرشتے جلدی کر کے ان کے پاس ہر ہر دروازے سے جا پہنچیں گے سلام کریں گے اور مبارکبادیاں پیش کریں گے کہ تمہیں تمہارے صبر کا بدلہ کتنا اچھا ملا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۳ ع ۸ ۹

خلاصہ رکوع ۳

اہل عقل کی صفات ذکر کی گئی اور ان کا آخرت میں مقام ذکر فرمایا گیا۔ بے عقل و بدبخت لوگوں کی صفات اور انجام کو بیان کیا گیا۔

ف۱ حضرت ابن عباس نے طوبیٰ کا ترجمہ کیا ہے خوشی اور خنکی چشم۔

۱۔ حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے طوبیٰ کا ذکر آیا تو فرمایا ابوبکر کیا تم کو معلوم ہے کہ طوبیٰ کیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی لمبائی سے اللہ ہی واقف ہے اس کی ایک شاخ کے نیچے ستر برس تک گھوڑ اسوار چلتا رہے تو اس کو طے نہ کر پائے (الرواۃ الثقات)

سعید بن جبیر نے کہا حبشی زبان میں طوبیٰ باغ (جنت) کو کہتے ہیں۔ بغوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوامامہ حضرت ابوہریرہ اور ابودرداء نے فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جو تمام جنتوں پر سایہ فگن ہے۔

عبید بن عمیر نے کہا طوبیٰ جنت عدن کے اندر رسول اللہ کے (جنتی) مکان میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں مومن کے ہر جنتی مکان اور بالاخانہ پر سایہ فگن ہیں۔ سوائے سیاہ رنگ کے ہر رنگ اور ہر پھول اور پھل اور ہر میوہ اللہ نے اس درخت میں پیدا کیا ہے اس کی جڑ سے دو چشمے نکلتے ہیں کافور اور سلسبیل مقاتل نے کہا اس کا ہر پتہ ایک گروہ پر سایہ فگن ہے اور ہر پتہ پر ایک فرشتہ اللہ کی طرح طرح کی تسبیح بیان کرنے میں مشغول ہے۔

عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

پڑھے ان پر جو ہم نے بھیجا تیری جانب اور وہ منکر ہوتے ہیں

بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

رحمٰن کے ف۱ تو کہہ دے وہی میرا پروردگار ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا

وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ چلا دیئے جاتے اس سے پہاڑ

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

یا کاٹ دی جاتی اس سے زمین یا بات چیت کرا دی جاتی اس کے باعث مُردوں سے

جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

(تب بھی تو ایمان نہ لاتے) بلکہ اللہ کے ہاتھ ہے تمام کام۔ تو کیا نہیں جانا مسلمانوں نے کہ اگر

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تمام لوگوں کو! اور پہنچتی رہے گی کافروں کو

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ

ان کے کئے پر مصیبت یا آ نازل ہو گی ان کے گھر کے

دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

قریب یہاں تک کہ آ موجود ہو اللہ کا وعدہ بیشک اللہ وعدہ خلافی

الْمِيْعَادَ ۝۳۱ۧ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ

نہیں کرتا۔ اور ہنسی اڑائی جا چکی ہے بہتیرے پیغمبروں کی تجھ سے پہلے تو

ف۱ قریش رحمٰن کے منکر تھے: یعنی رحمان نے اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اتارا۔ "الرحمن علمه القرآن" اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، مگر انہوں نے سخت ناشکری اور کفران نعمت پر کمر باندھ لی رحمان کا حق ماننے سے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے ہی وحشت کھانے لگے، اسی لئے "حدیبیہ" کے صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر جھگڑا کیا۔ "واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن۔" (فرقان۔ رکوع ۵) (تفسیر عثمانی)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بھی قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے، اس کی توضیح اس طرح ہے کہ جب قریش اور صحابہ کا صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا اور سہل بن عمرو قریش کی طرف سے آ گیا سورۃ الفتح میں تفصیل کے ساتھ ہم نے لکھ دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا، لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قریش بولے ہم تو الرحمٰن کو نہیں جانتے ہم تو صرف یمامہ والے رحمٰن (یعنی مسیلمہ کذاب) کو جانتے ہیں (ہم اللہ کو رحمٰن نہیں کہتے) تم وہی لکھو جو پہلے لکھتے تھے، یعنی باسمک اللّٰھم (سے تحریر شروع کرو) وهم یکفرون بالرحمن کا یہی مطلب ہے (یعنی یہ لوگ اللہ کے رحمٰن ہونے کا انکار کرتے ہیں) (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۵ / ۱۰ کفار کی فرمائشیں اور ان کا جواب دیا گیا۔ بتایا گیا کہ طالبان حق کیلئے قرآن کافی ہے۔ معاندین کیلئے عذاب کو ذکر کیا گیا۔

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

میں نے مہلت دی منکروں کو پھر ان کو دھر پکڑا۔ تو (دیکھا) میرا عذاب کیسا تھا۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا

بھلا (اللہ) جو خبر رکھتا ہے ہر نفس کے اعمال کی (ان کو بے سزا دیئے چھوڑ دے گا) اور انہوں نے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى

ٹھہرائے اللہ کے شریک۔ کہہ دے ان کے نام تو لو! یا تم اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

زمین میں یا اوپری باتیں بناتے ہو بلکہ بھلا کر دکھایا گیا ہے

كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ

کافروں کے لئے ان کا مکر اور روکے گئے ہیں راہ (راست) سے۔ اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى

اللہ گمراہ کرے تو کوئی اسے راہ بتانے والا نہیں ان کے لئے عذاب ہے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ

دنیا کی زندگی میں اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے۔ اور ان کو کوئی نہیں

اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

اللہ سے بچانے والا۔ جنت کی صفت کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیز گاروں سے

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ

یہ ہے کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اس کے پھل سدا (بہار) اور (اسی طرح) اس کی چھاؤں! ف۱

ف۱ جنت کا تعارف:

ابو یعلی میں ہے کہ ایک دن ظہر کی نماز میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ ناگاہ آگے بڑھے اور ہم بھی بڑھے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے گویا کوئی چیز لینے کا ارادہ کیا پھر آپ پیچھے ہٹ آئے، نماز کے خاتمہ کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آج تو ہم نے آپ کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا کہ آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے سامنے جنت پیش کی گئی جو تر و تازگی سے مہک رہی تھی، میں نے چاہا کہ اس میں سے ایک خوشہ انگور کا توڑ لاؤں لیکن میرے اور اس کے درمیان آڑ کر دی گئی، اگر میں اسے توڑ لاتا تو تمام دنیا اسے کھاتی اور پھر بھی ذرا سا بھی کم نہ ہوتا ایک دیہاتی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنت میں انگور ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا کتنے بڑے خوشے ہوں گے؟ فرمایا اتنے بڑے کہ اگر کوئی کالا کوا مہینہ بھر اڑتا رہے تو بھی اس خوشے سے آگے نہ نکل سکے، اور حدیث میں ہے کہ جنتی جب کوئی پھل توڑیں گے اسی وقت اس کی جگہ دوسرا لگ جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنتی خوب کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوک آئے گی نہ ناک آئے گا نہ پیشاب نہ پاخانہ مشک جیسی خوشبو والا پسینہ آئے گا، اور اسی سے کھانا ہضم ہو جائے گا جیسے سانس بے تکلف چلتا ہے اسی طرح تسبیح و تقدیس الہام کی جائے گی (مسلم وغیرہ)

عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

یہ ہے ان کا انجام جو پرہیزگار ہے! ف۱ اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ خوش ہوتے ہیں اس سے جو اتارا گیا

اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ

تیری جانب۔ اور بعض فرقے انکار کرتے ہیں اس کی بعض باتوں کا۔ کہہ دے!

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ

مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی اور اس کا شریک نہ بناؤں میں! اسی کی طرف

اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا

بُلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ ف۲ اور اسی طرح ہم نے قرآن اُتارا حکم

عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

(بزبان) عربی۔ اور اگر تو نے پیروی کی اُن کی خواہشوں کی اس کے بعد کہ تیرے پاس آچکا

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع

علم (تو) نہ تیرا اللہ سے کوئی حمایتی ہے اور نہ بچانے والا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور بیشک ہم نے بھیجے بہتیرے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو

اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بیبیاں اور اولاد۔ اور کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ لے آئے کوئی

ف۱ جنت کے سائے:
خطیب دمشق حضرت بلال بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ اللہ بندگان خدا کیا تمہارے کسی عمل کی قبولیت کا یا کسی گناہ کی معافی کا کوئی پروانہ تم میں سے کسی کو ملا؟ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم بیکار پیدا کئے گئے ہو اور تم خدا کے بس میں آنے والے نہیں ہو، واللہ اگر اطاعت خداوندی کا بدلہ دنیا میں ہی ملتا تو تم تمام نیکیوں پر جم جاتے، کیا تم دنیا پر ہی فریفتہ ہو گئے ہو؟ کیا اسی کے پیچھے مر مٹو گے؟ کیا تمہیں جنت کی رغبت نہیں؟ جس کے پھل اور جس کے سائے ہمیشگی رہنے والے ہیں۔
(ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۵
ع ۱۱ کفار و مخالفین کا اہل حق سے برتاؤ ذکر کیا گیا۔ متقین کیلئے اخروی نعمات اور قرآن کی جامعیت ذکر فرمائی گئی۔

ف۲ کسی کی خوشی کی پرواہ نہیں:
یعنی کوئی خوش ہو یا ناخوش، میں تو اسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور ملل بالاتفاق مانتے چلے آئے، اُسی کے احکام و مرضیات کی طرف ساری دنیا کو دعوت دیتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ میرا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہیں میرا ٹھکانا ہے وہ ہی مجھ کو آخر کار غالب و منصور اور مخالفین کو مغلوب و رسوا کرے گا لہٰذا کسی کے خلاف و انکار کی مجھے قطعاً پرواہ نہیں۔

إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا

نشانی مگر بحکم اللہ ہر وعدے کی ایک لکھت ہے! مٹا دیتا ہے اللہ

يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ

جو چاہے اور باقی رکھتا ہے! اور اُسی کے پاس اصل کتاب ہے ف۱ اور اگر

مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

ہم تجھ کو دکھادیں کوئی وعدہ جو ہم ان سے کرتے ہیں یا تجھ کو قبض کر لیں بہر حال تیرا ذمہ

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا

تو (احکام) پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے۔

أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللّٰهُ

کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے سب طرف سے اور اللہ

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾

حکم کرتا ہے۔ کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ

اور فریب کر چکے ہیں ان سے اگلے لوگ۔ سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب!

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ

وہ جانتا ہے جو کچھ کما رہا ہے ہر نفس! اور عنقریب جان لیں گے سب کافر

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ

کہ کس کا ہے پچھلا گھر؟ اور کافر کہتے ہیں کہ تو پیغامبر نہیں ہے۔

ف۱ حضرت عمر فاروقؓ کی دُعاء: حضرت عمر بن خطابؓ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے روتے روتے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے، اے اللہ! اگر تو نے مجھ پر برائی اور گناہ لکھ رکھے ہیں تو انہیں مٹادے، تو جو چاہے مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے، ام الکتاب تیرے پاس ہی ہے تو اسے سعادت اور رحمت کر دے، حضرت ابن مسعودؓ بھی یہی دعا کیا کرتے تھے کعبؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر ایک آیت کتاب اللہ میں نہ ہوتی تو میں قیامت تک جو امور ہونے والے ہیں سب آپ کو بتا دیتا پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی، ان تمام اقوال کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر کی الٹ پلٹ خدا کے اختیار کی چیز ہے چنانچہ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے انسان اپنی روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے، اور تقدیر کو دعاء کے سوا کوئی چیز بدل نہیں سکتی، اور عمر کی زیادتی کرنے والی بجز نیکی کے کوئی چیز نہیں، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ صلہ رحمی عمر بڑھاتی ہے اور حدیث میں ہے کہ دعاء اور قضا دونوں کی مڈ بھیڑ آسمان و زمین کے درمیان ہوتی ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پاس لوح محفوظ ہے جو پانچ سو سال کے راستے کی چیز ہے، سفید موتی کی ہے، یاقوت کے دو پٹھوں کے درمیان، تریسٹھ بار اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماتا ہے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ

کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝۴۳

اور وہ لوگ کہ جن کو کتاب کا علم ہے

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَانِ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ابراہیم مکہ میں اُتری اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

(یہ قرآن) ایک کتاب ہے اس کو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تاکہ تو نکالے لوگوں کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

اندھیروں سے اجالے کی جانب ؎۱ ان کے پروردگار کے حکم سے اس کے

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۱ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راستے کی جانب جو زبردست! تعریف کے قابل ہے (یعنی) اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور افسوس ہے کافروں پر

شَدِيْدِ ۝۲ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى

سخت عذاب سے جو پسند رکھتے ہیں دنیا کی زندگی

خلاصہ رکوع ۶ (ع ۶ / ۱۲)

کفار و مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔

تعبیر سورہ ابراہیم

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں اور تسبیح کرنے والوں میں سے ہو گا۔ (علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ)

؎۱ الفاظ اور معانی دونوں ہدایت ہیں:

کہ قرآن کریم ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جس کے معانی سمجھ کر اس پر عمل کرنا تو اصل مقصد ہی ہے اور اس کا انسانی زندگی کی اصلاح میں مؤثر ہونا بھی واضح ہے اس کے ساتھ اس کے الفاظ کی تلاوت کرنا بھی غیر شعوری طور پر انسان کے نفس کی اصلاح میں نمایاں اثر رکھتا ہے۔

اس آیت میں باذن خداوندی اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لانے کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرکے یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ اگرچہ ہدایت کا پیدا کرنا حقیقۃً حق تعالیٰ کا فعل ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر اس کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

آخرت کے مقابلے میں اور روکتے ہیں اللہ کے راستہ سے اور اس میں کجی

عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا

ڈھونڈتے ہیں۔ یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں اور کوئی

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں (بات چیت کرتا ہوا) تا کہ بیان کردے اُن سے! ؏ا

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا۔ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اپنی نشانیاں دے کر کہ نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی جانب

النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ان کو یاد دلا اللہ کے دن بیشک ان واقعات میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

نشانیاں ہیں ہر صبر شکر کرنے والے کے لئے۔ اور جب کہا موسیٰ نے

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ

اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب اس نے تم کو نجات دی

؏ا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

صحیح بخاری ومسلم میں بروایت جابرؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کے درمیان اپنی پانچ امتیازی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ سے پہلے ہر رسول ونبی خاص اپنی قوم وبرادری کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقوام بنی آدم کی طرف مبعوث فرمایا۔

حق تعالیٰ نے اس عالم میں انسانی آبادی کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا، اور انہی کو انسانوں کا سب سے پہلا نبی اور پیغمبر بنایا، پھر انسانی آبادی جس طرح اپنی عمرانی اور اقتصادی حیثیت سے پھیلتی اور ترقی کرتی رہی، اسی کی مناسبت سے رشد وہدایت کے انتظامات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف رسولوں، پیغمبروں کے ذریعہ ہوتے رہے۔ زمانہ کے ہر دور اور ہر قوم کے مناسب حال احکام اور شریعتیں نازل ہوتی رہیں یہاں تک کہ عالم انسانی کا نشو ونما سن کمال کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرین امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پوری دنیا کا رسول بنا کر بھیجا اور جو کتاب وشریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی وہ پورے عالم اور قیامت تک کے پورے زمانے کے لئے کامل ومکمل کرکے دی، اور ارشاد فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی. "یعنی میں نے آج تمہارے لئے دین کو مکمل کردیا، اور اپنی نعمت تمہارے لئے پوری کردی"۔

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

فرعون کے لوگوں سے وہ تم کو چکھاتے تھے برا عذاب

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

اور مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورت ذات (بیٹیوں) کو اور اس میں

بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ۧ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

بڑی آزمائش تھی تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ اور جب جتا دیا تمہارے پروردگار نے

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا [ف۱] اگر ناشکری کی تو میری

لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ

مار سخت ہے۔ اور کہا موسیٰ نے کہ اگر کافر ہو جاؤ تم اور جتنے لوگ

فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ اَلَمْ

زمین میں ہیں سب کے سب تو اللہ تو بے پرواہ ہے تعریف کے قابل!

يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

کیا تم کو ان کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد

وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ړ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا

اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے جن کی خبر بس

اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

اللہ ہی کو ہے! آئے اُن کے پاس ان کے رسول نشان لے کر تو انہوں نے لوٹائے اپنے ہاتھ

ف۱ شکر اور ناشکری کے نتائج:

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید لفظ تاذن، اذن اور اطلاع دینے اور اعلان کرنے کے معنی میں ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان عام فرما دیا ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا اور اپنے اعمال وافعال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اور زیادہ کر دوں گا۔ یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے۔ اور ان کے بقاء ودوام میں بھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادت سے محروم نہ ہوگا (رواہ ابن مردویہ عن ابن عباس مظہری)۔ اور فرمایا کہ اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بھی سخت ہے، ناشکری کا حاصل یہی ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں صرف کرے یا اس کے فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سستی کرے اور کفران نعمت کا عذاب شدید دنیا میں بھی یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے یا ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے شکر گزاروں کے لئے تو اجر وثواب اور نعمت کی زیادتی کا وعدہ اور وہ بھی بلفظ تاکید وعدہ فرمایا ہے لازیدنکم لیکن اس کے بالمقابل ناشکری کرنے والوں کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ لاعذبنکم یعنی میں تمہیں ضرور

ع ۱ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۱

نزول قرآن کے مقاصد اور منکرین کیلئے ہلاکت کی وعید ذکر فرمائی گئی اور ان کی خصلتوں کو بیان کیا گیا۔ زبان عربی میں نزول قرآن کی حکمت کو بیان فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر انعامات اور فرعون کے مظالم کو بیان کیا گیا۔

مع

عند المتقدمین

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا

اپنے منہ میں اور بولے کہ ہم نہیں مانتے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے

لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

اور ہم بڑے شک میں پڑے ہوئے ہیں اس دین سے جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ

ان کے پیغمبروں نے کہا کہ کیا اللہ میں شبہ ہے جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے ف

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو رہنے دے ایک وقت مقرر تک

مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ

وہ کہنے لگے کہ بس تم بھی تو ہم ہی جیسے بشر ہو چاہتے ہو کہ

اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا

ہم کو روک دو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ

تو لاؤ کوئی سند صریح۔ ان سے کہا ان کے رسولوں نے کہ بیشک

نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ

ہم تمہاری طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں

يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

جس پر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ تمہارے پاس لے

عذاب دوں گا بلکہ صرف اتنا فرما کر ڈرا دیا ہے کہ میرا عذاب بھی جس کو پہنچے وہ بڑا سخت ہوتا ہے اس خاص تعبیر میں اشارہ ہے کہ ہر ناشکرے کا گرفتار عذاب ہونا کچھ ضروری نہیں معافی کا بھی امکان ہے۔ (معارف القرآن)

ف نظامِ کائنات کی شہادت

یعنی خدا کی ہستی اور وحدانیت تو ایسی چیز نہیں جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش ہو، انسانی فطرت خدا کے وجود پر گواہ ہے۔ علویات و سفلیات کا عجیب و غریب نظام شہادت دیتا ہے کہ اس مشین کے پرزوں کو وجود کے سانچہ میں ڈھالنے والا پھر انہیں جوڑ کر نہایت محکم و منظم طریقہ سے چلانے والا بڑا زبردست ہاتھ ہونا چاہئے جو کامل حکمت و اختیار سے عالم کی مشین کو قابو میں کئے ہوئے ہے۔ اسی لئے کٹر سے کٹر مشرک کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس بات کے اعتراف سے چارہ نہیں رہا کہ بڑا خدا جس نے آسمان و زمین وغیرہ کرات پیدا کئے، وہی ہو سکتا ہے جو تمام چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں سے اونچے مقام پر براجمان ہو۔ انبیاء کی تعلیم یہ ہے کہ جب انسانی فطرت نے ایک علیم و حکیم قادر و توانا منبع الکمالات خدا کا سراغ پالیا پھر اوہام و ظنون کی دلدل میں پھنس کر اس سادہ فطری عقیدہ کو کھلونا یا چیستاں کیوں بنایا جاتا ہے۔ وجدان شہادت دیتا ہے کہ ایک قادر مطلق اور عالم الکل خدا کی موجودگی میں کسی پتھر یا درخت یا انسانی تصویر یا سیارہ فلکی یا اور کسی مخلوق کو الوہیت میں شریک کرنا فطرت صحیحہ کی آواز کو دبانے یا بگاڑنے کا مرادف ہے۔ کیا خداوند قدوس کی ذات و صفات میں (معاذ اللہ) کچھ کمی محسوس ہوئی جس کی مخلوق خداؤں کی جمعیت سے تلافی کرنا چاہتے ہو۔

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

آویں کوئی سند مگر اللہ کے حکم سے! اور اللہ پر بھروسہ چاہئے

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ

مسلمانوں کو۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ نہ بھروسہ کریں اللہ پر حالانکہ

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ

وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں۔ اور ہم صبر کریں گے تمہاری ایذا پر۔ اور

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ

اللہ پر بھروسہ چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو۔

كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں سے کہ ہم تم کو ضرور نکال دیں گے اپنی زمین سے یا

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

لوٹ آؤ ہمارے دین میں۔تب ان کی طرف وحی بھیجی ان کے پروردگار نے کہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ

ہم ضرور غارت کریں گے ان ظالموں کو اور ضرور تم کو بسائیں گے اس زمین میں ان کے بعد

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا

یہ ملا اس شخص کا جو ڈرا میرے حضور میں کھڑا ہونے سے اور ڈرا میرے عذاب کے وعدے سے۔

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور پیغمبروں نے فتح مانگی اور نامراد ہوا ہر سرکش ضدی اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اس کو پلایا جائے گا

ف پیغمبروں کی دعائیں:

یعنی پیغمبروں نے خدا سے مدد مانگی اور فیصلہ چاہا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے کہا تھا۔ "فافتح بینی و بینھم فتحا و نجنی" الخ" لوط علیہ السلام نے کہا "رب نجنی و اھلی مما یعملون" شعیب علیہ السلام نے عرض کیا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق"۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ربنا انک اتیت فرعون و ملاہ الخ" اور کفار نے بھی جب دیکھا کہ اتنی طویل مدت سے عذاب کی دھمکیاں دی جارہی ہیں لیکن اس کے آثار کچھ نظر نہیں آتے تو استہزاء اور تمسخر سے کہنے لگے "ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب" (ص رکوع ۲) اور اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء و ائتنا بعذاب الیم (انفال۔ رکوع ۴) یہ تو قریش کے مقولے ہیں، قوم نوح نے کہا تھا۔ "فاتنا بما تعدنا"۔ قوم شعیب نے کہا "فاسقط علینا کسفا" وغیرہ ذلک۔ غرض دونوں طرف سے فیصلہ کی جلدی ہونے لگی۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۴ شکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ سرکشی کرنے والوں کا انجام بیان فرمایا گیا۔ عرب کی تاریخ سے اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی گئی۔ کفار کے پیغمبروں پر اعتراضات اور ان کے جوابات کو بیان فرمایا گیا۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ آیت استفتحوا کا انبیاء کے قصہ سے کوئی تعلق نہیں یہ بالکل الگ آیت ہے اور اس کا نزول مکہ والوں کے متعلق ہوا اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط میں مبتلا ہو گئے تھے اسلئے انہوں نے فتح یعنی بارش کیلئے اللہ سے دعا کی مگر اللہ نے ان کی مراد پوری نہیں کی اور بجائے پانی کے دوزخ میں دوزخیوں کے جوف کا گندہ پانی پلائے جانے کی وعید سنادی۔

خاصیت: آیت ۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝١٦ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پیپ کا پانی اس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا۔ ف۱ اور چلی آتی ہے

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ

اس پر موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا۔ اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝١٧ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

سخت عذاب ہے۔ ان کی مثال جو منکر ہوئے اپنے پروردگار سے

اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

ایسی ہے کہ ان کے عمل گویا راکھ (کا ڈھیر) ہے کہ زور سے چلی اس پر ہوا ہر آندھی کے دن

عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

(اسی طرح) اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اپنے کئے ہوئے میں سے۔ یہی ہے پرلے درجے کی

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝١٨ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

گمراہی ف۲۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

اور زمین تدبیر سے! اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور لائے نئی خلقت

جَدِيْدٍ ۝١٩ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝٢٠ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور نکل کھڑے ہوں گے

جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

اللہ کے سامنے سب لوگ پھر کہیں گے کمزور آدمی ان لوگوں سے جو عزت رکھتے تھے

ف۱ گھونٹ گھونٹ پینا اور آسانی سے نہ اترنا دو صورتوں سے جمع ہو سکتا ہے ایک یہ کہ پھنس کر گلے سے اترے تو اتر جانے کے اعتبار سے پینا صادق آ گیا اور پھنسنے کے اعتبار سے نہ اترنا صادق آ گیا دوسری صورت یہ کہ پھنس کر گلے ہی میں رہ جائے اترے نہیں پس اس صورت میں نہ اترنا تو ظاہر ہے اور پینے کا حکم ارادہ کے اعتبار سے صحیح ہوا کہ پینا چاہے گا مگر پی نہ سکے گا۔

ف۲ اعمال سے مراد ہیں کافروں کی وہ خود تراشیدہ نیکیاں جن کے ثواب کے وہ امیدوار تھے جیسے (ان کی مفروضہ) خیرات، کنبہ پروری، اعانت فقراء، آزادی غلاماں وغیرہ۔ ان تمام کارہائے خیر کی بنیاد چونکہ خداشناسی پر نہ تھی اور ان سے اللہ کی خوشنودی مطلوب نہیں تھی۔ یا بتوں کے نام پر یہ نیکیاں کی جاتی تھیں جو ان کے کسی عمل اور عبادت سے واقف نہ تھے اور نہ بدلہ دینے کی ان میں طاقت تھی اس لئے اللہ نے ایسی خوش اعمالیوں کو آندھی کی خاک سے تشبیہ دی جس کو آندھی اڑا کر لے جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ

کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم پر سے ہٹا سکتے ہو اللہ کے عذاب میں سے کچھ؟

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ

وہ کہیں گے کہ اگر ہم کو ہدایت کرتا اللہ تو ہم تم کو ہدایت کرتے اب تو برابر ہے

عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

ہمارے حق میں بے قراری کریں یا صبر کریں ہمارے لئے کسی طرح کا چھٹکارا نہیں

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

اور شیطان کہے گا جب فیصل ہو جائے گا کام کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ

اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا سو وعدہ خلافی کی۔ اور میری تم پر کچھ زبردستی تو تھی

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

نہیں مگر ہاں میں نے تم کو بلایا تو تم نے میرا کہا مان لیا۔ پس مجھے

لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

الزام نہ دو اور الزام دو اپنے آپکو نہ تو میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ

اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم نے مجھے شریک بنایا تھا

مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

پہلے! بیشک جو ظالم ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۱

ف۱ عقبہ بن عامر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع کر کے فیصلہ کر دے گا اور خدا کے رسول شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو کفار کہیں گے کہ مؤمنوں نے تو اپنا شفیع پا لیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لیا جو ان کے لئے بارگاہ خداوندی میں شفاعت کرے گا۔ کاش کوئی ہمارا سفارشی ہو جاتا۔ کفار کہیں گے سوائے ابلیس کے کون ہے جو ہماری سفارش کرے جس نے ہم کو گمراہ کیا۔ بس کفار جمع ہو کر ابلیس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ہمارے پیشوا ہو تم ہمارے واسطے اٹھو کیونکہ تم ہی نے ہم کو یہ راہ بتلائی تھی پس وہ اپنے مقام سے اٹھے گا اور اس کی مجلس سے ایسی سخت بدبو اٹھے گی جو کسی نے اس سے پہلے نہ سونگھی ہوگی اور پھر گریہ وزاری اور چیخ و پکار بلند ہوگی اس وقت شیطان اٹھے گا اور یہ کہے گا ان اللہ وعدکم وعدا لحق اور اس طرح ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرے گا ابلیس کے اس خطبہ سے کفار کی کمر ٹوٹ جائے گی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

(معارف کاندھلوی)

ع۴ ۱۵ خلاصہ رکوع ۴

انبیاء علیہم السلام اور کفار کے مابین مکالمہ کو ذکر فرمایا گیا اور کفار کیلئے اخروی عذاب کو بیان کیا گیا۔ کفار کے فلاحی کاموں کی حقیقت اور بعث بعد الموت کو ذکر فرمایا گیا۔

وَ اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

اور داخل کیے جاویں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے جنتوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اپنے پروردگار کے حکم سے۔ ف۱

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

ان کے باہم دعائے خیر اس جگہ سلام ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں؟ کیسی مثال بیان کی اللہ نے کہ

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ

پاکیزہ بات گویا ایک پاکیزہ درخت ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی

فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ

ٹہنیاں آسمان میں ہیں۔ ف۲ اپنے پھل لاتا رہتا ہے ہر وقت پر اپنے

رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

پروردگار کے حکم سے۔ اور اللہ بیان کرتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ

تاکہ سوچیں (سمجھیں)۔ اور گندی بات کی مثال گندے درخت کی سی ہے کہ اکھاڑ پھینکا گیا۔

ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے اس کو کچھ ٹھہراؤ نہیں ثابت رکھتا ہے ف۳

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو پکی بات سے دنیا کی زندگی میں

ف۱ ترازو کو بھرنے والے کلمات

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پڑھنا (قیامت کے دن) میزان (عدل) کا آدھا حصہ ہوگا اور الحمد للہ (پڑھنا) میزان کو (نیکیوں سے) بھر دے گا اور لا الہ الا اللہ کو (اللہ تک پہنچنے سے) کوئی مانع نہیں۔

ف۲ کلمہ طیبہ: ترمذی نے حسن کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی بندہ خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو ضرور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ اس کا قائل کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے گا۔ حاکم نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شجرہ طیبہ کھجور کا درخت ہے اور شجرہ خبیثہ حنظل (اندرائن) کا درخت ہے۔

کھجور کا درخت:

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کی طرح ہوتا ہے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا لوگوں کے خیالات صحرائی درختوں کی طرف جا پڑے اور میرے دل میں آیا کہ ایسا درخت کھجور ہوتا ہے مگر میں چھوٹا تھا اس لئے جھجکا (اور کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی) آخر حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور خود ہی بیان فرمادیں فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

خاصیت: آیت ۲۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا

جو چاہے۔ کیا تو نے ان کی جانب نظر نہیں کی جنہوں نے بدلا کیا اللہ کی نعمت کا ناشکری سے

وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ

اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر یعنی جہنم میں کہ وہ سب اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا

الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

ٹھکانا ہے۔ اور ٹھہرا لئے اللہ کے مد مقابل تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اللہ کے راستہ سے۔

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ

کہہ دے رس بس لو! پھر تو تم کو آگ کی طرف جانا ہے۔ کہہ دے میرے ان بندوں سے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

جو ایمان لائے کہ قائم رکھیں نماز اور خرچ کرتے رہیں ہماری دی ہوئی روزی میں سے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

پوشیدہ اور علانیہ ف۱ اس سے پہلے پہلے کہ وہ دن آموجود ہو جس میں نہ خرید و فروخت ہو

فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

نہ دوستی۔ اللہ ہی ہے جس نے پیدا کئے آسمان و زمین اور اُتارا آسمان

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

سے پانی پھر نکالے اس کے ذریعہ سے پھل کہ وہ تمہاری روزی ہے۔

ف۱ اہل ایمان کو تنبیہ:
کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مؤمنین مخلصین کو متنبہ فرماتے ہیں کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں، وظائف عبودیت میں ذرا فرق نہ آنے دیں، دل وجان سے خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کریں کہ وہ بھی بہترین عبادت ہے۔ نمازوں کو ان کے حقوق وحدود کی رعایت کے ساتھ خشوع وخضوع سے ادا کرتے رہیں۔ خدا نے جو کچھ دیا ہے اس کا ایک حصہ خفیہ یا علانیہ مستحقین پر خرچ کریں۔ غرض کفار جو شرک اور کفران نعمت پر تلے ہوئے ہیں ان کے بالمقابل مؤمنین کو جان ومال سے حق تعالیٰ کی طاعت وشکر گزاری میں مستعدی دکھلانا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

سرا وعلانیۃ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے ان بندوں سے جو ایمان لے آئے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ نمازیں قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر راہ خدا میں کچھ خرچ کریں۔ اہل ایمان کو خصوصی طور پر نماز پڑھنے اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی ہدایت کرنے کا حکم دیا اور مؤمنوں کو خاص طور پر عبادی فرمایا اور اپنے بندے قرار دیا اس سب سے مقصود اہل ایمان کی عزت افزائی ہے۔ اور اس امر پر تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ اہل ایمان ہی حقیقۃً حقوق عبدیت ادا کرنے اور تعمیل احکام کرنے والے ہیں وہ امر کی تعمیل کریں گے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴
ع ۱۶
اہل دوزخ اور شیطان کے درمیان مکالمہ کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کا انجام یعنی جنت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کلمہ ایمان کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ پھر کلمہ کفر کی مثال دی گئی۔ پھر دونوں مثالوں کا اثر ونتیجہ ذکر فرمایا گیا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

اور تمہارے اختیار میں کر دیا کشتیوں کو تا کہ چلیں دریا میں اس کے حکم سے۔ اور تمہارے کام میں

الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ

دیدیں ندیاں۔ اور تمہارے کام میں لگا دیئے سورج اور چاند ہمیشہ چکر لگانے والے۔ اور تمہارے

لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِنْ

کام میں لگا دیے رات اور دن ول اور تم کو دیا ہر چیز میں سے جو تم نے مانگا۔ اور اگر

تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ

گنو اللہ کی نعمتوں کو تو پورا نہ گن سکو۔ کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا نا انصاف اور ناشکرا ہے۔

كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے پروردگار کر دے اس شہر (مکہ) کو

آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ

امن کی جگہ اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو (اس سے) کہ پوجنے لگیں بتوں کو۔ اے میرے پروردگار

إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي

ان بتوں نے گمراہ کر دیا بہتیرے لوگوں کو۔ تو جس نے میری پیروی کی

فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٦﴾

وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ و۲

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ

اے ہمارے پروردگار میں نے بسائی ہے اپنی کچھ اولاد بیاباں میں جہاں کھیتی

ول مسخر کر دینے کا مطلب:

پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے ہی کشتیوں اور جہازوں کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ وہ اللہ کے حکم سے دریاؤں میں چلتے پھرتے ہیں۔ لفظ سخر جو اس آیت میں آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا استعمال تمہارے لئے آسان کر دیا ہے لکڑی، لوہا اور ان سے کشتی جہاز بنانے کے اوزار و آلات اور ان سے صحیح کام لینے کی عقل و دانش یہ سب چیزیں اسی کی دی ہوئی ہیں اس لئے ان چیزوں کے موجد اس پر ناز نہ کریں، کہ یہ ہم نے ایجاد کی یا بنائی ہے کیونکہ جن چیزوں سے ان میں کام لیا گیا ہے ان میں کوئی چیز بھی نہ تم نے پیدا کی ہے نہ کر سکتے ہو، خالق کائنات کی بنائی ہوئی لکڑی، لوہے، تانبے اور پیتل ہی میں تصرفات کر کے یہ ایجاد کا سہرا آپ نے اپنے سر لیا ہے، ورنہ حقیقت دیکھو تو خود آپ کا اپنا وجود اپنے ہاتھ پاؤں، اپنا دماغ اور عقل بھی تو آپ کی بنائی ہوئی نہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا کہ یہ دونوں ہمیشہ ایک حالت پر چلتے ہی رہتے ہیں، دائبین، داب سے مشتق ہے، جس کے معنی عادت کے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں چلنا ان دونوں سیاروں کی عادت بنا دی گئی کہ کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔

خلاصہ رکوع ۵ — ع ۵/۷ ۱۷

مومنین کو نماز و راہ خدا میں خرچ کرنے کا اور صلحاء سے دوستی کا حکم فرمایا گیا۔ زمین و آسمان میں انعامات الٰہیہ کا ذکر فرمایا گیا۔ انسانی ناشکری و احسان فراموشی کو بیان فرمایا گیا۔

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

نہیں تیرے معزز گھر کے پاس اے ہمارے پروردگار تاکہ یہ قائم رکھیں نماز

اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

تو کر کتنے ہی لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور ان کو روزی دے ۱

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ

میووں سے تاکہ یہ شکر کریں اے ہمارے پروردگار تو جانتا ہے جو

مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور نہیں چھپی رہتی اللہ پر کوئی چیز

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ

زمین میں اور نہ آسمان میں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے عطا فرمائے مجھ کو

لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ

باوجود بڑھاپے کے اسمٰعیل اور اسحٰق۔ بیشک میرا پروردگار دعا کا

الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ

سننے والا ہے ۲۔ اے پروردگار کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور بعض میری اولاد کو۔ اے ہمارے

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

پروردگار قبول فرما میری دعا اے ہمارے پروردگار بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ۧ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ

جس دن قائم ہو حساب اور (اے محمد) ایسا نہ خیال کجو کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے

۱ مشرک کیلئے رزق کی دُعاء:
اس دعا میں صرف اہل ایمان کو رزق عطا کرنے کی دعا اس لئے کی کہ مشرک کے غیر مغفور ہونے کی صراحت سے آپ کو خیال پیدا ہوگیا کہ مشرک سے اللہ دنیا میں بھی انتقام لے گا اور اپنے پیدا کیے ہوئے پھلوں سے محروم رکھے گا۔ (چونکہ یہ خیال غلط تھا اس لئے اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن کفر فامتعه اور جو کفر کرے گا اس کو تھوڑی مدت (بقدر مدت زندگی) میں بہرہ اندوز رکھوں گا، پھر اس کو عذاب دوزخ کی طرف کھینچ کرلے جاؤں گا (یعنی کافروں کو دنیوی نعمتوں سے محروم نہیں رکھوں گا۔ ہاں آخرت میں اس کی مغفرت نہ ہوگی)۔ (تفسیر مظہری)

۲ اولاد کی معاشی راحت:
اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی ہمدردی اور ان کی معاشی راحت کا انتظام بھی حسب قدرت باپ کے فرائض میں سے ہے، اس کی کوشش زہد اور ترک دنیا کے منافی نہیں۔
دوسری دعا میں بھی بڑی جامعیت ہے کیونکہ وہ گناہ جس کی مغفرت کا امکان نہیں، وہ شرک وبت پرستی ہے اس سے محفوظ رہنے کی دعا فرمادی، اس کے بعد اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہوجائے تو اس کا کفارہ دوسرے اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور کسی کی شفاعت سے بھی معاف کئے جاسکتے ہیں، اور اگر عبادت اصنام کے لفظ صوفیائے کرام کے اقوال کے مطابق اپنے وسیع مفہوم میں لیا جائے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کرے

خلاصہ رکوع ۶
۶ ع ۷ ۱۸ کفار مکہ کو ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے توحید کی دعوت دی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الظّٰلِمُوْنَ ۬ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

جو ظالم کر رہے ہیں پس ان کو اللہ اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے

الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جب پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں ف۱ دوڑتے ہوں گے اپنے سر اُٹھائے ہوئے پھر ان کی طرف

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ

نہ لوٹے گی ان کی نگاہ اور ان کے دل ہوا ہوں گے۔ اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آ پڑے گا

الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

ان پر عذاب تب کہیں گے ظالم لوگ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو مہلت دے تھوڑی سی مدت کہ ہم مان لیں

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ

تیرا پکارنا اور اتباع کریں رسول کا (ان کو جواب ملے گا) کیا تم قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے

قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

پہلے کہ تم کو کسی طرح کا زوال نہیں اور تم بسے تھے انہیں کے گھروں میں جنہوں نے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا

ظلم کیا اپنے اوپر اور تم پر کھل چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا (برتاؤ کیا) اور ہم نے بیان کر دی

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ

تمہیں تمہارے لئے مثالیں۔ اور یہ کرتے رہے اپنے داؤ اور اللہ کے پاس ہے ان کا داؤ

وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ

اگرچہ ان کا داؤ (اس بلا کا) تھا کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ تو (اے محمد) ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ وعدہ

وہ اس کا بت ہے۔ اور اس کی محبت سے مغلوب ہو کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر اقدام کر لینا ایک طرح سے اس کی عبادت ہے تو اس دعا یعنی عبادت اصنام سے محفوظ رہنے میں تمام گناہوں سے حفاظت کا مضمون آ جاتا ہے بعض صوفیاء کرام نے اس معنی میں اپنے نفس کو خطاب کر کے غفلت و معصیت پر ملامت کی ہے (معارف القرآن)

ف۱ ایک آیت پڑھنے سے بدن لرز اٹھا

ابراہیم بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام صاحب نماز فجر پڑھ رہے تھے میں بھی شریک جماعت تھا۔ جب آپؒ اس آیت پر پہنچے۔
(ولا تحسبن اللہ غافلا الخ)
"خدا کو ظالموں کے کاموں کی طرف سے غافل نہ سمجھنا"۔
تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام بدن بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔

مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ۟ؕ﴿۴۷﴾ يَوۡمَ تُبَدَّلُ

خلافی کرے گا اپنے رسولوں سے۔ بیشک اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا اس دن کہ بدل دی

الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ

جاوے گی اس زمین سے اور زمین اور آسمان (بھی بدل دیے جاویں گے) اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے خدائے واحد

الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ مُّقَرَّنِيۡنَ فِى

زبردست کے سامنے ف۱۔ اور تو اُس دن گنہگاروں کو دیکھے گا کہ جکڑے ہوئے ہیں

الۡاَصۡفَادِ ۚ﴿۴۹﴾ سَرَابِيۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ وَّتَغۡشٰى وُجُوۡهَهُمُ

زنجیروں میں۔ ان کے کرتے قطر ان کے ہوں گے اور چھپا لے گی

النَّارُ ۙ﴿۵۰﴾ لِيَجۡزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ

ان کے مونہوں کو آگ تاکہ بدلا دے اللہ ہر نفس کو اس کے کیے کا بیشک اللہ جلد

الۡحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَلِيَعۡلَمُوۡۤا

حساب لینے والا ہے۔ یہ خبر کر دینی ہے لوگوں کو اور تاکہ ان کو اس کے ذریعے سے ڈرایا جاوے اور

اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

تاکہ سب جان لیں کہ بس معبود وہی ایک ہے۔ اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل والے۔

سُوۡرَةُ الۡحِجۡرِ مَكِّيَّةٌ وَهِىَ تِسۡعٌ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تِسۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوۡعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب (الٰہی) اور روشن قرآن کی۔

ف۱ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وہ قرآن کے حافظ تھے میں نے سنا ہے کہ مغرب کے بعد اوابین والی نماز میں آٹھ پارے روزانہ پڑھنے کے ملتزم تھے اپنی مسجد میں امامت خود کرتے تھے ان کی قرأت پر ایک سیدھے سادے ہندوستان کے قصباتی مسلمان کے لب ولہجہ کا رنگ غالب تھا اگرچہ اصولاً تجوید کے ہر قاعدے کی پوری رعایت کی جاتی تھی بلکہ شاید تجویدی اصولوں کے مطابق قرأت کی عادت ہو گئی تھی لیکن مصنوعی قرأت سے دور کا سروکار بھی ان کی یہ قرأت نہیں رکھتی تھی۔ کبھی کبھی کسی کسی وقت کی نماز پڑھ لینے کی سعادت اس کور بخت کو بھی اللہ کے اس ولی کے پیچھے میسر آجاتی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد (عثمانی) مرحوم پر صوفیانہ مشاغل کا غلبہ تھا مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے فقیر بھی تراویح کے وقت حاضر ہو جاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ایسا کیوں کرتا تھا؟ نہ قرأت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا؟ لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شاید زندگی میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نمازیوں میں مولانا شبیر احمد بھی شریک رہتے تھے اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل کانپنے لگتا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ حسب دستور وہی اپنی نرم نرم سب روآواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے اسی سلسلہ میں قرآنی آیت وبرزوا للہ الواحد القھار

خلاصہ رکوع ۷

ع ۱۱ ۱۹ خدائی گرفت میں ڈھیل سے غفلت میں نہ پڑنے کا حکم دیا گیا اور غفلت شعار لوگوں کیلئے تنبیہ فرمائی گئی۔ روز قیامت مجرموں کی حالت زار کو ذکر فرمایا گیا۔

تیرہواں پارہ

خاصیت مکمل سورہ یوسف

سورۂ یوسف کولکھ کر یاتعویذ بنا کر بازو پر باندھے تو اس کی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔ جوشخص اس کولکھ کر پیے اس کا رزق بڑھے اور ہر شخص کے نزدیک باقدر رہو۔

خاصیت آیت ۵۲ برائے دفع الزام

ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ

خاصیت: اگر کوئی شخص کسی چوری یا جھوٹے الزام میں گرفتار ہو اور اصل مجرم کی تلاش ہو رہی ہو اور یہ شخص چاہے کہ جھوٹا الزام مجھ پر سے اتر جائے رات کو آدھی رات کے بعد کھڑے ہو کر کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر سو مرتبہ یہ آیت پڑھے ان شاء اللہ تین دن میں الزام سے بری ہو جائے گا۔ (طب روحانی ۸۹)

خاصیت آیت ۵۳ برائے اصلاح نفس

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

خاصیت: جو شخص نفس امارہ سے رہائی چاہے۔ سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام کو یہ آیت پڑھے شروع میں تین مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی ملائے ان شاء اللہ کبھی نفس کے جال میں گرفتار نہ ہوگا اور تھوڑے عرصہ نفس اس کا مطیع ہو جائے گا۔ (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۵۶ برائے وصولی حق

نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

خاصیت: اگر کسی شخص کی تنخواہ کسی آقا پر چڑھ گئی ہو یا کسی شخص کو کوئی عمل یا ختم پڑھتے یا دُعا مانگتے مدت گزر گئی ہو اور اس کی دُعا قبول نہ ہوتی ہو تو تین دن عشاء کی نماز کے بعد سات ہزار مرتبہ اس آیت کو پڑھے ان شاء اللہ مراد پوری ہوگی۔ (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۶۴ برائے سفر بخیر وعافیت

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

خاصیت: اگر کوئی شخص مسافر ہو اور چاہے کہ اپنے گھر خیریت سے واپس جائے اور گھر والے بھی سب خیریت سے ملیں تو ایک ہزار مرتبہ اس آیت کو روزانہ پڑھیں مجرب عمل ہے (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۶۴ برائے دفع خوف

۱. فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ. (پ ۱۳، ع ۲)

ترجمہ: اللہ (کے سپرد وہی) سب سے بڑا نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

خاصیت: جس کو کسی دشمن سے خوف ہو یا اور کسی طرح کی بلا و مصیبت کا خوف ہو وہ اس کو کثرت سے پڑھا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ دشواری دور ہو جائے گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۷ برائے حفاظت نظر بد

وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

خاصیت: تین مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کریا زعفران سے لکھ کر گلے میں ڈالنا بد نظری قطعاً بچہ کو خدا کے فضل سے محفوظ رکھتا ہے (طب روحانی صفحہ ۸۹)

خاصیت آیت ۷۶ برائے ملازمت

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ

خاصیت: اگر کسی عہدہ ملازمت پر بہت سے امیدوار ہو اور کوئی چاہے کہ میری درخواست منظور ہو تو تین روز تک اکیس ہزار مرتبہ یعنی سات سات ہزار مرتبہ ہر روز اس کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی صفحہ ۹۰)

خاصیت آیت ۱۰۱ برائے خاتمہ بالخیر

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

خاصیت: خاتمہ بالخیر ہونے کیلئے سات مرتبہ صبح کی نماز بعد سات مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اس آیت کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔

مکمل سورہ یوسف کا تین دن پڑھنا غم کے دور کرنے کیلئے نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی صفحہ ۹۰)

سورہ رعد

خاصیت مکمل سورۃ رعد

خاصیت: اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ الرعد: اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔

خاصیت آیات ۱ تا ۳ برائے ترقی باغات

الٓمّٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَ اَنْھٰرًا ؕ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (پارہ۱۳،رکوع۷)

ترجمہ: یہ (جوآپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پرآپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اورلیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا قادر ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کیا چنانچہ تم ان (آسمانوں) کو (اسی طرح) دیکھ رہے تھے پھرعرش پر قائم ہوااورآفتاب و ماہتاب کو کام میں لگادیا ہرایک ایک وقت متعین پر چلتا رہتا ہے وہی (اللہ) ہرکام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلواور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اوراس زمین پر پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اوراس میں ہرقسم کے پھلوں سے دودوقسم کے پیدا کئے۔شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا تا ہے ان امور (مذکور) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطےتوحید پر) دلائل (موجود) ہیں۔

خاصیت: باغات وتجارت کی ترقی کیلئے ان آیتوں کو زیتون کے چارپتوں پرلکھ کرمکان یادوکان یاباغ کے چاروں گوشوں میں دفن کردے بہت ترقی اورآبادی ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیات ۱۳تا ۱۷ برائے دفع موذی جانور

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ مِّنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (پارہ۱۳،رکوع۱۵)

خاصیت: جس کے کھیت میں کیڑا یا چوہا لگ گیا ہو زیتون کی چارتختیوں پرسیاہی سے ان آیتوں کو بدھ کی صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب لکھ کرایک ایک گوشہ میں ایک ایک تختی دفن کردے اورگاڑتے وقت ان آیتوں کو بار بار پڑھے ان شاءاللہ تعالیٰ سب موذی جانور دفع ہوجائیں گے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱ برائے دفع خوف

لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ

خاصیت: اگرکوئی شخص کسی خطرناک جنگل میں چلا جاتا ہو کہ جہاں درندوں کا خوف ہوتو اس آیت کو پڑھے ان شاءاللہ کسی طرح کا خوف نہ رہے گا۔(طب روحانی صفحہ ۹۰)

خاصیت آیت ۲۸ برائے اطمینان قلب

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

خاصیت: ہر قسم کی گھبراہٹ اور دل کی اضطرابی کے موقع پر اس آیت کا پڑھنا نہایت مفید اور مجرب ہے (طب روحانی صفحہ ۹۱)

فائدہ: سورہ رعد کو روزانہ ایک مرتبہ ہمیشہ پڑھنا خدا کی محبت دل میں پیدا کرتا ہے۔ (طب روحانی صفحہ ۹۱)

سورہ ابراہیم

خاصیت مکمل سورہ ابراہیم

سفید حریر کے ٹکڑے پر اس کو باوضو لکھ کر لڑکے کے باندھ دے تو رونا ڈرنا اور نظر بد سب دفع ہو جائے اور دودھ چھوڑنا آسان ہو۔

خاصیت آیت ۱۲ برائے درد اعضاء

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (پارہ ۱۳، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کو کون امر باعث ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

خاصیت: جس کے ہاتھ پیروں میں درد ہو یا اس کو نظر ہو اس کو لکھ کر تعویذ بنا کر باندھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۲ برائے موذی جانور

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (پ ۱۳ ع ۱۴)

ترجمہ: اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کرینگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

خاصیت: مچھروں پسوؤں کے بھگانے کیلئے پانی پر سات مرتبہ اس آیت کو پڑھے اور سات مرتبہ یوں کہئے کہ اے مچھر اور پسوؤ! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو ہم کو مت ستاؤ۔ اور خواب گاہ کے گرداگرد اس پانی کو چھڑک دے رات بھر محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۴ برائے ترقی پھل

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ تُؤْتِىٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ م بِاِذْنِ رَبِّهَا

خاصیت: اگر کسی درخت میں پھل نہ آتا ہو یا کچھ کم پھل آتا ہو تو کسی کاغذ پر لکھ کر اس درخت پر پھول کے شروع ہونے سے پہلے لٹکا یا جائے تو ان شاء اللہ بہت پھل آئے گا۔ (طب روحانی ۹۱)

خاصیت آیت ۴۱ برائے ادائیگی حقوق فوت شدگان

رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

خاصیت: اگر کوئی شخص یہ چاہئے کہ والدین اور سارے جہان کے بزرگوں، حق داروں کے حق سے جبکہ وہ انتقال کر گئے ہوں بری ہو جائے تو اس آیت کو ہر روز سات مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ قیامت کو ان سب کے حقوق سے فارغ ہو کر قبر سے اٹھایا جائے گا۔ (طب روحانی ۹۲)

تعارف سورۃ الحجر

اس سورت کی آیت نمبر۹۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی تھی، کیونکہ اس آیت میں پہلی بار آپ کو کھل کر اسلام کی عام تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ سورت کے شروع میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی کتاب ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، ایک وقت آئے گا جب وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ اسلام لے آتے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی (معاذ اللہ) مجنون کہتے، اور کبھی کاہن قرار دیتے تھے۔ ان باتوں کی تردید کرتے ہوئے کہانت کی حقیقت آیت نمبر۱۷اور۱۸ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ ان لوگوں کے کفر کی اصل وجہ ان کا تکبر تھا، اس لئے ابلیس کا واقعہ آیات نمبر۲۶ تا۴۴ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے تکبر نے کس طرح اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کیا۔ کفار کی عبرت کے لئے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام کے واقعات اختصار کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کافروں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی محنت بیکار جا رہی ہے۔ ان کا فریضہ اتنا ہے کہ وہ موثر انداز میں تبلیغ کریں، جو وہ بہترین طریقے پر انجام دے رہے ہیں۔ نتائج کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے۔ سورت کا نام قوم ثمود کی بستیوں کے نام پر رکھا گیا ہے جو "حجر" کہلاتی تھیں، اور ان کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر۸۰ میں آیا ہے۔

تعارف سورۃ النحل

اس سورت کا بنیادی موضوع اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا مفصل بیان ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اسی لئے اس سورت کو "سورۃ النعم" (نعمتوں کی سورت) بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کے مشرکین عام طور سے یہ مانتے تھے کہ ان میں سے بیشتر نعمتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خدائی میں وہ بت بھی شریک ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا تذکرہ فرما کر انہیں توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور ایمان نہ لانے کی صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ یہ سورت جس زمانے میں نازل ہوئی، اس وقت بہت سے مسلمان کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ آیت نمبر۴۲ میں ان کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کے مصائب و آلام کا دور ختم ہونے والا ہے، اور انہیں دنیا میں بھی اچھا ٹھکانا عطا ہوگا، اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے، بشرطیکہ وہ صبر سے کام لیں، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ سورت کے آخری حصے میں اسلامی شریعت کے کچھ اہم احکام بھی بیان فرمائے گئے ہیں جو ایک مسلمان کے طرز عمل کی بنیاد ہونے چاہئیں۔ "نحل" عربی میں شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر۶۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے شہد کی مکھی کا حوالہ دیا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کے حکم سے پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنے چھتے بناتی اور شہد پیدا کرتی ہے۔ اسی لئے سورت کا نام "نحل" رکھا گیا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲ ذَرْهُمْ

کسی وقت بہتیری آرزو کریں گے کافر کہ کاش مسلمان ہوتے۔ چھوڑ دے ان کو کہ

يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳

کھالیں اور نفع اُٹھالیں اور ان کو غافل کئے رہے امید پھر آگے ان کو معلوم ہو ہی جاوے گا ف۱

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴

اور کوئی بستی ہم نے نہیں غارت کی مگر کہ اس کا لکھا مقرر تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵

نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی جماعت اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ ط

اور کافر کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر اترا ہے قرآن تو تو دیوانہ ہے

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷

تو کیوں نہیں لے آتا ہمارے سامنے فرشتے اگر تو سچا ہے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا

ہم نہیں اتارا کرتے فرشتے مگر حکمت سے اور ان کو اس وقت مہلت

مُّنْظَرِيْنَ ۝۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ

بھی نہ ملے گی۔ بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے

لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ

نگہبان ہیں ۔ اور ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے لوگوں

ف۱ بدبختی کی علامت:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں بدبختی اور بدنصیبی کی علامت ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہونا (یعنی اپنے گناہوں، غفلتوں پر نادم ہو کر نہ رونا) اور سخت دلی، طول امل اور دنیا کی حرص۔ (قرطبی عن مسند البزار عن انسؓ)
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے پہلے طبقہ کی نجات ایمان کامل اور دنیا سے اعراض کی وجہ سے ہوگی۔ اور آخری امت کے لوگ بخل اور طول امل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔
اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے جامع مسجد دمشق کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے اہل دمشق! کیا تم اپنے ایک ہمدرد خیر خواہ بھائی کی بات سنو گے سن لو! کہ تم سے پہلے بہت بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے مال ومتاع بہت جمع کیا اور بڑے بڑے شان دار محلات تعمیر کئے اور دور دراز کے طویل منصوبے بنائے آج وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں ان کے مکانات، ان کی قبریں ہیں اور ان کی طویل امیدیں سب دھوکہ اور فریب ثابت ہوئیں قوم عاد تمہارے قریب تھی جس نے اپنے آدمیوں سے اور ہر طرح کے مال ومتاع سے اور اسلحہ اور گھوڑوں سے ملک کو بھر دیا تھا، آج کوئی ہے جو ان کی وراثت مجھ سے دو درہم میں خریدنے کو تیار ہو جائے۔
حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں طویل امیدیں باندھتا ہے اس کا عمل ضرور خراب ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)

خاصیت: آیت ۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْأَوَّلِينَ ۝١٠ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا

کے گروہوں میں اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝١١ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ

کہ اس کی ہنسی اُڑاتے رہے اسی طرح ہم ڈال دیتے ہیں ہنسی اڑانا گنہگاروں کے دلوں میں۔ ف۱

الْمُجْرِمِينَ ۝١٢ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝١٣

یہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور ہوتی چلی آئی ہے رسم اگلوں کی۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ

اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان سے اور یہ

يَعْرُجُونَ ۝١٤ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ

سارے دن اس میں چڑھتے رہیں (تب بھی) یہی کہیں گے کہ ہو نہ ہو ہماری

قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝١٥ ع وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ

آنکھیں باندھ دی گئی ہیں نہیں تو ہم پر جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں

بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝١٦ وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ

برج اور اس کو آراستہ کیا ہے دیکھنے والوں کے لئے ف۲ اور ہم نے ان کی حفاظت کی ہر شیطان

رَّجِيمٍ ۝١٧ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ

مردود سے۔ مگر جو چوری سے سن گیا تو اس کے پیچھے لگتا ہے چمکتا ہوا

مُّبِينٌ ۝١٨ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ

انگارہ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں ڈال دیئے پہاڑ۔

ف۱ المجرمین سے مراد ہیں مشرکین مکہ یعنی جس طرح گزشتہ کافر امتوں کے دلوں میں ہم نے کفر واستہزاء کو داخل کر دیا تھا اسی طرح مکہ کے ان مشرکوں کے دلوں میں بھی ہم کفر واستہزاء کو داخل کرتے ہیں سلک (پرونا) ایک چیز کا دوسری چیز میں داخل کرنا جیسے سوئی میں ڈورے کو اور زخمی میں نیزے کی نوک کو داخل کر دینا۔ اس آیت میں فرقہ قدریہ کے قول کا رد ہے (فرقہ قدریہ قائل ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے) یہ آیت بتا رہی ہے کہ کافروں کے دلوں میں کفر واستہزاء کو پیدا کرنا اللہ کا کام ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ بُرج کی تحقیق:

برج بڑا ستارہ، تبرج سے یہ لفظ ماخوذ ہے تبرج کا معنی ہے ظاہر ہونا تبرجت المرءۃ عورت نمودار ہوگئی۔ عطیہ نے کہا بروج آسمان کے اندر بڑے بڑے محلات ہیں، اس آیت میں بروج سے مراد وہ معنی نہیں جو اہل ہیئت کی اصطلاح میں آتا ہے۔ اہل ہیئت کے

اصطلاحی معنی کا وجود مندرجہ ذیل امور پر موقوف ہے تمام آسمان باہم جڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر حاوی ہیں کہ نویں آسمان کے گھومنے سے سب اسی طرف گھومنے پر مجبور ہیں جس طرف نویں آسمان کی حرکت ہو پھر نویں آسمان کی حرکت کے لئے ایک منطقہ اور دو قطب ہوں، پھر آٹھویں آسمان جس کو فلک ثوابت کہا جاتا ہے، کے لئے بھی ایک منطقہ اور دوسرے دو قطب ہوں اور سورج آٹھویں آسمان کے منطقہ پر قائم ہو اور دونوں منطقوں کا باہم ایک تقاطع بھی ہو اور چاروں قطبوں کے درمیان ایک خط کھینچا جائے جس

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۵ / ۱

قرآن کریم کی حقانیت اور منکرین کا انجام بد ذکر فرمایا گیا۔ حفاظت قرآن کا خدائی وعدہ۔ کفار کے رویوں سے دلگیر نہ ہونے کو بیان فرمایا گیا۔

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا

اگائی اس میں ہر چیز مناسب۔ اور بنا دیئے تمہارے لئے

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

اس میں روزی کے سامان اور ان کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا

اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے ہیں اور ہم ان کو اتارتے رہتے ہیں

بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ

اندازہ مقرر پر اور ہم نے چلائیں ہوائیں بار دار پھر ہم نے اتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

آسمان سے پانی پھر وہ پانی تم کو پلایا وا۔ اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

اور ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں تم میں

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

آگے بڑھ جانے والوں کو اور ہم جانتے ہیں پیچھے آنے والوں کو وا

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

اور بیشک تیرا پروردگار ان سب کو لائے گا۔ بلاشبہ وہی حکمت والا واقف کار ہے۔

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

اور ہم نے بنایا انسان کو کھنکھناتے سڑے گارے سے اور جنات کو

سے چار قوس پیدا ہو جائیں اور ہر قوس میں تین برج ہوں۔ اس تمام خرافات کا شریعت انکار کرتی ہے شریعت سے آسمانوں کی حرکت ثابت نہیں بلکہ ستاروں کی حرکت ثابت ہوتی ہے اور ہر آسمان کا دوسرے آسمان سے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کے بقدر بتلایا گیا ہے (ایک آسمان کا دوسرے آسمان سے چسپاں ہونے کا انکار اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے) اور شریعت کے نزدیک آسمانوں کی تعداد سات ہے اس سے زائد نہیں۔ (تفسیر مظہری)

وا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ ہوا کو بھیجتا ہے ہوا پانی کو اٹھا کر لاتی ہے۔ بادل پانی کو لے کر ہوا کی وجہ سے چلتا ہے اور اونٹنی کے دودھ دینے کی طرح پانی برستا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ لواقح جنوبی ہوائیں ہیں۔ بعض آثار صحابہ میں آتا ہے جب بھی جنوبی ہوا چلتی ہے انگور کے خوشے (ساتھ) اٹھا کر لاتی ہے اور ریح عقیم عذاب کو لاتی ہے پھل نہیں پیدا کرتی۔

آندھی کے وقت حضور ﷺ کا عمل:

بغوی نے امام شافعیؒ وطبرانی کی سند سے حضرت ابن عباس کی روایت بیان کی ہے کہ جب بھی کوئی تیز ہوا چلتی تھی، رسول اللہ ﷺ فوراً دوزانو بیٹھ کر دعا کرتے تھے، اے اللہ اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنا، اے اللہ اسکو رحمت کی ہوائیں کر دے عذاب کی آندھی نہ کر دینا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں رحمت کی ہواؤں کے لئے لفظ ریاح بصیغہ جمع اور عذاب کی آندھی کے لئے لفظ ریح استعمال فرمایا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۲/۱۰/۲

خلاصہ رکوع ۲

کائنات سے وحدانیت باری تعالیٰ کا ثبوت اور آسمان کی شیطانوں سے حفاظت کو ذکر فرمایا گیا۔ بتایا گیا کہ ہر چیز اللہ کی عطا ہے اور زندگی وموت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝۲۷ وَاِذْ

ہم نے پیدا کیا (آدم سے بھی) پہلے لو کی آگ سے ف۱ اور (یاد کر) جب

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہ میں ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں کھنکھناتے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ

سڑے ہوئے گارے سے۔ پھر جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں پھونک دوں

رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝۲۹ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ میں۔ تب سجدہ کیا تمام فرشتوں نے

اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝۳۱

اکٹھے مگر ابلیس نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝۳۲

اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ نہ ساتھ ہوا سجدہ کرنے والوں کے۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ

وہ بولا میں وہ نہیں کہ ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے پیدا کیا کھنکھناتے

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۳۳ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝۳۴ لا

سڑے ہوئے گارے سے۔ ف۲ فرمایا کہ اچھا نکل یہاں سے کہ تو راندہ (درگاہ) ہے۔

وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳۵ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار روز جزا تک بولا کہ اے پروردگار!

ف۱ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، الجان سے مراد ہے تمام جنات کا باپ جیسے حضرت آدم تمام انسانوں کے باپ تھے، قتادہ نے کہا اس سے مراد ابلیس ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ الجان جنات کا باپ ہے اور شیاطین کا باپ ابلیس ہے۔ جنات میں کچھ مسلمان ہیں کچھ کافر، مرتے بھی ہیں پیدا بھی ہوتے ہیں اور شیاطین میں سے کوئی بھی مسلم نہیں نہ کسی کو موت آتی ہے جب ابلیس مرے گا تو اسی کے ساتھ سب مریں گے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ خمیر کا اثر:
آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق مٹی سے نہیں بنائی گئی چونکہ مٹی کی خاصیت تذلل اور خاکساری ہے اس لئے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا تا کہ خدا کے خشوع وخضوع کرنے والے بندے بنیں اور مقام عبدیت وعبودیت ان کو علی وجہ الکمال حاصل ہو اس لئے کہ ہر شے اپنی اصل جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اس لئے آدم علیہ السلام نے خاکی ہونے کی وجہ سے تواضع اور خاکساری کو اختیار کیا۔ اور ابلیس نے ناری ہونے کی وجہ سے علو اور استکبار کی راہ کو اختیار کیا اور جسم خاکی کو حقیر جانا اور تکبر اور حسد نے ابلیس کو ایسا اندھا بنایا کہ وہ اس جسم انسانی کے انوار وآثار کو نہ سمجھ سکا جس کو خود دست قدرت نے خاک اور پانی سے بنایا۔ (معارف کاندھلوی)

فَأَنْظِرْنِيْ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

مجھ کو اس دن تک کی مہلت دے کہ (مر دے جلا) اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا (اچھا) تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

مہلت دی گئی وقتِ مقرر کے دن تک۔ بولا ! اے پروردگار

بِمَآ أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ

جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں اور ان

أَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

سب کو بہکاؤں گا۔ مگر ان میں سے جو تیرے چنے بندے ہیں (بہکائے نہ بہکیں گے) اللہ نے فرمایا!

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ عِبَادِيْ

یہ خالص بندگی کی راہ ہے مجھ تک سیدھی۔ جو میرے بندے ہیں

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

تیرا اُن پر کچھ زور نہیں لیکن ہاں جو تیرے پیچھے ہو لے گمراہوں

الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾

میں سے (تو ہولے) اور دوزخ ان سب کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں۔

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ع

ہر دروازے کے لئے ان کافروں میں سے ایک حصہ بٹ رہا ہے ۱؎

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا

جو لوگ پرہیزگار ہیں (وہ) باغوں اور چشموں میں ہوں گے (ان سے کہا جائے گا کہ)

۱؎ دوزخ کے دروازے اور ان سے بچاؤ:

ترمذی نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے سات دروازے ہیں سب سے زیادہ غم آگیں کرب آفریں اور حزن آلود اور متعفن ترین دروازہ ان زنا کاروں کے لئے ہوگا جنہوں نے جانتے ہوئے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا۔ بیہقی نے خلیل بن مروہ کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بغیر تبارک الذی اور حم السجدہ پڑھے نہیں سوتے تھے اور فرماتے تھے، حم والی سورتیں سات ہیں اور دوزخ کے بھی سات طبقات ہیں۔ جہنم، حطمہ، لظی، سقر، سعیر، ہاویہ، جحیم۔ قیامت کے دن ان (حم والی سورتوں) میں سے حم السجدہ آکر ان طبقات کے دروازہ پر کھڑی ہوجائیگی اور عرض کرے گی اے اللہ جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھے پڑھتا تھا اسے اس میں داخل نہ کر۔

ع ۳ ۱۹ ۳

خلاصہ رکوع ۳

انسانی تخلیق کی ابتدا اور شیطانی ردعمل کو بیان فرمایا گیا۔ شیطان کا مردود ملعون ہونا اور شیطانی منشور کو بیان کیا گیا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔

بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

جاؤ ان میں سلامتی سے باطمینان۔ اور ہم نکال ڈالیں گے جو کچھ ان کے دلوں میں رنجش ہوگی!

غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

بھائی بھائی ہو جائیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ان کو نہ چھوئے گی

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ

وہاں کوئی تکلیف اور نہ وہ وہاں سے (کبھی) نکالے جائیں گے ف۱۔ آگاہ کردے میرے بندوں کو

اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ

کہ میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور نیز یہ کہ میرا عذاب وہی

الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾

دردناک عذاب ہے اور ان کو حال سنا ابراہیم کے مہمانوں کا۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۗ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

جب چلے آئے اس کے گھر میں تو کہا سلام۔ ابراہیم نے کہا کہ ہم کو تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف۲

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ

وہ بولے خوف نہ کیجیے۔ ہم تم کو خوشی سناتے ہیں ایک ہوشیار لڑکے کی۔ ابراہیم نے کہا

اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ

کیا تم مجھ کو خوشخبری دیتے ہو۔ باوجود کہ مجھ کو پہنچ گیا بڑھاپا تو اب کاہے کی

تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

خوشی سناتے ہو انھوں نے کہا ہم نے آپ کو سچی خوشخبری سنائی ہے تو آپ

ف۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

حضرت علیؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہم بدریوں کی بابت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کثیرالنوا کہتے ہیں میں ابوجعفر محمد بن علیؒ کے پاس گیا اور کہا کہ میرے دوست آپ کے دوست ہیں اور مجھ سے مصالحت رکھنے والے آپ سے مصالحت رکھنے والے ہیں میرے دشمن آپ کے دشمن ہیں اور مجھ سے لڑائی رکھنے والے آپ سے لڑائی رکھنے والے ہیں، واللہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بری ہوں۔ اس وقت حضرت ابوجعفرؒ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو یقیناً مجھ سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں ناممکن کہ میں اس وقت ہدایت پر قائم رہ سکوں۔ ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تو کثیر محبت رکھ اگر اس میں تجھے گناہ ہو تو وہ میری گردن پر۔ پھر آپ نے اسی آیت کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا کہ یہ ان دس شخصوں کے بارے میں ہے، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہ آمنے سامنے ہوں گے تاکہ کسی کی طرف کسی کی پیٹھ نہ رہے۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کے ایک مجمع میں آکر اسے تلاوت فرما کر فرمایا کہ یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ وہاں انہیں کوئی مشقت تکلیف اور ایذا نہ ہوگی۔

ف۲ ابراہیم ان کو مہمان سمجھ کر فوراً کھانا تیار کر کے لائے کیونکہ یہ فرشتے آدمیوں کی شکل میں تھے آپ نے ان کو آدمی ہی سمجھا اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کو مہمان کے عنوان سے تعبیر فرمایا مگر چونکہ وہ فرشتے تھے انہوں نے کھایا نہیں ابراہیم علیہ السلام ڈرے کہ یہ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے اور شبہ ہوا کہ یہ لوگ کہیں مخالف نہ ہوں۔

الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

نا اُمید نہ ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور کون نا امید ہوتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت سے

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

سوائے گمراہوں کے۔ کہا! پھر تم کو کیا مہم (درپیش) ہے اے اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو!

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

وہ بولے کہ ہم بھیجے گئے ہیں ایک گنہگار قوم کی جانب۔ مگر لوط کا کنبہ !

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ

ہم ان سب کو بچالیں گے مگر ہاں ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا ہے

اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾

وہ ضرور رہ جانے والوں میں ہے۔ پھر جب آئے خاندان لوط کے پاس وہ بھیجے ہوئے (فرشتے)

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

لوط نے کہا تم تو لوگ نا آشنا ہو ف۱ وہ بولے بلکہ ہم آپ کے پاس لے کر آئے ہیں

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

جس میں وہ لوگ شک کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس لائے ہیں سچا وعدہ

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا

اور ہم سچ کہتے ہیں۔ تو لے نکلو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے اور تم چلو

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی اور چلے جاؤ جہاں کا تم کو حکم ہے

ف۱ لوط علیہ السلام کا اندیشہ: یا تو یہ مطلب تھا کہ تم مجھے غیر معمولی سے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ جنہیں دیکھ کر خواہ مخواہ دل کھٹکتا ہے۔ یا شاید ویسا ہی کھٹکا ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو، تم کو یہاں کے لوگوں کی خوئے بد معلوم نہیں، دیکھئے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں، یا یہ اس وقت فرمایا جب لوگوں نے فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھائی کی۔ لوط علیہ السلام انہیں مہمان سمجھتے ہوئے مدافعت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آخر میں نہایت حسرت سے فرمایا "لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید" اس وقت تنگ ہو کر اور گھبرا کر ان مہمانوں سے کہنے لگے کہ تم عجیب طرح کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ میں تمہاری آبرو بچانے کے لئے خون پسینہ ایک کر رہا ہوں لیکن تم میری امداد کیلئے ذرا ہاتھ بھی نہیں ہلاتے۔

ع ۴ / ۱۶ خلاصہ رکوع ۴

اہل تقویٰ کی جزا کا بیان کہ وہ کس طرح جنت میں لازوال راحت پائیں گے۔ رحمت وغضب الٰہی کے مظاہر ذکر فرمائے گئے ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت اور قوم لوط کی ہلاکت کا فیصلہ کیا گیا۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

اور ہم نے قطعی وحی بھیج دی لوط کی جانب اس بات کی کہ ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی

مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

صبح ہوتے۔ اور آموجود ہوئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے۔

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا

لوط نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ تو مجھ کو فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور مجھ کو رسوا نہ کرو۔ وہ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہ کر دیا تھا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

جہان (کی حمایت) سے۔ لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں (حاضر) ہیں اگر تم کو کرنا ہے

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

(تو ان سے نکاح کرلو) (اے محمد) تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

آواز نے سورج نکلتے۔ پھر ہم نے بستی کو کر ڈالا اوپر تلے اور برسا دیئے اُن پر پتھر

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کھنگر کے بیشک اس میں نشانیاں ہیں تاڑ جانے

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ

والوں کے لئے ف۱۔ اور وہ بستی ہمیشہ کے رستہ پر ہے کچھ شک نہیں

ف۱ قوم لوط کی بستیاں:
حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جن کا تختہ الٹا گیا ہے، قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق عرب سے شام کو جانے والے راستہ پر اردن کے علاقہ میں آج بھی یہ مقام سطح سمندر سے کافی گہرائی میں ایک عظیم صحراء کی صورت میں موجود ہے، اس کے ایک بڑے رقبہ پر ایک خاص قسم کا پانی دریا کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس پانی میں کوئی مچھلی، مینڈک وغیرہ جانور زندہ نہیں رہ سکتا، اسی لئے اس دریا کو بحر میت اور بحر لوط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ درحقیقت اس میں پانی کے اجزاء بہت کم اور تیل کی قسم کے اجزاء زیادہ ہیں اس لئے اس میں کوئی دریائی جانور زندہ نہیں رہ سکتا۔
آجکل آثار قدیمہ کے محکمہ نے کچھ رہائشی عمارتیں ہوٹل وغیرہ بھی بنادیئے ہیں اور آخرت سے غافل مادہ پرست طبیعتوں نے آجکل اس کو ایک سیرگاہ بنایا ہوا ہے، لوگ تماشے کے طور پر اسے دیکھنے جاتے ہیں قرآن کریم نے اسی غفلت شعاری پر تنبیہ کیلئے آخر میں فرمایا ان فی ذلک لا یۃ للمومنین یعنی درحقیقت تو یہ واقعات ومقامات ہر چشم بصیرت رکھنے والے کیلئے عبرت آموز ہیں لیکن اس عبرت سے فائدہ اٹھانیوالے مومنین ہی ہوتے ہیں دوسرے لوگ ان مقامات کو ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھ کر روانہ ہوجاتے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٧٧ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ

کہ اس میں نشانی ہے ایمان لانے والوں کے لئے۔ اور بیشک بن کے

الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝٧٨ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا

رہنے والے ظالم تھے تو ہم نے ان سے (بھی) بدلا لیا اور یہ دونوں شہر

لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝٧٩ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٨٠

کھلے شارع عام پر ہیں۔ اور جھٹلایا حجر کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٨١ وَكَانُوْا

اور ہم نے ان کو دیں ان کی نشانیاں تو وہ ان سے روگرداں رہے۔ اور

يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝٨٢ فَاَخَذَتْهُمُ

تراشتے تھے پہاڑوں کے گھر امن کے خیال سے۔ تو ان کو دھر پکڑا

الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝٨٣ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ایک چنگھاڑ نے صبح ہوتے پھر ان کے کام نہ آیا جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ۝٨٤ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

کماتے تھے ۱؎ اور ہم نے نہیں پیدا کئے آسمان و زمین اور جو کچھ

بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

ان میں ہے مگر تدبیر سے۔ اور کچھ شک نہیں کہ قیامت آنے والی ہے تو درگزر کر نیک

الْجَمِيْلَ ۝٨٥ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝٨٦ وَلَقَدْ

درگزر کرنا بیشک تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا واقف ہے۔ اور ہم نے تجھ کو

۱؎ حضور ﷺ کا وادیٔ حجر پر گذر: رسول اللہ ﷺ تبوک کو جاتے ہوئے حجر میں سے گزرے تھے اور صحابہ سے فرمایا تھا جن لوگوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا تم جب ان کے گھروں میں اور بستی میں داخل ہو تو روتے ہوئے جانا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔ حضور ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے چادر سے منہ چھپا کر تیزی کے ساتھ اونٹنی کو دوڑاتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۵ / ۱۹ / ۵

خلاصہ رکوع ۵

قوم لوط کی بری حالت کو بیان فرمایا گیا۔ اصحاب الایکہ سے کفار مکہ کو تنبیہ کی گئی۔

ایکہ اس بستی کا نام ہے جہاں شعیب علیہ السلام پہنچ گئے تھے اصل میں شہر مدین کا ایک مقام ہے چونکہ یہاں درخت زیادہ تھے اس لئے اس کو ایکہ فرمایا۔ ایکہ عرب میں درختوں کے بن کو کہتے ہیں اور حجر اس وادی کو کہتے ہیں جو شام اور عرب کے درمیان واقع ہے اور اصحاب حجر سے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم مراد ہے جو بہت بدکار تھی اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتی تھی، ان ہی کو صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا تھا اس پر بھی عناد سے باز نہ آئے بالآخر ہلاک ہوئے قوم لوط کی ہلاکت کے بعد اب مختصراً ان دو قصوں کو بیان فرماتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾

دی ہیں سات آیتیں (یعنی الحمد) جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا ۔ف۱

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

نہ دوڑا اپنی نظر ان چیزوں پر جو ہم نے برتنے کو دیں ان کافروں کے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

کئی قسم کے لوگوں کو۔ اور ان پر نہ غم کھا اور جھکا اپنا بازو مسلمانوں کے لئے۔

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى

اور کہہ دے کہ میں تو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں جس طرح ہم نے اُتارا تھا

الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ

اُن بانٹنے والوں پر جنہوں نے کر دیا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔ تو قسم ہے تیرے

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ

پروردگار کی کہ ہم ضرور ان سب سے سوال کریں گے جو وہ کرتے تھے سو تو کھول کر سنا دے

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ

جو کچھ تجھ کو حکم ہوا ہے۔ اور اعراض کر مشرکوں سے۔ ہم کافی ہیں

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

تیری طرف سے ان ہنسی اُڑانے والوں کو۔ جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرا معبود

اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ

تو آگے چل کر ان کو معلوم ہوگا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل تنگ ہوتا ہے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

محمد بن نصر نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے توریت کی جگہ مجھے سبع طوال عطا فرمائی ہیں اور انجیل کی جگہ الرٰ والی سورتیں طٰسٓ والی سورتوں تک عطا فرمائی ہیں اور زبور کی جگہ طٰسٓ سے حٰم والی سورتوں تک عنایت کی ہیں اور حٰم والی سورتیں مزید عطا فرمائی ہیں اور مفصلات کو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں پڑھا (یعنی مجھے خاص طور پر مفصلات عطا فرمائی ہیں) سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سبع طوال عطا کی گئیں (سات طویل سورتیں عطا کی گئیں) اور حضرت موسیٰ کو چھ عطا کی گئیں پھر جب حضرت موسیٰ نے تختیاں ہاتھ سے پھینک دیں تو دو سورتیں اٹھالی گئیں چار باقی رہ گئیں۔

حٰم والی سورتیں:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سبع مثانی سے حٰم والی سات سورتیں مراد ہیں، بغوی نے اپنی سند سے حضرت ثوبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ نے توریت کی جگہ مجھے سبع طوال عطا فرمائیں اور انجیل کی جگہ مئین عطا فرمائیں اور زبور کی جگہ مثانی اور میرے رب نے مفصلات مزید عنایت کیں۔ (تفسیر مظہری)

صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ

ان کی باتوں سے۔ تو تو تسبیح کر اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اور ہو

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

سجدہ کرنے والوں میں اور عبادت کیے جا اپنے ربّ کی یہاں تک کہ تجھ کو آجائے یقین (یعنی موت)

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

(اب) آیا حکم اللہ کا پس اس کی جلدی نہ مچاؤ[1] اللہ پاک ہے اور بالاتر ہے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

شریک بتانے سے۔ وہی اتارتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے حکم سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ (لوگوں کو) آگاہ کر دو کہ کوئی معبود نہیں میرے سوا تو مجھ سے

فَاتَّقُوْنِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ

ڈرو۔ اس نے پیدا کئے آسمان و زمین مصلحت سے

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

وہ بلند ہے ان کے شریک بتانے سے۔ اُس نے پیدا کیا انسان کو نُطفہ سے

خلاصہ رکوع ۶

زندگی کے مایوس کن حالات پر تسلی دی گئی۔ سورہ فاتحہ کی فضیلت کہ یہ عظیم دولت ہے۔ کفار کا سامان تعیش لائق توجہ نہیں۔ آخر میں فرمایا گیا کہ سابقہ اقوام کی طرح تم پر بھی عذاب آسکتا ہے۔ کفار سے تنگدل ہونے کی بجائے ہر وقت تسبیح نماز وعبادات میں مصروف رہنے کا حکم دیا گیا۔

ع ۶ / ۶

تعبیر: جس نے خواب میں اس سورۃ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان میں محفوظ رہے گا اور مسکین رہے گا۔ اور اگر اس کا پڑھنے والا بادشاہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی مدت قریب ہوگی اور اگر قاضی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی سیرا چھی ہوگی اور اگر تاجر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خاندان والوں پر فضیلت حاصل کرے گا اور اگر عالم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا عزت کی حالت میں انتقال ہوگا۔ (حضرت علامہ ابن سیرینؒ)

[1] قیامت قریب ہے:

بغوی نے لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (سبابہ اور وسطیٰ) سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، میں اور قیامت ان دونوں کی طرح (متصل) بھیجے گئے ہیں۔

ترمذی نے حضرت مستورد بن شداد کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے عین قیامت (کے وقت) میں ہی بھیجا گیا مگر میں قیامت سے آگے آگیا جیسے یہ (انگلی) اس (انگلی) سے پہلے ہے (اگرچہ دونوں ساتھ ہی ساتھ ہیں) حضور ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

بغوی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت قیامت کی علامات میں سے ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جب (پیام بعثت لے کر) حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا گیا اور شاہ راہ میں آپ آسمان والوں کی طرف سے گزرے تو اہل سماوات نے کہا اللہ اکبر قیامت آپہنچی۔ (تفسیر مظہری)

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝٤ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا

پس وہ ایک دم سے لگا کھلم کھلا جھگڑنے۔ اور چوپائے اس نے پیدا کر دیئے

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝٥ وَلَكُمْ

تمہارے لئے ان میں جڑاول اور بہتیرے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہاری

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝٦

ان کی وجہ سے رونق ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو۔

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا لے جاتے ہیں ان شہروں تک جہاں تم نہ پہنچ سکتے

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٧ وَّالْخَيْلَ

بغیر جانکاہی کے بیشک تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا مہربان ہے اور اس نے پیدا کئے

وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ

گھوڑے اور گدھے تاکہ تم سواری لو اور زینت کے لئے۔ اور وہ پیدا کرتا ہے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا

جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ پر سیدھی راہ پہنچتی ہے اور کوئی رستہ

جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩ ع هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ

ٹیڑھا تھا۔ اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا ف۔ وہی ہے جس نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ

آسمان سے پانی جس میں سے کچھ تمہارے پینے کا ہے اور کچھ پانی سے درخت ہیں جس میں

ف رشوت لینا سخت حرام ہے

مسئلہ: ابن عطیہ نے فرمایا کہ جس کام کا پورا کرنا کسی شخص کے ذمہ واجب ہو اس کے پورا کرنے پر کسی سے معاوضہ لینا اور بغیر لئے نہ کرنا اللہ کا عہد توڑنا ہے۔ اسی طرح جس کام کا نہ کرنا کسی کے ذمہ واجب ہے کسی سے معاوضہ لے کر اس کو کر دینا یہ بھی اللہ کا عہد توڑنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت کی مروجہ سب قسمیں حرام ہیں جیسے کوئی سرکاری ملازم کسی کام کی تنخواہ حکومت سے پاتا ہے تو اس نے اللہ سے عہد کرلیا ہے کہ یہ تنخواہ لے کر مفوضہ خدمت پوری کروں گا۔ اب اگر وہ اس کے کرنے پر کسی سے معاوضہ مانگے اور بغیر معاوضہ اس کو ٹلائے تو یہ عہد اللہ کو توڑ رہا ہے۔ اسی طرح جس کام کا اس کو محکمہ کی طرف سے اختیار نہیں ہے اس کو لے کر کر ڈالنا اللہ سے بھی عہد شکنی ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع

ع ۹ / ۷

کفار کی شکست اور احتساب کا وعدہ فرمایا گیا۔ توحید کے اثبات کیلئے چار عقلی دلائل ذکر فرمائے گئے۔

تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ

تم چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون

وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي

اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بلاشک اس میں

ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں۔ اور اس نے تمہارے کام میں لگا دیئے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ

اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے کام میں لگے ہوئے اس کے

بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا

حکم سے ف۱ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور

ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

جو کچھ پیدا کیا تمہارے لئے زمین میں کہ اس کی مختلف رنگتیں ہیں۔ اس میں

لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے مسخر کیا دریا کو

لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً

تاکہ تم کھاؤ اس میں سے تازہ گوشت اور نکالو اس میں سے زیور

تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا

جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو ف۲ کہ پانی کو پھاڑتی دریا میں چلی جاتی ہیں

ف۱ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے:

والنجوم مسخرات بامرہ اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ بامرہ میں امر سے مراد ہے ایجاد اور اندازہ مقرر کرنا یا حکم مراد ہے یہ آیت بتا رہی ہے کہ جو لوگ تخلیق نباتات کو صرف تاثیر کواکب سے وابستہ قرار دیتے ہیں اور ستاروں کی حرکات و اوضاع کو موثر حقیقی جانتے ہیں ان کا خیال غلط ہے۔

تمام ممکنات کی ہستی کے لئے ذات واجب الوجود کا ہونا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات سماوی کی تاثیرات ہوں یا عناصر کی ان کی حیثیت ایک ضابطہ اور دستور کی ہے اللہ کا ضابطہ اور عادت یہی ہے کہ اس نے بعض نتائج کو بعض اسباب سے وابستہ کر دیا ہے اور اسباب کی علت نتائج بنا دیا ہے خود یہ اسباب نتائج کے موجد نہیں ہیں اسباب کا اپنا وجود ہی اپنا نہیں، خدا داد ہے، جو چیز معدوم الذات ہو وہ دوسرے کو وجود کیسے دے سکتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ دریاء کی محرومی، سمندر کی خوش قسمتی:

بزار میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغربی دریا سے کہا کہ میں اپنے بندوں کو تجھ میں سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس نے کہا ڈبو دوں گا۔ فرمایا تیری تیزی تیرے کناروں پر ہے اور انہیں میں اپنے ہاتھ میں لے چلوں گا۔ تجھے میں نے زیور اور شکار سے محروم کیا۔ پھر مشرقی سمندر سے یہی بات کہی اس نے کہا میں اپنے ہاتھوں پر انہیں اٹھاؤں گا اور جس طرح ماں اپنے بچے کی خبر گیری کرتی ہے میں ان کی کرتا ہوں گا۔ پس اسے اللہ تعالیٰ نے زیور بھی دیئے اور شکار بھی۔ اس حدیث کا راوی صرف عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ سے بھی یہ روایت مرفوعاً مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ

اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور ڈال دیئے زمین میں

رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ

پہاڑ ایسا نہ ہو کہ زمین تم کو لے کر جھک پڑے ؎۱ اور ندیاں اور راستے (بنائے) تاکہ

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

تم راہ پاؤ اور بہتیری نشانیاں (بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راہ پاتے ہیں۔ تو بھلا

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾

جو پیدا کرتا ہے کیا وہ اس کی برابر ہے جو پیدا نہیں کر سکتا تو کیا تم سوچتے نہیں۔ اور اگر تم

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ

گنو اللہ کی نعمتوں کو تو ان کو پورا نہ گن سکو گے بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾

مہربان ہے۔ اور جانتا ہے اللہ جو کچھ تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا

اور جن (معبودوں) کو کافر پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے اور

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ مُردے ہیں جن میں جان نہیں۔

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا

اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔

؎۱ پہاڑوں کی جو حکمت یہاں مذکور ہے کہ ان کے ذریعہ سے زمین ساکن ہے حرکت نہیں کرتی اس پر ظاہر نظر میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ فلاسفہ کے قواعد پر تو زمین طبعی طور پر سکون کو چاہتی ہے اور متکلمین کے نزدیک اگرچہ وہ طبعاً سکون کو نہیں چاہتی مگر حرکت کو بھی نہیں چاہتی پھر پہاڑوں کے نہ ہونے کی صورت میں زمین کی حرکت و اضطراب کی کیا وجہ ہے جن کے روکنے کے لئے پہاڑ پیدا کئے گئے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ زمین کی طبیعت حرکت کو نہیں چاہتی مگر اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے اس کو ایسی حالت پر بنایا ہے کہ پانی کے اندر ہونے کی وجہ سے جب پانی کو ہوا سے حرکت ہوتی تو زمین بھی ہلتی جیسا کہ خود حکماء بھی اس کے قائل ہیں کہ بعض دفعہ زمین کے اندر بکثرت بخارات کے بند ہو جانے سے اس کو حرکت ہوتی ہے اس کے بند کرنے کو اس پر پہاڑ پیدا کئے تاکہ پانی کی حرکت سے زمین کو حرکت نہ ہو اس پر یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ زمین کو پہلے ہی سے ایسا کیوں بنایا کیونکہ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی حالت پر بنایا ہے کہ بدون غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا پھر غذا پیدا کر کے اس کو زندہ کیا تو یہ سوال بعینہ ایسا ہے کہ کوئی یوں کہنے لگے کہ انسان کو پہلے ہی سے غذا کا محتاج کیوں بنایا۔ اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ ہم خدا تعالیٰ کی حکمتوں کا احاطہ کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے اور جاننا چاہئے کہ بعضوں نے اس آیۃ سے زمین کے حرکت نہ کرنے پر استدلال کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ جس حرکت میں حکماء کا اختلاف ہے اس کی قرآن میں نہ کسی جگہ نفی ہے نہ اثبات ہے اس لئے دوسرے دلائل کی ضرورت ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۲ / ۸ اثبات توحید کے مزید دلائل بیان فرمائے گئے۔ شرک و مشرکین کی مذمت بیان فرمائی گئی۔

۱۰

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّنكِرَةٌ وَهُم

تو جو لوگ نہیں یقین رکھتے آخرت کا ان کے دل انکار کیے جاتے ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

مغرور ہیں بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿۲۳﴾ وَإِذَا

ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو ؎۱ اور جب

قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ

ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا نازل کیا تمہارے رب نے ! کہتے ہیں کہ کہانیاں ہیں

الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ

اگلوں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اٹھائیں گے اپنے گناہوں کے بوجھ پورے قیامت کے دن۔

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ

اور کچھ ان کے بوجھ بھی کہ جن کو گمراہ کرتے ہیں بلا تحقیق۔ سنو ! برا بوجھ ہے

مَا يَزِرُونَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى

جو اٹھاتے ہیں۔ دغا بازی کر چکے ہیں ان کے اگلے لوگ تو آپہنچا

اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن

اللہ (کا حکم) ان کی عمارت پر بنیادوں کی جانب سے پھر گر پڑی انہیں پر چھت

فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾

ان کے اوپر سے اور ان پر آیا عذاب جدھر سے ان کو خبر نہ تھی

؎۱ کتاب العجائب میں نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا' بھرپور جوانی کے نشہ میں مست' گٹھے ہوئے بدن والا' بانکا ترچھا' اچھے رنگ روغن والا' خوبصورت' شکیل' میں لگاہیں جما کر اس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا' تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا آپ کے حسن وجمال کا مشاہدہ کررہا ہوں اور تعجب کررہا ہوں' اس نے جواب دیا کہ تو ہی کیا خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہے' نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا' یہاں تک کہ صرف ایک بالشت کے رہ گیا آخرکار اسکا کوئی قریبی رشتہ دار اپنے آستین میں ڈال کرلے گیا۔ (ابن کثیر)۔

ع ۳ / ۹

خلاصہ رکوع ۳

توحید کی دعوت دی گئی اور قرآن کریم کے بارے میں سرداروں کی خیانت کو ذکر فرمایا گیا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پھر قیامت کے دن ان کو رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے۔ بول اٹھیں گے وہ لوگ کہ جن کو علم دیا گیا تھا!

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ

بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی کافروں پر ہے۔ جن کی روح

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ

قبض کرتے ہیں فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ ستم کر رہے ہیں اپنے حق میں

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

تب ڈال دیں گے پیغام کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے (کہا جائے گا) ہاں ہاں اللہ خوب

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ سو داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں رہا کرو

فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ

اس میں۔ پس برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا ف۱ اور کہا گیا پرہیزگاروں سے کہ

اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

کیا اتارا تمہارے پروردگار نے! وہ بولے کہ بہتر بات! جنہوں نے بھلائی کی

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ

اس دنیا میں ان کے لئے بھلائی ہے ف۲ اور دارِ آخرت بہتر ہے۔

ف۱ تم نے اپنے سے پہلے کافروں کا حال خسارہ وعذاب دنیا وآخرت کا سن لیا اسی طرح جو تدبیر ومکر دین حق کے مقابلہ میں تم کر رہے ہو اور خلق کو گمراہ کرنا چاہتے ہو یہی انجام تمہارا ہوگا۔

ف۲ متقین کی حالت:
یہ متکبرین کے مقابلہ میں متقین (پرہیزگاروں) کا حال بیان فرمایا کہ جب ان سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اتاری تو نہایت عقیدت وادب سے کہتے ہیں کہ "نیک بات جو سراپا خیروبرکت ہے"۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اسے بھلائی کا خوشگوار پھل مل کر رہے گا۔ خدا کے یہاں کسی کی محنت اور ذرہ برابر نیکی ضائع نہیں جاتی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حسنۃ سے مراد ہے ثواب کو دس گنا تک بڑھا دینا۔ ضحاک نے کہا، اس سے فتح ونصرت مراد ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

اور کیا اچھا گھر ہے پرہیزگاروں کا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ جائیں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وہاں موجود ہے ان کے لئے جو وہ چاہیں

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ

ایسا ہی بدلا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جن کی روح قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا

فرشتے ایسے حال میں کہ وہ پاکیزہ ہیں ف۱۔ فرشتے کہتے ہیں سلام علیکم۔ جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ

جنت میں اس کے صلے میں جو تم کرتے تھے۔ کیا یہ کافر اسی کے منتظر ہیں

اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ

کہ آموجود ہوں ان پر فرشتے یا آپہنچے تیرے ربّ کا حکم۔ اسی طرح

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

کیا تھا ان کے اگلوں نے اور ان پر اللہ نے کچھ ظلم نہیں کیا

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۳۳ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

لیکن وہی اپنے اوپر ستم کرتے رہے۔ پھر ان کو پہنچیں ان کے اعمال کی برائیاں

مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۴

اور ان پر (عذاب) نازل ہوا جس کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے

ف۱ متقین کی موت: طیبین یعنی کفر اور بد اعمال سے پاک ہونے کی حالت میں۔ پہلی آیت میں بیان کیا تھا کہ کافر جب کفر کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوں گے ایسی حالت میں فرشتے ان کی روح قبض کریں گے ان کے مقابلے میں متقیوں کا ذکر اس آیت میں کیا۔ اور فرمایا۔ متقی پاک زندگی والے ہوں گے اسی پاکیزگی کی حالت میں فرشتے ان کی جانیں قبض کریں گے۔ مجاہد نے طیبین کا معنی بیان کیا پاک قول وعمل والے۔ بعض نے طیبین کا ترجمہ کیا ہے، خوش یعنی فرشتوں کی بشارت جنت سے خوش ہونے والے یا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ان کی کامل توجہ بارگاہ قدس کی طرف ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی روحیں قبض ہونے کی حالت میں خوش ہوتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۴

سابقہ اقوام کے منکرین سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ قیامت کے دن کفار کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ اہل تقویٰ کا قرآن سے معاملہ، جنت کے انعامات اور متقین کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔ آگے اہل کفر کی غفلت وضد ذکر کر کے فرمایا گیا کہ ان کا انجام بھی سابقہ منکر اقوام کی طرح ہوگا۔

ع ۴ ۹ ۱۰

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ

اور کہا شرک کرنے والوں نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم نہ پوجتے اس کے

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

سوا کوئی چیز ہم اور نہ ہمارے دادا اور نہ ہم حرام ٹھہراتے

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

اس کے بدوں (حکم) کوئی چیز اسی طرح کیا ان کے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

اگلوں نے تو رسولوں پر کچھ ذمہ داری نہیں مگر کھول کر پہنچا دینا ف۱

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے بھیجے ہیں ہر اُمت میں رسول کہ اللہ کی عبادت کرو

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ

اور احتراز کرو بتوں سے ف۲۔ تو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت کی

وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي

اور بعض پر ثابت ہوئی گمراہی تو پھرو زمین میں

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

پھر دیکھ لو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

اگر تو حرص کرے ان کی ہدایت پر لانے کی (تو بے سود ہے) ف۳ کیونکہ اللہ نہیں ہدایت دیتا

ف۱ ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے سراسر ہٹ دھرمی پر مبنی تھا، کیونکہ اس طرح ہر مجرم یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں یہ جرم نہ کرتا۔ ایسی باتیں قابل جواب نہیں ہوتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دینے کی بجائے صرف یہ فرمادیا ہے کہ رسولوں کی ذمہ داری پیغام پہنچانے کی حد تک محدود ہے۔ ان کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ ایسے ضدی لوگ راہ راست پر آہی جائیں۔ اور انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ "ہم کوئی چیز حرام قرار نہ دیتے" اس سے ان جانوروں کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے بتوں کے نام پر حرام کر رکھے تھے۔ اس کی تفصیل سورہ انعام میں گزر چکی ہے۔

ف۲ "طاغوت" شیطان کو بھی کہتے ہیں اور بتوں کو بھی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو اور یہ بھی کہ بت پرستی سے اجتناب کرو۔ (توضیح القرآن)

ف۳ حاصل کلام یہ ہے کہ محمد اگر آپ ان کو ہدایت یاب بنانے کی کتنی ہی حرص کریں اور ان کو ہدایت کرنے میں کتنی ہی تکلیف اٹھائیں جب ان کو خدا نے ہی گمراہ کردیا ہے تو آپ کی اس حرص سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور ان کو ہدایت یافتہ بنانے کی آپ کو قدرت نہ ہوگی، اللہ سب پر غالب اور قوی ہے جس کو وہ گمراہ کردے اس کو نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہے نہ مددگار کہ عذاب کو دفع کرسکے۔ (تفسیر مظہری)

مَنۡ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقۡسَمُوۡا

جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں اور وہ قسمیں کھاتے ہیں

بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ‌ۙ لَا يَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ يَّمُوۡتُ‌ؕ بَلٰى

اللہ کی بڑی سخت قسمیں کہ نہیں اٹھاوے گا اللہ اس کو کہ جو مرجاوے۔ ضرور اٹھائے گا

وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۳۸﴾

وعدہ لازم ہے اس پر لیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىۡ يَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ

اس واسطے (جلا اُٹھائے گا) تاکہ ان پر کھول دے جس میں وہ جھگڑتے تھے اور تاکہ

كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوۡلُـنَا لِشَىۡءٍ

کافر جان لیں کہ وہی جھوٹے تھے بس ہمارا کہنا کسی چیز کو

اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۴۰﴾ ؏ وَالَّذِيۡنَ

جب ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں یہی ہے کہ اس کو کہہ دیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے ف۱ اور جنہوں نے

هَاجَرُوۡا فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ

گھر چھوڑ دیئے اللہ کے واسطے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیے گئے ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے

فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً‌ ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ‌ۘ لَوۡ كَانُوۡا

دنیا میں اچھا۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ

يَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴۱﴾ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾

جانتے ہوتے۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں

ف۱ شانِ نزول:
عبدالرزاق اورابن جریر اورابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس اور داؤد بن ہند کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابوجندل بن سہیلؓ کے متعلق ہوا۔ مشرکوں نے مکہ میں آپ کو قید کر رکھا تھا اور دکھ پہنچاتے تھے۔ ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور عبد بن حمید نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول چند صحابہؓ کے متعلق ہوا جن پر مکہ والوں نے مظالم کیے تھے اور گھروں سے نکال باہر کر دیا تھا۔ انہی مظلوموں میں سے ایک گروہ ملک حبش کو چلا گیا تھا پھر اللہ نے ان کو مدینہ میں ٹھکانا دے دیا مدینہ کو ان کے لئے دارالہجرت بنا دیا اور کچھ مومنوں (یعنی مدینہ والوں) کو ان کا مددگار کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

ع ۵ ۱۱
خلاصہ رکوع ۵
مشرکین کی ایک جاہلانہ دلیل کا رد کیا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی اقوام کے رویے کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کے انجام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔ بعث بعد الموت اور اس کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا اور قیامت کا برحق ہونا بیان کیا گیا۔

ابن کثیر

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی (رسول بنا کر) بھیجے تھے کہ ان کی طرف وحی بھیجا کرتے تھے

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ

تو (لوگو) تم پوچھ دیکھو اہل کتاب سے اگر تم کو معلوم نہیں ف۱ (ہم نے ان کو بھیجا تھا) دلیلیں

وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا

اور کتابیں دے کر۔ اور ہم نے اتارا تیری جانب قرآن تاکہ تو بیان کردے لوگوں سے جو کچھ

نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ

اتارا گیا ہے انکی طرف اور شاید وہ دھیان کریں تو کیا وہ نڈر ہوگئے ہیں جو

مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

بڑی تدبیریں کیا کرتے ہیں اس بات سے کہ اللہ ان کو دھنسا دے زمین میں یا

يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

ان پر آ پڑے عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ ہو۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ

یا ان کو دھر پکڑے چلتے پھرتے تو وہ عاجز نہیں کرسکتے یا

يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

ان کو دھر پکڑے ڈرا کر بلاشک تمہارا پروردگار بڑا شفیق مہربان ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ

کیا انہوں نے دیکھا اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کی جانب کہ ڈھلتے ہیں

ف۱ ائمہ مجتہدین کی تقلید غیر مجتہد پر واجب ہے:

آیت مذکورہ کا یہ جملہ فسئلو اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اس جگہ اگرچہ ایک خاص مضمون کے بارے میں آیا ہے، مگر الفاظ عام ہیں جو تمام معاملات کو شامل ہیں، اس لئے قرآنی اسلوب کے اعتبار سے درحقیقت یہ اہم ضابطہ ہے جو عقلی بھی ہے نقلی بھی کہ جو لوگ احکام کو نہیں جانتے وہ جاننے والوں سے پوچھ کر عمل کریں اور نہ جاننے والوں پر فرض ہے کہ جاننے والوں کے بتلانے پر عمل کریں، اسی کا نام تقلید ہے، یہ قرآن کا واضح حکم بھی ہے اور عقلاً بھی اس کے سوا عمل کو عام کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ امت میں عہد صحابہ سے لے کر آج تک بلا اختلاف اسی ضابطہ پر عمل ہوتا آیا ہے جو تقلید کے منکر ہیں وہ بھی اس تقلید کا انکار نہیں کرتے کہ جو لوگ عالم نہیں وہ علماء سے فتویٰ لے کر عمل کریں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ناواقف عوام کو علماء اگر قرآن وحدیث کے دلائل بتلا بھی دیں تو وہ ان دلائل کو بھی انہی علماء کے اعتماد پر قبول کریں گے ان میں خود دلائل کو سمجھنے اور پرکھنے کی صلاحیت تو ہے نہیں، اور تقلید اسی کا نام ہے کہ نہ جاننے والا کسی جاننے والے کے اعتماد پر کسی حکم کو شریعت کا حکم قرار دے کر عمل کرے یہ تقلید وہ ہے جس کے جواز بلکہ وجوب میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں البتہ وہ علماء جو خود قرآن وحدیث کو اور مواقع اجماع کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو ایسے احکام میں جو قرآن وحدیث میں صریح اور واضح طور پر مذکور ہیں اور علماء صحابہ وتابعین کے درمیان ان مسائل میں کوئی اختلاف بھی نہیں، ان احکام میں وہ علماء براہ راست قرآن وحدیث اور اجماع پر عمل کریں، ان میں علماء کو کسی مجتہد کی تقلید کی ضرورت نہیں۔

البتہ ان حضرات کو علم وتقویٰ کا وہ معیاری درجہ حاصل تھا کہ مجتہدین کے اقوال وآراء کو قرآن وسنت کے دلائل سے جانچے

عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اس کے سائے دائیں سے اور بائیں سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف۱

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں اور جو

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

زمین میں ہیں جان دار اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے جو ان کے اوپر (غالب) ہے اور کرتے ہیں

يُؤْمَرُوْنَ ۩ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ

جو حکم پاتے ہیں۔ ف۲ اور فرمایا اللہ نے کہ نہ ٹھہراؤ

اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾

دو معبود بس وہ معبود ایک ہی ہے تو مجھی سے ڈرو۔

وَلَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی عبادت

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ

لازم ہے۔ تو کیا اللہ کے سوا کسی اور دوسرے سے ڈرتے ہو۔ اور جو نعمت تمہارے پاس ہے

فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾

سو اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر جب تم کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو اسی کی طرف بلبلاتے ہو۔

اور پرکھتے تھے، پھر ائمہ مجتہدین میں جس امام کے قول کو وہ کتاب وسنت کے ساتھ اقرب پاتے اس کو اختیار کر لیتے تھے مگر ائمہ مجتہدین کے مسلک سے خروج اور ان سب کے خلاف کوئی رائے قائم کرنا ہرگز جائز نہ جانتے تھے تقلید کی اصل حقیقت اتنی ہی ہے۔

ف۱ ہر چیز تابع ہے انسان کیوں تابع نہیں ہوتا:

سجداً میں سجدہ سے مراد ہے اطاعت اختیاری ہو یا فطری، سجدت النخلة کھجور کا درخت سجدہ کرنے لگا۔ یعنی پھلوں کا زیادہ بار پڑنے سے جھک گیا۔ سجد البعیر اونٹ نے اپنے اوپر سوار کرنے کے لئے گردن جھکا دی۔ مطلب یہ ہے کہ سائے اللہ کے ضابطہ فطرت کے تابع ہیں یا یہ مطلب ہے کہ سجدہ کی ہیئت کی طرح زمین پر گرتے اور چسپاں رہتے ہیں اور سایہ والی چیزیں بھی عاجز، بے بس اور اللہ کے حکم کی تابع ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

ہجرت اور مہاجرین کی فضیلت اور ہجرت کیلئے دو شرطوں کو ذکر فرمایا گیا۔ منصب نبوت کیلئے جنس انسانی میں سے مردوں کو خاص فرمایا گیا۔ اہل علم سے استفادہ کا حکم دیا گیا۔ منکرین کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع ہے۔

ف۲ اگر تم دیکھتے تو چیختے چلاتے:

حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان خوب چرچرایا اور اس کو خوب چرچرانا چاہیے ہی تھا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں کہیں بھی چار انگل کی جگہ ایسی نہیں کہ اس میں کوئی فرشتہ سجدہ میں پیشانی رکھے ہوئے نہ ہو۔ خدا کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے اور میدانوں میں

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ
پھر جب وہ تم سے سختی اٹھا لیتا ہے تو اسی دم کچھ لوگ تم میں سے اپنے
بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۚ
ربّ کے ساتھ شریک بتانے لگتے ہیں تاکہ ناشکری کریں اس (نعمت) کی جو ہم نے ان کو دی تو نفع اٹھالو آگے
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
چل کر معلوم کر لو گے۔ اور مقرر کرتے ہیں ایسے (بتوں) کا جن کی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾
ہماری دی ہوئی روزی میں سے ۱؎۔ قسم اللہ کی ضرور تم سے پوچھنا ہے جو تم افترا کرتے تھے۔
وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا
اور ٹھہراتے ہیں اللہ کی بیٹیاں وہ پاک ہے اور اپنے لئے (ٹھہراتے ہیں) جس کی
يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ
رغبت کرتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری دی جاتی ہے بیٹی
وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
(کے پیدا ہونے کی) پڑ جائے اس کا منہ کالا اور غم سے بھرا ہوتا ہے۔ چھپتا پھرے لوگوں سے اس
مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ
کی برائی کے باعث جس کا مژدہ سنایا گیا تھا (پھر منصوبے سوچے) کہ آیا اس کو رہنے دے
يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾
ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں۔ سنو! کیا برا حکم ہے ۲؎

نکل کر اللہ کے سامنے چیختے چلاتے (یہ سن کر) حضرت ابوذر بولے کاش میں درخت ہوتا کہ اس کو کاٹ دیا جاتا۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والبغوی۔ (تفسیر مظہری)

۱؎: عرب کے مشرکین اپنی زرعی پیداوار اور جانوروں کا ایک حصہ بتوں کے نام پر نذر کر دیتے تھے، اس کی طرف اشارہ ہے کہ جن بتوں کی نہ حقیقت ان کو معلوم ہے، نہ ان کے وجود کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو ان کے لئے نذر کر دیتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

۲؎
لڑکی کی پیدائش کوئی ذلت نہیں
مسئلہ: گھر میں لڑکی پیدا ہونے کو مصیبت و ذلت سمجھنا جائز نہیں یہ کفار کا فعل ہے۔ تفسیر روح البیان میں بحوالہ شرعۃ لکھا ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تاکہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ (معارف القرآن)

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ

جو یہ کرتے ہیں ان کے لئے جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے بری کہاوت ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ

اور اللہ کے لئے کہاوت اعلیٰ ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور اگر

يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ

پکڑے اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے (تو) نہ چھوڑے زمین پر کوئی چلنے والا

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ

لیکن وہ ان کو مہلت دیتا ہے وقت مقرر تک پھر جب ان کا وقت آپہنچے گا

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

نہ پیچھے رہیں ایک گھڑی اور نہ آگے بڑھیں گے ول۔ اور مقرر کرتے ہیں

لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ

اللہ کے لئے جو وہ خود پسند نہیں کرتے اور بیان کرتی ہیں انکی زبانیں جھوٹ بات

لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾

کہ ان کے لئے بھلائی ہے۔ کچھ شک نہیں ان کے لئے آگ ہے اور وہ پیشرو ہیں قسم ہے

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ

اللہ کی ہم نے پیغمبر بھیجے امتوں کی جانب تجھ سے پہلے۔ تو ان کو عمدہ کر دکھائے

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ

شیطان نے ان کے اعمال سو وہی شیطان ان کافروں کا رفیق ہے آج اور ان کے لئے دردناک

خلاصہ رکوع ۷

دلائل توحید کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے شرکیہ اعمال و عقائد ذکر کرکے ان کا رد فرمایا گیا۔ آخر میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے۔

ع ۷ / ۱۰

ول ۱۴ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے کا عذاب:

ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ جب کسی بری بات کو دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں (یعنی بدلنے کی کوشش نہ کریں) تو ہوسکتا ہے کہ اللہ سب کو عنقریب اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لیں۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابوداؤد نے حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت سے بھی اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے۔

قتادہ نے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کیا کہ ایسا حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ہو چکا ہے۔ حضرت نوحؑ کی کشتی میں جو جاندار چڑھ گئے وہ بچ گئے باقی ہلاک کر دیئے گئے۔

ظلم کی نحوست:

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے ظالم صرف اپنے نفس کو ہی ضرر پہنچاتا ہے (اس کے ظلم کی سزا کسی دوسرے پر نہیں پڑتی) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ خدا کی قسم (ضرور ایسا ہوتا ہے) یہاں تک کہ ظالم کے ظلم کی پاداش میں چڑیاں اپنے آشیانوں میں بھوکی مر جاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ابن آدم کے گناہ کی وجہ سے جعل (ایک خاص کیڑا) اپنے سوراخ میں عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

عذاب ہے۔ اور ہم نے یہ کتاب تجھ پر اسی واسطے اتاری ہے تاکہ تو بیان کر دے

الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

ان کے لئے وہ باتیں جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

ایمان لاتے ہیں۔ اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

زندہ کر دیا زمین کو اس کے مرے پیچھے۔ بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

جو سنتے ہیں اور تمہارے لئے چوپایوں میں بھی سوچنے کی جگہ ہے۔ ہم تم کو پلاتے ہیں

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

اس کی پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان میں سے دودھ خالص

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

رچتا پینے والوں کو۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًاؕ اِنَّ فِىْ

(ہم تم کو ان کا شیرہ پلاتے ہیں) کہ تم اس سے شراب بناتے ہو اور عمدہ روزی بیشک ف۱ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں اور حکم بھیجا تیرے پروردگار نے

ف۱ یہاں جو نشہ کی چیز کو انعام کے موقعہ میں ذکر فرمایا ہے اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت نشہ کی چیزیں حرام نہ تھیں اس لئے اس کو احسان جتلانے کے لئے بیان فرما دیا دوسرا قول یہ ہے کہ گو اس وقت شراب حرام بھی ہو گئی ہو لیکن یہاں ظاہری احسان مقصود نہیں بلکہ عقلی احسان بیان کرنا منظور ہے وہ یہ کہ شراب کی حالت سے توحید پر استدلال ہو سکتا ہے اور وہ شراب کے حرام ہونے پر بھی صحیح ہے کیونکہ یہ بھی قدرت کی ایک دلیل ہے کہ تازہ شیرہ میں نشہ کی صفت نہ تھی پھر ایک نئی کیفیت اس میں پیدا ہو گئی (جس کی وجہ سے وہ حرام ہو گیا) اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں احسان جتلانا منظور ہی نہیں بلکہ عتاب مقصود ہے کہ ہمارا تو یہ انعام اور تم ایسی بے جا حرکت کرتے ہو کہ ان چیزوں سے شراب بناتے ہو۔

خلاصہ رکوع ۸ ع ۵ ۱۴

اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ذکر فرمایا گیا اور عذاب الٰہی سے ڈرنے کی دعوت دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ

شہد کی مکھی کو کہ بنا لے پہاڑوں میں گھر اور

الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

درختوں میں! جہاں لوگ چھتریاں ڈالتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میوے

فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا

پھر چل اپنے رب کی راہوں میں جو صاف پڑی ہیں! نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ

پینے کی چیز (یعنی شہد) جس کے کئی رنگ ہوتے ہیں اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔ ف۱ بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر

یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض لوٹائے جاتے ہیں نکمی عمر

لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ

کی طرف تا کہ کچھ نہ جان سکے سمجھ بوجھ کر۔ بیشک اللہ جاننے

قَدِیْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی

والا قدرت والا ہے اور اللہ نے برتری دی تم میں ایک کو دوسرے

الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰى

پر روزی میں۔ تو جن کو برتری دی گئی ہے وہ نہیں لوٹا دیتے اپنی روزی اپنے مملوک (غلاموں پر)

ف۱ شہد شفاء کا سبب ہے:

یعنی بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص کو دست آ رہے تھے اس کا بھائی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے شہد پلانے کی رائے دی۔ شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہو گئی۔ اس نے پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت دست زیادہ آنے لگے فرمایا۔ "صدق اللہ و کذب بطن اخیک" (اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے) پھر پلاؤ۔ دوبارہ پلانے سے بھی وہی کیفیت ہوئی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔ آخر تیسری مرتبہ پلانے سے دست بند ہو گئے اور طبیعت صاف ہو گئی۔ اطباء نے اپنے اصول کے موافق کہا ہے کہ بعض اوقات پیٹ میں "کیموس" فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں پہنچنے والی ہر ایک غذا اور دوا کو فاسد کر دیتا ہے اس لئے دست آتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ مسہلات دی جائیں تا کہ وہ "کیموس فاسد" خارج ہو۔ شہد کے مسہل ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ گویا حضور ﷺ کا مشورہ اسی طبی اصول کے موافق تھا۔ ہارون رشید کے زمانہ میں شاہ عیسیٰ کو جب اسی قسم کا مرض لاحق ہوا تو اس زمانہ کے شاہی طبیب یزید بن یوحنا نے مسہل سے اس کا علاج کیا اور یہی وجہ بتلائی۔ آج کل کے اطباء اور شہد کے استعمال کو اطلاق بطن کے علاج میں بیحد مفید بتلاتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

ع ۵ ۱۵

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کو بیان فرمایا گیا۔ دودھ، پھل اور میوے جیسی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ شہد اور اس کی تیاری کے مراحل کو ذکر فرما کر دعوت فکر دی گئی۔ پیدائش انسانی کے مراحل میں قدرت خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

کہ وہ سب روزی میں برابر ہوں تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کے

يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

منکر ہیں ف۱ اور اللہ نے بنا دیں تمہارے لئے تم ہی میں سے بیبیاں

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً

اور پیدا کئے تمہارے لئے تمہاری بیبیوں سے بیٹے اور پوتے

وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

اور تمہیں کھانے کو دیں پاک چیزیں۔ تو کیا یہ لوگ جھوٹی باتیں مانتے ہیں

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف۲۔ اور پوجتے ہیں اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

سوا ایسی چیزوں کو جو نہیں اختیار رکھتے ان کو روزی دینے کا آسمان

وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا

اور زمین میں سے کچھ۔ اور نہ مقدور رکھتے ہیں تو نہ بیان کرو

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

اللہ کے لئے مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا

نہیں جانتے۔ بیان فرمائی اللہ نے ایک مثال ایک غلام ہے پرائے بس میں جو نہیں

ف۱ امیری اور غریبی آزمائش ہے: حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک خط لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ امیر کر رکھا ہے یہ بھی اس کی طرف سے ایک آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ امیر امراء کس طرح شکر خدا تعالیٰ ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے ان پر جناب باری تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں کہاں تک انہیں ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

فاروق اعظمؓ کا خط:

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو جو آپؓ کی طرف کوفہ بصرہ کے گورنر تھے خط لکھا: اے ابوموسیٰ! تو اپنے اس رزق پر قناعت کر جو تجھ کو دنیا میں ملا ہے کیونکہ رحمٰن نے اپنے بعض بندوں کے اعتبار سے رزق زیادہ دیا ہے اور یہ رزق من جانب اللہ ابتلاء اور امتحان ہے جس کے ذریعہ ہر ایک کا امتحان کرتا ہے پس جس کو رزق زیادہ دیا اس کا امتحان اس طرح ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کی دی ہوئی دولت کا شکر بجالاتا ہے اور جو حق تعالیٰ نے اس پر اس مال و دولت میں فرض کیا تھا۔ وہ اس کو کیوں کر ادا کرتا ہے (ابن ابی حاتم نے اس روایت کو روایت کیا۔ (معارف کاندھلویؒ)

ف۲ اللہ اور بندے کا عجیب معاملہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا، میرا اور (کافر) جن و انس کا ایک عظیم واقعہ (یعنی عجیب معاملہ) ہے پیدا میں کرتا ہوں پوجا دوسروں کی کی جاتی ہے رزق میں دیتا ہوں شکر دوسروں کا کیا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

قدرت پاتا کسی چیز پر اور ایک ایسا شخص ہے کہ ہم نے اس کو روزی دی اپنی طرف سے عمدہ روزی

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ

تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور کھلے کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں۔ سب تعریف

لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اللہ کو ہے بلکہ ان میں بہتیرے نہیں جانتے۔ وا اور بیان فرمائی اللہ نے مثال

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ

کہ دو مرد ہیں ایک تو گونگا ہے کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ

كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ

بوجھ ہے اپنے آقا پر وہ جہاں کہیں اسے بھیجے کچھ بھلا نہیں لاتا

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ

کیا برابر ہوسکتا ہے یہ غلام اور وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف کا اور خود بھی

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

سیدھی راہ پر (قائم) ہے۔ اور اللہ ہی کو (علم) ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اور زمین کی چھپی باتوں کا اور قیامت کا کام تو بس ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٧٧﴾

بلکہ اس سے بھی قریب تر بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وا اللہ کی بتلائی ہوئی مثال:

ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں، دوسرے کا مملوک غلام ہے کسی طرح کی قدرت واختیار نہیں رکھتا ہر ایک تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے۔ بدون اجازت اس کے سب تصرفات غیر معتبر ہیں دوسرا آزاد اور بااختیار شخص ہے جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی جس میں سے دن رات سراً وعلانیۃً بےدریغ خرچ کرتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ کیا یہ دونوں شخص برابر ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے سب تعریفیں اور خوبیاں اس کے خزانہ میں ہیں جس کو جو چاہے دے۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں۔ ذرہ ذرہ پر کلی اختیار اور کامل قبضہ رکھتا ہے یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ایک پتھر کے بت کو اس کی برابر کردیا جائے جو کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ خود پرایا مال ہے۔ اگر مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہوسکتے تو کوئی مملوک محض مالک حقیقی کا شریک کیسے بن سکتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی سمجھ لو کہ خدائے واحد کا پرستار جسے مالک نے علم وایمان کی دولت بخشی اور

١٠ ع ١٦

خلاصہ رکوع ١٠

معاشی تفاوت پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ اولاد ازواج اور پاکیزہ رزق کی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔ مشرکین کے غلط عقیدہ کی تردید فرمائی گئی۔ تعارف خداوندی کیلئے دو مثالوں کو ذکر فرمایا گیا۔

لوگوں میں شب وروز روحانی نعمتیں تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا، کیا ایک پلید مشرک کو جو بت کا مملوک اہواء واوہام کا غلام اور عمل مقبول سے محض تہیدست ہے اس مومن موحد کے ساتھ برابر کھڑا کیا جاسکتا ہے؟ کلا واللہ۔ (تفسیر عثمانی)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے! تم کچھ بھی نہ جانتے تھے

شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ

اور پیدا کئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل! تاکہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

تم احسان مانو۔ ف۱ کیا انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کی جانب کہ مسخر ہیں

فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ

آسمان کی ہوا میں۔ ان کو کوئی نہیں تھام رہا سوائے اللہ کے بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے

لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

بنا دیا تمہارے لئے تمہارے گھروں کا ٹھکانا اور بنا دیئے تمہارے لئے چوپایوں کی

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ

کھالوں سے گھر جس کو تم ہلکا پاتے ہو اپنے سفر کے دن

اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ

اور اپنے ٹھہرنے کے دن اور (بنا دیا) ان کی اون اور ببریوں اور بالوں سے بہت سا

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا

سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک۔ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے لئے اپنی

ف۱ خدا کا محبوب بندہ:

صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ جو میرے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھے لڑائی کا اعلان دیتا ہے۔ میرے فریضے کی بجا آوری سے جس قدر بندہ میری نزدیکی حاصل کرسکتا ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں کرسکتا۔ نوافل بکثرت پڑھتے پڑھتے بندہ میرے نزدیک اور میرا محبوب ہوجاتا ہے۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی نگاہ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ تھامتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے مانگے میں دیتا ہوں اگر دعا کرے میں قبول کرتا ہوں اگر پناہ چاہے میں پناہ دیتا ہوں۔ اور مجھے کسی کرنے کے کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح کے قبض کرنے میں، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا اور موت ایسی چیز ہی نہیں جس سے کسی ذی روح کو نجات مل سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہوجاتا ہے تو اس کے تمام افعال محض اللہ کے لئے ہوجاتے ہیں وہ سنتا ہے اللہ کیلئے، دیکھتا ہے اللہ کے لئے یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے انہی کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کا ہاتھ بڑھانا، پاؤں چلانا بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر اس کا بھروسہ ہوتا ہے اسی سے مدد چاہتا ہے تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے ہی ہوتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنائے تمہارے واسطے پہاڑوں سے (غار وغیرہ)

وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ

چھپنے کی جگہ اور بنائے تمہارے لئے کرتے جو تم کو گرمی سے بچائیں اور کرتے جو تم

تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

کو بچائیں لڑائی کے (ضرر) سے اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے اپنا احسان

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

تم پر تاکہ مطیع ہو جاؤ۔ پھر اگر منہ موڑیں تو بس تیرے ذمہ تو کھول کر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

پہنچا دینا ہے۔ وہ لوگ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر اس کے منکر ہو جاتے ہیں اور ان میں سے

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

اکثر ناشکر ہیں۔ اور جس دن ہم اٹھا کھڑا کریں گے ہر ایک

اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امت میں سے ایک گواہ پھر نہ اجازت ملے گی کافروں کو

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

اور نہ ان سے توبہ مانگی جائے گی ف۱ اور جب دیکھیں گے ستم گار عذاب کو تو نہ (عذاب)

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ

ان سے ہلکا کیا جاوے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ اور جب دیکھیں گے

ف۱ کافروں کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا:

شہید سے مراد پیغمبر ہے جو اپنی امت کے کفر وایمان کی شہادت دے گا، اجازت نہ دی جانے سے مراد ہے عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ملنا کیونکہ ان کے پاس کوئی عذر موجود ہی نہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بعض نے کہا کہ دنیا میں واپس جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ولا ہم یستعتبون یعنی ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اپنے رب کو راضی کر لو۔ روز آخرت تو عمل کا دن ہی نہ ہوگا اور دنیا میں واپس جا کر تو بہ وعمل کی اجازت نہ ہوگی۔ غرض یہ کہ ان کے لئے اللہ کی رضا مندی کا حصول ناممکن ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۱/۱۷ خلاصہ رکوع ۱۱

اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور قدرت کے دلائل ذکر فرمائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو کس طرح سکون کی جگہ بنائی ہے۔ اس کی وضاحت فرمائی گئی۔ احسان فراموشی کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے کو فرمایا گیا۔

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

مشرکین اپنے شریکوں کو! بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہی وہ ہمارے شریک ہیں

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ

جن کو ہم پکارا کرتے تھے تیرے سوا۔ تب وہ شریک ڈال دیں گے

الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ

ان پر بات کہ بلا شبہ تم جھوٹے ہو۔ اور ڈال دیں گے اللہ کے آگے اُس دن

نِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ

اطاعت (کا پیغام) اور گیا گزرا ہوا ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا

کفر کیا اور روکتے رہے اللہ کی راہ سے ہم ان پر بڑھائیں گے عذاب پر عذاب

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ

اس وجہ سے کہ وہ فساد کرتے تھے ف۱۔ اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

ہم اٹھا کھڑا کریں گے ہر امت میں ایک گواہ ان پر ان ہی میں کا

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور لائیں گے تجھ کو گواہ ان لوگوں پر اور ہم نے نازل کی

الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

تیرے اوپر کتاب ہر چیز کا بیان اور ہدایت اور رحمت

ف۱ جہنم کے سانپ اور بچھو: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عذابا کی تشریح میں فرمایا بچھو ہوں گے جن کے ڈنک کھجور کے لمبے درختوں کے برابر ہوں گے۔ ابن مردویہ نے حضرت براء کی روایت سے اسی معنی کی حدیث مرفوع بھی نقل کی ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا، سانپ ہوں گے، بختی اونٹوں کی طرح، اور بچھو ہوں گے خچروں کی شکل جن کے ایک مرتبہ کاٹنے کا اثر چالیس خریف (سال) تک ڈسا ہوا آدمی محسوس کرتا رہے گا۔

تانبے پیتل کے دریا: حضرت ابن عباس اور مقاتل کا قول ہے، عرش کے نیچے سے پگھلے ہوئے تانبے پیتل کے پانچ دریا نکلتے ہیں جو آگ کی طرح ہیں، ان دریاؤں (میں ڈالنے اور ڈبونے) کی سزا ان کو دی جائے گی۔ تین دریاؤں میں ایک رات کی مدت کے برابر اور دو دریاؤں میں دن کی مدت کے برابر (ہمیشہ) سزا پاتے رہیں گے۔ بعض نے کہا کہ گرمی کے عذاب سے سردی کے عذاب کی طرف ان کو نکال کر لایا جائے گا۔ سردی کی شدت کی وجہ سے وہ چیخیں گے فریاد کریں گے اور دوزخ کی گرمی میں جانا چاہیں گے۔ فساد انگیزی سے مراد ہے دنیا میں کفر کرنا اور راہ خدا سے روکنا۔ (تفسیر مظہری)

وَبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿٨٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے اللہ حکم دیتا ہے انصاف وا

وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ

اور احسان کرنے کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

بے حیائی اور ناشائستہ حرکت اور زیادتی کرنے سے تم کو نصیحت کرتا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ

تاکہ تم نصیحت پکڑو اور پورا کرو اللہ کا قرار جب تم آپس میں قول و قرار کرو

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ

اور نہ توڑو قسموں کو ان کے پکا کیے پیچھے اور تم کر چکے ہو

اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾

اللہ کو اپنا ضامن۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ

اور نہ بنو اس عورت جیسے جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کیے

اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ

پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہ بنانے لگو اپنی قسموں کو باہمی فساد کا سبب اس وجہ سے

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ

کہ ایک گروہ زیادہ چڑھا ہو دوسرے گروہ سے۔ بس اس سے تو اللہ تمہاری آزمائش کر رہا ہے۔

ع ١٢ / ١٨

خلاصہ رکوع ١٢

کفر و ناشکری کا انجام ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ معبودان باطلہ کچھ کام نہ آئیں گے۔ روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت محمدیہ کی شہادت کو ذکر کیا گیا۔ آخر میں بتایا گیا کہ قرآن کریم ہدایت کا مکمل سامان ونصاب ہے۔

وا اعتدال کی تین قسمیں ہیں ا۔ وہ عدل جو بندہ کے اور خدا کے درمیان ہے کہ تمام ممنوعات سے بچے اور احکام کو بجا لاوے اور خدا کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم کرے ٢۔ وہ عدل جو بندہ کے اور اس کے نفس کے درمیان ہے کہ نفس کو اس کی ہلاکت کے مقامات سے بچاوے ٣۔ وہ عدل جو بندے کے اور مخلوق کے درمیان ہے کہ خلق اللہ کا خیر خواہ رہے قول اور فعل اور ارادہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے پس اس جگہ اعتدال عام ہے قوت علمیہ وعملیہ کو اس میں سارے عقائد اور ظاہری و باطنی اعمال غرض تمام احکام شرعیہ داخل ہو گئے پھر ان میں سے چونکہ احسان کا نفع دوسروں کو پہنچتا ہے اس کو خاص طور پر ذکر کیا گیا پھر احسان میں سے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا زیادہ افضل اور ضروری ہے اس لئے اس کو بھی ذکر فرمایا اور ممنوعات کے ذکر میں لفظ منکر ہر برائی کو عام ہے اس میں خلاف شرع تمام باتیں آ گئیں پھر فحشاء (اور بے حیائی) کو بوجہ زیادہ قباحت کے جدا ذکر کیا اور اسی وجہ سے اس کو مقدم بھی کیا اسی طرح چونکہ ظلم کا ضرر دوسروں تک پہنچتا ہے اس کو خاص طور پر ذکر فرمایا اس طرح اس آیت میں تمام اچھے اور برے کام داخل ہو گئے اس جامع کلام سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ قرآن (دین کی) تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے۔

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اور اللہ ضرور کھول دے گا تمہارے لئے قیامت کے دن وہ چیزیں جس میں تم

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

اختلاف کر رہے تھے۔ ف١ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا

وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

اور ضرور تم سے اس کی باز پرس ہو گی جو تم کرتے تھے۔ اور نہ بناؤ

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا

اپنی قسموں کو باہمی فساد کا سبب کہ پھسل جائے قدم جمے پیچھے ف٢

وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور تم سزا چکھو اس پر کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا

اور تم کو بڑا عذاب ہو۔ اور نہ حاصل کرو اللہ کے قرار کے عوض

قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تھوڑا سا مول۔ بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

جو تمہارے پاس ہے وہ تو نبڑ جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے

ف١ حضرت معاویہ اور شاہ روم کا معاہدہ:

حضرت معاویہؓ کا قصہ لکھ آئے ہیں کہ ان میں اور شاہ روم میں ایک مدت تک کے لئے صلح نامہ ہو گیا تھا اس مدت کے خاتمے کے قریب آپ نے مجاہدین سرحد روم کی طرف روانہ کئے کہ وہ سرحد پر پڑاؤ ڈالیں اور مدت کے ختم ہوتے ہی دھاوا کریں تاکہ رومیوں کو تیاری کا موقعہ نہ ملے۔ جب حضرت عمرو بن عنبسہؓ کو یہ خبر ہوئی تو آپ امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ اکبر! اے معاویہؓ! عہد پورا کرو غدر اور بدعہدی سے بچو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس قوم سے عہد معاہدہ ہو جائے تو جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے کوئی گرہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو واپس بلوالیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف٢ یہ قسم کو توڑنے کا ایک اور نقصان بیان فرمایا جا رہا ہے، اور وہ یہ کہ جب تم قسم توڑو گے تو عین ممکن ہے کہ تمہیں دیکھ کر کوئی اور شخص بھی اس گناہ پر آمادہ ہو جائے۔ پہلے تو اس کے پاؤں جمے ہوئے تھے، تمہیں دیکھ کر وہ پھسل گیا تو چونکہ تم اس کے گناہ کا سبب بنے تو تمہیں دہرا گناہ ہوگا، کیونکہ تم نے اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا۔ (توضیح القرآن)

بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا

وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور عطا کریں گے صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بہتر

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

کاموں پر جو وہ کرتے تھے جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور وہ ہو مسلمان تو ہم اس کی زندگی اچھی طرح بسر کرائیں گے اور ہم ان کو

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ

عطا فرمائیں گے ان کا اجر بہتر کاموں پر جو وہ کرتے تھے ۔ تو جب تو

الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ اللہ کی شیطان مردود سے

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

شیطان کا ان پر کچھ زور نہیں (چلتا) جو ایمان لائے اور اپنے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں ف۱۔ بس اس کا زور تو ان ہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً

اور جو اس کو شریک خدا ٹھہراتے ہیں۔ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ

مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے (تو کافر) کہتے ہیں کہ تو تو اپنی طرف سے

ف۱ تلاوت والے گھر میں برکات

حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جب گھر میں قرآن شریف پڑھا جائے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہو جاتی ہے اور شر و فساد کم ہو جاتا ہے۔ جب گھر میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے تو اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور فرشتے اس مکان سے دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر تنگ و چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس میں خیر و برکت کم ہو جاتی ہے شر و فساد زیادہ ہو جاتا ہے۔ (محمد بن نصر)

خلاصہ رکوع ۱۳

قرآن کی اہم ترین اور جامع آیت جس میں عدل، احسان اور حقوق العباد کو بیان فرمایا گیا۔ برائیوں کی جڑ فحشا و منکر کو ذکر کیا گیا۔ معاہدے اور ان کی پابندی کو ذکر کیا گیا۔ پھر عہد شکنی کو بیان کیا گیا۔ کفر و اسلام کے اختلاف کا فلسفہ اور اسلام و ایمان پر استقامت کا حکم دیا گیا۔ اعمال صالحہ کیلئے اجر کا ضابطہ ذکر کیا گیا۔ مومنین کو حیاۃ طیبہ کی بشارت دی گئی۔

ع ۱۳/۱۱ ۱۹

مُفْتَرٍؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

بنا لاتا ہے۔ (نہیں نہیں) بلکہ ان میں بہتیرے جانتے ہیں۔ کہہ دے! اس کو اتارا ہے روح

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

القدس (جبریل) نے تیرے پروردگار کی جانب سے حق کے ساتھ تاکہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے اور ہم جانتے ہیں!

اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌؕ لِسَانُ الَّذِيْ

کافر کہتے ہیں کہ بس اس کو تو آدمی سکھایا کرتا ہے و۱ جس شخص کی طرف

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ

(سکھانے کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (وحی) زبان عربی ہے و۲

مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ

صاف جو لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیتوں پر ان کو اللہ ہدایت نہیں

اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ

دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دل سے جھوٹی بات

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

تو وہ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی آیتوں پر اور وہی لوگ

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ

جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہو اللہ سے ایمان لائے پیچھے

و۱ وہ غلام جن پر الزام تھا:
ابن اسحاق نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ مروہ پہاڑی کے قریب ایک رومی عیسائی غلام کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ اس کا نام جبر تھا۔ جبر بنی الحضرم قبیلہ میں سے کسی کا غلام تھا۔ اور کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ عبداللہ بن مسلم حضرمی کا بیان ہے۔ ہمارے دو غلام تھے جو یمن کے تھے۔ ایک کا نام یسار اور دوسرے کا نام جبر تھا۔ یسار کی کنیت ابو فکیہہ تھی۔ دونوں مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت و انجیل پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ ان کی طرف سے گزرتے اور وہ (انجیل یا توریت) پڑھتے ہوتے تو حضور ﷺ ٹھہر کر سننے لگتے۔ ابن ابی حاتم نے حصین بن عبداللہ کے طریق سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ضحاک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کفار دکھ دیتے تو آپ ان دونوں غلاموں کے پاس جا کر بیٹھ جاتے۔ اور ان کے کلام سے کچھ سکھ محسوس کرتے۔ مشرک کہنے لگے محمد انہی دونوں سے سیکھ لیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

و۲ عجمی:
عجمی، صاف عربی نہ بولنے والا۔ قاموس میں ہے لفظ اعجم قوم اور شخص دونوں کی صفت میں آتا ہے اعجم اور اعجمی گونگا اور وہ شخص جو صاف (عربی) نہ بول سکے۔ عجمی عجم کا رہنے والا جو شخص عجم سے ہو خواہ فصیح البیان ہو۔ غیر عرب کو عجم کہتے ہیں۔ بعض محققین لغت کا قول ہے کہ عجمہ کا معنی ابانت کے معنی کے مقابل ہے۔ یعنی صاف زبان میں بات نہ کرنا۔ اعجام کا معنی ہے ابہام۔ استعجمت الدار گھر گونگا ہو گیا۔ یعنی سب گھر والے مر گئے کوئی جواب دینے والا بھی باقی نہیں رہا۔ (تفسیر مظہری)

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن

مگر (وہ نہیں) جو مجبور کیا جاوے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے لیکن

مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ

ہاں جو دل کھول کر کافر ہوا تو ان پر غضب ہے اللہ کا

اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اور ان پر بڑا عذاب (ہونا ہے)ف۱ یہ اس لئے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

کفار کو۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ مہر کر دی اللہ نیان کے

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اور وہی

الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾

غافل ہیں۔ بلا شبہ یہی آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا

پھر تیرا پروردگار ان کے لئے کہ جنہوں نے ہجرت کی اس کے بعد کہ ایذا دیے گئے

ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔ف۲ بیشک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد بخشنے والا

ف۱ مجبوری میں کلمہ کفر کہنا

مسئلہ: جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر یہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور یہ بھی بظن غالب معلوم ہو کہ دھمکی دینے والے کو اس پر پوری قدرت حاصل ہے۔ تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو اور اس کلمہ کو باطل اور برا جانتا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ (معارف القرآن)

ف۲ عبداللہ بن سعد ابی سرح:

حسن بصری اور عکرمہ نے کہا اس آیت کا نزول عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق ہوا۔ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا پھر مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کافروں سے جا ملا تھا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا تھا، عبداللہ چونکہ حضرت عثمان بن عفان کا اخیافی بھائی تھا اس لئے اس نے حضرت عثمان سے پناہ کی درخواست کی۔ حضرت عثمان نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کر دی اور حضور ﷺ نے اس کو پناہ دے دی اور قتل کا حکم واپس لے لیا اس کے بعد عبداللہ پکا مسلمان ہو گیا اور اس کی اسلامی حالت بہت اچھی رہی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

رَّحِيمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا
مہربان ہے۔ ف۱ جس دن آئے گا ہر شخص جھگڑتا ہوا اپنی ذات کی طرف سے

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
اور پورا دے دیا جاوے گا ہر ایک کو جو اس نے کیا اور اس پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً
اور بیان فرمائی اللہ نے ایک مثال۔ ایک بستی تھی چین امن سے اس کے پاس

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ
چلا آتا تھا اس کا رزق با فراغت ہر جگہ سے پھر اس نے ناشکری کی

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ
اللہ کے احسانات کی۔ تو اس کو چکھایا اللہ نے لباس بھوک اور خوف کا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
اس کا بدلہ جو وہ کرتے تھے اور ان کے پاس آچکا ایک پیغمبر

مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
ان ہی میں کا پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا تو ان کو آ پکڑا عذاب نے اور وہ ستم گر تھے۔ ف۲

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ
تو (مسلمانو) کھاؤ جو تم کو روزی دی اللہ نے حلال پاک! اور شکر کرو

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ
اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ بس اس نے حرام کیا ہے تم پر

ع ۱۴ / ۲۰

خلاصہ رکوع ۱۴

قرآن کریم کے بارہ میں مشرکین کے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا اور بتدریج نزول قرآن کے فوائد ذکر کیے گئے۔ قرآن کی صداقت کی دلیل ذکر کی گئی۔ مجبوری و بے بسی کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کے بارہ میں احکام ذکر کیے گئے۔ مرتد کی سزا ذکر کی گئی اور ان کی قبولیت توبہ کو ذکر کیا گیا۔

ف۱ ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے ان کے سب پہلے گناہ کفر وغیرہ معاف ہو جائیں گے اور رحمت الٰہی سے ان کو جنت اور اس کے بڑے بڑے درجے ملیں گے پس رحمت سے مراد رحمت کاملہ ہے جس کے لئے عادۃً ایمان کے بعد اور اعمال کی بھی ضرورت ہے ورنہ نفس مغفرت و رحمت تو صرف ایمان لانے ہی سے ہو جاتی ہے۔

ف۲ ام المؤمنین حفصہؓ کا قول: سلیم بن نمیر کہتے ہیں ہم ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ساتھ حج سے لوٹتے ہوئے آرہے تھے اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفۃ المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھرے ہوئے تھے۔ مائی صاحبہؓ اکثر راہ چلتوں سے ان کی بابت دریافت فرمایا کرتی تھیں، دو سواروں کو جاتے ہوئے دیکھ کر آدمی بھیجا کہ ان سے خلیفۃ الرسول کا حال پوچھو، انہوں نے خبر دی کہ افسوس آپ شہید کر دیے گئے، اسی وقت آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ مدینہ ہی ہے جس کی بابت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وضرب اللہ الخ۔ عبید اللہ بن مغیرہ کے شیخ کا بھی یہی قول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ

مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا جاوے اللہ کے غیر کا۔

اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر جو کوئی بے قرار ہو درآنحالیکہ نہ عدول حکمی کرنے والا اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

مہربان ہے۔ اور نہ کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنانے سے کہ

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگو بیشک جو اللہ پر جھوٹ ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ ؕ

بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

تھوڑا سا فائدہ دنیاوی ہے سو حاصل کر لیں اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور

هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا

یہود پر ہم نے حرام کر دیا تھا جو تجھ کو پہلے بتا چکے اور ہم نے ان پر

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ

ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ف۲ پھر

اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہ کیا جہالت سے پھر توبہ کر لی

ف۱ حضرت ابوالنصر کی احتیاط:
حضرت ابوالنضرہ نے فرمایا، میں نے جب سے سورۂ نحل کی آیت ولا تقولو لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلالٌ وھذا حرامٌ پڑھی ہے اس وقت سے آج تک (کسی چیز کی حرمت وحلت کا) فتوی دینے سے ڈرتا ہوں۔

لوگوں کا حال:
حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، آئندہ لوگ (ازخود) کہیں گے کہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کی ممانعت کی ہے اور اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے یا بعض لوگ کہیں گے، اس کو اللہ نے حلال کر دیا ہے اور اس کو حرام کر دیا ہے اور اللہ اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔ ازالۃ الخفاء (از مفسرؒ) (تفسیر مظہری)

ف۲ کہ انبیاء کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ پس حلال اور پاکیزہ چیزیں قصداً کبھی حرام نہیں ہوتیں بلکہ کسی عارض کی وجہ سے بعض چیزیں خاص قوم کے لئے حرام ہوئی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں تو کسی عارض کی وجہ سے بھی حرام نہیں ہوئیں پھر تم نے بعض حلال چیزوں کی حرمت کہاں سے اختراع کی۔

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اس کے بعد اور اصلاح کر لی ف۱ بیشک تیرا پروردگار اس توبہ کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بخشنے والا مہربان ہے بلاشک ابراہیم تھا پیشوا! فرمانبردار

حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ

اللہ کا! ایک طرف کا ہو رہا تھا۔ اور نہ تھا مشرکین میں سے ف۲ شکر گزار تھا اللہ کی نعمتوں کا!

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ

اللہ نے اس کو انتخاب کر لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور ہم نے اس کو عطا فرمائی

فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ

دنیا میں بہتری۔ اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

پھر ہم نے وحی بھیجی تیری طرف کہ اتباع کر دین ابراہیم کا جو ایک کا ہو رہا تھا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ

اور نہ تھا مشرکین میں سے! بس ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی پر لازم کی گئی تھی

عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

جنہوں نے اس میں اختلاف کیا اور بیشک تیرا پروردگار ان میں حکم کر دے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى

قیامت کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے (اے محمد) بلا لوگوں کو

ف۱ اعمال کی درستی کامل مغفرت اور کامل رحمت کے لئے شرط ہے ورنہ مغفرت تو صرف توبہ ہی سے ہو جاتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱۵

۱۵ ع ۹ ۲۱

دین پر استقامت کے انعامات اور کفر کی پاداش میں نزول عذاب کو ذکر فرمایا گیا۔ ہجرت، جہاد اور صبر کو ذکر کیا گیا۔ عبادت گزاروں کے تقاضے بیان کیے گئے اور بتایا گیا کہ حلال و حرام کی تعیین صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بعض اقوام سابقہ کیلئے حرام کی گئی چیزوں کے بارے میں بتایا گیا۔ آخر میں توبہ اور اس کی شرائط کو ذکر کیا گیا۔

ف۲ چونکہ مشرکین کی طرح یہود و نصاریٰ بھی ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا دعویٰ کرتے تھے اور وہ بھی کچھ نہ کچھ شرک میں مبتلا تھے اس لئے یہ مضمون مکرر بیان فرما دیا تاکہ مشرکین کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے موجودہ طریقہ کا غلط ہونا معلوم ہو جائے اسی طرح اہل کتاب حلال چیزوں کے حرام سمجھنے میں بھی زیادہ مبتلا تھے اس کی طرف بھی آگے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ملت ابراہیم میں نہ تھیں۔

سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اور ان کے ساتھ بحث کر جس طرح بہتر ہو ف۱ تیرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۲۵ وَاِنْ

جو بھٹک گیا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہِ راست پر ہیں اور اگر

عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ

تم لوگ بدلا دو تو اسی قدر بدلا دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صابروں کے لئے ف۲ ملا (اے محمد) تو صبر کر

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝۱۲۶ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا

اور تیرا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے ف۳ اور ان پر غم نہ کر اور نہ

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝۱۲۷ اِنَّ

تنگ ہو ان کے مکر و فریب سے۔ بیشک

اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝۱۲۸ ع

اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔

ف۳ خدا کی توفیق کے بغیر تو کوئی شخص بھی صبر نہیں کرسکتا بلکہ کوئی کام بھی نہیں ہوسکتا پھر اس میں آپ کی کیا خصوصیت ہوگی اس قید کے بڑھانے سے خصوصیت کی وجہ معلوم ہوگئی کہ توفیق کے مختلف درجے ہیں نفس توفیق تو سب کے لئے مشترک ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص عنایت زیادہ ہوتی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ جب آپ کا صبر خدا تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہے تو آپ تسلی کرلیا کریں کیونکہ صبر میں آپ کو کچھ دشواری نہ ہوگی۔

ف۱ علم کی باتوں سے وہ دلائل مراد ہیں جن سے مدعا کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور نصیحت وہ ہے جس سے ترغیب اور ڈرانا اور دلوں کا نرم کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ تفسیر عربیت سے زیادہ قریب ہے بعض مفسرین نے ان الفاظ کی منطقی اصطلاح پر تفسیر کی ہے۔ ف: اور اہل علم کو جاننا چاہئے کہ اصل حکمت میں دلائل قطعیہ ہیں جن کو برہان کہتے ہیں اور بظاہر قرآن میں بکثرت دلائل خطابیہ عادیہ ظنیہ کا استعمال کیا گیا ہے سو اصل یہ ہے کہ قرآن میں کسی ایسے مدعی پر ظنی استدلال نہیں کیا گیا جس پر دلیل برہانی قائم نہ ہو بلکہ وہ سب دعوی برہانی ہیں لیکن مخاطبین کی فہم کی رعایت اور ان کی سہولت کے لئے ایسے عنوانات اختیار کئے گئے ہیں جو ان کی فہم کے قریب ہیں پس اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ قرآن نے استقراء وغیرہ کو حجت سمجھا ہے اور اس بناء پر مسلمانوں کو اپنے مقابل کے ایسے استدلالات پر کلام کرنے کا پورا حق ہے جب تک کہ وہ کوئی برہانی دلیل پیش نہ کریں۔

خلاصہ رکوع ۱۶

ملت ابراہیمی کے تقاضے ذکر کئے گئے۔ دعوت حق اور اس کا لائحہ عمل بتایا گیا مزید صبر و استقامت کی تعلیم دی گئی۔ ع ۱۶ / ۹ / ۲۲

ف۲ کہ اس کا مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور دیکھنے والوں پر بھی اور آخرت میں اجر عظیم ملتا ہے اور ہرچند کہ ایسے وقت صبر کرنا عموماً سب کے لئے افضل ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بوجہ عظمت شان کے اوروں سے زیادہ افضل ہے اس لئے آگے آپ کو خصوصیت کے ساتھ حکم ہے

سورۃ الحجر چودھواں پارہ

خاصیت مکمل سورہ حجر:۔ خاصیت: جو شخص اس کو زعفران سے لکھ کر کسی عورت کو پلائے اس کا دودھ بڑھ جائے۔ سورۂ یٰسین کو لکھ کر پلانے سے دودھ پلانے والی عورت کا دودھ بڑھ جائے۔ (اعمال قرآنی)

سورۂ الحجر کو جیب میں رکھے اس کی کمائی میں برکت ہو اور معاملات میں کوئی شخص اس کی مرضی سے عدول اور خلاف نہ کرے۔

خاصیت آیت ۹ برائے حفاظت مال وجان

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (پارہ۱۴، رکوع۱) ترجمہ: ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اسکے محافظ اور نگہبان ہیں۔

خاصیت: چاندی کے ملمع کے پترے پر اس کو لکھ کر شب جمعہ کو یہ آیت چالیس بار اس پر پڑھے پھر اس کو نگین انگشتری کے نیچے رکھ کر وہ انگشتری پہن لے اس کا مال وجان اور سب حالات حفاظت سے رہیں۔ (اعمال قرآنی)

دیگر خاصیت:۔ اگر کسی شخص کو قرآن مجید یاد نہ رہتا ہو یا آسانی سے قرآن حفظ کرنا چاہتا ہو تو وہ شخص ہمیشہ گیارہ گیارہ بار درود ابراہیمی اوّل آخر پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھے اور تا حفظ روزانہ اس عمل کو کرے ان شاء اللہ نہایت سہولت سے قرآن مجید حفظ ہو جائیگا۔ (طب روحانی ۹۲)

سورۃ النحل :۔ خاصیت مکمل سورہ نحل

اگر اس کو لکھ کر کسی باغ میں رکھ دے تو تمام درختوں کا پھل جاتا رہے اور جو کسی مجمع میں رکھ دے سب پراگندہ اور تباہ ہو جائیں۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ بنی اسرآئیل

اس سورت کی سب سے پہلی آیت ہی یہ بتا رہی ہے کہ اس کا نزول معراج مبارک کے واقعے کے بعد ہوا ہے۔ اگرچہ معراج کے واقعے کی ٹھیک ٹھیک تاریخ یقینی طور پر متعین کرنا مشکل ہے، لیکن زیادہ تر روایات کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ عظیم واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دس سال بعد اور ہجرت سے تین سال پہلے پیش آیا تھا۔ اس وقت تک اسلام کی دعوت کا پیغام نہ صرف عرب کے بت پرستوں تک، بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں تک بھی پہنچ چکا تھا۔ اس سورت میں معراج کے غیر معمولی واقعے کا حوالہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ناقابل انکار ثبوت فراہم کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد بنو اسرائیل کے واقعے کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کس طرح انہیں دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں ذلت و رسوائی اور دشمن کے ہاتھوں بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح مشرکین عرب کو سبق دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی مخالفت سے باز آ جائیں، ورنہ ان کو بھی اسی قسم کے انجام سے سابقہ پیش آ سکتا ہے، کیونکہ اس وقت قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اعتدال کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر رہی ہے۔

تعارف سورۂ الکہف

اس سورت کا شانِ نزول یہ نقل کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے دو آدمی مدینہ منورہ کے یہودی علماء کے پاس یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجے کہ تورات اور انجیل کے یہ علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ یہودی علماء نے ان سے کہا کہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوالات کیجئے۔ اگر وہ ان کا صحیح جواب دے دیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، اور اگر وہ صحیح جواب نہ دے سکے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کا نبوت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ ان نوجوانوں کا وہ عجیب واقعہ بیان کریں جو کسی زمانے میں شرک سے بچنے کے لئے اپنے شہر سے نکل کر کسی غار میں چھپ گئے تھے۔ دوسرے اس شخص کا حال بتائیں جس نے مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کا سفر کیا تھا۔ تیسرے ان سے پوچھیں کہ روح کی حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں شخص مکہ مکرمہ واپس آئے، اور اپنی برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تین سوال پوچھے۔ تیسرے سوال کا جواب تو پچھلی سورت (۸۵:۱۷) میں آ چکا ہے۔ اور پہلے دو سوالات کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں غار میں چھپنے والے نوجوانوں کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے، انہی کو "اصحاب کہف" کہا جاتا ہے۔ (توضیح القرآن)

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ اِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاک ذات ہے ف۱ جو لے گیا اپنے بندے (محمد) کو راتوں رات مسجد

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

حرام سے اس مسجد اقصٰے تک کہ جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں ف۲

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا

تا کہ ہم اس کو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونے بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے اور ہم نے

مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

عطا فرمائی موسٰی کو کتاب اور ہم نے اس کو ٹھہرایا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ② ؕ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا

کہ نہ بناؤ میرے سوا کسی کو کارساز (تم) ان کی نسل ہو کہ جن کو ہم نے (کشتی پر) چڑھایا

مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ③ وَقَضَیْنَآ اِلٰی

نوح کے ساتھ بیشک وہ بندہ شکر گزار تھا۔ اور ہم نے صاف کہہ سنایا ہے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد کرو گے ملک میں

ف۱ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تصدیق:

نیز مستدرک حاکم میں اسناد صحیح اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرت ﷺ بیت المقدس جا کر واپس آئے تو صبح کو لوگوں سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور کفار دوڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے جا کر کہا کہ تمہیں کچھ اپنے رفیق اور دوست کی بھی خبر ہے۔ آپ کا دوست یہ کہتا ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ابوبکرؓ نے کہا۔ کیا واقعی آپ ﷺ نے یہ بات کہی ہے لوگوں نے کہا ہاں کہی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ ہاں میں تو بیت المقدس سے بھی دور کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپ ﷺ صبح شام جو آسمانوں کی خبریں بیان کرتے ہیں (جو بیت المقدس سے بھی دور ہیں اور بعید از عقل بھی ہیں) ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی تصدیق کی وجہ سے انکا نام صدیق رکھا گیا اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار بھی اس کی تصدیق کر دیتے کہ خواب میں اکثر دور دور کے شہروں کی سیر کر ہی لیا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر و تفسیر درمنثور و خصائص کبریٰ) لہٰذا اب جو معراج جسمانی کا انکار کرے وہ خود سمجھ لے کہ وہ کس گروہ سے ہے۔

ف۲ دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے اور اس سے خود اس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولٰی مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اس کے آس پاس میں بوجہ انبیاء کے مدفون ہونے کی برکت ہے تو جہاں انبیاء نے عبادتیں کی ہوں اور وہ انبیاء کا قبلہ بھی رہا ہو وہ جگہ خود کیسی مبارک ہو گی کیونکہ دفن ہونے میں صرف جسم کا تعلق ہے اور محل عبادت اور قبلہ ہونے میں جسم اور روح دونوں کا تعلق ہے۔ پس اس طرح مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہو گئی۔

مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ④ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولٰهُمَا

دو مرتبہ اور ضرور بڑی زیادتی کرو گے ف۱ جب آیا ان فسادوں میں سے پہلے کا

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا

وعدہ تو ہم نے اٹھا کھڑے کئے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے تو وہ پھیل پڑے

خِلٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

شہروں میں اور وعدہ پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تم کو (دوبارہ)

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِينَ وَجَعَلْنٰكُمْ

ان پر غلبہ دیا اور تمہاری مدد کی مال سے اور بیٹوں سے اور تم کو بنا دیا بڑے جتھے والا

أَكْثَرَ نَفِيرًا ⑥ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ ۖ وقف

(اور کہہ دیا) کہ اگر بھلائی کرو گے تو بھلا کرو گے اپنا اور اگر برائی کی تو بھی

وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْأٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا

اپنی ! پھر جب دوسرے (فساد) کا وعدہ آیا (تو ہم نے پھر دوسرے بندوں کو

وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

اٹھا کھڑا کیا) تاکہ وہ تمہارے منہ اداس کر دیں ف۲ اور گھس پڑیں مسجد میں جیسے پہلی بار گھس گئے تھے

وَّلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ⑦ عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ ج

اور ویران کر دیں سب جگہ غالب ہو پوری ویرانی نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے

وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِينَ حَصِيرًا ⑧

اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے بنایا ہے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ

ف۱ بنی اسرائیل کا دوہرا فساد:
تورات میں یا کسی دوسری آسمانی کتاب میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ یہ قوم (بنی اسرائیل) دو مرتبہ ملک میں سخت خرابی پھیلائے گی اور ظلم و تکبر کا شیوہ اختیار کر کے سخت تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کریگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑا۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ شاہ روم کا تسلط:
پھر جب بنی اسرائیل بیت المقدس میں لوٹ آئے اور سب اموال و سامان بھی قبضہ میں آ گیا تو پھر معاصی اور بداعمالیوں کی طرف لوٹ گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کردیا۔ آیت فاذ اجاء وعد الاخرۃ لیسو اوجوھکم سے یہی مراد ہے شاہ روم نے ان لوگوں سے بری اور بحری دونوں راستوں پر جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کیا اور پھر تمام اموال بیت المقدس کی طرف ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسۃ الذہب میں رکھدیا یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی پھر ان کو بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع کر دیں گے۔ (الحدیث بطولہ رواہ القرطبی فی تفسیر) بیان القرآن میں ہے کہ دو واقعے جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے اس سے مراد دو شریعتوں کی مخالفت ہے پہلے شریعت موسوی کی مخالفت اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد شریعت عیسویہ کی مخالفت ہے۔
(معارف القران از مفتی اعظم)

منزل ۴

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ

بیشک یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو جونیکیاں کرتے ہیں اس بات کی

اَجْرًا كَبِیْرًاۙ۹ وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ اور اس بات کی کہ جو لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۠۱۰ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے دردناک عذاب۔ اور آدمی دعا مانگنے لگتا ہے برائی کی جس طرح

دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۱۱ وَ جَعَلْنَا

دعا مانگتا ہے بھلائی کی اور انسان بڑا جلد باز ہے ف۱ اور ہم نے بنائے

الَّیْلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ جَعَلْنَاۤ

رات اور دن (قدرت کے) دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ

اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا

(روشن) دکھلانے والا تاکہ تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (یعنی معاش)

عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ

اور تاکہ جانو برسوں کی گنتی اور حساب۔ اور ہر چیز ہم نے

تَفْصِیْلًا۱۲ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖؕ

بہ تفصیل بیان کر دی ہے۔ اور ہر آدمی کی قسمت ہم نے لگا دی ہے اس کی گردن میں

ف۱ حضور ﷺ کی دُعاء: واقدی نے مغازی میں حضرت عائشہؓ کے کسی آزاد کردہ غلام کی وساطت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قیدی کو ساتھ لے کر حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس کی بڑی نگرانی رکھنا (کہیں بھاگ نہ جائے) حضرت عائشہؓ کسی عورت سے باتیں کرنے میں قیدی کی طرف سے غافل ہوگئیں، قیدی بھاگ گیا، رسول اللہ تشریف لائے اور قیدی کے متعلق دریافت فرمایا، حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے

ع۱ خلاصہ رکوع ۱

واقعہ معراج کے مبارک سفر کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا۔ قرآن کی برکات بیان کی گئیں۔

معلوم نہیں (وہ کہاں گیا) میں ذرا اس کی طرف سے غافل ہوئی کہ وہ نکل گیا، حضور والا نے (ناراض اور غضبناک ہو کر (فرمایا اللہ تیرا ہاتھ کاٹ دے، یہ فرما کر باہر تشریف لے گئے اور ملزم کے پیچھے آدمیوں کو دوڑایا لوگ اس کو پکڑ لائے پھر آپ اندر تشریف لائے حضرت عائشہؓ بستر پر (بیٹھی) اپنے ہاتھ کو الٹ پلٹ کر رہی تھیں۔ فرمایا، کیوں کیا بات ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا میں آپ کی بددعا (کا اثر ظاہر ہونے) کا انتظار کر رہی ہوں، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ میں ایک انسان ہوں دوسرے انسانوں کی طرح مجھے بھی رنج ہوتا ہے اور غصہ آتا ہے، میں جس مومن مرد یا مومن عورت کے لیے کوئی بددعا کروں تو میری بددعا کو اس کے لیے (گناہوں سے) پاکی اور طہارت (کا سبب) بنا دے۔ واللہ اعلم۔

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور ہم اس کو نکال دکھائیں گے قیامت کے دن نامہ (اعمال) کہ اس کو کھلا ہوا دیکھ لے گا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ؕ

(اور ہم کہیں گے کہ) پڑھ لے اپنا اعمال نامہ تو ہی کافی ہے آج اپنا حساب لینے والا

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

جو راہ پر آیا تو بس اپنے ہی نفع کے لئے راہ پر آیا ہے اور جو کوئی بہکا تو بس

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

اپنے ہی بُرے کو بہکتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اور ہم نہیں

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ

عذاب دیا کرتے جب تک نہ بھیج لیں کوئی رسول۔ ف۱ اور جب ہم چاہتے ہیں کہ

اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا

کسی بستی کو ہلاک کریں! حکم کرتے ہیں اس کے خوش حال لوگوں کو تو وہ اس جگہ نافرمانی

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ

کرتے ہیں پھر اس پر ثابت ہو جاتا ہے حکم (عذاب) تو ہم اس کو اٹھا کر اکھاڑ مارتے ہیں۔ اور ہم نے

اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

ہلاک کر مارا کتنی ہی امتوں کو نوح کے بعد۔ اور کافی ہے تیرا پروردگار

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اپنے بندوں کے گناہ جاننے دیکھنے کو جو شخص دنیا کا طالب ہو

ف۱ اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جن قوموں کو رسول کی اصلاً خبر نہیں پہنچی وہ کفر اور گناہوں پر معذب نہ ہوں گے چنانچہ بعض کا یہی مذہب ہے اور بعض اس کے قائل ہیں کہ جن عقائد اور اعمال کی قباحت عقل سے معلوم ہو سکتی ہے اور تامل و غور کا زمانہ بھی ملا اور قباحت معلوم بھی ہو گئی پھر ایسے عقائد و اعمال کے مرتکب ہوں یا قباحت معلوم نہیں ہوئی مگر زمانہ غور و تامل کا ملا اور کسی سبب سے ادراک و تامل کی تحریک ہوئی مگر غور نہ کرنے کی وجہ سے قباحت کا ادراک نہ ہوا ان لوگوں کو رسول کے نہ آنے کی صورت میں بھی عذاب ہو گا وہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بھی رسول کے آنے کے مشابہ ہے کیونکہ پیغمبروں کے مبعوث ہونے کا فائدہ بھی اسی قدر ہے کہ ان کے ذریعہ سے عقائد اعمال کی قباحت معلوم ہو جاتی ہے یا غور و تامل کرنے کی تحریک ہو جاتی ہے تو اگر یہ باتیں رسول کے بغیر حاصل ہو جائیں تو پھر اس کے خلاف عمل کرنے پر عذاب ہو گا پس مطلب آیت کا ان علماء کے نزدیک یہ ہوا کہ کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ عقل یا نقل تنبیہ نہیں کر دیتے۔

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

ہم جلد دے دیتے ہیں اس کو اسی میں جتنا چاہیں جسے چاہیں پھر ہم نے ٹھہرا رکھی ہے

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا

اس کے لئے دوزخ اس میں داخل ہو گا برے حالوں

مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

راندہ (درگاہ) ہو کر ؎۱ اور جس نے آخرت چاہی اور اس کے لئے کوشش کی

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

جو کوشش اس لائق تھی اور وہ ایمان (بھی) رکھتا ہو تو یہی ہیں جن کی کوشش

مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ

مقبول ہے ؎۲ ۔ ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں ان کو اور ان کو تیرے پروردگار کی بخشش!

رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

اور تیرے پروردگار کی بخشش بند نہیں ہے دیکھ ہم نے

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

کیسی برتری دی بعض کو بعض پر۔ اور البتہ آخرت بڑھ کر ہے درجوں میں

دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

اور بڑھ کر ہے برتری میں۔ نہ مقرر کر اللہ کے ساتھ دوسرا

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ

معبود ورنہ بیٹھ رہے گا مذموم بے کس ہو کر۔ اور قطعی حکم دے دیا تیرے رب

؎۱ مہلت بھی ملتی ہے: یعنی ضروری نہیں کہ ہر عاشق دنیا کو فوراً ہلاک کر دیا جائے نہیں۔ ہم ان لوگوں میں سے جو صرف متاع دنیا کیلئے سرگرداں ہیں، جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں اپنی حکمت و مصلحت کے موافق دنیا کا سامان دے دیتے ہیں تا کہ ان کی جدوجہد اور فانی نیکیوں کا فانی پھل مل جائے اور اگر آخری سعادت مقدر نہیں تو شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ دوزخ کے ابدی جیل خانہ میں دھکیل دیے جائیں گے۔

؎۲ غرض قبول عمل کی تین شرطیں ہوئیں ۱۔ نیت درست کرنا ۲۔ عمل موافق شرع ہونا ۳۔ عقیدہ صحیح کرنا ان کے بغیر عمل مقبول نہیں آگے بتلاتے ہیں کہ کافروں پر دنیوی نعمتیں ہونا یہ علامت ان کے اعمال مقبول ہونے کی نہیں کیونکہ دنیوی نعمتیں مقبولین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔

خلاصہ رکوع ۲

انسانی فطرت کو ذکر کیا گیا اور رات و دن کی حکمت کو بیان کیا گیا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا مکلف ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ قوموں کی بربادی کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ دنیا اور آخرت کیلئے سعی کرنیوالوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

ع ۲ / ۱۲ ۲

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا

نے کہ کسی کو نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک (کرو) اگر

یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ

پہنچ جاویں بڑھاپے کو تیرے سامنے والدین میں سے ایک یا دونوں تو ان کو ہوں بھی

لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾

نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور کہہ ان سے تعظیم کی بات۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

اور جھکا دے ان کے آگے عاجزی کا بازو نیاز سے۔ اور کہہ!

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ

اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے۔

نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّا

ف تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم سعادت مند ہو گئے تو وہ رجوع لانے

بِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ

والوں کو بخشتا ہے اور دے قرابت دار کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ

اور مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر بیشک فضول خرچ

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار

ف والدین کیلئے دعائے رحمت

مسئلہ: والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کیلئے رحمت کی دعا ظاہر ہے لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا اس نیت سے جائز ہوگی کہ ان کو دنیوی تکلیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو مر جانے کے بعد ان کیلئے دعا رحمت جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

نافرمانی کی سزا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام گناہوں میں سے اللہ جو گناہ چاہے گا معاف فرما دے گا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے۔ کیونکہ زندگی میں مرنے سے پہلے ہی (ماں باپ کی نافرمانی کی سزا) اللہ تعالیٰ دیدیتا ہے۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور اول الذکر حدیث ابن عساکر نے بھی ذکر کی ہے۔ طبرانی نے ضعیف سند سے اور حاکم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام گناہوں میں سے جس گناہ کو اللہ چاہتا ہے قیامت پر (اس کے عذاب یا مغفرت کو) ٹال دیتا ہے، سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے ماں باپ کی نافرمانی کی سزا تو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں فوراً دیدیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ

کا بڑا ہی نا شکر ہے اور اگر تو منہ پھیرے ان (غرباء) سے اپنے

رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا

پروردگار کے فضل کے انتظار میں جس کی توقع رکھتا ہو تو ان کو کہہ دے نرمی کی بات اور نہ

تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن سے اور نہ اس کو کھول دے بالکل کھولنا کہ

الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ

پھر بیٹھ رہے ملامت کیا ہارا ہوا بیشک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا

رزق جسے چاہے اور وہی تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو

بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ

جانتا دیکھتا ہے۔ وا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے۔

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو۔ بیشک ان کا مار ڈالنا

كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ

بڑی خطا ہے۔ اور نہ پاس جاؤ زنا کے بیشک وہ بے حیائی ہے

وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ

اور بری راہ ہے۔ اور نہ قتل کرو اس جان کو جو حرام کر دی اللہ نے

وا زکوٰۃ ادا کرو قرابت والوں کا حق ادا کرو:

بنو تمیم کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ! میں مالدار آدمی ہوں اور اہل وعیال کنبے قبیلے والا ہوں، تو مجھے بتلایئے کہ میں کیا روش اختیار کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ الگ کر اس سے تو پاک صاف ہو جائے گا۔ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کر سائل کا حق پہچانتا رہ اور پڑوسی اور مسکین کا بھی۔ اس نے کہا حضور! اور تھوڑے الفاظ میں پوری بات سمجھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کر اور بے جا خرچ نہ کر۔ اس نے کہا حسبی اللہ۔ اچھا حضور! جب میں آپ کے قاصد کو زکوٰۃ ادا کردوں تو اللہ و رسول کے نزدیک میں بری ہو گیا؟ آپ نے فرمایا ہاں جب تو نے میرے قاصد کو دیدیا تو تو بری ہو گیا اور تیرے لئے اجر ثابت ہو گیا۔

ع ۳ / ۸ — خلاصہ رکوع ۳

۴ حقوق العباد میں والدین کے حقوق و آداب ذکر فرمائے گئے اور دیگر اہل قرابت سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی۔ خرچ میں میانہ روی کی تعلیم دی گئی۔

حدیث قدسی میں ہے میرے بعض بندے وہ ہیں کہ فقیری ہی کے قابل ہیں اگر میں انہیں امیر بنادوں تو ان کا دین تباہ ہو جائے اور میرے بعض بندے ایسے ہیں جو امیری ہی کے لائق ہیں اگر میں انہیں فقیر بنادوں تو ان کا دین بگڑ جائے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ بعض لوگوں کے حق میں امیری خدا کی طرف سے ڈھیل کے طور پر ہوتی ہے اور بعضوں کے لئے فقیری بہ طور عذاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں سے بچائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ
مگر حق پر۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے دیا ہے اس کے ولی کو
سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
غلبہ پس نہ زیادتی کرے قتل میں بیشک اس کو مدد دی گئی ہے
وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ
اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسی طرح پر کہ بہتر ہو
حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ
یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار۔ بیشک عہد
كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا
کی باز پرس ہوگی اور پورا بھر دو پیمانہ جب ماپ کرو اور تو لو
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ
سیدھی ترازو سے ف۱ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام
تَاْوِیْلًا ﴿۳۵﴾ وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ
اچھا ہے۔ اور نہ پیچھے ہو اس بات کے کہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔ بیشک کان
وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾
اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ گچھ ہونی ہے ف۲
وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ
اور نہ چل زمین میں اکڑتا ہوا ہرگز تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین اور نہ پہنچے گا

ف۱ ناپ تول میں کمی نہ کرو: یعنی جھونک نہ مارو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا انتظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آ چکا ہے ان کا بڑا عملی گناہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ تین اعضاء کی تخصیص کی وجہ: مذکورہ تین اعضاء کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے کیا کہ یہی آلات علم ہیں، اکثر محسوسات کا علم آنکھ سے ہوتا ہے یا کان سے اور غیر محسوس چیزوں کا ادراک تو صرف دل سے ہی ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)
یہاں کان، آنکھ اور دل کی تخصیص شاید اس بناء پر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حواس اور دل کا شعور وادراک اسی لئے بخشا ہے کہ جو خیال یا عقیدہ دل میں آئے ان حواس اور ادراک کے ذریعہ اس کو جانچ سکے کہ یہ صحیح تو اس پر عمل کرے اور غلط ہے تو باز رہے جو شخص ان سے کام لئے بغیر بے تحقیق باتوں کی پیروی میں لگ گیا اس نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناشکری کی۔

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

پہاڑوں تک لمبا ہو کر۔ ف۱ ان سب خصلتوں میں جو جو بری ہے

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ

سب تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہے۔ یہ منجملہ ان کے ہیں جو وحی کی تیری جانب تیرے پروردگار

مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

نے حکمت سے اور نہ مقرر کر اللہ کے ساتھ دوسرا

فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ

معبود کہ ڈال دیا جائے گا جہنم میں ملامت کیا ہوا دھکیلا گیا۔ کیا تم کو خاص کیا

رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ

تمہارے پروردگار نے بیٹوں کے لئے اور خود فرشتوں میں سے بیٹیاں لیں

اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا

بیشک تم بڑی بات کہتے ہو اور ہم نے طرح طرح سے سمجھایا اس

الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ

قرآن میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور انکی نفرت ہی بڑھتی ہے۔ کہہ دے کہ اگر

مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ

ہوتے اللہ کے ساتھ اور معبود جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو اس وقت ضرور ڈھونڈ نکالتے

سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾

مالکِ عرش تک کوئی راہ وہ پاک ہے اور بالا ہے ان کی باتوں سے بہت دور

ف۱ یعنی زور سے پاؤں رکھنے کے لئے کم ازکم اتنی قوت ہونی چاہئے کہ زمین کو پیر مار کر پھاڑ سکے اور اکڑنے اور تننے کے لئے کم ازکم اتنی قوت تو ضروری ہے کہ پہاڑ کے برابر لمبا ہو جائے جب اس سے عاجز ہے تو پھر قوت اور قدرت کی صورت بنانا اور اترانا عبث ہے اور جن چیزوں پر انسان قادر ہی ہے ان پر بھی حقیقۃً قدرت نہیں رکھتا پس تکبر ہر کام میں مذموم ہوا اب یہ شبہ نہ رہا کہ اس علت سے اختیاری باتوں میں تکبر کا جائز ہونا موہوم ہوتا ہے۔

متکبر ذلیل ہوں گے:

عمرو بن شعیب کے دادا راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی طرح (حقیر و ذلیل بنا کر) آدمیوں کی صورتوں میں اٹھایا جائے گا کہ ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ ان کو بولس نام کی جہنم میں داخل کیا جائے گا، سب سے بڑی آگ ان پر مسلط ہوگی اور طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کا نچوڑ ان کو پلایا جائے گا۔ رواہ الترمذی۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا وہ بندہ برا ہے جو اتراتا اور تکبر کرتا ہے اور اللہ برتر و بزرگ کو بھول جاتا ہے، رواہ الترمذی۔

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۱۰

معاشی تنگی کے خوف سے قتل اولاد اور زنا، قتل و غارت، مال یتیم کو کھانے اور بدعہدی جیسے امور کو ذکر فرمایا گیا۔ لین دین میں ناپ تول میں کمی سے منع کیا گیا۔ بے تحقیق بات کی پیروی متکبرانہ چال جیسے امراض سے ممانعت فرمائی گئی۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ

اسی کی تسبیح کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں ف۱ (سب)

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی

تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ

تسبیح کو سمجھتے نہیں بیشک وہ بُرد بار بخشنے والا ہے اور جب تو قرآن

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

پڑھتا ہے تو ہم کر دیتے ہیں تیرے اور ان لوگوں کے درمیان

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے ایک پردہ پوشیدہ۔ اور کر دیتے ہیں ان کے دلوں کے اوپر

اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ

پردے تاکہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی اور جب تو ذکر کرتا ہے

رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

پروردگار کا قرآن میں تنہا کا بھاگ جاتے ہیں اپنی پیٹھ کی جانب نفرت کرکے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ

ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ سنتے ہیں جس وقت کان لگاتے ہیں

اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

تیری طرف اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جس وقت کہتے ہیں یہ ستمگار کہ (لوگو!) بس تم تو ایک مرد کے

ف۱ کوئی بزبان حال اور بزبان قال دونوں سے کوئی صرف زبان حال سے چنانچہ فرشتے اور مومن جن و انسان زبان قال سے بھی پاکی بیان کرتے ہیں اسی طرح بے جان اور بے عقل چیزیں اور کفار صرف زبان حال سے کیونکہ ان کا وجود اور وجود کے سب لوازمات حق تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں جو سب کا موجد ہے اور اس طرح کی تسبیح حالی موجودات کی اور اقسام میں بھی عام ہے ہر چیز کی حالت سے خالق جل وعلا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے اور بے جان اور بے عقل چیزوں کی تسبیح قولی بھی احادیث سے ثابت اور کشف سے مؤید ہے رہا یہ وسوسہ کہ تسبیح کے لئے علم اور علم کے لئے حیات چاہیے اور یہ جمادات میں نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی قدر علم اور کسی قدر حیات ہو اور ہم کو محسوس نہ ہو تو اس میں کیا استحالہ ہے۔

تسبیح چھوڑنا موت ہے:

میمون بن مہران کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں ایک کوا پیش کیا گیا جس کے بازو سمٹے ہوئے تھے آپ نے اس کے بازوؤں کو پھیلایا اور فرمایا کسی شکار کو بھی نہیں شکار کیا جاتا اور کسی درخت کو بھی نہیں کاٹا جاتا مگر اسی وقت جب کہ وہ تسبیح خوانی کھو چکا ہو زہری کی روایت سے اسی طرح منقول ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

خاصیت: آیت ۴۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

پیچھے پڑے ہوئے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ دیکھ! کیسی بیان کرتے ہیں تیرے لئے کہاوتیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا

تو یہ لوگ گمراہ ہوئے پس رستہ نہیں پا سکتے۔ ول اور کہتے ہیں کہ کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾

ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے از سر نو پیدا کر کے۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

کہہ دے! تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جو تمہارے خیال میں بڑی ہو (پھر بھی تو جی اٹھو گے)

فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي

اس پر کہیں گے کہ ہم کو دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ کہہ دے کہ وہی

فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ

جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا! تو یہ لوگ سر مٹکانے لگیں گے تیرے آگے

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾

اور کہیں گے! یہ کب ہوگا! کہہ دے شاید نزدیک ہی ہوگا

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ

جس دن اللہ تم کو بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ بس

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ

تم تھوڑے ہی دنوں رہے اور کہہ دے میرے بندوں سے کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو۔

ول ابو جہل، اخنس اور

ابو سفیان کا تبصرہ:

سیرۃ محمد بن اسحاق میں ہے کہ ابو سفیان بن حرب، ابو جہل بن ہشام، اخنس بن شریق رات کے وقت اپنے اپنے گھروں سے کلام اللہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سننے کیلئے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں رات کو نماز پڑھ رہے تھے یہ لوگ آ کر چپ چپاتے چھپتے لگتے اِدھر اُدھر بیٹھ گئے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی رات کو سنتے رہے فجر ہوتے وقت یہاں سے چلے اتفاقاً راستے میں سب کی ملاقات ہو گئی، ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگ اب سے یہ حرکت نہ کرنا ورنہ اور لوگ تو بالکل اسی کے ہو جائیں گے لیکن رات کو پھر یہ تینوں آ گئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر قرآن سننے میں رات گزاری، صبح واپس چلے، راستے میں مل گئے پھر سے کل کی باتیں دہرائیں اور آج پختہ ارادہ کیا کہ اب سے ایسا کام ہرگز کوئی نہ کرے گا تیسری رات پھر بھی ہوا اب کے انہوں نے کہا آؤ عہد کر لیں کہ اب نہیں آئیں گے چنانچہ قول و قرار کر کے جدا ہوئے صبح کو اخنس اپنی لاٹھی سنبھالے ابو سفیان کے گھر پہنچا اور کہنے لگا ابو حنظلہ مجھے بتلاؤ تمہاری اپنی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کیا ہے؟ اس نے کہا ابو ثعلبہ جو آیتیں قرآن کی میں نے سنی ہیں ان میں سے بہت سی آیتوں کا تو مطلب معنی میں بیان کیا لیکن بہت سی آیتوں کی مراد مجھے معلوم نہیں ہوئی اخنس

خلاصہ رکوع ۵

وحدانیت خداوندی کی دلیل اور شرک کی تردید فرمائی گئی۔ منکرین کی قرآن نے ہدایت نہ پانے کی وجہ ذکر فرمائی گئی کہ ان میں نور بصیرت ختم ہو چکا ہے۔ کفار کے اقوال کا جواب دیا گیا بعث بعد الموت کو ذکر کیا گیا۔

ع ۵ ۱۲ ۵

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ

شیطان نزاع ڈالتا ہے لوگوں میں بیشک شیطان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ

انسان کا کھلا دشمن ہے ۔ تمہارا پروردگار تمہارے حال سے خوب واقف ہے اگر

يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

چاہے تم پر رحم فرماوے یا اگر چاہے تم کو عذاب دے۔ اور ہم نے تجھ کو ان

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ف۱ ۔ اور تیرا پروردگار (ان کے حال سے) خوب واقف ہے جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ

اور زمین میں ہے۔ اور ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر

وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

اور عطا فرمائی داؤد کو زبور کہہ دے بلا لو جن کو تم (شریک خدا) سمجھتے ہو

مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا

اللہ کے سوا۔ تو وہ نہ تم سے تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ

تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

بدل سکیں گے۔ وہ لوگ کہ جن کو کافر پکارتے ہیں تلاش کرتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

وسیلہ کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ف۲ اور امید رکھتے ہیں اس کی رحمت کی اور ڈرتے ہیں اس کے

نے کہا واللہ میرا بھی یہی حال ہے یہاں سے ہو کر اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا سنئے شرافت و سرداری کے بارے میں ہمارا بنو عبد مناف سے مدت کا جھگڑا چلا آتا ہے انہوں نے کھلایا ہم نے بھی کھلانا شروع کر دیا انہوں نے سواریاں دیں، ہم نے بھی انہیں سواریوں کے جانور دیئے انہوں نے لوگوں کے ساتھ سلوک کئے اور انہیں انعامات دیئے ہم نے بھی ان سے پیچھے رہنا پسند نہ کیا اب جب کہ ان تمام باتوں میں وہ اور ہم برابر رہے اس دوڑ میں جب وہ بازی لے جا نہ سکے تو جھٹ سے انہوں نے کہا کہ ہم میں نبوت ہے ہم میں ایک شخص ہے جس کے پاس آسمانی وحی آتی ہے اب بتاؤ اس کو ہم کیسے مان لیں؟ واللہ نہ اس پر ہم ایمان لائیں گے نہ کبھی اُسے سچا کہیں گے اس وقت اخنس اسے چھوڑ کر چل دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۱ جب آپ باوجود نبوت کے ذمہ دار نہیں تو دوسرے کیونکر ذمہ دار ہو سکتے ہیں پھر اس قدر در پے ہونا اور سختی سے کام لینا کیا ضرور اور مراد اس سے بے ضرورت سختی کرنا ہے جیسا کہ اکثر مباحثات میں ہوتی ہے ورنہ ضرورت اور مصلحت کے موقعہ پر اس سے زیادہ لڑائی تک کی اجازت ہے۔

ف۲ شانِ نزول:

بخاری میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے ۔ وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ

عذاب سے۔ بیشک تیرے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے اور کوئی

قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

بستی نہیں مگر ہم اس کو ہلاک کریں گے قیامت سے پہلے یا اس کو عذاب دیں گے

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

سخت عذاب۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور کوئی (وجہ) اس بات سے ہم کو نہ مانع ہوئی کہ ہم نے نشانیاں بھیج دیں مگر یہی کہ اس کو

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ

اگلوں نے جھٹلایا۔ اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی نشانی پھر انہوں نے اس پر ظلم کیا۔

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ

اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کو بھیجا کرتے ہیں اور (وہ وقت یاد کر) جب ہم نے تجھے کہہ دیا

رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ

کہ تیرے پروردگار نے گھیر لیا ہے لوگوں کو (کسی سے نہ ڈر) اور وہ دکھاوا جو ہم نے تجھ کو دکھایا

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ

تو بس اس کو لوگوں کا امتحان ٹھہرایا ف۱۔ اور (اسی طرح) وہ درخت جس پر لعنت کی گئی ہے قرآن میں

وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں تو انکی بڑی شرارت ہی بڑھتی ہے اور یاد کر جب ہم نے کہا

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے حکم بن عاص کی اولاد کو منبر پر بندروں کی طرح (اچھلتے) دیکھا اور اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ یعنی اس آیت میں جس خواب کا ذکر ہے اس کا تعلق حکم اور اس کی اولاد سے ہے (حکم اس کا بیٹا مروان اسکے بیٹے عبدالملک وغیرہ سارے لوگوں کے لیے فتنہ تھے اور خلافت پر قابض ہو گئے تھے۔ یہ بات رسول اللہ کو دکھائی دی گئی تھی) حضرت سہلؓ بن سعد، یعلی بن مرۃ، حضرت حسینؓ بن علیؓ، حضرت عائشہؓ اور سعید بن مسیب کی روایت سے بھی اسی سے ملتی جلتی حدیث آئی ہے۔

حضرت امام حسینؓ راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صبح کو کچھ غمگین تھے سبب دریافت کرنے پر فرمایا، میں نے دیکھا کہ میرے اس منبر پر گویا بنی امیہ باری باری سے آ رہے ہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ فکرمند نہ ہوں یہ دنیا ہے جو ان کو مل جائے گی۔ اس پر آیت وما جعلنا الرؤيا التى اريناک الا فتنة للناس نازل ہوئی۔ اس روایت کے بموجب لفظ فتنہ سے مراد ہوگا بنی امیہ کے دور اقتدار میں بدعات اور فسق و فجور کا پھیل جانا۔ یہ حدیث شیخ ابن جریر نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی بیان کی ہے اس روایت کے بموجب حدیث کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنی فلاں (یعنی بنی امیہ) کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں (کبھی ایک آتا ہے کبھی دوسرا) حضور ﷺ کو اس خواب سے دکھ ہوا اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

شیطان سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کو بیان فرمایا گیا۔ مشرکین کے عقائد کی تردید فرمائی گئی۔ فرمائشی معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ کے بارے میں تسلی دی گئی۔

ع ۶/۸/۶

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ

سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سبھی نے سجدہ کیا مگر ابلیس! بولا کہ کیا میں ایسے شخص کو

ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ

سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا کہنے لگا! بھلا دیکھ تو یہی وہ شخص ہے جس کو تو نے

كَرَّمْتَ عَلَیَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

مجھ پر بزرگی دی اگر تو مجھ کو مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ کاٹ دوں

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ

اس کی سب اولاد کی سوائے چند کے اللہ نے فرمایا! جا (دور ہو) سو جو ان میں سے

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳

تیری پیروی کرے گا تو دوزخ تم سب کی سزا ہے پوری سزا۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

اور بہکا لے ان میں جن کو تو بہکا سکے اپنی آواز سے اور کھینچ لا ان پر

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ

اپنے سوار اور ف۱ پیادے اور ان سے اپنا ساجھا لگا مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴

اور اولاد میں ف۲ اور ان سے وعدے کر اور کچھ نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مگر دغا بازی۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں اور تیرا پروردگار

ف۱ شیطان کا سامان:
بعض روایات میں آیا ہے کہ ابلیس نے عرض کیا اے رب تو نے انبیاء بھیجے اور (ان کے پڑھنے کو) کتابیں نازل کیں، میرے پڑھنے کے لیے کیا (مقرر کیا) ہے، اللہ نے فرمایا شعر، ابلیس نے عرض کیا میری تحریر (رسم خط) کیا ہوگی، فرمایا (اعضاء جسم کو) گودنا (گویا گودنا اور گدوانا شیطانی تحریر اور رسم خط ہے) ابلیس نے کہا میرے پیغامبر کون ہیں؟ فرمایا کاہن، عرض کیا میرے رہنے کا مقام کونسا ہے، فرمایا حمام (جہاں لوگ برہنہ غسل کرتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں) عرض کیا میرے بیٹھنے کا مقام کہاں ہے، فرمایا بازاروں میں۔ عرض کیا میرا کھانا کیا ہے فرمایا وہ چیز جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ عرض کیا میرے پینے کی چیز کیا ہے، فرمایا ہر نشہ آور چیز، عرض کیا میرا جال کونسا ہے، فرمایا عورتیں، عرض کیا میرا سامان (تفریح) کیا ہے، فرمایا باجے۔ (تفسیر مظہری)
شیطان کو دشمن کی فوج سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ایک فوج میں سواروں کے بھی دستے ہوتے ہیں، اور پیدل چلنے والے دستے بھی، اسی طرح شیطان اپنی ایک فوج رکھتا ہے جس میں شریر جنات اور انسان شامل ہیں، یہ سب مل کر انسانوں کو بہکانے میں شیطان کی مدد کرتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۲ اس میں اشارہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مال و دولت اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف حاصل کرتا یا انہیں ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے مال اور اولاد میں شیطان کا حصہ لگا لیا ہے۔ (توضیح القرآن)

وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ

کارساز بس ہے۔ تمہارا پروردگار وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیاں دریا میں ۱

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا

تا کہ تم تلاش کرو اس کا فضل (یعنی معاش) بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔ اور جب

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ

تم کو تکلیف پہنچتی ہے دریا میں! گئے گزرے ہو جاتے ہیں جن کو تم پکارتے تھے

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾

مگر وہی (خدا یاد آتا ہے) پھر جب تم کو بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو تم پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ناشکرا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

تو کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ اللہ تم کو دھنسا دے خشکی کی جانب میں یا تم پر بھیج دے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ

آندھی پھر تم اپنا کوئی کارساز نہ پاؤ یا تم نڈر ہو گئے

اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

کہ پھر تم کو دریا میں لے جائے دوسری بار پھر بھیجے تم پر سخت

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا

جھونکا ہوا کا پھر تم کو غرق کر دے تمہاری ناشکری کی سزا میں پھر

تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

تم نہ پاؤ اپنا ہم پر اس کا دعویٰ کرنے والا! ۲ ہم نے عزت دی بنی آدم کو

---

۱ عکرمہ کا مسلمان ہونا:
فتح مکہ کے وقت جب کہ ابوجہل کا لڑکا عکرمہ حبشہ جانے کے ارادے سے بھاگا اور کشتی میں بیٹھ کر چلا۔ اتفاقاً کشتی طوفان میں پھنس گئی بادِ مخالف کے جھونکے اسے پتے کی طرح ہلانے لگے، اس وقت کشتی میں جتنے کفار تھے سب ایک دوسرے سے کہنے لگے، اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی کچھ کام نہیں آنے کا اسی کو پکارو۔ عکرمہ کے دل میں اسی وقت خیال آیا کہ جب تری میں صرف وہی کام کرسکتا ہے تو ظاہر ہے کہ خشکی میں بھی وہی کام آسکتا ہے۔ خدایا میں نذر مانتا ہوں کہ تو نے مجھے اس آفت سے بچالیا تو میں سیدھا جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا اور یقیناً وہ مجھ پر مہربانی اور رحم و کرم فرمائیں گے (ﷺ)۔ چنانچہ سمندر سے پار ہوتے ہی وہ سیدھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر تو اسلام کے پہلوان ثابت ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ یعنی اس معاملے میں نہ کوئی ہم سے کسی قسم کی باز پرس کرسکتا ہے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو کیوں ہلاک کیا، اور نہ کوئی ہمارے فیصلے کو ٹالنے کیلئے ہمارا پیچھا کرنے کی طاقت رکھتا ہے (توضیح القرآن)

وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ان کو سواری دی خشکی اور دریا میں اور انہیں کھانے کو دیں ستھری چیزیں

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ

اور ہم نے ان کو فضیلت دی اپنی پیدا کی ہوئی بہتیری مخلوق پر بزرگی۔ ف۱ جس دن

نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

ہم بلائیں گے ہر فرقے کو ان کے پیشوا کے ساتھ تو جسے اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں

بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

دیا گیا پس وہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامہ اعمال اور تاگے برابر بھی ان پر

فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

ظلم نہ ہوگا۔ اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

اندھا اور راہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہے ف۲ اور یہ لوگ تو تجھ کو بچلانے ہی لگے تھے

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

اس چیز سے جو ہم نے تیری طرف وحی بھیجی تاکہ تو باندھ لاوے ہم پر اس کے سوا

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

اور اس وقت تجھ کو سچا دوست بنا لیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے تجھ کو

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ

ثابت رکھا! تو بھی جھکنے لگ ہی جاتا انکی طرف تھوڑا سا۔ ایسا ہوتا تو ہم تجھ کو ضرور چکھاتے دونا عذاب

خلاصہ رکوع ۷

قصہ تخلیق آدم علیہ السلام اور اس ضمن میں شیطان کی بغاوت کو ذکر فرمایا گیا۔ زمینی اور آسمانی لحاظ سے قدرت خداوندی کو ذکر کیا گیا۔ انسانی فضیلت کہ اس کو مسجود ملائکہ بنایا گیا۔ ع ۷

ف۱ انسانی برتری کے دو پہلو: (۱) انسان کو جو عزت اور کرامت عطا فرمائی وہ دو قسموں کی ہے ایک کرامت جسمانی اور دوسری کرامت روحانی کرامت جسمانی تمام انسانوں کو حاصل ہے جس میں مومن کافر سب شریک ہیں کرامت جسمانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا خمیر تیار کیا اور خود دست قدرت اس کو بنایا۔ (۲) اور احسنِ تقویم میں اس کو پیدا کیا تمام کائنات میں سب سے زیادہ خوب صورت اس کو بنایا (۳) اور معتدل القامت اس کو بنایا۔ (۴) پکڑنے اور کھانے کے لئے انگلیاں بنائیں (۵) اور چلنے کو پیر بنائے (۶) اور مردوں کو داڑھی اور عورتوں کو گیسوؤں سے زینت بخشی (۷) اور عقل اور تمیز دی (۸) اور بولنے کے لئے زبان عطا کی (۹) اور قلم سے اس کو لکھنا سکھایا (۱۰) اور اسباب معیشت میں اس کی راہنمائی کی۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

ف۲ قرآن مجید کی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال کفار کو دیا جائے گا اس کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ داہنے ہاتھ میں اہل ایمان کو دیا جائے گا۔ خواہ وہ گناہ گار ہوں یا نیک ہوں پھر خوش ہو کر جو وہ نامہ اعمال کو پڑھیں گے گناہ گاروں کو یہ خوشی ایمان کی ہوگی جس کی وجہ سے ہمیشہ کے عذاب سے اس کو نجات لازم ہے گو بعض اعمال پر سزا بھی ہو جائے۔

الحیوۃ وضعف الممات ثم لا تجد لک علینا نصیرا ﴿٧٥﴾

زندگی کا اور دونا عذاب موت کا۔ پھر تو ہمارے مقابلہ میں کسی کو مددگار نہ پاتا۔

وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک

اور وہ لوگ تو تجھ کو بچلانے ہی لگے تھے اس زمین سے تاکہ تجھ کو اس سے نکال دیں

منھا واذا لا یلبثون خلفک الا قلیلا ﴿٧٦﴾ سنۃ

اور اس وقت نہ رہنے پاویں گے تیرے پیچھے مگر چند (روز) یہی دستور

من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا

پڑا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے ہم نے بھیجے اور تو ہمارے دستور میں

تحویلا ﴿٧٧﴾ ع اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق

ردوبدل ہوتا نہ پائے گا نماز قائم رکھ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے

الیل وقران الفجر ان قران الفجر کان مشھودا ﴿٧٨﴾

اندھیرے تک اور قرآن پڑھ فجر کو بیشک قرآن فجر (یعنی نماز صبح) میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھ (یہ) تیرے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تجھے کھڑا کرے گا

ربک مقاما محمودا ﴿٧٩﴾ وقل رب ادخلنی مدخل

تیرا پروردگار مقام محمود میں ف۱ اور کہہ! اے میرے پروردگار مجھ کو داخل کر

صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من

اچھا داخل کرنا اور مجھے نکال اچھا نکالنا ف۲ اور میرے لئے بنا اپنے پاس سے غلبہ

ف۱ مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے اور شفاعت کبریٰ وہ ہے جس میں تمام خلائق کے حساب و کتاب شروع ہونے کی شفاعت ہوگی۔ صحاح میں مقام محمود کی یہی تفسیر آئی ہے اور بعض روایات میں جو اس کی تفسیر میں شفاعۃ لامتی آیا ہے کہ مقام محمود میری امت کی شفاعت ہے اس سے ماسوا امت کی نفی مقصود نہیں ہے یہاں تک عبادت کا حکم اور آخرت کے متعلق بشارت تھی آگے تفویض کا حکم ہے کہ اپنے سب کام خدا کے حوالہ کرو۔

خلاصہ رکوع ۸

قیامت کی منظر کشی فرمائی گئی کہ اصل رسوائی اسی دن کی ہے۔ کفار و مشرکین کی بعض عداوتوں کو ذکر فرمایا گیا جو وہ دین حق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے۔ عصمت رسالت کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پیغمبر علیہ السلام کو کفار کی چالوں سے محفوظ رکھا۔ کفار کی دنیاوی اقتدار سے عداوت کو ذکر کیا گیا کہ یا آپ کو مکہ شہر میں رہنے نہ دیں گے۔

ع ۸/۷/۸

ف۲ شان نزول:

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اس میں لفظ مدخل اور مخرج داخل ہونے اور خارج ہونے کی جگہ میں اسم ظرف ہے اور ان کے ساتھ صفت صدق بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ یہ نکلنا اور داخل ہونا سب اللہ کی مرضی کے مطابق خیر و خوبی کے ساتھ ہو کیونکہ لفظ صدق عربی زبان میں ہر ایسے فعل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو ظاہر اور باطنا درست اور بہتر ہو قرآن کریم میں قدم صدق اور لسان صدق اور مقعد صدق کے الفاظ اسی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

مدد گار اور کہہ دے کہ دین حق آیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا بیشک باطل

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

تو نیست و نابود ہونے ہی والا تھا۔اور ہم قرآن میں سے وہ آیتیں نازل کرتے ہیں

مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ

جو شفاء اور رحمت ہیں ایمان والوں کے لئے اور گنہگاروں کو

اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ

تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم انعام کرتے ہیں انسان پر (تو) منہ پھیرتا اور

نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ

پہلو تہی کرتا ہے۔اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے (تو) آس توڑ دیتا ہے۔کہہ دے کہ ہر ایک

يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى

اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ پھر تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ

سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

راہ یاب ہے۔ اور لوگ تجھ سے دریافت کرتے ہیں روح کی حقیقت!

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا

کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہےاور تم کو بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے۔اور اگر ہم چاہیں

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

تو لے جائیں جو تیری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے ف۱ پھر تو نہ پائے اپنے لئے

ف۱

شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ یہ قرآن اٹھالیا جائے گا۔ پوچھا گیا کیسے اٹھالیا جائے گا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ثبت کردیا ہے اور ہم نے مصاحف میں لکھ دیا ہے۔

فرمایا قرآن رات میں اٹھالیا جائے گا کوئی ایک آیت بھی کسی کے دل اور مصحف میں باقی نہ رہے گی۔ لوگ صبح اٹھیں گے تو ان میں قرآن کا کوئی حصہ بھی موجود نہ ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

"ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک" امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ قرآن اٹھالیا جائے گا کسی کے مصحف میں جو آیت ہوگی اٹھالی جائے گی۔ (حوالہ تفسیر درمنثور)

خلاصہ رکوع ۹

ع ۹

نماز کی تاکید اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز تہجد پڑھنے کا حکم دیا گیا اور روز محشر امت کیلئے شفیع ہونا بیان کیا گیا۔ قرب ہجرت کے موقع پر ایک جامع دعا سکھائی گئی۔ حق کا غالب آنا اور باطل کے مغلوب ہونے کی بشارت دی گئی۔ قرآن پر عمل کرنیوالوں کیلئے یہ سراسر رحمت ہے جبکہ منکرین ومخالفین سراسر نقصان وخسارہ میں پڑے رہیں گے۔ غفلت اور مایوسی سے منع فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۸۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ

اس کے لانے کو ہم پر کوئی کارساز مگر تیرے پروردگار کی مہر ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بیشک اس کا تجھ

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ

پر بڑا فضل ہے۔ ف۱ کہہ دے! اگر جمع ہو جائیں آدمی

وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

اور جن اس بات پر کہ (بنا) لاویں اس قرآن جیسا (تب بھی) نہ لاسکیں گے

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

ایسا قرآن اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو ف۲۔ اور ہم نے طرح طرح سے بیان کی

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر مثال سو اکثر

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ

لوگ کفر کئے بغیر نہ رہے اور بولے کہ ہم تو تیرا ہرگز یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ

لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ

تو بہا نکالے ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ۔ یا تیرے لئے ایک باغ ہو

نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾

کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو بہالے اس کے بیچ میں نہریں چلا کر۔

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ

یا ہم پر آسمان گرادے جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا

ف۱ امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت زیاد بن لبید کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ نے بعض چیزوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا ایسا اس وقت ہوگا جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کیسے جاتا رہے گا ہم قرآن پڑھیں گے اور اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور ہماری اولاد اپنے بچوں کو پڑھائے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک چلتا رہے گا۔ فرمایا زیاد تجھ پر تیری ماں روئے، میں تو تجھے مدینہ کے دانشمند آدمیوں میں سے سمجھتا تھا، کیا یہودی اور عیسائی توریت و انجیل نہیں پڑھتے لیکن توریت و انجیل کے احکام پر عمل نہیں کرتے (یہی حالت مسلمانوں کی ہوجائے گی) ترمذی نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

ف۲ آیت کا شانِ نزول: سعید یا عکرمہؓ کی وساطت سے ابن جریر اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ارکان جماعت کے نام راوی نے بیان کیے تھے اور عرض کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کس طرح کر سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں (یعنی قرآن) اس میں توریت کی طرح ہم کو کوئی ربط نظر نہیں آتا ہم پر کوئی ایسی کتاب اتارو جس کو ہم پڑھیں اور (اس کی حقانیت و صداقت کو) پہچان لیں، ورنہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے ایسا تو ہم بھی پیش کر سکتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ

لے آئے اللہ اور فرشتوں کو مقابل یا ہو جائے تیرے لئے کوئی گھر

مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

طلائی یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہم ہرگز بھی تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ

جب تک تو ہم پر ایک کتاب اتار کر نہ لاوے گا جس کو ہم پڑھ لیں۔ کہہ دے سبحان اللہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ

میں تو ایک بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا ہوں اور بس۔ ف۱ اور لوگوں کو نہیں مانع ہوئی

يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ

ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آچکی مگر یہی بات کہ لگے کہنے کیا اللہ نے

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

بشر کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا ہے۔ کہہ دے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے کہ چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

اطمینان سے۔ تو ہم ان پر اتارتے آسمان سے کوئی فرشتہ پیغمبر (بنا کر)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ وہ اپنے بندوں کے

خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

حال سے دانا بینا ہے اور جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پانے والا ہے اور جسے

ف۱ بے سروپا معاندانہ سوالات کا پیغمبرانہ جواب: آیات مذکورہ میں جو سوالات اور فرمائشیں رسول اللہ ﷺ سے اپنے ایمان لانے کی شرط قرار دے کر کی گئیں وہ سب ایسی ہیں کہ ہر انسان ان کو سنکر ایک قسم کا تمسخر اور ایمان نہ لانے کا بیہودہ بہانے کے سوا کچھ نہیں سمجھ سکتا ایسے سوالات کے جواب میں انسان کو فطرۃً غصہ آتا ہے اور جواب بھی اسی انداز کا دیتا ہے۔ مگر ان آیات میں ان کے بیہودہ سوالات کا جو جواب حق تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے کہ ان سب کے جواب میں نہ ان کی بے وقوفی کا اظہار کیا گیا نہ ان کی معاندانہ شرارت کا نہ ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص خدا کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہونا چاہئے یہ تخیل غلط ہے رسول کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے اللہ تعالیٰ ان کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتے ہیں مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار سے ہوتا ہے رسول کو خدائی کے اختیارات نہیں ملتے۔ رسول صرف انسان نہیں بلکہ اس میں ایک شان ملکیت کی بھی ہوتی ہے اس کی وجہ سے جنات کو بھی مناسبت ان سے ہو سکتی ہے (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۱۰

ع ۱۰

کفار کی طرف سے کئے گئے سوالات میں سے روح کے بارہ میں فرمایا گیا کہ یہ امر ربی ہے۔ قرآن کی حقانیت اور بے مثال کلام ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ کفار ایمان لانے کیلئے کیسی کیسی شرطیں لگاتے ہیں۔ انہیں بیان کیا گیا۔

يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ‌ ؕ وَنَحۡشُرُهُمۡ

وہ گمراہ کرے پھر تو ہرگز نہ پائے گا ان کے لئے کوئی مددگار اللہ کے سوا۔ اور ہم ان کو اٹھائیں گے

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا‌ ؕ

قیامت کے دن انکے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے۔ ف۱ ان کا

مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ ؕ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا‏ ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ

ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب بجھنے لگے گی ہم ان پر اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ اُن کی سزا ہے

بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

اس لئے کہ وہ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کہ کیا جب ہم ہڈیاں

ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا‏ ﴿۹۸﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ

اور ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے نئے بنا کر! کیا اُنھوں نے یہ نہیں

الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ

دیکھا کہ جس اللہ نے آسمان و زمین پیدا کئے (وہ) اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا کر دے

مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ

ان جیسے! اور اس نے مقرر کر رکھی ہے ان کے لئے ایک میعاد جس میں کچھ شبہ نہیں' سو ظالم

اِلَّا كُفُوۡرًا‏ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوۡ اَنۡـتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ

انکار کئے بدوں نہ رہے' کہہ دے کہ اگر تمہارے اختیار میں ہوتے میرے پروردگار

رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ‌ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ

کی رحمت کے خزانے تو ضرور تم بند کر رکھتے خرچ ہو جانے کے ڈر سے۔ اور انسان بڑا

ف۱ اندھے، گونگے، بہرے ہونے کا مطلب:

اندھے گونگے بہرے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی صورت ان کے سامنے نہیں آئے گی جس کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور کوئی ایسا عذر بیان نہ کر سکیں گے جو قابل قبول ہو اور کوئی خوش کن مسرت آفریں بات ان کے کانوں میں نہیں پڑے گی۔ کیونکہ آیات قدرت اور نشانہائے عبرت کو دیکھنے سے ان کی آنکھیں اندھی تھیں۔ کلام حق سننے سے ان کے کان بہرے تھے اور کلمہ حق بولنے سے ان کی زبانیں گونگی تھیں۔ بغوی نے حضرت ابن عباس کی طرف اس تفسیر کی نسبت کی ہے۔ (حضرت ابن عباسؓ کی اس تشریح کا حاصل یہ ہے کہ اندھا گونگا بہرا ہونے سے یہ مراد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ دیکھ سکیں گے، نہ بول سکیں گے نہ سن سکیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں وہ آیات و ہدایات کو چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے تھے اور کلمہ حق کو گوش قبول سے نہیں سنتے تھے اور کلام حق زبانوں پر نہیں لاتے تھے، اسی طرح قیامت کے دن وہ کوئی جاذب قلب شکل نہیں دیکھیں گے کوئی صداء مسرت آفریں نہیں سنیں گے اور کوئی قابل قبول عذر زبانوں سے نہ پیش کر سکیں گے۔ (تفسیر مظہری)

النصف

قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ

سنگدل ہے۔ ف۱ اور بیشک ہم نے دی موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں تو پوچھ !

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِذۡ جَآءَہُمۡ فَقَالَ لَہٗ فِرۡعَوۡنُ

بنی اسرائیل سے جب موسیٰ ان کے پاس آیا تو کہا اس سے فرعون نے

اِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ

کہ میرے گمان میں تو اے موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے۔ موسیٰ نے کہا! تو جان چکا ہے کہ یہ معجزے کسی

مَاۤ اَنۡزَلَ ہٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ

نے نہیں اُتارے مگر آسمان اور زمین کے پروردگار نے دلیلیں (بھیجی ہیں)

وَ اِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّہُمۡ

میرے گمان میں اے فرعون! تو ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ پھر فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو نکال

مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰہُ وَ مَنۡ مَّعَہٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾ۙ

دے اس زمین سے تو ہم نے ڈبو دیا اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو !

وَّ قُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ

اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہ تم بسو زمین میں

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾ؕ وَ بِالۡحَقِّ

پھر جب آئے گا آخرت کا وعدہ ہم لے آئیں گے تم کو سمیٹ کر۔ اور سچائی کے ساتھ

اَنۡزَلۡنٰہُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا

ہم نے قرآن اُتارا اور سچائی ہی کے ساتھ اترا اور ہم نے تجھ کو بس خوشی اور ڈر سنانے

خلاصہ رکوع ۱۱

رسالت کے بارہ میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ روز محشر ہدایت سے محروم لوگوں کی حالت بیان کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور انسانی فطرت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱۱ / ۱۱

ف۱ نبوت اللہ کا فیض ہے: یعنی ایک بندہ کو ایسی عظیم الشان رحمت اور عدیم النظیر دولت سے سرفراز فرمانا، اسی جواد حقیقی اور وہاب مطلق کی شان ہو سکتی ہے جس کے پاس رحمت کے غیر متناہی خزانے ہوں۔ اور کسی مستحق کو زیادہ سے زیادہ دینے میں نہ اس کو اپنے تہی دست رہ جانے کا خوف ہو، نہ اس کا اندیشہ کہ دوسرا ہم سے لے کر کہیں مدمقابل نہ بن جائے یا آگے چل کر ہمیں دبا نہ لے۔ خداوند قدوس تھڑدلے انسان کی طرح (العیاذ باللہ) تنگ دل واقع نہیں ہوئے جیسا اگر فرض کرو خزائن رحمت کا مالک مختار بنا دیا جائے تب بھی اپنی طبیعت سے بخل و تنگ دلی نہ چھوڑے اور کسی مستحق کو دینے سے اس لئے گھبرائے کہ کہیں سارا خرچ نہ ہو جائے اور میں خالی ہاتھ رہ جاؤں یا جس پر آج خرچ کرتا ہوں کل میری ہمسری نہ کرنے لگے۔ بہرحال اگر رحمت الٰہیہ کے خزانے تمہارے قبضہ میں ہوتے تو تم کسے دینے والے تھے اور کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ مکہ و طائف کے بڑے متکبر دولتمندوں کو چھوڑ کر وحی و نبوت کی یہ بیش بہا دولت "بنی ہاشم" کے ایک "دریتیم" کو مل جائے۔ یہ حق تعالیٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی استعداد و قابلیت دیکھی اسی کے مناسب کمالات و انعامات کے خزانے انڈیل دیئے۔ تمہارے تعنت و تعصب سے خدا کا فضل رکنے والا نہیں۔ محمد ﷺ کے طفیل میں جو خزائن آپ کے اتباع کو ملنے والے ہیں مل کر رہیں گے اور پیغمبر علیہ السلام اور انکے پیرو دریادلی سے اس دولت کو بنی نوع انسان پر خرچ کریں گے تمہاری طرح تنگ دلی نہیں دکھائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

۱۳

وَّنَذِيْرًا ﴿١٠٥﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

والا بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا تا کہ تو اس کو پڑھے لوگوں پر

عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا

ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اس کو رفتہ رفتہ اتارا کہہ دے کہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان پر تو جب یہ پڑھا جاتا ہے

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں سجدے میں۔ اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار!

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ ضرور ہونا ہے۔ اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں

يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ

روتے ہوئے ۱؎ اور زیادہ ہوتی ہے ان کی عاجزی! کہہ دے کہ تم اللہ کو پکارو

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ

یا رحمٰن کو ۲؎ جو (کہہ کر) پکارو گے تو اس کے سارے نام

الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

اچھے ہیں! اور اے محمد نہ اپنی نماز چلا کر پڑھ اور نہ اس کو چپکے پڑھ

وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور ڈھونڈ اس کے بیچ میں راہ۔ ۳؎ اور کہہ! ہر تعریف اللہ ہی کو (سزا وار ہے)

وقف لازم

۱؎ سو جس کتاب کا جس نبی پر نازل کرنے کا وعدہ پہلی کتابوں میں کیا تھا اس کو پورا کر دیا اور یہ سجدہ میں گرنا بطور شکر کے ہے کہ وعدہ سابقہ پورا ہوا یا تعظیم کے لئے ہے کہ قرآن سن کران پر ہیبت طاری ہوتی ہے یا مجازاً سجدہ سے کمال اطاعت وخشوع مراد ہے اور سجدہ چہرہ کے بل ہوتا ہے مگر ٹھوڑی کے بل کہنا بطور مبالغہ کے ہے کہ اپنے چہرے کو زمین اور خاک سے اس قدر لگا دیتے ہیں کہ ٹھوڑی زمین سے لگنے کے قریب ہو جاتی ہے۔

۲؎ چوری سے امان

درج ذیل آیت چوری سے امان ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے اخیر تک۔ (صابونی)

۳؎ دل زندہ

(مسجع) جس نے صبح یا شام کو قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے اخیر تک پڑھ لیا اس کا دل اس پورے دن اور پوری رات میں روحانی طور پر مردہ نہ ہوگا (بلکہ زندہ اور تازہ اور ہشاش بشاش رہیگا۔ (مسند الفردوس للدیلمی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے واسطے اس کے قدموں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندی تک ایک ایسا نور ظہور پذیر ہوگا جو اس قاری کے لیے قیامت کے دن روشنی اور چمک پیدا کرے گا اور دو جمعوں کی درمیانی مدت میں اس شخص سے جتنے بھی صغیرہ گناہ سرزد ہوں گے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے (ابن مردویہ)

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ

جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے کمزوری کے باعث اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ کہف مکہ میں اتری اس میں ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

ہر تعریف اللہ کو (زیبا) ہے جس نے اتاری اپنے بندے (محمد) پر کتاب اور نہ رکھی

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

اس میں کجی! اس کو مستقیم بنایا تا کہ وہ ڈراوے ایک سخت عذاب سے جو (آنے والا ہے) اللہ کی طرف سے

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ

اور خوشخبری سنائے مسلمانوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی

لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

کہ ان کے لئے نیک اجر ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو ڈرائے جو لوگ

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا

کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے! نہ ان کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے

خلاصہ رکوع ۱۲

کفار کی عبرت کیلئے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ ذکر کیا گیا کہ اس کی بادشاہت اسے عذاب الٰہی سے نہ بچاسکی۔ قرآن کریم کی حقانیت کو ذکر فرمایا گیا اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا کہ بتدریج نزول قرآن میں کیا مصلحت ہے۔ قرآن جیسی نعمت کے ملنے پر سجدہ شکر بجالانے کا حکم دیا گیا اور توحید کی تعلیم وتحقیق پر اس سورہ کو مکمل فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ بنی اسرائیل

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر بادشاہ ظلم کرے گا اور یہ تعبیر بھی ہوسکتی ہے کہ وہ ایک قوم کے مکر سے محفوظ رہے گا اور وہ ایک فتنہ سے ڈرتا رہے گا حالانکہ وہ اس سے بری ہوگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

سورہ کہف کی فضیلت

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد میں حضرت ابوالدرداءؓ سے ایک روایت ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا، اور کتب مذکورہ میں حضرت ابوالدرداءؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں یہی مضمون سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کرنے کے متعلق منقول ہے۔

خاصیت: سورہ کہف فضائل وخواص آخر پارہ میں دیکھیں۔

لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ

باپ دادوں کو! بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے

يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى

نرا جھوٹ بکتے ہیں! وا تو (اے محمد) شاید تو اپنی جان ہلاک کر ڈالے گا

اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا

ان کے پیچھے اگر وہ اس بات کو نہ مانیں! غم کے مارے! ہم نے بنایا ہے

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اس کی رونق کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں

اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور ہم کر دیں گے جو کچھ زمین پر ہے

جُرُزًا ؕ ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

چٹیل میدان کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کتبہ والے و۲

كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ

ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے جب جا بیٹھے چند جوان اس غار میں

فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ

پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دے اپنے پاس سے رحمت اور مہیا کر ہمارے لئے کام

اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ

میں راہ یابی پھر ہم نے ان کے کان تھپک دیئے غار میں کئی برس گنتی کے

و۱ بہت بڑا کفر: کبرت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کفر کے اعتبار سے یہ (کفریہ) بات بڑی ہے۔ دوسرا معنی کبرت کا بہت ہے یعنی یہ بات بری ہے۔ کلمہ کا استعمال پورے کلام بلکہ پورے قصیدہ کے لئے بھی ہوتا ہے اس جگہ کلام (بات) ہی مراد ہے۔ بات کی آواز تو منہ سے ہی نکلتی ہے اس آیت میں تخرج من افواههم کا لفظ بڑھا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کی جرات کفر بہت زیادہ ہے کہ کلمہ کفر اپنے منہ سے (دانستہ) نکالتے ہیں۔ جھوٹ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اس بات کی واقع میں کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

و۲ یہ دونوں ایک ہی جماعت کے لقب ہیں رقیم لغت میں پہاڑ کو بھی کہتے ہیں چونکہ وہ غار پہاڑ میں تھا اس لئے ان کو اصحاب الکہف و اصحاب الرقیم دونوں کہتے ہیں اور بعض نے رقیم بمعنی مرقوم لیا ہے اور کہا ہے کہ لوگوں نے ان کے دوبارہ غار میں جانے کے وقت ان کے نام لکھ کر غار کے دہانہ پر لٹکا دیئے تھے اس لئے ان کو اصحاب الرقیم کہتے ہیں مگر کسی قوی روایت سے یہ بات ثابت نہیں اس لئے قرآن کی تفسیر کو اس پر مبنی نہیں کیا گیا البتہ اگر رقیم بمعنی مرقوم کی یہ وجہ بھی جائے کہ ان کا واقعہ بوجہ عجیب ہونے کے کتابوں میں لکھ لیا گیا تھا تو یہ وجہ پہلے سے زیادہ قریب ہے۔ (تسہیل بیان)

عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی

پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ دو گروہوں میں کس نے

لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ

خوب یاد رکھی ٹھہرنے کی مدت ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں ان کا حال ٹھیک!

اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّ رَبَطْنَا

وہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو زیادہ دی ہدایت ف۱ اور گرہ لگا دی

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ان کے دلوں پر جب وہ کھڑے ہوئے تو کہا کہ ہمارا پروردگار آسمان

وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ

و زمین کا پروردگار ہے ہم تو ہرگز نہ پکاریں گے اس کے سوا کوئی معبود اگر ایسا کریں تو ہم نے

اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ

جھوٹ بات کہی یہ ہماری قوم ہے انہوں نے پکڑ رکھے ہیں اللہ کے سوا اور معبود!

لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

یہ کیوں نہیں لاتے (ان کے معبود ہونے کی) کوئی کھلی سند۔ تو اس سے بڑھ کر

افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا

ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور (باہم کہنے لگے) جب تم کنارہ کش ہوئے ان کافروں

یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ

سے اور ان معبودوں سے جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو اب چل بیٹھو فلاں غار میں تاکہ پھیلا دے

خلاصہ رکوع ۱

نزول قرآن اور نبوت و رسالت کی دلیل کو ذکر کیا گیا۔ اعمال صالحہ اور مومنین کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔ منکرین کے عقائد باطلہ کو بیان کیا گیا۔ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ مشرکین کے اصحاب کہف کے بارہ میں کیا گیا سوال کا تفصیلی جواب شروع فرمایا گیا۔

ف۱ ایمان میں کمی اور زیادتی:

یہ اور اس جیسی اور آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر کے امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کرام کا مذہب ہے کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اس میں مرتبے ہیں جو یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ یہاں ہے ہم نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا، اور جگہ ہے والذین اھتدوا زادھم ھدی الخ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھ جاتی ہے الخ۔ اور آیت میں فاما الذین امنو فزادتھم ایمانا الخ ایمان والوں کے ایمان کو بڑھاتی ہے الخ۔ اور جگہ ارشاد ہے لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ایمان میں اور بڑھ جائیں اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ (ابن کثیر)

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

تم پر تمہارا پروردگار اپنی رحمت اور تمہارے لئے مہیا کر دے تمہارے کام اور آرام کا سبب

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

اور (اے مخاطب) تو دیکھے گا آفتاب کو کہ جب نکلتا ہے بچ کے جاتا ہے ان کے غار سے

ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ

داہنی طرف کو اور جب ڈوبتا ہے (تو) ان سے کترا جاتا ہے بائیں طرف کو

فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ

اور وہ غار کی کشادہ جگہ میں ہیں! یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے! ول جسے اللہ ہدایت دے

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا

وہی راہ پر آوے۔ اور جسے وہ گمراہ کرے تو ہرگز تو نہ پائے گا اس کا کوئی رفیق

مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ

راہ پر لانے والا اور (اے مخاطب) تو ان کو گمان کرے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ان کو کروٹیں

ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ

بدلواتے ہیں دائیں اور بائیں۔ اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہے اپنے دونوں ہاتھ

بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

چوکھٹ پر اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگے

وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا

اور ان سے تجھ میں ایک دہشت سما جائے وٹ اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا اٹھایا تا کہ آپس میں

ول کرامات حق ہیں:

علماء اہل سنت والجماعت نے قصہ اصحاب کہف سے کرامات اولیاء کے حق ہونے پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال ظاہر ہے جس میں کوئی تکلف نہیں کیوں کہ اس قصہ کے صریح لفظوں میں اصحاب کہف کی کئی کرامتوں کا ذکر ہے تین سو برس تک بغیر کھائے پیئے سوتے رہنا اور وسیع غار میں ہر وقت ان کا سایہ میں رہنا اور کسی وقت دھوپ کا نہ آنا اور آفتاب کا طلوع اور غروب کے وقت ان سے کترا جانا اور بھوک پیاس کی تکلیف سے محفوظ رہنا اور بغیر کھائے پیئے اتنی دراز مدت تک زندہ رہنا اور بغیر بیداری کے ان کا بیماری سے محفوظ رہنا اور بالکل تندرست رہنا یہ سب اللہ کی رحمتیں اور عنایتیں اور خداداد کرامتیں اور کرامات اولیاء کے صحیح اور درست ہونے پر آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ شاہد ہیں۔ (معارف کاندھلویؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۵ / ۱۴ اصحاب کہف کا تعارف اور حالات ذکر کیے گئے۔

وٹ غار کے اندر کا ماحول:

لو اطلعت علیهم لو لیت منهم فرارًا (اے مخاطب) اگر تو ان کو جھانک کر دیکھ پائے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جائے۔ یعنی تمہارا دل خوف زدہ ہو جائے گا اور اس میں رعب بھر جائے گا۔ خوف کی وجہ اس مقام کی وحشت اور سنسان پن ہے۔ کلبی نے کہا، اصحاب کہف کی آنکھیں بیدار آدمیوں کی طرح کھلی ہوئی ہیں، معلوم ہوتا ہے اب بولنے ہی والے ہیں (منظر بڑا خوف آگیں ہے) بعض کا قول ہے ان کے بال بڑھے ہوئے

بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا

پوچھ گچھ کریں ان میں سے ایک بولا کہ تم کتنی دیر (غار) میں ٹھہرے؟ وہ بولے

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ

ہم ٹھہرے ایک دن یا ایک دن سے کم! (پھر) کہا کہ تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جتنا ٹھہرے

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ

اچھا اب بھیجو اپنے میں ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کی جانب! پس وہ دیکھے

اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ

کون سا کھانا عمدہ ہے پھر تمہارے پاس لے آئے اس میں سے کھانا اور نرمی سے

وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝١٩ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

جاوے اور تمہاری خبر نہ ہونے دے کسی کو؟ اگر وہ لوگ تمہاری خبر پا جاویں گے

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا تم کو پھیر لے جائیں گے اپنے دین میں اور تب تمہارا ہرگز

اِذًا اَبَدًا ۝٢٠ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ

بھلا نہ ہوگا کبھی۔ ول اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تا کہ جان لیں کہ اللہ کا

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ڄ اِذْ

وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (آنی ہے) اس میں کچھ شبہ نہیں جب

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوْا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ

وہ جھگڑ رہے تھے باہم اپنی بات پر پھر کہنے لگے کہ بناؤ ان کے (غار) پر

اور ناخن لمبے ہو گئے ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اسی ہولنا کی اور رعب آگینی کی وجہ سے کوئی وہاں نہیں جا سکتا۔ اس مقام کی رعب آگینی مانع دخول ہے۔ یہی قول صحیح بھی ہے۔ سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، ہم معاویہؓ کی معیت میں روم کے جہاد کو گئے۔ راستہ میں اصحاب کہف کے غار کی طرف سے گزر ہوا۔ معاویہؓ بولے اگر (غار کے دہانہ پائ کی دیوار کو) کھول دیا جاتا تو ہم اصحاب کہف کو دیکھ لیتے۔ میں نے کہا وہ ذات جو آپ سے بہتر تھی اس کو بھی اس سے روک دیا گیا اللہ نے فرمادیا تھا، لو اطلعت علیھم لو لیت منھم فرارًا معاویہؓ نے میری بات نہیں سنی اور کچھ لوگوں کو دیکھنے کے لئے بھیج دیا وہ لوگ جب غار میں داخل ہوئے تو اللہ نے کوئی ہوا (زہریلی گیس) ایسی پیدا کر دی کہ سب جل گئے۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم۔ (تفسیر مظہری)

ول جس شہر میں حرام کھانے کی اکثریت ہو وہاں کیا کرے

مسئلہ: جس شہر یا جس بازار، ہوٹل میں اکثریت حرام کھانے کی ہو وہاں کا کھانا بغیر تحقیق کے کھانا جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس شہر یا جس بازار یا جس ہوٹل میں اکثریت حرام کھانے کی ہو وہاں کا کھانا بغیر تحقیق کے کھانا جائز نہیں

مسئلہ: اول یہ کہ مال میں شرکت جائز ہے کیونکہ یہ رقم سب کی مشترک تھی، دوسری یہ کہ مال میں وکالت جائز ہے کہ مشترک مال میں کوئی ایک شخص بحیثیت وکیل دوسروں کی اجازت سے تصرفات کرے، تیسرے یہ کہ چند رفیق اگر کھانے میں شرکت رکھیں یہ جائز ہے اگرچہ کھانے کی مقداریں عادۃً مختلف ہوتی ہیں کوئی کم کھاتا ہے کوئی زیادہ۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا

ایک عمارت۔ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے (اور) بولے وہ لوگ جن کا کام غالب تھا

عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

کہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے غار پر ایک مسجد اب (بعض لوگ) کہیں گے (اصحاب کہف)

ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

تین ہیں چوتھا ان کا کتا (بعض) کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے!

رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ

بے دیکھے انکل کے تکے چلاتے ہیں اور (بعض کہتے ہیں کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا! کہہ دے

رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڃ فَلَا تُمَارِ

میرا پروردگار ہی اُن کی گنتی خوب جانتا ہے اور ان کو تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں! تو (اے محمد) تو

فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ

ان کے بارے میں جھگڑا نہ کر مگر سرسری جھگڑا اور نہ پوچھ کچھ کر ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے

اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾

اور ہرگز نہ کہیو کسی کام کو کہ میں ضرور یہ کام کل کو کردوں گا! مگر یہ (کہو) کہ

اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓي

اللہ چاہے (تو کروں گا) اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب بھول جائے۔ اور کہہ! امید ہے کہ مجھ کو میرا

اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ

پروردگار سمجھا دے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف اور (اصحاب کہف) رہے اپنے غار میں

ف ان شاء اللہ کہنے کا حکم

آئندہ کسی کام کے کرنے کو کہنا ہو تو ان شاء اللہ کہہ کر اس کا اقرار کرلیا کریں کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت پر موقوف ہے اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ کہنا مستحب ہے دوسرے یہ معلوم ہوا کہ اگر بھولے سے بھی یہ کلمہ کہنے سے رہ جائے تو جب یاد آئے اسی وقت کہہ لے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاملات بیع و شرا اور معاہدات میں جہاں شرطیں لگائی جاتی ہیں اور شرط لگانا طرفین کیلئے معاہدہ کا مدار ہوتا ہے۔ وہاں بھی اگر معاہدے کے وقت شرط لگانا بھول جائے تو پھر جب بھی یاد آجائے شرط لگالے۔ اس مسئلہ میں بعض فقہاء کا اختلاف بھی ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ (معارف القرآن)

شانِ نزول:

ابن المنذر نے مجاہد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے قریش سے کہا تھا ان سے روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کرو۔ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوالات کیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کل میرے پاس آنا میں بتادوں گا لیکن ان شاء اللہ نہیں فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ اوپر دس روز تک کوئی وحی ہی نہیں آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑی بے چینی ہوگئی اُدھر قریش نے کہا تم جھوٹے ہو، اس موقع پر آیت مذکورہ نازل ہوئی

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۵ / ۱۵

اصحاب کہف کی نیند کی کیفیت کو بیان کیا گیا۔ نیند سے بیداری کے حالات اور نیند کے زمانہ میں باہم گفتگو کو ذکر کیا گیا۔ ایک کو شہر میں کھانا لانے کیلئے بھیجنے کو ذکر کیا گیا۔ اصحاب کہف کی تعداد کے بارہ میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے۔

کَہْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ

تین سو برس اور اس سے اوپر نو برس ف۱ اور! کہہ دے کہ اللہ ہی

اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ

خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے! اس کو (علم) غیب ہے آسمانوں اور زمین کا! وہ کیا دیکھنے والا ہے

بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ

اور کیا ہی سننے والا ہے۔ بندوں کا اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے

فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ

حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور پڑھ جو تیری طرف وحی ہوئی تیرے رب کی

رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڗ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾

کتاب سے! اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں! اور تو کہیں اس کے سوا جائے پناہ نہ پائے گا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

اور تھام رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ

وشام! چاہتے ہیں اُس کی رضامندی! ف۲ اور نہ ہٹیں تیری آنکھیں ان سے کہ تو طلب کرنے

تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

لگے زندگانی دنیا کی آرائش! اور نہ کہا مان اس کا جس کے دل کو ہم نے غافل بنا دیا

عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ

اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام حد سے گزرا ہوا ہے اور کہہ! یہ حق ہے

ف۱ اصحاب کہف کتنے دنوں تک سوتے رہے

جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار کہنے لگے کہ ہم تین سو برس کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اصحاب کہف اتنی مدت غار میں رہے۔ مگر ہم نو برس کو نہیں جانتے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ شمسی سال جوڑ رہے ہو اور قرآن مجید نے قمری سال کے حساب سے مدت بیان کی ہے اور شمسی سال کے ہر سو برس میں تین سال قمری بڑھ جاتے ہیں۔ (صاوی)

ف۲ شانِ نزول:

بغوی نے لکھا ہے کہ آیت مذکورہ بالا عیینہ بن حصین فزاری کے حق میں نازل ہوئی، مسلمان ہونے سے پہلے عیینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت کچھ نادار مسلمان خدمت گرامی میں بیٹھے ہوئے تھے جن میں سلمان فارسی بھی تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو پسینہ بھی آرہا تھا۔ عیینہ بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی بدبو سے دکھ نہیں ہوتا، ہم قبائل مضر کے سردار اور بڑے لوگ ہیں اگر ہم مسلمان ہوگئے تو سب لوگ مسلمان ہوجائیں گے لیکن ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے سے ایسے لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجودگی روکتی ہے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہٹا دیں تو ہم آپ کا اتباع کرنے لگیں گے یا ہمارے لئے ان سے الگ کوئی بیٹھنے کی جگہ مقرر کردیں اور ان کی مجلس ہم سے الگ کردیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

تمہارے پروردگار کی طرف سے پس جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے!

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ

ہم نے تیار کررکھی ہے ظالموں کے لئے آگ کہ گھیر رکھا ہے ان کو اس کی قناتوں نے۔ اور اگر

يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ

وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی ایسے پانی سے کی جاوے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند

الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہے بھون ڈالے گا مونہوں کو کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام۔ بیشک جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ ۚ اُولٰٓئِكَ

نیک عمل کئے ہم نہیں ضائع کرتے اس کا ثواب کہ جس نے بھلا کام کیا۔ یہی ہیں

لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

جن کے لئے ہیشگی کے باغ ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کو وہاں

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

مہین اور دبیز ریشم! وہاں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تختوں پر!

الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ

کیا اچھا بدلہ ہے اور کیا اچھا آرام اور ان سے بیان کرو ف۱ ان

ف۱ دو بھائیوں کا واقعہ:

ایک شخص کے دو بیٹے تھے دونوں کو باپ کی وراثت سے آٹھ ہزار دینار ملے دونوں نے تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لیا۔ ایک بھائی نے ایک ہزار دینار کی زمین خریدی، دوسرے نے ہزار دینار خیرات کردیئے اور کہا اے اللہ میرے بھائی نے ہزار دینار کی زمین خریدی ہے میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کی زمین خریدتا ہوں۔ اول شخص نے ہزار دینار صرف کرکے مکان بنایا دوسرے نے ہزار دینار غریبوں میں تقسیم کرکے دعا کی، اے اللہ! اس نے ہزار دینار خرچ کرکے مکان بنایا ہے میں تجھ سے جنت کے اندر ہزار دینار کا مکان خریدتا ہوں، پھر اول شخص نے ہزار دینار صرف کرکے ایک عورت سے شادی کرلی۔ اور دوسرے نے ہزار دینار راہ خدا میں دیکر کہا اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت کے اندر کسی جنت کی عورت سے میرا نکاح کردے پھر اول شخص نے ایک ہزار دینار خرچ کرکے باندی غلام اور گھر کا سامان خریدا اور دوسرے نے ہزار دینار خیرات کرکے اللہ سے جنت کے اندر خدام اور سامان ملنے کی درخواست کی۔

جب یہ دوسرا شخص سب مال خیرات کرچکا تو کچھ مدت کے بعد مال کی کوئی سخت ضرورت پیش آئی اور دل میں خیال کیا کہ مجھے بھائی کے پاس جانا چاہیے شاید اس کی طرف سے مجھے کچھ مل جائے یہ سوچ کر بھائی کے راستہ پر ایک طرف کو جا بیٹھا، اس

خلاصہ رکوع ۴

امور آئندہ کے بارہ میں ان شاء اللہ کہنے کی تعلیم دی گئی۔ اصحاب کہف کی مدت کے بارہ میں معاملہ سپرد خدا کرنے کی تعلیم دی گئی اور قصہ اصحاب کہف کو مکمل فرمایا گیا۔ آخر میں کفار کے انجام بد اور مومنین کیلئے جنت کی بشارت دی گئی۔

ع ۴
۱۶

مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ

دو شخصوں کی مثال جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دیئے اور ان کے گرداگرد پیدا کئے

وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ﴿۳۲﴾ كِلۡتَا

کھجور کے درخت اور پیدا کی دونوں کے بیچ میں کھیتی۔ دونوں باغ

الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـئًا ۙ وَّفَجَّرۡنَا

اپنے پھل لائے اور پھل میں کچھ کمی نہیں کی اور ہم نے جاری کی دونوں (باغوں) کے

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ

درمیان نہر! اور اس کے لئے بہتیرا پھل تھا تو وہ اپنے ہمنشیں سے بولا! اور وہ

يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ

اس سے باتیں کر رہا تھا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور بڑا باعزت ہوں جتھے کے اعتبار سے!

وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۙ ﴿۳۵﴾

اور وہ گیا اپنے باغ میں اور وہ اپنے اوپر آپ ظلم کر رہا تھا ف۱ بولا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ یہ باغ کبھی ہلاک ہو!

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ

اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت ہونے والی ہے اور (بالفرض) اگر میں لوٹایا بھی گیا اپنے پروردگار

لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ

کی طرف تو پاؤں گا اس باغ سے بہتر وہاں پہنچ کر! ف۲ اس سے کہا اس کے ہمنشیں نے! اور وہ اس

اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ خَلَقَكَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ

سے باتیں کر رہا تھا کہ کیا تو منکر ہو گیا اس ذات کا جس نے تجھ کو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے

طرف سے دولت مند بھائی اپنے خادموں کے جھرمٹ میں گزرا اور بھائی کو دیکھ کر پہچان لیا اور پوچھا کیا حال ہے اس شخص نے کہا مجھے ایک حاجت درپیش ہے اور مفلس ہو گیا ہوں آپ کے پاس کچھ بھلائی کی امید لے کر آیا ہوں دولت مند بھائی نے کہا تمہارے مال کا کیا ہوا، تقسیم کے وقت تم نے اپنا حصہ تو لے لیا تھا غریب بھائی نے اپنی سرگزشت بیان کر دی، دولت مند بھائی بولا، اچھا تو تم خیرات کرنے والوں میں شامل ہو گئے چلے جاؤ، میں کچھ نہیں دوں گا۔ غرض اس نے غریب کو دھتکار دیا آخر دونوں مر گئے اور ان ہی کے متعلق آیت فاقبل بعضهم علىٰ بعض يتساء لون نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ مال دار بھائی غریب بھائی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے مال کی سیر کرانے لے گیا اور گھما پھرا کر سب طرح کا مال دکھایا۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ تکبر کا نشہ:

یعنی شرک میں مبتلا تھا۔ کبر و غرور کا نشہ دماغ میں بھرا ہوا تھا۔ دوسروں کو حقیر جانتا تھا، اور خدا کی قدرت و جبروت پر نظر نہ تھی۔ نہ یہ سمجھتا تھا کہ آگے کیا انجام ہونے والا ہے۔ بس یہ ہی باغ اس کی جنت تھی جس کو آپ خیر سے ابدی سمجھتے تھے۔

ف۲ یعنی اب تو آرام سے گزرتی ہے اور میں نے سب انتظامات ایسے مکمل کر لئے ہیں کہ میری زندگی تک ان باغوں کے تباہ ہونے کا بظاہر کوئی کھٹکا نہیں۔ رہا بعد الموت کا قصہ، سو اول تو مجھے یقین نہیں کہ مرنے کے بعد ہڈیوں کے ریزوں کو دوبارہ زندگی ملے گی؟ اور ہم خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو یقیناً مجھے یہاں سے بہتر سامان وہاں ملنا چاہئے۔ اگر ہماری حرکات خدا کو ناپسند ہوتیں تو دنیا میں اتنی کشائش کیوں دیتا۔ گویا یہاں کی فراخی علامت ہے کہ وہاں بھی ہم عیش اڑائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ؕ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیۡ وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّیۡۤ

پھر تجھ کو مرد بنایا! لیکن میں تو (یہ عقیدہ رکھتا ہوں) کہ وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ

اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ

کسی کو شریک نہیں کرتا! اور تو نے کیوں نہیں کہا جب تو آیا اپنے باغ میں کہ جو اللہ نے چاہا (وہ ہوتا ہے) اور کچھ طاقت نہیں

اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى

مگر اللہ کی دی ہوئی وا ! اگر تو مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے کم ہوں مال اور اولاد میں تو کیا عجب ہے کہ

رَبِّیۡۤ اَنۡ یُّؤۡتِیَنِ خَیۡرًا مِّنۡ جَنَّتِكَ وَیُرۡسِلَ عَلَیۡهَا حُسۡبَانًا

میرا رب دیدے مجھ کو بہتر تیرے باغ سے اور اس تیرے باغ پر بھیج دے عذاب

مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِیۡدًا زَلَقًا ۙ﴿۴۰﴾ اَوۡ یُصۡبِحَ مَآؤُهَا

آسمان سے پس وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اس کا پانی

غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِیۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ

خشک ہو جائے پھر تو اس کو کسی طرح طلب نہ کر سکے وا۲ اور (عذاب سے) احاطہ کر لیا گیا اس کے

یُقَلِّبُ كَفَّیۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ فِیۡهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى

پھلوں کا تو وہ ہاتھ ملتا رہ گیا اُس لاگت پر جو اس میں لگائی تھی اور وہ باغ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا

عُرُوۡشِهَا وَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّیۡۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمۡ

پڑا تھا اور وہ شخص کہتا تھا اے کاش میں نہ شریک کرتا اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو! اور اس کی

تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ؕ﴿۴۳﴾

کوئی جماعت ایسی نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ وہ خود انتقام لے سکا۔

وا اچھی چیز دیکھنے کی دُعاء: بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی چیز دیکھی اور اس کے دل کو پسند آئی اور اس نے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ دیا تو پھر اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا (نہ نظر لگے گی نہ غیبی حوادث اس چیز پر آئیں گے) ابن السنی کی روایت میں صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ اس کو نظر نہیں لگے گی۔

بغوی نے ہشام بن عروہ کی روایت سے بیان کیا کہ عروہ کو جب اپنا کوئی مال پسند آیا اور عجیب معلوم ہوتا تھا یا اپنے کسی باغ میں داخل ہوتے تھے تو کہتے تھے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (تفسیر مظہری)

وا۲ یعنی پانی لانے اور نکالنے کی کوشش بھی نہ کر سکے ملنا تو بڑی دور ہے اور اس کافر کی اولاد کی نسبت کوئی بات نہیں کہی اس کی بے تکلف وجہ میرے خیال میں یہ ہے کہ اولاد کی راحت بھی مال کے ساتھ ہے جب مال نہیں ہوتا اولاد الٹا وبال جان ہو جاتی ہے اور کھیت کا بھی لفظوں میں ذکر نہیں کیونکہ اس کا مدار پانی پر ہے جب وہی نہ رہے گا تو کھیت بھی اجڑ جائے گا خلاصہ یہ ہوا کہ تجھ کو اس دولت و ثروت سے شبہ پڑ گیا ہے جو تیرے پاس ہے اور میرے پاس نہیں سو اس پر مدار رکھنا ہی غلط ہے کیونکہ اول تو یہاں ہی ممکن ہے کہ حالت برعکس ہو جائے ورنہ کبھی تو یہ ضرور فنا ہونے والی ہے اور آخرت کی نعمتیں کبھی فنا نہ ہوں گی اس لئے اعتبار وہاں کا ہے یہاں کا نہیں۔ (تسہیل بیان)

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۴۴ ع

اس جگہ (ثابت ہوا کہ) سب اختیار اللہ سچے کا ہے۔ وہی بہتر ثواب اور بہتر بدلا دینے والا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ

اور (اے محمد) ان سے بیان کر دنیا کی زندگی کی مثال پانی جیسی ہے کہ ہم نے

مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

اس کو آسمان سے اُتارا تو مل گئی پانی کے ساتھ زمین کی روئید گی

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

پھر آخر کار چورا ہو گیا کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر

مُّقْتَدِرًا ۴۵ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ

قادر ہے مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی آرائش ہیں اور باقی رہنے والی

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۴۶ وَيَوْمَ

نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب میں اور بہتر ہیں توقع کے اعتبار سے ف۱ اور جس دن

نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ

ہم چلا دیں گے پہاڑوں کو اور تو دیکھے گا زمین کو صاف نکلی ہوئی اور ہم جمع کریں ان کو

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۴۷ ۚ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

پھر ان میں سے نہ چھوڑیں کسی کو! اور پیش کئے جاویں تیرے رب کے رو برو صف بہ صف

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ

(ہم کہیں گے تم آ پہنچے ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم یہ گمان کرتے رہے کہ ہم تمہارے لئے

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۱۳ / ۱۷

کافر غنی اور مومن فقیر کی مثال سے دنیا کی بے ثباتی پر متنبہ کیا گیا۔

ف۱ فتنہ کے زمانہ کی دُعاء:

مسند احمد میں ہے کہ حضرت شداد بن اوسؓ ایک سفر میں تھے کسی جگہ اترے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ چھری لاؤ کھیلیں۔ حسان بن عطیہؒ کہتے ہیں میں نے اس وقت کہا کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی میں نے غلطی کی سنو اسلام لانے کے بعد سے لے کر آج تک میں نے کوئی کلمہ اپنی زبان سے ایسا نہیں نکالا جو میرے لئے لگام بن جائے بجز اس ایک کلمے کے پس تم لوگ اسے یاد سے بھلا دو اور اب جو میں کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب لوگ سونے چاندی کے جمع کرنے میں لگ جائیں تم اس وقت ان کلمات کو کثرت پڑھا کرو: اللھم انی اسئلک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسئلک شکر نعمتک واسئلک حسن عبادتک واسئلک قلبا سلیما واسئلک لسانا صادقا واسئلک من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب. یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنے کام کی ثابت قدمی اور نیکی کے کام کا پورا قصد اور تیری نعمتوں کی شکر گزاری کی توفیق طلب کرتا ہوں اور تجھ سے دعا ہے کہ تو مجھے سلامتی والا دل اور سچی زبان عطا فرما۔ تیرے علم میں جو بھلائی ہے میں اس کا خواستگار ہوں اور تیرے علم میں جو برائی ہے میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پروردگار ہر اس برائی سے میری توبہ ہے جو تیرے علم میں ہو۔ بے شک غیب داں تو ہی ہے۔

نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

کوئی وعدہ گاہ ہی نہ مقرر کریں گے۔ ف۱ اور (درمیان میں) رکھدیا جائے گا نامہ اعمال پھر تو گنہگاروں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا

دیکھے گا کہ ڈر رہے ہیں اس کے لکھے ہوئے سے اور کہتے ہیں کہ ہائے ہماری خرابی! یہ

الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ

کتاب کیسی ہے کہ نہ چھوڑتی ہے چھوٹے (گناہ) کو اور نہ بڑے کو مگر کہ اس کو گھیر لیا ہے!

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾

اور پائیں گے جو کچھ کیا تھا موجود! ف۲ اور نہ ظلم کرے گا تیرا پروردگار کسی پر

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا)

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ

وہ تھا جنات کی قسم میں سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے۔ تو (لوگو!) کیا تم دوست بناتے ہو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا؟ اور وہ تمہارے دشمن ہیں! برا بدلہ ہے

بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا

ستمگاروں کا۔ میں نے نہیں حاضر کیا شیاطین کو آسمان اور زمین کے پیدا کرتے وقت اور نہ

خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

خود ان کو پیدا کرتے وقت۔ اور میں گمراہوں کو مددگار بنانے والا نہیں ہوں

ف۱ ہر آدمی اپنی حالت میں مشغول ہوگا: طبرانی نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا، یہ تو بڑی خرابی ہوگی، ہم میں سے بعض بعض کو (برہنہ) دیکھیں گے۔ فرمایا لوگ اپنے ہی شغل میں ہوں گے حضرت ام سلمہؓ نے کہا وہ کس شغل میں ہوں گے۔ فرمایا اعمال نامے کھول کر (سامنے) لائے جائیں گے جن کے اندر چھوٹی چیونٹی کے برابر اور رائی کے دانہ کے برابر بھی اعمال کا اندراج ہوگا۔ بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بی بی نے کہا، ہم میں سے بعض بعض کی برہنگی کو دیکھیں گے فرمایا ہاں اس روز ہر شخص اپنے ہی حال میں ہوگا جو (دوسرے کی طرف دیکھنے سے) اس کو بے نیاز بنائے ہوگا۔

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ / ٥ / ١٨ دنیاوی زندگی کی بے ثباتی کی ایک اور مثال دی گئی۔ قیامت اور اس کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

ف۲ چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہ کرو

طبرانی نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے فارغ ہوگئے (اور واپس ہوئے) تو ہم ایک ویران بے آب وگیاہ مقام پر اترے جہاں کچھ بھی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو جو چیز بھی ملے وہ لے آئے یا جس کے پاس جو چیز موجود ہو وہ لے آئے، تھوڑی دیر ہی گزرنے پائی تھی کہ ہم نے (تھوڑا تھوڑا لاکر) ڈھیر کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا تم اس کو دیکھ رہے ہو، جس طرح تم نے (تھوڑا تھوڑا) جمع کر کے یہ ڈھیر کر دیا اسی طرح آدمی پر (چھوٹے چھوٹے) گناہوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ اس لئے تم میں سے ہر شخص پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اور چھوٹا بڑا کوئی گناہ نہ کرے (اور سمجھے کہ ہر گناہ شمار کر کے اس کے لئے مقام رکھا جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

اور جس دن اللہ فرمائے گا (کہ مشرکو!) پکارو میرے شریکوں کو جن کو تم (شریک) گمان کرتے تھے

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

سو یہ ان کو پکاریں گے تو وہ ان کو جواب بھی نہ دیں گے اور ہم کردیں گے ان کے درمیان ہلاکت کا سامان

النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ ع

اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو اور سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ

کوئی پھرنے کی جگہ نہ پائیں گے۔ اور ہم نے پھیر کر سمجھائی اس قرآن میں لوگوں کو کہاوت!

وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن

اور انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے ف۱ اور نہ روکا لوگوں کو اس بات سے کہ

يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ

وہ ایمان لے آویں جب کہ ان کے پاس ہدایت آچکی اور گناہ بخشوالیں اپنے پروردگار سے مگر اسی

سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ

بات (کے انتظار) نے کہ ان پر آپہنچے لوگوں کی رسم یا عذاب ان کے سامنے آموجود ہو اور ہم رسول

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں اور جھگڑے کرتے ہیں کافر

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي

جھوٹے! تاکہ اس کی وجہ سے حق کو لڑکھڑا دیں اور انہوں نے ہنسی ٹھہرا لیا میری آیتوں کو

ع ۷ / ۱۹

خلاصہ رکوع ۷

ابلیس کی شیطانیت اور اس کی خباثت و دشمنی کو ظاہر کیا گیا۔

ف۱ انسان کی جھگڑالو طبیعت:

یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور قسم قسم کی دلائل و امثلہ سے بچی باتیں سمجھاتا ہے مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کیے بغیر نہیں رہتا۔ جب دلائل کا جواب بن نہیں پڑتا تو مہمل اور دوراز کار فرمائشیں شروع کردیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت علیؓ کا بیان ہے ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے اور اپنی صاحبزادی کے پاس آپہنچے اور فرمایا تم دونوں رات کو نماز نہیں پڑھتے ہو (یعنی تہجد کی نماز یا نفل نماز) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے ہم کو اٹھا دیتا ہے۔ میری اس گزارش کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے مجھے کوئی جواب نہیں دیا اور پشت پھیری ہی تھی کہ میں نے سنا کہ ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے، وکان الانسان اکثر شی جدلا۔ (تفسیر مظہری)

وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ

اور اس کو کہ جس کا ڈر سنایا گیا تھا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون جس کو اس کے رب کی آیتوں سے

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى

نصیحت کی گئی تو ان سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا! ہم نے کر دیئے ہیں

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ

ان کے دلوں پر پردے تا کہ (قرآن) کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی! اور اگر

تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ

تو ہدایت کی جانب بلائے تو ہرگز راہ پر نہ آئیں اس وقت بھی۔ اور تیرا پروردگار

الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ

بڑا بخشنے والا خداوند رحمت ہے۔ اگر ان کو پکڑتا ان کے کئے پر تو جلد ان پر

لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

عذاب نازل کر دیتا پر ف۱ ان کے لئے ایک میعاد ہے جس سے ورے کہیں

مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا

پناہ نہیں پا سکتے اور یہ بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر مارا جب وہ ظالم بن گئے اور ہم نے مقرر کر رکھی تھی ان کے ہلاک

لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ

ہونے کے لئے ایک میعاد اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ

حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

پہنچ لوں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام تک یا چلتا رہوں گا سالہا سال ف۲ پھر جب دونوں دریاؤں کے

ف۱ عذاب کا وقت مقرر ہے: یعنی یہ تاخیر عذاب ایک وقت معین تک ہے یہ ممکن نہیں کہ کوئی مجرم سزا کا وعدہ آنے سے پیشتر کہیں ادھر ادھر کھسک جائے، جب وقت آئے گا سب بندھے چلے آئیں گے، مجال نہیں کوئی روپوش ہو سکے۔

ف۲ سفر کا ایک ادب
یہ بھی حسن ادب ہے کہ سفر کی ضروری باتوں سے اپنے رفیق اور خادم کو بھی باخبر کر دینا چاہئے متکبر لوگ اپنے خادموں اور نوکروں کو نہ قابل خطاب سمجھتے ہیں سفر کے متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ (معارف القرآن)

ع ۸ / ۶ / ۲۰
خلاصہ رکوع ۸
کفار و منکرین کو قرآن کی حقانیت اور توحید و رسالت کی طرف متوجہ کیا گیا۔

بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

ملاپ تک پہنچے بھول گئے اپنی مچھلی! تو اس نے اپنا رستہ پکڑا دریا میں سرنگ کی طرح! ف۱

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ

پھر جب آگے بڑھ گئے (تو) موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ لے آ ہمارے لئے ہمارا ناشتہ! ہم نے

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ

تکلیف پائی (آج کے) اس سفر میں (یوشع نے) کہا آپ نے یہ دیکھا کہ جب ہم نے آرام کیا

فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ

اس پتھر کے پاس تو میں مچھلی بھول گیا اور یہ شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا کہ میں اس کا تذکرہ کروں

وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖۗ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا

اور مچھلی نے اپنا رستہ کرلیا دریا میں عجیب طرح۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہے جو ہم چاہتے تھے! پھر دونوں

نَبْغِ ۖۗ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ ۙ فَوَجَدَا عَبْدًا

اُلٹے پھرے اپنے قدموں کے نشان پر کھوج لگاتے ہوئے تو انہوں نے پایا ہمارے بندوں میں

مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

سے ایک بندے کو جس کو ہم نے دی تھی رحمت اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے

عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ

ایک علم موسیٰ نے ان سے کہا (اجازت دو) تو میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھ کو سکھادو جو کچھ تم کو

مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾

سکھائی گئی ہے راہ یابی (خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہ صبر کرسکو گے اور تم صبر کیسے کرسکتے ہو

ف۱

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک چٹان پر پہنچ کر کچھ دیر کے لئے سو گئے تھے۔ اسی دوران وہ مچھلی جو ایک زنبیل میں تھی، وہاں سے کھسک کر دریا میں جاگری اور جس جگہ گری وہاں پانی میں سرنگ سی بن گئی جس میں جا کر مچھلی غائب ہوگئی حضرت یوشع علیہ السلام اس وقت جاگ رہے تھے اور انہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا مگر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے اس لئے ان کو جگانا مناسب نہیں سمجھا بعد میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگ کر آگے روانہ ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام ان کو یہ بات بتانا بھول گئے۔ اور یاد اس وقت آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے چل کر ناشتہ مانگا۔ (توضیح القرآن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہی علامت بتائی گئی تھی کہ جس جگہ مچھلی گم ہوگی وہیں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے تو ڈرتے ڈرتے یہ واقعہ ذکر کیا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے سن کر خوش ہوئے کہ منزل مقصود کا پتہ لگ گیا۔ (توضیح القرآن)

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ

اس چیز پر جس کا سمجھنا تمہارے قابو میں نہیں! ف۱ موسیٰ نے کہا کہ تم مجھ کو

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ

ان شاء اللہ صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا (خضر نے) کہا تو اگر تم

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ

میرے ساتھ ہوتے ہو تو مجھ سے نہ پوچھنا کوئی چیز جب تک میں خود ہی تم سے اس کا

ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ

ذکر نہ شروع کروں! پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے (تو) خضر نے کشتی کو پھاڑ دیا۔

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ

موسیٰ بولے کہ کیا تم نے اس کو پھاڑ دیا تاکہ ڈبو دو کشتی کے لوگوں کو! تم ایک بڑی انوکھی چیز لائے خضر نے

اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا

کہا کیا میں نے نہ کہا تھا کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے! موسیٰ نے کہا کہ مجھ کو

تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

نہ پکڑو میری بھول پر اور مجھ پر نہ ڈالو میرے کام میں سختی!

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو خضر نے اس کو مار ڈالا!

زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

موسیٰ نے کہا کہ تم نے مار ڈالا ایک پاک نفس کو بغیر بدلے کے تم ایک چیز ناپسند لائے ف۲

ف۱ یعنی ظاہر میں وہ باتیں بوجہ منشا معلوم نہ ہونے کے خلاف شرع نظر آئیں گی اور آپ خلاف شرع امور پر خاموش نہ رہ سکیں گے اس سے بعض لوگوں کو یہ دھوکہ ہوا ہے کہ پیر اگر خلاف شرع کام کرے تو مرید اس پر انکار نہ کرے چنانچہ اس قصہ کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اگر صبر کرتے تو خوب ہوتا جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کا کمال اور ان کی مقبولیت خدا تعالیٰ کے ارشاد سے معلوم ہو چکی تھی اس لئے سکوت جائز تھا دوسرے کا ان پر قیاس کرنا غلط ہے بعض کو دھوکہ ہوا ہے کہ الہام پر خلاف شرع عمل کرنا جائز ہے جواب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام یا تو نبی ہوں گے پس ان واقعات میں جو کچھ کیا وحی سے کیا یا یہ پہلی شریعت کا حکم ہوگا اس شریعت میں یہ جائز نہیں۔ (تسہیل بیان)

ع ۹/۲۱/۱۱ **خلاصہ رکوع ۹**
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قصہ ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ کیونکہ اول تو نابالغ کو قتل کیا جس کو قصاص میں بھی قتل نہیں کیا جاتا پھر اس نے کوئی کام بھی موجب قتل نہیں کیا تھا اس وجہ سے یہ فعل پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں مال کا نقصان تو یقینی ہوا مگر جان کے ضرر کا احتمال ہی تھا اور یہاں جان کا ضرر یقینی ہوا اور وہ بھی معصوم بچہ کا کیونکہ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکا نابالغ تھا نیز اگر وہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے تو خضر علیہ السلام آئندہ چل کر اس قتل کے عذر میں یہ نہ فرماتے کہ اس کے والدین کے لئے فتنے کا اندیشہ تھا بلکہ ڈاکو ہونے کا عذر فرماتے جو جلد ہی سمجھ میں آ سکتا تھا۔ (تسہیل البیان)

سورہ بنی اسرائیل　　　پندرہواں پارہ

خاصیت آیت ۴۵ برائے بچے کا بولنا

سورۂ بنی اسرائیل (پ ۱۵) اگر زعفران سے لکھ کر پانی سے دھو کر لڑکے کو پلائے جس کی زبان نہ چلتی ہو تو زبان چلنے لگے۔

خاصیت آیت ۴۵ برائے دفع خوف

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (پارہ ۱۵، رکوع ۵)

ترجمہ: اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دید یتے ہیں اور جب آپ قرآن مجید میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں۔

خاصیت: کسی خوفزدہ پر جو خیالات فاسدہ میں گرفتار ہو پڑھ کر دم کر دے تو اس کا خوف زائل ہو جائے۔ (اعمال قرآنی)

دیگر: کوئی بھوت پلید کسی کے سر ہو گیا ہو تو نیلے پشمینہ پر یا کاغذ پر لکھ کر اس کی بازو پر باندھ دیا جائے تو وہ دفع ہو جائے۔

خاصیت آیت ۸۰ برائے عزت وقدر

رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (پارہ ۱۵، رکوع ۹)

ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

خاصیت: سفر کرنے کے وقت یا سفر سے آنے کے وقت اس کو پڑھ لے ان شاء اللہ عزت وقدر رہو گی۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ کہف

سورۂ کہف کے فضائل:

حضرت ابو درداء راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سورۃ کہف کے شروع کی دس آیات جو یاد رکھے گا اللہ اس کو فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا، رواہ احمد و ابوداؤد و مسلم والنسائی۔ ترمذی کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، سورۂ کہف کے شروع کی تین آیات جو شخص پڑھے گا (یعنی پڑھتا رہے گا) فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے، احمد، مسلم اور نسائی کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص سورۂ کہف کے آخر کی دس آیات پڑھے گا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سہل بن معاذؓ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۃ کہف کے شروع کی (آیات) اور آخر کی (آیات) کو پڑھے گا، قدم سے لے کر سر تک اس کے لئے نور ہی نور ہو گا (یعنی وہ سراسر نور ہو گا) اور جو پوری

سورۃ پڑھے گا اس کے لئے زمین سے آسمان تک نور ہوگا۔رواہ البغوی، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور امام احمد نے مسند میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوابگاہ میں (سوتے وقت) سورہ کہف پڑھے گا اس کے لئے سونے کی (پوری) حالت میں ایک نور رہوگا جو خوابگاہ سے مکہ تک جگمگائے گا اس نور کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے جو اٹھنے کے وقت تک اس کے لئے دعا رحمت کرتے رہیں گے اگر اس کی خوابگاہ مکہ میں ہوگی تو خوابگاہ سے بیت المعمور تک اس کے لئے نور جگمگائے گا جس کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے جو بیدار ہونے تک اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔اخرجہ ابن مردودیہ۔حضرت عمر بن خطابؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے رات کو فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ اسے آخر تک پڑھا اس کے لئے عدن سے مکہ تک نور ہوگا۔جس کے اندر فرشتے بھرے ہوں گے۔(ازالۃ الخفاء)

جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت:

حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھی اس کیلئے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک ایک نور چمکتا رہے گا۔رواہ الحاکم وصححہ، والبیہقی فی الدعوات الکبیر، بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھی تو اس کے پاس سے کعبہ تک اس کے لئے نور چمکتا رہے گا۔

نورِ رحمت کا نزول:

حضرت براء بن عازب راوی ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا، اس پر (ایک نورانی) بادل چھایا ہوا تھا جو چکر کھا رہا تھا، اور اس شخص کے قریب آرہا تھا ایک گھوڑا قریب ہی رسیوں سے بندھا ہوا تھا وہ یہ منظر دیکھ کر بدکنے لگا (جب وہ شخص پڑھنے سے رکتا تھا گھوڑا بھی بدکنا موقوف کر دیتا تھا پھر وہ شخص پڑھتا تھا تو گھوڑا بھی بدکتا تھا) صبح کو خدمت گرامی میں حاضر ہو کر اس شخص نے یہ سرگزشت بیان کی فرمایا، وہ (نور) سکینہ تھا جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔متفق علیہ۔(تفسیر مظہری)

حضرت شداد کو ایک حدیث نے رُلا دیا:

اور روایت میں ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک دن رونے لگے ہم نے پوچھا حضرت آپ کیسے رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے ایک حدیث یاد آگئی اور اس نے رلا دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کریگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں، سنو! وہ سورج چاند پتھر بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریا کاری کرے گی۔پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی روزہ چھوڑ دیا (ابن ماجہ ومسند احمد)۔

نیک اعمال اچھالنے والا:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی یہ روایت ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے نیک اعمال اچھالنے والے کو اللہ تعالیٰ ضرور رسوا کرے گا۔اس کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہوگا۔یہ بیان فرما کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

اللہ کی توہین کرنے والا نمازی:

ابویعلیٰ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص لوگوں کے دیکھتے ہوئے تو ٹھہر ٹھہر کر اچھی طرح نماز پڑھے اور تنہائی میں بری طرح جلدی جلدی بے دلی سے ادا کرے اس نے اپنے پروردگار عزوجل کی توہین کی۔

بہت غریب حدیث حافظ ابوبکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آیت من کان یرجو الخ کو رات کے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے اتنا بڑا نور عطا فرمائے گا جو عدن سے مکہ شریف تک پہنچے۔

جیسے کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے آدم! آپ لبیک وسعدیک کے ساتھ جواب دینگے، حکم ہوگا آگ کا حصہ الگ کر، پوچھیں گے کتنا حصہ؟ حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں، یہی وہ وقت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائیگا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا تم میں دو امتیں ہیں کہ وہ جن میں ہوں انہیں کثرت کو پہنچا دیتی ہیں یعنی یاجوج ماجوج۔ (تفسیر ابن کثیر)

سورہ کہف کی فضیلت

ایک مشہور محدث و مفسر مصری علامہ نے کہا ہے کہ جب ۸۰۷ھ کو مصر کے مشہور عالم محمد بن علی بن وھب کا انتقال ہوا تو کچھ دنوں بعد وہ مجھے خواب میں ملے۔ میں نے ان سے پوچھا بتائیے کیسے گزری؟ انہوں نے فرمایا کہ جب تم لوگ مجھے قبر میں رکھ کر چلے گئے تو ایک کتا بھیڑیے کی طرح خطرناک شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں اس سے سخت ڈر گیا۔ اچانک ایک خوبصورت نوجوان آیا اور اس نے اس کتے کو مجھ سے ہٹایا اور خود میرے پاس بیٹھ کر سکون اور اطمینان دلانے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں سورۃ کہف کا ثواب ہوں جو تو ہر جمعہ کو پڑھا کرتا تھا اس واقعہ کو شارح بخاری علامہ بن حجر عسقلانی نے نقل فرمایا ہے۔

خاصیت مکمل سورہ کہف

خاصیت: جو کوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہوگا اور جو کوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بے خوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی آزار نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔

خاصیت آیت ۱۹ برائے ایذاء جانور

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (پ۱۵ ع۱۵)

ترجمہ: ان (ان کا کتا دہلیز پر اپنے ہاتھ ٹکائے ہوئے تھا۔

خاصیت: اگر راستہ میں کوئی شیر یا کتا حملہ کرے اور شور مچائے تو فوراً اس آیت کریمہ کو پڑھ لے، چپ ہوجائے۔ (اعمال قرآنی)

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾

خضر نے کہا! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے

قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ‌ ۚ

موسیٰ نے کہا کہ اگر میں آپ سے کچھ بھی پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھئے!

قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ

تم پہنچ چکے میری طرف سے عذر کو۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ اۨسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا

پہنچے ایک گاؤں والوں کے پاس (تو) کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے تو انہوں نے اس بات سے انکار کیا

فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ‌ ؕ

کہ انکی مہمانی کریں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی تو (خضر نے) اس کو سیدھا کر دیا۔

قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا

موسیٰ نے کہا! اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لیتے ف۱ (خضر نے) کہا کہ اب

فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ‌ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ

جدائی ہے میرے اور تمہارے درمیان! میں تم کو بتائے دیتا ہوں ان باتوں کی اصل حقیقت

تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ

کہ جن پر تم صبر نہ کر سکے! وہ جو کشتی تھی وہ تو چند محتاجوں کی تھی ف۲

يَعۡمَلُوۡنَ فِى الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ

کہ محنت کیا کرتے تھے دریا میں تو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کر دوں اور ان کے پرے ایک

ف۱ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے حضرت موسیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اجرت طلب کرنے کی ترغیب دی تاکہ مزدوری کی رقم سے دونوں کے کھانے کا کچھ سامان ہو جائے اس کلام سے در پردہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں خضر علیہ السلام نے بیکار کام کیا۔ آیت بتا رہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو بڑی محنت کر کے ٹھیک کیا تھا اگر محنت کا کام نہ کرتے تو اجرت کے مستحق نہ قرار پاتے اگر بطور معجزہ دیوار کو ٹھیک کر دیتے تو اجرت کس طرح طلب کر سکتے تھے بلکہ لینے کا بھی استحقاق کیسے ہوتا (تفسیر مظہری)

ف۲ مسکین کی تعریف:
بعض لوگوں نے یہ کی ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسکین کی صحیح تعریف یہ ہے کہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس کی حاجات اصلیہ ضروریہ سے زائد بقدر نصاب ہو جائے اس سے کم مال ہو تو وہ بھی مسکین کی تعریف میں داخل ہے کیونکہ جن لوگوں کو اس آیت میں مساکین کہا گیا ہے ان کے پاس کم از کم ایک کشتی تو تھی جس کی قیمت مقدار نصاب سے کم نہیں ہوتی، مگر چونکہ وہ حاجات اصلیہ ضروریہ میں مشغول تھی اس لئے ان کو مساکین ہی کہا گیا۔ (قرطبی)

مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

بادشاہ تھا کہ لے لیتا تھا ہر (بے عیب) کشتی کو چھین کر اور وہ جو لڑکا تھا تو اس کے

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾

ماں باپ مسلمان تھے۔ تو ہم کو اندیشہ ہوا کہ وہ ان کو عاجز کرے سرکشی اور کفر کرے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

تو ہم نے چاہا کہ ان کو عوض مرحمت فرمائے ان کا پروردگار اس سے بہتر پاکیزگی میں اور

اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

نزدیک تر مہربانی میں اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

اور ان کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہوا تھا اور ان کا باپ

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

نیک کار تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جاویں اور نکالیں

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۗ

اپنا خزانہ تمہارے پروردگار کی رحمت سے اور میں نے یہ اپنی رائے سے نہیں کیا

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

یہ ان کی اصل حقیقت ہے جس پر تم صبر نہ کر سکے۔ ف۱ اور (اے محمدؐ) لوگ

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۗ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کا حال ف۲ کہہ دے کہ میں تم پر پڑھتا ہوں اس کا کچھ مذکور

ف۱ اس قصہ سے بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے جواب اس کا یہ ہے کہ علم باطن کے دو حصے ہیں ایک تو مرضیات الٰہی کا علم جو کہ نفس کے متعلق ہے کہ برے اخلاق سے اس کی اصلاح کرنا اور اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا ہو تو شریعت کا ایک جزو ہے اور جزو کبھی کل سے افضل نہیں ہو سکتا اور دوسرا حصہ واقعات عالم کے اسرار ہیں چونکہ وہ قرب الٰہی میں کچھ دخل نہیں رکھتا اس لئے اس کی فضیلت کا احتمال ہی نہیں اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں کیونکہ اس قصہ سے خضر علیہ السلام کو علم باطن کا دوسرا شعبہ حاصل ہونا ثابت ہوتا ہے اور ابھی سن لیا کہ وہ علم شریعت سے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا افضل نہیں رہا ان کے پاس بھیجنا یہ فضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ایک ادب کی تعلیم کرنے کے لئے تھا تاکہ آئندہ کلام میں احتیاط رکھیں اور بعضے اہل کتاب کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور موسیٰ پیغمبر علیہ السلام کا نہیں ہے ورنہ ہماری کتابوں میں ہوتا مگر حدیث میں تصریح ہے کہ صاحب واقعہ وہی مشہور موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اہل کتاب کی بعض کتابیں گم ہو گئی ہیں ممکن ہے ان میں ہو اور اگر نہ بھی ہو تو مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

ذوالقرنین کیا تھا:

بغوی نے لکھا ہے ذوالقرنین نبی تھا

خلاصہ رکوع ۱۰

ع ۱۲/۱۰

قصہ موسیٰ و خضر کو بیان کیا گیا۔

یا نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے کچھ لوگ کہتے ہیں نبی تھا ابوالطفیل کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ نبی تھا یا بادشاہ تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، نہ وہ نبی تھا نہ بادشاہ بلکہ ایک ایسا بندہ تھا جو اللہ سے

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو قدرت دی تھی زمین میں اور اس کو دیا تھا ہر چیز کا

سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

سامان۔ تو وہ پیچھے پڑا ایک سامان کے یہاں تک کہ جب پہنچا آفتاب کے ڈوبنے کی جگہ!

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا

اس کو پایا کہ ڈوبتا ہے کیچڑ کے چشمہ میں اور پایا اس کے قریب ایک

قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا

قوم کو! ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین (تجھے اختیار ہے) یا ان کو تو عذاب دے اور یا تو لیوے

أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ

ان کے بارے میں حسن سلوک۔ وہ بولا کہ جو ستمگار ہے اس کو تو ہم سزا

نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا

دیں گے پھر وہ لوٹایا جائے گا اپنے رب کے حضور میں تو وہ اس کو عذاب سخت دے گا۔ اور جو

مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ

ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو اس کے لئے بدلے میں بھلائی ہے۔

وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

اور ہم اس کو کہیں گے اپنے کام میں آسان کام کو ۱ پھر وہ پیچھے پڑا ایک اور سامان کے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ

یہاں تک کہ جب آفتاب کے نکلنے کی جگہ تک پہنچا (تو) اس کو پایا کہ وہ طلوع کرتا ہے کہ ایک قوم پر

محبت کرتا تھا اور اللہ اس سے محبت کرتا تھا، اس نے اللہ کی فرمانبرداری خلوص سے کی اللہ نے اس کو خیر عطا فرمائی۔ ابن مردویہ نے سالم بن ابی الجعد کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کیا ذوالقرنین نبی تھا؟ فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ذوالقرنین اللہ کا مخلص فرماں بردار بندہ تھا اللہ نے بھی اس کے خلوص کی قدردانی کی۔ بغوی نے لکھا ہے روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سنا ایک شخص دوسرے کو ذوالقرنین کہہ کر پکار رہا ہے، فرمایا پیغمبروں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے پر تم نے قناعت نہیں کی کہ اب فرشتوں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے لگے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ ذوالقرنین ایک عادل نیک بادشاہ تھا۔

و۱ عادل بادشاہ کا طریقہ:

یعنی آخرت میں بھلائی ملے گی اور دنیا میں ہم اس پر سختی نہ کرینگے۔ بلکہ اپنے کام کے لئے جب کوئی بات اس سے کہیں گے سہولت اور نرمی کی کہیں گے۔ فی الحقیقت جو بادشاہ عادل ہو اس کی یہی راہ ہوتی ہے۔ بروں کو سزا دے اور بھلوں سے نرمی کرے۔ ذوالقرنین نے یہی چال اختیار کی۔ (تفسیر عثمانی)

ذوالقرنین نے کہا جو ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر اس کو اس کے رب کے پاس لوٹا کر لے جایا جائے گا وہ اس کو سخت ترین سزا دے گا اور جو ایمان لے آئے گا اور اچھے کام کرے گا اس کے لئے نیکی کا اچھا بدلہ ہوگا، یعنی اللہ کے حکم کی تعمیل میں یا اللہ کی طرف سے اختیار ملنے کے بعد جب اس نے دعوت اسلام دیدی تو کہا کہ میری اس دعوت کے بعد جو کوئی کفر پر جما رہا اور شرک کی صورت میں اپنے اوپر خود ظلم کرتا رہا تو میں اور میرے ساتھی اس کو قتل کر دیں گے اور آخرت میں اللہ اس کو ایسا عذاب دے گا جو کسی کے علم میں نہیں وہ اتنا عظیم ترین اور غیر معمولی ہوگا کہ اس دنیا میں کسی کے سامنے نہیں آیا۔ نیک کام کرنے سے مراد ہے تقاضا ایمان کے موافق عمل کرنا۔

لَمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ

کہ ہم نے نہیں بنائی ان کے لئے آفتاب سے ادھر کوئی آڑ ایسا ہی تھا ! اور ہم کو

اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى

پوری خبر تھی جو کچھ اس کے پاس (لشکر وغیرہ تھا) پھر پیچھے پڑا ایک اور سامان کے۔ یہاں تک کہ

اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ

پہنچا دو دیواروں کے درمیان (تو) پایا ان سے ورے ایک قوم کو

لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

کہ بات سمجھنے کے پاس بھی نہیں بھٹکے ! ف انھوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین!

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ

یہ یاجوج و ماجوج فساد کرتے ہیں ملک میں (اگر کہو) تو ہم

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

تمہارے لئے چندہ کر دیں بشرطیکہ تم بناؤ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی آڑ۔ ذوالقرنین نے کہا

سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ

کہ جو مجھ کو مقدور دے رکھا ہے میرے پروردگار نے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد کرو (ہاتھ پاؤں) کے

اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ ۙ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ

زور سے کہ میں بنا دوں تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک مضبوط دیوار مجھ کو لا دو لوہے کے تختے!

حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ

یہاں تک کہ جب ذوالقرنین نے برابر کر دیا دونوں کے بیچ کی کشادگی کو (تو) کہا دھونکو۔

ف ایک صحابی نے سدِ سکندری دیکھی تھی:

ابن جریر میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے وہ دیوار دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسی ہے؟ اس نے کہا دھاریدار چادر جیسی جس میں سرخ وسیاہ دھاریاں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن یہ روایت مرسل ہے۔

دیوار کی تحقیق کیلئے لشکر کی روانگی:

خلیفہ واثق نے اپنے زمانے میں اپنے امیروں کو ایک وافر لشکر اور بہت سا سامان دے کر روانہ کیا تھا کہ وہ اس دیوار کی خبر لائیں یہ لشکر دو سال سے زیادہ سفر میں رہا اور ملک در ملک پھرتا ہوا آخر اس دیوار تک پہنچا دیکھا کہ لوہے اور تانبے کی دیوار ہے اس میں ایک بہت بڑا نہایت پختہ عظیم الشان دروازہ بھی ہے جس پر منوں وزنی قفل لگے ہوئے ہیں اور جو مال مسالہ دیوار کا بچا ہوا ہے وہیں پر ایک برج میں رکھا ہوا ہے جہاں پہرہ چوکی مقرر ہے۔ دیوار بے حد بلند ہے کتنی ہی کوشش کی جائے لیکن اس پر چڑھنا ناممکن ہے اس سے ملا ہوا پہاڑوں کا سلسلہ دونوں طرف برابر چلا گیا ہے اور بھی بہت سے عجائب وغرائب امور دیکھے جو انہوں نے واپس آ کر خلیفہ کی خدمت میں عرض کئے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ﴿۹۶﴾

یہاں تک کہ جب اس کو (بالکل) آگ بنادیا تو کہا کہ میرے پاس لے آؤ اس پر ڈال دوں پگھلا ہوا تانبہ

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

پھر نہ یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ

ذوالقرنین بولا کہ یہ مہربانی ہے میرے پروردگار کی پھر جب آموجود ہوگا میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ؕ وَ تَرَكْنَا

تو اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے !ف اور ہم

بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ

چھوڑ دیں گے کہ اس دن ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائے گا اور پھونک ماری جائے گی صور میں

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ﴿۹۹﴾ وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ

پھر ہم جمع کریں گے ان سب کو۔ اور ہم لا سامنے کریں گے دوزخ اس دن کافروں کے

عَرْضَا ۙ﴿۱۰۰﴾ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ

روبرو جن کی آنکھیں (غفلت) کے پردہ میں تھیں میری یاد سے

ذِكْرِیْ وَ كَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ۠﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ

اور وہ (بغض کے باعث) سُن نہ سکتے تھے۔ تو کیا گمان کیا ہے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْۤ

کافروں نے کہ کارساز بنا لیا میرے بندوں کو میرے سوا (یہ کچھ نفع دے گا ؟)

ف قرآن وحدیث سے جو اس کے چند اوصاف معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ اس کا بانی کوئی مقبول بندہ ہے دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہے تیسرے یہ کہ وہ دیوار لوہے کی ہے چوتھے یہ کہ اس کے دونوں سرے دو پہاڑوں سے ملے ہیں پانچویں یہ کہ اس دیوار کے اس طرف یاجوج ماجوج ہیں جو ابھی باہر نہیں نکل سکتے چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں تھوڑا سا سوراخ ہو گیا تھا ساتویں یہ کہ وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے ہیں اور پھر وہ خدا کے حکم سے ویسی ہی برابر ہو جاتی ہے اور قیامت کے قریب جو چھیلیں گے تو یوں کہیں گے کہ ان شاء اللہ کل آر پار کر دیں گے اس روز پھر برابر نہ ہوگی اور اگلے روز اس کو توڑ کر نکل پڑیں گے آٹھویں یاجوج ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے انسانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے اور شمار میں بھی بہت زیادہ ہیں نویں یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلیں گے اس وقت عیسیٰ علیہ السلام وحی الٰہی سے اپنے خاص لوگوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے باقی لوگ اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہو جاویں گے دسویں یہ کہ وہ دفعۃً غیر معمولی موت سے مر جاویں گے اول کے پانچ اوصاف قرآن میں اور آخر کے پانچ اوصاف احادیث صحیحہ میں ہیں ان اوصاف کو پیش

خلاصہ رکوع ۱۱

ع ۱۱ / ۱۹ / ۲

سابقہ قصہ موسیٰ وخضر علیہا السلام کی تکمیل کے بعد مشرکین مکہ کے تیسرے سوال کے متعلق ذوالقرنین کے بارے میں ان کا قصہ ذکر فرمایا گیا۔ دیوار ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کے خروج اور قرب قیامت کے احوال ذکر فرمائے گئے۔

اَوۡلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نُزُلًا ۞ قُلۡ

ہم نے تیار کر رکھی ہے دوزخ کافروں کی مہمانی کے لئے کہدے (کہو تو)

هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ؕ ۞ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ

ہم تم کو وہ لوگ بتائیں جو بُرے گھاٹے میں ہیں اعمال کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں

سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ

جن کی کوشش گئی گزری ہوئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ

يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ۞ اُولٰۤئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ

اچھے کام کر رہے ہیں۔ ف۱ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ مانا اپنے رب کی

وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

آیتوں اور اس کی ملاقات کو پس اکارت ہوگئے ان کے عمل تو ہم نہ قائم کریں گے ان کے لئے قیامت

وَزۡنًا ۞ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوۡا وَاتَّخَذُوۡۤا

کے دن تول یہ ان کا بدلہ جہنم ہے! اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا اور بنایا

اٰيٰتِىۡ وَرُسُلِىۡ هُزُوًا ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھا! جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۞ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا

ان کے لئے فردوس کے باغ ہیں مہمانی کو جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا ۞ قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا

نہ چاہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی! کہہ دے کہ اگر دریا سیاہی ہو میرے پروردگار کی باتیں

نظر رکھ کر معلوم ہو گیا کہ جتنی دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے یہ مجموعہ اوصاف کسی ایک میں بھی موجود نہیں پس وہ خیالات صحیح نہیں اور حدیثوں کا انکار یا آیات میں بعید تاویل کرنا خود دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ کہنا کہ ہم نے تو تمام زمین کو چھان ڈالا کہیں اس کا پتہ نہیں ملا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کہ ہم تمام خشکی اور تری کا احاطہ کر چکے ہیں قابل تسلیم نہیں بلکہ عقلاً ممکن ہے کہ امریکہ کی طرح سمندر کے درمیان میں کوئی حصہ زمین کا ایسا ہو جہاں اب تک رسائی نہ ہوئی ہو کسی کے نہ پانے سے اس کا نہ ہونا لازم نہیں آتا پس جب مخبر صادق نے جس کا سچا ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی ہے تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ایسے بددینوں کے فضول کلام کی طرف التفات کرنا دین کی کمزوری اور یقین کی کمی کے سوا کچھ نہیں اور قرآن میں سفر جنوب کا ذکر یا تو اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس سفر کا اتفاق نہ ہوا ہو یا اور کسی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔

ف۱ عیسائی اور یہودی:
حضرت ابن عباس اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا آیت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والوں سے مراد ہیں عیسائی اور یہودی جو اپنے گروہ کو حق پر سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ بعض کے نزدیک وہ تارک الدنیا خانقاہ نشین راہب مراد ہیں جو اپنے خیال میں آخرت کے طالب اور الذائذ دنیا سے روگرداں ہیں، حالانکہ وہ شریعت اسلامیہ کے منکر ہیں ان کی یہ ساری کوششیں سراب اور ناکارہ ثابت ہوں گی۔

لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

(لکھنے کو) تو ضرور دریا نبڑ جائے اس سے قبل کہ نبڑیں میرے پروردگار کی باتیں

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى

اگرچہ ویسا ہی (اور دریا) ہم مدد کو لائیں۔ کہہ دے! میں بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہوں میری جانب وحی

اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

آتی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے۔ تو جس کو امید ہو اپنے پروردگار سے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

ملنے کی تو چاہئے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو ۳

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مریم مکہ میں اتری اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ

یہ مذکور ہے تیرے پروردگار کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

اس نے پکارا اپنے پروردگار کو آہستہ آواز سے! ۲ کہا کہ اے میرے پروردگار

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ

سست پڑ گئیں میری ہڈیاں اور بھڑک اٹھا سر بڑھاپے سے اور میں تجھ سے دعا کر کے اے پروردگار

---

۱ شانِ نزول:

ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں اور ابن ابی حاتم نے طاؤس کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں موقف (حج) میں کھڑا ہوتا ہوں اللہ کی خوشنودی کا خواستگار ہوتا ہوں لیکن یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میرا

خلاصہ رکوع ۱۲

سورہ کہف کے اس آخری رکوع میں اصل مضمون یعنی توحید و آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ دنیا پرستی اور کفر و شرک کا انجام جہنم اور ان کے مقابلہ میں اہل ایمان کا حال و انجام بیان فرمایا گیا ہے۔ ۱۲ ع

۳ اس جگہ موجود ہونا دیکھ لیا جائے۔ (یعنی لوگ مجھے اس جگہ کھڑا دیکھ لیں) حضور ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آیت فمن کان یرجوا الخ نازل ہوئی۔ یہ حدیث مرسل ہے، حاکم نے مستدرک میں اس کو موصولاً حضرت ابن عباس کی روایت قرار دیا ہے اور شرط شیخین کے مطابق کہا ہے۔

تعبیر: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تنگی میں رہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی اور آسانی فرما دے گا۔

۲ پوشیدہ دعاء کی حکمت:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ آپ بڑھئی کا پیشہ کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ رب سے دعا کرتے ہیں، لیکن اس وجہ سے کہ لوگوں کے نزدیک یہ انوکھی دعا تھی، کوئی سنتا تو خیال کرتا کہ لو بڑھاپے میں اولاد کی چاہت ہوتی ہے، اور یہ وجہ بھی تھی کہ پوشیدہ دعا خدا کو زیادہ پیاری ہوتی ہے اور قبولیت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی دل کو بخوبی جانتا ہے اور آہستگی کی آواز کو پوری طرح سنتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

رَبِّ شَقِيًّا ۝٤ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ

محروم نہیں رہا اور مجھے خوف ہے اپنے بھائی بندوں کا اپنے پیچھے ف۲

وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھ کو عطا فرما اپنی طرف سے ایک وارث کہ

يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦

میرا جانشین ہو اور وارث ہو آل یعقوب کا ف۲ اور اس کو کر اے پروردگار من مانتا

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

(ہم نے کہا کہ) اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰ ہے ہم نے نہیں کیا

مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

اس سے پہلے اس نام کا کوئی۔ زکریا بولا کہ اے میرے پروردگار کیوں کر ہوگا میرے لڑکا حالانکہ

امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ

میری عورت بانجھ ہے اور میں پہنچ چکا بڑھاپے کی حد کو۔ اللہ نے فرمایا اسی طرح (وعدہ ہے)

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرمایا تیرے پروردگار نے یہ کام مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھ کو پیدا کیا پہلے

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ

اور تو کچھ بھی تو نہ تھا عرض کیا کہ اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے۔ اللہ نے فرمایا کہ تیری نشانی یہ ہے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

کہ تو بات نہ کر سکے گا لوگوں سے تین (دن) رات بھلا چنگا پھر باہر نکلا

ف۱ انبیاء کی میراث:

میراث سے مراد مالی میراث نہیں، علم نبوت مراد ہے۔ انبیاء کے مال کا وارث کوئی نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنی میراث میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ علم کی میراث چھوڑی ہے اس میراث کو جس نے لیا اس نے بڑی میراث پائی (وہ بڑا خوش نصیب ہے)

ف۲ حضرت زکریاؑ کو علمی و روحانی وراثت کی فکر تھی:

(تنبیہ) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت دولت علم میں چلتی ہے۔ خود شیعوں کی مستند کتاب "کافی کلینی" سے بھی "روح المعانی" میں اس مضمون کی روایات نقل کی ہیں۔ لہٰذا متعین ہے کہ "یرثنی و یرث من آل یعقوب" میں وراثت مالی مراد نہیں۔ جس کی تائید خود لفظ "آل یعقوب" سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے تمام آل یعقوب کے اموال و املاک کا وارث تنہا حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹا کیسے ہو سکتا تھا۔ بلکہ نفس وراثت کا ذکر ہی اس موقع پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی وراثت مراد نہیں۔ کیونکہ یہ تو تمام دنیا کے نزدیک مسلم ہے کہ بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ پھر دعاء میں اس کا ذکر کرنا محض بیکار تھا۔ یہ خیال کرنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے مال و دولت کی فکر تھی کہ کہیں میرے گھر سے نکل کر بنی اعمام اور دوسرے رشتہ داروں میں نہ پہنچ جائے، نہایت پست اور ادنیٰ خیال ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شان یہ نہیں ہوتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کی متاع حقیر کی فکر میں پڑ جائیں کہ ہائے یہ کہاں جائے گی اور کس کے پاس رہے گی۔ اور لطف یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے دولت مند بھی نہ تھے۔ بڑھئی کا کام کر کے محنت سے پیٹ پالتے تھے بھلا ان کو بڑھاپے میں کیا غم ہو سکتا تھا کہ چار پیسے رشتہ داروں کے ہاتھ نہ پڑ جائیں۔ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۵ تا ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُكۡرَةً

اپنے لوگوں کے پاس حجرے سے تو ان کو اشارے سے کہہ دیا کہ تسبیح کئے جاؤ

وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ

صبح وشام اے یحیٰ پکڑلے کتاب (یعنی توریت) کو مضبوطی سے اور ہم نے اس کو عطا فرمائی دانائی

صَبِيًّا ۙ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّا

لڑکپن سے اور ہم نے اس کو رحم دلی دی اپنی طرف سے اور طہارت نفس اور وہ تھا پرہیز گار! اور ماں باپ کا

بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ

فرمانبردار اور نہ تھا سرکش نافرمان اور اس پر سلام ہو جیو جس دن پیدا ہوا اور جس دن

وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذۡكُرۡ

مرے گا اور جس دن اُٹھا کھڑا کیا جاوے گا زندہ ف۱ اور مذکور کر کتاب میں

فِى الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا

مریم کا! جب الگ جا بیٹھی اپنے لوگوں سے

مَكَانًا شَرۡقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۖ فَاَرۡسَلۡنَاۤ

ایک پورب رخ جگہ میں پھر کرلیا ان کے ورے پردہ! تو ہم نے بھیجا اس کی جانب اپنی روح (یعنی جبریلؑ)

اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتۡ اِنِّىۡۤ

کو تو وہ بن آیا اس کے آگے اچھا خاصا آدمی! مریم لگی کہنے کہ میں تجھ سے

اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ

رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیز گار ہے! وہ کہنے لگا کہ میں تو بس بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں

ف۱ حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کی ملاقات:

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں، حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ حضرت یحیٰ علیہ اسلام سے فرمانے لگے میں نے تو آپ ہی اپنے اوپر سلام کیا آپ پر خود خدا تعالیٰ نے سلام کہا۔ اب ان دونوں نبیوں پر اللہ کی فضیلت ظاہر ہے۔

مروی ہے کہ حضرت مریم نے فرمایا کہ خلوت اور تنہائی کے موقع پر مجھ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے تھے اور مجمع میں خدا کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ یہ حال اس وقت کا ہے جب کہ آپ میرے پیٹ میں تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۵ حضرت زکریا علیہ السلام پر خدائی رحمت اور اس کے مظاہر ذکر فرمائے گئے اور کبرسنی میں حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کو ذکر فرمایا گیا۔

انسان کے تین حال:

سفیان بن عینیہ نے کہا انسان کے یہی تین عجیب احوال ہوتے ہیں۔ (۱) ماں کے پیٹ کو چھوڑ کر باہر اس دنیا میں آتا ہے۔ (۲) دنیا سے نکل کر دوسرے عالم میں پہنچتا ہے جہاں اس کو وہ اشخاص ملتے ہیں جو اس دنیا میں اس کو کبھی نہیں نظر آئے۔ (۳) زندہ ہو کر میدان حشر میں پہنچے گا اور ایسا میدان اور اجتماع اس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا (نہ دنیا میں نہ عالم برزخ میں) ان تینوں حالات ومقامات میں محفوظ رہنے کی خصوصیت اللہ نے یحیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ (تفسیر مظہریؒ)

رَبِّكِ ۙ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ

تیرے پروردگار کا تا کہ تجھ کو دے جاؤں ایک پاکیزہ لڑکا مریم بولی کہ میرے کیونکر لڑکا ہوگا

وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ

حالانکہ مجھ کو چھوا تک نہیں آدمی نے اور نہ میں کبھی بدکار تھی ول! بولا کہ اسی طرح (وعدہ ہے) فرمایا

رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً

تیرے پروردگار نے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی کیا چاہتے ہیں

مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ

اور رحمت اپنی طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا ہے پس مریم کو بیٹے کا حمل رہ گیا تو وہ اس کو لے کر الگ ہو بیٹھی

مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ

دور کے مکان میں۔ پھر اس کو لے آیا دردِ زہ ایک کھجور کی جڑ میں

النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

بولی اے کاش میں مر جاتی اس سے پہلے اور بھولی بسری ہو گئی

نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ

ہوتی۔ پھر اس کو (کسی نے) آواز دی اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھا۔

جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ

پیدا کر دیا تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ۔ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی

النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ

جڑ کو اس سے تجھ پر جھڑ پڑیں گی وا پکی پکی کھجوریں اب کھا اور پی!

ول یعنی منجملہ ظاہری شرائط کے اولاد ہونے کے لئے مرد کی مقاربت بھی ایک شرط ہے اور وہ بالکل مفقود ہے کیونکہ نہ تو میرا نکاح ہوا نہ ویسے مجھے کسی نے ہاتھ لگایا اول اول اگرچہ مریم نے فرشتہ کو نہیں پہچانا تھا مگر ان کی تقریر سن کر نور ولایت سے پہچان لیا اور یقین آ گیا پس یہ شبہ نہ ہو سکا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس کا نرا دعویٰ کیسے قبول کر لیا اور اس غرض خاص کے لئے فرشتہ کے آنے اور کلام کرنے سے حضرت مریم علیہا کا نبی ہونا لازم نہیں آتا اور صورت بدلنے سے فرشتہ کی حقیقت کا بدل جانا بھی لازم نہیں آتا یہ صورتیں ان کی حقیقت کے اعتبار سے ایسی ہیں جیسے ہمارے اعتبار سے مختلف لباس اور فرشتوں کے صورت بدل لینے پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ پھر ہر شخص میں یہ احتمال ہے کہ شاید کوئی دوسری مخلوق اس شخص کی شکل میں ظاہر ہوئی ہو وجہ یہ کہ ایسے امور شاذ و نادر واقع ہوتے ہیں پس بدوں دلیل کے یہ احتمال محض فضول ہے جو عقلاً بالکل معتبر نہیں اور شاید اصلی صورت میں فرشتہ کے نہ آنے کی یہ حکمت ہو کہ ڈر نہ جائیں اور انسان کی صورت میں اس لئے آئے ہوں کہ جنس کو جنس سے انس ہوتا ہے اور مکان کا شرقی ہونا اتفاقاً تھا قصداً نہ تھا۔

وا اب چپ کا روزہ جائز نہیں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس دو شخص آئے۔ ایک نے تو سلام کیا، دوسرے نے نہ کیا۔ آپ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے قسم کھائی ہے کہ آج کسی سے بات نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا اسے توڑ دے، سلام کلام شروع کر یہ تو صرف (حضرت) مریم کے لئے ہی تھا۔

وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ

اور آنکھ ٹھنڈی کر! پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارے سے) کہہ دیجیو کہ

اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ ﴿۲۶﴾

میں نے رحمٰن کے لئے منت مان رکھی ہے روزے کی تو میں ہرگز نہ بات کروں گی آج کسی آدمی سے

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ

پھر اس کو لائی اپنی قوم میں گود میں اٹھائے ہوئے! وہ لوگ کہنے لگے کہ اے مریم یہ تو تو نے

شَيْـــًٔـا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ

بہت بُرا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں

وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ

بدکار تھی تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا! وہ لوگ بولے

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ

کہ ہم کیوں کر بات کریں گود کے لڑکے سے۔ عیسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں

اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا

اس نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر کیا! ف اور مجھ کو بابرکت بنایا

اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ

جہاں کہیں بھی میں رہوں اور مجھ کو حکم دیا نماز اور زکوٰۃ کا جب تک کہ میں

حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾

زندہ رہوں! اور مجھ کو تابعدار بنایا اپنی ماں کا اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔

کیونکہ خدا تعالیٰ کو آپ کی صداقت و کرامت ثابت کرنا منظور تھی اس لئے اسے عذر بتادیا تھا۔

سکوت کا روزہ شریعت اسلامیہ میں منسوخ ہوگیا:

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ نہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کردیا کہ صرف برے کلام گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ لما رواہ ابوداؤد مرفوعاً لا یتم بعد احتلام ولا صمات یوم الی اللیل و حسنہ السیوطی والعزیزی، یعنی بچہ بالغ ہونے کے بعد باپ کے مرنے سے یتیم نہیں کہلاتا، اس پر احکام یتیم کے جاری نہیں ہوتے اور صبح سے شام تک خاموش رہنا تو (اسلام میں) کوئی عبادت نہیں۔ اور روزہ میں پانی اور کھجور کا استعمال طبا بھی مفید ہے اور اکل وشرب کا حکم بظاہر اباحت کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف بچپن میں نبوت کس طرح:

وجعلنی نبیاً اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے، یعنی یقیناً آئندہ وہ مجھے نبی بنائے گا۔ بعض علماء نے کہا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تحریر لوح محفوظ کی اطلاع دی تھی (یعنی میں لوح محفوظ کی تحریر کے بموجب نبی بنایا جاچکا ہوں) جیسے رسول اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ نبی کب ہوئے تو آپ نے فرمایا، میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (یعنی مٹی اور پانی سے آدم کے پتلے کا خمیر ہی بنا تھا، روح پڑی بھی نہ تھی) رواہ ابن سعد وابونعیم فی الحلیۃ عن میسرۃ بن سعد عن ابی الجدعاء۔ والطبرانی عن عباس۔ (تفسیر مظہریؒ)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ

اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ اٹھا

حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ

کھڑا کیا جاؤں گا! (لوگو!) یہ ہے عیسیٰ ابن مریم (کی حقیقت)! سچی بات جس میں

يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ کو شایاں نہیں کہ اولاد بنائے وہ پاک (ذات) ہے۔

اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ ؕ وَاِنَّ

جب ٹھان لیتا ہے کوئی کام تو بس اس کو فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ۱ اور عیسیٰ نے کہا کہ بیشک

اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾

اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر اختلاف کرنے لگے فرقے آپس میں تو خرابی ہے کافروں کے لئے

مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ

جب حاضر ہوں گے بڑے (سخت) دن میں۔ کیا کچھ سنتے اور دیکھتے ہوں گے

يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

جس دن ہمارے سامنے حاضر ہوں گے لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ

اور ان کو ڈرادے پشیمانی کے دن سے جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ

۱ عیسائیوں کے چار گروہ: کہتے ہیں کہ بنو اسرائیل کا مجمع جمع ہوا اور اپنے میں سے انہوں نے چار ہزار آدمی چھانٹے۔ ہر قوم نے اپنا اپنا ایک عالم پیش کیا یہ واقعہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد کا ہے۔ یہ لوگ آپس میں مختلف ہوئے۔ ایک تو کہنے لگا یہ خود خدا تھا، جب تک اس نے چاہا زمین پر رہا، جسے چاہا جلایا، جسے چاہا مارا، پھر آسمان پر چلا گیا۔ اس گروہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ لیکن اور تینوں نے اسے جھٹلایا اور کہا تُو نے جھوٹ کہا۔ اب دو نے تیسرے سے کہا اچھا تُو کہہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ خدا کے بیٹے تھے۔ اس جماعت کا نام نسطوریہ پڑا۔ دو جو رہ گئے انہوں نے کہا تو نے بھی غلط کہا ہے۔ پھر ان دو میں سے ایک نے کہا تم کہو! اس نے کہا میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ تین میں سے ایک ہیں۔ ایک تو اللہ جو معبود ہے دوسرے یہی جو معبود ہیں تیسرے ان کی والدہ جو معبود ہیں۔ یہ اسرائیلیہ گروہ ہوا اور یہی نصرانیوں کے بادشاہ تھے۔ علیہم لعائن اللہ۔ چوتھے نے کہا تم سب جھوٹے ہو حضرت عیسیٰ خدا کے بندے اور رسول تھے خدا تعالیٰ ہی کا کلمہ تھے۔ اور اس کے پاس کی بھیجی ہوئی روح۔ یہ لوگ مسلمان کہلائے اور یہی سچے تھے۔ ان میں سے جس کے تابع جو تھے۔ وہ اسی کے قول پر ہو گئے اور آپس میں خوب جوت اچھلا۔ چونکہ سچے اسلام والے ہر زمانے میں تعداد میں کم ہوتے ہیں ان پر یہ ملعون چھا گئے، انہیں دبا لیا، انہیں مارنا پیٹنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔

۱۵

فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ ہم ہی وارث ہوں گے

الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ

زمین کے اور ان کے کہ جو روئے زمین پر ہیں اور ہمارے ہی جانب وہ لوٹائے جائیں گے

فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ

اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا! بیشک وہ سچا نبی تھا! ف۱ جب

قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا

اس نے کہا اپنے باپ سے کہ ابا جان کیوں پوجتے ہو ایسی چیز کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ

تمہارے کچھ کام آوے! ابا جان! میرے پاس ایسا علم آیا ہے

مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا

جو تمہارے پاس نہیں آیا تو میری راہ چلئے میں تم کو سیدھا رستہ دکھا دوں گا ابا جان! نہ

تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾

پوجو شیطان کو! بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ابا جان! مجھ کو خوف ہے کہ تم کو آ لگے عذاب رحمٰن کی طرف سے

فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ

تو تم ہو جاؤ شیطان کے ساتھی۔ وہ بولا کہ تو پھرا ہوا ہے میرے معبودوں سے

ف۱ صدیق کی تعریف:

صدیقاً نبیا لفظ صدیق بکسر صاد قرآن کا ایک اصطلاحی لفظ ہے اس کے معنی اور تعریف میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض نے فرمایا کہ جس شخص نے عمر میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ صدیق ہے بعض نے فرمایا کہ جو شخص اعتقاد اور قول و عمل ہر چیز میں صادق ہو یعنی جو دل میں اعتقاد ہو ٹھیک وہی زبان پر ہو اور اس کا ہر فعل اور ہر حرکت وسکون اسی اعتقاد اور قول کے تابع ہو۔ روح المعانی اور مظہری وغیرہ میں اسی آخری معنی کو اختیار کیا ہے اور پھر صدیقین کے درجات متفاوت ہیں۔ اصل صدیق تو نبی و رسول ہی ہو سکتا ہے اور ہر نبی و رسول کے لئے صدیق ہونا وصف لازم ہے مگر اس کا عکس نہیں کہ جو صدیق ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہو بلکہ غیر نبی بھی جو اپنے نبی و رسول کے اتباع میں صدق کا یہ مقام حاصل کر لے وہ بھی صدیق کہلائے گا، حضرت مریم کو خود قرآن کریم نے امہ صدیقہ کا خطاب دیا ہے حالانکہ جمہور امت کے نزدیک وہ نبی نہیں، اور کوئی عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

ع ۲ ۵

خلاصہ رکوع ۲

۵ حضرت مریم علیہا السلام جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں کا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور اس سلسلہ کے احوال ذکر فرمائے گئے۔ آخر میں توحید و قیامت اور منکرین توحید کا حال بیان کیا گیا۔

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾

اے ابراہیم! اگر تو باز نہ آئے گا تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو مدت

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ

دراز تک۔ ابراہیم نے کہا (اچھا) سلام علیک ف۱ میں تمہارے لئے مغفرت مانگوں گا اپنے رب سے بیشک

حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں کنارہ کرتا ہوں تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا

وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ٘ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾

اور میں پکاروں گا اپنے رب کو۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا ف۲

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا

تو جب ابراہیم نے کنارہ کیا ان لوگوں سے

لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَ وَهَبْنَا

اور ان بتوں سے کہ جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ تو ہم نے اس کو عطا کئے

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ

اسحٰق اور یعقوب اور ہر ایک کو نبی بنایا اور ہم نے ان کو (بہتیرا) دیا اپنی رحمت سے

عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ؑ وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا

اور ہم نے ان کے لئے کیا ذکر خیر بلند۔ اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا کہ وہ خاص بندہ تھا

وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾ وَ نَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

اور بھیجا ہوا نبی تھا اور ہم نے اسے آواز دی کوہ طور کی داہنی جانب سے

ف۱ قطع تعلق کا شریفانہ انداز: کسی سے قطع تعلق کرنے کا شریفانہ اور مہذب طریقہ یہ ہے کہ بات کا جواب دینے کے بجائے لفظ سلام کہہ کر علیحدہ ہوجائے جیسا کہ قرآن کریم نے اپنے مقبول وصالح بندوں کی صفت میں بیان فرمایا ہے: واذا خاطبھم الجھلون قالو سلما یعنی جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ خطاب کرتے ہیں تو یہ ان سے دوبدو ہونے کے بجائے لفظ سلام کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود مخالفت کے میں تمہیں کوئی گزند اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا۔

ف۲ ہجرت ابراہیمی: جب کوئی اثر تم پر نہیں، بلکہ الٹا مجھے دھمکیاں دیتے ہو تو اب میں خود تمہاری بستی میں رہنا نہیں چاہتا۔ تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تاکہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کرسکوں، حق تعالیٰ کے فضل ورحمت سے کامل امید ہے کہ اس کی بندگی کر کے میں محروم ونا کام نہیں رہوں گا۔ غربت و بے کسی میں جب اس کو پکاروں گا، ادھر سے ضرور اجابت ہوگی۔ میرا خدا پتھر کی مورتی نہیں کہ کتنا ہی چیخو چلاؤ سن ہی نہ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۱۰ ۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آغاز شباب کا ایک واقعہ ذکر فرمایا گیا اور مشرکین مکہ کو تعلیم دی گئی کہ تمہارے جد امجد نے حق کیلئے اپنے باپ دادا کے دین کو ہی نہیں بلکہ اپنے باپ کو بھی چھوڑ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو دعوت حق دی اور پھر ہجرت کو ذکر کیا گیا۔ پھر حضرت یعقوب واسحاق علیہما السلام کی بشارت دی گئی تاکہ ہجرت کی وحشت میں انس وسکون حاصل ہو۔

الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ

اور ہم نے اس کو پاس بلا لیا راز کہنے کو۔ اور اس کو عطا کیا اپنی رحمت سے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ

اس کا بھائی ہارون نبی بنا کر۔ اور مذکور کر! کتاب میں اسمٰعیل کا وہ وعدہ کا

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

سچا تھا اور بھیجا ہوا نبی تھا ف۱ اور حکم کیا کرتا تھا اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ

نماز کا اور زکوٰۃ کا اور اپنے پروردگار کے یہاں پسندیدہ تھا۔ اور مذکورہ کر

فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ

کتاب میں ادریس کا وہ بڑا سچا نبی تھا اور ہم نے اسے اٹھا لیا بلند مکان

مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

(یعنی آسمان) پر یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے نبیوں میں

النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ

آدم کی نسل میں سے اور ان کی نسل میں سے کہ جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھا لیا تھا

وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں سے اور ان میں سے کہ جن کو ہدایت دی

وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا

اور منتخب کیا۔ جب ان پر پڑھی جاتی تھیں رحمٰن کی آیتیں ف۲ گر پڑتے تھے سجدہ کرتے

ف۱ ایفائے وعدہ کی اہمیت اور اس کا درجہ

ایفائے وعدہ انبیاء وصلحاء کا وصف خاص اور تمام شریف انسانوں کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے العدۃ دین، وعدہ ایک قرض ہے یعنی جس طرح قرض کی ادائیگی انسان پر لازم ہے اسی طرح وعدہ پورا کرنے کا اہتمام بھی لازم ہے۔ دوسری ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں وای المؤمن واجب یعنی وعدہ مومن کا واجب ہے۔

حضرات فقہاء نے باتفاق یہ فرمایا ہے کہ وعدہ کا قرض ہونا اور ایفاء وعدہ کا واجب ہونا اس معنی میں ہے کہ بلا عذر شرعی اس کو پورا نہ کرنا گناہ ہے لیکن وہ ایسا قرض نہیں جس کی چارہ جوئی عدالت سے کی جاسکے اور زبردستی وصول کیا جاسکے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ دیانۃً واجب ہے قضاء واجب نہیں۔ (قرطبی وغیرہ) (معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ قرآن پڑھو اور روؤ:

ابن ماجہ، اسحاق بن راہویہ اور بزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن پڑھو اور گریہ کرو، رونا نہ آئے تو روتے بن جاؤ۔ (تفسیر مظہریؒ)

تلاوت قرآن کے وقت بکاء یعنی آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے: اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآن کی تلاوت کے وقت بکاء (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ وتابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔

چونکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی شان میں بعضے بددین مبالغہ یا توہین کرتے تھے اس لئے حق تعالیٰ نے سب حضرات کے دو قسم کے اوصاف بیان فرمائے ایک تو ان کا مقبول اور صاحب کمال ہونا یا تو گستاخی کا جواب ہے دوسرے ان کا خدا کے سامنے عاجز و محتاج ومنکسر ہونا یا مبالغہ کا علاج ہے۔ پس افراط وتفریط دونوں کا علاج ہو گیا۔

وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

اور روتے ہوئے۔ ف۱ اور آئے ان کے بعد ایسے ناخلف کہ جنہوں نے نمازیں کھوئیں

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ

اور پیچھے پڑ گئے خواہشات کے تو (سزا) پائیں گے گمراہی کی مگر جس نے توبہ کر لی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو وہ لوگ داخل ہوں گے بہشت میں

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدَ

اور ان پر کچھ ظلم نہ ہو گا! ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا ہے

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا

رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ! بیشک اس کا وعدہ ضرور آئے گا۔ وہاں نہ

يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً

سنیں گے بک بک سوائے سلام کے اور ان کو ان کا رزق وہاں ملے گا صبح

وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ

اور شام یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو وارث بنائیں گے جو

تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا

پرہیزگار ہوگا۔ ف۲ اور ہم (فرشتے) نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کو (علم ہے)

وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ ۚ رَبُّ

جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں (وہ) پروردگار ہے

ف۱ تلاوت قرآن کے وقت بکا یعنی آبدیدہ ہونا سنت انبیاء ہے

قرآن کی تلاوت کے وقت بکا (رونے) کی کیفیت پیدا ہونا محمود اور انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ و تابعین اور اولیاء اللہ سے بکثرت اس کے واقعات منقول ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی:

چنانچہ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پہلی جماعت جو جنت میں جائیگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے روشن اور نورانی ہوں گے نہ وہاں انہیں تھوک آئے گا نہ ناک آئیگی نہ پیشاب پاخانہ۔ ان کے برتن اور فرنیچر سونے کے ہوں گے انکا بخور خوشبودار ہوگا ان کے پسینے مشک بو ہوں گے۔ ہر ایک جنتی مرد کی دو بیویاں تو ایسی ہوں گی کہ ان کے پنڈے کی صفائی سے انکی پنڈلیوں کی نلی کا گودا تک باہر سے نظر آئے۔ ان سب جنتیوں میں نہ تو کسی کو کسی سے عداوت ہوگی نہ بغض سب ایک دل ہوں گے۔ کوئی اختلاف باہم دگر نہ ہوگا۔ صبح شام خدا تعالیٰ کی تسبیح میں گزرے گی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں شہید لوگ اس وقت جنت کی ایک نہر کے کنارے جنت کے دروازے کے پاس سرخ رنگ قبوں میں ہیں۔ صبح شام روزی پہنچائے جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا فَاعۡبُدۡہُ وَاصۡطَبِرۡ

آسمان و زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے (سب کا) تو اسی کی عبادت کر اور صبر کر

لِعِبَادَتِہٖ ؕ ہَلۡ تَعۡلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ﴿٦٥﴾ وَیَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ ءَاِذَا

اس کی عبادت پر۔ بھلا تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور بھی ہے۔ اور آدمی (کافر) کہتا ہے کہ کیا جب

مَا مِتُّ لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَیًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا

میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہو کر نکالا جاؤں گا کیا یہ آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پیدا کیا

خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ یَکُ شَیۡئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّکَ لَنَحۡشُرَنَّہُمۡ

پہلے حالانکہ یہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو تیرے رب کی قسم ہم ضرور جمع کریں گے ان کو

وَالشَّیٰطِیۡنَ ثُمَّ لَنُحۡضِرَنَّہُمۡ حَوۡلَ جَہَنَّمَ جِثِیًّا ﴿٦٨﴾ ۚ ثُمَّ لَنَنۡزِعَنَّ

اور شیطانوں کو پھر ان کو لا حاضر کریں گے دوزخ کے گرد گھٹنوں پر گرے ہوئے پھر ہم الگ کریں گے

مِنۡ کُلِّ شِیۡعَۃٍ اَیُّہُمۡ اَشَدُّ عَلَی الرَّحۡمٰنِ عِتِیًّا ﴿٦٩﴾ ۚ

ہر فرقے میں سے اس شخص کو جو رحمٰن پر سخت اکڑ رکھتا تھا۔

ثُمَّ لَنَحۡنُ اَعۡلَمُ بِالَّذِیۡنَ ہُمۡ اَوۡلٰی بِہَا صِلِیًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنۡ

پھر ہم ان کو خوب جانتے ہیں کہ یہ زیادہ سزاوار ہیں جہنم میں جانے کے۔ ف۱ اور تم میں

مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ﴿٧١﴾ ۚ

ایسا کوئی نہیں جو جہنم پر ہو کر نہ گزرے۔ یہ وعدہ تیرے پروردگار پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا ﴿٧٢﴾

پھر ہم بچا لیں گے پرہیزگاروں کو اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے

ع ۴ ۱۵ ۷

خلاصہ رکوع ۴

انبیاء علیہم السلام کے مقبول و ذی کمال ہونے کے ساتھ عبدیت و بندگی کے کمال کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر ان ناخلف لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو خواہش نفسانی میں درپے ہوگئے۔ تو یہ ایمان و عمل صالحہ کی جزا جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ فرشتوں کی طرح حکم الٰہی کا تابع اور فرمانبردار بننے کی ترغیب دی گئی۔

ف۱ مجرموں کی ترتیب:

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب اول و آخر سب کا حشر ہو چکے گا اور سب کی گنتی پوری ہو جائے گی تو پھر ترتیب وار بڑے جرائم والوں کو پھر ان سے کم جرائم والوں کو پھر ان سے کم درجہ کے مجرموں کو چھانٹا جائے گا، ہناد نے احوص کا قول بھی اس آیت کی تشریح میں اسی کے قریب قریب نقل کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان پر ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر کہتے ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ

مسلمانوں سے کہ (کیوں جی! ہمارے اور تمہارے) دونوں فریقوں میں کس کا مکان بہتر اور کس کی

نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

مجلس عمدہ ہے ف۱ اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے امتیں کہ

أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

وہ ساز و سامان اور نمود میں ان سے بہتر تھیں کہہ دے! جو گمراہی میں رہا تو اس کو

الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

رحمن ڈھیل ہی دیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ چیز دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا

ہے یا عذاب اور یا قیامت تو اس وقت ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس کا

وَأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ

برا درجہ ہے اور کس کا لشکر کمزور اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ ہدایت والوں کو ہدایت۔

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾

اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثواب میں اور بہتر ہیں انجام میں ف۲

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا

(اے محمد) بھلا تو نے اسے دیکھا جس نے کفر کیا ہماری آیتوں کا اور کہا کہ مجھے ضرور ملے گا مال

ف۱ کافروں کی قیاس آرائیاں: یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں ان کا برا انجام بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزاء و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے زعم کے موافق آخرت میں جو کچھ پیش آئیگا دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیا آج ہمارے مکانات، فرنیچر، اور بود و باش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری مجلس (یا سوسائٹی) تمہاری سوسائٹی سے معزز نہیں یقیناً ہم جو تمہارے نزدیک باطل پر ہیں، تم اہل حق سے زیادہ خوشحال اور جتھے والے ہیں۔ جو لوگ آج ہم سے خوف کھا کر کوہ صفا کی گھاٹی میں نظر بند ہوں، کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ چھلانگ مار کر جنت میں جا پہنچیں گے؟ اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے؟ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۲ عبدالرزاق میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ ایک خشک درخت تلے بیٹھے ہوئے تھے اس کی شاخ پکڑ کر ہلائی تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ نے فرمایا دیکھوں اسی طرح انسان کے گناہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر سبحان اللہ والحمد للہ کہنے سے جھڑ جاتے ہیں۔ اے ابو درداء! ان کا ورد رکھ اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے کہ تو انہیں نہ کہہ سکے یہی باقیات صالحات ہیں، یہی جنت کے خزانے ہیں، اس کو سن کر حضرت ابو درداءؓ کا یہ حال تھا کہ اس حدیث کو بیان فرما کر فرماتے کہ واللہ میں تو ان کلمات کو پڑھتا ہی رہوں گا کبھی ان سے زبان نہ روکوں گا گو لوگ مجھے مجنون کہنے لگیں۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث دوسری سند سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

وَّوَلَدًا ۝٧٧ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

اور اولاد۔ کیا وہ مطلع ہو گیا ہے غیب پر یا رحمٰن کے ہاں اس نے

عَهْدًا ۝٧٨ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ

عہد لے رکھا ہے۔ ہرگز نہیں! ہم لکھ لیں گے جو کچھ یہ بکتا ہے اور ہم بڑھاتے جائیں گے اس پر

مَدًّا ۝٧٩ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝٨٠ وَاتَّخَذُوْا مِنْ

عذاب لمبا۔ اور ہم لیں گے اس کے مرے پیچھے جو کچھ یہ بتاتا ہے اور ہمارے پاس آئے گا تن تنہا۔ اور لوگوں نے

دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝٨١ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ

معبود بنائے ہیں اللہ کے سوا تا کہ وہ ان کے مدد گار بنیں ہرگز نہیں۔ وہ تو

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝٨٢ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا

ان کی عبادت کے منکر ہو جائیں گے۔ اور بن جائیں گے ان کے مخالف کیا تو نے دیکھا نہیں کہ ہم نے چھوڑ رکھا ہے

الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝٨٣ فَلَا تَعْجَلْ

شیطانوں کو کافروں پر کہ وہ ان کو اکساتے رہتے ہیں اُبھار کر سو تو ان پر جلدی نہ کر

عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝٨٤ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ

بس ہم تو پوری کر رہے ہیں ان کی گنتی۔ جس دن ہم جمع کریں گے پرہیز گاروں کو

اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝٨٥ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝٨٦

رحمٰن کے پاس مہمان (بنا کر) ۱؎ اور ہانک لے جائیں گے گنہگاروں کو جہنم کی جانب پیاسے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

وہ نہ اختیار رکھیں گے سفارش کا مگر ہاں جس نے رحمٰن سے

۱؎ خوف آخرت میں جان دے دی

مسعود ابن مخرمہ اپنے خوف کی شدت کی بنا پر قرآن کریم کی تلاوت نہ سن سکتے تھے جب بھی کوئی شخص ان کے سامنے ایک لفظ یا ایک آیت پڑھتا تو چیخنے چلانے لگتے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص انکے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ (یوم نحشر المتقین الایۃ) "جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے"۔ یہ آیت سن کر کہنے لگے میں مجرمین میں سے ہوں۔ متقین میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد قاری سے کہا کہ اس آیت کو دوبارہ پڑھو۔ اس نے دوبارہ تلاوت کی دوسری بار یہ آیت سنی تو بے اختیار ہو کر چیخ پڑے اور اسی حال میں مولیٰ سے جا ملے۔

ع ۵ / ۱۷ / ۸

خلاصہ رکوع ۵

مشرکین عرب کے ایک شبہ کا ازالہ فرمایا گیا اور قرآنی آیات کیساتھ کفار کا معاملہ ذکر کیا گیا۔

عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

قرار لے لیا ہے اور کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے۔ یہ تو تم ایسی بھاری بات لائے کہ

اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ

عجب نہیں آسمان پھٹ پڑیں اس کے باعث اور زمین شق ہو جاوے

وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا

اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر کہ ثابت کیا رحمٰن کے لئے فرزند حالانکہ

يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي

رحمٰن کو شایان ہی نہیں کہ بیٹا بنائے۔ جتنی مخلوق آسمان اور زمین میں ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ

سبھی تو رحمٰن کے حضور میں حاضر ہو گی غلام بن کر! اللہ نے ان کو گھیر رکھا ہے

وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾

اور گن رکھی ہے ان کی گنتی! اوران میں سے ہر ایک اس کے سامنے آئے گا قیامت کے دن تن تنہا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ

بیشک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو عطا فرمائے گا

لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

رحمٰن محبت ؎ تو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے تا کہ تو اس کے ذریعے سے

بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا

خوشی سنا دے پرہیزگاروں کو اور ڈرائے جھگڑالو قوم کو اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے

؎

سلمہ بن دینار کا آخری کلام :

جب ابو حازم سلمۃ بن دینار رحمہ اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا آپ کے ساتھیوں نے پوچھا ابو حازمؒ: ان نازک لمحات میں کیا محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر ہم اس شر سے بچ جائیں جس کا ارتکاب دنیا میں کیا' تو یہ شر ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جس کو ہم سے لپیٹ لیا گیا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔"ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل الایۃ"

"یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے دلوں میں محبت پیدا کرے گا"۔

یہ آیت بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

یعنی علاوہ آخرت کی نعمتوں کے دنیا میں یہ نعمت دے گا کہ مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا یہ تفسیر حدیث میں آئی ہے اور اس کا نعمت ہونا بلکہ بڑی نعمت ہونا ظاہر ہے کیونکہ نعمت کا خلاصہ راحت اور چین ہے اور ظاہر ہے کہ محبوب ہو جانا اس کا بڑا سبب ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان سے کسی کو عداوت نہ ہو گی بلکہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان متبع شریعت سے عام خلائق کو جن کا نہ کوئی نفع اس سے متعلق ہو نہ کوئی ضرر پہنچا ہو محبت ہوتی ہے چنانچہ اس کا مشاہدہ ہے اور جن کو اس سے نفع پہنچا ہو ان کا محبت کرنا یا جن کو ضرر پہنچا ہو ان کا بغض کرنا یہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ در حقیقت یہ محبت و عداوت اپنے نفع و ضرر سے ہے چنانچہ نفع پہنچانے والے کفار سے بھی لوگوں کو محبت ہوتی ہے اگر نفع و ضرر سے قطع نظر کر لی جائے اس وقت بھی مومن کی صفات میں یہ اثر ہے کہ اس کی طرف عام قلوب کو کشش ہوتی ہے لہذا آپ ان کو یہ بشارت دے دیجیے ۱۲

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ

ان سے پہلے امتیں۔ بھلا تو آہٹ پاتا ہے ان میں سے کسی کی

اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۹۸

یا سنتا ہے ان کی بھنک ف۱

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکہ میں اتری اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰهٰ ۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۲ اِلَّا

ہم نے تجھ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ تو مشقت اُٹھائے۔ مگر

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۳ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

ہاں اس کو نصیحت کرنے کے لئے کہ جو ڈرتا ہے۔ اس کا اتارا ہوا ہے جس نے پیدا کیا زمین

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۵ لَهٗ

اور اونچے آسمانوں کو وہ بڑا مہربان ہے! عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ گیلی

الثَّرٰى ۶ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ

زمین کے تلے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ جانتا ہے چھپے بھید اور اس سے بھی زیادہ

ف۱ مراد یہ ہے کہ بالکل بے نام و نشان ہو گئے پس کفار اس دنیوی سزا کے بھی مستحق ہیں اگرچہ کسی مصلحت سے کسی کافر کے لئے اس کا ظہور نہ ہو مگر اندیشہ کے قابل تو ہے اور پہلے لوگوں کے ہلاک کرنے کا مضمون اس سے پہلے رکوع میں بھی آیا ہے مگر وہاں مقصود دوسرا تھا یعنی کفار کے اس قول کا جواب دینا تھا کہ ہم میں اور مسلمانوں میں ساز و سامان اور مجلس کے اعتبار سے کون اچھا ہے پس تکرار نہ رہا اور آہستہ آواز کی نفی اس لئے فرما دی کہ دارو گیر کے وقت مجرم خوفزدہ ہوتا ہے دلیری سے بات کرنے کی تو مجال ہی نہیں ہوتی البتہ چپکے چپکے باتیں کر لیا کرتا ہے یہاں اس کی بھی نفی فرما دی کہ ان کی آہستہ آواز بھی نہ نکل سکے گی زور سے تو کیا بولیں گے۔ لطیفہ اس سورت میں رحمت کا ذکر بکثرت لایا گیا ہے چنانچہ لفظ رحمٰن پندرہ سولہ جگہ آیا ہے اور لفظ رحمت شروع میں نیز اور بھی چند جگہ میں آیا ہے پس جہاں مسلمانوں کے ذکر میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس طرف اشارہ ہے کہ ان پر بڑی رحمت ہوگی اور جہاں کفار کے ذکر میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس طرف اشارہ ہے کہ کفار ایسے بڑے رحمت والے کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے احسانات و انعامات سے بھی نہیں شرماتے۔ واللہ اعلم

خلاصہ رکوع ۶ (ع ۶ / ۹)

کفار کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کس طرح شیطان کا آلہ کار بنتے ہیں۔ متقین و مجرمین کا انجام ذکر کیا گیا۔ کفار و مشرکین کے باطل عقائد کا رد فرما کر اہل ایمان کو بشارت اور اہل طغیان کو وعید سنائی گئی۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاَخْفٰى ۝٧ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝٨

مخفی کو اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے ہیں سب نام اچھے

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝٩ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ

اور کیا تجھ کو پہنچی موسیٰ کی حکایت جب اس نے آگ دیکھی تو کہا اپنے گھر والوں کو

امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

کہ ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے۔ امید ہے کہ میں تمہارے پاس اس میں سے ایک چنگاری لے

اَوْ اَجِدُ عَلَي النَّارِ هُدًى ۝١٠ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝١١ۭ

آؤں یا پاؤں اس آگ پر راہ کا پتہ۔ تو جب وہاں پہنچا! آواز آئی اے موسیٰ! ف۱

اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا پروردگار تو اُتار ڈال اپنی جوتیاں۔ تو (اس وقت) پاک میدان

طُوًى ۝١٢ۭ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝١٣ اِنَّنِيْٓ اَنَا

ف۲ طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تجھ کو منتخب کرلیا ہے تو کان لگا کر سن جو کچھ حکم کیا جاتا ہے میں ہی

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝١٤

اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں! میری عبادت کر! اور قائم رکھ نماز میری یاد کے لئے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ

قیامت ضرور آنے والی ہے! میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو بدلا ملے

بِمَا تَسْعٰى ۝١٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

اس کی کوشش کا۔ تو ایسا نہ ہو کہ تجھے روک دے اس (کی فکر) سے وہ شخص جو اس کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے

ف۱ درخت سے نداء:

بغوی نے لکھا ہے کہ وہب نے بیان کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے ندا آئی تھی کہ میں تیرا رب ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہ ہوا کہ پکارنے والا کون ہے اس لیے آپ نے جواب دیا، میں تیری آواز تو سن رہا ہوں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ تیری جگہ کہاں ہے (کہاں سے آواز آرہی ہے۔ تو کہاں ہے آواز آئی میں تیرے اوپر ہوں۔ تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں تجھ سے اتنا قریب ہوں کہ تو بھی اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین ہوا کہ یہ اللہ ہے یہ شان تو اسی کی ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے موسیٰ کو ندا آئی تو آپ نے کہا یہ کلام کرنے والا کون ہے آواز آئی میں ہی اللہ ہوں اس وقت شیطان نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ شاید میں شیطان کا کلام سن رہا ہوں، لیکن فوراً کہہ اٹھے یقیناً یہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ ہر طرف سے اور ہر عضو سے میں اس کو سن رہا ہوں (شیطان کا کلام نہ ہر جہتی ہو سکتا ہے نہ بند بند سے اس کو سنا جا سکتا ہے) اس تشریح میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ مقام ادب میں جوتے اتار دینا

فاخلع نعلیک جوتے اتارنے کا حکم یا تو اس لئے دیا گیا کہ مقام ادب ہے جوتا اتار کر ننگے پاؤں ہو جانا مقتضائے ادب ہے یا اس لئے کہ جوتے مردار کی کھال کے بنے ہوئے تھے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ اور حسن بصریؒ اور ابن جریجؒ سے وجہ اول ہی منقول ہے اور جوتا اتارنے کی مصلحت یہ بتلائی تاکہ آپ کے قدم اس مبارک وادی کی مٹی سے لگ کر اس کی برکت حاصل کریں اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم خشوع اور تواضع کی صورت بنانے کے لئے ہوا جیسا کہ سلف صالحین طواف بیت اللہ کے وقت ایسا ہی کرتے تھے۔

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾

پڑا ہوا ہے پھر تو تباہ ہو جاوے۔ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ ف۱

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

موسیٰ نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر سہارا لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اسی سے اپنی

غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾

بکریوں پر اور میری اس لاٹھی میں اور بھی حاجتیں ہیں فرمایا (اچھا) اس کو ڈال دے اے موسیٰ۔

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫

تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا پس ناگہاں وہ سانپ ہو گیا کہ دوڑ رہا ہے اللہ نے فرمایا اسے پکڑ لے اور ڈر مت!

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

ہم اس کو لوٹا دیں گے اس کی پہلی حالت میں اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾

کہ نکلے سفید (چمکتا) بغیر کسی مرض کے دوسرا معجزہ (ہو کر)

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ ۚ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

ہم چاہتے ہیں کہ تجھے دکھائیں بعض بڑی نشانیاں۔ جا فرعون کی

طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾

جانب! اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کھول دے میرا سینہ آسان کر میرے لئے میرا کام

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ

اور کھول دے گرہ میری زبان سے ف۲ تاکہ وہ میری بات سمجھیں اور میرا

ف۱ یہ سوال اس لئے تھا کہ اس وقت اس کے منافع اور اس کی حقیقت کہ یہ ایک لاٹھی ہے ذہن میں خوب حاضر ہو جائے پھر جو سانپ بن جاوے گا تو ذات اور صفات دونوں کے بدل جانے سے قدرت خداوندی پر زیادہ دلالت ہوگی اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں اس کی حقیقت اور منافع دونوں عرض کئے پس سوال و جواب دونوں بالکل مطابق ہیں۔

ف۲ آپ علیہ السلام کی زبان میں یا تو پیدائشی لکنت تھی جیسا کہ بعض قائل ہوئے ہیں یا بچپن میں ایک بار جب انہوں نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑی تھی اور فرعون نے بدلہ لینا چاہا تھا اور حضرت آسیہ فرعون کی بیوی نے سفارش کی کہ بچہ ہے اس کو کیا سمجھ ہے اور سمجھ کے امتحان کے لئے ان کے سامنے آگ حاضر کی گئی اس وقت انہوں نے ایک چنگاری اٹھا کر منہ میں رکھ لی تھی اس سے زبان کی روانی کم ہوگئی تھی اور شاید اس کوئلہ کا کچھ حصہ جلا ہوا نہ ہو اس کو پکڑ کر منہ میں رکھ لیا یا جلدی سے منہ میں ڈال لیا ہو جس سے ہاتھ نہ جلا اور زبان جل گئی پھر اس دعا سے مقصود آپ کا یہ تھا کہ رکاوٹ بالکل دور ہو جائے یا یہ تھا کہ بقدر ضرورت بات سمجھانے کے قابل کم ہو جاوے دونوں احتمال ہیں اور دوسرے احتمال پر اگر کچھ رکاوٹ باقی بھی رہی ہو تو وہ ایسا عیب نہیں جس سے نبی کا مبرا ہونا ضروری ہو البتہ اتنی رکاوٹ جس سے بات سمجھانے میں خلل پڑتا ہو اور سننے والے کو نفرت ہوتی ہو اس سے نبی کا مبرا ہونا

ع ٢٤ ۔ ١٠

خلاصہ رکوع ١

نزول قرآن کا رحمت ہونا اور رحمٰن کا عرش الٰہی پر جلوہ افروز ہونے کو بیان کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ شروع فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۲۵ تا ۲۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾

وزیر بنا میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو! اس سے میری کمر مضبوط کر

وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ

اور اس کو شریک کر میرے کام میں۔ تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور تیری یاد

كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ

بہت کریں۔ بیشک تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا! تجھ کو دیا گیا

سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾

تیرا سوال اے موسیٰ اور ایک بار ہم تجھ پر اور بھی احسان کر چکے ہیں

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي

جب ہم نے الہام کیا تیری ماں کو جو آگے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کو ڈال دے

التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

صندوق میں پھر صندوق کو دریا میں ڈال دے پھر دریا اس کو کنارے پر

يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ

لا ڈالے اسے لے لے ایک میرا اور اس کا دشمن (یعنی فرعون) وا اور میں نے تجھ پر محبت ڈال دی اپنی طرف سے

وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ

اور چاہا کہ تو میرے حضور میں پرورش پائے۔ جب چلنے لگی تیری بہن پس کہنے لگی کہ کیا میں

اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ

تم کو ایسی (دایہ) بتاؤں جو اس کی پرورش کرے۔ پھر ہم نے تجھ کو پہنچایا تیری ماں کے پاس تاکہ

ضروری ہے اور جب یہ خرابی نہ ہو تو ذرا سی رکاوٹ کا عیب ہونا مسلم نہیں بہرحال اوتیت سؤلک یا موسیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی درخواست جو کچھ بھی ہو منظور ہوئی۔

وا صندوق کی تیاری:

بغوی کا بیان ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق لے کر اس کے اندر دھنی ہوئی روئی بچھائی اور موسیٰ علیہ السلام کو اس میں رکھ کر سرپوش ڈھانک کر تمام درزیں اور شگاف روغنِ قیر سے بند کر کے صندوق کو نیل میں ڈال دیا نیل سے ایک نہر نکل کر فرعون کے مکان کے اندر جاتی تھی صندوق بہتا بہتا اس شاخ میں چلا گیا۔ فرعون اپنی بی بی آسیہ کے ساتھ اس وقت نہر کے دہانے پر بیٹھا تفریح کر رہا تھا کہ بہتا ہوا صندوق اندر آگیا فرعون نے باندیوں اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو نکال لائیں۔ خادم صندوق کو پکڑ کر لائے، سرپوش کھول کر دیکھا تو اندر سے ایک نہایت شگفتہ رنگ کا خوب صورت بچہ برآمد ہوا، فرعون دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہوگیا اور ایسا بے قابو ہوا کہ ضبط نہ کر سکا، آیت ذیل سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۬ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ

اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو تو ہم نے تجھ کو اس غم سے نجات دی

الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۣ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ

اور ہم نے تجھ کو محنت میں ڈالا آزمانے کو پھر تو رہا کئی برس

مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

مدین کے لوگوں میں پھر تو آیا ایک مقدار پر اے موسیٰ۔ اور میں نے تجھ کو

لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ

خاص اپنے لئے بنایا ہے جا تو اور تیرا بھائی میرے معجزے لے کر اور سستی نہ کرنا

ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ

میری یاد میں۔ دونوں فرعون کی جانب جاؤ وہ حد سے گزر گیا ہے۔ تو اس سے کہو

قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ

نرم بات شاید وہ سمجھ جائے یا ڈرے ف۱ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہیں

اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا جوش میں آجاوے۔ فرمایا کہ مت ڈرو! میں تمہارے ساتھ ہوں

اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

سنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو ہمارے

مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

ساتھ بھیج دے بنی اسرائیل کو اور ان کو نہ ستا! ہم تیرے پاس معجزہ لے کر آئے ہیں تیرے پروردگار کی

ف۱ نرم کلام کا اثر:

سدی نے کہا نرم کلام یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر تم ایمان لے آئے تو تم کو دوبارہ ایسی جوانی مل جائے گی جو کبھی پیری میں تبدیل نہیں ہوگی اور مرتے دم تک تمہاری حکومت قائم رہے گی اور کھانے پینے کی لذت اور صنفی مقاربت کی کیفیت وقت موت تک تم کو حاصل ہوتی رہے گی اور مرنے کے بعد جنت ملے گی۔ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات پسند آئی لیکن ہامان کے مشورے کے بغیر وہ کوئی بات طے نہیں کرتا تھا۔ ہامان اس وقت موجود نہ تھا جب آیا اور فرعون نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی باتیں نقل کیں اور مشورہ لیا اور قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہامان نے کہا، میں آپ کو دانش مند اور صاحب رائے سمجھتا تھا، آپ رب ہو کر کیا مربوب بننا چاہتے ہیں اب تک آپ کی پوجا ہوتی ہے تو کیا اب آپ دوسرے کی عبادت کرنے کے خواستگار ہیں، غرض ہامان نے فرعون کی رائے پلٹ دی۔

لعله یتذکرو او یخشیٰ: شاید وہ (برغبت) نصیحت پذیر ہو جائے یا (عذاب خداوندی سے) ڈر جائے۔ یعنی اگر تم دونوں کی سچائی اس پر ظاہر ہوگئی تو شاید نصیحت مان لے اور سچائی ظاہر نہ ہوئی اور نصیحت پذیر نہ ہوا تب بھی کم سے کم اتنا تو شاید ہو جائے کہ وہ ڈر جائے، اللہ کو تو کوئی شک نہ تھا اس کو معلوم ہی تھا کہ فرعون نصیحت پذیر نہ ہوگا۔ یہ شک کا لفظ حضرت موسیٰ وحضرت ہارون نے اپنے علم کی مناسبت سے استعمال کیا یعنی تم دونوں امید رکھو کہ شاید وہ مان لے۔ (تفسیر مظہریؒ)

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا

طرف سے۔ اور سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے! ہماری جانب

قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾

وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر (نازل) ہو گا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ

فرعون بولا! تو تم دونوں کا پروردگار کون ہے اے موسیٰ؟ ‏ف‏۱ موسیٰ نے کہا کہ

شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے عطا فرمائی ہر چیز کو اس کی (خاص) صورت پھر راہ دکھائی بولا تو کیا حال ہے پہلے قرنوں کا!

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا

موسیٰ نے کہا کہ ان کا علم میرے پروردگار کے

یَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ

ہاں کتاب میں (لکھا ہوا ہے) نہ میرا رب بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے جس نے بنا دی

لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ

تمہارے لئے زمین بچھونا اور تمہارے لئے چلا دیئے اس میں رستے اور اُتارا آسمان سے پانی پھر

اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ

ہم نے اس سے نکالے طرح طرح کے مختلف سبزے۔ (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو چراؤ۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا

ف‏۱ فرعون کا عقیدہ:
فرعون دہری عقیدہ کا تھا منکرِ خدا تھا۔ سرے سے خالق اور صانع عالم کا قائل نہ تھا، اور یہ سمجھتا تھا یہ کارخانہ عالم خودرو کارخانہ ہے۔ قدیم سے اسی طرح چل رہا ہے اور اسی طرح چلتا رہے گا۔ لوگ خود بخود پیدا ہوئے ہیں اور پھر مر کر گل سڑ جاتے ہیں اور ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جاتے ہیں، سارے عالم کو خود رو گھاس کی طرح سمجھتا تھا۔ کہ خود بخود موسم برسات میں اُگا اور پھر چند روز بعد خشک ہو کر ختم ہو گیا۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

خلاصہ رکوع ۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے بعد سابقہ قصہ کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اور دعاؤں کا حق تعالیٰ کی طرف سے جواب کو ذکر فرمایا گیا اور بوقت پیدائش اور بچپن کے احسانات خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد کی درخواست جس پر حق تعالیٰ کی تسلی حفاظت اور نصرت کا وعدہ ہے ذکر فرمایا گیا۔ فرعون سے مکالمہ کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کو ذکر فرمایا ہے۔

ع ۲ ‏ ۱۱

وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾

کیا اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکال کھڑا کریں گے ف۱

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا

اور ہم نے فرعون کو دکھا دیں اپنی تمام نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا کہنے لگا کہ کیا

لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ

تو ہم کو نکالنے آیا ہے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ! تو ہم بھی ضرور

بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ

تیرے سامنے ایسا ہی جادو لائیں گے! تو مقرر کر ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ

نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

جس کا خلاف ہم نہ کریں اور نہ تو صاف میدان میں! موسیٰ نے کہا! تمہارا وعدہ جشن کا روز!

الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ

اور یہ لوگ جمع کیے جاویں دن چڑھے تو لوٹ گیا فرعون

فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا

پھر جمع کیے اپنے سارے داؤ (یعنی جادوگر) پھر آموجود ہوا! ف۲ جادوگروں سے موسیٰ نے کہا!

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ

کہ تم پر افسوس! افترا نہ کرو اللہ پر جھوٹا ورنہ تم کو ملیا میٹ کر دیں گے عذاب سے

مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا

اور بیشک نامراد ہوا جس نے افترا کیا تو جادوگر جھگڑنے لگے اپنے امر میں باہم

ف۱ آدمی اپنی قبر کی مٹی سے بنتا ہے:

بغوی نے عطاء خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ جس جگہ آدمی دفن ہونے والا ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی فرشتہ لے کر نطفہ پر چھڑکتا ہے۔ پھر اس نطفہ اور مٹی سے آدمی کا جسم بنتا ہے عطاء کے قول کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں وہ مٹی ضرور ہوتی ہے جس سے اس کی پیدائش ہوتی ہے پھر جب وہ اپنی بدترین عمر (بڑھاپے) کو پہنچ جاتا ہے تو جس مٹی سے اس کی تخلیق ہوتی ہے اسی کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے اور اسی میں دفن کیا جاتا ہے میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں اور اسی میں دفن کیے جائیں گے، یہ حدیث خطیب نے بیان کی ہے اور اس کو غریب کہا ہے اور ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ شیخ مرزا محمد حارثیؒ بدخشانی نے کہا کہ حضرات ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرۃؓ سے اس حدیث کے تائیدی اقوال (شواہد) منقول ہیں جن میں سے ایک دوسرے کی تائید کر رہا ہے اس لیے یہ حدیث حسن ہے اس حدیث کی تقویت مندرجہ ذیل اقوال و روایات سے بھی ہوتی ہے۔

ف۲ جادوگروں کی تعداد:

حضرت ابن عباسؓ سے ان ساحروں کی تعداد بہتر منقول ہے اور دوسرے اقوال ان کی تعداد میں بہت مختلف ہیں، چار سو سے لے کر نو لاکھ تک ان کی تعداد بتلائی گئی ہے اور یہ سب اپنے ایک رئیس شمعون کے ماتحت اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا رئیس ایک اندھا آدمی تھا (قرطبی) واللہ اعلم۔

النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

اور چپکے چپکے مشورہ کیا۔ بولے! ہو نہ ہو یہ دونوں تو جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تم کو نکال دیں

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا

تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور معدوم کردیں تمہارے عمدہ مذہب کو۔ تو اتفاق کرو

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾

ایک تدبیر پر پھر آؤ قطار باندھ کر۔ اور آج وہی جیت گیا جو زبر رہا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ

جادوگر بولے کہ اے موسیٰ یا تو یہ ہو کہ تو ڈالے اور یا یہ ہو کہ ہم اول

مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ

ڈالنے والے بنیں۔ موسیٰ نے کہا! نہیں تم ہی ڈالو ف تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ

موسیٰ کے سامنے ان کے سحر کی وجہ سے ایسی دکھائی دیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ تو موسیٰ نے پایا

نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾

اپنے جی میں ڈر۔ ہم نے کہا کہ ڈر مت! بیشک تو ہی زبر رہے گا اور ڈال دے

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا

جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انھوں نے بنایا ہے! جو کچھ انہوں نے

كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ

بنا کھڑا کیا ہے یہ تو جادو کا فریب ہے اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں آیا (الغرض ایسا ہی ہوا) پھر گر

ف جادوگروں نے اپنی بے فکری اور بے پروائی کا مظاہرہ کرنے کے لئے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے کہا کہ پہل آپ کرتے ہیں یا ہم کریں یعنی پہلے آپ اپنا عمل کرتے ہیں یا ہم کریں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا بل القوا یعنی پہلے تم ہی ڈالو اور اپنے جادو کا کرشمہ دکھلاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس جواب میں بہت سی حکمتیں مضمر تھیں، اول تو ادب مجلس کہ جب جادوگروں نے اپنا یہ حوصلہ دکھلایا کہ مخالف کو پہلے حملہ کرنے کی اجازت دی تو اس کا شریفانہ جواب یہی تھا کہ ان کی طرف سے اس سے زیادہ حوصلے کے ساتھ ان کو ابتداء کرنے کی اجازت دی جائے، دوسرے یہ کہ جادوگروں کا یہ کہنا اپنے اطمینان اور بے فکری کا مظاہرہ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان ہی کو ابتداء کرنے کا موقع دے کر اپنی بے فکری اور اطمینان کا ثبوت دیدیا، تیسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کے جادو کے سب کرشمے آجاویں اس کے بعد اپنے معجزات کا اظہار کریں تو بیک وقت غلبہ حق کا ظہور واضح طور پر ہوجائے۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد پر اپنا عمل شروع کردیا اور اپنی لاٹھیاں اور رسیاں جو بڑی تعداد میں تھیں بیک وقت زمین پر ڈالدیں اور وہ سب کی سب بظاہر سانپ بن کر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

پڑے جادوگر سجدے میں ! کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ف۱

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ

فرعون نے کہا! تم نے اس کا یقین کرلیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں یہی تمہارا بڑا ہے

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تو اب میں ضرور کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور پیر اُلٹے

خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ

اور سیدھے اور ضرور تم کو سولی چڑھاؤں گا کھجور کے تنوں پر اور تم جان لو گے کہ

اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا

ہم میں کس کی مار سخت اور دیر پا ہے۔ وہ بولے کہ ہم ہرگز تجھ کو اس پر ترجیح نہ دیں گے

جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ

جو ہمارے پاس آچکے کھلے معجزے اور جس نے ہم کو پیدا کیا تو تو کر جو تجھے کرنا ہے۔

قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ ۭ اِنَّآ اٰمَنَّا

بس تو حکم چلا سکتا ہے اسی دنیا کی زندگی میں ! ہم ایمان لاچکے

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ

اپنے پروردگار پر تاکہ بخش دے ہمارے لئے ہمارے قصور اور نیز وہ جادو (کا گناہ) بھی بخش دے جس پر تو نے

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ

ہم کو مجبور کیا اور اللہ بہتر اور زیادہ دیر پا ہے بیشک جو حاضر ہوگا اپنے ربّ کے سامنے مجرم بن کر تو اس

ف۱ ساحروں اور پیغمبروں کے معاملات میں کھلا ہوا فرق:

فرعون نے جن جادوگروں کو جمع کیا تھا اور پورے ملک وقوم کا خطرہ ان کے سامنے رکھ کر کام کرنے کو کہا تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ خود اپنا کام سمجھ کر اس خدمت کو دل و جان سے انجام دیتے مگر وہاں ہوا یہ کہ خدمت شروع کرنے سے پہلے سودے بازی شروع کردی کہ ہمیں کیا ملے گا۔

اس کے بالمقابل تمام انبیاء علیہم السلام کا عام اعلان یہ ہوتا ہے ما اسئلکم علیه من اجر یعنی میں تم سے اپنی خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، اور انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ و دعوت کے موثر ہونے میں ان کے اس استغناء کا بڑا دخل ہے۔ جب سے علماء دین اہلِ فتویٰ اہلِ خطابت و وعظ کی خدمت کا انتظام اسلامی بیت المال میں نہیں رہا، ان کو اپنی تعلیم اور وعظ و امامت پر تنخواہ لینے کی مجبوری پیش آئی وہ اگرچہ متاخرین فقہاء کے نزدیک بدرجہ مجبوری جائز قرار دی گئی مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس معاوضہ لینے کا اثر تبلیغ و دعوت اور اصلاحِ خلق پر نہایت برا ہوا جس نے ان کی کوششوں کا فائدہ بہت ہی کم کردیا۔

فرعونی جادوگروں کے جادو کی حقیقت:

ان لوگوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو بظاہر سانپ بنا کر دکھلایا تھا کیا وہ واقعی سانپ بن گئی تھیں اس کے متعلق الفاظ قرآن یخیل الیه من سحرھم انھا تسعیٰ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقۃً سانپ نہیں بنی تھی بلکہ یہ ایک قسم کا مسمریزم تھا جس نے خیالات حاضرین پر تصرف کر کے ایک قسم کی نظر بندی کردی کہ حاضرین کو وہ چلتے پھرتے سانپ دکھائی دینے لگے۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی جادو سے کسی شئے کی حقیقت تبدیل ہی نہیں ہوسکتی اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان جادوگروں کا جادو تبدیلِ حقیقت کے قبیل کا نہیں تھا۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝٧٤ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا

کے لئے دوزخ ہے۔ جس میں نہ مرے اور نہ جیوے۔ اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا

قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝٧٥

اور اس نے نیک عمل کئے تو یہی لوگ ہیں جن کے لئے بلند درجے ہیں

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

ہمیشہ رہنے کے باغ! بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ وا

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝٧٦ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ

اور یہ اس کا صلہ ہے جو پاک ہوا۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب۔

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

کہ نکال لے جا میرے بندوں کو رات سے پھر بنادے ان کے لئے سوکھی سڑک دریا میں۔

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝٧٧ فَاَتْبَعَهُمْ

نہ تجھ کو خطرہ ہوگا آ پکڑنے کا اور نہ (ڈوبنے سے) ڈرے گا۔ پھر ان کا پیچھا کیا

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝٧٨ۭ

فرعون نے معہ اپنے لشکر کے تو ان کو گھیر لیا دریا نے جیسا کچھ گھیرا

وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝٧٩ يٰبَنِيْٓ

اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی اے بنی اسرائیل!

اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ

ہم نے نجات دی تم کو تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے

وا جنت کے درجے:

اور حدیث میں ہے کہ خطبے میں اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ نے یہ فرمایا تھا اور جو خدا سے قیامت کے دن ایمان اور عمل صالح کے ساتھ جاملا اسے اونچے بالاخانوں والی ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر درجہ میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین آسمان میں۔ سب سے اوپر جنت الفردوس ہے اسی سے چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے تم اللہ تعالیٰ سے جب جنت مانگو تو جنت الفردوس کی دعا کیا کرو (ترمذی وغیرہ)۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ جنت کے سو درجے ہیں، ہر درجے کے پھر سو درجے ہیں۔ دو درجوں میں اتنی دوری ہے جتنی آسمان و زمین میں۔ ان میں یاقوت اور موتی ہیں اور زیور بھی۔ ہر جنت میں امیر ہے جس کی فضیلت اور سرداری کے دوسرے قائل ہیں۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اہل علیین والے ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے تم لوگ آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ لوگوں نے کہا پھر یہ بلند درجے تو نبیوں کیلئے ہی مخصوص ہوں گے؟ فرمایا سنو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے نبیوں کو سچا جانا۔ سنن کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ انہی میں سے ہیں اور کتنے ہی اچھے مرتبے والے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۲۲ / ۱۲

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر دوبارہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مکالمہ کو ذکر کیا گیا۔ جادوگروں کا اجتماع اور موسیٰ علیہ السلام کے اظہار معجزہ کو ذکر فرمایا گیا۔ جادوگروں کا قبول اسلام اور فرعون کی دھمکیوں کو بیان کیا گیا اور اس کے جواب میں اہل ایمان کا جواب ذکر کیا گیا۔ آخر میں مجرمین کو انجام بد کی وعید اور اہل ایمان کو جنت کی بشارت دی گئی۔

جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَيۡمَنَ وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ﴿۸۰﴾

وعدہ کیا طور کی داہنی طرف کا اور تم پر اتارا من اور سلویٰ (اور کہہ دیا کہ) کھاؤ

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ

ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور اس کے بارے میں حد سے نہ گزر جاناؔ ۱ کہ

فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ‌ۚ وَمَنۡ يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ

پھر تم پر میرا غضب آ نازل ہو۔ اور جس پر میرا غصہ آ نازل ہوا تو ضرور

غَضَبِىۡ فَقَدۡ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ

وہ ہلاک ہو گیا اور میں بڑا بخشنے والا ہوں اس شخص کو کہ جو توبہ کرے اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَاۤ اَعۡجَلَكَ

ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے اور تجھ کو کیا چیز جلد لے آئی ۲

عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ

اپنی قوم سے اے موسیٰ عرض کیا! وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلد آیا

اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ

تیری طرف اے میرے پروردگار تا کہ تو خوش ہو۔ فرمایا کہ ہم نے تو بلا میں ڈال دیا تیری قوم کو

بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى

تیرے پیچھے۔ اور ان کو گمراہ کر دیا سامری نے تو واپس آیا موسیٰ

قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا‌ ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ

اپنی قوم کی جانب غصے میں بھرا ہوا رنجیدہ۔ کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے پروردگار نے

---

۱ صحیح بخاری میں ہے کہ مدینے کے یہودیوں کو عاشورے کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا، انہوں نے جواب دیا کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کامیاب کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو ہمیں بہ نسبت تمہارے ان سے زیادہ قرب ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

۲ صحرائے سینا میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا تھا تا کہ وہ وہاں چالیس دن تک اعتکاف کریں تو انہیں تورات عطا کی جائے گی۔ شروع میں بنی اسرائیل کے کچھ منتخب لوگوں کے بارے میں یہ طے ہوا تھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی روانہ ہو گئے اور ان کا خیال تھا کہ باقی بھی پیچھے آ رہے ہیں، لیکن وہ لوگ نہیں آئے۔ (توضیح القرآن)

سامری ایک جادوگر تھا جو بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اور اسی لیے ان کے ساتھ لگ گیا تھا، مگر حقیقت میں وہ منافق تھا۔ (توضیح القرآن)

وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

وعدہ نیک۔ تو کیا تم پر دراز ہوگئی مدت یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر آنازل ہو

يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾

غضب تمہارے پروردگار کا پس اس وجہ سے تم نے خلاف کیا میرے وعدے کا۔ ف۱

قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ

وہ بولے کہ ہم نے نہیں خلاف کیا تمہارا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن ہم سے اٹھوائے گئے تھے

زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

اس قوم (قبط) کے بوجھ تو ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈال دیا

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ

پھر بنا نکالا ان کے لئے ایک بچھڑا (یعنی) ایک بدن کہ جس کی آواز گائے کی سی تھی پھر کہنے لگے کہ یہ ہے

اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ

تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود ! سو موسیٰ بھول گیا ہے بھلا یہ لوگ

اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ

اتنا بھی نہ دیکھ سکتے تھے کہ وہ ان کو اُلٹ کر کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ مالک ہے

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ

ان کے کسی نقصان کا اور نہ نفع کا۔ اور ان سے کہا تھا ہارون نے پہلے کہ اے قوم اس سے تم آزمائے

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

جارہے ہو اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے تو میرے کہے پر چلو اور میری بات مانو۔ وہ بولے کہ ہم

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ عنقریب ملنے والی ہیں۔ کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت گذر گئی تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ اور دین توحید پر قائم نہ رہ کر خدا کا غضب مول لیا (کذا فسرہ ابن کثیر رحمہ اللہ) یا یہ مطلب لیا جائے کہ تم سے حق تعالیٰ نے تیس چالیس روز کا وعدہ کیا تھا کہ اتنی مدت موسیٰ علیہ السلام "طور" پر معتکف رہیں گے، تب تورات شریف ملے گی۔ تو کیا بہت زیادہ مدت گذر گئی کہ تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے؟ اور گوسالہ پرستی اختیار کرلی، یا عمداً یہ حرکت کی ہے تاکہ غضب الٰہی کے مستحق بنو۔ اور "فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ" سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ آپ علیہ السلام ہم کو خدا کی کتاب لادیجئے ہم اسی پر عمل کیا کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام کے اتباع پر مستقیم رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴ ع ۴/۱۳ ۱۴

بنی اسرائیل کی رہائی کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو مصر جانے کا حکم دیا گیا جس میں کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ تمہارے سردار بھی تم کو اسی راستہ پر لئے جارہے ہیں جس پر فرعون اپنی قوم کو لے گیا اور قوم کی تباہی کیساتھ خود بھی تباہ ہوا۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنے وہ احسانات یاد دلا رہے ہیں جو بنی اسرائیل پر کئے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا' تورات کا ملنا پیچھے قوم کا گمراہ ہوکر بت پرستی شروع کردینے کے حالات ذکر فرمائے گئے۔

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ

ہمیشہ اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ واپس آئیں ہمارے پاس موسیٰ! (موسیٰ آئے) تو بولے

يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ

کہ اے ہارون تجھ کو کیا وجہ مانع ہوئی جب تو نے ان کو دیکھا کہ گمراہ ہو گئے کہ میری پیروی نہ کی کیا

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ

تو نے میری حکم عدولی کی ؟ف۱ ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) نہ پکڑو میری داڑھی

وَلَا بِرَاْسِيْ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

اور نہ میرا سر! مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تو نے پھوٹ ڈال دی بنی

اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

اسرائیل میں اور میری بات یاد نہ رکھی ف۲ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری!

يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

وہ بولا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے ایک مٹھی خاک لے لی بھیجے

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

ہوئے (جبریل) کے پیر کے نیچے سے پھر میں نے وہی ڈال دی اور ایسی ہی مجھ کو صلاح دی

لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ

میرے نفس نے موسیٰ نے کہا کہ چل دور ہو! زندگی میں تو تیری سزا یہی ہے کہ کہتا پھرے!

تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ

مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک وعدہ اور بھی ہے جس کا تجھ سے ہرگز خلاف نہ ہوگا

ف۱ جماعتی انتظام کیلئے خلیفہ اور نائب بنانا:
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک مہینے کے لئے اپنی قوم سے الگ ہو کر کوہ طور پر عبادت میں مشغول ہونا چاہا تو ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر سب کو ہدایت کی کہ میرے پیچھے سب ان کی اطاعت کرنا تاکہ آپس میں اختلاف و نزاع نہ پھوٹ پڑے اس سے معلوم ہوا کہ کسی جماعت یا خاندان کا بڑا اگر کہیں سفر پر جائے تو سنت انبیاء یہ ہے کہ کسی کو اپنا قائم مقام خلیفہ بنا جائے جو ان کے نظم وضبط کو قائم رکھے۔

ف۲ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ سے بچنے کے لئے بڑی سے بڑی برائی کو وقتی طور پر برداشت کیا جاسکتا ہے:
بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کے وقت جو گوسالہ پرستی کا فتنہ پھوٹا اور ان کے تین فرقے ہوگئے حضرت ہارون علیہ السلام نے سب کو دعوت حق تو دی مگر ان میں سے کسی فرقہ سے عملی اجتناب اور بیزاری و علیحدگی کا موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک اعلان نہیں کیا، اس پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو انہوں نے یہی عذر پیش کیا میں تشدد کرتا تو بنی اسرائیل کے ٹکڑے ہوجاتے ان میں تفرقہ پھیل جاتا انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی ، یعنی میں نے اس لئے کسی بھی فرقہ سے علیحدگی اور بیزاری کا شدت سے اظہار نہیں کیا کہ کہیں آپ واپس آکر مجھے یہ الزام نہ دیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کردیا اور میری ہدایت کی پابندی نہیں کی۔

إِلَىٰ إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ

اور دیکھ اپنے معبود کی طرف جس پر تو جما بیٹھا تھا! ہم اس کو جلا دیں گے

ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللَّهُ

اور پھر اس کو بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر تمہارا معبود تو بس اللہ ہی ہے

الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

جس کے سوا کوئی نہیں ہر چیز اس کے علم میں سما گئی (اے محمد) اسی طرح ہم تجھ کو سُناتے ہیں

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ

ان کے حالات جو پہلے گزرے اور ہم نے تجھ کو عطا کیا

مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ

اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن)! جس شخص نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اٹھائے گا

الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ

قیامت کے دن (گناہوں کا) بوجھ ہمیشہ رہیں گے اس میں اور ان کے لئے برا بوجھ ہے

الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ

قیامت کے دن اٹھانے کا! ف۱ جس دن صور پھونکا جاوے گا اور ہم گھیر لائیں گے اس دن گنہگاروں کو

يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ باہم چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم بس دس دن ٹھہرے

عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ

ہو گے! ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں جب کہے گا ان میں

ف۱ گناہوں کا بوجھ

یعنی گناہوں کا بھاری بوجھ۔ سورہ مریم کی آیت یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا کی تشریح میں عمر بن قیس ملائی کی روایت کردہ حدیث ہم نے ذکر کردی ہے اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ کافر کے سامنے اس کا برا عمل بہت ہی مکروہ شکل اور سڑاند کے ساتھ آئے گا اور کافر سے کہے گا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا کافر جواب دے گا۔ نہیں، صرف اتنا جانتا ہوں کہ اللہ نے تیری شکل بڑی مکروہ اور تیری بو بہت سڑی ہوئی بنائی ہے، عمل کہے گا میں دنیا میں بھی ایسا ہی تھا۔ میں تیرا عمل ہوں دنیا میں طویل مدت تک تو مجھ پر سوار رہا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا، پھر حضور اقدس ﷺ نے پڑھا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ گناہ کو ایک بھاری بوجھ قرار دیا کیونکہ جس طرح بھاری بوجھ اگر پشت پر لدا ہو تو کمر ٹوٹنے لگتی ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی ناقابل برداشت ہوگا جس پر پڑے گا اس کا اٹھانے میں انتہائی دشواری ہوگی۔ بزنہ یعنی بار گناہ کی سزائیں۔

ضرورت سے زائد مکان:

ابونعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ کوئی مکان بنایا اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے (تعمیر کردہ) ایک قبہ (گول کمرہ) کی طرف سے گذرے اور دست مبارک سے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جو عمارت اس سے زائد ہوگی وہ قیامت کے دن اس عمارت کے مالک کے لیے مصیبت ہوگی۔ اس مکان کے مالک کو یہ اطلاع پہنچی (کہ حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے) تو انہوں نے اس عمارت کو ڈھادیا۔ طبرانی نے حضرت واثلہ بن اسقع کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث بیان کی ہے۔

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ

بہتر طریقہ والا کہ بس تم ایک دن ٹھہرے ہو گے! اور تجھ سے دریافت کرتے ہیں

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کی نسبت! کہہ دے کہ ان کو بکھیر دے گا میرا پروردگار اڑا کر۔ پھر کر چھوڑے گا زمین

صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ

کو ہموار میدان۔ کہ تو نہ اس میں کہیں موڑ دیکھے گا اور نہ ٹیلا ۱؎

يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

اس دن لوگ پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے جس میں کچھ بھی نہیں اور دب جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ

رحمٰن کے خوف سے تو تو سوائے کھسر پھسر کے کچھ نہ سنے گا اس دن کام

الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ

نہ آئے گی سفارش مگر جسے اجازت دے دی رحمٰن نے اور اس کا

قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا

قول پسند فرمایا ۲؎ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے اور لوگوں کا

يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ

علم اس کو حاوی نہیں ہو سکتا۔ اور منہ جھک جائیں گے (خدائے) زندہ

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

ہمیشہ قائم رہنے والے کے روبرو۔ اور بلاشبہ نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ لادا اور جو نیک عمل

ع ۵ / ۱۵ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۵

حضرت ہارون علیہ السلام کا قوم کو نصیحت اور موسیٰ علیہ السلام کی ہارون علیہ السلام سے مخاطبت سامری کی سخن سازی اور موسیٰ علیہ السلام کی اس کو دی گئی بددعا ذکر فرمائی گئی۔ قرآن کریم کے اتباع اور فرمانبرداری کا حکم اور اس سے اعراض کرنیوالوں کا روز محشر انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔

۱؎ قدرت الٰہی کے سامنے پہاڑ کچھ نہیں:
یعنی قیامت کے ذکر پر منکرین حشر استہزاء کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان سب کو ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرات اور دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائے گا اور زمین بالکل صاف و ہموار کر دیجائیگی جس میں کچھ اونچ نیچ اور اونچ نیچ نہ رہے گی پہاڑوں کی رکاوٹیں ایک دم میں صاف کر دی جائیں گی۔
(تفسیر عثمانی)

۲؎ مراد اس سے مومن ہے کہ اس کی سفارش کے لئے شفاعت کرنے والوں کو اجازت ہوگی اور اسکے بارہ میں شفاعت کرنے والے کا بولنا خدا کو پسند ہوگا اور کفار کے لئے سفارش کی کسی کو اجازت نہ ہوگی تو شفاعت کا ان کے واسطے نافع نہ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ شفاعت ہی نہ ہوگی اس میں کفار کو دھمکی ہے کہ تم شفاعت سے بھی محروم رہو گے۔

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

کرے گا اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کو نہ نا انصافی کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ

اور اسی طرح ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی اور طرح طرح پر اس میں

مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

سنا دیئے ڈراوے تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں یا یہ پیدا کر دے ان کے حق میں نصیحت

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

پس بلند درجہ اللہ سچے بادشاہ کا ہے۔ اور تو جلدی نہ کر قرآن (کے پڑھنے میں)

اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾

جب تک کہ اس کی وحی تمام نہ ہو چکے اور کہہ! اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

اور ہم نے عہد لیا تھا آدم سے اس سے پہلے تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں

لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

استقلال نہ پایا اور (یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

مگر ابلیس نے نہ مانا پھر ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم!

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾

یہ ابلیس تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو کہیں تم کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تو تکلیف میں جا پڑے ف۲

ف۱ فتعلی اللہ الملک الحق، سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالی شان ہے فتعلی اللہ یعنی جس طرح اللہ اپنی ذات و صفات میں مشابہت مخلوق سے پاک ہے اسی طرح اس کا کلام بھی مخلوق کے کلام کی مماثلت سے اعلیٰ اور بالا ہے پس وہ برتر اور منزہ ہے مشرکوں کے شرکیہ اقوال سے۔ میں کہتا ہوں، بلکہ وہ ان لوگوں کے بیان سے بھی برتر و بالا ہے جو اس کے اوصاف کامل طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی اس کی ذات و صفات کو پورا پورا بیان نہیں کر سکتا۔ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِىْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ عَلٰى مَا اَرَدْتَ۔ الملک، یعنی وہ ایسا بادشاہ ہے جس کا حکم نافذ ہے جس کی حکومت ہمیشہ سے ہے جس کا غلبہ ہمہ گیر اور عظیم الشان ہے۔ الحق یعنی اس کا وجود تمام صفات اور اقتدار ذاتی ہے (کسی کا عطا کردہ نہیں ہے) فناء بگاڑ اور زوال کا اس کے اقتدار، حکومت اور صفات وذات میں کوئی احتمال ہی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہریؒ)

خلاصہ رکوع ٦

حق تعالیٰ کی قدرت اور پہاڑوں کی حقیقت کو بتایا گیا۔ علم خداوندی کا مخلوق کے اگلے پچھلے احوال سے باخبر ہونے کو بتایا گیا۔ نزول قرآن کی ایک حکمت اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہدایت کی تلقین فرمائی گئی۔ آدم علیہ السلام کے واقعہ کو شروع فرمایا گیا۔

ع ٦ / ١٥

ف۲ بیوی کے علاوہ جس کسی کا نفقہ شریعت نے کسی شخص کے ذمہ عائد کیا ہے۔ اس میں بھی چار چیزیں اس کے ذمہ واجب ہوتی ہیں جیسے ماں باپ کا نفقہ اولاد کے ذمہ جب کہ وہ محتاج اور معذور ہوں۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ١١٤ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا

جنت میں تو تجھ کو یہ ہے کہ نہ تو بھوکا رہے اور نہ ننگا۔ اور یہ کہ نہ پیاسا رہے

تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ

یہاں اور نہ دھوپ کھائے! پھر آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا شیطان نے

قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾

کہا کہ اے آدم (کہو تو) میں تجھے بتادوں درخت ہمیشہ جینے کا اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ

پھر دونوں اس درخت میں سے کھاگئے تو ان پر ظاہر ہوگئیں ان کی شرمگاہیں اور لگے چپکانے اپنے اوپر

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾

جنت کے پتے اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی تو گمراہ ہوگیا۔

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ

پھر اس کو نوازا اس کے پروردگار نے تو اس پر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا وا فرمایا کہ

اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

یہاں سے اترو دونوں! ایک کا دشمن ایک! پھر اگر تمہارے پاس آئے میری طرف سے

مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾

ہدایت۔ تو جو میری ہدایت پر چلا وہ نہ بہکے گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ

اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کو ملے گی گزران تنگی کی و۲ اور

وا بھول چوک معاف:

اس امت کے لیے نسیان نا قابل مواخذہ قرار پایا ہے۔ ہر امت اور ہر شخص کے لیے نسیان کا یہ حکم نہیں ہے۔ طبرانی نے حضرت ثوبانؓ و حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت سے بھول چوک اور وہ فعل جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کرایا گیا اٹھالیا گیا ہے (یعنی معاف کر دیا گیا ہے) اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ ہر شخص اور ہر امت کے لئے بھول چوک معاف کر دی گئی ہے (بلکہ صراحۃً صرف اس امت کا ذکر کیا گیا ہے) ہاں مجنون وغیرہ کے متعلق (اس امت ہی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ عموماً بلا کسی کا نام لیے) فرمایا ہے قلم اٹھالیا گیا دیوانے مغلوب العقل سے جب تک وہ تندرست ہو اور سوئے ہوئے آدمی سے جب تک وہ بیدار ہو اور بچہ سے جب تک وہ بالغ ہو۔ ہم نے سورہ بقرہ کی آیت ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا کی تفسیر کے ذیل میں لکھدیا ہے کہ بھول چوک پر گرفت عقلاً ممنوع نہیں ہے گناہ ایک زہر ہے زہر قصداً کھالیا جائے یا بھول چوک سے اپنا ہلاکت آفریں اثر ضرور کرے گا اسی طرح گناہ بھی قصداً ہو یا بھول کر اپنا نتیجہ ضرور پیدا کرے گا اور گنہگار بہرحال عذاب اور سزا میں مبتلا ہوگا۔

و۲ قبر میں تنگی تو ظاہر ہے کہ قبر کافر پر تنگ ہوگی اور طرح طرح سے اس پر عذاب ہوگا اور دنیا میں تنگی قلب کے اعتبار سے ہے کہ ہر وقت دنیا کی حرص میں ترقی کی فکر میں کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے گو کوئی کافر بے فکر بھی ہو لیکن اکثر کی یہی حالت ہے اور آیت میں مطلق تنگی کا ذکر ہے اگر کسی کو صرف قبر ہی میں تنگی ہو جب بھی یہ حکم صادق ہے خوب سمجھ لو۔

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى

ہم اس کو اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا۔ ۱ وہ کہے گا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ

کیوں اٹھایا اور میں تو دنیا میں بینا تھا۔ اللہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

نے ان کو بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تیری خبر نہ لی جائے گی ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اس کو جو حد سے

يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ

بڑھ چلا اور نہ ایمان لایا اپنے ربّ کی آیتوں پر اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور دیرپا ہے۔ تو کیا

يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

ان کو اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی ہلاک کردیں ان سے پہلے جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کے

مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

رہنے کی جگہوں میں۔ اس میں بہتیری نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى

کہ پہلے صادر ہو چکی تیرے پروردگار سے۔ اور وقت معین نہ ہوتا تو عذاب (بھی) لازم ہوتا تو صبر کر

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

(ان باتوں پر) جو کافر کہتے ہیں اور پڑھتا رہ اپنے رب کی خوبیاں سورج نکلنے سے پہلے

غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

اور ڈوبنے سے پہلے۔ اور رات کی کچھ گھڑیوں میں پڑھا کر اور دن کی طرفوں میں (بھی پڑھا کر) تاکہ تو

---

۱ قرآن بھولنے کا گناہ:
قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے احکام کے عامل ہوتے ہوئے۔ کسی شخص سے اگر اس کے الفاظ حفظ سے نکل جائیں تو وہ اس وعید میں داخل نہیں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جذامی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ (مسند احمد) (تفسیر ابن کثیرؒ)
ومن اعرض عن ذکری یہاں ذکر سے مراد قرآن بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک بھی جیسا کہ دوسری آیات میں ذکرا رسولا آیا ہے دونوں کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص قرآن سے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرے یعنی قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل سے یا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے اعراض کرے اس کا انجام یہ ہے کہ فان له معيشة ضنكاً و نحشره يوم القيمة اعمى یعنی اس کی معیشت تنگ ہوگی اور قیامت میں اس کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ پہلا عذاب دنیا ہی میں اس کو مل جائے گا اور دوسرا یعنی اندھا ہونے کا عذاب قیامت میں ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۷ — ع ۱۳ / ۱۶ / ۷
حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کیا گیا جو لوگ دنیا میں احکام خداوندی کا اتباع نہیں کریں گے۔ ان کے دنیا و آخرت کے انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔

تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا

خوش ہو جائے اور تو نہ دوڑا اپنی نظر اس چیز کی جانب جو ہم نے استعمال کے لئے دے دی ہے

مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ

مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی آرائش تا کہ ہم ان کو اس میں آزمائیں۔ اور تیرے پروردگار کی

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ

دی ہوئی روزی بہتر اور زیادہ پائیدار ہے ف۱ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہ ہم تجھ سے

رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا

روزی نہیں مانگتے ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں۔ ف۲ اور انجام بخیر پرہیزگاری کا ہے اور کافر کہتے ہیں

يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى

کہ یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے پروردگار کی طرف سے کیا ان کے پاس نہیں

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ

پہنچی نشانی اگلی کتابوں کی اور ہم ان کو ہلاک کر مارتے کسی عذاب سے (رسول بھیجنے سے) پہلے تو

لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ

(اس وقت یوں) کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری جانب کوئی رسول کہ ہم

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

تیرے کلام پر چلتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوں ! کہہ دے ہر ایک منتظر ہے

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

سو تم بھی منتظر رہو آگے چل کر تم جان لو گے کہ کون ہیں سیدھے رستے والے اور کس نے راہ پائی۔

ف۱ شانِ نزول: ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابو یعلی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آکر اترا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک یہودی کے پاس آٹا قرض خریدنے کے لیے بھیجا، دوسری روایت میں آیا ہے اتنا اتنا آٹا۔ یا یہ فرمایا کہ مجھے رجب کا چاند دیکھنے (یعنی پہلی تاریخ) تک کے لیے آٹا دیدو۔ یہودی نے کہا بغیر کسی چیز کو رہن رکھے میں نہیں دوں گا، میں نے حاضر خدمت ہو کر یہودی کا جواب عرض کر دیا، ارشاد فرمایا، اگر وہ میرے ہاتھ بیچ ڈالتا یا فرمایا قرض بھیج ڈالتا تو میں (قیمت) ضرور ادا کرتا اور میں بلا شبہ آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، جاؤ میری لوہے کی زرہ اس کے پاس لے جاؤ۔ میں حضور ﷺ کے پاس سے باہر نکلنے نہ پایا تھا کہ آیت ذیل نازل ہوئی ولا تمدن عینیک الی ما متعنابه ازواجا منهم۔

ف۲ مطلب یہ کہ ہم آپ سے اور اسی طرح دوسروں سے ایسی معاش کموانا نہیں چاہتے جو ضروری طاعات میں مانع ہو روزی سب کو ہم دیں گے غرض اصلی مقصود کسب معاش نہیں بلکہ دین اور طاعت ہے کسب معاش کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے جب کہ اس سے ضروری طاعت میں خلل نہ ہوتا ہو۔

خلاصہ رکوع ۸

مشرکین و منکرین کے اعراض کے باوجود عذاب الٰہی سے فوراً ہلاک نہ کیے جانے کی حکمت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل ایمان کو ملنے والی ایذاؤں پر تسلی دی گئی۔ مشرکین کو آخری فیصلہ کی بات سنائی گئی۔

ع ۸ ۷ ۱۷

سورہ مریم سولہواں پارہ

سورۃ مریم: اس کو لکھ کر شیشے کے گلاس میں رکھ کر اپنے گھر میں رکھنے سے خیر و برکت زیادہ ہو اور خوشی کے خواب نظر آئیں اور جو شخص اس کے پاس سوئے وہ بھی اچھے خواب دیکھے اور جو شخص اسے لکھ کر مکان کی دیوار میں لگائے سب آفات سے حفاظت رہے اور جو خوف زدہ پی لے تو خوف سے مامون رہے۔

خاصیت آیات ۵ تا ۱۵ برائے بانجھ پن

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا. یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا. یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا. قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا. قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـًٔا. قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا. فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا. یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا. وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِیًّا. وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا. وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا. (پ۱۶، ع۶)

خاصیت: جس عورت کو حمل نہ رہتا ہو دونوں میاں بیوی جمعہ کے روز روزہ رکھیں اور شکر اور بادام روٹی سے افطار کریں اور پانی بالکل نہ پئیں اور یہ آیت شیشے کے جام پر شہد سے جن کو آگ نہ پہنچی ہو لکھ کر آب شیریں پاک سے دھو کر سفید نخود دو سو چالیس دانے لے کر اور ہر دانے پر یہ آیتیں پڑھ کر اس پانی کو ہنڈیا میں ڈال کر وہ نخود اس میں ڈال دیں اور خوب تیز آنچ کر دیں پھر عشاء کی نماز پڑھ کر سورۃ مریم پڑھے جب نخود پک جائیں پانی سے نکال لیں اور اس میں تھوڑا آب انگور اضافہ کر کے آدھا آدھا دونوں میاں بیوی پئیں اور تھوڑی دیر سو رہیں پھر اٹھ کر مباشرت کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی روز حمل رہ جائے گا۔ اگر تین شب تک غذا کھانے سے پہلے اسی طرح کریں تو اولاد بہت اچھی ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورہ طٰہٰ

خاصیت مکمل سورۃ طٰہٰ

خاصیت: صبح صادق کے وقت اس کے پڑھنے سے رزق ملے اور سب حاجات پوری ہوں اور لوگوں کے دل مسخر اور دشمنوں پر غلبہ ہو۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ طٰہٰ: اس کو لکھ کر حریر کے سبز کپڑے میں لپیٹ کر پاس رکھے۔ اگر نکاح کا پیغام بھیجے کامیابی ہو اگر دو شخصوں میں یا دو لشکروں میں صلح کرانا چاہے۔ انکار نہ کریں اور اس کو پی لے تو بادشاہ سے مطلب حاصل ہو اور جس عورت کی شادی نہ ہو تو اس کو اس کے پانی سے غسل دیں تو نکاح آسان ہو۔ صبح صادق کے وقت اس کے پڑھنے سے رزق ملے اور سب حاجات پوری ہوں اور لوگوں کے دل مسخر اور دشمنوں پر غلبہ ہو۔

اگر صبح کے وقت پڑھے تو لوگوں کے دل مسخر ہوں اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔

خاصیت آیات ۱ تا ۸ برائے عزت وآبرو

طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (پارہ ۱۶، رکوع ۱۰)

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کیلئے اتارا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ یہ اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمان کو پیدا کیا ہے۔ (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے۔ اسی کی ملک ہیں جو چیزیں زمین پر ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں (اس کے علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کہوتو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے (وہ) اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

خاصیت: سنگ مرمر یا چینی یا بلور کے برتن میں مشک و کافور و گلاب سے لکھ کر روغن بان سے دھو کر اس میں تھوڑا عنبر کافور کا اضافہ کر کے خوشبو بنالیں، پیشانی اور ابروؤں پر مل کر جس کے سامنے ہوگا وہ اس کی عزت وآبرو کرے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۲۵ تا ۲۸ برائے کشادگی ذہن وترقی علم

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ. وَيَسِّرْ لِىْٓ اَمْرِىْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ. يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ. (پارہ ۱۶، رکوع ۱۱)

ترجمہ: اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے اور میری زبان سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

خاصیت: ترقی علم و کشادگی ذہن کیلئے ہر روز نماز صبح کے بعد بیس بار پڑھا کرے مجرب ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۱۴ برائے ترقی علم

رَبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا. ترجمہ: اے میرے رب میرا علم بڑھا دے۔ (پ ۱۶، ع ۱۵)

خاصیت: ترقی علم کیلئے ہر نماز کے بعد جس قدر ہو سکے پڑھا کرے۔ (اعمال قرآنی)

تعارف سورۂ مریم

اس سورت کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں صحیح عقائد کی وضاحت اور ان کے بارے میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ اگر چہ مکہ مکرمہ میں جہاں یہ سورت نازل ہوئی، عیسائیوں کی کوئی خاص آبادی نہیں تھی، لیکن مکہ مکرمہ کے بت پرست کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کی تردید کے لئے عیسائیوں سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے صحابہ کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے جہاں عیسائی مذہب ہی کی حکمرانی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ، حضرت مریم، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کی صحیح حقیقت سے واقف ہوں۔ چنانچہ اس سورت میں ان حضرات کے واقعات اسی سیاق وسباق میں بیان ہوئے ہیں۔ اور چونکہ یہ واضح کرنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں ہیں، جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے، بلکہ وہ انبیائے کرام ہی کے مقدس سلسلے کی ایک کڑی ہیں، اس لئے بعض دوسرے انبیاء کرام

علیہم السلام کا بھی مختصر تذکرہ اس سورت میں آیا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت اور اس وقت حضرت مریم علیہا السلام کی کیفیات سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں، اس لئے اس کا نام سورۂ مریم رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۂ طٰہٰ

یہ سورت مکہ مکرمہ کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی۔ مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سورت کو سن کر اسلام لائے تھے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ اور ان کے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے پہلے خفیہ طور پر اسلام لا چکے تھے جس کا انہیں پتہ نہیں تھا۔ ایک روز وہ گھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ نامی ایک صاحب انہیں ملے، انہوں نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں جہاں آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر غصے کے عالم میں واپس آئے تو بہن اور بہنوئی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر کو آتے دیکھا تو انہوں نے وہ صحیفہ جس پر سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، کہیں چھپا دیا، لیکن حضرت عمر پڑھنے کی آواز سن چکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو، اور یہ کہہ کر بہن اور بہنوئی دونوں کو بہت مارا۔ اس وقت ان دونوں نے کہا کہ آپ ہمیں کوئی بھی سزا دیں، ہم مسلمان ہو چکے ہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، وہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ اچھا مجھے بھی دکھاؤ، وہ کیسا کلام ہے۔ بہن نے ان سے غسل کروا کر صحیفہ ان کو دکھایا جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اسے پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبہوت رہ گئے، اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انہیں اسلام لانے کی ترغیب دی، اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کو اسلام کی توفیق دے کر اسلام کی قوت کا سامان پیدا فرمادے۔ چنانچہ اسی وقت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی، وہ مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش اور تکلیفوں کا زمانہ تھا۔ کفار مکہ نے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ اس لئے اس سورت کا بنیادی مقصد ان کو تسلی دینا تھا کہ اس قسم کی آزمائشیں حق کے علم برداروں کو ہر زمانے میں پیش آئی ہیں، لیکن آخری انجام انہی کے حق میں ہوا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ اسی سورت میں بیان ہوا ہے جس سے دونوں باتیں ثابت ہوئی ہیں، یہ بھی کہ ایمان والوں کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور یہ بھی کہ آخری فتح انہی کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ تمام انبیائے کرام کی بنیادی دعوت ایک ہی ہوتی ہے کہ انسان خدائے واحد پر ایمان لائے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ انبیاء مکہ میں اتری اور اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

لوگوں کے قریب آلگا اُن کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں (پڑے ہوئے)

مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ

منہ پھیر رہے ہیں ف۱ ان کے پاس کوئی نصیحت نہیں آتی ان کے ربّ کی طرف سے

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً

نئی مگر وہ لوگ اُس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ

اور چپکے چپکے سرگوشی کی ان ظالموں نے کہ یہ شخص یعنی محمد تم ہی جیسا ایک آدمی ہے

هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

پھر کیوں آتے ہو جادو کے پاس آنکھوں دیکھتے

تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ

پیغمبر نے کہا کہ میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات آسمان میں ہو (یا زمین) میں

وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ

اور وہی سننے والا جاننے والا ہے بلکہ اُنھوں نے تو یہ کہا کہ (یہ قرآن) پریشان خیالات ہیں

ف۱ حضرت عامر بن ربیعہؓ کا زمین کا ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عربی شخص حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا۔ انہوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اکرام کیا اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (سفارش کی) بات بھی کی۔ وہ آدمی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے) حضرت عامرؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی وادی بطور جاگیر مانگی تھی کہ پورے عرب میں اس سے اچھی وادی نہیں ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے) اب میں چاہتا ہوں کہ اس وادی کا ایک ٹکڑا آپ رضی اللہ عنہ کو دے دوں جو آپؓ کی زندگی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور وہ آپؓ کے بعد آپؓ کی اولاد کا ہوگا۔ حضرت عامرؓ نے کہا مجھے تمہارے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی جس نے ہمیں دنیا ہی بھلادی اور وہ سورۃ یہ ہے۔

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا

بلکہ یہ اس نے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہے پس اسے چاہیے کہ ہمارے پاس

بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ

کوئی نشانی لے آئے جس طرح اگلے پیغمبر (نشانیوں کے ساتھ)

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

بھیجے گئے۔ نہ ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے ف۱

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی آدمی ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے! ہم اُن کی طرف وحی کرتے تھے

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا

تو (لوگو) تم پوچھ دیکھو اہل کتاب سے اگر تم کو معلوم نہیں اور ہم ف۲

جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا

نے ان کے ایسے بدن نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاویں اور نہ وہ

خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ

ہمیشہ رہ جانے والے تھے پھر ہم نے ان کو وعدہ سچ کر دکھایا تو ہم نے بچا لیا

وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ

ان کو اور جس کو چاہا اور ہلاک کر مارا حد سے گزر جانے والوں کو۔ ہم نے اتاری ہے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰

تمہاری طرف کتاب جس میں تمہارا مذکور ہے کیا تم کو سمجھ نہیں آتی۔

ف۱ شانِ نزول:

ابن جریر نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کوہ صفا کو سونے کا کر دیجیے اس سوال کے بعد فوراً اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل آئے انہوں نے کہا اگر آپ چاہتے ہوں تو آپ کی قوم کا سوال پورا کر دیا جائے (اور کوہ صفا کو سونے کا کر دیا جائے) لیکن اس کے بعد بھی اگر یہ ایمان نہ لائے تو پھر (سب کو ہلاک کر دیا جائے گا) مہلت نہیں دی جائیگی اور آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو ڈھیل دوں اور (مزید سوچنے سمجھنے اور ایمان لانے کی) مہلت دیدوں رسول اللہ نے فرمایا میں اپنی قوم کے لیے درخواست مہلت کرتا ہوں اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ جاہل کو عالم کی تقلید واجب ہے

مسئلہ: تفسیر قرطبی میں فرمایا کہ اس آیت (سورۃ الانبیاء آیت ۷) سے معلوم ہوا کہ جاہل آدمی جس کو احکام شریعت معلوم نہ ہوں اس پر عالم کی تقلید واجب ہے کہ عالم سے دریافت کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

قرب قیامت کی خبر دی گئی اور کفار کی سازشوں و بدحواسیوں کو ذکر کیا گیا۔ اہل علم کی فضیلت اور انبیاء علیہم السلام کا امتیاز ذکر فرمایا گیا۔ ع ۱

۱۷

وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّاَنۡشَاۡنَا

اور بہتیری ہم نے توڑ ماریں بستیاں جو ظالم تھیں۔ اور اٹھا کھڑے کیے ان کے

بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ

بعد دوسرے لوگ۔ ۱ تو جب اُنھوں نے آہٹ پائی ہمارے عذاب کی فوراً لگے

مِّنۡهَا يَرۡكُضُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرۡكُضُوۡا وَارۡجِعُوۡۤا اِلٰى مَاۤ

وہاں سے بھاگنے (اور ہم نے کہا کہ) بھاگو مت ! اور لوٹ جاؤ جہاں

اُتۡرِفۡتُمۡ فِيۡهِ وَمَسٰكِنِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

تم کو عیش ملا تھا اور اپنے گھروں میں ! شاید تمہاری پوچھ ہو ۲

قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتۡ تِّلۡكَ دَعۡوٰٮهُمۡ

کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم بیشک ستم گار تھے۔ پھر یہی رہی ان کی پکار

حَتّٰى جَعَلۡنٰهُمۡ حَصِيۡدًا خٰمِدِيۡنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقۡنَا

یہاں تک کہ ہم نے ان کو کر دیا کٹی ہوئی کھیتی بجھے ہوئے انگارے کے مانند اور ہم نے نہیں پیدا کیا

السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ﴿۱۶﴾ لَوۡ اَرَدۡنَاۤ

زمین و آسمان کو اور جو کچھ اُن میں ہے (کسی کو) کھیل کے لئے اگر ہم چاہتے

اَنۡ نَّتَّخِذَ لَهۡوًا لَّاتَّخَذۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّاۤ ۖ اِنۡ كُنَّا

کہ کچھ کھلونا بنائیں تو اس کو بناتے اپنے پاس سے اگر ہم کو

فٰعِلِيۡنَ ﴿۱۷﴾ بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَـقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡ

کرنا ہوتا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم پھینک مارتے ہیں حق کو باطل پر پس وہ باطل کا سر

۱ ماضی میں تباہ شدہ قومیں:
ان آیات میں جن بستیوں کے تباہ کرنے کا ذکر ہے بعض مفسرین نے ان کو یمن کی بستیاں حضوراء اور قلابہ قرار دیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا تھا۔ جس کے نام میں روایات مختلف ہیں بعض میں موسیٰ بن میشا اور بعض میں شعیب ذکر کیا گیا ہے اور اگر شعیب نام ہے تو وہ مدین والے شعیب علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور ہیں ان لوگوں نے اللہ کے رسول کو قتل کر ڈالا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک کافر بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں تباہ کرایا، بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا جیسا کہ بنی اسرائیل نے جب فلسطین میں بے راہی اختیار کی تو ان پر بخت نصر کو مسلط کر کے سزا دی گئی تھی مگر صاف بات یہ ہے کہ قرآن نے کسی خاص بستی کو معین نہیں کیا اس لئے عام ہی رکھا جائے اس میں یہ یمن کی بستیاں بھی داخل ہوں گی۔ واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

۲ یمن کی ایک بستی کے باشندے:
بغوی نے لکھا ہے اس آیت کا نزول حضوراء کے باشندوں کے حق میں ہوا، حضوراء یمن کی ایک بستی تھی جس کے باشندے عرب تھے، اللہ نے ان کی ہدایت کے لیے ایک نبی کو مبعوث فرمایا، پیغمبر نے ان کو توحید کی دعوت دی اہل حضوراء نے نبی کی تکذیب کی اور اس کو قتل کر دیا، اللہ نے (بطور سزا) شاہ بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا، بخت نصر نے ان کو قتل اور قید کیا جب عام طور پر لوگ قتل ہونے لگے تو پشیمان ہوئے اور (بستی چھوڑ کر) بھاگ کھڑے ہوئے فرشتوں نے ان کو آواز دی بھاگو مت، اپنے گھروں اور مالوں کی طرف لوٹو شاید تم سے (کچھ) مانگا جائے، قتادہ نے (اس تشریح میں) کہا شاید تم سے کچھ دنیوی مال ومتاع مانگا جائے اور پھر جس کو چاہو تم دو اور جس کو چاہو نہ دو، تم بڑے مالدار اور والی

مَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

کچل دیتا ہے تو وہ فوراً ملیا میٹ ہوجاتا ہے۔ اور تم پر افسوس ہے ان باتوں سے جو تم بیان کرتے ہو ف۱

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اور اسی کا ہے جو کوئی آسمان و زمین میں ہے۔ اور جو (فرشتے) اس کے نزدیک رہتے ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ

وہ اسکی عبادت سے تکبّر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں تسبیح میں لگے رہتے ہیں

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

رات اور دن ! کاہلی نہیں کرتے ! ف۲ کیا اُنھوں نے ایسے معبود بنا رکھے ہیں

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

زمین (کی مٹی) سے جو (مردوں کو) اٹھا کھڑا کریں گے اگر ہوتے دونوں میں اور معبود

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

اللہ کے سوا تو زمین و آسمان ضرور تباہ ہوجاتے سو اللہ پاک ہے

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ

عرش کا مالک اُن چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں اس سے امر کی پوچھ نہیں جو وہ کرے

وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ

اور لوگوں سے پوچھ ہوتی ہے۔ کیا انھوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا اور معبود

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ

کہہ دے کہ تم اپنی سند تو لاؤ ! یہ ہے ان کی کتاب جو میرے ساتھ ہیں

ثروت ہو، غرض بخت نصر نے ان کا تعاقب کیا اور بے دریغ قتل کیا اور کسی ہاتف نے اوپر سے آواز دی انبیاء کا انتقام۔ یہ حالت دیکھ کر ان کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی۔ لیکن اقرار قصور نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض سے کہا بھاگو نہیں لوٹ کر گھروں کو چلو شاید تم سے بطور تاوان مال طلب کیا جائے اور تم مال دے کر قتل ہونے سے بچ جاؤ اس وقت آسمان سے ندا آئی انبیاء کا انتقام۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۱ حق و باطل کا مقابلہ:

مطلب یہ ہے کہ ہم کھیل کرنے والے نہیں۔ بلکہ باطل کو حق پر دے مارتے ہیں۔ حق سے مراد ہیں وہ آیات جو اللہ کی تنزیہ اور پاکی کو ثابت کر رہی ہیں اور اللہ کا بیوی بچوں سے پاک ہونا جن سے ظاہر ہو رہا ہے، قذف کا معنی ہے دے پٹکنا، پھینک مارنا۔ الباطل سے مراد ہے کفر اور جھوٹ اور یہ قول کہ اللہ کے بیوی بچے ہیں۔ یدمغ یعنی اس کو فنا کردیتا ہے، دمغ سر توڑ دینا، بھیجا کچل دینا جس سے ہلاکت واقع ہو جائے۔ مجازاً مراد ہے فنا کردینا، حق کو قائم کرنا اور باطل کو تباہ کردینا۔ قذف کا لفظ بتا رہا ہے کہ جس چیز کو پھینک مارا گیا وہ بھاری اور ٹھوس ہے۔ ابطال باطل کو دمغ کہنا بطور مبالغہ ہے زَاهِقٌ ہلاک ہونے والا جس کا نشان بھی باقی نہ رہے۔ قاموس میں ہے زَاهِقٌ الباطل باطل نابود ہوگیا، زہق الشی وہ چیز تباہ اور ہلاک ہوگئی۔ بعض نے کہا زہوق کا معنی ہے جان نکل جانا۔ (تفسیر مظہریؒ)

ف۲ فرشتوں کی عبادت:

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے مجمع میں تھے کہ فرمایا لوگو! جو میں سنتا ہوں کیا تم بھی سنتے ہو؟ سب نے جواب دیا کہ حضرت! ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آسمانوں کی چرچراہٹ سن رہا ہوں اور حق تو یہ ہے کہ اسے چرچرانا ہی چاہیے اس لیے کہ اس میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی نہ کسی فرشتے کا سر سجدے میں نہ ہو۔

وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ

اور اُن کی کتاب جو مجھ سے پہلے تھے بلکہ ان میں بہتیرے جانتے ہی نہیں

الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ

حق کو پس وہ منہ پھیرتے ہیں اور ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر

قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

اس کی جانب یہی وحی کی کہ کوئی معبود نہیں میرے سوائے تو

اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

میری عبادت کرو اور کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنالی ہے

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ

وہ پاک ہے ! بلکہ وہ تو معزز بندے ہیں اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کرسکتے

وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ

اور اُس کے حکم پر کام کرتے ہیں !ف۱ اللہ کو معلوم ہے جو ان کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے

وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی

اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو

وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَ مَنْ یَّقُلْ

اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے

مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ؕ

یہ کہے کہ میں معبود ہوں اللہ سے ورے ف۲ تو اس کو ہم دوزخ کی سزا دیں گے۔

ف۱ فرشتے تو اللہ سے خائف ہیں:

لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون یعنی فرشتے حق تعالیٰ کی اولاد تو کیا ہوتے وہ تو ایسے خائف اور مؤدب رہتے ہیں کہ نہ قول میں اللہ تعالیٰ سے سبقت کرتے ہیں نہ عمل میں اس کے خلاف کبھی کچھ کرتے ہیں، قول میں سبقت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک حق تعالیٰ ہی کی طرف سے کوئی ارشاد نہ ہو خود کوئی کلام کرنے میں سابقت کی ہمت نہیں کرتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب مجلس میں کوئی بات آئے تو جو اس مجلس کا بڑا ہے اس کے کلام کا انتظار کیا جائے پہلے ہی کسی اور کا بول پڑنا خلاف ادب ہے۔(معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ ابلیس کا دعویٰ:

قتادہ نے کہا ومن یقل منهم سے مراد ابلیس ہے۔ جو حقیقۃً یا حکماً ملائکہ میں سے تھا فرشتوں کے ساتھ اس کو شامل کردیا گیا ہے، ابلیس نے غرور کیا اور اپنی عبادت کی لوگوں کو دعوت دی۔ دوسرا فرشتہ اس کا قائل نہیں ہوسکتا، علماء کا اس پر اتفاق ہے، (گویا قتادہ کے نزدیک آیت میں ایک واقعہ کا اور اس کی سزا کا اظہار کیا گیا ہے محض فرض پر کلام کی بناء نہیں ہے۔)(تفسیر مظہریؒ)

كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝٢٩ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ

ایسے ہی ہم سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو کیا نہیں دیکھا ان

كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

کافروں نے کہ آسمان وزمین دونوں منہ بند ملے ہوئے تھے

فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ

تو ہم نے دونوں کو الگ الگ کیا۔ ف۱ اور پیدا کیا پانی سے ہر جاندار چیز کو

حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٣٠ وَجَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ

تو کیا یہ ایمان نہیں لاتے ف۲ اور ہم نے پیدا کیے زمین میں پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ زمین

رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا

لوگوں کو لے کر جھک پڑے اور بنائے اس میں کشادہ راستے

سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝٣١ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ

تاکہ لوگ راہ پائیں! اور ہم نے بنا دی آسمان کی چھت

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝٣٢

جو (ہر بلا سے) محفوظ ہے اور لوگ آسمانی نشانیوں سے روگرداں ہیں

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن اور سورج

وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝٣٣ وَمَا جَعَلْنَا

اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں اور ہم نے نہیں

ع ۲ ۱۹ ۲

خلاصہ رکوع ۲

ماضی کی تباہ شدہ اقوام کا ذکر کہ انہیں عذاب سے کوئی تدبیر نہیں بچاسکی۔ دنیا اوراس کی زندگی کی حقیقت ذکر کی گئی۔ قدرت خداوندی اور فرشتوں کی فرمانبرداری کا حال ذکر کیا گیا۔ توحید باری تعالیٰ کو بیان فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد کی نفی اور خدائی کا دعوی کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔

ف۱ کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے نباتات اگنے لگیں پس ان دونوں کا کھل جانا تو مشاہد ہے اور بند ہونا جو اس وقت ہوتا ہے وہ بھی مشاہد ہے رہا ابتداء میں بند ہونا وہ دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بارش وغیرہ ہونا یہ حالت نئی اور حادث ہے تو کسی وقت میں یہ ضرور معدوم تھی اور آسمانی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے جن کے سچے ہونے پر عقلی دلیل قائم ہو چکی ہے کہ ایک زمانہ میں آسمان وزمین موجود تھی اور بارش وغیرہ بند تھی۔

ف۲ قرآن کریم اور بگ بینگ

آپ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھئے جس میں چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے نہ صرف اس واقعے کا بیان ہے بلکہ اس میں کچھ مزید سائنسی حقائق کی طرف اشارے اور سائنسدانوں کی تحقیق کیلئے ایسے نئے پہلوؤں کی نشاندہی ہے جو ابھی تک سائنسدانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور اگر وہ تحقیق کریں تو ان کی تحقیق کیلئے یہ آیت نئے میدان فراہم کرتی ہے۔

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ

دی تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہیشگی ف۱ پھر کیا اگر تو مر گیا تو رہ وہ جائیں گے

الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تم کو آزماتے ہیں

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا

برائی اور بھلائی سے جانچنے کو ف۲ اور تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے اور (اے محمد) جب

رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا

منکر لوگ تجھ کو دیکھتے ہیں تو بس تجھے ہنسی بنا لیتے ہیں! کیا یہی شخص ہے

الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

جو (بری طرح) یاد کرتا ہے تمہارے معبودوں کو اور وہ خود رحمٰن کے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ

ذکر کے منکر ہیں! بنا ہے انسان جلدی کا عنقریب تم کو دکھاتا ہوں

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

اپنی نشانیاں تو تم مجھ سے جلدی نہ مچاؤ ف۳ اور کہتے ہیں کہ یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو کاش یہ کافر اس وقت کی

كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ

حقیقت کو جانیں جب کہ نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ کو۔

ف۱ نبی ہو یا غیر نبی موت سب کے ساتھ رہی ہے پس جیسے آپ سے پہلے نبوت اور موت میں منافاۃ نہ تھی اسی طرح آپ میں بھی دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں پھر یہ لوگ آپ کی وفات کی خوشیاں کس لئے منا رہے ہیں اور اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں دنیوی زندگی سے گفتگو ہو رہی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے دنیا میں کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

ف۲ یعنی یہ چند روزہ زندگی جو ہم نے تم کو دے رکھی ہے اس سے مقصود محض آزمائش ہے کہ دیکھیں کیسے کیسے عمل کرتے ہو اور بری حالت سے مراد وہ حالات ہیں جو خلاف مزاج پیش آتے ہیں جیسے بیماری اور فقر اور اچھی حالت سے مراد وہ جو مزاج کے موافق ہو جیسے صحت اور غنا کہ زندگی میں بھی مختلف طور پر پیش آتی ہیں کوئی ان حالات میں ایمان و طاعت بجا لاتا ہے اور کوئی کفر و معصیت کرتا ہے اور آیت میں امتحان و آزمائش کا ذکر ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں وہ نفس مراد ہے جو مکلف احکام کا ہو اس کے لئے موت ضروری ہے

ف۳ انسان کی جلد بازی:

انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی پیدائش کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا شروع کیا شام کے قریب جب ان میں روح پھونکی گئی سر آنکھ اور زبان میں جب روح آ گئی تو کہنے لگے الٰہی مغرب سے پہلے ہی میری پیدائش مکمل ہو جائے۔ (ابن کثیرؒ)

خاصیت: آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ

اور نہ اپنی پیٹھ سے اور نہ اُن کو مدد ملے گی۔ بلکہ (قیامت) ان پر ایک دم سے آموجود ہوگی

تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

پھر ان کے ہوش کھودے گی پھر نہ اس کو دفع کرسکیں گے اور نہ مہلت ملے گی ف۱

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

اور ہنسی کی جاچکی ہے تجھ سے پہلے بہتیرے پیغمبروں کے ساتھ

مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ

تو آنازل ہوا ان میں سے ٹھٹھا کرنے والوں پر جس کی

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ

ہنسی اُڑایا کرتے تھے کہہ دے کہ تمہاری کون حفاظت کرسکتا ہے رات کو

وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

اور دن کو رحمٰن (کے عذاب) سے بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ ۝۴۲ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

روگرداں ہیں۔ ف۲ کیا ان کے ہمارے سوا اور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچاتے ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

وہ نہ تو آپ اپنی مدد کرتے ہیں اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہوتی ہے

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝۴۳ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

بات یہ ہے کہ ہم نے فائدہ پہنچایا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو

ف۱ مشرک قیامت کی حقیقت سے بے خبر ہیں:
یعنی اگر ان پر حقیقت منکشف ہو جائے اور اس ہولناک گھڑی کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کریں۔ یہ باتیں اس وقت بےفکری میں سوجھ رہی ہیں، جب وہ وقت سامنے آجائے گا کہ آگے پیچھے ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی تو نہ کسی طرف سے اسکو دفع کرسکیں گے، نہ کہیں سے مدد پہنچے گی، نہ مہلت ملے گی، نہ پہلے سے اس کا کامل اندازہ ہوگا، اس کے اچانک سامنے آجانے سے ہوش باختہ ہو جائینگے تب پتہ چلے گا کہ جس چیز کی ہنسی کرتے تھے وہ حقیقت ثابتہ تھی۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۳ ع۳/۲
زمین و آسمان کی تخلیق اور پانی کا جوہر حیات ہونا ذکر فرمایا گیا۔ رابطوں کیلئے راستے اور سیاروں کا نظام ذکر فرمایا گیا۔ انسانی زندگی کا اللہ کے ہاتھ میں ہونا بیان کیا گیا۔ دنیاوی زندگی کی آزمائش، انسان کی طبعی جلد بازی کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی قیامت کے بارہ میں جلد بازی کا جواب دیا گیا کہ یہ حقیقت سے بےخبر لوگ ہیں۔

ف۲ حضرت شبلیؒ کا معاملہ:
شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو یہ فرمایا۔ حاسبونا فدققوا ثم منوا فاعتقوا ھکذا سمة الملوک المبارک ترفقوا
یعنی انہوں نے ہم سے حساب لیا پس ذرہ ذرہ کا حساب لیا۔ پھر احسان کرکے آزاد کردیا۔ اسی طرح بادشاہوں کی عادت ایسی ہی ہوتی ہے کہ اپنے غلاموں پر نرمی کیا کرتے ہیں۔ (معارف کاندھلویؒ)

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ

یہاں تک کہ اُن پر دراز ہوگئی زندگی تو یہ کیا لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝٤٤ قُلْ اِنَّمَآ

کو گھٹاتے چلے آتے ہیں ہر طرف سے۔ تو اب کیا وہ جیتنے والے ہیں۔ کہہ دے

اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۡ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا

کہ بس میں تو تم کو وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور سنتے ہی نہیں بہرے پکار کو

يُنْذَرُوْنَ ۝٤٥ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ

جب کہ ڈرائے جاتے ہیں اور اگر اُن کو بھاپ بھی لگ جائے تیرے پروردگار کے عذاب کی

رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٤٦ وَنَضَعُ

تو ضرور بول اٹھیں کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ہی ستمگار تھے اور ہم رکھیں گے

الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

انصاف کی ترازوئیں قیامت کے دن پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم

شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا

نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ برابر کسی کا عمل ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے ١

بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝٤٧ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى

اور ہم کافی ہیں حساب لینے کو اور ہم نے دی تھی موسیٰ

وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٤٨

اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی (کتاب) اور روشنی اور نصیحت ان پرہیزگاروں کے لئے

١ میزان پر ہر ایک کا اعلان ہوگا:

حافظ ابوالقاسم لالکائی نے اپنی سنن میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزان پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا اور ہر انسان کو اس میزان کے سامنے لایا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگیا تو فرشتہ منادی کرے گا جس کو تمام اہل محشر سنیں گے کہ فلاں شخص کامیاب ہوگیا اب کبھی اس کو محرومی نہیں ہوگی، اور اگر نیکیوں کا پلہ ہلکا ہا تو یہ فرشتہ منادی کرے گا کہ فلاں شخص شقی اور محروم ہوگیا اب کبھی کامیاب بامراد نہیں ہوگا۔ اور حافظ ذکور نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ فرشتہ جو میزان پر مقرر ہوگا حضرت جبرئیل امین ہونگے۔ (قرطبی)

اعمال کا محاسبہ:

ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھا اور بیان کیا یا رسول اللہ میرے دو غلام ہیں جو مجھے جھوٹا کہتے ہیں اور معاملات میں خیانت کرتے ہیں اور میرے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ان کو زبان سے بھی برا بھلا کہتا ہوں اور ہاتھ سے مارتا بھی ہوں تو میرا اور ان غلاموں کا انصاف کس طرح ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی نافرمانی اور خیانت اور سرکشی کو تولا جائے گا، پھر تمہارے سب وشتم اور مار پیٹ کو تولا جائے گا اگر تمہاری سزا اور ان کا جرم برابر ہوئے تو معاملہ برابر ہوجائے گا۔ اور تمہاری سزا ان کے جرم سے کم رہی تو وہ تمہارا احسان شمار ہوگا اور اگر ان کے جرم سے بڑھ گئی تو جتنی تم نے زیادتی کی ہے اس کا تم سے انتقام اور قصاص لیا جاوے گا۔ یہ شخص یہاں سے اٹھ کر الگ بیٹھ گیا اور رونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی و نضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ اس نے عرض کیا کہ اب تو میرے لئے اس کے سوا کوئی راہ نہیں کہ میں ان کو آزاد کر کے اس حساب کے غم سے بے فکر ہوجاؤں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظمؒ)

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

کہ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے بے دیکھے اور وہ قیامت کا بھی

مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

خطرہ رکھتے ہیں ف۱ اور یہ (قرآن بھی) نصیحت ہے بابرکت جو ہم نے اتارا

اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ

تو کیا تم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ اور ہم نے عطا فرمائی ابراہیم کو

رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ

اس کی نیک راہ اس سے پہلے ف۲ اور ہم اس (صلاحیت) سے واقف تھے۔ جب اس نے کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ مورتیں ہیں کیا؟ جن پر تم جمے بیٹھے ہو

لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا

وہ بولے ہم نے اپنے باپ داداؤں کو یہی

عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

پوجتے پایا ابراہیم نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ

صریح گمراہی میں پڑے رہے وہ بولے! کیا تو ہمارے پاس سچی بات لے کر آیا ہے یا

مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

تو کھیل کرتا ہے ف۳ (ابراہیم نے) کہا نہیں بلکہ تمہارا پروردگار وہی آسمان

ف۱ متقی لوگ:
قیامت کا خطرہ بھی اسی لئے رکھتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا کا ڈر ہے۔ ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں کیا صورت پیش آئے گی۔ کہیں العیاذ باللہ حق تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے مورد نہ بن جائیں۔ ظاہر ہے ایسے ہی لوگ نصیحت سے منتفع ہوتے ہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

خلاصہ رکوع ۴
کفار کا قیامت کے بارہ میں مذاق اور اللہ تعالیٰ کے نظام حفاظت کو ذکر فرمایا گیا جبکہ معبودان باطلہ خود اپنی حفاظت سے عاجز ہیں۔ روز محشر میزان عدل اور اللہ کے فیصلہ کن حساب کو بیان فرمایا گیا۔ آخر میں قرآن شریف کی برکت و نورانیت کو ذکر کر کے اس پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

ف۲ حکمت ابراہیمی:
یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیشتر ہم نے ابراہیم کو اس کی اعلیٰ قابلیت و شان کے مناسب رشد و ہدایت دی تھی، بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں اس نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولوالعزم انبیاء کی شایانِ شان ہو۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ف۳ انہیں چونکہ توقع نہیں تھی کہ کوئی ان کے بتوں کے بارے میں ایسی بات کہہ سکتا ہے، اس لئے شروع میں انہیں یہ شک ہوا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام سنجیدگی سے نہیں، بلکہ مذاق کے طور پر یہ بات کہہ رہے ہیں۔ (توضیح القرآن)

وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ

وزمین کا پروردگار ہے جس نے اُن کو پیدا کیا اور میں اس کا

الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ

گواہ ہوں اور بخدا میں ایک چال چلوں گا تمہارے بتوں سے اس کے بعد کہ

تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا

تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے ف۱ پھر ابراہیم نے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر

لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ

ان کے بڑے (بت) کو (اس غرض سے رہنے دیا) تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں بولے کہ یہ کام کس

هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا

نے کیا ہمارے بتوں کے ساتھ بیشک وہ کوئی ظالم ہے بولے کہ ہم نے ایک

فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ؕ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا

جوان کو ان کا مذکور کرتے سنا ہے جسے ابراہیم کے نام سے پکارا جاتا ہے بولے! اس کو

بِهٖ عَلٰۤى اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا

لاؤ لوگوں کے روبرو تاکہ لوگ گواہی دیں (غرض ابراہیم بلائے گئے) لوگ بولے

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ؕ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ

کیا یہ حرکت تو نے کی ہے ہمارے بتوں کے ساتھ اے ابراہیم! ابراہیم نے کہا نہیں

فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾

بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ تو ان ہی سے پوچھ دیکھو اگر یہ بولتے ہیں

ف۱ حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی

سدی نے کہا قوم نمرود کا سالانہ تہوار پر ایک میلہ ہوتا تھا جب وہ میلہ سے واپس آتے تھے تو سیدھے بتوں کے پاس آتے تھے ان کو سجدے کرتے تھے پھر گھروں کو جاتے تھے حسب معمول جب میلے کا وقت آیا تو حضرت ابراہیمؑ سے ان کے باپ نے کہا تم بھی اگر ہمارے ساتھ میلے کو چلو تو بہتر ہے ہمارا دین (رواج، مذہبی دستور) تم کو پسند آئے گا۔ باپ کے کہنے سے حضرت ابراہیم ان کے ساتھ ہو لیے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ آپ نے خود کو زمین پر گرالیا اور کہنے لگے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ میرے پاؤں میں چوٹ آگئی ہے جب سب لوگ چلے گئے اور صرف کمزور لوگ پیچھے رہ گئے تو حضرت نے پکار کر وہ الفاظ کہے جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے لوگوں نے آپ علیہ السلام کے الفاظ سن لیے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام لوٹ آئے اور بت خانہ کی طرف پہنچے تمام بت ایک بڑے کمرے میں قطار بند رکھے ہوئے تھے بت خانہ کے دروازہ کے سامنے سب سے بڑا بت تھا اس کے برابر اس سے چھوٹا پھر اس کے برابر اس سے بھی چھوٹا اسی طرح سب کی قطار تھی اور سب کے سامنے تیار کھانا بھی رکھا ہوا تھا کھانا اس لیے سب کے سامنے چنا گیا تھا کہ بتوں کی وجہ سے کھانے میں برکت آجائے اور میلے سے واپس آکر سب لوگ اس کو کھائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء بتوں سے فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں جب کوئی جواب نہیں ملا تو فرمایا تمہیں کیا ہوگیا تم بولتے کیوں نہیں اس کے بعد بتوں کی طرف مڑے اور دائیں ہاتھ سے اس قسم کی وجہ سے جو بتوں کو توڑنے کے سلسلے میں آپ نے کھائی تھی اور فرمایا تھا تاللہ لاکیدن اصنامکم بتوں پر ضرب لگائی (آیت میں آیا ہے فراغ علیہم ضربا بالیمین اور یمین دائیں ہاتھ کو بھی کہتے ہیں اور قسم کو بھی (مترجم) (تفسیر مظہریؒ)

فَرَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا إِنَّكُمْ أَنتُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٦٤﴾

اس پر لوگ اپنے جی میں سوچے پھر آپس میں لگے کہنے کہ لوگو تم ہی نا انصاف ہو

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ

پھر وہ اوندھے کیے گئے اپنے سروں کے بل (اسی گمراہی میں)

يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا

اور بولے تجھے تو معلوم ہے کہ یہ (بت) بولا نہیں کرتے۔ ابراہیم نے کہا تو کیا تم اللہ کے سوا

يَنفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ

ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہارا کچھ بھلا کرے اور نہ بُرا تف ہے تم پر ؈ اور اُن چیزوں پر جن کو تم

مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓا

اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ ؈٢ وہ باہم کہنے لگے کہ

ءَالِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا

ابراہیم کو جلا دو اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہے ہم نے کہا کہ اے آگ تو ٹھنڈک

وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ

اور سلامتی بن جا ابراہیم پر اور لوگوں نے اس سے فریب کرنا چاہا تو ہم نے

ٱلْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ

ان ہی کو زیاں کار بنایا۔ اور ہم نے بچا نکالا اس کو اور لوط کو اُس زمین کی جانب

ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ

جس میں ہم نے برکت رکھی ہے دنیا جہان کے لئے اور ہم نے اس کو بخشا اسحٰق!

؈ تم پر اُف ہے:

اُف اس آواز کو کہتے ہیں جو کسی چیز سے کراہت کرنے والا اور اکتا جانے والا اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے کہا کسی چیز کی تحقیر کے لیے یا بدبو محسوس کر کے جو آواز نکلتی ہے اس کو اف کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ناک میں ایک مرتبہ کسی طرح بدبو آئی اور آپ ﷺ نے بدبو محسوس کر لی تو فرمایا اُف اُف اور کپڑا ناک کو لگا لیا۔ بیضاوی نے لکھا اُف کا معنی ہے تنگی اور بدبو جب وہ لوگ عاجز ہو گئے (اور کوئی جواب بن نہ پڑا) تو آزار اور دکھ دینے کے درپے ہو گئے۔ (تفسیر مظہریؒ)

؈٢ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ایک واقعہ (بطور نمونہ) ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعض متبعین یعنی بعض صحابہؓ کے ساتھ پیش آیا اور وہ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ ہیں کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو ابو مسلمؓ کو بلایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں سنتا یعنی میں نہیں گواہی دیتا۔ اس پر اسود عنسی نے حکم دیا کہ آگ جلائی جائے چنانچہ آگ جلائی گئی اور اس میں ابو مسلم کو ڈال دیا گیا۔ پھر اس کو خبر دی گئی کہ وہ اس میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ سن کر اسود عنسی خوف زدہ ہو گیا وہ آگ آپ پر بردو سلام بنادی گئی۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ جب مدینہ پہنچ کر صدیق اکبرؓ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو اس وقت وہاں ابوبکرؓ کے پہلو میں عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور مرحبا کہہ کر ان کو اپنے اور ابوبکر کے درمیان بٹھلایا اور کہا کہ الحمد للہ کہ جس نے موت سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں ایسا شخص دکھلا دیا جس کے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (معارف کاندھلویؒ)

وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾

اور یعقوب انعام میں دیا۔ اور سب کو نیک بخت بنایا اور ہم نے ان کو پیشوا کیا کہ وہ ہدایت کرتے تھے

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ

ہمارے حکم سے اور ہم نے ان کی جانب وحی بھیجی نیک کام کرنے

الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا

اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری ہی

عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙ وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّيْنٰهُ

بندگی میں لگے رہتے تھے۔ اور لوط کو ہم نے حکمت دی او رعلم دیا اور اس کو نجات دی

مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ

اس بستی سے جو ناپاک کام کیا کرتی تھی بیشک وہ لوگ برے (اور) بد کردار تھے۔ ۱

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ۙ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ

اور ہم نے لوط کو لے لیا اپنی رحمت میں بیشک وہ نیک بندوں سے تھا

اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ؒ وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ

اور نوح (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے پکارا پہلے۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ۚ

پس ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے۔

وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

اور ہم نے اس کی مدد کی ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے

---

۱ یوں تو یہ قوم بہت سے گندے کاموں میں مبتلا تھی، لیکن ان کی جس گھناؤنی حرکت کا قرآن کریم نے خاص طور پر ذکر کیا ہے، وہ ہے ہم جنس پرستی یعنی مردوں کا مردوں سے جنسی لذت حاصل کرنا ہے۔ اس کا مفصل تذکرہ سورہ ہود میں گذر چکا ہے۔ (توضیح القرآن)

سدوم والوں کی گندی عادت: تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ، خبائث خبیثہ کی جمع ہے، بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے، یہاں ان کی سب سے بڑی خبیث اور گندی عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں لواطت (عمل قوم لوط) تھی، یعنی مرد کا مرد کے ساتھ شہوت پوری کرنا، یہاں اسی ایک عادت کو اس کے بڑے جرم ہونے کے سبب خبائث کہہ دیا گیا ہو تو یہ بھی بعید نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے اور اس کے علاوہ دوسری خبیث عادتیں ان میں ہونا بھی روایات میں مذکور ہے جیسا کہ خلاصہ تفسیر میں بحوالہ روح المعانی گزر چکا ہے اس لحاظ سے مجموعہ کو خبائث کہنا تو ظاہر ہی ہے۔ واللہ اعلم (معارف مفتی اعظمؒ)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۲۵ / ۵

حکمت ابراہیمی اور استقلال کو بیان فرمایا گیا۔ بت پرست قوم کو ابراہیم علیہ السلام کا خطاب بیان فرمایا گیا۔ قوم کا ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا پروگرام اور آگ کا گل وگلزار ہونے کو بیان فرمایا گیا۔ آپ کا مقام ہجرت اور بڑھاپے میں اسحٰق ویعقوب کی بشارت دی گئی اور ان کے علمی وعملی کمال کو ذکر کیا گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے علم ودانائی اور رحمت خداوندی کو بیان فرمایا گیا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٧٧﴾

بیشک وہ بد لوگ تھے تو ہم نے غرق کر دیا ان سب کو۔

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ

اور (یاد کرو) تم داؤد اور سلیمان کو جب دونوں فیصلہ کرنے لگے ایک کھیتی کے بارے میں جب

نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ

شب کے وقت اس میں چر گئیں کچھ لوگوں کی بکریاں ف۱

شٰهِدِیْنَ ﴿٧٨﴾ۙ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا

ہمارے روبرو تھا۔ اور ہم نے فیصلہ سمجھا دیا سلیمان کو اور ہر ایک کو ہم نے عطا کیا تھا حکم (یعنی پیغمبری اور علم)

وَّ عِلْمًا ؗ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ

اور ہم نے تابع بنا دیا تھا داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی

وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿٧٩﴾ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور ہم کرنے والے ہیں اور ہم نے داؤد کو سکھا دیا تھا

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾

تمہارے ایک لباس (یعنی زرہ) کا بنانا تاکہ تم کو بچائے تمہاری لڑائی (کے ضرر) سے تو کیا تم شکر کرنے والے ہو

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

اور ہم نے تابع کر دیا سلمان کے۔ زور کی ہوا کو کہ چلتی تھی اس کے حکم سے زمین

الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ

(شام) کی طرف جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں ف۲ اور ہم کو ہر چیز کا

ف۱ کیا کسی قاضی کا فیصلہ توڑا یا بدلا جا سکتا ہے؟

اگر کسی قاضی نے نصوص شرعیہ اور جمہور امت کے خلاف کوئی غلط فیصلہ محض اٹکل سے دیدیا ہے تو وہ فیصلہ باتفاق امت مردود و باطل ہے دوسرے قاضی کو اس کے خلاف فیصلہ دینا نہ صرف جائز بلکہ واجب اور اس قاضی کا معزول کرنا واجب ہے لیکن اگر ایک قاضی کا فیصلہ شرعی اجتہاد پر مبنی اور اصول اجتہاد کے ماتحت تھا تو کسی دوسرے قاضی کو اس فیصلہ کا توڑنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کیا جائے گا تو فساد عظیم ہوگا اور اسلامی قانون ایک کھیل بن جائے گا اور روز حلال و حرام بدلا کریں گے۔ البتہ اگر خود اسی فیصلہ دینے والے قاضی کو بعد اس کے کہ اصول اجتہاد کے تحت وہ ایک فیصلہ نافذ کر چکا ہے۔ اب از روئے اجتہاد یہ نظر آئے کہ پہلے فیصلے اور پہلے اجتہاد میں غلطی ہوگئی ہے تو اس کا بدلنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ ہوا حضرت سلیمانؑ کے تابع تھی:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی (ص رکوع ۳) اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن ان کے لئے مسخر کر دیے۔ حضرت سلیمانؑ نے ایک تخت تیار کرایا تھا جس پر مع اعیان دولت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا، پھر ہوا آتی، زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی، پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی ضرورت کے مناسب چلتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا "رخاءً حیث اصاب" (ص رکوع ۳) یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دوپہر میں پہنچا دیتی۔ تعجب ہے کہ آج عجیب و غریب ہوائی جہازوں کے زمانہ میں بھی بہت سے زائغین اس قسم کے واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یورپ جو کام اسٹیم اور الیکٹرک سے کر سکتا ہے خدا تعالیٰ ایک پیغمبر کی خاطر اپنی قدرت سے نہیں کر سکتا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ

۱؎ علم ہے اور (تابع کر دیئے) دیو جو سلیمان کے لیے غوطے لگاتے اور اس کے سوا

وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

دوسرے کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی اُن کو تھام رہے تھے

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ

اور ذکر کر ایوب کا جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے ایذا پہنچی ہے

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ

اور تو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

پھر اُس سے دُور کر دیا جو دکھ اس کو تھا۔ اور اُسے دے دیئے اس کے فرزند اور اتنے ہی اُن کے

مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ

ساتھ اور بسبب مہربانی کے اپنی طرف سے اور یادگار عبادت کرنے والوں کے لئے (یاد کرو)

وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب صابر بندے ہیں

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۖ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور ہم نے ان سب کو لے لیا اپنی رحمت میں یہ سب نیک بندوں میں ہیں

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور (یاد کر) ذوالنون کو جب چل دیا غصہ ہو کر پھر سمجھا کہ ہم اس پر تنگی

۱؎ حضرت سلیمانؑ کی مجلس:

وہب نے کہا حضرت سلیمانؑ کی مجلس پر پرندے چھائے ہوئے ہوتے تھے، جن (صف بستہ) کھڑے ہوتے تھے اور اس شان کے ساتھ آپ علیہ السلام جلوہ افروز ہوتے۔ حضرت سلیمانؑ بڑے مرد مجاہد تھے دنیا کے جس حصہ میں کسی بادشاہ کے ہونے کی آپ علیہ السلام کو اطلاع ملتی آپ علیہ السلام فوراً وہاں پہنچ کر اس فرماں روا کو اطاعت پر مجبور کر دیتے تھے۔ اہلِ روایت کا قول ہے کہ آپ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تو آپ کے لیے پہلے تختے (بصورت تخت) بچھائے جاتے پھر اس پر خیمہ ڈیرہ قائم کیا جاتا پھر آپ علیہ السلام اس پر آدمیوں کو جانوروں کو اور جنگی سامان کو چڑھواتے پھر حسب الحکم تند ہوا تختوں کے نیچے آ جاتی اور سب کو اوپر اٹھاتی اور اوپر پہنچ کر نرم بن جاتی تھی۔ اتنی نرم رفتار ہوتی کہ کسی کھیتی کی طرف سے گذرتی تو اس کی پتی بھی نہ ہلتی۔ اس کی رفتار سے گرد و غبار بالکل نہ اڑتا اور نہ کسی پرندے کو تکلیف ہوتی سبک سیر اتنی کہ ایک ماہ کی مسافت دن کے نصف اول میں اور ایک ماہ کی مسافت پچھلے دن میں طے کر لیتی تھی۔

سعید بن جبیرؓ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں چھ لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں اگلی قطاروں میں آدمی اور آدمیوں کے پیچھے جنات بیٹھتے تھے پرندے اوپر سے سایہ کیے ہوتے تھے اور ہوا ان سب کو اٹھاتی تھی۔

مختلف ممالک کا ایک سفر:

روایت میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ عراق سے صبح کو چلے مرو میں دوپہر کو پہنچے وہاں قیام کیا پھر بلخ میں عصر کی نماز پڑھی پھر بلخ سے روانہ ہو کر ترکستان میں داخل ہو گئے پھر ترکستان سے سرزمین چین تک پہنچ گئے ہوا کے کندھوں پر یہ راستہ طے کیا اور پرندے سر پر سایہ فگن رہے۔ آپ صبح کے دن میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے تھے اور شام کے دن میں بھی اتنی ہی دور پہنچ

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

نہ کریں گے۔ پھر پکارا اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں تیرے سوا

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

تو بے عیب ہے میں ستمگاروں میں سے تھا۔ تو ہم نے اس کی سُن لی

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور نجات دی غم سے اور یوں ہی ہم بچا لیا کرتے ہیں ایمان والوں کو

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

اور (یاد کر) زکریا کو جب پکارا اپنے پروردگار کو کہ اے میرے رب مجھے نہ چھوڑ اکیلا

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

اور تو سب سے بہتر وارث ہے تو ہم نے اس کی سُن لی اور اس کو عطا کیا یحییٰ

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ

اور بھلا چنگا کر دیا اس کے لئے اس کی بیوی کو یہ لوگ جلدی کیا کرتے تھے نیک کاموں میں

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

اور ہم کو پکارا کرتے تھے توقع اور خوف سے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور اس بی بی (مریم کو یاد کر) جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی تو ہم نے اس میں پھونک دی اپنی روح اور ہم نے بنایا اسے

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

اور اس کے بیٹے (عیسیٰ) کو جہان کے لئے نشانی (لوگو) یہ دین اسلام تم سب کا دین ہے

جاتے تھے، یہاں سے آپ علیہ السلام نے مشرق کی طرف رخ کیا یہاں تک کہ قندھار پہنچ گئے پھر قندھار سے مکران اور کرمان پہنچے پھر یہاں سے گذر کر بلاد فارس میں پہنچے اور وہاں چند روز فروکش رہے پھر صبح کو یہاں سے روانہ ہو کر دوپہر کو کسکر پہنچے پھر شام تک ملک شام میں آگئے آپ علیہ السلام کی (اصل) قرارگاہ شہر تدمر میں تھی شام سے عراق کی طرف روانہ ہونے سے پہلے آپ علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا تھا کہ ایک عمارت بنائیں چنانچہ جنات نے پتھر کی چٹانوں اور ستونوں اور سفید و زرد مرمر سے ایک عمارت تیار کی تھی۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ یونس علیہ السلام نے اس چلے جانے کو اجتہاداً جائز سمجھا اس لئے وحی کا انتظار نہ کیا اور یہ سمجھے کہ میں جائز کام کر رہا ہوں اس لئے اس میں مجھ پر کوئی دارو گیر نہ ہوگی لیکن جب تک کہ وحی کی امید رہے اس وقت تک انبیاء کو وحی کا انتظار مناسب ہے اجتہاد نہ کرنا چاہئے اس مناسب صورت کے چھوڑنے پر ان کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ راہ میں ان کو کوئی دریا ملا اور وہاں کشتی میں سوار ہوئے کشتی چلتے چلتے رک گئی یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا بلا اجازت بھاگ کر چلا آنا ناپسند ہوا اس کی وجہ سے یہ کشتی رکی کشتی والوں سے فرمایا کہ مجھ کو دریا میں ڈال دو وہ راضی نہ ہوئے غرض قرعہ پر اتفاق ہوا ان ہی کا نام نکلا آخر ان کو دریا میں ڈال دیا اور خدا کے حکم سے ان کو ایک مچھلی نگل گئی وہاں مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا دوسرا قعر دریا کا اندھیرا اور تیسرا رات کا اندھیرا۔ قالہ ابن مسعودؓ غرض ان تاریکیوں میں دعاء کی اور یہ استغفار ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کر کے اس مصیبت سے نجات دیجئے پس حضرت یونس علیہ السلام سے اس واقعہ میں حکم کی مخالفت کوئی نہیں ہوئی صرف اجتہاد میں غلطی ہوئی جو امت کے لئے تو معاف ہے بلکہ ایک ثواب بھی ملتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی تربیت اور تہذیب زیادہ مقصود ہوتی ہے اس لئے یہ ابتلاء ہوا اور استغفار سے پہلے خدا کی ثناء یعنی توحید و تنزیہ کو مقدم کر کے استغفار کا ادب بتلا دیا۔ (تسہیل بیان)

أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا

دین واحد۔اور میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری ہی عبادت کرو وا اور لوگوں نے

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اس میں اپنے امر (دین) کو سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں تو جو شخص نیک

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا

عمل کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اُس کی کوشش کی ناقدر دانی نہیں ہے

لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾

اور ہم اس کو لکھتے جاتے ہیں اور ناممکن ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر مارا کہ وہ ہمارے پاس

حَتّٰىٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ

لوٹ کر نہ آئیں یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ

كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آویں وٹ اور قریب آ لگے

فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۖ يٰوَيْلَنَا

(قیامت کا) سچا وعدہ تو ایک دم سے یہ حال ہوگا کہ کھلی کی کھلی رہ گئیں کافروں کی آنکھیں

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾

(اور بول اٹھیں کہ) ہائے ہماری کم بختی ہم اس سے غفلت میں پڑے رہے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۖ

بلکہ ہم ستم گار تھے تم اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے سب دوزخ کا ایندھن ہوں گے

خلاصہ رکوع ٦

حضرت نوح علیہ السلام اوران کی تکالیف کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ صنعت داؤدی کو بیان کیا گیا۔ ہوا کا سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونا اور جنات کا آپ کی خدمت میں تابع بلکہ محافظ بن کر رہنے کو بیان کیا گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش اور رحمت خداوندی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت اسماعیلؑ ادریس ذوالکفل علیہم السلام کے تذکرہ کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

٦ ع ١٨ ٦

وا تمام انبیاء اصول میں متحد ہیں:
یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں جو ایک کی تعلیم ہے ہی دوسروں کی ہے۔ رہا فروع کا اختلاف وہ زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت وحکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ ہے جو اصول میں ہو۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں اور جن اصول میں تمام انبیاء متفق رہے ہیں ان کو متحدہ طاقت سے پکڑیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

وٹ یاجوج ماجوج کا سیلاب:
یعنی قیامت کے قریب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ کثرت وازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتاری سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔ سورہ "کہف" کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کرلیا جائے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا

تم کو دوزخ میں جانا ہے ف۱ اگر یہ سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے

وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ

اور یہ سب اسی میں ہمیشہ رہیں گے ان کو وہاں چلانا ہے اور وہ

وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ

وہاں کچھ بھی نہ سنیں گے جن کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی ہماری طرف سے

مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

بھلائی وہ دوزخ سے دُور رکھے جائیں گے اس کی بھنک بھی تو نہ سنیں گے

حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

اور وہ اپنے نفس کی لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے

خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ

انکو غمگین نہ بنائے گا (قیامت کا) بڑا بھاری خوف اوران کو فرشتے لینے آئیں گے (اور کہیں گے) کہ یہی تو

الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا

جس دن کہ ہم لپیٹیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ لیا جاتا ہے مکتوب کا طومار! جس طرح ہم نے

بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

پہلی بار شروع سے پیدا کیا تھا ف۲ (اسی طرح) اس کو دوہرائیں گے یہ وعدہ ہم پر لازم ہے

ف۱ شانِ نزول:
ابن مردویہ نے اور المختار میں ضیاع نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ عبداللہ ابن الزبعری نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا محمد ﷺ تم دعویٰ کرتے ہو کہ اللہ نے تم پر انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون نازل کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ابن الزبعری نے کہا پھر پوجا تو چاند سورج، ملائکہ اور عزیر کی بھی کی جاتی ہے۔ یہ سب ہمارے معبودوں کیساتھ جہنم میں جائیں گے، اس پر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اور آیت ولما ضرب ابن مريم مثلاً خصمون تک نازل ہوئی۔

ف۲
شیخین نے صحیحین میں اور ترمذی نے جامع میں، حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگو! تم لوگ برہنہ بدن غیر مختون برہنہ پاؤں (قبروں سے) اٹھا کر اللہ کی طرف پیدل لے جائے جاؤ گے پھر آپ نے آیت كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا، سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا۔ (تفسیر مظہریؒ)

١٨

فٰعِلِیْنَ ﴿١٠٤﴾ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

ہم کو کرنا ہے اور ہم لکھ چکے ہیں زبور میں نصیحت کے بعد کہ زمین کے

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ

وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس (قرآن) میں

فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿١٠٦﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

کفایت ہے عبادت کرنے والی قوم کے لئے اور ہم نے تجھ کو

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ

دنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ف١ کہہ دے! میری طرف تو

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾

اسی بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار بنتے ہو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِیْۤ

پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہدے کہ میں نے تم کو خبر کر دی یکساں طور پر

اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ

اور میں نہیں جانتا کہ نزدیک آلگا ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

مِنَ الْقَوْلِ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَ اِنْ

وہ (اللہ) جانتا ہے پکار کی بات کو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور میں نہیں

اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ﴿١١١﴾

جانتا شاید اس (مہلت) میں تمہاری آزمائش ہو اور فائدہ پہنچانا ہے ایک وقت تک۔

ف١ رحمت عامہ کا ایک پہلو:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین عالمین عالم کی جمع ہے جس میں ساری مخلوقات انسان، جن، نباتات، جمادات بھی داخل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت آجائیگی اور جب ذکر اللہ و عبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہوگیا، کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمۃ مھداۃ میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔ (اخرجہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ) اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمۃ مھداۃ برفع قوم و خفض اخرین، یعنی میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تاکہ (اللہ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سر بلند کروں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں انکو) پست کردوں۔ (ابن کثیر)

آپ ﷺ کا غصہ بھی رحمت:

مسند احمد میں ہے حضرت حذیفہؓ مدائن میں تھے بسا اوقات احادیث رسول کا مذاکرہ رہا کرتا تھا ایک دن حضرت حذیفہ حضرت سلمانؓ کے پاس آئے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا اے حذیفہؓ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے فرمایا کہ جسے میں نے غصے میں برا بھلا کہدیا ہو یا اس پر لعنت کردی ہو تو سمجھ لو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں تمہاری طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے ہاں البتہ میں چونکہ رحمۃ للعالمین ہوں تو میری دعا ہے کہ خدا میرے ان الفاظ کو بھی ان لوگوں کیلئے موجب رحمت بنادے۔

قُلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

(پیغمبر نے) کہا کہ اے پروردگار حق سے فیصلہ کر دے اور ہمارا پروردگار رحمٰن ہے۔

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾

اسی سے ان باتوں پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے قیامت کا بھونچال ایک بڑی (ہولناک)

شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے! بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی

عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

اپنے دودھ پیتے (بچے) کو اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ ڈال دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

اور تو لوگوں کو دیکھے گا متوالا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں! و لیکن

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي

اللہ کا عذاب سخت ہے ف۱ اور بعض آدمی ایسا ہے کہ جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں

خلاصہ رکوع ۷

مومنین کا عمل صالح کی جزا ملنے کی بشارت فرمائی گئی۔ قرب قیامت کی بعض علامات ذکر فرمائی گئیں۔ مشرکین کو جہنم کی وعید اور وہاں کی سختی کا منظر بیان فرمایا گیا۔ سعادت مند لوگوں کو جنت کی بشارت اور آخرت کی بے خوفی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عامہ کو بیان کیا گیا۔ مکافات عمل کی یقین دہانی فرمائی گئی اور تاخیر عذاب کی حکمت ذکر کی گئی۔

ع ۷ / ۱۹ / ۷

تعبیر: جس نے اس سورۃ حج کو خواب میں پڑھا اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکے متعلق لوگوں میں نیک گمانی رہے گی۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ امت محمدیہ اہل جنت کا نصف ہوگی:

شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت ان الفاظ کے ساتھ لائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ فرمائے گا.........آدم! حضرت آدم جواب دیں گے حاضر۔ حاضر اور ساری خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اللہ فرمائے گا دوزخ میں بھیجا جانے والا حصہ نکالو آدم عرض کرینگے دوزخ کا کتنا حصہ ہے اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے اس وقت بچے بوڑھے ہو جائینگے اور ہر حاملہ عورت اسقاط حمل کر دیگی اور تم لوگوں کو متوالا دیکھو گے حالانکہ وہ (شراب کے) نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہو گا، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہزار میں سے ایک ہم میں سے کون ہوگا، فرمایا تم میں سے (ایک دوزخی) ہوگا اور یاجوج و ماجوج میں سے ہزار پھر فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنت والوں کا چہارم حصہ ہوگے ہم نے یہ سن کر تکبیر کہی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے یہ سن کر تکبیر کہہ فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کے آدھے ہوگے ہم نے اللہ اکبر کہا فرمایا تم لوگ دوسرے لوگوں کی بہ نسبت (دوزخ کے اندر) اتنے ہوگے جیسے ایک کالا بال سفید بیل کی کھال پر یا جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال پر۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: اول آیت پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳ كُتِبَ

بے جانے بوجھے اور پیچھے ہو لیتا ہے ہر شیطان سرکش کے۔ جس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے

عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى

کہ جو اس کی رفاقت کرے گا تو بیشک یہ اس کو گمراہ کرے گا اور اس کو لے جائے گا

عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ

دوزخ کے عذاب کی جانب۔ لوگو! اگر تم کو شک ہے (قیامت کے دن)

مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

پھر جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

پوری بنی ہوئی بوٹی اور ادھوری بنی ہوئی سے ۱؎ تاکہ تم پر اپنی کمال قدرت ظاہر کریں

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ

اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں عورتوں کے پیٹ میں جس کو چاہیں ایک

مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

وقت مقرر تک پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر (تم کو پرورش کرتے ہیں)

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ

تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کسی کی (عمر طبعی سے پہلے) روح قبض کر لی جاتی ہے

يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ

اور تم میں سے کوئی لوٹا دیا جاتا ہے نکمی عمر کی جانب تاکہ سمجھے پیچھے کچھ نہ سمجھے

۱؎ بچے کے اعمال کا ثواب: مسند حافظ ابو یعلےٰ موصلی میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ بچہ جب تک بلوغت کو نہ پہنچے اس کی نیکیاں اس کے باپ کے یا ماں باپ کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور برائی نہ اس پر ہوتی ہے نہ اُن پر بلوغت پر پہنچتے ہی قلم اس پر چلنے لگتا ہے اس کے ساتھ کے فرشتوں کو اس کی حفاظت کرنے اور اسے درست رکھنے کا حکم مل جاتا ہے۔

عمر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اضافہ:

جب وہ اسلام میں ہی چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُسے تین بلاؤں سے نجات دے دیتا ہے جنون سے جذام سے اور برص سے جب اسے خدا کے دین پر پچاس سال گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں تخفیف کر دیتا ہے جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کے کاموں کی طرف اس کی طبیعت کا پورا امیلان کر دیتا ہے اور اسے اپنی طرف راغب کر دیتا ہے۔ جب وہ ستر برس کا ہو جاتا ہے تو آسمانی فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب وہ اسی برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں تو لکھتا ہے لیکن برائیوں سے تجاوز فرما لیتا ہے جب وہ نوے برس کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اس کے گھر والوں کے لئے اسے سفارشی اور شفیع بنا دیتا ہے وہ خدا کے ہاں امین اللہ کا خطاب پاتا ہے اور زمین میں خدا کے قیدیوں کی طرح رہتا ہے۔ جب بہت بڑی ناکارہ عمر کو پہنچ جاتا ہے جب کہ علم کے بعد بے علم ہو جاتا ہے تو جو کچھ وہ اپنی صحت اور ہوش کے زمانے میں نیکیاں کیا کرتا تھا سب اس کے نامۂ اعمال

شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور تو زمین کو دیکھتا ہے خشک پڑی ہے جہاں ہم نے اس پر

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

پانی اتارا لہلہانے لگی اور ابھری اور اگائیں ہر طرح کی نفیس چیزیں

بَهِيْجٍ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى

یہ سب اس لئے ہے کہ اللہ وہی برحق ہے اور وہی مردوں کو جلاتا ہے

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک ہی نہیں

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٧﴾

اور یہ کہ اللہ ان کو جلا اٹھائے گا۔ جو قبروں میں (گڑے پڑے) ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا

اور بعض شخص ایسا بھی ہے کہ جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بلا

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٨﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ

ہدایت اور بلا روشن کتاب کے! اپنا کندھا موڑ کر تاکہ بھٹکائے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ

اللہ کی راہ سے ! اس کو دنیا میں رسوائی ہے دہرا چکھائیں گے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٩﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

قیامت کے دن جلن کا عذاب (اور اس سے کہیں گے کہ) یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھ

میں برابر لکھی جاتی ہیں اور اگر کوئی برائی اس سے ہو گئی تو وہ نہیں لکھی جاتی۔ یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس میں سخت نکارت ہے باوجود اس کے اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لائے ہیں موقوفاً بھی اور مرفوعاً بھی، حضرت انس ؓ سے موقوفاً مروی ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے از فرمان رسول خدا ﷺ پھر حضرت انس ؓ سے ہی دوسری سند سے مرفوعاً بھی وارد کی ہے۔ حافظ ابو بکر بن بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حدیث مرفوع میں بیان کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بے سند جھگڑے

حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ جو ابو رزین عقیلی کی کنیت سے مشہور ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھیں گے؟ اور اس کی مخلوق میں اس کے دیکھنے کی مثال کوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سب کے سب چاند کو یکساں طور پر نہیں دیکھتے؟ ہم نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر اللہ تو بڑی عظمت والا ہے۔ پھر پوچھا حضور! مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی کوئی مثال دنیا میں ہے؟ جواب ملا کہ کیا ان جنگلوں سے تم نہیں گزرے جو غیر آباد وویران پڑے ہوں خاک اڑ رہی ہو خشک مردہ ہو رہے ہوں پھر تم دیکھتے ہو کہ وہی ٹکڑا سبزے سے اور قسم قسم کے درختوں سے ہرا بھرا زندہ نو پید ہو جاتا ہے بارونق بن جاتا ہے اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور مخلوق میں بھی دیکھی ہوئی مثال اس کا کافی نمونہ اور ثبوت ہے (ابوداؤد وغیرہ) حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت قطعاً بےشبہ آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا وہ یقینی جنتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع وَمِنَ

آگے بھیج چکے ہیں اور یہ کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ف۱ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ

کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر پھر اگر اس کو پہنچ گئی

خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى

کوئی نعمت تو مطمئن ہوگیا اس سے۔ اور اگر اس پر کوئی بلا آپہنچی (تو) الٹا

وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

پھر گیا اپنے منہ پر اس نے گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے

الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

صریح گھاٹا ف۲ پکارتا ہے اللہ کے سوا ایسی چیز کو جو اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور

لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ

ایسی چیز کو جو اسے نفع بھی نہیں دے سکتی یہی ہے پرلے

ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ

درجے کی گمراہی ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے۔

الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کچھ شک نہیں کہ برا دوست ہے بلاشبہ برا رفیق۔ اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ

اور نیک عمل کئے ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

ع ۱ / ۱۰ / ۸

خلاصہ رکوع ۱

قیامت کے زلزلے اور ہولناکی کی منظر کشی فرمائی گئی۔ شیطان اور اس کے دوستوں کی ہلاکت کو بیان کیا گیا۔ انسان کی پیدائش کے مراحل اور ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی۔ گمراہ کن لوگوں کی ذلت و عذاب کو ذکر کیا گیا۔

ف۱ شانِ نزول:

بخاری اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہو گئے تو بعض ایسے لوگ بھی آ کر مسلمان ہو جاتے تھے (جن کے دل میں ایمان کی پختگی نہیں تھی) اگر اسلام لانے کے بعد ان کی اولاد اور مال میں ترقی ہو گئی تو کہتے تھے کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو کہتے تھے کہ یہ برا دین ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ لوگ ایمان کے ایک کنارے پر کھڑے ہیں۔ اگر ان کو ایمان کے بعد دنیوی راحت اور مال و سامان مل گیا تو اسلام پر جم گئے اور اگر وہ بطور آزمائش کسی تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہو گئے تو دین سے پھر گئے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ ایک یہودی کی حماقت:

ابن مردویہ نے بوساطت عطیہ حضرت ابو سعید کی روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اسلام لانے کے بعد اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور مال و اولاد کا بھی نقصان ہو گیا اس نے اسلام سے برا شگون لیا اور خیال کیا کہ یہ ساری مصیبت مجھ پر مسلمان ہونے کی وجہ سے آئی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا (میری بیعت) مجھے واپس کر دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا اسلام واپس نہیں کیا جاتا۔ کہنے لگا میں نے تو اپنے اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں

اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جو کوئی یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

ہرگز اس کی مدد نہ کرے گا دنیا میں اور آخرت میں تو اسے چاہیے کہ

اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

ایک رسی تانے اوپر کی طرف پھر کاٹ ڈالے۔ اب دیکھے کہ آیا دور کر دیا

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ

اس کی اس تدبیر نے اس کے غصے کو ف۱ اور اسی طرح ہم نے قرآن اتارا کھلی نشانیاں

وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور یہ کہ اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ

(یعنی مسلمان) اور جو یہودی ہیں اور ستارے پرست اور عیسائی اور مجوس

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

(آتش پرست) اور جو شرک کرتے ہیں بیشک اللہ فیصلہ کر دے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾

ان سب میں قیامت کے دن۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر مطلع ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں

پائی میری نظر جاتی رہی اور مال بھی جاتا رہا اور بچہ بھی مرگیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یہودی اسلام لوگوں کا میل صاف کرتا ہے جیسے آگ سے لوہے سونے اور چاندی کا میل صاف ہوتا ہے۔

ف۱ ہر حال میں نصرت میں وعدے پورے ہونگے:

لن ینصرہ میں ضمیر مفعول نبی کریم ﷺ کی طرف راجع ہے جس کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں۔ گویا مومنین کا انجام ذکر کرنے کے بعد بیان کے پیغمبر کے مستقبل کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی اور اخروی فتح و نصرت کے جو وعدے کر چکا ہے وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے خواہ کفار و حاسدین کتنا ہی غیظ کھائیں اور نصرت ربانی کے روکنے کی کیسی ہی تدبیریں کرلیں، لیکن حضور ﷺ کی نصرت و کامیابی کسی طرح رک نہیں سکتی یقیناً آ کر رہے گی۔ اگر ان کفار و حاسدین کو اس پر زیادہ غصہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کوشش سے خدا کی مشیت کو روک سکیں گے تو اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے دیکھ لیں، حتیٰ کہ ایک رسی اوپر چھت میں لٹکا کر گلے میں ڈال لیں اور خود پھانسی لے کر غیظ سے مرجائیں، یا ہوسکتا ہو تو آسمان میں رسی تان کر اوپر چڑھیں اور وہاں سے آسمانی امداد کو منقطع کر آئیں، پھر دیکھیں کہ ان تدبیروں سے وہ چیز آتی بند ہو جاتی ہے جس پر انہیں اس قدر غصہ اور پیچ و تاب ہے۔

فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ

اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ

اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی ۱ اور بہت سے ایسے ہیں

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

جن پر عذاب ثابت ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے

مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ

والا نہیں۔ اللہ کرتا ہے جو چاہے یہ دو فریق ایک دوسرے کے مخالف ہیں یہ

اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ

باہم جھگڑے اپنے پروردگار کے بارے میں تو جنہوں نے کفر کیا

ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾

ان کے لئے تراش کئے گئے ہیں آگ کے کپڑے۔ ڈالا جائے گا ان کے سروں سے کھولتا ہوا پانی

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ

اس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے

مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

اور کھالیں بھی۔ اور ان کے لئے لوہے کے گرز (تیار) ہیں جب دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے

غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

گھٹن کے مارے تو پھر اس میں لوٹائے جائیں گے اور (کہا جائے گا) کہ چکھتے رہو جلنے کا عذاب۔

۱ سورج کا سجدہ:
صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کو علم ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ عرش کے تلے جا کر خدا کو سجدہ کرتا ہے پھر اس سے اجازت طلب کرتا ہے وقت آ رہا ہے کہ اس سے ایک دن کہہ دیا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا۔

سجدے پر شیطان کا رونا:
سن اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو میں واللہ تیرا سر اڑا دیتا۔ مسلم شریف میں ہے حضور فرماتے ہیں جب انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے کہ افسوس ابن آدم کو سجدے کا حکم فرمایا اس نے سجدہ کر لیا جنتی ہو گیا میں نے انکار کر دیا جہنمی بن گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲
مطلب کی دینداری کی وضاحت اور ایسے لوگوں کی کھلی حماقت کو ذکر کیا گیا۔ نصرت خداوندی کے وعدے پورے ہونے کا بیان فرمایا گیا۔ مخلوقات میں سے ہر ایک کے سجدہ کا ذکر فرمایا گیا۔ مسلمان اور مد مقابل گروہ کا ذکر فرمایا گیا۔ اہل جہنم کا لباس اور عذاب کی کیفیت کا ذکر فرمایا گیا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ

ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کو وہاں زیور پہنایا جائے گا

أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۲۳﴾

سونے کے کنگن اور موتی۔ اور وہاں انکی پوشاک ریشمین ہوگی ف۱

وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ

اور ان کو ہدایت دی گئی عمدہ بات (یعنی کلمہ توحید) کی۔ اور ان کو دکھائی گئی اللہ سزاوار

الْحَمِيدِ ﴿۲۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ

حمد کی راہ۔ جو لوگ کافر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کے راستے

سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ

اور اس مسجد حرام سے جو ہم نے تمام لوگوں کے واسطے بنائی ہے

سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ

کہ یکساں ہے وہاں کا رہنے والا اور باہر کا۔ اور جو وہاں کجروی کرنا چاہے

بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا

شرارت سے تو ہم اس کو چکھائیں گے دردناک عذاب اور (یاد کر) جب ہم مقرر کر دی

لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ

ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ (یہ کہہ کر) کہ نہ شریک کر میرے ساتھ کسی کو

ف۱ اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب جنتیوں کا لباس ریشم کا ہوگا اور حدیث میں آیا ہے جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا اس کو جنت میں نہ ملے گا گو وہ جنت میں بھی چلا جائے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے ایسے لوگوں کو اول داخل ہوتے ہی نہ ملے پھر مل جائے اس پر اگر یہ شبہ ہو کہ اس کے نہ ملنے سے اگر حسرت نہ ہوگی تو پھر سزا کیا ہوئی اور اگر حسرت ہوگی تو جنت میں حسرت ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے حسرت ہوگی اس میں سزا بھی ہوگئی اور اشکال بھی نہیں کیونکہ اس کے بعد جو راحت دائمی ہوگی اس کے سامنے وہ حسرت کالعدم ہے پس تھوڑی دیر کے لئے بھی جنت میں حسرت نہ ہونا اس پر کوئی دلیل نہیں۔

خلاصہ رکوع ۳ ع۳ ۱۰

اہل جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کا ذکر فرمایا گیا۔ کفار مکہ کی ایک خصلت اور حرم میں بے دینی کی سزا ذکر کی گئی۔

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔ ف۱

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ

اور لوگوں میں پکار دے حج کے لئے کہ وہ تیری طرف آئیں پیادے

ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا

اور سوار ہو کر دُبلے دبلے اونٹوں پر جو آویں گے ہر راہ دور (دراز) سے تاکہ حاضر ہو جاویں

مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

اپنے فائدوں کے لئے اور اللہ کا نام لیں چند معلوم دنوں میں

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا

ان چوپاؤں مویشی کے ذبح کرنے پر جو ان کو اللہ نے دیئے ہیں۔ ف۲ تو (لوگو) اس میں سے کھاؤ

وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاجوں کو۔ پھر چاہئے کہ دور کر دیں اپنے میل کچیل اور پوری کریں

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ

بات یہ ہے اور جو تعظیم کرے اللہ کی قابل حرمت چیزوں کی تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اس کے پروردگار کے نزدیک اور تمہارے لئے

رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

حلال کر دیئے گئے چوپائے ان چیزوں کے سوائے جو تم پر پڑھی جاتی ہیں

ف۱ کعبہ کی ظاہری ومعنوی پاکی کا حکم

دوسرا حکم یہ دیا گیا وطهر بیتی (یعنی میرے گھر کو پاک کیجئے) اس وقت اگرچہ گھر موجود نہیں تھا مگر بیت اللہ دراصل درو دیوار اور تعمیر کا نام نہیں، وہ اُس بقعۂ مقدسہ کا نام ہے جس میں بیت اللہ پہلے بنایا گیا تھا اور اب دوبارہ بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ بقعہ اور مکان بہر حال موجود تھا اس کو پاک کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس زمانے میں بھی قوم جرہم اور عمالقہ نے یہاں کچھ بت رکھے ہوئے تھے جن کی پوجا پاٹ ہوتی تھی (ذکرہ القرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم آئندہ آنے والوں کو سنانا ہو اور پاک کرنے سے مراد جیسے کفر وشرک سے پاک رکھنا ہے ایسے ہی ظاہری نجاسات اور گندگیوں سے پاک رکھنا بھی مراد ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو اس کا خطاب کرنے سے دوسرے لوگوں کو اہتمام کی فکر دلانا مقصود ہے کہ جب خلیل اللہ کو اس کا حکم ہوا جو خود ہی اس پر عامل تھے تو ہمیں اس کا اہتمام کتنا کرنا چاہیے۔ (تفسیر معارف مفتی اعظمؒ)

ف۲ قربانی کے ایام دسویں گیارہویں بارھویں ذی حجہ کے ہے اور مخصوص چوپایوں سے مراد گائے اونٹ بکری بھیڑ ہیں اور یہ منفعت کچھ دینی ہے کچھ دنیوی ہے دونوں سے مرکب ہے یہاں تک ابراہیم علیہ السلام کے خطاب کا مضمون ہو چکا جس سے حج اور قربانی کا اس وقت مقرر ہونا بھی یقینا معلوم ہو گیا آگے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ تمہارے لئے بھی یہ حکم حج اور قربانی کا مشروع ہے اور چند احکام بطور تکمیل کے اور بتلاتے ہیں سو تم بھی قربانی پر بسم اللہ کہا کرو۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ

تو بچتے رہو بتوں کی پلیدی سے اور بچتے رہو جھوٹ بولنے سے

الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ

ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا کسی کو شریک نہ کرو۔ اور جو اللہ کا شریک کرے

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ

تو گویا وہ گر پڑا آسمان سے پھر اس کو پرندے اچک لے

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ

جاتے ہیں یا اس کو ہوا لے جاکر ڈال دیتی ہے کسی دور جگہ میں یہ تو

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

سن چکے اور جو تعظیم کرے اللہ کے نامزد چیزوں کی تو یہ دلوں کی

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

پرہیز گاری سے ہے۔ تمہارے لئے ان میں فائدے ہیں ایک وقت مقرر تک پھر

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا

ان کو پہنچنا ہے اس قدیم گھر تک ف۱ اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کیا تاکہ

اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ

وہ اللہ کا نام لیں ان مویشی چوپاؤں کے ذبح پر جو ان کو اللہ نے دیئے۔ تو (لوگو) تم سب کا خدا

فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾

خدائے واحد ہے تو اسی کے فرمانبردار بنو۔ اور (اے محمد) خوشی سنا دے ان عاجزی کرنے والوں کو

ف۱ کون سا جانور بہتر ہے:
ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی قربانی کے جانوروں کو فربہ اور عمدہ کرنا۔ سہلؓ کا بیان ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کو پال کر انہیں فربہ اور عمدہ کرتے تھے تمام مسلمانوں کا یہی دستور تھا (بخاری شریف) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو سیاہ رنگ کے جانوروں کے خون سے ایک سفید رنگ جانور کا خون خدا کو زیادہ محبوب ہے (مسند احمد، ابن ماجہ) پس گو اور رنگت کے جانور بھی جائز ہیں لیکن سفید رنگ کے جانور افضل ہیں صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے دو بھیڑے چتکبرے بڑے بڑے سینگوں والے اپنی قربانی میں ذبح کیے ابو سعیدؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک بھیڑا بڑے سینگ والا چتکبرا ذبح کیا جس کے منہ پر آنکھوں کے پاس اور پیروں پر سیاہ رنگ تھا (سنن) امام ترمذیؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۴ ع ۴/۸/۱۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم اور کعبہ کی ظاہری و معنوی پاکی کا حکم دیا گیا۔ لوگوں کو بیت اللہ آنے کی دعوت اور اس کے دینی و اخروی منافع ذکر فرمائے گئے۔ ایام قربانی میں گوشت کے مصارف اور دسویں ذوالحجہ کے اعمال ذکر کیے گئے۔ جانوروں کی حلت اور ذبح حرام جھوٹی بات سے بچنے اور شرک کی مذمت جیسے امور ذکر کیے گئے۔ شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم اور قربانی کے جانوروں کے فوائد ذکر کیے گئے۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ

(جو ایسے نیک ہیں) کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور صبر کرنے والے

عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا

اس مصیبت پر جو ان کو پہنچے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ

خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے قرار دیا ہے اللہ کے نام کی نشانیاں

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

تمہارے لئے اس میں نفع ہے تو تم (ان کے قربانی کرنے) پر اللہ کا نام لو کھڑے رکھ کر۔

صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

پھر جب ان کے پہلو زمین پر گر پڑیں تو کھاؤ اس میں سے ف۱ اور کھلاؤ بے سوال

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور سوال کرنے والے محتاج کو۔ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے

تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا

تاکہ تم شکر کرو اللہ تک نہ ان قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون

وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

لیکن اس تک پہنچتی ہے تمہاری پرہیزگاری ف۲ اسی طرح اللہ نے ان کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾

بڑائیاں کرو (اس احسان کے شکریہ میں) کہ اس نے تم کو ہدایت دی۔ اور (اے محمد) خوشی سنا دے نیکوکاروں کو۔

ف۱ ذبح کے آداب:
پہلے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا۔ اب تصریحاً بتلا دیا کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں جن کی ذوات میں اور ان کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دنیوی و اخروی بھلائیاں ہیں تو عام ضابطہ کے موافق چاہیے کہ اللہ کا پاک نام لے کر ان کو ذبح کرو۔ بالخصوص اونٹ کے ذبح کا بہترین طریقہ نحر ہے کہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں جب سارا خون نکل چکے وہ گر پڑے تب ٹکڑے کر کے استعمال کریں اور بہت اونٹ ہوں تو قطار باندھ کر کھڑا کر لیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتے ہیں:
صحیح حدیث میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔
ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ برابر دس سال تک ہر سال قربانی کرتے رہے الترمذی۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا

اللہ ہٹاتا ہے مسلمانوں سے (ان کے دشمنوں کو) ف۱ اللہ نہیں

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ

پسند کرتا کسی دغاباز ناشکر کو (جہاد کی) اجازت ہے ان کو جن سے (کفار) لڑتے ہیں

بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾

اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا۔ ف۲ اور بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا

وہ لوگ کہ جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے!

رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے تو ضرور گرا دیئے جاتے

لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ

راہبوں کے خلوت خانے اور نصاریٰ کے معبد (یعنی گرجا) اور یہود کے معبد اور (مسلمانوں کی)

فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ

مسجدیں جس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے کثرت سے اور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي

کرے گا بیشک اللہ زبردست غالب ہے وہ (ایسے مظلوم ہیں) کہ اگر ہم ان کو قدرت دے دیں

الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ

زمین میں تو قائم رکھیں نماز اور زکوٰۃ دیں اور حکم کریں نیک کام کا اور منع کریں

ف۱ مسلمان مطمئن رہیں: ان الذين كفروا ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام الخ میں ان کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج وعمرہ وغیرہ سے روکتے تھے درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم و ادب کے احکام بیان فرمائے۔ اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں سے ان کا راستہ صاف کردے گا مسجد حرام تک پہنچنے اور اس کے متعلق احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی مخالفانہ رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔ بےخوف وخطر حج وعمرہ ادا کریں گے گویا وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ میں جو بشارت دینے کا امر تھا اس کا ایک فرد یہ خوشخبری ہوئی۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۵

بتایا گیا کہ قربانی ہر مذہب میں ہے۔ عاجزی کرنے والوں کی صفات اور ذبح کے آداب ذکر کیے گئے۔ قربانی کا فلسفہ ذکر فرمایا گیا۔

ع ۵ ١٢

وقف غفران

ف۲ یہ علت ہے جہاد کے مشروع ہونے کی اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب کفار کا ظلم کرنا جہاد کی مشروعیت کی علت ہے تو جو کفار ظالم نہ ہوں مگر اسلام کے زیر فرمان بھی نہ ہوں ان سے جہاد جائز نہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس ایک علت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یکون الدین لله سے دوسری علت جہاد کی یہ بھی معلوم ہوئی کہ کوئی کافر زیر فرمان اسلام نہ ہو تو اس وقت بھی جہاد کرنا چاہیے اور اس میں یہ راز ہے کہ ایسی صورت میں پھر کسی وقت اہل حق پر ظلم کی نوبت پہنچے گی پس جیسے بالفعل مظلوم ہونا جہاد کی علت ہے اسی طرح آئندہ اندیشہ مظلومیت بھی اس کی علت ہے۔ (تسہیل بیان)

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ وَاِنْ

بُرے کام سے۔ اور اللہ ہی کے اختیار میں ہر کام کا انجام ہے۔ اور اگر

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

(یہ کافر) تجھے جھٹلائیں۔ تو جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد

وَّثَمُوْدُ ۝۴۲ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝۴۳ وَّاَصْحٰبُ

اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور اہل مدین۔ اور موسیٰ جھٹلایا جا چکا ہے۔

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ

تو میں نے ڈھیل دی کافروں کو پھر ان کو دھر پکڑا۔ تو (دیکھا) کیسی تھی میری سزا۔

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۴۴ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا

پس بہتیری بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر مارا اور وہ نافرمان تھیں

وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنویں بیکار پڑے اور کتنے پکے

وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝۴۵ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ

محل (ویران پڑے ہیں) ۱؎ کیا یہ لوگ نہیں چلے پھرے ملک میں پس اُن کے

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ

ایسے دل ہوتے کہ ان سے سمجھتے۔ یا ایسے کان (ہوتے) کہ جن سے سنتے

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

تو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں لیکن دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں

۱؎ حضرموت کا شہر:
ابوروق نے ضحاک کے حوالے سے بیان کیا وہ کنواں حضرموت کے ایک شہر میں تھا۔ شہر کا نام حاصورا تھا۔ یہ شہر ان چار ہزار مومنوں نے آباد کیا تھا جو حضرت صالح علیہ السلام کے ہم رکاب حضرموت میں آ گئے تھے اس حضرموت میں حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی اس لئے اس بستی کو حضرموت کہنے لگے (یعنی حضرت صالح علیہ السلام یہاں آئے اور یہیں وفات پائی) آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے ایک حصار فصیل قائم کر دی یعنی حاصورا کی تعمیر کی اور کنوئیں پر مستقل قیام کر لیا۔ اور اپنے آدمیوں میں ایک شخص کو امیر اور حاکم بنا لیا مدت دراز تک رہتے رہے نسلیں بڑھیں اور آبادی وسیع ہوگئی۔ آخر کچھ لوگ بگڑ گئے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے حنظلہ بن صفوان کو نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت حنظلہ قلی تھے لوگوں کا بوجھ اٹھایا کرتے تھے آپ علیہ السلام نے نصیحت کی، قوم نے نصیحت نہ مانی۔ تکذیب کی اور بازار میں آپ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ نتیجہ میں اللہ نے ان کو بھی تباہ کر دیا۔ ان کے محل ویران اور کنویں بیکار پڑے رہ گئے۔ (تفسیر مظہری)

الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝٤٦ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ

جو سینوں میں ہیں۔ ۱؎ اور یہ لوگ تجھ سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اللہ ہرگز

وَ لَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ اور بیشک ایک دن تیرے پروردگار کے ہاں

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٤٧ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ

ایک ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو اور بہتیری بستیاں ہیں کہ میں نے

اَمْلَیْتُ لَهَا وَ هِیَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَیَّ

ان کو ڈھیل دی اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر میں نے ان کو دھر پکڑا اور میری ہی طرف

الْمَصِیْرُ ۝٤٨ ؑ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ

لوٹ کر آنا ہے۔ کہہ دے لوگو! بس میں تو تم کو

نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝٤٩ ۚ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝٥٠ وَ الَّذِیْنَ سَعَوْا

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو دوڑے

فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝٥١ وَ مَاۤ

ہماری آیتوں میں ہرانے کو وہی دوزخی ہیں۔ اور ہم نے نہیں بھیجا

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا

تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر (اس کو ایسا ضرور پیش آیا)

۱؎ بات یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ نابینا ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔ یعنی ان کی آنکھیں بینائی سے محروم نہیں ہیں کہ اقوامِ ہالکہ کے فرسودہ آثارِ قدیمہ سفر کے دوران ان کو دکھائی نہ دیں مگر ان کی نظر عبرت اندوز نہیں ہے۔ آیاتِ توحید کو دیکھتے ہیں اور توحید کا عقیدہ نہیں رکھتے دلائلِ حق کو سنتے ہیں مگر دماغ میں ان کو جگہ نہیں دیتے۔ وجہ یہ ہے کہ آنکھیں بینا ہونے کے باوجود ان کے دل نابینا ہیں وہ فاقد البصر نہیں۔ فاقد البصیرت ہیں اور دل بھی وہ جو سینوں میں ہیں (یعنی دلوں سے مراد قوتِ مدرکہ نہیں بلکہ وہ دل مراد ہیں جو مرکزِ ایمان ہوتے ہیں جو نورِ توحید کو دیکھتے ہیں)۔ آیت میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ حقیقی

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ ۔ ١٠ ۔ ١٣

دشمنانِ اسلام سے قتال کی اجازت غلبہ کی بشارت اور مسلمان مہاجرین کا بے قصور ہونا ذکر فرمایا گیا۔ بقاء اصلح کا قانون اور خلفائے راشدین کی مقبولیت کا ذکر کیا گیا۔ سابقہ اقوام کا تذکرہ اور منکرین کی ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔ عذاب میں جلاء کا مطالبہ کرنیوالوں کو جواب دیا گیا۔

نابینائی آنکھ کا اندھاپن نہیں بلکہ کور بصیرت ہونا ہے۔ قتادہ نے کہا آنکھ کی بینائی (مرئی تک) پہنچنے اور فائدہ اٹھانے کا ایک ذریعہ ہے اور دل کی بینائی حقیقت میں فائدہ بخش بینائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دل کا نابینا ہونا بدترین اندھاپن ہے۔

آیت میں دل کی نابینائی سے مراد ہے دل کے تمام آلاتِ علم و شعور کا مفقود ہو جانا گویا یوں فرمایا ان کے دلوں کی آنکھیں نابینا اور کان بہرے ہو گئے ہیں۔ (یعنی نابینائی سے صرف نابینائی ہی مراد نہیں جو آنکھوں کا عارضہ ہے بلکہ گوشِ قلب کا بہرا ہو جانا بھی اس میں داخل ہے)۔ (تفسیر مظہری)

تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

کہ جب اس نے کچھ تمنا کی تو شیطان نے کچھ ڈال دیا اس کی تمنا میں تو اللہ

مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اس کو مٹا دیتا ہے جو شیطان ڈال دیتا ہے پھر اللہ مضبوط کرتا ہے اپنی آیتوں کو اور اللہ سب کچھ جاننے

حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

والا حکمت والا ہے۔ ؎۱ تا کہ اللہ اس کو جو شیطان ڈالتا ہے ان لوگوں کی آزمائش کا

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ذریعہ گردانے کہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ اور بیشک گنہگار

لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

پرلے درجے کی مخالفت میں (پڑے) ہیں اور تاکہ جان لیں وہ لوگ کہ

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

جن کو علم دیا گیا ہے کہ وہ وحی برحق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے پس اس پر ایمان لے آویں

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ

اور اللہ کے آگے عاجزی کرنے لگیں ان کے دل۔ اور کچھ شک نہیں کہ اللہ ہدایت کرنے والا ہے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ

ایمان والوں کو سیدھی راہ کی جانب اور کافر تو ہمیشہ وحی کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہیں گے

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ

یہاں تک کہ ان پر آپہنچے قیامت یکایک یا ان پر آپڑے ایک منحوس دن

؎۱ حضور ﷺ کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے

ایک صحیح حدیث میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرا طریقہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے جو نکلتا وہ میں لکھ لیا کرتا تھا۔ قریش مجھے منع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی حالت رضا میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت غضب میں ہوتے ہیں سو تم آپ ﷺ کی ہر بات نہ لکھا کرو معلوم نہیں کہ غصہ کی حالت میں زبان سے کیا نکل جائے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے یہ حال آنحضرت ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ جو کچھ مجھ سے سنا کرو لکھ لیا کرو قسم ہے اس ذات مبارک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس زبان سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس آپ کی زبان مبارک سے سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔

نیز حدیث متواتر سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا من رانی فی المنام فقد رانی حقا فان الشیطن لایتمثل بی یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ کو خواب میں دیکھا اس لئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ میری صورت بنا سکے اور کسی کے سامنے میری شکل میں ظاہر ہو سکے، پس جب شیطان عام مومنین کے لئے بشکل نبی متمثل اور متشکل نہیں ہو سکتا تاکہ اہل ایمان مجھے خواب میں دیکھ کر کسی اشتباہ میں نہ پڑیں تو شیطان کا خود آنحضرت ﷺ کے لئے بشکل جبریل متمثل اور متشکل ہونا بدرجۂ اولیٰ محال اور ناممکن ہوگا۔ دیکھو تفسیر روح المعانی ص ۱۶۸ ج ۱۸۔ (معارف کاندھلوی)

يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ

کا عذاب بادشاہی اُس دن اللہ ہی کی ہے وہ فیصلہ کر دے گا لوگوں میں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ

تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے (وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے

النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جنہوں نے وطن چھوڑے

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ

اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مرگئے اللہ ان کو ضرور عمدہ روزی دے گا۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اور ان کو داخل کرے گا

يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

ایسی جگہ جس سے راضی ہو جائیں گے۔ اور بیشک اللہ جاننے والا بُردبار ہے

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

بات یہی ہے۔ اور جس نے بدلا لیا اسی قدر جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اس پر زیادتی کی گئی

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ ف۱ بیشک اللہ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے یہ اس واسطے کہ

نبی اور رسول کی تعریف: مشہور اور واضح یہ ہے کہ نبی تو اس شخص کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت قوم کی اصلاح کے لئے عطا ہوا ہو اور اس کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہو خواہ اس کو کوئی مستقل کتاب اور شریعت دی جائے یا کسی پہلے نبی ہی کی کتاب اور شریعت کی تبلیغ کے لئے مامور ہو۔ پہلے کی مثال حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور خاتم الانبیاء علیہم السلام کی ہے اور دوسرے کی مثال حضرت ہارون علیہ السلام کی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات اور انہی کی شریعت کی تبلیغ و تعلیم کے لئے مامور تھے۔ اور رسول وہ ہے جس کو مستقل شریعت اور کتاب ملی ہو۔ اس سے

خلاصہ رکوع ۷

ع ۹ ۱۴

نبوت کے منصب ابلاغ کو ذکر فرمایا گیا اور اہل ایمان کو مغفرت کی بشارت دی گئی۔ منکرین کو عذاب کی وعید اور شیطانی وسوسہ اندازی کی وضاحت فرمائی گئی۔ کفار کو جلد یا دیر سے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا۔

یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں، یہ تقسیم انسانوں کے لئے ہے۔ فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لیکر آتا ہے اس کو رسول کہنا اسکے منافی نہیں۔ اس کی تفصیل سورہ مریم میں آ چکی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ اگر یہ شخص بدلہ لینا چاہے تو دنیا میں اس کی شرعی حد یہی ہے یعنی انتقام کی اس کو اجازت ہے اور اگر بدلہ نہ لے تو آخرت میں حسی مدد ضروری ہے یعنی ظالم کو عذاب ہو گا آگے بتلاتے ہیں کہ اوپر جو یہ قید لگائی گئی ہے کہ دشمن کو اسی قدر تکلیف پہنچاوے جس قدر اس کی طرف سے پہنچی ہے سو اس برابری کی رعایت کرنا مظلوم کی رائے اور اجتہاد پر ہے بشرطیکہ اس نے حتی الامکان اپنی طاقت برابری کرنے میں خرچ کردی ہو اس پر بھی اگر برابر سے کچھ زیادتی ہو جائے جو بوجہ غایت درجہ باریک اور پوشیدہ ہونے کے سمجھ میں نہ آ سکے تو اس پر مواخذہ نہیں اور نہ اس کی وجہ سے وعدہ امداد میں کچھ خلل ہوگا بلکہ معاف ہے۔

١٩

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں ف١

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے

الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

اور جس کو یہ کافر پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہی باطل ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

اور اللہ ہی عالیشان بڑا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ

آسمان سے پانی تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ مہربان

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٣﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

(اور) خبردار ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦٤﴾ اَلَمْ تَرَ

زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز قابل حمد ہے ف٢ کیا تو نے دیکھا نہیں

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ

کہ اللہ نے تم لوگوں کے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے

فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

اور کشتی جو دریا میں چلتی ہے اللہ کے حکم سے۔ اور وہی تھامے رکھتا ہے آسمان کو اس بات سے کہ گر

ف١ قدرت خداوندی کی دلیل:
یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دے کر ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ ان پر غالب و مسلط کر دے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرما دیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دے گا۔

ف٢ ہر چیز اللہ کی مملوک ہے:
یعنی آسمان و زمین کی تمام چیزیں جب اسی کی مملوک و مخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تو ان میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے، کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہ ہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو۔ اس کے تمام افعال محمود ہیں اور اس کی ذات تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ٨

ع ٨ / ٧ / ١٥

مومنین کے خواص اور قدرت خداوندی کی دلیل ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا مدبر اور ہر چیز کا اللہ کی مملوک ہونا ذکر کیا گیا۔

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے (یعنی وہی سب کا خالق اور مالک اور حاکم ہے) اور بلاشبہ اللہ (اپنی ذات میں) ہر چیز سے بے نیاز ہے اور مستحق ستائش ہے۔ یعنی اس کی صفات و افعال مستحق ستائش ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بذات خود محمود ہے خواہ حمد کرنے والا اس کی ذات کے سوا کوئی اور موجود نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۵ وَهُوَ

پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق (اور) مہربان ہے۔ ف۱ اور وہی ہے

الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ

جس نے تم کو زندہ کیا پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو جلائے گا بیشک

الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝۶۶ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ

انسان ناشکر ہے ہر امت کے لئے ہم نے ایک عبادت کا طریقہ مقرر کر دیا ہے

نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ

کہ وہ اس پر چلتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ تجھ سے نہ جھگڑیں اس امر (دین) میں اور تو بلائے جا اپنے پروردگار کی طرف۔

اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝۶۷ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ

بلا شبہ تو سیدھی راہ پر ہے اور اگر تجھ سے جھگڑیں تو

فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۶۸ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

کہہ دے کہ اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو اللہ تم میں فیصلہ کر دے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۶۹ اَلَمْ تَعْلَمْ

قیامت کے دن جس میں تم اختلاف کر رہے ہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ

اللہ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔ بیشک یہ سب

ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷۰

کچھ کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ سب کچھ اللہ پر آسان ہے۔

ف۱ ہر چیز تمہارے لئے مسخر کردی

سخر لکم ما فی الارض یعنی زمین کی سب چیزوں کو انسان کا مسخر بنا دیا۔ مسخر بنانے کے ظاہری اور عام معنے یہ سمجھے جاتے ہیں کہ وہ اس کے حکم کے تابع چلے۔ اس معنے کے لحاظ سے یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ زمین کے پہاڑ اور دریا اور درندے پرندے اور ہزاروں چیزیں انسان کے حکم کے تابع تو نہیں چلتے مگر کسی چیز کو کسی شخص کی خدمت میں لگا دینا جو ہر وقت یہ خدمت انجام دیتی رہے یہ بھی درحقیقت اس کے لئے تسخیر ہی ہے اگرچہ وہ اس کے حکم سے نہیں بلکہ مالک حقیقی کے حکم سے یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ اسی لئے یہاں ترجمہ تسخیر کا کام میں لگا دینے سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ بھی تھا کہ ان سب چیزوں کو انسان کا تابع حکم بھی بنا دیتے مگر اس کا نتیجہ خود انسان کے حق میں مضر پڑتا، کیونکہ انسانوں کی طبائع، خواہشات اور ضرورتیں مختلف ہوتی ہیں ایک انسان دریا کو اپنا رُخ دوسری طرف موڑنے کا حکم دیتا اور دوسرا اس کے خلاف تو انجام بجز فساد کے کیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ان سب چیزوں کو تابع حکم تو اپنا ہی رکھا مگر تسخیر کا جو اصل فائدہ تھا وہ انسان کو پہنچا دیا۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کی جس کی اس نے کوئی سند نہیں

سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اتاری اور جس کا ان کو کچھ علم نہیں۔ اور ان ظالموں کا کوئی

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار نہیں۔ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ

پہچانتا ہے ان کافروں کے چہروں میں ناخوشی نزدیک ہوتے ہیں

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ

کہ حملہ کر پڑیں ان لوگوں پر جو ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہیں۔ کہہ دے

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ

کہ میں تم کو بتاؤں اس سے برتر ایک چیز! وہ دوزخ ہے! اس کا وعدہ کیا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

اللہ نے منکروں سے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

تم اس کو سنو! ولا جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ہرگز نہیں پیدا کر سکتے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ

ایک مکھی بھی اگرچہ اس کے لئے سب اکٹھے ہو جائیں

ولا شرک کی احمقانہ حرکت کی ایک مثال:

ضُرِبَ مَثَلٌ، ضرب مثل کا لفظ عام طور پر جو کسی خاص قصہ کی تمثیل کے لئے استعمال ہوتا ہے یہاں ضرب مثل سے یہ صورت مراد نہیں بلکہ شرک وبت پرستی کی حماقت کو ایک واضح مثال سے بیان کرتا ہے کہ یہ بت جن کو تم لوگ اپنا کارساز سمجھتے ہو یہ تو ایسے بے کس بے بس ہیں کہ سب ملا کر ایک مکھی جیسی حقیر چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور پیدا کرنا تو بڑا کام ہے تم روزان کے سامنے مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں رکھتے ہو اور مکھیاں اُس کو کھا جاتی ہیں۔ ان سے اتنا تو ہوتا نہیں کہ مکھیوں سے اپنی چیز ہی کو بچا لیں یہ تمہیں کسی آفت سے کیا بچائیں گے اسی لئے آخری آیت میں ان کی جہالت اور بیوقوفی کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے ضعف الطالب و المطلوب یعنی جس کا معبود ہی ایسا بے بس ہو اس کا عابد اس سے بھی زیادہ کمزور ہوگا ما قدروا الله حق قدره یعنی کیسے بے وقوف اور احسان فراموش ہیں ان لوگوں نے اللہ کی کچھ قدر نہ پہچانی کہ ایسے عظیم الشان قدرت والے کے ساتھ ایسے بے بس بے شعور پتھروں کو برابر کر دیا۔ واللہ اعلم (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

ع ۹/۸

خلاصہ رکوع ۹

۱۶ ہر چیز اللہ نے انسان کیلئے مسخر کر دی ہے۔ انسان کی ناشکری اور ہرامت کی علیحدہ شریعت کا ہونا بیان کیا گیا۔ اعمال کا حساب اور مشرکین کی حالت زار اور قرآن پر ناگواروں جیسے امور کے سبب عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی۔

وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ

اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو اس کو چھڑا نہیں سکتے کمزور ہیں

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

طالب بھی اور مطلوب بھی ۱ انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا کہ

قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝۷۴ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ

چاہئے تھی۔ بیشک اللہ زور آور زبردست ہے۔ اللہ منتخب کر لیتا ہے

مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اور آدمیوں میں سے بھی انتخاب فرمالیتا ہے بیشک اللہ

سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۷۵ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا

سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔

خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اور اللہ ہی کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہیں ۲

اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی

الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ

اور بھلائی کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔ اور محنت کرو اللہ کی (راہ) میں

جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی

جیسا کہ محنت کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو انتخاب فرمایا اور نہیں کی تم پر دین کے

۱ سب سے بڑا ظالم: مسند احمد کی حدیث قدسی میں فرمانِ خدا ہے اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح کسی کو بنانا چاہتا ہے اگر واقعہ میں کسی کو یہ قدرت حاصل ہے تو ایک ذرہ یا ایک مکھی یا ایک دانہ اناج کا ہی خود بنا دیں۔ صحیحین میں الفاظ یوں ہیں کہ وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی بنا دیں۔ اچھا اور بھی ان کے معبودانِ باطل کی کمزوری اور ناتوانی سنو! کہ یہ ایک مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا حق ان کی چیز ان سے چھینے چلی جا رہی ہے یہ بے بس ہیں یہ بھی تو نہیں کر سکتے کہ اس سے اپنی چیز ہی واپس لے لیں۔ بھلا مکھی جیسی حقیر اور کمزور مخلوق سے بھی جو اپنا حق نہ لے سکے اس سے بھی زیادہ کمزور بودا ضعیف ناتواں بے بس اور گرا پڑا کوئی اور ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ انبیاء علیہم السلام کے پاس پیغام خداوندی لانے والے مشہور قول پر جبریل علیہ السلام ہیں پھر فرشتوں میں چند رسول ہونے کا کیا مطلب جواب یہ ہے کہ آیات وروایات سے ثابت ہے کہ بعض پیغاموں کے واسطے دوسرے فرشتے بھی بھیجے گئے ہیں البتہ قرآن مجید پورا یقیناً حضرت جبرئیل ہی لائے ہیں کیونکہ ارشاد ہے نزل به الروح الامین بلکہ دوسری خدائی کتابیں بھی غالباً حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی لائے ہیں لیکن وحی قرآن اور مشہور کتابوں ہی میں منحصر نہیں ان کے علاوہ کسی دوسرے پیغام کے واسطے دوسرے ملائکہ بھی بھیجے گئے ہیں۔

الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیۡكُمۡ اِبۡرٰهِیۡمَ ؕ هُوَ

بارے میں کچھ تنگی ف۱ (تمہارے لئے تجویز کیا) تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے

سَمّٰىكُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۙ۬ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ هٰذَا

تمہارا نام مسلمان رکھا پہلے سے اور اس (قرآن) میں

لِیَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِیۡدًا عَلَیۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ

بھی تاکہ رسول گواہ بنے تم پر اور تم گواہ بنو لوگوں پر تو

عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی

اور مضبوط پکڑو اللہ (کا سہارا) وہی تمہارا کارساز ہے

وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ۝۷۸ ع

تو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار۔

ف۱ گناہوں سے نکلنے کا راستہ:
بعض اہل تفسیر نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ مومن جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے لئے گناہ کی سزا سے نکلنے کا راستہ ضرور بتا دیتا ہے، توبہ کے ذریعہ سے ہو یا دنیوی سزا اور اداءِ حقوق کی صورت میں ہو یا کفارہ دے کر ہو، بہرحال اللہ نے دینِ اسلام میں ایسی تنگی نہیں رکھی کہ کسی طرح اس گناہ سے پاک ہونے کی گنجائش ہی نہ ہو۔ گزشتہ امتوں کے لئے بعض گناہوں سے توبہ کرنے اور توبہ قبول ہونے کا اللہ نے کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا۔ بعض اہل علم نے کہا تنگی نہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے ادائے فرائض کے اوقات میں کوئی اشتباہ نہیں رکھا فرائض کو ادا کرنے کے اوقات مقرر فرما دیئے مثلاً ہلالِ رمضان، ہلالِ فطر وقتِ حج وغیرہ۔

خلاصہ رکوع ۱۰

شرک کی احمقانہ حرکت کو ایک مثال سے واضح فرمایا گیا اور معبودان باطلہ کی ضعیفی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان کیا گیا۔ فرشتوں کے کام اور کامیابی کا نسخہ ذکر کرنے کے بعد اصل مقصد کیلئے کوشش کا حکم دیا گیا۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ملت ابراہیم کا تذکرہ اور اپنے نام مسلمین کی لاج رکھنے کیلئے اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا گیا آخر میں اللہ تعالیٰ کا بہتر مددگار ہونا بتایا گیا۔

۱۰ ع ۱۷

تعبیر:

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے حج اور عمرہ کی توفیق ہوگی اور اگر بیمار ہے تو مر جائے گا۔
(علامہ ابن سیرینؒ)

سورہ الانبیاء سترہواں پارہ

خاصیت آیت ۳۰ برائے دردزہ

اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ (پارہ ۱۷ رکوع ۳)

خاصیت: جو عورت دردزہ میں مبتلا ہو اس کے شکم یا کمر پر اس کو دم کردیں یا لکھ کر باندھ دے تو ولادت بآسانی ہو۔ (اعمال قرآنی)

بخار سے شفا: جس شخص کو بخار چڑھا ہوا ہو اُسکے سرھانے ایک ہزار مرتبہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ پڑھنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۳۸ برائے فرزند صالح:۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۔ (پ۳ ع۱۲)

خاصیت: جس کو اولاد سے مایوسی ہوگئی ہو اس آیت کو پڑھا کرے خداوند کریم اسکی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰھَا وَابْنَھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ کُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۔ (پ۱۷ ع۶)

خاصیت: حفاظت حمل اور بچہ صحیح وسالم پیدا ہونے کیلئے یہ آیتیں لکھ کر شروع حمل میں چالیس روز تک حاملہ عورت کے باندھ دیں پھر کھول کر نویں مہینے پھر باندھ دیں۔ پھر بعد پیدائش تعویذ کھول کر بچہ کے باندھ دیں۔ (اعمال قرآنی)

سورہ حج خاصیت آیت اول برائے حفاظت حمل

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۔ (پ۱۷) خاصیت: حفظ حمل کیلئے مفید ہے۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ الحج: دشمن کو دفع کرنے کیلئے اس کی آیت نمبر ۳۸ کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ کم سے کم ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے سات، گیارہ یا اکتالیس روز میں مراد پوری ہوگی۔

تعارف سورۃ الانبیآء

اس سورت کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات ہے، اور ان عقائد کے خلاف کفار مکہ جو اعتراضات اٹھایا کرتے تھے، سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ان لوگوں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ ایک ہم جیسے انسان کو پیغمبر بنا کر کیوں بھیجا گیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ انسانوں کے پاس انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا مناسب تھا، اور اس ضمن میں بہت سے پچھلے پیغمبروں کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ سب انسان ہی تھے، اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو انہی عقائد کی تعلیم دی تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد ہیں۔ انبیائے کرام کے اسی حوالے کی بناء پر اس سورت کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الحج

اس سورت کا کچھ حصہ مدنی ہے، اور کچھ مکی۔ مطلب یہ ہے کہ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہو چکا تھا اور تکمیل ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اسی سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حج کی عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں کس طرح شروع ہوئی، اور اس کے بنیادی ارکان کیا ہیں؟ اسی وجہ سے اس کا نام سورۂ حج ہے۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین نے مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم کا نشانہ بنایا تھا وہاں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی جاتی تھی، لیکن مدینہ منورہ آنے کے بعد اسی سورت میں پہلی بار مسلمانوں کو کفار کے ظلم وستم کے مقابلے میں جہاد کی اجازت دی گئی، اور فرمایا گیا کہ جن کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کر کے انہیں اپنا وطن اور گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا ہے اب مسلمان ان کے خلاف تلوار اٹھا سکتے ہیں۔ اس طرح جہاد کو ایک عبادت قرار دے کر یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ نہ صرف اس کا ثواب آخرت میں ملے گا، بلکہ دنیا میں بھی مسلمانوں کو ان شاء اللہ فتح نصیب ہوگی۔ اس کے علاوہ اسلام کے بنیادی عقائد بھی بیان کئے گئے ہیں۔ (توضیح القرآن)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مومنون مکۃ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھارہ یا ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

اپنی مراد کو پہنچ گئے ایمان والے کہ جو اپنی نماز میں ف۱

خَاشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③

عاجزی کرتے اور جو نکمی بات سے منہ موڑتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوۃ دیا کرتے اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں پر) کہ (ان میں)

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى

ان پر کچھ ملامت نہیں۔ پھر جو طلب کرے اس کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ

گزر جانے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

عہد کا پاس محفوظ رکھتے اور جو اپنی نمازوں سے

ف۱ شانِ نزول:

حاکم نے حسب شرط شیخین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا اور اس کو صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے میں اپنی نظر کو اوپر آسمان کی طرف اٹھا لیتے تھے اس پر آیات ذیل کا نزول ہوا۔ قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون بیشک ان مؤمنوں نے (آخرت میں) فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

اس آیت کے نزول ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ ابن مردویہ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، رسول اللہ ﷺ آسمان میں ادھر ادھر نظر گھما لیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بغوی نے حضرت ابوہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی نماز کے اندر آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھا لیا کرتے تھے جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو سجدہ گاہ پر نظر جمانے لگے۔ ابن ابی حاتم نے ابن سیرین کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نماز کے اندر آسمان کی طرف نظریں اٹھا لیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

خشوع کا معنی:

"خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا، چنانچہ ابن عباسؓ نے "خٰشِعُوْنَ" کی تفسیر "خائفون ساکنون" سے کی ہے اور آیت تری الارض خاشعة فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت وربت بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہے۔ قرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ اور ایک جگہ آیت الم یان للذین امنو ان تخشع قلوبهم لذکر لله میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔

يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

محافظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں ف۱ جو میراث پائیں گے

الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

فردوس کی۔ ف۲ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

آدمی کو سنی ہوئی مٹی سے۔ پھر ہم نے اس کو رکھا نطفہ بنا کر

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

مضبوط جگہ (عورت کے رحم) میں پھر ہم نے بنایا اس نطفہ کا

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا

لوتھڑا پھر ہم نے اس لوتھڑے کی بنائی بوٹی پھر بنائی بوٹی کی ہڈیاں

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ

پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت پھر اس کو بنا کھڑا کیا ایک نئی صورت میں۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

تو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر تم اس کے بعد

لَمَيِّتُوْنَ ؕ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶ وَلَقَدْ

ضرور مرو گے پھر تم قیامت کے دن اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔ اور ہم نے

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

پیدا کر دیئے تمہارے اوپر سات آسمان اور ہم خلق سے

ف۱ جنت کے وارث: ان سب صفات کو بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ یہی لوگ وارث ہیں، جو جنت الفردوس کے دائمی وارث ہوں گے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے خدا سے جب جنت مانگو جنت الفردوس مانگو وہ سب سے اعلیٰ اور اوسط جنت ہے۔ وہیں سے جنت کی سب نہریں جاری ہوتی ہیں اسی کے اوپر خدا تعالیٰ کا عرش ہے (صحیحین)

ف۲ فردوس: فردوس رومی زبان میں باغ کو کہتے ہیں بعض سلف کہتے ہیں کہ اس باغ کو جس میں انگور کی بیلیں ہوں، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

اولٓئک ھم الوارثون اللذین یرثون الفردوس ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ یعنی یہی لوگ جو اوصاف مذکورہ کے حامل ہیں۔

الْوٰرِثُوْنَ یعنی اس بات کے مستحق ہیں کہ صرف انہی کو (فردوس کا) وارث کہا جائے گا۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ یہ الوارثون کا وصف ہے اور جس چیز کے وارث ہوں گے ان کا بیان ہے پہلے بلا تعیین وراثت کا ذکر کیا گیا پھر تعیین کے ساتھ وراثتِ فردوس کا ذکر کیا۔ اس سے وراثت کی عظمت اور بلندیٔ شان ظاہر ہوگئی۔ (شبہ کیا جا سکتا ہے کہ وارث ہونے کا لفظ چاہتا ہے کہ پہلے فردوس کسی اور کی تھی پھر مؤمنوں کو دیدی جائے گی۔

غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ

غافل نہیں ہیں اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی ایک اندازے سے پھر اس کو ٹھہرا دیا

فِی الْاَرْضِ ۖۗ وَ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

زمین میں اور ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں ف۱

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ

پھر ہم نے بنا کھڑے کیے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجور اور انگوروں کے۔

فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ

اور تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور ان ہی میں سے تم کھاتے ہو اور (ہم نے) وہ درخت (پیدا کیا)

مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾

جو طور سینا پہاڑ میں سے نکلتا ہے اگتا ہے تیل اور سالن لئے ہوئے کھانے والوں کے لئے

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ

اور تمہارے لئے چوپایوں میں نصیحت ہے کہ ہم تم کو (دودھ) پلاتے ہیں ان کے پیٹوں کی

بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾

چیز سے۔ اور تمہارے لئے ان میں بہتیرے نفع ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

وَ عَلَیْهَا وَ عَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور ان پر اور کشتیوں پر چڑھے چڑھے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا

نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

نوح کو اس کی قوم کی جانب تو نوح نے کہا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا کوئی

ف۱ جنت سے جاری شدہ دریا: بغوی نے لکھا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے جنت سے چار دریا، نازل کیے ہیں۔ سیحون، جیحون، دجلہ، فرات۔ یہ بھی بغوی نے لکھا ہے کہ امام حسن بن سفیان نے سند کے ساتھ بوساطت عکرمہ حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت کے ایک چشمہ سے جو جنت کے نچلے نشیبی حصہ میں تھا پانچ دریا جبرئیل کے دونوں بازوؤں پر نازل فرمائے۔ سیحون، جیحون، دجلہ، فرات، نیل۔ جبرئیل نے یہ دریا بطور امانت پہاڑوں کے سپرد کر دیئے اور زمین میں بہا دیئے۔ اور لوگوں کے لئے فائدہ بخش بنا دیئے۔ آیت وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنه فی الارض سے اسی طرف اشارہ ہے پھر جب یاجوج و ماجوج کا زمانہ آئے گا تو اللہ جبرئیل کو بھیج کر زمین سے قرآن اور تمام (دینی) علم کو اور سنگ اسود کو اور مقام ابراہیم کو اور تابوت موسیٰ کو مع اس کی اندرونی چیزوں کے اور ان پانچوں دریاؤں کو آسمان کی طرف اٹھا لے گا۔ وانا علی ذهاب به لقدرون اس آیت کا یہی مطلب ہے جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو اہل ارض دنیا اور دین کی ہر بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں شاید زمین کے سارے دریا جنت ہی سے آئے ہیں۔ حدیث میں صرف پانچ کا تذکرہ بطور تمثیل کیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱/۲۲ مومنین کی صفات کو ذکر فرمایا گیا اور انہیں جنت کا وارث قرار دیا گیا۔ انسانی تخلیق اور پیدائش کے مراحل کو بیان فرمایا گیا۔ موت اور بعث بعد الموت کو ذکر کیا گیا۔ آب رسانی کا نظام باغات پھل جیسی نعمتوں کی طرف متوجہ کیا گیا۔ نقل و حمل کے وسائل سے درس عبرت دیا گیا۔

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

معبود نہیں اس کے سوا۔ تو کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا تو بولے سردار جو کافر تھے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ

اس قوم میں کہ یہ (نوح) تو تم ہی جیسا بشر ہے ف۱ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے

عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا

اور اگر اللہ (رسول بھیجنا) چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا ! ہم نے یہ نہیں سنا

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ښ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ نہیں بس یہ ایک مرد ہے جس کو جنون ہوگیا ہے

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ

تو اس کا انتظار کرو ایک وقت تک۔ نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ

میری مدد کر کہ اُنھوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے تو ہم نے اس کی جانب وحی بھیجی کہ ایک کشتی

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ

بنا ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے۔ پھر جب ہمارا حکم آئے اور

التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ابلنے لگے تنور ف۲ تو کشتی میں بٹھا لے ہر جنس میں سے (نر و مادہ) دو دو کا جوڑا۔

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا

اور (نیز) اپنے گھر والوں کو۔ مگر ان میں سے جس کی نسبت پہلے ہو چکا (غرق ہونے کا) حکم

ف۱ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سرداران قوم کا خطاب: پس انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، سوائے اس کے تمہارا اور کوئی معبود نہیں سو کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں۔ یعنی کیا تم کو اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم جو اس کے سوا دوسروں کی پوجا کرتے ہو اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہو۔ کہیں وہ تم سے یہ ساری نعمتیں چھین لے اور تم کو اس شرک کی وجہ سے (دنیا اور آخرت میں) عذاب میں مبتلا کردے۔ الملاء سرداران قوم نے آپس میں (یا عوام سے) کہا۔ کہ یہ نوح علیہ السلام تو تم ہی جیسا آدمی ہے تمہاری طرح کھاتا اور سوتا ہے پھر یہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ قوم نوح کا خیال تھا کہ پتھر بھی معبود ہونے میں اللہ کے شریک ہیں اور کوئی انسان اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا اگر خدا کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا چاہتا تو کسی فرشتے کو بھیج دیتا اسی خیال کے زیر اثر وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ نوح چونکہ رسالت کے مدعی ہیں اس لئے شاید ان کو اپنے آدمی ہونے کا انکار ہے یا فرشتہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ تنور چولہے کو بھی کہتے ہیں اور سطح زمین کو بھی، بعض روایات میں ہے کہ طوفان نوح اس طرح شروع ہوا تھا کہ ایک چولہے سے پانی ابلنے لگا، اوپر سے بارش شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ وہ ایک ہولناک طوفان میں بدل گیا۔ (توضیح القرآن)

تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

(اس کو نہیں) اور کچھ نہ کہہ مجھ سے ان ظالموں کے بارے میں! یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

پھر جب بیٹھ لے تو اور وہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں! کشتی پر تو کہہ!

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾

اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو نجات دی ظالم لوگوں سے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

اور کہہ اے میرے پروردگار مجھ کو اُتار برکت کا اُتارنا اور تو سب سے بہتر

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾

اتارنے والا ول ہے بیشک اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم کو آزمائش منظور تھی۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا

پھر ہم نے نکال کھڑی کی ان کے بعد اور امت۔ تو ہم نے بھیجا ان میں ان ہی میں سے ایک رسول

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

وٹ کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ

اس کے سوا۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اور بولے اس کی قوم کے سردار جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي

کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی

ول حضرت نوح کی عظمت: دعا کرنے کا حکم صرف حضرت نوح علیہ السلام کو دیا اپنے لئے بھی اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی اس میں حضرت نوح کی بزرگی کا اظہار ہے اور اس امر کی طرف ایماء ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ساتھ والوں کے لئے بھی کافی ہے ساتھیوں کو اپنے لئے دعا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر مظہری)

وٹ یہاں قرآن کریم نے پیغمبر کا نام نہیں لیا، لیکن زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت صالح علیہ السلام ہیں جنہیں قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا تھا، کیونکہ آگے آیت نمبر 40 میں فرمایا گیا ہے کہ ان کی قوم کو چنگھاڑ سے ہلاک کیا گیا تھا۔ اور بعض مفسرین نے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ شاید حضرت ہود علیہ السلام مراد ہوں جنہیں قوم عاد کی طرف بھیجا گیا تھا اور چنگھاڑ سے مراد ہوا کا وہ عذاب ہے جس کے ساتھ یقیناً خوفناک آواز بھی ہوگی۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

۲ ع ۲ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سردار ان قوم سے خطاب اور سرداروں کے تبصرہ کو بیان فرمایا گیا۔ حکم خداوندی سے کشتی بنانے اور عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی گئی۔ حضرت ہود و نوح علیہم السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا

دنیا کی زندگی میں کہ بس یہ تو تم جیسا ایک بشر ہے! کھاتا ہے اسی قسم میں سے

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ ۙ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ

جس میں سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم میں سے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے

بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا

جیسے بشر کی تو تم اس صورت میں ضرور خراب ہوئے۔ ۱ کیا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب

مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵ ۙ هَيْهَاتَ

تم مرجاؤ گے اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں (تو) تم زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔ بعید ہے

هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۳۶ ۙ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

بعید ہے جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ۲ بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۳۷ ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا

مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں بس یہ ایک

رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۸

مرد ہے جس نے افترا کیا اللہ پر جھوٹا اور ہم تو اس کو ماننے والے ہیں نہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

پیغمبر نے کہا اے میرے پروردگار میری مدد کر کہ انھوں نے مجھ کو جھٹلایا اللہ نے فرمایا کہ عنقریب

نٰدِمِيْنَ ۝۴۰ ۚ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ

یہ لوگ نادم ہوں گے۔ تو ان کو آ پکڑا ایک سخت آواز نے سچے وعدہ کے مطابق تو ہم نے ان کو

۱ سرداروں کا فیصلہ:
یعنی اس سے بڑی خرابی اور ذلت کیا ہوگی کہ اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کو خواہ مخواہ مخدوم و مطاع ٹھہرا لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی) ولئن اطعتم بشرًا مثلکم انکم اذا لخسرون اور بخدا اگر تم اپنے جیسے آدمی کے (کہے پر چلے اور) فرماں بردار بن گئے تو یقیناً اس وقت گھاٹے میں رہو گے۔ کہ اپنے جیسے آدمی کے فرماں بردار بنو گے اور خود اپنے کو ذلیل کرو گے۔ وہ لوگ عجیب بیوقوف اور جاہل تھے کہ اپنے جیسے آدمی کی بات ماننے کا تو انکار کرتے تھے اور بے جان پتھروں کی پوجا کر کے اپنے ذلیل ہونے کا مظاہرہ کرتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

۲ بعث بعد الموت کا انکار:
یعنی کسی قدر بعید از عقل بات کہتا ہے کہ ہڈیوں کے ریزے مٹی کے ذرات میں مل جانے کے بعد پھر قبروں سے آدمی بن کر اٹھیں گے؟ ایسی مہمل بات ماننے کو کون تیار ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

خس وخاشاک جیسا کر دیا پس لعنت ظالم لوگوں پر! پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد

قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

اور امتیں نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی امت اپنے وقت سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ

پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم بھیجتے رہے اپنے رسول لگا تار! جب بھی آیا کسی امت کے پاس

اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

اس کا رسول تو انھوں نے اس کو جھٹلایا پس ہم بھی ایک کے پیچھے ہلاک کرتے رہے دوسرے کو!

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ

اور بنا دیا ان کو کہانیاں! وا پس لعنت ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔ پھر

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ہم نے بھیجا موسیٰ کو اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں

مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

اور دلیل ظاہر دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب تو وہ تکبر کرنے لگے

قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

اور وہ تھے سرکش لوگ! پس لگے کہنے کہ کیا ہم ایمان لے آویں اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر حالانکہ

لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾

انکی قوم ہماری خدمت گار ہے! وا غرض انھوں نے دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کر دیئے گئے۔

وا رُسولوں کو جھٹلانے کی سزا: یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا کیے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور مکذبین بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے۔ اِدھر پیغمبروں کی بعثت کا اور اُدھر ہلاک ہونے والوں کا نمبر لگا دیا۔ چنانچہ بہت قومیں ایسی تباہ و برباد کر دی گئیں جن کے قصے کہانیوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ آج اُن کی داستانیں محض عبرت کے لئے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وا یعنی ہم کو خود ان کی قوم پر ریاست حاصل ہے پھر ان دونوں کو ہم پر کیسے ریاست حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں نے ریاست دینیہ کو دنیوی ریاست پر قیاس کیا کہ جب ہم کو ایک ریاست حاصل ہے تو دوسری کے بھی ہم ہی مستحق ہیں اور جب ان کو ایک حاصل نہیں تو دوسری کیسے ہو سکتی ہے اور اسی قیاس کا غلط ہونا ظاہر ہے صاحب روح نے اس جگہ ایک لطیفہ خوب لکھا ہے کہ یہ منکرین بشر کے لئے تو نبوت کو محال سمجھتے تھے اور پتھروں کے لئے معبودیت کو جائز جانتے تھے کس قدر عجیب بات ہے اور باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل اور فرعون سب کی طرف مبعوث ہوئے تھے فرعون کی اور قوم فرعون میں سے رؤسا کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ یہ لوگ انکار میں زیادہ سخت تھے پس ان کو خاص طور پر زیادہ قباحت ظاہر کرنے کے لئے ذکر فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى

اور ہم نے بنایا مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اس کی ماں (مریم) کو نشانی! اور دونوں کو ٹھکانا دیا

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ

ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے اور جاری پانی کی جگہ تھی (ہم نے فرمایا کہ) اے رسولو! کھاؤ

الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ۭ

ستھری چیزیں اور نیک عمل کرو! ول جو کچھ تم عمل کرتے ہو میں جانتا ہوں!

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

اور یہ تمہاری امت ایک امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرو!

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

تو امتوں نے پھوٹ کر کے اپنا امر (دین) باہم ٹکڑے ٹکڑے کر لیا! ہر فرقہ اس (دین) سے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ

جو اس کے پاس ہے خوش ہے تو تو ان کو چھوڑ ان کی غفلت میں ایک وقت تک! کیا یہ لوگ

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي

ایسا خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی امداد کیے جا رہے ہیں مال اور اولاد سے (تو) ان کے لئے جلدی کر رہے ہیں

الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

بھلائیوں میں! کوئی نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں

خلاصہ رکوع ۳

دین کی دعوت پر سرداروں کا فیصلہ اور پیغمبر پر تہمت اور عذاب کی اطلاع جیسے امور ذکر فرمائے گئے۔ رسولوں کی تکذیب کی سزا اور اسی سلسلہ میں فرعون اور اس کے متکبر سرداروں کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور کفالت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۳ ۱۸ ۳

ول جس طرح ہم نے تم کو اپنی نعمتوں کے استعمال کی اوپر اجازت دی اور عبادت کا حکم کیا اسی طرح سب پیغمبروں کو اور ان کے ذریعہ سے ان کی امتوں کو بھی یہی حکم دیا کہ خدا کی نفیس نعمتیں کھاؤ اور کھا کر شکر ادا کرو جس کا طریقہ عبادت ہے اور مسلم اور ترمذی کی حدیث مرفوع میں جو حلال روزی کے بارہ میں اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حدیث سے طیب کی تفسیر حلال روزی معلوم ہوتی ہے اور میں نے لذیذ اور نفیس کے ساتھ تفسیر کی ہے جواب یہ ہے کہ جو لذیذ حلال نہ ہو وہ گویا حلال ہی نہیں کیونکہ ان میں معنوی لذت نہیں خوب سمجھ لو۔

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کا

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ

یقین رکھتے اور جو لوگ اپنے پروردگار کا شریک نہیں کرتے اور جو دیتے ہیں

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

جو کچھ کہ دیتے ہیں در آنحالیکہ ان کے دل ڈرتے ہیں کہ ان کو پروردگار کی جانب

رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا

لوٹنا ہے! یہی لوگ جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں اور وہی اس کے لئے

سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ

سبقت کرنے والے ہیں ول اور ہم کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی

يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ

طاقت کے موافق اور ہمارے پاس (نامۂ اعمال) ہے جو سچ بولتا ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے دل

غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ

ان باتوں کی طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے بہتیرے اعمال (بد ہیں)

هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

اس کے علاوہ جن کو یہ کر رہے ہیں (یہ غفلت ہی میں پڑے رہیں گے کہ) یہاں تک کہ جب ہم

اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا

دھر پکڑیں گے ان کے آسودہ لوگوں کو عذاب میں تو یہ فوراً چلا اٹھیں گے کہ نہ چلاؤ آج!

ول نیکی میں پیش قدمی کرنا: آیت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ طاعتوں کی بہت زیادہ رغبت رکھتے ہیں اس لئے جلدی جلدی طاعتیں کرتے ہیں تا کہ کوئی طاعت فوت نہ ہو جائے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ طاعتوں میں پیش قدمی کرنے پر جن اُخروی بھلائیوں کا وعدہ کیا گیا ہے اور نیک اعمال میں تیزی کرنے سے جن دنیوی فوائد کو وابستہ کیا گیا ہے سب فائدوں کے حاصل کرنے کے لئے وہ تیزی سے کام لیتے ہیں اور جلدی جلدی حاصل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مصیبت کو کوئی چیز رد نہیں کرتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز زیادتی نہیں کرتی مگر نیکی (یعنی خیر، خیرات، حُسنِ سلوک)۔ اس تفسیر پر اس آیت کا مضمون ویسا ہی ہوگا جیسا آیت فاتهم الله ثواب الدنيا و حسن ثواب الاخرة کا ہے گویا ان کو وہ ثواب ملے گا جو ان کے مخالف لوگوں کو نہیں ملے گا۔ جن بھلائیوں کی طرف دنیا میں مؤمن تیزی سے بڑھتے ہیں ان سے مراد شاید یہ ہو کہ مؤمن کو اللہ کی یاد میں لذت آتی ہے اس کے دل کو چین ملتا ہے۔ وہ بقدر کفاف رزق پر قناعت کرتا اور سیر ہو جاتا ہے اس کو دنیوی نعمتوں کے زوال کا کوئی خوف نہیں ہوتا وہ سوائے اللہ کے نہ کسی سے امید وابستہ رکھتا ہے نہ ڈرتا ہے اس کو خواب میں یا بطور الہام مبشرات پہنچتی رہتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

تمہاری مدد نہیں کی جائے گی ف۱ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو اپنی ایڑیوں پر الٹے

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا افسانہ بنا کر بیہودہ بکواس کرتے تھے

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

تو کیا انھوں نے اس بات (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی بات آئی تھی جو نہ آئی تھی ان کے اگلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

باپ دادوں کے پاس یا انھوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو سو وہ اس کا انکار کرتے ہیں

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ

یا کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے! کوئی نہیں وہ تو ان کے پاس حق بات لایا ہے!

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

اور ان میں بہتیروں کو حق بات بری لگتی ہے اور اگر حق پیروی کرے

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

ان کی خواہشوں کی تو درہم برہم ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں ف۲ (سب)! بلکہ ہم نے

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا

ان کو پہنچا دی ان کی نصیحت تو وہ اپنی نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں یا تو ان سے

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ

کچھ اُجرت مانگتا ہے! تو تیرے پروردگار کا اجر بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور تو تو

ف۱ غزوہ بدر اور قحط کا عذاب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مُراد وہ عذاب ہے جو غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تلوار سے ان کے سرداروں پر پڑا تھا۔ اور بعض حضرات نے اس عذاب سے مراد قحط کا عذاب لیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے مکہ والوں پر مسلط کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ وہ مُردار جانور اور کتے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے کفار کے لئے بددعا بہت کم کی ہے لیکن اس موقع میں مسلمانوں پر اُن کے مظالم کی شدت سے مجبور ہو کر یہ بد دعا کی تھی۔ اللّٰھم اشدد وطاتک علیٰ مضر و اجعل ھا علیھم سنین کسنی یوسف (رواہ البخاری و مسلم) (قرطبی و مظہری) (معارف مفتی اعظم)

ف۲ ان کی ہر خواہش پرستی کیلئے شے حق نہیں بدل سکتی: یعنی سچی بات بُری لگتی ہے تو لگنے دو۔ سچائی اُن کی خوشی اور خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی۔ اگر سچا خدا ان کی خوشی اور خواہش ہی پر چلا کرے تو وہ خدا ہی کہاں رہے۔ معاذ اللہ بندوں کے ہاتھ میں ایک کٹ پتلی بن جائے۔ ایسی صورت میں زمین و آسمان کے یہ محکم انتظامات کیونکر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے گاؤں کا انتظام محض لوگوں کی خواہشات کے تابع کر دیا جائے، وہ بھی چار دن قائم نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ زمین و آسمان کی حکومت۔ کیونکہ عام خواہشات نظام عقلی کے مزاحم اور باہم کر بھی متناقض واقع ہوئی ہیں عقل وہوٰی کی کشمکش اور اہوائے مختلفہ کی لڑائی میں سارے انتظامات درہم برہم ہو جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ لَا

ان کو بلاتا ہے سیدھی راہ کی جانب! اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں

يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوۡ رَحِمۡنٰهُمۡ

رکھتے وہ رستہ سے مڑے ہوئے ہیں ف۱ اور اگر ہم ان پر رحم فرماویں

وَكَشَفۡنَا مَا بِهِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ لَّـلَجُّوۡا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۵﴾

اور دور کر دیں جو تکلیف ان پر ہے (تو) ضرور لگے جاویں اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے۔

وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ

اور ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر یہ نہ دبے اپنے رب کے آگے

وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا ذَا

اور یہ گڑگڑاتے ہی نہیں! یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھول دیا دروازہ سخت

عَذَابٍ شَدِيۡدٍ اِذَا هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾ ع وَهُوَ الَّذِىۡۤ

عذاب کا! وہ فوراً اس وقت آس توڑ بیٹھے ف۲ اور وہی ہے جس نے پیدا کر دیئے

اَنۡشَاَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا

تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل! تم بہت ہی کم

مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ

شکر کرتے ہو اور وہی ہے جس نے تم کو پھیلا رکھا ہے زمین میں

تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَلَهُ اخۡتِلَافُ

اور اسی کی جانب جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کا کام ہے بدلنا

ف۱ مطلب یہ کہ دین کا حق ہونا اور مستقیم ہونا اور نافع ہونا یہ سب ایمان لانے کے اسباب مجتمع ہیں اور پانچ وجوہ جو موانع ہو سکتے تھے وہ غلط ہیں پھر ایمان نہ لانا سخت درجے کی گمراہی ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی سنگدلی اور عناد کی یہ حالت ہے کہ جس طرح یہ لوگ شرعی احکام سے متاثر نہیں ہوتے اسی طرح قہر کی نشانیوں اور مصائب و بلیات سے بھی متاثر نہیں ہوتے گو تکلیف پہنچنے کے وقت بھی طبعی طور پر ہم کو پکارتے ہیں لیکن وہ دفع الوقتی ہوتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۴

انبیاء علیہم السلام کو اکل حلال و صدق مقال کا حکم دیا گیا۔ اختلاف امت کے اسباب اور فرقہ پرستی چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ مومنین کی شان اور ان کے اوصاف ذکر کیے گئے۔ انسانی طاقت کے مطابق ہر شخص کو مکلف بنانے کا دستور ذکر فرمایا گیا۔ انسانی غفلت اور عذاب آنے پر چلانے کو بیان فرمایا گیا۔ غفلت اور اعراض کو یاد کرنے اور قرآن میں غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ منکرین کی خصلتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۲۷ ۴

ف۲ یعنی جب کوئی عذاب فوق العادت آئے گا خواہ دنیا ہی میں کوئی غیبی قہر آ پڑے جس کا آنا ممکن ہے یا موت کے بعد تو ضرور ہی واقع ہوگا اس وقت منہ تکتے رہ جائیں گے کہ یہ کیا ہو گیا اور سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ

رات اور دن کا! تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ بلکہ یہ بھی وہی کہتے ہیں جو اگلوں نے کہا تھا!

مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں!

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا

کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟ وعدہ مل چکا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو اسی بات کا

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ

پہلے سے! بس یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (اے محمد) تو کہہ!

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾

کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ

وہ کہیں گے کہ (سب) اللہ کا ہے! کہہ دے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔ تو کہہ! کون مالک ہے سات

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

آسمانوں کا اور عظیم الشان عرش کا مالک ف۱ (کون ہے)۔ وہ کہیں گے (سب کچھ)

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ

اللہ کا ہے! کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ کہہ! کون ہے جس کے ہاتھ میں

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾

ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں! اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) ف۲

ف۱ عرش الٰہی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے قبہ کی طرح بنا کر بتلایا (ابو داؤد)۔ اور حدیث میں ہے ساتوں آسمان و زمین اور ان کی کل مخلوق کرسی کے مقابلے پر ایسی ہے جیسے کسی چٹیل میدان میں کوئی حلقہ پڑا ہو۔ اور کرسی اپنی تمام چیزوں سمیت عرش کے مقابلے میں بھی ایسی ہی ہے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ عرش کی ایک جانب سے دوسری جانب کی دوری پچاس ہزار سال کی مسافت کی ہے۔
بعض سلف کا قول ہے کہ عرش سرخ رنگ یاقوت کا ہے اس آیت میں عرش عظیم کہا گیا ہے اور اس سورت کے آخر میں عرش کریم کہا گیا ہے یعنی بہت بڑا اور بہت حُسن و خوبی والا پس لمبائی چوڑائی وسعت عظمت حسن و خوبی میں وہ بہت ہی اعلیٰ اور بالا ہے اسی لئے لوگوں نے اسے یاقوت سرخ کہا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تمہارے رب کے پاس رات دن کچھ نہیں اس کے عرش کا نور اس کے چہرے کے نور سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا

ہر چیز پر اُسی کا اختیار چلتا ہے جس کو چاہے وہ پناہ دے سکتا ہے لیکن کوئی دوسرا اُس کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتا۔ (تفسیر عثمانی)
وھو یجیر ولا یجار علیہ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عذاب اور مصیبت رنج و تکلیف سے پناہ دیدے اور یہ کسی کی مجال نہیں کہ اسکے مقابلہ پر کسی کو پناہ دیکر اُس کے عذاب و تکلیف سے بچالے یہ بات دنیا کے اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو کوئی نفع پہنچانا چاہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو کوئی تکلیف و عذاب دینا چاہے اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور آخرت کے اعتبار سے بھی یہ مضمون صحیح ہے کہ جس کو وہ عذاب میں مبتلا کریگا اُس کو کوئی بچا نہ سکے گا اور جسکو جنت اور راحت دیگا اس کو کوئی روک نہ سکے گا۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

وہ کہیں گے کہ (یہ سب صفتیں) اللہ کی ہیں کہہ دے پھر تم پر کہاں سے جادو پڑ جاتا ہے بلکہ

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ

ہم نے ان کو پہنچا دی حق بات اور وہ بیشک جھوٹے ہیں نہ اللہ نے کوئی بیٹا

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا

بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے ورنہ لے جاتا ہر معبود اپنی

خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ

مخلوق کو اور چڑھائی کرتا ایک دوسرے پر! ف۱ اللہ پاک ہے

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اس سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ جاننے والا ہے غائب و حاضر کا

فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾

وہ بالاتر ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں۔ تو کہہ! اے میرے پروردگار اگر تو مجھ کو دکھائے جس سے ان

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِىْ فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى

کو ڈرایا جارہا ہے تو اے پروردگار مجھے (شامل) نہ کریو ان ظالم لوگوں میں! ف۲ اور (اے محمد) ہم اس پر قادر

اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ

ہیں کہ تجھ کو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں بدی کا دفعیہ اسی خصلت سے کر جو اچھی ہو۔ ہم خوب

اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ

جانتے ہیں جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور کہہ! اے میرے پروردگار میں

ف۱ (جب کوئی اور بھی الٰہ ہوتا تو وہ ضرور خالق بھی ہوتا) اور ہر الٰہ (خدا) اپنی مخلوق کو (تقسیم کرکے) جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اپنی مخلوق کو لے کر جدا ہو جاتا اور دوسرے کو اپنی مخلوق پر تصرف کرنے سے روک دیتا اور ہر ایک کی ملکیت دوسرے کی ملکیت سے علیحدہ ہو جاتی (اور ان کے باہم لڑائی ہوتی) اور (لڑائی میں) ایک دوسرے پر غالب آ جاتا۔ جیسے دنیا کے بادشاہوں کا طریقہ ہے تعدد آلہہ کے وقت باہمی جنگ و جدال ناممکن نہیں اور جنگ میں ایک دوسرے پر غلبہ ہونا ہی چاہئے نتیجہ میں ایک مغلوب ہوتا اور مغلوب خدا نہیں ہو سکتا۔ مغلوبیت کمزوری اور حدوث کی علامت ہے۔ اور اگر کوئی کسی پر غالب نہ آ سکتا تو دونوں غالب آنے سے عاجز ہوتے اور عجز علامت حدوث ہے الوہیت کے منافی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۱۵ ۵ اللہ کی عطا فرمودہ صلاحیات کو بروئے کار لانے کی دعوت دی گئی۔ رجعت پسندی اور اندھی تقلید کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر کرکے وحدانیت کا درس دیا گیا۔ شریک خداوندی کی نفی کی گئی۔

ف۲ اس دعا کی یہ وجہ نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کی نسبت اس قسم کا احتمال تھا بلکہ محض عذاب کی ہول کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جس پر اس کے آنے کا احتمال بھی نہیں جب اس کو پناہ مانگنے کا امر ہے تو جو عذاب کے مستحق ہیں ان کو تو بہت ہی ڈرنا چاہئے اور دعا کا صحیح ہونا اس پر موقوف نہیں کہ دعا کرنے والے پر عذاب کے آنے کا بھی احتمال ہو بلکہ صحت دعا کے لئے محض قدرت بھی کافی ہے۔

رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ

تیری پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے۔ ف۱ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اے پروردگار اس سے کہ وہ

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

میرے پاس آویں (کفار باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان میں سے کسی کو موت

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

تو کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے پھر بھیج دو شاید میں نیک عمل کروں

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ

اس دنیا میں جس کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں! ہرگز نہیں یہ ایک (ان ہونی)

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَاۤ

بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے ورے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ

اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ

وہ اٹھائے جاویں گے ف۲ پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ

تو نہ ان میں رشتہ داریاں اس دن (باقی رہیں گی) اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا۔

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ

پھر جن کا پلہ بھاری ہو تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوا تو وہی لوگ ہیں جنہوں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا

نے آپ اپنا نقصان کیا! جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جھلس دے گی ان کے مونہوں کو آگ اور وہ وہاں بدشکل

ف۱ نیند آنے کیلئے دُعاء: مسند احمد میں ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ ایک دعا سکھاتے تھے کہ نیند اچاٹ ہو جانے کی مرض کو دُور کرنے کرنے کے لئے ہم سوتے وقت پڑھا کریں بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ. حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا کہ اپنی اولاد میں سے جو ہشیار ہوتے انہیں تو یہ دعا سکھا دیا کرتے اور جو چھوٹے ناسمجھ ہوتے یاد نہ کر سکتے ان کے گلے میں اس دعا کو لکھ کر لٹکا دیتے۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے امام ترمذیؒ اسے حسن غریب بتلاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

شیاطین اور جنات کے دوسرے آثار اور حملوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا مجرب ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شب میں نیند نہ آتی تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ کلمات دعا تلقین فرمائے کہ یہ پڑھ کر لیٹا کریں، انہوں نے پڑھا تو یہ شکایت جاتی رہی وہ دعا یہ ہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَ عِقَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ. (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اس سے یہ مقصود نہیں کہ قیامت کے دن دنیا میں واپس آ جائیں گے بلکہ مقصود اس سے ہر طرح مایوس کرنا ہے کہ کبھی واپس نہ آ سکیں گے کیونکہ قیامت میں زندہ ہونا دنیا میں واپس آنا نہیں ہے بلکہ وہ تو خود آخرت ہی ہے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کے دن گو بظاہر مکان دنیا کی طرف واپسی ہوگی مگر وہ واپسی عمل کے لئے نہ ہوگی بلکہ حساب کے لئے ہوگی۔

كَالِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا

ہو رہے ہوں گے ف۱ (ہم ان سے کہیں گے) کیا میری آیتیں تم پر نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم ان کو

تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا

جھٹلاتے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو آدبایا ہماری کم بختی نے

ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾

اور ہم لوگ بہکے رہے! اے ہمارے پروردگار ہم کو یہاں سے نکال! پھر اگر (ہم ایسا) کریں

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ

تو ہم قصوروار! اللہ فرمائے گا کہ دور ہوؤ اسی جہنم میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

ایک گروہ میرے بندوں میں ایسا بھی تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى

تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر مہربان ہے تو تم نے ان کی ہنسی بنائی یہاں تک کہ

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّيْ

انھوں نے تم کو میری یاد بھلا دی اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے ان کو بدلا دیا

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾

آج اُن کے صبر کا کہ وہی مراد کو پہنچے ف۲

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا

(پھر اللہ) فرمائے گا! تم کتنی مدت رہے زمین میں برسوں کی گنتی (کے حساب) سے وہ کہیں گے کہ ہم

ف۱ حضرت اویس قرنیؒ کا خوف آخرت سے بے ہوش ہو جانا

ابو منذر دمشقی فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ جب بھونی ہوئی سریوں کو دیکھتے تو انہیں یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ "تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون" پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے حتی کہ دیکھنے والے آپ کو دیوانہ سمجھتے۔

(لابن ابی الدنیا وغیرہ)

ف۲ اور تم اس ناکامی میں گرفتار ہوئے مطلب جواب کا یہ ہوا کہ تمہارا قصور اس قابل نہیں کہ سزا کے وقت اقرار کرنے سے معاف کر دیا جائے کیونکہ تم نے ایسا معاملہ کیا جس سے ہمارے حقوق کو بھی تلف کیا اور بندوں کے حقوق کو بھی اور بندے بھی کیسے ہمارے مقبول و محبوب کیونکہ ان سے مسخرہ پن کرنے میں ان کی ایذاء تھی جو کہ حق العبد ضائع کرنا ہے پس اس کی سزا کے لئے عذاب دائمی اور سخت ہی مناسب ہے اور یہ شبہ نہ ہو کہ آخرت میں تو حقیقت منکشف ہو جائے گی تو دنیا کی طرف رجعت کا محال ہونا بھی معلوم ہو جائے گا پھر اس کی تمنا کیسے ہوگی جواب یہ ہے کہ یا تو تمنا طبعی ہے یا یوں کہا جاوے کہ اس جواب ہی سے یہ حقیقت منکشف ہوئی یا یہ کہا جاوے کہ جو حقائق شرعاً بالذات مقصود ہیں جیسے توحید و رسالت و معاد و جنت وغیرہ ان کا انکشاف ضروری ہے سب کا انکشاف ضروری نہیں مثل حقائق مقصود بالغیر کے اور مسلمانوں کو کامیابی کی جزاء دینا بھی کفار کے لئے فی الجملہ سزا ہے کیونکہ دشمن کی راحت سے روحانی تکلیف ہوتی ہے یہ تو ان کی درخواستوں کا جواب ہو گیا آگے تنبیہ ہے ان کے اعتقاد اور مشرب کے باطل ہونے پر تاکہ ذلت پر ذلت اور حسرت پر حسرت ہونے سے سزا میں اور شدت ہو۔

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

رہے تھے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم! تو پوچھ لے شمار کرنے والوں سے۔ فرمائے گا کہ

اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

بیشک تم تھوڑی ہی دیر رہے کاش تم جانتے ہوتے تو کیا تمہارا یہ خیال ہے

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہماری جانب لوٹائے نہ جاؤ گے۔ ف۱

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ

تو برتر ہے اللہ بادشاہ برحق! کوئی معبود نہیں اس کے سوا مالک ہے عرش

الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

بزرگ کا۔ اور جو پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

تو اس کا حساب اُس کے پروردگار کے پاس کافر فلاح نہ پائیں گے۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اور کہہ! اے میرے پروردگار معاف کر اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے!

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نور مدینہ میں اتری اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ کان کی تکلیف دور کرنے کا نسخہ "افحسبتم" سے لے کر ختم سورت تک یہ آیتیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں یعنی "افحسبتم انما خلقنا کم عبثا......الخ" صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ "اخرجہ ابن السنی وابن مندہ وابو نعیم بسند حسن" (روح المعانی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک مصیبت زدہ شخص پر گزر ہوا جس کے کان میں تکلیف تھی عبداللہ بن مسعودؓ نے "افحسبتم" سے لے کر آخر سورت تک آیتیں پڑھ کر اس کے کان میں دم کیں تو وہ اچھا ہو گیا۔

تعبیر سورہ مومنون

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کے دل میں زیادہ دیر تک عبادت میں کھڑے رہنے کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی کرنے کی محبت ہوگی اور ایک ایسے مرض کا خوف ہے جو بڑا خطرناک ہے۔ (علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ)

خلاصہ رکوع ۶

عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا سکھائی گئی اور مخالفین سے برتاؤ کے سلسلہ میں اعلیٰ اخلاقی قدریں تعلیم فرمائی گئیں۔ شیطانی اثرات سے حفاظت کی دعا سکھائی گئی۔ عالم برزخ اور قیامت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ دنیاوی زندگی کی قلت کیساتھ تخلیق انسانی کا عبث نہ ہونے کو بیان کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مغفرت کی دعا سکھائی گئی۔

خاصیت: آیت ۱۱۵ تا ۱۱۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورة ہے جس کو ہم نے اتارا اور لازم کیا اور اس میں اتاریں کھلی نشانیاں

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

تاکہ تم یاد رکھو! ف۱ زانیہ عورت اور زانی مرد پس مارو ہر

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ایک کو ان دونوں میں سے سو درّے اور تم کو ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیے

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے حکم کی تعمیل میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ

اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ آ موجود ہو ان کی سزا کے موقع پر

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫

مسلمانوں کی ایک جماعت! بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار عورت یا مشرک عورت سے

وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ

اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے گا مگر بدکار مرد یا مشرک اور

ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

یہ حرام ہے مسلمانوں پر اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو

ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو مارو اسی کوڑے

ف۱ سورۂ نور کے احکام کی اہمیت:

اس سورت کی پہلی آیت تو بطور تمہید کے ہے جس سے اسکے احکام کا خاص اہتمام بیان کرنا مقصود ہے اور احکام میں سب سے پہلے زنا کی سزا کا ذکر جو مقصود سورت عفت اور اس کے لئے نگاہوں تک کی حفاظت، بغیر اجازت کسی کے گھر میں جانے اور نظر کرنے کی ممانعت کے احکام آگے آنیوالے ہیں زنا کا ارتکاب ان تمام احتیاطوں کو توڑ کر عفت کے خلاف انتہائی حد پر پہنچنا اور احکام الٰہیہ کی کھلی بغاوت ہے۔ اسی لئے اسلام میں انسانی جرائم پر جو سزائیں (حدود) قرآن میں متعین کردی گئی ہیں زنا کی سزا بھی ان تمام جرائم کی سزا سے اشد اور زیادہ ہے زنا خود ایک بہت بڑا جرم ہونے کے علاوہ اپنے ساتھ سینکڑوں جرائم لیکر آتا ہے اور اُسکے نتائج پوری انسانیت کی تباہی ہے دنیا میں جتنے قتل و غارت گری کے واقعات پیش آتے ہیں تحقیق کی جائے تو ان میں بیشتر کا سبب کوئی عورت اور اس سے حرام تعلق ہوتا ہے اس لئے شروع سورت میں اس انتہائی جرم و بے حیائی کا قلع قمع کرنے کے لئے اس کی حدِ شرعی بتلائی گئی ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

وہ لوگ جو رحمت سے محروم ہیں:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے اور جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کریں (۳) اور دیوث، اور تین قسم کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) ہمیشہ کے نشے کا عادی (۳) اور راہِ خدا میں دے کر احسان جتانے والا۔ مسند میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے ہمیشہ کا شرابی، ماں باپ کا نافرمان اور اپنے گھر والوں میں خباثت کو برقرار رکھنے والا۔ (تفسیر ابن کثیر)

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور نہ قبول کرو ان کی گواہی کبھی اور یہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

فاسق ہیں۔ ف۱ مگر جنہوں نے توبہ کر لی ایسا کئے پیچھے اور

اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو (زنا کا) عیب لگائیں اپنی

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ

بیبیوں کو اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں بجز ان کے نفس کے

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

تو ایسے کسی شخص کی گواہی یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ

الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

بلاشبہ سچا ہے اور پانچویں بار یوں (کہے) کہ اس پر اللہ کی لعنت اگر

كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ

وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا یوں ٹلتی ہے کہ وہ

تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ ۙ

گواہی دے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہ بلاشک یہ (خاوند) جھوٹا ہے

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

اور پانچویں (دفعہ) اس طرح (کہے) کہ عورت پر اللہ کا غضب آوے اگر یہ شوہر سچا ہو!

ف۱ حضرت عائشہؓ کی فضیلت:
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کے آخری وقت آئے تو فرمانے لگے اُم المومنین! آپ خوش ہو جایئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ رہیں اور حضور ﷺ محبت سے پیش آتے رہے اور حضور ﷺ نے آپ کے سوا کسی اور باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی برأت آسمان سے نازل ہوئی۔

مؤمنوں والا کلمہ:
ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ اپنے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرنے لگیں تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میرا نکاح آسمان سے اُترا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری پاکیزگی کی شہادت قرآن کریم میں آسمان سے اُتری جب کہ صفوان بن معطلؓ مجھے اپنی سواری پر بٹھا لائے تھے۔ حضرت زینبؓ نے پوچھا یہ تو بتلاؤ جب تم اس اُونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو تم نے کیا کلمات کہے تھے؟ آپ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس پر وہ بول اُٹھیں کہ تم نے مؤمنوں کا کلمہ کہا تھا۔ پھر فرمایا جس جس نے پاک دامن صدیقہؓ پر تہمت لگائی ہے ہر ایک کو بڑا عذاب ہوگا اور جس نے اس کی ابتدا اُٹھائی ہے جو اسے اِدھر اُدھر پھیلاتا رہا ہے اس کے لئے سخت تر عذاب ہیں۔ اس سے مُراد عبداللہ بن اُبی بن سلول ملعون ہے۔ ٹھیک قول یہی ہے۔

الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی اور یہ کہ اللہ

وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ

معاف فرمانے والا حکمت والا ہے ف۱ (تو کیا کچھ نہ ہوگیا ہوتا)! جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں

عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ

تم ہی میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ

بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے حق میں ان میں سے ہر ایک کے لئے وہی ہے جو اس نے

تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١١ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

گناہ کمایا اور جس نے طوفان کا بڑا حصہ لیا ان میں سے اس کے لئے

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ

بڑا عذاب ہے ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے ایسا سنا تھا گمان کرتے مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝١٢ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ

اپنے (بھائی بہنوں کے) حق میں بہتر! اور کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ صریح طوفان ہے

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰۗىِٕكَ

وہ (تہمت لگانے والے) لوگ کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ! پھر جب

عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝١٣ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

وہ گواہ نہیں لائے تو بس یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر

ف۱ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق سے جو ۵ھ میں ہوا تھا واپس تشریف لا رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں ایک روز ایک منزل میں مقام ہوا اور کوچ سے ذرا پہلے حضرت صدیقہ قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف گئیں وہاں اتفاقاً آپ کو دیر لگی بوجہ ہار ٹوٹ جانے کے یہاں کوچ ہوگیا اونٹ والوں کو ہودج اٹھاتے ہوئے بوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہلکی پھلکی ہونے کے کچھ شبہ نہ ہوا غرض یہ لوٹ کر آئیں تو چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ رہیں۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہا گری پڑی چیز کی حفاظت کی غرض سے قافلہ سے پیچھے فاصلہ پر رہا کرتے تھے جب یہ آئے اور ان کو لیٹے ہوئے دیکھا تو غایت افسوس سے انا للہ پڑھا الحاصل وہ اپنے اونٹ پر سوار کر کے اور خود نکیل پکڑ کر چلے اور ان کو قافلہ میں پہنچا دیا عبداللہ بن ابی بڑا خبیث تھا اس نے واہی تباہی بکنا شروع کی اور بعض بھولے مسلمانوں کو اس تہمت میں پھانس لیا جیسے حضرت حسان و مسطح مردوں میں اور حضرت حمنہ عورتوں میں ایک ماہ کے بعد یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءۃ میں نازل ہوئیں آپ نے تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۱۰ / ۷

زانی کی سزا اور اس کا حکم دیا گیا۔ احکام الٰہی کو جاری کرنے میں پس و پیش کرنے سے روک دیا گیا۔ زانی کی طبیعت کا تجزیہ کیا گیا۔ پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت اور اس کی سزا ذکر فرمائی گئی۔ بیوی پر تہمت لگانے کے احکام بیان کیے گئے اور اس سلسلہ میں لعان اور اس کی شرائط ذکر کی گئیں۔

وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ

اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں (تو) تم پر آپڑتی اس کے چرچا کرنے میں

اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

کوئی بڑی آفت جب تم اس کو لینے لگے اپنی زبانوں پر

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اور بکنے لگے اپنے منہ سے ایسی بات جس کی تم کو خبر نہیں اور تم اس کو

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

ہلکی بات سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ ف١ اور ایسا کیوں نہ

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ

ہوا کہ جب تم نے اس کو سنا تھا بول اٹھتے کہ ہمیں زیبا نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں! (الٰہی) تو

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا

پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا

لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

اگر تم مسلمان ہو اور اللہ کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ

نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں

اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

کہ چرچا ہو بدکاری (کی تہمت) کا مسلمانوں میں (تو) ان کے لئے

ف١ تمام نیکیوں کا مدار:

حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور کر دے فرمایا تم نے بڑی بات دریافت کی لیکن جن کے لئے اللہ آسان کر دے اس کے لئے آسان بھی ہے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی چیز کو اس کے ساتھ (الوہیت و ربوبیت میں) ساجھی نہ بناؤ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو، کعبے کا حج کرو۔ آخر میں فرمایا کیا میں تم کو بھلائی کے دروازے نہ بتا دوں، (یاد رکھو) روزہ (عذاب سے بچنے کی) سپر ہے، خیرات گناہوں (کی آگ) کو اس طرح بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کے جوف (وسط) میں نماز پڑھنا (بھی گناہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے) پھر آپ نے آیت تتجافی جنوبهم عن المضاجع ... یعلمون تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں (دینی) امور کا سر اور ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی نہ بتا دوں، اسلام اس کا سر ہے، نماز اس کا ستون ہے اور جہاد اس کے کوہان کی چوٹی ہے، پھر فرمایا، کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جس پر ان سب کا مدار ہے۔ میں نے عرض کیا ضرور فرمائیے، حضور ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس کو روکے رکھو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا بات کرنے پر بھی ہماری پکڑ ہوگی، فرمایا، معاذ! تجھ پر تیری ماں روئے زبانوں کے نتائج ہی تو لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں گرائیں گے (یعنی باتوں کی کھیتی دوزخ کی شکل میں کٹ کر سامنے آئے گی) رواہ احمد، والترمذی وابن ماجہ۔ (تفسیر مظہری)

اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی اور یہ کہ اللہ شفقت رکھنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوجاتا) مسلمانو! نہ چلو شیطان کے قدموں پر اور جو چلے گا

الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ

شیطان کے قدموں پر تو وہ تو بے حیائی اور برے ہی کام کو

بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

کہے گا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور

رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

اس کی مہربانی (تو) نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی کبھی و لیکن اللہ پاک

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا

کردیتا ہے جس کو چاہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور نہ قسم کھا بیٹھیں تم میں سے بڑائی

الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى

والے اور صاحب مقدور اس بات کی کہ وہ کچھ نہ دیں گے قرابت داروں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا

اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو اور ان کو چاہیئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں

ف اللہ کی مہربانی سے فتنہ ختم ہوا: یعنی یہ طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمالیا اور بعض کو حد شرعی جاری کر کے پاک کیا اور جو زیادہ خبیث تھے اُن کو ایک گونہ مہلت دی۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۱۰ ۸

خلاصہ رکوع ۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کو بیان کیا گیا اور اس میں تہمت لگانے والوں کو عذاب عظیم کی وعید سنائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان فرمایا گیا۔ بدکاری کی خبریں پھیلانے والوں کیلئے دنیا و آخرت کے عذاب کی وعید ذکر کی گئی۔ آخر میں بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے یہ فتنہ ختم ہوا۔

یہ خطاب ان مسلمانوں کو ہے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں کچھ دخل اندازی کی تھی۔ شرط کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر اللہ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو دنیا میں ایسا عذاب تم پر نازل کرتا کہ تمہاری بیخ و بن اکھڑ جاتی اور آخرت میں تم کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیتا۔ اللہ نے اس آیت میں دوبارہ عذاب سے ڈرایا ہے اور اپنی رحمت کا تذکرہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ بڑا اہم اور جرم بہت سنگین تھا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا آیت ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی مراد ہیں اور لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ سے مراد ہے دنیا میں حد قذف اور آخرت میں دوامی دوزخ اور ولولا فضل اللہ علیکم ورحمۃ میں مراد ہیں حسان، اور مسطح اور حمنہ۔ (تفسیر مظہری)

وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ

مہربان ہے ول جو شخص تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں کو

الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ

جو محض بے خبر (اور) ایمان والی ہیں (تو) وہ لوگ ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے

عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ

دردناک عذاب ہے جس دن کہ ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں

وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ

اور ان کے ہاتھ پاؤں ان اعمال کی جو یہ کرتے تھے اس دن ان کو پورا دے دے گا

اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

اللہ پاک ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا ظاہر ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔ اور پاک

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا

عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے! یہ لوگ

يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اس سے بری ہیں جو لوگ بکتے پھرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ایمان والو!

ول الا تحبون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم (اے فضیلت اور دولت والو) کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تمہارے درگزر کرنے اور حسن سلوک کرنے اور معاف کر دینے کے بدلے میں) تمہارے قصور معاف کر دے۔ یعنی تم سے بھی تو اللہ کے حقوق ادا نہیں ہوتے تو کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کر دے تم پر اللہ کی نعمتیں اور حقوق بہت زیادہ ہیں اور وہ بدلہ لینے پر پوری پوری قدرت بھی رکھتا ہے اس کے باوجود وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ لہٰذا تم بھی اپنے اندر اللہ کی یہ پسندیدہ صفت پیدا کرو۔

شیخین وغیرہ کی روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو دل سے خواستگار ہوں کہ اللہ میرے قصور بخش دے۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ حضرت مسطح کے مصارف جاری کر دیے اور فرمایا واللہ! آئندہ کبھی میں یہ مصارف نہیں روکوں گا۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلۂ رحم جوڑنے والا وہ نہیں ہے جو برابر کا بدلہ لے بلکہ واصل رحم وہ شخص ہے کہ اگر کوئی تم سے اپنا رشتہ توڑے تو تم اس کو جوڑے رکھو۔ (رواہ البخاری)

ایک اہم تنبیہ:

حضرت صدیقہ عائشہؓ پر تہمت کے قضیہ میں جو بعض مسلمان بھی شریک ہو گئے تھے یہ قضیہ اس وقت کا تھا جب تک آیات براءت قرآن میں نازل نہیں ہوئی تھیں۔ آیات براءت نازل ہونے کے بعد جو شخص حضرت صدیقہ عائشہؓ پر تہمت لگائے وہ بلاشبہ کافر منکر قرآن ہے جیسا کہ شیعوں کے بعض فرقے اور بعض افراد اس میں مبتلا پائے جاتے ہیں اُن کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہیں وہ باجماع اُمت کافر ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا

نہ جایا کرو دوسرے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا تا وقتیکہ اجازت نہ لے لو

وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم

اور سلام علیک نہ کر لو ان گھر والوں پر! یہ تمہارے لئے بہتر ہے! عجب نہیں کہ

تذکرون ﴿۲۷﴾ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا

تم یاد رکھو پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو تو ان میں نہ جاؤ

حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا

جب تک کہ تمہیں اجازت نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ

ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم ﴿۲۸﴾ لیس

تو لوٹ جایا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ جو کچھ کرتے ہو سب جانتا ہے۔

علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا

تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ (بے اجازت) چلے جایا کرو غیر آباد گھروں میں جن میں تمہارا اسباب

متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون ﴿۲۹﴾

رکھا ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو چھپاتے ہو

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا

کہدے مسلمان مردوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی ف۱ یہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے

فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ﴿۳۰﴾

بیشک اللہ کو خبر ہے جو یہ کرتے ہیں

ع ۳ / ۹

خلاصہ رکوع ۳

اہل ایمان کو شیطانی چالوں سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں کو احسان و مروت کی تعلیم دی گئی۔ عفیفہ پر تہمت کا گناہ کبیرہ ہونے کا ذکر کیا گیا۔ سلسلہ ازدواج کے سلسلہ میں بروں کیلئے برے اور اچھوں کیلئے اچھوں کا ہونا ذکر کیا گیا۔

ف۱ اچانک نظر پڑنا:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کا مسئلہ دریافت کیا حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نظر پھیر لیا کرو۔ رواہ مسلم۔

حضرت ابو امامہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی (اجنبی) عورت کی خوبصورتی پہلی مرتبہ (اچانک) دیکھ کر آنکھ بند کر لیتا ہے اللہ اس کے لئے عبادت میں احساسِ حلاوت پیدا کر دیتا ہے رواہ احمد۔ (تفسیر مظہری)

نابینا سے بھی پردہ ضروری ہے:

ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت اُم سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھی تھیں تو ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ پردے کی آیتیں اُترنے کے بعد کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پردہ کر لو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو کیا سے نہ دیکھو۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

اور کہہ دے مسلمان عورتوں کو کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ دکھائیں

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اپنا سنگار مگر جو کھلا رہتا ہے ف۱ اور ان کو چاہیے کہ ڈالیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اپنا سنگار مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ

یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

(یعنی غلام باندیوں پر) یا طفیلیوں پر کہ جو مرد صاحب شہوت نہیں

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

یا لڑکوں پر جو مطلع نہیں ہوئے عورتوں کی شرم گاہوں پر

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

اور نہ ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے جو وہ اپنا سنگار

ف۱ شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے بحوالہ مقاتل بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا، (ایک بار) حضرت اسماء بنت مرثد اپنے نخلستان میں تھیں کچھ عورتیں ان کے پاس آئیں جو ازار پہنے ہوئے نہ تھیں اس لئے جو کچھ وہ پاؤں میں پہنے ہوئی تھیں (یعنی پازیب وغیرہ) وہ کھلا نظر آ رہا تھا ان کے سینے اور گیسو بھی کھلے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء نے فرمایا یہ کیسی بُری ہیئت ہے اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ **وقل للمومنات یغضضن من ابصارهن** ایک بار حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے (یہ واقعہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد کا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ (حضرت ام سلمہ کا بیان ہے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں۔ فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی۔

چہرہ کا کھولنا جائز نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود کی تفسیر کے مطابق تو غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنا بھی جائز نہیں صرف اوپر کے کپڑے برقع وغیرہ کا اظہار بضرورت مستثنیٰ ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حسن اور زینت کا اصل مرکز انسان کا چہرہ ہے اور زمانہ فتنہ وفساد اور غلبۂ ہوئی اور غفلت کا ہے اس لئے بجز مخصوص ضرورتوں کے مثلاً علاج معالجہ یا کوئی خطرہ شدیدہ وغیرہ عورت کو غیر محارم کے سامنے قصداً چہرہ کھولنا بھی ممنوع ہے اور مردوں کو اس کی طرف قصداً نظر کرنا بھی بغیر ضرورت شرعیہ کے جائز نہیں۔

زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ

چھپاتی ہیں۔ اور توبہ کرو اللہ کی جناب میں تم سب اے مسلمانو! تاکہ

تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ

فلاح پاؤ ف۱ اور نکاح کر دو اپنی قوم کی رانڈوں کا اور اپنے نیک بخت

عِبَادِكُمْ وَاِمَاۗىِٕكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ

غلاموں اور باندیوں کا۔ ف۲ اگر یہ محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو غنی کر دے گا

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۲ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اپنے فضل سے اور اللہ گنجائش والا (سب کچھ) جانتا ہے۔ اور چاہیئے کہ

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

پاک دامن بنے رہیں وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ ان کو غنی بنا دے

فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اللہ اپنے فضل سے۔اور جو مکاتبت چاہیں تمہارے ہاتھ کے مال

فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ

(یعنی غلاموں) سے تو مکاتب بنا دو اگر تم جانو ان میں شائستگی اور ان کو

اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ

دو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو حرام کاری پر اگر

اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

وہ بچا رہنا چاہیں کہ تم کماہ چاہو دنیا کی زندگی کا اسباب اور جو

ف۱ مزین برقع پہن کر نکلنا بھی ناجائز ہے

امام جصاصؒ نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہار زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع کیا ہے۔ تو مزین رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا اور اسی سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں داخل نہیں مگر زینت کا سب سے بڑا مرکز ہے اس لئے اس کو بھی غیر محرموں سے چھپانا واجب ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ نکاح میری سنت ہے:

ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے (متعلق) نہیں ہے۔ (یعنی میری تعلیم سے اس کا تعلق نہیں) نکاح کرو۔ دوسری اُمتوں کے مقابلہ میں، میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ جو استطاعت رکھتا ہو اس کو نکاح کرنا چاہیے جو استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن میمون ہے اور یہ راوی ضعیف ہے۔

پیغمبروں کی چار سنتیں:

صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے آیا ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) میں روزے رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی وہ میرا نہیں مجھ سے اس کا تعلق نہیں ہے) ترمذی نے ابوایوب کی روایت سے لکھا ہے کہ پیغمبروں کی چار سنتیں ہیں۔ حیاء، خوشبو کا استعمال، مسواک اور نکاح۔ ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص طاہر اور مطہر ہونے کی حالت میں اللہ سے ملنے کا خواستگار ہو اس کو آزاد عورتوں سے نکاح کرنا چاہیئے۔

يُكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

ان کو مجبور کرے گا تو اللہ ان کے جبر کیے گئے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور ہم نے اتاریں تمہاری جانب کھلی نشانیاں اور انکی مثالیں جو ہو گزرے

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

تم سے پہلے اور نصیحت پرہیزگاروں کے لئے اللہ نور آسمان

وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ

وزمین ہے! وا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے! وہ چراغ

فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

شیشہ کی قندیل میں دھرا ہوا ہے اور شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے! وہ روشن کیا جاتا ہے مبارک

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ

درخت زیتون کے (تیل) سے کہ جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ! قریب ہے

زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ

کہ اس کا تیل جل اٹھے اگرچہ اس کو آگ نہ بھی چھوئے! روشنی پر روشنی ہے!

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اللہ راہ دکھاتا ہے اپنے نور کی جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ بیان فرماتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے

لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ۙ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ

اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے! (وہ چراغ روشن ہوتا ہے) ایسے گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے

وا طائف میں

حضور ﷺ کی دُعاء:

سیرۃ ابن اسحٰق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور ﷺ کو ستایا تو یہ دعا زبان پر تھی ۔ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَّحِلَّ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَنْزِلَ بِيْ

خلاصہ رکوع ۴

ع ۸/۱۰

گھروں میں داخلے کے آداب اور احکام استیذان ذکر فرمائے گئے۔ بدنظری سے حفاظت کی اہمیت اور اس کا طریقہ کار بتایا گیا اور انسداد فواحش و حفاظت عفت کیلئے عورتوں کو خصوصی احکام متعلق پردہ ذکر کیے گئے۔ توبہ کا حکم دیا گیا۔ بیوہ رنڈوں اور غیر شادی شدہ لوگوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ عفت کی حفاظت اور لونڈیوں کے بارہ میں احکام دیئے گئے۔ قرآن کا کامل نصیحت و عبرت ہونا بیان فرمایا گیا۔

سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ رات کی تاریکی میں آپ ﷺ اپنے رب کو "اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اُس سے نور طلب فرماتے تھے اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے "وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا یا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا یا "وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا" یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے پوری نور بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُّوْرِهٖ يَوْمَئِذٍ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ (فتح الباری ص ۲۲۰) یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔ واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع۔ بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ ایسے ہی صفت نور بھی ہے ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے۔ تفصیل کے لئے امام غزالیؒ کا رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" دیکھو۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

۴۱

اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ

انکے درست کرنے کا اور اسکا کہ وہاں اسکا نام لیا جائے ف اس میں اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں

وَالْاٰصَالِ ۝۳۶ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ

صبح وشام۔ ایسے لوگ کہ جن کو نہیں غافل کرتی سوداگری اور نہ خرید وفروخت

ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ

اللہ کی یاد کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے! وہ لوگ

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝۳۷ لِيَجْزِيَهُمُ

اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ ان کو

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ

اللہ جزا دے ان کے بہتر سے بہتر کاموں کی اور ان کو اور زیادہ دے اپنے فضل سے! اور اللہ

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

روزی دیتا ہے جسے چاہے بے شمار اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال مانند

كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا

ریت کے ہیں جنگل میں کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب

جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ

اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ

پھر اللہ نے اس کو پورا پورا چکادیا اس کا حساب! اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے یا اندھیروں کی مانند ہیں! گہرے دریا میں

ف مساجد کے پندرہ آداب

مسئلہ: علماء نے آداب مساجد میں پندرہ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے (۱) مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہے (لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ حاضرین نفلی نماز یا تلاوت وتسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ اس کو سلام کرنا درست نہیں)

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے (یہ بھی جب ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو' مثلاً عین آفتاب کے طلوع یا غروب یا استواء نصف النہار کا وقت نہ ہو)۔

(۳) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

(۴) وہاں تیر تلوار نہ نکالے۔

(۵) مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔

(۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرے۔

(۷) وہاں دنیا کی باتیں نہ کرے۔

(۸) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(۹) جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں میں تنگی پیدا نہ کرے۔

(۱۰) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔

(۱۱) مسجد میں تھوکنے ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔

(۱۲) اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔

(۱۳) اپنے بدن سے کھیل نہ کرے۔

(۱۴) نجاسات سے پاک صاف رہے اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔

(۱۵) وہاں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے قرطبی نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کیلئے حرز وامان کی جگہ بن گئی۔ (معارف القرآن)

يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

کہ اس کو لہر ڈھانکے لیتی ہے! لہر پر دوسری لہر! اس کے اوپر بادل! (غرض)

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ

اندھیرے ہیں ایک کے اوپر ایک! جب اپنا ہاتھ نکالے تو لگتا نہیں کہ اس کو دیکھ سکے۔

يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ ع

اور جس کو اللہ ہی نے نور نہ دیا اس کے لئے کہیں نور نہیں ف۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ

اور نیز پرند پر پھیلائے ہوئے! ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی اپنی نماز اور تسبیح

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی کی ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی۔

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ

اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر

يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

ان کو باہم ملاتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہہ بہ تہہ! پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو کہ نکلتا ہے

مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ

بادل کے بیچ میں سے اور وہ اتارتا ہے آسمان سے (یعنی) ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں

ف۱ کیونکہ اول تو دریا گہرا کہ اس کی تہہ میں اندھیرا ہوتا ہے پھر موجوں کا تلاطم اس سے اور اندھیرا بڑھے گا پھر اوپر سے بادل گھٹا بھی ہو جس سے ستارے وغیرہ کی روشنی بھی نہیں پہنچتی

خلاصہ رکوع ۵ ع ٦ / ١١

نور خداوندی کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ مساجد کی تعظیم و تعمیر خاص بندوں کی ایک صفت ذکر فرمائی گئی۔ فریب خوردہ لوگوں کی تاریکی کو بیان کیا گیا۔

غرض اندھیرا ہی اندھیرا ہے اسی طرح جو لوگ قیامت کے منکر ہیں ان کے اعمال خیر میں ایک تو فی نفسہ خود نور نہیں کیونکہ وہ اعمال ان کو نافع نہ ہوں گے پھر خیالی نور بھی نہیں کیونکہ وہ قیامت کا انکار کر کے خود بھی ان کے اعمال کے نافع نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں غرض ظلمت ہی ظلمت ہے وہمی روشنی بھی نہیں اور مراد ان اعمال سے وہ اعمال ہیں جن کو یہ کرنے والے اپنے خیال میں اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ برے اعمال کے نافع نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے نفع کا احتمال اچھے اعمال ہی میں ہو سکتا ہے پس ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ احکام الٰہی کے اتباع کا ارادہ کرتے تو حق تعالیٰ اپنی عادت کے موافق کہ ارادہ کے بعد مقصود پیدا کر دیتا ہے ان کو ہدایت کا نور دے دیتا مگر انہوں نے احکام سے بے رخی کی تو اندھیروں میں رہ گئے کہیں سے بھی سہارا نہ لگا۔

بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ

اولے! پھر اولے ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اس کو ہٹا دیتا ہے ف۱

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ

جس سے چاہتا ہے! قریب ہے کہ بادل کی چمک لے جاوے آنکھوں کو اللہ بدلتا رہتا ہے رات

وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ

اور دن کو! ف۲ بیشک اس میں عبرت ہے ان کے لئے جن کے آنکھیں ہیں اور اللہ نے

خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى

پیدا کیا ہر جاندار کو پانی سے ف۳ پھر ان میں سے کوئی تو چلتا ہے

بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ

اپنے پیٹ کے بل اور کوئی ان میں سے چلتا ہے دو پاؤں پر!

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اور کوئی ان میں سے چلتا ہے۔ چار پر۔ اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے! بیشک اللہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

چیز پر قادر ہے ہم نے نازل فرمائیں روشن آیتیں اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی جانب اور (منافق) کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر اور فرمانبردار بنے پھر روگردانی کرتا ہے

ف۱ یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ سماء سے بادل مراد ہو مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں۔ اولے برساتا ہے جس سے بہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں مشہور ہے کہ اولے کی چھال بیل کے ایک سینگ پر پڑتی ہے اور دوسرا سینگ خشک رہ جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے فرمایا مجھے ابن آدم دکھ پہنچاتا ہے زمانے کو گالیاں دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ (کو الٹنے پلٹنے والا) ہوں میرے ہی ہاتھ میں حکم ہے، میں ہی رات دن کا ادل بدل کرتا ہوں۔ (رواہ البخاری و مسلم فی صحیحیہما)۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ بعض علماء نے کہا تمام (عنصری) مخلوق کی اصل پانی ہی ہے ارسطو اور اس کے پیرو کہتے ہیں کہ ہر جانور کی تخلیق کے اصل ارکان و عناصر چار ہیں پانی ہوا مٹی آگ ارسطو اور شیخ ابن سینا نے انہی کو اسطقسات بھی کہا ہے بعض یونانیوں کا خیال ہے کہ اجزاء تخلیقی دو ہیں۔ بعض نے کہا صرف گیس ہر تخلیق کی بنیاد ہے پانی مٹی وغیرہ اسی کے روپ ہیں۔

لیکن بعض علمائے اسلام قائل ہیں کہ سنگ بنیاد پانی ہے پانی جم کر پتھر بنا۔ پانی تحلیل و تجبیر کے ذریعہ ہوا بن گیا۔ پھر ہوا آگ ہوگئی سب حیوانوں کا اصل خمیر پانی ہی ہے اور پانی ہی بنیاد ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ اللہ نے اول پانی کو پیدا کیا پھر اس کے کچھ حصہ کو ہوا بنا دیا جس سے فرشتے بنے اور کچھ حصہ کو آگ میں تبدیل کر دیا جس سے جنات کی تخلیق ہوئی اور کچھ حصہ کو مٹی بنا دیا گیا جس سے حضرت آدمؑ کی ساخت ہوئی اور مٹی سے ہی تمام جانور بنائے گئے۔ (تفسیر مظہری)

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

ان میں سے ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد اور یہ لوگ مومن نہیں

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب تاکہ وہ ان میں قضیہ

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ

چکا دے یکایک ان میں سے کچھ لوگ روگردانی کرتے ہیں! اور اگر حق ان کا ہے

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ

تو دوڑے چلے آتے ہیں رسول کی جانب مطیع بن کر ۱ کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ

شک میں پڑے ہوئے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان پر ظلم کرے گا اللہ اور اس کا رسول! کوئی نہیں بلکہ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا

یہی خود ظالم ہیں بس مسلمانوں کا قول جب ان کو بلایا جائے اللہ اور اس کے رسول کی جانب

دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا

تاکہ وہ فیصلہ کر دے ان میں! یہی ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے (حکم) سنا

وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا

وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس (کی ناراضامندی) سے تو یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ ف۲

ف۱ شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے حسن بصری کی مرسل روایت بیان کی ہے کہ بعض (منافق) لوگوں کا اگر کسی سے کچھ نزاع ہوتا تھا اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ اگر حق پر ہوتا اور اس کو بجائے خود یہ یقین ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ بہرحال حق فیصلہ کریں گے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے اور مقدمہ پیش کرنے پر راضی ہو جاتا تھا لیکن اگر وہ حق پر نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس معاملہ لے جانے کی اس کو دعوت دی جاتی تو کترا جاتا اور کہتا (رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں) فلاں شخص سے چل کر فیصلہ کراؤ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

قدرت خداوندی میں سے پرندوں اور ان کی تسبیح ذکر کی گئی۔ بارشوں کے نظام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ مخلوقات کا جو ہر وجود پانی اور مخلوقات کی مختلف ہیئتیں ذکر فرمائی گئیں۔ منافقین کی مذمت فرمائی گئی۔

ع ۱۰ ۱۲

ف۲ رومی کسان کا عجیب واقعہ:

تفسیر قرطبی میں اس جگہ ایک واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کا نقل کیا جس سے ان چاروں چیزوں کے مفہوم کا فرق اور وضاحت ہو جاتی ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے اچانک ایک رومی دہقانی آدمی بالکل آپ کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا انا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ، حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا بات ہے تو کہا میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا اس کا کوئی

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ

اور (منافقین) قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ اگر تو ان کو حکم دے تو ضرور گھر بار چھوڑ کر

لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ

باہر نکلیں گے۔ کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ! فرمانبرداری دستور کے مطابق (مطلوب ہے) ف۱ ! بیشک

اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو کہہ دے! کہنا مانو اللہ کا اور کہنا مانو

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو گے تو بس رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر بوجھ رکھا گیا

مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ

اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر بوجھ رکھا گیا اور اس کی اطاعت کرو! تو راہ پاؤ! اور رسول کے ذمہ

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

تو بس کھول کر پہنچا دینا ہے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

اور نیک عمل کئے کہ ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا ملک میں جیسا کہ خلیفہ بنایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي

ان سے اگلوں کو اور ضرور جمائے گا ان کے لئے ان کا وہ دین جس کو ان کے لئے پسند

ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

فرمایا ہے اور ان کو عنایت فرمائے گا ان کے خوف کے بدلے میں امن! وہ

سبب ہے اس نے کہا ہاں۔ بات یہ ہے کہ میں نے تورات، انجیل، زبور اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر حال میں ایک مسلمان قیدی قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا وہ سنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمولیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس رومی دہقان نے یہی آیت مذکورہ تلاوت کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی عجیب وغریب اس طرح بیان کی کہ من یطع اللہ فرائض الٰہیہ کے متعلق ہے ورسولہ سنت نبوی کے متعلق ہے. ویخش اللہ گزشتہ عمر کے متعلق ہے ویتقہ آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے۔ جب انسان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اس کو اولٰئک ھم الفائزون کی بشارت ہے اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانا ملے۔ فاروق اعظمؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کے کلام میں اس کی تصدیق موجود ہے آپ) نے فرمایا ہے اوتیت جوامع الکلم یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں جن کے الفاظ مختصر اور معانی نہایت وسیع ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

ف۱ جب جہاد کا موقع نہ ہوتا تو یہ منافق لوگ منہ بھر بھر کر قسمیں کھاتے تھے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو یہ جہاد کیلئے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن جب وقت آتا تو کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے جہاد سے جان چھڑا لیتے تھے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ تمہاری فرماں برداری کی حقیقت تو سب کو معلوم ہے۔ بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ وقت پڑنے پر تمہاری ساری قسمیں دھری رہ جاتی ہیں۔ (توضیح القرآن)

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

میری عبادت کیا کریں گے! شریک نہ کریں گے میرا کسی چیز کو ف۱ !اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

تو وہی لوگ فاسق ہیں اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور کہا مانو رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایسا خیال نہ کریو کہ یہ کافر (ہمیں)

كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ

ہرا دیں گے ملک میں بھاگ کر! اور ان کا ٹھکانا آگ ہے۔

وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

اور وہ بری جگہ ہے لوٹ کر جانے کی! اے ایمان والو! تم سے اجازت لے کر آیا

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ

کریں تمہارے ہاتھ کے مال ف۲ اور وہ لوگ جو نہیں پہنچے حد بلوغ کو تم میں سے!

ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ

تین بار! فجر کی نماز سے پہلے! اور جس وقت تم اُتار رکھا کرتے ہو ا

ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ

اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز کے بعد!

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ

یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں! کچھ گناہ نہیں تم پر اور ان پر ان

ف۱ کا شانِ نزول:

ابوالعالیہ کا بیان ہے کہ نزولِ وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ مکہ میں صحابہ کے ساتھ رہے صحابہ کو حکم تھا کہ کافروں کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر رکھیں، پھر مدینے کو ہجرت کر جانے کا حکم ہو گیا لڑنے کا بھی حکم مل گیا، لیکن (ہر طرف سے خوف کی یہ حالت تھی کہ) کوئی ہتھیار اپنے بدن سے الگ نہ کرتا تھا آخر ایک شخص نے کہا کیا ہمارے لئے کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا کہ ہم امن سے رہیں اور ہتھیار کھول دیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲ حضرت اسماءؓ کی ناگواری پر آیت کا نزول:

ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماء

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ / ۱۱

سچے مومنین کی صفات اور منافقوں کی جھوٹی قسمیں ذکر کی گئی۔ اطاعت وتصدیق کی ذمہ داری کو پورا کرنے کی تاکید فرمائی گئی اور اطاعت رسول کے دنیاوی ثمرات بیان فرمائے گئے۔ نماز زکوٰۃ اور اطاعت رسول کو مقبول بندوں کا شیوہ قرار دیا گیا۔

بنت مرشد کا ایک غلام تھا جو اکثر حضرت اسماء کے پاس ایسے وقت میں (بلا اجازت) آجاتا تھا کہ اس وقت غلام کا آنا حضرت اسماء کو ناگوار گزرتا تھا، حضرت اسماء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے خادم اور غلام ایسے وقت ہمارے پاس آجاتے ہیں کہ اس وقت ان کا آنا ہم کو ناگوار ہوتا ہے اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

اوقات کے بعد! اکثر آتے جاتے رہتے ہیں تمہارے پاس تم میں سے ایک دوسرے کے پاس ف۱

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۵۸﴾

یوں بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

اور جب پہنچ جائیں تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو تو ان کو چاہئے کہ اسی طرح اجازت لیا کریں

اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

جس طرح اجازت لیتے رہے ان کے اگلے! اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے

اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ

لئے اپنی آیتیں! اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا اور بڑی بوڑھی عورتیں

الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ

جو نکاح کی توقع نہیں رکھتیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے!

ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار! اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ ف۲

لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ

اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا ہے نہ اندھے آدمی پر کچھ گناہ ہے

وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا

اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے اور نہ

ف۱ اس کا مطلب مذہب حنفیہ کے موافق یہ ہے کہ غلام تو مردوں کے پاس آتے رہتے ہیں اور باندیاں اور بچے مردوں اور عورتوں سب کے پاس آتے رہتے ہیں اور غلام عورتوں کے پاس بکثرت نہیں آسکتے کیونکہ غلام نامحرم مرد کے حکم میں ہے غرض کہ غلام اور باندیاں تو کاروبار خدمت وغیرہ کے لئے اور بچے طبعی طور پر چونکہ بکثرت آتے رہتے ہیں اور یہ وقت پردہ کے نہیں اس لئے ان میں ستر چھپائے رکھنا کچھ مشکل نہیں پس انکا بے اجازت آنا درست ہے کیونکہ ہر وقت اجازت لینے میں وقت ہے اور ان تین وقتوں کی تخصیص باعتبار عادت کے ہے اگر ان کے ماسوا میں بھی کوئی مانع پیش آجائے تو اجازت لینا واجب ہے۔

ف۲ بوڑھی خواتین کا مسئلہ:

حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں "یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم آیت " ولا یبدین زینتھن " میں دیا جا چکا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جوان عورتوں کے ستر کے متعلق قرآن کریم کا منشا کیا ہے۔ (تفسیر عثمانی) التی لا یرجون نکاحا یعنی وہ عورتیں جو بڑی بوڑھی ہونے کی وجہ سے اس قابل نہ رہی ہوں کہ نکاح کی کوئی توقع کرسکیں۔ ربیعہ نے کہا اس سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جن سے مرد نفرت کرتے ہیں بڑھاپے کی وجہ سے کوئی اس کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ جو عمر رسیدہ عورت ایسی ہو کہ اس کے اندر کچھ رعنائی باقی ہو وہ اس آیت سے خارج ہے۔ کپڑے اتار دینے سے مراد ہے کچھ کپڑے اتار دینا لہذا کسی (آزاد) بوڑھی عورت کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے پشت یا پیٹ اور ناف سے نیچے کا بدن کھولنا جائز نہیں۔ سر، چہرہ اور دونوں بانہیں کھول سکتی ہے۔

عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

خود تم پر! اس بات میں کہ کھاؤ اپنے گھروں میں سے یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچوں کے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے

جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

تم پر کچھ نہیں کہ کھاؤ سب مل کر یا الگ الگ! تو جب جانے لگو گھروں میں

فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ

تو سلام کرو اپنے لوگوں پر! دعائے خیر ہے اللہ کی طرف سے برکت والا عمدہ۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع اِنَّمَا

اسی طرح اللہ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو ؈ بس مسلمان تو وہی ہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا

جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ایسے کام پر جس

مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ

میں جمع ہونے کی ضرورت ہے تو جاتے نہیں جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لیں! بیشک

؈ مسلمان کے حقوق:
حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں یہ حاضر ہو۔ اگر وہ دعوت کرے تو یہ دعوت کو قبول کرے۔ ملاقات ہو تو سلام کرے۔ اس کو چھینک آئے تو یہ یرحمک اللہ کہے اور وہ سامنے موجود ہو یا نہ ہو بہر حال اس کی خیر خواہی کرے۔ رواہ النسائی والترمذی۔ اور بزار نے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔

خلاصہ رکوع ۸
ع ٨ ٤ ١٤
ماقبل کے مسئلہ استیذان کا تتمہ بیان کیا گیا۔ غلاموں اور باندیوں کے گھروں میں آنے کے آداب ذکر فرمائے گئے۔ بوڑھی عورتوں کے احکام ذکر کیے گئے۔ معذور حضرات کا عذر بیان کیا گیا۔ ان اہل قرابت کو بیان کیا گیا جن کے گھروں میں بغیر اجازت جانا جائز ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ ہیں جو واقع میں ایمان لائے اللہ

وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ

اور اس کے رسول پر تو جب وہ تجھ سے اجازت مانگا کریں اپنے کام کے لئے تو تو

شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اجازت دے دیا کران میں سے جسے چاہے اور ان کے لئے مغفرت مانگ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ

(مسلمانو!) نہ سمجھو رسول کے بلانے کو آپس میں جیسے تم میں ایک ایک کو بلایا کرتا ہے اللہ

يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ

ان کو جانتا ہے جو سٹک جاتے ہیں تم میں سے آنکھ بچا کر تو ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ

جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان پر پڑے کوئی بلا یا ان کو پہنچے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ

عذاب! سن لو! اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! اس کو معلوم ہے

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

جس حال پر تم ہو۔ اور جس دن لوٹائے جائیں گے اللہ کی جانب تو ان کو بتا دے گا

عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع

جو کچھ انہوں نے کیا ہے اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف۲

ف۱ اجتماعی کاموں سے رخصت کا طریقہ:

مجاہد نے کہا جمعہ کے دن (خطبہ کے وقت) امام کی طرف سے ہاتھ سے اشارہ کر دینا ہی اذن ہے اہل علم کہتے ہیں، مسلمانوں کے ہر اجتماعی کام کا یہی حکم ہے۔ جب امام کے ساتھ لوگ کسی اجتماعی کام کے لئے جمع ہوں تو بغیر اجازت امام کے اجتماع کو چھوڑ کر نہ جائیں اور امام کو اختیار ہے کہ جب کوئی جانے کے لئے اجازت مانگے تو جس کو چاہے اجازت دے دے نہ چاہے نہ دے۔ اجازت طلب کرنے اور اجازت دینے نہ دینے کی تفصیل اس وقت ہے جب ٹھہرے رہنے سے کوئی اضطراری سبب مانع نہ ہو۔ اگر اضطراری سبب پیدا ہو گیا تو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مثلاً مسجد میں کسی عورت کو حیض شروع ہو گیا یا کوئی جنبی ہو گیا یا کسی کو کوئی (شدید) مرض لاحق ہو گیا۔ ایسے حالات میں اجازت طلب کرنا لازم نہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے۔ کہ خواتین کو بالا خانوں میں نہ ٹھہراؤ (تاکہ ان کی عادتیں خراب نہ ہوں۔) اور ان کو لکھنا پڑھنا (ضرورت سے زیادہ) نہ سکھاؤ بلکہ خواتین کو چرخا کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔ (درمنثور)

خلاصہ رکوع ۹

اہل ایمان کی ایک صفت کو ذکر کیا گیا اجتماعی کاموں میں رخصت کا طریقہ بیان کیا گیا۔ مجلس نبوی اور عام معاشرت کے بعد آداب واحکام سکھائے گئے۔

ع ۹ / ۱۵

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فرقان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

بڑا بابرکت ہے جس نے نازل فرمایا قرآن ف۱ اپنے بندے پر تا کہ ہو تمام جہان کے لئے

نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ

ڈرانے والا ف۲ ۔ وہ (اللہ) کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اس نے نہیں بنایا کوئی

يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ

بیٹا اور نہیں اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور اس نے پیدا کیا

كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

ہر چیز کو پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کیا۔ اور لوگوں نے اختیار کر لئے اس کے سوا

اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

ایسے معبود جو کچھ نہیں پیدا کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کئے ہوئے ہیں

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

اور وہ نہیں مالک اپنے حق میں برے کے اور نہ بھلے کے اور نہ مالک ہیں مرنے کے اور نہ جینے کے

وَّلَا نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ

اور نہ جی اٹھنے کے! اور کہنے لگے کافر کہ یہ تو نرا جھوٹ ہے جس کو (محمد نے)

ف۱ قرآن کو فرقان کیوں فرمایا:
فرقان، قرآن کریم کا لقب ہے لغوی معنے اس کے تمیز اور فرق کرنے کے ہیں۔ قرآن چونکہ اپنے واضح ارشادات کے ذریعہ حق و باطل میں تمیز اور فرق بتلاتا ہے اور معجزہ کے ذریعہ اہلِ حق و اہلِ باطل میں امتیاز کر دیتا ہے اس لئے اس کو فرقان کہا جاتا ہے۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

ف۲ قرآن کا پیغام عالمگیر ہے:
یعنی قرآن کریم سارے جہان کو کفر و عصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا ہے۔ چونکہ سورہ ہذا میں مکذبین و معاندین کا ذکر بکثرت ہوا ہے، شاید اسی لئے یہاں صفت "نذیر" کو بیان فرمایا۔ "بشیر" کا ذکر نہیں کیا۔ اور "للعٰلمین" کے لفظ سے بتلا دیا کہ یہ قرآن صرف عرب کے امیوں کے لئے نہیں اترا بلکہ تمام جن و انس کی ہدایت و اصلاح کے واسطے آیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)
للعلمین، اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت سارے عالم کے لئے ہے بخلاف پچھلے انبیاء کے کہ اُن کی نبوت و رسالت کسی مخصوص جماعت یا مخصوص مقام کے لئے ہوتی تھی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو اپنے چھ خصوصی فضائل کا ذکر فرمایا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی بعثت سارے جہان کے لئے عام ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

اِفْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ

گھڑ لیا ہے اور اس کی مدد کی ہے گھڑت میں دوسرے لوگوں نے ف۱ تو یہ لوگ آئے

ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۚ ۝۴ وَ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا

ناانصافی اور جھوٹ پر۔ اور کہنے لگے کہ یہ کہانیاں ہیں اگلوں کی جس کو اس نے لکھ لیا ہے

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ

سو وہی اس پر پڑھے جاتے ہیں صبح و شام! کہہ دے کہ یہ اس نے اتارا ہے

الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں اور زمین میں! بیشک وہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

بخشنے والا مہربان ہے اور کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا ہے

الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ

کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں! کیوں نہیں اتارا گیا اس کی جانب کوئی فرشتہ کہ وہ بھی رہتا

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ

اس کے ساتھ ڈرانے والا! یا ڈال دیا جاتا اس کی طرف خزانہ یا اس کے پاس ایک

جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

باغ ہوتا کہ کھایا کرتا اس میں سے! اور کہا ظالموں نے کہ بس تم تو پیچھے پڑے ہوئے ہو

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

ایک جادو زدہ مرد کے دیکھ! کیسی بیان کیں تیرے لئے مثالیں! پس گمراہ ہوگئے

ف۱ انکار نبوت کفر ہے: صراحت کے ساتھ کفروا کہنے میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ انکار توحید کی طرح انکار نبوت بھی کفر ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے قبیلۂ عبدالقیس کے وفد کے قصہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ کے ماننے کے معنی کیا ہیں اہل وفد نے کہا، اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہی بخوبی واقف ہے۔ فرمایا (اللہ کی توحید کو) ماننا یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه محمد ﷺ رسول اللہ کی شہادت دو۔

قوم اخرون مجاہد نے کہا قوم اخرون سے ان کی مراد تھی یہودیوں کی ایک جماعت۔ حسن نے کہا ایک حبشی (غلام) مراد تھا جس کا نام عبید بن الحضر تھا۔ یہ کاہن تھا۔ بعض نے کہا کہ مکہ میں کچھ غلام تھے جن کے نام تھے، جبر، یسار عداس۔ یہ لوگ کتابی تھے، قوم آخرون قوم آخرون سے یہی لوگ مراد تھے۔ مشرکوں کا خیال تھا کہ محمد ﷺ ان سے ہی قرآن سیکھ لیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مکہ مکرمہ کے بعض کافروں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے انبیائے کرام کے واقعات کچھ یہودیوں سے سیکھ لئے ہیں اور وہی واقعات لکھوا کر (معاذ اللہ) یہ قرآن بنالیا ہے۔ حالانکہ جن یہودیوں کا وہ ذکر کرتے تھے۔ وہ اسلام لا چکے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) انہی سے سیکھ کر اس کلام کے کلام الٰہی ہونے کا غلط دعویٰ کر رہے تھے تو یہ حقیقت سب سے پہلے ان یہودیوں پر ظاہر ہوتی، پھر وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر مان کر آپ پر ایمان ہی کیوں لاتے۔

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ

اب راہ پا نہیں سکتے۔ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو کر دے تیرے لئے اس سے

خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ

بہتر باغ کہ بہہ رہی ہوں ان کے نیچے نہریں اور کر دے تیرے لئے محل!

لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

کوئی نہیں! بلکہ یہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے لئے جو جھٹلاتا ہے

بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا

قیامت کو! دوزخ! ؂۱ جب وہ ان کو دیکھے گی دور جگہ سے! یہ لوگ سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلّانا۔

لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ

اور جب ڈال دیئے جائیں گے اس کی ایک تنگ جگہ میں

دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا

مشکیں باندھ کر! وہاں پکاریں گے موت کو ؂۲ (ہم کہیں گے) آج نہ پکارو ایک موت کو اور پکارو

كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ

بہت سی موتوں کو۔ کہہ دے بھلا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت کہ جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے

كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ

کیا گیا ہے! وہ ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ہے وہاں ان کے لئے ہوگا جو وہ چاہیں گے! ہمیشہ رہیں گے!

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا

ہو چکا تیرے پروردگار پر وعدہ مطلوبہ اور جس دن جمع کرے گا ان کافروں کو اور ان کو

ع ۹ / ۱۶

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی فضیلت اور اس کا عالمگیر ہونا بیان فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت کو ذکر فرمایا گیا کفار و مشرکین کی مذمت اور معبودان باطلہ کی عاجزی بیان فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی بے بنیاد باتوں اور ان کی گمراہیوں کو بیان کیا گیا۔

؂۱ شان نزول:

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نیز ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت خیثمہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے خزانے اور خزانوں کی کنجیاں عطا کر دیں اور اس سے آپ کے اس اجر میں کمی نہ ہوگی جو قیامت کے دن ہمارے پاس سے آپ کو ملے گا اور اگر آپ چاہیں تو اس (نعمت) کو بھی ہم آخرت (کی نعمتوں) کے ساتھ جمع کر دیں حضور ﷺ نے جواب دیا نہیں (میں یہاں لینا نہیں چاہتا) میرے لئے آخرت میں دونوں (نعمتوں) کو جمع کر لیا جائے اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

؂۲ جیسا کہ مصیبت میں عادۃً موت کو بلاتے اور اس کی تمنا کیا کرتے ہیں اور اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جہنم تنگ ہو جائے گی کیونکہ احادیث سے اس کا بے انتہا وسیع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ جس طرح جیل خانہ بڑا ہوتا ہے اور ہر قیدی کے واسطے الگ الگ کوٹھڑی تنگ ہوتی ہے اسی طرح جہنم بے انتہا بڑی ہے مگر ہر طرح جہنمی کے رہنے کی خاص جگہ بہت تنگ ہوگی۔

يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَقُوۡلُ ءَاَنۡتُمۡ اَضۡلَلۡتُمۡ

جنہیں وہ پوجتے رہے اللہ کے سوا! پھر فرمائے گا کہ کیا تم نے گمراہ کیا تھا میرے ان

عِبَادِىۡ هٰۤؤُلَاۤءِ اَمۡ هُمۡ ضَلُّوا السَّبِيۡلَ ؕ﴿۱۷﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ مَا

بندوں کو؟ یا وہ آپ رستے سے بھٹک گئے۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے یہ بات

كَانَ يَنۡۢبَغِىۡ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَّخِذَ مِنۡ دُوۡنِكَ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ وَلٰـكِنۡ

ہم کو زیبا ہی نہیں کہ بنالیں تیرے سوا دوسرے کارساز! لیکن تو نے

مَّتَّعۡتَهُمۡ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى نَسُوا الذِّكۡرَ‌ۚ وَكَانُوۡا قَوۡمًۢا بُوۡرًا ﴿۱۸﴾

فائدے پہنچائے ان کو اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد! اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے۔

فَقَدۡ كَذَّبُوۡكُمۡ بِمَا تَقُوۡلُوۡنَۙ فَمَا تَسۡتَطِيۡعُوۡنَ صَرۡفًا وَّلَا

(ہم کہیں گے کہ اے کافرو) یہ تو تم کو جھٹلا چکے تمہاری باتوں

نَصۡرًا‌ ۚ وَمَنۡ يَّظۡلِمۡ مِّنۡكُمۡ نُذِقۡهُ عَذَابًا كَبِيۡرًا ﴿۱۹﴾ وَمَاۤ

میں اب تم نہ (ہمارے عذاب کو) پھیر سکتے ہو اور نہ (اپنی) مدد کر سکتے ہو۔ اور جو تم میں ظلم کرے گا

اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ

ہم اس کو چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے وہ سب کھاتے تھے

الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ‌ؕ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ

کھانا! اور چلتے تھے بازاروں میں اور ہم نے بنایا ہے تم میں ایک کو ایک کے لئے

لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً ؕ اَتَصۡبِرُوۡنَ‌ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا ﴿۲۰﴾ ع

آزمائش (کا ذریعہ) دیکھیں تم بھی صبر کرتے ہو؟ ف۱ تیرا پروردگار سب دیکھ رہا ہے۔

ف۱ شکر کی توفیق کا نسخہ:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مال اور جسم کے لحاظ سے اپنے سے اونچے کو دیکھے تو اپنے سے نیچے کو بھی دیکھے (یعنی) اپنے سے اونچے کو مت دیکھو کہ حسرت ہو نیچے کو دیکھو کہ تسلی ہو اور شکر کی توفیق ہو۔ رواہ الشیخان۔

صحیح مسلم شریف میں ہے رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں خود تجھے اور تیرے ذریعہ سے اور لوگوں کو آزمانے والا ہوں۔ مسند میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلتے رہتے۔ اور صحیح حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نبی اور بادشاہ بننے میں اور نبی اور بندہ بننے میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے بندہ اور نبی بننا پسند فرمایا (تفسیر ابن کثیر)

مسند احمد، ترمذی میں حضرت ابو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے لئے پورے بطحاء مکہ اور اس کے پہاڑوں کو سونا بنا دیتا ہوں، تو میں نے عرض کیا نہیں، اے میرے پروردگار مجھے تو یہ پسند ہے کہ مجھے ایک روز پیٹ بھرائی کھانا ملے (جس پر اللہ کا شکر ادا کروں) اور ایک روز بھوکا رہوں (اُس پر صبر کروں) اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ پھرا کرتے۔ (مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

شرارت پسند کفار کو عذاب کی وعید دی گئی اور بتایا گیا کہ روز قیامت یہ سارے سہارے ٹوٹ جائیں گے۔ آگے کفار کے نبوت کے متعلق اعتراض کی تردید کی گئی۔

ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

سورۃ المومنون اٹھارہواں پارہ

خاصیت آیت ۲۹ برائے حفاظت

اس کی آیت رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ کو کسی نئے مکان یا اجنبی جگہ پر اترنے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیات ۱۱۵ تا ۱۱۷ برائے آسیب

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (پ ۱۸ ع ۶)

خاصیت: جس شخص پر آسیب ہو ان آیتوں کو تین بار پانی پر پڑھ کے منہ پر چھینٹا دے یا کان میں دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ فوراً دور ہو جائیگا۔ (اعمال قرآنی)

سورہ نور خاصیت آیات ۳۵ تا ۳۸ برائے آشوب چشم

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پارہ ۱۸، رکوع ۱۱)

خاصیت: اگر آشوب چشم ہو روز مرہ صبح کے وقت اوپر کی آیتیں تین بار پڑھ کر دم کیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ آشوب چشم جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ النور: اس سورۃ کی آخری دو آیتیں چالیس دن تک ہر روز اکیس مرتبہ پڑھنا دل کی ساری بیماریوں مثلاً حسد، کینہ، عداوت، بخل، ذہن میں سستی، بزدلی وغیرہ کو باطن سے جلا کر خاک کر دینے والا مجرب جلالی عمل ہے۔

تعارف سورۃ المومنون: اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے وہ بنیادی صفات ذکر فرمائی ہیں جو مسلمانوں میں پائی جانی چاہئیں۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اس سورت کی پہلی دس آیتوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں، اگر کوئی شخص وہ ساری باتیں اپنے اندر پیدا کرلے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اسی لئے اس سورت کا نام "مومنون" ہے۔ یعنی وہ سورت جو یہ بیان کرتی ہے کہ مسلمانوں کو کیسا ہونا چاہئے۔ نیز نسائی میں روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اوصاف کیسے تھے؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سورۃ مومنون کی یہ دس آیتیں تلاوت فرمادیں کہ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے۔ سورت کا بنیادی مقصد انسان کو اس کی اصلیت کی طرف متوجہ کر کے اس بات پر غور وفکر کی دعوت دینا ہے کہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے، اور بالآخر مرنے کے بعد جو زندگی آنی ہے اس میں انسان کا انجام کیا ہوگا؟ اس کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک، بہت سے انبیائے کرام کے واقعات اس سورت میں دہرائے گئے ہیں، تا کہ یہ بات واضح ہو کہ ان سب پیغمبروں کی دعوت تواتر کے ساتھ ایک ہی تھی، اور جن لوگوں نے ان کا انکار کیا، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نشانہ بننا پڑا۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کی نیکیوں اور برائیوں کا حساب لیں گے، اور ہر انسان کو اپنے عقیدے اور عمل کے اعتبار سے جزا وسزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس عقیدے کو کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کی طرف متوجہ کر کے ثابت کیا گیا ہے۔

تعارف سورۃ النور: اس سورت کا مرکزی موضوع معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کو روکنے اور عفت وعصمت کو فروغ دینے کیلئے ضروری ہدایات اور احکام دینا۔ پچھلی سورت کے شروع میں مومنون کی جو خصوصیات بیان فرمائی گئی تھیں، ان میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، یعنی باعفت زندگی گزارتے ہیں۔ اب اس سورت میں باعفت زندگی گزارنے کے ضروری تقاضے بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ سورت کے شروع ہی میں زنا کی شرعی سزا بیان فرمائی گئی ہے، اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ جسطرح زنا انتہائی گھناؤنا جرم ہے، اسی طرح کسی بے گناہ پر شرعی ثبوت کے بغیر زنا کا الزام لگانا بھی نہ صرف سخت گناہ ہے بلکہ اس پر بھی سخت قانونی سزا مقرر فرمائی گئی ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ سورت ہجرت کے بعد چھٹے سال نازل ہوئی۔ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے ایک قبیلے بنو مصطلق کے بارے میں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ آپ پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر جمع کر رہا ہے۔ آپ نے اسکے حملے سے پہلے ہی پیش قدمی کر کے اسکے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اسی سفر سے واپسی پر منافقین نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف بڑی کمینگی کیساتھ ایک بے بنیاد تہمت لگائی اور اسے مدینہ منورہ میں بڑے پیمانے پر شہرت دی جس سے کچھ مخلص مسلمان بھی متاثر ہو گئے۔ اس سورت کی آیات ۱۱ تا ۲۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت کا اعلان کرنے کیلئے نازل ہوئیں، اور جن لوگوں نے تہمت لگانے کا گھناؤنا جرم کیا تھا انکو اور معاشرے میں عریانی وفحاشی پھیلانے والوں کو سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئیں۔ نیز عفت وعصمت کی حفاظت کے پہلے قدم کے طور پر خواتین کو پردے کے احکام بھی اسی سورت میں دیئے گئے ہیں، اور دوسروں کے گھر جانے کیلئے ضروری آداب واحکام کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور کہا ان لوگوں نے جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہ کیوں نہ اترے ہم پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے پروردگار کو! ف۱ یہ لوگ بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى
اور سر چڑھ رہے ہیں اپنی شرارت میں۔ جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو! کوئی خوشی نہیں

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾
اس دن گنہگاروں کو۔ اور کہیں گے کہ روکی جائے کوئی اوٹ ف۲

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً
اور ہم متوجہ ہوئے ان کے اعمال کی طرف جو انہوں نے کیے تھے تو ہم نے

مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا
اس کو بنا دیا بکھیری ہوئی دھول! جنت والے اس دن خوب ہیں ٹھکانے کے اعتبار سے

وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ
اور بہتر ہیں خواب گاہ میں۔ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بدلی پر سے

وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ
اور اُتارے جائیں گے فرشتے اُتارنا! حقیقی سلطنت اس دن رحمٰن کی ہو گی!

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ
اور وہ دن کافروں پر سخت ہو گا۔ اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا نافرمان

ف۱ منکرین آخرت کی بیہودہ گوئی:
یعنی جن کو یہ اُمید نہیں کہ ایک روز ہمارے رُوبرو حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بے فکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہ اُترے۔ یا خدا تعالیٰ سامنے آ کر ہم سے ہم کلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم از کم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے لئے آ جاتے یا خود خداوند رب العزت کو ہم دیکھتے کہ سامنے ہو کر تمہارے دعوے کی تائید و تصدیق کر رہا ہے کمافی موضع آخر قالو لن نو من حتیٰ نوتیٰ مثل مااوتی رسل الله (انعام رکوع ۱۵) وفی سورۃ الاسرا اوتاتی بالله والملئکة قبیلا رکوع ۱۰۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ مؤمن کی روح کا اعزاز:
صحیح حدیث میں ہے کہ فرشتے مؤمن کی رُوح سے کہتے ہیں اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی تو اللہ تعالیٰ کے رحم اور رحمت کی طرف چل جو تجھ سے ناراض نہیں ہے۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ ان میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہو گی۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ خدایا تو پاک ہے تو قابل ستائش و تعریف ہے باوجود علم کے پھر بھی بُردباری برتتا تیرا وصف ہے جس پر ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور چار کی تسبیح یہ ہو گی۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ خدایا تو پاک ہے اور اپنی تعریفوں کے ساتھ ہے تیرے ہی لئے سب تعریف ہے کہ تو باوجود قدرت کے معاف فرماتا رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

اپنے ہاتھوں کو! کہے گا کہ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ

سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

راہ پکڑی ہوتی۔ ہائے میری کم بختی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا! ؎۱

لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

اس نے تو مجھ کو بہکا دیا نصیحت سے اس کے بعد کہ وہ مجھ تک پہنچ چکی تھی۔ اور شیطان

لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى

تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے اور رسول نے کہا کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے

اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

ٹھہرایا اس قرآن کو بکواس! اور (اے محمد) اسی طرح ہم نے بنا دیئے ہیں

نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا

ہر نبی کے دشمن گنہگاروں میں سے اور کافی ہے تیرا پروردگار ہدایت دینے

وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

اور مدد کرنے کو۔ اور کہنے لگے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا

الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

محمد پر قرآن سارا ایک دم سے! (اے محمد) ایسا ہی (ہم نے تھوڑا تھوڑا اتارا) تاکہ ثابت رکھیں اس سے

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ

تیرے دل کو اور ہم نے اس کو پڑھ سنایا ٹھہر ٹھہر کر! اور وہ لوگ تیرے پاس کوئی مثل نہیں لاتے مگر کہ ہم تجھ کو

؎۱ آئندہ آیت کا شانِ نزول:

بغوی نے لکھا ہے، عقبہ بن ابی معیط کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتا تھا تو کھانا تیار کراتا اور اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں کی دعوت کرتا تھا یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زیادہ بیٹھتا تھا ایک دفعہ سفر سے واپس آ کر کھانا تیار کرایا اور لوگوں کی دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کھانے کیلئے بلایا (آپ تشریف لے گئے) جب عقبہ نے کھانا لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اس وقت تک تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دو گے عقبہ نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا کھانا کھا لیا عقبہ اُبی بن خلف کا دوست تھا (اور اُبی سخت کافر تھا) اُبی کو عقبہ کے کلمہ شہادت پڑھنے کی اطلاع ملی تو اس نے عقبہ سے کہا عقبہ تم بے دین ہو گئے عقبہ نے کہا نہیں تو خدا کی قسم میں تو بے دین نہیں ہوا بات صرف یہ تھی کہ میرے گھر ایک آدمی آیا اور بغیر کلمہ شہادت پڑھوائے میرا کھانا کھانے سے اس نے انکار کر دیا میری غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ وہ میرے گھر سے بغیر کھانا کھائے چلا جائے اس لئے میں نے شہادت دیدی اور اس نے کھانا کھا لیا اُبی نے کہا میں اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گا جب تک تم جا کر اس کے منہ پر تھوک نہ دو گے، عقبہ نے جا کر ایسا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے بھی اگر مکہ کے باہر تجھے پا لیا تو تیرے سر پر تلوار ماروں گا (یعنی تجھے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ عقبہ کو بدر کے دن بندھوا کر قتل کر دیا گیا۔ رہا اُبی تو اسکو احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ ابن جریر نے یہ روایت مرسل بھی نقل کی ہے اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ اُبی نے عقبہ سے کہا میں تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک تم اسکی گردن کو پاؤں سے روند نہ دو گے اور اسکے منہ پر تھوک نہ دو گے، چنانچہ عقبہ نے جب دار الندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے کی حالت میں پایا تو وہ ایسا کر گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں مکہ کے باہر تجھ کو پاؤں گا تو تیرے سر پر تلوار ماروں گا بدر کے دن عقبہ قید کر لیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو عقبہ کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور مقابلہ کے وقت اُبی کے بھالا مارا اُبی مکہ کو لوٹ گیا اور مر گیا۔ عقبہ اور اُبی کے متعلق آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

۲۲

بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى

پہنچا دیتے ہیں واقعی جواب اور اس سے بہتر کھول کر! جو لوگ اٹھائے جائیں گے اپنے مونہوں کے

وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

بل دوزخ کی جانب! یہی لوگ بدترین ہیں جگہ کے اعتبار سے اور زیادہ گمراہ

سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ

اور عطا فرمائی ہم نے موسیٰ کو کتاب! اور بنایا اس کے ساتھ

اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

اس کے بھائی ہارون کو وزیر پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں جاؤ ان لوگوں کی جانب جنھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

جھٹلایا ہماری آیتوں کو پھر ہم نے ان لوگوں کو دے مارا اکھاڑ کر! اور نوح کی قوم کو

لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ

کہ جب انہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو! ہم نے ان کو ڈبو دیا اور ان کو بنایا لوگوں کے لئے نشانی

وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور ہم نے تیار کیا ہے ستم گاروں کے لئے دردناک عذاب! اور (ہم نے ہلاک کر مارا) عاد اور ثمود

وَّاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا

اور کنویں والوں کو ف۱ اور بہت سی امتوں کو ان کے بیچ بیچ میں

ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

اور سبھی سے ہم نے بیان کیں مثالیں اور سب کا ہم نے ستیاناس کر دیا۔ اور یہ

ف۱ اوّل جنت میں جانے والا غلام: ابن اسحاق محمد بن کعبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک سیاہ فام غلام سب سے اول جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بستی والوں کی طرف اپنا ایک نبی بھیجا تھا لیکن اس بستی والوں میں سے بجز اس کے کوئی بھی ایمان نہ لایا بلکہ انہوں نے اللہ کے نبیؑ کو ایک غیر آباد کنویں میں اوجڑ میدان میں ڈال دیا، اور اس کے منہ پر ایک بڑی ساری چٹان رکھ دی کہ یہ وہیں مر جائیں۔ یہ غلام جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا انہیں بازار میں فروخت کرتا اور روٹی وغیرہ خرید کر کنویں پر آتا۔ اس پتھر کو سرکا دیتا جو کئی آدمیوں سے کھسک نہ سکتا تھا۔ لیکن خدائے تعالیٰ اس کے ہاتھوں اسے سرکا دیتے۔ یہ ایک رسی میں لٹکا کر روٹی اور پانی اس پیغمبرؑ کے پاس پہنچا دیتا جسے وہ کھا پی لیتے مدتوں تک یوں ہی ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ یہ گیا لکڑیاں کاٹیں، جمع کیں، گٹھڑی باندھی، اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر نیند ڈال دی سات سال تک وہ سوتا رہا۔ سات سال کے بعد آنکھ کھلی انگڑائی لی اور کروٹ بدل کر پھر سو رہا۔ سات سال کے بعد پھر آنکھ کھلی تو اس نے اپنی لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھائی اور شہر کی طرف چلا اسے یہی خیال

ع ۴ ۳

خلاصہ رکوع ۳

منکرین آخرت کی بے ہودہ گوئی اور روز محشر ان کی گھبراہٹ کو ذکر کیا گیا۔ اہل جنت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کا نزول اجلال اور بادشاہی جیسے امور کو ذکر کیا گیا روز قیامت کفار کی حسرت اور گمراہوں کی دوستی کا انجام ذکر کیا گیا۔ قرآن کے ترک اور دشمنوں کے اعتراض کا جواب دیا گیا اور بتدریج نزول قرآن کی حکمتیں اور گمراہی پسند لوگوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ

(کفار مکہ) ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برا برساؤ برسایا گیا! تو کیا یہ

يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا

اس کو دیکھتے نہ تھے بلکہ یہ لوگ توقع ہی نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جب

رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ

تجھ کو دیکھتے ہیں! بس تیری ہنسی ہی بناتے ہیں۔ (کہتے ہیں کہ) کیا یہی شخص ہے جس کو اللہ نے

رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ

بھیجا پیغمبر بنا کر! یہ تو قریب تھا کہ ہم کو بچلا دیں ہمارے معبودوں سے اگر

صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

ہم نہ ثابت قدم رہتے ان پر! اور آگے چل کر یہ جان لیں گے جس وقت عذاب دیکھیں گے کہ

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

کون زیادہ گمراہ ہے۔ بھلا دیکھ تو جس شخص نے بنا لیا اپنا معبود اپنی خواہش کو۔

أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ

کیا تو اس پر نگہبان ہو سکتا ہے! یا تو خیال کرتا ہے کہ ان میں اکثر

يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ

سنتے یا سمجھتے ہیں۔ وہ تو بس چوپاؤں کی مثل ہیں! بلکہ وہ (ان سے بھی)

أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَ

زیادہ گمراہ ہیں۔ کیا تو نے دیکھا نہیں اپنے رب کی جانب کہ کیوں کر اس نے سایہ پھیلا دیا!

تھا کہ ذرا سی دیر کے لئے سو گیا تھا۔ شہر میں آ کر لکڑیاں فروخت کیں حسب عادت کھانا خریدا اور وہیں پہنچا دیکھتا ہے کہ کنواں تو وہاں ہے ہی نہیں۔ بہت ڈھونڈا، لیکن نہ ملا۔ یہاں یہ ہوا تھا کہ قوم کے دل ایمان کی طرف راغب ہوئے انہوں نے جا کر اپنے نبیؑ کو کنوئیں سے نکالا سب کے سب ایمان لائے پھر وہ نبی علیہ السلام وفات پا گئے۔ نبی علیہ السلام بھی اپنی زندگی میں اس حبشی غلام کو تلاش کرتے رہے لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر اس نبیؑ کے انتقال کے بعد یہ شخص اپنی نیند سے جگایا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں پس یہ حبشی غلام ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ یہ روایت مُرسل ہے اور اس میں غرابت و نکارت ہے اور شاید ادراج بھی ہے، واللہ اعلم ۔(تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۴

قوم فرعون ودیگر اقوام کا تذکرہ فرمایا گیا اور مخاطبین قرآن کو عبرت پکڑنے اور آنکھیں کھولنے کی دعوت دی گئی۔ بدتر انسان کی ایک خصلت ذکر فرمائی گئی۔ دھوپ سائے رات دن اور مردہ زمینوں کی زندگی کے انتظام جیسے قدرت خداوندی کے مظاہر فرمائے گئے۔ انسان کی پیدائش کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ زمین و آسمان کی پیدائش اور عرش پر جلوہ افروز ہونے کی قدرت خداوندی کو ذکر فرما کر بتایا گیا کہ لائق سجدہ صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔

ع ٤ ١٠ ٢

لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ﴿٤٥﴾

اور اگر چاہتا تو اس کو بنا دیتا ٹھہرا ہوا! پھر ہم نے ٹھہرا دیا اس پر آفتاب کو راہ نما!

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

پھر ہم نے اس کو کھینچ لیا اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے

لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ

رات کو پردہ اور نیند کو آرام اور دن بنا دیا اٹھنے کا وقت۔ ف

نُشُوْرًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

اور وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو خوشخبری دینے والی

رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ

اس کی رحمت کے آگے آگے۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک پانی

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾

تاکہ اس سے زندہ کر دیں مردہ شہر کو اور وہ پلائیں اپنے پیدا کئے ہوئے بہتیرے

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

چوپاؤں اور آدمیوں کو اور ہم نے اس کو طرح طرح پر ان میں بانٹا تاکہ نصیحت پکڑیں!

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

تو بہتیرے لوگ ناشکری کئے بغیر نہ رہے۔ اور اگر ہم چاہتے اٹھا کھڑا کرتے ہر

نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾

بستی میں ایک ڈرسنانے والا۔ سو تو کہنا نہ مان کافروں کا اور ان کا مقابلہ کر اس قرآن سے بڑے زور سے

ف حسن تخلیق:

یہاں کئی چیزیں قابل غور ہیں اول یہ کہ نیند کا راحت ہونا بلکہ راحت کی جان ہونا تو ہر شخص جانتا ہے مگر انسانی فطرت یہ ہے کہ روشنی میں نیند آنا مشکل ہوتا ہے اور آ بھی جائے تو جلد آنکھ کھل جاتی ہے۔ حق تعالیٰ نے نیند کے مناسب رات کو تاریک بھی بنایا اور ٹھنڈا بھی۔ اسی طرح رات خود ایک نعمت ہے اور نیند دوسری نعمت، اور تیسری نعمت یہ ہے کہ سارے جہان کے انسانوں جانوروں کی نیند ایک ہی وقت رات میں جبری کر دی ورنہ اگر ہر انسان کی نیند کے اوقات دوسرے انسان سے مختلف ہوتے تو جس وقت کچھ لوگ سونا چاہتے دوسرے لوگ کاموں میں مصروف اور شور شغب کا سبب بنے رہتے۔ اسی طرح جب دوسروں کے سونے کی باری آتی تو اس وقت کام کرنے والے چلنے پھرنے والے ان کی نیند میں خلل انداز ہوتے۔ اس کے علاوہ ہر انسان کی ہزاروں حاجتیں دوسرے انسانوں سے وابستہ ہوتی ہیں باہمی تعاون و تناصر اور کاموں میں بھی شدید حرج ہوتا کہ جس شخص سے آپ کو کام ہے یہ اس کے سونے کا وقت ہے اور جب اس کے جاگنے کا وقت آئے گا تو آپ کے سونے کا وقت ہوگا۔ اگر ان مقاصد کی تکمیل کے لئے کسی بین الاقوامی معاہدہ سے کام لیا جاتا کہ سب لوگ اپنے سونے کا وقت ایک ہی مقرر کر لیں، اول تو ایسا معاہدہ اربوں کروڑوں انسانوں میں ہونا آسان نہ تھا پھر اس پر کار بند رکھنے کے لئے ہزاروں محکمے کھولنے پڑتے اس کے باوجود عام قانونی اور معاہداتی طریقوں سے طے ہونے والی چیزوں میں جو خلل ہر جگہ رشوت، رعایت وغیرہ کے سبب پایا جاتا ہے وہ پھر بھی باقی رہتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے نیند کا ایک وقت جبری طور پر مقرر کر دیا ہے کہ ہر انسان اور ہر جانور کو اسی وقت نیند آتی ہے بجز کسی ضرورت سے جاگنا بھی چاہے تو اس کے لئے مشکل سے انتظام کر پاتا ہے۔ فتبرک اللہ احسن الخالقین (معارف مفتی اعظم)

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا

اور وہی ہے جس نے ملا دیا دو دریاؤں کو! یہ تو میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اور یہ دوسرا

مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

کھاری کڑوا ہے! اور بنا دیا ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور مضبوط آڑ۔ ف۱

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ

اور وہی ہے جس نے پیدا کر دیا پانی سے آدمی کو! پھر اس کو بنا دیا ناتا اور سسرال

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

اور تیرا رب قادر ہے۔ اور وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کو

لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾

جو نہ اُن کو نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان! اور کافر اپنے پروردگار کی (مخالفت) پر مددگار ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ

اور ہم نے بس تجھ کو بھیجا ہے خوشی اور ڈر سنانے والا۔ کہہ دے کہ میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾

مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ بنا لے اپنے رب کی طرف راستہ

وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ

اور تو بھروسہ کر اس زندہ پر جس کو موت نہیں! اور تسبیح کر اس کی حمد کے ساتھ

وَكَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ ۛۚ الَّذِیْ خَلَقَ

اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے پیدا کیا

ف۱ میٹھا اور کھاری پانی

اللہ کی عظیم نعمت:

بعض ٹھہرے ہوئے سمندروں کا پانی کھاری اور بدمزہ ہوتا ہے۔ اللہ کی اس نعمت پر بھی شکر کرنا چاہیے کہ اس نے میٹھے پانی کی چاروں طرف ریل پیل کر دی کہ لوگوں کو نہانے دھونے اور اپنے کھیت اور باغات کو پانی دینے میں آسانی رہے۔ مشرقوں اور مغربوں میں محیط سمندر کھاری پانی کے اس نے بہا دیئے جو ٹھہرے ہوئے ہیں اِدھر اُدھر بہتے نہیں۔ لیکن موجیں مار رہے ہیں تلاطم کر رہے ہیں۔ بعض میں مدوجزر ہے۔ ہر مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں تو ان میں زیادتی اور بہاؤ ہوتا ہے پھر چاند کے گھٹنے کے ساتھ وہ گھٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر میں اپنی حالت پر آ جاتا ہے پھر جہاں چاند چڑھا یہ بھی چڑھنے لگا چودہ تاریخ تک برابر چاند کے ساتھ چڑھتا رہا پھر اُترنا شروع ہوا۔ ان تمام سمندروں کو اسی خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ پوری اور زبردست قدرت والا ہے۔ کھاری اور گرم پانی گو پینے کے کام نہیں آتا لیکن ہواؤں کو صاف کر دیتا ہے جس سے انسانی زندگی ہلاکت میں نہ پڑے اس میں جو جانور مر جاتے ہیں ان کی بدبو دنیا والوں کو ستا نہیں سکتی اور کھاری پانی کے سبب سے اس کی ہوا صحت بخش اور اس کا مزہ پاک طیب ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے جب سمندر کے پانی کی نسبت سوال ہوا کہ کیا ہم اس سے وضو کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حجراً محجوراً پردہ سخت روک کہ کوئی اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا، اور نمکین سمندر، میٹھے سمندر کو بگاڑ نہیں سکتا۔ بیضاوی نے لکھا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باہر سے کسی چیز نے داخل ہو کر سمندر کو بیچ سے پھاڑ دیا ہے اور اس طرح یہ دخیل (دھارا) میلوں تک گھستا چلا جاتا ہے اور اس کے مزے میں فرق نہیں۔ (تفسیر مظہری)

مع ۵ ۔ منزل ۴ ۔ نصف القرآن ۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو) چھ دن میں پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ

عرش پر! (وہ) بڑا مہربان ہے! تو پوچھ اس کو کسی باخبر سے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ

کہ سجدہ کرو رحمٰن کو (تو) وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے! ول کیا ہم سجدہ کرنے لگیں

لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ

جسے تو ہم کو کہے! اور ان کی نفرت بڑھتی ہے۔ بڑی بابرکت ذات ہے جس نے بنا دیے

فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾

آسمان میں برج اور رکھ دیا اس میں (سورج کا) چراغ اور روشن چاند!

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور وہی ہے جس نے بنایا رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ

اس کے لئے جو غور کرنا چاہے یا ارادہ کرے شکر گزاری کا اور بندے رحمٰن کے

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ

وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستگی سے اور جب ان سے بات کرنے لگیں جاہل لوگ (تو)

قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾

کہہ دیں کہ سلام! اور وہ لوگ کہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ کرتے اور کھڑے

خلاصہ رکوع ۵

آسمانی برج چراغ اور رات و دن کے نظام کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی صفات عالیہ کو ذکر فرمایا گیا۔ ان کے اقوال' احوال اور صدق مقال کو بیان کیا گیا۔ ایسے مومنین کے انعام میں جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کو بیان فرمایا گیا۔ آخر میں تکذیب حق کی سزا کی وعید سنائی گئی۔

ع ۵ ۱۶ ۳

ول جس کے سامنے سجدہ کرنے کو ہم سے کہتے ہو رحمٰن کا لفظ ان میں کم مشہور تھا مگر یہ نہیں کہ جانتے نہ ہوں خوب جانتے تھے کہ رحمٰن خدا کا نام ہے مگر چونکہ اسلامی تعلیم سے مخالفت بڑھی ہوئی تھی تو اس مخالفت کو لفظوں میں بھی نباہتے تھے تو قرآن میں جو یہ لفظ کثرت سے آیا اس میں بھی مخالفت کر بیٹھے اور محض اس وجہ سے کہ یہ لفظ قرآن میں آیا ہے۔ انجان بن کر اس میں گفتگو اور انکار کرنے لگے کو اس سے خدا ہی کا انکار اور بے ادبی ہو جائے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور وہ کہ جو کہتے ہیں ! اے ہمارے پروردگار ہم سے پرے رکھ

جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ

دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب لازم ہو جانے والا ہے بلاشبہ وہ بری آرام گاہ ہے اور برا مقام۔

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا

اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرنے لگیں (تو) نہ فضول خرچی کریں اور نہ تنگی کریں ف۱

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ

اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں میں میانہ ہے۔ اور وہ کہ جو نہیں پکارتے

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

اللہ کے ساتھ دوسرا معبود اور نہیں خون کرتے کسی جان کا

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

کہ اللہ نے حرام کر دیا مگر جہاں چاہئے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو ایسا کرے گا ف۲

ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہ ملے گا بڑے وبال سے اسے دوگنا عذاب ہو گا قیامت کے دن

وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

اور ہمیشہ اس میں رہے گا خوار ہو کر! مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور

عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ

نیک عمل کیا تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ بدل دے گا ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے

ف۱ یعنی نہ گناہوں میں مال صرف کرتے ہیں اور نہ ضروری طاعت میں خرچ کی کمی کرتے ہیں اور اسراف میں وہ خرچ بھی داخل ہے کہ بلا ضرورت طاقت سے زیادہ جائز کاموں یا غیر ضروری طاعات میں خرچ کرے کیونکہ اس کا انجام اخیر میں بے صبری اور حرص و بدبختی ہوتی ہے اور یہ باتیں گناہ ہیں اور جو گناہ کا ذریعہ بن جائے وہ بھی گناہ ہے اور جب ضروری جگہ میں کم خرچ کرنے کی برائی معلوم ہو گئی تو بالکل خرچ نہ کرنا تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہو گا غرض کہ وہ خرچ کرنے میں افراط اور تفریط دونوں ہی سے پاک ہیں۔

ف۲ یعنی شرک کرے یا شرک کے ساتھ قتل ناحق یا زنا بھی کرے جیسے مکہ کے مشرک تھے پس یہ آیت کفار و مشرکین کے بارہ میں ہے۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے اس کا شان نزول ان ہی کے بارہ میں منقول ہے اور آیت کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ عذاب کا بڑھتا جانا اور ہمیشہ عذاب ہونا اور ذلیل و خوار ہونا یہ کفار کے لئے مخصوص ہے اور گنہگار مسلمانوں کو جو عذاب ہو گا اس میں زیادتی نہ ہو گی نہ ہمیشہ ہو گا اور نہ وہ عذاب ذلیل و خوار کرنے کے لئے ہو گا بلکہ پاکی و صفائی کے لئے ہو گا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ آگے فرماتے ہیں الا من تاب و اٰمن مگر جو ایمان لے آئے اور توبہ کر لے تو اگر یہ آیت گنہگار مسلمانوں کے حق میں ہوتی تو وہاں صرف توبہ کا ذکر ہوتا ایمان کا ذکر نہ ہوتا کیونکہ مسلمان کے لئے گناہ کے بعد توبہ کافی ہے تجدید ایمان ضروری نہیں۔

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو بیشک وہ رجوع کرتا ہے

يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

اللہ کی طرف رجوع کرنا! اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ

اور جب گزرتے ہیں بیہودہ مشغلہ پر (تو) گزر جاتے ہیں بزرگانہ طریقہ پر! اور وہ لوگ کہ جب

رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ

ان کو نصیحت کی جاتی ہے ان کے پروردگار کی آیتوں سے (تو) ان پر نہیں گرتے بہرے اندھے ہو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ

کر اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں! اے ہمارے پروردگار ہم کو عنایت فرما ہماری بیبیوں

اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک! اور ہم کو بنا پرہیز گاروں کا پیشوا! ف۲ یہ لوگ

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً

جزا دیئے جاویں گے بالا خانے! اس پر کہ انہوں نے صبر کیا! اور ان کا استقبال کیا جائے گا

وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾

وہاں دعائے خیر اور سلام سے ہمیشہ اسی میں رہیں گے! خوب جگہ ہے ٹھہرنے اور رہنے کی۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

کہہ دے کہ نہیں پرواہ کرتا تمہاری میرا پروردگار اگر تم اس کو نہ پکارا کرو۔ سو تم جھٹلا چکے!

ف۱ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی:

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اوپر اس کی بُرائیاں درج ہوں گی جنہیں پڑھ کر یہ کچھ نا امید سا ہونے لگے گا۔ اسی وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی۔ اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی بُرائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلہ ہوا پائے گا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت گناہ ہوں گے پوچھا گیا کہ وہ کون سے لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جن کی بُرائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

ف۲ یعنی تو نے ہم کو خاندان کا افسر تو بنایا ہی ہے مگر ہماری دعا یہ ہے کہ ان سب کو متقی کر دے تا کہ ہم متقی خاندان کے افسر کہلائیں بددین خاندان کے افسر نہ کہلائیں پس اصل مقصود اپنے خاندان کے متقی ہونے کی درخواست ہے افسری مانگنا مقصود نہیں۔

تعبیر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حق کو پسند کرے گا اور باطل اس کو ناگوار ہو گا۔ (ابن سیرینؒ)

خاصیت: آیت ۷۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

پس اب اس کا وبال لازم ہوگا

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی شاید تو ہلاک کر بیٹھے اپنے آپ کو

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

اس وجہ سے کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے! ف۱ اگر ہم چاہیں (تو) اتار دیں ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا

آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی اور ان کے پاس

يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

نہیں آتی کوئی نصیحت رحمٰن کی طرف سے نئی کہ جس سے

عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

منہ نہ موڑتے ہوں۔ سو یہ جھٹلا چکے اب ان پر آ پہنچے گی اس بات کی حقیقت

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

جس پر ٹھٹھے اڑاتے تھے۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں زمین کی جانب کہ کس قدر ہم نے

ع ١٧ / ٦ / ٤

منزل ٥

ف۱ نزولِ آیت کا زمانہ:

اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب اہل مکہ نے رسول اللہ کی تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت شاق ہوئی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ تمنا اور رغبت تھی کہ اہلِ مکہ مسلمان ہو جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ مکہ کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس بات کا غم ہو کہ کہیں خدا تعالیٰ مجھ سے اس کی باز پرس نہ کرے اس صورت میں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیامِ تسلی ہے۔ لعلّ کلمہ اُمید ہے لیکن اس جگہ رحم کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی اپنی جان پر آپ رحم کریں اور غم میں نہ پڑیں آپ اگر غم کریں گے تو شاید آپ غم کی وجہ سے اپنی جان ہلاک کر دیں۔ درحقیقت ہم ہی ان کا مومن ہونا نہیں چاہتے۔ (تفسیر مظہری)

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٧﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

اگائیں اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور ان

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

میں بہتیرے ایمان لانے والے ہیں نہیں۔ اور بیشک تیرا پروردگار وہی زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿٩﴾ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ

حکمت والا ہے۔ ف۱ اور جب پکارا تیرے پروردگار نے موسیٰ کو کہ آ گنہگار قوم کے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ لا قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ

سامنے ف۲ (یعنی) فرعون کی قوم کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں۔ عرض کیا کہ اے

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ ط وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا

میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو جھٹلائیں اور میرا جی رکتا ہے اور نہیں

يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ

چلتی میری زبان تو پیغام بھیج ہارون کی جانب۔ اور قوم فرعون کا مجھ پر ایک گناہ ہے

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٤﴾ ج قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ

تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں اللہ نے فرمایا! ہرگز نہیں! تو تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لے

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا

کر ہم تمہارے ساتھ سنتے رہیں گے۔ تو دونوں آؤ فرعون کے

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ لا اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ

سامنے پھر کہو کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بھیج دے ہمارے ساتھ

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۹ / ۵

امت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلسوزی اور تکذیب وانکار کرنیوالوں کو سزا کی وعید سنائی گئی۔ زمین کی تخلیق اور اس کی آبادکاری کو قدرت خداوندی کی نشانی بتا کر غور وفکر کی دعوت دی گئی۔

ف۲ تعلیم اور تبلیغ پر اجرت لینے کا حکم

مسئلہ: تعلیم اور تبلیغ پر اجرت لینا درست نہیں ہے اس لئے سلف صالحین نے اجرت لینے کو حرام کہا ہے لیکن متاخرین نے اس کو بحالت مجبوری جائز قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

ف۱ یعنی اگر ان کو جلدی عذاب نہ آنے سے یہ شبہ ہو کہ ہمارا شرک کرنا خدا کے نزدیک برا نہیں ورنہ عذاب جلدی آ جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی رحمت عامہ دنیا میں کفار کو بھی شامل ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ان کو مہلت دے رکھی ہے ورنہ کفر یقیناً برا اور عذاب کا سبب ہے اور ایسی ہی آیت آئندہ قصوں کے ختم پر آئی ہے وہاں بھی یہی حاصل ہے کہ جس طرح یہ دلیل عبرت حاصل کرنے کے قابل ہے وہ واقعات بھی اس لائق ہیں کہ ان سے خدا کی قدرت پر استدلال کیا جائے اور خدا سے ڈر کر احکام کی بجاآوری میں مستعد ہونا چاہئے مگر پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور خدا تعالیٰ باوجود عذاب پر قادر ہونے کے رحمت کی وجہ سے مہلت دیتا ہے اور اہتمام کی وجہ سے اس آیت کو بار بار بیان فرمایا ہے۔ (تسہیل بیان)

إِسْرَآءِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

بنی اسرائیل کو۔ ول فرعون بولا! کیا ہم نے تجھ کو نہیں پالا اپنے ہاں بچہ سا اور تو رہا

فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ

ہم میں اپنی عمر میں سے برسوں۔ اور تو نے کی اپنی

فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا

وہ حرکت جو کی اور تو نا شکرا ہے۔ موسیٰ نے کہا میں اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا

وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

اور میں چوکنے والا تھا۔ تو میں تم سے بھاگ گیا جب تم سے ڈر لگا

فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾

پھر مجھے عطا فرمایا میرے پروردگار نے حکم اور مجھ کو بنا دیا پیغمبروں میں سے ول۲

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾

اور یہ بھی کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے غلام بنا رکھا بنی اسرائیل کو

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

فرعون نے کہا اور رب العالمین کیا؟ موسیٰ نے کہا کہ پروردگار آسمان

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ

اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے (سب کا) اگر تم لوگ یقین کرو۔ فرعون نے کہا

لِمَنْ حَوْلَهٗٓ أَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

ان لوگوں سے جو اس کے گرد تھے کیا تم نہیں سنتے؟ موسیٰ نے کہا (وہی) تمہارا پروردگار

ول بنو اسرائیل اصل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا نام ہے۔ یہ فلسطین کے علاقہ کنعان کے باشندے تھے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے حکمران بنے تو انہوں نے اپنے سارے خاندان کو مصر بلا کر آباد کر لیا تھا، جس کا واقعہ سورۃ یوسف میں گذر چکا ہے۔ کچھ عرصے یہ لوگ وہاں اطمینان سے رہے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد مصر کے بادشاہوں نے جنہیں فرعون کہا جاتا تھا، ان کو غلام بنا کر ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ (توضیح القرآن)

ول۲ اور دانشمندی نبوت کے لئے لازم ہے خلاصہ یہ کہ میں اس وقت پیغمبر ہی کی حیثیت سے آیا ہوں جس میں دبنے کی کوئی وجہ نہیں اور یہ قتل کا واقعہ نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ خطا سے ہو گیا تھا اور بھول چوک سے نبوت کی لیاقت پر کوئی دھبہ نہیں آ سکتا۔

اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ

اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار! فرعون بولا کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے

اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا

ضرور دیوانہ ہے ف۱ موسیٰ نے کہا کہ وہی پروردگار مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ

بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا

ان دونوں میں ہے (سب کا) اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ ف۲ وہ بولا کہ اگر تو نے

غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ

کوئی اور معبود ٹھہرایا میرے سوا تو میں ضرور تجھ کو قیدیوں میں کروں گا موسیٰ نے کہا کیا

جِئْتُکَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ۚ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ کُنْتَ

اگر میں لاؤں تیرے سامنے ایک روشن چیز (تب بھی؟) بولا تو اس کو لا

مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ

اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے ڈال دیا عصا اپنا تو اسی دم وہ ایک صریح

مُّبِیْنٌ ۚ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿٣٣﴾ ع

اژدھا ہو گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ ناگہاں سفید تھا ناظرین کے لئے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿٣٤﴾ یُّرِیْدُ

فرعون نے کہا اس جماعت سے جو اس کے گرد تھی کہ بیشک یہ تو کوئی ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ تم کو

اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾

نکال باہر کرے تمہارے ملک سے اپنے جادو کے باعث' تو اب تم لوگ کیا کہتے ہو؟

ف۱ فرعون نے جو سوال کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ رب العالمین کی حقیقت و ماہیت بتاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت کوئی نہیں جان سکتا، البتہ اس کو اس کی صفات سے پہچانا جاتا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں باری تعالیٰ کی صفات ہی بیان فرمائیں۔ اس پر فرعون نے کہا کہ "یہ بالکل دیوانہ ہے" کیونکہ سوال حقیقت کا کیا گیا تھا، اور جواب صفات سے دے رہے ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک اور ناقابل انکار دلیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے۔ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اس کے قائم کیے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے

ع ۲

خلاصہ رکوع ۲

موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو ذکر فرمایا گیا اور فرعون کیساتھ مکالمہ کو بیان کیا گیا۔

توڑ دے یا بدل ڈالے۔ یہ آخری بات سن کر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گزر کر دھمکیوں پر اتر آیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو بھڑکاتا تھا کہ ان کو یقین نہ آ جائے۔" (تفسیر عثمانی)

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾

وہ بولے! مہلت دیجئے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیجئے شہروں میں

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ

نقیب کہ آپ کے پاس لے آویں ماہر جادوگر کو۔ پھر جمع کئے گئے جادوگر ایک روز

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾

مقرر کے وعدے پر! اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جمع ہوتے ہو؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا

شاید ہم پیروی کر لیں جادوگروں کی اگر وہی غالب رہے پھر جب آموجود ہوئے

جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ

جادوگر تو کہنے لگے فرعون سے! بھلا ہمارے لئے کچھ اجر بھی ہے اگر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا

ہم غالب رہیں۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم اس وقت مقرب قرار دیئے جاؤ گے۔

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

ان جادوگروں سے موسیٰ نے کہا کہ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ ۱؎ پس انہوں نے

مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ

ڈال دیں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے کہ فرعون کے

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ

اقبال سے ہم ہی غالب رہے پھر ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو ناگہاں

۱؎ اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ آپ جو کچھ جادو دکھانا چاہتے ہو وہ دکھاؤ، اس پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کو جادو کا حکم دے رہے ہیں، لیکن ذرا سا غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جادو دکھانے کا حکم نہیں تھا بلکہ جو کچھ وہ کرنے والے تھے اس کا ابطال مقصود تھا لیکن اس کا باطل ہونا بغیر اس کے ظاہر کرنے کے ناممکن تھا اس لئے آپ علیہ السلام نے ان کو اظہار جادو کا حکم دیا جیسے کہ ایک زندیق کو کہا جائے کہ تم اپنے زندقہ، اور بے دینی کے دلائل پیش کرو تا کہ میں ان کو باطل ثابت کرسکوں ظاہر ہے کہ اسے کفر پر رضا مندی نہیں کہا جا سکتا۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾

وہ نگلنے لگا جو سانگ وہ بنا رہے تھے۔ پھر جادوگر ڈالے گئے سجدے میں۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾

کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

فرعون بولا کہ کیا تم موسیٰ پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور یہ تمہارا بڑا

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ

ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے ؀۱ اچھا اب تم کو معلوم ہو جائے گا! البتہ میں کاٹوں گا

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف اور ضرور سولی چڑھاؤں گا

اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾

تم سب کو۔ وہ بولے! کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے!

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم کو بخش دے ہمارا پروردگار ہماری خطائیں۔ اسی لئے کہ ہم اول

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ

مسلمان ہوئے اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا! پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب کہ یہ

؀۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ: یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ جادوگر جو عمر بھر جادوگری کے کفر میں مبتلا، اُس پر مزید فرعون کے دعوائے خدائی کو ماننے والے اور اس کی پرستش کرنے والے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر اپنی پوری قوم کے خلاف، فرعون جیسے ظالم جابر بادشاہ کے خلاف ایمان کا اعلان کر دیں یہی ایک حیرت انگیز چیز تھی مگر یہاں تو صرف ایمان کا اعلان ہی نہیں بلکہ ایمان کا وہ گہرا رنگ چڑھ جانے کا مظاہرہ ہے کہ قیامت و آخرت گویا ان کے سامنے نظر آنے لگی۔ آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہونے لگا ہے جس کے مقابلے میں دُنیا کی ہر سزا اور مصیبت سے بے نیاز ہو کر فاقض ماانت قاض کہہ دیا یعنی جو تیرا جی چاہے کر لے ہم تو ایمان سے پھرنے والے نہیں۔ یہ بھی درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کا معجزہ ہے جو معجزۂ عصا اور ید بیضاء سے کم نہیں، اسی طرح کے بہت سے واقعات ہمارے رسول محمد ﷺ کے ہاتھوں ظاہر ہوئے ہیں کہ ایک منٹ میں ستر برس کے کافر میں ایسا انقلاب آ گیا کہ صرف مؤمن ہی نہیں ہو گیا بلکہ غازی بن کر شہید ہونے کی تمنا کرنے لگا۔
(معارف مفتی اعظم)

ع ۳ ‏ ۱۸ ‏ ۷

خلاصہ رکوع ۳

واقعہ موسیٰ علیہ السلام کو ذکر فرمایا گیا اور فرعون کے جادوگروں کیساتھ مقابلہ اور جادوگروں کے ایمان لانے کو بیان فرمایا گیا اور ان کی دعا کو ذکر فرمایا گیا۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا

(بنی اسرائیل) تھوڑی سی جماعت ہیں اور انہوں نے ہم کو ناراض کیا ہے! اور ہم سب صاحب

لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ

احتیاط ہیں پھر ہم نے نکال باہر کیا قوم فرعون کو باغوں اور چشموں

مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾

اور خزانوں اور پاکیزہ مکانوں سے!

كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ

اسی طرح (ہم نے کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنا لیا بنی اسرائیل کو ف۱ تو فرعون کے لوگوں نے اُن کا پیچھا کیا سورج نکلتے

مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى

پھر جب ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں دونوں جماعتیں! کہنے لگے موسیٰ کے لوگ کہ لو ہم تو پکڑے گئے۔

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾

موسیٰ نے کہا کہ ہرگز نہیں! میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ جلد مجھ کو راہ دکھائے گا ف۲

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ

پھر ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب کہ مار اپنا عصا دریا پر

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾

پس دریا پھٹ گیا تو ہو گیا ہر ٹکڑا جیسے ایک بڑا پہاڑ!

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ

اور ہم نے پاس پہنچا دیا اس جگہ ان دوسروں کو اور ہم نے بچا لیا موسیٰ کو اور ان کو جو اس کے

ف۱ اس پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل مصر کو نہیں لوٹے بلکہ شام کی طرف بڑھتے رہے بیچ میں وادی تیہ کا قصہ ہوا پھر چالیس برس کے بعد شام پر قابض ہوئے اور وہیں رہ پڑے جواب یہ ہے کہ آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ فرعون کے ہلاک ہوتے ہی بنی اسرائیل مصر پر قابض ہو گئے بلکہ صرف اتنا مذکور ہے کہ ان کو مالک بنا دیا اور مالک بنانا عام ہے خواہ اسی وقت مالک بنایا ہو یا کچھ زمانہ کے بعد سو حکومت مصر میں ایسے انقلابات ہوتے رہے کہ ایک وقت میں وہ بھی بنی اسرائیل کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور یہ زمانہ سلیمان علیہ السلام کا تھا اور فرعونیوں کے زیور لینے کے متعلق اگر کسی کو پرایا مال لینے کا شبہ ہو تو اسکا ایک جواب سورہ طٰہٰ میں گزر چکا ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ مصریوں نے خدا جانے ان غریبوں کا ظلم کر کے کتنا نقصان کیا ہوگا اور کتنی مزدوری ان کی مار لی ہوگی اس طور پر تو شاید حساب بھی پورا نہ ہوا ہوگا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے پہلے ہی یہ فرما دیا تھا فاضرب لهم طريقا فى البحر يبساً لاتخاف دركاً ولا تخشى کہ بنی اسرائیل کے لئے دریا میں سوکھا راستہ بنا دینا پھر نہ کسی کا خوف کیجیو نہ کوئی اندیشہ اگرچہ یہ کیفیت نہ بتلائی تھی کہ خشک راستہ کس طرح پیدا ہو جائے گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام اس وعدہ پر مطمئن تھے اور بنی اسرائیل حقیقت معلوم نہ ہونے سے مضطرب تھے۔ (تسہیل بیان)

مَعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ

ساتھ تھے سب کو۔ پھر غرق کر دیا دوسروں کو! بیشک اس واقعہ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ

میں نشانی ہے! اور ان میں بہتیرے ایمان لانے والے تھے بھی نہیں۔ ف۱ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾

تیرا پروردگار البتہ زبردست رحم والا ہے۔ اور ان کو پڑھ کر سُنا ابراہیم کا قصہ!

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ

جب اس نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ تم کیا پوجتے ہو؟ وہ بولے کہ ہم پوجتے ہیں بتوں کو

اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ

پس ان ہی پر جمے بیٹھے رہتے ہیں! ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارتے ہو؟

اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا

یا تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں یا نقصان کر سکتے ہیں۔ وہ بولے!

بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ

(نہیں) بلکہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے تھے! ابراہیم نے کہا

مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾

بھلا تم دیکھتے ہو! جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ

سو وہ تو میرے دشمن ہیں مگر (ہاں) دنیا جہان کا پروردگار۔ جس نے مجھ کو پیدا کیا

ف۱ بلاشبہ اس میں (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو ساتھیوں سمیت بچا لینے اور فرعون کو ساتھیوں سمیت غرق کر دینے میں) کھلی ہوئی دلیل ہے (موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کی) اور ان میں (یعنی فرعون کے ساتھیوں میں) اکثر لوگ مؤمن نہ تھے۔ روایت میں آیا ہے کہ فرعون کے ساتھیوں میں سے

ع ۴ / ۱۷

خلاصہ رکوع ۴

۹ موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم
موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد واطمینان کو ذکر فرمایا گیا۔
عصائے موسیٰ علیہ السلام سے پانی میں راستوں کا بننا اور فرعونی لشکر کی غرقابی کو ذکر کر کے حق کی کامیابی کو واضح فرما دیا گیا۔

صرف یہ لوگ ایمان لائے تھے آسیہ فرعون کی بی بی، ایک وہ شخص جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوا تھا یعنی خرقیل اور اس کی بی بی اور مریم بنت ناموسیا۔ یہ مریم وہی عورت تھی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی کی تھی۔ (تفسیر مظہری)

فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾

پھر وہی مجھ کو راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ کہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے!

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ

اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے! اور جو مجھ کو مارے گا ف۱

ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ أَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ

پھر جلادے گا! اور وہ کہ جس سے مجھ کو توقع ہے کہ بخش دے گا میری تقصیر

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾

روز جزا کو ف۲ اے میرے پروردگار مجھ کو عطا فرما حکمت اور مجھ کو ملا نیک بندوں میں

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ

اور کر میرے لئے ذکر خیر پچھلوں میں اور مجھ کو بنا نعمت کی بہشت کے

مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِيْٓ إِنَّهٗ كَانَ

وارثوں میں سے۔ اور بخش دے میرے باپ کو بیشک وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھ کو رسوا نہ کیجو

مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ

جس دن کہ لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ

مگر ہاں جو آئے گا اللہ کے پاس بے عیب قلب لے کر (وہی نفع پائے گا) اور قریب لائی جائے گی

سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

جنت پرہیز گاروں کے۔ اور نکال سامنے کھڑی کر دی جائے گی دوزخ گمراہوں کے

ف۱ ادب کا لحاظ:

بیماری اور شفا دونوں کا خالق اللہ ہی ہے لیکن بلحاظ ادب مریض کرنے کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے قول کو نقل کیا ہے اور فرمایا فاردت ان عیبها میں نے ارادہ کیا کہ اس کشتی کو عیب دار کردوں۔ فاراد ربک ان یبلغا اشدهما آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جائیں (اول آیت میں ارادہ عیب کی نسبت حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی طرف کی تقاضاء ادب یہی تھا اور دوسری آیت میں ارادہ کی نسبت اللہ کی طرف کی تقاضاء معرفت یہی تھا۔ مترجم

حضرت ابراہیم نے بیمار ہونے کو اپنا فعل اسی لحاظ سے بھی قرار دیا کہ (گو بیماری اللہ پیدا کرتا ہے مگر) ہر مصیبت جو انسان پر آتی ہے وہ اسی کے کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ف۲ حضور ﷺ کا واقعہ:

ایک بار ظہر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سہو ہو گیا (آپ ﷺ نے خیال کیا میں پوری نماز پڑھ چکا اس لئے سلام پھیر دیا) ذوالیدین (ایک صحابی تھے) نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں قصر کر دیا گیا یا حضور ﷺ بھول گئے فرمایا اس میں سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے عرض کیا (حضور) کچھ تو ہوا پس رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا اس میں سے کوئی بات نہیں ہوئی حضور ﷺ کی یہ بات ہرگز ہرگز نہ جھوٹ ہو سکتی ہے نہ گناہ ہاں نسیان ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کی تھی رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْٓئَتِيْ اے میرے رب میرے قصور کو معاف فرما دے اس دعا کی بنیاد بھی انکسار نفس ہے اور چونکہ یہ امر ہے اور امر انشاء کی قسم ہے اس لئے اس میں کذب کا احتمال بھی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

٢٣

لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ

اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم پوجا کرتے تھے اللہ کے سوائے کیا

اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ

وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلا لے سکتے ہیں؟ پھر اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے

وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا وَهُمْ

اس میں وہ اور تمام گمراہ۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب! کہیں گے

فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾

اور وہ وہاں جھگڑتے ہوں گے کہ بخدا ہم تو صریح گمراہی میں تھے

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا

کہ ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے۔ اور ہم کو تو بس ان گنہگاروں نے گمراہ کیا

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

تو ہمارا نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے اور نہ کوئی دوست مہربان۔

حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾

پس کاش ہم کو لوٹ کر جانا ہو تو ہم ہو جائیں ایمان والوں میں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

بیشک اس قصے میں ایک نشانی ہے اور ان میں بہتیرے ایمان لانے والے ہیں نہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ

اور تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ جھٹلایا نوح کی قوم نے

خلاصہ رکوع ۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا اور قوم سے کیے جانے والے مکالمہ کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور والد کیلئے طلب مغفرت کو ذکر فرمایا گیا۔ باطل پرست لوگوں کی ناکام حسرت اور قصہ ابراہیم علیہ السلام سے سبق سیکھنے کی دعوت دی گئی۔

ع ۵ ٢٦ ٩

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ نُوْحٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾

پیغمبروں کو جب ان سے کہا ان کے بھائی نوح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو!

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ

اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! میری اجرت تو پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْا أَنُؤْمِنُ لَكَ

عالم پر ہے تو تم ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۱ وہ بولے کہ کیا ہم تجھ کو مان لیں

وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا

حالانکہ تیری پیروی کی ہے کمینوں نے ف۲ نوح نے کہا اور میں کیا

يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾

جانوں جو وہ کرتے رہے ان کا حساب پوچھنا تو بس میرے رب ہی پر ہے کاش تم سمجھو!

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾

اور میں تو مسلمانوں کو دور کرنے والا ہوں نہیں۔ بس میں تو کھول کر ڈر سنانے والا ہوں۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾

وہ بولے کہ اگر تو باز نہ آیا اے نوح! تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا نوح نے کہا کہ اے میرے

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ

پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا پس تو فیصلہ کر دے میرے اور ان کے درمیان فیصلہ

النصف

ف۱ ایک پیغمبر کا انکار سب کا انکار ہے:

روایات میں آیا ہے کہ حسن بصریؒ سے دریافت کیا گیا۔ ابوسعید یہ تو بتایئے کہ اللہ نے کذبت قوم نوح المرسلین کذبت عاد المرسلین کذبت ثمود المرسلین فرمایا ہے باوجود یکہ ان میں سے ہر قوم نے صرف اپنے ہی ایک پیغمبر کی تکذیب کی کیونکہ ان کی ہدایت کے لئے ایک ہی پیغمبر کو بھیجا گیا تھا۔ حسن بصری نے فرمایا ہر دوسرا پیغمبر انہی (عقائد و اعمال) کی تعلیم لے کر آیا جس کے لئے پہلا پیغمبر آیا اور جب انہوں نے ایک پیغمبر کی تکذیب کی تو حقیقت میں سب کی تکذیب کی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ قوم نوح کا احمق پن:

بغوی نے ترجمہ کیا ہے نچلے طبقہ والے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا سنار عکرمہ نے کہا کپڑا بننے والے اور موچی۔ قوم نوح کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ بہت خفیف العقل احمق تھے ان کے پیش نظر صرف حقیر متاع دنیا تھا وہ نادار مومنوں کے متعلق یہی رائے رکھتے تھے کہ صرف مال کے لالچ اور کچھ اونچا اٹھنے کے لئے وہ ایمان لائے ہیں۔ غور و خوض اور فکر و بصیرت کے بعد مسلمان نہیں ہوئے ان لوگوں کا تمہاری دعوت قبول کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تمہاری دعوت و نصیحت غلط اور باطل ہے ایسے کمینوں کے ساتھ ہم کیسے ایمان لا سکتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

کرنا اور بچالے مجھ کو اور ان کو کہ جو میرے ساتھ مسلمان ہیں پس ہم نے

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ

بچالیا نوح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے بھری کشتی میں۔ پھر ہم نے غرق کر دیا

الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اس کے بعد باقی لوگوں کو۔ بیشک اس واقعہ میں نشانی ہے! اور ان میں سے بہتیرے

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾

تو ماننے والے ہیں نہیں! اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ

جھٹلایا عاد نے پیغمبروں کو جب ان سے کہا ان کے بھائی ہود نے کہ

هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم ڈرتے نہیں! بیشک میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں تو تم

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو! اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ

اجرت! میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر

اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾

ایک نشان کھیلنے کو اور تیار کرتے ہو مضبوط محل! شاید تم ہمیشہ رہو گے ف۱

خلاصہ رکوع ٦

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر نوح علیہ السلام کی قوم کیلئے بددعا کو ذکر فرما کر اہل ایمان کی نجات اور منکرین کی ہلاکت کو بیان فرمایا گیا۔

ع ١٨ / ٦ / ١٠

ف۱ یعنی ایسی توسیع اور ایسے بلند محل اور اتنی مضبوطی اور ایسے یادگار اس وقت مناسب تھے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ وسیع مکان بناؤ تاکہ آئندہ نسل میں تنگی نہ ہو کیونکہ ہم بھی رہیں گے اور وہ بھی ہوں گے اور اونچا بھی بناؤ تاکہ اگر نیچے جگہ نہ رہے تو اوپر رہنے لگیں گے اور مضبوط بناؤ تاکہ ہماری بڑی عمر تک کے لئے کافی ہو اور یادگاریں بناؤ تاکہ ہمارے زندہ رہنے سے ہمارا نام بھی زندہ رہے اور اب تو سب فضول ہے بڑی بڑی یادگاریں بنی ہیں اور بنانے والے کا نام تک معلوم نہیں موت نے سب کا نام مٹا دیا کسی کا جلدی کسی کا دیر میں اور اس تکبر کے سبب سے تمہاری طبیعت میں سختی اور بے رحمی بھی غایت درجہ ہے۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پکڑتے ہو ظالم بن کر وا اور ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾

اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس ذات سے جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے جو تم کو معلوم ہیں۔

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ

تمہاری مدد فرمائی چوپاؤں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے۔ میں تم پر خوف کرتا ہوں

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ

ایک بڑے دن کے عذاب کا وہ بولے کہ ہم پر برابر ہے! تو نصیحت کرے یا

اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾

نہ بنے نصیحت کرنے والا یہ تو بس عادت ہے اگلے لوگوں کی۔

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ

اور ہم پر تو آفت آئے گی نہیں غرض انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر مارا۔ بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے بہتیرے تو ایمان لانے والے ہیں۔ بیشک تیرا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ

البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ جھٹلایا ثمود نے پیغمبروں کو۔ جب

قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

ان سے کہا ان کے بھائی صالح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں! میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں۔

وا یعنی ایک طرف تو تمہارا حال یہ ہے کہ ان نام و نمود کی عمارتوں پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہو، اور دوسری طرف غریبوں کے ساتھ تمہارا رویہ انتہائی ظالمانہ ہے کہ ذرا سی بات پر کسی کو پکڑ لیا تو اس کی جان عذاب میں آگئی۔ حضرت ہود علیہ السلام کی یہ باتیں نقل کر کے قرآن کریم نے ہم سب کو توجہ دلائی ہے کہ کہیں ہمارا طرز عمل بھی اس زمرے میں تو نہیں آتا کہ بس دنیا کی شان و شوکت ہی کو سب کچھ سمجھ کر آخرت سے غافل ہوں، اور دولت مندی کے نشے میں غریبوں کو اپنے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رکھا ہو؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۱۸ / ۷ / ۱۱

قوم عاد اور ان کی عمارت پرستی کو ذکر کر کے ہود علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کی بے حسی پر آندھی کے عذاب سے ہلاک کئے جانے کو بیان فرمایا گیا۔

اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

تو تم ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو! اور میں تم سے

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ

نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! بس میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے۔ کیا تم

فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ

چھوڑ دیئے جاؤ گے یہاں کی چیزوں میں امن سے باغوں اور چشموں اور کھیتوں

وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

اور کھجوروں میں جن کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے اور تم تراشتے ہو پہاڑوں کے

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا

گھر تکلف سے تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔ اور نہ کہا مانو حد سے

اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

گزر جانے والے لوگوں کا۔ کہ جو فساد کرتے ہیں ملک میں

وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾

اور اصلاح نہیں کرتے۔ یہ بولے کہ بس تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے!

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ

تو بھی ایک ہم ہی جیسا آدمی ہے۔ تو لے آ کوئی نشانی اگر تو

الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

سچا ہے صالح نے کہا کہ یہ اونٹنی ہے پانی پینے کی ایک باری اس کی ف۱ اور ایک روز مقرر کے پانی پینے

ف۱ چونکہ اونٹنی کا معجزہ انہوں نے خود مانگا تھا، اس لئے ان سے کہا گیا کہ اس اونٹنی کے کچھ حقوق ہوں گے، اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ایک دن تمہارے کنویں سے صرف یہ اونٹنی پانی پیئے گی۔ اور ایک دن تم کنویں سے جتنا پانی بھر سکو بھر کر رکھ لو (توضیح القرآن)

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ

کی باری تمہاری اور اس کو نہ ہاتھ لگانا بری طرح ورنہ تم کو آ پکڑے گا

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾

ایک بڑے دن کا عذاب۔ تو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پس پشیمان ہو گئے۔

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

پھر ان کو دھر پکڑا عذاب نے۔ بیشک اس قصے میں نشانی ہے۔ اور ان میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

بہتیرے ماننے والے ہیں نہیں۔ اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ

جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغمبروں کو۔ جب ان سے کہا ان کے بھائی

لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

لوط نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے رسول ہوں امانت دار! تو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

اور میرا کہا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! میری اجرت تو

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾

پروردگار عالم پر ہے کیا تم گرے پڑتے ہو دنیا کے لوگوں میں سے مردوں پر ۱ؑ

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

اور چھوڑتے ہو جو تمہارے لئے پیدا کر دیں تمہارے پروردگار نے تمہاری بیبیاں! بلکہ تم لوگ حد سے

خلاصہ رکوع ۸

حضرت صالح علیہ السلام کی تبلیغ اور قوم کے سرداروں کی بے پرواہی کو ذکر کیا گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس کیساتھ قوم کا ظلم اور عذاب الٰہی کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۸ ۱۹ ۱۲

۱ؑ حضرت لوط علیہ السلام ان کا نام لوط بن ہاران بن آزر تھا یہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی حیات میں بہت بڑی امت کی طرف بھیجا تھا یہ لوگ سدوم اور اس کے آس پاس بستے تھے بالآخر یہ بھی خدا تعالیٰ کے عذابوں میں پکڑے گئے سب کے سب ہلاک ہوئے اور ان کی بستیوں کی جگہ ایک جھیل سڑے ہوئے گندے کھاری پانی کی رہ گئی۔ یہ اب تک بھی بلاد غور میں مشہور ہے جو کہ بیت المقدس اور کرک و شوبک کے درمیان ہے۔ ان لوگوں نے بھی رسول خدا ﷺ کی تکذیب کی۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

بڑھنے والے ہو ف۱ اور لگے کہنے کہ اگر تو باز نہ آئے گا اے لوط تو ضرور تو نکال باہر کیا جائے گا

الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ

لوط نے کہا کہ میں تو تمہارے کام سے بیزار ہوں!

نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

اے میرے پروردگار بچالے مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں (کے وبال) سے جو یہ کررہے ہیں

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا

تو ہم نے بچالیا اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا (رہی) رہنے والوں میں

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر ہم نے ہلاک کر مارا ان دوسروں کو اور ان پر برسایا برساؤ تو کیا برا برساؤ تھا ان لوگوں کا کہ جن کو

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

ڈرایا گیا تھا۔ بیشک اس (واقعہ) میں نشانی ہے اور ان میں بہتیرے ماننے والے ہیں نہیں! اور بیشک

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾

تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے! جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو!

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

جب ان سے کہا شعیب نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں

اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر

ف۱

غیر فطری فعل بیوی سے بھی حرام ہے

مسئلہ: "وتذرون ماخلق لکم ربکم من ازواجکم" لفظ من ازواجکم میں حرف من اصطلاحی الفاظ میں بیانیہ بھی ہوسکتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوگا کہ تمہاری خواہش کیلئے جو اللہ نے بیویاں پیدا فرمائی ہیں۔ تم ان کو چھوڑ کر اپنے ہم جنس مردوں کو اپنی شہوت نفس کا نشانہ بناتے ہو جو خباثت نفس کی دلیل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حرف من کو تبعیض کیلئے قرار دیں تو اشارہ اس طرف ہوگا کہ تمہاری بیبیوں کا جو مقام تمہارے لئے بنایا گیا اور جو امر فطری ہے اس کو چھوڑ کر بیویوں سے خلاف فطرت عمل کرتے ہو جو کہ قطعاً حرام ہے۔ غرض اس دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوگیا کہ اپنی زوجہ سے خلاف فطرت عمل حرام ہے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ لوطی پر دیوار گرانے یا بلند مقام سے نیچے پھینکنے کی تعزیر جائز ہے۔ جیسے حنفیہ کا مسلک ہے کیونکہ قوم لوط اسی طرح ہلاک کی گئی تھی کہ ان کی بستیوں کو اوپر اٹھا کر الٹا زمین پر پھینک دیا گیا تھا۔ (معارف القرآن)

ع ۹ / ۱۴ / ۱۳

خلاصہ رکوع ۹

قوم لوط علیہ السلام کا تذکرہ اور قوم کی بدکاری اور خلاف فطرت حرکات سے باز رہنے کی دعوت کو بیان فرمایا گیا۔ لوط علیہ السلام کی دعا اور عذاب الٰہی کے نزول کو بیان فرمایا گیا۔

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٨٠﴾ؕ اَوْفُوا

کچھ اُجرت! بس میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے پورا بھر دیا کرو

الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ﴿١٨١﴾ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

پیمانہ اور نہ ہو نقصان پہنچانے والے اور تو لا کرو سیدھی ترازو سے

الْمُسْتَقِیْمِ ﴿١٨٢﴾ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿١٨٣﴾ۚ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ

زمین میں فساد پھیلاتے ف۱ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا کیا تم کو

الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٨٤﴾ؕ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿١٨٥﴾ۙ وَمَآ اَنْتَ

اور اگلی خلقت کو وہ بولے! بس تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿١٨٦﴾ۚ فَاَسْقِطْ

ہم ہی جیسا بشر ہے اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے تو ڈال دے

عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿١٨٧﴾ؕ

ہمارے اوپر کوئی ٹکڑا آسمان سے اگر تو سچا ہے۔

قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ

شعیب نے کہا کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو! پس انہوں نے

عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿١٨٩﴾

اس کو جھٹلایا تو ان کو آ پکڑا سائبان والے دن کے عذاب نے بیشک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا ف۲

ف۱ ادائیگی کے حقوق:

ولا تبخسوا الناس اشیاء هم ۔یعنی نہ کمی کرو لوگوں کی چیزوں میں مراد یہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق جتنا کسی کا حق ہے اُس سے کمی کرنا حرام ہے خواہ وہ ناپنے تولنے کی چیز ہو یا کوئی دوسری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ملازم مزدور اگر اپنے مقررہ وقت میں چوری کرتا ہے وقت کم لگاتا ہے وہ بھی اسی وعید میں داخل ہے۔ امام مالکؒ نے مؤطا میں روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز عصر میں شریک نہیں ہوا، وجہ پوچھی تو اس نے کچھ عذر کیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا طففت یعنی تو نے تولنے میں کمی کردی، چونکہ نماز کوئی تولنے کی چیز نہیں اس لئے یہ حدیث نقل فرما کر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وفاء و تطفیف یعنی حق کے مطابق کرنا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے یعنی صرف ناپ تول ہی کے ساتھ یہ حکم مخصوص نہیں بلکہ کسی کے حق میں کمی کرنا خواہ کسی صورت سے ہو وہ تطفیف میں داخل ہے جس کا حرام ہونا ویل للمطففین میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ف۲ خدا کا مجرم اپنے پاؤں چل کر آتا ہے:

فاخذهم عذاب یوم الظلة عذاب یوم الظلہ، جس کا ذکر، اس آیت میں آیا ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کی قوم پر سخت گرمی مسلط فرمائی کہ نہ مکان کے اندر چین آتا نہ باہر، پھر ان کے قریبی جنگل میں ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی، ساری قوم گرمی سے پریشان تھی سب دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے جب ساری قوم بادل کے نیچے آ گئی تو اس بادل نے ان پر پانی کے بجائے آگ برسادی جس سے سب بھسم ہو کر رہ گئے۔ (کذا روی عن ابن عباس۔ روح) (معارف مفتی اعظم)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٩٠﴾

بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے ہیں نہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ

اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ اور بیشک یہ قرآن اتارا ہوا ہے

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٩٢﴾ؕ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿١٩٣﴾ لا عَلٰی قَلْبِكَ

پروردگار عالم کا اسے لے کر اترا ہے روح الامین تیرے دل پر تاکہ

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿١٩٤﴾ لا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿١٩٥﴾ؕ

تو ڈر سنانے والوں میں ہو سلیس عربی زبان میں

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً

اور یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے کیا اُن کے لئے یہ نشانی نہیں کہ اس کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے علماء

اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿١٩٧﴾ؕ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ

اور اگر ہم یہ قرآن اتارتے کسی اوپری زبان والے پر

عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿١٩٨﴾ لا فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

پھر وہ اس کو ان پر پڑھتا تو بھی یہ لوگ اس پر ایمان نہ لاتے!

مُؤْمِنِیْنَ ﴿١٩٩﴾ؕ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿٢٠٠﴾ؕ لَا

اسی طرح ہم نے چلایا (انکار) کو گنہگاروں کے دلوں میں۔ وہ اس پر ایمان نہ

یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿٢٠١﴾ لا فَیَاْتِیَهُمْ

لائیں گے جب تک کہ نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو پس وہ ان پر آ پڑے

ع ١٠ ١٦ ١١

خلاصہ رکوع ١٠

حضرت شعیب علیہ السلام کی اہل مدین کو فساد فی الارض سے بچنے کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کے انکار پر زلزلے اور آگ کا عذاب بھیجنے کی خبر دی گئی۔

ف١ چنانچہ ان میں جو لوگ اسلام لے آئے ہیں وہ تو علی الاعلان اس کا اعتراف کرتے ہیں اور جو اسلام نہیں لائے وہ بھی خاص خاص لوگوں کے سامنے اس کا اقرار کرتے ہیں اور یہ دلیل ان پڑھ لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ لکھے پڑھے خود اصل کتابوں سے دیکھ سکتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلی کتابوں میں تحریف نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ باوجود تحریف کے ایسے مضامین کا رہ جانا جس میں آپ کی پیشین گوئی ہے زیادہ حجت ہے اور یہ احتمال نکالنا کہ شاید یہ مضامین ہی تحریف کا نتیجہ ہوں یا کسی نے تحریف کر کے بڑھا دیے ہوں اس لئے غلط ہے کہ اپنے نقصان کے واسطے کوئی تحریف نہیں کیا کرتا یہ مضامین تو تحریف کرنے والوں کے لئے مضر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اچانک اور ان کو خبر نہ ہو پھر کہنے لگیں کہ کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے؟

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

کیا ہمارے عذاب کی یہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں بھلا دیکھو تو سہی اگر ہم ان کو فائدہ اٹھانے دیں چند برس۔

ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پھر ان پر آ موجود ہو جس کا ان کو ڈر اوا دکھایا جاتا ہے (تو) ان کے کیا کام آئے گا

يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾

جس کے یہ فائدے دیے جاتے ہیں ف۱ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

مگر کہ اس کے لئے ڈرانے والے ضرور تھے یاد دلانے کو! اور ہم ظالم نہیں ہیں۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور اس قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترے اور نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

وہ تو سننے سے دور رکھے گئے ہیں۔ ف۲ پس تو نہ پکاریو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو ورنہ ہو جائے گا

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

مبتلائے عذاب اور ڈرا اپنے قریب کے رشتہ داروں کو

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

اور نیچا کر اپنا بازو ان کے لئے جو تیرے پیچھے ہوئے مسلمان

ف۱ لمبی عمر نعمت ہے:

افرءیت ان متعنھم سنین اس آیت میں اشارہ ہے کہ دنیا میں کسی کو عمر دراز ملنا بھی اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت ہے لیکن جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں ایمان نہ لائیں اُن کو عمر دراز کی عافیت و مہلت کچھ کام نہ آئے گی۔ امام زہریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ روز صبح کو اپنی داڑھی پکڑ کر اپنے نفس کو خطاب کر کے یہ آیت پڑھا کرتے تھے افرءیت ان متعنھم الآیۃ اس کے بعد ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور یہ اشعار پڑھتے تھے

(ترجمہ) اے فریب خوردہ تیرا سارا دن غفلت میں اور رات نیند میں صرف ہوتی ہے حالانکہ موت تیرے لئے لازمی ہے، نہ تو بیدار لوگوں میں ہوشیار و بیدار ہے اور نہ سونے والوں میں اپنی نجات پر مطمئن ہے۔ تیری کوشش ایسے کاموں میں رہتی ہے جس کا انجام عنقریب ناگوار صورت میں سامنے آئے گا، دنیا میں چوپائے جانور ایسے ہی جیا کرتے ہیں۔

(معارف مفتی اعظم)

ف۲ کیونکہ وہ جب آسمانی باتوں کا سننا چاہتے ہیں تو ایک چمکتا ہوا شعلہ یعنی شہاب ثاقب فوراً ان کا پیچھا کرتا ہے جس سے وہ ہلاک یا مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں چنانچہ کاہنوں اور مشرکوں سے ان کے جنات نے ناکامی کا خود اقرار کیا جس کی ان لوگوں نے دوسروں کو بھی خبر دی چنانچہ بخاری میں ایسے قصے حضرت عمرؓ کے اسلام کے باب میں مذکور ہیں پس شیاطین کے سکھانے کا کسی طرح احتمال نہ رہا۔ جب اس کا خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہو گیا تو اس کی تعلیم واجب العمل ہوئی جس میں سب سے بڑی مہتم بالشان توحید کی تعلیم ہے۔

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ

پھر اگر وہ تیرا کہنا نہ مانیں تو کہہ دے کہ میں اس سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو۔ اور تو بھروسہ کر

عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾

اس زبردست مہربان پر جو تجھ کو دیکھتا ہے جس وقت تو اٹھتا ہے۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ

اور (دیکھتا ہے) تیرا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ میں تم کو

أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ

بتاؤں کس پر اترا کرتے ہیں شیاطین! وہ اترتے ہیں ہر

أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاءُ

جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات کو اور ان میں بہتیرے جھوٹے ہیں اور شاعروں کی

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾

پیروی گمراہ ہی کیا کرتے ہیں ۱؎ تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرا کرتے ہیں

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور یہ کہ وہ کہا کرتے ہیں جو خود کرتے نہیں مگر ہاں جو ایمان لائے اور نیک کام کیے

الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا

اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے اور بدلا لیا اس کے بعد کہ اس پر ظلم کیا گیا!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾

اور عنقریب جان لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس جگہ لوٹ کر جائیں گے

۱؎ شانِ نزول:

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے (یعنی دو شاعروں نے) باہم ہجو کا مقابلہ کیا ایک انصاری تھا دوسرا کسی اور قبیلہ کا ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے کچھ غاوی (گمراہ یعنی اشعار کو نقل کرنے اور یاد رکھنے والے) بھی تھے اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (ابن جریر و ابن ابی حاتم)

خلاصہ رکوع ۱۱

نزول قرآن اور اس کی صفات کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے بہانوں کو ذکر فرما کر بتایا گیا کہ قانون مہلت کو ان مشرکین نے گنوا دیا اور عذاب مہلت کے بعد آیا کرتا ہے۔

قرآن کی خدائی حفاظت کو ذکر فرمایا گیا کہ یہ شیطانی دخل سے پاک ہے اور اسے چھوڑنا عذاب کو دعوت دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرابتداروں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن و پیغمبر کی صداقت و عظمت کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ کلام عام شعراء جیسا نہیں کیونکہ پیغمبر کو شاعروں سے کوئی لگاؤ نہیں۔

آخر میں اچھے شعراء کا استثناء کیا گیا جو ایمان و عمل صالح سے متصف رہتے ہیں۔ آخر میں ظالموں کو عذاب کی دھمکی دیکر سورہ کو ختم فرمایا گیا۔

۱۱ ع ۶ ۱۵

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ۝۱ هُدًى

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہدایت

وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور مژدہ مسلمانوں کے لئے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ

اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں بیشک جو لوگ یقین نہیں رکھتے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت کا ہم نے ان کو عمدہ کر دکھائے ان کے اعمال تو وہ بھٹکتے

يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

پھرتے ہیں یہی ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت میں وہی

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ

نقصان پانے والے ہیں اور تجھ کو القاء کیا جاتا ہے قرآن

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ

ایک حکمت والے باخبر کی طرف سے ف۱ (یاد کر) جب موسیٰ نے کہا اپنے گھر والوں سے کہ

تعبیر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رزق حاصل کرنے میں دقت ہوگی اور کوئی چیز بغیر مصیبت کے نہ پائے گا اور سفر کو دوست رکھے گا اور فائدہ کم اٹھائے گا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ علم وحکمت:

علم حکمت کے اندر داخل ہے کیونکہ علم عام مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور حکمت کا لفظ عمل کے استحکام پر دلالت کرتا ہے لہٰذا دونوں اوصاف کو ظاہر کرنے کے لئے حکیم کے ساتھ علیم بھی فرما دیا پھر اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھ علوم تو حکمت ہوتے ہیں جیسے علم العقائد علم شریعت وغیرہ اور بعض علوم حکمت نہیں ہوتے جیسے قصص اور آئندہ چیزوں کا بیان۔ گویا لفظ علیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس قرآن میں گزشتہ واقعات کو بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ اس سے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تفصیل ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

میں نے آگ دیکھی ہے میں جلد لاؤں گا تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا لاؤں گا

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ

سلگتا ہوا انگارہ تاکہ تم تاپو! پھر جب پہنچا اس کے پاس (تو) اس کو آواز آئی کہ مبارک ہے

بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے ف۱ اور پاک ذات ہے اللہ جو دنیا

الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ۙ

جہان کا پروردگار! اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہوں اللہ زبردست حکمت والا!

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا

اور تو ڈال دے اپنا عصا! پھر جب موسیٰ نے اس کو دیکھا کہ حرکت کرتا ہے گویا کہ

وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ

وہ سانپ ہے منہ پھیرا پیٹھ دے کر اور پیچھے (مڑ کر) بھی نہ دیکھا (ہم نے فرمایا کہ) اے موسیٰ

الْمُرْسَلُوْنَ ۝ڰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ

ڈرو مت! ڈرا نہیں کرتے میرے حضور میں پیغمبر! ف۲ لیکن جس نے ظلم کیا پھر اس کے بدلے میں

فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

نیکی بدی کے بعد تو میں بخشنے والا ہوں اور داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ نکلے گا سفید بغیر مرض

بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ

کے (یہ دو معجزے) ان نو معجزوں میں (داخل ہیں) ان کو لے کر جا فرعون اور اس کی قوم

ف۱ یہ حقیقت میں آگ نہیں تھی، بلکہ ایک نور تھا، اور اس میں فرشتے تھے، ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کی دعا دی گئی، اور اس کے آس پاس موسیٰ علیہ السلام تھے، ان کو بھی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ ایسی تحریر جس میں کوئی آیت قرآنی لکھی ہو کیا کسی کافر مشرک کے ہاتھ میں دینا جائز ہے؟

مسئلہ: اپنا خط حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اس وقت بھیجا ہے۔ جبکہ وہ مسلمان نہیں تھیں حالانکہ اس خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خطوط ملوک وعجم کو لکھے ہیں اور وہ مشرک تھے۔ ان میں بھی بعض آیات قرآن لکھی ہیں۔ وجہ دراصل یہ ہے کہ قرآن کریم کا کسی کافر کے ہاتھ میں دینا تو جائز نہیں لیکن ایسی کوئی کتاب یا کاغذ جس میں کسی مضمون کے ضمن میں کوئی آیت آگئی ہے۔ وہ عرف میں قرآن نہیں کہلاتا اس لئے اس کا حکم بھی قرآن کا حکم نہیں ہوگا۔ وہ کسی کافر کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں اور بے وضو کے ہاتھ میں بھی۔ (معارف القرآن)

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

کی جانب۔ بیشک وہ لوگ فاسق تھے۔ تو جب ان کے پاس آئے ہمارے معجزے روشن

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

(تو) لگے کہنے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور ان سے منکر ہو گئے ناانصافی اور تکبر کے باعث حالانکہ

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کا یقین کر چکے تھے ان کے دل۔ تو دیکھ کیسا ہوا انجام

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ

مفسدوں کا اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو علم۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ

اور دونوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو فضیلت دی بہتیرے

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

اپنے بندوں ایمان والوں پر ف اور جانشین ہوا سلیمان داؤد کا۔ اور کہا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ

کہ لوگو! ہم کو سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہم کو

كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ

ہر چیز میں سے دیا گیا ہے۔ بیشک یہ ظاہر فضل ہے۔ اور جمع کیے گئے

لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ

سلیمان کے لئے اس کے لشکر جن اور انسان اور پرند تو وہ مثل بمثل کھڑے کئے

ف علم کی فضیلت:

آیت بتا رہی ہے کہ علم بڑی فضیلت ہے باعث شرف ہے اور علماء کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی ستاروں پر فضیلت ہے۔ علماء انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہیں اور

خلاصہ رکوع ۱

دنیا پرستی کے مریض اور ان کی اخروی سزا کو ذکر کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی کے سفر کا حال ذکر فرمایا گیا اور اس دوران موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح خلعت نبوت عطا فرمائی گئی ذکر کیا گیا اور بعض موسوی معجزات کو ذکر کیا گیا۔ قوم کا انکار اور عذاب کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۱ ۱۴ ۱۶

انبیاء نے کوئی دینار و درہم اپنی میراث میں نہیں چھوڑا بلکہ علم کی میراث چھوڑی پس جس نے اس میراث کو لیا (وہ بڑا خوش نصیب ہے) اس نے بڑی میراث پائی رواہ (احمد والترمذی وابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عابد پر عالم کی برتری ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر میری برتری رواہ (الترمذی)۔

آیت میں نعمت علم کا شکر ادا کرنے کی ترغیب ہے اور اس بات کی تعلیم ہے کہ آدمی کو خواہ بہت لوگوں پر فضیلت حاصل ہو پھر بھی اس کو تواضع کرنا چاہیے اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس پر بھی بہت لوگوں کو برتری حاصل ہے وفوق کل ذی علم علیم ہر عالم سے اونچا عالم ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ

جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر۔ ف۱ تو ایک

نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ تمہیں کچل نہ ڈالیں

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا

سلیمان اور ان کے لشکر اور ان کو خبر نہ ہو! تو سلیمان مسکرا کر ہنس پڑا چیونٹی کی

مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

بات سے اور کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا

الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

جو تو نے کی مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں

تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

جن کو تو پسند فرمائے۔ اور مجھ کو داخل فرما اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۲

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ

اور سلیمان نے خبر لی پرندوں کی تو کہا! کیا بات ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہدہد کو یا

كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا

وہ غیر حاضر ہے میں اس کو سزا دوں گا سخت سزا یا اس کو ذبح کر

اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ

ڈالوں گا یا وہ لائے میرے سامنے کوئی ظاہر دلیل پھر ہدہد تھوڑی ہی دیر کے بعد (آ حاضر ہوا)

ف۱ حضرت سلیمانؑ کے سفری انتظامات:

وہب بن منبہ نے بحوالۂ کعب بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب تخت پر سوار ہوتے تو اہل و عیال کو نوکروں چاکروں کو اور لاؤ لشکر کو بھی سوار کر لیتے تھے سالن پکانے کے برتن اور روٹیاں پکانے کی آہنی تنور بھی ساتھ ہوتے تھے اتنی بڑی بڑی دیگیں بھی ہوتی تھیں کہ ایک دیگ میں دس اونٹوں کا گوشت آ جائے چوپایوں کے لئے میدان بھی اپنے سامنے بنواتے تھے اثنائے سیر میں آسمان و زمین کے درمیان چوپائے اپنے میدانوں میں دوڑتے تھے اور باورچی کھانا اور روٹیاں پکانے میں مشغول رہتے تھے ہوا ان سب کو لے کر چلتی تھی۔

ف۲ عمل صالح کیلئے قبولیت کی دُعاء:

وان اعمل صالحا ترضٰہ یہاں رضا بمعنے قبول ہے، معنے یہ ہیں کہ یا اللہ مجھے ایسے عمل صالح کی توفیق دیجئے جو آپ کے نزدیک مقبول ہو۔ روح المعانی میں اس سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عمل صالح کے لئے قبولیت لازم نہیں ہے بلکہ قبولیت کچھ شرائط پر موقوف ہوتی ہے، اور فرمایا کہ صالح اور مقبول ہونے میں نہ عقلاً کوئی لزوم ہے نہ شرعاً۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ اپنے اعمال صالحہ کے مقبول ہونے کی بھی دُعا کرتے تھے جیسے حضرت ابراہیمؑ و اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دُعا فرمائی، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اس سے معلوم ہوا کہ جو عمل نیک ہے صرف اس کو کر کے بے فکر ہونا نہیں چاہئے، اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دُعا کرے کہ اس کو قبول فرمائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ان کلمات میں دخول جنت کے لئے فضل ربی کی دُعا فرما رہے ہیں یعنی اے اللہ، مجھے وہ فضل بھی عطا فرما جس سے جنت کا مستحق ہو جاؤں۔ (معارف مفتی اعظم)

بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن

پس کہا کہ میں نے ایسی شے معلوم کی جو آپ کو معلوم نہیں ف۱ اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں

سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ

سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر! میں نے پایا ایک عورت کو کہ وہ ان لوگوں پر حکمرانی کرتی ہے

مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا

اور اس کو ہر جنس (کی نعمت) دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے! میں نے پایا اس ملکہ اور اس کی

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ

قوم کو کہ سجدہ کرتے ہیں آفتاب کو اللہ کو چھوڑ کر۔ اور ان کو عمدہ کر دکھائے ہیں

الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾

شیطان نے ان کے اعمال پس ان کو روک دیا ہے راہ سے تو وہ راہ نہیں پاتے

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ

کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزیں جو آسمان

وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ

اور زمین میں ہیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو! اللہ (وہ ذات) ہے کہ کوئی

إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ

معبود نہیں اس کے سوا عرش عظیم کا مالک ہے سلیمان نے کہا کہ ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا

أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ

یا تو جھوٹا ہے ف۲ لے جا میرا یہ خط پس اس کو ڈال دے ان کی طرف

ف۱ ہدہد کو ایک خاص محسوس واقعہ معلوم ہو جانے سے نبی کے علم پر فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ نبی علیہ السلام کے علوم دوسری قسم کے ہیں دنیا کے تمام واقعات کا علم ہونا نبی کے لئے ضروری نہیں اور مطلب ہدہد کے جواب کا یہ ہے کہ میری غیر حاضری نافرمانی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ایک درجہ میں اطاعت تھی کیونکہ میں آپ ہی کے کام میں لگا ہوا تھا۔

ف۲ حضرت سلیمانؑ کا خط: اس کے بعد ہدہد نے لوگوں کو پانی کا پتہ بتایا اور لوگوں نے گڑھے کھود کر پانی خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط اس طرح لکھا۔ بندۂ خدا سلیمان بن داؤد کی طرف سے بلقیس ملکہ سبا کے نام۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت پر چلے۔ امابعد۔ مجھ پر فخر نہ کرو اور میرے پاس اطاعت گزار ہو کر آ جاؤ۔ ابن جریج نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے صرف اتنے ہی الفاظ لکھے جتنے اللہ نے اپنی کتاب میں نقل کیے ہیں قتادہ نے کہا انبیاءؑ کی تحریریں ایسی ہی مختصر ہوتی ہیں وہ کلام کو طول نہیں دیتے نہ زیادہ بات لکھتے ہیں۔ خط لکھ کر حضرت سلیمانؑ نے اس پر مشک چسپاں کیا اور اس پر اپنی مہر لگا کر ہدہد کے حوالہ کیا۔ (تفسیر مظہری)

۲۴

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا

پھر ان کے پاس سے ہٹ جا پس دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ بلقیس بولی کہ اے

الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

اہل دربار میری طرف ڈالا گیا ہے ایک نامۂ گرامی یہ سلیمان کی جانب سے ہے

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ

اور اس کی عبارت یہ ہے کہ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ

رحم والا ہے۔ کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔ ف۱

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ

بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار مجھے مشورہ دو میرے معاملہ میں۔ میں کوئی کام فیصل نہیں کیا کرتی

وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾

تاوقتیکہ تم حاضر (نہ) ہو جاؤ وہ بولے کہ ہم زور آور اور سخت لڑنے والے لوگ ہیں اور کام حضور کے اختیار

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا

ہے پس دیکھ لیجئے جو حکم دیں بلقیس نے کہا کہ بادشاہ جب داخل ہوا کرتے ہیں کسی شہر میں اس کو خراب کر

اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ

دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل اور ایسا ہی یہ بھی کریں گے اور میں بھیجتی ہوں انکی

اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کہ کیا جواب لے کر آتے ہیں بھیجے ہوئے (ایلچی) تو جب ایلچی آیا

ف۱ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یمن کا یہ علاقہ بھی اصل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت تھا، لیکن کسی وقت اس عورت نے خفیہ طور پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی، جس کی خبر آ کر ہدہد نے دی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مختصر مگر نہایت بلیغ خط میں کوئی تفصیلی بات کرنے کی بجائے بلقیس اور اس کی قوم کو سرکشی سے باز رہنے اور تابع دار بننے کا حکم دیا (توضیح القرآن)

ع ۱۷ خلاصہ رکوع ۲

۱۷ حضرت داؤد اور سلیمان علیہم السلام کے علوم وفضائل کو ذکر فرمایا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لشکر اور چیونٹی کا اعلان ذکر کیا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کی دعا اور ہدہد کی غیر حاضری اور قوم سبا کے حالات کو ذکر فرمایا گیا کہ اس کی بادشاہت میں لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو خط بھجوانے کا ذکر فرمایا گیا۔

خط مختصر اور بلیغ لکھنا چاہئے

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ خط نویسی میں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی وہی ہے کہ تحریر میں طول نہ ہو مگر ضروری کوئی مضمون چھوٹے بھی نہیں۔ (معارف القرآن)

جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ

سلیمان کے پاس سلیمان نے کہا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو سو جو مجھ کو دے رکھا ہے اللہ نے وہ

مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ

اس سے بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو ف۱ تو لوٹ جا ان کی جانب

اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ

اب ہم آئیں گے ان کے سامنے ایسے لشکر لے کر جن کا ان سے مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ضرور ان کو نکال

مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ

باہر کریں گے وہاں سے بے عزت کر کے اور وہ خوار ہوں گے سلیمان نے کہا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

ایسا ہے کہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آئیں بول اٹھا ایک دیو

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ

جنوں میں سے کہ میں اس کو حضور کے سامنے لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اٹھیں

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

اپنی جگہ سے۔ اور میں اس پر قوی اور امانت دار ہوں بولا ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ

اس کو حضور میں لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی آنکھ ف۲ تو جب سلیمان نے اس

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ

تخت کو دیکھا دھرا ہوا اپنے پاس (تو) کہا کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے تا کہ مجھ کو آزمائے کہ

ف۱ کسی کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے یا نہیں

مسئلہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں یا بہتر نہیں اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنے میں اگر اپنی یا مسلمانوں کی کسی مصلحت میں خلل آتا ہو یا ان کے حق میں رائے کی کمزوری پیدا ہوتی ہو تو ان کا ہدیہ قبول کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی دینی مصلحت اس ہدیہ کے قبول کرنے کی داعی ہو۔ مثلاً اس کے ذریعہ کافر کے مانوس ہو کر اسلام سے قریب آنے پھر مسلمان ہونے کی امید ہو یا اس کے کسی شر و فساد کو اس کے ذریعہ دفع کیا جا سکتا ہو تو قبول کرنے کی گنجائش ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ آصف بن برخیا:

راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اُس نے عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ علیہ السلام کسی طرف دیکھئے قبل اس کے آپ علیہ السلام اُدھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ علیہ السلام کے سامنے رکھا ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری! اور جو شکر کرے تو بس شکر کرتا ہے اپنے لئے اور

كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

جو ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز کریم ہے۔ وا سلیمان نے کہا کہ صورت بدل ڈالو ملکہ (کی عقل

اَتَهْتَدِىْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا

آزمائی) کے لئے اس کے تخت کی! دیکھیں راہ (شناخت) پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے

جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا

جو راہ نہیں پاتے پس جب وہ آ پہنچی (تو) کہا گیا کہ ایسا ہی ہے تیرا تخت۔ وہ بولی کہ یہ تو گویا وہی ہے۔

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ

اور ہم کو تو معلوم ہو چکا تھا پہلے سے اور ہم ہو چکے تھے مسلمان اور بلقیس کو روک رکھا تھا اس چیز نے

تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ

جو وہ پوجا کرتی تھی اللہ کے سوا۔ بیشک وہ کافر لوگوں میں سے تھی بلقیس سے کہا گیا کہ داخل ہو محل

لَهَا ادْخُلِى الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

میں۔ تو جب اس نے اس کو دیکھا! اسے خیال کیا گہرا پانی! اور کھول دیں اپنی دونوں پنڈلیاں!

سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ

سلیمان نے کہا! یہ تو ایک محل ہے جس میں جڑے ہوتے ہیں شیشے۔ بلقیس بولی! اے میرے

ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع

پروردگار میں نے اپنا ہی نقصان کیا اور میں ایمان لائی سلیمان کے ہمراہ اللہ رب العالمین پر۔

وا روک رکھتا ہے اور غیر موجود نعمت کا شکار کرتا ہے (یعنی زیادت نعمت کا ذریعہ ہے) شکر کرنے سے صاحب نعمت کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے وہ حق واجب کر دیتا ہے اور اس کا درجہ عنداللہ اونچا ہو جاتا ہے اور آخرت میں ثواب کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کھانے والا شکر ادا کرنے والا (یعنی کھا کر شکر ادا کرنے والا) صابر روزہ دار کی مثل ہے رواہ احمد امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سنان بن سنہ کی روایت سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کھانے والے (پھر اس کا) شکر کرنے والے کے لئے اتنا ہی اجر ہے جیسے صابر روزہ دار کا۔ غنی یعنی اس کے شکر سے بے پرواہ ہے کریم یعنی شاکر اور کافر سب کو دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۳

دربار بلقیس میں سلیمان علیہ السلام کے خط پہنچنے اور بلقیس کے فیصلہ کو ذکر کیا گیا۔ بلقیس کے تحائف اور ان کی واپسی کا ذکر کیا گیا اور حملہ کی اطلاع کی گئی۔ جنات کے ذریعے بلقیس کے تخت اٹھانے کا پروگرام اور فضل الٰہی سے آن واحد میں تخت کی حاضری کو ذکر فرمایا گیا۔ تخت کے رنگ وروپ میں تبدیلی اور اس کے ذریعے بلقیس کے امتحان کو ذکر فرمایا گیا۔ بلقیس کو توحید کی دعوت اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۳ / ۱۴ / ۱۸

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے بھیجا ثمود کی جانب اس کے بھائی صالح کو کہ عبادت کرو اللہ کی

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

پس ناگہاں دو دو فریق ہو کر لگے جھگڑنے۔ صالح نے کہا کہ اے قوم تم کیوں جلدی مچاتے ہو

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

برائی کی! بھلائی سے پہلے تم کیوں نہیں استغفار کرتے اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ

وہ بولے کہ ہم نے تو منحوس پایا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو؟ صالح نے کہا کہ تمہاری نحوست

اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے جاتے ہو اور تھے اس شہر میں نو آدمی کہ فساد کرتے تھے ملک

يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

میں اور اصلاح نہ کرتے تھے وہ بولے باہم قسم کھاؤ اللہ کی کہ ہم ضرور رات کو جا پڑیں گے صالح

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ

اور اس کے گھر والوں کو پھر ہم کہہ دیں گے اس کے وارث سے کہ ہم تو موجود ہی نہ تھے صالح کے گھر

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

والوں کے ہلاک ہوتے وقت اور ہم بیشک سچے ہیں! ولے اور وہ لوگ ایک داؤ چلے اور ہم نے بھی ایک

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ

داؤ چلا اور وہ نہیں جانتے اور پس دیکھ کیا ہوا ان کے داؤ کا انجام کہ ہم نے ہلاک کر مارا ان کو اور ان کی قوم کے

ولے جھوٹ کی برائی:

اس میں ایک بات یہ قابلِ نظر ہے کہ یہ کفار اور ان میں سے بھی چیدہ بدمعاش جو فساد میں معروف تھے یہ سارے کام شرک کفر اور قتل و غارت گری کے کر رہے ہیں اور کوئی فکر نہیں، مگر ان کو بھی یہ فکر لاحق ہوئی کہ ہم جھوٹ نہ بولیں یا جھوٹے قرار نہ دیئے جائیں۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ جھوٹ کیسا بڑا گناہ ہے کہ سارے بڑے بڑے جرائم کے مرتکب بھی اپنی شرافتِ نفس اور عزت کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولنے پر اقدام نہ کرتے تھے۔ دوسری بات اس آیت میں یہ قابلِ غور ہے کہ جس شخص کو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا ولی قرار دیا ہے وہ تو انہی اہلِ صالح میں شامل تھا اس کو قتل کے ارادہ سے کیوں چھوڑ دیا۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے وہ ولی خاندانی اعتبار سے ولی ہو مگر کافر ہو کافروں کے ساتھ ملا ہوا ہو صالح علیہ السلام اور ان کے متعلقین کے قتل کے بعد وہ ان کے خون کا دعویٰ اپنے نسبی تعلق کی بناء پر کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہی ہو مگر کوئی بڑا آدمی ہو جس کے قتل کرنے سے اپنی قوم میں اختلاف و انتشار کا خطرہ ہو اس لئے اس کو چھوڑ دیا، واللہ اعلم۔

(معارف مفتی اعظم)

أَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

سب کو سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھے ہوئے ان کے ظلم کے باعث۔ بیشک اس قصے میں نشانی ہے

لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا

ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور ہم نے ان کو بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے اور لوط کو

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ

(ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم عمل میں لاتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو؟ کیا تم

لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے ارادے سے عورتوں کو چھوڑ کر؟ کوئی نہیں بلکہ تم لوگ بے سمجھ ہو

تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوْٓا أَخْرِجُوْٓا اٰلَ

تو کوئی جواب نہ تھا لوط کی قوم کا اس کے سوا کہ کہنے لگے! نکال باہر کرو لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی

لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَأَنْجَيْنٰهُ

سے! یہ لوگ پاک صاف بننا چاہتے ہیں تو ہم نے بچالیا لوط کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی بی بی کو ہم

وَأَهْلَهٗٓ إِلَّا امْرَأَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

نے اس کو ٹھہرا لیا تھا رہ جانے والوں میں اور ہم نے برسا دیا ان پر برساؤ تو کیا برا برساؤ تھا

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ

ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ کہہ دے کہ ہر طرح کی تعریف اللہ کو اور سلام اس کے بندوں پر

عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

جن کو اللہ نے برگزیدہ کیا! ف۱ بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ کہ جن کو وہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں

ف۱ مختلف پیغمبروں کے واقعات بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ عقیدہ توحید کے دلائل بیان فرما رہے ہیں جو تمام پیغمبروں کا مشترک اور متفقہ عقیدہ تھا، کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر فرمایا جارہا ہے کہ جو ذات اس کائنات کی تخلیق کر کے اس کا محیر العقول انتظام کر رہی ہے، کیا اسے اپنی خدائی کا نظام چلانے میں کسی اور کی مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ یہ توحید کے بارے میں ایک انتہائی بلیغ خطبہ ہے جس کے زور بیان کو کسی ترجمے میں منتقل کرنا ممکن نہیں، تاہم مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی لوگوں تک پہنچنا تھا، اس لئے اس کے شروع میں آپ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیج کر کیا جائے، اور اس طرح یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ جب کوئی تقریر کرنی ہو تو اسکا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے پیغمبروں پر درود و سلام بھیج کر کیا جائے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۴

قوم ثمود کو صالح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کا پیغمبر علیہ السلام پر حملہ کے پروگرام کو ذکر کیا گیا اور اللہ کی تدبیر کا کامیاب ہونا واضح فرمایا گیا۔ قوم ثمود کے کھنڈرات کو دکھا کر عبرت کی دعوت دی گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو دعوت اور انکار پر عذاب الٰہی کے نزول کو بیان فرمایا گیا۔

ع ٤ ٤ ١٩

سورہ فرقان انیسواں پارہ

سورۃ الفرقان: اگر اس کو لکھ کر باندھ لے تو کوئی موذی جانور اژدھا وغیرہ ایذا نہ پہنچائے اور اگر شریر لوگوں کے درمیان جا پہنچے تو ان کا مجمع منتشر ہو جائے۔ اور کوئی مشورہ اس کا درست نہ ہونے پائے۔

خاصیت آیت ۷۴ برائے دینداری اہل وعیال

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

خاصیت: جو کوئی اس کو ایک مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے اس کی اولاد اور بیوی دیندار ہو جائیں گے۔ (اعمال قرآنی)

نیز اکابر مشائخ نے اس آیت کو بچوں اور بچیوں کے مناسب رشتوں کیلئے بھی بکثرت پڑھنا مجرب لکھا ہے۔

سورہ شعراء خاصیت آیت ۱۳۰ برائے دم

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ (پ۱۹ع۱۵) **خاصیت:** اگر کسی کو زہریلا جانور کاٹے تو جہاں پر کاٹا ہو اس کے گرد انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات بار پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ الشعراء: اگر کسی شخص کو بچھو، بھڑ وغیرہ نے ڈنگ مارا ہو تو اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۳۰ کو پڑھ کر دم کردے۔ ترکیب یہ ہے کہ متاثرہ جگہ کو چٹکی سے دبائے اور تین مرتبہ پڑھ کر پھونکے پھر سات مرتبہ پھر گیارہ مرتبہ اور پھر اکیس مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ تکلیف بالکل دور ہو جائیگی۔

تعارف سورۃ الفرقان: ۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی، اور اس کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور ان کے بارے میں کفار مکہ کے مختلف اعتراضات کا جواب دینا ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کے لئے جو بیشمار نعمتیں پیدا فرمائی ہیں، انہیں یاد دلا کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری، اس کی توحید کے اقرار اور شرک سے علیحدگی کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں، اور ان کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں جو اجر وثواب رکھا ہے، اس کا بیان فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الشعراء: ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق یہ سورت سورۂ واقعہ (سورت نمبر ۵۶) کے بعد نازل ہوئی تھی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا وہ زمانہ تھا جس میں کفار مکہ آپ کی دعوت کی بڑے زور شور سے مخالفت کرتے ہوئے آپ سے اپنی پسند کے معجزات دکھانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس سورت کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی ہے، اور کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کے دل میں انصاف ہو اور وہ سچے دل سے حق کی تلاش کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ نشانیاں اس کی توحید کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اور اسے کسی اور معجزے کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی ضمن میں پچھلے انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات یہ بیان کرنے کے لئے سنائے گئے ہیں کہ ان کی قوموں نے جو معجزات مانگے تھے، انہیں وہی معجزات دکھائے گئے، لیکن وہ پھر بھی نہ مانے جس کے نتیجے میں انہیں عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب منہ مانگے معجزات دیکھنے کے باوجود کوئی قوم ایمان نہیں لاتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس بنا پر کفار مکہ کو مہلت دی جارہی ہے کہ وہ نت نئے معجزات کا مطالبہ کرنے کے بجائے توحید ورسالت کے دوسرے دلائل پر کھلی آنکھوں سے غور کر کے ایمان لائیں، اور ہلاکت سے بچ جائیں۔

کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کاہن کہتے تھے، کبھی جادوگر اور کبھی آپ کو شاعر کا نام دیتے تھے۔ سورت کے آخری رکوع میں ان باتوں کی مدلل تردید فرمائی گئی ہے، اور کاہنوں اور شاعروں کی خصوصیات بیان کر کے جتایا گیا ہے کہ ان میں سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پائی جاتی۔ اسی ضمن میں آیت: ۲۲۷ نے شعراء کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اسی وجہ سے سورت کا نام شعراء رکھا گیا ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا تمہارے لئے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ

آسمان سے پانی، پھر ہم نے اگائے اس سے باغ رونق والے!

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

تمہارے بس کی بات نہ تھی کہ تم اُگا دیتے ان کے درختوں کو۔ کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ! کوئی نہیں

يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ

وہ لوگ کجروی کرتے ہیں۔ بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور پیدا کر دیں اس کے بیچ

اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

میں نہریں اور بنا دیئے اس کے لئے پہاڑ اور رکھی دو دریاؤں

حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ﴿۶۱﴾

میں اوٹ! کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ کوئی نہیں بلکہ ان میں بہتیرے جانتے نہیں۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

بھلا کون بیقرار کی فریاد کو پہنچتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتا ہے اور اٹھا دیتا ہے سختی کو

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا

ول اور تم کو بناتا ہے نائب زمین میں کیا کوئی

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ

اور معبود ہے اللہ کے ساتھ! تم بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ بھلا کون تم کو راہ دکھاتا ہے جنگل اور دریا کے

ول ایک بے کس و مجبور کا عجیب واقعہ:

ایک بہت ہی عجیب واقعہ حافظ ابن عساکرؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پر لوگوں کو دمشق سے زبدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گزر بسر تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا، میں نے اسے سوار کرلیا اور لے چلا ایک جگہ جہاں دو راستے تھے پہنچے تو اس نے کہا اس راہ چلو میں نے کہا میں اس سے واقف نہیں ہوں سیدھی راہ یہی ہے اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں یہ بہت نزدیک کا راستہ ہے میں اس کے کہنے سے اسی راہ چلا تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک لق ودق بیابان میں ہم آ گئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا نہایت خطرناک جنگل اور بن ہے اور ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں میں سہم گیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھام لو مجھے یہاں اترنا ہے میں نے لگام تھام لی وہ اُترا اور اپنا تہمد اُونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ کیا، میں وہاں سے سرپٹ بھاگا لیکن اس نے میرا تعاقب کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا لیکن میں تو تجھے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی نہیں۔ میں نے اُسے خدا کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن اس چیز نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تُلا رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اس سے بہ منت التجا کی کہ آپ مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دیجئے، اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی لیکن خدا کی قسم میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلتا تھا یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا ہوا تھا اور وہ جلدی مچا رہا تھا اسی وقت

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والیاں اپنی

رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾

رحمت کے آگے آگے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ اللہ اس سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

بھلا کون اول بار پیدا کرتا ہے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا

خلوق کو پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور کون تم کو رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ

کہہ دے کہ پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ کہہ دے کہ نہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ۔ اور نہ لوگوں کو اس کی خبر ہے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۠ قف

کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے بلکہ خاتمہ ہوگیا ان کے علم کا آخرت کے بارے میں

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۠ قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

بلکہ وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اس کی طرف سے۔ بلکہ وہ آخرت سے اندھے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں کہ کیا جب مٹی ہو جائیں گے ہم اور ہمارے باپ

اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آ گئی امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یعنی خدا ہی ہے جو بے قرار کی بے قراری کے وقت کی دعا کو سنتا اور قبول فرماتا ہے اور بے بسی بے کسی کو سختی اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا جو میں نے دیکھا کہ بیچوں بیچ جنگل میں سے ایک گھوڑے سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اُس نے اپنا نیزہ گھسیڑ دیا جو اس کے جگر کے آر پار ہو گیا، وہ اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور بالحاح کہنے لگا خدا کے لئے یہ تو بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں بے کسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت و آفت کو ٹال دیتا ہے میں نے خدا کا شکر کیا اور وہاں سے اپنا خچر اور مال لے کر صحیح سالم واپس لوٹا، رحمہ اللہ۔

خلاصہ رکوع ۵

مشرکین بھی خالقیت خداوندی کے قائل ہیں، زمین و آسمان کا نظام اور مظلوم کی فریادرسی کے سلسلہ میں اللہ کو پکارنے کا بیان فرمایا گیا ہوا بارش کے نظام میں اللہ وحدہ کی قدرت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونیکی دلیل ذکر کی گئی۔

ع ۵ ۸ ۱

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ

دادا کیا ہم پھر نکالے جائیں گے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے

قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا

پہلے سے! بس یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں کہہ دے کہ چلو پھرو

فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾

ملک میں پس دیکھو کیسا انجام ہوا گنہگاروں کا

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

اور تو ان پر غمگین نہ ہو اور نہ ہو تنگ دلی میں ان کے مکر کرنے سے ف۱

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ

کہہ دے کہ شاید تمہارے پیچھے آلگا ہو کچھ اس میں سے

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

جس کی تم جلدی مچا رہے ہو اور تیرا پروردگار تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ

ولیکن ان میں بہتیرے شکر نہیں کرتے۔ اور تیرا پروردگار بیشک جانتا ہے

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا

جو کچھ ان کے سینے چھپا رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

ف۱ حضور ﷺ کی شفقت: ہمارے رسول کریم ﷺ تمام انسانوں کے ساتھ جو شفقت و ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے اس کا تقاضا تھا کہ سب کو اللہ کا پیغام سنا کر جہنم سے بچالیں جو لوگ اس پیغام کو قبول نہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ پہنچتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غمگین ہوتے تھے جیسے کسی کی اولاد اس کے کہنے کے خلاف آگ میں جا رہی ہو اس لئے قرآن نے جابجا رسول اللہ ﷺ کی تسلی کے لئے مختلف عنوانات اختیار فرمائے ہیں۔ سابقہ آیات میں ولا تحزن علیہم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اسی سلسلہ کا ایک عنوان تھا۔ مذکورالصدر آیت میں بھی تسلی کا مضمون دوسرے انداز سے بیان فرمایا ہے کہ آپ کا کام ہے پیغام حق کو پہنچادینا کا وہ آپ پورا کر چکے ہیں جن لوگوں نے اس کو قبول نہیں کیا اس میں آپ کا کوئی قصور اور کوتاہی نہیں جس پر آپ غم کریں بلکہ وہ اپنی صلاحیت قبول ہی کو کھو چکے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ

اور کوئی چیز مخفی نہیں آسمان وزمین میں مگر کہ کتاب ظاہر (یعنی لوح محفوظ) میں

مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

موجود ہے۔ بیشک یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل پر

اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى

اکثر باتوں کو جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بیشک یہ قرآن ہدایت

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ

اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے! تیرا پروردگار فیصلہ فرماتا ہے ان کے آپس کا

بِحُكْمِهٖ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ ج فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط

اپنے حکم سے۔ ف۱ اور وہی زبردست سب کچھ جانتا ہے۔ سو تو توکل کر اللہ پر۔

اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

بیشک تو صریح حق پر ہے۔ تو نہیں سُنا سکتا مُردوں کو

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ

اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جب کہ وہ روگردانی کریں منہ پھیر کر!

اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ط اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا

اور نہ تو راہ دکھا سکتا ہے اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (روک کر) بس تو تو اسی کو سناتا ہے

مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ

جو یقین رکھتا ہو ہماری آیتوں کا پس وہ لوگ فرمانبردار ہیں ف۲ اور جب آ پڑے گا

ف۱ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ دین حق کیا تھا اور غلط راستہ کیا تھا تو ایسے لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے پس نہ آپ ان کی مخالفت کی فکر کیجئے نہ ان کی حالت پر افسوس کیجئے کیونکہ ان کی حالت سمجھانے کے دور سے گزر گئی ہے اب یہ عقلی اور شرعی فیصلہ کو نہ مانیں گے بلکہ عملی فیصلہ کی ضرورت ہے جو خدا کا کام ہے۔

ف۲ اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مردے نہیں سنا کرتے اور اگرچہ یہاں مردوں سے کفار مراد ہیں لیکن تشبیہ جبھی درست ہو گی جب کہ مردے نہ سنتے ہوں لیکن چونکہ بعض احادیث سے مردوں کا قریب جگہ سے سننا نہ کہ دور سے معلوم ہوتا ہے اس لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو سننے سنانے سے نفع نہیں ہوتا چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مردوں کو نصیحت کرے تو بیکار ہے کیونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اور ثواب سے ان کو نفع ہونا یا تلاوت قرآن سے انس ہونا یہ دوسری بات ہے اس آیت سے اس کی نفی نہیں ہوتی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ کفار کا بالکل نہ سننا تو مشاہدہ کے خلاف ہے پس یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ بالکل نہیں سنتے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفار کو حق بات سننے سے نفع نہیں ہو سکتا پس یہی مردوں کے نہ سننے سے بھی مراد ہے کہ ان کو سننے سنانے سے نفع نہیں ہوتا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے بالکل نہیں سنتے اس کے علاوہ حدیث اور قرآن کے تعارض کا رفع کرنا بھی ضروری ہے اور تعارض اس تقریر سے دفع ہوتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حقیقی مردہ تو بدن ہے وہ نہیں سن سکتا مگر اس سے روح کا بھی نہ سننا لازم نہیں آتا۔

اَلۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ

ان پر وعدہ (عذاب تو) ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک جانور زمین سے

تُكَلِّمُهُمۡ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوۡمَ

جو ان سے کلام کرے گا کہ آدمی ہماری آیتوں کا یقین نہیں کرتے تھے اور جس دن

نَحۡشُرُ مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ فَوۡجًا مِّمَّنۡ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

ہم جمع کریں گے ہر ایک امت میں سے اس گروہ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو

فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡ قَالَ اَكَذَّبۡتُمۡ

پھر وہ مثل بہ مثل کھڑے کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ حاضر ہوں گے اللہ فرمائے گا کہ کیا تم نے جھوٹ سمجھا

بِاٰيٰتِىۡ وَلَمۡ تُحِيۡطُوۡا بِهَا عِلۡمًا اَمَّاذَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾

میری آیتوں کو حالانکہ تم نے ان کے علم کا احاطہ نہ کیا تھا! یا تم کیا عمل کیا کرتے تھے۔

وَوَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا فَهُمۡ لَا يَنۡطِقُوۡنَ ﴿۸۵﴾

اور ثابت ہوا وعدہ (عذاب) ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے تو وہ بول بھی نہ سکیں گے۔

اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِيَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ

کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے بنائی رات! تاکہ اس میں آرام کریں

مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾

اور دن کو روشن (بنا دیا) بیشک اس میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو یقین کرتے ہیں۔ ۱؎

وَيَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ

اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو گھبرا جائیں گے جو آسمانوں میں ہیں

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶/۲ منکرین بعث بعد الموت کیلئے دلیل ذکر کی گئی۔ منکرین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ اہل کتاب کے جھگڑوں کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ قیامت کی ایک نشانی بتائی گئی۔

۱؎ کیونکہ موت کی حقیقت یہ ہے کہ روح کا تعلق بدن سے جدا ہو جائے اور دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ تعلق پھر لوٹ آئے اور نیند میں بھی وہ تعلق کسی درجہ میں زائل ہو جاتا ہے اور بیداری میں پھر وہ تعلق جو کمزور ہو کر فی الجملہ زائل ہو گیا تھا لوٹ آتا ہے پس نیند اور موت میں اور بیداری اور دوبارہ زندہ ہونے میں پوری مشابہت ہے اور یہ تعلق خدا ہی نے پیدا کیا ہے تو وہ پھر دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس کا محال ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں پس اول تو دوسری حیات کا ممکن ہونا خود بدیہی ہے پھر اس کی ایک نظیر رات دن تمہارے ساتھ ہے اس سے اس کا بدیہی ہونا اور زیادہ پختہ ہو گیا پھر دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق خدا کی قدرت سے کیا انکار ہو سکتا ہے اور یہ چونکہ عقلی دلیل ہے اس لئے ہر شخص کے لئے عام ہے مگر اس سے نفع ایمان والے ہی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ غور کرتے ہیں اور دوسرے غور نہیں کرتے۔

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

اور جو زمین میں ہیں (سب) مگر جس کو اللہ چاہے ف۱ اور سب حاضر ہو جائیں گے

دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ

اس کے حضور میں عاجزی سے۔ اور تو دیکھتا ہے پہاڑوں کو خیال کرتا ہے کہ وہ

مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ

اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی مانند کاریگری اس اللہ کی جس نے مضبوط بنایا ہر شئے

اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

کو بیشک وہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لے کر آئے گا۔ تو اس کو اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ

بہتر (ملے گا)۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔

جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ

اور جو بدی لے کر آیا تو وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے آگ میں (ان سے کہا جائے گا کہ)

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ

تم اُسی کی سزا دیئے جاتے ہو جو عمل کیا کرتے تھے (اے محمد کہہ دے کہ)

اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ

مجھ کو تو یہی حکم ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر (مکہ) کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کی ہے ہر چیز!

شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ لا وَاَنْ

اور مجھ کو حکم ہے کہ مسلمانوں میں رہوں۔ اور یہ کہ

ف۱ حضور ﷺ کا فکرِ آخرت:
حضرت زید بن ارقم راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے چین پا سکتا ہوں سینگ (صور) والا تو سینگ منہ میں لئے پیشانی آگے کو جھکائے کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اس کو (پھونکنے کا) حکم دیا جاتا ہے صحابہ کو یہ فرمان سن کر بڑی دشواری ہوئی (کہ جب رسول اللہ ﷺ کا یہ حال ہے کہ دل کو کسی وقت سکون میسر نہیں تو ہمارا کیا ٹھکانہ ہے) فرمایا کہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل اللہ ہمارے لئے کافی ہے وہی اچھا ذمہ دار ہے۔
احمد حاکم بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے اور ترمذی حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید کی روایت سے بھی یونہی نقل کیا ہے اور ابو نعیم نے حضرت جابر کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

شہداء کی فضیلت:
بغوی نے لکھا ہے مستثنیٰ کون لوگ ہوں گے اس کی تعیین میں علماء کے اقوال میں اختلاف ہے حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت الا من شاء اللہ کی بابت دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ موجود ہیں ان کو فزع لاحق نہ ہوگا۔

أَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ

پڑھوں قرآن۔ پھر جو کوئی راہ پر آگیا تو بس راہ پر آتا ہے اپنے بھلے کو۔

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دے کہ بس میں تو ڈر سنانے والوں میں سے ہوں اور کہہ!

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ

ہر تعریف اللہ کو (سزاوار ہے) وہ عنقریب تم کو دکھائے گا اپنی نشانیاں۔ تو تم ان کو پہچان لو گے اور تیرا پروردگار ان اعمال سے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو۔ ف۱

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قصص مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا

یہ چند آیتیں ہیں روشن کتاب کی ف۲ ہم تجھ کو سناتے ہیں کچھ حال موسیٰ

عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ

اور فرعون کا واقعی ان لوگوں کے لئے

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ

جو یقین کرتے ہیں۔ فرعون بڑھ چڑھ رہا تھا ملک میں اور بنا رکھا تھا

ف۱ اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا:

وما ربک بغافل عما تعملون اور اے محمد ﷺ آپ کا رب ان کے کسی عمل سے بے خبر نہیں ہے جو یہ کرتے رہتے ہیں یعنی اعمال کے مطابق ہر ایک کو بدلہ دے گا اور وقت مقرر پر دے گا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۷

گناہگاروں کی تقسیم اور منکرین کے تمام عذر ختم ہونے کا بیان فرمایا گیا اور انہیں رات دن کے نظام میں غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ صور پھونکنے اور پہاڑوں کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ نیکی اور بدی کا ذکر فرمایا گیا۔ بیت اللہ کی عظمت کو ذکر کرکے کامل فرمانبرداری کی طرف متوجہ کیا گیا۔ راہ راست کی ضرورت رہنمائی کے منصب پر شکر کو بیان فرمایا گیا۔

۷ ع ۱۱ ۳

ف۲ سورہ قصص کا تعارف:

سورہ قصص مکی سورتوں میں سب سے آخری سورت ہے جو ہجرت کے وقت مکہ مکرمہ اور جحفہ (رابغ) کے درمیان نازل ہوئی۔ بعض روایات میں ہے کہ سفر ہجرت میں جب رسول اللہ ﷺ جحفہ یعنی رابغ کے قریب پہنچے تو جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا آپ کو آپ کا وطن جس میں آپ پیدا ہوئے یاد آتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور یاد آتا ہے۔ اس پر جبرئیل امین نے یہ سورت قرآن سنائی جس کے آخر میں آنحضرت ﷺ کو اس کی بشارت ہے کہ انجام کار مکہ مکرمہ فتح ہو کر آپ کے قبضہ میں آئے وہ آیت یہ ہے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد سورہ قصص میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ پہلے اجمال کے ساتھ پھر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ نصف سورت تک موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ اور آخر سورت میں قارون کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ (مفتی اعظم)

وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ

وہاں کے لوگوں کو الگ الگ گروہ کمزور سمجھ رکھا تھا ان میں سے ایک فرقہ کو!

يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ذبح کر ڈالتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورت ذات (بیٹیوں) کو بیشک

مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

وہ فساد کرنے والوں میں تھا۔ اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ احسان کریں ان لوگوں پر

فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں! اور ان کو سردار بنائیں

الْوٰرِثِيْنَ ۙ⑤ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ

اور ان کو وارث کردیں اور ان کو جمائیں ملک میں اور دکھائیں

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥

فرعون اور ہامان اوران کے لشکروں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں وہ چیز کہ جس کا وہ خطرہ کرتے تھے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا

اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی ماں کی طرف کہ تو اس کو دودھ پلائے جا پھر جب

خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا

تو اس پر اندیشہ کرے تو اس کو ڈال دے دریا میں ف۱ اور نہ کچھ خوف کر اور نہ

تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦

غم کر بیشک ہم اس کو پھر پہنچا دیں گے تیری جانب اور اس کو کریں گے پیغمبروں میں سے

ف۱ بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوخابذ بنت لاوی تھا اور لاوی حضرت یعقوب کا بیٹا تھا۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ وحی نبوت والی وحی نہیں تھی نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ قتادہ نے اس جگہ اَوْحَيْنَآ کا ترجمہ کیا ہم نے اس کے دل میں ڈال دیا صوفیہ کی اصطلاح میں اسی کو الہام کہتے ہیں الہام ہی کی ایک قسم وہ سچا خواب بھی ہے جس سے دل کو یقین اور اطمینان ہو جائے۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ الہام بھی علم کا ایک ذریعہ ہے اگرچہ اس سے علم ظنی (غیر یقینی) حاصل ہوتا ہے لیکن الہام قلبی اور القاء انہی دلوں کا قابل اعتبار ہوتا ہے جو پاک صاف اور حامل اطمینان ہوں۔ وسوسے اور الہام کا فرق ہی یہ ہے کہ وسوسہ (دل کا کھٹکا) موجب اطمینان نہیں ہوتا اور الہام سے اطمینان قلبی حاصل ہو جاتا ہے اور (صاحب الہام کو اپنی جگہ) قلبی یقین ہو جاتا ہے۔

ان ارضعیہ یعنی موسیٰؑ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی اور کہہ دیا کہ جب تک پوشیدہ رکھنا ممکن ہو موسیٰؑ کو دودھ پلاتی رہ۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ موسیٰ علیہ السلام کو گود میں لئے دودھ پلاتی رہتی تھیں اور وہ نہ روتے تھے نہ حرکت کرتے تھے۔ کذا ذکر البغوی۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا

پس اس کو اٹھا لیا فرعون کے لوگوں نے تاکہ آخر کار یہ ہو ان کا دشمن

وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا

اور باعث غم! بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر

كَانُوْا خٰطِـِٕیْنَ ۝۸ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ

خطا کرنے والے تھے اور فرعون کی عورت بولی کہ (یہ بچہ) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

لِّیْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

میرے اور تیرے لئے! ف۱ اس کو مارو نہیں! شاید ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم

وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ

اس کو بیٹا بنا لیں اور وہ واقعی حال سے خبردار نہ تھے اور موسیٰ کی

مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ

ماں کا دل بیقرار ہوگیا قریب تھی کہ ظاہر کر بیٹھے تمام قصہ کو اگر

رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۰

ہم نہ گرہ دیتے اس کے دل پر تاکہ رہے یقین کرنے والوں میں

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ ٘ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ

اور موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہہ دیا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اس کو دور سے دیکھتی

وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ۙ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ

رہی اور ان لوگوں کو خبر نہ ہوئی اور ہم نے بند کر رکھا تھا موسیٰ پر دائیوں کا دودھ پہلے ہی سے۔

ف۱ حضرت آسیہ:
وہب بن منبہ نے بیان کیا جب فرعون کے سامنے صندوقچہ رکھا گیا اور لوگوں نے اس کو کھولا اور اس کے اندر سے موسیٰ برآمد ہوئے تو فرعون نے ان کو دیکھ کر کہا یہ تو عبرانی ہے دشمنوں میں سے ہے موسیٰ کو دیکھ کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگا یہ لڑکا کیسے بچ گیا فرعون نے ایک اسرائیلی عورت سے نکاح کر لیا تھا جس کو آسیہ بنت مزاحم کہا جاتا تھا یہ عورت بہت نیک تھی اور انبیاء کی نسل سے تھی مسکینوں کے لئے تو ماں تھی ان پر بڑا ترس کھاتی تھی بہت خیرات دیتی تھی، جب آسیہ فرعون کے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو اس نے فرعون سے کہا یہ لڑکا تو ایک سال سے زائد کا ہے اور آپ کا حکم اس سال کے لڑکوں کو قتل کرنے کا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دیجئے۔ (تفسیر مظہری)

قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

تو موسیٰ کی بہن بولی کہ میں تم کو پتہ بتاؤں ایک گھرانے کا

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ

جو اس بچے کی پرورش کریں تمہارے لئے اور وہ اس کے بڑے خیر خواہ ہیں! غرض ہم نے پھر پہنچا دیا موسیٰ کو ول

اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ

اس کی ماں جانب تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور رنجیدہ نہ ہو اور تا کہ جان لے کہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا

اللہ کا وعدہ سچا ہے و لیکن بہتیرے لوگ جانتے نہیں۔ اور جب

بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

موسیٰ پہنچا اپنی جوانی کو اور پورا ہوا! ہم نے اس کو عطا فرمایا حکم اور علم۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

اور اسی طرح ہم بدلا دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور موسیٰ شہر کے اندر آیا ایسے وقت

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

کہ وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو پایا وہاں دو آدمیوں کو

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

کہ آپس میں لڑ رہے ہیں! یہ ایک تو اس کی قوم میں کا تھا اور وہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے!

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ

پس موسیٰ سے مدد مانگی اس نے جو اس کی قوم میں کا تھا اس دوسرے شخص پر جو اس کے

ول درمنثور میں ابن جریج سے روایت ہے کہ اس بات سے فرعونیوں کو شبہ ہوا کہ یہ عورت اس بچہ کو پہچانتی ہے تو انہوں نے مجبور کیا کہ بتلاؤ یہ بچہ کس کا ہے ورنہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کی خیر خواہی کریں گے انہوں نے فوراً ذہانت سے جواب دیا کہ ھم لہ نصحون اس میں لہٗ کی ضمیر سے بادشاہ مراد ہے یعنی وہ لوگ سرکاری خیر خواہ ہیں اور دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی طبیعت سے ہر ایک کے خیر خواہ ہیں اس لئے اس بچہ کے بھی خیر خواہ ہوں گے پس ان لوگوں نے ایسے وقت میں کہ دودھ پلانے کی مشکل پڑ رہی تھی اس مشورہ کو غنیمت سمجھا اور اس گھرانے کا پتہ پوچھا انہوں نے اپنی والدہ کا پتہ بتلایا چنانچہ وہ بلائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ان کی گود میں دیئے گئے جاتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا اور ان لوگوں کی اجازت سے چین سے اپنے گھر لے آئیں کبھی کبھی لے جا کر ان کو دکھلا آتیں۔

خلاصہ رکوع ۱ (ع ۱ / ۴)

قبطیوں کا بنی اسرائیل پر تسلط اور فساد فی الارض کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا نظام اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو تسلی دی گئی۔ فرعون کے محل میں آپ علیہ السلام کی پرورش اور والدہ کے دل کی کیفیت کو ذکر کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ والدہ کی آغوش میں آنے کو ذکر فرمایا گیا۔

۲۵

عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا

دشمنوں میں سے تھا۔ تو موسیٰ نے اس (دشمن کے) مکا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا۔ بولا! یہ ہوئی

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ

شیطانی حرکت! ف۱ بیشک شیطان (اور) صریح گمراہ کرنے والا ہے کہا کہ

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ

اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھ کو بخش دے۔ تو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ

بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے کہا کہ اے میرے پروردگار جیسا کہ تو نے مجھ

عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ

پر فضل فرمایا پھر میں بھی ہرگز نہ بنوں گا گنہگاروں کا مددگار۔ پھر صبح کو

فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ

اٹھا موسیٰ شہر میں ڈرتا ہوا خبر لیتا تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل موسیٰ سے مدد مانگی تھی

بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ

موسیٰ کو (اپنی مدد کے لئے پھر) پکار رہا ہے موسیٰ نے اس سے کہا کہ بیشک

لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ

تو صریح بد راہ ہے پھر جب موسیٰ نے چاہا کہ اس (قبطی) کو پکڑے کہ

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ

جو ان دونوں کا دشمن تھا (تو اسرائیلی) بول اٹھا کہ موسیٰ! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے

ف۱ قبطی کے قتل کی قانونی حیثیت:

هذا من عمل الشيطن انه عدو مضل مبين کہا یہ شیطانی حرکت ہوگئی بے شک شیطان (آدمی کا) کھلا ہوا دشمن ہے غلطی میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس فعل کو شیطانی حرکت اس لئے قرار دیا کہ اس وقت آپ علیہ السلام کو کافروں کے قتل کرنے کا حکم نہیں تھا اور ان لوگوں کے اندر آپ علیہ السلام محفوظ بھی تھے ان میں سے کسی کو اچانک قتل کر دینا آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ لیکن یہ قتل خطاً تھا قصداً نہ تھا اس لئے اس کو عصمت انبیاء کے خلاف نہیں قرار دیا جا سکتا موسیٰ علیہ السلام نے اس فعل کو شیطانی حرکت شمار کیا اور ظلم سمجھا اور پھر استغفار کی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ علیہ السلام مقرب بندوں میں سے تھے حقیر فروگزاشت کو بھی عظیم گناہ جانتے تھے اہلِ قرب کی یہی حالت ہوتی ہے (اگر ان سے ادنیٰ غلطی ہو جائے تو وہ اس کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں)۔

فاغفرلی فغفرله انه هو الغفور الرحیم موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا (کہ تیرے حکم کے بغیر ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا) سو میرے اس قصور کو تو معاف فرما دے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو معاف کر دیا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ یعنی اللہ نے اپنا حق معاف کر دیا اور قبطی چونکہ معصوم الدم نہ تھا کہ جس کو قتل کرنا موجب قصاص و دیت ہوتا اس لئے وارثوں سے معاف کرانے کی ضرورت ہی نہ تھی نہ (قیامت کے دن) مقتول کے عفو کرنے کی ضرورت ہو گی۔ (تفسیر مظہری)

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ

جیسے مار چکا ہے ایک شخص کو کل! تو بھی چاہتا ہے

تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ

کہ زور ظلم کرتا پھرے ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ میل ملاپ

مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا

کرنے والا بنے! اور آیا ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے

الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْ

دوڑتا ہوا! اس نے کہا کہ اے موسیٰ اہل دربار مشورہ کر رہے ہیں

تَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ

تمہارے بارے میں کہ تم کو قتل کر ڈالیں سو تم نکل جاؤ! بیشک میں تمہارا

النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ

بھلا چاہنے والا ہوں۔ پس موسیٰ نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا خبر لیتا! کہا کہ اے میرے پروردگار

نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ ۧ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ

مجھ کو نجات دے ان ظالم لوگوں سے اور جب متوجہ ہوا شہر

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ

مدین کی جانب تو کہا! امید ہے کہ میرا پروردگار مجھ کو لے جائے

السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

سیدھی راہ پر ف! اور جب پہنچا مدین کے پانی پر! پایا اس پانی پر لوگوں کا

ف معارف ومسائل:

ولما توجه تلقا مدين مَدْيَن ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے جو مدین بن ابراہیمؑ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ علاقہ فرعونی حکومت سے خارج تھا، مصر سے مدین کی مسافت آٹھ منزل کی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعونی سپاہیوں کے تعاقب کا طبعی خوف پیش آیا، جو نہ نبوت و معرفت کے منافی ہے نہ توکل کے، تو مصر سے ہجرت کا ارادہ کیا اور مَدْیَن کی سمت شاید اس لئے متعین کی کہ مَدْیَن بھی اولاد ابراہیم علیہ السلام کی بستی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اُن کی اولاد میں تھے، اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام بالکل بے سرو سامانی کے ساتھ اس طرح مصر سے نکلے کہ نہ کوئی توشہ ساتھ تھا نہ کوئی سامان اور نہ راستہ معلوم، اسی اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا عسى ربى ان يهديني سواء السبيل، یعنی امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا، اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی۔ مفسرین کا بیان ہے کہ اس سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غذا صرف درختوں کے پتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سب سے پہلا ابتلاء اور امتحان تھا۔

ع ۲ ۵

خلاصہ رکوع ۲

موسیٰ علیہ السلام کو علم وحکمت کی عطا اور قبطی کی موت کے سلسلہ میں خدائی نصرت کا اظہار فرمایا گیا۔ راز کا افشا فرعون کا مشورہ اور موسیٰ علیہ السلام کا مدین کی طرف سفر اور بکریوں کو پانی پلانے کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح وحق مہر جیسا مور کو ذکر فرمایا گیا۔

أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

ایک گروہ کہ پانی پلا رہے ہیں اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا

کہ (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ تمہارا کیا کام ہے؟ وہ بولیں کہ ہم پانی نہیں

نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

پلاتے یہاں تک کہ لوٹا جائیں چرواہے (اپنی بکریوں کو) اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے ف۱

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ

تو موسیٰ نے ان کے لئے پلا دیا (ان کی بکریوں کو) پھر ہٹ کر آیا سایہ کی طرف پس کہا کہ اے

اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا

میرے پروردگار تو جو میری طرف نازل فرمائے میں اس کا حاجت مند ہوں پھر موسیٰ کے پاس آئی

تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ

ان میں سے ایک عورت کہ چلتی تھی شرماتی! کہنے لگی کہ میرے باپ تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تم کو

اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

اس کی مزدوری دیں جو تم نے ہمارے (جانوروں کو) پانی پلا دیا! ف۲ پھر جب موسیٰ آیا شعیب کے

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

پاس اور بیان کیا اس سے تمام قصہ تو شعیب نے کہا کہ خوف نہ کرو تم بچ آئے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ

ان ظالم لوگوں سے ان دونوں (لڑکیوں) میں سے ایک بولی کہ ابا جان! ان کو نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی

ف۱ مطلب یہ تھا کہ ہمارے والد بوڑھے ہونے کی وجہ سے جانوروں کو پانی پلانے نہیں آسکتے، اور ہم چونکہ عورت ذات ہیں، اس لئے مردوں میں گھس کر پانی نہیں پلا سکتیں، اس لئے اس انتظار میں ہیں کہ مرد چلے جائیں اور کنواں خالی ہو جائے تو ہم اپنے جانوروں کو لے جا کر پانی پلائیں۔ واضح رہے کہ ان عورتوں کے والد حضرت شعیب علیہ السلام تھے جنہیں مدین کے لوگوں کی اصلاح کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، اور جن کا واقعہ سورہ اعراف، سورہ ہود وغیرہ میں تفصیل سے آچکا ہے۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت خواتین کا کسی کام گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، البتہ اگر مرد وہ کام انجام دے سکتے ہوں تو مردوں ہی کو انجام دینا چاہیے، اسی لئے انہوں نے اپنے آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ ہمارے والد ضعیف ہیں، اور گھر میں کوئی مرد نہیں ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین سے بات کرنا جائز ہے، خاص طور پر اگر انہیں کسی مشکل میں مبتلا دیکھیں تو ان کی مدد کے لئے ان کا حال پوچھ کر حتی الامکان ان کی مدد کرنی چاہیے، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (توضیح القرآن)

ف۲ نیکی پر اُجرت کا مسئلہ:

صحیح فیصلہ یہ ہے کہ تعلیم قرآن یا امامت یا اذان غرض اس عمل پر جو خود عبادت مقصودہ ہے یا عبادت مقصودہ کی شرط ہے اجرت لینا اور ٹھہرانا جائز نہیں ہاں جو امر بجائے خود مباح ہے (عبادت اور نیکی نہیں ہے) اور نیت صالحہ کے بعد وہ طاعت بن جاتا ہے اس کی اجرت لینی اور ٹھہرانی جائز ہے امام شافعی نے تو اذان کی اجرت کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ متاخرین حنفیہ نے بھی تعلیم قرآن کی اجرت کو درست مانا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری)

خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ

جو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ ہے جو زور آور (اور) امانت دار ہو ف۱ شعیب نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں

أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي

چاہتا ہوں کہ تمہارے نکاح میں دوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو اس شرط پر

ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا

کہ تم میری نوکری کرو آٹھ برس تک پھر اگر تم پورے کر دو دس برس تو تمہارا احسان ہے۔ اور میں

أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ

یہ نہیں چاہتا کہ تم پر مشقت ڈالوں! تم مجھ کو پاؤ گے ان شاء اللہ

مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا

نیک بخت لوگوں میں۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ قرار ہو چکا میرے اور تمہارے درمیان! جونسی

الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا

بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو مجھ پر زیادتی نہ ہو۔ اور اللہ اس پر

نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ ع فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ

گواہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں پھر جب موسیٰ پوری کر چکا مدت اور لے کر چلا

آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۖ قَالَ لِأَهْلِهِ

اپنی بی بی کو! دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ۔ کہا اپنے گھر والوں سے

امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

کہ تم ٹھہر جاؤ! میں نے آگ دیکھی ہے شاید تمہارے پاس لے آؤں وہاں سے

ف۱ تین زیرک آدمی:
حضرت ابن مسعود نے فرمایا تین آدمی بڑے زیرک اور ہوشیار تھے شعیب کی لڑکی۔ یوسف کا ساتھی جس نے کہا تھا عسیٰ ان ینفعنا اور ابوبکر جنہوں نے اپنی زندگی میں عمر کو خلیفہ بنا دیا۔
اکثر اہل علم نے کہا چھوٹی سے نکاح کرایا تھا جس کا نام صفورہ تھا یہی لڑکی موسیٰ کو بلانے گئی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حضرت انس کی روایت سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذر کی مرفوع روایت ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم سے دریافت کیا جائے کہ موسیٰ کا نکاح کس لڑکی سے کرایا تھا تو تم کہہ دینا چھوٹی سے کرایا تھا وہی موسیٰ کے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ حضرت موسیٰ نے چھوٹی سے ہی نکاح کیا تھا۔ (تفسیر مظہری)
ملازم میں دو صفتیں ہونا چاہئیں ایک کام کی قوت وصلاحیت دوسرے امانتداری۔ ان کے پتھر اٹھا کر پانی پلانے سے ان کی قوت وقدرت کا اور راستہ میں لڑکی کو اپنے پیچھے کر دینے سے امانتداری کا تجربہ ہو چکا ہے۔

خلاصہ رکوع ۳
تکمیل مدت کے بعد مصر واپسی اور سند نبوت کو ذکر کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے فرعون کی مرعوبیت اور موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کو بیان فرمایا گیا۔ فرعون کی حماقت اور تکبر و ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔ طور و مدین کی تاریخ کی طرف متوجہ فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ پیغمبروں کا وجود اللہ کا احسان ہے۔ مشرکین کی حالت اور نفس کی غلامی کی مذمت ذکر فرمائی گئی۔

أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ

کچھ خبر یا ایک چنگاری آگ کی (لیتا آؤں) تاکہ تم لوگ تاپو! ؁۱ پھر جب

اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ

پہنچا آگ کے پاس (تو) آواز آئی میدان کے داہنے کنارے سے

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ

مبارک جگہ میں درخت کے اندر سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں! اللہ دنیا جہان

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

کا پروردگار! اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی۔ جب موسیٰ نے اس کو دیکھا پھنپھناتے ہوئے گویا کہ

جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا

وہ سانپ ہے (تو) پھر چلا پیٹھ پھیر کر اور پیچھے کو مڑ کر بھی نہ دیکھا

تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ

(ہم نے فرمایا کہ) اے موسیٰ! آگے آ اور خوف نہ کر! تجھے کچھ خطرہ نہیں

جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ؗ وَّاضْمُمْ

داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ نکلے گا سفید بغیر کسی روگ کے

اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ

اور ملا اپنی طرف اپنا بازو خوف سے ؁۲ پس یہ دو دلیلیں ہیں

رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

تیرے پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی جانب!

؁۱ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پورے کئے تھے اس کے بعد غالباً انہوں نے اپنی والدہ اور دوسرے رشتہ داروں کے پاس مصر جانے کا ارادہ فرمایا، اور یہ سوچا کہ قبطی کے قتل کا قصہ اب بھولا بسرا ہو چکا ہوگا اور واپس مصر جانے میں کوئی خطرہ نہیں رہا۔ (توضیح القرآن)

؁۲ خوف کا علاج:
عطاء نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اپنے سے ملا لو تا کہ خوف دور ہو جائے حضرت ابن عباس نے فرمایا موسیٰ کے بعد جو خوف زدہ آدمی بھی اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لیتا ہے اس کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ مجاہد نے کہا جو شخص بھی اپنے دونوں جناح اپنے بدن سے ملائے گا اس کا خوف دور ہو جائے گا اور جناح پورا ہاتھ ہے۔
بغوی نے لکھا ہے یعنی اپنے خوف کو دور کرو اور اپنے پہلو کو اپنے لئے نرم کر لو خوف زدہ آدمی کا دل دھڑکتا اور بدن لرزتا ہے اسی معنی میں اللہ نے فرمایا ہے۔ (تفسیر مظہری)
لاٹھی کے سانپ بننے اور ہاتھ سے اچانک روشنی نکلنے کے واقعات سے جو طبعی گھبراہٹ ہوئی اس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ جس ہاتھ سے نکالا تھا، اور وہ چمکنے لگا تھا، اسے دوبارہ اپنے جسم سے لپٹا لو، تو گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ (توضیح القرآن)

فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ

بیشک وہ لوگ نافرمان ہیں! موسیٰ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میں نے خون کر دیا ہے

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا

ان میں سے ایک شخص کا تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون

فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ

وہ مجھ سے زیادہ صاف زبان ہے تو اس کو بھیج میرے ساتھ مددگار (بنا کر) کہ وہ میری تصدیق

يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ

کرے مجھ کو خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلانے لگیں! اللہ نے فرمایا کہ ہم قوت دیں گے

لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا

تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تم دونوں کو

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى

غلبہ پھر وہ لوگ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے ہماری نشانیوں کے باعث!

بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا

تم اور جو تم دونوں کی پیروی کرے غالب رہو گے ول تو جب موسیٰ اُن کے پاس آیا ہماری کھلی نشانیاں

سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

لے کر! وہ لگے کہنے کہ بس یہ تو ایک جادو ہے جوڑا ہوا اور ہم نے تو یہ سنا نہیں اپنے اگلے باپ دادوں

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ

میں اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اس کے۔ پاس سے

ول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا اور فرعون کی مرعوبیت:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضرت موسیٰؑ کے دل پر فرعون کا بہت خوف تھا پھر آپ جب اسے دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدْرَأُ بِكَ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ اے اللہ! میں تجھے اس کے مقابلہ میں کرتا ہوں اور اس کی بُرائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے رُعب وخوف ہٹا لیا اور فرعون کے دل میں ڈال دیا۔ پھر تو اس کا یہ حال ہو گیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس کا پیشاب خطا ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں معجزے یعنی عصائے موسیٰ اور ید بیضا دے کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب فرعون اور فرعونیوں کے پاس رسالت لے کر جاؤ اور بطور دلیل یہ معجزے پیش کرو اور ان فاسقوں کو راہِ خدا تعالیٰ دکھاؤ۔ (ابن کثیر)

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور جس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بے شک نہیں فلاح پاتے ستم گار۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ

اور فرعون نے کہا کہ اے دربار والو! مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی

اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ

معبود اپنے سوا۔ تو آگ لگا میرے لئے اے ہامان مٹی کو پھر تیار کر

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ

میرے لئے ایک محل تاکہ میں جھانکوں موسیٰ کے معبود کو

لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ

اور میں تو اس کو جھوٹا ہی گمان کرتا ہوں۔ اور تکبر کرنے لگے فرعون اور اس کے لشکر

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا

ملک میں ناحق ف۱ اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹائے

لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي

نہ جائیں گے۔ تو ہم نے دھر پکڑا اُس کو اور اُس کے لشکروں کو پھر اُن کو پھینک

الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ

مارا دریا میں پس دیکھ کیسا ہوا ظالموں کا انجام اور ہم نے ان کو

اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا

سردار بنایا کہ بلاتے تھے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن ان کو

ف۱ بڑائی فقط اللہ کی ہے:

حق بمعنی استحقاق برحق بڑا ہونا اسی کو زیبا ہوتا ہے جس سے بڑا اور اس کے برابر بلکہ اس کی نسبت سے کچھ کم بھی کوئی دوسرا بڑا نہ ہو اور ایسا صرف خدا تعالیٰ ہے (اس کی بڑائی سے کسی کی کوئی نسبت ہی نہیں نہ زیادتی کی نہ برابری کی نہ کمی کی۔ درحقیقت وہی بڑا ہے کبریائی کے آخری درجہ پر پہنچا ہوا اسی لئے اللہ نے فرمایا بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میری ازار (یعنی عظمت و کبریائی میرا ہی لباس ہے) جو شخص بھی اس لباس کو مجھ سے کھینچے گا (اور اتار کر خود پہننا چاہے گا) میں اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ بسند صحیح عن ابی ہریرۃ وابن ماجہ عن ابن عباس۔ حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث مذکوران الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے بڑائی میری چادر ہے جو بھی میری چادر کو مجھ سے کھینچے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔ (ہلاک کر دوں گا) سمویہ نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں جو شخص مجھ سے دونوں میں سے کسی کو بھی کھینچے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (تفسیر مظہری)

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ

مدد نہ ملے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں پھٹکار لگادی

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ

اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے۔ اور ہم نے عطا فرمائی

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

موسیٰ کو کتاب اس کے بعد کہ ہم ہلاک کر چکے اگلی امتوں کو!

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

دلیلیں لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ

نصیحت پکڑیں۔اور (اے محمدؐ) تو موجود نہ تھا مغربی جانب جب ہم نے

اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ لا

بھیجا موسیٰ کی جانب حکم اور نہ تو حاضرین میں تھا

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ

لیکن ہم نے پیدا کیں بہتیری امتیں پھر ان پر دراز ہوئی ان کی عمر

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اور نہ تو رہتا تھا مدین والوں میں کہ ان پر پڑھتا ہماری

اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ

آیتیں ولیکن ہم رسول بھیجنے والے رہے ہیں۔ ف۱ اور تو نہ تھا طور کے کنارے

ع ۴
۱۴
۷

خلاصہ رکوع ۴

انصاف پسند اہل کتاب کو دوہرے اجر کی بشارت دی گئی اور اہل علم کے اوصاف ذکر کیے گئے۔ مشرکین کا عذر اور اس کا جواب ذکر کیا گیا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنے کی تلقین کی گئی اور عذاب الٰہی کیلئے قانون قدرت کو بیان کیا گیا اور دنیاوی سامان کا فانی ہونا بیان کیا گیا۔

ف۱ خواب غفلت سے بیداری کا انتظام:

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو مدین جاکر جو واقعات پیش آئے اُن کا اس خوبی وصحت سے بیان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا اُس وقت تم شانِ پیغمبری کے ساتھ وہیں سکونت پذیر تھے اور جس طرح آج اپنے وطن مکہ میں اللہ کی آیات پڑھ کر سنا رہے ہو، اُس وقت "مدین والوں کو سناتے ہو گے حالانکہ یہ چیز صریحا نفی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم ہمیشہ سے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو دنیا کو غفلت سے چونکاتے اور گذشتہ عبرتناک واقعات یاد دلاتے رہیں۔ اسی عام عادت کے موافق ہم نے اس زمانہ میں تم کو رسول بنا کر بھیجا کہ پچھلے قصے یاد دلاؤ۔ اور خواب غفلت سے مخلوق کو بیدار کرو۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ٹھیک واقعات کا صحیح علم تم کو دیا جائے اور تمہاری زبان سے ادا کرایا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ

جب ہم نے آواز دی لیکن یہ مہربانی ہے تیرے پروردگار کی تا کہ تو ڈراوے

قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے تا کہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا

نصیحت پکڑیں ف۱ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر آپڑے مصیبت

قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا

ان کرتوتوں کے بدلے جو آگے بھیج چکے ان کے ہاتھ پس کہنے لگیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے

رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

کیوں نہ بھیج دیا ہماری جانب کوئی رسول تا کہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہو جاتے مسلمان

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا لَوْلَا

(تو ہم رسول نہ بھیجتے) پھر جب اُن کے پاس پہنچا حق ہماری طرف سے لگے کہنے کہ کیوں نہ

أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا

ملا اس پیغمبر کو جیسا کہ ملا تھا موسیٰ کو! کیا یہ کفر نہیں کر چکے اس کا

أُوتِيَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا قف

جو موسیٰ کو ملا تھا پہلے! کہنے لگے کہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق

وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ

اور کہنے لگے کہ ہم دونوں کو نہیں مانتے۔ کہہ دے کہ اچھا تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کی طرف سے

ف۱ سابقہ کتابوں کا مطالعہ:

حدیث میں یہ واقعہ معروف ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے اس کی اجازت طلب کی کہ وہ تورات میں جو نصائح وغیرہ ہیں ان کو پڑھیں تا کہ ان کے علم میں ترقی ہو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر اس وقت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو اُن کو بھی میرا ہی اتباع لازم ہوتا (جس کا حاصل یہ ہوتا ہے، کہ آپ کو صرف میری تعلیمات کو دیکھنا چاہیے، تورات وانجیل کا دیکھنا آپ کے لئے درست نہیں۔ مگر اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تورات کا جو اس وقت اہل کتاب کے پاس نسخہ تھا وہ تحریف شدہ تھا اور زمانہ ابتداء اسلام کا تھا جس میں نزول قرآن کا سلسلہ جاری تھا، اس وقت آنحضرت ﷺ نے قرآن کی مکمل حفاظت کے پیش نظر اپنی احادیث لکھنے سے بھی بعض حضرات کو روک دیا تھا کہ ایسا نہ ہو لوگ قرآن کے ساتھ احادیث کو جوڑ دیں، ان حالات میں کسی دوسری منسوخ شدہ آسمانی کتاب کا پڑھنا پڑھانا ظاہر ہے کہ احتیاط کے خلاف تھا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً تورات و انجیل کے مطالعے اور پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ان کتابوں کے وہ حصے جو رسول اللہ ﷺ سے متعلق پیشین گوئیوں پر مشتمل ہیں ان کا مطالعہ کرنا اور نقل کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت اور معروف و مشہور ہے حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار اس معاملہ میں سب سے زیادہ معروف ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ان پر نکیر نہیں کیا، اس لئے حاصل آیت کا یہ ہو جائے گا کہ تورات وانجیل میں جو غیر محرف مضامین اب بھی موجود ہیں اور بلاشبہ بصائر ہیں، ان سے استفادہ درست ہے مگر ظاہر ہے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

جو ان دونوں سے ہدایت میں بہتر ہو کہ میں اس کی پیروی کروں اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

سچے ہو۔ پس اگر یہ لوگ تیرے کہنے کے موافق نہ کر لائیں تو

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

جان لے کہ بس وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پیچھے

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

پڑا اپنی خواہش کے بغیر راہ بتائے اللہ کے! بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

ظالم لوگوں کو۔ اور ہم پے در پے ان کے لئے یہ قرآن لائے

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

تاکہ وہ نصیحت پکڑیں جن لوگوں کو ہم نے عنایت فرمائی کتاب اس سے پہلے

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ

وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین لائے!

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

بیشک یہ برحق ہے ہمارے ربّ کی طرف سے بیشک ہم اس سے پہلے بھی مسلمان تھے ول

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

یہی ہیں جن کو ان کا دوہرا اجر دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا

کہ ان سے استفادہ صرف ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں جو محرف اور غیر محرف میں فرق کر سکیں اور صحیح و غلط کو پہچان سکیں وہ علماء ماہرین ہی ہو سکتے ہیں، عوام کو بیشک اس سے اجتناب اس لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مغالطے میں نہ پڑ جائیں، یہی حکم اُن تمام کتابوں کا ہے جس میں حق کے ساتھ باطل کی آمیزش ہے کہ عوام کو ان کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیے علماء ماہرین دیکھیں تو مضائقہ نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

ول حضرت نجاشیؓ کی رعایا کے چند لوگ:

ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر بیان کیا ہے کہ جب حضرت جعفرؓ اور آپکے رفقاء نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے انکی میزبانی کی اور اچھا سلوک کیا جب یہ لوگ لوٹنے لگے تو نجاشی کی حدود مملکت میں رہنے والوں نے نجاشی سے کہا ہم کو اجازت دیجئے کہ (ہم ان کیساتھ جائیں اور) سمندر میں انکی خدمت کریں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر تجدید عہد کریں (نجاشی نے اجازت دیدی) وہ لوگ اپنے ملک سے روانہ ہو کر خدمت گرامی میں حاضر ہو گئے احد، حنین اور خیبر کی لڑائیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ شریک ہوئے لیکن ان میں سے کوئی شہید نہیں ہوا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ ہم کو اپنے دیس کو جانیکی اجازت مرحمت فرما دیجئے اپنے ملک میں ہمارے پاس مال ہے ہم وہاں سے مال لا کر مہاجرین کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ مہاجرین سخت محنت (ناداری) میں مبتلا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیدی وہ لوگ چلے گئے پھر مال لیکر آئے اور مہاجرین کو تقسیم کیا، اللہ نے انھیں کے بارے

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۸

مومن وکافر میں امتیاز اور مشرکین کا عذر لنگ کو ذکر کیا گیا۔ آخرت کی کامیابی کیلئے ایمان وعمل صالح کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نشانہائے قدرت کو ذکر کر کے حق واضح فرمایا گیا۔

النصف

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۵۴ وَاِذَا

اور بدی کا دفعیہ کرتے ہیں نیکی سے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

بیہودہ بات سنتے ہیں (تو) اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو

اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝۵۵

ہمارے عمل اور تم کو تمہارے عمل! تم پر سلام ہے! ہم جاہلوں کی صحبت نہیں چاہتے ف۱

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

(اے محمد) تو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ وَقَالُوْٓا

جسے چاہے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پر آنے والوں کو اور کہنے لگے

اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا

کہ اگر ہم ہدایت کی پیروی کریں تیرے ساتھ تو ہم اُچک لئے جاویں اپنے ملک سے!

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ

کیا ہم نے ان کو جگہ نہیں دی حرم امن والے میں کہ کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف

كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷

ہر جنس کے پھل! رزق ہماری طرف سے! لیکن ان میں بہتیرے جانتے نہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ

اور ہم نے بہتیری ہلاک کر ماریں بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گزران میں۔ تو اب یہ

تک یہ آیت نازل فرمائی۔

بغوی نے سعید بن جبیر وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہیں کے بارے میں اللہ نے آیات اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ تک نازل فرمائیں۔

ف۱ سلام علیکم اس سے مراد سلام تحیت و دعا نہیں بلکہ سلام ترک مراد ہے مطلب ہم گالیاں نہیں دیں گے برا نہیں کہیں گے۔ تم کو جواب نہیں دیں گے۔ لا نبتغی الجھلین یعنی ہم جاہلوں کا دین نہیں چاہتے تمہارے مذہب کو پسند نہیں کرتے بعض کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ ہم جاہلوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے ہم جاہلوں میں سے ہونا نہیں چاہتے یعنی تم ہم کو گالیاں دیتے ہو برا کہتے ہو اگر جواب میں ہم بھی تم کو گالیاں دیں گے تو تمہاری طرح جاہل ہو جائیں گے اور ہم ایسا ہونا نہیں چاہتے ہم جاہلوں میں سے ہو جانے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

بغوی نے لکھا ہے یہ حکم اس وقت تھا جب جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں بغوی کا یہ قول واقعہ نزول کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا نزول یا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا یہ حضرات تو ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے یا ان حبشیوں کی بابت ہوا جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس سے آئے تھے ان کی آمد بھی ۶ھ میں غزوہ خیبر کے وقت ہوئی تھی یا چالیس نجرانیوں اور آٹھ شامیوں کے متعلق نزول ہوا۔ یہ واقعہ بھی ہجرت کے بعد کا ہے اور اس وقت کا جب جہاد کا حکم آچکا تھا۔ (تفسیر مظہری)

مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ

ان کے گھر ہیں کہ ان میں کوئی بھی نہیں بسا ان کے بعد مگر تھوڑے۔

وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

اور ہم ہی وارث ہوئے اور تیرا پروردگار کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

جب تک نہ بھیج دے ان کے بڑے شہر میں کوئی رسول جو ان پر پڑھے ہماری

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

آیتیں۔ ؎۱ اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر جب کہ وہاں کے لوگ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

ظالم ہوں۔ اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے سو فائدہ ہے زندگانی

الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ

دنیا کا اور یہیں کی رونق ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ

تو کیا تم لوگ سمجھتے نہیں۔ ؎۲ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے عمدہ وعدہ کیا ہے پس وہ

لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ

اس کو پانے والا ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کو ہم نے پہنچا دیا فائدہ دنیا کی زندگی کا پھر وہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

قیامت کے دن ان میں سے ہوگا جو حاضر کئے جائیں گے اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا

؎۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انبیاء اور رُسل عموماً بڑے شہروں میں مبعوث ہوتے ہیں وہ چھوٹے قصبات و دیہات میں نہیں آتے کیونکہ ایسے قصبات و دیہات عادۃً شہر کے تابع ہوتے ہیں اپنی معاشی ضروریات میں بھی اور تعلیمی ضروریات میں بھی، اور شہر میں جو بات پھیل جائے اس کا تذکرہ ملحقہ قصبات و دیہات میں خود بخود پھیل جاتا ہے۔ (معارف مفتی)

صحیحین میں حضور ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ میں تمام سیاہ و سفید کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی لئے نبوت و رسالت کو آپ ﷺ پر ختم کر دیا۔ آپ ﷺ کے بعد سے قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ کہا گیا ہے کہ مُراد ام القری سے اصل اور بڑا قریہ ہے۔ (ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۶

قارون کا تذکرہ اور اس کی متکبرانہ زندگی کو ذکر کر کے نصیحت فرمائی گئی۔ قارون کی سرکشی اور عبرت انگیز ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۹

؎۲ عقلمند کون؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے مال و جائیداد کے متعلق یہ وصیت کر کے مر جائے کہ میرا مال اس شخص کو دے دیا جائے جو سب سے زیادہ عقلمند ہو تو اس مال کے مصرف شرعی وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں مشغول ہوں، کیونکہ عقل کا تقاضا یہی ہے اور دنیاداروں میں سے سب سے زیادہ عقل والا وہی ہے۔ یہی مسئلہ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب دُرمختار باب الوصیت میں بھی مذکور ہے۔ (معارف مفتی)

فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ

پس فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم دعوے کیا کرتے تھے؟ کہیں گے

الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا

وہ لوگ جن پر ثابت ہو چکا حکم ف۱ (عذاب کہ) اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا!

أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا

ہم نے ان کو بہکایا جیسے خود بہکے تھے! ہم (ان سے) بیزار ہوتے ہیں تیرے آگے! یہ لوگ ہم کو

يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ

نہیں پوجتے تھے۔ ف۲ اور کہا جائے گا کہ پکارو اپنے شریکوں کو پس وہ ان کو

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا

پکاریں گے تو وہ ان کو جواب بھی نہ دیں گے اور دیکھ لیں گے عذاب کو (اور تمنا کریں گے) کاش وہ

يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ

راہِ راست پر ہوتے۔ اور جس دن ان کو پکارے گا پس فرمائے گا کہ کیا جواب دیا تم نے

الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ

پیغمبروں کو؟ پس ان پر اندھا دھند ہو جائیں گی خبریں اُس دن تو وہ آپس میں بھی پوچھ گچھ

لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا

نہ کریں گے ف۳ سو جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور عمل نیک کئے

فَعَسَىٰٓ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ

تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں ہوا اور تیرا پروردگار کرتا ہے جو چاہتا ہے

ف۱ ان سے مراد بھی وہی شیاطین ہیں جن کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر کافر لوگ ان کی عبادت کرتے تھے۔ اور بات پوری ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ جو شیاطین دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، انہیں آخر کار دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ان شیاطین کے دوزخ میں جانے کا وقت آچکا ہوگا، اس وقت وہ یہ بات کہیں گے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی جس طرح ہم نے اپنے اختیار سے گمراہی اختیار کی، ان لوگوں نے بھی اپنے اختیار سے گمراہی اپنائی، ورنہ ہم نے ان پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی کہ یہ ضرور ہماری بات مانیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس روز ڈر کے مارے جب پیغمبر جواب میں لڑکھڑائیں گے اور جواب کو اللہ کے علم کے سپرد کر دیں گے (اور کہیں گے کہ تو جانتا ہے تیرے علم میں ہے کہ ہم نے ان کو شرک کا حکم نہیں دیا وغیرہ) تو کافر لوگ کس گنتی میں ہوں گے۔ وہ کیا کہہ سکیں گے۔ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ وہ آپس میں سوال نہیں کریں گے دہشت اور خوف کی وجہ سے پوچھنے کی بھی ہمت نہ ہوگی یا اس خیال سے نہیں پوچھیں گے کہ جس سے سوال کیا جائے گا وہ بھی سائل کی طرح (لاجواب) ہوگا پھر پوچھنے کا کیا حاصل۔ (تفسیر مظہری)

مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے! اُن لوگوں کے ہاتھ اختیار نہیں۔ ف۱ اللہ پاک ہے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اور بہت بلند ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور تیرا پروردگار جانتا ہے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے کوئی

هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ

معبود نہیں اس کے سوا۔ اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اُسی کے ہاتھ حکم ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کہہ! بھلا دیکھو تو سہی اگر کئے رہے اللہ

عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک (تو) کون معبود ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

اللہ کے سوا کہ تمہارے پاس لے آئے روشنی! تو کیا تم سنتے نہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا

کہہ! بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ کئے رہے تمہارے اوپر دن ہمیشہ کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

قیامت کے دن تک (تو) کون معبود ہے اللہ کے سوا کہ تمہارے پاس لے آوے رات کو

ف۱ فضیلت کا معیارِ صحیح اختیارِ خداوندی ہے:

حافظ ابن قیم نے اس آیت سے ایک عظیم الشان ضابطہ اخذ کیا ہے کہ دنیا میں جو ایک جگہ کو دوسری جگہ پر یا ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دی جاتی ہے یہ اُس چیز کے کسب و عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بلاواسطہ خالقِ کائنات کے انتخاب و اختیار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اُس نے سات آسمان پیدا کئے ان میں سے سماء عُلیا کو دوسروں پر فضیلت دے دی حالانکہ مادہ ساتوں آسمانوں کا ایک ہی تھا۔ پھر اُس نے جنت الفردوس کو دوسری سب جنتوں پر اور جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وغیرہ خاص فرشتوں کو دوسرے فرشتوں پر، اور انبیاء علیہم السلام کو دوسرے سارے بنی آدم پر اور اُن میں سے اولوالعزم رسولوں کو دوسرے انبیاء پر اور اپنے خلیل ابراہیم اور حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ کو دوسرے سب اولوالعزم رُسولوں پر، پھر اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو دوسری ساری دنیا کے لوگوں پر پھر قریش کو اُن سب پر اور بنی ہاشم کو سب قریش پر اور سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو سب بنی ہاشم پر پھر اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اسلافِ اُمت کو دوسروں پر فضیلت دینا یہ سب حق تعالیٰ جل شانہٗ کے انتخاب و اختیار کا نتیجہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں مدارِ فضیلت دو چیزیں ہیں ایک غیر اختیاری ہے جو صرف حق تعالیٰ کا انتخاب ہے دوسرا اختیاری جو اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ سے حاصل ہوتا ہے علامہ ابن قیم نے اس موضوع پر بڑا تفصیلی کلام کیا ہے اور آخر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے خلفاء راشدین کو تمام دوسرے صحابہ پر اور خلفاء راشدین میں

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ

کہ تم اس میں آرام پاؤ! تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ اور اپنی رحمت سے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

اُس نے بنا دیئے تمہارے لئے رات اور دن تاکہ تم اس میں آرام بھی کرو

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور تلاش بھی کرو اس کا فضل ؎۱ اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

اور جس دن اُن کو پکارے گا پس فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

وہ شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے اور ہم نکال لیں گے ہر فرقے میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ

ایک گواہ۔ پھر ہم کہیں گے کہ پیش کرو اپنی دلیل! اس وقت وہ جان لیں گے کہ حق

لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ

بجانب اللہ ہے اور اُن سے گئی گزری ہو جائیں گی وہ باتیں جو یہ بنایا کرتے تھے

قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠

قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا۔

وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ

اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ اس کی کنجیوں سے

صدیق اکبران کے بعد عمر بن خطاب ان کے بعد عثمان غنی ان کے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہم کی ترتیب کو ان دونوں معیاروں سے ثابت کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک مستقل رسالہ فارسی زبان میں اس موضوع پر ہے جس کا اُردو ترجمہ احقر نے بنام بعض التفصیل لمسئلۃ التفضیل شائع کر دیا ہے اور احکام القرآن سورۂ قصص میں بھی اس کو بزبان عربی مفصل لکھ دیا ہے۔ اہل علم کے ذوق کی چیز ہے وہاں مطالعہ فرمائیں۔ (معارف مفتی رحمۃ اللہ علیہ)

؎۱ یہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کا تذکرہ ہے کہ اس نے رات کے وقت کو سکون حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیا، اندھیرا طاری کر کے سب کو مجبور کر دیا کہ وہ اس وقت آرام کریں، ورنہ یہ ممکن نہیں تھا کہ سب لوگ کسی ایک وقت پر متفق ہو کر اسے آرام کا وقت قرار دے دیتے، اور نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک شخص آرام کرنا چاہتا تو دوسرا اس وقت کام کرنا چاہتا ہے، اور اس کے کام میں مشغول ہونے سے پہلے شخص کے آرام میں خلل واقع ہوتا۔ اسی طرح دن کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل تلاش کرنے

ع ۱۵ / ۷ / ۱۰

خلاصہ رکوع ۷

اصل خوش بختی اور نیکی کے سلسلہ میں خدائی مشفقانہ قانون ذکر فرمایا گیا۔ منصب نبوت کا رحمت خداوندی ہونا اور آخرت میں سب کی خدائی عدالت میں حاضری کو ذکر فرمایا گیا۔

یعنی روزی روزگار کمانے کا وقت بنا دیا، تاکہ اس وقت سب کام میں لگیں، اگر تمام وقت دن رہتا تو سکون حاصل کرنا مشکل ہوتا، اور اگر تمام وقت رات رہتی تو سارے کام ناممکن ہو جاتے۔ (توضیح القرآن)

بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا

تھکتے تھے کئی زور آور مرد! ول جب اس سے کہا اس کی قوم نے کہ

تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ

اتر امت! بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس

اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ

(مال) میں جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے آخرت کے گھر کو اور مت بھول اپنا حصہ

الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ

دنیا سے اور تو بھی احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور خواہاں نہ ہو

الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

فساد کا ملک میں! بے شک اللہ نہیں پسند کرتا فساد کرنے والوں کو

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ ۭ اَوَلَمْ

قارون بولا کہ یہ (مال) تو مجھ کو ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا

يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ

اس نے جانا نہیں کہ اللہ ہلاک کر چکا اس سے پہلے بہتیری امتوں کو جو اس سے زیادہ تھیں

مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْئَلُ

قوت میں اور جمع والی تھیں۔ اور نہیں پوچھا جایا کرتا گنہگاروں سے ان کے

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ

گناہوں کی بابت! غرض قارون نکلا اپنی قوم پر

ول یعنی ان سے بدقت اٹھتی تھیں تو جب کنجیاں اس کثرت سے تھیں تو ظاہر ہے کہ خزانے بہت ہی ہوں گے بعض کم عقلوں کو کنجیوں کے مضمون میں اشکال ہوا ہے لیکن اگر تھوڑا غور کیا جائے تو عادۃً بھی یہ بات کچھ بعید نہیں مثلاً اگر کنجیاں اٹھانے والی جماعت دس آدمیوں کی مان لی جائے جیسا کہ بعض اہل لغت نے عصبہ کے یہی معنے بیان کئے ہیں اور ایک ایک آدمی کے لئے پانچ پانچ سیر کا وزن فرض کیا جاوے تو جس طرح کنجیوں کو لے کر چلنے کا طریقہ ہے کہ ہاتھ میں یا جیب میں یا کمر بند وغیرہ میں رکھی جاتی ہیں یقیناً اتنی وزنی کنجیوں کو لے کر چلنا تکلف کا محتاج ہوگا پھر لوہا وغیرہ ٹھوس چیزیں گو وزن میں کم ہوں ان کا اٹھانا ویسے بھی بہ نسبت دوسری چیزوں کے تکلیف کا محتاج ہوتا ہے گو وزن دونوں کا برابر ہو اور ایک ایک کنجی ایک ایک تولہ کی مانی جاوے تو ایک ایک آدمی کے حصہ میں چار سو کنجیاں آتی ہیں اور دس آدمیوں کے مقابلہ میں چار ہزار کنجیاں ہوتی ہیں اگر ایک کنجی ایک ایک صندوق کی بھی جائے تو چار ہزار صندوق ہوئے اور ایک امیر کبیر کے پاس چار ہزار صندوق نقد مال سے بھرے ہوئے ہونا کوئی بعید بات نہیں یقیناً اتنے روپے والے اب بھی ہوں گے۔

۲۶

زِينَتِهٖ ط قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

آرائش میں! لگے کہنے وہ لوگ جو طالب تھے دنیا کی زندگی کے

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِيَ قَارُونُ لا إِنَّهٗ لَذُو حَظٍّ

کہ اے کاش ہم کو بھی ملے جیسا کچھ قارون کو ملا ہے! بے شک قارون

عَظِيمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

بڑا صاحب نصیب ہے اور بولے وہ لوگ جن کو علم ملا تھا کہ تم پر افسوس! اللہ کا

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ج وَلَا

ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے ف۱ اور یہ بات

يُلَقّٰهَآ إِلَّا الصّٰبِرُونَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ

ان ہی کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے دھنسا دیا قارون کو اور اس کے

الْأَرْضَ قف فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُونَهٗ مِنْ

گھر کو زمین میں۔ پس اس کے لئے کوئی جماعت نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی

دُونِ اللّٰهِ ق وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ﴿۸۱﴾ وَأَصْبَحَ

اللہ کے سوا اور نہ وہ خود بدلا لے سکا ف۲ اور ہر صبح کو لگے کہنے وہ لوگ جو تمنا کرتے تھے

الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ

اس کے مرتبہ کی کل شام کہ ارے خرابی! یہ تو اللہ فراخ کرتا ہے روزی

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ج

جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کردیتا ہے۔

ف۱ دانا اہل علم کی نصیحت:

یعنی سمجھدار اور ذی علم لوگوں نے کہا کہ کم بختو اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو ریجھے جاتے ہو۔ مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشے ہے اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔

اور جن لوگوں کو (دین کا) علم عطا کیا گیا تھا انہوں نے کہا ارے تمہارا برا ہو اللہ کے گھر کا ثواب (ہزار درجہ) بہتر ہے جو ان لوگوں کو ملے گا جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور (کامل طور پر) انہی لوگوں کو دیا جائے گا جو (حرص وطمع سے) اپنے آپ کو روکنے والے ہیں۔

اوتو العلم یعنی جو لوگ اس ثواب سے واقف تھے جس کا وعدہ اللہ نے مومنوں سے کیا ہے انہوں نے ان تمنا کرنے والوں سے کہا۔ ویلکم لفظ ویل مصدر ہے اس کا معنی ہے ہلاکت۔ یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے یعنی تم مرو۔ ہلاک ہو جاؤ۔ حقیقت میں اس لفظ کا مفہوم ہے بددعا لیکن اس کا استعمال ناپسندیدہ کام سے روکنے اور زجر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ قارون نے زکوٰۃ کا انکار کردیا:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا (اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو وہ حکم سنایا) تو قارون نے ماننے سے انکار کردیا آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک فی ہزار کی شرط پر قارون سے مصالحت کرلی قارون نے وعدہ کرلیا کہ ہزار دینار میں ایک دینار ہزار درہم میں ایک درہم اور ہزار بکریوں میں ایک بکری بمد زکوٰۃ میں ادا کرے گا جب قارون اس اقرار کے بعد اپنے گھر پہنچا اور حساب لگایا تو بڑی رقم ہوگئی اور اس کے دل نے اتنا کثیر مال دینے کی اجازت نہیں دی۔

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا

اگر نہ احسان فرماتا اللہ ہمارے اوپر تو ضرور ہم کو بھی دھنسا دیتا! ارے خرابی!

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

یہ تو فلاح نہیں پاتے کافر۔ وہ آخرت کا گھر ہے جو ہم اُن کو دیں گے

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

جو نہیں چاہتے تکبر کرنا ملک میں اور نہ فساد! اور انجام

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

بخیر پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ ف۱ جو شخص آوے نیکی لے کر تو اس کے لئے اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ

بہتر ہے۔ اور جو کوئی بدی لے کر آوے تو جن لوگوں نے بُرے

عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِىْ

عمل کیے ہیں وہی سزا پاویں گے جو وہ کیا کرتے تھے (اے محمد) جس اللہ نے نازل فرمایا تیرے

فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ

اوپر قرآن وہ ضرور تجھ کو پھیر لانے والا ہے پہلی جگہ کہہ دے

رَّبِّىْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ

کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ

صریح گمراہی میں پڑا ہے ف۲ اور تجھ کو توقع نہ تھی کہ تیری جانب اتاری جائے گی

ع ۸ ۷ ۱۱

ف۱ تواضع کرنے والا حاکم: عطاء نے کہا لوگوں پر جبر اور چیرہ دستی نہیں کرتے اور ان کو حقیر نہیں جانتے حسن نے کہا حاکموں اور سرداروں کے پاس عزت و مرتبہ کے طلب گار نہیں ہوتے۔ حضرت علی نے فرمایا اس آیت کا نزول ان حاکموں کے متعلق ہوا جو باوجود قدرت کے تواضع کرتے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ جو حاکم اور صاحب قدرت متواضع ہوتا ہے وہ ملک میں خود اونچا اٹھنے (اور سب پر فوقیت حاصل کرنے) کا خواستگار نہیں ہوتا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شانِ نزول: کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا تم کھلی ہوئی گمراہی میں ہو اس کے جواب میں اللہ نے آیت ذیل نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

کتاب مگر مہربانی (ہوئی) تیرے پروردگار کی طرف سے۔ پس تو نہ ہو مددگار

ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ

کافروں کا اور ایسا نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کی آیتوں (کی تبلیغ) سے

اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا

اس کے بعد کہ وہ تیری جانب اتر چکیں اور بلا اپنے پروردگار کی طرف اور نہ

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

ہو مشرکوں میں اور نہ پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود! کوئی معبود نہیں اس کے سوا

اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا

سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں مگر اس کی ذات!

وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

وقف لازم

ع ۹ ‏ النصف ۱۲

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ

ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا! ف۲ اور ہم نے آزمایا تھا اُن لوگوں کو جو ان سے

ف۲ شانِ نزول:
شانِ نزول اس آیت کا اگرچہ از روئے روایات وہ صحابہ ہیں جو ہجرت مدینہ کے وقت کفار کے ہاتھوں ستائے گئے، مگر مراد عام ہے ہر زمانے کے علماء وصلحاء اور اولیاء امت کو مختلف قسم کی آزمائشیں پیش آتی ہیں اور آتی رہیں گی۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

خاصیت: مکمل سورہ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

پہلے تھے پس اللہ معلوم کرے گا ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور ضرور معلوم کرے گا

الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

جھوٹوں کو! ف۲ کیا یہ سمجھ رکھا ہے ان لوگوں نے جو بُرے عمل کرتے ہیں

السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ

کہ ہم سے چڑھ جاویں گے! کیا برا حکم کرتے ہیں۔ جو شخص امید رکھتا ہے

يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

اللہ سے ملنے کی تو اللہ کا وعدہ تو ضرور آنے والا ہے اور وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو شخص محنت اٹھاتا ہے تو بس اپنے ہی لئے

لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ

محنت اٹھاتا ہے۔ بیشک اللہ دنیا جہان کے لوگوں سے بے نیاز ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم ضرور اُن سے دُور کر دیں گے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

اُن کے گناہ اور ضرور ان کو بدلا دیں گے بہتر سے بہتر کاموں کا۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ

اور ہم نے حکم دیا انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کا۔ اور (یہ کہہ دیا) اگر

ف۱ چنانچہ جو سچے اعتقاد سے مسلمان ہوتے ہیں وہ ان امتحانات میں ثابت قدم رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اور جو دفع الوقتی کے لئے مسلمان ہو جاتے ہیں وہ ایسے وقت میں اسلام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں تو یہ ایک حکمت ہے امتحان کی۔

اللہ کے جان لینے کا مطلب:

اللہ تعالیٰ کو تو ہر انسان کا صادق یا کاذب ہونا اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی معلوم ہے، امتحانات اور آزمائشوں کے جان لینے کے معنی یہ ہیں کہ اس امتیاز کو دوسروں پر بھی ظاہر فرما دیں گے، اور حضرت سیدی حکیم الامت تھانویؒ نے اپنے شیخ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے اس کی توجیہ یہ بھی نقل فرمائی ہے کہ بعض اوقات عوام کے درجہ علم پر تنزل کر کے بھی کلام کیا جاتا ہے، عام انسان مخلص اور منافق میں فرق آزمائش ہی کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں، ان کے مذاق کے مطابق حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مختلف قسم کے امتحانات کے ذریعہ ہم یہ جان کر رہیں گے کہ کون مخلص ہے کون نہیں حالانکہ اس کے علم میں یہ سب کچھ ازل سے ہے، واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

اللہ تو ہمیشہ سے جانتا ہے سچوں کو بھی اور جھوٹوں کو بھی اس لئے حصول علم مقصود نہیں ہے بلکہ اس کے علم ازلی کا سچوں کی سچائی اور کاذبوں کے جھوٹ سے بالفعل (بعد العمل) تعلق پیدا کرنا مقصود ہے تاکہ سچے ایمان والے جھوٹے منافقوں سے ممتاز ہو کر الگ ہو جائیں اور ان سے ثواب یا عذاب کا تعلق ہو جائے۔ (تفسیر مظہری)

جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

ماں باپ تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو شریک ٹھہرائے میرا ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ف۱

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تو ان کا کہنا نہ ماننا میری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو بتاؤں گا جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

کیا کرتے تھے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ان کو ضرور داخل

فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

کریں گے نیک بندوں میں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر۔

فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ

پھر جب اس کو ایذا پہنچتی ہے اللہ کی راہ میں تو ٹھہرا لیتا ہے لوگوں کی ایذا و ہی کو اللہ کے عذاب کی

اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا

مانند۔ اور اگر آپہنچے مدد تیرے پروردگار کی طرف سے! کہنے لگیں کہ

كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ

ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ بھلا کیا اللہ اس سے بخوبی واقف نہیں

الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

جو جہان والوں کے دلوں میں ہے۔ اور اللہ ضرور معلوم کرے گا

الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا

منافقوں کو اور کہنے لگے کافر لوگ مسلمانوں سے کہ تم ہماری

ف۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ کی بھوک ہڑتال: مسلم ۔ ترمذی۔ بغوی۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت سے بیان کیا ہے (حضرت سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشر میں سے تھے سابقین اولین میں سے تھے اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار اور اطاعت گزار تھے آپ کے باپ کا نام مالک تھا اور قبیلہ بنی زہرہ کے ایک ممتاز (شخص تھے) حضرت سعد سے ان کی ماں حمنہ بنت ابوسفیان بن عبدالشمس نے کہا تو نے یہ کیا نئی بات نکال رکھی ہے جب تک تو اس کا انکار نہیں کرے گا اس وقت تک بخدا میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ یونہی مرجاؤں گی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری (جائز) نہیں ۔ رواہ احمد والحاکم وصححہ عن عمران۔ صحیحین اور سنن ابو داؤد اور نسائی میں حضرت علی کی روایت سے آیا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری (جائز) نہیں (والدین کی) اطاعت تو اچھے کاموں میں (لازم) ہے۔
بغوی نے لکھا ہے اس آیت کے نزول کے بعد حضرت سعد کی ماں نے ایک دن رات یا تین دن بغیر کھائے پیے گزار دیئے سعد ماں کے پاس گئے اور کہا اماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک جان نکل جائے تب بھی میں اپنا مذہب نہیں چھوڑوں گا تیرا دل چاہے کھا نہ چاہے نہ کھا جب ماں ناامید ہو گئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

راہ چلو اور ہم اٹھا لیں تمہارے گناہ! حالانکہ یہ اٹھانے والے نہیں

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑫ وَلَيَحْمِلُنَّ

ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی! بلاشک وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ ضرور

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَيُسْـَٔلُنَّ

اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔ اور ضرور ان سے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ⑬ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

پوچھ گچھ ہوگی قیامت کے دن ان باتوں کی جو وہ بنایا کرتے تھے۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ

اس کی قوم کی جانب تو وہ ان میں رہا پچاس برس کم ایک

عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑭ فَاَنْجَيْنٰهُ

ہزار برس پھر ان لوگوں کو پکڑا طوفان نے اور وہ ظالم تھے۔ اور ہم نے بچا لیا

وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑮

نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنایا کشتی کو نشان دنیا جہان کے لئے

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ

اور ابراہیم کو (ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ عبادت کرو اللہ کی

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑯ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو بس تم تو عبادت کرتے ہو اللہ کے

ع ۱۳ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۱

ایمان میں امتحان کا ضروری ہونا اور سابقہ انبیاء اور ان کے متبعین کی آزمائشوں کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ موذی کفار کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ والدین کی اطاعت کی حد اور حق پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر ذکر کیا گیا۔ منافقین کی حالت اور کفار کے جھوٹے دعووں کو ذکر کیا گیا۔

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

اللہ کے سوائے بتوں کی اور جھوٹی باتیں بناتے ہو ف۱ بیشک جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے تو تم طلب کرو اللہ کے پاس روزی اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۔ ف۲

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾

اور اگر تم جھٹلاؤ تو جھٹلا چکی ہیں بہتیری امتیں تم سے پہلے! اور رسول کے ذمہ تو صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ کیونکر اللہ اوّل پیدا کرتا ہے خلق کو پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا! بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ

کہہ دے کہ چلو پھرو ملک میں پھر دیکھو اللہ نے کیونکر شروع کیا پیدائش کو پھر اللہ ہی اٹھائے گا آخری اُٹھانا! بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے عذاب دے جسے چاہے اور رحم فرمائے

ف۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت:

یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات و اوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے ہاتھوں سے یہ بُت بنا کر کھڑے کر لئے ہیں جنھیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔ (تفسیر عثمانی)

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم اہل علم میں سے ہو تو ایسا کرو یعنی اگر تم خیر و شر کو جانتے ہو اور حق کا باطل سے امتیاز کرتے ہو یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم علمی نظر رکھتے ہو اور تعصب و ضد سے تمہاری نظر پاک ہے یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو اہل علم و تمیز ہیں تو تم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ اللہ کی عبادت اور اس کے عذاب کا خوف اس مذہب سے بہتر ہے جس پر تم چل رہے ہو۔ (مظہری)

ف۲ معیشت کی اہمیت:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق لہذا اُس کے شکر گزار بنو اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اُس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔" (تفسیر عثمانی)

يَّشَآءُ ۚ وَ اِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ

جس پر چاہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور نہ تم عاجز کرسکتے ہو

فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۚ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ

زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ تمہارے لئے اللہ کے سوائے

اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ

کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔ اور جنہوں نے نہ مانا اللہ کی آیتوں کو

اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ وَاُولٰٓئِكَ

اور اس کے ملنے کو وہی لوگ نا امید ہوئے میری رحمت سے اور وہی ہیں

لَهُمۡ عَذَابٌ اَ لِيۡمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ

جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تو کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا اس کے سوا

اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ اَوۡ حَرِّقُوۡهُ فَاَنۡجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ

کہ لگے کہنے! اس کو مار ڈالو یا اس کو جلا دو! ف۱ تو اس کو اللہ نے بچالیا آگ سے

اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا

اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيۡنِكُمۡ فِى

کہ بس تم نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا بُت آپس کی محبت کے

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ ثُمَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ

باعث دنیا کی زندگی میں! پھر قیامت کے دن منکر ہوجائے گا ایک

خلاصہ رکوع ۲

نوح علیہ السلام کی دعوت طوفان کو ذکر کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور معبودان باطلہ کی عاجزی ذکر کی گئی۔ بعث بعد الموت کی دلیل دی گئی۔ منکرین کی مایوسی رحمت کو بیان کیا گیا قوم ابراہیم کا انتظام اور قدرت خداوندی سے اہل حق کی کامیابی کو بیان کیا گیا۔ لوط علیہ السلام کا ایمان لانا اور ہجرت کیساتھ قوم کو دعوت اوران کے جواب پر لوط علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا گیا۔

۲ ع ۱۴

ف۱ قوم ابراہیم کی دہشت گردی:

یعنی ابراہیم کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سن کر جب اُن کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اتر آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا توقتل کر کے ایک دم ان کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلاؤ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آ جائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ

دوسرے کا اور لعنت کرے گا ایک دوسرے کو اور تمہارا ٹھکانہ

النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۵ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ

آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ف۱ تو ایمان لے آیا ابراہیم پر لوط

وَقَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

اور کہا کہ میں ہجرت کرتا ہوں اپنے پروردگار کی طرف! بیشک وہی زبردست

الْحَكِيْمُ ۝۲۶ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا

حکمت والا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب اور رکھی اس کی

فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى

اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور ہم نے اس کو دیا اس کا اجر

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷

دنیا میں اور بیشک وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور لوط کو (ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ تم لوگ مرتکب ہوتے ہو ایسی

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

بے حیائی کے جو تم سے پہلے کسی نے بھی دنیا کے لوگوں میں

الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ

نہیں کی کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو

ف۱ امت محمدیہ میں انقلابات:
حدیث میں ہے کہ ہجرت کے بعد کی ہجرت حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت گاہ کی طرف ہوگی۔ اس وقت زمین پر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں زمین تھوک دے گی اور خدا تعالیٰ ان سے نفرت کرے گا انہیں آگ سوروں اور بندروں کے ساتھ ہنکاتی پھرے گی۔ راتوں کو دنوں کو انہیں کے ساتھ رہے گی اور ان کی جھڑن کھاتی رہے گی۔ اور روایت میں ہے جو ان میں سے پیچھے رہ جائے اسے آگ کھا جائے گی۔ اور مشرق کی طرف سے کچھ لوگ میری امت میں ایسے نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا ان کے ایک جتھے کے کٹ جانے کے بعد دوسرا گروہ کھڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بیس سے بھی زیادہ بار اسے دہرایا۔ یہاں تک کہ انہی کے آخری گروہ میں دجال نکلے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ ایک زمانہ تو ہم پر وہ تھا کہ ہم ایک مسلمان بھائی کے لئے درہم و دینار کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے اپنی دولت اپنے بھائی کی ہی سمجھتے تھے، پھر وہ زمانہ آیا کہ دولت ہمیں اپنے مسلم بھائی سے زیادہ عزیز معلوم ہونے لگی۔ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ اگر تم بیلوں کی دموں کے پیچھے لگ جاؤ گے اور تجارت میں مشغول ہو جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کی راہ کا جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردنوں میں ذلت کے پٹے ڈال دے گا جو اس وقت تک تم سے الگ نہ ہوں گے جب تک کہ تم پھر سے وہیں نہ آ جاؤ جہاں تھے اور تم توبہ نہ کر لو، پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گزری اور فرمایا کہ میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور بدعملیاں کریں گے قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کے علم کو دیکھ کر تم اپنے علموں کو حقیر سمجھنے لگو گے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے پس جب یہ لوگ ظاہر ہوں تم انہیں قتل کر دینا، پھر نکلیں پھر مار ڈالنا پھر ظاہر ہوں پھر قتل کر دینا۔ وہ بھی خوش نصیب ہے جو انہیں قتل کرے اور وہ بھی خوش نصیب ہے جو ان کے ہاتھوں قتل کیا جائے جب ان کے گروہ نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرے گا پھر نکلیں گے پھر برباد ہو جائیں گے اسی طرح حضور ﷺ نے کوئی بیس مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بار یہی فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

السَّبِيْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا

اور مرتکب ہوتے ہو اپنی مجلس میں ناشائستہ حرکت کی تو کچھ جواب نہ تھا

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا

اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے! ہم پر

بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع

لوط نے کہا کہ اے میرے پروردگار میری مدد فرما ان شریر لوگوں پر!

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا

اور جب ہمارے آئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر (تو) کہنے لگے

اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا

کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں کو! بیشک اس کے

ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚۖ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ

لوگ ظالم ہیں! ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط ہے!ف۱ فرشتے بولے کہ ہم کو خوب

اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا

معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم ضرور بچالیں گے لوط کو اور اس کے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ

اس کی بی بی رہے گی رہ جانے والوں میں۔ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے

خلاصہ رکوع ۳

ہلاکت کے فرشتوں کی ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد اور قوم لوط کی ہلاکت کے بارہ میں گفت وشنید ذکر فرمائی گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کے بعد قوم کی حماقت کو ذکر کیا گیا کہ عقل کے باوجود ہلاکت کے خریدار بنے۔ قارون فرعون اور ہامان کی ہلاکتوں کو ذکر کرکے بتایا گیا کہ ان پر آنیوالا عذاب خودانہی کا اپنی جانوں پر کیا ہوا ظلم ہے۔ مشرکین کی حالت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دیکر ان کے ضعف کو بتایا گیا۔

ع ۳ ۸ ۱۵

ف۱ حضرت ابراہیم کا تعجب:
یعنی کیا لوط کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائے گا؟ یا انہیں وہاں سے علیحدہ کر کے تعذیب کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟ غالباً حضرت ابراہیم کو از راہ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو، فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثناء کیا نہ تھا، اُس سے اُن کے ذہن میں یہ ہی شق آئی ہو گی کہ لوط کی موجودگی میں کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس (تو لوط) نا خوش ہوا ان کے سبب اور تنگ دل ہوا

وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ

اس کے باعث اور فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو ہم بچالیں گے تم کو اور تمہارے گھر

اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ

والوں کو مگر تمہاری بی بی رہے گی رہ جانے والوں میں! ہم نازل کرنے والے ہیں

عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس وجہ سے

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

کہ بدکاری کرتے ہیں! اور ہم نے چھوڑ رکھا تھا اس کا نشان

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا لا

ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ ف۱ اور (ہم نے بھیجا) مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا

تو اس نے کہا کہ اے قوم عبادت کرو اللہ کی اور توقع رکھو روز آخرت کی اور نہ

تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ پس انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَّعَادًا

دھر پکڑا ایک زلزلے نے پس وہ رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے اور (ہم نے ہلاک کردیا) عاد کو

ف۱ قوم لوط کی بستیوں کے کھنڈرات:

یعنی اُن کی اُلٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک آیت بینہ سے مراد ہیں قوم لوط کی بستیوں کے ویران کھنڈر۔ قتادہ نے کہا اس سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے تھے اللہ نے وہ پتھر باقی رکھے اس امت کے ابتدائی دور تک وہ پتھر موجود تھے اور اگلے لوگوں نے ان کو دیکھا تھا۔

مجاہد نے کہا زمین کے اندر سے سیاہ پانی برآمد کرنا آیت مبینہ سے مراد ہے۔ بعض نے کہا ان کے قصہ کی شہرت مراد ہے یعنی ہم نے قوم لوط کی تباہی کے قصہ کو ایک نشانی کر کے چھوڑ دیا۔ (تفسیر مظہری)

وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ وَزَيَّنَ

اور ثمود کو اور تمہارے لئے ظاہر ہیں ان کے گھر وا اور عمدہ کر دکھائے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

ان کے لئے شیطان نے ان کے لئے ان کے عمل پس ان کو روک دیا راستہ سے

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۟

اور وہ ہوشیار لوگ تھے و۲ اور (ہم نے ہلاک کر دیا) قارون اور فرعون اور ہامان کو!

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ

اور ان کے پاس آیا تھا موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تو یہ تکبر کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

اور وہ (ہم سے) آگے بڑھنے والے نہ تھے تو ہر ایک کو ہم نے دھر پکڑا اس کے گناہ پر پس ان میں

مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے بھیج دیا پتھروں کا مینہ! اور ان میں سے

الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ

بعض وہ تھے جن کو دھر پکڑا چنگھاڑ نے! اور اُن میں سے کسی کو ہم نے

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

دھنسا دیا زمین میں! اور ان میں سے کسی کو ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

ان پر ظلم کرے لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے و۳ ان لوگوں کی مثال جنھوں نے بنائے

و۱ عقل پرستوں کی غلط فہمی:

اور جن کی عقل فلسفہ اور سائنس سے خراب ہو چکی ہے اور ان کا دائرہ ادراک محسوسات سے متجاوز نہیں ان کا گمان یہ ہے کہ اس تختہ زمین کے نیچے کوئلہ اور گندھک کی کان تھی باہمی رگڑ سے آتشی مادہ میں اشتعال پیدا ہوا اس لئے وہ بستی ہلاک اور تباہ ہو گئی۔ سبحان اللہ وہ خطہ زمین تو نہایت سرسبز او رشاداب تھا ہر طرف پانی کے چشمے جاری تھے وہاں آتشی مادہ کہاں سے آیا۔ اور کیا آگ اور پانی کا مادہ ایک جگہ جمع ہو سکتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

و۲ عقل کے باوجود ہلاکت کے خریدار بنے:

یعنی دنیا کے کام میں ہشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

فراء نے مستبصرہ ہونے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ لوگ اہل دانش و ہوش تھے بصیرت مند تھے غور و نظر کر سکتے تھے لیکن انہوں نے غور و فکر سے کام نہیں لیا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان پر واضح کر دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب ضرور آئے گا۔ پیغمبروں کے اقوال سے ان پر ظاہر ہو چکا تھا کہ (اگر وہ تائب نہ ہوئے تو) عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن وہ اپنے انکار و اطوار پر جمے رہے اور نتیجہ میں تباہ کر دیئے گئے۔ (تفسیر مظہری)

و۳ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا:

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے، اُس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بکلی مُبرا و منزہ ہے۔ ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں، ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ لامحالہ اُن کے حق میں بُرا ہو۔

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

اللہ کو چھوڑ کر دوسرے مددگار مکڑی کی سی ہے کہ اس نے بنا لیا ایک گھر

بَیْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ

اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں میں بودا مکڑی کا گھر ہے!

وقف لازم

لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ

کاش یہ لوگ سمجھتے ف۱ بیشک اللہ جانتا ہے جس چیز کو یہ لوگ

دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ

پکارتے ہیں کوئی بھی چیز ہو اور وہ زبردست حکمت والا ہے اور

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

یہ مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کے لئے! اور ان کو وہی سمجھتے ہیں جن کو علم ہے!

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ

پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے بیشک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع

نشانی ہے ایمان والوں کے لئے۔

ف۱ مکڑی اور مشرک:

حکماء کا قول ہے کہ مکڑی کے آٹھ پاؤں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں اور اس کے اندر ایک زہریلا مادہ بھی ہوتا ہے اور زہر عنکبوت آدمی کو ہلاک کر ڈالتا ہے اسی طرح مشرکین ہر طرف دوڑتے ہیں اور ان کی نظریں چکاچوند رہتی ہیں اور اندر شرک کا زہریلا مادہ ہوتا ہے جو ان کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

خلاصہ رکوع ۴

تلاوت قرآن کے نتائج اور اہل کتاب کو دعوت دینے کا طریقہ بتایا گیا اور بتایا گیا کہ ان میں سے سچے اور منصف لوگ قرآن کو مانیں گے۔ قرآن کے صداقت کی دلیل ذکر کی گئی اور منکرین کے طلب معجزہ کے سلسلہ میں بتایا گیا کہ یہ قرآن کافی معجزہ ہے۔

ع ۴ ۱۶

تعبیر

جس نے سورہ عنکبوت کو خواب میں پڑھا اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ بشارت دے رہا ہے کہ اسکو تنہائی مصیبت میں مبتلا نہ کریگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

اضافہ مفیدہ

سورۂ یونس....فضائل وخواص

اس کی آیت نمبر ۵۷-۵۸ کو لکھ کر پانی سے دھو کر پلانا ہر قسم کے مریض کو حکم الٰہی سے سات دن میں شفا دیتا ہے۔(طب روحانی)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۱۰....حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے نکلا ہوا پہلا جملہ

علماء نے لکھا ہے کہ یہ "الحمدللہ" ایسی چیز ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے اس کی ابتدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے منہ سے جو پہلا جملہ نکالا وہ "الحمدلله" تھا۔ شاید آپ نے سنا ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انہیں چھینک آئی' یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا پھر انہوں نے کہا "الحمدلله" فرشتوں نے کہا "یرحمک الله" تو پہلا کلمہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ سے نکلا وہ "الحمدلله" تھا اب آخری کلمہ جنتیوں کا کیا ہوگا قرآن مجید میں ہے "و آخر دعوٰهم ان الحمدلله رب العلمین" یہ قرآن کی باتیں ہیں ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہیں۔ جنتیوں کی آخری دعا یہی جملہ ہوگا۔ جو حمد کے الفاظ ہیں۔(بیان التفسیر)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۶۵....بدنامی سے بچنے کا عمدہ نسخہ

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اگر کوئی کسی کو بدنام کرنے پر تلا ہے اور اس کو اپنی عزت کا خطرہ ہے تو وہ اس دعا کو صبح و شام اکتالیس مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک دے۔(اصول موتی)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۸۲....جھوٹے مقدموں' تہمتوں اور بےعزتی سے نجات پانے کا نسخہ

وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

اگر کوئی جھوٹے مقدمہ میں پھنس گیا ہو' یا کسی نے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہو' یا کسی کی عزت پر کوئی حرف آیا ہو وہ اس آیت کو اٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھے۔ ان شاء اللہ اسے کامیابی حاصل ہوگی۔(اصول موتی)

سورۂ ہود....فضائل وخواص

ہرن کی جھلی پر لکھ کر جو شخص اپنے پاس رکھے اس کو قوت و نصرت عطا ہو اگر سو آدمیوں سے بھی مقابلہ ہو سب پر ہیبت غالب ہو جائے اور اس کے خلاف کوئی گفتگو اس سے نہ کر سکے اور اگر اس کو زعفران سے لکھ کر تین روز صبح و شام پی لے قلب قوی ہو جائے اور کسی کے مقابلہ سے اس کو خوف نہ ہو۔(طب روحانی)

پارہ ۱۲ سورۂ ہود آیت ۵۶.... نافرمان اولاد کی اصلاح کے لئے مجرب عمل

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

اگر آپ کی اولاد نافرمان ہے تو ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر گیارہ مرتبہ یہ دعا پڑھیں اور ان پر دم کریں۔ (انمول موتی)

سورۂ یوسف.... فضائل وخواص

سورۂ یوسف کو لکھ کر یا تعویذ بنا کر بازو پر باندھے تو اسکی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔ جو شخص اسکو لکھ کر پئے اس کا رزق بڑھے اور ہر شخص کے نزدیک باقدر رہو۔

پارہ ۱۳ سورۂ یوسف آیت ۵۶.... بیماری یا کمزوری کو دور کرنے کا نسخہ

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْہَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اگر کوئی بچہ یا شخص بیمار ہو یا کمزور ہو یا سوکھتا چلا جا رہا ہو اور بظاہر کوئی بیماری نظر نہ آتی ہو تو اول وآخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے اور اکیس دن تک ایک سو اکتالیس دفعہ یہ آیت پڑھے اور مریض پر دم کرے۔ (انمول موتی)

سورۃ الرعد.... فضائل وخواص

اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۳ سورۂ رعد آیت ۲۴.... مصائب سے نجات کا بہترین نسخہ

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۝

اگر کسی شخص کو حوادث روزگار نے ستا رکھا ہو یا کسی شخص سے دکھ پہنچتا ہو تو وہ اس دعا کو پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کے لئے دین و دنیا میں فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۳ سورۂ رعد آیت ۲۸.... دل کی گھبراہٹ اور بیماری سے نجات کا نسخہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُہُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

اگر آپ کو دل کی گھبراہٹ اور بیماری دور کرنی ہو تو یہ آیت اکتالیس بار پانی پر دم کر کے پی لو۔ (انمول موتی)

سورۂ ابراہیم.... فضائل وخواص

سفید حریر کے ٹکڑے پر اس کو باوضو لکھ کر لڑکے کے باندھ دے تو رونا ڈرنا اور نظر بد سب دفع ہو جائے اور دودھ چھوڑنا آسان ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم آیت ۴۲ ....ایک آیت پڑھنے سے بدن لرز اٹھا

ابراہیم بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام صاحب نماز فجر پڑھ رہے تھے میں بھی شریک جماعت تھا۔ جب آپؒ اس آیت پر پہنچے۔(ولا تحسبن الله غافلا الخ) ''خدا کو ظالموں کے کاموں کی طرف سے غافل نہ سمجھنا''۔

تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام بدن بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔ اے بھائیو! نماز ہم بھی پڑھتے ہیں' نماز میں قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں' ہماری قرأت کے درمیان بھی یہ آیتیں آتی ہیں' لیکن ہمارے اندر ذرا بھی خوف خدا اور خوف آخرت پیدا نہیں ہوتا۔ خاصان خدا اپنے کو تو مامون نہ سمجھتے تھے۔ لیکن ہم اپنے کو مامون سمجھتے ہیں' پیشہ ور واعظین شیطان کے ایجنٹ بن کر مسلمان کو اطمینان دلا دیتے ہیں کہ اطاعت رسول کو وعظ کہنے والے بدعقیدہ ہیں۔ محبت رسولؐ ہی سب کچھ ہے اور تمہاری نجات کیلئے کافی ہے اور محبت رسول بھی بالکل سستی' تک بندوں کی نعتوں اور فضائل کے من گھڑت قصوں کی مجلسیں اور نعرہ صلوۃ۔ (محبت الٰہی کے راستے)

سورۃ الحجر....فضائل وخواص

جو شخص اس کو زعفران سے لکھ کر کسی عورت کو پلائے اس کا دودھ بڑھ جائے۔ سورۃ الحجر کو جیب میں رکھے اس کی کمائی میں برکت ہو اور معاملات میں کوئی شخص اس کی مرضی سے عدول اور خلاف نہ کرے۔ (طب روحانی)

سورۃ النحل....فضائل وخواص

اگر اس کو لکھ کر کسی باغ میں رکھ دے تو تمام درختوں کا پھل جاتا رہے اور جو کسی مجمع میں رکھ دے سب پراگندہ اور تباہ ہو جائیں۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۲۳....تکبر سے نکلے ہوئے ایک ہی جملے نے محرم سے مجرم کر دیا

ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے فخر سے جا رہا تھا کہ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اسے نگل جا' کتاب العجائب میں نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا' بھرپور جوانی کے نشہ میں مست' گٹھے ہوئے بدن والا' بانکا ترچھا' اچھے رنگ روغن والا' خوبصورت' شکیل' میں لگا ہیں جما کر اس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا' تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا آپ کے حسن وجمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب کر رہا ہوں' اس نے جواب دیا کہ تو ہی کیا خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہے' نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا' یہاں تک کہ صرف ایک بالشت کے رہ گیا آخر کار اسکا کوئی قریبی رشتہ دار اپنے آستین میں ڈال کر لے گیا۔ (ابن کثیر)

سورۃ بنی اسرائیل....فضائل وخواص

اگر زعفران سے لکھ کر پانی سے دھو کر لڑکے کو پلائے جس کی زبان نہ چلتی ہو تو زبان چلنے لگے۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۷....غم' پریشانی اور مالی حالت کو درست کرنے کا نسخہ

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

اگر کوئی شخص غم میں یا اور کسی پریشانی میں ہو' یا اس کی مالی حالت بگڑتی جا رہی ہو تو اٹھتے بیٹھتے اس آیت کا ورد جاری رکھے۔ (انمول موتی)

۲۷

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱.... مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کا نسخہ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

اگر آپ کو مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنی ہو تو روزانہ کسی نماز کے بعد ایک سو تینتیس مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ لو اگر حق پر ہو تو تب' ورنہ ناحق پڑھنے والا خود مصیبت میں گرفتار ہوسکتا ہے۔ (انمول موتی)

سورۃ الکہف.... فضائل وخواص

جو کوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اسکا دل نور سے منور ہوگا اور جو کوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بے خوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی آزار نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔

ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورۂ کہف ضرور پڑھا کریں اس لئے کہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے اس کیلئے اس جمعہ سے آنیوالے جمعہ کے درمیان (پورے ہفتہ میں) ایک نور روشن رہے گا۔'' (مشکوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے، اس کے لئے اس کی جگہ اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان ایک نور روشنی بخشارہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف جس طرح اتری ہے اسی طرح (صحیح طریق) پر پڑھ لی تو اس کی جگہ اور مکہ کے درمیان وہ ایک (ضیاپاش) نور بنی رہتی ہے اور جو شخص اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اگر دجال (اس کی زندگی میں) نمودار ہوگیا تو وہ اس شخص پر مسلط نہ ہوسکے گا۔'' (یعنی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا) (سنن الکبریٰ للبیہقی)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اوّل تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔'' (مسلم)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہئے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔'' اس لئے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو اس کے فتنہ سے پناہ دینے والی ہے۔'' (ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۲۳۷)

اسی طرح اپنے بچوں اور بچیوں کو کم از کم سورۂ کہف زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز جو شخص سورۃ کہف پڑھے گا اس کا دل دوسرے جمعہ تک ان شاء اللہ نور سے منور رہے گا، اور فتنۂ دجال سے بھی محفوظ رہے گا۔ شب جمعہ کو بھی اس کے پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص روزانہ اس سورۃ کی ابتدائی اور آخری دس آیات کی تلاوت کرے گا اس کے سر سے لے کر پیر تک نور ہوجائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ (ذخیرۂ آخرت)

سورۂ کہف کے خواص: جو کوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہوگا اور جو کوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بے خوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی تکلیف نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

سورۃ مریم.... فضائل وخواص

اس کو لکھ کر شیشے کے گلاس میں رکھ کر اپنے گھر میں رکھنے سے خیر و برکت زیادہ ہو اور خوشی کے خواب نظر آئیں اور جو شخص اس کے پاس سوئے وہ بھی اچھے خواب دیکھے اور جو شخص اسے لکھ کر مکان کی دیوار میں لگائے سب آفات سے حفاظت رہے اور جو خوف زدہ پی لے تو خوف سے مامون رہے۔ (طب روحانی)

سورۃ طٰہٰ .... فضائل وخواص

اس کو لکھ کر حریر کے سبز کپڑے میں لپیٹ کر پاس رکھے۔ اگر نکاح کا پیغام بھیجے کامیابی ہو اگر دو شخصوں میں یا دو لشکروں میں صلح کرانا چاہے۔ انکار نہ کریں اور اس کو پی لے تو بادشاہ سے مطلب حاصل ہو اور جس عورت کی شادی نہ ہو تو اس کو اس کے پانی سے غسل دیں تو نکاح آسان ہو۔ صبح صادق کے وقت اس کے پڑھنے سے رزق ملے اور سب حاجات پوری ہوں اور لوگوں کے دل مسخر اور دشمنوں پر غلبہ ہو۔ اگر صبح کے وقت پڑھے تو لوگوں کے دل مسخر ہوں اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت ۶۸-۶۹ جادو کا روحانی علاج

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

اگر آپ کو شک ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے یا علامتیں محسوس ہو رہی ہوں تو جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے گیارہ دن تک سو دفعہ مذکورہ آیت پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں یا اور کسی پر شک ہو تو اس پر پڑھ کر پھونکیں اس عمل کے دوران کوئی دوسرا عمل نہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت ۸۵.... خوف آخرت میں جان دے دی

مسعود ابن مخزمہ اپنے خوف کی شدت کی بنا پر قرآن کریم کی تلاوت نہ سن سکتے تھے جب بھی کوئی شخص ان کے سامنے ایک لفظ یا ایک آیت پڑھتا تو چیخنے چلانے لگتے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ (یوم نحشر المتقین الایۃ)

"جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے"۔

یہ آیت سن کر کہنے لگے میں مجرمین میں سے ہوں۔ متقین میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد قاری سے کہا کہ اس آیت کو دوبارہ پڑھو۔ اس نے دوبارہ تلاوت کی دوسری بار یہ آیت سنی تو بے اختیار ہو کر چیخ پڑے اور اسی حال میں مولیٰ سے جاملے۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت ۹۶.... سلمہ بن دینار رحمہ اللہ کا آخری کلام

جب ابو حازم سلمہؒ بن دینار کی موت کا وقت قریب آیا آپ کے ساتھیوں نے پوچھا ابو حازمؒ: ان نازک لمحات میں کیا محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر ہم اس شر سے بچ جائیں جس کا ارتکاب دنیا میں کیا تو یہ شر ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جس کو ہم سے لپیٹ لیا گیا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ "ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل الایۃ"

"یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے دلوں میں محبت پیدا کرے گا"۔

یہ آیت بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

سورۃ الانبیاء....فضائل وخواص

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۳۰....قرآن کریم اور بگ بینگ

آپ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھیئے جس میں چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے نہ صرف اس واقعے کا بیان ہے بلکہ اس میں کچھ مزید سائنسی حقائق کی طرف اشارے اور سائنسدانوں کی تحقیق کیلئے ایسے نئے پہلوؤں کی نشاندہی ہے جو ابھی تک سائنسدانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور اگر وہ تحقیق کریں تو ان کی تحقیق کیلئے یہ آیت نئے میدان فراہم کرتی ہے۔

دلچسپ‘ حیرت انگیز اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے صدیوں پہلے تخلیق کے مختلف مراحل کو چھ حصوں میں نہ صرف تقسیم کر دیا تھا بلکہ ان چھ حصوں میں ہونے والے بعض بڑے بڑے واقعات کی مدت بھی متعین فرمادی تھی۔قرآن کریم کا یہ ارشاد ملاحظہ ہو۔

’’بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے رات سے دن کو (اس طرح) کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔یاد رکھو! اللہ ہی کیلئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا‘ بڑی برکت والا ہے اللہ‘ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے‘‘۔(سورۃ الاعراف)

اس آیت میں تخلیق کائنات کی کل مدت ’’چھ روز‘‘ بیان فرمائی گئی ہے۔اس کے علاوہ تخلیق کے بعد کے مدارج کا بھی بیان ہے۔قرآن کریم میں روز کیلئے یوم کی جمع یعنی ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔یوم ہماری زمینی اصطلاح میں اس وقفے کا نام ہے جس میں زمین اپنے محور پر پورا چکر مکمل کرتی ہے۔یہ چکر ۲۴ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔جو دن اور رات پر مشتمل ہوتا ہے۔یہاں تخلیق کائنات کے حوالے سے ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اس وقت نہ ہمارا نظام شمسی وجود میں آیا تھا اور نہ زمین۔چنانچہ اسی آیت میں واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا۔پھر عرش پر قائم ہوا۔پھر سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔اس لئے بظاہر یہاں زمینی دن مراد نہیں ہے۔بلکہ ایام سے مراد مختلف عرصے ہیں جو وقت کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے ہو سکتے ہیں اور ان عرصوں میں تخلیق کے مختلف مراحل مکمل ہوئے ہیں۔

ہمارے نظام شمسی میں مختلف سیاروں کے دن کا عرصہ مختلف ہے۔مثلاً مرکزی کے تین دن اس کے دو سال کے برابر ہیں‘ یعنی ڈیڑھ دن کا ایک سال ہے‘ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دن کی مختلف مقداروں کا بیان فرمایا ہے۔مثلاً سورۃ الحج میں ارشاد ہے۔

’’اور یہ لوگ عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے‘‘۔(الحج) بلکہ سورۃ المعارج میں ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر بیان کی گئی ہے۔ارشاد ہے۔

’’فرشتے اور روح اس کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں ایک (ایسے) دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے‘‘۔(سورۃ المعارج)

غور فرمایئے کہ پچھلی آیات میں جہاں ایک ہزار سال کے برابر ایک دن کو قرار دیا گیا ہے وہاں یہ وضاحت بھی ہے کہ ’’تمہارے شمار کے مطابق‘‘ یعنی زمینی سال کے برابر جب کہ سورۂ معارج میں پچاس ہزار سال کے ساتھ یہ وضاحت نہیں ہے جس سے اس کا زمینی سال مراد ہونا یقینی نہیں ہے۔(قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت آیت ۶۹....بخار کا علاج

جس شخص کو بخار چڑھا ہوا ہو اُس کے سرھانے ایک ہزار مرتبہ یہ یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ. پڑھنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت اوّل.... حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا زمین کا ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عربی شخص حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا۔انہوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اکرام کیا اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (سفارش کی) بات بھی کی۔وہ آدمی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے) حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی وادی بطور جاگیر مانگی تھی کہ پورے عرب میں اس سے اچھی وادی نہیں ہے۔

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے) اب میں چاہتا ہوں کہ اس وادی کا ایک ٹکڑا آپ رضی اللہ عنہ کو دے دوں جو آپؓ کی زندگی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور وہ آپؓ کے بعد آپؓ کی اولاد کا ہوگا۔حضرت عامرؓ نے کہا مجھے تمہارے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی جس نے ہمیں دنیا ہی بھلادی اور وہ سورۃ یہ ہے۔اقترب للناس الایۃ''ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آپہنچا اور یہ (ابھی) غفلت (ہی) میں (پڑے ہیں اور اعراض) کیے ہوئے ہیں''۔(اللہ والوں کی دُنیا سے بے رغبتی)

پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۶۹ .... بخار کی تیزی' غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے نہایت مفید عمل

يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

بخار کی تیزی ختم کرنے کیلئے یہ دعا بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں اور غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے بھی اس دعا کا استعمال مفید ہے۔(انمول موتی)

پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۸۳ ....نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

اگر آپ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔یا لاعلاج ہے تو مریض بذات خود اس آیت کا کثرت سے ورد کرے۔(انمول موتی)

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۸۷....آیت کریمہ کی فضیلت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اسکو چاہئے کہ یہ پڑھ لے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اسے آیت کریمہ کہتے ہیں۔اگر کوئی آدمی اپنی بیماری میں اس کو چالیس مرتبہ پڑھ لے تو اگر صحت ملی تو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک فرمادیں گے اور اگر اس بیماری میں اس کی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہداء کی قطار میں کھڑا فرمادیں گے۔جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا، اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (اسوۂ رسول اکرمؐ)

سورۃ الحج.... فضائل وخواص

دشمن کو دفع کرنے کیلئے اس کی آیت نمبر ۳۸ کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔کم سے کم ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے سات' گیارہ' یا اکتالیس روز میں مراد پوری ہوگی۔(طب روحانی)

پارہ ۱۷ سورۂ حج آیت ۳۸....دشمن سے حفاظت کا نسخہ

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ

اگر کسی شخص کو ہر وقت دشمن سے خوف رہتا ہو یا اس کی دشمنی بڑھتی جا رہی ہو تو دشمن سے حفاظت کیلئے اس آیت کو گیارہ دفعہ روزانہ پڑھے۔(انمول موتی)

سورۃ المؤمنون....فضائل وخواص

اس کی آیت رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ کو کسی نئے مکان یا اجنبی جگہ پر اترنے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔(طب روحانی)

پارہ ۱۸ سورۂ مومنون آیت ۱۰۴....حضرت اویس قرنیؒ کا خوف آخرت سے بے ہوش ہو جانا

ابو منذر دمشقی فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ جب بھونی ہوئی سریوں کو دیکھتے تو انہیں یہ آیت یاد آجاتی ہے۔
"تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون" پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے حتیٰ کہ دیکھنے والے آپ کو دیوانہ سمجھتے۔(ابن ابی الدنیا وغیرہ)

پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون آیت ۱۱۵ تا ۱۱۸....جنات کی شرارت سے بچنے کا نبوی نسخہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک بیمار شخص جسے کوئی جن ستا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل آیت پڑھ کر اس کے کان میں دم کیا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ .... وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

وہ اچھا ہو گیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ آیتیں اس کے کان میں پڑھ کر اسے جلا دیا واللہ! ان آیتوں کو اگر کوئی باایمان شخص بالیقین کسی پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے۔(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۷)

کان کی تکلیف دور کرنے کا نسخہ جلیلہ

"افحسبتم" سے لے کر ختم سورت تک یہ آیتیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں' ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں یعنی "افحسبتم انما خلقنا کم عبثا......الخ" صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے۔"اخرجہ ابن السنی وابن مندہ وابو نعیم بسند حسن" (روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک مصیبت زدہ شخص پر گزر ہوا جس کے کان میں تکلیف تھی' عبداللہ بن مسعودؓ نے "افحسبتم" سے لے کر آخر تک آیتیں پڑھ کر اس کے کان میں دم کیں تو وہ اچھا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو یہ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اگر یقین والا مرد اس کو پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔(روح المعانی)

سورۃ النور....فضائل وخواص

اس سورۃ کی آخری دو آیتیں چالیس دن تک ہر روز اکیس مرتبہ پڑھنا دل کی ساری بیماریوں مثلاً حسد' کینہ' عداوت' بخل' ذہن میں سستی' بزدلی وغیرہ کو باطن سے جلا کر خاک کر دینے والا مجرب جلالی عمل ہے۔(طب روحانی)

پارہ ۱۸ سورۂ نور....اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا سورۂ بقرہ، سورۂ نسا، سورۂ مائدہ، سورۂ حج اور سورۂ نور ضرور سیکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اعمال فرض کیے ہیں وہ سب ان سورتوں میں مذکور ہیں۔

حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خط میں یہ لکھا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور سیکھو.....حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سورۂ براءت سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ اور انہیں چاندی کے زیور پہناؤ۔(حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

پارہ ۱۸ سورۂ نور آیت ۳۵....دل اور چہرے کو نورانی بنانے کا مجرب عمل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ........وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اگر آپ کو اپنے دل میں اور چہرے پر نور پیدا کرنا ہے تو روزانہ مذکورہ آیت ایک مرتبہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکیں۔(انمول موتی)

سورۃ الفرقان....فضائل وخواص

اگر اس کو لکھ کر باندھ لے تو کوئی موذی جانور اژدھا وغیرہ ایذا نہ پہنچائے اور اگر شریر لوگوں کے درمیان جا پہنچے تو ان کا مجمع منتشر ہو جائے۔اور کوئی مشورہ اس کا درست نہ ہونے پائے۔(طب روحانی)

پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۵۴....بیٹا یا بیٹی کے نکاح کیلئے بہترین عمل

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝

اگر آپ کے بیٹے یا بیٹی کا عقد نہ ہوتا ہو تو آپ اپنی اس مراد کے لئے یہ آیت اکیس دن تک تین سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔(انمول موتی)

سورۃ الشعراء....فضائل وخواص

اگر کسی شخص کو بچھو بھڑ وغیرہ نے ڈنگ مارا ہو تو اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۳۰ کو پڑھ کر دم کردے۔ترکیب یہ ہے کہ متاثرہ جگہ کو چٹکی سے دبائے اور تین مرتبہ پڑھ کر پھونکے پھر سات مرتبہ پھر گیارہ مرتبہ اور پھر اکیس مرتبہ پڑھے۔ان شاء اللہ تکلیف بالکل دور ہو جائے گی۔(طب روحانی)

سورۃ النمل....فضائل وخواص

جو شخص اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر مدبوغ چمڑے میں رکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی نعمت اس کی قطع نہ ہو۔اور اگر صندوق میں رکھ دے تو اس گھر میں سانپ بچھو، درندہ اور کوئی موذی جانور نہ آئے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۸ برائے دفع حشرات

يٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (پ۱۹ع۱۷)

خاصیت: اگر چیونٹیوں کی کثرت ہو تو اس آیت کو لکھ کر ان کے سوراخوں میں رکھ دے۔ان شاء اللہ تعالیٰ سب چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں داخل ہو جائیں گی۔(اعمال قرآنی)

پارہ ۲۰ سورۂ نمل آیت ۶۲....اولاد کے رشتہ کے لئے مجرب عمل

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

اگر آپکو اپنی اولاد کا رشتہ نہیں ملتا تو اٹھتے بیٹھتے مذکورہ آیت کا ورد جاری رکھیں۔(انمول موتی)

تعارف سورۃ النمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق یہ سورت پچھلی سورت یعنی سورۂ شعراء کے فوراً بعد نازل ہوئی تھی۔دوسری مکی سورتوں کی طرح اس کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور کفر کے برے نتائج کا بیان ہے۔حضرت موسیٰ اور حضرت صالح علیہما السلام کے واقعات کی طرف مختصر اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی قوموں نے اس بنا پر ان کی بات نہیں مانی کہ

انہیں اپنی دولت اور اپنے سماجی رتبے پر گھمنڈ تھا۔ اسی طرح کفار مکہ بھی گھمنڈ میں مبتلا ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کررہے تھے۔ دوسری طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی دولت اور بے نظیر بادشاہت سے نوازا تھا، لیکن یہ دولت اور بادشاہت ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے مانع نہیں ہوئی۔ اسی طرح سبأ کی ملکہ بلقیس بھی بہت دولت مند تھی، لیکن حق واضح ہونے کے بعد اس نے اس کو فوراً قبول کرلیا۔ اس سیاق میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور سبأ کی ملکہ کا واقعہ اس سورت میں تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے، اور اس کے بعد کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کو بڑے موثر انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ نمل کے معنی عربی میں چیونٹی کے ہوتے ہیں، اور چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ چیونٹیوں کی وادی کے پاس سے گزرے تھے، اس لئے اس کا نام سورۂ نمل رکھا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

سورۃ القصص....فضائل وخواص

جس شخص کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو یا پیدا ہوکر مرجاتا ہو وہ شخص پورے نو ماہ تک حمل کے دوران روٹی کے ٹکڑے پر اس سورۃ کی ابتدائی آیات میں سے يُذَبِّحُ اَبْنَآئَهُمْ سے وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ تک لکھ کر نہار منہ اپنی اہلیہ کو کھلائے۔ ان شاء اللہ اس دفعہ صاحب عمر لڑکا پیدا ہوگا۔ (طب روحانی)

پارہ ۲۰ سورۂ قصص آیت ۲۴....لڑکی کے رشتہ کیلئے ایک مجرب عمل

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝

اگر آپ کی لڑکی کے لئے رشتہ نہ آتا ہو یا آتا ہو مگر رشتہ پسند نہ آتا ہو تو آپ ایک سو بارہ مرتبہ اس دعا کو اور تین مرتبہ سورۂ ضحیٰ پڑھیں، ہر مہینہ گیارہ دن تک پڑھیں اور تین مہینہ یہ عمل جاری رکھیں۔ (انمول موتی)

تعارف سورۂ القصص

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت سورۂ نمل (سورت نمبر ۲۷) کے بعد نازل ہوئی تھی، اور مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری سورت ہے جو مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، کیونکہ اس کی آیت نمبر ۸۵ اس وقت نازل ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی غرض سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ سورت کا مرکزی موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی دعوت کی سچائی کو ثابت کرنا ہے۔ سورت کی پہلی ۴۳ آیتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کی وہ تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں جو کسی اور سورت میں بیان نہیں ہوئیں۔ اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمانے کے بعد آیات ۴۴ تا ۴۷ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان واقعات کو اتنی تفصیل سے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اس کے باوجود جب آپ یہ واقعات بیان فرمارہے ہیں تو اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ کفار مکہ کی طرف سے آپ کی نبوت اور رسالت پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے، ان کا شافی جواب بھی اس سورت میں دیا گیا ہے، اور آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو لوگ ضد پر اڑے ہوئے ہیں، ان کے طرز عمل کی کوئی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ پھر کفار مکہ جن جھوٹے خداؤں پر ایمان رکھتے تھے، ان کی تردید کی گئی ہے۔ قریش کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت پر غرور کی وجہ سے بھی آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ان کی عبرت کے لئے آیات ۷۶ تا ۸۲ میں قارون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند شخص تھا، لیکن اس کی دولت اسے تباہی سے نہ بچا سکی جو غرور اور ضد کے نتیجے میں اس پر آکر

رہی۔ سورت کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر چہ اس وقت آپ بے سروسامانی کی حالت میں مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ مکرمہ واپس آنے کا موقع عنایت فرمائے گا۔ (توضیح القرآن)

سورۃ العنکبوت....فضائل و خواص

چوتھیہ کے واسطے اس کو لکھ کر پانی سے دھو کر پیے۔ دفع غم و کسی اور حصول سرور و شرح صدر کیلئے بھی مفید ہے۔ (طب روحانی)

پارہ ۲۱ سورۂ عنکبوت آیت ۶۲....رزق میں کشادگی کے لئے مجرب عمل

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اگر آپ کو رزق میں کشادگی مطلوب ہے تو مذکورہ آیت گیارہ دفعہ فجر کی نماز کے بعد پڑھیں۔ (اصول موتی)

تعارف سورۃ العنکبوت

یہ سورت مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی تھیں۔ بعض مسلمان ان تکلیفوں کی شدت سے بعض اوقات پریشان ہوتے، اور ان کی ہمت ٹوٹنے لگتی تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کو بڑی قیمتی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ اول تو سورت کے بالکل شروع میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لئے جو جنت تیار فرمائی ہے وہ اتنی سستی نہیں ہے کہ کسی تکلیف کے بغیر حاصل ہو جائے۔ ایمان لانے کے بعد انسان کو مختلف آزمائشوں سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ دوسرے یہ تسلی بھی دی گئی ہے کہ یہ ساری تکلیفیں عارضی نوعیت کی ہیں، اور آخر کار ایک وقت آنے والا ہے جب ظالموں کو ظلم کرنے کی طاقت نہیں رہے گی، اور غلبہ اسلام اور مسلمانوں ہی کو حاصل ہوگا۔ اسی پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں پچھلے کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات سنائے ہیں جن میں سے ہر واقعے میں یہی ہوا کہ شروع میں ایمان لانے والوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو برباد کیا، اور مظلوم مؤمنوں کو فتح عطا فرمائی۔ مکی زندگی کے اسی زمانے میں کئی واقعات ایسے پیش آئے کہ اولاد مسلمان ہو گئی، اور والدین کفر پر بضد رہے، اور اپنی اولاد کو واپس کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے۔ ان کا کہنا تھا کہ والدین ہونے کی وجہ سے ان کی اولاد کو دین و مذہب کے معاملے میں بھی ان کی فرماں برداری کرنی چاہئے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ معتدل اور برحق اصول بیان فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ انسان کا فرض ہے، لیکن اگر وہ کفر یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ جن مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ کے کافروں کا ظلم و ستم ناقابل برداشت ہو رہا تھا، ان کو اس سورت میں نہ صرف اجازت، بلکہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ اطمینان کے ساتھ اپنے دین پر عمل کر سکیں۔ بعض کافر لوگ مسلمانوں پر زور دیتے تھے کہ دین اسلام کو چھوڑ دو، اور اگر اس کے نتیجے میں تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سزا آئی تو تمہاری طرف سے ہم اسے بھگت لیں گے۔ اس سورت کی آیات ۱۲ و ۱۳ میں اس لغو پیشکش کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ آخرت میں کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس کے علاوہ توحید، رسالت اور آخرت کے دلائل بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں، اور اس سلسلے میں جو اعتراضات کافروں کی طرف سے اٹھائے جاتے تھے، ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

"عنکبوت" عربی میں مکڑی کو کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے مکڑی کے جالے پر بھروسہ کر رکھا ہو، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ عنکبوت ہے۔ (توضیح القرآن)

الدرر النظیم (سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت)

سورۃ یونس....فضائل وخواص

سورۃ یونس کو تانبے کے پرات میں لکھ لیں پھر اس پرات میں اس پانی سے آٹا گوندھیں جو کھڑے ہوئے پانی سے تیزی کے ساتھ بھر لیا گیا ہو۔ آٹے کی مقدار ان لوگوں کے مطابق ہو جن پر چوری کا شبہ والزام ہے پھر اس آٹے کے ملزموں کی تعداد کے مطابق ٹکڑے بنالیں اور ہر ایک کو ایک ٹکڑا کھانے کیلئے دیں جو چور ہوگا وہ نہیں کھا سکے گا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ (۱) اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ط قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ (۲) اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ

شعبان کے مہینہ کے ایام بیض (13,14,15) کے تین روزے رکھے اور سرکہ وسبزی اور جو کی روٹی اور پسے ہوئے نمک سے افطاری کرے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے اور درود شریف پڑھتا رہے۔ عشاء تک پھر عشاء کی نماز پڑھ کر جب تک چاہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتا رہے پھر ایک کاغذ میں آس کے پانی اور زعفران کے ساتھ یہ آیت لکھے اور اسے سر کے نیچے رکھ کر سو جائے جب صبح ہو تو نماز پڑھے اور وہ لکھا ہوا اپنے پاس رکھ کر لوگوں کے پاس جہاں کام ہو جائے تو اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اسے سرداری ملے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صحیح ومناسب گفتگو کرے گا اور لوگوں کے ہاں وہ معزز ومقبول ہوگا۔

خاصیت آیت ۱۲

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا .... کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

یہ آیت پنڈلیوں، پاؤں اور پورے جسم کے درد کیلئے مفید ہے۔ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے کورے برتن میں سیاہی سے لکھ کر برتن کو زیتون کے تیل سے بھر لو اور اسے ہلا کر لکھے ہوئے کو دھو لو پھر اسے دھیمی آنچ پر پکا لیں۔ جب اور جہاں درد ہو اس جگہ پر اس تیل کی مالش کریں درد ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۳۱

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ...... فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

اسے میٹھے کدو کے چھلکے پر لکھ کر عورت کے دائیں بازو پر باندھنے سے بچہ کی ولادت آسانی سے ہو جائے گی۔

خالی پانی سے اگر اس آیت کو چاندی پر لکھا جائے اور پھر اسے آگ پر چڑھا کر مکھن ملائی ہوئی شہد سے دھو لیا جائے جب کسی کے کان میں درد ہو تو اس کے تین قطرے ڈال دینے سے درد ختم ہو جائے گا۔

جو آدمی اس آیت کو کیلے کے پتے پر لکھ کر اس پر نیلے رنگ کا کپڑا چڑھا کر اپنے بازو سے باندھے گا تو اس کیلئے رزق آسان ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۵۷٬۵۸

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ......هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

یہ آیت اس آدمی کے گھر کے برتن پر لکھی جائے جس نے کبھی جماع نہ کیا ہواور خالص کوفی سیاہی سے لکھی جائے اور شمر کے سبز پودے کے پانی سے دھوکراس میں سفید ملا کرر کھ دیا جائے۔ پیٹ کی تمام بیماریوں اور گھبراہٹ وکپکپی کیلئے اس کا پینا مفید ہے۔

خاصیت آیت ۸۰٬۸۱

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا ......اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ

بارش کا پانی پہاڑ کے دامن میں رکا ہوا ہواس سے ایک گھڑا بھرا جائے اس طرح کہ کوئی دیکھ نہ رہا ہواور ایک گھڑا ایسے کنویں سے بھرا جائے جو ویران پڑا ہو پھر جمعہ کے دن ایسے درختوں کے سات پتے لئے جائیں جن کا پھل نہ کھایا جاتا ہو پھر دونوں گھڑوں کے پانی کو ملا کر پتے ان میں ڈال دیئے جائیں اور اس آیت کو پانی کی سطح پر لکھے اور اس پانی سے نہائے اس طرح کہ نہر کے کنارہ پر جا کر پاؤں نہر میں لٹکا لے اور سر کے اوپر پانی ڈالے۔ اس عمل سے اس پر کئے گئے جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۸۷٬۱۰

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا ....وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

یہ آیات سفید مصری پرنئی سوئی سے لکھ کر مصری کونہر کے اس میٹھے پانی میں پگھلا دیا جائے جورات کو صبح کی اذان کے وقت نہر سے بھرا گیا ہو۔ یہ پانی جس قسم کے مریض کو پلایا جائے گا وہ تندرست ہو جائے گا۔

سورۃ ھود.... فضائل وخواص

جو اس سورۃ کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ اسے ہر مقابل طاقت ونصرت حاصل ہوگی اگر سو آدمی بھی اس کے مقابلہ پر آئیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے اگر کوئی اسے دیکھے تو اس سے ڈرے گا جو بھی بات کرے گا اس کی موافقت میں کرے گا۔

اگر زعفران سے لکھ کر صبح شام اس کا پانی پیئے گا تو دل مضبوط ہو جائے گا اگر جن بھی مقابلہ میں آئیں تو ان سے گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ....وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اروی کے سبز پتے پر طلوع فجر کے وقت کستوری اور زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر اس نہر کے پانی سے دھولے جس کا پانی اروی کو لگتا تھا پھر چار دن صبح شام اس پانی کو پیئے تو اس کا دل علوم کیلئے کھل جائے گا اور جو چاہے گا حاصل کرلے گا۔

خاصیت آیت ۴۱

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یہ آیت ساگوان کی لکڑی میں نقش کر کے کشتی کے اگلے سرے میں میخ ٹھونک کر لگا دے یا پچھلے حصہ میں تو یہ کشتی کیلئے حفاظت و بچاؤ ہوگا کشتی سمندر کے طوفانوں گردابوں سے سلامت رہے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے لوگوں کیلئے غرق ہونے سے تحفظ یہ ہے کہ جب وہ کشتی پر سوار ہوں تو
وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ
آخر آیت تک پڑھ لیں۔

بعض عارفین نے لکھا ہے کہ جب کشتی پر سوار ہو تو قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا (مکمل آیت) پڑھ لے اور کشتی کے پچھلے حصہ میں کھڑا ہو کر اگلے حصہ کی طرف منہ کر کے دائیں بائیں اشارہ کرے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ اور پیچھے کی طرف اشارہ کر کے کہے عثمان رضی اللہ عنہ اور سامنے کی طرف اشارہ کر کے کہے علی رضی اللہ عنہ اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ سَمَّيْنَا بِكٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْنَا بِحٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِيْنَا وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ (آخر سورہ تک)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو آدمی کسی چوپائے یا سواری پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (مکمل آیت) اور وَقَالَ ارْكَبُوْا (مکمل آیت) کہے تو اگر ان میں سے کوئی ہلاک ہو جائے یا ڈوب جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔

حضرت ابن شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ساحل پر پہنچا تو کشتی کے ساتھ پیوست تھی بائیس کشتیاں کھڑی تھیں جو غلہ سے بھری ہوئی تھیں میں ان میں سے ایک میں داخل ہوا اور مذکورہ بالا کلمات پڑھ لئے۔ تو تہائی رات تک کشتی موافق ہوا کے ساتھ چلتی رہی پھر تیز وتند ہوائیں چل پڑیں اور موجیں اٹھنے لگیں۔

چنانچہ جس کشتی میں میں سوار تھا اس کے سوا کوئی کشتی اندلس کے ساحل تک نہ پہنچ سکی اور نہ ہی ان کا کوئی نشان نظر آتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا غرق ہونے اور ہلاک ہونے سے تحفظ یہ ہے کہ جو کشتی پر سوار ہو تو وہ یہ پڑھ لے بسم اللہ الرحمن الرحیم وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (مکمل آیت) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ م بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی سمندر میں سفر کرتا ہے وہ سوار ہوتے وقت یہ پڑھ لے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْمُلْكُ لِلّٰهِ يَامَنْ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ خَافِقَةٌ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ طَائِعَةٌ وَالْجِبَالُ الشَّامِخَاتُ خَاشِعَةٌ وَالْبِحَارُ الزَّاخِرَاتُ خَاضِعَةٌ اِحْفَظْنِيْ اَنْتَ خَيْرٌ حَافِظًا وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (مکمل آیت)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا (مکمل آیت)

پھر آپ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر ان کا پڑھنے والا غرق یا ہلاک ہو جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ م بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

جس آدمی کو کسی شیر سے یا ظالم انسان سے یا دشمن سے یا بادشاہ وحاکم سے خوف ہو تو وہ سوتے وقت اور جاگتے وقت اور صبح وشام کو یہ آیت کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت وکفایت فرمائیں گے۔

جو آدمی سفر میں اور کشتی میں اس آیت کو کثرت سے پڑھتا رہے گا تو وہ ہر قسم کے شر و آفت اور مصیبت اور سمندری طوفانوں وغیرہ

سے محفوظ رہے گا۔ جو بادشاہ وافسر کے پاس اسے پڑھے گا تو وہ اس کے شر سے محفوظ ہو جائے گا اور اس کا مال و جان سب محفوظ ہو جائے گا۔ اگر اس آیت کو لکھ کر اور تعویذ میں محفوظ کر کے بچہ کے گلے میں لٹکایا جائے تو وہ آفات سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ یوسف.... فضائل وخواص

جو آدمی سورۂ یوسف کو لکھ کر پھر اسے پانی میں دھو کر وہ پانی پیے اور اللہ تعالیٰ سے رزق اور تمام لوگوں میں عزت پانے کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق و عزت نصیب کریں گے۔

اگر مرد اس سورۃ کو لکھ کر اور تعویذ بنا کر گلے میں لٹکائے تو اس کی بیوی اس سے بہت زیادہ محبت کرے گی۔

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ .... وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

اگر کوئی آدمی بے روزگار ہو تو وہ قمری مہینہ کی پہلی جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں سونے کے لئے بستر پر جانے کے وقت اس آیت کو پڑھے اور جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان اسے لکھے اور شام کو جب روزہ افطار کرنے لگے تو اس وقت بھی پڑھے اور رات کو سو سو مرتبہ لاالٰہ الا اللہ ' اللہ اکبر' الحمد للہ اور سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہہ کر سو جائے جب صبح کو اٹھے تو یہ نیت کرے کہ میں کسی پر ظلم نہیں کروں گا اور اپنے حق سے آگے نہیں بڑھوں گا پھر وہ لکھا ہوا گھر کے باہر لٹکا دے تو اسے روزگار ملے گا اور پورا ہفتہ اس کی مدد ہوتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۹۱ تا ۹۳

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰهُ عَلَیْنَا ...... بِاَهْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ

اصفہانی سرمہ ایک حصہ' مصر آدھا حصہ' زعفران چوتھائی حصہ' پانی چوتھائی حصہ اور موسم خزاں کی پہلی بارش کا پانی نہر اور چشمہ کا پانی جو کہ ماہ دسمبر یا جنوری میں جمعرات کے دن طلوع آفتاب سے پہلے لیا گیا ہو۔ یہ اجزاء جمع کر لینے کے بعد ہر دوائی کو علیحدہ علیحدہ کوٹ لیں پھر سب کو ملا کر شمر کے سبز پودے کے پانی میں کھرل کر کے چھوڑ دیں جب خشک ہو جائے تو پھر دوسری مرتبہ خزاں کی بارش کے پانی میں کھرل کریں اور خشک کر لیں پھر تیسری بار دسمبر یا جنوری میں بھرے ہوئے پانی میں کھرل کریں پھر چوتھی مرتبہ ایسے شہد میں جو آگ کے قریب نہ گیا ہو اور سرکہ میں کھرل کر لیں۔ جب خشک ہو جائے تو مذکورہ بالا آیات کو شیشہ کے پیالہ میں زعفران کے ساتھ لکھیں اور دسمبر والے پانی سے دھو لیں۔ پھر سرمہ کو دوائیوں کے کشتہ سمیت اسی پانی میں کھرل کریں اور اسے خشک کر لیں۔ اب اسے آنکھ کی ہر قسم کی تکلیف کے لئے استعمال کریں۔ خصوصاً آنکھ میں سفیدی آنے کے لئے شفاء ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۹' ۱۰۰

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ...... اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

اگر کوئی آدمی ناحق قید میں ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے اور کثرت سے اس کی تلاوت بھی کرے رہا ہو جائے گا۔ اگر کوئی دشمن ستا رہا ہو تو بھی یہی عمل کرے اس کی اذیت سے چھٹکارا مل جائے گا۔

سورۃ الرعد.... فضائل وخواص

سخت اندھیری رات میں جبکہ بارش برس رہی ہو۔ بادل گرج رہے ہوں اور بجلی چمک رہی ہو تو اس وقت میں یہ سورۃ لکھے اور بارش کے پانی سے دھو کر یہ پانی اندھیری رات میں ظالم حکمران یا افسر کے دروازے کے باہر چھڑک دے تو اس دن کو جب وہ ظالم گھر سے باہر نکلے گا تو اپنے عہدہ سے معزول کر دیا جائے گا۔ اور اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں یہ سورۃ لکھ کر اور پانی سے دھو کر اسی وقت ظالم عہدے دار کے دروازے پر چھڑک آئے تو بھی وہ ظالم اپنے عہدہ سے معزول کر دیا جائیگا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

المرٓ.................. یتفکرون

یہ آیت زیتون کے چار پتوں پر لکھ کر باغ یا گھر یا دکان وغیرہ جس کی ترقی و برکت اور آبادی مقصود ہو اس کے چاروں کونوں میں ایک ایک پتہ دفن کر دے تو ترقی و برکت حاصل ہوگی اور اگر کسی نے دکان تعمیر کرنا ہو اور اس میں مشکلات درپیش ہوں تو اپنے پلاٹ کے چاروں کونوں میں ایک ایک پتہ دفن کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد اس کے لئے مکان کی تعمیر کے اسباب ہوتے چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۸'۹

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ...... الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ

اگر کوئی آدمی یہ معلوم کرنا چاہے کہ حاملہ خاتون کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا یا لڑکی؟ یا اگر کسی نے زمین میں کہیں کوئی چیز دفن کی تھی یا کہیں کوئی چیز رکھی تھی اور اب وہ جگہ بھول گیا ہے اور اس جگہ کا پتا لگانا ہے یا کسی غائب شدہ کی واپسی کے بارے میں خبر حاصل کرنی ہے کہ وہ واپس آئے گا یا نہیں؟ یا مریض کے بارے میں یہ تجسس ہے کہ اب یہ صحت یاب ہو سکے گا یا نہیں؟ یا اسی طرح کا کوئی ایک اور مسئلہ ہے تو وہ آدمی نہا دھو کر باوضو ہو کر صاف ستھرا لباس پہنے خوشبو لگائے اور سوموار کے دن کا روزہ رکھے۔ رات کو باوضو ہو کر سو جائے اور منگل کی صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے یہ آیات سبز کپڑے کے ٹکڑے میں زعفران اور عرق گلاب کے ساتھ لکھے اور اس ٹکڑے کو عود اور عنبر کی دھونی دے کر کسی ڈبیہ میں اس طرح سے بند کرے کہ سورج چاند اور کوئی انسان وغیرہ کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ جب بدھ کی رات آئے تو عشاء کی نماز کے بعد اپنے بستر پر بیٹھ کر یہ پڑھے۔

یَا عَالِماً بِخَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ یَامَنْ ھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِطَّلِعْنِیْ عَلیٰ کُلِّ مَآ اُرِیْدُ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائے تو خواب میں کوئی آ کر اسے اس کی مطلوبہ چیز کے بارے میں بتائے گا۔ اگر اس رات میں کوئی نہ آئے تو یہی عمل جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں پھر یہی عمل کرے تو یقیناً خواب میں اسے خبر دیدی جائے گی۔

خاصیت آیت ۱۸'۲۱ تا ۲۵

الذین لم یستجیبوا لہ.......... وبئس المھاد اور والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل..... ولھم سوء الدار

اگر کسی دشمن کی ہلاکت اور بربادی مطلوب ہو تو قمری مہینہ کی اٹھائیس تاریخ کو روزہ رکھے اگر اٹھائیس کا یہ دن ہفتہ کا دن ہو تو بہت ہی خوب ہے۔ اس روزہ کی افطاری جو کی روٹی سے کرے۔ رات کو آدھی رات کو جس وقت کہ شدید اندھیرا ہوا ٹھے اور خالی جنگل بیابان میں یا کسی خالی گھر کی چھت پر جائے اور صنوبر کی لکڑی اور سندس (ایک قسم کا گوند جو دوا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے) جلا کر مذکورہ آیات سات مرتبہ پڑھے اور ہر دفعہ یہ بھی ساتھ کہے۔

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بفلد بن فلانۃ 'یہاں دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام لے)

اَللّٰھُمَّ اعْکِسْ اَمْرَہٗ وَاَخْذُلْہٗ وَلَا تُثَبِّتْ قَدَمَہٗ وَاحْلُلْ بِہٖ مَا اَحْلَلْتَ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ

اس کے دشمن کے حالات خراب ہونے شروع ہو جائیں اور ہلاکت و بربادی کی طرف بڑھنا شروع ہو جائے گا۔

سورۂ ابراہیم.... فضائل وخواص

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو مومن سورۂ ابراہیم پڑھے اسے تمام بت پرستوں کی تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے۔

اگر اس سورۃ کو سفید ریشم کے ٹکڑے پر باوضو ہو کر لکھا جائے اور بچہ کے بازو پر باندھ دیا جائے تو بچہ کا رونا' ڈرنا ختم ہو جائے گا نظر بد سے محفوظ رہے گا اور اس کا دودھ چھڑانا آسان ہوگا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴

الر ....وھو العزیز الحکیم

جو آدمی ان آیات کو صاف پانی پر پڑھے اور اس پانی سے کھانا بنا کر اپنی اولاد یا اپنے شاگردوں کو کھلائے تو وہ انہیں بہت ہی ذہین و فطین اور فصیح پائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَا اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکانے سے ہاتھوں اور پاؤں کی تکلیف والا مریض صحت یاب ہو جاتا ہے اور جس کو نظر بد لگی ہو خواہ کسی انسان کی یا جن کی تو وہ کسی بیکار چھوڑے ہوئے کنوئیں سے ایک گھڑا پانی کا بھر کر اس پر یہ آیت پڑھے اور کسی چوک پر جا کر اسی پانی سے تین راتیں نہائے تو اس پر سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جو آدمی مچھروں اور پسوؤں سے پریشان ہو وہ پانی پر سات مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ سات مرتبہ یہ کہے ان کنتم آمنتم باللہ فکفوا شرکم عنا ایتھا البراغیث اور اس پانی کو اپنے سونے کی جگہ کے اردگرد چھڑک دے۔

بعض عارفین کی تحریروں میں دیکھا ہے کہ کتے پر وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید پڑھے تو وہ کچھ نہیں کہے گا اور بچھو پر سلام علیٰ نوح فی العالمین پڑھے تو وہ کچھ نہیں کہے گا اور پسوؤں پر ومالنا ان لانتوکل علیٰ اللہ والی پوری آیت پڑھے تو وہ بھی پریشان نہیں کریں گے۔

خاصیت آیت ۱۳ تا ۱۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ ....وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ

اگر کسی کھیت کو کیڑے یا چوہے یا ٹڈیاں وغیرہ خراب کر رہی ہوں تو وہ یہ آیات زیتون کی لکڑی کی چار تختیوں پر بدھ کے دن سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے لکھے اور کھیت کے ہر ایک کونے میں ایک تختی دفن کرے اور ہر تختی دفن کرتے ہوئے یہ آیات تین مرتبہ پڑھے تو سب موذی جانور اس کے کھیت سے چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۲۴

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

بارش کے پانی پر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھ کر وہ پانی کھجوروں' درختوں اور کھیتوں کی جڑوں میں ڈالیں تو باغات اور کھیتی میں برکت ہوگی اور ان میں نقصان و خسارہ نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۳۲ تا ۳۴

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ .....اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ

اگر کوئی آدمی صبح شام اور سوتے وقت اور اپنے ہمسایوں کے ہاں آتے جاتے وقت اور اپنے کھیت و باغ میں کام کرتے ہوئے اس آیت کو پڑھتا رہے تو اس کی ہر چیز میں برکت ہوگی اور اس کی ہر چیز محفوظ رہے گی۔

سورۂ حجر....فضائل وخواص

(۱) اگر کسی عورت کا دودھ کم ہو تو یہ سورۃ حجر زعفران سے لکھ کر اسے پلا دی جائے تو اس کا دودھ بہت ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی اس سورۃ کو زعفران سے لکھ کر اپنی جیب میں رکھے تو اس کے پاس بہت مال آئے گا اور خرید و فروخت میں کوئی اس سے ناراض نہ ہو گا لوگ اس کے معاملات سے خوش ہوں گے۔

خاصیت آیت ۹

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(۱) اس آیت کو چاندی کی پتری پر لکھے جمعہ کی رات کو اس پتری پر چالیس دفعہ اس آیت کو پڑھ کر دم کر کے لپیٹ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر پہن لے تو اللہ کوئی ایسا بندوبست فرما دیں گے کہ جس سے اس کے مال و اولاد اور سب چیزوں کی حفاظت ہو گی۔

اور اگر اس انگوٹھی سے خالص موم پر مہر لگا کر جس درد والے کو اس کی دھونی دی جائے گی اس کا درد فوراً ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۶، ۱۷

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ

اس آیت کو انگوٹھی کے نگینہ پر کندہ کرا لیا جائے تو جو آدمی وہ انگوٹھی پہنے یا اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر لکھ کر گلے میں لٹکایا جائے تو حاکم و افسر اور رؤساسب اس آدمی کی عزت کریں گے اور سب اس کی بات مانیں گے چاہے کوئی عورت پہنے یا مرد۔

سورۂ نحل....فضائل وخواص

(۱) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر باغ کی دیوار میں لگا دے اس باغ میں جتنا پھل ہو گا سب گر پڑے گا۔

(۲) اگر یہ سورۃ لکھ کر دشمن کے گھر ڈالی جائے تو وہ سب ایک سال کے اندر اندر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

تنبیہ: ایسے اعمال میں سخت احتیاط اور خوف خدا کی ضرورت ہے سوائے ظالموں کے کسی کے ساتھ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل....فضائل وخواص

(۱) اگر اس سورۃ کو زعفران کے ساتھ لکھ کر پانی میں گھول کر اس بچہ کو پلا دیا جائے جو باتیں نہ کرتا ہو تو وہ فوراً باتیں کرنے لگے گا۔

خاصیت آیت ۴۵ تا ۴۶

واذا قرات القرآن.........کفوراً

(۱) اگر کوئی شخص ڈرتا ہو یا اسے برے خیالات آتے ہوں تو اس سورۃ کے پڑھنے سے یہ شکایت ختم ہو جائے گی۔

(۲) جس آدمی کے پیچھے کوئی جن لگا ہوا ہو۔ یہ سورۃ پشمینہ کے نیلے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیں۔ جن بھاگ جائے گا۔

امام ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں قرآن کریم کی چار آیتیں ضرور یاد کر لینی چاہئیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہیں۔ اور انہیں ہر خوف، بیماری اور مصیبت کے لئے لکھ لینا چاہئے۔ پہلی آیت سورۂ انعام میں ہے۔ ومنھم من یستمع الیک ......الاوابین تک

دوسری آیت سورۂ نحل میں ہے اولئک الذین طبع اللہ ....الغافلون تک

تیسری آیت سورۂ کہف میں ہے۔ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربه......فلن یهتدوا اذا ابداً تک اور چوتھی سورۂ جاثیہ میں ہے۔افرأیت من اتخذالٰهه هواه..........تذکرون تک

خاصیت آیت ۸۲

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(۱) ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بچہ لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ۔میرے اس بچہ کو مرگی ہے آپ دعا فرمائیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وننزل من القرآن شفآء و رحمة للمؤمنین تو وہ لڑکا تندرست ہوگیا۔

(۲) امام غزالیؒ سے منقول ہے کہ بغداد میں ایک شخص ہر قسم کی بیماری کے لئے دم کیا کرتا اور مریض شفایاب ہو جاتے۔ایک دفعہ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو اس نے کہا بیماریاں کئی ہیں دم ایک ہے اور شفا دینے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور وہ دم یہ ہے۔
وننزل من القرآن ماهو شفآء و رحمة للمؤمنين

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچوں کی نظر کے لئے پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ' وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ' فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا اَللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَعَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سورۃ کے اخیر تک

خاصیت آیت ۱۰۵'۱۰۶

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا.....وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا

جو شخص غمگین اور تنگ دل ہو اور وسوسوں اور برے خیالات میں مبتلا ہو وہ دس دن یا جتنے رکھ سکے متفرق روزے رکھے اور اپنے ہاتھ کی حلال کمائی سے افطار کرے پھر عشاء کی نماز کے بعد پانی کے ایک کوزہ پر اس آیت کو دس بار دم کرے چار دفعہ دم کرے اور اس میں سے کچھ پانی پی کر سو جائے اور جب رات کو جاگے تو بھی تھوڑا سا پی لے اس کی تمام پریشانی و تکلیف جاتی رہے گی۔

سورۂ کہف....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی سورۃ بتاؤں جس کی عظمت سے آسمان اور زمین کا درمیانی خلا بھر گیا ہے اور اس کے پڑھنے والے کو بھی اسی قدر اجر و ثواب ملتا ہے جو شخص اس سورۃ کو جمعہ کے دن پڑھے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے اس کے سارے گناہ اور اس سے تین دن زیادہ کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شخص جمعرات کے دن سوتے وقت اس سورۃ کی آخری آیات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کا شکر گزار بنا دیتے ہیں۔

(۲) اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن پڑھے اس کو اتنا نور ملتا ہے جو اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں سما جائے۔

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھا کر کسی شیشہ کے برتن میں ڈال کر اپنے گھر میں رکھ دے تو اس کے گھر سے فاقہ و تنگ دستی دور رہتی ہے اور قرض اور لوگوں کی ایذا سے محفوظ رہتا ہے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

(۴) اگر اس سورۃ کو لکھ کر غلہ میں رکھ دیں تو وہ ہر قسم کے کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

سورۂ مریم....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ پڑھتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مہاجرین کو ہجرت کرنے سے اور انصار کو نصرت کرنے سے ملا ہے۔

۲۸ (۲) جو شخص سورۂ مریم کو لکھ کر شیشی میں بند کر کے رکھ چھوڑے اس گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے اور اس خوشحالی آتی ہے۔
(۳) اگر کوئی خوف زدہ آدمی اس سورۃ کو پانی میں گھول کر پی لے تو اس کا خوف جاتا رہتا ہے۔
(۴) اگر اس سورۃ کو لکھ کر گھر کی دیوار پر لگایا جائے تو وہ گھر آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔
کھیعص: جو آدمی جمعرات کے دن پہلی ساعت میں چاندی کی انگوٹھی کے نگینہ پر **کھیعص** اور **حمعسق** اور باقی حروف مقطعات کندہ کرا کے پہن لے اس کی سب ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور سب لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

خاصیت آیت ۲۵،۲۶

وَهُزِّىٓ اِلَيۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ ......الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا

تین کھجور کے تین مختلف رنگوں کے زرد، سبز اور سرخ لے کر ہر پتہ پر لوہے کے قلم سے ان آیتوں کو لکھے اور ہر ایک پتہ کو ایک کھجور کی ٹہنی سے باندھ دے تو ان کھجوروں کو بہت زیادہ اور عمدہ پھل لگے گا۔

سورۂ طٰهٰ...فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جنت میں جنتی صرف طٰہٰ اور یٰس کی تلاوت کریں گے۔
(۲) جو شخص کہیں شادی کرنا چاہتا ہو تو ریشم کے سبز کپڑے پر اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھ کر ان کے پاس جائے تو وہ رشتہ کی درخواست منظور کریں گے۔
(۳) اگر اس طرح لکھی ہوئی سورۃ طٰہٰ کو پاس رکھ کر لڑنے والے لوگوں کے پاس صلح کے لئے جائے تو صلح کر لیں گے۔
(۴) اگر اسے لے کر ظالم بادشاہ کے پاس جائے تو وہ بھی نرمی کرے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡجِبَالِ ......وَّلَاۤ اَمۡتًا

اگر کسی کے جسم پر پھوڑے ہوں تو وہ کسی پاک صاف برتن میں فارسی سیاہی سے اس آیت کو لکھ کر روغن بنفشہ سے دھو ڈالے اور پھر اسی روغن کو ان پھوڑوں پر لگائے تو پھوڑے ختم ہو جائیں گے۔

خاصیت آیت ۱۰۸ تا ۱۱۲

يَوۡمَئِذٍ يَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِىَ ......فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّلَا هَضۡمًا

(۱) اس آیت کو ہرن کی کھال پر لکھ کر تانبے کے تعویذ میں بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈالیں تو بچہ روئے گا نہیں اور اس کا رنگ و روپ اور زبان اچھی ہو جائے گی۔
(۲) جو شخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے اس کے دشمن کی زبان اس کے خلاف بند ہو جائے گی اور وہ اس سے ڈرے گا۔

خاصیت آیت ۱۳۱، ۱۳۲

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ ....وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى

یہ آیات لکھ کر جس کے گلے میں پہنائی جائے اگر وہ رنڈوا ہے تو اس کی شادی ہو جائے گی اگر اسے نسیان کی بیماری ہے تو جاتی رہے گی جو بھی مرض ہے اس سے شفا ملے گی۔ اگر فقیر ہے تو مالدار ہو جائے گا۔

سورۂ انبیاء...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۸۷

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۂ انبیاء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حساب جلدی سے لے لیں گے اور جن انبیاء کا اس سورۃ میں نام آیا ہے وہ اسے سلام کریں گے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت ذوالنون علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ہے جو مسلمان اس سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

(۲) کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا یارسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ارشاد فرمائیں اس کے طلب کرنے میں کس چیز کو وسیلہ بناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کی درخواست کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وضو کر کے سجدہ کرے اور چالیس بار اپنی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہے اور جو مانگا جائے ملتا ہے وہ یونس بن متی کی دعا ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ دعا یونس بن متی کے ساتھ خاص ہے یا تمام مسلمان اس سے دعا مانگ سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یونس بن متی کے لئے خاص ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے وہ جس وقت چاہیں اس سے دعا مانگ سکتے ہیں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جب یونس نے تہہ بہ تہہ تاریکی میں ان کلمات سے ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات بخشی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات بخشتے ہیں"۔ پس یہ دعا مانگنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ہے۔

(۴) ایک روایت میں ہے جو مریض ان کلمات کو چالیس دفعہ پڑھ کر ہر بار ساتھ دعا مانگے وہ اگر اس مرض میں مرجائے تو اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا اگر تندرست ہوجائے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۵) جو شخص اس آیت کو ہرن کی کھال میں لکھ کر کمر سے باندھ کر سو جائے تو جب تک یہ نہ کھولیں گے وہ بیدار نہ ہوگا۔ یہ عمل اس آدمی کیلئے ہے جو بیماری ڈر یا فکر کی وجہ سے سو نہ سکا ہو۔

خاصیت آیت ۳۰

اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا .... اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ

(۱) جب عورت وضع حمل کے وقت بہت تکلیف میں مبتلا ہو اور بچہ پیدا نہ ہو رہا ہو تو اس آیت کے ساتھ یہ لکھے۔

مَرۡیَمُ وَلَدَتۡ عِیۡسٰی سَیَجۡعَلُ اللّٰهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ یُّسۡرًا اَللّٰهُمَّ کَمَا شَقَقۡتَ الۡاَرۡضَ بِالنَّبَاتِ وَالسَّمَآءَ بِالۡمَطَرِ فَکَذٰلِکَ یَسِّرۡ لِفُلَانَةِ بِنۡتِ فُلَانَةِ الۡوَضۡعَ فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰی طَعَامِهٖ .... شَقًّا

اور گھول کر اسے پلا دے۔ (خط کشیدہ جگہ پر عورت اور اس کی ماں کا نام لکھے)

(۲) جو عورت دردزہ میں مبتلا ہو اس کے لئے مذکورہ بالا آیت یومنون تک پڑھ کر اس کے شکم پر اور پیٹھ کے نیچے طرف پھونک دے۔

خاصیت آیت ۸۷، ۸۸

وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ..... نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

جو آدمی کسی دنیاوی کام سے غمناک ہو اور کامیاب نہ ہو رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کرے ۷۰ بار استغفار پڑھے۔ درود

شریف بھی پڑھے پھر وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے اور جہاں سے چاہے ان میں قرآن کریم پڑھے سلام پھیر کر پہلے کی طرح استغفار اور درود شریف پڑھے پھر سجدہ میں جا کر یہ پانچ آیتیں پڑھے اور غم کی دوری کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے سب غم اور آفتیں دور کر دے گا۔ وہ پانچ آیتیں یہ ہیں۔ (۱) الذین قال لهم الناس .... الوكيل (۲) وایوب اذ نادی ربه.....العابدين (۳) وذاالنون اذذهب مغاضباً......... ننجي المومنين (۴) فستذكرون مآاقول لكم.........سوٓء العذاب (۵) اني مسني الضد وانت ارحم الراحمين.

(۲) جو شخص غم یا تنگی میں مبتلا ہو یا کسی اور مصیبت میں تو ان کلمات کو کاغذ پر لکھ کر جاری پانی میں چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کا غم اور تنگی وغیرہ دور کر دے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْعَبْدِ الْفَقِيْرِ الذَّلِيْلِ اِلَى الرَّبِّ الْجَلِيْلِ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَكْشِفْ ضُرِّيْ وَ هَمِّيْ وَ فَرِّجْ عَنِّيْ غَمِّيْ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ اَلَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا......... كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ .

اگر حاملہ عورت کو چالیس دن سے پہلے پہلے ان آیتوں کو لکھ کر گلے میں ڈال دے تو لڑکا پیدا ہوگا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو یہ تعویذ بچہ کے گلے میں پہنا دیں تو بچہ ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ....تُوْعَدُوْنَ

(۱) اگر کسی کو بخار ہو یا کوئی اور بیماری تو کسی پاک برتن میں ان آیتوں کو روشنائی سے لکھ کر اس کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑتی ہو دھولے اور مریض کو تین گھونٹ پلائے اور باقی اس کی پیٹھ پر چھڑک دے تین دن اسی طرح کرے مریض تندرست ہو جائے گا۔

(۲) اگر کسی کی کمر میں یا پیٹھ میں یا گھٹنے میں درد ہو تو اس آیت کو پاک برتن میں لکھ کر روغن بابونہ سے مٹا کر درد کی جگہ پر وہ روغن لگائے درد جاتا رہے گا۔

سورۃ الحج...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۴۴ تا ۴۶

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ.........فِي الصُّدُوْرِ

اگر کسی ظالم فرعون کو ہلاک کرنا مقصود ہو تو درخت مدار کے ۷ پتے چاند کے آخری ہفتہ میں لانا شروع کرے ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے ایک پتہ لائے پھر ان پتوں کو سایہ میں سکھائے ان کے سوکھنے سے پہلے ان کے اوپر اندر باہر دونوں طرف یہ آیتیں لکھے۔ جب وہ پتے سوکھ جائیں تو انہیں اچھی طرح کوٹے کوٹتے وقت اس ظالم اور اس کی ماں کا نام لے جب کوٹ لے تو اس سفوف کو اس گھر میں ڈال دے جس میں اس ظالم کی آمدورفت ہے۔ ظالم ذلیل و ہلاک ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۷۳، ۷۴

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ....لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ

(۱) یہ آیت بھی ظالم کو پریشان کرنے کے لئے مفید ہے۔ خرنوب کی لکڑی کے برتن میں اس پانی سے جس میں شکر حل کی گئی ہو۔ ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے لکھے اور کسی بے کار ویران کنوئیں کے پانی سے دھو کر اس ظالم کے بیٹھنے کی جگہ میں چھڑک دے ظالم ہلاک ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص پوری سورۃ الحج ہرن کی باریک کھال میں لکھ کر اس پیالہ میں دھوئے جو کہ اس جہاز کی لکڑی سے بنایا گیا ہو جسے ہواؤں نے چاروں طرف سے گھیر کر غرق کر دیا ہو۔ پھر اس پانی کو ظالم بادشاہ کی جگہ میں چھڑک دے وہ ظالم جب تک اس جگہ میں رہے گا پریشان و بدحال رہے گا۔

سورۃ المؤمنون....فضائل وخواص

اس سورۃ کو اگر رات کے وقت سفید کپڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر شرابی کے گلے میں ڈال دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے شراب چھوڑ دے گا۔

خاصیت آیت ۱۲ تا ۱۴

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ .... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

(۱) اگر کسی عورت کو حمل نہ ہوتا ہو تو یہ آیت ریحان کے سات پتوں پر لکھ کر عورت کو یکے بعد دیگرے ہر ایک پتہ نگلوا کر اوپر سے ہر ایک پتہ کے ساتھ زرد رنگ کی گائے کے دودھ کا ایک گھونٹ پلوائے۔ تین دن تک اسی طرح کرے بہت جلد اس عورت کو امید ہو جائیگی۔

(۲) اگر اس آیت کو روئی کے کپڑے پر توت کے شیرہ سے لکھ کر مرد اپنی پگڑی میں اور عورت اپنی اوڑھنی کے نیچے رکھے تو ہر ایک کے ہاں اسے قبولیت اور عزت ملے گی۔

خاصیت آیت ۲۸، ۲۹

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ .....وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ

دریا میں کشتی کی روانگی کے وقت تین بار سورۃ فاتحہ اور تین بار ان آیتوں کو پڑھ کر یہ دعا تین بار پڑھے۔

یامن فلق البحر لموسیٰ بن عمران و نجی یونس من بطن الحوت و سخر الفلک والعالم بعددقطر البحر ورماله و خالق اصنافه وعجائبه الکفایة یا کافی من استکفاه یا مجیب من دعا و یامقبل و من رجاه انت الکافی لاکافی الاانت

تین دن تک اسی طرح کرے تو کشتی یا جہاز ہر قسم کی دریائی آفت اور حادثہ سے محفوظ رہے گی۔

خاصیت آیت ۶۳ تا ۶۵

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا ....اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ

اگر یہ آیت اس کنوئیں کے پانی پر پڑھ کر دم کی جائے جس کنوئیں پر دھوپ نہ پڑتی ہو اور وہ پانی ہفتہ کے دن دشمن کے دروازے اور اس کے اس بستر پر جس پر وہ سوتا ہے چھڑک دے تو دشمن ذلیل وخوار ہو گا وہ راستہ بھول جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۱۵، ۱۱۶

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

اگر یہ آیت مصیبت زدہ کے کان میں پڑھی جائے تو اس کی مصیبت جاتی رہے گی۔

سورۃ نور....فضائل وخواص

(۱) اگر اس سورۃ کو لکھ کر آب زمزم کیساتھ دھو کر پی لی جائے تو جماع کی شہوت ختم ہو جائیگی۔

خاصیت آیت ۱۶ تا ۱۸

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ ....وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اگر کوئی آدمی جھوٹ بولتا ہو غیبت کرتا ہے یا کسی کی ہجو کرنے والا شاعر ہے تو ان آیتوں کو سفید انگوروں کے شیرہ پر پڑھ کر اس میں کچھ شکر ملائے اور اس سے حلوہ یا کوئی اور میٹھی چیز بنا کر کھلا دے پھر ان آیتوں کو اس شہد سے جس کو آگ کی حرارت نہ پہنچی ٹھیکری پر لکھ کر اور پانی سے دھو کر وہ پانی اس آدمی کو پلا دے۔

خاصیت آیت ۳۳، ۳۴

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ ...... وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ

جو شخص زنا کا عادی ہو تو خالص صاف پانی پر ان آیتوں کو پڑھ کر اس پانی سے آٹا گوندھ کر روٹی پکائے ۷ روز تک اسی طرح پکا کر کھائے تو وہ آدمی یہ عادت چھوڑ دے گا۔

خاصیت آیت ۳۵ تا ۳۸

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ........ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(۱) جو آدمی چاہے کہ اسے لوگوں میں عزت اور قبولیت ہو یا رزق وافر حاصل ہو یا عقل و سمجھ بڑھ جائے یا اچھا مذہب ہاتھ آئے تو وہ پاک صاف ہو کر جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے اور جمعہ کے دن نماز عصر سے پہلے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر سورۃ یٰسین پڑھے پھر ان آیتوں کو ہرن کی کھال پر کسی باعمل نیک آدمی کی دوات کی روشنائی سے لکھ کر لپیٹ دے اور نماز عصر پڑھ کر سورۂ کہف پڑھے اور پڑھتے وقت پہلے لکھے ہوئے کو کھول کر ہاتھ میں رکھے پھر لپیٹ لے اور ہمیشہ اسے اپنے پاس رکھے تو اس کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

(۲) اور اگر کسی کی آنکھیں دکھنے لگیں تو پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دَخَلَ الرَّمَهُ بِسَلَامِهٖ وَيَخْرُجُ بِسَلَامِهٖ وَانْكَفَّتِ النَّمْعَةُ وَانْجَلَتِ الْحُمْرَةُ وَارْتَحَلَتِ النِّقْمَةُ وَنَزَلَتِ الرَّحْمَةُ بِاَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ......نُوْر تک

ہر صبح کے وقت ۳ بار پڑھ کر دم کرے رمد جاتی رہے گی۔

(۳) جو شخص الله نور السمٰوات والارض کی تکسیر بنا کر اپنے پاس رکھے اس کا سینہ کھل جائے گا اور رزق بے شمار ہو جائے گا۔

سورۂ فرقان....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص سورۂ فرقان پڑھتا ہے وہ بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو تین بار لکھ کر اپنے گلے میں ڈال لے پھر وہاں جائے جہاں سانپ یا اور کوئی موذی جانور ہوں تو وہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔ بلکہ وہ موذی جانور وہ جگہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۴۸، ۴۹

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًام بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ.........اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا

اگر کوئی یہ چاہے کہ درختوں کو بہت پھل آئے یا کنوئیں میں پانی بہت ہو جائے تو بہتی نہر کے نیچے سے ریت لے کر اس پر ان آیتوں کو پڑھے پھر اس کو جہاں چاہے درخت کی جڑ میں یا کنوئیں میں پھینک دے تو برکت و کثرت ہو جائے گی۔

سورۃ شعراء....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی صبح شام اپنے گھر سے نکلتے ہوئے آیت الذی خلقنی فھو یھدین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے اور جب والذی ھو یطعمنی ویسقین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق آسان عطا فرماتا ہے اور جب واذا مرضت فھو یشفین پڑھے تو اگر اس کی موت نہیں آئی تو اللہ تعالیٰ اسے ہر مرض سے شفاء دیں گے اور اس کی اس مرض کو گذشتہ گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں اور جب والذی یمیتنی ثم یحیین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کی موت دیتا ہے اور نیک بختوں کی سی زندگی عطا کرتا ہے اور جب والذیٓ اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بخشش فرمادیں گے اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔اللہ تعالیٰ اس کو ایسا کر دے گا گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جب رب ھب لی حکماً و الحقنی بالصالحین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کا ایمان لکھ دیتا ہے پھر وہ اس کا ایمان عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ صادقین میں سے فلاں شخص روز جزا کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعد وہ ہمیشہ سچ بولنے کا شیوہ اختیار کر لیتا ہے اور جب واجعلنی من ورثۃ جنت النعیم پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت میں ایک خاص جگہ عنایت فرمائے گا اور فرشتے اسے مل کر کہیں گے اے بندے تو جنت میں داخل ہو جا اپنے قول وعمل کے سبب جن کے عوض تجھے وہ ملے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر ایک سفید رنگ کے گنجے مرغے کے گلے میں جس کے سر کے اوپر سے تاج اتر گیا ہو ڈال کر چھوڑ دے تو وہ مرغا اسی جگہ پر جا کھڑا ہوگا جہاں جادو مدفون ہو۔

خاصیت آیت ۱ تا ۵

طٰسٓمّٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ .... اِلَّا کَانُوْا عَنْہُ مُعْرِضِیْنَ

اگر دشمن کو ذلیل ورسوا کرنا مقصود ہو تو یہ آیت ایسی زمین کی مٹھی بھر مٹی پر پڑھ کر دم کرے جس زمین پر دھوپ نہ پڑی ہو اور دشمن کے منہ کی طرف پھینک دے دشمن ذلیل ومقہور ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۷۸ تا ۸۹

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَیَھْدِیْنِ..... اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

اگر کوئی آدمی وضو یا تیمم کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھے اور ۷ بار یا ۲۱ بار یا ۲۸ بار اس آیت کو پڑھے تو اس کی بھوک پیاس مٹ جائے گی۔راستہ بھول گیا ہے تو راستہ مل جائے گا اگر وحشت طاری ہے تو وہ دور ہو جائے گی اور اس عمل سے وہ بھاگنے میں نہیں تھکے گا۔

خاصیت ۱۹۲ تا ۱۹۷

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ........اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ

اگر کوئی خزینہ یا دفینہ معلوم کرنا ہو تو ایک سفید گنجا مرغا یا نیلگوں مرغا لے کر اور ان آیات کو کیلے کے پتے پر لکھ کر نابالغ کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے میں کپڑے کے تار سے باندھ کر اس مرغے کے بازو سے باندھ دے اور جہاں خزانہ کا شبہ ہو اتوار کے دن سورج ڈھلے اس مرغے کو چھوڑ دے جہاں خزانہ ہوگا مرغا وہیں جا کر کھڑا ہوگا اور اس جگہ کو اپنے پاؤں اور چونچ سے کریدنے لگےگا اگر جادو کے دفن کی جگہ معلوم کرنی ہو تو بھی یہی طریقہ ہے۔

اسی مقصد کے لئے آیت فاخرجنا ھم من جنات و عیون و کنوز و مقام کریم بھی مفید ہے۔

سورۂ نمل....فضائل وخواص

جوشخص اس سورۃ کولکھ کرفورا رنگی ہوئی ثابت کھال میں جس سے کوئی ٹکڑا کاٹا نہ گیا ہوڈال کرصندوق میں بند کردے جس مکان میں وہ صندوق ہوگا اس کے قریب کوئی سانپ بچھو نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی اور موذی جانور درندہ وغیرہ آئے گا۔

خاصیت آیت ۱۰ تا ۱۴

یا موسیٰ لاتخف..........رحیم تک یا مفسدین تک اور لاتخف لاتخاف لاتخاف درکاً ولا تخشی لاتخف نجوت من القوم الظالمین اور لاتخافا اننی معکما اسمع واریٰ اور لاتخف انک انت الاعلیٰ

جوشخص ان آیات کوانگوٹھی کے عقیقی نگینہ پر رجب کے مہینے کے پہلے جمعہ کے دن کندہ کرا کر پہنے تو لوگ اسے اپنا دوست بنائیں گے اس کی ناراضگی سے ڈریں گے اور مردوعورت سب اس کی عزت کریں گے۔

خاصیت آیت ۷۴ تا ۸۱

وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ ....اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اگرکسی مردیا عورت سے اس کا کوئی راز معلوم کرنا ہواور وہ نہ بتاتا ہوتو اس آیت کو مرغی کی پوٹ میں بارش کے پانی اور گلاب وزعفران سے لکھے جب وہ آدمی سویا ہوا ہوتو اس کے سینہ پر رکھ دے تو اس شخص نے جو کام کیا ہوگا بتانے لگے گا مگر خود اسے اس کا کوئی علم نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۹۳

الحمدللہ..........اختتام سورۃ تک اگرکسی چیز کا کھرا یا کھوٹا ہونا معلوم نہ ہوتا ہوتو اس آیت کو اس چیز پر پڑھے اور اسے الٹا پلٹا کرغور سے دیکھے تو اس کی حقیقت واضح نظر آنے لگے گی۔

سورۂ قصص....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورۂ قصص پڑھے فرشتے اس کے صدق کی گواہی دیتے ہیں۔

(۲) جوشخص سفر پر نکلے اوراس کے پاس کڑوے بادام کی لاٹھی ہو اور وہ ان آیتوں کو پڑھے ولما توجہ تلقاء مدین.......... واللہ علیٰ مانقول وکیل تک اللہ تعالیٰ اسے ہرظالم درندے اور چورڈاکو اور زہریلے موذی جانور سے گھر واپس ہونے تک محفوظ رکھے گا۔ اور جب وہ اس سفر سے واپس گھر کی طرف لوٹتا ہے تو ۷ فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ گھر پہنچ جاتا ہے اور شیطان اس کے بالکل قریب نہیں آتا۔

(۳) اگراس آیت کولکھ کراس آدمی کے گلے میں لٹکایا جائے جو پیٹ یا تلی یا جگر کی کسی بیماری میں مبتلا ہو یا پیٹ میں درد ہو تو اسے شفا ہو جائے گی۔ اور اگر اسے لکھ کر بارش کے پانی سے دھوکر پلائے مریض کی ہر بیماری اور درد اور ورم اور پیاس جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۲۳ تا ۲۵

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ ....نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

علوم حاصل کرنے اور دل میں یقین بٹھانے اور حافظہ کو بڑھانے کے لئے مہینہ کی نوچندی جمعرات سے تین دن روزے رکھے اور ان آیتوں کو شیشہ کے پیالہ میں لکھ کر جاری نہر کے پانی سے دھو کر اس میں ہر رات سورج طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نسخہ میں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پی لیا کرے۔

خاصیت آیت ۶۸ تا ۷۰

وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ......وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ

اگر جج، حاکم یا افسر کے پاس جانا ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ کوئی سخت حکم سنائے گا یا دشمن وہاں جھوٹی گواہی دے گا یا ناحق سزا کا خطرہ ہو تو اس کے پاس جانے سے پہلے ان آیات کو سات بار پڑھ لے اس کے بعد تین بار یہ پڑھے واللہ غالب علیٰ امرہ تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

سورۂ عنکبوت....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا ہے اسے دس نیکیاں یا مسلمانوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

(۲) اگر اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر بخار کے مریض کو پلایا جائے تو بخار اتر جائیگا۔ دل میں فرحت و راحت محسوس ہوگی۔ سستی و کاہلی جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۴۶

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

اور سورۂ روم کی آیت ۱۶ تا ۲۰

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا. وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ

اگر کسی مریض کے مرض کی پہچان نہ ہو سکے تو ان آیات کو کوڑیا لوبان پر تین رات اور دن تک ہر روز رات کو ۶۳ یا ۷۳ بار پڑھے جب چوتھی رات آئے تو مریض کو سحری کے وقت آسمان کے نیچے لٹا کر اس لوبان کو ایک ہی انگور کی لکڑی پر چار انگیٹھیوں کو رکھ کر ایک انگیٹھی اس کے سر کے پاس ایک اس کے پاؤں کے پاس ایک اس کے دائیں طرف اور ایک اس کے بائیں طرف سلگائے حتیٰ کہ جب سحری کا وقت گزر جائے تو اسے اپنی جگہ پر لے آئیں۔ بیماری جو بھی ہے ختم ہو جائے گی۔

اور اگر جادو ہو تو ان آیات کو کثرت سے ہمیشہ پڑھا جائے تو جادو کا اثر ختم ہو جائیگا۔ (الدرر النظیم)

الحمد للہ فوائد القرآن کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ تیسری اور آخری جلد سورۂ عنکبوت کے بقیہ حصہ سے شروع ہے۔

❀❀❀

آسان ترجمہ و تفسیر

فوائد القرآن

جلد سوم

ترتیب و کاوش

حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

پارہ ۲۱ تا پارہ ۳۰

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

فوائد القرآن.... مختصر تعارف

قرآن کریم کا آسان ترجمہ.... برصغیر کے مستند مفسرین کے عام فہم تفسیری فوائد و معارف.... تلاوت قرآن کے ظاہری و باطنی آداب جن کا لحاظ رکھنے پر قرآن کی برکات کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہیں....

عہد نبوت سے عصر حاضر تک کے اسلاف کے ایسے واقعات جو دل میں قرآن کریم کی محبت و عظمت پیدا کردیں....

قرآنی آیات سے دینی و دنیاوی امور میں رہنمائی کیلئے.... چھ صدی قبل کے معروف بزرگ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف

الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم ....

ہر جلد کے آخر میں دے دی گئی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مستند و جامع ہے....علاوہ ازیں اکابر کی مستند کتب سے قرآنی آیات کے فضائل، خواص، فوائد و عملیات اور اسرار و رموز بھی دیدیئے گئے ہیں....اکابر مفسرین کے تفسیری افادات کی حامل یہ مختصر اور جامع تفسیر

دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک جدید کاوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف سورۃ الروم

اس سورت کا ایک خاص تاریخی پس منظر ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی اور حقانیت کا نا قابل انکار ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی، اس وقت دنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں، ایک ایران کی حکومت جو مشرق کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی، اور اس کے ہر بادشاہ کو ''کسریٰ'' کہا جاتا تھا، یہ لوگ آتش پرست تھے، یعنی آگ کو پوجتے تھے۔ دوسری بڑی طاقت روم کی تھی جو مکہ مکرمہ کے شمال اور مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک اور یورپ کے علاقے اسی سلطنت کے ماتحت تھے، اور اس کے ہر بادشاہ کو ''قیصر'' کہا جاتا تھا، اور ان کی اکثریت عیسائی مذہب پر تھی۔ جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی ہے، اس وقت ان دونوں طاقتوں کے درمیان شدید جنگ ہو رہی تھی، اور اس جنگ میں ایران کا پلہ ہر لحاظ سے بھاری تھا، اور اس کی فوجوں نے ہر محاذ پر روم کی فوجوں کو شکست دے کر ان کے بڑے بڑے شہر فتح کر لئے تھے، یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں عیسائیوں کا مقدس ترین کلیسا تباہ کر کے رومیوں کو مسلسل پیچھے دھکیلتی جا رہی تھیں، اور روم کے بادشاہ ہرقل کو جائے پناہ تلاش کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایران کی حکومت چونکہ آتش پرست تھی، اس لئے مکہ مکرمہ کے بت پرستوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں، اور جب بھی ایران کی کسی فتح کی خبر آتی تو مکہ مکرمہ کے بت پرست اس پر نہ صرف خوشی مناتے، بلکہ مسلمانوں کو چڑاتے کہ عیسائی لوگ جو آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، مسلسل شکست کھاتے جا رہے ہیں، اور ایران کے لوگ جو ہماری طرح کسی پیغمبر یا آسمانی کتاب کو نہیں مانتے، انہیں برابر فتح نصیب ہو رہی ہے۔ اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی، اور اس کے بالکل شروع میں یہ پیشینگوئی کی گئی کہ روم کے لوگ اگرچہ اس وقت شکست کھا گئے ہیں لیکن چند سالوں میں وہ فتح حاصل کر کے ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے، اور اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔ اس طرح اس سورت کے شروع میں بیک وقت دو پیشینگوئیاں کی گئیں۔ ایک یہ کہ روم کے جو لوگ شکست کھا گئے ہیں وہ چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے، اور دوسرے یہ کہ مسلمان جو اس وقت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہیں، اس دن وہ بھی مشرکین پر فتح منائیں گے۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں اس وقت کے ماحول میں اتنی بعید از قیاس تھیں کہ کوئی بھی شخص جو اس وقت کے حالات سے واقف ہو، ایسی پیشینگوئی نہیں کر سکتا تھا۔ مسلمان اس وقت جس طرح کافروں کے ظلم وستم میں دبے اور پسے ہوئے تھے، اس کے پیش نظر بظاہر کوئی امکان نہیں تھا کہ وہ اپنی فتح کی خوشی منائیں۔ دوسری طرف سلطنت روما کا حال بھی یہ تھا کہ اس کے ایرانیوں کے مقابلے میں ابھرنے کا دور دور کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا

تھا۔ چنانچہ سلطنت روما کا مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن اس پیشینگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''جس وقت مبینہ طور پر یہ پیشینگوئی کی گئی، اس وقت کسی بھی پیشینگوئی کا پورا ہونا اس سے زیادہ بعید نہیں ہوسکتا تھا، اس لئے کہ قیصر ہرقل کی حکومت کے پہلے بارہ سالوں میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی تھی کہ رومی سلطنت کا خاتمہ بالکل قریب آ چکا ہے۔''

(Gibbon' The Decline and Fall of the Roman Empire, Chapter 46, Volume 2, p.125 Great Books, v.38, University (Chicago, 1990).

چنانچہ مکہ مکرمہ کے مشرکین نے اس پیشینگوئی کا بہت مذاق اڑایا، یہاں تک کہ ان کے ایک مشہور سردار اُبی بن خلف نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ شرط لگائی کہ اگر آئندہ نو سال کے درمیان روم کے لوگ ایرانیوں پر غالب آ گئے تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اونٹ دے گا، اور اگر اس عرصے میں وہ غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سو اونٹ دیں گے (اس وقت تک اس قسم کی دوطرفہ شرط لگانا حرام نہیں کیا گیا تھا)۔ چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی ایرانیوں کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ وہ قیصر کے پایۂ تخت قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچ گئے، اور انہوں نے قیصر ہرقل کی طرف سے صلح کی ہر پیشکش کو ٹھکرا کر یہ جواب دیا کہ انہیں ہرقل کے سر کے سوا کوئی اور پیشکش منظور نہیں ہے، جس کے نتیجے میں ہرقل تیونس کی طرف بھاگنے کا منصوبہ بنانے لگا لیکن اس کے فوراً بعد حالات نے عجیب وغریب پلٹا کھایا، ہرقل نے مجبور ہو کر ایرانوں پر عقب سے حملہ کیا جس میں اسے ایسی کامیابی حاصل ہوئی جس نے جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ اس پیشینگوئی کو ابھی سات سال گزرے تھے کہ رومیوں کی فتح کی خبر عرب تک پہنچ گئی۔ جس وقت یہ خبر پہنچی، یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب بدر کے میدان میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے لشکر کو عبرتناک شکست دی تھی، اور مسلمانوں کو اس فتح پر غیر معمولی خوشی حاصل ہوئی تھی۔ اس طرح قرآن کریم کی دونوں پیشینگوئیاں کھلی آنکھوں اس طرح پوری ہوئیں جن کا بظاہر حالات کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا، اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ اس وقت اُبی بن خلف جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرط لگائی تھی، مر چکا تھا، لیکن اس کے بیٹوں نے شرط کے مطابق سو اونٹ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ادا کئے، اور چونکہ اس وقت جوئے کی حرمت آ چکی تھی، اور دوطرفہ شرط جوئے ہی کی ایک شکل ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ اونٹ خود استعمال کرنے کے بجائے صدقہ کردیں۔

اس پیشینگوئی کے علاوہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف دلائل سے ثابت کیا گیا ہے، اور مخالفین کی تردید کی گئی ہے۔

تعارف سورۂ لقمان

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے میں کفار مکہ کی مخالفت اپنے شباب پر تھی، اور کافروں کے سردار حیلوں بہانوں اور پرتشدد کارروائیوں سے اسلام کی نشر واشاعت کا راستہ روکنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ قرآن کریم کا اثر انگیز اسلوب جب لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتا تو وہ ان کی توجہ اس سے ہٹانے کے لئے انہیں قصے کہانیوں اور شعر وشاعری میں الجھانے کی کوشش کرتے تھے جس کا تذکرہ اس سورت کے شروع (آیت نمبر ۶) میں کیا گیا ہے حضرت لقمان اہل عرب ایک بڑے عقل مند اور دانشور کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ان کی حکیمانہ باتوں کو اہل عرب بڑا وزن دیتے تھے، یہاں تک کہ شاعروں نے

اپنے اشعار میں ان کا ایک حکیم کی حیثیت سے تذکرہ کیا ہے۔ قرآن کریم نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ لقمان جیسے حکیم اور دانشور جن کو عقل وحکمت کا تم بھی لوہا مانتے ہو، وہ بھی توحید کے قائل تھے، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک ماننے کو ظلم عظیم قرار دیا تھا، اور اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ تم کبھی شرک مت کرنا۔ اس ضمن میں اس سورت نے ان کی اور بھی کئی قیمتی نصیحتیں ذکر فرمائی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ دوسری طرف مکہ مکرمہ کے مشرکین کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی اولاد کو توحید اور نیک عمل کی نصیحت تو کیا کرتے، انہیں شرک پر مجبور کرتے تھے، اور اگر ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان ہو جاتا تو اس پر دباؤ ڈالتے تھے کہ وہ دوبارہ شرک کو اختیار کرلے۔ اس مناسبت سے حضرت لقمان کی نصیحتوں کے درمیان (آیات نمبر ۱۴ و ۱۵ میں) اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر وہ اصول بیان فرمایا ہے جو پیچھے سورۂ عنکبوت (۸:۲۹) میں بھی گزرا ہے کہ والدین کی عزت اور اطاعت اپنی جگہ لیکن اگر وہ اپنی اولاد کو شرک اختیار کرنے کے لئے دباؤ ڈالیں تو ان کا کہنا ماننا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ یہ سورت توحید کے دلائل اور آخرت کی یاددہانی کے مؤثر مضامین پر مشتمل ہے۔

تعارف سورۃ السجدۃ

اس سورت کا مرکزی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد، یعنی توحید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آخرت کا اثبات ہے، نیز جو کفار عرب ان عقائد کی مخالفت کرتے تھے، اس سورت میں ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے، اور ان کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔ چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ سجدے کی آیت ہے، یعنی جو شخص بھی اس کی تلاوت کرے یا سنے، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، اس لئے اس کا نام ''تنزیل السجدۃ'' یا ''الم السجدۃ'' یا صرف ''سورۂ سجدۃ'' رکھا گیا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں بکثرت یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔ اور مسند احمد (۳۴۰:۳) کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ رات کو سونے سے پہلے دو سورتوں کی تلاوت ضرور فرماتے تھے، ایک سورۂ تنزیل السجدہ اور دوسری سورۂ ملک۔

تعارف سورۃ الاحزاب

یہ سورت حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد چوتھے اور پانچویں سال کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ اس کے پس منظر میں چار واقعات خصوصی اہمیت رکھتے ہیں جن کا حوالہ اس سورت میں آیا ہے۔ ان چار واقعات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

پہلا واقعہ جنگ احزاب کا ہے جس کے نام پر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔ بدر و اُحد کی ناکامیوں کے بعد قریش کے لوگوں نے عرب کے دوسرے قبائل کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا، اور ان کا ایک متحدہ محاذ بنا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے شہر کے اردگرد ایک خندق کھودی تا کہ دشمن اسے عبور کر کے شہر تک نہ پہنچ سکے۔ اسی لئے اس جنگ کو ''جنگ خندق'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے اہم واقعات اس سورت میں بیان ہوئے ہیں، اور اس موقع پر مسلمانوں کو جس شدید آزمائش سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔

دوسرا اہم واقعہ جنگ قریظہ کا ہے۔ قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ کے مضافات میں آباد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ان سے امن کا ایک معاہدہ کیا تھا جس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ مسلمان اور یہودی ایک دوسرے کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔ لیکن قریظہ کے یہودیوں نے معاہدے کی دوسری خلاف ورزیوں کے علاوہ جنگ ''احزاب'' کے نازک موقع پر خفیہ

سازباز کر کے پیچھے سے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنا چاہا۔اس لئے جنگ احزاب سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ فوراً بنو قریظہ پر حملہ کر کے اس آستین کے سانپوں کا قلع قمع فرمائیں، چنانچہ آپ نے ان کا محاصرہ فرمایا جس کے نتیجے میں ان کے بہت سے افراد قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار۔اس واقعے کی بھی کچھ تفصیل اس سورت میں آئی ہے۔

تیسرا اہم واقعہ یہ تھا کہ اہل عرب جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیتے تو اسے ہر معاملے میں سگے بیٹے کا درجہ دیتے تھے، یہاں تک کہ وہ میراث بھی پاتا تھا، اور اس کے منہ بولے باپ کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ وہ اس کی بیوہ یا مطلقہ بیوی سے نکاح کرے، بلکہ اس کو بدترین معیوب عمل سمجھا جاتا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔عرب کی یہ جاہلانہ رسمیں دلوں میں ایسا گھر کر گئی تھیں کہ ان کا خاتمہ صرف زبانی نصیحت سے نہیں ہوسکتا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی رسموں کا خاتمہ کرنے کے لئے سب سے پہلے خود علی الاعلان ان رسموں کے خلاف عمل فرمایا، تا کہ یہ بات واضح ہوجائے کہ اگر اس کام میں ذرا بھی کوئی خرابی ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بھی نہ جاتے۔اس کی بہت سی مثالیں آپ کی سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔منہ بولے بیٹے کے بارے میں جو رسم تھی، اس کے سدباب کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنے ایک منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمائیں۔واضح رہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح خود آپ نے کروایا تھا، اس لئے اگر چہ اب ان سے نکاح کرنا آپ کے لئے ایک صبر آزما عمل تھا، لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور دینی مصلحت کے آگے سر جھکا دیا، اور ان سے نکاح کرلیا۔اسی نکاح کے ولیمے میں حجاب (پردے) کے احکام پر مشتمل آیات نازل ہوئیں جو اس سورت کا حصہ ہیں۔

چوتھا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ نے اگر چہ ہر طرح کے سرد و گرم حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا لیکن جب آپ کے پاس مختلف فتوحات کے نتیجے میں مالی طور پر وسعت ہوئی تو انہوں نے اپنے نفقے میں اضافے کا مطالبہ کردیا۔یہ مطالبہ عام حالات میں کسی بھی طرح کوئی ناجائز مطالبہ نہیں تھا، لیکن پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف رکھنے والی ان مقدس خواتین کا مقام بلند اس قسم کے مطالبات سے بالاتر تھا۔اس لئے اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ دنیا کی زیب و زینت چاہتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اعزاز و اکرام کے ساتھ علیحدہ کرنے کو تیار ہیں، اور اگر وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی ساتھی ہیں، اور آخرت کے انعامات کی طلبگار ہیں تو پھر اس قسم کے مطالبے ان کو زیب نہیں دیتے۔

چونکہ حضرت زینبؓ سے نکاح کے واقعے پر کفار اور منافقین نے آپ کے خلاف اعتراضات کئے تھے، اس لئے اسی سورت میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند بتایا گیا ہے، اور آپ کی تعظیم و تکریم اور اطاعت کا حکم دے کر یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ آپ جیسی عظیم شخصیت پر نادانوں کے یہ اعتراضات آپ کے مقام بلند میں ذرہ برابر کمی نہیں کرسکتے۔اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کے طرز عمل اور اس سے متعلق بعض تفصیلات بھی اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں۔(توضیح القرآن)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

(اے محمد) پڑھ جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف کتاب ف۱ اور قائم رکھو نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ

بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور بری بات سے ف۲ اور

اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْۤا

اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہ جھگڑا کرو

اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ

اہل کتاب سے مگر ایسی طرح کہ ف۳ وہ نہایت عمدہ ہو مگر ہاں جو لوگ ان میں سے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا

ظلم کریں (تو ان سے سختی کا مضائقہ نہیں) اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو ہماری طرف

وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اترا اور نیز اس کو جو تمہاری طرف اترا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

اور (جیسے ہم نے اگلے پیغمبروں پر کتابیں اتاری تھیں) اسی طرح ہم نے اتاری تیری طرف

الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ

کتاب! تو جن کو ہم کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان (اہل مکہ) میں سے بھی

بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

بعض اس کو مانتے ہیں اور انکار ہماری آیتوں کا وہی کرتے ہیں جو کافر ہیں اور نہ تو

ف۱ تلاوت قرآن کے نتائج:

یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیے تاکہ دل مضبوط اور قوی رہے۔ تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہو۔ اس کے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سن کر اس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں اُن پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ عنقریب نماز برائی سے روک دے گی:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہو جاتی ہے تو چوری کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ عنقریب نماز اس کو چوری سے روک دے گی، (ابن کثیر)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد وہ اپنے گناہ سے تائب ہو گیا۔ (معارف مفتی اعظم)

اَلْفَحْشَآءِ وہ بری بات جس کی برائی شرعاً اور عقلاً کھلی ہوئی ہو۔ نماز اللہ کی یاد دلاتی ہے اور نفس کے اندر خشیہ (خوف عذاب) پیدا کرتی ہے اس لئے گناہوں سے روکتی ہے۔

ف۳ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہے تو اے مسلمانو رسالت کا انکار کرنے والے جو اہل کتاب ہیں ہم ان سے گفتگو کا طریقہ تم کو بتلاتے ہیں اور اہل کتاب کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ اول تو وہ بوجہ اہل علم ہونے کے بات کو سنتے ہیں اور مشرکین تو بات سننے سے پہلے ہی تکلیف پہنچانے کے درپے ہو جاتے تھے۔ دوسرے اہل علم کے ایمان لے آنے سے عام لوگوں کے ایمان لانے کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے اور وہ طریقہ یہی ہے کہ ان سے تہذیب کے ساتھ گفتگو کرو۔

كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ

پڑھتا تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ

اس وقت تو ضرور شبہ کرتے یہ جھوٹے لوگ ف۱ بلکہ یہ قرآن روشن آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

ان لوگوں کے دلوں میں جن کو عطا کی گئی ہے عقل اور ہماری

بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

آیتوں کا وہی انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل ہوئی

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ

اس پیغمبر پر نشانیاں اس کے ربّ کی طرف سے کہہ دے کہ بس نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار ہیں

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

اور میں تو ظاہر ڈرانے والا ہوں اور بس! کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی

الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى

تیرے اوپر کتاب جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ف۲ کہہ دے کہ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان

شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ

گواہ! وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ ایمان لائے

ف۱ یعنی اگر آپ لکھے پڑھے ہوتے اس وقت تو شبہ کرنے کا کچھ منشاء بھی ہوتا کہ یہ لکھے پڑھے آدمی ہیں آسمانی کتابیں دیکھ کر ان کی مدد سے مضامین سوچ کر فرصت میں بیٹھ کر لکھ لئے اور ہم کو یاد کر کے سنا دیئے ہوں گے اگرچہ جب بھی یہ شبہ کرنے والے غلطی پر ہوتے کیونکہ قرآن کا اعجاز پھر بھی نبوت کے لئے کافی دلیل تھا لیکن اب تو اتنا منشا بھی شبہ کرنے کے واسطے نہیں اس لئے اس کتاب میں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔

ف۲ شانِ نزول۔۔۔اپنے پیغمبر کو چھوڑ کر دوسروں کی باتوں پر توجہ کرنا: مسند میں دارمی نے اور ابو داؤد نے مراسیل میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بطریق عمرو بن دینار یحییٰ بن جعدہ کی روایت سے مرسلاً بیان کیا ہے کہ کچھ مسلمان شانہ کی ایک ہڈی لے کر آئے جس میں یہودیوں سے سنی ہوئی کچھ باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے گمراہ ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو کچھ ان کا نبی لے کر آیا ہو اس سے تو گریز کریں اور دوسروں کے لئے جو دوسرے (انبیاء) لے کر آئے ہوں اس کی طرف راغب ہو جائیں اس پر آیت اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۷

اس امت کے کفار کا عذاب اور خدا کی قدرت کو ذکر کیا گیا۔ ہجرت کا حکم اور ایمان وعمل پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر ذکر فرمایا گیا اللہ کی صفت رزاقیت واسباب رزق خدائی تصرف میں ہونے کو بیان کیا گیا۔

اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

جھوٹ پر اور کفر کیا اللہ کا وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى

اور تجھ سے جلدی مچاتے ہیں عذاب کی! اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا

لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

تو ضرور ان پر آ نازل ہوتا عذاب! اور ضرور ان پر آئے گا

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

ناگہاں اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی تجھ سے جلدی مچاتے ہیں عذاب کی اور بے شک دوزخ

لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

گھیر رہی ہے کافروں کو ف۱ جس دن کہ ان کو چھپا لے گا عذاب ان کے اوپر سے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا

اور ان کے پاؤں تلے سے اور (اللہ) فرمائے گا کہ چکھو! جیسا کچھ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

تم کیا کرتے تھے ف۲ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے

اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ

تو میری ہی عبادت کرو! ف۳ ہر نفس موت (کا ذائقہ) چکھے گا

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ

پھر ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو لوگ

ف۱ جہنم کہاں ہے؟

ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ جہنم یہی بحر اخضر ہے۔ ستارے اسی میں جھڑیں گے اور سورج چاند اسی میں بے نور کر کے ڈال دیا جائے گا اور یہ بھڑک اُٹھے گا اور جہنم بن جائے گا۔ مسند احمد میں مرفوع حدیث ہے کہ سمندر ہی جہنم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ پس وہ عذاب جہنم کا عذاب اور وہ میعاد قیامت کا دن ہے اور قیامت کے عذاب کا اچانک آنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ قبر میں گو عذاب کا مشاہدہ ہوگا لیکن قیامت کا عذاب اس سے بھی سخت ہوگا اس کا مشاہدہ نہیں ہوا تھا اس لئے اس کا آنا اچانک ہی ہوگا۔

ف۳ مسئلہ: جس شہر یا ملک میں انسان کو اپنے دین پر قائم رہنے کی آزادی نہ ہو، وہ کفر و شرک یا احکام شرعیہ کی خلاف ورزی پر مجبور ہو وہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے شہر یا ملک میں جہاں دین پر عمل کی آزادی ہو چلا جانا بشرطیکہ قدرت ہو واجب ہے البتہ جس کو سفر پر قدرت نہ ہو یا کوئی ایسی جگہ میسر نہ ہو جہاں آزادی سے دین پر عمل کر سکے وہ شرعاً معذور ہے۔

مسئلہ: جس دار الکفر میں عام احکام دینیہ پر عمل کرنے کی آزادی ہو وہاں سے ہجرت فرض و واجب تو نہیں، مگر مستحب بہر حال ہے اور اس میں دار الکفر ہونا بھی ضروری نہیں، دار الفسق جہاں احکام الٰہیہ کی خلاف ورزی اعلانًا ہوتی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اگرچہ وہاں کے حکمران کے مسلمان ہونے کی بنا و پر اس کو دار الاسلام کہا جاتا ہو، یہ تفصیل حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں تحریر فرمائی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

اور ابن جریرؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس شہر میں معاصی اور فواحش عام ہوں اس کو چھوڑ دو، اور امام تفسیر حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ جب تمہیں کسی شہر میں معاصی کے لئے مجبور کیا جائے تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہو (ابن جریری طبری فی التفسیر)۔ (معارف مفتی اعظم)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے! ہم ضرور ان کو جگہ دیں گے جنت کے

غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

بالاخانوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں گے

فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

کیا اچھا اجر ہے ان عمل کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر

رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ

بھروسہ کرتے ہیں اور بہتیرے جانور ہیں کہ نہیں لادے پھرتے اپنا

رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾

رزق! اللہ ہی روزی دیتا ہے۔ ان کو اور تم کو اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ف۱

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

اور مسخر کیا سورج اور چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! پھر کدھر

یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ

یہ لوگ لوٹائے جاتے ہیں۔ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے

عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

اپنے بندوں میں سے اور نپی تلی کر دیتا ہے جس کی چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے

ف۱ کوے کے بچوں کی پرورش: یہ مشہور ہے کہ کوے کے بچے جب نکلتے ہیں تو ان کے پر و بال سفید ہوتے ہیں یہ دیکھ کر کوا اُن سے نفرت کر کے بھاگ جاتا ہے کچھ دنوں کے بعد ان پروں کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے۔ تب ان کے ماں باپ آتے ہیں اور انہیں دانہ وغیرہ بھراتے ہیں۔ ابتدائی ایام میں جب کہ ماں باپ ان چھوٹے بچوں سے متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں اور ان کے پاس بھی نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے مچھر ان کے پاس بھیج دیتا ہے وہی ان کی غذا بن جاتے ہیں۔ عرب کے شعراء نے اسے نظم بھی کیا ہے۔

سفر وسیلۂ ظفر: حضور علیہ السلام کا فرمان ہے سفر کرو تا کہ صحت اور روزی پاؤ۔ اور روایت میں ہے کہ سفر کرو تا کہ صحت و غنیمت ملے۔ اور حدیث میں ہے سفر کرو نفع اُٹھاؤ گے روزے رکھو تندرست رہو گے، جہاد کرو غنیمت ملے گی اور روایت میں ہے جد والوں اور آسانی والوں کے ساتھ سفر کرو۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی باتیں سننے والا اور ان کی حرکات و سکنات کو جاننے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

زمین کو اس کے مرے پیچھے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ

کہہ دے کہ الحمدللہ! بلکہ ان میں بہتیرے سمجھتے نہیں اور یہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

دنیا کی زندگی تو بس لہو و لعب ہے۔ اور دار آخرت

لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي

وہی زندگی ہے! ف۱ کاش یہ لوگ سمجھ رکھتے پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں

الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ

کشتی میں تو اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص

اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ

کر کے پھر۔ جب وہ ان کو بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو اسی وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں تا کہ ناشکری

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا

کریں ہمارے دیئے ہوئے کی اور تا کہ فائدہ اٹھالیں تو آگے چل کر معلوم کر لیں گے۔ ف۲ کیا انھوں نے

حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

نہیں دیکھا کہ ہم نے بنایا ہے حرم کو امن کی جگہ اور لوگ اچکے جارہے ہیں ان کے آس پاس سے

ع ۶

خلاصہ رکوع ۶

۲ فکر آخرت کی ضرورت اور انسانی فطرت کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ کیلئے جہاد کا ثمرہ اور خدائی نصرت وحمایت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ چنانچہ دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے پائیدار ہونے سے یہ دونوں باتیں ظاہر ہیں پس فنا ہونے والی چیز میں اس قدر مشغولی کہ باقی رہنے والی چیز سے غفلت اور محرومی ہو جائے یہ خود بے عقلی کی بات ہے۔

ف۲ حقیقت ماننی پڑتی ہے: عکرمہ کا بیان ہے کہ دور جاہلیت والے جب سمندر میں سفر کرتے تھے تو اپنے بتوں کو ساتھ رکھتے تھے لیکن جب ہوا میں طوفان آتا تھا تو بتوں کو سمندر میں پھینک دیتے تھے اور پکارتے تھے۔ اے رب۔ اے رب۔ مطلب یہ کہ سخت مصائب کے وقت تو خالص طور پر دل سے اللہ کے اطاعت گزار ہو جاتے تھے اور شرک چھوڑ دیتے تھے اور نجات پا جاتے تو شرک کی طرف لوٹ آتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

تو کیا یہ لوگ جھوٹ پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ

جھٹلائے حق کو جبکہ وہ اس کو پہنچے! کیا دوزخ میں

مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے کافروں کی؟ ف۱ اور جن لوگوں نے محنتیں کیں

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

ہماری راہ میں ہم ان کو ضرور دکھائیں گے اپنے راستے اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ روم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِىْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ

ف۲ مغلوب ہوگئے ہیں روم۔ قریب کے ملک (یعنی اطراف شام) میں اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِىْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ

اپنے مغلوب ہوئے پیچھے غالب آجائیں گے چند سال میں! اللہ ہی

ف۱ سب سے بڑی ناانصافی: یعنی سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔ یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں اُسے سنتے ہی جھٹلانا شروع کردے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو ایسی بیباکی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔

ف۲ ایرانیوں کی فتح پر مشرکین کی خوشی: ابن ابی حاتم نے ابن شہاب زہری کی روایت سے اور ابن جریر نے عکرمہ اور یحییٰ بن یعمر اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مسلمان جب مکہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی تو مشرک مسلمانوں سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ تم شہادت دیتے ہو کہ رومی اہل کتاب ہیں لیکن (ایران کے) مجوسی ان پر غالب آگئے۔ اسی طرح تمہارا خیال ہے کہ تمہارے نبی ﷺ پر کتاب اتاری گئی ہے اور تم اس کتاب کی برکت سے ہم پر غالب آجاؤ گے اگر تمہارا یہ خیال ہے تو بتاؤ رومی تو اہل کتاب ہیں ان پر مجوسی کیسے غالب آگئے۔ پس جس طرح فارس والے رومیوں پر غالب آگئے اسی طرح ہم تم پر غالب آئیں گے۔ (تفسیر مظہری)

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ

کے ہاتھ اختیار ہے پہلے اور پیچھے! اور اس دن خوش ہو جائیں گے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

مسلمان! اللہ کی مدد سے وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

زبردست رحم والا ہے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے! اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۶ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

لیکن بہتیرے آدمی جانتے نہیں یہ لوگ جانتے ہیں دنیا کی

مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

زندگی کے ظاہر کو اور وہ آخرت سے بالکل بے خبر ہیں ف۱

اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے غور نہیں کیا اپنے دل میں کہ اللہ نے نہیں پیدا فرمایا آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ مگر تدبیر سے اور ایک وقت مقرر پر ف۲

وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸

اور بیشک بہتیرے آدمی اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں ملک میں تو دیکھتے کہ کیا انجام

ف۱ معیشت میں پڑ کر آخرت سے غفلت دانائی نہیں:

قرآن کریم اقوامِ دنیا کے عبرتناک قصوں سے بھرا ہوا ہے، جو مکاسب دنیا اور عیش و عشرت کے سامان جمع کرنے میں بڑے نام آور تھے، پھر ان کا انجامِ بد بھی دنیا ہی میں لوگوں کے سامنے آیا، اور آخرت کا دائمی عذاب ان کا حصہ بنا، اس لئے ان کو کوئی سمجھدار آدمی عقلاء یا حکماء نہیں کہہ سکتا، افسوس ہے کہ آجکل عقل و حکمت کا سارا انحصار اسی میں سمجھ لیا گیا ہے کہ جو شخص زیادہ سے زیادہ مال جمع کرے اور اپنی عیش و عشرت کا سامان سب سے بہتر بنا لے وہ سب سے بڑا عقلمند کہلاتا ہے، اگرچہ اخلاق انسانیت سے بھی کورا ہو، عقل و شرع کی رُو سے اس کو عقلمند کہنا عقل کی توہین ہے، قرآن کریم کی زبان میں عقل والے صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ کو اور آخرت کو پہچانیں، اس کے لئے عمل کریں، دنیا کی ضروریات کو بقدر ضرورت رکھیں، اپنی زندگی کا مقصد نہ بنائیں۔

دنیا کا چند روزہ قیام در حقیقت ایک مسافرانہ قیام ہے، انسان یہاں کا مقامی آدمی (نیشنل) نہیں، بلکہ دوسرے ملک آخرت کا باشندہ ہے، یہاں کچھ مدت کے لئے ویزا پر آیا ہوا ہے، اس کا اصلی کام یہ ہے کہ اپنے اصلی وطن کے لئے یہاں سے سامانِ راحت فراہم کر کے وہاں بھیجے، اور وہ سامانِ راحت ایمان اور عمل صالح ہے، اس دوسرے رُخ سے بڑے بڑے عاقل کہلانے والے بالکل غافل اور جاہل ہیں۔ (مفتی اعظم رحمہ اللہ)

ف۲ غور و فکر کا حاصل:

نظام عالم پر غور کرنے والے جانتے ہیں کہ اس کا خالق حکیم ہے اور حکیم بیکار کام نہیں کرتا تخلیقِ عالم کی حکمت خالق کی ذات و صفات کی معرفت ہے اب اگر قیامت نہ آئے اور جزا سزا نہ ملے تو عارف و کافر دونوں برابر ہیں۔ اس کائنات پر غور کرنے والا ہی آخرت کو جانتا ہے اور علم آخرت حاصل ہونے کے بعد اس کے دل سے غفلت دور ہو جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴، ۵، ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا

ہوا ان سے اگلوں کا! وہ ان سے زیادہ تھے زور میں اور انہوں نے جوتا

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ

زمین کو اور اس کو آباد کیا تھا اس سے بھی زیادہ جس قدر ان لوگوں نے آباد کیا ہے اور ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

آئے ہمارے پیغمبر معجزے لے کر ف۱ تو اللہ تو ایسا تھا نہیں کہ ان پر ظلم کرے لیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ

وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ پھر ان کا انجام جنہوں نے

اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

برا کیا برا ہی ہوا اس لئے کہ انہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو

بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ

اور ان کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے! ف۲ اللہ اول بار پیدا فرماتا ہے پھر

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾

وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے!

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ

اور جس دن قیامت قائم ہووے گی (اس دن) ناامید ہو جائیں گے گنہگار اور ان کا نہ ہوگا ان کے شریکوں میں

كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾

سے کوئی سفارش کرنے والا! اور یہ لوگ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی

ف۱ اہلِ مکہ کیلئے دعوتِ فکر:

اہلِ مکہ ایسی زمین پر آباد تھے جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہو سکتی تھی بالکل وادی غیر زرع تھی۔ اِدھر اُدھر ان کا پھیلاؤ نہ تھا۔ آیت میں ایک طرح کا طعن ہے مکہ والوں پر، کہ وہ دنیا پر ریجھے ہوئے ہیں فریفتہ ہیں، غرور سے سرمست ہیں باوجودیکہ ان کا حال کمزور ہے۔ دنیا کی فراخی ان کو حاصل نہیں۔ دنیا نام ہے وسعتِ ملک کا، تسلطِ عام کا، تعمیرات کی کثرت کا اور ان کو کچھ بھی میسر نہیں ان کی بستی میں کسی چیز کی پیداوار نہیں اگر موسم سرما وگرما میں یمن وشام کا سفر نہ کریں اور وہاں سے غلہ کپڑا نہ لائیں تو بھوکے ننگے مر جائیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود اپنی حقیر دنیا پر پھولے نہیں سماتے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ گناہ کا اثر:

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہی کا ایک نکتہ پیدا

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱/۱۰ ۴

روم کے غلبہ کی پیشین گوئی کیساتھ تخلیق کائنات کا مقصد اور اس میں غور وفکر کرنے اور ماضی کی طاقتور اقوام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور گناہ سے نکل آتا ہے اور مغفرت کا طلبگار ہو جاتا ہے تو (دل سے وہ سیاہ نکتہ دور ہو جاتا ہے) دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر مزید گناہ کرتا رہا تو سیاہی کا نکتہ بھی بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ (پورے) دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور فرمایا ہے بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بلکہ جو اعمال وہ کرتے تھے ان کا زنگ ان کے دلوں پر چڑھ گیا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی (تفسیر مظہری)

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ

اس دن پراگندہ ہو جائیں گے پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ

تو وہ باغ میں ہوں گے ان کی خاطر داری کی جائے گی

الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ

اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو تو وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے

اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي

جائیں گے پس اللہ کی تسبیح کرو جس وقت شام کرو اور صبح کرو اور اسی کو حمد (سزاوار ہے)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ

آسمانوں اور زمین میں ف۱ اور تیسرے پہر اور جس وقت تم کو دوپہر ہو وہ نکالتا ہے ف۲

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ

زمین کو اس کے مرے پیچھے اور اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے

اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے

تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

پھر اب تم انسان ہو کہ (جابجا) پھیلے ہوئے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کر دیا

ف۱ یعنی آسمان میں تو سب فرشتے اس کی حمد کرتے ہیں اور زمین میں بعض انسان تو اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے ان کی عاجزی اور احتیاج کی حالت سے خدا کی حمد ظاہر ہوتی ہے پس جب وہ ذات وصفات میں ایسا کامل ہے تو تم کو بھی ضرور اس کی تسبیح کرنی چاہئے۔

ف۲ نیند نہ آنے کا علاج:

طبرانی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راتوں کو میری نیند اُچاٹ ہو جایا کرتی تھی تو میں نے آنحضرت ﷺ سے اس امر کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اللھم غارت النجوم وھدأت العیون وانت حیّ قیوم یاحیّ یاقیوم انم عینی واھدئ لیلی میں نے جب اس دعا کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری بفضلِ خدا دور ہوگئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

سبحان اللہ کیا ہے؟

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک روز فرمایا الحمد للہ کو تو ہم جانتے ہیں لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لاالٰہ الا اللّٰہ کو بھی ہم جانتے ہیں اللہ کے سوا بتوں کی پوجا ہوتی ہی تھی اور اللّٰہ اکبر کو بھی جانتے ہیں نمازی تکبیر کہتا ہی ہے لیکن سبحان اللّٰہ کا کیا مطلب ہے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اللہ اعلم۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اگر عمرؓ اتنا بھی نہ جانے کہ اللہ اعلم ہے تو بڑا بدنصیب ہے (یعنی اللہ کا عالم کل ہونا تو میں بھی جانتا ہوں) حضرت علیؓ نے فرمایا، امیر المومنین یہ ایسا نام ہے کہ اس کو کوئی مخلوق اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔ ساری مخلوق کا اسی کی طرف رجوع ہے اسی کے واسطے یہ کلمہ کہنا واجب ہے۔) (از مفسر رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۵ شانِ قدرت کے ساتھ اہل ایمان کی جزا اور کفار کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ یادِ الٰہی کیلئے پانچوں نمازوں کا حکم اور قدرت الٰہی کی کارسازیاں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۱۷ تا ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ

تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے بیبیوں کو تاکہ تم آرام پاؤ ان کی طرف اور پیدا کر دیا تمہارے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ

درمیان پیار اور مہربانی! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو غور کرتے ہیں ف۱ اور اس کی نشانیوں

خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ

میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری بولیوں

وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ

اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا بھی ہے! بیشک اس میں نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کے لئے اور اس کی

آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن

نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات کے وقت اور دن کے وقت اور تمہارا طلب کرنا اس کے

فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ

فضل سے (یعنی معاش کو) ف۲ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے کہ جو سنتے ہیں

آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو دکھاتا ہے بجلی ڈرنے اور امید کرنے کو اور اتارتا ہے

السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي

آسمان سے پانی! پھر اس سے زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے! بیشک اس

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ

میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قائم ہیں

ف۱ سامانِ راحت:

لتسکنوا یعنی تم عورتوں کی طرف مائل ہو اور ان سے انسیت حاصل کرو۔ اتحادِ جنسیت موجبِ انسیت ہے اور اختلافِ جنسیت باعثِ نفرت۔ بینکم تمہارے درمیان یعنی مردوں اور عورتوں کے درمیان یا افرادِ جنس کے درمیان۔ مودۃ ورحمۃ یعنی صنفی خواہش کے غلبہ کے وقت ازدواجی تعلق قائم کرنے کے ذریعہ سے۔ تمہارے اندر اللہ نے باہم محبت اور شفقت پیدا کر دی تاکہ معاشی نظم درست ہو جائے۔ یا باہمی رحمت ومحبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس پر تعاون موقوف ہے اور باہمی تعاون پر انسانی معیشت کا مدار ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ سونا اور تلاش معاش

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سونے کے وقت سونا اور جاگنے کے وقت تلاش معاش انسان کی فطرت بنائی گئی ہے، اور ان دونوں چیزوں کا حاصل کرنا انسانی اسباب وکمالات کے تابع نہیں، بلکہ درحقیقت یہ دونوں چیزیں خالص عطاءِ حق ہیں، جیسا کہ رات کا مشاہدہ ہے کہ بعض اوقات نیند اور آرام کے سارے بہتر سے بہتر سامان جمع ہونے کے باوجود نیند نہیں آتی، بعض اوقات ڈاکٹری گولیاں بھی نیند لانے میں فیل ہو جاتی ہیں، اور جس کو مالک چاہتا ہے کھلی زمین پر دھوپ اور گرمی میں نیند عطا فرما دیتا ہے۔

خاصیت: آیت ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ
آسمان و زمین اس کے حکم سے ول پھر جب تم کو بلائے گا ایک بار آواز دے کر

الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
زمین میں سے تب ہی تم نکل پڑو گے اور اسی کے ہیں جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۲۶ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ
اور زمین میں ہیں! سب اسی کے تابعدار ہیں! اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى
پھر اس کو دوبارہ پیدا کردے گا اور یہ (دوہرانا) اس پر زیادہ آسان ہے اور اسی کی صفت بہت بلند ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷ ع ضَرَبَ
آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ
اس نے ایک مثال بیان فرمائی تمہارے لئے تمہارے ہی اندر سے۔

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ
کہ جن (غلاموں کے) تمہارے ہاتھ مالک ہیں کیا ان میں کوئی شریک ہے اس (روزی) میں جو

سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ
ہم نے تم کو عطا فرمائی کہ تم سب اس میں برابر ہو جاؤ (اور) تم ان سے ڈرنے لگو جیسا کہ اپنوں

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ
سے ڈرتے ہو! اسی طرح ہم یہ تفصیل آیتیں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں و۲

ول مقصود یہ ہے کہ ان چیزوں کی پیدائش اور بقا سب خداتعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے متعلق ہے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ تمام نظام عالم جو اوپر مذکور ہوا یعنی انسانوں میں سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہونا اور ان میں باہم میاں بیوی کا تعلق ہونا اور آسمان زمین کا اس خاص ہیئت پر موجود اور قائم ہونا اور زبانوں اور رنگوں میں اختلاف ہونا اور لیل و نہار کے انقلاب میں خاص مصلحتوں کا ہونا اور بارش کا نازل ہونا اور اس کے ابتدائی آثار کا ظاہر ہونا یہ سب سلسلہ زمانہ کے باقی رہنے تک ہے اور ایک روز یہ سب کارخانہ ختم ہو جائے گا۔

ع ۳ / ۸ — ۶

خلاصہ رکوع ۳

انسانی تخلیق اور نظام توالد اور دیگر قدرت خداوندی کی نشانیوں کو ذکر فرمایا گیا۔

و۲ شانِ نزول:

طبرانی نے نقل کیا ہے کہ اہل شرک حج کی لبیک کہنے کے موقع پر لبیک کے ساتھ کہا کرتے تھے لاشریک لک اِلا شریکا ھولک تملکه وما ملک، اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں سواء اس شریک کے جس کو تو نے شریک کرلیا ہے تو اس کا مالک ہے وہ تیرا مالک نہیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ

بلکہ پیچھے پڑ گئے یہ ستم گار اپنی خواہشوں کے! بغیر سمجھے! تو کون اس کو ہدایت کرے

اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

جسے اللہ نے گمراہ کیا! اور ان کے لئے کوئی مدد گار نہیں پس تو اپنا منہ سیدھا رکھ

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ

دین پر ایک ہی طرف کا ہو کر! وہی اللہ کی پیدائش کہ جس پر لوگوں کو

عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ

پیدا کیا ف۱ بدلنا نہیں ہے اللہ کے بنائے کو! ف۲ یہی سیدھا دین ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ۙ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

لیکن بہتیرے آدمی جانتے نہیں (عبادت کرو) اس کی طرف متوجہ ہو کر

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ۙ

اور اس سے ڈرو اور قائم رکھو نماز اور مشرکوں میں سے نہ ہوو!

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ

جنہوں نے پراگندہ کر لیا اپنے دین کو اور فرقے فرقے ہو گئے! ہر

حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

فرقہ جو ان کے پاس ہے اسی میں خوش ہیں اور جب آ پہنچتی ہے لوگوں کو

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ

کوئی تکلیف (تو) پکارنے لگتے ہیں اپنے پروردگار کو اسکی طرف متوجہ ہو کر پھر جب وہ ان کو

ف۱ طبیعت نہیں بدل سکتی:

حضرت ابو درداء کا بیان ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تذکرہ کر رہے تھے کہ کیا ہو گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو سچ مان لینا اور اگر یہ سنو کہ کوئی آدمی اپنی جبلت (سرشت) سے بدل گیا ہے تو سچ نہ ماننا کیونکہ (آخر کار ہر) آدمی اسی کی طرف لوٹے گا جو اس کی سرشت ہے۔ رواہ احمد۔ اس تفسیر پر آیت کا معنی یہ ہو گا کہ اللہ نے ہر شخص کو ایک فطرت پر پیدا کیا ہے جس سے وہ بدل نہیں سکتا اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو خوش نصیب بنایا ہے لہٰذا اپنا رُخ دین کی طرف سیدھا کر لیجئے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ فطرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں یہ پیدائشی استعداد رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو سمجھ میں آ جاتا ہے اور اس فطرت کی اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس قابلیت اور استعداد سے کام لے اور حق کو سمجھ کر عمل کرے۔ ف یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اس کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ پیدائشی کافر تھا کیونکہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کی قسمت میں یہ تھا کہ وہ بڑا ہو گا تو کافر ہو گا یہ مطلب نہیں کہ اس میں حق کے سمجھنے اور قبول کرنے کی قابلیت ہی نہ تھی۔

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

چکھاتا ہے اپنی طرف سے مہربانی تب ہی کچھ لوگ ان میں سے اپنے پروردگار کا شرک کرنے لگتے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾

ہیں تا کہ اس (نعمت) کی ناشکری کریں جو ہم نے ان کو دی! اچھا فائدہ اٹھا لو پھر آگے چل کر معلوم

أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ

کر لو گے۔ ف۱ کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی سند؟ پس وہ ان سے بیان کرتی ہے

يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ

جو یہ شریک کرتے ہیں اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو مہربانی (تو)

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ

وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر آ پڑی کوئی سختی اس کی وجہ سے

يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں (تو) فوراً آس توڑ دیتے ہیں کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾

فراخ کرتا ہے روزی جس کے لئے چاہے اور نپی تلی کر دیتا ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ

لئے جو ایمان لاتے ہیں! پس تو دے رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین کو

ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ

اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو طالب ہیں اللہ کی ذات کے ف۲ اور وہی لوگ

ف۱ مؤمن کی حالت: صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن پر تعجب ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ کی ہر قضا بہتر ہی ہوتی ہے، راحت پر شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ مال کے مستحقین: آیت مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ کو اور بقول حسن بصری ہر مخاطب انسان کو جس کو اللہ نے مال میں وسعت دی ہو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جو مال اللہ نے آپ کو دیا ہے اس میں بخل نہ کرو بلکہ اس کو ان کے مصارف میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرو اس سے تمہارے مال اور رزق میں کمی نہیں آئے گی، اور اس حکم کے ساتھ اس آیت میں مال کے چند مصارف بھی بیان کر دیئے، اوّل ذوی القربیٰ دوسرے مساکین تیسرے مسافر، کہ خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے ان لوگوں کو دو اور ان پر خرچ کرو، اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو اللہ نے تمہارے مال میں شامل کر دیا ہے اس لئے ان کو دینے کے وقت ان پر کوئی احسان نہ جتلاؤ، کیونکہ حق والے کا حق ادا کرنا مقتضائے عدل و انصاف ہے کوئی احسان و انعام نہیں ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي

فلاح پانے والے ہیں اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ بڑھے لوگوں کے

أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ

مال میں تو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور یہ جو تم

زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾

زکوٰۃ دیتے ہو کہ طلب کرتے ہو اللہ کی رضا مندی تو

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

یہی لوگ دوگنے کرنے والے ہیں ؎ اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر

يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ

تم کو مار دے گا پھر تم کو زندہ کر دے گا بھلا کوئی تمہارے شریکوں میں سے ایسا ہے جو کر سکے ان

مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ

کاموں میں سے کچھ؟ وہ (اللہ) پاک ہے اور اس سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

ظاہر ہو گیا ہے فساد خشکی اور تری میں لوگوں ہی کی کمائی کے باعث تاکہ

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا

کچھ ان کو اس کا مزہ چکھائے جو یہ عمل کر رہے ہیں تاکہ وہ لوٹ آویں کہہ دے

فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ

کہ چلو پھرو ملک میں پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے

؎ ہدیہ دینے اور لینے کے احکام

مسئلہ: ہدیہ اور ہبہ دینے والے کو اس پر نظر رکھنا کہ اس کا بدلہ ملے گا یہ تو ایک بہت مذموم حرکت ہے۔ لیکن بطور خود جس شخص کو کوئی ہبہ عطیہ کسی دوست عزیز کی طرف سے ملے اس کیلئے اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ وہ جب بھی اس کو موقع ملے اس کی مکافات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ہدیہ پیش کرتا تو اپنے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کو ہدیہ دیتے تھے۔ (کذا روی عن عائشہؓ) (قرطبی) ہاں اس مکافات کی صورت ایسی نہ بنائے کہ دوسرا آدمی یہ محسوس کرے کہ یہ میرے ہدیہ کا بدلہ دے رہا ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۷

شرک کی برائی کیلئے مثال ذکر فرمائی گئی۔ فرقہ پرستی کے خلاف فطرت ہونے کو بیان کیا گیا انسان کا مصیبت میں اللہ کو یاد کرنا اور اہل قرابت کے حقوق کی نگہداشت کو بیان کیا گیا۔ زکوٰۃ اور سود میں فرق واضح کیا گیا۔

قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

پہلے ہو گزرے! ان میں بہتیرے مشرک تھے! ف۱ تو سیدھا کر اپنا منہ سیدھے

لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ

دین پر اس سے پہلے کہ وہ دن آموجود ہو کہ جسے ٹلنا نہیں! اللہ کی طرف سے!

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىِٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ

اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے جو کافر ہوا تو اس پر اس کے کفر کا وبال!

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

اور جس نے نیک عمل کئے تو وہ اپنے ہی لئے آرامگاہ سنوارتے ہیں تاکہ

یَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ جزا دے ان کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اپنے فضل سے! ف۲

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ

بیشک وہ نہیں پسند کرتا کافروں کو اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے

یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو جو خوشخبری لانے والی ہیں اور تاکہ تم کو چکھائے کچھ مزہ اپنی رحمت کا

وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور تاکہ کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا

(یعنی معاش) اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے بہت سے

ف۱ سو دیکھ لو وہ عذاب آسمانی سے کس طرح ہلاک ہوئے جس سے صاف واضح ہے کہ شرک بڑی وبال کی چیز ہے اور یہ جو فرمایا کہ ان میں اکثر مشرک ہی تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعضے علاوہ شرک کے کفر کی دوسری اقسام میں مبتلا تھے جیسے قوم لوطؑ اور قارون اور وہ لوگ جو مسخ ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے کہ انہوں نے آیات کی تکذیب کی اور جن باتوں سے ان کو منع کیا گیا تھا ان کی مخالفت کی اس لئے کفر اور لعنت میں مبتلا ہوئے ف حوادث اور بلیات کے گناہوں کے سبب سے آنے پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض دفعہ نیک بندوں پر بھی تو بلائیں آتی ہیں کیونکہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بلا کی علت ہمیشہ گناہ ہی ہوتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو مصیبت سزا کے طور پر ہو اس کی علت گناہ ہوتا ہے اور جو سزا کے طور پر نہ ہو بلکہ درجے بڑھانے اور اخلاق درست کرنے کے لئے ہو اس کی علت گناہ نہیں ہوتا اور دونوں صورتوں میں فرق کی علامت یہ ہے کہ جس مصیبت سے پہلے گناہ اور معصیت ہوئی ہو اس کی علت گناہ ہے اور جس سے پہلے گناہ نہ ہوا ہو (جیسے انبیاء علیہم السلام میں) تو اس کا سبب گناہ نہ ہوگا۔

ف۲ مسلمان کی آبرو کی حفاظت: حضرت ابودرداءؓ کا بیان ہے، میں نے خود سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو مسلم اپنے بھائی کی آبرو کی طرف سے دفاع کرتا ہے اللہ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کو اس کی طرف سے لوٹا دے پھر حضور ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ طبرانی اور اسحاق بن راہویہ نے یہ حدیث حضرت اسماء بنت یزید کی روایت سے بیان کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ

پیغمبر ان کی قوم کی جانب تو وہ ان کے پاس آئے معجزے لے کر پھر ہم نے بدلا لیا

الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۷﴾

ان لوگوں سے جنہوں نے جرم کیا! اور ہم پر لازم تھی مسلمانوں کو مدد دینی! ف۱

اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَیَبۡسُطُهٗ

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ ابھارتی ہیں بادلوں کو پھر اللہ ان کو پھیلا دیتا ہے

فِی السَّمَآءِ کَیۡفَ یَشَآءُ وَیَجۡعَلُهٗ کِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ

آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہہ بہ تہہ پس تو دیکھتا ہے کہ مینہ

یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ

نکلتا ہے اس کے درمیان میں سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس پر چاہتا ہے

عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ

اپنے بندوں میں تب ہی وہ لوگ خوشیاں منانے لگتے ہیں اگرچہ وہ لوگ اس سے

قَبۡلِ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمُبۡلِسِیۡنَ ﴿۴۹﴾

پہلے کہ ان پر مینہ اتارا جاوے پہلے ہی سے نا امید ہو رہے تھے

فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰهِ کَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ

پس دیکھ رحمت الٰہی کے آثار کی جانب کہ وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو

مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

اس کے مرے پیچھے! ف۲ بیشک وہ مُردوں کا زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر

ف۱ مؤمنین کی مدد اور اس کی شرط: فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ "ہم نے مجرموں کافروں سے انتقام لے لیا، اور ہمارے ذمہ تھا کہ ہم مؤمنین کی مدد کرتے" اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے لیا ہے، اس کا تقاضا بظاہر یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں کبھی شکست نہ ہو، حالانکہ بہت سے واقعات اسکے خلاف بھی ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں، اسکا جواب خود اسی آیت میں موجود ہے کہ مؤمنین سے مراد وہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے کفار سے جنگ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا ہی انتقام اللہ تعالیٰ مجرمین سے لیتے ہیں اور ان کو غالب کرتے ہیں، جہاں کہیں اس کے خلاف کوئی صورت پیش آتی ہے وہاں عموماً مجاہدین کی کوئی لغزش ان کی شکست کا سبب بنتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ رحمتِ الٰہی کے کرشمے: یعنی چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک، بے رونق اور مُردہ پڑی تھی ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہو کر لہلہانے لگی۔ بارش نے اُسکی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد اُبھار دیا۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا سمجھو، اُس سے مُردہ دلوں میں جان پڑ گئی اور خدا کی زمین ظهرا الفساد فی البر و البحر والی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائیگی۔ ہر طرف رحمت الٰہی کے نشان اور دین کے آثار نظر آئیں گے جو قابلیتیں مدت سے مٹی میں مل رہی تھیں، بارانِ رحمت کا ایک چھینٹا اُن کو اُبھار کر نمایاں کر دیگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے بعثت محمدی ﷺ کے ذریعہ سے یہ جلوہ دنیا کو دکھلا دیا۔

قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ

قادر ہے اور اگر ہم بھیج دیں ہوا! پھر وہ لوگ اس کھیتی کو دیکھیں زرد پڑا ہوا تو ضرور اس کے

بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ

بعد ناشکری کرنے لگیں پس (اے محمد) تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہ بہروں کو پکارنا

الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ

سنا سکتا ہے جب کہ وہ روگردانی کریں پیٹھ پھیر کر اور نہ تو راستہ

الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ

دکھا سکتا ہے اندھوں کو ان کی گمراہی سے بس تو تو ان ہی کو سناتا ہے جو ایمان لاتے ہیں

بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

ہماری آیتوں پر تو وہ مطیع ہو جاتے ہیں اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کر دیا

ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

کمزور حالت سے پھر (تم کو) دی ناتوانی کے بعد توانائی پھر کر دی

مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ

قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا! پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ

الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ

جاننے والا صاحب قدرت ہے ف۱ اور جس دن قائم ہوگی قیامت (اس دن) قسمیں کھائیں گے

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾

گنہگار کہ (وہ دنیا میں) نہیں ٹھہرے ایک گھڑی سے زیادہ! اسی طرح یہ پھیرے جاتے تھے

ف۱ انسانی زندگی کے اُتار چڑھاؤ: یعنی بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بیحد کمزور و ناتوان ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتیٰ کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں، پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں۔ قوت و ضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بنائے۔ اور قوت و ضعف کے مختلف اَدوار میں گذارے۔ اُسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت تک کن حالات میں رکھنا مناسب ہے۔ لہٰذا اُسی خدا کی

ع ۵ ۱۴ ۸

خلاصہ رکوع ۵

بحر و بر میں فساد کی علت ذکر فرمائی گئی اور شرک کی شامت اور اس کا علاج بیان کیا گیا۔ حق و باطل کا ظاہر فرق اور خدائی قدرت کے آثار ذکر فرمائے گئے۔

اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا، مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کریگا اور جو دین بظاہر اس وقت کمزور نظر آتا ہے کچھ دنوں بعد زور پکڑیگا اور اپنے شباب و عروج کو پہنچے گا۔ اُس کے بعد پھر ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے سو یاد رکھنا چاہئے کہ خدائے قادر و توانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کر سکتا ہے۔ ہاں ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ

اور کہیں گے وہ لوگ کہ جن کو دیا گیا ہے علم اور ایمان کہ تم تو ٹھہرے اللہ کی

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ

کتاب کے موافق جی اُٹھنے کے دن تک سو یہ جی اٹھنے ہی کا دن ہے لیکن

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تم جانتے نہ تھے۔ ف۱ تو اس دن نہ فائدہ دے گی ان ظالموں کو

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

ان کی عذر خواہی اور نہ ان سے توبہ طلب کی جاوے گی اور ہم نے بیان کر دی ہے

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال! اور اگر تو ان کے پاس لائے

جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

کوئی نشانی تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ بس

اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

تم جھوٹے ہو اسی طرح اللہ مہر لگا دیتا ہے ان کے دلوں پر

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

جو سمجھ نہیں رکھتے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تجھ کو ہلکا نہ بنا دیں

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وہ لوگ کہ جو یقین نہیں لاتے

ف۱ قبر میں کوئی جھوٹ نہ بول سکے گا:

قبر کے سوال وجواب میں احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ جب کافر سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں؟ تو وہ کہے گا، ھَاهْ ھَاهْ لَا اَدْرِیْ، ''ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا'' اگر وہاں جھوٹ بولنے کا اختیار ہوتا تو کیا مشکل تھا کہہ دیتا کہ میرا رب اللہ ہے، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تو یہ ایک عجیب بات ہے کہ کافر لوگ اللہ کے سامنے تو جھوٹ بولنے پر قادر ہوں اور فرشتوں کے سامنے جھوٹ نہ بول سکیں، مگر غور کیا جائے تو کچھ تعجب کی بات نہیں، وجہ یہ ہے کہ فرشتے نہ تو عالم الغیب ہیں، نہ ان کو اختیار ہے کہ ہاتھ پاؤں کی گواہی لے کر اس پر حجت تمام کر دیں، اگر ان کے سامنے جھوٹ بولنے کا اختیار ہوتا تو سب کافر فاجر عذاب قبر سے بے فکر ہو جاتے، بخلاف اللہ جل شانہ کے کہ وہ دلوں کے حال سے بھی واقف ہیں، اور اعضاء وجوارح کی شہادت سے اس کا جھوٹ کھول دینے پر قادر بھی ہیں، اس لئے محشر میں یہ آزادی دیدینا عدالتی انصاف میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا۔ واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۶

انسانی زندگی کے نشیب وفراز ذکر کر کے قیامت کی طرف متوجہ کیا گیا اور مشرکین کی غلط سوچ کی تردید کی گئی۔ تفہیم قرآن اور دعوت کیلئے صبر وتحمل کی ضرورت کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۶/۹

خاصیت: آیت ۵۹، ۶۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ لقمان مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جوسب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ۝١ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝٢ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ہدایت اور رحمت ہے

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝٣ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکو کاروں کے لئے جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ

زکوٰۃ اور وہ آخرت کا بھی یقین کرتے ہیں! وہی لوگ

عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥

ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی فلاح پانے والے ہیں!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو مول لیتا ہے کھیل کی باتوں کو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ

تاکہ بھٹکا دے اللہ کے راستہ سے بغیر سمجھے اور اس کی ہنسی بناتا ہے!

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

وہی ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے ف۱ اور جب اس پر پڑھی جاتی ہیں

ف۱ مباح اور جائز کھیل

مسئلہ: مذموم اور ممنوع وہ لہو اور کھیل ہے جس میں کوئی دینی دنیوی فائدہ نہیں جو کھیل بدن کی ورزش، صحت اور تندرستی باقی رکھنے کیلئے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہی کو مشغلہ بنالیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہو تو ثواب بھی ہے۔ (معارف القرآن)

شان نزول

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ نظر بن الحارث ایک رئیس کافر تھا وہ تجارت کے لئے فارس آتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصے اور تواریخ خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو عاد ثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم و اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں لوگ اس کے قصوں کو شوق سے سنتے اور قرآن سے اعراض کرتے نیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی تو جب کسی کو اسلام کی طرف راغب پاتا اس کو اپنی لونڈی کے پاس لے جاتا اور اس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اس شخص سے کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان دو پس شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر آیت کے الفاظ عام ہونے کی وجہ سے حکم عام ہے۔

اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا کَاَنَّ فِیْٓ

ہماری آیتیں (تو) منہ پھیر لیتا ہے تکبر کرتا ہوا کہ گویا ان کو سنا ہی نہیں!

اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

گویا اس کے دونوں کانوں میں گرانی ہے پس تو اس کو خوشخبری سنا دے دردناک عذاب کی! جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِیْنَ

ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں! اس میں ہمیشہ رہیں گے!

فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ

اللہ کا وعدہ ہوچکا سچا! اور وہ زبردست حکمت والا ہے! اس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ

آسمانوں کو بغیر ستون کے! تم ان کو دیکھتے ہی ہو اور ڈال دیئے زمین میں

رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ

بوجھ کہ کہیں تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور پھیلا دیئے اس میں ہر طرح کے جانور

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ

اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی زمین میں ہر قسم کی

کَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ

عمدہ چیز۔ یہ تو اللہ کی خلق ہے! اب تم مجھ کو دکھاؤ کہ انھوں نے کیا پیدا کیا

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ ع وَلَقَدْ

جو اس کے سوا ہیں! ف۱ بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے عطا فرمائی

ف۱ تاکہ ان کا خدائی میں شریک ہونا اور عبادت کا مستحق ہونا ثابت ہو اس دلیل سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ خدائی کے استحقاق کے لئے ممکنات کا پیدا کرنا لازم ہے کیونکہ خدائی کا استحقاق قدیم ہے (یعنی ہمیشہ سے ہے) اگر ممکنات کا پیدا کرنا اس کے لئے لازم ہو گا تو ممکنات بھی سب قدیم ہو جاویں گے حالانکہ عالم حادث ہے پس مطلب یہ ہے کہ ممکنات کے موجود ہونے کی صورت میں یہ لازم ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا وہی ہو جو خدائی کا مستحق ہے پس اگر یہ باطل معبود تمہارے نزدیک خدائی کے مستحق ہیں تو موجود چیزوں میں سے بتلاؤ کہ ان کی بنائی ہوئی کون سی چیزیں ہیں اور جب ان کی بنائی ہوئی ایک بھی چیز نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ عبادت کے مستحق نہیں ہوسکتے اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آ جاتے مگر انہوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا۔

خلاصہ رکوع ۱

اہل ایمان کی صفات اور ان کی فلاح کو ذکر کیا گیا اور فضولیات کے خریداروں کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ زمین و آسمان کی پیدائش کو ذکر کر کے مشرکین کو توحید کی دعوت دی گئی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ

لقمان کو عقلمندی ف۱ (اور ارشاد فرمایا) کہ شکر کر اللہ کا! اور جو شکر کرتا ہے

فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾

اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے پروا سزا وار حمد ہے اور (یاد کر)

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ

جب لقمان نے کہا اپنے بیٹے سے اور وہ اس کو نصیحت کرتا تھا کہ بیٹا! شریک نہ ٹھہرائیو

بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

اللہ کا! کچھ شک نہیں کہ شرک بڑا ظلم ہے! اور ہم نے حکم کیا انسان کو

بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

اس کے ماں باپ کے حق میں! اس کو پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

تھک تھک کر! اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے! کہ شکر گزار رہ میرا اور اپنے ماں باپ کا!

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

آخر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ف۲ اور اگر ماں باپ تجھ سے اس بات پر شدت کریں کہ

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ

تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا اور ان کا ساتھ دے

سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

دنیا میں عمدہ طور پر! اور چل اس کی راہ جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے

ف۱ جس کی حقیقت یہ ہے کہ علم مع عمل کے ہو اور حضرت لقمان علیہ السلام کو عکرمہ اور لیث نے نبی کہا ہے لیکن حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ ان کو داؤد علیہ السلام سے پہلے خلافت (یعنی نبوت) دی جاتی تھی انہوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر میری مرضی پر ہے تو میں معافی چاہتا ہوں پھر بعد میں داؤد علیہ السلام کو خلافت دی گئی اس سے معلوم ہوا کہ لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے لیکن بہت بڑے ولی تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ داؤد علیہ السلام کے قریب تھا۔

ف۲ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا میرے حسنِ معاشرت (یعنی حسنِ سلوک) کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے فرمایا، تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں پھر تیرا باپ اس کے بعد اقارب حسب درجہ۔

حضرت مغیرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے تمہارے لئے ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس نے وھنا علیٰ وھن کا ترجمہ، سختی پر سختی کیا ہے۔ ضحاک نے ضعف بالائے ضعف اور مجاہد نے مشقت بر مشقت۔ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو اس پر کمزوری اور مشقت طاری ہو جاتی ہے۔ حمل کا ضعف خون چھوٹنے (وضع حمل) کا ضعف اور دودھ پلانے کا ضعف (اسی طرح ضعف پر ضعف بڑھتا جاتا ہے)

خاصیت: آیت ۱۲...۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ

پس میں تم کو بتاؤں گا جو تم عمل کرتے تھے! بیٹا! اگر کوئی چیز رائی کے

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

دانے کی برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾

یا زمین میں (تو) اس کو لا حاضر کرے گا اللہ! بیشک اللہ باریک بین باخبر ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ

بیٹا قائم رکھو نماز کو اور حکم کر اچھے کام کا اور منع کر

الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

بُرے کام سے اور صبر کر اس مصیبت پر جو تجھے پہنچے! بیشک یہ ہیں ہمت کے

الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

کام اور نہ موڑ اپنا رخسارہ لوگوں سے اور نہ چل

الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾

زمین پر اترا کر! بیشک اللہ نہیں پسند کرتا کسی اترانے والے شیخی خورے کو

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ

اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور نرم کر اپنی آواز! بیشک

اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

بری سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے! ف۱ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے کام میں

ف۱ حضور ﷺ کے اخلاق واوصاف مبارک:

حضرت رسول اللہ ﷺ کے عادات وشمائل میں یہ سب چیزیں جمع تھیں، شمائل ترمذی میں حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی مرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپس میں آپ کا کیا طرز ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا:

''کہ رسول اکرم ﷺ ہمیشہ خوش وخرم معلوم ہوتے تھے آپ ﷺ کے اخلاق میں نرمی اور برتاؤ میں سہولت مندی تھی، آپ ﷺ کی طبیعت سخت نہ تھی بات بھی درشت نہ تھی، آپ ﷺ نہ شور مچانے والے تھے نہ فحش گو تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے تھے، نہ بخل کرتے تھے، جو چیز دل کو نہ بھاتی اس کی جانب سے غفلت برتتے تھے (مگر دوسرے کو اس کی طرف سے ناامید بھی نہ کرتے تھے، (اگر حلال ہو اور اس کی رغبت ہو) اور جو چیز اپنی مرغوب نہ ہو دوسرے کے حق میں اس کی کاٹ نہ کرتے تھے، (بلکہ خاموشی اختیار فرماتے تھے) تین چیزیں آپ ﷺ نے بالکل چھوڑ رکھی تھیں۔

جھگڑنا...... تکبر کرنا...... جو چیز کام کی نہ ہو اس میں مشغول ہونا''

خلاصہ رکوع ۲

حضرت لقمان کی باتیں شرک کی قباحت اور والدین سے حسن سلوک کو بیان فرمایا گیا اور متکبرانہ کردار وگفتار سے ممانعت ذکر کی گئی۔

ع ۲ ۸ ۱۱

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ

لگا دیئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) ؎۱ اور پوری کر دیں تم پر اپنی

نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ

نعمتیں ظاہری اور باطنی! ؎۲ اور کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو جھگڑتا ہے

فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا

اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بلا ہدایت اور بلا روشن کتاب کے اور جب

قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا (تو) کہتے ہیں! بلکہ ہم تو اس کی

عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

پیروی کریں گے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو! بھلا اور

السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾ وَ مَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ

جو شیطان ان کو بلاتا ہو دوزخ کے عذاب کی طرف (تو بھی ان ہی کی پیروی کریں گے) ؎۳

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

اور جو متوجہ کر دے اپنے منہ کو اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکوکار تو اس نے تھام لیا مضبوط کڑا! اور اللہ ہی کی

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَ مَنْ كَفَرَ فَلَا یَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ

طرف ہر کام کا انجام ہے اور جو کفر کرے تو (اے محمد) تجھ کو اس کا کفر غمگین نہ کرے! ہماری طرف

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾

ان کو لوٹنا ہے پھر ہم ان کو بتا دیں گے جو کچھ انھوں نے کیا! بیشک اللہ جانتا ہے دلوں کے بھید!

؎۱ سورج کا سجدہ:
حضور ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول۔ خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جا کر خدا تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑتا ہے اور اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ ایک دن اس سے کہہ دیا جائے جہاں سے آیا ہے وہیں کو لوٹ جا۔
ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ سورج بمنزلہ ساقیہ کے ہے۔ دن کو اپنے دوران میں جاری رہتا ہے غروب ہو کر رات کو پھر زمین کے نیچے گردش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی مشرق سے ہی طلوع ہو۔ اسی طرح چاند بھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

؎۲ ظاہری نعمت وہ جو حواس سے معلوم ہو سکے اور باطنی وہ جو عقل سے معلوم ہوتی ہے اور ان نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو آسمان اور زمین کے مسخر کرنے سے حاصل ہوئیں پس یہ لازم نہیں آتا کہ اس آیت کے مخاطب مسلمان ہی ہوں کیونکہ وہ نعمتیں تو سب پر ہیں۔

؎۳ مطلب یہ کہ ایسے سرکش ہیں کہ باوجودیکہ ان کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلا دلیل اپنے گمراہ باپ دادوں کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو گمراہوں کی ہے۔

خاصیت: آیت ۲۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾

ہم ان کو فائدہ دیں گے تھوڑے دنوں پھر ان کو پکڑ بلائیں گے سخت عذاب کی جانب

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! کہہ دے الحمدللہ! بلکہ ان میں بہتیرے جانتے نہیں!

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! بیشک اللہ وہی بے پرواہ سزاوار حمد ہے

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ

اور اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں (سب) قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو کہ

مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ

اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں تمام نہ ہوں گی اللہ کی باتیں بیشک

اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ

اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا جلا اٹھانا تنِ

وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ

واحد (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) جیسا ہے۔ بیشک اللہ سنتا

اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دیکھتا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ داخل کردیتا ہے رات کو دن میں اور داخل کردیتا ہے

ف۱ اللہ کی نعمتوں اور تصرفات کی ایک مثال:

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے معلومات اور اپنی قدرت کے تصرفات اور اپنی نعمتوں کی ایک مثال دی ہے کہ وہ غیر متناہی ہیں، نہ کسی زبان سے وہ سب ادا ہو سکتے ہیں نہ کسی قلم سے سب کو لکھا جا سکتا ہے، مثال یہ فرمائی کہ ساری زمین میں جتنے درخت ہیں اگر ان کی سب شاخوں کے قلم بنائے جائیں اور ان کے لکھنے کے لئے سمندر کو روشنائی بنا دیا جائے اور یہ سب قلم حق تعالیٰ کی معلومات اور تصرفات قدرت کو لکھنا شروع کریں تو سمندر ختم ہو جائے گا اور معلومات وتصرفات ختم نہ ہوں گے، اور ایک سمندر نہیں اس جیسے سات سمندر اور بھی شامل کردیئے جائیں، جب بھی سب سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے، کلمات اللہ سے مراد اس کے علم وحکمت کے کلمات ہیں (روح ومظہری) اور شیونِ قدرت اور نعمائے الٰہیہ بھی اس میں داخل ہیں، اور سات سمندر سے مطلب یہ نہیں کہ کہیں سات سمندر موجود ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک سمندر کے ساتھ فرض کرلو اور سات سمندر مل جائیں جب بھی ان سب سے سب کلمات اللہ کو ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکتا، اور سات کا عدد بھی بطور مثال ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

دن کو رات میں اور اس نے مطیع کر رکھا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وعدہ مقرر تک اور یہ اللہ اس سے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ف۱ یہ اس لئے کہ اللہ وہی برحق ہے اور جو کچھ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ

وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا (وہ سب) بے اصل ہے! ف۲ اور یہ کہ اللہ وہی بلند

الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ

مرتبہ بزرگ ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں چلتی ہیں دریا میں اللہ کی نعمت سے

لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾

تاکہ تم کو دکھائے کچھ اپنی نشانیاں! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

اور جب ان کو چھپا لیتی ہے موج سائبانوں کی مانند (تو) وہ پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے عبادت

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ

خالص کر کے! پھر جب وہ ان کو بچا لاتا ہے خشکی کی جانب تو بعض ان میں میانہ رو ہوتے ہیں!

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

اور انکار ہماری آیتوں کا وہی کرتے ہیں جو قول کے جھوٹے (اور) ناشکرے ہیں لوگو! ڈرو اپنے

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ

پروردگار سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آئے گا باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا ہی ایسا ہے

ف۱ جن لوگوں کی سائنسی واقفیت اور علم سے مدد لے کر یہ سب معلومات آپ تک پہنچ رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان تمام "ظاہری اور باطنی" نشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ رب العالمین کے وجود کے منکر ہیں اس آیت نے ان کو "بے علم" اور بے دلیل جھگڑا کرنے والا قرار دیا ہے۔ اس انکار کو سائنسی ہٹ دھرمی اور بے علمی کی ضد کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

ع ۳ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۳

۱۲ تسخیر کائنات اور ظاہری وباطنی نعمتیں بیان کی گئی۔ مشرکین کی اندھی تقلید اور اس کے مقابلہ میں مخلصین کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی لامحدود وضاحت وکمالات کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ اللہ کی صفات کے ذکر کا مقصد:

یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لئے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو "بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ" سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل وہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اُسی خدا کے واسطے یہ شئون و صفات ثابت ہوں پھر جس کے لئے یہ شئون وصفات ثابت ہوں گی وہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۳۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

جو کام آئے اپنے باپ کے کچھ! ول بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے تو تم کو دھوکا نہ دے

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

دنیا کی زندگی! اور تم کو فریب نہ دے اللہ کے بارے میں وہ دغا باز۔ بیشک اللہ ہی ہے

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي

جس کو قیامت کا علم ہے اور وہی اتارتا ہے بارش کو اور جانتا ہے

الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ

جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا کرے گا کل کو

نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ ع

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ سب جاننے والا باخبر ہے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الۗمّۗ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اس کتاب کا اتارنا اس میں کچھ شک نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے!

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا یہ کہتے ہیں کہ (محمد) اس کو باندھ لایا ہے! ایسا نہیں ہے بلکہ وہ برحق ہے تیرے

ول فائدہ: یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس آیت میں باپ، بیٹے کو نفع نہ پہنچا سکے گا یہاں تو جملہ فعلیہ کی صورت میں لَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ کے الفاظ سے ذکر فرمایا اور دوسری جانب میں دو تغیر کئے گئے، ایک یہ کہ اس کو جملہ اسمیہ کی صورت میں بیان فرمایا، دوسرے اس میں وَلَد کے بجائے لفظ مَوْلُوْد اختیار فرمایا، حکمت اس میں یہ ہے کہ جملہ اسمیہ بہ نسبت فعلیہ کے زیادہ مؤکد ہوتا ہے، اس تغیر جملہ میں اس فرق کی طرف اشارہ کر دیا جو باپ اور اولاد میں ہے کہ باپ کی محبت اولاد کے ساتھ اشد ہے، اس کے برعکس اولاد کی محبت کا یہ درجہ دنیا میں بھی نہیں ہوتا محشر میں نفع رسانی کی نفی تو دونوں سے کردی گئی، مگر اولاد کی عدم نفع رسانی کو مؤکد کر کے بیان فرمایا، اور لفظ وَلَد کے بجائے مَوْلُوْد اختیار کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مولود صرف اولاد کو کہا جاتا ہے اور لفظ وَلَد عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی شامل ہے، اس میں دوسرے رُخ سے اسی مضمون کی تائید اس طرح ہوگئی کہ خود صلبی بیٹا بھی باپ کے کام نہ آئے گا، تو پوتے پڑپوتے کا حال معلوم ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۴

بحری جہاز اور سمندر کی موجوں میں مشرکین بھی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور انسان کو فکر آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پانچ چیزوں کی نشاندہی کی گئی جن کا یقینی علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

ع ۴ / ۱۳

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾

پروردگار کی طرف سے تا کہ تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے تا کہ وہ راہ پر آجاویں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ

ان کے درمیان ہے (سب کو) چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر! نہ کوئی تمہارا اس کے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

سوا حمایتی ہے اور نہ کوئی سفارشی تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے!

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ

وہ انتظام کرتا ہے کام کا آسمان سے زمین تک پھر وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے اس حساب سے کہ جو تم شمار کرتے ہو! ف۱

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾ الَّذِيْٓ

یہی ہے غائب اور حاضر کا جاننے والا زبردست مہربان جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

خوب ہی بنائی جو چیز بھی بنائی! اور شروع کی انسان کی پیدائش

طِيْنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾

مٹی سے پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے! پھر اس کو

ف۱ یعنی قیامت میں تمام امور اور طاعات وگناہ سب اس کے حضور میں پیش ہوں گے اور یہاں قیامت کے دن کی مقدار ایک ہزار برس بیان ہوئی ہے اور دوسری آیت میں خمسین الف سنۃ یعنی پچاس ہزار سال کی مقدار آئی ہے سو دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ بعضوں کو سختی اور پریشانی کی وجہ سے وہ دن بہت زیادہ بڑا معلوم ہوگا ان کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کہا گیا ہے کہ وہ ایسا ہی سمجھیں گے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا:

بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو خزانے والا اپنے خزانے کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کا خزانہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کی چٹانیں بنائی جائیں گی اور چٹانوں سے اس شخص کے دونوں پہلوؤں اور پیشانی پر داغ لگائے جائیں گے (اور ایسا) اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اللہ اپنے بندوں کا فیصلہ اس دن کرے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی مدت کے برابر ہوگی۔

بعض لوگوں کے لئے وہ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا اور بعض کے لئے ایک ہزار برس کا اور بعض لوگوں کے لئے دنیا کے اس دن سے بھی کم مدت محسوس ہوگی۔ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے مرفوعاً اور موقوفاً بیان کیا ہے کہ مومنوں کے لئے قیامت کے دن کا طول اتنا ہوگا جتنی مدت ظہر وعصر کے درمیان ہوتی ہے۔

خاصیت : آیت ۶ تا ۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

درست کیا اور اس میں پھونکی اپنی روح اور پیدا کر دیئے تمہارے لئے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

اور آنکھیں اور دل! تم بہت کم شکر کرتے ہو اور وہ کہتے ہیں کہ جب

ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ

ہم رل جائیں گے زمین میں تو کیا ہم نئی پیدائش میں آئیں گے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ

اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں۔ کہہ دے کہ تمہاری روح قبض کرے گا ملک الموت

الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرٰٓى

جو تم پر تعینات ہے پھر اپنے پروردگار کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۱ اور اگر تو دیکھے

اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

جب گنہگار اپنے سر جھکائے کھڑے ہوں اپنے پروردگار کے پاس (اور عرض کر رہے ہوں) کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَوْ شِئْنَا

اور سن لیا تو اب ہم کو پھر بھیج کہ ہم نیک عمل کریں! بیشک ہم کو یقین آیا

لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ

اور اگر ہم چاہتے تو عطا کر دیتے ہر شخص کو

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۳ فَذُوْقُوْا

اس کی ہدایت لیکن ٹھیک پڑا قول میری طرف سے کہ میں ضرور بھروں گا دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے

۱ موت کے قاصد:

بغوی نے لکھا ہے کہ عکرمہؓ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام درد، دکھ موت کے قاصد ہیں۔ جب وقت مقرر آ جاتا ہے تو موت کا فرشتہ آ پہنچتا ہے اور کہتا ہے اے بندے کتنی ہی خبروں کے بعد خبریں آتی رہیں، قاصدوں کے بعد قاصد اور پیاموں کے بعد پیام بھی آتے رہے۔ اب میں آخری خبر ہوں میرے بعد (تیرے پاس) کوئی خبر نہیں آئے گی میں (آخری) قاصد ہوں میرے بعد کوئی قاصد نہیں آئے گا۔ اب چار و ناچار حکم رب پر تجھے لبیک کہنا ہے۔ جب موت کا فرشتہ روح قبض کر لیتا ہے اور (اقرباء اعزہ) اس پر چیختے پیٹتے ہیں تو موت کا فرشتہ کہتا ہے تم کس پر چیختے ہو، کس پر رو رہے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس کی مدت حیات میں کوئی کمی نہیں کی، نہ میں نے اس کا رزق کھایا، بلکہ اس کے رب نے اس کو بلا لیا ہے رونے والا اپنے اوپر روئے خدا کی قسم میرے بار بار لوٹ کر پھیرے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ میں تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

خلاصہ رکوع ۱ (ع ۱۱/۱۴)

قرآن کریم کی صفات اور اس کے بارہ میں کفار کی بے ہودہ باتوں کا تجزیہ کیا گیا۔ احکام الہیہ کی تنقید اور نظام کائنات کی ترتیب ذکر فرمائی گئی۔ اللہ کا کمال علم وقدرت کو ذکر کر کے شکر کی تعلیم دی گئی۔ کفار کے شبہات کا ازالہ فرمایا گیا۔

وَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا

پس اب تم مزہ چکھو جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کا ملنا۔ بیشک ہم نے تم کو بھلا دیا اور تم چکھو

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

ہمیشہ کا عذاب اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے بس ہماری آیتوں پر

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ

تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے (تو) سجدے

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

میں گر پڑتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا

وہ تکبر نہیں کرتے! ف۱ الگ رہتے ہیں ان کے پہلو بستروں سے!

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ

پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو ڈر اور اُمیدواری سے اور ہمارے دیئے

قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ اَفَمَنْ كَانَ

ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں! تو کوئی شخص بھی نہیں جانتا جو ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہے

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ

آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے ف۲ کیا جو شخص مومن ہو وہ اس کی برابر ہے جو فاسق ہو؟

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًا

برابر نہیں ہوتے تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے پس ان کے لئے رہنے کے باغ ہیں

ف۱ جنت میں لے جانے والا عمل
امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ اور حاکم نے حضرت معاذؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور رکھے، فرمایا تو نے بڑی بات دریافت کی اور اللہ جس کو توفیق دے اس کے لئے دشوار بھی نہیں ہے۔ تو اللہ (ہی) کی عبادت کر اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دے۔ نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ، اور کعبہ کا حج کر، پھر فرمایا کیا میں تجھے خیر کے دروازے نہ بتادوں (سن) روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے اور دوزخ سے بچانے والا۔ مترجم) خیرات گناہوں کو اس طرح بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو۔ اور وسط رات میں نماز پڑھنی بھی خیر کا دروازہ ہے) اس کے بعد حضور ﷺ نے آیت تتجافیٰ جنوبھم .. یعملون تک تلاوت فرمائی۔

ف۲ اَن دیکھی وَاَن سنی نعمتیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے اُس کا ذکر سنا نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو فلا تعلم نفس الخ (متفق علیہ) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، یہ وہ (نعمت) ہے جس کی کوئی تشریح نہیں (بیان کی گئی)۔ (تفسیر مظہری)

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ

بطریق مہمانی کے اور جو لوگ نافرمان ہیں تو ان کا ٹھکانا

النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

آگ ہے! جب جب چاہیں گے کہ اس سے نکل پڑیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے

وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو عذاب آگ کا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ

اور ضرور ہم اس کو چکھائیں گے عذاب نزدیک (یعنی دنیا میں) اس بڑے

الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

عذاب سے ورے تاکہ وہ رجوع کریں اور اس سے زیادہ ظالم کون کہ جس کو نصیحت کی گئی

رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

اس کے پروردگار کی آیتوں سے پھر وہ ان سے منہ موڑ گیا! ف۱ بیشک ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ

اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب! پس تو شک میں نہ رہ اس کے ملنے سے

لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ ج وَجَعَلْنَا

ف۲ اور ہم نے اس کو بنایا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے

مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور ہم نے بنائے ان میں سے پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم سے جبکہ انھوں نے

ف۱ تین گناہوں کی نقد سزا: روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ملتی ہے، ایک حق کے خلاف جھنڈوں اور نعروں کے ساتھ اعلاناً کوشش کرنا، دوسرے والدین کی نافرمانی، تیسرے ظالم کی امداد۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ شب معراج کے نظارے: شیخین نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میں نے موسیٰؑ کو دیکھا گندمی رنگ دراز قامت گھونگریالے بال ایسا معلوم ہوتا تھا کہ (قبیلۂ ازد) شنوأۃ کے ایک مرد ہیں۔ میں نے عیسیٰؑ کو بھی متوسط القامت سرخی سفیدی مائل رنگ اور سیدھے بالوں والا پایا، میں نے منجملہ دوسری آیات قدرت کے جو اللہ نے مجھے دکھائیں، دوزخ کے داروغہ مالک کو اور دجال کو بھی دیکھا فلا تکن فی مریۃ من لقائہ (یہ آیت حضور ﷺ نے بیان مذکور کے بعد تلاوت فرمائی)۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۱۱/۲ ۱۵

اہل ایمان کی عبادت اور دلی حالت کو ذکر فرمایا گیا اور ان کے اجر و ثواب کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کی حالت اور اخروی عذاب کو ذکر کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں کا یقین لاتے تھے! تیرا پروردگار وہی فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے! کیا ان کو اس سے ہدایت نہ ہوئی

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

کہ کس قدر ہم نے ہلاک کر ماریں ان سے پہلے امتیں! یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں

مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾ اَوَلَمْ

ان کے گھروں میں! بیشک اس میں بہتیری نشانیاں ہیں! تو کیا وہ سنتے نہیں کیا انھوں نے

يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ

دیکھا نہیں کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو چٹیل زمین کی جانب پھر اس سے نکالتے ہیں

زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾

کھیتی کو کہ اس میں سے کھاتے ہیں ان کے چوپائے اور وہ خود!

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ

تو کیا وہ دیکھتے نہیں اور کہتے کہ کب ہوگی یہ فتح؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

کہ فتح کے دن کام نہ آئے گا کافروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ

يُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع

ان کو مہلت دی جائے گی! پس تو ان سے منہ پھیر لے اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں۔ ف۱

ف۱ شب قدر کی عبادت کا ثواب:
حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے الٓمٓ تنزیل اور تبارک الذی پڑھی اس کو اتنا ثواب ملا کہ گویا شب قدر میں اس نے رات بھر عبادت کی۔ رواہ الثعلبی وابن مردویہ۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بھی حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ سیوطی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ (تفسیر مظہری)

گنہگار کی بخشش:
حضرت خالد بن معدان کا بیان ہے کہ الم تنزیل کے متعلق مجھے یہ خبر پہنچی ہے اور یہی اطلاع تبرک الذی بیدہ الملک کے متعلق بھی ملی ہے کہ ایک شخص یہی دونوں سورتیں پڑھتا تھا اور کچھ نہیں پڑھتا تھا اور تھا بڑا گنہگار (مرنے کے بعد) انہی سورتوں نے (اس کو اپنے سایہ میں لے لیا) اس پر اپنے پر پھیلا دیئے اور دعا کی اے رب اس کو بخشش دے یہ مجھے بہت پڑھا کرتا تھا اللہ نے ان سورتوں کی شفاعت قبول فرمائی (اور اس کو بخشدیا) اور فرمایا ہر بدی کے عوض) اس شخص کے لئے نیکی لکھ دو اور اس کے درجہ کو اونچا کردو۔

سورہ سجدہ
اگر خواب میں دیکھے کہ سورۃ سجدہ پڑھتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ سجدہ کرتا ہوا دنیا سے رحلت کرے گا اور حق تعالیٰ کو بہت سجدے کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۳
موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور بنجر زمین میں خدائی قدرت کے مناظر ذکر فرمائے گئے۔ فریضہ تبلیغ کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و تشفی فرمائی گئی۔

ع ۳ / ۹ / ۱۶

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے پیغمبر ڈر اللہ سے اور نہ کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا!

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ

بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اسی پر چل جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف

مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ

تیرے پروردگار کی طرف سے! بیشک اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے اور بھروسہ رکھ

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

اللہ پر! اور اللہ کارساز کافی ہے۔ ۱ اللہ نے نہیں پیدا کئے کسی شخص کے لئے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں بنایا تمہاری بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر بیٹھتے ہو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ

واقعی تمہاری ماں اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے

اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ

بیٹے! یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی! اور اللہ حق بات فرماتا ہے

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

اور وہی راستہ دکھاتا ہے! اُن لے پالکوں کو پکارا کرو ان کے باپ کی طرف منسوب کر کے!

۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تھا جن کو حضرت زید بن حارثہ نے طلاق دی تھی اور ان زید بن حارثہ کو حضور نے کسی وقت اپنا متبنّیٰ (بیٹا) بنالیا تھا اس لئے زمانہ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد بھی آیت ادعوھم لأباءھم کے نازل ہونے تک یہ زید بن محمد کہلاتے تھے پھر جب اس آیت میں متبنّیٰ بنانے کی ممانعت نازل ہوئی تو زید بن حارثہ پکارے جانے لگے غرض جب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو مخالفین نے طعن کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا آگے اس طعن کا اجمالی جواب دینا مقصود ہے اور تفصیلاً یہ مضمون نصف سورۃ پر آئے گا اور جواب کی تاکید کے لئے دو مضمون اور بیان فرما دیئے کہ ان دونوں مضمونوں میں بھی مسئلہ متبنّیٰ کی طرح جاہلیت کے غلط خیالات کی اصلاح کرنا منظور ہے حاصل یہ کہ متبنّیٰ کو بیٹا سمجھنا اور اس وجہ سے اس کی مطلقہ بی بی سے نکاح کرنے پر کسی کو طعن کرنا ایسا ہی غلط خیال ہے جیسا کہ بی بی کو زبان سے ماں کہہ دینے پر اس کو ماں کی طرح سمجھ لینا اور اس وجہ سے اس کو نکاح سے باہر سمجھنا یا کسی شخص کو زیادہ ہوشیار ہونے کی وجہ سے یہ سمجھنا کہ اس کے دو دل ہیں تو جس طرح یہ دونوں خیال غلط ہیں ایسے ہی یہ بھی غلط ہے کہ متبنّیٰ کی بی بی سے نکاح کرنا طعن کی بات ہے۔

خاصیت: آیت ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ

یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک! پھر اگر تم کو نہ معلوم ہوں ان کے باپ تو تمہارے دینی بھائی

وَمَوَالِیْكُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ

اور تمہارے آزاد کئے ہوئے غلام ہیں! اور تم پر کچھ گناہ نہیں جس میں تم خطا کر جاؤ!

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۵

ولیکن جس کا تم دل سے ارادہ کرو (تو یہ گناہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ

نبی زیادہ حق رکھتا ہے مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی اور نبی کی بیبیاں

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ

مسلمانوں کی مائیں ہیں! ۱؎ اور رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔

فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ

اللہ کی کتاب میں تمام مسلمانوں اور ہجرت کرنے والوں سے! مگر یہ

اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ

کہ کرنا چاہو اپنے دوستوں کے ساتھ احسان! یہ کتاب (یعنی لوح محفوظ)

مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

میں لکھا ہوا ہے۔ اور (یاد کر) جب ہم نے لیا پیغمبروں سے ان کا

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ص

عہد اور (خاص کر) تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے!

۱؎ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ تعلق ان کی جان سے بھی زیادہ ہے تو آپ معنیً سب مسلمانوں کے باپ ہیں اس تعلق کی فرع یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات باعتبار تعظیم کے ان کی ماں ہیں اور اسی طرح ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے اور ان کی بیبیاں ماں ہیں اور چونکہ ازواج مطہرات کا ماں ہونا تعظیم کے اعتبار سے ہے تو جن احکام کا تعلق تعظیم سے نہ ہوگا ان میں ماں ہونے کا اثر ظاہر نہ ہوگا مثلاً پردہ نہ کرنا اور ان کو دیکھنا یا تنہائی میں ان کے پاس بیٹھنا وغیرہ کہ ان امور کو تعظیم سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ازواج مطہرات سے مسلمانوں کو پردہ کرنا واجب اور ان کو دیکھنا اور تنہائی میں ان کے پاس بیٹھنا بدستور حرام رہا البتہ حضور کے بعد ان سے نکاح کرنا حرام کیا گیا کیونکہ تعظیم کی یہ بھی ایک فرع ہے لیکن تمام انبیاء کی بیویوں سے امتیوں کا نکاح حرام ہونا ثابت نہیں بلکہ روح میں مواہب سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے آگے بتلاتے ہیں کہ چونکہ حضورؐ کا اپنی امت کے لئے باپ ہونا حقیقت نہیں ہے بلکہ معنیً ہے اس لئے یہ لازم نہ سمجھا جائے کہ تمام مسلمان آپس میں حقیقی بھائی ہو جائیں کہ ان میں ہر شخص دوسرے کا وارث ہو سکے بلکہ وراثت کا مدار صرف رشتہ داری پر ہے۔

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝٧ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ

اور ہم نے ان سے لیا پکا عہد تاکہ اللہ پوچھے سچوں سے ان کا سچ

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝٨ يٰٓاَيُّهَا

اور تیار کیا ہے کافروں کے لئے دردناک عذاب ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ

یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب تم پر آچڑھے

جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ

لشکر تو ہم نے بھیجی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں!

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝٩ ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ

اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے جب وہ تم پر آچڑھے

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

تمہارے اوپر کی جانب سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے اور جب پھر گئیں آنکھیں ف۱ اور پہنچ گئے

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝١٠ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

دل گلوں تک اور تم گمان کرتے تھے اللہ کی طرف طرح طرح کے گمان اس جگہ آزمائش کی گئی

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝١١ وَاِذْ يَقُوْلُ

مسلمانوں کی اور جھڑ جھڑائے گئے خوب زور سے! اور جب کہتے تھے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

منافقین اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں مرض تھا کہ جو کچھ ہم سے وعدہ کیا تھا

خلاصہ رکوع ۱

کفار ومنافقین کیلئے لچک نہ کرنے کی ضرورت اور جاہلیت کی ایک رسم کی تردید فرمائی گئی۔ مومنین وازواج مطہرات کا مقام اور انبیاء علیہم السلام کے میثاق کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۸ ۱۷

ف۱ غزوہ خندق کا موسم اور فرشتوں کا رعب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے میرے ماموں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق والی رات سخت جاڑے اور تیز ہوا میں مدینہ شریف بھیجا کہ کھانا اور لحاف لے آؤں۔ میں نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے جو صحابی تمہیں ملیں انہیں کہنا کہ میرے پاس چلے آئیں۔ اب میں چلا۔ ہوائیں زنائے کی شائیں شائیں چل رہی تھیں۔ مجھے جو مسلمان ملا میں نے اُسے حضور ﷺ کا پیغام پہنچا دیا اور جس نے سُنا اُلٹے پاؤں فوراً حضور ﷺ کی طرف چل دیا یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ ہوا میری ڈھال کو دھکے دے رہی تھی اور وہ مجھے لگ رہی تھی یہاں تک کہ اس کا لوہا میرے پاؤں پر گر پڑا جسے میں نے نیچے پھینک دیا۔ اس ہوا کے ساتھ ہی ساتھ خدا تعالیٰ نے فرشتے بھی نازل فرمائے تھے جنہوں نے مشرکین کے دل اور سینے خوف اور رُعب سے بھر دیئے۔ یہاں تک کہ جتنے سرداران لشکر تھے اپنے ماتحت سپاہیوں کو اپنے پاس بُلا بُلا کر کہنے لگے نجات کی صورت تلاش کرو، بچاؤ کا انتظام کرو۔ یہ تھا فرشتوں کا ڈالا ہوا ڈر اور رُعب اور یہی وہ لشکر ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اس لشکر کو تم نے نہیں دیکھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۷، ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ

اللہ اور اس کے رسول نے وہ تو سب دھوکہ تھا! ف۱ اور جب کہنے لگا ان میں سے ایک گروہ کہ

يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ

اے یثرب کے لوگو! تم کو ٹھہرنے کی جگہ نہیں پس لوٹ چلو! اور اجازت

فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا

مانگنے لگے ان میں سے کچھ لوگ پیغمبر سے! لگے کہنے کہ ہمارے گھر خالی ہیں!

هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

حالانکہ وہ خالی نہیں! ان کا ارادہ تو صرف بھاگنے ہی کا ہے

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

اور اگر یہ (لشکر) ان پر آگھسیں مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے طلب کی جائے

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا

خانہ جنگی تو ضرور اس کو دے دیں گے اور اس میں توقف نہ کریں مگر تھوڑا سا!

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اور وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے پہلے سے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے! اور اللہ کے عہد کی

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

پوچھ ہونی ہے کہہ دے کہ ہر گز تم کو فائدہ نہ دے گا بھاگنا اگر تم بھاگو گے

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ

موت یا قتل سے اور اس وقت نہ فائدہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا

ف۱ مستند روایات میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ جس جگہ خندق کھود رہے تھے وہاں ایک سخت چٹان بیچ میں آگئی جو کسی طرح ٹوٹ نہیں رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ بہ نفس نفیس وہاں تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک میں کدال لے کر یہ آیت پڑھی وتمت کلمت ربک صدقا اور کدال سے چٹان پر ضرب لگائی تو ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی اور اس میں سے ایک روشنی نمودار ہوئی جس میں آپ کو یمن اور کسریٰ کے محلات دکھائے گئے پھر دوسری ضرب لگاتے وقت آپ نے اسی آیت کو پورا پڑھا وتمت کلمت ربک صدقا و عدلا اس پر چٹان کا ایک اور حصہ ٹوٹا اور دوبارہ روشنی ظاہر ہوئی جس میں آپ نے روم کے محلات دیکھے پھر تیسری ضرب پر چٹان پوری ٹوٹ گئی اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ مجھے یمن، ایران اور روم کے محلات دکھا کر یہ بشارت دی گئی ہے کہ یہ سارے ملک میری امت کے ہاتھوں فتح ہوں گے منافقین نے یہ سنا تو کہا کہ حالت تو یہ ہے کہ خود اپنے شہر کا بچاؤ کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے اور خواب یہ دیکھے جارہے ہیں کہ ایران اور روم ہمارے ہاتھوں فتح ہوں گے مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں منافقین کی اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

منزل ۵ ع ۱۰

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا

کہہ دے کون ہے جو تم کو بچا لے گا اللہ سے اگر وہ چاہے تمہارے حق میں برائی

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ

یا ارادہ کرے تم پر مہربانی کا اور وہ نہ پائیں گے اپنے لئے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ

اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ مددگار اللہ ان کو جانتا ہے

اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ

جو تم میں سے روکنے والے ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے کہ چلے آؤ

هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً

ہمارے پاس اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی! ف۱ بخل کرتے ہیں

عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ

تم پر! ف۲ پھر جب آتا ہے ڈر (کا موقع) تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تکتے ہیں

اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ

تیری طرف! گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسے کسی پر طاری ہو

الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

موت کی بے ہوشی پھر جب جاتا رہے خوف تو تم پر زبان درازی کرتے ہیں

اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ

تیز زبانوں سے بخل کرتے ہوئے مال پر! یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے پس اکارت کر ڈالے ف۳

ف۱ یہ ایک منافق کی طرف اشارہ ہے جو اپنے گھر میں کھانے پینے میں مشغول تھا، اور اس کا مخلص مسلمان بھائی جو جنگ میں جانے کیلئے تیار تھا، اسے کہہ رہا تھا کہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کیوں جا رہے ہو؟ یہاں میرے پاس آؤ، اور اطمینان سے میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو (ابن جریر طبری) (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی اگر نام کرنے کو کچھ دیر کے لئے لڑائی میں حصہ لینے آتے بھی ہیں تو اس لالچ میں آتے ہیں کہ اگر لڑائی میں مسلمانوں کو مال غنیمت ملا تو وہ بھی اپنا لگائیں (توضیح القرآن)

ف۳ منافقوں کے عمل بے جان ہیں:

یعنی جب اللہ و رسول پر ایمان نہیں تو کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات بھاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے لیکن اس لئے بھاری نہیں رہتی کہ خود عمل ہی کے اندر ایسی خرابی چھپی ہوتی ہے جو کسی طرح اُس کو درست نہیں ہونے دیتی۔ جیسے بے ایمان کا عمل کہ ایمان شرط اور روح ہے ہر عمل کی، بدون اُس کے عمل مُردہ ہے پھر قبول کس طرح ہو۔ کافر کتنی ہی محنت کرے سب اکارت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ

اللہ نے ان کے اعمال اور یہ اللہ پر آسان ہے خیال کرتے ہیں

الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ

کہ (کافروں کے) لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر آموجود ہوں

يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ

فوجیں تو آرزو کریں کہ کاش صحرا نشیں ہوتے گاؤں میں! پوچھا کرتے

عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

تمہاری خبریں اور اگر وہ تم میں ہوتے تو نہ لڑتے مگر تھوڑا سا!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ

تمہارے لئے موجود ہے اللہ کے پیغمبر میں نیک پیروی اس شخص کے لئے

كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

جو امید رکھتا ہے اللہ اور روز آخرت کی اور یاد الٰہی کرتا ہے کثرت سے! ف

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا

اور جب دیکھا مسلمانوں نے لشکروں کو تو بول اٹھے کہ یہ وہی ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ

اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے!

اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا

اور اس واقعہ نے ان کا ایمان اور فرمانبرداری ہی بڑھائی مسلمانوں میں کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے

ف حضور ﷺ کی سیرت کمل نمونہ ہے

اُسوة بمعنی قدوہ یعنی وہ طریقہ جس کی اقتدا کی جائے اس جگہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں تمہارے لئے خصائل حمیدہ موجود ہیں جو تمہارے لئے واجب العمل ہیں مثلاً لڑائی میں ثابت قدم رہنا اور شدائد کو برداشت کرنا۔ یا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے مقتدا ہیں تمہارے لئے ان کی اقتداء ہی مناسب ہے بعض نے کہا اُسوۃ بروزن فُعْلَة ایتساء (باب افتعال) سے مشتق ہے جیسے قدوۃ اقتداء سے بنا

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۲ / ۱۸ غزوہ احزاب میں مسلمانوں کی غیبی مدد کو ذکر فرمایا گیا اور منافقین کے مشوروں اور بہانوں کا پردہ چاک کیا گیا اور ان کی بزدلی کو بیان کیا گیا۔

ہے یہ اسم ہے جو مصدر کا قائم مقام ہے یعنی تم لوگوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اچھی ہمدردی (لازم) ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے دین کی مدد کی تم بھی ویسی ہی دین کی مدد کرتے رہو۔ ان کا دانت جنگ میں ٹوٹا چہرہ زخمی ہوا ان کے چچا شہید ہوئے ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے ہر دکھ پر صبر کیا اور تمہاری ہمدردی کی لہٰذا تم بھی ان کی طرح مصائب و شدائد پر صبر رکھو اور ان سے ہمدردی کرو اور ان کے طریقہ پر چلو۔ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہے۔ دکھ میں بھی اور سکھ میں بھی کثرت ذکر دوام طاعت کا سبب ہے اسی لئے رجاء کے ساتھ کثرت ذکر کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو امید بھی رکھتا ہو اور اللہ کا ہمیشہ اطاعت گزار بھی ہو۔ حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ حضرت عمر نے حجر اسود پر سر جھکا کر فرمایا میں بلاشبہ جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن اگر میں نے اپنے پیارے ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے اور چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا نہ بوسہ دیتا۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوة حسنة.

مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

اس عہد کو سچ کر دکھایا جو اللہ سے کیا تھا! تو ان میں کوئی ایسا ہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ لِّیَجْزِیَ

جو پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی منتظر ہے! ف۱ اور انھوں نے رد و بدل نہیں کیا ذرا سا بھی

اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ

تا کہ اللہ جزا دے سچوں کو ان کے سچ کی اور سزا دے منافقوں کو

اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

اگر چاہے یا ان کو توبہ کی توفیق دے ف۲ بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمًا ﴿۲۴﴾ ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا

مہربان ہے اور اللہ نے لوٹا دیا ان کافروں کو اپنے غصے میں بھرے ہوئے!

خَیْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

کچھ بھی بھلائی ہاتھ نہ لگی! ف۳ اور کافی ہوگیا اللہ مومنین کی طرف سے لڑائی کے بارے میں اور اللہ

قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾ ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

زبردست غالب ہے اور نیچے اتار لایا ان لوگوں کو جو ان فوجوں کے مددگار ہوئے تھے اہل

الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ

کتاب میں سے ان کی گڑھیوں سے اور ڈال دیا ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ ۚ وَاَوْرَثَكُمْ

خوف! بہتیروں کو قتل کرنے لگے اور قید کرنے لگے

ف۱ نذر سے مراد عہد ہی ہے جس کا پورا کرنا مثل نذر کے واجب ہے مطلب یہ کہ وہ عہد پورا کر چکے اور شہید ہوگئے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس احد میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت مصعب بھی اور ابھی شہید نہیں ہوئے یعنی اپنے ارادہ پر بدستور قائم ہیں پس تمام جماعت کی اول دو قسمیں ہوئیں ایک منافق دوسرے مومنین پھر مومنین میں دو قسمیں ہوئیں ایک عہد کرنے والے دوسرے عہد نہ کرنے والے (اور ثابت قدم دونوں رہے) پھر عہد کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں ایک شہید دوسرے شہادت کے منتظر پس ان آیتوں میں کل چار قسمیں مذکور ہیں۔

ف۲ کیونکہ ایسے حوادث میں مخلص اور بناوٹ کرنے والے میں امتیاز ہو جاتا ہے اور کبھی ملامت سے متاثر ہو کر بناوٹ کرنے والے بھی مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے اسی حالت میں رہتے ہیں

ف۳ کفار کی ذلت و ناکامی:
یعنی کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا۔ نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا۔ ہاں عمرو بن عبدوُد جیسا اُن کا نامور سوار جسے لوگ ایک ہزار سواروں کے برابر گنتے تھے اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ سے کھیت رہا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر اُس کی لاش ہمیں دے دی جائے۔ آپ نے فرمایا وہ تم لے جاؤ، ہم مُردوں کا ثمن کھانے والے نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ

ایک فریق کو! اور تم کو وارث بنا دیا ان کی زمین اور ان کے مال کا اور ایک ایسی زمین کا جس میں

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ

تم نے قدم تک نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اے پیغمبر کہہ دے

لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا

اپنی بیبیوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش تو آؤ کہ

فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ

میں تم کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور تم کو رخصت کر دوں خوش اسلوبی سے اور اگر

كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ

تم خواہاں ہو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے

اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ

تم میں سے نیکو کاروں کے لئے بڑا اجر! ول اے پیغمبر کی بیبیو!

یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا

جو کوئی تم میں سے مرتکب ہو گی صریح بدکاری کی تو اس کو دُہرا

الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾

عذاب دیا جائے گا دو چند! اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

خلاصہ رکوع ۳

سیرت طیبہ کا نمونہ بنانے اور مخلص مسلمانوں کی شان ذکر فرمائی گئی۔ کفار کی ذلت و ناکامی اور قبائل یہود کی عہد شکنی اور اس کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

ع ۱ / ۱۹

ول یعنی جو تم میں سے حضور کو اختیار کرے گی اس کے لئے خاص ثواب کا وعدہ ہے جو دوسری نیک بیبیوں کے ثواب سے بڑھا ہوا ہے اور جس سے وہ عورت محروم رہے گی جو حضور کی زوجیت کو اختیار نہ کرے بلکہ دنیوی سامان کو اختیار کرے اگرچہ ایمان اور اعمال صالحہ کا ثواب اس صورت میں بھی حاصل ہوگا جیسا کہ دوسری آیات کے عام الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنی بیبیوں کو پڑھ کر سنا دی آپ کی جو نو بیبیاں مشہور ہیں ۔ا۔حضرت عائشہؓ ۲۔ حفصہؓ ۳۔ام حبیبہؓ ۴۔ام سلمہؓ ۵۔سودہؓ (یہ پانچوں تو قریش میں سے ہیں) اور ۶۔صفیہؓ ۷۔خیبریہؓ ۸۔میمونہ ہلالیہؓ ۹۔ زینبؓ اسدیہ جویریہؓ مصطلقیہ رضی اللہ عنہن ۔ان سب نے آپ کی زوجیت میں رہنا قبول کیا اور دنیا کی طرف التفات نہیں کیا اور بعض روایات میں ہے کہ ایک عورت عامریہ حمریہ نے اس اختیار کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہا یہاں تک وہ مضمون تھا جس کا خطاب حضور کی طرف سے بیبیوں کو ہوگا آگے خود حق تعالیٰ ان کو خطاب کر کے وہ احکام بیان فرماتے ہیں جن کا اہتمام کرنا حضور کے نکاح میں رہنے کے بعد ان پر ضروری ہوگا۔

اکیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۃ روم.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۴-۵ ہر مشکل کی آسانی کے لئے مجرب عمل

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ

ہر جائز مراد کیلئے اور ہر مشکل کی آسانی کے لئے ان آیتوں کو ایک سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔

اس سورۃ کی آیت وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کو روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھنے والا لوگوں نظروں میں بڑی عزت پائے گا۔ کبھی کسی کام میں وقت یا تنگدستی نہ ہوگی۔

خاصیت آیت ۶.. برائے حب زوجین

وَعْدَاللّٰهِ. لَايُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کے لئے اس آیت شریفہ کو سات سو دفعہ سات دن تک پھر جو مقصود ہو اس کو پانی یا کسی اور چیز پر دم کر کے کھلانا پلانا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۱.... میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا نسخہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

اگر آپ کو اپنی بیوی سے اختلاف ہے، آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ننانوے دفعہ کسی مٹھائی پر تین دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں۔

خاصیت آیت ۲۷...عزت وآبرو برقرار رکھنے کا مجرب نسخہ

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ. وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

جو شخص چاہے کہ میری عزت وآبرو برقرار رہے وہ اس آیت کو روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ خلقت کی نظر میں بڑی عزت پائے گا کبھی کسی کام میں تنگ دستی اور مشکل نہ ہوگی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۰.... مرتے دم تک صحیح سلامت رہنے کانسخہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ

جوشخص چاہے کہ مرتے دم تک اس کے تمام اعضاء درست رہیں اور وہ تندرست رہے تو یہ آیت روزانہ تین مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

خاصیت آیت ۴۶... بارش کیلئے مفید نسخہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اگر کسی جگہ بارش نہ ہوتی ہو سفید کاغذ پر اس آیت مبارک کو لکھ کر کسی درخت میں لٹکانا یا جنگلی کبوتر کے گلے میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ لقمان.... فضائل وخواص

اس کو لکھ کر پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں' بخار تجاری اور چوتھیہ جاتا رہتا ہے اور اس کو پڑھنے سے غرق سے مامون رہے۔

خاصیت آیت ۱۲.... حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ''اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر''۔

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا: راست بازی امانت داری اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کرنے سے۔

انکی حکمت کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے دو بہترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے ایک مدت کے بعد پھر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، وہ پھر وہی زبان اور دل لے کر آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہترین ہیں، اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت آیت ۲۰.... فائدہ جدیدہ

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

جن لوگوں کی سائنسی واقفیت اور علم سے مدد لے کر یہ سب معلومات آپ تک پہنچ رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان تمام ''ظاہری اور باطنی'' نشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ رب العالمین کے وجود کے منکر ہیں اس آیت نے ان کو ''بے علم'' اور بے دلیل جھگڑا کرنے والا قرار دیا ہے۔ اس انکار کو سائنسی ہٹ دھرمی اور بے علمی کی ضد کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

خاصیت آیت ۲۶...رزق کی فراخی کیلئے عمل

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

رزق کی فراخی کے لئے سات دفعہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اس آیت کو ہمیشہ پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸...مرگی کے مرض کا علاج

مَاخَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ

مرگی کے مریض کو اس آیت مبارک کو لکھ کر پلانا یا بطور تعویذ گلے میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۱ برائے حفاظت بحری سفر

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

طوفان دریا کے واسطے سات پرچوں پر لکھ کر دریا میں جانب مشرق میں یکے بعد دیگرے ایک ایک ڈال دیا جائے۔(اعمال قرآنی)

سورۃ سجدہ....فضائل وخواص

خاصیت آیت ٦...قرار حمل کیلئے عمل

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ

جس عورت کے حمل قرار نہ پاتا ہو اسے اکتالیس روز تک مشک وزعفران سے چینی کی طشتریوں پر لکھ کر ایک طشتری صبح وشام بلاناغہ پلانا نہایت مفید اور مجرب نسخہ ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۲...ظالم کے جھوٹے مقدمہ کو دفع کرنے کا نسخہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

اگر کسی بدمعاش نے کسی نیک آدمی پر مقدمہ کیا ہو کسی جھوٹے نے کسی سچے کو گرفتار کرایا ہو تو اس مقدمہ کے درمیان اس آیت مبارک کا سات کوری ٹھیکریوں پر لکھ کر پرانے کنویں میں ڈالنا جس میں پانی موجود ہو نہایت مفید ہے۔

سات روز تک برابر اس عمل کو کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد مصیبت رفع ہوگی اور ظالم برباد ہوگا۔(طب روحانی)

سورۃ الاحزاب....فضائل وخواص

لڑکیوں کے پیغام بکثرت آنے کیلئے اس کو ہرن کی جھلی یا کاغذ پر لکھ کر ایک ڈبہ میں بند کر کے گھر میں رکھ دے۔

خاصیت آیت ۳...مصیبت سے چھٹکارے کیلئے مجرب وظیفہ

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

ہر مصیبت میں سات سو مرتبہ سات دن تک اس مبارک آیت کا پڑھنا ہر بڑی مشکل کے لئے نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۷...نافرمان کو مطیع بنانے کا آسان نسخہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا

اگر کسی کا لڑکا یا نوکر شرارت کرتا ہو اور بھاگ بھاگ جاتا ہو اور والدین یا آقا کی اطاعت نہ کرتا ہو ایسے نافرمان کو مطیع کرنا اگر مقصود ہو تو اس آیت کریمہ کو تین سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر یا کسی اور چیز پر دم کر کے کھلانا یا بطور تعویذ گلے میں ڈالنا مجرب ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۴۵ تا ۴۸ برائے عزت

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ. وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا

روغن چنبیلی میں مشک وزعفران حل کر کے بعد نماز صبح ان آیات کو سات روز تک اس پر دم کر کے شیشی میں رکھ چھوڑے ابرو اور رخساروں کو لگا کر جس کے روبرو جائے وہ اس کی عزت کرے اور سب پر اس کی ہیبت ہو۔ (اعمال قرآنی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ روم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آدمی سورۂ روم کو پڑھتا ہے اسے تسبیح پڑھنے والے فرشتوں کے برابر اجر ملتا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا. وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ

(۱) جو آدمی صبح کے وقت یہ آیات پڑھے تو اسے اس دن کی فوت شدہ نیکیوں کا بھی اجر ملتا ہے اور جو شخص شام کو پڑھے اسے رات کی فوت شدہ نیکیوں کے برابر اجر ملتا ہے اور وہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے جو شخص صبح کے وقت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ تک اور سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک تین مرتبہ پڑھے تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر وہ سمندر کی جھاگ یا صحرا کی ریت کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر تنگ منہ والی بوتل میں ڈال کر کسی گھر میں رکھ دے تو اس گھر کے سب آدمی بیمار ہو جائیں گے اور اگر وہاں کوئی اجنبی آئے گا تو وہ بھی بیمار ہو جائیگا۔

(۴) اگر اسے لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر مٹی کے برتن میں ڈال لے تو اس پانی سے جسے پلائے گا وہ بیمار ہو جائے گا اور اگر کوئی اس پانی سے منہ دھوئے گا تو اس کی آنکھیں ایسی خراب ہوں گی کہ اندھا ہونے کا اندیشہ ہے۔

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ

اس آیت کو دشمن کے کپڑے پر لکھ کر پھر یہ لکھے۔ کذٰلک یطبع الله علیٰ قلب فلان بن فلانة اور اپنے گلے میں ڈال لے تو اس کا دشمن اس سے ڈرے گا اور اس کے سامنے خاموش رہے گا۔

سورۂ لقمان

جوشخص اس سورۃ کولکھ کر پیٹ کے مریض کو پلادے تو وہ تندرست ہوجائے گا اگر بخار ہے تو وہ بھی اتر جائے گا۔

(۲) جوشخص اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے وہ غرق نہیں ہوگا۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ

جوآدمی اپنے اہل وعیال سے دور ہو اور ان کا حال معلوم کرنا چاہے تو وہ اس آیت کولکھ کر شعبان کے پہلے جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر اس کو...... کے نیچے رکھ کر سوجائے اور رکھتے وقت پڑھے سبحان من لایخفیٰ علیه خافیه سبحان الذی الخیر بقدرته ما کتمته ضرائر وخلقه سبحان الذی بیده القلوب والافواہ بامرہ اللهم بین لی کذافی منامی تو اس پر گھر کا سب احوال ظاہر ہوجائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ مَاخَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ

جس آدمی کے دل میں بشاشت نہ ہو۔ ذہن حاضر نہ ہو اور زبان صحیح کام نہ کرتی ہو تو کوڑ لوبان پر ان دو آیتوں کو پڑھ کر ہر روز نہار منہ اس میں ۲/ا مثقال شہد یا شکر سے کھالیا کرے۔ ذہن تیز اور زبان فصیح ہوجائے گی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ

جوآدمی دریا میں سفر کرتا ہو اور دریا میں طغیانی ہو تو وہ سات پتوں پر اس آیت کولکھ کر ایک ایک کر کے دریا میں مشرق کی طرف پھینک دے تو دریا کا جوش وطغیانی کم ہوجائے گی۔

سورۂ الم سجدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن سورۂ الم السجدہ کے دو بازو ہوں گے۔ جن سے وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی کہ تجھے آج کوئی خطرہ نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہر رات الم السجدہ اور سورۂ تبارک الذی پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ اس سورۃ کو قرآن کریم کی دوسری سورتوں پر ستر درجہ فضیلت حاصل ہے پھر آپ ان سات ناموں یا قدیم ' یا حی یا دائم و یا فرد یا واحد یا احد یا صمد سے دعا مانگتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جوشخص رات کو الم تنزیل 'یٰسین' تبارک الذی اور سورۃ اقتربت پڑھے تو یہ سورتیں اس کے لئے نور ہوجاتی ہیں اور اسے شیطان سے بچاتی ہیں۔ قیامت کے دن اس کے درجے بلند کئے جائیں گے۔

اس سورۃ کولکھ کر گلے میں ڈالنے سے بخار آدھے سر کا درد اور مرگی کا مرض جاتا رہتا ہے۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ سَوّٰهُ

وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

یہ آیت شیشہ کے گلاس یا پیالہ میں لکھ کر بارش کے پانی سے دھوکر اس پانی کے دو حصے کر لے ایک حصہ بچہ کی غذا میں ملادے اور دوسرا حصہ شیشی میں ڈال کر محفوظ کر لے اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ بچہ کو پلائے اور اس کے منہ پر ملے۔ سات دن تک یا ایک روایت کے مطابق سات ہفتوں تک ایسا کریں۔ بچہ اپنی پیدائش سے نوے دن کے بعد صحت مند و چست ہو جائے گا۔

سورۂ احزاب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عالم ملکوت میں اس سورۃ کو پڑھنے والے کا نام شکور ہے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو ہرن کے چمڑے یا کیلے کے پتہ پر لکھ کر ڈبیہ میں بند کر کے رکھ دے تو اس جگہ کے سب لوگوں میں زیادہ معزز باوقار ہو جائے گا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا لِّیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا

جو شخص عہد کا کچا ہو یا دشمنی کرنے لگتا ہو تو اس کے کپڑے کا ایک ٹکڑا لے کر اس پر ان آیات کو زعفران اور شبنم کے پانی سے لکھ کر ان کے بعد تین لکھے فلان بن فلانة نقض عهدها و غدرولم كيف بما كان منه لفلان بن فلانة والله غالب علىٰ امره اللهم عليك یہ ۳ مرتبہ اور اس کی دیوار کے کونہ میں دفن کر دے۔ (الدرالنظیم)

پارہ ۲۲ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۂ سبا

اس سورت کا بنیادی موضوع اہل مکہ اور دوسرے مشرکین کو اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت دینا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے اعتراضات اور شبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے، اور ان کو نافرمانی کے برے انجام سے بھی ڈرایا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک طرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی اور دوسری طرف قوم سبا کی عظیم الشان حکومتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو ایسی زبردست سلطنت سے نوازا گیا جس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، لیکن ان برگزیدہ پیغمبروں کو کبھی اس سلطنت پر ذرہ برابر غرور نہیں ہوا، اور وہ اس سلطنت کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے رہے، اور اپنی حکومت کو نیکی کی ترویج اور بندوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں استعمال کیا، چنانچہ وہ دنیا میں بھی سرخرو رہے، اور آخرت میں بھی اونچا مقام پایا۔ دوسری طرف قوم سبأ کو جو یمن میں آباد تھی، اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی خوشحالی سے نوازا، لیکن انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی، اور کفر و شرک کو فروغ دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، اور ان کی خوشحالی ایک قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی۔ ان دونوں واقعات کو ذکر فرما کر سبق یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اقتدار حاصل ہو، یا دنیوی خوشحالی نصیب ہو تو اس میں مگن ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اس سے مشرکین کے ان سرداروں کو متنبہ کیا گیا ہے جو اپنے اقتدار کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر دین حق کے راستے میں روڑے اٹکا رہے تھے۔

تعارف سورۂ فاطر

اس سورت میں بنیادی طور پر مشرکین کو توحید اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی جو نشانیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں، ان پر سنجیدگی سے غور کرنے سے اول تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جس قادرِ مطلق نے یہ کائنات پیدا فرمائی ہے، اسے اپنی خدائی کا نظام چلانے میں کسی شریک یا مددگار کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور دوسرے یہ کہ وہ یہ کائنات کسی مقصد کے بغیر فضول پیدا نہیں کرسکتا، یقیناً اس کا کوئی مقصد ہے، اور وہ یہ کہ جو لوگ یہاں اس کے احکام کے مطابق نیک زندگی گزاریں، انہیں انعامات سے نوازا جائے، اور جو نافرمانی کریں، ان کو سزا دی جائے، جس کے لئے آخرت کی زندگی ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ جو ذات کائنات کے اس عظیم الشان کارخانے کو عدم سے وجود میں لے کر آئی ہے، اس کے لئے اس کو ختم کر کے نئے سرے سے آخرت کا عالم پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے جسے ناممکن سمجھ کر اس کا انکار کیا جائے۔ اور جب یہ حقیقتیں مان لی جائیں تو اس سے خود بخود یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اس دنیا میں انسان اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے تو ظاہر ہے کہ اپنی مرضی لوگوں کو بتانے کے لئے اس نے رہنمائی کا کوئی سلسلہ ضرور جاری فرمایا ہوگا، اسی سلسلے کا نام رسالت، نبوت یا پیغمبری ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلسلے کے آخری نمائندے ہیں۔ اس سورت میں آپ کو یہ تسلی بھی دی گئی ہے کہ اگر کافر لوگ آپ کی بات نہیں مان رہے ہیں تو اس میں آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، بلکہ آپ کا فریضہ صرف اتنا ہے کہ لوگوں تک حق کا پیغام واضح طریقے سے پہنچادیں۔ آگے ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے، اور وہی اس کے لئے جواب دہ ہیں۔ سورت کا نام ''فاطر'' بالکل پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پیدا کرنے والا۔ اسی سورت کا نام سورۂ ملائکہ بھی ہے، کیونکہ اس کی پہلی آیت میں فرشتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔

تعارف سورۂ یٰسین

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی وہ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جو نہ صرف پوری کائنات میں بلکہ خود انسان کے اپنے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ان مظاہر سے ایک طرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو ذات اتنی قدرت اور حکمت کی مالک ہے، اس کو اپنی خدائی کا نظام چلانے کے لئے نہ کسی شریک کی ضرورت ہے، نہ کسی مددگار کی، اس لئے وہ اور صرف وہ عبادت کے لائق ہے، اور دوسری طرف قدرت کی ان نشانیوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جس ذات نے یہ کائنات اور اس کا محیر العقول نظام پیدا فرمایا ہے اس کے لئے یہ بات کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ وہ انسانوں کے مرنے کے بعد انہیں دوسری زندگی عطا فرمائے۔ اس طرح قدرت کی ان نشانیوں سے توحید اور آخرت کا عقیدہ واضح طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے ہیں کہ وہ ان نشانیوں پر غور کر کے اپنا عقیدہ اور عمل درست کریں۔ اس کے باوجود اگر کچھ لوگ اس دعوت کو قبول نہیں کر رہے ہیں تو وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں، کیونکہ اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے مستحق بن رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں آیات نمبر ۱۳ سے ۲۹ تک ایک ایسی قوم کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے جس نے حق کی دعوت کو قبول نہ کیا، بلکہ حق کے داعیوں کے ساتھ ظلم و بربریت کا معاملہ کیا جس کے نتیجے میں حق کے داعی کا انجام تو بہترین ہوا، لیکن حق کے یہ منکر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی پکڑ میں آ گئے۔ چونکہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد کو بڑے فصیح و بلیغ اور جامع انداز میں بیان فرمایا گیا ہے، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے اس سورت کو ''قرآن کا دل'' قرار دیا ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ

اور جو تم میں سے اطاعت کرے گی اللہ اور اس کے رسول کی اور

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو عطا فرماویں گے اس کا اجر دو بار اور ہم نے مہیا کر رکھی ہے

كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ

اس کے لئے عزت کی روزی! ۱؎ اے پیغمبر کی بیبیو! تم نہیں ہو عام عورتوں میں سے کسی کی مانند! اگر

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ

تم پرہیزگار ہو تو دب کر بات نہ کرو کہ پھر طمع کرنے لگے وہ شخص جس کے

قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ۚ وَقَرْنَ فِيْ

دل میں مرض ہے! اور کہا کرو معقول بات ۲؎ اور جمی بیٹھی رہو اپنے

بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

گھروں میں اور بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اگلے زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کی طرح

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور فرمانبردار رہو اللہ اور رسول کی۔ اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کرے گندگی کو اے

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ۚ وَاذْكُرْنَ

اہل بیت! اور تم کو خوب پاک صاف بنائے اور یاد کیا کرو

۱؎ امہات المومنین پر انعامات: ازواج مطہرات پر حق تعالیٰ کے انعامات بڑے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کی زوجیت کے لئے انتخاب فرما لیا، اُن کے گھروں میں وحی الٰہی نازل ہوتی رہی تو ان کی ادنیٰ غلطی کوتاہی بھی بڑی ہوگی، اگر دوسروں سے رسول اللہ علیہ السلام کو ایذاء پہنچے تو اس سے کہیں زیادہ اشد ہوگا کہ ان سے کوئی بات ایذاء و تکلیف کی سرزد ہو، قرآن کریم کے ان الفاظ میں خود اس سبب کی طرف اشارہ ہے وذکرن مایتلی فی بیوتکم۔

۲؎ عورت کی آواز کا حکم

مسئلہ: عورت کی آواز ستر میں داخل نہیں۔ لیکن اس پر بھی احتیاطی پابندی یہاں بھی لگادی اور تمام عبادات اور احکام میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ عورتوں کا کلام جہری نہ ہو جو مرد سنیں امام کوئی غلطی کرے تو مقتدیوں کو لقمہ زبان سے دینے کا حکم ہے۔ مگر عورتوں کو زبان سے لقمہ دینے کی بجائے یہ تعلیم دی گئی کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تالی بجادیں جس سے امام متنبہ ہوجائے زبان سے کچھ نہ کہیں۔

مسئلہ: اگر بضرورت کبھی عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو زینت کے اظہار کے ساتھ نہ نکلے بلکہ برقع یا جلباب جس میں پورا بدن ڈھک جائے وہ پہن کر نکلے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۳۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی (کی باتیں) بیشک اللہ

كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

بھید جاننے والا باخبر ہے بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں

وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں! ف۱ اللہ نے تیار کر رکھی ہے ان کے لئے

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

مغفرت اور بڑا اجر اور نہ کسی مسلمان مرد کو شایان ہے اور نہ

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

کسی مسلمان عورت کو کہ جب ٹھہرا دے اللہ اور اس کا رسول کوئی امر کہ ان کو

ف۱ نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا کیونکہ حضرت زید عام لوگوں میں غلام مشہور ہو چکے تھے اس لئے حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا اس پر مضمون اول کی آیۃ وماکان لمؤمن ولا مؤمنة الخ نازل ہوئی اور دوسرے مضمون کا سبب نزول یہ ہے کہ جب پہلی آیۃ کے نازل ہونے پر نکاح منظور کر لیا گیا تو اتفاق سے باہم مزاجوں میں موافقت نہ ہوئی حضرت زیدؓ نے طلاق دینی چاہی اور حضورؐ سے مشورہ کیا آپ نے سمجھایا کہ طلاق مت دو۔ مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی تو آخر طلاق کا ارادہ ظاہر کیا اس وقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دیں گے اور زینب کا نکاح آپ سے ہوگا (روح المعانی میں حکیم ترمذی کی روایت سے امام زین العابدین کے واسطے سے یہ حدیث مذکور ہے) اور اس وقت بھی مصلحت یہی تھی کہ زینبؓ سے حضورؐ نکاح کر لیں کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے طبعی رنج کا سبب ہوا تھا پھر اس پر طلاق دینا اور زیادہ دل شکنی کا سبب تھا اس کا تدارک اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا کہ حضورؐ ان سے نکاح کر کے ان کی دل جوئی اور عزت افزائی فرمائیں مگر ساتھ ہی آپ کو عوام کے طعن کا خیال تھا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ کے خاص شرعی مصلحت یہ تھی کہ حبنبی کی زوجہ سے نکاح کا حلال ہونا حضورؐ کے فعل سے بھی ثابت ہو جائے۔

ع ۴ ۱

خلاصہ رکوع ۴

ازواج مطہرات کا معاملہ اور ان کے اجر اور عظیم درجہ کو بیان فرمایا گیا مرتبہ عظیمہ کے لوازمات اور خواتین کو خاص احکام سے نوازا گیا۔

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اختیار رہے اپنے کام کا اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۳۶ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ

تو وہ پڑ گیا صریح گمراہی میں۔ ف۱ اور (یاد کر) جب تو کہنے لگا اس شخص سے کہ جس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ نے انعام فرمایا اور تو نے بھی اس پر احسان کیا کہ رہنے دے اپنے پاس اپنی بی بی کو

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى

اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں اس بات کو جسے اللہ ظاہر فرمادینے والا ہے اور تو ڈرتا تھا

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے حالانکہ اللہ زیادہ حق دار تھا کہ تو اس سے ڈرے! پھر جب زید پوری کر چکا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اس سے اپنی حاجت (یعنی طلاق) ہم نے وہ تیرے نکاح میں دے دی تاکہ نہ رہے مسلمانوں پر

حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

کسی طرح کی تنگی اپنے لے پالکوں کی بیبیوں سے (نکاح کر لینے) میں! جبکہ وہ ان سے پوری کر چکیں اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۳۷ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ

اور اللہ کا حکم تو ہوتا ہے۔ ف۲ نبی پر کچھ مضائقہ نہیں

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے ٹھہرا دی! یہی اللہ کا دستور رہا ہے

ف۱ نبی کی حکم عدولی گمراہی ہے

مسئلہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کسی کام کا حکم بطور وجوب دیدیں تو اس پر وہ کام کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو نہ کرنے کا اختیار شرعاً نہیں رہتا اگرچہ فی نفسہ وہ کام شرعاً واجب و ضروری نہ ہو۔ مگر جس کو آپ نے حکم دیدیا اس کے ذمہ لازم و واجب ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ کرے اس کو کھلی گمراہی فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ نکاح کے بارے میں ضروری حکم

مسئلہ: نکاح ایک ایسا عمل ہے جس میں اگر زوجین کی طبائع میں موافقت نہ ہو تو مقاصد نکاح میں خلل آتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں خلل آتا ہے۔ باہمی جھگڑے نزاع پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے شریعت میں کفاءت یعنی باہمی مماثلت کی رعایت کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی اعلیٰ خاندان کا آدمی اپنے سے کم خاندان والے آدمی کو رذیل یا ذلیل سمجھے ذلت و عزت کا اصل مدار اسلام میں تقویٰ اور دینداری ہے جس میں یہ چیز نہیں اس کو خاندانی شرافت کتنی بھی حاصل ہو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ نکاح میں کفاءت و مماثلت کی رعایت کرنا دین میں مطلوب ہے۔ تاکہ زوجین میں موافقت رہے، لیکن کوئی دوسری اہم مصلحت اس کفاءت سے بڑھ کر سامنے آجائے۔ تو عورت اور اس کے اولیاء کو اپنا یہ حق چھوڑ کر غیر کفو میں نکاح کر لینا جائز ہے۔ (معارف القرآن)

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾

ان لوگوں میں جو گزر چکے پہلے اور اللہ کا حکم اندازے پر مقرر کیا ہوا ہے

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

وہ پیغمبر جو پہنچاتے ہیں اللہ کا پیغام اور اس سے ڈرتے ہیں اور نہیں ڈرتے

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ

کسی سے اللہ کے سوا ! اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔ محمد کسی کا باپ نہیں

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

تمہارے مردوں میں سے ف۱ اور لیکن اللہ کا رسول ہے اور مُہر ہے تمام

النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پیغمبروں کی ف۲ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے

اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً

ایمان والو! یاد کرو اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس کی تسبیح کرو صبح و شام وہی ہے

وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

جو رحمت بھیجتا ہے تم مسلمانوں پر اور اس کے فرشتے (تمہارے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ تم کو نکالے اندھیروں سے اجالے کی جانب اور وہ ایمان والوں پر

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا

مہربان ہے ان کی دعائے خیر جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے سلام ہے اور اس نے تمہارے لئے

ف۱ یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد ہونے کا علاقہ نہیں رکھتے تھے آپ ان کے ایسے باپ نہیں ہیں کہ ان کی بیبیاں آپ کے لئے قطعاً حرام ہو جائیں ہاں آپ مسلمانوں کے روحانی باپ بیشک ہیں۔

ف۲ اور جو نبی ایسا ہوگا وہ روحانی باپ ہونے میں سب سے بڑھ کر ہوگا کیونکہ دوسرے انبیاء کی تربیت دائمی نہ ہوگی اور ایسے نبی کی تربیت دائمی ہوگی نیز خاتم الانبیاء کی نبوت تمام عالم کے لئے عام ہوگی تو وہ سب کے لئے روحانی باپ ہوگا اور دوسرے انبیاء خاص خاص قوموں کے لئے نبی ہوتے ہیں تمام عالم کے مربی نہیں ہوتے اور حضور کے بعد عیسٰی علیہ السلام کے آنے سے خاتم النبیین پر شبہ نہ کیا جائے کیونکہ عیسٰی علیہ السلام کو اس وقت بھی نبی ہوں گے مگر ان کی نبوت پہلے سے ہے حضور کے بعد نہیں ملی دوسرے وہ مستقل ہو کر نہ آئیں گے بلکہ آپ ہی کا اتباع کریں گے غرض

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۶ ۴

ایمان دار مرد و عورت کی صفات ذکر فرمائی گئیں اور اللہ کی نافرمانی کرنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور حضرت زینبؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے اسباب ذکر فرمائے گئے۔ بتایا گیا کہ منہ بولے بیٹے سے نکاح کرنا جائز ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔

آپ مسلمانوں کے جسمانی باپ تو ہیں نہیں جو اعتراض ہو سکے البتہ روحانی باپ ہونے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس سے کوئی اعتراض اس نکاح پر نہیں ہو سکتا۔

كَرِيمًا ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا

تیار کر رکھا ہے بزرگ ثواب اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشی سنانے والا ف۱

وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٦﴾

اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی جانب اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ (بنا کر)

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾

اور خوشی سنا دے مسلمانوں کو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے

وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ

اور تو نہ کہا مال کافروں اور منافقوں کا اور چھوڑ دے

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٤٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ان کا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کار ساز۔

آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ

ایمان والو! جب تم نکاح کرو مسلمان عورتوں سے پھر ان کو طلاق دے دو

قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

اس سے پہلے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو تمہارا ان پر عدت کا کچھ حق نہیں کہ عدت کی

تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

گنتی پوری کراؤ سو ان کو کچھ دے دو اور ان کو رخصت کر دو خوش اسلوبی سے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ

ہم نے حلال کی ہیں تیرے لئے تیری بیبیاں جن کے تو مہر دے چکا اور (لونڈیاں)

ف۱ خوشخبریاں سناؤ، آسانی کرو: ابن ابی حاتم میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیج رہے تھے جو یہ آیت اُتری۔ تو آپ نے اُن سے فرمایا جاؤ خوشخبریاں سُنانا نفرت نہ دلانا، آسانی کرنا سختی نہ کرنا، دیکھو مجھ پر یہ آیت اُتری ہے الخ طبرانی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھ پر یہ اترا ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھے تیری اُمت پر گواہ بنا کر جنت کی خوشخبری دینے والا بنا کر اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کے حکم سے اس کی توحید کی شہادت کی طرف لوگوں کو بلانے والا بنا کر اور روشن چراغ قرآن کے ساتھ بنا کر بھیجا ہے پس آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود نہیں، گواہ ہیں، اور قیامت کے دن آپ لوگوں کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔ جیسے ارشاد ہے وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی ہم تجھے ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اور آیت میں ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور تم پر یہ رسول گواہ ہیں۔ آپ مومنوں کو بہترین اجر کی بشارت سنانے والے اور کافروں کو بدترین عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کی بجا آوری کے ماتحت آپ مخلوق کو خالق کی عبادت کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کی سچائی اس طرح ظاہر ہے جیسے سورج کی روشنی۔ ہاں کوئی ضدی اڑ جائے تو اور بات ہے۔ اے نبی کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو نہ ان کی طرف کان لگاؤ اور ان سے درگزر کرو یہ جو ایذائیں پہنچاتے ہیں انہیں خیال میں بھی نہ لاؤ اور خدا پر پورا بھروسہ کرو۔ وہ کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ

جو تیرے ہاتھ کا مال ہو ف۱ جو اللہ لوٹائے تجھ پر اور تیرے چچا کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور کوئی مسلمان عورت اگر دیدے

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً

(بلا مہر) اپنے آپ کو نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لے آئے یہ خاص تیرے ہی لئے ہے

لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

نہ عام مسلمانوں کے لئے ہم کو معلوم ہے جو ہم نے ان پر فرض کر دیا ہے

فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ

ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال (یعنی باندیوں) کے حق میں تا کہ نہ رہے تجھ پر

حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ

کچھ تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ تو موقوف رکھے جسے چاہے

مِنْهُنَّ وَتُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

ان میں سے اور جگہ دے اپنی طرف جس کو چاہے۔ اور جس کو تیرا جی چاہے

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

ان عورتوں میں سے جن سے تو الگ تھا تو تجھ پر گناہ نہیں! اس میں لگتا ہے کہ ان کی

ف۱ غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ کو ایک چیز کے لینے کا اختیار تھا اور وہ صفی کہلاتی تھی چنانچہ غزوۂ خیبر میں حضرت صفیہؓ کو آپ نے اسی طرح لیا تھا اور یہ حق دوسروں کے لئے نہیں دوسرے یہ کہ اہل حرب کی طرف سے جو ہدیہ خاص آپ کے لئے آتا تھا وہ آپ ہی کا ہوتا تھا جیسے مقوقس نے ماریہ قبطیہ کو دیا تھا اور آپ کے بعد اگر کسی امام یا خلیفہ کو اہل حرب ہدیہ دیں تو وہ عام مسلمانوں کا حق ہوتا ہے اسی طرح جو باندی وفات تک آپ کے پاس ہو جیسے ماریہ قبطیہ وہ دوسروں کے لئے حرام ہے (جیسا کہ روح المعانی میں نقل کیا ہے) اور ممکن ہے کہ کوئی اور خصوصیت ہو جو اس زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ انہی کے جاننے کی ضرورت بھی تھی۔

ف۲ آنحضرت ﷺ نے انسانیت کی قدر دانی کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرمادیا:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کوئی ایسی عورت حضور ﷺ کے پاس نہ تھی جس نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا ہو۔ حضرت یونس بن بکیرؒ فرماتے ہیں گو آپ کے لئے یہ مباح تھا کہ جو عورت اپنے تئیں آپ کو سونپ دے آپ اُسے اپنے گھر میں رکھ لیں، لیکن آپ نے ایسا کیا نہیں کیونکہ یہ امر آپ کی مرضی پر رکھا گیا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ ہاں مہر ادا کر دے تو بے شک جائز ہے۔ چنانچہ حضرت بروع بنت واشقؓ کے بارے میں جنہوں نے اپنا نفس سونپ دیا تھا، جب اس کے شوہر انتقال کر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ان کے خاندان کی اور عورتوں کے مثل انہیں مہر دیا جائے جس طرح موت مہر کو مقرر کر دیتی ہے اسی طرح صرف دخول سے بھی مہر واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں حضور ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ تھے، ایسی عورتوں کو کچھ دینا آپ پر واجب نہ تھا۔ گو اسے شرف بھی حاصل ہو چکا ہو اس لئے کہ آپ کے بغیر مہر کے اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے نکاح کر لینے کا اختیار تھا جیسے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کے قصے میں ہے (تفسیر ابن کثیر)۔

تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور رنجیدہ نہ ہوں اور راضی رہیں اس پر جو تو نے دیا

كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ

سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے! اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ

اللہ جاننے والا بردبار ہے ۱؎ تجھ کو حلال نہیں عورتیں اس کے

بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

بعد اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کو بدل کر اور بیبیاں کرے اگرچہ

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ

تجھ کو اچھا لگے ان کا حسن مگر اپنے ہاتھ کا مال (یعنی باندیاں جائز ہیں) اور

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے اے ایمان والو نہ جایا کرو نبی

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے کھانے کے لئے

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

نہ انتظار کرنے والے اس کے پکنے کا و لیکن جب تم بلائے جاؤ تب

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چل دو اور (نہ بیٹھے رہو)

۱؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دینے کی حکمت:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کسی مرد کے کئی عورتیں ہوں تو اُس پر باری سے سب کے پاس برابر رہنا واجب ہے، حضرت پر یہ واجب نہ تھا۔ اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں، تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں (ورنہ روز یہ ہی کشاکش اور جھنجھٹ رہا کرتی، مُہماتِ دین میں خلل پڑتا، اور ازواج کی نظر بھی دنیا سے بالکل یکسو ہو کر مقصدِ اصلی کی طرف نہ رہتی۔ اسی غم و فکر میں مبتلا رہا کرتیں) پر حضرت نے اپنی طرف سے فرق نہیں کیا سب کی باری برابر رکھی۔ ایک حضرت سودہؓ نے (جب عمر زیادہ ہوگئی اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی۔" (تفسیر عثمانی)

ع ۶ خلاصہ رکوع ۶

۴ ذکر اور ہمہ وقتی عبادت کی برکات ذکر فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیلئے گواہ ہونا اور دیگر صفات ذکر فرمائی گئی۔ کفار و منافقین کے بارہ میں ہدایات اور طلاق کا ایک مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔ ازواج مطہرات کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات اور ان کے بارہ میں اختیار کو ذکر فرمایا گیا۔

لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي

باتوں میں جی لگائے بیشک یہ بات نبی کو ایذا پہنچاتی ہے پس وہ تم سے شرماتا ہے

مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ

اور اللہ نہیں شرماتا حق کے کہنے میں۔ ف۱ اور جب پیغمبر کی

مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ

بیبیوں سے کچھ چیز مانگنی چاہو تو مانگ لو پردے کے پیچھے سے! یہ زیادہ پاک کرنے والا ہے

لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ

تمہارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو اور تم کو سزاوار نہیں کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو

اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ

اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی بیبیوں سے اس کے بعد میں کبھی بیشک

كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ

یہ اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے ف۲ اگر تم ظاہر کرو کسی چیز کو یا اس کو چھپاؤ

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ

تو اللہ تو ہر چیز سے واقف ہے ان عورتوں پر کچھ گناہ نہیں

فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ

اپنے باپوں (کے سامنے ہونے) میں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے

إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا

اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی (ہم جنس) عورتوں کے اور نہ

ف۱ اللہ تعالیٰ بندوں کو حق بتلاتا ہے:

یعنی تم کو ادب سکھانا حق ہے اور حق بات سے اللہ نہیں جھجکتا اس لئے تم کو ادب سکھانا ترک نہیں کرتا۔ بیضاوی نے یہ مطلب لکھا ہے کہ نبی کے گھر سے تمہارا نکالنا حق ہے اور حق بات کو اللہ ترک نہیں کرتا اس لئے تم کو نکلنے کا حکم دے رہا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے ابن زید کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی شخص نے کہا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو (آپ کے بعد) فلاں (بی بی) سے میں نکاح کر لوں گا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ ولا ان تنکحو ازواجہ من بعدہ ابداً ان ذلکم کان عند اللہ عظیماً اور تمہارے لئے اللہ کے رسول کو دکھ پہنچانا جائز نہیں اور نہ ان کی بیبیوں سے کبھی نکاح کرنا تمہارے لئے جائز ہے (نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہ طلاق دینے کے بعد) تمہارا یہ فعل اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا نزول اس شخص کے متعلق ہوا جس نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرلوں گا۔ سفیان نے کہا لکھی بات حضرت عائشہؓ کے متعلق کہی گئی تھی۔ سدی کا بیان ہے ہم کو اطلاع ملی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا تھا کیا محمد ہمارے چچا کی بیٹیوں سے تو ہمارا پردہ کرا رہے ہیں اور ہمارے بعد ہماری بیویوں سے خود نکاح کر لیتے ہیں اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو ہم ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى

اپنے ہاتھوں کے مال کے اور تم ڈرتی رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ

ہر چیز کا شاہد ہے بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں

عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

نبی پر اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۱

تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت کی

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

اللہ نے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے تیار کیا ہے ذلت کا

مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

عذاب اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو (تہمت لگا کر)

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

بغیر اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو۔ تو انھوں نے بوجھ اٹھایا بہتان

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ

اور صریح گناہ کا۔ ف۲ اے پیغمبر کہہ دے اپنی بیبیوں اور بیٹیوں

الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

اور مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکالیں اپنے اوپر اپنی چادریں یہ اس کے

ف۱ مسئلہ: اگر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بار بار آئے تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی بار ذکر مبارک خود کرے یا کسی سے سنے ہر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ حضرات محدثین سے زیادہ کون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر سکتا ہے کہ ان کے وقت کا مشغلہ ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس میں ہر وقت بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے۔ تمام ائمہ حدیث کا دستور یہی رہا ہے کہ ہر مرتبہ درود وسلام پڑھتے اور لکھتے ہیں تمام کتب حدیث اس پر شاہد ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی پروا نہیں کی کہ اس تکرار صلوٰۃ وسلام سے کتاب کی ضخامت کافی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں جن میں ایک دو سطر کے بعد نام مبارک آتا ہے اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ اسم مبارک مذکور ہے۔ حضرات محدثین کہیں صلوٰۃ وسلام ترک نہیں کرتے۔

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچانا کفر ہے

مسئلہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچائے آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ "کذا قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری" مسئلہ: عام مومنین کو ایذا پہنچانے کے حرام اور بہتان عظیم ہونے کو بیان کیا ہے۔ جب کہ وہ شرعاً اس کے مستحق نہ ہوں تمام مومنین میں یہ قید اس لئے لگائی کہ ان میں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کے بدلے میں اس کو ایذا دینا شرعاً جائز ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

مجلس کے آداب، دعوت کے آداب اور معاشرت کے احکام ذکر فرمائے گئے۔ محرم مردوں سے پردہ نہ ہونے کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا گیا۔ ایذائے رسول کی سزا اور بہتان تراش منافقین کا پردہ چاک کیا گیا۔

ع ۷ / ۶ / ۴

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان پڑیں تو ایذا نہ دیجاویں اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ

مہربان ہے ف۱ اگر نہ باز آئے منافقین اور وہ لوگ کہ جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

دلوں میں مرض ہے اور خبر بد پھیلانے والے مدینہ میں تو تجھ کو ان کے پیچھے

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾

لگا دیں گے پھر تیرے پڑوسی نہ رہیں گے مدینہ میں مگر تھوڑے دنوں لعنت مارے!

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور خوب قتل کئے جائیں۔ دستور پڑا ہوا ہے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ

اللہ کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو گزرے ہیں! اور تو نہ پائے گا

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ

اللہ کے دستور میں تغیر و تبدل تجھ سے لوگ پوچھتے ہیں قیامت کی بابت!

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

کہہ دے کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تو کیا جانے

السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

شاید قیامت قریب ہی ہو بیشک اللہ نے پھٹکار دیا ہے کافروں کو

ف۱ آزاد عورتوں کا امتیاز:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس، بدذات نہیں نیک بخت ہے، تو بدنیت لوگ اُس سے نہ اُلجھیں۔ گھونگھٹ اُس کا نشان رکھ دیا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرمادیا اللہ ہے بخشنے والا مہربان یعنی باوجود اہتمام کے کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے۔ (تکمیل) یہ تو آزاد عورتوں کے متعلق انتظام تھا کہ انہیں پہچان کر ہر ایک کا حوصلہ چھیڑنے کا نہ ہو اور جھوٹے عذر کرنے کا موقع نہ رہے۔ آگے عام چھیڑ چھاڑ کی نسبت دھمکی دی ہے خواہ بی بی سے ہو یا لونڈی سے۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۱۲

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

یعنی جو کچھ پہلے ہو چکا اللہ اس کو معاف کرنے والا ہے اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ بندوں کے مصالح کا لحاظ رکھتا ہے یہاں تک کہ جزئی جزئی مسائل میں بھی بندوں کی مصلحتوں کی پاسداری کرتا ہے۔

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ایک نقاب پوش باندی حضرت عمرؓ کی طرف سے گزری آپ نے اس کا پردہ اُٹھایا اور فرمایا کیا کمینی تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے۔ پھر اس کا نقاب پھینک دیا۔ (تفسیر مظہری)

افواہیں پھیلانا حرام ہے

مسئلہ: مسلمانوں میں ایسی افواہیں پھیلانا حرام ہے جس سے ان کو تشویش اور پریشانی ہو اور نقصان پہنچے۔ (معارف القرآن)

وَّاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا

اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے دوزخ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ نہ

يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

پائیں گے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار جس دن اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے ان کے مُنہ

فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا

آگ میں کہیں گے کہ اے کاش ہم کہا مانتے اللہ کا اور کہا مانتے

الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا

رسول کا اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا پس

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ

انھوں نے ہم کو گمراہ کر دیا راستہ سے۔ اے ہمارے پروردگار ان کو

الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دوگنا عذاب دے اور ان پر لعنت فرما بڑی لعنت اے ایمان والو

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا

نہ بنو ان جیسے جنھوں نے ایذا دی موسیٰ کو پھر اس کی برأت کی اللہ نے

قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اس (عیب) سے جو انھوں نے کہا تھا ف۱ اور وہ اللہ کے نزدیک باآبرو تھا

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ

مسلمانو ڈرو اللہ سے اور کہو سیدھی بات کہ اصلاح کر دے گا

ف۱ بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل غلبہ جہالت سے کھلم کھلا ننگے نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام حکم شرعی کے موافق بدن چھپا کر کسی آڑ میں غسل فرماتے۔ بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ ان کے بدن میں کوئی عیب اور مرض ضرور ہے اس لئے یہ سب کے سامنے بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذا رسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو اس عیب سے آپ کی برأت ظاہر کرنا تھی آپ نے ایک بار تنہائی میں کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنے لگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں سے چلا آپ کپڑے اٹھانے کیلئے اس کے پیچھے ہو لئے (آپکا گمان تھا کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہ ہوگا) اتفاق سے بنی اسرائیل کا ایک مجمع موجود تھا وہ پتھر وہاں جا کر ٹھہرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپ کے بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لئے اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لئے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس لئے اعتراض

خلاصہ رکوع ۸

پردہ کا حکم اور اس کے ثمرات ذکر فرمائے گئے۔

ع ۸ / ۱۰ / ۵ قیام قیامت کا علم اور کفار کی آخرت میں حسرت کو ذکر کیا گیا۔ اہل ایمان کو بنی اسرائیل کی طرح بننے سے روکا گیا۔ انسان کی عظیم ذمہ داری منافق کافر اور مومن کا انجام ذکر فرمایا گیا۔

نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی قانون کے محکوم نہیں اور یہاں تو موسیٰ علیہ السلام کو بری کرنے کی حکمت بھی ظاہر ہے اور خود اس برأت میں یہ حکمت ہے کہ نبی سے کسی کو نفرت نہ ہو جو کہ طبعاً اتباع سے مانع ہو جاتی ہے اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو کہلا بھیجا کہ تمہارے قول کی تصدیق اللہ نے نازل فرما دی مترفین خوش حال لوگ، خوش حال لوگوں کا خصوصی تذکرہ انکار رسالت کیلئے کیا کہ عموماً غرور اور دنیوی دولت مندی پر فخر اور لذت اندوزی میں انہماک اور غریبوں کو ذلیل جاننا انکار رسالت کا موجب ہوتا ہے اسی لئے منکروں نے تکذیب کیساتھ استہزاء اور فخر کو بھی ملا دیا۔ (تفسیر مظہری)

لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اور تمہارے لئے بخش دے گا تمہارے گناہ۔ اور جو کہا مانتا ہے اللہ

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا

اور اس کے رسول کا تو بیشک اس نے پالی بڑی مراد

الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس بات سے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ

انکار کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اس کو اٹھا لیا انسان نے!

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

بیشک وہ بڑا بے باک نادان تھا ف تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ

اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور رجوع فرمائے

اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ ع

اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف ذمہ داری کی اہمیت:

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں خیال کرو آسمان باوجود اس پختگی اور زینت اور نیک فرشتوں کا مسکن ہونے کے خدا کی امانت برداشت نہ کرسکا جب اس لئے یہ معلوم کرلیا کہ بجا آوری اگر نہ ہوئی تو عذاب ہوگا۔ زمین باوجود صلابت اور سختی کے لمبائی اور چوڑائی کے ڈر گئی اور اپنی عاجزی ظاہر کرنے لگی۔ پہاڑ باوجود اپنی بلندی اور طاقت اور سختی کے اس سے کانپ گئے اور اپنی لاچاری ظاہر کرنے لگے۔

امانت کے اٹھ جانے کا اندیشہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے دو حدیثیں سُنی ہیں، ایک کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور دوسری کے ظہور کا انتظار ہے، ایک تو یہ کہ آپ نے فرمایا، امانت لوگوں کی جبلت میں اتاری گئی، پھر قرآن اُترا احدیثیں بیان ہوئیں پھر آپ نے امانت کے اُٹھ جانے کی بابت فرمایا۔ انسان سوئے گا جو اس کے دل سے امانت اُٹھ جائے گی اور ایسا نشان رہ جائے گا جیسے کسی کے پیر پر کوئی انگارہ لُوھک کر آگیا ہو اور پھپولا پڑ گیا ہو کہ اُبھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اندر کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکر لے کر اسے اپنے پیر پر لُوھکا کر دکھا دیا کہ اس طرح لوگ لین دین خرید و فروخت کیا کریں گے۔ لیکن تقریباً ایک بھی ایماندار نہ ہوگا یہاں تک کہ مشہور ہو جائے گا کہ فلاں قبیلے میں کوئی امانت دار ہے اور یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ شخص کیسا عقلمند کس قدر زیرک دانا اور فراست والا ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

ع ٩ ۵ ٢

۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

سب تعریف اس اللہ کو (زیبا) ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہ حکمت والا

الْخَبِیْرُ ﴿۱﴾ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ

باخبر ہے جانتا ہے ف۱ جو داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو اس سے نکلتا ہے

مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ

اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اس میں چڑھتا ہے

وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور وہی مہربان بخشنے والا ہے اور کہنے لگے کافر کہ

لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ

ہم کو قیامت پیش نہ آئے گی۔ کہہ دے ہاں ہاں قسم ہے اپنے پروردگار کی وہ ضرور تم پر آئے گی وہ

عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ

پروردگار جو عالم الغیب ہے اس سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا ذرہ برابر آسمانوں میں

وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ

اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا

اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

مگر کہ سب کتاب ظاہر (یعنی لوح محفوظ) میں موجود ہے ف۲ تا کہ اللہ ان کو جزا دے جو ایمان لائے

ف۱ گذشتہ سورۃ سے گذشتہ سورت کے آخیر میں امانت کا ذکر تھا اب اس سورت میں یہ بتلایا کہ نفسانی شہوتیں اور دنیاوی لذتیں ہی امانت میں خیانت کا سبب بنتی ہیں جیسا کہ قوم سبا جن کو اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی نعمتوں سے نوازا مگر وہ دنیاوی عیش و عشرت میں ایسے مست ہوئے کہ اللہ کی امانت میں خیانت کر بیٹھے جس کا انجام تباہی اور بربادی ہوا، حق تعالیٰ نے قوم سبا کو جو نعمتیں دی تھیں وہ جنت کا نمونہ تھیں۔ کفران نعمت کی وجہ سے وہ جنت مبدل بہ جہنم ہوگئی اور رحمت و راحت مبدل بہ لعنت و زحمت ہوگئی، اور عزت مبدل بہ ذلت ہوگئی۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر وہ آنے والی ہے تو اس کا وقت بتلایا جائے دوسرے یہ کہ ہمارے بدن کے اجزاء کا تو کہیں نشان بھی نہ رہے گا پھر وہ جمع کیسے ہوں گے پس ان آیتوں میں خدا کے لئے علم غیب ثابت کرنے سے پہلے شبہ کا جواب ہوگیا کہ قیامت کے وقت کا علم بعض حکمتوں کی وجہ سے خداتعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے پس نبی کے نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت واقع ہی نہ ہو اور خدا کے علم کا محیط ہونا ثابت کر کے دوسرے شبہ کا جواب دے دیا کہ وہ اجزاء چاہے زمین میں مل جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں کسی طرح ہمارے علم سے باہر نہ ہوں گے ہم جب چاہیں گے جمع کر لیں گے تیسرا شبہ یہ تھا کہ وہ قیامت کو محال سمجھتے تھے اس کا جواب آگے آئے گا۔

الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴

اور نیک اعمال کئے وہی ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جنہوں نے کوشش کی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

ہماری آیتوں (کے توڑ) میں ہرانے کو یہی ہیں جن کے لئے بلا کا دکھ دینے والا عذاب ہے۔

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ

اور دیکھتے ہیں جن کو علم دیا گیا ہے کہ جو تیری طرف

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى

نازل ہوا ہے تیرے رب کی طرف سے وہی حق ہے اور ہدایت کرتا ہے

صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ

زبردست سزاوارِ حمد کے راستہ کی جانب ف۱۔ اور کافر (ایک دوسرے سے) کہنے لگے۔ کہ (کہو تو) ہم

نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ

تم کو بتائیں ایک ایسا شخص جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تم پھٹ کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ

تو ضرور تم کو ازسرنو پیدا ہونا ہے کیا اس نے بہتان باندھا ہے اللہ پر جھوٹا یا

بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

اس کو جنون ہے؟ ف۲ کوئی نہیں بلکہ جو لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ

وہ آفت اور پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں کیا انھوں نے اس کی طرف نظر نہیں کی

ف۱ ایمان والوں کو عین الیقین حاصل ہوگا:
یعنی اس واسطے قیامت آتی ہے کہ جن کو یقین تھا انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے اور آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن کی خبریں مُو بہ مُو صحیح و درست ہیں۔ اور بے شک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اُس زبردست خوبیوں والے خدا تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے بعض مفسرین نے "ویری الذین الخ" کا مطلب یہ لیا ہے کہ والذین سعو فی آیتنا معجزین" کے برخلاف جو اہل علم ہیں (خواہ مسلمان یا اہل کتاب) وہ جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ قیامت وغیرہ کے متعلق قرآن کریم کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ آدمی کو وصول الی اللہ کے ٹھیک راستہ پر لے جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کافروں نے عقیدۂ آخرت کا استہزاء کیا:
کفار قریش نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ گستاخی کرتے تھے یعنی آؤ تمہیں ایک شخص دکھلائیں جو کہتا ہے کہ تم گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر جب خاک میں مل جاؤ گے پھر تم کو ازسرنو بھلا چنگا بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ بھلا ایسی مہمل بات کون قبول کر سکتا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ شخص جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ اُس نے ایسی خبر دی۔ نہیں تو سودائی ہے۔ دماغ ٹھکانے نہیں دیوانوں کی سی بے تکی باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر عثمانی)

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ط

جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے ہے آسمان و زمین!

إِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ

اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں کو دھنسا دیں زمین میں یا ان پر ڈال

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ط إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ

دیں ٹکڑے آسمان سے بیشک اس میں نشانی ہے ہر ایک بندے کے لئے

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ط

جو رجوع کرتا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی (ہم نے فرمادیا) کہ اے

يٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ج وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾

پہاڑو رجوع سے تسبیح کرو داؤد کیساتھ اور پرندوں کو (بھی اس کا تابع بنایا) ف۱ اور ہم نے نرم کردیا ف۲

أَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا

اس کے لئے لوہے کو کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازہ کا لحاظ رکھ کڑیوں کے جوڑنے میں ف۳ اور (اے داؤد کے گھر

صَالِحًا ط إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ

والو) نیک عمل کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ہوا کو (ہم نے تابع بنادیا تھا) اس

الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ج وَأَسَلْنَا

کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل بھی ایک مہینہ کی راہ ہوتی تھی اور ہم نے اس کے لئے بہادیا

لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ط وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

تھا پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور ہم نے اس کے تابع جن (بنادیئے) جو کام کرتے تھے اس کے سامنے

ف۱ حضرت داؤد علیہ السلام خود بھی بہت خوش آواز تھے، اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو بھی ان کیلئے مسخر کردیا تھا کہ جب وہ ذکر اور تسبیح میں مشغول ہوں تو پہاڑ اور پرندے بھی انکے ساتھ تسبیح اور ذکر کرنے لگتے تھے، اور ماحول میں ایک پرکیف سماں بندھ جاتا تھا۔ پہاڑوں اور پرندوں کو ذکر و تسبیح کی صلاحیت عطا ہونا حضرت داؤد علیہ السلام کا خاص معجزہ تھا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ خلیفہ وقت کی اجرت

خلیفہ وقت یا سلطان کو جو اپنا پورا وقت امور سلطنت کی انجام دہی میں صرف کرتا ہے۔ شرعاً جائز ہے کہ اپنا متوسط گزارہ بیت المال سے لے لے لیکن کوئی دوسری صورت گزارہ کی ہو سکے تو وہ زیادہ پسند ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۹ / ۷

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور قیامت کی ضرورت کو بیان کیا گیا۔ نظام کائنات اور اس کی نشانیاں ذکر فرمائی گئیں۔

ف۳ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک اور معجزے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوہے کی وہ زرہیں بنانے کی خصوصی مہارت عطا فرمائی تھی جو اس زمانے میں جنگ کے موقع پر دشمن کے وار سے بچاؤ کے لئے پہنی جاتی تھیں۔ اس صنعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ خصوصیت عطا فرمادی تھی کہ لوہا ان کے ہاتھ میں پہنچ کر نرم ہو جاتا تھا، اور وہ اسے جس طرح چاہے موڑ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس بات کا بھی خاص ذکر فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ہدایت دی گئی کہ وہ زرہ کی کڑیوں میں توازن قائم رکھیں۔ اس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام اور ہر صنعت میں سلیقے اور توازن کا خیال رکھنا پسند ہے۔ (توضیح القرآن)

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ

اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو پھرے ان میں ہمارے حکم سے ہم اس کو چکھائیں گے

مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ

دوزخ کا عذاب۔ وہ جنات بناتے تھے سلیمان کے لئے جو وہ چاہتا تھا

مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ

قلعے اور صورتیں ف۱ اور لگن تالاب جیسے اور دیگیں جو ایک جگہ جمی رہیں (اور ہم نے حکم دیا)

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

عمل کرو اے داؤد کے گھر والو شکر گزار بن کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر گزار

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ

پھر جب ہم نے حکم جاری کیا سلیمان پر موت کا تو مطلع نہ کیا جنات کو

اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

اس کے مرنے پر ف۲ مگر گھن کے کیڑے نے کہ کھاتا رہا سلیمان کے عصا کو تو جب وہ گر پڑا جان لیا

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي

جنات نے کہ اگر غیب جانتے ہوتے تو نہ رہتے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ

ذلت کی تکلیف میں قوم سبا کے لئے ان کے گھروں میں

اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

ایک نشانی تھی دو باغ تھے دائیں اور بائیں (ہم نے ان سے کہہ دیا) کہ کھاؤ اپنے پروردگار کا

ف۱ فوٹو کی تصویر بھی تصویر ہی ہے مسئلہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ فوٹو تصویر سے خارج ہے۔ کیونکہ وہ تو ظل اور عکس ہے۔ جیسے آئینہ اور پانی وغیرہ میں آجاتا ہے تو جس طرح آئینہ میں اپنی صورت دیکھنا جائز ہے ایسے ہی فوٹو ہے فوٹو کی تصویر بھی جائز ہے جواب واضح ہے کہ عکس اور ظل اس وقت تک عکس ہے جب تک وہ کسی ذریعہ سے قائم اور پائیدار نہ بنا لیا جائے۔ جیسے آئینہ پانی میں اپنا عکس۔ جس وقت پانی کے مقابلہ سے آپ ہٹ جائیں گے ختم ہوجائے گا اگر آئینہ کے اوپر کسی مسالہ یا آلہ کے ذریعہ اس صورت کے عکس کو پائیدار بنا دیا جائے تو یہی تصویر ہوجائے گی جس کی حرمت وممانعت احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ یعنی ایسے طریقہ پر موت واقع ہوئی کہ جنات کو ان کے مرنے کی خبر نہ ہوئی اور وہ طریقہ یہ تھا کہ سلیمان علیہ السلام موت کے قریب اپنے عصا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ٹھوڑی کے نیچے لگا کر کرسی پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے اور رعب کی وجہ سے کسی کو مجال نہ تھی کہ پاس جا کر خوب گھور کر دیکھ سکے خصوصاً جب کہ کوئی وجہ شبہ کی بھی نہ ہو۔ غرض وہ زندہ سمجھ کر بدستور کام کرتے رہے اور کسی نے ان کی موت کی اطلاع جنوں کو نہ دی۔

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾

رزق اور اس کا شکر کرو! شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا ف۱

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

پھر انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے اُن پر بھیج دیا بڑے زور کا سیلاب اور ان کو ان دو باغوں کے

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

بدلے میں دیئے ایسے دو باغ جن کے پھل بدمزہ تھے اور جھاؤ کے درخت

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ

اور کچھ تھوڑی سی بیری ف۲ یہ ہم نے ان کو اس کی سزا دی کہ انہوں نے ناشکری کی

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

اور ہم اسی کو سزا دیتے ہیں جو ناشکر ہو اور ہم نے کر رکھی تھیں سبا والوں اور ان بستیوں کے درمیان

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

جن میں ہم نے برکت رکھی تھی بہتیری بستیاں جو نظر آتی تھیں اور ہم نے

السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوْا

ان میں منزلیں ٹھہرا دی تھیں چلنے کی چلو اور پھرو راتوں اور دنوں کو امن وامان سے پھر کہنے لگے

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

کہ اے ہمارے پروردگار دوری ڈال دے ہمارے سفروں میں اور انہوں نے آپ کو اپنے اوپر ظلم

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کیا ہم نے ان کو کر ڈالا کہانیاں اور ان کو چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بیشک اس میں بہتیری

ف۱ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ پاکیزہ شہر جہاں پھلوں کی کثرت تھی اور زمین زرخیز تھی شور یلی نہ تھی، سدی اور مقاتل نے کہا کہ اگر کوئی عورت سر پر ٹوکرا رکھے باغ کی قطاروں کی طرف سے گزرتی تھی تو خود بخود درختوں سے ٹوٹ کر اتنے پھل گرتے تھے کہ اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ابن زید نے کہا ان کے شہر میں نہ مچھر تھے نہ مکھیاں اور نہ پسو، نہ بچھو سانپ اگر کسی شخص کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں اور اس شہر کی طرف گزر جاتا ہے تو ہوا کی پاکیزگی کی وجہ سے ساری جوئیں مر جاتی تھیں بلد طیبہ سے یہی مراد ہے یعنی وہاں کی ہوا پاکیزہ تھی۔ رَبٌّ غَفُوْرٌ مقاتل نے اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ اگر خدا کے عطا کردہ رزق کا تم شکر ادا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ ناشکری اور بے پرواہی کا نتیجہ:

یعنی نصیحتوں کو خاطر میں نہ لائے اور منعم حقیقی کی شکر گذاری سے منہ موڑے رہے تب ہم نے پانی کا عذاب بھیج دیا وہ بند ٹوٹا تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں اور ان اعلیٰ درجہ کے نفیس میووں اور پھولوں کی جگہ تھے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے جہاں انگور چھوارے اور قسم قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی تھیں اب وہاں پیلو، جھاؤ، کیسلے اور بدمزہ پھل والے درختوں کے ساتھ کچھ نہ تھا جن میں بہترین چیز تھوڑی سی جھڑبیریوں کو سمجھ لو یہ واقعہ حضرت مسیح ؑ اور نبی کریم ﷺ کے درمیانی عہد کا ہے محققین آثار قدیمہ کو ابرہۃ الاشرم کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سد عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے اس میں بھی اس بند کے ٹوٹنے کا ذکر ہے مگر یہ غالباً اس واقعہ کے بعد ہوا جس کا ذکر قرآن میں ہے واللہ اعلم، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جب اللہ نے چاہا عذاب بھیجے گھونس پیدا ہوئی اس پانی کے بند میں اس کی جڑ کریدڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ ڈالا اور وہ پانی عذاب کا تھا جس زمین پر پھر گیا کام سے جاتی رہی کہتے ہیں کہ بند ٹوٹنے کی پیشین گوئی ایک کاہن نے کی تھی اس پر بہت لوگ وطن چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے جو باقی رہے انہیں ان باغوں کے بدلہ یہ ملی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱۵ ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ

نشانیاں ہیں ہر صبر کرنیوالے شکر گزار کے لئے۔ اور سچ کر دکھایا ان پر شیطان نے

ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا

اپنے گمان کو پس انہوں نے اس کی پیروی کی مگر تھوڑے سے ایماندار (اس کے بہکائے نہ بہکے)

كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

اور ابلیس کا ان پر کچھ زور نہ تھا (مگر ہم نے ان کو آزمایا تھا) تا کہ ہم معلوم کر لیں اس کو جو ایمان لاتا

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ

ہے آخرت پر الگ اس شخص سے جو آخرت کی طرف سے شک میں ہے و۱ اور تیرا پروردگار ہر

شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

چیز پر نگہبان ہے۔ کہہ دے کہ تم پکارو ان کو جنہیں تم گمان کرتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ کے سوا و۲ نہ وہ اختیار رکھتے ہیں ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا

میں کچھ ساجھا ہے اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے

لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ

اور نہیں کام آتی سفارش اللہ کے ہاں مگر اسی کو کہ جس کے واسطے وہ اجازت دیدے۔

اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا

یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو (آپس میں) کہتے ہیں

و۱ یعنی ہم کو امتحان اور آزمائش مقصود ہے کہ مومن اور کافر متعین ہو جاویں کیونکہ بعض کو ثواب اور بعض کو عذاب دینا مقتضائے حکمت ہے اور وہ حکمت صفات الٰہی کا ظاہر ہونا ہے یا اور کچھ ہو جو انسان کو معلوم نہ ہو اور ظاہری طور پر جاننے کا مطلب شروع پارۂ سیقول میں گزر چکا ہے اور ایمان میں آخرت کی تخصیص کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ آخرت کے اعتقاد کو طلب حق اور درستی دین میں زیادہ دخل ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

داؤد علیہ السلام کا ذکر اور ان کی تسبیح کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا اور جنات کی تسخیر کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت اور قوم سبا کا ذکر فرمایا گیا۔ شکر کی تعلیم اور ناشکری کا نتیجہ ذکر فرمایا گیا۔ شیطان کے ذریعے انسانی آزمائش کو ذکر کیا گیا۔ ع ۲/۱۲ ۸

و۲ کہ جن کو تم سوائے خدا کے اپنے (معبود اور کارساز) سمجھ رہے ہو ان کو پکار دیکھو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان دونوں کے پیدا کرنے اور انتظام قائم رکھنے میں) ان کی مصیبت کے لئے تم ان کو پکار دیکھو اگر (ان کی الوہیت و حکمرانی کے متعلق) تمہارا قول صحیح ہے تو وہ تمہاری مدد کریں گے (یہ قیاس استثنائی شرطیہ ہے) لیکن وہ تو چھوٹی چیونٹی کے برابر آسمان و زمین میں ہونے والی خیر و شر کا اختیار نہیں رکھتے اس لئے تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں حاصل یہ کہ تمہارا یہ (مخلوق کے معبود اور شریک ہونے کا) خیال ہی غلط ہے آسمان و زمین کا ذکر عموم عرفی کی وجہ سے کیا یہ وجہ ہے کہ کافروں کے معبود کچھ سماوی تھے جیسے ملائکہ اور ستارے اور کچھ ارضی تھے جیسے بت یا ان دونوں کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ خیر و شر کے ظاہری اسباب کچھ آسمانی ہوتے ہیں اور کچھ زمینی۔ (تفسیر مظہری)

مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ

کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے؟ (ملاء الاعلیٰ) کہتے ہیں کہ برحق (فرمایا) اور وہ عالیشان

مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ

سب سے بڑا ہے ف۱ کہہ کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے؟ تو خود ہی کہہ دے کہ اللہ! اور ہم

اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ

یا تم ضرور ہدایت یا صریح گمراہی میں ہیں ف۲ کہہ دے

لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾

تم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی جو ہم نے گناہ کئے اور ہم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی جو تم کرتے ہو۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ

کہہ دے کہ جمع فرمائے گا ہم سب کو ہمارا پروردگار پھر فیصلہ فرمائے گا ہمارے درمیان انصاف

الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

سے۔ اور وہی فیصلہ فرمانے والا دانا ہے۔ کہہ دے کہ انہیں مجھے دکھاؤ

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

تو جن کو تم اللہ کے ساتھ ملاتے ہو شریک ٹھہرا کر (رب کا شریک) ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی اللہ

اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

زبردست حکمت والا ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا ہے تمام لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر سنانے والا

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

ولیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے ف۳ اور کہتے ہیں کہ کب ہو گا یہ وعدہ؟

ف۱ مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو ایک ستارہ جھڑا اور زبردست روشنی ہوگئی آپ نے دریافت فرمایا کہ جاہلیت میں تمہارا خیال ان ستاروں کے جھڑنے کی نسبت کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم اس موقع پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بہت بڑا آدمی پیدا ہوا یا مرا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ دونوں سچے نہیں ہو سکتے:

توحید کا معنی ہے نفی شرک توحید شرک کی نقیض ہے جس طرح ضلال اور ہدایت کے درمیان تناقض ہے کیوں کہ ضلال نفی ہدایت کا نام ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ دونوں باتیں (توحید و شرک اور گمراہی و ہدایت) صحیح ہوں، یا دونوں میں کوئی صحیح نہ ہو، آیت سابقہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ روزی دینے والا صرف اللہ ہے کوئی اور رازق نہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اہل توحید ہدایت پر ہیں اور مشرک کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

حضرت جابر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں (خصوصیت کے ساتھ) عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں (۱) مجھے یہ بات دی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت پر میرا رعب (دشمنوں کے دلوں میں) ڈالا گیا۔ (۲) تمام زمین کو میرے لیے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا، لہٰذا میری امت میں سے جس کسی کے لئے نماز کا وقت آپہنچے وہ (جس پاک جگہ پر) نماز پڑھنا چاہے (وضو کر کے اور پانی کے فقدان کی صورت میں مٹی سے تیمم کر کے) نماز پڑھ لے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ (۴) مجھے شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی۔ (۵)

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ

اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے تمہارے لئے ایک دن کا

لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ

وعدہ ہے کہ نہ تم اس سے ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ

اور کافر کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ

بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ

اس کتاب پر جو اس سے آگے ہے۔ اور تو (تعجب کرے) اگر دیکھے جب ظالم کھڑے کئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ

جائیں گے اپنے پروردگار کے حضور میں لوٹائے گا ایک دوسرے کی طرف بات کو ۱؎

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ

کمزور لوگ کہیں گے سرکش لوگوں سے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم

لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ

ضرور ایماندار ہوتے ۲؎ کہیں گے سرکش لوگ ناتوانوں سے

اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ

کہ کیا ہم نے تم کو روک رکھا تھا ہدایت سے اس کے بعد کہ

جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

وہ تمہارے پاس آئی (ایسا نہ تھا) بلکہ تم ہی گنہگار تھے اور کہیں گے

ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا لیکن مجھے سب لوگوں (کی ہدایت) کیلئے بھیجا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ — ۹

کفار مکہ کو بت پرستی سے روکا گیا اور فرشتوں کی تابعداری کو بیان کیا گیا۔ معبودان باطلہ کی عاجزی اور اللہ کی زمین و آسمان کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ تامہ کو ذکر فرمایا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلا رکھی ہو جب چاروں طرف آگ کی روشنی پھیل گئی ہو تو پتنگے اور یہ کیڑے کوڑے اس میں گرنے لگے ہوں وہ شخص کتنا ہی ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہو مگر پتنگے اس میں زبردستی گر رہے ہوں میں بھی اسی طرح پیچھے سے تمہاری کمر پکڑ کر آگ میں گھسنے سے روک رہا ہوں مگر تم آگ میں گھسے پڑتے ہو، حدیث متفق علیہ ہے، الفاظ بخاری کے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۱؎ کہتے ہیں ہم کتابوں کو نہیں مانتے:

یعنی ہم نہ قرآن کو مانیں نہ اگلی کتابوں کو جنہیں تم آسمانی کتابیں بتلاتے ہو، مثلاً تورات و انجیل وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جہاں دیکھو وہی حساب کتاب اور قیامت کا مضمون، سو ان چیزوں کو ہم ہرگز تسلیم کرنیوالے نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۲؎ محشر میں پتہ چلے گا:

یعنی جیسے ناکامی کے وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامیابی کا سبب گردانتا ہے محشر میں بھی کفار ایک دوسرے کو مورد الزام بنائینگے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

کمزور لوگ سرکش لوگوں سے بلکہ (تمہارے) رات دن کے مکر نے (ہم کو روکا)

إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا

جبکہ تم ہم کو اس کا حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور ٹھہرائیں اس کے شریک۔ اور چھپے چھپے

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي

پشیمان ہوں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم طوق ڈال دیں گے کافروں کی

أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾

گردنوں میں ان کو اسی کی سزا دی جائے گی جو عمل وہ کرتے تھے ف۱

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ کہ جو تمہارے

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿۳٤﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا

ہاتھ بھیجا گیا ہم تو اس کو نہیں مانتے۔ اور کہنے لگے کہ ہم زیادہ تر ہیں مال

وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ

اور اولاد میں اور ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کہہ دے بیشک میرا پروردگار

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

فراخ کر دیتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے ولیکن بہتیرے آدمی

يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ

نہیں جانتے اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں

ف۱ آگ سارا گوشت جلا دے گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جہنمی جب ہنکا کر جہنم کے پاس پہنچائے جائیں گے تو جہنم کے ایک ہی شعلے کی لپیٹ سے سارے جسم کا گوشت جھلس کر پیروں پر آپڑے گا (ابن ابی حاتم) حسن بن یحییٰ خشنیؒ فرماتے ہیں کہ جہنم کے ہر قید خانے ہر غار ہر زنجیر ہر قید پر جہنمی کا نام لکھا ہوا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

هل يجزون الا ما كانو يعملون

ان کو سزا نہیں دی جائے گی مگر ان ہی اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے بوساطت سفیان عاصم کی روایت سے ابو رزین کا بیان نقل کیا ہے کہ دو آدمی شریک تھے جن میں سے ایک ملک شام کو چلا گیا دوسرا (مکہ میں ہی) رہا جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو مقیم شخص نے مسافر کو یہ خبر لکھ کر بھیجی مسافر نے مقیم کو لکھا کہ اس شخص کا (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے) کیا بنا مقیم نے جواب میں لکھا قریش میں سے صرف نچلہ طبقہ اور غریب لوگ اس کے پیرو ہوئے ہیں، جونہی یہ تحریر مسافر کو ملی وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اپنے ساتھی (مقیم شخص) سے آکر ملا اور کہا مجھے اس شخص کا پتہ بتادو، یہ مسافر شخص بعض (سابقہ آسمانی) کتابیں پڑھا کرتا تھا، غرض رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور سوال کیا آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں (اوامر ونواہی) کی یہ سنتے ہی وہ بول اٹھا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کیسے جانا کہنے لگا، جو نبی بھی مبعوث ہوا (پہلے پہلے) نچلا طبقہ اور غریب لوگ ہی اس کے پیرو ہوئے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۱۰ کفار کی ہٹ دھرمی اور سرداروں کی کٹ حجتی کو ذکر فرمایا گیا اور روز محشر ان کی حالت کی منظر کشی کی گئی۔

عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

قریب کے مرتبہ میں مگر ہاں جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے ۱ تو وہی ہیں

لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ

جن کے لئے دو چند جزا ہے ان کے اعمال پر اور وہ بالاخانوں میں اطمینان سے (بیٹھے)

اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ

ہوں گے اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے (رد) میں ہرانے کو یہی لوگ

فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ کہہ دے میرا پروردگار فراخ کرتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور جس کو چاہے تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو

مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ

کسی جنس سے تو وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ ۲ اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ

وہ جمع فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کہ کیا یہی لوگ تمہاری پرستش کیا

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

کرتے تھے؟ فرشتے عرض کریں گے کہ تو پاک ذات ہے تو ہی ہمارا کارساز ہے نہ وہ۔

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

بلکہ وہ پرستش کرتے تھے جنات کی۔ ان میں اکثر ان ہی کا اعتقاد رکھتے تھے۔

۱ مال کے مصارف:

حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک کام صدقہ ہے، اور کوئی آدمی جو اپنے نفس یا اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ کے حکم میں ہے موجب ثواب ہے اور جو شخص کچھ خرچ کر کے اپنی آبرو بچائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق کچھ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس کا بدل اس کو دے گا مگر وہ خرچ جو (فضول زائد از ضرورت) تعمیر میں یا کسی گناہ کے کام میں کیا ہو اس کے بدل کا وعدہ نہیں۔

حضرت جابرؓ کے شاگرد ابن المنکدرؒ نے یہ حدیث سن کر ان سے پوچھا کہ آبرو بچانے کے لئے خرچ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ نہیں دیں گے تو عیب جوئی کرے گا برا کہتا پھرے گا یا بدگوئی کرے گا اس کو اپنی آبرو بچانے کے لیے دینا مراد ہے۔ (رواہ الدار قطنی، قرطبی)
(معارف القرآن مفتی اعظم)

۲ خرچ کرنے سے نعمت بڑھتی ہے:

جس چیز کا خرچ گھٹ جاتا ہے اس کی پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے اس آیت کے اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیائے صرف انسان اور حیوانات کے لئے پیدا فرمائی ہیں جب تک وہ خرچ ہوتی رہتی ہیں ان کا بدل منجانب اللہ پیدا ہوتا رہتا ہے جس چیز کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں جانوروں میں بکرے اور گائے کا سب سے زیادہ خرچ ہے کہ ان کو ذبح کر کے گوشت کھایا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

حضرت بلالؓ سے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! خرچ کر اور عرش والے کی طرف سے تنگی کا خیال بھی نہ کر۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

تو آج مالک نہیں تم میں ایک دوسرے کے بھلے کا اور نہ بُرے کا

وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اور ہم کہہ دیں گے ظالموں سے کہ چکھو اس آگ کا عذاب جس کو تم

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

جھٹلایا کرتے تھے اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری صاف صاف آیتیں تو

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا

کہتے ہیں کہ بس یہ پیغمبر تو ایک مرد ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو اس سے روک دے جس کی پرستش کرتے

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ

رہے تمہارے باپ دادا ف۱۔ اور کہتے ہیں کہ بس یہ (قرآن) تو ایک باندھا ہوا جھوٹ ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اور کہتے ہیں کافر حق بات کو جبکہ وہ ان کے پاس آئی کہ بس یہ تو

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا

صریح جادو ہے اور نہ ہم نے ان کو کچھ کتابیں دیں کہ وہ ان کو پڑھتے ہوں

وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ

اور نہ انکی طرف بھیجا تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ف۲ اور جھٹلایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ

ان کے اگلوں نے بھی اور یہ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصہ کو بھی جو ہم نے اگلوں کو دے رکھا تھا

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کافروں کی بدگمانی:

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ یہ شخص نبی کچھ نہیں پس اتنی غرض ہے کہ ہمارے باپ دادوں کا طریقہ چھڑا کر جس کو ہم قدیم سے حق جانتے چلے آئے ہیں اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم و متبوع بن کر بیٹھ جائے گویا صرف حکومت و ریاست مطلوب ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر عثمانی)

ف۲ کفار مکہ کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے:

یعنی بعض امی تھے نہ کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ میں تھی نہ اتنی مدت دراز سے کوئی نبی ان میں آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان پیغمبر اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی چاہئے کہ اسے غنیمت جانیں اور انعام الٰہی کی قدر کریں خصوصاً جبکہ پہلے سے خود کہا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی پیغمبر اتارا یا کوئی کتاب ہم پر اتاری جاتی تو اوروں سے بڑھ کر ہم فرمانبردار ہوتے اب وہ چیز آئی تو لگے انکار واستکبار کرنے یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کے پاس کوئی کتاب یا ھادی ایسا نہیں بھیجا جو آپ کی تعلیم دیتا ہو پھر کس دلیل نقلی یا عقلی کی بناء پر یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

من کتب، یعنی ایسی کتابیں نہیں دی تھیں جن میں شرک کو صحیح قرار دیا گیا ہو۔

من نذیر اور نہ کوئی ایسا پیغمبر بھیجا تھا جس نے ان کو شرک کی دعوت دی ہو اور ترکِ شرک پر عذاب سے ڈرایا ہو پھر شرک کے مدعی یہ کہاں سے بن بیٹھے اور قرآن کو جھوٹ کہنے اور جادو قرار دینے اور نبی پر خود ساختہ اور افترا بندی کا الزام رکھنے کی اجازت ان کو کس نے دی اس آیت میں مشرکوں کی جہالت و سبک سری کا اظہار ہے اس سے آگے تہدید عذاب دینے کے لئے فرمایا۔ (تفسیر مظہری)

فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ

تو جھٹلایا میرے پیغمبروں کو تو کیسا ہوا میرا عذاب کہہ دے بس میں تم کو

بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا

ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں (وہ) یہ کہ تم اٹھ کھڑے ہو اللہ واسطے دو دو اور ایک ایک پھر غور کرو کہ

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

تمہارے اس رفیق کو کچھ جنون نہیں ہے بس وہ تو تم کو ڈر سنانے والا ہے

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

ایک بڑے سخت عذاب کے آگے آگے کہہ دے کہ جو کچھ میں نے تم سے مزدوری مانگی ہو

فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے) میری مزدوری تو اللہ ہی کے ذمہ ہے ف۱ اور وہ ہر

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ

چیز پر خبردار ہے۔ کہہ دے کہ میرا پروردگار ڈالتا جاتا ہے سچا دین وہ جاننے والا

الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

غیب کی باتوں کا کہہ دے آ پہنچا دین۔ برحق اور باطل کو تو پہلا وار اور نہ دوسرا کہہ دے کہ

يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ

اگر میں گمراہ ہوں تو بس اپنے ہی برے کو گمراہ ہوتا ہوں اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس سبب سے

وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

کہ وحی بھیجتا ہے میری جانب میرا پروردگار۔ بیشک وہ سننے والا (اور ہر ایک کے) قریب ہے۔

خلاصہ رکوع ۵ ع ۹ / ۱۱

قرب الٰہی کا حقیقی ذریعہ ایمان و عمل صالح کو قرار دیا گیا اور منکرین کو عذاب سنایا گیا۔ اللہ کی صفت رزاقیت کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی بدگمانیوں کا ازالہ فرمایا گیا۔ غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی۔ حق کی عالمگیریت اور باطل کی کمزوری کو ذکر فرمایا گیا۔ برائی کا برا انجام ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ اللہ کا حق اور بندوں کا حق:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذؓ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے حضرت معاذؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو ہی پورا علم ہے فرمایا بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت کریں کسی اور کو اللہ کا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو شرک نہ کرتا ہو اللہ اس کو عذاب نہ دے۔ متفق علیہ۔ (تفسیر مظہری)
صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نبی ﷺ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور عرب کے دستور کے مطابق یا صباحاہ کہہ کر آواز بلند کی جو علامت تھی کہ کوئی شخص کسی اہم بات کے لئے بلا رہا ہے عادت کے مطابق اسے سنتے ہی لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا، سنو اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہاری طرف چڑھائی کرنے چلا آرہا ہے اور عجب نہیں کہ صبح و شام ہی تم پر حملہ کر دے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے بہ یک زبان جواب دیا کہ ہاں بے شک ہم آپ کو سچا جانیں گے آپ نے فرمایا، سنو میں تمہیں اس عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہارے آگے ہے یہ سن کر ابولہب ملعون نے کہا، تیرے ہاتھ ٹوٹیں کیا اسی لئے تو نے ہم سب کو جمع کیا تھا اس پر سورۃ تبت یدا الخ اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَرِيۡبٌ ۝۵۰ وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ فَزِعُوۡا فَلَا فَوۡتَ وَاُخِذُوۡا

اور تو (تعجب کرے) اگر دیکھے جب یہ لوگ گھبرا اٹھیں گے پھر بھاگے بچ نہ سکیں گے

مِنۡ مَّكَانٍ قَرِيۡبٍ ۝۵۱ وَّقَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ

اور پکڑ لئے جائیں گے پاس کے پاس سے۔ اور کہنے لگیں گے کہ ہم ایمان لے آئے قرآن پر

التَّنَاوُشُ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ۝۵۲ وَّقَدۡ كَفَرُوۡا بِهٖ مِنۡ

اور اب کہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے دور جگہ سے اور اس کا کفر کرتے رہے

قَبۡلُ ۚ وَيَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ۝۵۳ وَحِيۡلَ

پہلے سے۔ اور (اٹکل کے تکے) چلاتے رہے بے دیکھے دور جگہ سے اور آڑ کر دی گئی

بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ

ان کے اور ان چیزوں کے درمیان جن کی یہ خواہش کریں جیسا کہ کیا گیا

قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِىۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ ۝۵۴ ع

ان جیسے لوگوں کے ساتھ ان سے پہلے! ف۱ بیشک وہ لوگ تو ہی شک میں (پڑے) تھے۔ ف۲

سُوۡرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمۡسٌ وَّاَرۡبَعُوۡنَ اٰيَةً وَّخَمۡسُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ فاطر مکہ میں اتری اور اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ

ہر طرح کی تعریف اللہ کو زیبا ہے جس نے بنا نکالا آسمانوں اور زمین کو

ف۱ کافروں کی روح دنیاوی لذتوں میں انکی رہتی ہے: آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ کافروں کی جب موت آتی ہے ان کی روح حیات دنیا کی لذتوں میں انکی رہتی ہے لیکن موت مہلت نہیں دیتی اور ان کی خواہش کے اور ان کے درمیان وہ حائل ہو جاتی ہے جیسے اس شخص مغرور ومفتون کا حال ہوا کہ گیا تو عورت ڈھونڈھنے کو اور ملاقات ہوئی ملک الموت سے امید پوری ہو اس سے پہلے روح پرواز کر گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورہ سبا

اگر کوئی خواب میں یہ سورۃ پڑھے تو دلیل ہے کہ عابد و زاہد ہوگا (حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ)

ع ۶ ۹ ۱۲

ف۲ یہاں شک اور تردد یقین کے مقابل ہے جو پختہ انکار کو بھی شامل ہے کیونکہ کفار کو تو شک نہ تھا وہ تو بڑی پختگی سے انکار کرتے تھے اور لفظ شک سے تعبیر کرنے میں یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ اگر حق میں شک بھی ہو تب بھی مہلک ہے چہ جائیکہ پختہ انکار ہو یا یوں کہا جائے کہ حق جب بار بار کان میں پہنچتا ہے تو طبعی طور پر کچھ نہ کچھ احتمال جانب مخالف کا اکثر ہو ہی جاتا ہے پس شک اور تردد دونوں اپنے معنی پر رہیں گے مگر چونکہ حق کا یقین حاصل نہ ہوا تھا اس لئے باطل کا اتنا دل سے اکھڑ جانا مقبول نہ ہوگا۔ (تسہیل بیان)

خاصیت: آیت ۴۹، ۵۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ

اس نے بنایا فرشتوں کو پیغام بر جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار! ف۱

یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ

وہ زیادہ کر دیتا ہے پیدائش میں جو چاہتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر

قَدِیۡرٌ ① مَا یَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ

قادر ہے جو اللہ کھول دے لوگوں کے لئے رحمت تو کوئی

لَهَا ۚ وَ مَا یُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَ

اس کا روکنے والا نہیں۔ اور جو بند کر دے تو کوئی اس کا بھیجنے والا نہیں اس کے (بند کئے) پیچھے۔ اور

هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ② یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ

وہ زبردست حکمت والا ہے! ف۲ لوگو یاد کرو اللہ کا احسان

اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰهِ یَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ

اپنے اوپر! کیا کوئی پیدا کرنے والا ہے اللہ کے سوا کہ تم کو روزی دے

السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤۡفَكُوۡنَ ③

آسمان سے اور زمین سے؟ کوئی معبود نہیں مگر وہی پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہو

وَ اِنۡ یُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ

اور اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائے جا چکے ہیں پیغمبر تجھ سے پہلے!

وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ④ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ

اور اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

ف۱ فرشتوں کے یہ بازو ان کی خلقت کے مناسب ہیں جیسے ان کی خلقت نورانی ہے اسی طرح ان کے بازو بھی نورانی ہیں اور اصل حقیقت اور کیفیت تو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پھر خدا کے پیغمبر جنہوں نے فرشتوں کو دیکھا ہے وہی کچھ ان کا حال بتا سکتے ہیں فلسفی اور سائنس دان دائرۂ محسوسات میں صرف اتنا بتلا سکتے ہیں کہ کبوتر کے دو بازو ہیں اور دو پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتا ہے مگر کس طرح اڑتا ہے اور اس کے طیران (اڑنے کی) حقیقت اور کیفیت کیا ہے یہ بیان نہیں کر سکتا۔ (معارف کاندھلوی)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پر والے بازو عطا فرمائے ہیں، جن سے وہ اڑ سکتے ہیں حکمت اس کی ظاہر ہے کہ وہ آسمان سے زمین تک کی مسافت بار بار طے کرتے ہیں، یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کو سُرعتِ سیر کی قوت عطا کی جائے اور وہ اڑنے ہی کی صورت میں ہوتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

جبرئیل علیہ السلام کے پر:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ المعراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ہر دو پر کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی وہی کشادہ اور بند کرنے پر قادر ہے اور ان میں سے جس صورت کو وہ اختیار کرتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے آگے بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہونے کے علاوہ انعام کرنے میں بھی کامل ہے چنانچہ تم پر اس نے بے شمار نعمتیں فائض کی ہیں۔ (تسہیل بیان)

حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ

تو تم کو فریب نہ دے دنیا کی زندگی اور تم کو نہ دھوکا دے اللہ کے بارے میں

الۡغَرُوۡرُ ۝ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَـكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ

وہ دغا باز (شیطان) بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن ہی

اِنَّمَا يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ؕ ۝

اس کو سمجھے رہو بس وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ دوزخ والوں میں

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

ہو جاویں ف۱ جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ۝ اَفَمَنۡ

اور نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے بھلا وہ شخص کہ

زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اس کو بھلا کر دکھایا گیا اس کا عمل بد پھر اس نے اس کو اچھا دیکھا (کہیں مومن صالح کی مثل ہوسکتا

مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ

ہے) بس اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ تو تیری جان نہ

عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ۝

جاتی رہے ان پر حسرتیں کر کر کے بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۲

وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ

اور اللہ وہ ہے جس نے ہوائیں چلائیں پھر وہ ہوائیں اٹھاتی ہیں بادلوں کو پھر ہم نے اس کو ہانک دیا

ف۱ شیطان سے بچنا ضروری ہے:

یعنی قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور رقتی عیش و بہار پر نہ پھولو اور اس مشہور دغاباز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے کبھی اچھا مشورہ نہ دیگا۔ یہ ہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو اس کی بات نہ مانو۔ اس پر ثابت کردو کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱

اللہ کی تعریف فرشتوں کی ساخت کو ذکر فرمایا گیا اور اللہ کا معبود حقیقی ہونا ذکر فرمایا گیا۔ شیطان سے حفاظت کی ضرورت اور کفار کیلئے عذاب اور اہل ایمان کیلئے مغفرت کا ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ / ۲ / ۱۳

ف۲ سبب نزول:

جبیر نے بوساطت ضحاک حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے دعاء کی تھی اے اللہ اپنے دین کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام (کے ایمان) سے غلبہ عطا فرما چنانچہ اللہ نے حضرت عمر کو ایمان کی توفیق عنایت کر دی اور ابوجہل کو گمراہ چھوڑ دیا ان ہی دونوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

مردہ شہر کی جانب پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مر گئے

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

پیچھے اسی طرح جی اٹھنا ہے! ول جو عزت چاہتا ہے تو اللہ ہی کے لئے ہے تمام عزت

جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات اور عمل صالح

يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور وہ لوگ بری تدبیریں سوچتے رہتے ہیں ان کے لئے سخت

شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ

عذاب ہے اور ان کا مکر وہی نابود ہو گا اور اللہ نے تم کو پیدا فرمایا

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تم کو بنا دیا جوڑے جوڑے! اور نہ کسی عورت کو

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ

پیٹ رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر اللہ ہی کے علم سے! اور نہ عمر دیا جاتا ہے کوئی بڑا عمر والا

وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے مگر کتاب میں (لکھا ہوا ہے) بیشک

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۱۱ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

یہ اللہ پر آسان ہے اور برابر نہیں ہوتے دو دریا یہ ایک تو میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے

ول مُردوں کے زندہ ہونے کی کیفیت:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت سے مسلم نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بعث کی کیفیت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے پھر اللہ ایک بارش شبنم کی طرح بھیجے گا جس کی وجہ سے اجسام اگیں گے۔الحدیث

ابوالشیخ نے العظمت میں وہب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بحر مسجور (آتشیں سمندر) کی ابتداء اللہ کے علم میں ہو گی اور اس کا آخر (کنارہ) اللہ کے ارادہ میں ہو گا اس کے اندر مادۂ منویہ کی طرح گاڑھا پانی ہو گا جس کو راجفہ اور رادفہ (زمین کے دو زلزلے) کے درمیان اللہ برسائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سیلابی مٹی سے سبزہ اگتا ہے پھر اللہ مومنوں کی روحوں کو جنت سے (لاکر) اور کافروں کی روحوں کو دوزخ سے (لاکر) یکجا کریگا تاکہ ان کو صورتیں عطا فرمائے اسرافیل بحکم خدا (صور) پھونکیں گے جس سے ہر روح اپنے بدن میں داخل ہو جائے گی۔ الحدیث (تفسیر مظہری)

صحیح حدیث میں ہے ابن آدم تمام کا تمام گل سڑ جاتا ہے لیکن ریڑھ کی ہڈی نہیں سڑتی، اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے ترکیب دیا جائے گا، یہاں بھی نشان بتا کر فرمایا، اسی طرح موت کے بعد کی زیست ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنۡ كُلٍّ تَاۡكُلُوۡنَ

اس کا پانی خوشگوار ہے اور دوسرا کھاری کڑوا ہے! اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو

لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡنَ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى

تازہ گوشت اور زیور نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو ول اور تو دیکھتا ہے

الۡفُلۡكَ فِيۡهِ مَوَاخِرَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ

کشتیوں کو دریا میں کہ پھاڑتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم طلب کرو اللہ کا فضل اور تاکہ

تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى

تم شکر کرو داخل فرمادیتا ہے رات کو دن میں اور داخل کر دیتا ہے دن کو

الَّيۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ

رات میں اور تابعدار بنایا سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے وعدہ

مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ

مقرر تک! وٓ یہ اللہ ہے تمہارا پروردگار اسی کی بادشاہی ہے! اور جن کو تم پکارتے ہو

مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ ﴿۱۳﴾ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ

اس کے سوا وہ مالک نہیں ایک چھلکے کے بھی اگر تم ان کو پکارو تو نہ سنیں گے

لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ

تمہارے پکارنے کو! اور اگر سن لیں تو تمہاری فریاد کو پہونچیں گے نہیں

وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ

اور قیامت کے دن منکر ہو جائیں گے تمہارے شرک سے اور تجھ کو کوئی نہ بتادے گا (اللہ) خبردار

ول مچھلی کا حکم:
اس آیت میں مچھلی کو گوشت کے لفظ سے تعبیر کرنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ مچھلی خود بخود حلال گوشت ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، بخلاف دوسرے بری جانوروں کے کہ جب تک ان کو اللہ کے نام پر ذبح نہ کرو وہ حلال نہیں، مچھلی میں یہ شرط نہیں اس لئے وہ بنا بنایا گوشت ہے۔

موتی کھاری اور میٹھے دونوں طرح کے پانی میں ہوتے ہیں:
حلیہ کے معنی زیور کے ہیں، مراد اس سے موتی ہیں، آیت سے معلوم ہوا کہ موتی جس طرح دریائے شور میں پیدا ہوتے ہیں شیریں دریاؤں میں بھی ہوتے ہیں جو عام شہرت کے خلاف ہے، کیونکہ معروف و مشہور یہی بات ہے کہ موتی دریائے شور (سمندر) میں پیدا ہوتے ہیں۔

وٓ مغرب کے فلاسفروں کا شوشہ:
اس آیت سے معلوم ہوا کہ آفتاب و ماہتاب حسب حکم خداوندی گردش کرتے رہتے ہیں، فلاسفۂ مغرب نے ایک شوشہ یہ چھوڑا ہے کہ آفتاب زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے۔
اگر فلاسفۂ مغرب کا یہ خیال صحیح ہوتا کہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو لامحالہ زمین کے گھومنے سے قطب ستارہ ضرور متبدل ہوتا رہتا حالانکہ وہ ہمیشہ اپنے حال پر رہتا ہے اور ٹھیک اسی جگہ رہتا ہے جہاں پہلے تھا بلکہ جو لوگ زمین کے شمال اور جنوب میں رہتے ہیں ہر ایک کی جہت متبدل ہو جانی چاہئے حالانکہ تمام سال میں ہم کسی وقت کسی کی جہت کو متبدل نہیں پاتے پس ثابت ہوا کہ زمین کی گردش کا خیال بالکل غلط ہے۔
نیز اگر زمین گردش کرتی تو لازم تھا کہ دریاؤں اور کنوؤں کے پانی منقلب ہو جاتے بلکہ گھڑوں اور کٹوروں کے پانی بھی پلٹ جاتے لہٰذا یہ کہنا کہ زمین آفتاب کے گرد بہت زور سے چکر لگاتا ہے بالکل غلط اور باطل ہے۔ (معارف کاندھلوی)

خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ

کے مانند والوگو تم حاجت مند ہو اللہ کی طرف اور اللہ

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

وہی بے پروا سزا وار حمد ہے اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور لے آئے نئی

جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ

خلقت اور یہ اللہ پر دشوار نہیں ہے اور نہ اٹھائے گا

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا

کوئی اٹھانے والا دوسرے کے بوجھ کو! اور اگر پکارے وہ شخص جس پر بھاری بوجھ ہو

لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ

اپنا بوجھ بٹانے کو اس سے کچھ بھی تو نہ اٹھایا جائے گا گرچہ رشتہ دار ہو! ف۲

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ

بس تو ان ہی کو ڈراتا ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے غائبانہ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور جو سنورتا ہے تو بس اپنے ہی بھلے کو سنورتا ہے اور اللہ کی

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ

طرف لوٹ جانا ہے اور برابر نہیں ہوتا اندھا اور بینا اور نہ اندھیرے

وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ ۚ وَمَا يَسْتَوِي

اور نہ اُجالا اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر ہوتے

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ‏۷ ‏۱۴

نیک وبد میں امتیاز۔ مردوں کا زندہ کرنا ذکر فرمایا گیا۔ کلمات کا پاک ہونا اور عمل کا صالح ہونا دونوں ضروری ہیں۔ انسانی توالدوتناسل اور مقررہ عمر کو ذکر فرمایا گیا۔ غلبہ اسلام کے اشارے اور معبودان باطلہ کی بیزاری و عاجزی کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ غیر اللہ کو مدد کیلئے پکارنا بیکار ہے

مسئلہ: یہ بت بعض انبیاء یا فرشتے جن کو تم خدا سمجھ کر پرستش کرتے ہو اور اگر ان کو مصیبت کے وقت پکارو گے تو اولاً یہ تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے' کیونکہ بتوں میں تو سننے کی صلاحیت ہے ہی نہیں' انبیاء اور فرشتوں میں اگرچہ صلاحیت ہے مگر نہ وہ ہر جگہ موجود ہیں نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسے فرشتے اور انبیاء تو پھر بھی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کو خود قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کرسکتے۔ (معارف القرآن)

ف۲ قرابت ورشتہ کا واسطہ نہیں چلے گا:

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں، پڑوسی پڑوسی کے پیچھے پڑ جائے گا، اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ اس سے پوچھ تو سہی کہ اس نے مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کرلیا تھا۔ کافر مؤمن کے پیچھے لگ جائے گا اور جو احسان اس نے دنیا میں کئے تھے وہ یاد دلا کر کہے گا کہ آج میں تیرا محتاج ہوں۔ مومن بھی اس کی سفارش کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا عذاب قدرے کم ہو جائے گو جہنم سے چھٹکارا محال ہے، باپ بیٹے کو اپنے احسان جتائے گا اور کہے گا کہ

الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا

زندے اور نہ مردے! بیشک اللہ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے

أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿۲۲﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾

اور تو ان کو سنانے والا نہیں جو قبروں میں (پڑے) ہیں بس تو تو ڈرانے والا ہے ف۱

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ

ہم نے تجھ کو بھیجا ہے دین حق دے کر خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور کوئی امت

إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۴﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ

ایسی نہیں جس میں نہیں گزرا کوئی ڈرانے والا اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو جھٹلا چکے ہیں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ

وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ ان کے پاس آئے تھے ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں اور صحیفے

وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ

اور روشن کتاب لے کر پھر میں نے دھر پکڑا کافروں کو تو کیسا ہوا

كَانَ نَكِيرِ ﴿۲۶﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ

میرا عذاب! کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی

فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ

پھر ہم نے نکالے ایسے میوے کہ طرح طرح کے ان کے رنگ ہیں اور پہاڑوں میں

جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿۲۷﴾

گھاٹیاں سفید اور سرخ مختلف ہیں ان کے رنگ اور کالے بھجنگ! اور آدمیوں

رائی کے دانے برابر مجھے آج اپنی نیکیوں میں سے دے دے وہ کہے گا، لیا! آپ چیز تو تھوڑی سی طلب فرمارہے ہیں لیکن آج تو جو کھٹکا آپ کو ہے وہی مجھے بھی ہے میں تو کچھ بھی نہیں دے سکتا، پھر بیوی کے پاس جائے گا اس سے کہے گا میں نے تیرے ساتھ دنیا میں کیسے سلوک کیے ہیں؟ وہ کہے گی بہت ہی اچھے، یہ کہے گا آج میں تیرا محتاج ہوں، مجھے ایک نیکی دے دے تا کہ عذابوں سے چھوٹ جاؤں، جواب ملے گا کہ سوال تو بہت ہلکا ہے لیکن جس خوف میں تم ہو وہی ڈر مجھے بھی لگا ہوا ہے میں تو کچھ بھی سلوک آج نہیں کر سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۱ پیغمبر کی ذمہ داری:

یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو مُردوں کو بھی سنادے یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے برے سے آگاہ کردینا ہے کوئی مُردہ دل کافر ان کی بات نہ سنے تو یہ انکے بس کی بات نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی سب خلق برابر نہیں جنہیں ایمان دینا ہے ان ہی کو ملے گا۔ تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا "نہ اندھیرا نہ اُجالا" یعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے اور نہ اُجالا برابر اندھیرے کے (یہ "لا" کے تکرار کا فائدہ بتلادیا) اور فرمایا تو نہیں سنانے والا قبر میں

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۱۲ / ۱۵

انسانی محتاجگی اور قرابت رشتہ کا کارآمد نہ ہونیکو بیان فرمایا گیا۔ کفار و مومنین میں امتیاز اور پیغمبرانہ ذمہ داری کو بیان فرماکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صفات ذکر فرمائی گئیں۔

پڑے ہوؤں کو"۔ حدیث میں آیا کہ مُردوں سے سلام علیک کرو۔ اور بہت جگہ مُردوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ، وہ نہیں سنتا"۔ (تفسیر عثمانی)

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ

اور چوپاؤں اور مویشیوں میں کہ کئی کئی طرح کے ان کے رنگ ہیں

اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اسی طرح ف۱ بس اللہ سے اس کے بندوں میں عالم ہی ڈرتے ہیں۔ ف۲

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ

بیشک اللہ زبردست ہے بخشنے والا جو لوگ تلاوت کرتے ہیں کتاب اللہ کی

اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

اور قائم رکھتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو دے رکھا ہے

وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ

پوشیدہ اور ظاہر وہ امیدوار ہیں ایسے بیوپار کے جو کبھی ہلاک ہی نہ ہو۔ تاکہ ان کو

اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾

پورا پورا دے ان کے اجر اور ان کو زیادہ بھی دے اپنے فضل سے بیشک وہ بخشنے والا

وَ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

قدردان ہے اور جو ہم نے وحی کی تیری جانب کتاب وہی برحق ہے تصدیق کرتی ہے

لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾

اپنے سے اگلی (کتابوں کی) بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھ رہا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو کہ جنہیں ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے

ف۱ پس جیسا کہ آدمیوں کی رنگتوں میں اختلاف ہے اسی طرح ان کے اوصاف بھی مختلف ہیں کہ کوئی کافر ہے کوئی مومن ہے پس آپ کافروں کے ایمان نہ لانے سے افسوس نہ کریں کیونکہ سارے آدمی یکساں نہیں ہو سکتے آگے فرماتے ہیں کہ آپ کے ڈرانے سے صرف ان ہی لوگوں میں خدا کا خوف اور خوف سے اطاعت پیدا ہو سکتی ہے جو ان مضامین میں غور کر کے حق تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل کرتے ہیں۔

ف۲ اگر عظمت کا علم محض اعتقادی ہے تو خوف بھی اعتقادی ہوگا اور اگر عظمت کا علم حال کے درجہ میں ہے تو خوف بھی حال کے درجہ میں ہوگا اس تقریر پر اس شبہ کی گنجائش نہ رہی کہ بعض اہل علم کو خشیت سے خالی دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت بیباک ہوتے ہیں جواب ظاہر ہے کہ ان کا علم محض اعتقاد کے درجہ میں ہے حال کے درجہ میں نہیں اس لئے خوف بھی اعتقاد ہی کے درجہ میں ہے۔

علماء کی تین قسمیں:

مروی ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں عالم باللہ، عالم بامر اللہ، اور عالم باللہ و بامر اللہ، عالم باللہ عالم بامر اللہ نہیں اور عالم بامر اللہ عالم باللہ نہیں، ہاں عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور حدود و فرائض کو جانتا ہو، عالم باللہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو لیکن حدود و فرائض کو نہ جانتا ہو، عالم بامر اللہ وہ ہے جو حدود و فرائض کو تو جانتا ہو لیکن دل اس کا خشیت خدا سے خالی ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۹، ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

تو ان میں سے کوئی تو اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہے! اور ان میں سے کوئی بیچ کی

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۳۲

چال چل رہا ہے اور ان میں سے کوئی آگے گیا نیکیاں لے کر اللہ کے حکم سے! یہی تو بڑا فضل ہے ف۱

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

ہمیشگی کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں پہنائے جائیں گے

مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝۳۳ وَقَالُوا

سونے کے کنگن اور موتی اور ان کا لباس وہاں ریشمی ہو گا۔ ف۲ اور کہیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ

اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے دور کیا غم! بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا

شَكُوْرُۨ ۝۳۴ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا

قدر دان ہے جس نے ہم کو اتارا سدا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے گا

يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝۳۵

ہم کو وہاں کچھ رنج اور نہ وہاں ہم کو کچھ تکان پہنچے گا اور جنہوں نے کفر کیا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ

ان کے لئے جہنم کی آگ ہے! نہ ان پر حکم کیا جائے گا کہ وہ

فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ

مر ہی رہیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے کچھ دوزخ کا عذاب! اسی طرح ہم

ف۱ منتخب بندے:
یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس امت کو بنایا جو بحیثیت مجموعی تمام امتوں سے بہتر و برتر ہے۔ ہاں امت کے سب افراد یکساں نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ("ظالم لنفسہ" ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں۔ نہ گناہوں میں منہمک، نہ بڑے بزرگ اور ولی۔ (ان کو "مقتصد" فرمایا) اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل و توفیق سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیل کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت تو ان کو ہے۔ ویسے چنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا۔ کیونکہ درجہ بدرجہ بہشتی سب ہیں۔ گنہگار بھی اگر مومن ہے تو بہر حال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائیگا۔ حدیث میں فرمایا کہ ہمارا گنہگار معاف ہے یعنی آخرکار معافی ملے گی۔ اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اس کے یہاں بخل نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے ریشم اور دریائی نہ پہنو سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو نہ ان کی رکابیوں میں کھاؤ، یہ ان (کافروں) کیلئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ رواہ الشیخان فی الصحیحین۔
ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اگر جنت کا کوئی کپڑا آج دنیا میں پہن لیا جائے تو جس کی نظر اس پر پڑے گی وہ بیہوش ہو جائے گا کسی کی نظر اس کو برداشت نہ کر سکے گی۔ (تفسیر مظہری)

نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

سزا دیا کرتے ہیں ہر ناشکر کو ف۱ اور دوزخی وہاں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال

نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۗ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ

کہ ہم عمل صالح کریں ان اعمال کے سوا جو ہم کرتے رہے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر

مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۗ فَذُوْقُوْا

نہ دی تھی جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور تمہارے پاس پہنچا تھا ڈرانے والا ف۲

فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ

تو اب چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اللہ آسمان

وَالْاَرْضِ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ

و زمین کی مخفی چیزوں کو جاننے والا ہے! بیشک وہ جانتا ہے سینوں کے بھید کو وہی ہے

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۗ

جس نے تم کو بنا دیا جانشین زمین میں! پس جو کوئی کفر کرے

وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا

تو اسی پر اس کے کفر کا وبال ہے اور کافروں کے حق میں ان کا

يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

کفر ان کے پروردگار کے نزدیک غصہ ہی زیادہ کرتا ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر نقصان ہی

شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ اَرُوْنِيْ مَاذَا

بڑھاتا ہے۔ کہہ دے بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا! مجھ کو دکھاؤ انہوں نے

ف۱ موت کی موت:

شیخین نے صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت کو چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ کو تو پھر موت کو لا کر جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور منادی ندا دے گا اے اہل جنت (آئندہ) موت نہیں اے دوزخ والو (آئندہ) موت نہیں یہ سن کر جنتیوں کو مسرت بالا ومسرت ہوگی اور دوزخیوں کو غم بالائے غم۔

خلاصہ رکوع ۴

زمین و آسمان میں قدرت خداوندی کے مظاہر اور اہل علم کی شان بتائی گئی۔ اس تجارت کی تعریف فرمائی گئی جو قرب خداوندی کا ذریعہ بنے۔ اہل جنت کے زیور اور ان کا ترانہ حمد ذکر فرمایا گیا۔ کفار کو دائمی عذاب کی وعید اور ناکام حسرت کو ذکر کیا گیا۔

ع ۴ ۱۱/۱۶

ف۲ ساٹھ سال کی عمر اور سفید بال سامانِ عبرت و نصیحت ہیں:

ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی شخص کی عمر ساٹھ سال تک پہنچا دے تو پھر اس کی طرف سے کسی عذر کو قبول نہیں کرتا۔ (رواہ البخاری) ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے اور ابو یعلی نے مسند میں حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عام طور پر) میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی اور ستر سے آگے بڑھنے والے بہت کم ہوں گے یہ مطلب نہیں کہ ساٹھ سال سے پہلے گناہ کرنے کا عذر قابل قبول ہوگا کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ہی آدمی مکلف ہو جاتا ہے اور غور و تامل کر کے نصیحت پکڑنے کا اس کو موقع ہوتا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ، عکرمہ، اور امام جعفر باقر سے منقول ہے کہ نذیر سے مراد بڑھاپے کے سفید بال ہیں، کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں تو وہ انسان کو اس کی ہدایت کرتے ہیں کہ اب رخصت کا وقت قریب آ گیا ہے، یہ قول بھی پہلے قول سے متعارض نہیں کہ سفید بال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر ہوں اور انبیاء و علماء بھی۔ (معارف مفتی اعظم)

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ

کیا کچھ پیدا کیا زمین میں سے یا ان کی شرکت ہے آسمانوں میں یا ہم نے ان کو

اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی سند رکھتے ہیں! کوئی نہیں بلکہ جو دعویٰ کرتے ہیں ستم گار

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

ایک دوسرے سے سب فریب ہے بیشک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

اور زمین کو کہ کہیں اپنی جگہ سے ٹل نہ جاویں۔ اور اگر وہ ٹل جاویں تو ان کو کوئی بھی نہ

اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا

تھام سکے سوائے اللہ کے! وا بیشک وہ مہربان بخشنے والا ہے اور قسم کھایا کرتے تھے

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ

اللہ کی بڑی پکی قسمیں کہ اگر ان کے پاس آئے گا کوئی ڈرانے والا تو وہ ضرور زیادہ

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

راہ پانے والے ہوں گے ہر ایک امت سے پھر جب ان کے پاس آیا ڈرانے والا تو انکی

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا

اور نفرت ہی بڑھی و۲ بسبب تکبر کرنے کے ملک میں اور برائی کی تدبیر کرنے کے اور نہیں

يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

وبال پڑتا بری تدبیر کا مگر بری تدبیر کرنے والوں پر! تو کیا یہ اگلوں کے دستور

و۱ حرکت آسمان وزمین:
جمہور علماء اسلام کا یہ مذہب ہے کہ نہ آسمان حرکت کرتا ہے اور نہ زمین، روح المعانی ص ۱۸۸ قدیم فلاسفہ آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن کہتے ہیں اور جدید فلاسفہ آسمان کے وجود کے قائل نہیں اور زمین کو آفتاب کے گرد متحرک مانتے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔
حکماء اسلام یہ کہتے ہیں کہ عالم کو اپنے وجود اور بقاء میں باری تعالیٰ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو زمین کو اپنے روشن ہونے اور روشن رہنے میں آفتاب کی شعاعوں سے نسبت ہے زمین اپنی روشنی کے باوجود اور حدوث میں بھی آفتاب کی تجلی اور اس کے طلوع کی محتاج اور اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے۔ آفتاب اپنی حرکت طلوعی میں زمین کو روشنی عطا کرتا ہے اور حرکت غروبی میں اپنے عطیہ کو زمین سے واپس لے لیتا ہے معلوم ہوا کہ جس طرح زمین ابتداءً اپنے روشن ہونے میں آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح زمین اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

و۲ یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ کی طرح ہم رسول کی تکذیب نہ کریں چنانچہ درمنثور میں ابن ابی حاتم کے واسطہ سے ابو ہلال سے یہ روایت منقول ہے کہ قریش کے لوگ آپ کی نبوت سے پہلے کہتے تھے کہ اگر حق تعالیٰ ہمارے میں سے کوئی نبی بھیجیں تو ہم سے زیادہ کوئی امت خدا کی تابعدار اور نبی کی بات کو ماننے والی اور کتاب خداوندی کو مضبوطی کے ساتھ لینے والی نہ ہوگی اس پر یہ آیت اور اس قسم کی چند اور آیتیں نازل ہوئیں۔

سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ

ہی کے منتظر ہیں؟ سو تو ہرگز نہ پائے گا اللہ کے دستور میں تبدل اور ہرگز نہ

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

پائے گا اللہ کے دستور میں تغیر ١ کیا یہ چلے پھرے نہیں ملک میں

فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا

کہ دیکھیں کیونکر انجام ہوا ان کا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے زیادہ

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ

زور آور تھے اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اس کو عاجز کردے کوئی چیز

فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾

آسمانوں میں اور نہ زمین میں! بیشک وہ جاننے والا قادر ہے ٢

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ

اور اگر اللہ دھر پکڑے لوگوں کو اس کی سزا میں جو انھوں نے کمایا تو نہ چھوڑے پشت زمین پر

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

کسی جاندار کو ولیکن ان کو مہلت دیتا ہے وعدہ مقرر تک پھر جب آپہنچے گا ان کا وقت

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ ع

تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے!

سُوْرَةُ یٰسٓ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ یٰسٓ مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں تراسی آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

١ دستور میں تبدیلی کا تو یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو عذاب کے بجائے ثواب دینے لگے، اور دستور کے ٹلنے کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے بجائے ایمان والوں کو عذاب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دستور میں ان میں سے کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ (توضیح القرآن)

٢ پس علم سے وہ اپنے ارادہ کے نافذ کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور قدرت سے اس کو نافذ کرسکتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے پھر اس کو کون چیز ہرا سکتی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اس دھوکہ میں ہوں کہ ہم کو عذاب ہونا ہوتا تو ہو چکتا دیر کیوں ہو رہی ہے اور اس سے وہ کفر کے برا نہ ہونے پر استدلال کریں تو یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ حکمت کی وجہ سے ان کیلئے سزا جلدی تجویز نہیں کی گئی

خلاصہ رکوع ۵

اللہ کا عالم الغیب ہونا ذکر کرکے انسانی خلافت کا حق ادا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ ناشکری کا خسارہ بتا کر معبودان باطلہ کی تردید فرمائی گئی۔ کائنات میں خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کی فریب کاریاں ذکر کرکے انہیں متنبہ کیا گیا۔ زمین و آسمان میں قدرت خداوندی اور حکمت باری تعالیٰ کا ذکر فرمایا گیا کہ مجرمین کی گرفت وقت مقررہ پر ہوگی۔ ع ۵ ۱۷

تعبیر سورہ فاطر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولی ہوگا (علامہ سیرین رحمہ اللہ)

خاصیت: آیت ۴۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰسٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ ﴿۳﴾

وا قسم ہے قرآن محکم کی بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۭ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ

سیدھے راستہ پر! اُتارا ہوا ہے غالب مہربان کا تاکہ

الرَّحِيْمِ ۙ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ

تو ڈرائے ایسے لوگوں کو کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے باپ دادا۔ پس

غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ

وہ غافل ہیں ثابت ہو چکا قول ان میں سے اکثر پر تو وہ

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

مانیں گے نہیں ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق

فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا

پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو ان کے سر اُٹھ رہے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار پھر اوپر سے

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ

ان کو ڈھانک دیا ہے تو ان کو سوجھتا وا۲ نہیں اور ان پر یکساں ہے

وا غم دور کرنے کا عمل

جس نے صبح کے وقت یٰسٓ پڑھی شام تک برابر خوشی میں رہے گا۔ اور جس نے شام کے وقت یٰسٓ پڑھی صبح تک برابر خوشی میں رہے گا۔ ہمیں یہ بات ان لوگوں نے بتائی جنہوں نے بذاتِ خود اس کا تجربہ کیا۔

(ابن کثیر از یحییٰ بن ابی کثیر)

وا۲ ہجرت مدینہ کے موقع پر جس شب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا قصد کیا کفار مکہ نے چاروں طرف سے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ جونہی نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلیں گے ان پر یک وقت حملہ کر کے (نعوذ باللہ) انہیں ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ آیت مبارک پڑھتے ہوئے نکلے۔ محاصرین کی قوت بینائی خداوند تعالیٰ نے ایسی سلب کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ (صحیح بخاری)

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا

تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ تو ایمان لائیں گے نہیں

تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ

پس تو اسی کو ڈراتا ہے جو پیروی کرے قرآن کی اور ڈرے رحمٰن سے بے دیکھے تو اس کو

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

خوشی سنا دے مغفرت اور عزت کے اجر کی ف۱ بیشک ہم ہی جلاتے ہیں مُردوں کو

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ

اور لکھتے ہیں جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا اور نیز ان کے قدموں کے نشانوں کو۔ اور ہر چیز کو

اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا

ہم نے شمار کر رکھا ہے کتاب واضح (یعنی لوح محفوظ) میں ف۲ اور بیان کر ان کے لئے

اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ

ایک مثال گاؤں کے رہنے والوں کی! جب وہاں آئے پیغمبر جب ہم نے بھیجے

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

ان کی طرف دو پیغمبر تو انھوں نے دونوں کو جھٹلایا پس ہم نے قوت دی تیسرے سے تو تینوں نے کہا کہ

اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ

ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں وہ لگے کہنے کہ تم تو ہم ہی جیسے انسان ہو

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور رحمٰن نے تو کچھ نہیں اتارا بس تم تو جھوٹ کہتے ہو انہوں نے کہا

ف۱ مغفرت سے گناہوں کی معافی اور عمدہ عوض سے اطاعت کا ثواب مراد ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص گمراہی اور بے رخی میں گرفتار ہے وہ مغفرت اور ثواب سے محروم ہے

(ربط مضمون) آگے فرماتے ہیں کہ دنیا میں اگرچہ جزا و سزا کا ظاہر ہونا لازم نہیں مگر ایک دن ضرور اس کا ظہور ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۱

(ع ۱۲ / ۱۸) قرآن کا اعجاز وصفات اور بار رسالت کو ذکر فرمایا گیا۔ کفار کی مذمت اور عداوت و جہالت کی مابین دیوار کو ذکر کر کے بتایا گیا کہ نفع متدی کی صفات سے یہ کفار خالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت احیا و احصیٰ کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ (فوائد) پس جب وقوع سے پہلے ہم کو سب چیزوں کا علم ہے تو واقع ہونے کے بعد کیوں نہ ہوتا پس کسی عمل سے مکرنے یا چھپائے رکھنے کی ذرا گنجائش نہیں سزا ضرور ہوگی اور لوح محفوظ میں چونکہ تمام اشیاء کی تفصیل ہے اس لئے اس کو واضح کتاب کہا گیا۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا

کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہم پر تو صرف

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا

کھول کر پہنچا دینا ہے وہ بولے کہ ہم نے تم کو نا مبارک پایا ہے! اگر تم باز نہ آئے

لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

تو ہم ضرور تم کو سنگسار کردیں گے اور ضرور تم کو پہنچے گا ہماری جانب سے دردناک عذاب! انہوں نے کہا

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

کہ تمہارا شگون بد تمہارے ساتھ ہے ف۱ کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا گیا (ہم کو منحوس بتاتے ہو)

مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ

کوئی نہیں بلکہ تم لوگ حد سے باہر نکلنے والے ہو اور آیا شہر کے پرلے سرے سے

يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ

ایک مرد دوڑتا ہوا کہنے لگا کہ اے قوم اتباع کرو پیغمبروں کا' اتباع کرو

لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

ایسے لوگوں کا جو تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتے اور وہ راہ پائے ہوئے ہیں ف۲

ف۱ یعنی جس کو تم فتنہ اور نقصان کہتے ہو اس کا سبب حق کا قبول نہ کرنا ہے اگر حق کو سب مل کر قبول کر لیتے تو نہ آپس میں اختلاف ہوتا نہ قحط کے عذاب میں مبتلا ہوتے باقی پہلا اتفاق اور پہلی آسائش وہ اس لئے قابل قدر نہیں کہ اس وقت تم سب غلط بات پر متفق تھے۔ جس کا زائل کرنا ضروری تھا اور وہ آسائش نعمت نہ تھی بلکہ آخرت میں وبال جان ہوتی۔

ف۲ یعنی اتباع سے روکنے والی خود غرضی ہوتی ہے سو وہ یہاں موجود نہیں اور اتباع کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس کا اتباع کیا جاوے راہ راست پر ہو سو یہ بات یہاں موجود ہے پھر اتباع کیوں نہ کیا جاوے۔

بائیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد و عملیات

سورہ احزاب... فضائل و خواص

خاصیت آیت ۳۳... بیوی کو مطیع کرنے کا آسان عمل

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

اگر کسی شخص کی عورت بدچلن یا بدزبان ہو شوہر کی اطاعت سے باہر رہتی ہو تو وہ شخص اس آیت کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے عورت کو پلائے ان شاء اللہ اطاعت قبول کرے گی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۶.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مجرب عمل

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا یا ان کی زیارت کا خواہش مند ہو وہ رات کو سوتے وقت اس کی تسبیح پڑھے۔ ان شاء اللہ جلد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ (اصول موتی)

سورۃ سبا.... فضائل و خواص

خاصیت آیت ۱۵... برائے حفاظت کھیت

جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ

اس کو لکھ کر کسی درخت یا کھیت میں لٹکانا تمام سماوی وعرضی آفتوں سے کھیت اور باغ کو محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۶... برائے کھیتی کی حفاظت

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ

باغ یا کھیت میں اس آیت مبارکہ کو لکھ کر کسی درخت یا باغ یا کھیت میں لٹکانا کل سماوی وارضی آفتوں سے کھیت اور باغ کو محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ فاطر.... فضائل و خواص

خاصیت آیت ۴۱... برائے طحال

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (پ۲۲ ع۱۷)

اس کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر طحال پر باندھے ان شاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۵ ... برائے شفائے مرض

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا

اس سورۃ کی آخری آیت کسی بیمار پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر سات دن تک دم کیا جائے ان شاء اللہ مریض تندرست ہوگا یا اُسکا خاتمہ ایمان پر ہو جائیگا۔

. . . .

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورہ احزاب

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

جو آدمی سات دن تک صبح کی نماز کے بعد ان آیات کو مشک ملے ہوئے روغن چنبیلی پر پڑھے اور پھر اس تیل کو محفوظ کر کے یہ تیل اپنے دونوں ابرو اور رخساروں پر لگا کر کہیں کسی کے پاس کام کے لئے جائے تو وہ اس کا کام پورا کرے گا۔ اور وہ اس سے مرعوب ہوگا۔ (الدرر النظیم)

سورہ سبا

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جو شخص سورہ سبا پڑھے قیامت میں پیغمبرؑ اس سے مصافحہ کریں گے۔

(۲) جو آدمی اس سورۃ کو کاغذ پر لکھ کر سفید کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے تو وہ سانپ بچھو وغیرہ تمام حشرات الارض اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ (۳) کسی کو یرقان ہو تو اس سورۃ کو لکھ کر پانی میں گھول کر پلائے اور اس کے منہ پر اسی پانی کے چھینٹے مارے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

ویران کنوئیں سے پانی لے کر کاغذ پر اس آیت کو لکھ کر اس پانی میں ڈال کر جوش دے اور خوب مسل کر دھولے پھر یہ پانی دشمن کے گھر چھڑک دے تو دشمن ذلیل ہو کر رہ جائے گا۔

شرط یہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن کو کم از کم تین مرتبہ پیغام بھیجے کہ تو دشمنی سے باز آ ورنہ تجھ پر عظیم آفت آئے گی اگر پھر بھی وہ ظلم وخلاف شریعت کرنے سے باز نہ آئے تو یہ عمل کرے اور ظالم فرعون کے سوا کسی کے لئے نہ کرے۔

سورہ فاطر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورہ فاطر کو پڑھے وہ جس دروازہ سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(۲) اگر یہ سورۃ لکھ کر چوپایوں کے گلے میں لٹکائی جائے تو نہ کوئی چور ان کے قریب آئے گا نہ کوئی آفت آئے گی۔

(۳) اگر یہ سورۃ لکھ کر کسی شخص کی گود میں رکھ دی جائے تو جب تک یہ نہ اٹھائی جائے گی وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ

اگر اس آیت کو روئی دار کپڑے کے چار پاکیزہ ٹکڑوں میں لکھ کر اپنے سامان تجارت میں رکھا جائے تو اسکی تجارت میں بڑا نفع اور برکت ہوگی۔

پارہ ۲۳ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ الصّٰفّٰت

مکی سورتوں میں زیادہ تر اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات پر زور دیا گیا ہے، اس سورت کا مرکزی موضوع بھی یہی ہے، البتہ اس سورت میں خاص طور پر مشرکین عرب کے اس غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے جس کی رُو سے وہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورت کا آغاز فرشتوں کے اوصاف سے کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں آخرت میں پیش آنے والے حالات کی منظر کشی فرمائی گئی ہے۔ کفار کو کفر کے ہولناک انجام سے ڈرایا گیا ہے اور انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کی تمام تر مخالفت کے باوجود اس دنیا میں بھی اسلام ہی غالب آ کر رہے گا۔ اسی مناسبت سے حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت موسیٰ، حضرت الیاس اور حضرت یونس علیہم السلام کے واقعات مختصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا، اور انہوں نے قربانی کے جس عظیم جذبے سے اس کی تعمیل فرمائی، اس کا واقعہ بڑے مؤثر اور مفصل انداز میں اسی سورت کے اندر بیان ہوا ہے۔ سورت کا نام اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

تعارف سورۂ ص

اس سورت کے نزول کا ایک خاص واقعہ ہے جو معتبر روایتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے، لیکن اپنی رشتہ داری کا حق نبھانے کے لئے آپ کی مدد بہت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش کے دوسرے سردار ابو طالب کے پاس وفد کی شکل میں آئے اور کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم انہیں ان کے اپنے دین پر عمل کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کو اس کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے کہ ان میں کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی کوئی طاقت نہیں ہے، اور ان کو خدا ماننا گمراہی ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس میں بلا کر آپ کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی تو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ: ''چچا جان! کیا میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟'' ابو طالب نے پوچھا: ''وہ کیا چیز ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے، اور یہ پورے عجم کے مالک ہو جائیں۔'' اس کے بعد آپ نے کلمۂ توحید پڑھا۔ یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے کہ: ''کیا ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک اختیار کرلیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔'' اس موقع پر سورۂ ص کی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے علاوہ اس سورت میں مختلف پیغمبروں کا بھی تذکرہ ہے، جن میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے واقعات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

تعارف سورۃ الزمر

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی، اور اس میں مشرکین مکہ کے مختلف باطل عقیدوں کی تردید فرمائی گئی ہے۔ یہ مشرکین مانتے تھے کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، لیکن انہوں نے مختلف دیوتا گھڑ کر یہ مانا ہوا تھا کہ ان کی عبادت کرنے سے وہ خوش ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں گے، اور بعض نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا ہوا تھا۔ اس سورت میں ان مختلف عقائد کی تردید کر کے انہیں توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بدترین اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی ایسے خطے کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں وہ اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ نیز کافروں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی معاندانہ روش نہ چھوڑی تو انہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سورت کے آخر میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ آخرت میں کافر کس طرح گروہوں کی شکل میں دوزخ تک لے جائیں گے اور مسلمانوں کو کس طرح گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ گروہوں کے لئے عربی لفظ ''زمر'' استعمال کیا گیا ہے اور وہی اس سورت کا نام ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾

اور مجھ کو کیا ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ

بھلا میں اس کے سوائے دوسرے معبود بنا لوں کہ اگر چاہے رحمٰن

لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ

مجھ کو تکلیف پہنچانی تو میرے کچھ بھی کام نہ آئے ان کی سفارش اور نہ وہ

إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾

مجھ کو چھڑا سکیں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں ہوں۔ بیشک میں ایمان لے آیا تمہارے پروردگار

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

پر تو مجھ سے سن لو کہا گیا ف۱ کہ چلا جا جنت میں۔ ف۲ وہ بولا اے کاش میری قوم کے لوگ معلوم کر لیں

بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ

کہ بخش دیا مجھ کو میرے پروردگار نے اور مجھکو کیا عزت والوں میں اور نہ

أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ

ہم نے اتارا اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے

وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا

اور نہ ہم اتارنے والے تھے ف۳ پس وہ تو ایک سخت آواز تھی تو

هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن

وہ اسی دم سب بجھ کر رہ گئے۔ افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول ان کے پاس

ف۱ حضرت حبیب کی مثل ایک صحابیؓ

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی خدمت گرامی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے اپنے قبیلہ کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی حضور نے فرمایا وہ تجھ سے لڑیں گے عروہ نے کہا حضور اگر وہ مجھے سوتا پائیں گے تو بیدار بھی نہیں کریں گے (وہ میرا بڑا ادب کرتے ہیں) چنانچہ واپس جا کر عروہ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے عروہ کا کہا نہ مانا اور تکلیف دہ باتیں سنائیں جب فجر کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بالا خانہ پر نماز ادا کی اور توحید و رسالت کی شہادت دی باہر سے کسی ثقفی شخص نے انکے تیر مارا اور شہید کر دیا حضور کو جب انکے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال ایسی ہے جیسے یٰسین والے شخص کی جس نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا تھا اور انہوں نے اسکو قتل کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ اگر مراد یہ ہے کہ فی الفور اسی وقت داخل ہو تو جنت سے مراد کوئی خاص جگہ ہے جو جنت کے متصل ہو گی کیونکہ جنت میں جانے کے بعد پھر اس سے نکلنا نہیں ہو سکتا اور حشر و نشر یقیناً جنت سے باہر ہے جس میں تمام مخلوق حاضر ہو گی اور اگر اس سے مقصود محض بشارت سنانا ہے کہ تو وقت معین پر جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے تو خود جنت بھی مراد لینا صحیح ہے

ف۳ کیونکہ ان کا ہلاک کرنا زیادہ جمعیت پر موقوف نہ تھا اس سے جنگ بدر میں کفار کے مقابلہ کے لئے ملائکہ کے نازل ہونے پر شبہ نہ کیا جائے کیونکہ اس آیت میں احتیاج کی نفی کرنا مقصود ہے یہ مطلب نہیں کہ دوسری حکمتوں سے بھی فرشتوں کا نزول نہ ہو گا سو ممکن ہے کہ اس قصہ میں نزول ملائکہ کے لئے کوئی حکمت مقتضی نہ ہو اور جنگ بدر میں حکمت ہو اور احتیاج تو کسی وقت بھی نہ تھی۔

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

نہیں آتا مگر کہ وہ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ کس قدر

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾

ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے کہ وہ ان کی جانب لوٹ کر نہیں آتے

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ

اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ اور ایک نشانی انکے لئے

لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا

مردہ زمین ہے۔ کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور نکالا اس میں سے اناج

حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ

تو اس میں سے وہ کھاتے ہیں۔ اور ہم نے پیدا کئے اس میں باغ کھجوروں

وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ

اور انگوروں کے اور بہائے اس میں چشمے تاکہ کھائیں اس کے پھلوں میں سے

ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ

اور یہ پھل ان کے ہاتھوں نے نہیں بنائے۔ تو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے وہ پاک ذات ہے

الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ

جس نے پیدا فرمائے جوڑے ہر چیز کے اس قسم میں سے جو زمین اُگاتی ہے اور خود ان کی قسم

اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ

میں سے اور ان چیزوں سے جن کو وہ جانتے نہیں اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے کہ ہم اس سے کھینچ لیتے ہیں

خلاصہ رکوع ۲ ع ۲

گاؤں والوں کو مثال ذکر کی گئی کہ انہوں نے قاصدوں کی دعوت کو رد کیا اور اہل صالح کی تقریر کو ذکر فرمایا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام اور قوم سے ہمدردی کو ذکر کر کے کفر وظلم کی سزا سنائی گئی۔ اقوام سابقہ کی ہلاکت پر حسرت اور روز محشر تمام مجرمین کا اللہ کے ہاں اجتماع ذکر فرمایا گیا۔

وہ غافلوں کیلئے تنبیہ:

غافل انسان کو اس پر متنبہ کیا ہے کہ ذرا اپنے کام اور محنت میں غور کر کہ تیرا کام اس باغ و بہار میں اس کے سوا کیا ہے کہ تو نے زمین میں بیج ڈال دیا، اس پر پانی ڈال دیا، زمین کو نرم کر دیا کہ نازک کونپل نکلنے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو، مگر اس بیج میں سے درخت اُگانا، درخت پر پتے اور شاخیں نکلنا پھر اس پر طرح طرح کے پھل پیدا کرنا ان سب چیزوں میں تیرا کیا دخل ہے، مثلاً پھلوں سے طرح طرح کے حلوے، اچار چٹنی، تیار کرنا اور بعض پھلوں سے تیل وغیرہ نکالنا جو انسانی کسب وعمل کا نتیجہ ہے، اس کا حاصل یہ ہوگا کہ یہ پھل جو قدرت نے بنائے ہیں بغیر کسی کسب وعمل اور انسانی تصرف کے بھی کھانے کے قابل بنائے گئے ہیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ سلیقہ بھی دیا ہے کہ ایک ایک پھل سے طرح طرح کی خوش ذائقہ اور مفید چیزیں تیار کر لے۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

خاصیت: آیت ۳۳ تا ۳۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

٧

مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

دن کو۔ پس یکا یک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج چلا جارہا ہے اپنی ٹھہری ہوئی راہ پر!

ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ

یہ اندازہ ہے زبردست باخبر کا اور چاند کے لئے ہم نے مقرر کر دیں منزلیں

حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي

یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے پرانی ٹہنی نہ سورج ہی سے یہ ہوسکتا ہے

لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ

کہ وہ آ پکڑے چاند کو اور نہ رات ہی آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور سب گھیرے میں

فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ

تیر رہے ہیں ف۱ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾

بھری ہوئی کشتی میں اور ہم نے پیدا کیں ان کے لئے کشتی ہی کی مثل وہ چیزیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں

وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾

اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور نہ وہ خلاص کئے جائیں

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ

مگر ہم نے مہربانی فرمائی اپنی طرف سے اور فائدے پہنچائے ایک وقت تک اور جب ان سے کہا جاتا ہے

اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾

کہ ڈرو اس (عذاب) سے جو تمہارے آگے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے شاید تم پر رحم فرمایا جاوے

ف۱ سبحان اللہ! کیا یہ قرآن کریم کا اعجاز نہیں ہے کہ وہ سیاروں کے اپنے اپنے مدار میں "تیرنے" کی خبر چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے اس وقت دے رہا ہے جب عام نظریہ یہ تھا کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے اور جس حقیقت کو پانے میں انسان کو صدیاں لگی ہیں اس کو بیسویں صدی میں دریافت کر کے انسان حیرت میں ڈوبا ہوا ہے۔
سورہ فاطر کی آیت میں تو سیاروں کے درمیان قوت کشش کے معجزانہ توازن کا ذکر بھی کر دیا کہ یہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو ایک بہت ہی نازک نپے تلے نظام کے تحت اپنے موجودہ مقام، موجودہ حالت اور موجودہ نظام سے ہٹنے سے روکا ہوا ہے۔
دو امریکی ماہرین ارضیات فریک پریس اور ریمنڈ سیور کا یہ بیان ملاحظہ ہو۔
"اور زمین کا سائز ٹھیک اتنا ہے جتنا ہونا چاہئے۔ نہ ضرورت سے بڑا نہ چھوٹا۔ اگر ذرا چھوٹا ہوتا تو زمین کی فضا خلاؤں میں غائب ہو جاتی کیونکہ اس کی کشش ثقل اس کو نہ روک سکتی (کم ہونے کی وجہ سے) اور نہ اتنا بڑا کہ اس کی بڑھتی ہوئی کشش ثقل زندگی کی ضرورت سے زیادہ فضا کو اپنے اندر روک لیتی جو زندگی کیلئے خطرناک ہوتی"۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت : آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

اوران کے پاس نہیں آتی کوئی نشانی اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے مگر کہ یہ اس سے منہ ہی

مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ

پھیرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس میں سے خرچ کرو جو تم کو اللہ نے دیا ہے

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ

تو کافر کہتے ہیں مسلمانوں سے کہ کیا ہم ایسے کو کھلائیں کہ اللہ چاہتا

اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ

تو اس کو کھلا دیتا ف پس تم لوگ تو صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ

کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ؟ پس وہ لوگ

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا

ایک سخت آواز کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کو آ پکڑے اور وہ باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں پھر نہ

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٥٠﴾ وَنُفِخَ فِي

کچھ وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف واپس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو وہ

الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾

ایک دم سے قبروں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے کہیں گے کہ ہائے ہماری

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ

کم بختی کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری خواب گاہ سے؟ یہ وہ ہے جس کا وعدہ فرمایا رحمٰن نے

ف مال خرچ کرنے کا حکم:

خدا نے جو امیروں کو فقیروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندو میں نے تم کو جو مال و دولت دیا ہے اس کا اصل مالک میں ہوں میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میری اس دی ہوئی دولت کا کچھ حصہ میرے غریب بندوں کی مدد میں خرچ کرو۔

سبب نزول:

روایت کیا گیا کہ صدیق اکبرؓ مسلمان مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، اتفاق سے ابو جہل آپ کو مل گیا اور کہنے لگا کہ اے ابو بکر کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کھانا کھلانے پر قادر ہے۔ ابو بکر نے کہا ہاں وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انکے کھلانے پر قادر ہے ابو جہل نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ نے انکو بھوکا رکھا اور کھانے کو نہیں دیا، ابو بکر صدیق نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہے کسی قوم کو اللہ نے فقر سے آزمایا اور کسی قوم کو اللہ نے مالداری سے آزمایا اور فقراء کو صبر کا حکم دیا اور دولتمندوں کو شکر اور جود و کرم کا حکم دیا ابو جہل نے کہا اے ابو بکر خدا کی قسم تو خالص گمراہی میں سے ہے کیا تیرا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فقیروں کو کھانا کھلانے پر قادر ہے اور باوجود قدرت کے پھر انکو کھانا نہیں دیتا اور پھر تو انکو کھانا کھلاتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا قیل لھم انفقوا الی قولہ اور یہ آیت نازل ہوئی الی اخر الایات تفسیر قرطبی (معارف کاندھلوی)

ع ۱۸ ۳

خلاصہ رکوع ۳

بعث بعد الموت کی دلیل قدرت الٰہی کے عجیب کرشمے اور انقلاب جہاں اور چاند کی منازل کو ذکر کر کے فرمایا گیا چاند سورج حکم الٰہی سے بغاوت نہیں کر سکتے۔ نقل وحمل کے وسائل کا رحمت ہونا اور منکرین کی بے پرواہی اور مشرکین کی حمایت کو نا کہاں قیامت کا منظر ذکر فرمایا گیا۔

وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے یہ (صور) بس ایک سخت آواز ہوگی

فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ

تو یک دم وہ سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے پس آج کے دن ظلم

نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ

نہ ہوگا کسی شخص پر کچھ اور تم اس کے موافق سزا پاؤ گے جو کچھ کہ کرتے تھے بیشک جنتی

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ

لوگ آج ایک شغل میں خوش ہیں وہ اور ان کی بیبیاں

فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے (بیٹھے) ہیں ان کے لئے جنت میں میوے ہیں اوران

وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾

کے لئے (موجود) ہے جو مانگیں سلام کہا جائے گا پروردگار مہربان کی طرف سے۔ ف۱

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ

اور (ہم فرمائیں گے) کہ الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو! کیا میں نے حکم نہ بھیجا تھا تمہاری طرف

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اے اولاد آدم کہ نہ پوجیو شیطان کو بیشک وہ تمہارا کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے ف۲

ف۱ دیدارالٰہی:

ابن ماجہ ابن ابی الدنیا اجری اور دار قطنی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت اپنے عیش میں ہوں گے اسی اثناء میں ایک نوران پر جلوہ انداز ہوگا اہل جنت سر اٹھا کر دیکھیں گے تو اوپر سے باری تعالیٰ جلوہ ڈالتا نظر آئے گا اور فرمائے گا اہل جنت تم پر سلام ہو یہی (بیان ہے آیت) سلٰمٌ قولاً من رب رحیم (میں) حضور نے فرمایا اہل جنت اس کی طرف دیکھیں گے اور وہ اہل جنت کا نظارہ کرے گا ایسی حالت میں جنت والے کسی اور چیز کی طرف گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھیں گے، اسی کی طرف دیکھتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ خود اوٹ کرلے گا لیکن اس کا نور اور برکت ان کے گھروں میں باقی رہے گی۔ سیوطی نے کہا اللہ کا جھانکنا حلول اور مکان سے پاک ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جہنم کی سرزنش:

ابن جریر میں ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حکم سے جہنم اپنی گردن نکالے گی جس میں سخت اندھیرا ہوگا اور بالکل ظاہر ہوگی وہ بھی کہے گی اے انسانو! کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور میری عبادت کرنا یہ سیدھی راہ ہے اس نے تم میں سے اکثر کو گمراہ کر دیا کیا تم سمجھتے نہ تھے؟ اے گنہگارو! آج تم جدا ہو جاؤ اس وقت نیک و بد الگ الگ ہو جائیں گے ہر ایک گھٹنوں کے بل گر پڑے گا ہر ایک کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج وہی بدلہ پاؤ گے جو کر کے آئے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور شیطان نے گمراہ کر دیا تم میں سے بہتیری مخلوق کو۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ

یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس میں داخل ہوؤ آج اس کی سزا ان میں

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ

جو تم کفر کرتے تھے۔ آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے

اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ

ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان (اعمال) کی جو وہ کماتے تھے اور اگر

نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى

ہم چاہیں تو ملیا میٹ کر دیں ان کی آنکھیں پھر یہ دوڑیں رستہ کی طرف تو کہاں سے

يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا

دیکھیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو مسخ کر دیں ان کی جگہ پر پھر یہ

اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ ع وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ

نہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے پھریں اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو اوندھا

فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ

کر دیتے ہیں خلقت میں ف۱ تو کیا یہ سمجھتے نہیں۔ ف۲ اور ہم نے اس پیغمبر کو نہیں سکھایا شعر کہنا

وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لا

اور نہ یہ اس کو زیبا ہے! بس وہ تو ایک نصیحت اور صاف قرآن ہے تاکہ ڈراوے

ف۱ طبعی حالت سے مراد سمجھنے اور سننے اور دیکھنے اور نشوونما پانے غذا وغیرہ ہضم کرنے کی قوتیں اور رنگ و روغن اور حسن و جمال وغیرہ ہیں اور الٹا کرنے سے مراد ان کو بدل دینا اور قوت کے بعد ضعیف اور حسن کے بعد بدصورت کر دینا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں انسان کی تمام قوتیں پستی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اسی پر مسخ وغیرہ کو قیاس کرنا چاہئے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا تغیر ہے کامل سے ناقص کی طرف۔

ف۲ یہ کفار جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت باطل کرنے کیلئے آپکو شاعر اور خیالی مضامین باندھنے والا کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہم نے آپکو خیالی مضامین مرتب کرنے کا علم نہیں دیا اور نہ

خلاصہ رکوع ۴

نفخ صور اور روز محشر میں انصاف کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کا عیش ونشاط اور مجرمین کا مقام ذکر فرمایا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور شیطانی گمراہی کے سلسلہ میں انسان کی نالائقی کو ذکر کیا گیا۔ خدائی عدالت کے گواہ اور دنیا میں اللہ کی طرف سے مہلت کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۴ ۱۷

آپ نے کسی سے یہ فن سیکھا ہے اور بدون تعلیم کے کوئی علم حاصل نہیں ہوتا اور تعلیم کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو خدا سکھا دے (جس کو وحی کہتے ہیں) یا بندے سکھا دیں اور شاعری کا فن آپ کو کسی نے نہیں سکھایا پس آپ اس سے بالکل پاک ہیں اور شعر کا اطلاق نظم و نثر دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ شعر خیالی مضمون کو کہتے ہیں خواہ موزوں ہو یا نہ ہو

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

اس شخص کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو جائے حجت کافروں پر ۱؎ کیا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے پیدا کیا ان کے لئے اپنے دست (قدرت کی بنائی ہوئی) چیزوں

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ

میں سے چوپاؤں کو تو وہ لوگ ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع بنا دیا تو

وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا

ان میں سے کوئی ان کی سواری ہے اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے ان میں بہتیرے فائدے اور

يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

پینے کی چیز ہے پھر وہ کیوں نہیں شکر کرتے۔ ۲؎ اور انہوں نے بنائے اللہ کے سوا دوسرے معبود

يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

کہ شاید ان کو مدد پہنچی وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور وہ بت ان بت پرستوں کے لشکر بن کر حاضر

مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

کئے جائیں گے۔ تو تجھ کو ان کی بات غمگین نہ بنائے! ہم جانتے ہیں جو کچھ

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ

وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ ۳؎ کیا دیکھا نہیں آدمی نے کہ ہم نے اس کو پیدا کیا

نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا

نطفہ سے پھر یکایک وہ ہو گیا جھگڑالو ظاہر اور بیان کی ہمارے لئے مثال اور بھول گیا

۱؎ کیونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق ہیں مضامین صحیح اور حق بیان کرتے ہیں اور شاعری کی بنا محض تخیل پر ہوتی ہے اور ان دونوں میں منافات ہے اس لئے آپ کی باتیں شاعرانہ خیالات نہیں ہیں پھر شاعری پر آپ کی قدرت نہ ہونا یہ اعلیٰ درجہ کی نزاہت اور پاکی ہے حتیٰ کہ آپ کو نظم میں مہارت نہیں دی کیونکہ نظم میں اکثر خیالی مضامین ہوتے ہیں اور یوں کبھی کسی شعر کا نقل کر دینا کسی صحیح غرض سے یا بلاقصد کوئی کلام موزوں منہ سے نکل جانا یہ اس آیت کے خلاف نہیں۔

۲؎ ملکیت اشیاء کی اصل علت عطاءِ حق ہے، نہ سرمایہ نہ محنت:
آج کل نئے نئے معاشی ازموں اور نظریات میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ تخلیق اشیاء اور ان کی ملکیت میں سرمایہ اور دولت اصل ہے یا محنت، سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے قائل دولت و سرمایہ کو اصل قرار دیتے ہیں اور سوشلزم اور کمیونزم والے محنت کو اصل علت تخلیق و ملکیت کی قرار دیتے ہیں، قرآن مجید کے اس فیصلے نے بتلا دیا کہ تخلیق اشیاء اور انکی ملکیت میں دونوں کا کوئی دخل نہیں، تخلیق کسی چیز کی انسان کے قبضہ میں نہیں، وہ براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہے اور عقل کا تقاضا ہے کہ جو کسی چیز کو پیدا کرے وہی اسکا مالک بھی ہو، اس طرح اصل اور حقیقی ملکیت اشیائے عالم میں حق تعالیٰ کی ہے انسان کی ملکیت کسی بھی چیز میں صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہو سکتی ہے اللہ نے اشیاء کی اثبات ملکیت اور انتقال ملکیت کا قانون اپنے پیغمبروں کے ذریعہ نازل فرما دیا ہے اس قانون کیخلاف کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ (معارف مفتی اعظم)

۳؎ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو چٹکی میں مل کر کہنے لگا کہ کیا ایسی حالت کے بعد یہ پھر زندہ ہوگی آپ نے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جائے گا۔

وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾

اپنی پیدائش کو۔ لگا کہنے کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ گل گئی ہوں گی۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ

کہہ دے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور وہ سب بنانا

عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا

جانتا ہے جس نے پیدا کر دیا تمہارے لئے سبز درخت سے آگ کو

فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ

پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ف۱ کیا وہ ذات جس نے پیدا کیا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ

آسمانوں اور زمین کو اس بات پر قادر نہیں کہ پیدا کر دے ان کی مانند؟

بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ

ہاں ضرور قادر ہے اور وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔ ف۲ بس اس کا فرمان جب وہ چاہے

يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ

کسی چیز کو (پیدا کرنا) یہی ہے کہ اس کو فرما دے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ سو پاک ہے وہ ذات

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

جس کے ہاتھ میں حکومت ہے ہر شئے کی اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

سُورَةُ الصَّافَّاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَتَانِ وَثَمَانُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

سورہ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

ف۱ آگ کا درخت:
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دو قسم کے درخت ہیں ایک کو مرخ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو عفار دونوں درختوں کی مسواک کی دو ہری شاخیں اتنی ہری کہ ان سے پانی ٹپکتا ہو کاٹ لی جائیں پھر مرخ کو عفار سے رگڑا جائے تو ان سے آگ نکلتی ہے عرب کہتے ہیں ہر درخت میں آگ ہے اور مرخ عفار میں گھس جاتی ہے علماء کہتے ہیں سواء عناب کے ہر درخت میں آگ ہے۔

ف۲ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ گذشتہ امتوں میں سے ایک شخص پر موت آئی جو بدعمل تھا اس نے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو لکڑیوں کا ایک بڑا انبار جمع کرنا اور پھر اس میں آگ لگانا جب آگ خوب تیز ہو جائے تو مجھ کو اس میں ڈال کر جلا دینا یہاں تک کہ جب میرا گوشت پوست سب کوئلہ ہو جائے تو اسکو باریک پیس کر آدھا خشکی میں اور آدھا سمندر میں اڑا دینا اسکے اہل و عیال نے حسب وصیت اسکی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا اللہ تعالےٰ نے بحر و بر کو حکم دیا کہ اسکی راکھ کے ذرات کو جہاں جہاں ہوں جمع کر کے حاضر کریں جب وہ ذرات جمع ہو گئے تو اللہ نے انکو زندہ ہو جانیکا حکم دیا اس طرح سے وہ شخص دوبارہ زندہ ہو کر موجود ہو گیا اللہ عزوجل نے اس سے پوچھا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی، اس نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے یہ حرکت تیرے خوف کی وجہ سے کی اور تو اندرون حال کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (رواہ احمد)

نصف (القرآن)

ع ۵ / ۱۶

خلاصہ رکوع ۵

زندگی کے مختلف مراحل کا پیغام اور حقانیت قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔ بتایا گیا کہ اشیاء کی ملکیت اعطاء حق ہے نہ کہ سرمایہ و محنت' منکرین کی ناشکری کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ انسانی تخلیق کی ابتدا اور دوبارہ زندہ کئے جانیکے دلائل ذکر فرمائے گئے۔

خاصیت: آیت ۷۸ تا ۸۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر پھر ذکر کی تلاوت کرنے

اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

والوں کی وا کہ بیشک تمہارا معبود ایک ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ ان میں ہے

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ

سب کا اور پروردگار مشرقوں کا ہم نے آراستہ کیا ہے آسمان دنیا کو ایک زینت

ِۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

یعنی ستاروں سے۔ اور محفوظ کر رکھا ہے ہر شیطان سرکش سے کہ وہ کان بھی نہیں لگا سکتے

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

اوپر کی مجلس کی طرف اور پھینکے جاتے ہیں (ان کی جانب شہاب) ہر طرف سے

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

بھگانے کے لئے وا۲ اور انکے لئے عذاب دائم ہے مگر ہاں جو اچک لے گیا جھپا کے سے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

پھر اس کے پیچھے لگا چمکتا ہوا انگارہ۔ اب ان سے پوچھ کہ ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾

یا وہ جو ہم نے پیدا فرمائے۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا چپکتی ہوئی مٹی سے۔ وا۳

وا سورت کے مضامین: یہ سورت مکی ہے، اور دوسری مکی سورتوں کی طرح اس کا بنیادی موضوع بھی ایمانیات ہیں اور اس میں توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد کو مختلف طریقوں سے مدلل کیا گیا ہے، اسی ضمن میں مشرکین کے عقائد کی تردید بھی ہے، اور آخرت میں جنت و دوزخ کے حالات کی منظر کشی بھی، جو عقائد تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں شامل رہے۔

وا۲ شیاطین کی اس حالت کے بیان کرنے سے شرک کا ابطال ہو گیا کہ جن شیطانوں کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو وہ اس درجہ ذلیل و خوار ہیں کہ عالم بالا تک ان کو رسائی تو میسر ہے نہیں اس سے زیادہ قدر و منزلت ان کی کیا ہوگی پھر وہ خدائی کے مستحق کب ہو سکتے ہیں نیز اس سے رسالت محمدیہ کے صحیح ہونے پر بھی اشارہ ہو گیا کہ اس قرآن میں کہانت کا احتمال نہیں کیونکہ اب شیاطین آسمان کی خبریں نہیں سن سکتے اور یہ بات کاہنوں کی زبانی بھی عام لوگوں کو معلوم ہو گئی تھی کاہن خود اقرار کرتے تھے کہ اب شیاطین پہلے کی طرح ہمارے پاس آسمانی خبریں نہیں لاتے۔

وا۳ یعنی آدم علیہ السلام کو اسی معمولی مٹی سے پیدا کیا ہے جس میں نہ کچھ قوت ہے نہ سختی اور انسان جو اس سے بنا ہے وہ بھی زیادہ قوی اور سخت نہیں پس جب ہم مضبوط اور سخت چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہیں تو کمزور اور نرم چیز کے دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں نہ قدرت ہوگی مگر باوجود ایسی واضح دلیل کے بھی یہ لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا

بلکہ تو نے تعجب کیا اور وہ ہنستے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو سوچتے نہیں اور جب

رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

کچھ نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بس یہ تو کھلا جادو ہے کیا جب ہم مرجائیں گے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا

اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے باپ دادا (بھی)؟

الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کہہ دے کہ ہاں تم ذلیل ہوگے سو وہ تو بس ایک جھڑکی ہے پھر

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا

یک دم وہ دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہ تو

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

روز جزا ہے۔ (کہا جائے گا) یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا

جھٹلایا کرتے تھے۔ (اور فرشتوں کو حکم ہو گا کہ) جمع کرو ستم گاروں کو

يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾

اور ان کے ہمراہیوں کو اور جن کی یہ پرستش کیا کرتے تھے اللہ کے سوا سب کو پھر ان کو چلاؤ دوزخ کے

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

رستے اور انکو کھڑا رکھو ان سے سوالات کئے جائینگے ف۱ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

ف۱ جہنم کے سات پل

ابن ابی حاتم نے واقع بن عبداللہ کلاعی کا بیان نقل کیا ہے کہ جہنم کے سات پل ہیں، راستہ سب پلوں پر سے گذرتا ہے، پہلے پل کے پاس لوگوں کو روک لیا جائے گا اور (ملائکہ) کہیں گے ان کو روک لو ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی، چنانچہ نماز کے متعلق باز پرس کی جائے گی، نتیجہ میں جو ہلاک ہونیوالے ہیں ہلاک ہوجائیں گے (دوزخ میں گرا دیے جائیں گے) اور جو نجات پانے والے ہیں وہ نجات پا جائیں گے، دوسرے پل پر پہنچ کر امانت کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ امانت میں خیانت کی تھی یا پوری پوری ادا کی تھی، اس کے نتیجے میں جو لوگ ہلاک ہونیوالے ہیں ہلاک ہو جائیں گے اور جو نجات پانیوالے ہیں نجات پا جائیں گے، پھر تیسرے پل پر پہنچیں گے تو قرابت داری کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ رشتہ قرابت توڑ دیا تھا یا جوڑے رکھا تھا اس کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہو جائیں گے اور نجات پانے والے نجات پا جائیں گے، راوی نے کہا اس روز رحم (رشتہ قرابت) ہوا میں معلق ہوگا اور کہے گا اے اللہ جس نے مجھے جوڑے رکھا اس کو تو بھی جوڑے رکھ، اور جس نے مجھے کاٹا اس سے تو بھی تعلق منقطع کرلے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۵

قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔ حفاظت وحی کے سلسلہ میں شیطانی تلبیس کی روک تھام کو ذکر کیا گیا۔ انسانی تخلیق اور کفار کی ہٹ دھرمی کو ذکر فرمایا گیا۔

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿۲۶﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ

کوئی نہیں وہ آج گردن جھکائے ہوئے ہیں اور متوجہ ہو گا ایک دوسرے پر

بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۷﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ

لگے باہم پوچھ گچھ کرنے کہیں گے تم ہی تو تھے کہ ہمارے پاس آتے تھے داہنی

الْيَمِينِ ﴿۲۸﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا

جانب سے وہ کہیں گے کوئی نہیں بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے اور ہمارا تم پر

عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ

کچھ زور تو تھا نہیں بلکہ تم لوگ خود سرکش تھے تو ثابت ہو گیا ہم پر ہمارے پروردگار

عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿۳۱﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا

کا قول بیشک تم کو مزہ چکھنا ہے پھر ہم نے تم کو گمراہ کیا بیشک ہم

غَاوِينَ ﴿۳۲﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۳﴾

خود گمراہ تھے ف۱ پس وہ اس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا

ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ بیشک وہ ایسے تھے جب

قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا

ان سے کہا جاتا تھا کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا تو تکبر کرتے اور کہتے تھے کیا

لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ

ہم چھوڑ دیں گے اپنے بتوں کو ایک شاعر دیوانہ کے باعث؟ کوئی نہیں وہ تو لایا ہے دین برحق

ف۱ جھوٹے معبودوں کی بیزاری:
یعنی خود تو ایمان لائے ہم پر الزام رکھتے ہو۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم لوگ خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکائے میں آ گئے اگر عقل و فہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے۔ رہے ہم سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے، ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے ہم نے وہ ہی کیا جو ہمارے حال کے مناسب تھا لیکن تم کو کیا مصیبت نے گھیرا تھا کہ ہمارے چکموں میں آ گئے۔ بہر حال جو ہونا تھا ہو چکا۔ خدا کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اس کی وہ ہی بات لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ ثابت ہو کر رہی آج ہم سب کو اپنی اپنی غلط کاریوں اور بدمعاشیوں کا مزہ چکھنا ہے۔

تکبر کا نقصان:
یعنی اُن کا کبر و غرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) زبان پر لائیں جس سے اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے خواہ دل میں اُسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

اور اس نے تصدیق کی تمام پیغمبروں کی۔ ف۱ بیشک تم کو چکھنا ہے دردناک عذاب

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

اور بس تم اسی کے موافق سزا پاؤ گے جو تم کرتے تھے۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ

بندے یہ لوگ ہیں ان کے لئے مقرر رزق ہے میوے! اور ان کو

وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ

عزت دی جائیگی ف۲ نعمت کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے ان پر دور

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾

چلایا جائے گا لطیف شراب کے جام کا سفید رنگ لذت دینے والی پینے

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ

والوں کے لئے وہی شراب ایسی ہے کہ نہ اس میں چکر آتا ہے اور نہ وہ

عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾

اس سے بہکیں گے اور ان کے پاس نیچی نگاہ بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں بیٹھی ہوں گی ف۳

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

گویا (شترمرغ کے) انڈے ہیں پردوں میں چھپے ہوئے۔ پھر ایک دوسرے کی

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ

طرف منہ کر کے پوچھا پاچھی کریں گے کہے گا ان میں سے ایک کہنے والا کہ میرا

ف۱ یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جن میں سب رسول متفق ہیں پس وہ اصول حق ہیں کیونکہ ان کے حق ہونے پر بہت دلائل قائم ہیں ان کو خیال بندی کہنا غلط ہے اور حق بات کا بیان کرنا جنون بھی نہیں ہوسکتا۔

ف۲ نکتہ:

امام رازیؒ نے اسی "فواکہ" کے لفظ سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ جنت میں جنتی غذائیں دی جائیں گی وہ سب لذت بخشنے کے لئے دی جائیں گی، بھوک کی حاجت رفع کرنے کیلئے نہیں، اس لئے کہ جنت میں انسان کو حاجت کسی چیز کی نہیں ہوگی، وہاں اسے اپنی زندگی برقرار رکھنے یا حفظانِ صحت کے لئے بھی کسی غذاء کی ضرورت نہیں ہوگی، ہاں خواہش ہوگی، اس خواہش کے پورے ہونے سے لذت حاصل ہوگی، اور جنت کی تمام نعمتوں کا مقصد لذت عطا کرنا ہوگا (تفسیر کبیر) (معارف مفتی اعظم)

ف۳ نگاہیں نیچی رکھنے والی:

علامہ ابن جوزیؒ نے نقل کیا ہے کہ یہ عورتیں اپنے شوہروں سے کہیں گی: "میرے پروردگار کی عزت کی قسم! جنت میں مجھے تم سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا جس اللہ نے مجھے تمہاری بیوی اور تمہیں میرا شوہر بنایا تمام تعریفیں اسی کی ہیں۔" "نگاہیں نیچی رکھنے والی" کا ایک اور مطلب علامہ ابن جوزیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی نگاہیں نیچی رکھیں گی، یعنی وہ خود اتنی خوب صورت اور وفاشعار ہوں گی کہ انکے شوہروں کو کسی اور کی طرف نظر اٹھانے کی خواہش بھی نہ ہوگی (تفسیر زاد المسیر لابن جوزی ص ۵۷، ۵۸ ج ۸) (معارف القرآن مفتی اعظم)

قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا

ایک ہم نشین تھا (وطنز کے طور پر) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی (قیامت کے) ماننے والوں میں سے ہے؟

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہوجائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو بدلا ملنا ہے؟ (پھر) وہ کہے گا کیا

مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ

تم جھانک کر دیکھو گے؟ پھر اس نے جھانکا تو اس کو دیکھا دوزخ کے بیچوں بیچ بول پڑا

تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ

خدا کی قسم تو تو قریب ہی تھا کہ مجھ کو ہلاک کر ڈالے اور اگر میرے پروردگار کا فضل

مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا

نہ ہوتا تو میں بھی انہیں میں ہوتا جو (عذاب میں) حاضر کئے گئے (کیا ہم جنتیوں کا یہ حال نہیں)

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

کہ ہم کو مرنا نہیں۔ مگر اپنی پہلی بار مرنا (سو مرچکے) اور نہ ہم کو عذاب ہونا ہے بیشک یہی ہے

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ

بڑی کامیابی ایسی ہی (نعمت) کے لئے چاہیے کہ عمل کریں کرنے والے۔ بھلا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

بہتر ہے مہمانی یا سینڈھ کا درخت؟ ہم نے اس کو بلا بنایا ہے

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾

ظالموں کے لئے ف۱ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں ف۲

ف۱ یعنی وہ درخت آخرت میں تو ان کے لئے عذاب ہے ہی دنیا میں بھی امتحان کا سبب ہے کہ دیکھیں اس کو سن کر تصدیق کرتے ہیں یا جھٹلاتے اور دل لگی کرتے ہیں چنانچہ کفار تکذیب اور دل لگی سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور چھوارے کو کہتے ہیں وہ تو خوب مزیدار اور لذیذ چیز ہے لغت عرب میں زقوم کے ایک معنی یہ بھی ہیں مگر جب اس کے ساتھ شجر کا لفظ بڑھا دیا گیا اور بتلا دیا گیا کہ یہاں زقوم سے درخت مراد ہے تو اب اس احتمال کی بالکل گنجائش نہ رہی تھی مگر کفار کو تو محض شرارت مقصود تھی اور یہ بھی کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ کی آگ میں درخت کیسے ہو سکتا ہے آگے اس کا جواب دیتے ہیں

ف۲ یعنی مسکہ اور چھوہارہ نہیں اور وہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لئے وہاں اس کا رہنا کچھ بعید نہیں جیسے سمندر جانور کہ آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے اس سے دونوں باتوں کا جواب ہوگیا۔

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ

اس کے خوشے شیطانوں کے سر ہیں تو وہ کھائیں گے

مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

اس میں سے پھر اسی سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لئے اس کے

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کی ملونی ہے پھر ان کو لوٹ جانا ہے دوزخ کی جانب

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ

انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو گمراہ سو وہ انہیں کے قدموں پر

يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ

دوڑتے ہیں اور گمراہ ہو چکے ہیں ان سے پہلے بہتیرے اگلے لوگ اور

اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے اب دیکھ ان کا انجام کیسا ہوا

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا

جن کو ڈرایا گیا تھا مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (بچ نکلے) اور ہم کو پکارا تھا

نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ

نوح نے تو ہم کیسے دعا قبول فرمانے والے ہیں۔ اور ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾

گھر والوں کو بڑی سختی سے اور ہم نے بنایا اس کی اولاد کو فقط ان ہی کو باقی رہ جانے والا ف۱

ف۱ ترمذی نے اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں نقل کی ہیں اول یہ کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہیں۔ سام حام یافث اور دوسری یہ کہ سام اہل عرب کے باپ ہیں اور حام اہل حبش کے اور یافث اہل روم کے اور بظاہر قرآن کی آیات سے طوفان کا تمام روئے زمین کے لئے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہرا اسی کی تائید ہوتی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس صورت میں نوح علیہ السلام کی نبوت کے عام ہونے کا شبہ ہوتا ہے اس کا جواب سورۂ آل عمران کی آیت فلما احس عیسیٰ الخ کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور ممکن ہے کہ اس وقت دنیا کی آبادی خاص اسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور اس سے نبوت کا عام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبوت کا عام ہونا یہ ہے کہ جب زمین مختلف قوموں سے بکثرت آباد ہو ان سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہو ورنہ آدم علیہ السلام کی نبوت کا بھی عام ہونا لازم آئے گا۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۵۳ ۶

مشرکین کو جہنم کی وعید سنائی گئی اور روز محشر کفار کی ذلت اور معبودان باطلہ کی بیزاری کا ذکر فرمایا گیا۔ مخلص بندوں کو روز قیامت ملنے والی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا کہ وہ جنت میں کس طرح کامل لطف اندوزی میں رہیں گے۔ کفار کا انجام اور عبرت کیلئے اہل دوزخ کی مہمانی اور تکلیف دہ چیزوں کو ذکر کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾

اور ہم نے باقی رکھا (ذکر خیر) اس پر پچھلے لوگوں میں سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکو کار بندوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ

میں سے تھا پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے کو۔ اور اسی کی راہ چلنے والوں میں

لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ

ابراہیم تھا جب آیا اپنے پروردگار کے پاس بے عیب دل لے کر! جب اس نے کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو اللہ کے

اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ

سوا چاہتے ہو؟ تو تم نے کیا گمان کر رکھا ہے دنیا جہان کے پروردگار کو۔ پھر نگاہ کی

نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

ایک نظر ستاروں میں پھر کہا کہ میں بیمار ہوں! ف۱ تو وہ لوگ اس سے لوٹ چلے

مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا

پیٹھ پھیر کر۔ پھر ابراہیم چپکے سے جا گھسا ان بتوں میں۔ پھر بولا کہ کیا تم کھاتے نہیں؟

لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْا

تمہارا کیا حال ہے کہ تم بولتے نہیں پھر ان پر متوجہ ہوا داہنے ہاتھ سے مارتا ہوا پھر لوگ آئے ابراہیم کی

ف۱ ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں کو دیکھنا قوم کو وہم میں ڈالنے کے لئے تھا کہ وہ چونکہ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے اس لئے یہ سمجھے کہ ان کو نجوم کا کوئی قاعدہ آتا ہوگا جس سے ستارہ کی رفتار دیکھ کر ان کو معلوم ہو گیا کہ میں تھوڑی دیر میں بیمار ہو جاؤں گا اور چونکہ وہ لوگ نجوم کے معتقد تھے اس لئے ان پر کچھ اصرار نہیں کیا اور ابراہیمؑ کی غرض ستاروں کے دیکھنے سے وہی تھی جو شریعت میں محمود ہے یعنی آسمان کو دیکھ کر حق تعالیٰ کے کمال اور عظمت پر نظر کرنا (جس سے اشارۃً ان کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ میں تمہارے بتوں کا قائل نہیں بلکہ اس خدا کو مانتا ہوں جس نے یہ آسمان اور ستارے پیدا کئے ہیں) اور بیمار ہونے کا یہ مطلب تھا (کہ مجھ کو میلہ میں جا کر تمہاری حرکتوں سے سخت کلفت ہوگی یا یہ) کہ میں آئندہ کبھی تو بیمار ہوں گا کیونکہ موت کا آنا یقینی ہے اور موت سے پہلے آدمی بیمار ہوا ہی کرتا ہے شبہ نہ کیا جائے کہ اس طرح ستاروں کو دیکھ کر جواب دینا ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا کہ وہ ابراہیم کو بھی نجوم کا معتقد سمجھنے لگے ہوں گے جواب یہ ہے کہ وہ لوگ تو پہلے ہی سے گمراہ تھے سو تھوڑی دیر ان کا اور گمراہ رہنا اس لئے مضر نہیں تھا کہ آپ اس طریقہ سے آئندہ موقعہ پا کر ان سے صاف صاف مناظرہ کرنے والے تھے دوسرے آپ پہلے بھی ان سے بہت مناظرے کر چکے تھے جن سے وہ لوگ یہ جانتے تھے کہ آپ نجوم کے معتقد نہیں تو ان صاف اور صریح باتوں کے ہوتے ہوئے اس وہم کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ تیسرے آپ کا اصل مقصود اپنی جان چھڑانا تھا تاکہ آئندہ ان سے مناظرہ کر کے انکی حجت قطع کر دیں تو ایسی ضرورت میں ایسا وہمی ضرر قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ

طرف دوڑتے ہوئے ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو خود ہی تراشتے ہو۔

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ

حالانکہ اللہ نے پیدا فرمایا تم کو اور ان چیزوں کو جو تم بناتے ہو۔ وہ لوگ باہم لگے کہنے کہ بناؤ ابراہیم

فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

کیلئے ایک عمارت پھر اسکو ڈال دو آگ ڈھیر میں! پس انھوں نے کرنا چاہا ابراہیم کیساتھ داؤ تو ہم

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ

نے ان ہی کو نیچا بنایا اور ابراہیم نے کہا کہ میں جاتا ہوں اپنے پروردگار کی طرف وہ مجھ کو

هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

راہ دکھلا دے گا اے میرے پروردگار مجھ کو عطا فرما نیک بخت (بیٹا) ف۱ تو ہم نے اسکو خوشی سنائی ایک

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

بردبار لڑکے کی پھر جب وہ لڑکا پہنچا ابراہیم کے ہمراہ دوڑ سکنے کی حد کو تو ابراہیم نے کہا کہ اے بیٹے!

اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ

میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے بیٹے نے کہا

مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

کہ ابا جان کر ڈالئے جو آپ کو حکم ہوتا ہے آپ مجھ کو پائیں گے اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا پھر

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

جب دونوں نے حکم مانا اور باپ نے بیٹے کو پچھاڑا ماتھے کے بل۔ اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم۔

ف۱ اولاد کی دُعاء:

یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما، جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔

اس میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ فرزند جن کے ذبح کرنے کا حکم ہوا اسمٰعیل ہیں یا اسحاق بظاہر آیت کے سیاق سے اسمٰعیل معلوم ہوتے ہیں کیونکہ یہاں فرزند کی بشارت کے بعد ذبح کا قصہ مذکور ہوا ہے پھر قصہ ذبح کے بعد اسحاق کی بشارت مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کا قصہ اسحاق علیہ السلام کی بشارت سے پہلے ہوا ہے اور ان سے پہلے فرزند اسمٰعیل ہی تھے اور اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ فبشرناها باسحق و من وراء اسحق یعقوب (کہ ہم نے سارہ علیہا السلام کو اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی) تو جب اسحاق کی بشارت کے ساتھ یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ وہ صاحب اولاد ہوں گے تو ان کے ذبح کے حکم میں عظیم الشان امتحان نہ ہوگا کیونکہ پہلی بشارت سے یہ معلوم ہی ہو چکا تھا کہ یہ زندہ رہیں گے اور ذبح نہ ہوں گے غرض وہ فرزند پیدا ہوا اور ہوشیار ہوا۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

بیشک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو! ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکو کار بندوں کو۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

بیشک یہی صریح آزمائش ہے اور ہم نے اس کا بدلا دیا ذبح کرنے کو ایک بڑا جانور ۱؎

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾

اور ہم نے باقی رکھا (ذکر خیر) اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہو جاوے ابراہیم پر۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

اسی طرح ہم بدلا دیا کرتے ہیں نیک بندوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ہم نے اس کو خوشخبری دی اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بندوں میں سے۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

اور ہم نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور اسحٰق پر اور ان دونوں کی نسل میں سے

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى

بعض نیکوکار ہیں۔ اور بعض اپنے حق میں نقصان کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے احسان کیا موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ ج وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ ج

اور ہارون پر۔ اور نجات دی ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے۔

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ ج وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ

اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی زبر رہے اور ہم نے ان دونوں کو عطا

۱؎ بعض نے کہا ہے کہ معمولی دنبہ تھا فربہ اور تیار ہونے کی وجہ سے اس کو بڑا ذبیحہ فرمایا اور بعض نے کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور بڑا ذبیحہ اس لئے فرمایا کہ جنت سے آنے کی وجہ سے وہ مرتبہ میں بڑا تھا اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا ثابت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں آ کر اس میں یہاں کی خاصیت پیدا ہو گئی کہ ذبح کرنے سے اس کی جان نکل گئی پس یہ اشکال نہیں ہو سکتا کہ جنت کی چیز فنا کیسے ہو گئی جواب ظاہر ہے کہ جنت کی چیزیں جنت میں رہ کر فنا نہیں ہو سکتیں باقی دنیا میں آ کر ان میں یہاں کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ع ۳ ۳۹ ۷

خلاصہ رکوع ۳

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے خطاب اور قوم کا آپ کو جلانے کا منصوبہ ذکر فرمایا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش اور دونوں کی آزمائش کو بیان فرمایا گیا۔ اولاد ابراہیم میں برکت کو ذکر فرمایا گیا۔

الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١١٨﴾

فرمائی واضح کتاب اور ان کو دکھلایا سیدھا راستہ

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى

اور باقی رکھا (ذکر خیر) ان دونوں پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ اِنَّهُمَا

اور ہارون پر ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ وہ دونوں

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٢﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾

ہمارے ایماندار بندوں میں ہیں اور بیشک الیاس پیغمبروں میں سے تھا (اے محمد یاد کر)

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم پوجتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سے

اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿١٢٥﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٢٦﴾

بہتر پیدا کرنیوالے ف۱ اللہ کو جو پروردگار ہے تمہارا اور پروردگار ہے تمہارے اگلے باپ دادوں کا

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٢٨﴾

پس لوگوں نے اس کو جھٹلایا تو وہ بیشک حاضر کئے جائیں گے۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ

اور ہم نے اس پر باقی رکھا پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہو جاوے

يَاسِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣١﴾ اِنَّهٗ مِنْ

الیاسین پر ف۲ ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں نیک بندوں کو۔ بیشک وہ

ف۱ غیر اللہ کی طرف تخلیق کی صفت منسوب کرنا جائز نہیں

مسئلہ: "خلق" کے معنی پیدا کرنے کے ہیں جس کا مطلب ہے کسی شے کو عدم محض سے قدرت ذاتی کے بل پر وجود میں لانا۔ اس لئے یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ کسی اور کی طرف اس کی نسبت جائز نہیں۔ لہٰذا ہمارے زمانے میں جو رواج چل پڑا ہے کہ اہل قلم کے مضامین، شاعروں کے شعر اور مصوروں کی تصویروں کو ان کی تخلیقات کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بالکل جائز نہیں اور نہ اہل قلم کو ان مضامین کا خالق کہنا درست ہے، خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان کے رشحات قلم کو "کاوش" یا "مضمون" وغیرہ کہنا چاہئے "تخلیق" نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ یٰسین کسی کا نام رکھنا کیسا ہے

امام مالک نے اس کو اس لئے پسند نہیں کیا کہ ان کے نزدیک یہ اسماء الٰہیہ میں سے ہے اور اس کے صحیح معنی معلوم نہیں اس لئے ممکن ہے کہ کوئی ایسے معنی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوں۔ جیسے خالق، رازق وغیرہ البتہ اس لفظ کو یاسین کے رسم الخط سے لکھا جائے تو یہ کسی انسان کا نام رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ سلام علی ال یاسین (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۱۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

ہمارے ایمان دار بندوں میں تھا ف۱ اور بیشک لوط پیغمبروں میں سے تھا (یاد کر)

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى

جب ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا (رہ گئی)

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

رہ جانے والوں میں پھر ہم نے ہلاک کر مارا دوسروں کو۔ اور بیشک تم لوگ گزرتے ہو

عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ

ان پر صبح کے وقت اور شام کو تو کیا تم سمجھتے نہیں اور بیشک

يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ

یونس پیغمبروں میں سے تھا (یاد کر) جب وہ بھاگ کر پہنچا بھری ہوئی کشتی پر

الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

پس قرعہ ڈالا تو وہی مغلوبوں میں سے ہوا تو اس کو نگل لیا مچھلی نے اور وہ ملامت کے

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

قابل کام کر بیٹھا تھا۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے میں نہ ہوتا تو رہتا مچھلی کے پیٹ میں

لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ

اس دن تک کہ لوگ اٹھا کھڑے کیے جائیں گے پھر ہم نے اس کو ڈال دیا چٹیل میدان میں

وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾

اور وہ بیمار تھا اور ہم نے اس پر اگا دیا ایک درخت بیل دار ف۲

ف۱ حضرت الیاس علیہ السلام:
حضرت الیاس علیہ اسلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ "بعل" نامی بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو خدا کے عذاب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۵ ۸ حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے موسیٰ الیاس لوط علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔

ف۲ تا کہ دھوپ سے حفاظت رہے اور کوئی پہاڑی ہرنی ان کو دودھ پلا جایا کرتی اور اس بیلدار درخت کی بابت بعض روایات میں آیا ہے کہ کدو کی بیل تھی اور شاید اس میدان میں کوئی تناور درخت ہوگا جس کے پتے سایہ دار نہ ہوں گے اس پر کدو کی بیل پھیل گئی ہوگی اب یہ شبہ نہیں رہا کہ زمین پر پھیلنے والے درخت کا سایہ ان پر کیسے ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ خلاف عادت معجزہ کے طور پر وہ کدو ہی تنہ دار ہوگیا تھا۔

وَأَرْسَلْنٰهُ إِلٰى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَآمَنُوا

اور ہم نے اس کو بھیجا ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کی جانب ف۱ پھر وہ ایمان لائے

فَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِينٍ ﴿١٤٨﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ

پس ہم نے ان کو برتنے دیا ایک وقت تک۔ اب ان (کفار سے) دریافت کر کہ کیا تیرے پروردگار

وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ

کے لئے بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے؟ یا ہم نے بنایا ہے فرشتوں کو عورت ذات اور وہ

شٰهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾

حاضر تھے؟ سن لو! وہ لوگ اپنا جھوٹ بنایا ہوا بکتے ہیں کہ

وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۲ کیا اس نے پسند کیا بیٹوں کو بیٹیوں پر؟

الْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾

تمہیں کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں

أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

کرتے یا تمہارے لئے کوئی واضح دلیل ہے تو لے آؤ اپنی کتاب اگر تم

صٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ

سچے ہو اور کافروں نے ٹھہرایا اللہ اور جنات کے درمیان ناتا! حالانکہ جنات کو معلوم ہے

عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾

کہ وہ حاضر کئے جائیں گے اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

ف۱ قوم یونس کی تعداد:

یعنی اگر صرف عاقل بالغ کو گنتے تو لاکھ تھے اور اگر سب چھوٹوں بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گزر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہہ لو اور کسر لگائی جائے تو لاکھ کے اوپر چند ہزار زائد ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

اور حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہاں شک کا اظہار مقصود نہیں ہے، انہیں ایک لاکھ بھی کہا جاسکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی، اور وہ اس طرح کہ اگر کسر کا لحاظ نہ کیا جائے تو ان کی تعداد ایک لاکھ تھی، اور اگر کسر کو بھی شمار کیا جائے تو ایک لاکھ سے زیادہ۔ (بیان القرآن) (معارف مفتی اعظم)

ف۲ فاسد خیالات:

مشرکین نے جب یہ بکنا شروع کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارے کم بختو بتلاؤ کہ ان کی مائیں کون ہیں تو بولے کہ سرداران جن کی بیٹیاں ان کی مائیں ہیں، بعض قبائل عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرداران جن کی عورتوں کو اپنی جورو بنایا اور ان سے یہ فرشتے پیدا ہوئے جیسا کہ ہنود کے بھی دیوی اور دیوتاؤں کے متعلق ایسے ہی خیالات فاسدہ ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دشمنان خدا (یعنی مجوس) یہ کہتے ہیں کہ یزدان اور اہرمن یعنی اللہ تعالیٰ اور ابلیس دونوں بھائی بھائی ہیں۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا تفسیر ابن کثیر (معارف کاندھلوی)

کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اور جنات کی سردارزادیاں فرشتوں کی مائیں ہیں، بقول علامہ واحدیؒ یہ عقیدہ قریش کے علاوہ جہینہ، بنو سلمہ، بنو خزاعہ اور بنو ملیح کے یہاں بھی رائج تھا۔ (تفسیر کبیر، ص ۱۱۲ ج ۷) (معارف مفتی اعظم)

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۰﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۱﴾

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسے نہیں) سو تم اور وہ (بت) کہ جن کو تم پوجتے ہو۔

مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿۱۶۲﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿۱۶۳﴾

اللہ کے خلاف بہکا نہیں سکتے مگر جو دوزخ میں جانے والا ہے اور (فرشتے تو یوں کہتے ہیں)

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ﴿۱۶۴﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿۱۶۵﴾

کہ ہم میں ہر ایک کا مقام معین ہے ف۱ اور ہم تو (اللہ کی بندگی میں) صف باندھنے والے ہیں ف۲

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۶۶﴾ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ

اور ہم تو تسبیح کرنے والے ہیں اور یہ (کفار عرب) تو کہا کرتے تھے کہ اگر

أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

ہمارے پاس کچھ مذکور اگلے لوگوں کا ہوتا تو ہم ضرور اللہ کے چنے ہوئے بندے

الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ

ہوتے پھر اس کا کفر کرنے لگے پس آگے چل کر جان لیں گے اور پہلے ہی

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۱﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿۱۷۲﴾

ہمارا حکم ہو چکا اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے بیشک پیغمبروں ہی کی مدد ہوتی ہے۔

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۷۴﴾

اور بیشک ہمارا لشکر وہی غالب ہے۔ پس تو ان سے منہ پھیر لے ایک وقت تک۔

وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۷۵﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۷۶﴾

اور ان کو دیکھتا رہ پس آگے چل کر وہ بھی دیکھ لیں گے کیا یہ کافر ہمارے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں؟

ف۱ انسان اور ملائکہ کا فرق:
ابوبکر وراق نے کہا کہ مقام عبودیت مراد ہے جیسے خوف، امید، محبت، رضا میں کہتا ہوں (یہ بات تو صرف ملائکہ کیلئے ہے) انسان مراتب قرب میں برابر ترقی کرتا رہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا ارشاد نقل کیا میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے الخ۔ رواہ البخاری عن ابی ہریرہؓ
ملائکہ اپنے معین درجے سے آگے نہیں بڑھ سکتے، حضرت زرارہؓ بن ابی اوفیؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے جبرئیل علیہ السلام نے یہ سنتے ہی بازو پھڑ پھڑائے (یعنی خوف کی وجہ سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا) اور کہا محمد ﷺ میرے اور اسکے درمیان تو ستر ہزار نوری حجاب حائل ہیں ان پردوں میں سے اگر میں کسی کے قریب بھی پہنچ جاؤں تو جل جاؤں، بکذا فی المصابیح، ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انسؓ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بازو پھڑ پھڑانے کا ذکر نہیں ہے۔
حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جب سے اسرافیل علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اسی وقت سے وہ برابر اپنے قدموں پر کھڑے ہیں نظر اوپر نہیں اٹھاتے ان کے اور رب کے درمیان ستر نور (یعنی نوری پردے) حائل ہیں اگر ایک کے بھی قریب چلا جائے تو جل جائے۔ رواہ الترمذی وصححہ۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ملائکہ کی صفوں کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ملائکہ کیسے صف بندی کرتے ہیں فرمایا ملائکہ اپنے رب کے سامنے اس طرح صف بندی کرتے ہیں کہ اگلی صفوں کو پورا (پورا) بھر دیتے ہیں اور باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں آیت کا مطلب یہ ہے کہ اوائے طاعت کے وقت ہم اپنے قدموں کو صف بستہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ

پھر جب عذاب آ نازل ہوگا ان کے میدان میں تو ان کی صبح بری ہوگی جن کو ڈرایا گیا تھا۔ اور ان

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

سے منہ پھیر لے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ پس آگے چل کر وہ بھی دیکھ لیں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى

پاک ہے تیرا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو جیو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

پیغمبروں پر اور سب تعریف اللہ کو جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔ ف۱

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ صٓ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ

قسم ہے اس قرآن نصیحت کرنے والے کی بلکہ کافر سرکشی اور

وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا

مخالفت میں ہیں۔ ف۲ بہتیری ہم نے ہلاک کر ماریں ان سے پہلے امتیں تو وہ لگے پکارنے

وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا اور تعجب کرنے کہ ان کے پاس آیا ایک ڈرانے والا

ف۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے آپ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ قیامت کے دن پورے ناپ سے اس کو اجر ناپ کر دیا جائے اس کا مجلس سے اٹھنے کے وقت آخری کلام سبحن ربک رب العزة عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد الله رب العلمین ہونا چاہئے۔ رواہ البغوی فی تفسیرہ وعبد بن رنجویہ فی الترغیب۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے ذریعے ان کی آزمائش کو ذکر فرمایا گیا۔ مخلوق کی محتاجی اور مشرکین کے عقائد کی تردید فرمائی گئی اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

ف۲ شان نزول: امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بعض دیگر محدثین نے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ ابو طالب جب بیمار ہوئے تو کفار قریش کی ایک جماعت جن میں ابو جہل بھی تھا آنحضرت ﷺ کی شکایت کرنے آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معبودوں کی ہجو اور توہین کرتے ہیں اور انکو بہت ہی برا بھلا کہتے ہیں۔ ابو طالب نے ان لوگوں کی موجودگی میں آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا میں ان لوگوں سے صرف ایک ہی بات کہتا ہوں کہ اگر یہ مان لیں تو عرب ان کا مطیع ہو جائے۔ اور عجم جزیہ دینے لگیں۔ یہ لوگ پوچھنے لگے۔ ایسی کونسی وہ بات ہے۔ ایک تو کیا ہم دس باتیں ماننے کو تیار ہیں۔ بتایئے تو وہ ایک بات کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ۔ یہ سنتا تھا کہ وہ سب نہایت برافروختہ اور مشتعل ہو کر کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے عجیب بات ہے کیا سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا اس پر یہ سورت آیت بل لما یذوقوا عذاب تک نازل ہوئی۔ (معارف کاندھلوی)

مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ

ان ہی میں سے اور کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو جادوگر ہے جھوٹا کیا اس نے معبودوں کو

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

ایک معبود بنا دیا بیشک یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے اور چل کھڑے ہوئے

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا

ان میں چند اشراف (یہ کہتے ہوئے) کہ چلو جی! اور جمے رہو اپنے معبودوں پر وا بیشک اس بات میں

لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ

تو کچھ غرض ہے ہم نے تو یہ بات سنی نہیں پچھلے مذہب میں

هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ

بس یہ تو کثرت ہے کیا اسی پر نازل کیا گیا قرآن ہم سب میں سے؟

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ۝

بلکہ یہ کافر شک میں پڑے ہوئے ہیں میری نصیحت کی طرف سے بلکہ انہوں نے چکھا نہیں میرا عذاب کیا

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ

ان کے پاس تیرے پروردگار زبردست بخشنے والے کی رحمت کے خزانے ہیں یا ان کی

مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝

حکومت ہے آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں میں جو ان کے درمیان میں ہیں تو ان کو چاہیے کہ چڑھ

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

جاویں رسیاں تان کر۔ ایک لشکر یہ بھی وہاں شکست پا گیا ان سب لشکروں میں و۲ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے

و۱ یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ انسان ہونے کی وجہ سے آپ کا نبی ہونا محال ہے اور قرآن کے معجزہ ہونے سے نبوت کا ثبوت لازم آتا ہے مگر جب انسان کا نبی ہونا ہی ممکن نہیں تو قرآن کا معجزہ ہونا بھی صحیح نہیں مگر ہے عجیب کلام پس لامحالہ جادو ہوگا۔

و۲ اللہ تعالیٰ کے سامنے مشرک کچھ نہیں: مَا هُنَالِكَ میں مَا اظہار قلت کے لئے ہے (هنالک سے مراد ہے مکہ) مہزوم شکست خوردہ یعنی عنقریب ان کو شکست ہو جائیگی۔ الاحزاب سے مراد کافروں کی وہ جماعتیں ہیں جو اپنے اپنے پیغمبروں کے زمانہ میں ان کے خلاف فرقہ بند ہو گئی تھیں۔ مطلب یہ کہ گذشتہ کافر امتوں کے مقابلہ میں تو مکہ کے کافر ایک کم تعداد شکست پانے والی جماعت ہے پس گذشتہ اقوام کو مغلوب کر کے ہلاک کر دیا گیا تو ان کے پاس ایسی طاقت کہاں سے آ سکتی ہے کہ اللہ کے انتظام عالم میں یہ دخل دے سکیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس حقیر جماعت کی آپ پرواہ نہ کیجئے۔ قتادہ نے کہا اللہ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر عنقریب کافروں کی جماعت کو شکست ہو جائیگی اور یہ پشت موڑ کر بھاگ جائیں گے چنانچہ اس کا ظہور بدر کے دن ہو گیا۔ هُنَالِكَ سے اشارہ بدر کی لڑائی میں کافروں کی قتل گاہوں کی طرف ہے۔ (تفسیر مظہری)

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ

نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا اور ثمود اور لوط کی

لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا

قوم اور ایکہ کے رہنے والے یہ جماعتیں جتنی بھی ہیں سب ہی نے

كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا

جھٹلایا پیغمبروں کو پس ثابت ہوا میرا عذاب اور یہ لوگ نہیں راہ دیکھتے مگر

صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ

ایک سخت آواز کی جو بیچ میں دم نہ لے گی اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو جلد دے دے

لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

ہمارا حصہ حساب دن سے پہلے ف۱ تو صبر کر ان باتوں پر جو یہ بکتے ہیں

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا

اور یاد کر ہمارے بندے داؤد قوت والے کو بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا ہم نے تابع کر دیا تھا

الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ

پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے شام کو اور صبح کو ف۲ اور پرندوں کو (بھی تابع کر دیا تھا)

مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ

جمع ہو کر سب اس کے جوابی بنتے تھے اور ہم نے زبردست کر دیا اس کی سلطنت کو

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

اور اس کو عطا فرمائی تدبیر اور فیصلہ بات کا۔ اور بھلا تجھ کو پہنچی جھگڑنے والوں کی خبر جب کہ

ف۱ کافروں کا حصہ: سعید بن جبیر نے کہا کافروں کی مراد یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جنت کا ذکر کرتے ہیں اسکے اندر ہمارا جو نصیب اور حصہ ہو وہ ہم کو یہیں دیدے حسن قتادہ مجاہد اور سدی نے کہا انکا مطلب یہ تھا کہ جس عذاب آخرت کی محمدؐ ہم کو دھمکی دیتے ہیں اسکا ہمارا مقررہ حصہ یہیں دنیا میں ہم کو دیدے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مجاہد نے قط کا ترجمہ حساب کیا۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۴ / ۱۰

خلاصہ رکوع ۱

کفار کا انکار قرآن کیلئے جھوٹے فلسفہ کی تردید فرمائی گئی اور ہلاک شدہ اقوام میں سے قوم نوح عاد فرعون ثمود لوط جیسی اقوام کا ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ **نماز چاشت کی فضیلت:** جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص صلوٰۃ الضحیٰ کی دو رکعتوں کی پابندی کر لے اُس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندری جھاگ جتنے ہوں" اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "جو شخص صلوٰۃ الضحیٰ کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنا دے گا۔ (قرطبی)

علماء نے فرمایا ہے کہ یوں تو دو سے لیکر بارہ تک جتنی رکعتیں پڑھی جا سکیں وہ ٹھیک ہیں لیکن تعداد کے لئے کوئی خاص معمول بنا لیا جائے تو بہتر ہے۔ اور یہ معمول کم از کم چار رکعت ہو تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ آپ کا عام معمول چار رکعتیں ہی پڑھنے کا تھا۔

الربع ۲

إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

وہ دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آئے جب وہ داخل ہوئے داؤد پر تو وہ ان سے ڈر گیا ف۱

قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ

وہ بولے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو باہم جھگڑنے والے ہیں زیادتی کی ہے ہم میں سے

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ

ایک نے دوسرے پر فیصلہ کر دیجئے ہم میں انصاف سے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہم کو

هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ

لگا دیجئے سیدھے رستہ ف۲ یہ میرا بھائی ہے اسکے ہاں ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے ہاں ایک ہی دنبی ہے۔

فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

اب یہ کہتا ہے کہ وہ دنبی مجھے دے ڈال اور مجھ سے سختی کرتا ہے بات چیت میں داؤد نے کہا بیشک یہ تجھ پر ظلم

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ

کرتا ہے کہ دنبی مانگتا ہے اپنی دنبیوں میں ملانے کو اور اکثر شریک زیادتی کیا

لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ

ایسے بہت ہی کم ہیں اور داؤد کو خیال آیا کہ بس ہم نے اس کو آزمایا ہے تو اس نے معافی چاہی اپنے

رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ السجدة فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ

پروردگار سے اور گر پڑا سجدے میں اور رجوع ہوا تو ہم نے معاف کر دی اس کے لئے وہ خطا۔ اور بیشک

ف۱ آزمائش کی تشریح:

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس آزمائش اور لغزش کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ مقدمہ کے یہ دو فریق دیوار پھاند کر داخل ہوئے اور طرز مخاطبت میں انتہائی گستاخانہ رویہ اختیار کیا کہ شروع ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کو انصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے کی نصیحتیں شروع کر دیں، اس انداز کی گستاخی کی بنا پر کوئی عام آدمی ہوتا تو انہیں جواب دینے کے بجائے اُلٹی سزا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ امتحان فرمایا کہ وہ بھی غصہ میں آ کر انہیں سزا دیتے ہیں یا پیغمبرانہ تحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پورے اترے لیکن اتنی سی فروگذاشت ہوگئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کے بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا۔ جس سے ایک گونہ جانبداری مترشح ہوتی تھی مگر اس پر فوراً متنبہ ہوا اور سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ (بیان القرآن)

ف۲ حاکم کے آداب

قَالُوْا لَا تَخَفْ (انہوں نے کہا ڈریئے نہیں) آنے والوں نے یہ کہہ کر اپنی بات بیان کرنی شروع کر دی، اور حضرت داؤد علیہ السلام خاموشی سے ان کی بات سنتے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اچانک کسی بے قاعدگی کا مرتکب ہو تو اُسے فوراً ملامت اور زجر و توبیخ شروع نہیں کر دینی چاہیے۔ بلکہ پہلے اس کی بات سن لینی چاہیے۔ تا کہ اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس اس بے قاعدگی کا جواز تھا یا نہیں، کوئی اور ہوتا تو آنے والوں پر فوراً برس پڑتا، لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے انکشاف حقیقت کا انتظار فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ معذور ہوں۔

لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ

اس کے لئے ہمارے ہاں مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے (ہم نے فرمایا) اے داؤد ہم نے تجھ کو بنایا نائب

خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

(یعنی بادشاہ) ملک میں پس تو حکم کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

پیروی کر نفسانی خواہش کی کہ وہ تجھ کو بھٹکا دے گی اللہ کی راہ سے! بیشک جو لوگ

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

بھٹکتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے اس سبب سے کہ انہوں نے بھلا دیا حساب

الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ع وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کے دن کو۔ اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان اور زمین اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بے فائدہ یہ ان کا خیال ہے جو کافر ہیں پس افسوس ہے کافروں کے لئے

مِنَ النَّارِ ؕ ﴿٢٧﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آگ (کے عذاب) سے کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾

انکی مانند جو فساد پھیلاتے ہیں ملک میں ف۱ یا ہم کر دینگے پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مثل! ف۲ (یہ قرآن)

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

ایک کتاب بابرکت ہے کہ ہم نے اس کو تیری طرف اتارا تاکہ لوگ غور کریں اس کی آیتوں میں

ف۱ یہ آخرت کے ضروری ہونے کی دلیل ہے، اور پچھلی آیتوں سے اس کا ربط یہ ہے کہ جب ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے خلیفہ کی حیثیت میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ عدل وانصاف سے کام لیں تو کیا ہم خود انصاف نہیں کریں گے؟ اسی انصاف کیلئے آخرت میں حساب وکتاب ہوگا، ورنہ یہ لازم آئے گا کہ ہم نے نیک لوگوں اور بدکاروں کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا، اور دنیا میں چاہے کوئی شخص اچھے کام کرے یا بدکاری کا مرتکب ہو، نہ اس سے کوئی بازپرس ہوتی ہے، اور نہ نیک آدمی کو کوئی انعام ملتا ہے اسکی بے انصافی اللہ تعالیٰ کیسے گوارا فرما سکتے ہیں؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک واقعہ کا ذکر اور ان کی سلطنت وحکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ داؤد علیہ السلام کی آزمائش اور آپ کی حکمت وبصیرت کو ذکر فرمایا گیا خلافت اور اس کے تقاضے ذکر فرمائے گئے۔

ع ۲ / ۱۲ / ۱۱

ف۲ قیامت کی ایک عقلی دلیل: اس آیت میں وجوب حشر کی ایک عقلی برہان ہے جو دلالت کر رہی ہے کہ اقرار حشر لازم ہے کیونکہ اس زندگی میں دونوں فریقوں کے درمیان برابری نہیں بلکہ تقاضا حکمت کے خلاف اس دنیا میں کافروں کو مومنوں پر (مال و دولت اولاد وغیرہ کے لحاظ سے) عموماً برتری حاصل ہے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی دوسری زندگی میں ہر فریق کو اس کی (فکری وعملی) حالت کے موافق بدلہ ملے۔ (تفسیر مظہری)

الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ

اور تا کہ نصیحت پکڑیں عقلمند لوگ۔ اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان ! کیا اچھا بندہ تھا! بیشک

اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ ؕ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ ۙ

وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا جب پیش کیے گئے اس کے روبرو شام کے وقت تیز رو گھوڑے

فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى

تو سلیمان نے کہا میں نے پسند کیا مال کی محبت کو اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) یہاں تک کہ

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ

آفتاب چھپ گیا پردے میں۔ ان گھوڑوں کو لوٹا لاؤ میرے پاس! پھر لگا ہاتھ پھیرنے پنڈلیوں

وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى

اور گردنوں پر۔ اور ہم نے آزمایا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ

ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ کو

لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

عطا فرما ایسی بادشاہی کہ کسی کو سزاوار نہ ہو میرے بعد بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے

الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ

تو ہم نے اس کا تابعدار بنا دیا ہوا کو کہ چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا تھا

اَصَابَ ﴿۳۶﴾ ۙ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ

اور اس کے تابعدار بنا دیئے دیو تمام عمارت بنانے والے اور غوطہ خور اور دوسرے دیو

ط سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے: عبد بن حمید فریابی بن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم تیمی کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ بیس ہزار گھوڑے تھے اور (پرندوں کی طرح) بازوؤں والے تھے ان کو حضرت سلیمانؑ نے ذبح کرا دیا تھا۔

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے بروایت عوف بیان کیا کہ حسن نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن گھوڑوں کو سلیمانؑ نے ذبح کیا تھا وہ (پرندوں کی طرح) پروں والے تھے اور حضرت سلیمان کے لئے سمندر سے برآمد کئے گئے تھے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو دریائی گھوڑے نہیں ملے بغوی نے بروایت عکرمہ بیان کیا کہ وہ بیس ہزار پردار گھوڑے تھے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت عائشہ

ابوداؤد میں ہے کہ حضور ﷺ جنوک یا خیبر کے سفر سے واپس آئے گھر میں تشریف فرما تھے۔ تو تیز ہوا کے جھونکے سے گھر کے ایک کونے کا پردہ ہٹ گیا۔ وہاں حضرت عائشہؓ کے کھیلنے کی گڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ کی نظر بھی پڑ گئی۔ دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میری گڑیاں ہیں۔ آپؐ نے دیکھا کہ بیچ میں ایک گھوڑا سا بنا ہوا ہے جسکے دو پر کپڑے کے لگے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا گھوڑا ہے۔ فرمایا اور یہ اس کے اُوپر دونوں طرف کھترے کے کیا بنے ہوئے ہیں؟ کہا یہ دونوں اس کے پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا بھی اچھا ہے اور اس کے پر بھی۔ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پردار گھوڑے تھے؟ یہ سن کر حضور ﷺ ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ کے آخری دانت دکھائی دینے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۳۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ
جکڑے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہے ہماری عطا پس تو احسان کر یا رکھ چھوڑ (تجھ پر)
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾
کچھ حساب نہیں اور بیشک اس کے لئے ہمارے ہاں قربت اور اچھا ٹھکانا ہے
وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ
اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے پکارا اپنے پروردگار کو کہ مجھ پر ہاتھ ڈالا شیطان نے
بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌ
ایذا اور تکلیف کے ساتھ (ہم نے فرمایا کہ) مار زمین پر اپنا پاؤں یہ ہے نہانے کے لئے
بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ
(چشمہ) ٹھنڈا اور پینے کے لئے اور ہم نے اس کو دیئے اس کے گھر والے اور ان کے ہی مانند ان کے ساتھ
رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا
اور اپنی طرف کی رحمت سے اور یادگار عقلمندوں کے لئے (ہم نے حکم دیا) لے
فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ
اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا پس اس سے مار لے اور قسم کیخلاف نہ کر ف۱ ہم نے اسکو صابر پایا
اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
بڑا اچھا بندہ تھا بیشک وہ رجوع کرنیوالا تھا ف۲ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب
اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ
ہاتھوں اور آنکھوں والوں کو ہم نے ان کو منتخب فرمایا ایک خاص بات

خلاصہ رکوع ۳

قیام قیامت کی حکمت اور کفار و مومنین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔ تدبر فی القرآن کا حکم دیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش اور ان کی عالمگیر حکومت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۳ / ۱۴ / ۱۲

ف۱ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس طرح سے قسم کا پورا ہو جانا ایوب علیہ السلام کے لئے مخصوص تھا اب اگر کوئی ایسی قسم کھائے تو بدون معنی عرفی کے واقع ہوئے پوری نہ ہوگی البتہ جہاں سزا دینا واجب نہ ہو وہاں قسم توڑ دینا جائز اور جہاں سزا دینا جائز نہ ہو وہاں قسم توڑ دینا واجب ہوگا اور اس قصہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ احکام میں ہر جگہ حیلہ جائز ہے بلکہ اس میں تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حیلے سے کسی شرعی حکمت اور غرض کا باطل کرنا مقصود ہو وہ حرام ہے اور جس میں یہ نہ ہو بلکہ کسی شرعی مطلوب کا حاصل کرنا مقصود ہو وہ جائز ہے۔

ف۲ نامناسب کام پر قسم کھانا

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی نامناسب کام یا ناجائز فعل پر قسم کھالے تو قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ اور اس کے توڑنے پر کفارہ بھی آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس صورت میں کفارہ نہ آتا ہو تو حضرت ایوب علیہ السلام کو یہ حیلہ تلقین نہ فرمایا جاتا لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کسی نامناسب کام پر قسم کھالی جائے تو شرعی حکم یہ ہے کہ اسے توڑ کر کفارہ ادا کر دیا جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک قسم کھالے پھر بعد میں اس کی رائے یہ ہو کہ اس قسم کے خلاف عمل کرنا زیادہ بہتر ہے تو اسے چاہئے کہ وہ وہی کام کرے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۴۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾

(یعنی یاد آخرت کے لئے اور وہ سب ہمارے ہاں چنے ہوئے نیک بندوں میں ہیں

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾

اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک نیک بندوں میں تھا

هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ

یہ ذکر (خیر) ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشگی کے باغ کے کھلے ہوئے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا

ہوں گے ان کے لئے دروازے۔ ف۱ وہاں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں منگوائیں گے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

بہتیرے میوے اور شراب اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نظر والی عورتیں

أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هٰذَا

ہم عمر ف۲ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے روز حساب کے لئے یہ ہے ہماری دی ہوئی

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾

روزی جس کو کبھی زوال ہی نہیں یہ تو سن چکے اور شریروں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ

دوزخ ہے جس میں وہ داخل ہوں گے۔ تو وہ کیا برا بچھونا ہے۔ یہ عذاب ہے تو اس کو چکھیں کھولتا ہوا

وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ

پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک جماعت ہے کہ داخل ہونے والی ہے

ف۱ محل عدن:
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل عدن ہے جس کے آس پاس برج ہیں۔ جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار چادریں ہیں۔ اس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا عادل بادشاہ ہی رہیں گے (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ زوجین کے درمیان عمر کے تناسب کی رعایت بہتر ہے
مسئلہ: ہم عمری کی وجہ سے طبیعتوں میں زیادہ مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت و دلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہئے کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ

تمہارے ساتھ ان کو خوشی نصیب نہ ہو۔ یہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ کہیں گے

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

بلکہ تم کو خوشی نصیب نہ ہو تم ہی تو یہ بلا ہمارے سامنے لائے! تو کیا بری رہنے کی جگہ ہے ف۱ کہیں گے

رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾

اے ہمارے پروردگار جو شخص یہ بلا ہمارے سامنے لایا ہے پس تو زیادہ فرما اس کے حق میں دوگنا عذاب دوزخ میں

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ ۭ

اور (دوزخی) کہیں گے کہ ہم کو کیا ہو گیا کہ ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم گنتے تھے بُرے

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ

لوگوں میں کیا ہم نے ان کی ہنسی بنائی یا چوک گئیں ان سے آنکھیں بیشک یہ حق بات ہے (یعنی)

تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ڰ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا

دوزخیوں کا باہم جھگڑنا! کہہ دے کہ بس میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں مگر

اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اللہ اکیلا زبردست پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ ۙ اَنْتُمْ عَنْهُ

جو ان کے درمیان ہے غالب بخشنے والا ف۲ کہہ دے یہ (قیامت کا واقعہ) بڑی خبر ہے کہ تم اس سے

مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ

روگرداں ہو مجھ کو کچھ بھی خبر نہ تھی عالی قدر جماعت (یعنی فرشتوں) کی جب وہ باہم بحث کرتے تھے!

ف۱ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی ہو جب آگ روشن ہو گئی تو پروانے اور کیڑے مکوڑے آ آ کر اس میں گرنے لگے۔ وہ ہر چند گرنے سے روکتا تھا مگر آگ میں گرنے والے (پروانے اور کیڑے) اس پر غالب آ کر گھسے ہی چلے جاتے ہیں (آخر سوختہ ہو جاتے ہیں) میں بھی تم کو دوزخ میں گرنے سے ہر چند روکتا ہوں اور کہتا ہوں دوزخ سے ہٹ آؤ آگ سے بچ آؤ مگر تم مجھ پر غالب آتے اور دوزخ میں گھسے پڑتے ہو (متفق علیہ)

ف۲ پیغمبر کا کام

میرا کام تو اتنا ہی ہے کہ تم کو اس آنے والی خوفناک گھڑی سے ہوشیار کر دوں اور جو بھیانک مستقبل آنے والا ہے اس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی سابقہ جس حاکم سے پڑنے والا ہے وہ تو وہی اکیلا خدا ہے جس کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا دم مار نہیں سکتا۔ ہر چیز اس کے آگے دبی ہوئی ہے۔ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کوئی چیز نہیں جو اس کے زیر تصرف نہ ہو جب تک چاہے ان کو قائم رکھے جب چاہے توڑ پھوڑ کر برابر کر دے۔ اس عزیز و غالب کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے اسکے زبردست قبضہ سے کون نکل کر بھاگ سکتا ہے اور ساتھ ہی اس کی لامحدود رحمت و بخشش کو کس کی مجال ہے، محدود کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۱۳

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی آزمائش اور اس سے خلاصی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت اسماعیل یسع ذوالکفل علیہم السلام کا تذکرہ کر کے متقین کو جنت کی بشارت دی گئی اور سرکش لوگوں کو جہنم اور اس کے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ منکرین کی قابل حسرت اور مومنین کی قابل رشک زندگی کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۶۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾ اِنْ يُّوْحٰىٓ اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾

میری طرف تو بس یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (یاد کر)

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾

جب تیرے پروردگار نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں انسان مٹی سے ف۱

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ

تو جب میں اس کو درست کرلوں اور اس میں پھونک دوں اپنی روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے

سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّآ

سجدے میں پھر سجدہ کیا تمام فرشتوں نے اکٹھے مگر

اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ

ابلیس نے! تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس

مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ

کیا چیز تجھ کو اس سے مانع آئی کہ تو سجدہ کرے اسکو جو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟ ف۲ کیا تو نے

مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

غرور کیا یا (واقع میں) تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ وہ بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو

مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٧٧﴾ ښ وَّاِنَّ

بنایا آگ سے اور اس کو پیدا کیا مٹی سے۔ فرمایا اچھا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا۔ اور تجھ پر میری

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ

پھٹکار روز جزا تک۔ کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار تو مجھ کو مہلت دے اس دن تک کہ مردے

ف۱ اپنے آپکو بڑا سمجھنے کا انجام: حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابلیس نے غرور کیا اور راندۂ درگاہ ہوگیا مشرک بھی رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھتے تھے ان کا بھی ابلیس کی طرح خوار و ذلیل ہونا ضروری ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں پیدا کیا، جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ "ہاتھوں" سے مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسی ہی ہاتھ ہیں جیسے انسانوں کے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح کے احتیاج سے منزہ ہے، لہٰذا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اور عربی زبان میں لفظ "ید" بکثرت قدرت کے معنی میں مستعمل ہے، مثلاً ارشاد ہے۔ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور یوں تو کائنات کی ساری چیزیں قدرت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن جب باری تعالیٰ کسی چیز کا خصوصی شرف ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اُسے خاص طور سے اپنی طرف منسوب فرما دیتے ہیں۔ جیسے کعبہ کو بیت اللہ۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ یا روح اللہ کہا گیا ہے۔ یہاں بھی یہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے کی گئی ہے (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ

چلا اٹھا کھڑے کئے جاویں۔ فرمایا اچھا تجھ کو مہلت ہے اس معین وقت کے

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

دن تک بولا قسم ہے تیری عزت کی میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب (بنی آدم) کو مگر

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾

جو تیرے بندے ان میں چنے ہوئے ہیں فرمایا! سچ بات یہ ہے اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا

کہ میں ضرور دوزخ بھروں گا تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیری راہ چلیں ان میں سب سے۔ کہہ دے

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ

کہ میں تم سے اس پر نہیں مانگتا کچھ اجرت اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں ف۱ بس

هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

یہ (قرآن) تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے اور تم اس کی حقیقت معلوم کرلو گے کچھ دنوں بعد۔

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَثَمَانِي رُكُوعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا

اس کتاب کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا۔ ف۲ ہم نے نازل فرمائی ہے

ف۱ تکلف اور تصنع کی مذمت:

وما انا من المتکلفین (اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) مطلب یہ ہے کہ میں تکلف اور تصنع کر کے اپنی نبوت و رسالت اور علم و حکمت کا اظہار نہیں کر رہا۔ بلکہ اللہ کے احکام ٹھیک ٹھیک پہنچا رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکلف اور تصنع شرعاً مذموم ہے چنانچہ اس کی مذمت میں بعض احادیث وارد ہوئی ہیں۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ "اے لوگو تم میں سے جس شخص کو کسی بات کا علم ہو تو وہ لوگوں سے کہدے لیکن جس کا علم نہ ہو تو وہ "اللہ اعلم" کہنے پر اکتفا کرلے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے۔ قل ما اسلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین (روح المعانی) (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۵

مقام رسالت کو ذکر فرمایا گیا۔ تخلیق آدم علیہ السلام اور شیطان کی بغاوت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۵ / ۲۴ / ۱۴

ف۲ سورۂ زمر کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نفل روزے اس طرح پے در پے رکھے چلے جاتے کہ ہم خیال کرتے کہ شاید اب آپ ﷺ چھوڑیں گے نہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ روزے نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کو خیال ہوتا کہ اب رکھیں گے ہی نہیں اور ہر رات آپ ﷺ سورۂ بقرہ اور سورۂ زمر کی تلاوت کرلیا کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

شانِ نزول:

بیہقی نے دلائل میں بروایت نحاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوئی۔ بجز ان تین آیات کے جو وحشی قاتل حمزہؓ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾

تیری طرف کتاب حق کے ساتھ پس تو عبادت کر اللہ کی اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر خبردار

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۗ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

ہو جاؤ اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے اور جنہوں نے بنا لئے ہیں

أَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۗ إِنَّ

اس کے سوا دوسرے حمایتی (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں

اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۗ إِنَّ

تاکہ وہ ہم کو نزدیک کر دیں اللہ سے مرتبہ قرب میں! بیشک اللہ فیصلہ فرماوے گا

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ

انکے درمیان اس امر میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ف۱ اللہ اس کو نہیں

يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۗ

ہدایت دیا کرتا کہ جو ناشکر ہو۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو) بیٹا بنا لے تو چھانٹ لیتا اپنی مخلوق میں سے

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

جس کو چاہتا! وہ تو پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا زبردست ف۲ اسی نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین

بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

کو تدبیر سے وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ

اور مطیع کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک وقت معین تک! آگاہ ہو

ف۱ آیت کا شان نزول: اس آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول تین قبائل کے متعلق ہوا بنی عامر۔ بنی کنانہ اور بنی سلمہ۔ یہ قبائل بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کی پوجا صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں (یعنی انکی پوجا کر کے ہم خدا کے مقرب بن جائیں) بغوی نے لکھا ہے جب ان لوگوں سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارا رب کون ہے تم کو اور آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ جواب دیتے تھے سب کو اللہ نے پیدا کیا اس پر کہا جاتا پھر بتوں کو کیوں پوجتے ہو تو جواب دیتے ہم تو ان کی پوجا محض اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہم خدا کے مقرب ہو جائیں۔

ف۲ اور اولاد کا غیر جنس ہونا بڑا عیب ہے اس لئے مخلوق میں سے کسی کا خدا کی اولاد ہونا محال ہے پس شرک کی یہ صورت بھی باطل ہو گئی اور توحید ثابت ہو گئی یعنی نہ اس وقت کوئی اس کا شریک ہے نہ آئندہ ہو سکتا ہے کیونکہ شریک ہونے کی صلاحیت کسی میں جب ہوتی جب کوئی ویسا ہی زبردست ہوتا حالانکہ ایسا کوئی نہیں۔

الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝٥ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ

وہی غالب بخشنے والا ہے۔ اس نے تم کو پیدا فرمایا تن واحد سے پھر بنا یا

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

اسی تن سے اس کا جوڑا اور اتار دیئے تمہارے لئے چوپائے آٹھ قسمیں وہ تم کو بناتا ہے

اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ

تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک طرح کے بعد

خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ

دوسری طرح تین اندھیروں میں یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار اسی کی بادشاہت ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو کہاں پھرے جاتے ہو۔ ۱ اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تم سے

غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا

بے نیاز ہے اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کی ناشکری کو۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس بات کو تمہارے لئے

يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے شخص کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف لوٹ

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

جانا ہے تو وہ تم کو جتا دیگا جو تم کرتے تھے۔ بیشک وہ واقف ہے سینوں میں چھپی باتوں سے ۲ اور جب

الصُّدُوْرِ ۝٧ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا

انسان کو کوئی رنج پہنچتا ہے تو وہ پکارتا ہے اپنے پروردگار کو اسی کی طرف رجوع ہو کر

---

۱ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے۔ جہاں تمہاری پیدائش ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے نطفہ' پھر خون بستہ' پھر لوتھڑا' پھر گوشت پوست' ہڈی' رگ' پٹھے' پھر روح' غور کرو کہ وہ کتنا اچھا خالق ہے۔ تین اندھیریوں میں تمہاری یہ طرح طرح کی تبدیلیوں کی پیدائش کا ہیر پھیر ہوتا رہتا ہے۔ رحم کی اندھیری' اس کے اوپر کی جھلی کی اندھیری' اور پیٹ کی اندھیری۔ یہ جس نے آسمان و زمین کو اور خود تم کو اور تمہارے اگلے پچھلوں کو پیدا کیا ہے' وہی رب تعالیٰ ہے۔ اس کا ملک ہے' وہی سب میں متصرف ہے' وہی لائق عبادت ہے' اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ افسوس نہ جانے تمہاری سمجھ اور عقلیں کہاں گئیں کہ تم اس کے سوا دوسروں کی عبادت و بندگی کرنے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

مسئلہ: اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اچھا یا برا کام ایمان یا کفر اللہ تعالیٰ کی مشیت یا ارادہ کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ہر چیز کے وجود میں آنے کیلئے اللہ جل شانہ کا ارادہ شرط ہے۔ البتہ رضا اور پسندیدگی حق تعالیٰ کی طرف ایمان اور اچھے کاموں سے متعلق ہوتی ہے۔ کفر و شرک اور معاصی اس کو پسند نہیں۔ (معارف القرآن)

إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا إِلَيْهِ

پھر جب اس کو عطا فرما دیتا ہے اپنی طرف سے نعمت تو بھول جاتا ہے جس کام کو بلا رہا تھا

مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ قُلْ

پہلے سے اور ٹھہراتا ہے اللہ کے شریک تاکہ (دوسروں کو) بہکائے اللہ کے راستہ سے کہہ دے

تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِ ﴿۸﴾ أَمَّنْ هُوَ

کہ نفع اٹھالے اپنے کفر کے ساتھ چند روز! کچھ شک نہیں کہ تو دوزخیوں میں ہے (بھلا ایسا ناشکر مشرک بہتر ہے)

قَٰنِتٌ ءَانَآءَ ٱلَّيْلِ سَاجِدًا وَقَآئِمًا يَحْذَرُ ٱلْءَاخِرَةَ وَيَرْجُوا۟

یا وہ شخص کہ عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا کھڑا ہوا ڈرتا ہے آخرت سے

رَحْمَةَ رَبِّهِۦ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ

اور امید رکھتا ہے پروردگار کی مہربانی کی؟ کہہ دے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے

لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿۹﴾ قُلْ يَٰعِبَادِ ٱلَّذِينَ

والے؟ پس وہی نصیحت پکڑتے ہیں جن کو عقل ہے کہہ دے! اے میرے بندو

ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ فِى هَٰذِهِ ٱلدُّنْيَا

جو ایمان لاچکے ہو ڈرو اپنے پروردگار سے! جن لوگوں نے نیکی کی اس دنیا میں

حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ

ان کے لئے بھلائی ہے! اور اللہ کی زمین کشادہ ہے! صبر کرنے والوں ہی کو

أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ

پورا بھر دیا گا ان کا اجر ان گنت۔ ف۱ کہہ دے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی

ف۱ آیت کا شان نزول:

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے حق میں اس آیت کا نزول ہوا جو مکہ سے ہجرت کر کے حبش کو چلے گئے تھے۔ دین کو نہ چھوڑا سخت دکھ اٹھائے مگر دین پر قائم رہے اور ہجرت کر کے چلے گئے۔

الفاظ میں عموم ہے مہاجرین حبشہ کو بھی شامل ہے اور تمام وہ لوگ اس میں داخل ہیں جو دکھوں پر صبر کریں۔ دینی مشقتیں برداشت کریں اور گناہوں سے اپنے آپ کو روکتے رہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۹ / ۱ / ۱۵

اللہ کی بندگی اور دعوت کا حکم دیا گیا مشرکین کے نظریات کی تردید فرمائی گئی۔ زمین و آسمان اور انسان و دیگر مخلوقات کی تخلیق کا ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور انسانی فطرت کو ذکر فرمایا گیا۔ مومن و اہل علم کی شان ظاہر فرمائی گئی۔

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝١١ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٢

اس کے لئے عبادت کو خالص بنا کر اور مجھ کو حکم ہے کہ میں سب سے پہلے مسلمان بنوں۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٣

کہہ دے کہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے پروردگار کا بڑے دن کے عذاب سے ف۱

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝١٤ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ

کہہ دے میں تو اللہ ہی کو پوجتا ہوں اسی کے لئے اپنی عبادت کو خالص بنا کر اب تم پوجو جس کو چاہو

مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اس کے سوائے کہہ دے کہ نقصان والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان میں رکھا اپنے آپ کو

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝١٥ لَهُمْ

اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خبردار ہو جاؤ یہی تو صریح نقصان ہے۔

مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ

ان کے واسطے ان کے اُوپر سے آگ کے طبق ہیں اور ان کے نیچے سے بھی طبق! یہی ہے جس سے

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝١٦ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا

اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔ اے میرے بندو پس مجھ سے ڈرو ف۲ اور جو لوگ بچے

الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ

بتوں سے ف۳ کہ ان کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف ان کے لئے خوشخبری ہے

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝١٧ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

تو خوشخبری سنا دے میرے ان بندوں کو جو بات سنتے ہیں پھر چلتے ہیں

ف۱ شانِ نزول:
بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب آپ ﷺ کو باپ دادا کا دین اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ (تفسیر مظہری)

مطلب یہ کہ توحید خالص کا واجب ہونا اور اس کے چھوڑنے پر عذاب کا مستحق ہونا ایسا ہے کہ اس قاعدہ سے نبی معصوم بھی مستثنیٰ نہیں حالانکہ اس میں معصیت کا احتمال ہی نہیں تو غیر معصوم تو کس شمار میں ہیں۔

ف۲ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ضحاک کا واقعہ
ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا والی آیت کو بار بار پڑھا حضرت ضحاکؒ نے جب یہ آیت پڑھی لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ تو صبح تک اسی کو بار بار پڑھتے رہے۔

ف۳ اور غیر اللہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں شیطان کی کامل اطاعت کی جاتی ہے اور یہی حقیقت ہے عبادت کی۔

أَحْسَنَهٗ ۗ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ أُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا

بہتر بات پر یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی ہیں عقل والے

الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۗ أَفَأَنْتَ

بھلا جس شخص پر ثابت ہو چکا عذاب کا حکم تو کیا تو خلاص کرسکتا ہے

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

اس کو جو دوزخ میں ہے۔ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے ان کے لئے بالا خانے ہیں

مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۗ

ان بالا خانوں کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۗ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ

اللہ نے وعدہ فرمالیا ہے! اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا ف۱ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ

آسمان سے پانی پھر وہ پانی چلایا زمین کے چشموں میں پھر اس پانی سے نکالتا ہے کھیتی کہ گونا گوں ہیں اس

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

کے رنگ پھر خشک ہوجاتی ہے تو تو اس کو دیکھتا ہے کہ زرد پڑ گئی ہے پھر اس کو کرڈالتا ہے

حُطَامًا ۗ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَنْ

ریزہ ریزہ بیشک اس میں نصیحت ہے عقل والوں کے لئے۔ بھلا وہ شخص جس کا سینہ کھول دیا

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ

اللہ نے اسلام کے لئے پس وہ اپنے پروردگار کی جانب سے روشنی پر ہے (کہیں سخت دل کے برابر ہوسکتا ہے؟)

ف۱ حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت والے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ مشرقی اور مغربی افق پر باقی رہ جانے والے چمکدار جگمگاتے ستارے کو (دور سے) دیکھتے ہو، یہ صورت اہل جنت کے باہمی فرق مراتب کی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مکان تو انبیاء کے ہوں گے جہاں تک دوسروں کی رسائی نہ ہوگی فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور (تمام) پیغمبروں کو سچا مانا (وہ مکان ان کے بھی ہوں گے)

خلاصہ رکوع ۲

ہجرت کی فضیلت اور گناہوں کا موجب سزا ہونا بتایا گیا۔ توحید پر استقامت کا حکم اور مشرکین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ مومن اور اہل تقویٰ کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

۲ قدرت خداوندی میں سے نظام آب پاشی کو ذکر کر کے نصیحت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ ع۲ ۱۶

بعینہ یہی حالت انسان کی دنیوی زندگی کی ہے کہ آخر کار سب کو فنا ہونا ہے پھر اس میں منہمک ہو کر ہمیشہ کی راحت سے محروم رہنا اور دائمی مصیبت سر پر لینا نہایت حماقت ہے۔

خاصیت: آیت ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ

تو افسوس ان کو جن کے دل سخت ہیں یاد الٰہی سے۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں

مُّبِيۡنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ

اللہ نے نازل فرمایا بہتر کلام ایک کتاب متشابہ دوہرائے ہوئے ف۱

تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ

کہ رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اس کے سننے سے ان کی کھالوں پر جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر

تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

نرم ہو جاتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل یاد خدا کی جانب ف۲ یہ ہے اللہ کی ہدایت اس سے

هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ

ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اسے

فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنۡ يَّتَّقِىۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ

کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ بھلا جو شخص اپنے منہ پر روکتا ہے برے عذاب کو

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَقِيۡلَ لِلظّٰلِمِيۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۲۴﴾

قیامت کے دن (کہیں جنتی کی مثل ہو سکتا ہے) اور کہا جائے گا ستم گاروں سے

كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتٰٮهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ

کہ چکھو جو تم کماتے تھے جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے لوگ تو ان پر آ نازل ہوا عذاب

لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الۡخِزۡىَ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ

ایسی جگہ سے جہاں سے خبر نہ رکھتے تھے۔ تو ان کو چکھائی اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں

ف۱ یعنی اس کی عبادت کا اعجاز اور بلاغت اول سے آخر تک یکساں ہے کسی جگہ کلام کی شوکت اور بلاغت و فصاحت کم نہیں ہوئی اسی طرح اس کے معانی بھی صحت و خوبی میں سب برابر ہیں اس میں کوئی مضمون کمزور نہیں۔

ف۲ اولیاء اللہ کی صفات:

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی صفت یہ ہے کہ قرآن سن کر ان کے دل موم ہو جائیں اور ذکر اللہ کی طرف وہ جھک جائیں ان کے دل ڈر جائیں ان کی آنکھیں آنسو بہائیں اور طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام کا عام حال یہی تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور بدن پر بال کھڑے ہو جاتے۔ (قرطبی)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے کے بدن پر اللہ کے خوف سے بال کھڑے ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ

اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے! کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔ اور ہم نے

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

بیان فرمائی لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال کہ شاید وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ

نصیحت پکڑیں (ہم نے نازل فرما دیا) قرآن عربی زبان میں بے عیب کہ شاید وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ

پرہیزگار بن جاویں۔ ف۱ اللہ نے بیان فرمائی ایک مثال ایک مرد (غلام) ہے اس میں کئی ساجھی ہیں

وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ

بدخو اور ایک شخص (غلام) سالم ایک شخص کا ہے! کیا یہ دونوں برابر ہیں حالت میں؟ ہر تعریف اللہ کو زیبا ہے!

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

بلکہ ان میں بہتیرے نہیں جانتے ف۲ بیشک تجھ کو بھی مرنا ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ بھی مرنے والے ہیں۔ بلاشبہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع

تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں باہم جھگڑے کرو گے

ف۱ یعنی قرآن میں یہ مضامین اس لئے لائے گئے ہیں تاکہ ان سچے اور بلیغ مضامین کو سن کر خدا کا خوف کریں غرض کتاب ہدایت ہونے کے لئے جن صفات کمال کی ضرورت تھی قرآن میں وہ سب جمع ہیں چنانچہ عمدہ مضامین ہونا پھر عربی ہونا جس کو اہل عرب بلاواسطہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ وہ پہلے مخاطب ہیں پھر ان کے ذریعہ سے دوسروں کو سمجھ لینا آسان ہے پھر کسی مضمون میں کسی قسم کا خلل نہیں لیکن اگر ان ہی کی استعداد فاسد ہو تو کیا کیا جاوے۔

ف۲ مفلس کون ہے:

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہی ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو نماز، روزہ زکوٰۃ (سب کچھ) لے کر آئے گا (لیکن) کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا چنانچہ اس کو پکڑا جائے گا اور اس کی کچھ نیکیاں ایک (حقدار) کو بطور بدلہ دے دی جائیں گی اور کچھ دوسرے کو اگر بدلہ پورا ادا ہوئے بغیر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حقداروں کے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

ع ۳ / ۱۰ / ۱۷

خلاصہ رکوع ۳

خوش بخت و بدبخت لوگوں میں امتیاز اولیائے کاملین کی حالت کو بیان فرمایا گیا۔ محشر میں کفار کی حالت اور مشرک و موحد کو مثال سے ذکر فرمایا گیا۔ قیامت میں سب کا آمنا سامنا ذکر فرمایا گیا۔

تیئیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ یٰسین.... فضائل وخواص

جس حاجت کے لئے اکتالیس بار پڑھے وہ پوری ہو۔ خوف زدہ ہو امن میں ہو جائے یا بیمار شفا پائے یا بھوکا ہو سیر ہو جائے۔ دیگر سورۂ یٰسین میں چار جگہ لفظ الرحمٰن آیا ہے اور تین جگہ لفظ اللہ اور اسی طرح سورۂ تبارک الذی میں۔ پس جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے اور لفظ الرحمٰن آئے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرلے اور جہاں لفظ اللہ آئے بائیں ہاتھ کی انگلی بند کرلے حتیٰ کہ ختم سورت پر داہنے ہاتھ کی چار انگلیاں بند ہو جائیں گی اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں پھر سورۂ تبارک الذی پڑھے اور لفظ رحمٰن پر داہنے ہاتھ کی ایک انگلی کھول دے اور لفظ اللہ پر بائیں ہاتھ کی انگلی کھول دے۔ اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں اور دعائیں قبول ہوں گی اور انگلیوں کا کھولنا بند کرنا کن انگلی سے شروع ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت سورۃ یٰسین

سورۃ یٰسین کا بیمار پر ایک مرتبہ روز پڑھ کر دم کرنا جلد شفا دیتا ہے نزع کی حالت والے کو اس مبارک سورہ کا سننا جلد مشکل آسان کر دیتا ہے رزق کی ترقی کے لئے یا جس کے اولاد نہ ہوتی ہو اولاد پیدا کرنے کے لئے تین مرتبہ اس مبارک سورۃ کا روزانہ پڑھنا نہایت مجرب عمل ہے۔

اگر کوئی مسافر سفر میں اس سورت کی تلاوت کرے تو مع الخیر گھر واپس آئے زچہ کو چلہ کے ایام میں اس کا دم کیا ہوا پانی پلانا صحت کے لئے نہایت مجرب عمل ہے۔ حاملہ کو روزانہ اس سورت کو پڑھ کر دم کر کے کھلانا مع الخیر حمل سے فارغ کرنے کے لئے عجیب وغریب اثر رکھتا ہے۔

الغرض یہ سورۃ قرآن مجید کا دل ہے اس کا عمل دو جہاں کی مصیبتوں کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۸... دشمن سے نجات کیلئے عمل

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْ م بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

اگر کسی دشمن یا ظالم کے فساد کو روکنا منظور ہو تو سات مرتبہ ان آیتوں کو پڑھنا اور دشمن کا تصور کر کے اس کی طرف دم کرنا نہایت

مجرب ہے۔ مشک وزعفران سے ان آیات کو لکھ کر اپنے پاس رکھنا ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

نیز ڈھال پر لکھ کر دشمنان دین کا مقابلہ کرے تو غالب آئے۔ (اعمال قرآنی)

آیت ۹....دشمنوں کی قوت بینائی سلب ہوگئی

ہجرت مدینہ کے موقع پر جس شب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا قصد کیا کفار مکہ نے چاروں طرف سے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ جونہی نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلیں گے ان پر بیک وقت حملہ کر کے (نعوذ باللہ) انہیں ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ آیت مبارک پڑھتے ہوئے نکلے۔

"وجعلنا من بین ایدیهم سداً و من خلفهم سدا فاغشیناهم فهم لایبصرون"

"اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ پیچھے کر دی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) ان کو (پردوں سے) گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے"۔ (سورہ یٰسین)

محاصرین کی قوت بینائی خداوند تعالیٰ نے ایسی سلب کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ (صحیح بخاری)

فائدہ آیت ۳۸....روزانہ سورج اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عرش تلے جا کر خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، پھر (طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے، تو اس کو اجازت دی جاتی ہے، اور قریب ہے کہ سورج سجدہ کرے اور قبول نہ کیا جائے، اجازت طلب کرے اور اجازت نہ دی جائے، اور سورج سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہاں سے لوٹ جا، پس آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا...... یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (سورہ یٰس: آیت ۳۸) ترجمہ: "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قرار راہ عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ: ص ۴۷۲)

اس آیت میں ٹھکانے کیلئے مستقر کا لفظ اختیار کیا ہے۔ سورج اپنے کون سے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے؟ اس بارے میں جدید ماہرین فلکیات نے اپنے طویل اور پیچیدہ حسابات کے ذریعے بتایا ہے کہ ہماری کہکشاں میں مختلف اقسام کی سرگرمیوں کے نتیجے میں سورج ۷ لاکھ ۲۰ ہزار کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے اپنے Apex یعنی بلند ترین مقام تک پہنچتا ہے۔ جو Vega ستارے کے قریب واقع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج ہمارے ایک دن میں ایک کروڑ ۷۲ لاکھ ۸۰ ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتا ہے اور زمین چونکہ اس کے تابع ہے تو زمین بھی روزانہ اتنا ہی فاصلہ سورج کے ساتھ طے کرتی ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ہماری زمین بیک وقت تین مختلف قسم کے سفر مختلف سمتوں اور مختلف رفتاروں کے ساتھ طے کر رہی ہے اور اس کا یہ معجزاتی سفر اتنا ہموار۔ غیر محسوس اور متوازن ہے کہ ہمیں یہ احساس تک نہیں

ہوتا کہ ہم ایک گھنٹے میں لاکھوں کلومیٹر کا سفر طے کر چکے ہیں۔

قدرت کی ان بے مثال نشانیوں کو دیکھ کر اس کے خالق' اس کے مدبر' اس کے قائم رکھنے والے اور اس پیچیدہ نظام کو چلانے والے کے وجود سے انکار کر کے اگر انسان' پتھروں کی' درختوں کی' سورج کی' آگ کی اور گائے کی پرستش کرتا ہے تو کیا یہ ظلم عظیم نہیں ہے۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت آیت ۸۳....عزت حاصل کرنے کا نسخہ

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۠

اگر آپ لوگوں کی نظروں سے گر گئے ہو اور چاہتے ہو کہ آپ کی عزت قائم ہو جائے تو آپ مذکورہ آیت کو گیارہ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لو ان شاء اللہ آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔ (اصول موتی)

سورہ صافات...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۷۵ تا ۷۹...برائے حل مشکلات

جس شخص کی اولاد مر جاتی ہو یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو وہ شخص ساری عمر اپنا وظیفہ ان مبارک آیتوں کا کرے ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھا کرے ان شاء اللہ ساری شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ۠ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ۠ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ۠ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ۠ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۝ (اصول موتی)

خاصیت آیت ۷۶....اولاد کی حیات اور مصیبت سے نجات کا نسخہ

وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ۝

اگر کسی شخص کی اولاد مر جاتی ہو زندہ نہ رہتی ہو' یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہو تو اس آیت کو روزانہ صبح وشام گیارہ دفعہ پڑھے۔ (اصول موتی)

خاصیت آیت ۱۱۸....بھٹکے ہوئے کو راہ راست پر لانے کا نسخہ

وَهَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۠

اگر آپ سیدھی راہ سے بھٹک جائیں' اچھائی برائی کی تمیز نہ رہے تو آپ تین سو تیرہ دفعہ مذکورہ آیت پانی پر دم کر کے اس وقت تک پیتے رہیں جب تک آپ کی حالت سدھر نہ جائے۔ (اصول موتی)

سورہ ص... فضائل و خواص

خاصیت آیت ۱-۲... مقدمہ میں فتح و نصرت کیلئے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ

اگر کسی مسلمان کا کسی بت پرست سے کسی عبادت خانہ کی بابت مقدمہ یا نزاع واقع ہو رہا ہے وہ شخص ایک ہزار تین سو تیرہ مرتبہ اس آیت مبارکہ کو اکیس روز تک روزانہ غسل کر کے قبلہ رو ہو کر فتح و نصرت کا کامل یقین جما کر پڑھے ان شاء اللہ فتح ہو گی۔ ان کے پڑھنے کا مجرب وقت عشاء یا تہجد کی نماز کے بعد ہے دن کا پڑھنا مفید نہ ہو گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۶... مقدمہ میں ناانصافی کا اندیشہ دور کرنے کیلئے

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ

اگر کسی شخص کو کسی حاکم سے کسی مقدمہ میں ناانصافی کرنے کا اندیشہ ہو وہ شخص گیارہ روز تک صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے گیارہ سو مرتبہ پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ مقدمہ میں ناانصافی نہ ہو گی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۴... برائے دفع ظلم

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ (پ۲۳ ع۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو (ایک اور طرح بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑ ڈالا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا۔

اگر کسی شریر ظالم کو شہر سے نکالنا ہو تو ہر روز سات سرخ گھونگچی پر ایک بار سات دن تک پڑھے اور ہر روز اس گھونگچی کو کنوئیں میں ڈالتا جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ شخص جلد چلا جائے گا۔ اس عمل میں ترک حیوانات لازم ہے مگر اس کو ناجائز جگہ پر عمل نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۵... باپ یا آقا کی نگاہ میں وقعت پیدا کرنے کیلئے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ

اگر کوئی بیٹا باپ کی نظروں میں یا نوکر آقا کی نگاہ میں وقعت پیدا کرنی چاہے تو وہ روزانہ عصر کی نماز کے بعد ایک سو اکیس مرتبہ ان آیات کو پڑھے۔ (طب روحانی)

سورۂ زمر.... فضائل و خواص

اگر کسی شخص کو بدخوابی یا برے خواب نظر آتے ہوں وہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو ایک کاغذ پر صندل سفید اور زعفران سے لکھ کر تکیہ کے غلاف میں رکھے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

خاصیت آیت ۲۱...کھیتی کے پختہ کرنے کیلئے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ

اگر کوئی زمیندار کورے ٹھیکرے پر اس آیت کو لکھ کر اپنے کھیت کے کسی کونہ گوشہ میں دفن کرے گا ان شاء اللہ کھیت بامراد پختہ اور تیار ہوگا۔(طب روحانی)

....

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِيْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ یٰسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ہر شی کا دل ہے اور قرآن کریم کا دل سورۂ یٰسین ہے۔اور ارشاد فرمایا جو آدمی سورۂ یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس بار قرآن کریم پڑھنے کا اجر لکھ دیتا ہے اور فرمایا کہ سورۂ یٰسین اپنے پڑھنے والے کے سر پر دنیا و آخرت کی بھلائی کا عمامہ پہنا دیتی ہے اور اس سے دنیا کی آزمائش اور آخرت کے خوف کو دور کر دیتی ہے۔

اسی لئے اس سورۃ کا نام معممہ اور مدافعہ بھی ہے اور اس کو قاضیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ حاجت مندوں کی ہر حاجت کو پورا کر دیتی ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پی لے اس کے دل میں ہزار دوا ہزار نور اور ہزار یقین اور ہزار برکت ہزار حکمت اور ہزار رحمت داخل کی جاتی ہے اور اس کے دل سے ہر کھوٹ اور بیماری کو نکال دیا جاتا ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو پڑھے اس دن اس کی وجہ سے اس کے گناہوں میں اس سے تخفیف کی جاتی ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس سورۃ میں مذکور ہیں۔

جو شخص اس سورۃ کو شام کے وقت پڑھے وہ صبح تک خوشی میں رہتا ہے اور جو صبح کو پڑھے وہ شام تک خوشی میں رہتا ہے اور جو شخص اس سورۃ کو سکرات کے وقت پڑھے وہ روح قبض ہونے سے پہلے رضوان جنت کو اپنا منتظر دیکھتا ہے۔

اگر کوئی حاجت منداس سورۃ کو پڑھے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور کوئی خوف زدہ پڑھے تو اس کا خوف جاتا رہتا ہے۔بھوکا پڑھے تو سیر پیاسا پڑھے تو سیراب ہو جاتا ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو جمعہ کی رات میں پڑھے تو صبح اس کے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور جو شخص سورۂ دخان اور سورۃ یٰسین کو جمعہ کی رات کے وقت ثواب کے یقین کے ساتھ پڑھے تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سورۂ یٰسین کی فضیلت میں اور بھی بہت ساری احادیث ہیں مگر یہاں طوالت سے بچتے ہوئے انہیں کو کافی سمجھا گیا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی خدمت میں آ کر کہا آپ سورۂ یٰسین کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں ایک اسم ہے جسے وہ معلوم ہو جائے اور وہ اس اسم سے دعا مانگے تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ خواہ دعا مانگنے والا گناہگار ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوئی آدمی کسی غم میں مبتلا ہو تو وہ سورۂ یٰسین پڑھ کر یوں دعا مانگے۔

سُبْحَانَ الْمُفَرِّجِ عَنْ کُلِّ مَهْمُوْمٍ سُبْحَانَ الْمُتَنَفِّسِ عَنْ کُلِّ مَکْرُوْبٍ مَدْیُوْنٍ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ خَزَائِنَهٗ بَیْنَ الْکَافِ وَالنُّوْنِ اِنَّمَآ اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یَا مُفَرِّجَ الْهَمِّ فَرِّجْ ۳ بار کہے۔

سورۂ یٰسین گلاب وزعفران سے سات بار لکھ کر سات روز تک مسلسل روزانہ ایک بار پیتا رہے تو وہ آدمی مناظر میں مخالف پر غالب رہے گا۔ لوگوں میں اس کی عزت ہوگی اگر کسی کے پیشاب میں رکاوٹ ہے وہ پیئے تو اس کی یہ تکلیف جاتی رہے گی اگر دودھ والی عورت پیئے تو اس کا دودھ بہت ہو جائے گا۔

اگر کوئی آدمی سورۂ یٰسین لکھ کر اپنے سر سے باندھے تو نظر بد سے جنون سے، موذی جانوروں سے اور دوسری تکلیفوں سے محفوظ رہے گا۔ کلبیؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھوں بھول کر کوئی قتل ہو گیا مقتول کے وارث کو اس پر ضد تھی کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے چنانچہ وہ قاتل کو قتل کرنے کے لئے تلاش کر رہا تھا۔ قاتل کو کسی نیک آدمی نے کہا اگر تو اپنی بات میں سچا ہے کہ تو نے اسے جان بوجھ کر قتل نہیں کیا تو اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے سورۂ یٰسین پڑھ لیا کر اگر تو اس کے سامنے بھی ہوگا تو وہ تجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ چنانچہ وہ اسی طرح کرتا اور اس سے محفوظ رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قریش رات کو قتل کرنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آئے اور ان کے سروں پر خاک ڈالی مگر وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

جو شخص کسی ظالم بادشاہ سے ڈرتا ہو یا اسے ناحق قتل کرنا چاہتا ہو یا کوئی چلتے چلتے راستہ بھول گیا ہو تو وہ سورۂ یٰسین کو پڑھ کر یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام. بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ فُلَانِ بِنْ فُلَانَة

وَجَعَلْنَا مِنْ م بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ

(۱) اگر یہ آیت لکھ کر یا تانبے یا سونے کی پتری پر کندہ کرا کر ڈھال کی مٹھی پر چسپاں کر دیا جائے تو دشمن شکست کھائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ (۲) جو شخص سوتے ہوئے اس آیت کو پڑھ کر سوئے تو وہ چوروں سے محفوظ رہے گا۔

(۳) اگر دو آدمیوں کا آپس میں جھگڑا ہو رہا ہو اور وہاں کوئی یہ آیت پڑھ دے تو ان میں سے جو ظالم ہے رسوا ہوگا۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

اگر باغ میں پھل نہ لگتا ہو یا زمین بنجر ہو رہی ہو یا مردہ دلوں کو زندہ کرنا ہو تو روزہ کے ساتھ باوضو ہو کر ان آیات کو گلاب، مشک اور

زعفران سے کسی نئے پاک برتن میں لکھ کراو پر تمام سورۃ پڑھے پھر اسے بارش کے پانی سے دھو کر باغ کے درختوں کی جڑوں میں یا بے آباد زمین میں یا گھر و دکان میں چاند کی پہلی جمعرات سے لے کر تین دن تک چھڑ کے روزانہ ایک مرتبہ۔
اگر کند ذہنی اور نسیان ہو مذکورہ بالا ترکیب سے بنائے ہوئے پانی میں شربت ترنج ملا کر سات دن تک ہر روز سات گھونٹ نہار منہ پیئے اور پینے کی ابتداء ہفتہ کے دن سے یا جمعرات کے دن سے کرے۔اور اگر ان آیات پر ذیل کے الفاظ بھی پڑھے جائیں تو بہت جلد کامیابی ہوگی۔

اَللّٰہُ مُحْیِی الْمَوْتٰی وَجَامِعُ الشَّتَّاتِ وَ مُخْرِجُ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ لَایَعْزُبُ عَنْ عِلْمِهٖ شَیْءٌ بِقُدْرَتِهٖ
ان کانت الا صحیحۃ واحدۃً فاذاھم خامدون.

جب دشمن سامنے آجائے تو قبلہ رخ ہو کر پڑھے۔ الله الغالب الله القاهر مذل کل جبار عنید ناصر الحق حیث کان بیدیه الحول والقوة والسلطان ان کانت الا صیحةً واحدةً فاذا هم خامدون دشمن گھبرا کر بھاگ جائے گا۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ. مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ

اگر کسی آدمی کے پاس جن اس کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور کبھی وہ حاضر نہ ہو رہے ہوں تو پہلے جو قسم وغیرہ انہیں دے کر بلاتا ہے اس میں یہ آیت بھی ملا کر بلائے ونفخ فی الصور.......... محضرون تک تو جن بہت جلد حاضر ہو جائیں گے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ. اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ. اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ

باغ یا کھیت میں بہتری و برکت کے لئے ان آیات کو مٹی کے برتن میں اور ریحان کے پانی سے جس میں مشک اور زعفران گھولی گئی ہو لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر باغ یا زمین میں چھڑک دے تو بہت ہی نفع ملے گا۔

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ. وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ نِ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ

اگر اس آیت کو روغن زیتون پر پڑھ کر کسی اترے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے یا سست عضو پر مالش کرے تو وہ صحیح ہو جائے گا۔

سورۂ صافات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص یہ سورۃ پڑھے اس سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔
(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اس گھر میں رکھ دے جس میں جن رہتے ہوں تو وہ جن گھر والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔
(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اور اسے دھو کر پھر اس پانی سے نہائے تو اس کا خوف و گھبراہٹ اور کپکپی جاتی رہتی ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

اگرلوبان اور سندروس کی دھونی دے اوران آیات کو پڑھ کر کہے احضر یا فلان اور جنوں کے بادشاہ کا نام لے تو وہ حاضر ہو جائیگا۔

سورۂ ص

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص سورۂ ص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر گناہ سے محفوظ رکھے گا۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو شیشہ کے برتن میں لکھ کر قاضی یا کوتوال کی جگہ رکھ آئے تو تین دن سے پہلے اس کی لغزش اور نقص ظاہر ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کا حکم نافذ نہ ہو سکے گا۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ م بَارِدٌ وَّشَرَابٌ

کنواں یا چشمہ وغیرہ کھودتے وقت اس آیت کا ورد جاری رکھا جائے تو وہاں سے میٹھا پانی نکلے گا۔

سورۂ زمر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۂ زمر پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی امید نہ توڑیں گے اور اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے برابر اجر عطا فرمائیں گے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے یا اپنے بستر یا اپنے گھر میں رکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں برکت عطا فرمائے گا اور لوگ ہمیشہ اس کے شکر گزار رہوں گے۔

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ. ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اگر کوئی اس آیت کو پڑھ کر دشمن کے سامنے سے اس کے منہ پر پھونک دے تو دشمن غمگین اور خاموش ہو جائے گا۔(الدرر النظیم)

پارہ ۲۴ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ المؤمن

یہاں سے سورۂ احقاف تک ہر سورت حٰم کے حروف مقطعات سے شروع ہو رہی ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ کے شروع میں عرض کیا گیا تھا، ان حروف کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چونکہ یہ سات سورتیں حٰم سے شروع ہو رہی ہیں، اس لئے ان کو ''حوامیم'' کہا جاتا ہے، اور ان کے اسلوب میں عربی بلاغت کے لحاظ سے جوادبی حسن ہے، اس کی وجہ سے انہیں ''عروس القرآن'' یعنی قرآن کی دلہن کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ یہ تمام سورتیں مکی ہیں، اور ان میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر زور دیا گیا ہے، کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور کفر کے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے، اور بعض انبیائے کرام کے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس پہلی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آیت ۲۸ تا ۳۵ تک فرعون کی قوم کے ایک ایسے مرد مؤمن کی تقریر نقل فرمائی گئی ہے جنہوں نے اپنا ایمان اب تک چھپایا ہوا تھا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء پر فرعون کے مظالم بڑھنے کا اندیشہ ہوا اور فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے اپنے ایمان کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہوئے فرعون کے دربار میں یہ موثر تقریر فرمائی۔ اسی مردِ مؤمن کے حوالے سے اس سورت کا نام بھی مؤمن ہے، اور اسے سورۂ غافر بھی کہتے ہیں، ''غافر'' کے معنی ہیں ''معاف کرنے والا'' اس سورت کی پہلی ہی آیت میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے استعمال ہوا ہے، اس وجہ سے سورت کی پہچان کے لئے اس کا ایک نام غافر بھی رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۂ حٰم السجدۃ

یہ سورت اس مجموعے کا ایک حصہ ہے جسے حوامیم کہا جاتا ہے، اور جس کا تعارف پیچھے سورۂ مؤمن کے شروع میں گزر چکا ہے۔ اس سورت کے مضامین بھی دوسری مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کے اثبات اور مشرکین کی تردید وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۳۸ آیت سجدہ ہے، یعنی اس کے پڑھنے اور سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اس لئے اس کو حٰم السجدۃ کہا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام سورہ ''فصلت'' بھی ہے، کیونکہ اس کی پہلی ہی آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ نیز اسے ''سورۃ المصابیح'' اور ''سورۃ الاقوات'' بھی کہا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

الجزء الرابع والعشرون

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ

پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر

وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ

جھٹلایا سچے کلام کو جب کہ وہ اس کے پاس آیا! کیا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ

جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچ

وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ

مان لیا وہی لوگ پرہیز گار ہیں ان کے لئے ہے جو کچھ

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ صلے

وہ چاہیں اپنے پروردگار کے پاس! یہ ہے جزا نیکو کار بندوں کی۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

تاکہ اللہ دور کر دے ان سے بد اعمال جو انہوں نے کئے تھے اور ان کو عطا فرماوے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

ان کا اجر ان نیک اعمال کا جو وہ کرتے تھے ف۱

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ لوگ تجھ کو

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

ڈراتے ہیں ان سے جو اللہ کے سوائے ہیں! ف۲ اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو کوئی اس کو

ف۱ چونکہ برے عملوں کو دور کرنا اور نیک کاموں کا ثواب دینا مقصود تھا اس لئے ان سے وعدہ کیا گیا کہ وہ جو کچھ چاہیں گے وہی انکو ملے گا تا کہ وہ برے عملوں کی معافی اور نیک اعمال کے ثواب کی خواہش کریں تو حسب وعدہ انکی یہ خواہش پوری کر دی جائے اور مسلمانوں کو ایسی خواہش ہونا ظاہری ہے۔

ف۲ یعنی وہ سب ہی کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ خصوص اپنے محبوب خاص بندہ کیلئے کیوں نہ کافی ہوگا۔ یعنی یہ ایسے احمق ہیں کہ خدا کی حفاظت سے انجان بن کر آپ کو ایسے کمزور اور جھوٹے معبودوں سے ڈراتے ہیں جو خود ہی بے حس و حرکت اور عاجز ہیں اور اگر قادر بھی ہوتے تو پھر بھی خدا کی حفاظت کے سامنے عاجز ہی ہوتے۔

لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

ہدایت پر لانے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے تو کوئی اس کو بہکانے والا نہیں کیا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

اللہ زبردست بدلا لینے والا نہیں؟ اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ کس نے

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ

پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دے کہ

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ

بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ مجھ کو کچھ تکلیف

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ

دینی چاہے کیا وہ (بت) دفع کر دیں گے اس کی ڈالی ہوئی تکلیف کو یا اللہ میرے

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ

حق میں رحمت کا ارادہ فرمائے کیا وہ (بت) اس کی رحمت روک دیں گے؟ کہہ دے مجھ کو اللہ بس ہے!

اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ

اسی پر بھروسہ رکھا کرتے ہیں بھروسہ رکھنے والے۔ ف۱ کہہ دے کہ اے میری قوم!

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ لا

تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ اب آگے چل کر جان لو گے

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

کہ کس پر آفت آتی ہے جو اس کو رسوا کر دے گی اور (کس پر) اترتا ہے دائمی

ف۱ شانِ نزول:

مقاتل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس آیت کے نزول کے بعد) مشرکوں سے یہ سوال کیا تھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون آپ کہہ دیجئے میرے لئے اللہ کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مشرکین سے سوال:

اَفَرَءَيْتُمْ یعنی تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اللہ ہی خالق کائنات ہے اسکے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں تو مجھے بتاؤ تنہا اللہ کی خلاقیت کا اقرار کرنیکے بعد ان پر اس بات کا اقرار کرنا لازم ہو جاتا ہے کہ بت نہ دکھ کو دور کر سکتے ہیں نہ سکھ دے سکتے ہیں نہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو دفع کر سکتے ہیں نہ اس کی عطا کردہ نعمت کو لوٹا سکتے ہیں۔

قوی اور غنی ہونے کا طریقہ:

ابن ابی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے مرفوعاً حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من احب ان یکون اقوی النّاس فلیتوکل علی اللہ وَمن احب ان یکون اغنی النّاس فَلْیَکُنْ بما فی ید اللہ عزّو جلّ. اوثق منہ بما فی یدیہ و من اَحبَّ ان یکون اکرم النّاس فلیتق اللہ عزوجل.

جس شخص کو یہ بات محبوب ہے کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ قوی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ پر توکل کرے اور جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ غنی ہو اس کو چاہئے کہ جو چیز خدا کے ہاتھ ہے اس پر اس چیز سے زائد بھروسہ کرے جو خود اس کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزت والا ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔ (معارف کاندھلوی)

مُّقِيْمٌ ۝۴۰ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

عذاب! ہم نے نازل فرمائی تیرے اوپر کتاب لوگوں کے لئے حق کے ساتھ

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

پس جو راہ پر آ گیا تو اپنے بھلے کے لئے۔ اور جو کوئی گمراہ ہوا تو بس اپنے ہی بُرے کو گمراہ ہوتا ہے!

عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۴۱ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى

اور تو ان پر داروغہ نہیں ہے اللہ روحیں قبض فرما لیتا ہے اس کے مرتے وقت

الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ

اور جو مری نہیں ان کو بھی قبض فرما لیتا ہے ان کے

مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

سوتے وقت پھر ان کو روکے رکھتا ہے جن پر حکم فرما چکا موت کا

وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ

اور ان دوسروں کو بھیج دیتا ہے ایک وقت مقرر تک! بے شک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۲ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں کیا انہوں نے ٹھہرا رکھے ہیں

دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا

اللہ کے سوا سفارش کرنے والے! کہہ دے کہ اگر یہ سفارشی کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں

وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴۳ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ

اور نہ عقل رکھتے ہوں ف۱ (تب بھی) کہہ دے کہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے سفارش ساری اسی کی ف۲

ف۱ یعنی شفاعت کے لئے کم از کم علم و قدرت تو درکار ہے جو ان میں نہیں ہے کیونکہ یہ تو خود بے حس و حرکت جماد ہیں اور چونکہ یہاں یہ احتمال تھا کہ کوئی مشرک کہے کہ یہ بت اگرچہ جماد ہیں اور خود شفاعت نہیں کر سکتے مگر جن کی یہ تصویریں ہیں وہ تو جاندار ہیں اور ان میں علم و قدرت دونوں ہیں وہی شفاعت بھی کریں گے اس لئے آگے اس کا جواب تعلیم فرماتے ہیں۔

ع ۴ / ۱۰ / ۱

خلاصہ رکوع ۴

منکرین اور متقین کی حالت اللہ کے بندہ کا وصف ذکر فرمایا گیا۔ منکرین و مشرکین سے سوال اور بتایا گیا کہ خدا پرست ہی غالب ہوگا۔

ف۲ بدوں اس کی اجازت کے کسی کی مجال نہیں کہ شفاعت کر سکے اور اجازت کے لئے دو شرطیں ہیں ایک شفاعت کرنے والے کا مقبول ہونا دوسرے جس کی کچھ شفاعت کی جائے اس کا مغفرت کے قابل ہونا پس جن ارواح کو یہ لوگ معبود قرار دیتے ہیں اگر وہ شیاطین ہیں تب تو دونوں شرطیں مفقود ہیں اور اگر ملائکہ وغیرہ ہیں تو دوسری شرط موجود نہیں حق تعالیٰ بہرحال کفار کی شفاعت کی اجازت نہیں دے سکتے پس شفاعت بھی نہیں ہو سکتی اور ان کو اسی لئے معبود قرار دیا تھا تو ان کا معبود ہونا بھی باطل ہو گیا اور حق تعالیٰ کی توحید ثابت ہو گئی۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور جب
ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
ذکر کیا جاتا ہے اکیلے اللہ کا تو متنفر ہو جاتے ہیں ان لوگوں کے دل جو یقین نہیں رکھتے
بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ
آخرت کا اور جب ذکر کیا جائے اللہ کے سوائے اوروں کا تب ہی وہ
یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ ؏۱ کہہ بار خدایا اے پیدا فرمانے والے آسمانوں اور زمین کے
عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ
جاننے والے غائب و حاضر کے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کا
فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ
جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اگر ستم گاروں کے
ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
پاس جو کچھ کہ زمین میں ہے سب ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور ہو تو
بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ
ضرور سب دے ڈالیں عذاب کی سختی کے عوض میں قیامت کے دن! اور ان کو ظاہر ہوگا
مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ
اللہ کی طرف سے جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا ؏۲ اور ان کو نظر آجائیں گی ان اعمال کی

؏۱ غیر اللہ کی محبت والے
مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثناء سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے۔ جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اس کے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آ جائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کر دی جائیں تو چہرے کھل پڑتے ہیں اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا ان کے نزدیک منکر اولیا سمجھا جاتا ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ وھو المستعان۔ (تفسیر عثمانی)

؏۲ مجھے ایک آیت نے رلا دیا
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ ممتاز قاری تھے۔ ایک شب کو وہ نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے جب بہت دیر تک روتے رہے تو ان کے گھر والوں نے پریشان ہو کر رونے کی وجہ پوچھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اہل خانہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ کو بلوایا۔ حضرت ابو حازمؒ نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا کہ دوران تلاوت ایک آیت سامنے آ گئی جس نے مجھے رلا دیا پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ جب انہوں نے آیت بتائی تو حضرت ابو حازمؒ بھی زار و قطار رونے لگے۔
وہ آیت یہ تھی۔ وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون

خاصیت: آیت ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

برائیاں جو انھوں نے کئے تھے اور ان کو گھیر لیا (اس عذاب نے)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ

جس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے ۱ تو جب آلگتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہم کو پکارتا ہے

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى

پھر جب اس کو عطا فرماتے ہیں کوئی نعمت اپنی طرف سے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو ملی ہے

عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

علم پر کوئی نہیں یہ تو آزمائش ہے ولیکن ان میں بہتیرے جانتے نہیں ۲

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰى

کہہ چکے ہیں یہی کلمہ ان سے اگلے لوگ تو ان کے کچھ بھی کام نہ آیا

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

جو وہ کیا کرتے تھے پھر ان کو پہنچیں ان اعمال کی سزائیں جو انھوں نے کئے تھے

كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَاۤءِ سَيُصِيْبُهُمْ

اور جنھوں نے ظلم کیا ان لوگوں میں سے ان کو بھی عنقریب پہنچیں ان اعمال کی

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ

سزائیں جو انھوں نے کئے ہیں اور وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ کیا انھوں نے

يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

جانا نہیں کہ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے؟

۱ کافر کی نجات نہیں ہوگی

یعنی جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا اس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے ان کا سخت برا حال ہوگا۔ اگر اس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد ان کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑالیں جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کر کے ان کے سامنے ہوں گی اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی ان کے خیال وگمان میں بھی نہ گزرے تھے۔ غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اس کا وبال پڑ کر رہے گا اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر الٹ پڑے گا۔ (تفسیر عثمانی)

۲ نعمت امتحان ہے

یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اسے لے کر کہاں تک منعم حقیقی کو پہچانتا اور اسکا شکر ادا کرتا ہے اگر ناشکری کی گئی تو یہ ہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہوجائے گی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ جانچ ہے کہ عقل اسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہ ہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہنچتی ہے پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ (تفسیر عثمانی)

کافروں کی لاعلمی اور ضد:

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بعض کافروں کو خود یقین تھا کہ ہم باطل پر ہیں لیکن محض ضد اور عناد کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ پس اکثر کافر بے علمی کی وجہ سے کافر ہے اور بعض کافر باوجود جاننے اور سمجھنے کے محض بغض وضد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔ (تفسیر مظہری)

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے خود زیادتی کی اپنے اوپر تم ناامید نہ ہو اللہ کی

رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ

رحمت سے۔ بیشک اللہ بخشتا ہے تمام گناہوں کو! کچھ شک نہیں کہ

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا

وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور رجوع کرو اپنے پروردگار کی جانب

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر نازل ہو عذاب

وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ

پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اور چلو بہتر بات پر جو اتاری گئی تمہاری طرف تمہارے

قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

پروردگار کی جانب سے اس سے پہلے کہ تم پر آنازل ہو عذاب

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ

ناگہاں اور تم کو خبر نہ ہو! کہیں کوئی نفس کہنے لگے کہ اے افسوس میری

فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ

اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی اور میں تو ہنستا ہی رہا یا

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۱۱ / ۲

نیند اور موت کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ مشرکین کے خیالات کی تردید اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذکر فرمائی گئی۔ بتایا گیا کہ کفار کی نجات نہ ہوگی۔ انسانی جفا اور اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ اللہ کی رحمت سے مایوسی سے بچئے

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا قرآن کی سب سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت کون سی ہے۔ تو کچھ لوگوں نے یہ آیت پڑھی۔ "ومن یعمل سوء اویظلم نفسه ثم یستغفر الله یجدالله غفوراً رحیما" جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کرلے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ اور کچھ نے اس سے ملتی جلتی آیتیں بتائیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں اس آیت سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت اور کوئی نہیں۔ "قل یا عبادی الذی اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم" اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

خاصیت: آیت ۵۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۵۷

کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھ کو ہدایت دیتا تو ضرور میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کہنے لگے جب

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً

عذاب دیکھے کہ کاش مجھ کو پھر لوٹ جانا ہو تو میں نیکو کاروں میں ہوں

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ

(اس وقت اللہ فرمائے گا) ہاں تیرے پاس پہنچے میرے احکام تو تو نے

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۹

ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا ف۱

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ

اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ پر

مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۶۰

کہ ان کے منہ سیاہ ہیں کیا جہنم میں غرور کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں؟ ف۲

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ

اور اللہ نجات دے گا ان لوگوں کو جنہوں نے پرہیزگاری کی ان کی کامیابی کے ساتھ نہ ان کو

السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۱ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ

سختی پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے

وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲ لَهٗ مَقَالِيْدُ

اور وہ ہر چیز کا خبر گیراں ہے۔ اسی کے پاس ہیں کنجیاں

ف۱ ہدایت کے مکمل اسباب موجود ہیں

یعنی غلط کہتا ہے کہ کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دے کر نہیں بھیجا تھا مگر تو نے تو ان کی کوئی بات ہی نہیں سنی۔ جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے اسے جھٹلاتا رہا۔ تیری شیخی قبول حق سے مانع رہی۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا اور تکبر و سرکشی سے پیش آئے گا۔ تیرے مزاج اور طبیعت کی افتاد ہی ایسی ہے اگر ہزار مرتبہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آ سکتا ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکذبون (انعام۔ رکوع ۳) ایسے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت نہیں کہ ان کو عروس کامیابی سے ہمکنار کرے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ تکبر کرنے والوں کا حشر:

ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ تکبر کرنے والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں ہوگا ہر چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی انہیں روندتی جائے گی یہاں تک کہ جہنم کے جیل خانے میں بند کر دیئے جائیں گے جس کا نام بولس ہے جس کی آگ بہت تیز اور نہایت ہی مصیبت والی ہے جہنمیوں کے لہو پیپ اور گندگی انہیں پلائی جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

آسمانوں اور زمین کی! اور جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ

وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں کہہ دے کہ کیا مجھ کو تم یہ صلاح دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے کی

اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

عبادت کروں۔ اے نادانو۔ اور بیشک وحی بھیجی جا چکی ہے تیری طرف اور ان کی طرف

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے تھے کہ اگر تو نے شریک خدا ٹھہرایا تو ضرور اکارت ہوجائے گا

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ

تیرا کیا دھرا اور ضرور تو گھاٹا پانے والوں میں ہو جائے گا ف۱ بلکہ اللہ ہی کی

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

عبادت کر اور ہو شکر گزار بندوں میں سے اور انھوں نے اللہ کی

قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

قدر نہ پہچانی جیسی کہ قدر پہچانی چاہیئے تھی ف۲ اور زمین ساری اسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے دائیں ہاتھ میں! وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو تم شریک

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

ٹھہراتے ہو اور صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہوجائیں گے جو آسمانوں میں

ف۱ مرتد ہونا نیکیوں کو اکارت کردیتا ہے

اسی آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہو جانے سے تمام گزشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط کردیا جاتا ہے جس طرح اسلام تمام سابق گناہوں کو ڈھا دیتا ہے اسی طرح ارتداد ساری گزشتہ نیکیوں کو اکارت کردیتا ہے۔

ع ۱۱ ۳

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہوگیا اور ایسے وقت مسلمان ہوا کہ نماز کا وقت باقی ہے تو ارتداد سے پہلے اگرچہ بحالت اسلام وہ اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہو پھر بھی دوبارہ اس کو اس وقت کی نماز پڑھنی لازم ہے (سابق نماز کالعدم ہو گئی) اسی طرح اگر پہلے حج فرض کر چکا ہے پھر مرتد ہوگیا اور دوبارہ پھر مسلمان ہوگیا تو اس کو دوبارہ حج فرض کرنا ہوگا۔ کذا قال الامام ابن الہمام۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

گناہ گاروں کیلئے اللہ کی شان کریمی کو ذکر فرما کر توبہ کی ترغیب دی گئی۔ کفار کی حسرت اور عذر لنگ کو ذکر کیا گیا۔ منکرین کا انجام اور متقین کا انعام ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ آیت کا شان نزول:

آیت کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ یہودی نے جب آسمانوں کے اور زمینوں اور پہاڑوں وغیرہ کے سلسلہ میں ایک بات کہی تھی تو یقیناً وہ توریت ہی سے نقل کی تھی اس آیت میں اسکی تصدیق کردی گئی اللہ کی کتابیں باہم تصدیق ہی کرتی ہیں ایک دوسری کی تکذیب نہیں کرتیں۔ صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت حدیث مذکور میں ان الفاظ کیساتھ آئی ہے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا محمدؐ قیامت کے دن اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور ثری (نمناک مٹی جو زمین کی تہ میں ہے) کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ

اور زمین میں ہیں مگر ہاں جس کو اللہ چاہے! پھر صور پھونکا جائے گا

أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۞ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ

دوسری بار تو ایک دم سے وہ کھڑے ہو جائیں گے (چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور چمک اٹھے گی زمین

بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ

اپنے پروردگار کے نور سے اور لا رکھا جائے گا نامہ اعمال اور لا حاضر کیے جائیں گے پیغمبر

وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۞

اور گواہ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان میں انصاف سے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا ف۱

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا

اور پورا دے دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور اللہ خوب جانتا ہے

يَفْعَلُونَ ۞ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا

جو کچھ وہ کرتے ہیں اور ہانکا جائے گا کافروں کو دوزخ کی جانب گروہ گروہ!

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے اور ان

خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ

سے کہیں گے دوزخ کے داروغہ کہ کیا تمہارے پاس نہیں پہنچے تھے پیغمبر تم ہی میں سے کہ وہ تم پر

آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ

پڑھتے تمہارے پروردگار کی آیتیں اور تم کو ڈراتے تمہاری اس دن کی ملاقات سے۔ وہ کہیں گے

ایک انگلی پر پھر ان کو حرکت دے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ میں ہوں اللہ اس عالم کے قول پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کے لئے حضورؐ مسکرا دیے پھر آپ نے پڑھا وما قدروا اللہ حق قدرہ الخ۔

ف۱ اللہ تعالیٰ کا نور

اپنے خالق کے نور سے۔ بغوی نے لکھا ہے جب اللہ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے جلوہ فرما ہوگا تو جس طرح کھلے ہوئے آسمان پر چمکتے سورج کو دیکھنے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا اسی طرح نور رب کو دیکھنے میں لوگوں کو کوئی شبہ نہیں ہوگا۔ حسن بصری اور سدی نے کہا نور رب سے مراد ہے عدل و انصاف' عدل سے آبادیوں کی زینت اور اظہار حقوق ہوتا ہے (اور نور سے بھی مقامات کا حسن اور انکشاف اشیاء ہوتا ہے) جیسے ظلم کو تاریکی کہا جاتا ہے اسی طرح عدل کو نور قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ظلم (تہ بر تہ بہت سی تاریکیاں ہو جائے گا۔ متفق علیہ من حدیث ابن عمرؓ۔)

ع ۷ / ۴

خلاصہ رکوع ۷

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شان عظمت کو بیان فرمایا گیا۔ احوال قیامت ذکر کئے گئے اللہ کا نور اور جلوہ خداوندی کو ذکر کر کے بتایا گیا کہ روز قیامت اعمال کا بدلہ دیا جائیگا۔

وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

ہاں آئے تو ضرور تھے لیکن ثابت ہوا حکم عذاب کافروں پر

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

کہا جائے گا داخل ہو جہنم کے دروازوں میں سدا اسی میں رہنے کو پس برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ

والوں کا ف۱ اور چلایا جائے گا ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے جنت کی جانب گروہ گروہ ف۲

زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

یہاں تک کہ جب اس کے قریب پہنچیں گے اور کھلے ہوئے ہوں گے اس کے دروازے اور ان سے کہیں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

بہشت کے داروغہ کہ سلام علیکم تم خوش حال ہوئے پس داخل ہو بہشت میں سدا رہنے کو

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو سچ کر دکھایا اپنا وعدہ اور ہم کو وارث بنایا

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ

اس زمین کا کہ ہم جگہ لیں جنت میں سے جہاں چاہیں تو کیا اچھا

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ

اجر ہے عمل کرنے والوں کا اور تو دیکھے گا فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے

حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

عرش کے گرد تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور فیصلہ کر دیا جائے گا لوگوں میں

ف۱ جنتی اور جہنمی آدمی:

حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے اس میں فرمایا کہ اللہ جس بندہ کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے اس سے اہل جنت کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس بندہ کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے اس سے دوزخیوں کے عمل کراتا ہے یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے عمل پر ہی مر جاتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ رواہ مالک وابو داؤد والترمذی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جنتیوں کا استقبال:

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ان کے لئے پروں والی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے۔ ان کی جوتیوں کے تسمے تک نور سے چمک رہے ہوں گے یہ اونٹنیاں ایک ایک قدم اس قدر دور رکھتی ہیں جہاں تک انسان کی نگاہ جا سکتی ہے۔ یہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے جس کے نیچے سے دو نہریں نکلتی ہیں۔ ایک کا پانی یہ پئیں گے جس سے ان کے پیٹ کی تمام فضولیات اور میل کچیل دھل جائے گا۔ دوسری نہر سے یہ غسل کریں گے پھر ہمیشہ تک ان کے بدن میلے نہ ہوں گے ان کے بال پراگندہ نہ ہوں گے اور ان کے جسم اور چہرے بارونق رہیں گے۔

بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

انصاف سے اور کہا جائے گا ہر تعریف اللہ کو جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾

نازل فرمانا کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست باخبر ہے

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ

گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا وا سخت عذاب دینے والا

ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا

صاحب انعام! کوئی معبود نہیں اس کے سوائے! اسی کی طرف لوٹ جانا ہے صرف

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ

وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں جو منکر ہیں تو تجھ کو دھوکے میں نہ ڈال دے

تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

ان کا چلنا پھرنا شہروں میں جھٹلایا تھا ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے فرقوں نے قوم نوح

وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ

کے بعد اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے پیغمبر کا کہ اس کو گرفتار کرلیں

لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ

اور جھگڑے کیے بیہودہ شبہات سے تاکہ ان کے باعث لڑکھڑاویں دین حق کو تو میں نے

ع ۸ / ۵

خلاصہ رکوع ۸

روز قیامت کفار کی حالت زار اور ان کی اقرار بدبختی کو ذکر فرمایا گیا اور متقین کیلئے جنت اور ان کا اعزاز واکرام کو ذکر فرما کر عدالت الٰہی کے منظر کو ذکر فرمایا گیا۔

ول ایک عجیب دعا

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ کوفے کے گردونواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورہ مؤمن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی "الیہ المصیر" تک پہنچا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب "غافر الذنب" پڑھو تو کہو "یاغافر الذنب اغفرلی ذنبی" اور جب قابل التوب" پڑھو تو کہو "یا شدید العقاب لاتعاقبنی"، حضرت مصعب فرماتے ہیں میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا' فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا۔ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا جس پر یمنی چادریں تھیں' انہوں نے کہا ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا' اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ

ان کو دھر پکڑا پس کیسی ہوئی میری سزا دینی۔ اور اسی طرح

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶

ثابت ہو چکا تیرے پروردگار کا حکم کافروں پر کہ وہ دوزخی ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

جو (فرشتے) اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور جو عرش کے گرد اگرد ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں ایمان والوں

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

کے لئے ف۱ کہ اے ہمارے پروردگار تو نے گھیر لیا ہر چیز کو رحمت اور علم میں تو بخش دے

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

ان لوگوں کو جو توبہ کریں اور چلیں تیرے رستہ پر اور ان کو بچا دوزخ کے

الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ

عذاب سے اے ہمارے پروردگار اور ان کو داخل فرما ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا تو نے

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو بھی داخل فرما جو نیک ہوں ان کے باپ دادوں اور ان کی بیبیوں

وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸ وَقِهِمُ

اور ان کی اولاد میں سے بیشک تو زبردست حکمت والا ہے۔ ف۲ اور ان کو محفوظ رکھ

ف۱ عرش کی بناوٹ:

بہت سے علماء کے نزدیک عرش رحمٰن ایک یاقوت سرخ سے بنا ہے جس کا قطر اتنا بڑا ہے کہ وہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح اُس کا ارتفاع ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی مسافت تک ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ويؤمنون به یعنی وہ دل سے مانتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا تمام چیزوں کا خالق ہے ایک ہے بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

فرشتوں کی فضیلت:

اللہ نے ملائکہ کی فضیلت اور عظمت کے اظہار کیلئے انکے مومن ہونے کی صراحت کی اور اس طرف اشارہ کیا کہ بندگی عاجزی اور ایمان بالغیب کے لحاظ سے فرشتے بھی دوسری مخلوق کی طرح ہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں اس لئے کافروں کا یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس سے فرقۂ مجسمہ کے قول کی بھی تردید ہوگئی جو اللہ کا جسم قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ عزیز و اقارب کیوجہ سے نجات

یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی ومن صلح کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان وصلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو انکے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ والذين امنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنابهم ذريتهم وما التنهم من عملهم من شيء (طور۔ رکوع ۱) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی ان ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں۔ یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اس مرد صالح کے اکرام ومدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اسکے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اسکے درجہ میں رکھے جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ

برائیوں سے! اور جس کو تو محفوظ رکھے برائیوں سے اس دن تو بیشک تو نے اس پر مہربانی فرمائی

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ۧ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ کافر ہیں ان سے

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ

با آواز بلند کہہ دیا جائے گا کہ اللہ کا بیزار ہونا اس سے بڑا تھا جو تم اپنی جانوں سے بیزار ہو۔

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا

جبکہ تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف پس تم کفر کرتے تھے ف۱ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار

اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ

تو ہم کو موت دے چکا دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے ف۲ پھر اب

اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ

بھی نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ جب پکارا جاتا تھا اکیلے اللہ کو

وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم یقین کر لیتے تھے۔

الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ

اب حکم اللہ ہی کا ہے جو عالیشان بڑا ہے وہی ہے جو تم کو دکھاتا ہے اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے

مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳ فَادْعُوا

تمہارے لئے آسمان سے رزق! اور وہی سوچتا ہے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

اللہ تعالیٰ کی صفات اور منکرین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا اور ان کے حق میں عذاب کی وعید سنائی گئی۔ حاملین عرش کی مومنین کے حق میں دعا رحمت و بخشش کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ / ۹ / ۶

ف۱ کفر کی سزا

یہ قیامت کے دن کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آج تم اپنے (نفس سے بیزار ہو اور) اپنے جی کو پھٹکارتے ہو دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اسوقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا (اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا) اسی کا بدلہ آج پاؤ گے اور بعض مفسرین نے "مقتین" کا زمانہ ایک مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے۔ آج اس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم سے بیزار ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اعتراف جرم

یعنی انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں نہ حساب کتاب ہے نہ کوئی اور قصہ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت کے وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے سامنے ہیں اور بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کریں۔ (تفسیر عثمانی)

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

پس اللہ کو پکارو اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر اگرچہ برا مانیں کافر

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

(اللہ) بلند مرتبوں والا ف۱ عرش کا مالک ہے! روح ڈالتا ہے اپنے حکم سے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ

جس دن کہ وہ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر ان کی کوئی چیز (اللہ فرمائے گا)

الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ

کہ کس کی بادشاہی ہے آج؟ (پھر خود ہی جواب دے گا کہ) اکیلے اللہ کی ہے جو بڑا زبردست ہے آج

نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو اسی کے موافق جو اس نے کمایا! بالکل ظلم نہیں آج! بیشک اللہ

الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى

جلد حساب لینے والا ہے۔ ف۲ اور ان کو ڈرا دے قیامت کے دن سے جبکہ دل گلوں کے

الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا

پاس آ پہنچیں گے غم سے بھرے ہوئے ہوں گے! نہ ستم گاروں کا کوئی

شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ ۭ يَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي

دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جاوے۔ اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور جو

ف۱ رفیع الدرجات کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک رفیع الدرجات یعنی درجے بلند کرنے والا اس صورت میں رسالت اور قیامت کے مضمون سے اس کو مناسبت ہوگی کہ وہ کسی کا مرتبہ رسالت اور نبوت تک بڑھاتا ہے جیسا کہ آگے فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے اور اسی طرح قیامت میں نیک کام کرنے والوں کو مختلف درجے عطا فرماوے گا اور دوسرے معنے ہیں مرتفع الدرجات یعنی وہ خود بلند درجوں والا ہے اس صورت میں درجات سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات ہیں کہ اس کی شان بہت بلند اور عظیم الشان ہیں۔

ف۲ جبار و متکبر کہاں ہیں

عبداللہ بن عمر کی حدیث میں یہ مضمون اس طرح ذکر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے دستِ قدرت میں لپیٹ لے گا اور پھر فرمائے گا۔ این الجبارون این المتکبرون این الملوک کہ کہاں ہیں بادشاہ کہاں ہیں بڑے زور و طاقت والے۔ کہاں ہیں بڑے غرور و نخوت والے۔ ہر طرف سے سکون ہوگا۔ خود ہی ارشاد فرمائیں گے۔ انا الملک انا الجبار بس میں ہی ہوں بادشاہ میں ہی زور و طاقت والا میں ہی ہوں لڑائی والا۔

(معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۱۵ تا ۱۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

سینے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حکم دیتا ہے سچائی سے۔ اور جن کو یہ کافر پکارا کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ

اللہ کے سوا وہ تو نہیں حکم دیتے کچھ بھی۔ بیشک اللہ ہی سننے والا

الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ ع اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

دیکھنے والا ہے! ف۱ کیا یہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے کیسا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا

انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ لوگ زیادہ تھے

هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ

ان سے قوت میں اور ان نشانیوں میں جو زمین میں (چھوڑ گئے) تو ان کو دھر پکڑا

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٢١﴾

اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث اور نہ ہوا ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ سزا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا

اس سبب سے کہ ان کے پاس آئے تھے ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر پس انھوں نے کفر کیا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

تو ان کو دھر پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٣﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلی حجت دے کر ف۲ فرعون اور ہامان اور قارون کی جانب

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۱ ۷ کفار کی سزا اور حق تعالیٰ کی عظمت وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔ قیامت کی منظر کشی فرمائی گئی۔

ف۱ اسی طرح اس میں اور بھی بہت صفات کمال ہیں اور دوسرے معبودان صفات کمال سے خالی اور بالکل کورے ہیں اس لئے خدا کے سوا کوئی فیصلہ بھی نہیں کرسکتا اس مضمون سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ جن کو کفار معبود سمجھتے ہیں وہ ان کی مدد کرنے سے عاجز ہیں آگے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو ایسے مضامین جزا وسزا اور فیصلہ کے سن کر کفر وشرک پر سزا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کیا ان کو پہلے کافروں کی حالت معلوم نہیں ہوئی۔

ف۲ معجزات موسوی

نشانیوں سے معجزات اور کھلی سند سے شاید ان میں کے مخصوص وممتاز معجزات ہوں یا کھلی سند معجزات کے سوا دوسری قسم کے دلائل وبراہین کو فرمایا یا آیات سے تعلیمات واحکام اور سلطان مبین سے معجزات مراد لئے جائیں یا سلطان مبین اس قوت قدسیہ اور مخصوص تائید ربانی کا نام ہو جس کے آثار پیغمبروں میں ہر دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

تو وہ کہنے لگے کہ جادوگر ہے جھوٹا۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس آیا

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہمارے پاس سے پیغام حق لیکر ف۱ تو وہ بولے کہ مار ڈالو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو ایمان لائے

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

اس کے ساتھ اور زندہ رہنے دو ان کی عورت ذات (بیٹیوں کو) اور جو داؤ ہے کافروں کا

فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

وہ غلطی ہی میں ہے اور فرعون بولا مجھ کو چھوڑ دو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ کو

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ

اور اسے چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار کو پکارے! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بدل ڈالے تمہارے دین کو یا

فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ

یہ کہ نکال کھڑا کرے ملک میں فساد اور موسیٰ نے کہا کہ میں تو پناہ لے چکا ہوں

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

اپنے اور تمہارے پروردگار کی ہر مغرور (کے شر) سے ف۲ جو یقین نہیں رکھتا

الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

حساب کے دن کا۔ اور کہا ایک ایماندار مرد نے فرعون کے عزیزوں میں سے

يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ

جو چھپاتا تھا اپنے ایمان کو کہ کیا تم قتل کیے دیتے ہو ایک مرد کو اسی بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے

ف۱ یعنی جب وہ سچے دین کا پیغام عام لوگوں کے پاس لے کر گئے اور بہت سے لوگ ان پر ایمان لانے لگے تو فرعون کے لوگوں نے یہ تجویز دی کہ جو مرد ایمان لائیں، ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور عورتوں کو زندہ رکھو تاکہ انہیں غلام بنا کر ان سے خدمت لی جائے۔ یہ حکم ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے دیا گیا تھا، جس کی تفصیل سورۂ طٰہٰ اور سورۂ قصص میں گذر چکی ہے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کسی نجومی نے پیشن گوئی کی تھی کہ بنی اسرائیل کا کوئی شخص فرعون کا تختہ الٹے گا۔ اور دوسری بار یہ حکم اس وقت دیا گیا جب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے اور بیٹوں کو قتل کرنے کا منشاء ایک تو یہ تھا کہ ایمان لانے والوں کی نسل نہ پھیلے اور دوسرے عام طور پر انسان کو اپنے بیٹوں کے قتل ہونے کا زیادہ صدمہ ہوتا ہے اس لئے لوگ ایمان لاتے ہوئے ڈریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے آگے ارشاد فرمایا کہ کافروں کی اس طرح کی تدبیریں آخرکار ناکام ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہوتا ہے وہی غالب رہتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخرکار فرعون غرق ہوا، اور بنی اسرائیل کو فتح حاصل ہوئی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ فرعون کا نام نہ لینے کی حکمت

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کا خصوصی نام نہیں لیا بلکہ بطور عموم ہر مغرور و منکر آخرت کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی اس میں فرعون بھی آ گیا اور تمام مغرور منکروں کے شر سے بھی استعاذہ ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فرعون کو شر پر آمادہ کرنے والا اس کا غرور اور انکار آخرت ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۳/۸

خلاصہ رکوع ۳

سابقہ اقوام سے عبرت حاصل کرنے کیلئے معجزات موسوی اور فرعون کی دہشت گردی کو ذکر فرمایا گیا۔

وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ

اور وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی کھلی نشانیاں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اگر (بالفرض)

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ

یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑے گا اس کے جھوٹ کا وبال۔ اور اگر سچا ہے تو تم پر آ پڑے گا

بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

کچھ اس (عذاب) میں سے جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے ف۱ بیشک اللہ اسکو ہدایت نہیں کرتا جو حد

كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي

سے بڑھا ہوا (اور) جھوٹا ہو۔ اے میری قوم تمہاری بادشاہی ہے آج بڑھ چڑھ رہے ہو

الْاَرْضِ ؗ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ

ملک میں پھر کون تمہاری مدد کرے گا اللہ کے عذاب سے اگر ہم پر آنازل ہوا!

قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدِيْكُمْ

فرعون بولا کہ میں تو تم کو وہی بات سمجھاتا ہوں جو خود سمجھتا ہوں اور وہی راہ بتاتا ہوں

اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

جس میں بھلائی ہے اور کہا اس شخص نے جو ایمان لاچکا تھا کہ اے قوم

اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ ۙ مِثْلَ دَاْبِ

مجھ کو اندیشہ ہے تم پر اگلی جماعتوں کے دن کا سا جیسا حال (ہوا تھا)

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوئے! اور اللہ بندوں پر

ف۱ چند صدیقین:

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیقین چند ہیں ایک حبیب نجار جس کا قصہ سورۂ یٰس میں ہے۔ دوسرا مومن آل فرعون تیسرے ابو بکر اور وہ ان سب میں افضل ہیں۔ (قرطبی)

صدیق اکبرؓ کا جذبہ ایمان

امم سابقہ میں جو فضائل و کمالات حق تعالیٰ نے عطا فرمائے وہ اس امت کے افراد میں بھی بدرجۂ اتم و اکمل پائے گئے ہیں۔ یہ کلمات اس مرد مومن کے اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ جو قرآن کریم نے ذکر فرمائے وہی الفاظ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت نکلے جبکہ کفار مکہ نبی کریم ﷺ پر ظلم و ستم ڈھانے پر تلے ہوئے تھے۔ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ کو سب سے زائد جو سخت تکلیف پہنچائی وہ مجھے بتاؤ تو فرمایا ایک روز رسول اللہ ﷺ حطیم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کی گردن میں کپڑا ڈالا اور اس زور سے کھینچا کہ گلا گھٹنے لگا اور تکلیف انتہائی شدت کو پہنچ چکی تھی۔ سامنے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے اور عقبہ کو زور سے ایک دھکا دیا اور ڈانٹتے ہوئے فرمایا۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (افسوس تم ایک شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو محض اس بات پر کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ تو تمہارے پاس نبوت و رسالت کے واضح اور روشن دلائل تمہارے رب کی طرف سے لے کر تمہارے پاس آیا ہے) تو آل فرعون کا مرد مومن تو اپنے ایمان کو چھپانے والا تھا۔ مگر امت محمدیہ کا یہ مرد مومن وہ تھا کہ جس نے روز اول سے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔

اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ظلم کرنا نہیں چاہتا ف۱ اور اے قوم! میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک دوسرے کو پکارنے کے

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ

دن کا ف۲ جس دن تم بھاگ کھڑے ہوگے پیٹھ پھیر کر! کوئی نہیں تم کو

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اللہ سے بچانے والا! اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو کوئی اس کو راہ پر لانے والا نہیں۔

هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

اور تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی نشانیاں لے کر پھر تم سدا

فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

شک ہی میں رہے ان چیزوں کی طرف سے جو وہ تمہارے پاس لایا تھا! یہاں تک کہ

يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

جب وہ وفات پا گیا تو تم کہنے لگے کہ ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول! اسی طرح

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ

اللہ اس کو گمراہ کیا کرتا ہے جو حد سے نکلا ہوا شک کرنے والا ہو ان لوگوں کو جو جھگڑے کرتے ہیں

اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کی آیتوں میں بلا دلیل کہ وہ ان کے پاس آئی ہو! بہت ہی ناپسند ہے ان کا یہ جھگڑا اللہ کے

وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک۔ اسی طرح اللہ مہر لگا دیا کرتا ہے ہر

ف۱ تکذیب انبیاء کی سزا

یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب وعداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کرکے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل وانصاف کے تقاضے سے ہوگا۔ کونسی حکومت ہے جو اپنے سفراء کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے اور قاتلین و معاندین سے انتقام نہ لے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ خوف دور کرنے کی دعاء:

حدیث شریف میں ہے کہ جب جناب رسول کریم ﷺ کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَاُبِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ یعنی اے اللہ ان کی برائی سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اور ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

موت کے مرجانے کا اعلان:

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ایک منادی کو یہ حکم دیگا سن لو میں نے ایک رشتہ مقرر کیا تھا اور تم نے دوسرا رشتہ مقرر کیا تھا میں نے سب سے زیادہ معزز اس کو قرار دیا تھا جو تم میں سے سب سے بڑا پرہیزگار ہو مگر تم نے (اس کو ماننے سے انکار کردیا سنو تم نے کہا تھا کہ فلاں بن فلاں فلاں بن فلاں سے بہتر ہے آج میں اپنے (قائم کردہ) نسب کو اونچا کروں گا اور تمہارے (قائم کردہ) نسب کو نیچے گرا دوں گا۔ کہاں ہیں تقویٰ والے۔ اور اس وقت جب کہ موت کو ذبح کردیا ہوگا ندا دی جائے گی اے اہل جنت (یہاں) ہمیشہ رہنا ہے اور (کبھی) موت نہ ہوگی اور اے دوزخ والو (یہاں) ہمیشہ رہنا ہے اور کبھی موت نہیں ہوگی۔

قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ

مغرور سرکش کے دل پر ف۱ اور فرعون بولا کہ اے ہامان! بنا میرے لئے

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

ایک محل تاکہ میں جا پہنچوں ان راستوں سے آسمانوں کے راستوں میں پھر میں جھانک

اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

دیکھوں موسیٰ کے معبود کو اور میں تو اس کو جھوٹا ہی خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح بھلے کر دکھائے گئے فرعون کو

سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ

اس کے اعمال بد اور وہ روک دیا گیا راہ (صواب) سے اور جو داؤ تھا

فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

فرعون کا وہ تباہی میں تھا اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا کہ اے قوم!

اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

میری پیروی کرو میں تم کو دکھا دوں گا بھلائی کا راستہ اے قوم! بس یہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾

دنیا کی زندگی تو (قلیل) فائدہ ہے اور آخرت

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ

وہی تو ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ف۲ جس نے برا کام کیا تو وہ اسی کی برابر سزا دیا جائے گا

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ

اور جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ہو ایمان والا تو وہی لوگ

ف۱ سرکش:
حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جبار وہ شخص ہے جو دو انسانوں کو قتل کر ڈالے۔ ابو عمران جونی اور قتادہ کا فرمان ہے کہ جو بغیر حق کے کسی کو قتل کر دے وہ جبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

خیانت کرنے والا حکمران:
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو امام اپنی رعایا سے خیانت کھیل رہا ہو وہ مر کر جنت کی خوشبو بھی نہیں پاتا۔ حالانکہ وہ خوشبو پانچ سو سال کی راہ پر آتی ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱۰ / ۹ **خلاصہ رکوع ۴**
۹ مرد مومن کا مقولہ اور موسیٰ علیہ السلام کی سچائی ذکر فرمائی گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ اور فرعون کی سرکشی کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

ف۲ آخرت کو نہ بھولو
یعنی فانی وزائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو دنیا کی زندگی بہر حال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے، اسکے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا ۔ ع
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
(تفسیر عثمانی)

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

داخل ہوں گے جنت میں ان کو رزق ملے گا بے شمار ف۱

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ

اور اے قوم! مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں تم کو بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھ کو بلاتے

اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ

ہو دوزخ کی جانب تم مجھ کو بلاتے ہو تاکہ میں منکر بن جاؤں اللہ کا اور اس کا شریک ٹھہراؤں

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾

ایسی چیز کو جس کا مجھے علم نہیں! اور میں تو تم کو بلاتا ہوں زبردست بخشنے والے کی

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا

جانب کچھ شک نہیں کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو نہ اس کا بلاوا دنیا میں ہے

وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ

اور نہ آخرت میں ف۲ اور بیشک ہم کو لوٹ جانا ہے اللہ کی طرف اور بیشک جو حد سے بڑھے

هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ

ہوئے ہیں وہی دوزخی ہیں۔ سو آگے چل کر تم یاد کرو گے جو میں تم سے کہتا ہوں

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو۔ بیشک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۳

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

تو اس کو اللہ نے بچا لیا ان کے مکر کی سختیوں سے اور آ گھیرا فرعون کے لوگوں کو

ف۱ آخرت کی ایک جھلک

یہ اخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہوسکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ عقلمند کو چاہئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن بتوں کو تم پوجتے ہو، خود ان میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنے پوجنے کی دعوت دیں، اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ جن کو تم پوجتے کی ہمیں دعوت دے رہے ہو، وہ اس دعوت کے ہرگز لائق نہیں ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ ادائے فرض کے بعد خدا کے سپرد

یعنی میں خدا کی حجت تمام کرچکا اور نصیحت کی بات سمجھا چکا' تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں' اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں' اسی پر میرا بھروسہ ہے' تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہ ہی خدا میرا حامی و ناصر ہے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے' کسی کی کوئی حرکت اس پر پوشیدہ نہیں۔ ایک مومن قانت کا کام یہ ہے کہ اپنی امکانی سعی کرچکنے کے بعد نتیجہ کو خدا کے سپرد کرے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

سخت عذاب نے وہ آگ ہے کہ اس پر لا حاضر کئے جاتے ہیں صبح

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

وشام ف۱ اور جس دن قیامت قائم ہوگی (تو ہم حکم دیں گے کہ) داخل کرو فرعون کے

اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ

لوگوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب آپس میں جھگڑا کریں گے

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

آگ کے اندر تو کہیں گے ناتواں سرکشوں سے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

تم دفع کر سکتے ہو ہم سے آگ کا کچھ حصہ؟ سرکش کہیں گے کہ ہم سب

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ

اسی میں پڑے ہیں بیشک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں

الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ

اور کہیں گے وہ لوگ جو آگ میں پڑے ہیں دوزخ کے چوکیداروں سے

ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾

کہ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ ہم سے ہلکا کر دے ایک دن کچھ عذاب۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا

وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس آئے نہ تھے تمہارے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر؟ وہ کہیں گے

ف۱ قبر میں مومن وکافر کی حالت: حدیث میں آتا ہے کہ مومن شخص قبر میں جب نکیرین کے سوال و جواب سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک نہایت بہترین صورت ظاہر ہوتی ہے تو مومن دریافت کرتا ہے۔ مَن انت انخ کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے خیر نظر آ رہی ہے۔ تو جواب یہ ہو گا۔ انا عملک الصالح کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اس کے برعکس کافر اور فاسق وفاجر کے سامنے ڈراؤنی ہیبت ناک شکل آئے گی۔ اور یہ شخص جب پوچھے گا کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے تو شر ٹپک رہا ہے اس پر یہ شکل جواب دیگی انا عملک الخبیث میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ الغرض یہ عالم برزخ عالم آخرت کا دیباچہ ہے۔ جیسا انجام نجات یا ہلاکت کا ہونا ہے اسی کے مطابق قبر ہی میں معاملہ شروع ہو جائے گا۔

صبح وشام آگ

حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے جوف کے اندر داخل ہو کر روزانہ دو مرتبہ صبح شام دوزخ پر پیش ہوتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اے آل فرعون قیامت برپا ہونے تک تمہارا یہی ٹھکانہ ہے' اسکی تائید حضرت عبداللہؓ بن عمر کی اس روایت سے ہوتی ہے جو صحیحین میں مذکورہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اسکی قیام گاہ صبح شام اس کے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت والوں کی قیام گاہ اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ والوں کی قیام گاہ (اسکے سامنے لائی جاتی ہے) اور اس سے کہا جاتا ہے' یہی تیری رہنے کی جگہ اس وقت تک ہے جب تک کہ اللہ قیامت کے دن تجھے اٹھائیگا۔

آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور قبر (یعنی برزخ) میں عذاب ہوتا ہے (متعدد) احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور اسی پر اجماع علماء ہے۔

بَلٰى ؕ قَالُوۡا فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع

ہاں آئے تو تھے وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کر لو۔ اور کافروں کی دعا تو بس گمراہی میں ہے

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا

ہم مدد کرتے ہیں اپنے پیغمبر کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں

وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ﴿۵۱﴾ ۙ يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ الظّٰلِمِيۡنَ

اور نیز اس دن جب کہ کھڑے ہوں گے گواہ ۱ جس دن کچھ فائدہ نہ دے گی ستم گاروں کو

مَعۡذِرَتُهُمۡ وَلَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

ان کی عذر معذرت اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے اور ہم نے عطا فرمائی

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡهُدٰى وَاَوۡرَثۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ

موسیٰ کو ہدایت اور وارث بنایا بنی اسرائیل کو

الۡكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ ۙ هُدًى وَّذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصۡبِرۡ

کتاب کا! ہدایت اور نصیحت عقل مندوں کے لئے۔ پس تو صبر کر

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور معافی مانگ اپنے گناہ کی ۲ اور تسبیح کر

رَبِّكَ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ

اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ شام اور صبح جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰهُمۡ ۙ اِنۡ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ

آیتوں میں بغیر سند کے جو ان کے پاس آئی ہو بس ان کے سینوں میں

خلاصہ رکوع ۵

آخرت کی منظر کشی اور مرد مومن کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قبر کے عذاب اور منکرین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۵ ۱۰

۱ مراد قیامت کا دن ہے فرشتے اس دن گواہی دینگے کہ رسولوں نے احکام پہنچائے تھے اور کفار نے ان کو جھٹلایا تھا اور وہاں رسولوں کی امداد کرنے کا حال بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کفار کو جہنم کا عذاب ہوگا۔

۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک بنایا ہے اس کے باوجود آپ کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے، اور قرآن کریم میں بھی آپ کو اس کی تاکید فرمائی گئی ہے، تاکہ آپ کی امت یہ سبق لے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود اتنی کثرت سے اپنے ایسے کاموں کی معافی مانگتے ہیں جو درحقیقت گناہ نہیں ہیں، لیکن آپ ان کو اپنے مقام بلند کی وجہ سے قصور یا گناہ سمجھتے ہیں، تو جو لوگ معصوم نہیں ہیں، ان کو تو اور زیادہ استغفار کرنا چاہیے۔ (توضیح القرآن)

اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

ایک غرور ہے کہ وہ اس تک پہنچنے والی نہیں ف۱ سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ بیشک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا

اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

بڑا ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے ولیکن بہتیرے آدمی

يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

سمجھتے نہیں ف۲ اور برابر نہیں اندھا اور دیکھنے والا اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا

ایمان لائے اور نیک عمل کئے نہ وہ اور بدکار (برابر) ہیں! تم بہت کم

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا

غور کرتے ہو بیشک قیامت کہ ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک ہی نہیں!

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ

لیکن بہتیرے آدمی ایمان نہیں لاتے اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے

ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا! جو لوگ تکبر کرتے ہیں

عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ

میری عبادت سے وہ عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل بن کر

ف۱ یعنی ان کو اپنے بارے میں جو گھمنڈ ہے کہ ہم کوئی بہت اونچے درجے پر فائز ہیں، یہ سراسر غلط ہے، نہ وہ اس وقت کسی بڑے مرتبے پر ہیں اور نہ کبھی ایسے کسی مرتبے پر پہنچ پائیں گے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ مشرکین عرب مانتے تھے کہ آسمان و زمین سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اتنی سی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جو ذات اتنی عظیم الشان چیزیں عدم سے وجود میں لا سکتی ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے، چنانچہ اس واضح بات کا بھی وہ انکار کرتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۶

نصرت خداوندی اور اہل حق کا اعزاز ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر و تسلی کی تلقین فرمائی گئی۔ موت کے بعد کی زندگی اور کافر و مومن میں امتیاز کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کا حکم اور متکبرین کا انجام ذکر فرمایا گیا۔

ع ۶ / ۱۱

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

اللہ وہ ہے جس نے بنا دیا رات کو تا کہ تم اس میں آرام کرو اور دن (بنا دیا) دکھلانے والا!

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

بیشک اللہ بڑا فضل رکھتا ہے لوگوں پر ولیکن بہتیرے آدمی

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

شکر نہیں کرتے یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار ہر

شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ

چیز کا پیدا فرمانے والا! کوئی معبود نہیں اس کے سوا پس تم کہاں سے پھیرے جاتے ہو

يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ

اسی طرح وہ لوگ پھیرے جاتے ہیں جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے ہیں اللہ

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً

وہ ذات ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو

وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو اچھی بنائیں تمہاری صورتیں اور تم کو روزی دی پاکیزہ چیزوں سے!

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار! تو بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات جو تمام جہان کا پروردگار ہے ول وہی

الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ

زندہ ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا تم اس کو پکارو اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر

ول سب سے بہتر صورت اور سب سے بہتر رزق انسان کا ہے

انسان کی صورت کو اللہ تعالٰی نے سب جانوروں سے ممتاز اعلٰی اور بہتر ہیئت میں بنایا ہے۔ اس کو سوچنے سمجھنے کی عقل عطا فرمائی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ایسے بنائے کہ ان سے طرح طرح کی اشیاء و مصنوعات بنا کر اپنی راحت کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے ممتاز ہے وہ اپنے منہ سے چرتے اور پیتے ہیں یہ ہاتھوں سے کام لیتا ہے۔ عام جانوروں کی غزا مفردات سے ہے کوئی گوشت کھاتا ہے کوئی گھاس اور پتے اور وہ بھی بالکل مفرد بخلاف انسان کے کہ یہ اپنے کھانے کو مختلف قسم کی چیزوں پھلوں۔ ترکاریوں گوشت اور مصالحے سے لذیز و مرغوب بنا کر کھاتا ہے۔ ایک ایک پھل سے طرح طرح کے کھانے اور اچار مربے چٹنی تیار کرتا ہے۔ فتبرک الله احسن الخالقين۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ

ہر تعریف اللہ کو (زیبا) ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ ف۱ کہہ دے کہ مجھ کو اس سے

اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا

ممانعت ہوئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے

جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ؗ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

سوائے جب کہ میرے پاس آ چکیں دلیلیں میرے پروردگار کی طرف سے اور مجھ کو حکم ہے

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

کہ میں فرمانبردار ہوں دنیا جہان کے پالنے والے کا۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر تم کو نکالتا ہے بچہ سا

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ

پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم پہنچو اپنی جوانی کو پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے)

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا

تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ! اور تم میں سے کسی کی تو روح قبض کر لی جاتی ہے اس سے پہلے ہی

مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

(اور زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم پہنچ جاؤ وقت مقرر تک اور تاکہ تم سمجھو ف۲ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے!

فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع اَلَمْ

پھر جب مقرر فرمالیتا ہے کسی کام کا کرنا تو بس اس کے لئے فرما دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

ف۱ حضرات سلف کا عمل:

لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین کی تفسیر میں ابن جریر سے منقول ہے فرمایا حضرات سلف کی ایک جماعت یہ کہا کرتی تھی کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اس کو چاہئے کہ اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہہ لیا کرے تاکہ اس آیت مبارکہ پر عمل ہو جائے بروایت اعمش مجاہد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی نقل فرمایا کرتے تھے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ ہر نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ. لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ اور یہ بیان کیا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کلمات ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم۔ نسائی) تفسیر ابن کثیر جلد رابع۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ یعنی یہ سمجھو کہ جو ذات انسان کو تخلیق کے ان سارے مراحل سے گزار رہی ہے، اس کو کسی اور شریک کی کیا حاجت ہے؟ اور اس کے سوا کون ہے جو عبادت کے لائق ہو؟ نیز جس نے انسان کو اتنے سارے مراحل سے گزارا کیا وہ اسے ایک اور مرحلے سے گزار کر اسے ایک دوسری زندگی نہیں دے سکتی؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۸/۱۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر میں سے رات دن کے نظام اور تخلیق انسانی کو ذکر فرمایا گیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾

کیا تو نے ان کی جانب دیکھا نہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں! وہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ

جن لوگوں نے جھٹلایا کتاب کو اور اس چیز کو جو ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کی معرفت۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ

سو آخر کار ان کو معلوم ہو جائے گا۔ جب کہ طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں

يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور زنجیریں! گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں ف۱ پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ

پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

اللہ کے سوائے؟ وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے کھوئے گئے بلکہ ہم تو پکارتے ہی نہ تھے

مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾

اس سے پہلے کسی چیز کو ف۲ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا

یہ (سزا) اس لئے ہے کہ تم خوش ہوتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس لئے کہ تم

كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اترایا کرتے تھے ف۳ داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں اس میں

ف۱ حمیم کیا ہے

جہنم ہی کے بہت سے طبقات ہوں گے جن میں قسم قسم کے عذاب ہوں گے۔ انہیں میں ایک طبقہ حمیم کا بھی ہوسکتا ہے جس کو بوجہ ممتاز اور الگ ہونے کے جہنم سے خارج بھی کہا جاسکتا ہے اور چونکہ ایک طبقہ جہنم ہی کا ہے اس لئے اس کو جہنم بھی کہا جاسکتا ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اہل جہنم زنجیروں میں جکڑے ہوئے کبھی کھینچ کر حمیم میں ڈال دیئے جائیں گے کبھی جحیم میں۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اس کا مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت جھوٹ بول جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا، جیسا کہ سورہ انعام (۶:۲۳) میں مذکور ہے۔ اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ اس وقت وہ یہ اعتراف کریں گے کہ جن بتوں وغیرہ کو ہم دنیا میں پکارا کرتے تھے، اب ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ وہ کوئی حقیقی چیز نہیں تھے اور ہم کسی حقیقی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ فرح کا معنی

مال و دولت کے نشہ میں خدا کو بھول کر معاصی سے لذت حاصل کرنا اور ان پر خوش ہونا یہ تو حرام و ناجائز ہے اور اس آیت میں یہی فرح مراد ہے جیسے قارون کے قصہ میں بھی فرح اسی معنی میں آیا ہے۔ لاتفرح (معارف مفتی اعظم)

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ

سدا رہنے کو تو کیا بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا! تو (اے محمد) صبر کر بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ

اللہ کا وعدہ سچا ہے! پس اگر ہم تجھ کو دکھاویں کچھ اس میں سے جو ہم ان سے

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ

وعدے کرتے ہیں یا تجھ کو دنیا سے اٹھالیں تو ہماری طرف وہ لوٹائے جائیں گے اور ہم نے

اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا

بھیجے تھے بہت سے پیغمبر تجھ سے پہلے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کے

عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ

احوال ہم نے تجھ کو سنا دیئے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا قصہ تجھ کو نہیں سنایا۔

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا

اور کسی پیغمبر کی طاقت نہ تھی کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے! ف۱ پھر جب

جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

آیا حکم الٰہی تو فیصلہ کر دیا گیا انصاف سے اور گھاٹے میں آئے اس جگہ

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

جھوٹے لوگ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کر دیئے تمہارے لئے چوپائے تاکہ

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

تم سوار ہو ان میں سے بعض پر اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں

ف۱ کفار مکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار نت نئے معجزے دکھانے کی فرمائش کرتے رہتے تھے، اور اصرار کرتے تھے کہ وہی معجزہ دکھائیں جو ہم کہیں، اور مقصد سوائے وقت گذاری کے کچھ نہیں تھا، کیونکہ آپ کے کئی معجزات دیکھنے کے باوجود وہ ایمان لانے پر تیار نہیں تھے، اس لئے یہاں ان کو دینے کیلئے یہ جواب سکھایا جارہا ہے کہ معجزہ دکھانا کسی پیغمبر کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے دکھایا جاسکتا ہے، اس لئے آپ ان سے صاف کہہ دیں کہ میں تمہاری نت نئی فرمائشیں پوری کرنے سے معذور ہوں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۸

منکرین کو عذاب کی وعید اور اس کی کیفیت کو ذکر کیا گیا۔ امم سابقہ کا تذکرہ فرمایا گیا۔ نقل وحمل کے اسباب کو بطور نعمت کے ذکر فرمایا گیا۔ سیر فی الارض کے ذریعے امم سابقہ کے احوال سے نصیحت وعبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

ع ۸/۱۰ ۱۳

وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا

بہتیرے فائدے ہیں تاکہ تم پہنچو ان پر سوار ہو کر اپنے دلی مقصد تک اور چار پایوں پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ؕ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَیَّ

اور کشتیوں پر تم لدے لدے پھرتے ہو اور اللہ تم کو دکھاتا ہے اپنی

اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ

نشانیاں تو اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے؟ کیا یہ لوگ پھرے نہیں ملک میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

کہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ان سے اگلے لوگوں کا؟

كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ

وہ ان سے زیادہ تھے اور سخت تر تھے قوت میں اور ان نشانیوں میں جو زمین میں (چھوڑ گئے)

فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

تو ان کے کچھ کام نہ آیا جو وہ کمایا کرتے تھے ۱؎ پھر جب ان کے پاس آئے ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

پیغمبر معجزے لے کر یہ لوگ خوش ہوئے اس پر جو ان کے پاس علم تھا

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا

اور ان پر الٹ پڑا جس کی یہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے ۲؎ پس جب انہوں نے دیکھا

بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا

ہمارے عذاب کو۔ لگے کہنے کہ ہم ایمان لائے یکتا اللہ پر اور ہم منکر ہو گئے اس چیز کے کہ جس کو

۱؎ عذاب الٰہی
یعنی پہلے بہت قومیں گزر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں۔ انہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ (تفسیر عثمانی)

۲؎ جہل مرکب:
جیسے یونانی فلاسفہ کے بیشتر علوم و تحقیقات جو الٰہیات سے متعلق ہیں اسی نمونہ کی ہیں جن کی کوئی دلیل نہیں۔ ان کو جہل مرکب تو کہہ سکتے ہیں۔ اُن کا نام علم رکھنا علم کی توہین ہے۔ یا پھر ان کے اس علم سے مراد دنیا کی تجارت، صنعت وغیرہ کا علم ہے جسمیں یہ لوگ فی الواقع ماہر تھے۔ یہ لوگ چونکہ قیامت اور آخرت کے منکر اور وہاں کی راحت و کلفت سے جاہل و غافل ہیں۔ اسی لئے اپنے اسی ظاہری ہنر پر خوش اور مگن ہو کر انبیاء کے علوم کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ (مظہری)
(معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۷۹ تا ۸۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا

ہم شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ تو ان کو مفید نہ ہوا ان کا ایمان لانا

رَاَوْا بَاْسَنَا ۚ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

جب کہ وہ دیکھ چکے ہمارا عذاب! اللہ کی عادت ہے جو جاری رہی ہے اس کے بندوں میں

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع

اور نقصان اٹھایا اس جگہ کافروں نے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۴۱ رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰيَاتُهَا اَرْبَعٌ وَّ خَمْسُوْنَ ۵۴

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ف۱ یہ ایک کتاب ہے مفصل بیان کی گئی ہیں

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ۙ بَشِيْرًا

اس کی آیتیں قرآن عربی زبان کا جاننے والے لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا

وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا

اور ڈرانے والا۔ پھر منہ موڑ لیا ان میں سے بہتیروں نے پس وہ سنتے نہیں اور کہتے ہیں

قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ

کہ ہمارے دل تو اس بات سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں

وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾

گرانی ہے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں کہہ دے کہ

تعبیر سورہ المومن

جس نے خواب میں اس سورہ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا یقین صحیح وسلامت ہوگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے سواری اور اس کے منافع کو ذکر فرمایا گیا سابقہ اقوام کے انجام کی طرف متوجہ کیا گیا اور منکرین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ اور کفار کا حقیقی خسارہ آخرت کو بیان فرمایا گیا۔

۹ ع ۷ ۱۴

ف۱ سورۃ حٰم سجدہ اور سورہ ملک کی فضیلت

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورت الم تنزیل پڑھے تو اس کو اتنا اجر دیا جائے گویا کہ اس نے عبادت کرتے ہوئے شب قدر پالی اور حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر جو بھی شخص ''سورہ الم تنزیل السجدۃ'' اور ''تبارک الذی بیدہ الملک'' رات کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ضرور لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھیں گے اس کا ذکر حضرت عطاء کے پاس کیا گیا تو انہوں نے فرمایا طاؤس نے سچ کہا اللہ کی قسم میں نے جب سے یہ سنا ہے تب سے ان دونوں کو پڑھنا نہیں چھوڑا سوائے اس کے کہ میں بیمار رہوں۔ (در منثور)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

بس میں بھی بشر ہوں تم جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بس تمہارا معبود معبود

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ

واحد ہے۔ پس تم سیدھے ہو لو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ! اور افسوس

لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

شرک کرنے والوں پر جو نہیں دیتے زکوٰۃ ف۱ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آخرت کے منکر ہیں بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ع قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ

ان کے لئے اجر ہے جو موقوف ہونے والا نہیں۔ کہہ دے کہ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو

بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ

جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں؟ اور تم مقرر کرتے ہو اس کے لئے ہمسر!

اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

وہ ہے تمام جہان کا پالنے والا۔ اور پیدا کر دئے زمین میں پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی

مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْ

اس کے اندر اور اس میں ٹھہرا دیں اس کے رہنے والوں کی خوراکیں (یہ سب کچھ)

اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ

چار دن میں! (جواب) پورا ہوا سوال کرنے والوں کے لئے پھر متوجہ ہوا آسمان کی جانب

ف۱ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ کفار کو زکوٰۃ نہ دینے پر یہ وعید کیسی اور اس کے کیا معنی ہیں کیونکہ وہ تو صرف ایمان کے مکلف ہیں اور کفر کی حالت میں وہ نماز زکوٰۃ وغیرہ کے مکلف نہیں ہیں جو اب یہ ہے کہ کفار کا زکوٰۃ نہ دینا چونکہ ایمان نہ لانے کی علامت ہے اس لئے یہ عنوان اختیار کیا گیا پس اصل مقصود کفر ہی پر مذمت اور وعید سنانا ہے اور ایمان نہ لانے کی اگرچہ اور بھی علامتیں ہیں مگر زکوٰۃ نہ دینے کو خاص طور پر شاید اس لئے ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ مال کی محبت ان لوگوں کو ایمان سے روک رہی ہے دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ تو مدینے میں فرض ہوئی تھی اور یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ہے تو یہاں زکوٰۃ سے کیا مراد ہے جواب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا لفظ مطلق نیک کام میں خرچ کرنے کے معنی میں پہلے سے بھی عرب میں مشہور تھا اور نیک کاموں میں خرچ کرنا بعض مواقع پر مکہ میں بھی واجب تھا البتہ زکوٰۃ کی خاص مقدار اور خاص شرائط کے ساتھ فرضیت مدینہ میں ہوئی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کی زبان اور اکثریت کے اعراض اور ان کے خیالات ذکر فرمائے گئے۔ پیغمبر علیہ السلام کو وحی کے سلسلہ میں خطاب اور مشرکین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا اور مومنین کا اجر بتایا گیا۔

ع ۱ ۱۵

وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ

اور وہ دھواں (جیسا) ہو رہا تھا پھر فرمایا اس سے اور زمین سے کہ تم دونوں آؤ خوشی سے یا

كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿١١﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ

ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا کہ ہم بخوشی حاضر ہوئے۔ ف۱ پھر ان کو سات

سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ

آسمان بنا دیا! دو دن میں اور بھیج دیا ہر آسمان میں اس کا انتظام اور ہم نے آراستہ کیا

وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ

ورے آسمان کو چراغوں سے اور حفاظت کے لئے یہ تدبیر ہے

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿١٢﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

زبردست دانا کی پس اگر وہ ٹلاویں تو کہہ کہ میں تم کو ایک کڑک سے ڈراتا ہوں

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ

جیسی کڑک عاد اور ثمود (پر ہوئی تھی) جب ان کے پاس پیغمبر آئے

الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کہ کسی کی عبادت نہ کرو

اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَآ

اللہ کے سوائے! وہ لگے کہنے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے اتارتا تو ہم تو اس (دین کو)

اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے مانتے نہیں۔ پس وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ تو لگے غرور کرنے

ف۱ یہود نے آسمان و زمین کی پیدائش کے متعلق حضور سے سوال کیا تھا اس لئے فرمایا کہ یہ چار دن پورے ہیں پوچھنے والوں کے لئے یعنی زمین کا اور اس کی سب چیزوں کا چار دن میں پیدا ہونا ان کے ذہن میں جلدی آ سکتا ہے بہ نسبت آسمان کے دو دن میں بننے کے کیونکہ وہاں مدت کم ہے اور کم مدت میں زمین سے بڑی چیز بنائی گئی اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ زمین کو دو دن میں پیدا کرنے کے بعد اس کے علاوہ چار دن میں پہاڑ وغیرہ پیدا کئے کیونکہ اس طرح مجموعہ آٹھ دن ہو جاویں گے حالانکہ تمام آسمان و زمین کا چھ دن میں بنانا چند جگہ صراحۃً مذکور ہوا ہے بلکہ یہ چار دن پہلے دو دنوں کو ملا کر ہیں اور اس کی ایسی مثال ہے جیسے محاورات میں بولا جاتا ہے کہ دو سال میں تو اس لڑکے کا دودھ چھڑایا اور چار سال میں مکتب میں بٹھایا ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان دو سال کے علاوہ چار سال ہیں اور یہ جو فرمایا کہ چار دن شمار میں پورے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جن دو دنوں میں آسمان بنایا گیا ہے وہ دو روز پورے نہیں تھے بلکہ ان کی اخیر ساعت میں عصر کے بعد آدم علیہ السلام بنائے گئے (رواہ مسلم) اس لئے یہاں فرمادیا کہ یہ چار دن پورے ہیں۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا

ملک میں ناحق اور بولے کہ کون ہے ہم سے زیادہ قوت میں؟ کیا انہوں نے

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ زور آور ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ تو ہم نے ان پر بھیجی ہوا

صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

بڑے زور کی منحوس دنوں میں تاکہ ہم ان کو چکھائیں ذلت کا عذاب

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ

دنیا کی زندگی میں ف اور آخرت کا عذاب تو بڑا رسوا کرنیوالا ہے اور ان کو کہیں مدد نہ ملے گی۔ اور وہ

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

جو ثمود تھے پس ہم نے ان کو رستہ دکھایا تو انہوں نے اچھا سمجھا اندھا رہنا رستہ پر آنے سے

الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

پس ان کو دھر پکڑا ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان اعمال کی وجہ سے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ ج وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو وہ کماتے تھے اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے

وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ

اور ڈرتے تھے اور جس دن ہانکے جائیں گے اللہ کے دشمن آگ کی جانب

ف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کی علامت

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی بھلائی چاہتے ہیں تو ان پر بارش برساتے ہیں اور زیادہ تیز ہواؤں کو اُن سے روک لیتے ہیں۔ اور جب کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا ہوتا ہے تو بارش ان سے روک لی جاتی ہے اور ہوائیں زیادہ اور تیز چلنے لگتی ہیں۔

کوئی وقت منحوس نہیں ہے:

اصول اسلام اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ کوئی دن یا رات اپنی ذات میں منحوس نہیں ہے۔ قوم عاد پر طوفان باد کے ایام کو نحسات فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ یہ دن اس قوم کے حق میں ان کی بداعمالیوں کے سبب منحوس ہو گئے تھے اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ دن سب کے لئے منحوس ہوں۔ (مظہری و بیان القرآن) اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق کہ کوئی چیز اپنی ذات میں منحوس ہو سکتی ہے یا نہیں احقر کی کتاب احکام القرآن حزب خامس میں دیکھ لیں جو عربی میں طبع ہو چکی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۲

آسمان و زمین کی تخلیق اور ان کی برکات کو ذکر فرمایا گیا۔ معرضین کو قوم عاد و ثمود اور ان کی ہلاکتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو نجات کی بشارت دی گئی۔

ع ۲ ۱۰ ۱۶

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتّٰىٓ إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

پھر وہ قسم قسم جدا کئے جائینگے۔ یہاں تک کہ جب دوزخ پر آ موجود ہونگے ف۱ ان پر گواہی دیں گے

سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾

ان کے کان اور اُن کی آنکھیں اور ان کے پوست ان اعمال کی جو وہ کرتے تھے ف۲

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا أَنطَقَنَا

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے کہ تم نے کیوں گواہی دی ہمارے مقابلہ میں؟ ف۳ وہ کہیں گے کہ ہم کو

اللّٰهُ الَّذِىٓ أَنطَقَ كُلَّ شَىْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ

گویا کر دیا اللہ نے جس نے گویا کیا ہر چیز کو اور اسی نے تم کو پیدا کیا تھا اول

مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ

بار اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہو اور تم اس (خوف) سے پردہ داری نہ کرتے تھے

أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا

کہ تم پر گواہی دیں گے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری

جُلُودُكُمْ وَلٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا

کھالیں ولیکن تمہارا تو یہ خیال تھا کہ اللہ جانتا نہیں بہتیرے کام

مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِى ظَنَنتُم

جو تم کرتے ہو اور یہ بدگمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے

بِرَبِّكُمْ أَرْدٰىكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن

حق میں کی اسی نے تو تم کو تباہ کیا پس تم گھاٹے میں آ گئے تو اگر

ف۱ دوزخ کے قریب سے مراد حساب کا میدان ہے کیونکہ دوزخ وہاں قریب ہی نظر آئیگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دوزخ کو میدان حساب میں قریب کرینگے اور یہ بھی آیا ہے کہ کافر اپنے چاروں طرف آگ ہی آگ دیکھے گا غرض جب میدان حساب میں سب جمع ہو کر آ جاوینگے اس وقت حساب شروع ہوگا۔

ف۲ دن کی گواہی:

اور حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آنیوالا دن انسان کو یہ ندا دیتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور جو کچھ تو میرے اندر عمل کریگا قیامت میں میں اس پر گواہی دونگا۔ اس لئے تجھے چاہیئے کہ میرے ختم ہونے سے پہلے پہلے کوئی نیکی کر لے کہ میں اسکی گواہی دوں اور اگر میں چلا گیا تو پھر تو مجھے کبھی نہ پائیگا۔ اسی طرح ہر رات انسان کو یہ ندا دیتی ہے۔ (ذکرہ ابونعیم)

(معارف جلد ہفتم۔ مفتی اعظم)

ف۳ تعجب خیز بات:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں جب ہم سمندر کی ہجرت سے واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن ہم سے پوچھا تم نے حبشے کی سرزمین پر کوئی تعجب خیز بات دیکھی ہو تو سناؤ۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا ایک مرتبہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے اُنکے علماء کی ایک بڑھیا عورت ایک پانی کا گھڑا سر پر لئے ہوئے آ رہی تھی اُنہی میں سے ایک جوان نے اُسے دھکا دیا جس سے وہ گر پڑی اور گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ اٹھی اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہنے لگی مکار! تجھے اسکا حال اُس وقت معلوم ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی بچھائے گا اور سب اگلے پچھلوں کو جمع کریگا اور ہاتھ پاؤں گواہیاں دینگے اور ایک ایک عمل کھل جائیگا اُس وقت تیرا اور میرا فیصلہ بھی ہو جائیگا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا۔ اُس قوم کو خدائے تعالیٰ کس طرح پاک کرے جس میں زور آور سے کمزور کا بدلہ نہ لیا جائے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا میں یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ؕ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا

یہ لوگ صبر کریں تو بھی آگ ان کا ٹھکانا ہے اور اگر معافی چاہیں

هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ

تو ان کو معافی نہیں دی جائے گی اور ہم نے تعینات کر دیئے

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ

ان پر ہمنشین تو انہوں نے ان کو بھلے کر دکھائے جو کچھ ان کے آگے تھے

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور جو کچھ ان کے پیچھے تھے اور ان پر ثابت ہوا عذاب کا وعدہ ان امتوں کے شمول میں

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ

جو گزر چکیں ان سے پہلے جنات اور آدمیوں کی بیشک وہ گھاٹا پانے والے تھے اور کہا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا

کافروں نے کہ کان ہی نہ لگاؤ اس دین کے سننے کو اور بک بک کیا کرو اس کے پڑھنے

فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

میں شاید تم غالب آ جاؤ ف۱ سو ہم ضرور چکھائیں گے کافروں کو

عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

سخت عذاب اور بالضرور ان کو سزا دیں گے بدتر سے بدتر اعمال کی جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ

وہ کیا کرتے تھے۔ یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی دوزخ! ان کا

ف۱ تلاوت خاموشی سے واجب ہے خاموش نہ رہنا کفار کی عادت ہے مسئلہ: تلاوت قرآن میں خلل ڈالنے کی نیت سے شور و غل کرنا تو کفر کی علامت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے۔ آج کل ریڈیو پر تلاوت قرآن نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ ہر ہوٹل اور مجمع کے مواقع میں ریڈیو کھولا جاتا ہے۔ جس میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے اور ہوٹل والے خود اپنے دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور کھانے پینے والے اپنے شغل میں۔ اس کی صورت وہ بن جاتی ہے جو کفار کی علامت تھی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرما دیں کہ یا تو ایسے موقع پر تلاوت قرآن کیلئے نہ کھولیں اگر کھولنا ہے اور برکت حاصل کرنا ہے۔ تو چند منٹ سب کام بند کر کے خود بھی اس طرف متوجہ ہو کر سنیں دوسروں کو بھی اس کا موقع دیں۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۳

قیامت میں مجرمین کے گروہ اور ان کے اعضا کی گواہی کو ذکر فرمایا گیا۔ عذاب کی یقینی کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۳ ۱۷

لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَآءً بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا

اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے! اس کی سزا جو وہ ہماری آیتوں کا انکار

يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں دکھا

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ

جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا یعنی جن اور آدمی کہ ہم دونوں کو ڈالیں

اَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْاَسْفَلِينَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا

اپنے پیروں کے تلے تاکہ وہ سب سے نیچے رہیں۔ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

ہمارا پروردگار تو اللہ ہے پھر (اسی عقیدے پر) جمے رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے

اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي

کہ نہ خوف کرو اور نہ رنجیدہ ہو اور خوشخبری سنو اس جنت کی

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ف۱ ہم ہیں تمہارے دوست دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ

زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں موجود ہو گی

اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿۳۱﴾ ۖ نُزُلًا مِّنْ

جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں حاضر ہو گی جو کچھ تم مانگو مہربانی ہے بخشنے والے

ف۱ استقامت کے معنی:

پہلے جز کو لفظ استقامت سے تعبیر فرما کر ارشاد ہوا ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا۔ یعنی جن لوگوں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب یقین کر لیا اور اس کا اقرار بھی کر لیا یہ تو اصل ایمان ہوا۔ آگے اس پر مستقیم بھی رہے یہ عمل صالح ہوا۔ اس طرح ایمان اور عمل صالح کے جامع ہو گئے۔ لفظ استقامت کا جو مفہوم خلاصہ تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ ایمان و توحید پر قائم رہے اس کو چھوڑا نہیں۔ یہ تفسیر حضرت صدیق اکبرؓ سے منقول ہے اور تقریباً یہی مضمون حضرت عثمان غنیؓ سے منقول ہے انہوں نے استقامت کی تفسیر اخلاص عمل سے فرمائی ہے اور حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ۔ الاستقامة ان تستقیم علی الامر و النهی ولا تروغ روغان الثعالب۔ (مظہری) (استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکامُ اور اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے رہو اس سے ادھر اُدھر راہ فرار لومڑیوں کی طرح نہ نکالو) اس لئے علماء نے فرمایا کہ استقامت تو ایک لفظ مختصر ہے مگر تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے جس میں تمام احکام الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات و مکروہات سے اجتناب دائمی طور پر شامل ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

استقامت کی دعا:

ابن عباسؓ فرماتے ہیں فرائض خدا کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حضرت قتادہ یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ خدایا! تو ہمارا رب ہے ہمیں استقامت اور پختگی عطا فرما۔ استقامت سے مراد دین اور عمل کا خلوص ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اسلام کے بعد سب سے اہم بات

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کے سلسلہ میں مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ حضور ﷺ کے بعد پھر مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے ارشاد فرمایا کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ (میں اللہ پر ایمان لایا) پھر استقامت رکھو (یعنی اس پر جمے ہو یا سیدھی چال چلتے رہو) رواہ مسلم۔ (تفسیر مظہری)

غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ

مہربان کی طرف سے۔ ف۱ اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے

اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں فرمانبردار بندوں میں ہوں؟

وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ

اور برابر نہیں نیکی اور بدی! برائی کو دفع کر ایسی خصلت سے

هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ

جو بہت بہتر ہو پھر ناگاہ وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی ہے

كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ

گویا وہ دوست ہے رشتہ دار اور یہ خصلت انہیں کو دی جاتی ہے

صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

جو صبر کرتے ہیں۔ اور یہ بات انہیں کو سکھلائی جاتی ہے جو بڑے نصیبہ ور ہیں

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ

اور اگر تجھ کو باز رکھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تو پناہ مانگ اللہ سے۔

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ

بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے رات

وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ

اور دن اور سورج اور چاند ہیں! نہ سجدہ کرو سورج کو

خلاصہ رکوع ۴

ع ۱۸

سماع قرآن کے سلسلہ میں کفار کی کج فہمی پر انہیں عذاب کی وعید سنائی گئی۔ اہل ایمان کو استقامت کا انعام ذکر فرمایا گیا اور تبلیغ حق میں ان کے طرز کو بیان فرمایا گیا۔ شیطان سے پناہ چاہنے اور عظمت الٰہی کے دلائل کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین وملحدین کے انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔ قرآن کی حقانیت وحفاظت کو ذکر فرمایا گیا اور منکرین کے خوئے بد کو ذکر کیا گیا۔ قرآن کا نسخہ ہدایت وشفا ہونا ذکر فرمایا گیا کہ مسخ فطرت والے اس سے استفادہ نہ کرسکیں گے۔

ف۱ اللہ تعالیٰ کی تلاوت

حکیم ترمذی نے بریدہؓ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ اہل جنت روزانہ حضرت جبار کے پاس دو مرتبہ جائیں گے اور رب تعالیٰ ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت فرمائیں گے۔ اور ان میں سے ہر جنتی اپنے اعمال کے درجہ کے موافق موتی یاقوت زمرد اور سونے چاندی کے منبروں کی ایک مخصوص نشست گاہ پر قرار پذیر ہوگا تو اہل جنت کو تلاوت الٰہی سے جسقدر حظ ولطف اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہو گی اس قدر کسی بھی نعمت سے حاصل نہ ہوگی۔ اور ایسی عظیم اور حسین آواز آج تک ان کے سننے میں نہیں آئی ہوگی پھر اگلے روز ایسی ہی نعمت کے حصول تک وہ لوگ خوش بخوش اپنی منزلوں اور فرحت بخش نعمتوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (حکیم ترمذی)

وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ

اور چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا ف۱ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ

سو اگر وہ غرور کریں تو جو (فرشتے) تیرے

عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ

پروردگار کے نزدیک ہیں وہ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں رات اور دن اور

لَا یَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدہ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ

وہ تھکتے نہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو

خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ

کہ ذلیل ہوئی پڑی ہے پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی وہ لہلہانے لگی اور ابھر اٹھی

اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ

بیشک جس نے زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں کا جلانے والا ہے! کچھ شک نہیں کہ وہ ہر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا

چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ کجروی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں

لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں! بھلا جو شخص آگ میں ڈالا جاوے وہ بہتر ہے یا

یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ

وہ شخص جو آئے گا بے خوف ہو کر قیامت کے دن؟ کر لو جو چاہو بیشک جو کچھ تم کر رہے ہو

ف۱ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں

مسئلہ: سجدہ صرف خالق کائنات کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو، یا محض تعظیم وتکریم کی نیت سے دونوں صورتیں باجماع امت حرام ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا کافر ہوجائے گا اور جس نے محض تعظیم وتکریم کیلئے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے مگر ارتکاب حرام اور مجرم اور فاسق کہا جائے گا سجدہ عبادت تو اللہ کے سوا کسی بھی امت وشریعت کو حلال نہیں رہا۔ کیونکہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے۔ البتہ کسی کو تعظیماً سجدہ کرنا، یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا۔ دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ مگر باتفاق فقہاء امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا۔ اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقاً حرام قرار دیا گیا۔ (معارف القرآن)

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا

اللہ دیکھ رہا ہے جن لوگوں نے کفر کیا قرآن کا جب کہ وہ ان کے پاس

جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ

آیا (ان کا حال مخفی نہیں) اور یہ تو ایک بڑی عزت والی کتاب ہے نہ جھوٹ

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ

اس کے پاس آنے پاتا ہے اس کے آگے سے اور نہ پیچھے سے! اتاری ہوئی ہے

حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

حکمت والے سزاوار حمد کی (اے محمد) تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو کہی جا چکی ہے پیغمبروں

مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ

سے تجھ سے پہلے! بیشک تیرا پروردگار بخشنے والا بھی ہے اور دردناک

اَلِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا

عذاب بھی دینے والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی زبان کا بناتے تو یہ ضرور کہتے کہ کیوں نہ

فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ

کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں؟ کیا (قرآن تو) عجمی زبان اور (آدمی) عربی؟ ول

اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

کہہ دے کہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ

ان کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ قرآن کے حق میں نابینائی ہے (گویا) یہ لوگ

ول آیت کا شانِ نزول:
مقاتل نے کہا عامر حضرمی کا ایک یہودی عجمی غلام تھا جس کا نام یسار اور کنیت ابوفکیہہ تھی رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آتے جاتے تھے یہ دیکھ کر مشرکوں نے کہنا شروع کیا کہ یسار محمد ﷺ کو تعلیم دیتا ہے یسار کے آقا نے اس کو مارا اور کہا تو محمد کو سکھلاتا ہے یسار نے کہا وہ تو مجھے تعلیم دیتے ہیں اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ یہ کہ اب جو قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں کہ عجمی کیوں نہ ہوا اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہ ہوا کسی حال پر بھی ان کو قرار نہیں ہے پھر عجمی ہونے ہی سے کیا فائدہ ہوتا۔ رہا قرآن کا اعجاز سو وہ عربی ہونے کی صورت میں بھی موجود ہے بلکہ اس حالت میں اس کا اعجاز اہل عرب پر زیادہ حجت ہے کیونکہ وہ فن عربی میں ماہر ہیں اور اس کے باوجود قرآن کے مثل کلام لانے سے عاجز ہیں اس وقت قرآن کا اعجاز تفصیل کے ساتھ ان کی سمجھ میں آ سکتا ہے اور عجمی ہونے کی صورت میں اجمالاً سمجھتے اور اگرچہ اعجاز کا اجمالاً سمجھ لینا بھی کافی حجت ہے جیسا کہ اہل عجم قرآن کے اعجاز کو اجمالاً ہی سمجھ سکتے ہیں اور ان کے حق میں یہی کافی حجت ہے مگر ظاہر ہے کہ تفصیلاً سمجھنا زیادہ موثر اور بہت بڑی حجت ہے الغرض یہ شبہات محض لغو ہیں اصل مدار اعجاز پر ہے جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن کے حق ہونے میں تو کوئی کمی نہیں اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسی میں انصاف وغیرہ کی کمی ہے۔

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝٤٤ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

پکارے جاتے ہیں دور جگہ سے اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک کلمہ صادر نہ ہو چکا ہوتا تیرے پروردگار کی طرف سے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝٤٥

تو ضرور ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک یہ لوگ قرآن کی طرف سے بڑے قوی شک میں پڑے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ

ہوئے ہیں جس نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے اور جس نے بدکاری کی تو وہاں بھی اسی پر!

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝٤٦

اور تیرا پروردگار بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں۔ ف۱

۵ ۶ ۱۵

خلاصہ رکوع ۵

اعمال صالحہ کی اہمیت اور قیامت کے علم کو ذکر فرمایا گیا اور علم الٰہی کا محیط ہونا ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت کی نیرنگیاں اور ان کا علاج ذکر فرمایا گیا۔ آفاقی مناظر قدرت کو بیان فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ حٰم

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک ایسی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا جو بحکم الٰہی شریعت کے احکام پر عمل کریں گے۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ عمل کی اہمیت

یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں، ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے۔ جیسا کرے گا وہ ہی سامنے آئے گا۔ نہ کسی کی نیکی اس کے ہاں ضائع ہو گی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی، اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ "اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ" الخ۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

چوبیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورہ زمر

خاصیت آیت ۴۶...آپس کے جھگڑوں میں صلح وغیرہ کیلئے

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

باہمی آپس کے نزاع دور کرنے کے لئے اس آیت مبارکہ کا مغرب کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھنا اور گیارہ روز تک برابر عمل کرنا نہایت مفید ہے۔اس آیت مبارکہ کا گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنا بہت سی بڑی مشکلوں کو خدا کے فضل سے کھولتا ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۳...مختلف امراض سے شفا کیلئے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اس آیت کریمہ کا صبح صادق کے وقت جمعہ کے دن چینہ کے پانی میں مشک گھول کر لکھنا پھر اس تعویز کو مایوس العلاج مریض کے گلے میں ڈالنا بالضرور باعث شفاء یا جلد خاتمہ بالخیر ہونے کا سبب ہوتا ہے۔عمل مجرب ہے مسلمانو عجیب آیت ہے۔بیکسوں کا سہارا، نا امیدوں کی امید یہی آیت کریمہ ہے۔(طب روحانی)

نیز دھڑکن، ہول قلب اضطراب قلب ہر ایک قسم کی پرانی بیماریاں دفع کرنے کیلئے تین سو مرتبہ روزانہ اکیس روز تک پڑھنا نہایت مفید ہے۔

جو شخص عشاء کی نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ اس آیت کریم کو پڑھے گا اور ہمیشہ یہ عمل کرتا رہے گا ان شاء اللہ کبھی کسی آفت ناگہانی یا تہمت اور الزام میں گرفتار ہوگا غیب سے رب العالمین اس کے پڑھنے والے کا محافظ رہے گا اور مرتے وقت ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر ہوگا اللہ سے اچھی بنے گی مسلمانو اس رحمت اور مغفرت کے خزانے کی طرف نظر کرو۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۳....اللہ کی رحمت سے مایوسی کا علاج

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا قرآن کی سب سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت کون سی ہے۔تو کچھ لوگوں نے یہ آیت پڑھی۔"ومن یعمل سوء اویظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما"

جوشخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اور کچھ نے اس سے ملتی جلتی آیتیں بتائیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں اس آیت سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت اور کوئی نہیں۔

"قل یا عبادی الذی اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم"

اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔(اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۂ مومن....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۲....قصہ مختصر مگر پُر اثر

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ کوفے کے گردونواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جاکر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورہ مومن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی "الیہ المصیر "تک پہنچا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب "غافر الذنب" پڑھو تو کہو "یاغافر الذنب اغفرلی ذنبی" اور جب قابل التوب" پڑھو تو کہو "یا شدید العقاب لاتعاقبنی" حضرت مصعب فرماتے ہیں میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا' فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا۔وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا جس پر یمنی چادریں تھیں' انہوں نے کہا ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا' اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے۔یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(ابن کثیر)

خاصیت آیت ۴۴...رنج وغم کو دور کرنے کیلئے

وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ. اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ

وافوض امری الخ کا عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا مصائب کو کھولتا اور ہر ایک رنج وغم میں غیب سے مددگار پیدا کرتا ہے اور اس کے ورد کا ہر وقت کا وظیفہ کرنا ولایت کے درجہ کو پہنچاتا ہے۔خدا اپنے فضل سے نصیب کرے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۶۱... مصیبت سے نجات کیلئے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ

اگر کسی شخص کو منظور ہو کہ اپنے گھر آرام سے رہے اس موقع پر جبکہ سارا شہر طاعون وغیرہ یا کسی بلا کے سبب بھاگ رہا ہو اور اس شخص کو کسی طرح کی تکلیف یا مصیبت نہ پہنچے تو وہ شخص اپنے مکان کے دروازہ اور دلان کے اندر کی دیوار پر ان کو لکھ کر لگائے اور خود اکیس مرتبہ شام کو اس مکان میں بلند آواز سے پڑھے ان شاء اللہ قطعاً ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

سورۂ حم سجدہ.... فضائل وخواص

اس کو لکھ کر آب باراں سے دھو کر اس میں سرمہ پیس کر لگانے سے یا خود اس پانی سے آنکھ دھونے سے سفیدی اور آشوب چشم اور ناخونہ وغیرہ سے نفع ہوتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ سجدہ اور سورہ ملک کی فضیلت

''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورت الم تنزیل پڑھے تو اس کو اتنا اجر دیا جائے گویا کہ اس نے عبادت کرتے ہوئے شب قدر پالی اور حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر جو بھی شخص ''سورہ الم تنزیل السجدۃ'' اور ''تبارک الذی بیدہ الملک'' رات کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ضرور لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھیں گے' اس کا ذکر حضرت عطاء کے پاس کیا گیا تو انہوں نے فرمایا طاؤس نے سچ کہا' اللہ کی قسم میں نے جب سے یہ سنا ہے تب سے ان دونوں کو پڑھنا نہیں چھوڑا سوائے اس کے کہ میں بیمار رہوں۔ (درمنثور)

خاصیت آیت ۴۴... شفاء کے لئے

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ م بَعِیْدٍ

ان آیات مبارکہ کو گیارہ مرتبہ مریض پر پڑھ کر دم کرنا مریض کو شفا بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ مومن

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص جنت کے سرسبز باغات کا مالک بننا چاہتا ہے تو اسے وہ حٰمٓ والی سورتوں کو پڑھنا چاہئے۔ (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہرشی کا مغز ہوتا ہے اور قرآن کریم کا مغز حٰمٓ والی سورتیں ہیں۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص حٰمٓ المومن سے لے کر الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھے وہ شام تک محفوظ رہے گا اور اگر شام کو پڑھے وہ صبح تک حفاظت میں رہے گا۔ (۴) اور اسی طرح دعا مانگنی چاہئے۔

یَاغَافِرَ الذَّنْبِ اغْفِرلِیْ یَا قَابِلَ التَّوْبِ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ یَاشَدِیْدَ الْعِقَابِ اُعْفُ عَنِّیْ یَاذَاالطَّوْلَ تَطَوَّلَ عَلَیَّ بِخَیْرِکَ

(۵) اگر یہ سورۃ رات کے وقت لکھ کر باغ یا دکان کی دیوار پر لگائی جائے تو اس میں بہت برکت ہوگی۔

(۶) اگر کسی آدمی کو زخم ہوں تو اس کے گلے میں سورۂ غافر لکھ کر پہنا دی جائے اس کے زخم اچھے ہوجائیں گے۔

(۷) اگر اس سورۃ کو لکھ کر اس کے پانی سے آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے۔ جب وہ روٹی سوکھ جائے تو پیس کر برتن میں محفوظ کر کے رکھ دے۔ جس آدمی کے دل یا جگر یا تلی میں درد رہتا ہوا سے وہ سفوف تھوڑا سا کھلایا جائے یا پلایا جائے درد ختم ہوجائے گا۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْ ءٌ. لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ. لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ م بِمَا کَسَبَتْ. لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ. اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ

اگر کسی سے کوئی معلومات حاصل کرنی ہوں اور وہ نہ بتا رہا ہو تو اس آیت کو ہرن کے چمڑے پر جب وہ سویا ہوا ہو خواہ مرد ہے یا عورت اس کے سینہ پر رکھ دی جائے تو خود بخود بتا دے گا بشرطیکہ اس کے ان رازوں کی کسی اور کو خبر نہ دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی پردہ پوشی پسند ہے۔

فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ. وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌم بِالْعِبَادِ

جو شخص ان آیات کو لکھ کر پاس رکھے تو ظالم اسے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْکَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْکُلُوْنَ وَلَکُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ

صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ

اگر کسی دودھ والے جانور کا دودھ کم ہوگیا ہوتو یہ آیت کسی پاک صاف برتن میں لکھ کر اس پانی سے دھولے جس پر کبھی دھوپ نہ پڑی ہو پھر اس دودھ والے جانور کو پلا دے اور اس کے کھانے والے چارہ پر بھی چھڑ کے تو دودھ بہت ہو جائے گا۔

سورۂ سجدہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حٰمٓ السجدہ پڑھے اسے اس سورۃ کے حروف کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں ڈالے یا بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی سے سرمہ پیسے تو وہ سرمہ آنکھ کی سفیدی اور رمد اور ناخنہ وغیرہ آنکھ کی بیماریوں میں مفید ہے اور اگر سرمہ نہ ملے تو اسی پانی سے آنکھوں کو دھوتا رہے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ط اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ

جب کوئی مظلوم بے کس ہو اس لئے وہ ظالم کو ظلم سے روک نہ سکتا ہو تو ان آیات کو کسی نابالغ کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے میں لکھے اور اس کے بعد یہ لکھے۔

كذٰلك يرى الله فلان بن فلانة لفلان بن فلانة بحوله و قوته من آياته العظمىٰ و قدرته الباهرة ما يروع حاله' ويفل فى الظلم عزمه و يصمت لسانه

پھر اس کو نابالغ لڑکی کے ہاتھ سے ظالم کے سرہانے کے نیچے اس طریقہ سے رکھوائے کہ اسے معلوم نہ ہو تو وہ ظالم خواب میں ایسے نظارے دیکھے گا جن سے خوفزدہ ہوکر وہ اپنے ظلم وستم سے رک جائے گا۔ (الدرر النظیم)

پارہ ۲۵ میں آنے والی سورتوں کے تعارف

تعارف سورۃ الشوریٰ

یہ حوامیم کے مجموعے کی تیسری سورت ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد پر زور دیا گیا ہے، اور ایمان کی قابل تعریف صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔ اسی ذیل میں آیت نمبر ۳۸ میں مسلمانوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کے اہم معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ مشورے کے لئے عربی کا لفظ ''شوریٰ'' استعمال کیا گیا ہے، اسی بنا پر سورت کا نام سورۃ شوریٰ ہے۔ سورت کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان سے روبرو ہو کر ہم کلام نہیں ہوتا، بلکہ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے، اور پھر اس وحی کی مختلف صورتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

تعارف سورۃ الزخرف

اس سورت کا مرکزی موضوع مشرکین مکہ کی تردید ہے جس میں ان کے اس عقیدے کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے جس کی رو سے وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ نیز وہ اپنے دین کو صحیح قرار دینے کے لئے یہ دلیل دیتے تھے کہ ہم نے اپنے باپ داداوں کو اسی طریقے پر پایا ہے۔ اس کے جواب میں اول تو یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ قطعی عقائد کے معاملے میں باپ دادوں کی تقلید بالکل غلط طرز عمل ہے، اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ دے کر فرمایا گیا ہے کہ اگر باپ دادوں ہی کے پیچھے چلنا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کیوں نہیں کرتے جنہوں نے شرک سے کھلم کھلا بیزاری کا اعلان فرمایا تھا۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اعتراضات کیا کرتے تھے، اس سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ ان کا ایک اعتراض یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی پیغمبر بھیجنا ہی تھا تو کسی دولت مند سردار کو اس مقصد کے لئے کیوں نامزد نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ دنیوی مال و دولت کا انسان کے تقدس اور اللہ تعالیٰ کے تقرب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی سونا چاندی اور دنیا بھر کی دولت دے سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، کیونکہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں اس مال و دولت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس سورت نے یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ معاشی وسائل کی تقسیم اپنی حکمت کے مطابق ایک خاص انداز سے فرماتے ہیں، جس کے لئے ایک مستحکم نظام بنایا گیا ہے۔ اسی ذیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بھی اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے، کیونکہ فرعون کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہی اعتراض تھا کہ وہ دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے کوئی بڑی حیثیت نہیں رکھتے، اور فرعون کے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن انجام یہ ہوا کہ فرعون اپنے کفر کی وجہ سے غرق ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام غالب آ کر رہے۔ نیز اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی مختصر ذکر فرما کر ان کی صحیح حیثیت واضح فرمائی گئی ہے۔

''زخرف'' عربی زبان میں سونے کو کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۳۵ میں اس کا ذکر اسی سیاق میں کیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سارے کافروں کو سونے ہی سونے سے نہال کردے۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام زخرف ہے۔

تعارف سورۃ الدخان

مستند روایات کے مطابق یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے کافروں کو متنبہ کرنے کے لئے ایک شدید قحط میں مبتلا فرمایا، اس موقع پر لوگ چمڑے تک کھانے پر مجبور ہوئے، اور ابوسفیان کے ذریعے کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ قحط دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر قحط دور ہوگیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے قحط سے نجات عطا فرمادی، لیکن جب قحط دور ہوگیا تو یہ کافر لوگ اپنے وعدے سے پھر گئے، اور ایمان نہیں لائے۔ اس واقعے کا تذکرہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ تا ۱۵ میں آیا ہے، اور اسی سلسلے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک دن آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آئے گا (اس کا مطلب ان شاء اللہ اس آیت کی تفسیر میں آئے گا) دھویں کو عربی میں ''دخان'' کہتے ہیں، اور اسی وجہ سے اس سورت کا نام ''سورۂ دخان'' ہے۔ سورت کے باقی مضامین توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات پر مشتمل ہیں۔

تعارف سورۃ الجاثیہ

اس سورت میں بنیادی طور پر تین باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اس کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی اتنی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ ایک انسان اگر معقولیت کے ساتھ ان پر غور کرے تو اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کائنات کے خالق کو اپنی خدائی کے انتظام میں کسی شریک کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا کر اس کی عبادت کرنا سراسر بے بنیاد بات ہے۔ دوسرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ آپ کو شریعت کے کچھ ایسے احکام دیئے گئے ہیں جو پچھلی امتوں کو دیئے ہوئے احکام سے کسی قدر مختلف ہیں۔ چونکہ یہ سارے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس لئے اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ تیسرے اس سورت میں قیامت کے ہولناک مناظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ ''جاثیہ'' عربی زبان میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو گھٹنے کے بل بیٹھے ہوں۔ اسی لفظ کو سورت کا نام بنایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ

اسی کی طرف حوالہ کیا جاتا ہے قیامت کے علم کا۔ اور نہ پھل ہی نکلتے ہیں

مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ

اپنے گابھوں سے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے مگر (سب) اللہ ہی کے علم سے ہوتا ہے ف۱

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ

اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے تجھ کو کہہ سنایا

شَهِيْدٍ ۚ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

کہ ہم میں کوئی اس بات کا اقرار نہیں کرتا۔ اور ان سے گیا گزرا ہوا جو کچھ وہ پکارا کرتے تھے اس سے پہلے

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ

اور انہوں نے جان لیا کہ ان کو کہیں خلاصی نہیں۔ نہیں تھکتا انسان بھلائی کے مانگنے سے۔

الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

اور اگر اس کو برائی پہنچ جائے تو آس توڑ دے نا امید ہو کر اور اگر ہم اس کو چکھا دیں

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ

رحمت اپنی طرف سے اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے گا کہ یہ ہے میرے لائق۔

وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ

اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر (بالفرض) میں لوٹایا بھی جاؤں اپنے پروردگار کی طرف تو بیشک

عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ

میرے لئے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہوگی سو ہم ضرور بتلا دیں گے کافروں کو جو کچھ انہوں نے کیا ہے

ف۱ اور اس اطلاع کی وجہ یہ ہے کہ علم خدا کی ذاتی صفت ہے جو بوجہ اعلیٰ درجہ کا کمال ہونے کے توحید کی بھی دلیل ہے اور چونکہ خدا کے علم کا تعلق تمام چیزوں کے ساتھ برابر ہے تو یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ خدا کو قیامت کا علم ہے آگے قیامت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس سے توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال بھی ہوتا ہے۔

علم الٰہی

یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے کوئی کھجور اپنے گابھے سے اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونے والا ہے اس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئے گا کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا اور نہ اس کو خبر رکھنے کی ضرورت، ضرورت اس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اس دن کی فکر کرے جب کوئی شریک کام نہ آئے گا اور کہیں مخلص نہ ملے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۰﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا

اور ہم ضرور ان کو چکھائیں گے سخت عذاب۔ اور جب ہم انعام فرماتے ہیں

عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

آدمی پر تو وہ منہ پھیر لیتا اور اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے اور جب اس کو کوئی بلا پہنچتی ہے

فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ أَرَءَیْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ

تو چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے ف۱ کہہ دے کہ بھلا دیکھو تو سہی اگر یہ قرآن

عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۢ

اللہ کی طرف سے ہو پھر تم نے اس کو نہ مانا اس سے زیادہ گمراہ کون جو پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑا ہو۔

بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰی

عنقریب ہم ان کو دکھلائیں گے اپنی نشانیاں دنیا کے اطراف میں اور ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ

یَتَبَیَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهٗ عَلٰی

ان پر کھل جائے کہ یہ برحق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ تیرا پروردگار

كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۵۳﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ

ہر چیز پر مطلع ہے؟ ف۲ خبردار ہو جا یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے

رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ﴿۵۴﴾

پروردگار کی ملاقات کی طرف سے سنو جی بیشک اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

ف۱ کافر اور مومن کی حالت: کافر پر جب کوئی دکھ آتا ہے تو وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور سچے دل سے دعائیں کرتا ہے لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے اگر قبول دعا میں تاخیر ہو جاتی ہے تو وہ نراش ہو جاتا ہے۔ مؤمن صالح کی حالت اس سے بالکل جدا ہوتی ہے وہ کبھی ناامید نہیں ہوتا قبول دعا میں تاخیر کو وہ مصلحت خداوندی سمجھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دعا کرنے والوں کو یا تو اللہ جلد (یعنی اس دنیا میں) عطا فرما دیتا ہے یا ان کے لئے آخرت میں جمع رکھتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ دل سے تو نراش اور ناامید ہوتا ہے مگر زبان سے لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ بتوں کی طرف سے ناامید ہو جاتا ہے اور خدا سے دعائیں کرتا ہے۔

مسئلہ: جو چاہتا ہے کہ مصیبت اور سختی کے وقت اس کی دعا قبول کی جائے اس کو چاہئے کہ سکھ اور راحت کے وقت دعا زیادہ کرے ایک حدیث میں اسی طرح آیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورہ حٰم

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک ایسی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا جو حکم الٰہی شریعت کے احکام پر عمل کریں گے۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۲ پس اگر یہ لوگ آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں تو حق تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جابجا آپ کی حقانیت کی گواہی دی ہے قول سے بھی اور عمل سے بھی کہ آپ کی رسالت کی دلیل میں بہت سے معجزات ظاہر کئے ہیں پس اس اللہ کی گواہی کافی ہے آگے ان لوگوں کے انکار کی اصل وجہ بتلاتے ہیں جس سے آپ کو تسلی بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔

سُورَةُ الشُّورٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

ف۱ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے

مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

پہلوں کی طرف زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور وہی عالیشان بڑے مرتبہ والا ہے۔ قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ

اپنے اوپر کی طرف سے اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے

رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ

ساتھ اور معافی مانگتے ہیں زمین کے رہنے والوں کے لئے! خبردار ہو جا اللہ ہی

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ اور جن لوگوں نے ٹھہرا رکھے ہیں

اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۞

اللہ کے سوائے دوسرے کارساز اللہ ان پر نگہبان ہے۔ ف۲ اور تو ان پر داروغہ تو ہے نہیں

ف۱ حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞ کو الگ کرنے کی وجہ

حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حسن بن فضل سے دریافت کیا گیا حٰم۔ عٓسٓقٓ۔ کے دو ٹکڑے کیوں کئے (یعنی حم کو عسق سے جدا کیوں کیا گیا) اور کھیعص کے دو ٹکڑے نہیں کئے گئے۔ حسن نے جواب دیا جن سورتوں کو حم سے شروع کیا گیا ان میں سے یہ بھی ایک سورت ہے اس جیسی دوسری سورتوں کی طرح اس کا آغاز بھی (مستقل طور پر) حم سے کیا گیا (اور کہٰ سے کسی صورت کا آغاز نہیں کیا گیا اس لئے کہٰ کو یعص) سے ملا کر کھیعص کردیا گیا۔

ف۲ اللہ تعالیٰ حفیظ ہیں

یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کیلئے بچ گئے۔ ان سب کے اعمال و احوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائیں گے آپ اس کی فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کردیئے جاتے آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں صرف پیغام حق پہنچا دینے کے ذمہ دار ہیں آگے ہمارا کام ہے وقت آنے پر ہم ان کا حساب چکا دیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ

اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیج دیا تیری طرف قرآن بزبان عربی تا کہ تو ڈراوے اہل مکہ کو

الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

اور ان لوگوں کو جو اس کے گردا گرد ہیں ول اور ڈرائے جمع ہونے کے دن یعنی قیامت سے

فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

جس میں کوئی شک نہیں ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں اور اگر اللہ چاہتا

لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا و لیکن وہ داخل فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے

فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا

اپنی رحمت میں! اور ظالموں کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ

نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ

مددگار ہے کیا انہوں نے ٹھہرا رکھے ہیں اللہ کے سوا دوسرے کار ساز!

وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا

سو اللہ ہی کارساز ہے زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس

اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ

بات میں تم نے اختلاف کیا کچھ ہی ہو۔ پس اس کا فیصلہ اللہ ہی کے حوالے ہے

اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ

یہ ہے اللہ میرا پروردگار اس پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں پیدا فرمانے والا ہے

ول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے پانچ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی نمبر ۱۔ سب لوگوں کے لئے مجھے بھیجا گیا (یعنی تمام لوگوں کو میری امت دعوت بنایا گیا) (۲) میری امت کے لئے میری شفاعت جمع رکھی گئی۔ (یعنی قیامت کے دن امت کی شفاعت کا مجھے اختیار دیا گیا) (۳) ایک ماہ کی راہ تک آگے کی طرف اور ایک ماہ کی راہ تک پیچھے کی طرف میرا رعب (دشمنوں کے دلوں میں) ڈال دیا گیا اور اس طرح میری مدد کی گئی (۴) زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک بنا دیا گیا (یعنی سوائے نجس مقامات کے ہر جگہ مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی گئی) (۵) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ رواہ الطبرانی بسند صحیح عن السائب بن یزید۔

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ چیزوں کی وجہ سے مجھے انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی (۱) مجھے کلام جامع عطا کیا گیا (یعنی ایسے مختصر الفاظ جو کثیر مضامین کو حاوی ہوں بولنے کا مجھے ملکہ عطا کیا گیا) (۲) دشمنوں پر رعب ڈال کر میری مدد کی گئی (یعنی مجھے فتح یاب کیا گیا) (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا (۴) میرے لئے (ساری) زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا گیا (۵) مجھے تمام مخلوق (یعنی انسانوں) کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا (۶) مجھ پر (سلسلۂ) انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱/۲

عظمت باری تعالیٰ اور فرشتوں کی تسبیح و تحمید کو ذکر فرمایا گیا۔ منصب رسالت اور اسکے تقاضوں کو ذکر فرمایا گیا۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

آسمانوں اور زمین کا۔ اس نے پیدا کر دیئے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے

وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ

اور چوپاؤں میں سے جوڑے تم کو پھیلاتا ہے اس تدبیر سے! اس جیسی

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

کوئی بھی تو چیز نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے اسی کے پاس ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کنجیاں آسمانوں اور زمین کی کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کی چاہتا ہے اور (جسکی چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز سے واقف ہے اس نے وہی رستہ مقرر کر دیا تمہارے لئے دین کا

مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

جس کا حکم فرمایا تھا نوح کو اور جو ہم نے وحی بھیجی تیری طرف اور وہ کہ

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا

جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ قائم رکھو

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ

دین کو ف اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو! شاق گزرتا ہے مشرکین پر وہ (دین) جس کی طرف

اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

تو ان کو بلاتا ہے۔ اللہ کھینچ لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف

ف دین اسلام ہی تمام انبیاء کا دین ہے

یعنی دین اسلام جو امت محمدیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ کوئی نیا دین نہیں ہے تمام انبیاء کا دین یہی رہا ہے حق (ہر زمانہ میں) ایک ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد سواء گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے (پس دین اسلام کے علاوہ ہر مذہب گمراہی ہے) اہل کتاب نے جو اسلام کا انکار کیا وہ محض دشمنی اور ضد کے زیر اثر کیا۔

یہ دین اسلام نام ہے ایک اللہ کی ذات اور صفات کو اور اس کے انبیاء کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے ملائکہ کو اور مرنے کے بعد (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جانے کو اور جو کچھ انبیاء لے کر آئے سب کو ماننے کا اور اللہ کے حکم پر چلنے اور ممنوع باتوں سے باز رہنے کا۔ یہ ایمان و عمل تمام شریعتوں میں مشترک ہے سب شریعتیں اس پر متفق ہیں۔ بعض عملی احکام کا منسوخ ہو جانا دین میں اختلاف پر دلالت نہیں کرتا (یعنی بعض شرائع کے بعض عملی احکام اگر شریعت اسلامیہ یا شریعت عیسویہ میں منسوخ کر دیئے گئے تو اس سے دینی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا) ایسا نسخ تو ایک ہی نبی کے احکام میں (مختلف اوقات میں) ہوا ہے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے آپ نماز پڑھنے لگے اس اختلاف حکم سے دین اسلام کی وحدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اسی طرح مختلف انبیاء کی شریعتوں میں اگر بعض فروع احکام میں اختلاف ہے تو اس سے ادیان کا اختلاف لازم نہیں آتا سب کا مآل ایک ہی ہے یعنی اللہ کے اوامر کا امتثال اور ممنوعات سے اجتناب۔ (تفسیر مظہری)

يُّنِيۡبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ

اس شخص کو جو رجوع لاتا ہے اور اُنمیں جو متفرق ہوئیں تو سمجھ آئے پیچھے آپس کی

بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ

ضد سے! اور اگر ایک بات نہ ہوتی کہ پہلے صادر ہو چکی تیرے پروردگار کی طرف سے (کہ لوگوں

مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡرِثُوا الۡكِتٰبَ

کو مہلت دی جائے گی) وقت مقرر تک تو فیصلہ کر دیا جاتا ان میں! اور جو لوگ وارث بنائے گئے کتاب کے

مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ

انبیاء کے بعد وہ دین کی طرف سے قوی شک میں پڑے ہوئے ہیں سو تو اسی دین کی

فَادۡعُ ۚ وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ وَقُلۡ

طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ چل ان کافروں کی خواہشات پر! اور کہہ دے کہ

اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ

میں ہر کتاب پر جو اللہ نے اتاری ایمان لایا۔ اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ انصاف کروں تمہارے درمیان!

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ؕ لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ؕ لَا

اللہ پروردگار ہمارا اور تمہارا ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو! کچھ جھگڑا نہیں

حُجَّةَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ؕ ﴿۱۵﴾

ہم میں اور تم میں اللہ جمع کرے گا ہم سب کو! اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے ف۱

وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ

اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کے دین میں اس کے بعد کہ لوگ اللہ کو مان چکے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض یعنی جب دین حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدم و نوح علیہم السلام اور ان کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا ادھر ادھر نہ ہوں قولاً و فعلاً اور عملاً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں مکذبین اور معاندین کی خواہشات کی ذرا پروا نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی اور صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں جو اختلاف تم نے ڈالے ہیں انکا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام و شرائع یا فصل خصومات میں عدل و مساوات کا اصول قائم رکھوں ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اسے بے تکلف تسلیم کروں۔ جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کی طرف بلاؤں تم سے پہلے میں خود احکام الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اسکا کامل فرمانبردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے اس لئے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا تم سے کچھ تعلق نہیں۔ ہم دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے۔ ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اسکے ساتھ ہے وہ ہی اسکے آگے آئے گا۔ چاہئے کہ اسکے نتائج برداشت کرنے کیلئے تیار رہیں آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث و تکرار کی ضرورت نہیں سبکو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے وہاں جا کر ہر ایک کو پورا پتہ لگ جائے گا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے۔ (تنبیہ) یہ آیات مکی ہیں قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر عثمانی)

لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

ان کی حجت باطل ہے ان کے پروردگار کے نزدیک اور ان پر غصہ ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

اور ان کے لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ ہے جس نے نازل فرمائی کتاب

بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿۱۷﴾

حق کے ساتھ اور ترازو اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ

وہ لوگ قیامت کی جلدی مچاتے ہیں جو اس کا یقین نہیں رکھتے اور جن کو اس کا یقین ہے

اٰمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُونَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ

وہ اس سے خائف ہیں ف۱ اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے! سنو جی جو لوگ

اِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلٰلٍ بَعِيدٍ ﴿۱۸﴾

جھگڑا کرتے ہیں قیامت کے آنے میں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی زور آور

الْعَزِيزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ

زبردست ہے۔ جو شخص طالب ہوتا ہے آخرت کی کھیتی کا اس کے لئے بڑھا دیتے ہیں

فِي حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ

اس کی کھیتی میں۔ اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کو دیتے ہیں کچھ اس

ف۱ جس خوف کا یہاں بیان ہے اس سے اعتقادی خوف مراد ہے جو دو باتوں کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے ایک قیامت کے واقع ہونے کا اعتقاد دوسرے اپنے اعمال کی نسبت یہ اعتقاد کہ ان کے مردود ہونے کا بھی احتمال ہے پس یہ خوف اعتقادی ہر مسلمان کو ہوتا ہے اور اگر کسی کو غلبہ حال کی وجہ سے موت یا قیامت کا اشتیاق عارض ہو جاوے تو وہ شوق طبعی اور اضطراری ہوتا ہے اس وقت اعتقادی خوف بھی باقی رہتا ہے کیونکہ دونوں میں کچھ منافات نہیں اور یہ خوف دنیا میں ہوتا ہے پس قبر میں کسی مردہ کا یہ کہنا کہ اے اللہ قیامت جلدی قائم کر دے محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں یقینی بشارتیں سن کر اپنے اعمال کے مردود ہونے کا احتمال نہیں رہتا اس لئے خوف بھی زائل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

زمین و آسمان اور انسانی پیدائش میں ۲ قدرت خداوندی کی طرف متوجہ فرمایا گیا کہ اس کی مثل کوئی نہیں۔ ۳ اولو العزم انبیاءؑ کا تذکرہ فرمایا گیا مشرکین و منکرین کی جہالت و بدبختی اور نفسانیت کے کرشمے ذکر فرمائے گئے۔ منصب رسالت کے فرائض ذکر فرمائے گئے۔ قیامت کے بارہ میں مومن و کافر کا فرق واضح کیا گیا۔

ع ۱۰

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا

میں سے اور اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ول کیا کافروں کے لئے شریک ہیں کہ انہوں نے

لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ

راہ ڈال دی ان کے لئے دین کی جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟ اگر نہ ہوتا فیصلہ کرنے کا وعدہ تو فیصلہ

الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ

کر دیا جاتا ان میں! اور بیشک جو ستم گار ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا

تو دیکھے گا گنہگاروں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان اعمال کے وبال سے جو انہوں

وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

نے کئے ہیں اور وہ تو ان پر پڑنا ہے! اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے ان کے لئے حاضر ہوگا جو چاہیں اپنے پروردگار کے پاس!

ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ

یہی تو بڑا فضل ہے۔ یہی ہے جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ان بندوں کو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے! کہہ دے کہ میں تم سے نہیں مانگتا قرآن سنانے پر

أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ

کچھ مزدوری مگر محبت رشتے ناتے میں وٹ اور جو شخص نیکی کرے گا ہم زیادہ

ول اعمال کا مدار نیتوں پر ہے:

حضرت عمر بن خطابؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال صرف نیتوں کیساتھ ہیں ہر شخص کیلئے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی پس جسکا ترک وطن اللہ اور رسول کی طرف آنے کیلئے ہوا اسکی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی۔ اور جسکا ترک وطن دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہوا اسکی ہجرت اسی کیلئے ہوگی جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔ متفق علیہ۔

اس امت کیلئے خوشخبری

حضرت اُبی بن کعبؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کو خوشخبری دیدو (تام) روشن ہونگی اونچائی ہونگی فتح یابی کی اور زمین پر اقتدار حاصل ہونگی۔ امت میں سے جو شخص آخرت کا کام دنیا کیلئے کریگا اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ رواہ البغوی۔ (تفسیر مظہری)

وٹ مودۃ فی القربیٰ کا معنی

(تنبیہ) آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں منقول ہیں بعض سلف نے "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو اور حق و قرابت کو پہچانو اور بعض نے "قربیٰ" سے اللہ کا قرب اور نزدیکی مراد لی ہے یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنیوالے ہوں مگر صحیح اور راجح تفسیر وہی ہے جو ہم نے اول نقل کی ہے بعض علماء نے "مودۃ فی القربیٰ" سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کیساتھ محبت کرو کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم اور حقوق شناسی امت پر لازم و واجب اور جز ایمان ہے اور ان سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر متفرع ہے لیکن آیت ہذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونیکے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ

کر دیں گے اس کے لئے اس نیکی میں خوبی! بیشک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے ف۱ کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے افترا کیا اللہ پر جھوٹ؟ سو اگر اللہ چاہے

يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ

مہر لگا دے تیرے دل پر! اللہ مٹا دیتا ہے جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ

اپنے کلام سے! بیشک اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے اور وہی ہے

الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ

جو توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں کی اور معاف فرماتا ہے خطائیں

السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ

ان لوگوں کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ان کو زیادہ عطا فرماتا ہے! اپنے فضل سے

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ

اور جو کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ف۲ اور اگر اللہ فراخ کر دے

الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ

روزی اپنے بندوں کے لئے تو وہ ضرور سرکشی کریں ملک میں ولیکن اتارتا ہے

ف۱ ہر تکلیف پر نیکی ملتی ہے:

صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن کو جو تکلیف سختی غم اور پریشانی ہوتی ہے اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکی خطائیں معاف فرماتا ہے یہاں تک کہ ایک کانٹا لگنے کے عوض بھی جب آیت فمن یعمل مثقال ذرة خیرا الخ اتری اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے آپ نے اسے سن کر کھانے سے ہاتھ ہٹالیا اور کہا یارسول اللہ! کیا ہر ہر برائی بھلائی کا بدلہ دیا جائیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! طبیعت کے خلاف جو چیزیں ہوتی ہیں یہ سب برائیوں کے بدلے ہیں اور ساری نیکیاں خدا تعالیٰ کے پاس جمع شدہ ہیں۔(تفسیر ابن کثیر)

بعض علماء کا قول ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں ہوا۔ بخاری نے صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اہل بیت رسول کے معاملہ میں محمد ﷺ کا لحاظ کرو۔(تفسیر مظہری)

ف۲ توبہ کی حقیقت:

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں۔ اور اسکے صحیح و معتبر ہونے کیلئے تین شرائط ہیں۔

ایک یہ کہ جس گناہ میں فی الحال مبتلا ہے اسکو فوراً ترک کر دے دوسرے یہ کہ ماضی میں جو گناہ ہوا اس پر نادم ہو اور تیسرے یہ کہ آئندہ اسے ترک کرنیکا پختہ عزم کرلے اور کوئی شرعی فریضہ چھوڑا ہوا ہے تو اسے ادایا قضا کرنے میں لگ جائے اور اگر گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا مال اپنے اوپر واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو یا اسے وہ مال لوٹائے یا اس سے معاف کرائے اور اگر وہ زندہ نہیں اور اسکے ورثاء موجود ہیں تو انکو لوٹائے اگر ورثاء بھی نہیں ہیں تو بیت المال میں داخل کرائے بیت المال بھی نہیں ہے یا اسکا انتظام صحیح نہیں ہے تو اسکی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر کوئی غیر مالی حق کسی کا اپنے ذمہ واجب ہے مثلاً کسی کو ناحق ستایا ہے برا بھلا کہا ہے یا اسکی غیبت کی ہے تو اسے جس طرح ممکن ہو راضی کر کے اس سے معافی حاصل کرے۔(معارف مفتی اعظم)

بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اندازے سے جس قدر چاہتا ہے! بیشک وہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے اور وہی ہے

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ

جو اتارتا ہے بارش اور اس کے بعد کہ لوگ ناامید ہو چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت!

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی کارساز قابل حمد وثنا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے پیدا کر دینا آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي

اور زمین کا اور ان چیزوں کا ہے جو پھیلا دیئے ان میں جاندار! اور وہ

جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ

جب چاہے ان سب کو جمع کر سکتا ہے۔ اور جو تم پر

مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ ۭ

مصیبت پڑتی ہے سو اس گناہ کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا اور درگزر فرماتا ہے اکثر سے ف۱

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اور تم عاجز تو کر سکتے نہیں زمین میں (کہیں بھاگ کر) اور نہ تمہارا اللہ کے سوا

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي

کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار اور اس کی نشانیوں میں سے جہاز ہیں

الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

جو چلتے ہیں سمندر میں جیسے پہاڑ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے پس جہاز رہ جائیں

ف۱ مصائب کی علت

یعنی جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات واحوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں مصائب کا نزول بھی خاص اسباب اور ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اسکا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلے اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی حال روحانی اور باطنی بدپرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے اور مستقبل میں ان کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا حضرت شاہ صاحب ”لکھتے ہیں“ یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی اس میں داخل نہیں اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں۔ ان کے واسطے اور کچھ ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آ گئی۔ اور قبر کی اور آخرت کی“۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۳

دین و دنیا کیلئے محنت کرنے والوں کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ پر خلوص دعوت کا حکم دیا گیا۔ تصدیق رسالت اور قبولیت توبہ کو ذکر فرمایا گیا۔ بتدریج رزق کی فراوانی کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ باران رحمت کو نعمت فرمایا گیا۔

رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ

کھڑے کے کھڑے دریا کی سطح پر! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار

شَكُوۡرٍۙ‏ ﴿۳۳﴾ اَوۡ يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ كَثِيۡرٍ ﴿۳۴﴾

بندے کیلئے یا (چاہتا) انکو ہلاک کر دے ان لوگوں کی بد کرداریوں کے باعث اور بہتیروں کو معاف بھی کر دے

وَّيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ

اور وہ لوگ جان لیں جو جھگڑے کرتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے کہیں

مَّحِيۡصٍ‏ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ

بھاگنے کی جگہ نہیں ف۲ تو جو کچھ تم کو دیا گیا ہے کوئی چیز ہو سو فائدہ ہے دنیا کی

الدُّنۡيَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى

زندگانی کا اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور زیادہ پائدار ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے

رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ‏ ۚ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ

اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ف۱ اور جو لوگ بچتے ہیں کبیرہ گناہوں

الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ‌ ۚ ﴿۳۷﴾

اور بے حیائی کی باتوں سے اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں

وَالَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمۡرُهُمۡ

اور جنہوں نے حکم مانا اپنے پروردگار کا اور قائم رکھا نماز کو اور ان کا کام آپس کے

شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ‌ ۚ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيۡنَ

مشورے سے ہے! اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور

ف۱ آیت کا شان نزول
لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ
حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا کچھ لوگوں نے اس فعل پر آپ کو ملامت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی تباہ اس لئے کئے جائیں کہ ان کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت عاجز رہ جائیں گے" کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی۔ (تفسیر عثمانی)
یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو لوگ قرآن کی تکذیب کرتے اور آیات خداوندی سے سبق اندوز نہیں ہوتے قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ عذاب سے بھاگنے کا اب کوئی راستہ نہیں۔ (تفسیر مظہری)

إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ

وہ لوگ کہ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلا لیتے ہیں ورا اور برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

ویسی ہی برائی ہے! پھر جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب

عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انتَصَرَ

اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ نہیں پسند کرتا ظلم کرنے والوں کو اور جس کسی نے بدلا لیا

بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ﴿٤١﴾

اپنے اوپر ظلم ہوئے پیچھے تو یہ لوگ ہیں کہ ان پر کچھ (ملامت کا) راستہ نہیں

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ

بس راہِ ملامت انہیں پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور سرکشی کرتے ہیں

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

ملک میں ناحق یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾

اور البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ

اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں اس کے بعد!

وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ

اور تو دیکھے گا گنہگاروں کو جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص نے آپ کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کو گالی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجب میں آ گئے اور مسکرانے لگے جب اس شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو زیادہ برا کہا تو حضرت ابو بکر نے بھی اس کی بعض باتیں لوٹا دیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے پیچھے سے حضرت ابو بکر بھی جا پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا تو آپ بیٹھے رہے جب میں نے اس کی بعض گالیاں لوٹا دیں تو آپ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے (اس کی کیا وجہ ہے) حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھ (یعنی تمہاری حمایت کے لئے) ایک فرشتہ تھا وہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے اس کی بعض باتیں لوٹا دیں (یعنی جو اس نے تم کو کہا وہی تم نے اس کو کہا) تو شیطان آ پڑا اور میں شیطان کے پاس بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ پھر فرمایا ابو بکرؓ تین باتیں ہیں اور تینوں سچی ہیں۔ نمبر ۱ اگر کسی بندہ پر کوئی کسی طرح کا ظلم کرے اور وہ اللہ کے واسطے اس کو معاف کر دے تو اللہ اس کو عزت فرماتا ہے اور اپنی نصرت عطا کرتا ہے۔ نمبر ۲۔ اور جو شخص خیرات کا دروازہ کھول دے اور اس سے اس کا مقصد ہو امداد تو اللہ اس کے مال میں ترقی فرما دیتا ہے۔ نمبر ۳۔ اور جو شخص سوال کا دروازہ اس غرض سے کھولے کہ مانگ مانگ کر مال کو بڑھائے تو اللہ اس کی وجہ سے مال میں کمی کر دیتا ہے۔ (رواہ احمد) (تفسیر مظہری)

ع ۴ ۵

خلاصہ رکوع ۴

مصائب کی علت و حکمت بیان فرمائی گئی۔ دنیاوی سامان سے دھوکہ نہ کھانے اور توکل کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ اہل ایمان کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔ صبر کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔

هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

کہ کیا لوٹ چلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ اور تو ان کو دیکھے گا دوزخ کے سامنے

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ

لائے جائیں گے عاجزی کرتے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے کن انکھیوں سے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور کہیں گے ایماندار بندے کہ بیشک نقصان پانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان دیا

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ف۱ سنو جی ظالم

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ

ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے اور ان کے لئے کارساز نہ ہوں گے

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

جو ان کو مدد دیں اللہ کے سوائے اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

تو اس کے لئے کہیں رستہ نہیں۔ حکم مانو اپنے پروردگار کا اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ

کہ آموجود ہو وہ دن جس کو ٹلنا نہیں اللہ کی طرف سے! نہ تم کو

مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا

کہیں پناہ ملے گی اس دن اور نہ تم سے انکار ہی ہو سکے گا۔ پس اگر وہ روگردانی کریں

ف۱ کافروں نے ایمان نہ لا کر اپنی حوریں کھودیں

بعض اہل تفسیر کے نزدیک اہل سے مراد حوریں ہیں اگر کافر ایمان لے آتے تو ان کو وہ حوریں مل جاتیں جو جنت میں ان کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں لیکن کفر کی وجہ سے وہ ان حوروں تک نہیں پہنچ سکے اور اس طرح خسارے میں رہے۔(تفسیر مظہری)

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ

تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان بنا کر بس تیرے ذمہ تو پیغام پہنچا دینا ہے

وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ

اور ہم جب آدمی کو چکھاتے ہیں اپنی طرف سے کوئی رحمت تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ

ان کو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے ان اعمال کے باعث جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے تو انسان

كَفُوْرٌ ۝٤٨ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

بڑا ناشکرا ہے ف۲ اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے!

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝٤٩

عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں اور عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے۔

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ

یا ان کو دونوں قسم ملا کر بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے! اور بنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ!

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝٥٠ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا

بیشک وہ جاننے والا قادر ہے ف۳ اور کسی بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر

وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ

بذریعہ الہام یا پردے کے پیچھے سے یا بھیج دے کسی فرشتے کو پس وہ پہنچا دے

بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝٥١ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اللہ کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے ف۳ بیشک وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے اور اسی طرح بھیجا ہم نے

ف۱ انسانی طبیعت

یعنی ان کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ) اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے پھر جہاں اپنے کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکر بن جاتا ہے گویا کبھی اس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی اپنی حد پر قائم نہیں رہتا البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں اس کے انعامات و احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ کی سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہونا تصرفات کو عام ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور ان میں سے ایک خاص تصرف بیٹے اور بیٹیاں دینے کے متعلق شاید اس لئے خاص طور پر بیان فرمادیا کہ اس کا ہر وقت مشاہدہ ہے اور اس سے استدلال خدا کی قدرت پر آسان ہے۔

ف۳ آیات کا شانِ نزول:

یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے براہ راست کلام نہیں کرتے اور کیوں نہیں بالمشافہ اللہ کو دیکھتے ہو۔ اگر آپ نبی ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح براہ راست کلام کریں اور موسیٰ کی طرح اللہ کو دیکھیں جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے ہم آپ کی بات پر یقین نہیں کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو خدا کو نہیں دیکھا (تم غلط کہتے ہو اور اسی طرح انہوں نے اللہ سے براہ راست بلا واسطہ تو کلام نہیں کیا بلکہ از پس پردہ کلام ہوا تھا) اور یہ آیات نازل ہوئیں وما کان لبشر الخ (تفسیر قرطبی ص ۵۳ ج ۱۶)

خاصیت: آیت ۴۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ

تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ۱ تو نہ جانتا تھا کہ کیا چیز ہے کتاب

وَ لَا الۡاِیۡمَانُ وَ لٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ

اور نہ یہ (جانتا تھا کہ) ایمان کیا ہے لیکن ہم نے بنادیا اس وحی کو نور کہ اس سے راہ دکھاتے ہیں جس کو چاہتے ہیں

مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۲﴾

اپنے بندوں میں سے اور بیشک تو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی جانب

صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ

اس اللہ کے راستہ کی جانب کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

اَلَاۤ اِلَی اللّٰہِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾

خبردار ہو اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں تمام کام!

سُوۡرَۃُ الزُّخۡرُفِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ تِسۡعٌ وَّ ثَمَانُوۡنَ اٰیَۃً وَّ سَبۡعُ رُکُوۡعَاتٍ

سورہ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا

قسم ہے اس واضح کتاب کی ہم نے اس کتاب کو بنایا ہے قرآن عربی زبان کا

لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّہٗ فِیۡۤ اُمِّ الۡکِتٰبِ لَدَیۡنَا

تاکہ تم سمجھو۔ اور بیشک یہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس

---

۱ روح القدس کی بات:
صحیح ابن حبان کی حدیث میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی ہے کہ کوئی شخص بھی جب تک اپنی روزی اور اپنا وقت پورا نہ کرے ہرگز نہیں مرتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روزی کی طلب میں اچھائی اختیار کرو یا پردے کی اوٹ سے جیسے حضرت موسیٰ سے کلام ہوا۔ کیونکہ انہوں نے کلام سن کر جمال دیکھنا چاہا لیکن وہ پردے میں تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورۃ الشوریٰ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کا پڑھنے والا علم و عمل سے فائدہ اٹھائے گا۔

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۱۰ / ۶

گمراہ و کفار کی حسرت و حالت کو ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت اور اللہ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی صورتیں ذکر فرمائی گئی۔ نور ہدایت اور صراط مستقیم کو ذکر فرمایا گیا۔

منزل ۶ عند المتقدمین ۱۲

خاصیت: آیت ۵۲، ۵۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَعَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿۴﴾ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا اَنۡ کُنۡتُمۡ

بلند قدرت حکمت بھری ہوئی ہے کیا ہم روک لیں گے تم سے نصیحت کو اس وجہ سے اعراض کر کے تم لوگ

قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ ﴿۵﴾ وَکَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۶﴾

حد سے باہر نکل گئے ہو؟ اور بہت سے ہم نے بھیجے پیغمبر اگلے لوگوں میں اور ان کے

وَمَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۷﴾

پاس کوئی نبی نہیں آتا تھا مگر یہ اس کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔

فَاَہۡلَکۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۸﴾

سو ہم نے ہلاک کر مارا ان (کفار مکہ) سے زیادہ زور والوں کو اور مذکور ہوئی اگلے لوگوں کی داستان

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ

خَلَقَہُنَّ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۹﴾ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ

ان کو پیدا کیا (اللہ) زبردست واقف کار نے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو

مَہۡدًا وَّجَعَلَ لَکُمۡ فِیۡہَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰﴾

بچھونا اور بنا دیئے تمہارے لئے اس میں راستے تاکہ تم راہ پاؤ اور (وہی ہے)

وَالَّذِیۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِہٖ

جس نے اتارا آسمان سے پانی ایک اندازے کے ساتھ پھر ہم نے زندہ کر دیا

بَلۡدَۃً مَّیۡتًا ۚ کَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِیۡ خَلَقَ

اس سے ایک مردہ شہر کو۔ اسی طرح تم بھی نکال کھڑے کئے جاؤ گے اور (وہی ہے) ف۱

ف۱ انسان کو جن سواریوں پر سواری کرتا ہے وہ دو قسم کی ہیں، ایک وہ سواریاں جن کے بنانے میں انسان کا کچھ نہ کچھ دخل ہوتا ہے۔ کشتیوں سے اس قسم کی سواریوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور دوسری قسم کی سواریاں وہ ہیں جن کے بنانے میں انسان کا کوئی دخل ہی نہیں ہے، جیسے گھوڑے، اونٹ اور سواری کے دوسرے جانور، چوپایوں سے ان کی طرف اشارہ ہے۔ اور آیت کریمہ کا مقصد یہ ہے کہ دونوں قسم کی سواریاں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ سواری کے جانور اگرچہ انسان سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کے اس طرح قابو میں دے دیا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کو لگام دے کر جہاں چاہے لئے پھرتا ہے اور جن سواریوں کی صنعت میں انسان کا کچھ دخل ہے، مثلاً کشتیاں، جہاز، کاریں، ریلیں وغیرہ ان کا خام مواد بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو اتنی سمجھ دی ہے کہ وہ یہ سواریاں بنانے کے قابل ہوا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۹ تا ۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ

جس نے پیدا کیئے ہر چیز کے جوڑے اور بنائیں تمہارے لیئے کشتیاں اور چوپائے

مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا

جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ چڑھ بیٹھو ان کی پیٹھ پر پھر یاد کرو

نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ

اپنے پروردگار کا احسان جب ان پر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ پاک ذات ہے

الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ

جس نے ہمارے بس میں کر دیا اس سواری کو اور ہم اس کو قابو میں نہ لا سکتے تھے اور ہم کو اپنے

اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا

پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے ف۱ اور ان لوگوں نے ٹھہرا لیا اس کے بندوں میں ایک جز

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

(یعنی اولاد) بیشک انسان کھلم کھلا بہت ہی ناشکر ہے کیا اللہ نے لے لیں اپنی مخلوقات میں سے

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ

بیٹیاں اور تم کو چن کر بیٹے دیئے۔ حالانکہ جب ان لوگوں میں سے کسی کو اس چیز کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے

بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ

جس کی اس نے رحمٰن کے لیئے مثال بنائی تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ

كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ

اندر ہی اندر گھٹتا ہے کیا (بیٹی ذات) جو پرورش پائے زیور میں اور جھگڑے میں بات بھی نہ کہہ سکے

ف۱ سواری کی دعائیں

حضرت علی بن ربیعہؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو رکاب میں پیر رکھتے ہی فرمایا بسم اللہ جب جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا "الحمدلله سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پھر فرمایا "سبحنک لا اله الا انت قد ظلمت نفسی فاغفرلی" پھر ہنس دیئے۔ میں نے پوچھا امیرالمومنین آپ ہنسے کیوں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا پھر ہنس دیئے تو میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے منہ سے اللہ تعالیٰ سنتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفرلی میرے رب مجھے بخش دے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ (ابن کثیر)

ع ۱ ۱۵ ۷

خلاصہ رکوع ۱

وحی اور نبی کا تذکرہ فرمایا گیا اور منکرین کی ہلاکت کی خبر دی گئی۔ کفار مکہ سے زمین و آسمان کی تخلیق کے بارہ میں سوال فرمایا گیا۔ نقل و حمل کی سواریوں کی نعمت کو ذکر کر کے انسانی صلاحیت کی نعمت اور سوار ہونے کی دعا کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ

(اللہ کے لئے مقرر کرتے ہیں) ف۱ اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں

الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

عورت ذات قرار دیا کیا یہ موجود تھے ان کے پیدا ہوتے وقت؟ ف۲ لکھ لی جائیگی ان کی یہ گواہی

وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

اور ان سے باز پرس ہوگی اور یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم اس کی پرستش نہ کرتے!

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْ

ان کو اس کی کچھ خبر تو ہے نہیں بس اٹکلیں ہی دوڑا رہے ہیں۔ کیا ہم نے

اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ

ان کو کوئی کتاب دی ہے قرآن سے پہلے سو یہ اس کو مضبوط پکڑ رہے ہیں۔ بلکہ

قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر۔ اور ہم ان ہی کے قدموں پر

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ

راہ پائے ہوئے ہیں اور اسی طرح ہم نے جو بھیجا تجھ سے پہلے کسی گاؤں میں کوئی ڈرانے والا

مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

تو وہاں کے آسودہ لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ

ایک طریقہ پر اور ہم انہیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ پیغمبر نے کہا اور اگر میں تمہارے پاس

ف۱ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ وہ اپنے دعویٰ کو کافی بیان سے ثابت کرسکیں نہ دوسرے کے دعویٰ کو باطل کرسکیں ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی یا فضول باتیں اس میں لادیں گی جن کو مقصود میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی مقصود کے بیان کرنے میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ اس میں چونکہ قوت بیانیہ کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس میں ان کا عاجز ہونا زیادہ ظاہر ہوجاتا ہے۔

ف۲ آیت کا شان نزول

ابن المنذر نے قتادہ کا قول نقل کیا کہ کچھ منافق اللہ کا رشتۂ زوجیت جنات سے جوڑتے تھے اور ملائکہ کو ان سے مانتے تھے ان کی تردید میں نازل ہوئی وجعلو الملائکۃ الذین ہم عبدالرحمن انا ثا بغوی نے بحوالۂ کلبی ومقاتل بیان کیا ہے کہ جب مکہ والوں نے یہ بات کہی (یعنی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیا) تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کو کیسے معلوم کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں انہوں نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے ایسا ہی سنا ہے اور ہم کو یقین ہے کہ انہوں نے غلط نہیں کہا اس پر آیت ستکتب شھادتھم ویسئلون۔ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا

ایسا دین لے کر آیا ہوں جو اس سے زیادہ راہ بتانے والا ہے جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادا کو

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ

(تو بھی اسی طریق پر قائم رہو گے) وہ کہنے لگے کہ ہم تو تمہارے ہاتھ بھیجے ہوئے دین کو ماننے والے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ النصف ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

نہیں۔ تو ہم نے بدلا لیا ان سے پس دیکھ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔ اور (یاد کر) جب ابراہیم نے کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ میں تو ان سے بے تعلق ہوں جن کو تم پوجتے ہو مگر ہاں

فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

جس نے مجھ کو پیدا کیا سو وہی مجھ کو راہ دکھائے گا۔ اور اللہ نے بنایا اس کلمہ توحید کو باقی رہنے والی

فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ

بات ابراہیم کی نسل میں تا کہ وہ کافر رجوع کریں بلکہ میں نے رسایا بسایا ان کے

وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾

باپ دادا کو یہاں تک کہ ان کے پاس آ گیا دین حق اور صاف طور پر بیان کرنے والا پیغمبر ف۱

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور جب ان کے پاس آیا دین حق تو لگے کہنے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کو نہ مانیں گے

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ

اور کہتے ہیں کہ کیوں نہ نازل کیا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر ان دو بستیوں کے رہنے والوں میں سے

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ (۸/۱۰)

مشرکین کے دعوی شرک کی تردید اور ان کی بے عقلی کو ذکر کیا گیا۔ پیغمبر کی دعوت اور کفار کی ہٹ دھرمی کو بیان کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزیمت کو بیان فرمایا گیا۔ معیشت کی تقسیم اور اللہ کے ہاں دنیا کی بے وقعتی اور مومنین کیلئے آخرت کے اچھے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ شان نزول

ابن جریر نے ضحاک کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو عرب نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کسی انسان کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجنے سے اللہ کی شان بلند و بالا ہے (یعنی وہ کسی انسان کو اپنا رسول نہیں بنا سکتا) اس پر اللہ نے آیات ذیل نازل فرمائیں۔ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم اور وما ارسلنا من قبلک الا رجالا جب بار بار آیات کا (بکثرت) نزول ہونے لگا تو کہنے لگے اگر آدمی کا ہی پیغمبر ہونا ضروری تھا تو محمد کے علاوہ دوسرے لوگ رسالت کیلئے زیادہ اہل تھے ان کو پیغمبر ہونا چاہیے تھا۔ (تفسیر مظہری)

عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا

کیا یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت کو! ہم نے تقسیم کی ہے

بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ

ان کے درمیان ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور ہم نے بلند مرتبہ بنایا

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ

ان میں ایک کو ایک پر تاکہ بنائے ایک دوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ

رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہیں ف۱ اور اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ

النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ

تمام لوگ ایک ہی دین پر ہوجائیں گے تو ہم ضرور بنا دیتے ان کے لئے جو منکر ہیں رحمٰن کے

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾

ان کے گھر کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں کہ ان پر چڑھا کرتے اور ان کے

وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ

گھروں کے دروازے (بھی چاندی کے بنا دیتے) اور تخت کہ ان پر تکیے لگا کر بیٹھتے۔ اور سونے

وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ

کے اور یہ سب کا سب کچھ بھی نہیں مگر دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تیرے

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ

پروردگار کے ہاں پرہیزگاروں کیلئے ہے ف۲ اور جو شخص آنکھ چراتا ہے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر

ف۱ پس جب دنیوی معاش کی تقسیم ان کی رائے پر نہیں رکھی حالانکہ وہ ادنیٰ درجہ کی چیز ہے بلکہ اس کی تقسیم بھی خدا نے اپنی حکمت اور مشیت پر رکھی ہے تو نبوت کیوں کر ان کی رائے پر تقسیم کی جا سکتی ہے جو کہ خود بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اسکی مصلحتیں بھی بڑے درجہ کی ہیں۔ رہی یہ بات کہ نبوت کیلئے صلاحیت ہونا تو ضروری ہے اور صلاحیت مال و ریاست پر موقوف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی اعلیٰ درجہ کی چیز پر موقوف ہونا چاہئے اور دنیا کی دولت وجاہ ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں وہ نہایت درجہ حقیر و ذلیل ہے اس لئے اس پر نبوت کا موقوف ہونا غلط ہے۔

ف۲ پس جو چیز فانی ہو وہ نہ قابل قدر ہے نہ قابل طلب ہے البتہ آخرت جو کہ باقی رہنے والی ہے وہ بیشک قابل قدر ہے اور اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ اعمال اور طاعات اور باطنی کمالات ہیں اور نبوت کی صلاحیت کا مدار بھی ان ہی پر ہے کیونکہ وہ آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کمالات سے پوری طرح متصف ہیں۔

خلاصہ رکوع ۳

حق سے اعراض کا عذاب اور قیامت میں بے وقت حسرت کو بیان کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا اور بنی اسرائیل کی بدعہدی اور فرعون کا تجزیہ ذکر کیا گیا۔

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ

تعینات کر دیا کرتے ہیں ایک شیطان سو وہ اسکے ساتھ رہتا ہے ف۱ اور شیطان ان کو روکتے ہیں

عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷ حَتّٰۤى اِذَا

راہ سے اور یہ آدمی سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب

جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان پورب اور پچھم کا فاصلہ ہوتا تو کیا

الْقَرِيْنُ ۝۳۸ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى

برا ساتھی ہے۔ اور تم کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا آج جب کہ تم ظالم ٹھہرے یہ امر کہ تم سب

الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝۳۹ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى

عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو (تو اے محمد) کیا تو سنا سکتا ہے بہرے کو یا راہ دکھا سکتا ہے

الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۰ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ

اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو اگر ہم تجھ کو دنیا سے لے بھی جائیں

بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝۴۱ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ

تو ہم کو ان سے تو ضرور بدلا لینا ہے۔ یا تجھ کو دکھا دیں جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝۴۲ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْۤ اُوْحِىَ

کیونکہ ہم ان پر قادر ہیں بس تو مضبوط پکڑے رہ اسی کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے

اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۳ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

بیشک تو سیدھے رستہ پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ (قرآن) نصیحت ہے تیرے لئے اور تیری

ف۱ اگر یہ شبہ ہو کہ احادیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر ایک ایک شیطان مقرر ہے پھر قرآن سے اندھا بننے والوں کی کیا تخصیص رہی۔ جواب یہ ہے کہ یہاں صرف مقرر کرنا مراد نہیں بلکہ خاص طور پر مسلط کرنا مراد ہے جس سے گمراہی ضرور پیدا ہو جاوے سو ہر شخص پر شیطان کو اس طرح مسلط نہیں کیا جاتا دوسرے یہاں ساتھ رہنے سے ہر وقت ساتھ رہنا مراد ہے سو یہ بھی کفار کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مومن جب ذکر اللہ کرتا ہے شیطان اس سے ہٹ جاتا ہے۔

آیت کا شان نزول:

محمد بن عثمان مخزومی کا بیان ہے کہ قریش نے باہم مشورہ کر کے طے کیا کہ محمد کے ہر ساتھی پر اپنا ایک آدمی مقرر کرو تا کہ وہ جا کر محمد کے رفیق کو دھر پکڑے حسب مشورہ حضرت ابو بکرؓ کے لئے طلحہ بن عبید اللہ کو مقرر کیا گیا طلحہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا تم مجھے کس بات کو ماننے کی دعوت دے رہے ہو۔ طلحہ نے کہا ہم تم کو لات اور عزیٰ کی پوجا کی طرف بلا رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا لات کیا ہے طلحہ نے کہا ہمارا رب پوچھا عزیٰ کیا ہے۔ طلحہ نے کہا لڑکیاں حضرت ابو بکر نے پوچھا ان کی ماں کون تھی۔
طلحہ لا جواب ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا جواب دو۔ سب خاموش رہے اس پر طلحہ نے کہا ابو بکرؓ اٹھ کھڑے ہو اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ اس پر آیت وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا

قوم کے لئے۔ اور آگے چل کر تم سے باز پرس ہونی ہے اور ان سے پوچھ دیکھ جو ہم نے بھیجے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۚ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

تجھ سے پہلے اپنے پیغمبر کیا ہم نے ٹھہرا دئے تھے رحمٰن کے سوا

اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

دوسرے معبود کہ ان کی پرستش کی جائے؟ ف۱ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا

فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب تو موسیٰ نے کہا کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پس

جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

جب موسیٰ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ لوگ لگے اس پر ہنسنے اور جو

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ

نشانی ہم ان کو دکھاتے گئے وہ دوسری سے بڑھی ہوتی تھی اور ہم نے ان کو دھر پکڑا

بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ

عذاب میں تاکہ وہ باز آجاویں اور کہنے لگے کہ اے جادوگر دعا کر ہمارے لئے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

اپنے پروردگار سے اسکے آسرے پر جو تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے پھر جب

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ

ہم نے ان سے دور کر دیا عذاب کو تبھی وہ عہد توڑ دیتے تھے اور ندا دے دی فرعون نے اپنی قوم میں

ف۱ انبیاء کے صحیفوں میں توحید کی تعلیم:

موجودہ تورات میں ہے۔ ”تاکہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں“ (استثناء ۴:۵)

خلاصہ رکوع ۴

مشرکین کا پروپیگنڈہ اور عادت کو بیان کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کی تعلیم کو بیان کرکے قوم کی فرقہ بندی اور منکرین کی ہلاکت کو بیان کیا گیا۔ قیامت کی ہیبت اور اچھے دوستوں کی تعریف فرمائی گئی کہ حقیقی دوستی وہی ہے جو اللہ کیلئے ہو۔

ع ۱۰

اور ”سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے“ (استثناء ۶:۴)

اور حضرت شعیا علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔

”میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں، تاکہ مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں، میں ہی خداوند ہوں، میرے سوا کوئی دوسرا نہیں“ (یسعیاہ ۴۵:۵،۶)۔

اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول موجود انجیلوں میں مذکور ہے۔

”اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ“ (مرقس ۱۲:۲۹ و متی ۲۲:۳۶)

منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ مناجات کرتے ہوئے فرمایا۔

”اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں“ (یوحنا ۱۷:۳) (معارف مفتی اعظم)

فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ

کہا کہ اے میری قوم کیا میری نہیں مصر کی بادشاہت اور یہ

الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ

نہریں جو بہ رہی ہیں میرے (محل) کے نیچے؟ کیا تم دیکھتے نہیں؟ ف۱ بلکہ میں بہتر ہوں

مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ۬ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ

اس شخص سے جو ایک ذلیل آدمی ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا اس پر کیوں

اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن یا آتے اس کے ساتھ فرشتے

مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

پر باندھ کر پس فرعون نے بے عقل بنا دیا اپنی قوم کو انہوں نے اسی کا کہا مانا بیشک وہ تھے

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

ہی نافرمان لوگ تو جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ان

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

سب کو غرق کر دیا پھر ان کو بنا دیا گیا گزرا اور ایک افسانہ پچھلے لوگوں کے لئے ف۲

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ

اور جب مثال بیان کی گئی مریم کے بیٹے کی تو ایک دم سے تیری قوم اس بات سے

يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ

تالیاں بجانے لگتے ہیں اور کہتے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ؟ اور یہ مثال جو تجھ سے

ف۱ نیل کی نہریں:
نیل سے متعدد نہریں نکلی تھیں جن میں چار بڑی تھیں۔ نہر شاہی۔ نہر طولون' نہر دمیاط۔ نہر تنیس۔ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ۔ یعنی میرے محلات کے نیچے جاری ہیں یا میرے زیر حکم بہہ رہی ہیں یا میرے سامنے باغوں میں جاری ہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا تم یہ چیزیں نہیں دیکھ رہے ہو۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ انتقام کی صورتیں:
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کو خدا دنیا دیتا چلا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر جما ہوا ہو تو سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی (ابن ابی حاتم)۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اچانک موت کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا ایماندار پر یہ تخفیف ہے اور کافر پر حسرت ہے۔ پھر آپ نے اسی آیت کو پڑھ سنایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں انتقام غفلت کے ساتھ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۵ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۵
ایمان و اسلام کی نعمت اور اس پر جنت کی بشارت دی گئی اور جنت کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ مجرمین کی حالت زار کو ذکر کیا گیا اور عقیدہ حشکیت کی تردید ذکر کر کے عنقریب گرفت کی خبر دی گئی۔ زمین و آسمان میں نشانہائے وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔

لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

بیان کی تو بس جھگڑنے کو! بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ بس عیسیٰ تو ایک

عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ ؕ

بندہ ہے جس پر ہم نے فضل فرمایا اور ان کو بنایا ایک نمونہ قدرت بنی اسرائیل کے لئے

وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓىِٕكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور اگر ہم چاہتے تو کر دیتے تم میں سے فرشتے کہ زمین میں تمہاری جگہ وہ آباد ہوتے

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ

اور بیشک عیسےٰ ایک علامت ہے قیامت کی وا پس تم قیامت میں شبہ نہ کرو اور میرا کہا مانو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَ لَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ

یہی سیدھا رستہ ہے اور تم کو روک نہ دے شیطان! بیشک

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ

وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب آیا عیسیٰ معجزے لے کر بولا کہ

قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَیِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ

میں تمہارے پاس لایا ہوں حکمت اور تاکہ تم کو بتا دوں بعض باتیں

تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

جن میں تم اختلاف کر رہے ہو! اور ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ

رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۴﴾

وہی میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے پس اس کی عبادت کرو یہ سیدھی

وا قیامت کی دس نشانیاں:

حضرت حذیفہؓ بن اسید غفاری کا بیان ہے کہ ہم لوگ کچھ باہم گفتگو کر رہے تھے اتنے میں حضورؐ والا برآمد ہوئے اور فرمایا تم لوگ کیا تذکرہ کر رہے تھے صحابہ نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے فرمایا قیامت سے پہلے جب تک دس نشانیاں دکھائی نہ دی جائیں گی قیامت نہیں آئے گی اس کے بعد آپ نے (دس چیزوں کا) ذکر کیا۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے آفتاب کا طلوع (۵) عیسیٰ ابن مریمؑ کا نزول (۶) یاجوج ماجوج کا خروج (۷) زمین کا تین جگہ دھنسا مشرق میں (۸) مغرب میں (۹) جزیرۃ العرب میں (۱۰) ایک آگ کا یمن سے نکلنا جو لوگوں کو ہنکا کر میدان حشر کی طرف لے جائے گی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ دسویں علامت ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں جا پھینکے گی۔ رواہ مسلم۔

نزول عیسیٰ علیہ اسلام کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ رواہ الشیخان فی الصحیحین۔

حضرت نواس بن سمعان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ایک طویل بیان میں ذکر فرمایا دجال کا قصہ میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کے مشرقی جانب منارۂ بیضاء کے قریب دو زرد کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں کا سہارا لئے اتریں گے جب سر نیچے جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے چاندی کے موتیوں کی طرح ٹپکیں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو (بھی) چاندی کے موتی لڑھک کر گریں گے۔ رواہ مسلم۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

راہ ہے تو مختلف ہو گئے فرقے ان میں سے سو وائے ان پر

ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

جنہوں نے ظلم کیا دردناک دن کے عذاب سے۔ کیا یہ قیامت ہی کے

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾

منتظر ہیں کہ وہ ان پر آجائے یکایک اور ان کو خبر بھی نہ ہو جتنے

اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا

دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ

مگر پرہیزگار ول اے میرے بندو نہ خوف ہے تم پر آج کے روز اور نہ تم غمگین ہوگے

تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾

جو لوگ ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور مسلمان رہے (ان سے کہا جائے گا کہ)

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ

جا داخل ہوو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں کہ تمہاری عزت کی جائے گی

عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ

ان پر دور چلے گا سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا! اور بہشت میں ہوگا جو کچھ نفس خواہش کریں

الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَ

اور (جس کے دیکھنے سے) آنکھیں لذت پائیں اور تم یہیں ہمیشہ رہو گے اور یہ

ول اچھے اور برے دوست:

بغوی نے اس آیت کے ذیل میں حضرت علی کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا دو دوست مومن اور دو دوست کافر ہوتے ہیں ایک مومن مرجاتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیتا تھا مجھے نیک کام کرنے کا حکم دیتا تھا اور برے کام سے روکتا تھا وہ مجھ سے کہتا تھا کہ ایک دن مجھے تیرے سامنے آنا پڑے گا اے میرے رب میرے بعد تو اس کو گمراہ نہ کردینا اور جیسے تو نے مجھے راہ راست پر چلنے کی توفیق دی ایسے ہی اس کو بھی ہدایت پر قائم رکھنا اور جس طرح تو نے میری عزت افزائی کی اسی طرح اس کی بھی عزت افزائی کرنا جب اس کا دوست مرجاتا ہے تو اللہ دونوں کو یکجا کر کے فرماتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرو چنانچہ ہر ایک دوسرے کے متعلق کہتا ہے یہ اچھا بھائی ہے اچھا دوست ہے اچھا ساتھی ہے۔

اور جب دونوں کافر دوستوں میں سے ایک مر جاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی طاعت سے منع کرتا تھا برے کام کرنے کا مشورہ دیتا تھا۔ اور اچھے کام سے روکتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے تیرے پاس آنا نہیں ہے۔ وہ برا بھائی برا دوست اور برا ساتھی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ فرمائے گا میری عظمت و بزرگی کے ساتھ باہم دوستی کرنے والے کہاں ہیں آج میں ان کو اپنے سایہ میں لوں گا آج میرے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

ع ٦ / ١١ / ١٢

خلاصہ رکوع ٦

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک ضروری مضمون بیان کیا گیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال نقل فرمائے گئے کہ انہوں نے بھی سب کو توحید کی طرف بلایا۔ آخر میں متقین کی شان بتائی گئی۔

خاصیت: آیت ٦٨ تا ٧٣ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾

وہی بہشت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ ان اعمال کے عوض میں جو تم کرتے تھے

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

تمہارے لئے یہاں کثرت سے میوے ہیں جن میں سے تم کھا رہے ہو۔ ول البتہ گنہگار

فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ان سے (عذاب) ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾

اس میں ناامید پڑے رہیں گے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا و لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ

اور آواز دیں گے کہ اے مالک! کہیں موت کا حکم فرما چکے ہم پر تمہارا پروردگار مالک کہے گا کہ تم کو تو

مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

اسی حال میں رہنا ہے ہم تمہارے پاس لائے ہیں دین حق ولیکن بہتیرے تم میں سچی بات

كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ

سے برا مانتے ہیں کیا انہوں نے ٹھان رکھی ہے کوئی بات تو ہم بھی ٹھان لیں گے کیا یہ لوگ

اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی آہستہ باتوں اور انکی سرگوشی کو ضرور سنتے ہیں اور ہمارے

يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ

بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے جاتے ہیں کہہ دے کہ اگر (بالفرض) رحمٰن کا کوئی فرزند ہوتو میں

ول جنت کے پھل:

بزار اور طبرانی نے بیان کیا کہ حضرت ثوبان نے فرمایا میں نے خود حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنتی جس پھل کو توڑے گا اس کی جگہ ویسا ہی دوسرا پھل دوبارہ پیدا کر دیا جائے گا۔

بزار نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جب آدمؑ کو جنت سے نکالا تو ان کو بطور توشہ کچھ جنت کے پھل بھی دے دیے اور ہر ایک کے اوصاف بھی بتا دیئے تو یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں سے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ خراب ہو جاتے ہیں اور وہ تغیر پذیر نہیں ہیں۔

ابن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود شام میں تھے لوگوں نے جنت کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جنت کا ایک خوشہ (اتنا بڑا ہوگا جتنی مسافت) یہاں سے صنعاء (یمن) تک ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جنت کے پھلوں میں سے ایک ایک پھل کی لمبائی بارہ ہاتھ ہوگی اور اس کے اندر گٹھلی نہیں ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

شان نزول

ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی کی روایت سے لکھا ہے کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان تین آدمی جمع ہوئے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی۔ ایک بولا تم لوگوں کے خیال میں کیا خدا ہمارا کلام سنتا ہے دوسرے نے کہا جب تم چلا کر بات کروں تو سنتا ہے اور چپکے چپکے بات کرو تو نہیں سنتا اس پر آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ

سب سے پہلے عبادت کروں ف۱ پاک ذات ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا

عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اب تو ان کو چھوڑ دے بک بک کریں اور کھیلیں

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

یہاں تک کہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور وہی ہے کہ

فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾

آسمان میں بھی اسی کی بندگی ہے اور زمین میں بھی اسی کی بندگی ہے اور وہی حکمت والا

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ

میں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کے پاس قیامت کی خبر ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

اور نہیں اختیار رکھتے جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوائے سفارش کرنے کا مگر ہاں جس نے گواہی دی سچی

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ

اور وہ جانتے ہیں اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ انکو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ف۲

اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ لَّا

پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے میرے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں

ف۱ مطلب یہ کہ مجھ کو تمہاری طرح حق بات کے ماننے سے انکار اور عار نہیں تم اگر ثابت کردو کہ خدا کے اولاد ہے یا فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں تو سب سے پہلے میں اس کو مانوں گا اور جب اس کو خدا کی اولاد مان لوں گا تو چونکہ اولاد کا غیر جنس ہونا عیب ہے اس لئے خدا کی اولاد بھی خدا ہی ہونا چاہئے اور خدا عبادت کا مستحق ہے اس لئے میں اس کی اولاد کی بھی عبادت کروں گا مگر چونکہ یہ بات محض غلط ہے اور در حقیقت خدا اس سے پاک ہے اس لئے نہ میں مانوں اور نہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرونگا شرک سے خدا کی پاکی بیان فرماتے ہیں۔

ف۲ پس ایک مقدمہ تو خود ان کے اقرار سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ بدیہی طور پر عقل سے ثابت ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو حقیقۃً پیدا کرنے پر قادر ہو کیونکہ عبادت غایت تعظیم کا نام ہے تو اس کا مستحق وہی ہوگا جو غایت درجہ عظیم ہو اور جو لوگ خود ہی خالق کے محتاج ہیں وہ غایت درجہ عظیم نہیں ہو سکتے۔

يُؤۡمِنُوۡنَ ۝٨٨ فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ وَقُلۡ سَلٰمٌ ؕ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝٨٩ ع

کہ ایمان نہیں لاتے سو تو ان سے منہ پھیر لے اور کہہ سلام ہے! پھر آگے چل کر یہ معلوم کرلیں گے۔

سُوۡرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعٌ وَّخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اُنسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۝١ ۚ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝٢ ۙ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے اس کو نازل فرمایا ایک مبارک رات میں

اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۝٣ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ۝٤ ۙ

بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اسی رات میں فیصل کیا جاتا ہے ہر حکمت والا

اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ۝٥ ۚ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ

کام حکم ہو کر ہمارے پاس سے ول بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت سے!

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝٦ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا

بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ

بَيۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ۝٧ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ

ان کے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو کوئی معبود نہیں اس کے سوائے جلاتا اور مارتا ہے تمہارا

رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝٨ بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ يَّلۡعَبُوۡنَ ۝٩

پروردگار ہے اور پروردگار ہے تمہارے اگلے باپ دادوں کا بلکہ وہ کافر شک میں پڑے کھیل رہے ہیں

خلاصہ رکوع ۷

متقین کو آخرت میں جو جزا ملے گی اس کو ظاہر فرمایا گیا۔ پھر مجرموں نافرمانوں کا ذکر کیا گیا۔ مشرکین کے بعض عقائد کی تردید کی گئی۔

تعبیر سورہ الزخرف

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس کے رزق میں تنگی پیش آئے اور آخری عمر میں اس کا حال تنگ ہو اور اس کے حظ دنیوی میں کمی آجائے۔ (ابن سیرینؒ)

ول یعنی سال بھر کے معاملات کہ وہ سب ہی رحمت کے موافق ہوتے ہیں جس طور پر اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور ہوتا ہے اس طریقہ کو متعین کر کے اور ان کی اطلاع فرشتوں کو کر کے ان کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور قرآن سب سے زیادہ حکمت کی چیز ہے اس لئے اس کو بھی اسی رات میں نازل کیا گیا اور اس رات کی تفسیر اکثر نے شب قدر سے کی ہے اور اس کے بارہ میں آثار بھی ہیں چنانچہ سعید بن جبیرؓ نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن اوپر کے آسمان سے آسمان دنیا پر شب قدر میں آگیا تھا پھر تھوڑا تھوڑا کئی سال میں نازل ہوتا رہا اور ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے رزق اور موت و حیات و بارش وغیرہ وہ سب شب قدر میں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے (کذافی الدر) پہلی روایت سے اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا کہ قرآن تو تھوڑا تھوڑا تئیس سال میں آیا ہے پھر شب قدر میں نازل ہونے کے کیا معنے جواب ظاہر ہے کہ شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل ہونا مراد ہے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ

پس تو اس دن کا منتظر رہ جس دن لاموجود کرے آسمان ایک ظاہر دھواں جو چھپا لے لوگوں کو!

هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢

یہ ہے عذاب دردناک ؁ (کہ کافر بھی کہہ اٹھیں گے) اے ہمارے پروردگار دور فرما ہم سے یہ

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ

عذاب ہم مسلمان ہوتے ہیں ان کو کہاں نصیب ہو نصیحت پکڑنا اور ان کے پاس آچکا بیان کر دینے والا پیغمبر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ

پھر انہوں نے اس سے منہ پھیرا اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا ہم دور کرتے ہیں عذاب کو

قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

تھوڑے دنوں تم پھر وہی (کفر) کرتے ہو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ

بیشک ہم بدلا لینے والے ہیں اور ہم آزما چکے ہیں ان سے پہلے فرعون کو اور ان کے پاس آیا معزز

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝١٧ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

پیغمبر کہ میرے حوالہ کر دو اللہ کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو) میں تمہارے پاس بھیجا ہوا

اَمِيْنٌ ۝١٨ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ

آیا ہوں امانت دار اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ پر! میں تمہارے پاس لایا ہوں روشن دلیل۔

مُّبِيْنٍ ۝١٩ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝٢٠

اور میں پناہ پکڑ چکا ہوں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی اس سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو

؁ مراد اس سے غلہ کا قحط ہے جس میں اہل مکہ مبتلا ہوئے تھے جس کا حقیقی سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا تھی جبکہ وہ سرکشی میں بڑھنے لگے اور یہ بددعا ایک بار مکہ میں ہوئی تھی ایک بار مدینہ میں اور ظاہری سبب اس کا یہ تھا کہ جب ثمامہ بن اثال حنفیؓ رئیس یمامہ مسلمان ہو گئے اور کفار مکہ نے ان پر ملامت کی تو انہوں نے یمامہ سے غلہ آنا بند کر دیا اور مکہ میں غلہ کی آمد وہیں سے تھی اور بارش بھی بند ہو گئی تو اہل مکہ بھوکے مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ سخت بھوک اور خشکی کی حالت میں آسمان زمین کے درمیان آنکھوں کے سامنے دھواں سا نظر آیا کرتا ہے اسی کو دخان فرمایا غرض اہل مکہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور لگے عاجزی کرنے۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ

اور اگر تم میرا یقین نہیں کرتے تو مجھ سے پرے ہو جاؤ پھر موسیٰ نے دعا کی اپنے پروردگار سے کہ

قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾

یہ لوگ گنہگار ہیں (تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ) رات سے لے نکل میرے بندوں کو بیشک تمہارا

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا

تعاقب کیا جائے گا۔ اور چھوڑ جا دریا کو ٹھہرا ہوا بیشک وہ لشکر غرق کیے جائیں گے

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ

یہ لوگ چھوڑ گئے بہتیرے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور پاکیزہ محل اور آرام کے

كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾

سامان جن میں عیش کیا کرتے تھے ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث بنا دیا

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾

دوسرے لوگوں کو تو ان پر نہ روئے آسمان وزمین اور نہ ان کو مہلت ملی ف۱

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾

اور ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے

مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ

جو فرعون کی طرف سے تھا! بیشک فرعون حد سے بڑھنے والا تھا ہم نے

اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ

بنی اسرائیل کو برگزیدہ کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں پر اور ہم نے ان کو

ف۱ مسلمان کے مرنے پر زمین و آسمان کا رونا

فما بکت الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روئیں حضرت ابن عباسؓ و مجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان و زمین چالیس دن تک روتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کیلئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال جاتے ہیں جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو اس نے اپنی عبادت سے آباد کر دیا تھا جیسے سجود قعود اور ذکر اللہ وغیرہ الغرض جو بھی عبادت کی جاتی تھی اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا بعض نے کہا کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر محمود)

النصف

خلاصہ رکوع ۱

شب برأت میں کیے جانے والے امور کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ کی رحمت و حکمت اور مشرکین کی بے توجہی کو بیان فرمایا گیا۔ علامات قیامت میں دھوئیں کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کی بدکرداری اور خدائی عذاب کو ذکر کر کے قوم فرعون اور اس کی حالت کو بیان کیا گیا۔ فرعون کی ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔

ع ۱ / ۱۴

خاصیت: آیت ۱۹ تا ۲۲، ۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾

نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش تھی یہ کفار قریش کہتے ہیں

اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾

کہ بس ہمارا یہی پہلی دفعہ کا مرنا ہے اور ہم (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائیں گے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ

بھلا لے تو آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو! کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم؟ ؎۱

تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو ہلاک کر مارا بیشک وہ

مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا

گنہگار تھے۔ اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں

لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

کھیلنے کے لئے۔ ہم نے ان کو نہیں پیدا کیا مگر تدبیر سے ولیکن ان میں بہتیرے

یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ

جانتے نہیں بیشک فیصلہ کا دن ان سب کا وقت مقرر ہے جس دن

لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْــًٔا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

نہ کام آئے گا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ

مگر جس پر اللہ رحم فرمائے بیشک وہی زبردست مہربان ہے کچھ شک نہیں کہ

؎۱ بادشاہوں کے القاب:

یہ قوم تبع عرب قحطان تھے جب کہ قریش عرب عدنان تھے تبع یمن کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسا کہ کسریٰ شاہ فارس کو اور قیصر شاہ روم کو اور فرعون بادشاہ مصر کو اور نجاشی شاہ حبشہ کو کہتے تھے۔

تبع کی دو بہنیں:

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ دور اسلام میں صنعاء شہر میں اتفاق سے قبر کھد گئی تو دیکھا گیا کہ دو عورتیں مدفون ہیں جن کے جسم بالکل صحیح سالم ہیں اور سرہانے پر چاندی کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس میں سونے کے حروف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ قبرحی اور تمیس کی ہے۔ اور ایک روایت میں ان کے نام حبی اور تماضر ہیں۔ یہ دونوں تبع کی بہنیں ہیں' یہ دونوں مرتے وقت تک اس بات کی شہادت پر رہیں کہ لائق عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی تھیں۔ ان سے پہلے کے تمام نیک صالح لوگ بھی اسی شہادت کے ادا کرتے ہوئے انتقال فرماتے رہے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

۲ بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات
ع ۱۳ اور دیگر اقوام کی ہلاکت کو بیان
۱۵ کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۴۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾

سینڈھ گنہگار کا کھانا ہے ف۱ جیسے پگھلا ہوا تانبا ایسا کھولے گا پیٹوں میں جیسے کھولتا ہوا پانی

كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾

(ہم فرشتوں کو حکم دیں گے) کہ اس کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ دوزخ کے بیچوں بیچ

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ

پھر ڈالو اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ف۲ (ہم اس سے کہیں گے کہ)

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

چکھ تو تو بڑا عزت دار سردار ہے یہی تو ہے جس میں تم شبہ کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾

بیشک پرہیز گار امن کی جگہ میں ہوں گے باغوں اور چشموں میں!

يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾

پوشاک پہنیں گے مہین ریشمی اور دبیز آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اسی طرح رہیں گے

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ

اور ہم ان کو بیاہ دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔ ف۳ وہاں منگائیں گے ہر

فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ

ایک میوے اطمینان کے ساتھ نہ مزہ چکھیں گے وہاں موت کا سوائے پہلی موت کے

الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۭ

جو چکھ چکے اور اللہ نے ان کو بچا لیا دوزخ کے عذاب سے تیرے پروردگار کے فضل کے

ع ۱۴ منزل ۶

ف۱ آگ میں درخت اُگنا ممکن ہے:

درخت زقوم کا آگ میں اُگنا کوئی قابل تعجب امر نہیں ممکن ہے اس کا مزاج ناری ہو جیسے بعض کیڑے آگ میں پلتے ہیں اور رہتے ہیں۔ سہارن پور یوپی کے کمپنی باغ میں ایک درخت تھا جس سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور کچھ درخت ایسے تھے جن کی نشوونما آگ کے ذریعے ہوتی تھی۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ زقوم کی تلخی:

بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! اللہ سے ڈرو جتنا ڈرنے کا حق ہے۔ اگر زقوم کی ایک بوند زمین پر ٹپکا دی جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ کر دے۔ پھر کیا حال ہوگا اُن لوگوں کا جن کا کھانا ہی زقوم میں ہوگا۔ زقوم کے سوا ان کا کوئی کھانا نہ ہوگا۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن ابی حاتم۔ ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی وغیرہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔

خُذُوْهُ۔ یعنی دوزخ کے کارندوں سے (جنکو زبانیہ کہا جاتا ہے) کہا جائیگا اس کافر کو پکڑو۔ فَاعْتِلُوْهُ۔ اور زبردستی دھکے دیتے ہوئے اس کو وسط جحیم تک لے جاؤ۔ عَتْل کا معنی ہے کہ کسی چیز کو بھرپور طور پر مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اور زبردستی کھینچ کر لے جانا۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ حوروں سے بیاہ ہونا یا تو متعارف طریقے کے موافق ہو یا اس سے معنے لغوی مراد ہوں یعنی جوڑا ملا دینا تو جس طرح کسی کو باندی ہبہ کر دیا کرتے ہیں اسی طرح جنتیوں کو حوریں دے دی جائیں گی اور پہلی صورت پر شبہ نہ کیا جائے کہ جنت میں تو احکام کے مکلف نہ ہونگے پھر نکاح کے کیا معنی جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوگا تو طبیعت کی رغبت خود اسی کی طرف ہو جاوے گی کہ وہ لوگ خود ہی نکاح کرنا چاہیں گے اس صورت میں آزمائش اور تکلیف کے معنی باقی نہ رہیں گے۔

خاصیت: آیت ۵۱ تا ۵۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ

باعث! یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اسی واسطے ہم نے آسان کر دیا قرآن کو تیری زبان میں

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

تا کہ وہ نصیحت پکڑیں پس تو منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ف۱

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ

اتارنا اس کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے بیشک

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ

آسمانوں اور زمین میں بہتیری نشانیاں ہیں ماننے والوں کے لئے اور تمہارے

خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

پیدا کرنے میں اور نیز جانوروں میں جن کو پھیلاتا ہے بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

جو یقین لاتے ہیں اور رات اور دن کی آمدورفت میں اور جو اتارا اللہ نے آسمان سے

مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

رزق پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے اور ہواؤں کے رد و بدل میں

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ظالموں کے ظلم اور عذاب قبر و عذاب جہنم اور ضعف یقین سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

ع ۳ ۔ ۱۷ ۔ ۱۶

خلاصہ رکوع ۳

جہنم میں عذاب کی منظر کشی کی گئی۔ متقین کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ تیسیر قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ تمام آفات سے تحفظ کا نسخہ جس نے شام کے وقت پوری دخان اور شروع سورہ مومن غافر سے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک اور آیۃ الکرسی پڑھ لی صبح تک ان کی برکت سے محفوظ ہو جائے گا اور جس نے صبح کے وقت یہ آیات پڑھیں شام تک ان کی برکت سے محفوظ ہو جائے گا۔ (ترمذی)

خاصیت: آیت ۱ تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۝۵ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ

بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں ف۱ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو ہم تجھ کو

بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۶

پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک تو اب کون سی بات پر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے؟ ف۲

وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ۝۷ لا یَّسۡمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتۡلٰی عَلَیۡہِ ثُمَّ

خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کی کہ سنتا ہے اللہ کی آیتوں کو جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر

یُصِرُّ مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ

ایسا (کفر پر) اڑا رہتا ہے مغرور بن کر گویا آیتوں کو سنا ہی نہیں! تو ان کو خوشخبری سنا دے دردناک

اَلِیۡمٍ ۝۸ وَ اِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰیٰتِنَا شَیۡـَٔا ۣ اتَّخَذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ

عذاب کی۔ اور جب خبر پاتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کی تو اس کی ہنسی بناتا ہے! ایسے ہی لوگوں

لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۝۹ ط مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ جَہَنَّمُ ۚ وَ لَا یُغۡنِیۡ

کے لئے ذلّت کا عذاب ہے پرے ان کے دوزخ ہے! نہ ان کے کام وہ آئے گا

عَنۡہُمۡ مَّا کَسَبُوۡا شَیۡـًٔا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ ۚ

جو انہوں نے کمایا تھا کچھ اور نہ وہ جن کو بنا رکھا تھا اللہ کے سوائے کارساز! ف۳

وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝۱۰ ط ہٰذَا ہُدًی ۚ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ

اور ان کے لئے عذاب ہے یہ قرآن ہدایت ہے! اور جو منکر ہیں اپنے پروردگار

رَبِّہِمۡ لَہُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ۝۱۱ ع اَللّٰہُ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَکُمُ

کی آیتوں کے ان کے لئے عذاب بلا کا دردناک اللہ وہ جس نے تمہارے بس میں

ف۱ غور کی ضرورت
یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ امور بجز اس زبردست قادر حکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ کی بات سے بڑھ کر کوئی نہیں:
یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اسکی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے جب اس بڑے مالک کی ایسی سچی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کریگا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۳ کوئی چیز کام نہ آئے گی
یعنی اموال اولاد وغیرہ کوئی چیز اس وقت کام نہ آئے گی نہ وہ کام آئیں گے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱
زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کی نشانیوں کو بتایا گیا۔ مغرور منکرین کو عذاب کی وعید ذکر کر کے قرآن کا عظیم ہدایت ہونا بیان فرمایا گیا۔ ع ۱ ۱۱ ۱۷

خاصیت: آیت ۷ تا ۱۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِأَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

کردیا سمندر کو تا کہ چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے اور تا کہ تم تلاش کرو اس کا فضل ف۱

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور تا کہ احسان مانو اور تمہارے کام میں لگادیئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

سب اپنی طرف سے! بیشک اس میں بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ

کہہ دے مسلمانوں سے کہ ان لوگوں سے وہ درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے ف۲

لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

تا کہ اللہ سزا دے لوگوں کو اس کے عوض میں جو وہ کرتے تھے ف۳ جس شخص نے نیک عمل کیا

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

اپنے لئے اور جس نے عمل بد کیا تو اس کا وبال اسی پر۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

جاؤ گے اور ہم نے عطا فرمائی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور انہیں کھانے کو دیں پاکیزہ چیزیں اور ان کو فضیلت دی دنیا جہان کے لوگوں پر۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

اور ہم نے ان کو دیئے کھلے کھلے احکام دین کے! سو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم ہوئے پیچھے

ف۱ جیسا کہ پہلے کئی بار عرض کیا گیا، اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا قرآن کریم کی اصطلاح میں روزی تلاش کرنے کو کہا جاتا ہے، یہاں سمندری تجارت مراد ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ شانِ نزول:

(۱) بغوی نے حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ مکہ میں ایک غفاری شخص نے حضرت عمرؓ کو گالی دی، حضرت عمرؓ نے اس کی پکڑ (یعنی اس پر حملہ) کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

(۲) بغوی نے قرظی اور سدی کا قول نقل کیا ہے کہ حکم جہاد سے پہلے مکہ میں مسلمانوں کو مشرک سخت اذیتیں دیتے تھے۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر آیت جہاد سے اس آیت کا حکم منسوخ کردیا گیا۔

ف۳ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ کافر لوگ ان پر جو ستم ڈھا رہے ہیں، تم ان کا فی الحال بدلہ نہ لو، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی ان کا بدلہ لے لے گا، چاہے وہ اسی دنیا میں ہو، یا آخرت میں، اور ساتھ ہی یہ مطلب بھی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں صبر سے کام لیں گے، اور بدلہ نہیں لیں گے اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کا بدلہ آخرت کی نعمتوں کی صورت میں ضرور عطا فرمائیگا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۱۲، ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ

آپس کی ضد سے! بیشک تیرا پروردگار ان میں فیصلہ فرماوے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ

قیامت کے دن ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے پھر

جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

ہم نے تجھ کو قائم کیا دین کی شریعت پر پس تو اسی پر چل اور ان کی خواہشوں پر

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ

نہ چل جو جانتے نہیں بیشک وہ تیرے کام نہیں آویں گے اللہ کے مقابلہ میں

شَيْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِىُّ

کچھ بھی! اور نافرمان لوگ ایک دوسرے کے کارساز ہیں! اور اللہ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ

پرہیزگاروں کا کارساز ہے یہ (قرآن) سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں۔ کیا وہ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں جو بدکاریوں کے مرتکب

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ

ہوئے کہ ہم ان کو ان کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ایک طرح کا ہوجائے ان

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

کا جینا اور مرنا؟ برا حکم ہے جو یہ لگاتے ہیں ف۱ اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے اور تا کہ

ع ۲ / ۱۰ / ۱۸

ف۱ شان نزول:

اس آیت کا نزول مکہ کے ان مشرکوں کے حق میں ہوا جنہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یعنی قیامت اگر واقع میں ہوئی بھی تب بھی ہم تم سے آخرت میں برتر رہیں گے جس طرح دنیا میں ہم کو برتری حاصل ہے۔

کالذین امنو۔ یعنی نیکوکار ایمان والوں کی مثل ہم ان کو کردیں گے۔

سَوَآءً۔ کالذی سے بدل ہے۔ یعنی جس طرح دنیوی زندگی کے اندر رزق اور صحت میں کافر و مومن برابر ہیں کیا ان کا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد بھی عزت اور نجات میں یہ لوگ مومنوں کی طرح ہونگے یا یہ مطلب ہے کہ دنیا اور آخرت میں مومن اللہ کا محب ہے اور کافر سے دونوں جہاں میں اللہ کی نفرت ہے دونوں فریق برابر نہیں ہوسکتے۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾۔ یعنی دونوں فریق کے مساوی ہونے کا ان کا یہ فیصلہ برا ہے (غلط ہے)۔

پوری رات ایک آیت کا تکرار

حضرت تمیم داری رحمہ اللہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے انسان تھے۔ ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کرکے سورہ جاثیہ پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے۔

خلاصہ رکوع ۲

تسخیر کائنات اور بنی اسرائیل پر روحانی جسمانی انعامات کو بیان فرمایا گیا۔ امت میں فرقہ بندی اور صراط مستقیم کو بیان فرمایا گیا۔ مومن اور کافر کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کے کیئے کا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ف۱

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

بھلا تو نے اس کو دیکھا جس نے اپنا معبود بنالیا اپنی خواہش کو اور اس کو گمراہ کر دیا اللہ نے علم ہوتے ساتے

وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ

اور مہر لگا دی اس کے کان اور دل پر اور پیدا کر دیا اس کی آنکھ پر پردہ

فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا

تو اس کو کون راہ پر لائے اللہ کے سوائے؟ تو کیا تم سوچتے نہیں اور کہتے ہیں کہ بس

هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا

ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی

الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

ہم کو مار دیتا ہے! اور ان کو کچھ اس کا علم نہیں! نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ

اور جب ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں بس ان کی حجت یہی ہوتی ہے

قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ

کہ کہتے ہیں کہ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو کہہ دے کہ اللہ تم کو زندہ کرتا ہے

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

پھر تم کو مارے گا پھر تم کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ

ف۱ اس آیت میں تو صرف یہ بتلایا گیا ہے کہ عمل فی نفسہ جزا کو چاہتا ہے اور اطاعت اور مخالفت یہ دونوں عمل برابر نہیں ہیں اس لئے ہر ایک کی جزا الگ الگ ہونی چاہئے اور پہلی آیت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ قیامت واقع نہ ہونے کی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ نیک کام کرنے والے اور برے کام کرنے والے برابر ہو جائیں اور یہ طبعًا خود ایک مستقل خرابی ہے چنانچہ عادۃً دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک ہی نوکر ہو اور وہ ہر طرح سے اطاعت کرتا ہو مگر اس کو کوئی انعام نہ دیا جائے تو اس کو اس قدر شکایت نہیں ہوتی جیسے اس صورت میں ہوتی ہے کہ ایک دوسرا شریر نوکر آ جاوے اور وہ طرح طرح کی شرارتیں کرے اور اس کو شرارت پر بھی کوئی سزا نہ دی جائے اس وقت تابعدار نوکر کے دل میں خیال ہو گا کہ میرے اطاعت کرنے سے کیا فائدہ ہوا اگر اس شریر کو سزا ملتی تو میں یہی سمجھتا کہ خیر اطاعت میں اگر انعام نہیں تو یہی فائدہ سہی کہ سزا سے حفاظت رہتی ہے اور جبکہ اس کو سزا بھی نہیں تو میری اطاعت بیکار ہی ہو گئی۔

ف۲ زمانہ کو برا کہنے کا نتیجہ

یعنی زمانہ نام ہے دہر کا۔ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں حس ہے نہ شعور نہ ارادہ لا محالہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی لیکن دنیا میں اس کا تصرف چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جسکا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے اور زمانہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی معنی سے حدیث میں بتلایا گیا کہ دہر اللہ ہے اس کو برا نہ کہنا چاہئے کیونکہ جب آدمی دہر کو برا کہتا ہے اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادث دہر اسکی طرف منسوب ہیں حالانکہ تمام حوادث دہر اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر کی برائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ (تفسیر حقانی)

فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۶ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

بھی شبہ نہیں ولیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ

آسمانوں اور زمین میں اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن گھاٹا پائیں گے

الْمُبْطِلُوْنَ ۝۲۷ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ

تباہ کار اور تو دیکھے گا ہر امت کو کہ زانو پر بیٹھی ہوگی وا ہر امت بلائی جائے گی

تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

اپنے اعمال کی جانب (پھر ان سے کہا جائے گا) آج تم کو عوض دیا جائے گا جیسا جیسا تم کرتے تھے۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ

یہ ہماری کتاب ہے کہ تم پر بولتی ہے سچائی کے ساتھ! ہم لکھواتے جاتے تھے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۹ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو کچھ تم کرتے تھے پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

تو ان کو داخل فرمائے گا ان کا پروردگار اپنی رحمت میں! یہی تو صریح کامیابی ہے

الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۳۰ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

اور جو منکر ہوئے (ان سے ہم کہیں گے) کہ کیا میری آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۱

تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر تم نے غرور کیا اور تم تھے ہی گنہگار لوگ۔

ع ۳ ۵ ۱۹

خلاصہ رکوع ۳

زمین و آسمان کا پیغام اور گمراہ آدمی کی بدبختی بیان کی گئی۔ مشرکین و فلاسفر کی نادانی کو ذکر کر کے اس کا جواب دیا گیا۔

وا اگر یہ آیت سب کے لئے عام ہو تو اس سے بظاہر مقبول بندوں کے لئے بھی قیامت کا ہول ثابت ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ ان کے لئے یہ حالت بہت تھوڑی دیر کے لئے ہو اسی لئے قابل اعتبار نہ ہو پس جن آیتوں میں نیک بندوں کے لئے قیامت میں خوف نہ ہونا مذکور ہے ان سے تعارض نہ ہوگا اور اگر دوسرے مفسرین کی طرح اس کے معنی یہ کہے جاویں کہ حساب کے وقت ادب کی وجہ سے دوزانو بیٹھے ہوں گے تو پھر کچھ اشکال ہی نہیں رہتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیت سب کے لئے عام نہ ہو صرف کفار و فساق کے لئے ہو۔

خاصیت: آیت ۲۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کچھ بھی شبہ نہیں

قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ

تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے بس خیال سا ہم کو بھی آتا ہے اور ہم

بِمُسْتَيْقِنِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا

یقین لانے والے تو ہیں نہیں۔ اور ان پر ظاہر ہو گئیں ان اعمال کی برائیاں

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ

جو انہوں نے کئے تھے اور ان پر آنازل ہوا جس کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے اور کہا جائے گا

لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٤﴾

کہ آج ہم تم کو بھلادیں گے جیسا تم نے بھلا دیا تھا ۱ے اپنے اس دن کے ملنے کو اور تمہارا ٹھکانا دوزخ

ذَٰلِكُم بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ

ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ تم نے ہنسی بنائی تھی اللہ کی آیتوں کی اور تم

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ

کو فریفتہ کرلیا دنیا کی زندگی نے تو آج نہ یہ نکالے جائیں گے دوزخ سے اور نہ ان کو عذر معذرت

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ

قبول ہوگی پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار

الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾ ع

تمام جہان کا اور اسی کی بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں! اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

۱ے بھولنے کی سزا

یعنی دنیا میں تم نے آج کے دن کو یاد نہ رکھا تھا آج ہم تم کو مہربانی سے یاد نہ کریں گے ہمیشہ کے لئے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا۔ (تفسیر عثمانی)

بھولنے کا مطلب

جس طرح تم نے آج کی ملاقات کی تیاری ترک کردی تھی اور اس کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ میں مصدر کی اضافت ظرف کی طرف ہے۔ یعنی اپنے رب سے ملنے کے دن کی تیاری یا اعمال کا بدلہ پانے کے دن کی تیاری تم نے ترک کردی تھی۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورۃ الجاثیہ

جو شخص اس سورۃ کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ زاہدوں میں سے ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۴

اہل محشر کا خوف اور اعمال نامہ کی تقسیم کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کیلئے نجات کی بشارت اور کفار کا حال بیان فرمایا گیا اور ان کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و تحمید کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۴ / ۱۱ / ۲۰

پچیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ شوریٰ... فضائل وخواص

خاصیت آیت ا تا ٦... شفاء کا خزانہ

حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ

کسی سخت مریض کے لئے چینی کی طشتریوں پر اکیس روز تک لکھ کر پلانا بہت جلد شفا بخشتا ہے۔ آیات یہ ہیں حٰم سے وما انت علیہم الوکیل تک یہ چھ آیات شفاء کا خزانہ ہیں مگر نہار منہ سب سے اول یہی طشتری پلائی جائے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۳... بھاگے ہوئے کو واپس لانا

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

جو لڑکا شرارت کرتا ہو مسجد یا مدرسہ سے بھاگتا ہو والدین کی اطاعت نہ کرتا ہو اس کے مطیع کرنے کے لئے اس مبارک آیات کا سات مرتبہ کسی برتن میں لکھ کر اس برتن میں اسے کھانا کھلانا یا پانی پلانا اور گیارہ دن تک یہی عمل کرنا اس مرض کے لئے نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹.... رزق میں برکت کے لئے ایک مجرب عمل

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (معارف القرآن)

مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ پابندی سے یہ آیت پڑھا کرے وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا اور فرمایا کہ بہت مجرب عمل ہے آیت مندرجہ ذیل ہے۔

خاصیت آیت ۴۹.... محروم الاولاد کے لئے مجرب عمل

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝

جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہ آیت ایک سو سینتیس مرتبہ پانی پر دم کر کے فجر کی نماز کے بعد میاں بیوی دونوں پئیں۔ (اصول موتی)

سورۂ زخرف.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۳... بخیریت سفر کیلئے دُعا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وانا الی ربنا لمنقلبون

ریل یا کشتی یا جہاز یا گھوڑے وغیرہ سواریوں پر بیٹھنے سے پہلے تین مرتبہ اس آیت کا پڑھنا خدا کے فضل سے ہر ایک آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔(طب روحانی)

اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب مثال

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو رکاب میں پیر رکھتے ہی فرمایا بسم اللہ' جب جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا "الحمدلله سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پھر فرمایا "سبحنک لااله الانت قد ظلمت نفسی فاغفرلی" پھر ہنس دیئے۔ میں نے پوچھا امیرالمومنین آپ ہنسے کیوں' فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا پھر ہنس دیئے تو میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے منہ سے اللہ تعالیٰ سنتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفرلی میرے رب مجھے بخش دے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔(ابن کثیر)

خاصیت آیت ۸۸... باری کے بخار کیلئے

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

باری کے بخار کے لئے پان پر لکھ کر تین روز تک برابر کھلانا باری کے بخار کو موقوف کرتا ہے۔(طب روحانی)

سورۂ دخان.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۹ تا ۲۲... برائے حفاظت شر

اس کی آیات وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّیْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ کو ظالم قوم کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز تیرہ سو مرتبہ ان آیات کا پڑھنا مجرب اور مفید ہے۔(اصول موتی)

آیت ۲۹.... مسلمان کے مرنے پر آسمان اور زمین چالیس دن تک روتے ہیں

فما بكت الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روئیں' حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان وزمین چالیس دن تک روتے ہیں' ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کیلئے آسمان میں دو دروازے ہیں' ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال جاتے ہیں' جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو

اس نے اپنی عبادت سے آباد کر دیا تھا' جیسے سجود قعود اور ذکر اللہ وغیرہ الغرض جو بھی عبادت کی جاتی تھی اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا' بعض نے کہا کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر محمود)

خاصیت آیت ۴۰... ناجائز مجمع منقطع کرنے کیلئے

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ

ناجائز مجمع توڑنے کے لئے ان آیتوں کا ایک ہزار مرتبہ دوپہر کے وقت ظہر کی نماز سے پہلے پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ جاثیہ... فضائل وخواص

پیدائش بچہ کے وقت اس کو لکھ کر باندھنے سے تمام آسیب وموذی جانوروں سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۷ تا ۱۰... آسیب زدہ کیلئے

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا. فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اگر کوئی شخص ان آیات کو لکھ کر کسی مریض آسیب زدہ کے پاس رکھے یا یہ نقش زچہ کے پاس رکھا جائے ان شاء اللہ کبھی کوئی جن بھوت پاس نہ آئے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۲-۱۳... دریائی سفر میں حفاظت کیلئے

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

دریا میں سوار ہو کر سلامت اترنے کیلئے یا کسی اور سواری پر سوار ہو کر مع الخیر اترنے کیلئے تین مرتبہ ان آیات کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸... آسیب سے حفاظت کیلئے

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اگر کسی مکان میں آسیب کا اثر ہو یا کسی شخص پر آسیب آ کر ستاتا ہو اس آیت کا مشک عنبر وزعفران قدرے صندل سرخ سے لکھ کر مریض کے سرہانے رکھنا یا مکان کی دیوار پر چسپاں کرنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۸... عزت' نیک نامی اور صحت بدن کیلئے مجرب عمل

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر آپ کو عزت وآبرو اور وقار حاصل کرنا ہو' یا بخار کو دور کرنا ہو' یا زخم کو ٹھیک کرنا ہو' یا اچھے کاموں میں نام پیدا کرنا ہو' یا عمل کا وزن بھاری کرنا ہو تو روزانہ مذکورہ آیت سات مرتبہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ شوریٰ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص سورۂ حٰمٓ عٓسٓقٓ پڑھے فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں ڈالے وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۳) جو شخص سفر میں اس کا پانی پی لے اس کو پیاس نہیں لگتی۔

(۴) مرگی کے مریض کو اگر اس سورۃ کا پانی پلایا جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

(۵) اگر اسکے پانی سے مٹی گوندھ کر ایک لوٹا تیار کیا جائے پھر اس لوٹے سے ٹی بی کے مریض کو پانی پلایا جائے تو وہ شفایاب ہو جائیگا۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

جو آدمی رات کے وقت مقررہ پر بیدار نہ ہو سکتا ہو یا جس کا حافظہ بہت ہی کمزور ہو کہ سبق یاد نہ رہتا ہو۔ پڑھا ہوا بھول جاتا ہو وہ سفید رنگ کے پاک پیالہ میں اس شہد سے جس کو آگ کی گرمی نہ پہنچی ہو اور گلاب سے ان آیات کو لکھ کر دھو لے اور بیداری یا حافظہ کی نیت سے ہر جمعہ کے دن صبح کے بعد تین تین گھونٹ پی لے تین جمعہ تک ایسا کرے عجیب تاثیر ظاہر ہوگی۔

مذکورہ پانچوں آیات کے بہت فوائد ہیں ایک یہ ہے کہ اگر کوئی ان کو ظالم حکمران کے پاس جا کر پڑھے وہ اس کے ظلم سے محفوظ رہے گا۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھیعص کے حروف پر داہنے ہاتھ کا انگوٹھا بند کرے اور حمعسق کے حروف پر آ کر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا بند کر لے اور اس طرح پڑھے ک كَمَآءٍ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ ح ہ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ م ی يَوْمَ الْاٰزِفَةِ (آیت کے اخیر تک)

ع ع علمت نفس ما احضرت (اخیر تک) س ص والقرآن اخیر آیت تک ق.

سورۂ زخرف

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آدمی سورۂ زخرف پڑھے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں خطاب ہوگا کہ یاعباد لاخوف علیکم الیوم و لا انتم تحزنون ادخلوا الجنة بغیر حساب

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنے اونٹ

پر سوار ہوتے تو تین بار تکبیر کہہ کر فرماتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَاکُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا وَاَطْوِعَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو یہی پڑھتے اوراس پر یہ الفاظ اور بڑھا دیتے۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے تو وہ کوئی برا خواب نہیں دیکھے گا۔

(۴) اگر اس سورۃ کو لکھ کر مکان کی دیوار پر لگادے تو اس مکان والے کو تجارت میں بہت نفع ہوگا۔

(۵) اگر کسی کھانسی کے مریض کو یہ سورۃ لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر پلا دی جائے تو اسے شفاء ہوگی۔

(۶) اگر یہ سورۃ لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر مخالف عورت کو پلا دی جائے تو وہ مخالفت سے باز رہے گی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَھُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً م بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُھُوْرِہٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَۃَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْہِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

(۱) اگر کوئی شخص ریشم کے سفید کپڑے میں لکھ کر سر میں رکھے تو وہ ہدایت پر آجائیگا۔

(۲) اگر کوئی آدمی جنگل میں راہ بھول گیا ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ میری منزل کا راستہ کون سا ہے تو وہ تیمم کر کے قبلہ رخ ہو کر ان آیات کو سات بار پڑھے راستہ مل جائے گا۔

(۳) اگر کوئی آدمی کسی دینی معاملہ میں مشتبہ ہو کہ نہ معلوم اس بارے میں صحیح دینی راستہ کونسا ہے تو وہ آدھی رات کو اٹھ کر وضو کرلے اور دو رکعت نفل پڑھے۔ سلام پھیرتے ہی ان آیتوں کو پڑھتا ہوا سو جائے۔ خواب میں ضرور کوئی آکر صحیح راستہ کی رہنمائی کر جائے گا۔

(۴) اگر کوئی چوپایہ سرکش ہو اور قابو میں نہ آتا ہو تو چاند کے آخری ہفتہ میں ہرن کے چمڑا پر لکھ کر اس جانور کے گلے میں لٹکا دے۔

(۵) اگر کہیں جنگل یا دریا میں ہے تو اپنی حفاظت کے لئے اس سورۃ کو پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے گا۔

(۶) اگر حاملہ کے پیٹ کے بچہ کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو ان آیات کو ہر ہفتہ میں ایک بار شیشہ کے پیالہ میں لکھ کر عرق گلاب اور شربت عناب سے دھو کر حاملہ کو پلائے سات ہفتے تک کرتے رہیں اللہ کے فضل سے بچہ محفوظ رہے گا۔

(۷) اگر کسی دشمن کی ہلاکت منظور ہو تو ان آیات کو روزانہ رات دن پڑھ کر دشمنوں کے منہ پر پھونک دے) بہت جلد مقصد میں کامیابی ہوگی۔

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّاَکْوَابٍ وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ لَکُمْ فِیْھَا فَاکِھَۃٌ کَثِیْرَۃٌ مِّنْھَا تَاْکُلُوْنَ

جو شخص تنگدستی کا شکار ہو وہ چاند کی پہلی تاریخ جب منگل کی ہو تو اس دن سے تین روزے رکھے جب جمعہ کی رات آئے تو

پاکیزہ کپڑے پہن کر اور پاک صاف ہو کر تھوڑا سا کھانا کھائے اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے تنگدستی کے خاتمہ کے لئے دعا مانگے اور ہزار بار درود شریف پڑھ کر ستر بار ان آیات کو پڑھے اس کے بعد کثرت سے دعا مانگتا ہوا اور درود شریف پڑھتا ہوا اور ان آیتوں کی تلاوت کرتا ہوا سو جائے اس چاند میں تین بار ایسا کرے شروع میں درمیان میں اور آخر میں۔ اسے دین و دنیا کی خوشحالی نصیب ہوگی۔

سورۂ دخان

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کے وقت سورۂ حٰم الدخان پڑھے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور صبح تک اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عالم ملکوت میں سورۂ حٰمٓ کا نام "مبارکہ" ہے کیونکہ اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے برکت بھیجتے ہیں۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس سورۃ کو جمعہ کی رات کو پڑھے وہ صبح تک بخش دیا جاتا ہے اور جو جمعہ کے دن کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص جمعہ کی رات سورۂ حٰمٓ دخان اور سورۂ یٰسین کو یقین کے ساتھ ثواب کی نیت سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے سب گذشتہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔

(۵) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔

(۶) جو شخص پیچش کا مریض ہو وہ اس سورۃ کو لکھ کر دھو کر پی لے تو فائدہ ہوگا۔

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ط اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا م اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ط رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ

جو آدمی ان آیات کو شعبان کی پہلی رات میں عشاء کے بعد دس بار پڑھے پھر چودھویں رات کو تیس مرتبہ پڑھے اور پھر جو دعا مانگنی ہو مانگے بہت جلد قبول ہوگی۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ لَايَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ

جس آدمی کو اندیشہ ہو کہ میرا مد مقابل مجھے مغلوب ولا جواب کر دے گا تو وہ پاک صاف ہو کر اور پاکیزہ لباس پہن کر عصر کی نماز کے بعد ان آیتوں کو کسی پاکیزہ اور نئے سفید کپڑے میں عرق گلاب اور مشک اور زعفران اور کافور سے لکھ کر اپنی جیب میں رکھے اور اپنے مد مقابل سے ملے تو ان شاء اللہ اس پر غالب آئے گا۔

سورۂ جاثیہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص سورۂ جاثیہ پڑھے وہ قیامت کے دن حساب کے وقت نہیں ڈرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص سورۂ جاثیہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی ہر سختی و تنگی سے محفوظ رکھیں گے۔

(۳) جو آدمی اس سورت کو لکھ کر اپنے پاس رکھے یا گلے میں لٹکائے وہ ہر چغل خور کی چغل خوری سے محفوظ رہے گا اور کوئی اس کی غیبت نہیں کرے گا۔

(۴) اگر بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے گلے میں سورۂ جاثیہ لکھ کر لٹکا دی جائے تو وہ بچہ ہر سختی سے محفوظ رہے گا۔

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَفِىْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

(۱) پاک صاف ہو کر روزہ رکھے اور روزہ کے ساتھ جھاؤ کی لکڑی پر ان آیات کو لکھ کر اس لکڑی کو کنوئیں یا نہر میں چھوڑ دے۔ پھر وہاں سے پانی لے کر پودوں اور درختوں کی جڑوں میں چھڑکے گا تو وہ خوب پھلیں پھولیں گے۔ یا اپنے کاروبار کی جگہ میں کہیں چھڑکے گا تو خوب رزق ملے گا۔

ویل لکل افاک اثیم..........الیم تک اور ولقد فتناقبلهم قوم فرعون وما کانوا منظرین تک یا ولهم عذاب عظیم تک

اگر کسی آدمی سے کوئی کام کرانا ہو تو ان آیات کو اپنی داہنی ہتھیلی پر تین بار لکھ کر بند کر لے یا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی اس پر رکھ دے اور مطلوبہ آدمی کے سامنے جا کر ہتھیلی کھول دے تو وہ آدمی اس کا کام پورا کر دے گا۔

(۱) اگر کسی دشمن کی کشتی وغیرہ غرق کرنا مقصود ہو تو پکی ہوئی مٹی کی سات ٹھیکریاں لے۔ جب تہائی رات گزرنے کے بعد اٹھ کر پاک صاف ہو تو ان ٹھیکریوں میں سے ہر ایک کو تین تین بار پلٹائے اور سات بار ان پر تکبیر پڑھے پھر ان پر ان آیات کو سات دفعہ لکھ کر یہ پڑھے۔

لَا رَجْعَةَ وَلَا نَجْعَةَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا سُلْطَانَ وَلَدَيْدَ وَلَا بَطْشَ وَلَا نَصْرَ وَلَا ظَفَرَ وَلَا اِسْتِظْهَارَ وَلَا غَلَبَةَ وَلَا اِقْتِدَارَ لِفُلَانِ بِنِ فُلَانَةِ (دشمن کا نام اور اس کی ماں کا) پھر ان ٹھیکریوں کو خوب کوٹ کر کشتی یا کسی میں پھینک دے تو عجیب نظارہ دیکھے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِىَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

جو شخص جنگل یا دریا میں شکار کرنا چاہے وہ قلعی کا پیالہ لے کر جب چاند منزل فرغ موخر میں ہو اس پیالہ سے ایک تختی سے بنوا کر اس پر ان آیات کو کندہ کرا کے اس جال میں رکھ دے اور جال کو دریا یا جنگل میں جہاں ڈالے گا شکار ہر طرف سے جال میں جمع ہو جائے گا۔

اور اگر ان آیات کو جھاؤ کی لکڑی کی ایک تختی پر لکھ کر جال کے ایک سرے سے باندھ دے تو اس جال میں بہت عمدہ شکار پھنسے گا۔ اور اگر شکاری اس تختی کو جنگل میں لے جائے تو پرندے اور جانور اس شکار کے پاس آ جمع ہوں گے۔ (الدر النظیم)

پارہ ۲۶ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ الاحقاف

اس سورت کی آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب جنات کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سنا تھا۔ معتبر روایات کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے پہلے اس وقت پیش آیا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اور نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اسی زمانے میں اس قسم کے واقعات پیش آ رہے تھے کہ ایک ہی گھرانے میں والدین مسلمان ہو گئے اور اولاد مسلمان نہیں ہوئی، اور اس نے اپنے والدین کو ملامت شروع کر دی کہ وہ کیوں اسلام لائے۔ اس کے برعکس بعض گھرانوں میں اولاد مسلمان ہو گئی اور والدین مسلمان نہ ہوئے، اور انہوں نے اولاد پر تشدد شروع کر دیا۔ اس سورت کی آیات ۱۶ و ۱۷ میں اسی قسم کی صورت حال کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور اسی پس منظر میں اولاد پر ماں باپ کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ماضی میں جن قوموں نے کفر اور نافرمانی کی روش اختیار کی، ان کے برے انجام کا حوالہ دیا گیا ہے، اور قوم عاد کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس جگہ یہ قوم آباد تھی، وہاں بہت سے ریت کے ٹیلے تھے جنہیں عربی زبان میں "احقاف" کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "احقاف" ہے۔

تعارف سورۂ محمد

یہ سورت مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں، اور بیشتر مفسرین کی رائے میں جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب عرب کے کفار مدینہ منورہ کی ابھرتی ہوئی اسلامی حکومت کو کسی نہ کسی طرح زیر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے، اور اس پر حملے کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس لئے اس سورت میں بنیادی طور پر جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند رکھنے کے لئے جہاد کرتے ہیں، ان کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک بڑی تعداد ان منافقوں کی تھی جو زبان سے تو اسلام لے آئے تھے لیکن دل سے وہ کافر تھے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب جہاد اور لڑائی کی بات کی جاتی تو اپنی بزدلی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے لڑائی سے بچنے کے بہانے تلاش کرتے تھے۔ اس سورت میں ان کی مذمت کر کے ان کا برا انجام بتایا گیا ہے۔ جنگ کے دوران جو قیدی گرفتار ہوں، ان کے احکام بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ اس سورت کی دوسری ہی آیت میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیا گیا ہے، اس لئے اس کا نام سورۂ محمد (ﷺ) ہے، اور چونکہ اس میں جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں، اس لئے اس کو سورۂ قتال بھی کہا جاتا ہے۔

تعارف سورۃ الفتح

یہ سورت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی جس کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ ادا فرمائیں۔ آپ نے یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ آپ مسجد حرام میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپ کو پتہ چلا کہ قریش کے مشرکین نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکے۔ اس خبر کے ملنے پر آپ نے اپنی پیش قدمی روک دی، اور مکہ مکرمہ سے کچھ دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا (یہ جگہ آج کل "شمیسی" کہلاتی ہے) وہاں سے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ایلچی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا، تاکہ وہ وہاں کے سرداروں کو بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں، وہ صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں، اور عمرہ کر کے پرامن طور پر واپس چلے جائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ گئے تو ان کے جانے کے کچھ ہی بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے کافروں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو جمع کر کے ان سے یہ بیعت لی، (یعنی ہاتھ میں ہاتھ لے کر یہ عہد لیا) کہ اگر کفار مکہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو وہ ان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں گے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک سردار کے ذریعے قریش کے سرداروں کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہیں تو آپ اس کے لئے تیار ہیں۔ جواب میں مکہ مکرمہ سے کئی ایلچی آئے اور آخر کار ایک معاہدہ لکھا گیا جس میں محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق یہ طے ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش آئندہ دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام ۲: ۳۱۷ و فتح الباری: ۸: ۲۸۳) اسی معاہدے کو صلح حدیبیہ کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس موقع پر کافروں کے طرز عمل سے بہت غم و غصے کی حالت میں تھے، اور کافروں نے صلح کی یہ شرط رکھی تھی کہ اس وقت مسلمان واپس مدینہ منورہ چلے جائیں، اور اگلے سال آ کر عمرہ کریں۔ تمام صحابہؓ احرام باندھ کر آئے تھے، اور کافروں کی ضد کی وجہ سے احرام کھولنا ان کو بہت بھاری معلوم ہو رہا تھا، اس کے علاوہ کافروں نے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اسے واپس مکہ مکرمہ بھیجیں، اور اگر کوئی شخص مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ آئے گا تو قریش کے ذمے یہ نہیں ہوگا کہ وہ اسے واپس مدینہ منورہ بھیجیں۔ یہ شرط بھی مسلمانوں کے لئے بہت تکلیف دہ تھی، اور اس کی وجہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ ان شرائط کو قبول کرنے کے بجائے ان کافروں سے ابھی ایک فیصلہ کن معرکہ ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اسی صلح کے نتیجے میں آخر کار قریش کا اقتدار ختم ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرائط منظور کر لیں۔ صحابہ کرامؓ اس وقت جہاد کے جوش سے سرشار تھے، اور موت پر بیعت کر چکے تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے انہوں نے سر جھکا دیا، اور صلح پر راضی ہو کر واپس مدینہ منورہ چلے گئے، اور اگلے سال عمرہ کیا۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ایک واقعہ تو یہ ہوا کہ ایک صاحب جن کا نام ابوبصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا مسلمان

ہو کر مدینہ منورہ آئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کے مطابق انہیں واپس بھیج دیا، انہوں نے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے ایک درمیانی جگہ پڑاؤ ڈال کر قریش کے خلاف چھاپہ مار جنگ شروع کردی، کیونکہ وہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے پابند نہیں تھے۔ اس چھاپہ مار جنگ سے قریش اتنے پریشان ہوئے کہ خود انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ اب ہم وہ شرط واپس لیتے ہیں جس کی رو سے مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو واپس بھیجنا ضروری قرار دیا گیا تھا، قریش نے کہا کہ اب جو کوئی مسلمان ہو کر آئے تو آپ اسے مدینہ منورہ ہی میں رکھیں، اور ابو بصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس بلالیں، چنانچہ آپ نے انہیں مدینہ منورہ بلالیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ قریش کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا کہ یا تو وہ اس کی تلافی کریں، یا معاہدہ ختم کریں، قریش نے اس وقت غرور میں آکر کوئی بات نہ مانی جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام بھیج دیا کہ اب ہمارا آپ کا معاہدہ ختم ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کے آٹھویں سال دس ہزار صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ اس وقت تک قریش کا غرور ٹوٹ چکا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص خونریزی کے بغیر مکہ مکرمہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے، اور قریش کے لوگوں نے شہر آپ کے حوالے کردیا۔

سورۂ فتح میں صلح حدیبیہ کے مختلف واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے، اور صحابۂ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے کہ انہوں نے اس واقعے کے ہر مرحلے پر بڑی بہادری، سرفروشی اور اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ دوسری طرف منافقین کی بداعمالیوں اور ان کے برے انجام کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الحجرات

اس سورت کے بنیادی موضوع دو ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعظیم کا کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے، اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے کن اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلافات پیدا ہوجائے تو دوسرے مسلمانوں پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے، اور اس کے بعد وہ اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جو عام طور سے رہن سہن کے دوران آپس کے لڑائی جھگڑے پیدا کرتے ہیں، مثلاً ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، غیبت کرنا، دوسروں کے معاملات میں ناحق مداخلت کرنا، بدگمانی کرنا وغیرہ۔ نیز یہ حقیقت پوری وضاحت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے کہ خاندان، قبیلے، زبان اور قومیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے۔ تمام انسان برابر ہیں، اور اگر کسی کو دوسرے پر کوئی فوقیت ہوسکتی ہے تو وہ صرف اپنے کردار اور تقویٰ کی بنیاد پر ہوسکتی ہے۔ سورت کے آخر میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرلینا کافی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو دل سے ماننا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر اسلام کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔

''حجرات'' عربی میں ''حجرۃ'' کی جمع ہے جو کمرے کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی چوتھی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہائشی حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دینے سے منع فرمایا گیا ہے اس وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ حجرات رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ ق

اس سورت کا اصل موضوع آخرت کا اثبات ہے۔ اسلام کے عقائد میں عقیدۂ آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو انسان کے قول وفعل میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے، اور اگر یہ عقیدہ دل میں پیوست ہوجائے تو وہ ہر وقت انسان کو اس بات کی یاد دلاتا رہتا ہے کہ اسے اپنے ہر کام کا اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے، اور پھر یہ عقیدہ انسان کو گناہوں، جرائم اور ناانصافیوں سے دور رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے آخرت کی زندگی کو یاد دلانے پر بہت زور دیا ہے، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرامؓ ہر وقت آخرت کی زندگی کو بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اب جو مکی سورتیں آرہی ہیں، ان میں زیادہ تر اسی عقیدے کے دلائل اور قیامت کے حالات اور جنت اور دوزخ کی منظر کشی پر زور دیا گیا ہے۔ سورۂ قٓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فجر اور جمعہ کی نمازوں میں اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ سورت کا آغاز حروف مقطعات میں سے حرف ق سے کیا گیا ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اسی حرف کے نام پر سورت کا نام رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الذّٰریٰت

یہاں سے سورۂ حدید (سورت نمبر ۵۷) تک تمام سورتیں مکی ہیں، اور ان سب کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم، اور خاص طور پر آخرت کی زندگی، جنت اور دوزخ کے حالات اور پچھلی قوموں کے عبرت ناک انجام کا نہایت فصیح و بلیغ اور انتہائی مؤثر تذکرہ ہے۔ اس تاثیر کو کسی بھی ترجمے کے ذریعے کسی اور زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن ترجمے کے ذریعے ان کے مفہوم کو کسی درجے میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② مَا

اس کتاب کا نازل فرمانا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے ہم نے نہیں

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

پیدا کیا آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں مگر مصلحت سے

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

اور ایک وقت مقرر تک کے لئے اور جو منکر ہیں وہ اس کی جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے پرواہ ہی نہیں کرتے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے مجھ کو دکھاؤ تو کہ انہوں نے کیا پیدا کیا

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ

زمین میں یا ان کا کچھ سا جھا ہے آسمانوں میں؟ ول میرے پاس لے آؤ

بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علمی روایت اگر تم

صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

سچے ہو اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو

ول دلائل کی قسمیں:
دلائل کی اس آیت میں تین قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک عقلی دلیل جس کی نفی کے لئے فرمایا ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرک فی السموات دوسری قسم دلیل نقلی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں دلیل نقلی وہ ہی معتبر ہو سکتی ہے جو خود حق تعالیٰ کی طرف سے آئی ہو جیسے آسمانی کتابیں تورات انجیل اور قرآن وغیرہ یا اُن حضرات کے اقوال جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول و نبی منتخب کیا ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

الربع السادس والعشرون ۲۶

خاصیت: آیت ۱ تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم

جو اس کو جواب تک نہ دے قیامت کے دن تک ف۱ اور ان کو

عن دعائھم غفلون ۝۵ واذا حشر الناس کانوا لھم

ان کے پکارنے تک کی خبر نہیں اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو یہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے

اعداء وکانوا بعبادتھم کفرین ۝۶ واذا تتلی علیھم

اور ان کی عبادت کے منکر بن جائیں گے۔ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی

ایتنا بینت قال الذین کفروا للحق لما جاءھم

آیتیں تو منکر کہتے ہیں حق بات کو جب کہ وہ ان تک آپہنچی کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

ھذا سحر مبین ۝۷ ام یقولون افترىہ قل ان افتریتہ

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے اپنے دل سے بنا لیا ہے کہہ دے کہ اگر

فلا تملکون لی من اللّٰہ شیئا ھو اعلم بما

اسکو میں بنا لایا ہوں تو تم میرے اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں آسکتے! ف۲ اللہ خوب جانتا ہے

تفیضون فیہ کفی بہ شھیدا بینی وبینکم

جن باتوں میں تم لگے رہتے ہو! وہ شاہد کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان

وھو الغفور الرحیم ۝۸ قل ما کنت بدعا من الرسل

اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ دے کہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا

وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما

اور میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جائیگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ؟ ف۳ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میری طرف

ف۱ کیونکہ بتوں میں تو سننے ہی کی قابلیت نہیں اور جو معبود جاندار ہیں ان میں کامل قدرت نہیں اور فرشتے وغیرہ انکے افعال سے راضی نہیں تو جو شخص دلیل سے عاجز ہوکر بلکہ شرک کے باطل ہونے پر دلیل سن کر بھی اس سے باز نہ آوے اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں۔

ف۲ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دھوکے سے پوری طرح بچاتا ہے تو اگر میں نے یہ قرآن اپنے آپ بنا کر خدا کے ذمہ لگایا ہوگا تو وہ مجھ کو نبوت کے جھوٹے دعویٰ پر جلدی ہلاک کر دیگا اور نبوت کے جھوٹے دعویٰ پر سزا ہونا ایسی ضروری ہے کہ میرا کوئی حامی و مددگار بھی اسکو ہٹا نہیں سکتا سو اب دیکھ لو میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہوں اور زندگی بھر کرتا رہوں گا اور اب تک بھی خدا کے قہر سے محفوظ ہوں اور آئندہ بھی بچا رہونگا معلوم ہوا کہ میرا دعویٰ غلط نہیں اور یہ قرآن خدا کا کلام ہے اور حق تعالیٰ میرے ہاتھ سے معجزے بھی ظاہر فرما رہے ہیں جس سے خود شبہ ہو سکتا ہے کیونکہ جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر حق تعالیٰ معجزے ظاہر نہیں فرمایا کرتے۔

ف۳ شان نزول:

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے میں نہیں جانتا کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ رہا آخرت کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں اور کافر دوزخ میں ہونگے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے جب صحابہؓ پر تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک روز مکہ میں ہی خواب دیکھا جیسے سوتا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ ایک ہموار (غیر مزروعہ) زمین ہے جس میں کھجور کے درخت ہیں اور آپ ترکِ وطن کرکے اسکی طرف گئے ہیں۔ جو خواب سن کر صحابہؓ نے عرض کیا آپ ہجرت کرکے وہاں کب جائینگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس پر آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم نازل ہوئی۔ یعنی میں نہیں جانتا کہ میں اسی جگہ جگہ رہوں گا یا میں اور تم یہاں سے نکل کر اس سر زمین میں چلے جائیں گے جو میرے سامنے (خواب میں) لائی گئی تھی۔ (تفسیر مظہری)

يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

وحی کی جاتی ہے اور میں تو صاف طور پر ڈر سنا دینے والا ہوں۔ کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کو نہ مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ

مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ

بنی اسرائیل میں سے اسی طرح کی ایک کتاب کی پھر وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ وَقَالَ الَّذِيْنَ

(تو اس صورت میں تمہارا کیا انجام ہوتا ہے) بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ستمگار لوگوں کو

كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ

اور کافر کہنے لگے مسلمانوں کی نسبت کہ اگر (دین اسلام) بہتر ہوتا تو یہ ہم سے پہلے نہ دوڑ پڑتے ﴿ف۱﴾

لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝١١ وَمِنْ

اس کی طرف اور جب اس کے ذریعہ سے ہدایت نہ پائی تو یہ لوگ اب کہیں گے کہ یہ تو قدیمی

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ

جھوٹ ہے اور قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی پیشوا اور رحمت! اور ایک یہ کتاب ہے (توریت کی)

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَبُشْرٰى

تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تاکہ ڈرائے گناہ گاروں کو اور خوشخبری نیکوں کاروں کے لئے ہے

لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اسی عقیدے پر) قائم رہے تو نہ ان پر

ف۱ شان نزول:

(۱) ابن جریر نے قتال کا بیان نقل کیا ہے کہ کچھ مشرکوں نے کہا تھا' ہم بڑی عزت والے ہیں ہم (ان مسلمانوں سے) افضل ہیں اگر یہ مذہب بہتر ہوتا تو فلاں فلاں شخص ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲) ابن المنذر نے بروایت عون بن ابی شداد بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک باندی جس کو زنیرہ کہا جاتا تھا آپ سے پہلے ایمان لے آئی تھی۔ حضرت عمرؓ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کو اتنا مارتے تھے کہ اس کے اوسان خطا ہو جاتے تھے' اور کفار قریش کہا کرتے تھے کہ اگر اسلام کوئی اچھی چیز ہوتا تو زنیرہ ہم سے سبقت نہیں لے جاسکتی اس پر زنیرہ کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔ ابن سعد نے ضحاک اور حسن کی روایت سے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۰ — ۱ کارخانہ قدرت کی طرف متوجہ کر کے مشرکین کو توحید کی دعوت دی گئی۔
۱ منکرین کی بہتان طرازی اور اس کا جواب دیا گیا۔ نبوت کے دلائل اور پیغمبر کا کام بیان فرمایا گیا۔ قرآن کی حقانیت پر علمائے یہود کی گواہی کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہی لوگ جنتی ہیں سدا وہیں رہیں گے

الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾

ان اعمال کا بدلہ جو وہ کرتے تھے اور ہم نے حکم دیا آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسٰنَ بِوٰلِدَيْهِ إِحْسٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ

اس کو پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے تکلیف سے اور اس کو جنا تکلیف سے

كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ

اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے

شَهْرًا ۖ حَتّٰىٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهٗ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

میں ہے ف۱ یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی جوانی کو اور پہنچا چالیس

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ

برس (کی عمر) کو ف۲ کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وٰلِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صٰلِحًا

کہ میں شکر ادا کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ کو کیا اور میرے ماں باپ پر کیا

تَرْضٰىهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ

اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور نیک بختی پیدا کر میری اولاد میں میں رجوع

وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٥﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ

لایا تیری طرف اور میں مسلمانوں میں ہوں یہی لوگ ہیں جن سے ہم قبول فرماتے ہیں

ف۱ اگر ماں باپ مسلمان ہیں تب تو دین کی نعمت بھی ورنہ دنیوی نعمت تو ظاہر ہے اور ماں باپ کی نعمت کا اثر اولاد پر بھی پہنچتا ہے چنانچہ انکے وجود اور زندگی کی بدولت تو خود اولاد کا وجود ہی ہوتا ہے اور دینی نعمت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انکی قولی اور فعلی تعلیم اولاد کیلئے علم و عمل کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔

ف۲ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی: یہ سب حالات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہیں انہیں کا بیان بلفاظ عام اس حکمت سے کیا گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اسکی ترغیب ہو کہ وہ بھی ایسا ہی کیا کریں اور اسکی دلیل وہ روایت ہے جو قرطبی نے بروایت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کے مال سے تجارت کا قصد فرمایا اور ملک شام کا سفر کیا تو اس سفر میں ابوبکر صدیق آپکے ساتھ تھے اس وقت اُنکی عمر اٹھارہ سال کی تھی جو مصداق ہے بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا۔ پھر اس سفر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے حالات دیکھے کہ وہ آپکے گرویدہ ہو گئے کہ سفر سے واپسی کے بعد ہر وقت آپکے ساتھ رہنے لگے یہاں تک کہ جب آپکی عمر شریف چالیس سال کی ہوگئی اور آپکو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا شرف عطا فرمایا اس وقت ابوبکرؓ کی عمر اڑتیس سال تھی۔ مردوں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا پھر جب اُنکی عمر چالیس سال کی ہوگئی اس وقت یہ دعا مانگی جو اوپر آیت میں مذکور ہے رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اور یہی مصداق ہے بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً کا اور جب یہ دعا مانگی اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ تو اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اُنکو نو ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنیکی توفیق بخشی جو مسلمان ہو گئے تھے اور اُنکے مالک اُنکو اسلام لانے پر طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے اسی طرح اُنکی دعا وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ بھی قبول ہوئی اُنکی اولاد میں کوئی ایسا نہ رہا جو ایمان نہ لایا ہو اسی طرح صحابۂ کرام میں یہ خصوصیت حق تعالیٰ نے صدیق اکبر ہی کو عطا فرمائی کہ وہ خود بھی مسلمان ہوئے والدین بھی اولاد بھی اور سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ

بہتر سے بہتر کام جو انہوں نے کئے اور درگزر کرتے ہیں ان کی خطاؤں سے

اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

جنت کے لوگوں میں! وعدہ سچا جو ان سے کیا جاتا تھا ؎۱

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ

اور جس نے کہا اپنے والدین سے کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے

وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ

وعدہ دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکے بہتیرے قرن مجھ سے پہلے؟

وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ

اور ماں باپ فریاد کرتے ہیں اللہ سے (اور بیٹے سے کہتے ہیں) کہ تجھ پر افسوس ایمان لے آ بیشک

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

اللہ کا وعدہ برحق ہے! پھر یہ شخص کہتا ہے کہ یہ تو نرے اگلوں کے افسانے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

ثابت ہوا وعدہ عذاب ان امتوں کے شمول میں جو گزر چکیں ان سے پہلے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

جنات اور انسان کی! بیشک وہ گھاٹا پانے والے تھے اور ہر ایک کے درجے ہیں اپنے اعمال کے موافق!

مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ

اور تا کہ اللہ ان کو پوری پوری ان کے اعمال کی (جزا) دے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور جس دن

؎۱ حضرت عثمانؓ کی فضیلت:

حضرت یوسف بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ اہل بصرہ پر غالب آگئے اُس وقت میرے پاس (حضرت) محمد بن حاطبؓ آئے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے میں حضرت علیؓ کے پاس تھا اور اس وقت حضرت عمارؓ حضرت اشترؒ حضرت محمد بن ابو بکر بھی تھے۔ بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا ذکر نکالا اور کچھ گستاخی کی' حضرت علیؓ اس وقت تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ آپ کے سامنے تو آپ کی اس بحث کا صحیح محاکمہ کرنے والے موجود ہی ہیں' چنانچہ سب لوگوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ الخ قسم خدا کی یہ لوگ جن کا ذکر اس آیت میں ہے حضرت عثمانؓ ہیں اور ان کے ساتھی۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ راوی یوسف کہتے ہیں میں نے محمد بن حاطب سے پوچھا سچ کہو تمہیں خدا کی قسم تم نے خود حضرت علیؓ کی زبانی یہ سنا ہے؟ فرمایا ہاں قسم خدا کی میں نے خود حضرت علیؓ سے یہ سنا ہے۔

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ۔ ہم ان کی برائیوں سے درگزر کرتے ہیں یعنی ان کو کسی برائی کی سزا نہیں دیں گے (سب معاف کر دیں گے)۔

يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ

لائے جائیں گے کافر آگ پر (ان سے کہا جائے گا کہ) تم لے چکے اپنے مزے اپنی دنیا کی

فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

زندگی میں اور ان سے فائدہ اٹھا چکے آج تم کو سزا دی جائے گی ذلت کے

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ

عذاب کی اس لئے کہ تم تکبر کیا کرتے تھے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ

ناحق اور اس سبب سے کہ تم بدکاری کیا کرتے تھے ف۱ اور یاد کر عاد کے بھائی (ہود) کو

اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ

جب اس نے ڈرایا اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں اور آ چکے تھے ڈرانے والے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْٓ

ان کے آگے سے اور پیچھے سے کہ کسی کی عبادت نہ کرو اللہ کے سوائے میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

بڑے دن کے عذاب کا وہ لگے کہنے کہ کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آیا ہے تاکہ ہم کو باز رکھے

لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

ہمارے معبودوں سے سو تو ہم پر لا نازل کر جس کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔ ہود نے کہا

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ

کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تم کو پہنچائے دیتا ہوں جو میرے

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ کو نصیحت

امام احمد نے حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت سے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا عیش پرستی سے بچنا' اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علیؓ کی روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص تھوڑے سے رزق پر اللہ سے راضی ہوگا اللہ (اسکے) تھوڑے عمل سے راضی ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۰ / ۲

کفار کی خود رائی اور قدیم سچائی کو بیان فرما کر اہل ایمان کو جنت کی بشارت دی گئی۔ والدین کے حقوق اور ماں سے حسن سلوک کی تائید کی گئی۔ سعادت مند حضرات کی دعا ذکر فرمائی گئی۔ نافرمان اولاد کے سلسلہ میں والدین کی کاوش اور بدبختوں کا انجام ونقصان ذکر کیا گیا۔ کفار کے نیک اعمال کا اجر اور حق سے اعراض کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

حسن کی روایت ہے کہ اہل بصرہ کا وفد حضرت ابوموسیٰؓ کیساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ کی روٹی روزانہ کسی چیز سے آلودہ ہوتی تھی۔ کبھی ہم روغن کے سالن سے اسکو آلودہ پاتے کبھی خشک گوشت کا ابلا ہوا قیمہ ہوتا کبھی تازہ گوشت کا سالن ہوتا لیکن ایسا کم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ہم سے فرمایا' خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کو میرا کھانا ناپسند ہے اور تم اس سے نفرت کرتے ہو لیکن بخدا اگر میں چاہتا تو تم سب سے زیادہ لذیذ کھانا کھاتا اور بڑے مزے کی زندگی گزارتا خدا کی قسم میں مرغ آبیوں پر بٹیروں سے ناواقف نہیں ہوں لیکن اللہ نے عار دلائی ہے (لذت کوش) لوگوں کو اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔

(منہ بَرَّدَ اللّٰهُ مَضْجَعَهٗ) (تفسیر مظہری)

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا

ہاتھ بھیجا گیا ہے ولیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت کرتے ہو

رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

تو جب انہوں نے اس ابر کو دیکھا کہ سامنے آیا

مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا

انکے نالوں بولے یہ ابر ہے وا ہم پر برسے گا کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا

ہے جس میں عذاب ہے دردناک اکھاڑ مارے گی ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے تو یہ لوگ

لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

ایسے ہو گئے کہ کچھ نظر نہیں آتا ان کے گھروں کے سوا! اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں گنہگار لوگوں کو

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ایسے کاموں کا جو تم کو مقدور نہیں دیا اور ان کو دیئے تھے

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْــِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

کان اور آنکھیں اور دل تو نہ کام آئے ان کے کان اور نہ ان کی

سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْــِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ

آنکھیں اور نہ ان کے دل کسی چیز میں اس لئے کہ وہ انکار کرتے تھے

كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اللہ کی آیتوں کا اور ان کو آ گھیرا اس (عذاب) نے جس کی وہ ہنسی

وا قوم عاد پر دو سال سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ جب بادل کو سامنے سے آتے دیکھا تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ جو ہم کو نظر آ رہا ہے بادل ہے جو برسے گا پانی برسائیگا۔ اللہ نے یا حضرت ہودؑ نے فرمایا یہ بادل نہیں ہے بلکہ یہ وہ عذاب ہے جسکی تم جلدی مچاتے تھے یہ ایک آندھی ہے جسکے اندر عذاب الیم ہے۔

سب سے پہلے عذاب ہونیکی شناخت انکو اس وقت ہوئی جب بستی کے باہر کی چیزیں انہوں نے ہوا میں اڑتی ہوئی دیکھیں، یہ سماں دیکھ کر وہ اپنے گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر لئے لیکن طوفان نے انکے دروازے توڑ دیئے اور سب لوگوں کو زمین پر دے پٹکا پھر بحکم خدا طوفانی ریت ان پر آ پڑی اور سب ریت کے نیچے دب گئے یہ آندھی سات رات اور آٹھ دن چلتی رہی ایک ہفتہ کے بعد طوفانی ریت اڑ گئی اور انکی لاشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ہودؑ کو جب طوفان کا احساس ہوا تو فوراً مومنوں کو لیکر ایک حصار میں داخل ہو گئے۔

اچانک چند بادل سیاہ رنگ کے سامنے سے گذرنے لگے تو ان میں سے ایک آواز آئی ان میں جو بادل چاہے اختیار کرے اس نے ان بادلوں میں سے سیاہ ترین بادل اختیار کر لیا فوراً اس میں سے آواز آئی خذھار مادلو ملذا الخ یعنی لے لے یہ بادل اس طرح کہ جلا کر راکھ کر دینے والے شعلے اور ریزہ ریزہ کر دینے والا کہ قوم عاد میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے تو ایک آندھی چلی جس نے پوری بستی ہلاک کر دی اور کوئی مکان باقی نہ بچا کہ وہ منہدم نہ ہو گیا ہو اور درخت جڑوں سے اکھڑ گئے اور یہ تن آور اور طاقت ور ڈیل ڈول والے زمین پر بکھرے ہوئے پڑے تھے جیسے کہ کھجور کے درخت اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہوں گے كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ یہ آندھی مسلسل سات راتوں اور آٹھ تک چلتی رہی۔ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا۔

علامہ آلوسیؒ نے ایک روایت کے مضمون میں یہ بیان کیا کہ سب سے پہلے اس عذاب کو ایک عورت نے دیکھا کہ ایک ہوا کا جھونکا ان کی بستی کی طرف اٹھا جس میں دہکتی ہوئی آگ کے شعلے تھے۔

(ابن ابی شیبہ بحوالہ تفسیر روح المعانی)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى

اُڑایا کرتے تھے اور ہم نے ہلاک کر ماریں جتنی تمہارے آس پاس بستیاں ہیں

وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ

اور ہم نے پھیر پھیر کر نشانیاں بیان کیں تا کہ وہ باز آ جائیں تو ان کی انہوں نے کیوں مدد نہ کی

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

جن کو معبود بنا رکھا تھا اللہ کے سوا تقرب کے لئے بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے! اور یہی تو تھا

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِذْ

ان کا جھوٹ اور وہ جو افترا کیا کرتے تھے اور (یاد کر) جب ہم نے

صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا

متوجہ کیا تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو کہ وہ سننے لگے قرآن تو جب

حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

پیغمبر کے پاس آ پہنچے (ایک دوسرے سے) بولے کہ خاموش رہو پھر جب پڑھنا تمام ہوا تو وہ لوٹ

مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

گئے اپنی قوم کی جانب ڈراتے ہوئے ف۱ کہنے لگے کہ اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو نازل

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ

ہوئی ہے موسیٰ کے بعد سچا بتاتی ہے تمام (کتابوں کو) ہدایت کرتی ہے سچے دین

اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ

اور ایک سیدھے رستہ کی جانب اے ہماری قوم کہا مان لو اللہ کی طرف بلانے

خلاصہ رکوع ۴

سابقہ اقوام میں سے ہود علیہ السلام اور ان کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کے مطالبہ کا جواب اور عذاب کی کیفیت کو ذکر فرمایا گیا۔ کفار مکہ کو تنبیہ اور استہزا کا نتیجہ ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ جنات کا مسلمان ہونا

بعثت محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شہب کی مار پڑنے لگی، جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جسکی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ ان میں سے ایک جماعت "بطن نخلہ" کی طرف گذری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کیساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کیلئے ادھر پھیر دیا قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب اور موثر و دلکش معلوم ہوئی اور اسکی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو آخر قرآن نے انکے دلوں میں گھر کر لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے۔ بہر حال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و ایقان لیکر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔ انکی مفصل باتیں سورہ "جن" میں ہیں۔ احادیث میں معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے آنے جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مفصل حال اسکے بعد وحی کے ذریعہ سے معلوم کرایا گیا۔ کما قال تعالیٰ "قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الخ" (جن رکوع ۱) بعدہ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کیلئے انکے وفود حاضر خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بناء پر دعویٰ کیا ہے کہ چھ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات کی۔ اس لئے روایات میں جو اختلاف انکے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہوتا ہے اسکو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۲۹ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

والے کا اور اس پر ایمان لے آؤ تا کہ اللہ تمہارے لئے بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو پناہ میں رکھے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ

دردناک عذاب سے ف۱ اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو نہ

بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ

تھکا سکتا ہے زمین میں بھاگ کر اور نہ اس کے لئے اللہ کے سوائے مددگار ہیں

اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا دیکھتے نہیں کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ

پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور نہ تھکا ان کے پیدا کرنے میں میں وہ اس پر قادر ہے

عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

کہ جلا اٹھائے مردوں کو! ہاں بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا

اور جس دن کافر سامنے لائے جائیں گے آگ کے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

برحق نہیں؟ وہ کہیں گے ضرور برحق ہے قسم ہے اپنے پروردگار کی! فرمائے گا اچھا تو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

چکھو اس سبب سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ پس تو صبر کر جیسا صبر کیا ہمت والے پیغمبروں نے

ف۱ جنات کو کفر اور معصیت سے عذاب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور ایمان و اعمال صالحہ پر ان کو جنت اور ثواب ملنے میں اختلاف ہے اکثر علماء تو اس کے قائل ہیں کہ ایمان اور نیک اعمال سے ان کو جنت اور ثواب ملے گا کیونکہ شریعت کی عام نصوص اور حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے بالخصوص لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ حوروں کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان کو نہ اس سے پہلے کسی انسان نے چھوا نہ جن نے تو اگر جنات کے چھونے کا احتمال ہی نہ تھا تو ان کے ذکر کی اس جگہ کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ جنات بھی حوروں کو چھوڑ سکتے ہیں دوسرے سورہ انعام میں انسان اور جنات کے ذکر کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لکل درجت مما عملوا کہ ہر ایک کو اپنے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے غایت احتیاط کی وجہ سے چونکہ اس بارہ میں کوئی صاف اور صریح نص موجود نہ تھی اس میں توقف فرمایا ہے اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہو گیا ہے کہ وہ جنات کے جنت میں نہ جانے کے قائل ہیں تو غالباً اسی توقف کے بیان میں ناقلین کو غلطی ہوئی ہے۔

خاصیت: آیت ۳۳ تا ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ

اور (عذاب کی) جلدی نہ مچا ان کے لئے ف۱ یہ لوگ جس دن

مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَٰغٌ ۚ فَهَلْ

اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (ان کو ایسا معلوم ہوگا) گویا ٹھہرے ہی نہیں

يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝٣٥

مگر ایک گھڑی دن یہ پیغام کا پہنچا دینا ہے اب وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان ہیں

سُورَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَلَاثُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ محمد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) روکا اللہ کے راستہ سے اللہ نے گئے گزرے کر دیئے

أَعْمَالَهُمْ ۝١ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا

ان کے اعمال ف۲ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اس کو مانا

بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ

جو نازل ہوا محمد پر اور وہی سچا دین ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اللہ نے ان سے دور کر دیا

سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

ان کی خطاؤں کو اور درست کر دیا ان کی حالت کو یہ اس سبب سے کہ جو کافر ہیں

تعبیر سورہ الاحقاف

جو شخص اس کی خواب میں تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہوگا لیکن آخری عمر میں اس کو اچھی توبہ نصیب ہوگی۔

ف۱ حضور ﷺ کی تسلی

یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی۔ تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ ایک میعاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے (تنبیہ) بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۹

دیگر اقوام کی ہلاکت سے عبرت کی دعوت دی گئی۔ جنات کا قبول اسلام اور قرآن کے حق میں گواہی اور اپنی قوم کو دعوت کا ذکر فرمایا گیا۔ یہود کے عقیدہ کی تردید اور ان کے اقرار کو ذکر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

ف۲ اس سورۃ کا نام "قتال" ہونے کی وجہ

سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام قتال بھی ہے کیونکہ جہاد وقتال کے احکام اس میں بیان ہوئے ہیں۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ہی یہ سورت نازل ہوئی یہاں تک کہ اس کی ایک آیت كَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ وہ مکی آیت ہے کیونکہ اسکا نزول اس وقت ہوا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی نیت سے مکہ معظمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی بستی اور بیت اللہ پر نظر کر کے آپ نے فرمایا کہ ساری دنیا کے شہروں میں مجھے تو ہی محبوب ہے اگر اہل مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں خود اپنے اختیار سے مکہ مکرمہ نہ چھوڑتا۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ

وہ چلے جھوٹ بات پر اور جو ایمان لائے انہوں نے پیروی کی سچے دین کی جو ان کے

مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا

پروردگار کی طرف سے ہے یوں اللہ بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے ان کے حالات تو جب

لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ

تمہاری مڈ بھیڑ ہو جائے کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو! یہاں تک کہ جب ان میں

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً

خوب خون بہا چکو تو مضبوط قید کرو۔ پھر یا احسان کرنا اس کے بعد اور یا معاوضہ لینا ف۱

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛۚ ذٰلِكَ ؕۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ

یہاں تک کہ لڑائی رکھ دے اپنے ہتھیار یہ (حکم ہے) اور اگر اللہ چاہتا

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

تو خود ان سے انتقام لیتا ولیکن وہ چاہتا ہے کہ آزمائے تم میں ایک کو دوسرے سے!

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾

اور جو لوگ قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں تو اللہ ہرگز نہ اکارت کرے گا ان کے اعمال۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۚ﴿۵﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

وہ ان کو ہدایت دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ اور ان کو داخل فرمائے گا جنت میں

عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ

جس کا حال ان کو بتا دیا ہے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری

مع ۱۳

ف۱ جنگ بدر میں جو ستر آدمی گرفتار ہوئے تھے، انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی اکثریت کے مشورے سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا تھا، اس پر سورہ انفال (۸:۶۷۔۶۸) میں اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب تک کافروں کی طاقت اچھی طرح کچلی نہیں جاتی، اس وقت تک قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا صحیح نہیں تھا، کیونکہ ان حالات میں دشمنوں کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کی طاقت کو اور مضبوط کیا جائے۔ سورہ انفال کی ان آیتوں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا تھا کہ شاید آئندہ بھی جنگی قیدی قیدیوں کو چھوڑنا جائز نہ ہو۔ اس آیت نے یہ وضاحت فرمادی کہ اس وقت قیدیوں کو چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا جو اظہار فرمایا تھا، وہ اس لئے کہ دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچلے بغیر انہیں رہا کردیا گیا لیکن جب ان کی طاقت کچلی جا چکی ہو تو اس وقت انہیں چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مسلمان حاکم کے لئے دونوں صورتیں جائز ہیں، چاہے کوئی فدیہ یعنی معاوضہ لئے بغیر احسان کے طور پر انہیں چھوڑ دیا جائے، یا کوئی فدیہ لے کر چھوڑا جائے۔ چنانچہ اس آیت کی روشنی میں اسلامی حکومت کو چار قسم کے اختیار حاصل ہیں، ایک یہ کہ قیدیوں کو بلا معاوضہ احسان کے طور پر چھوڑ دے، دوسرے یہ کہ ان سے کوئی فدیہ یا معاوضہ لے کر چھوڑے جس میں جنگی قیدیوں کا تبادلہ بھی داخل ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ان کو زندہ چھوڑنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ مسلمان کے لئے خطرہ بنیں گے تو انہیں قتل کرنے کی بھی گنجائش ہے جیسا کہ سورہ انفال (۸:۶۷۔۶۸) میں بیان فرمایا گیا ہے، اور چوتھے یہ کہ اگر ان میں یہ صلاحیت محسوس ہو کہ وہ زندہ رہ کر مسلمانوں کیلئے خطرہ بننے کے بجائے اچھی خدمات انجام دے سکیں گے تو انہیں غلام بنا کر رکھا جائے، اور ان اسلامی احکام کے مطابق رکھا جائے جو غلاموں کے ساتھ

يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا

مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں جما دے گا اور جو منکر ہیں ان کو ٹھوکر لگتی ہے

لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ

اور اللہ نے حبط کر لئے ان کے اعمال یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اس کو پسند نہ کیا

اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝٩ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا

جو اللہ نے نازل فرمایا تو اکارت کر دیا ان کا کیا کرایا۔ کیا یہ چلے پھرے نہیں ملک میں پس دیکھتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

کہ کیسا انجام ہوا ان کا جو ان سے پہلے تھے اللہ نے ان کو ہلاک کر مارا

وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝١٠ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا

اور کافروں کو ایسی ہی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا کارساز ہے

وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ۝١١ ع إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ

اور کافروں کا کوئی بھی کارساز نہیں ف۱ اللہ داخل فرمائے گا

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جنتوں میں کہ بہتی ہیں ان کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ

نیچے نہریں! اور جو کافر ہیں وہ رہتے بستے اور کھاتے ہیں

كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَأَيِّن مِّن

جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کا ٹھکانا ہے اور بہتیری بستیاں جو زیادہ تھیں

حسن سلوک کی تاکید کرتے ہیں، اور انہیں بھائیوں کا سا درجہ دیتے ہیں، ان چار صورتوں میں سے کوئی صورت لازمی نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت حالات کے مطابق کسی بھی صورت کو اختیار کر سکتی ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب دشمنوں سے جنگی قیدیوں کے بارے میں کوئی معاہدہ نہ ہو اگر کوئی ایسا معاہدہ ہو تو مسلمانوں پر اس کی پابندی لازم ہے آج کل بین الاقوامی طور پر اکثر ملکوں نے جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ معاہدہ کیا ہوا ہے کہ وہ قیدیوں کو قتل نہ کریں گے اور غلام بنائیں گے جو ممالک اس معاہدے میں شریک ہیں اور جب تک شریک ہیں ان کیلئے اس کی پابندی شرعاً بھی لازم ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

کفار کی ہٹ دھرمی اور دین کی سچائی کو ذکر فرمایا گیا۔ باطل سے مقابلہ کے سلسلہ میں ہدایات اور جہاد کی حکمت ذکر فرمائی گئی۔ شہداء کی کامیابی اور کفار کی بربادی و ہلاکت کو ذکر کر کے اہل مکہ کو عبرت کی دعوت دی گئی۔

ع ۱ ۱۱ ۵

ف۱ لفظ مولی کے دو معنی ہیں کارساز و مددگار اور مالک پس حق تعالیٰ پہلے معنے کے اعتبار سے کفار کے مولیٰ نہیں ہیں اور دوسرے معنے کے اعتبار سے وہ ان کے بھی مولی ہیں کیونکہ مالک تو وہ سب کے ہیں پس دوسری جگہ جو فرمایا ہے ثم ردوا الی اللہ مولا ھم الحق کہ پھر سب کفار حق تعالیٰ اپنے مولیٰ حقیقی کی طرف لے جائیں گے سو وہاں کے معنے مالک کے ہیں اور یہاں جو فرمایا ہے کہ کفار کے لئے کوئی مولیٰ نہیں یہاں مددگار اور کارساز کے معنی ہیں۔

خاصیت: آیت ۹،۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيٓ أَخْرَجَتْكَ ۚ

قوت میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو جلاوطن کر دیا ہم نے ان کو ہلاک کر مارا

أَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا بھلا وہ شخص جو اپنے پروردگار کے روشن طریقہ پر ہو اس کی برابر ہو سکتا

رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ

ہے جس کی نظر میں بھلی کر دکھائی گئی اس کی بدکاری اور وہ چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر؟ اس بہشت کی

الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۖ فِيْهَآ أَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ

صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی کہ جس میں

اٰسِنٍ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ

بدبو نہیں ف۱ اور نہریں ہیں ایسے دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور نہریں ہیں ایسی شراب کی جس میں

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ

لذت ہے پینے والوں کے لئے اور نہریں ہیں صاف کئے ہوئے شہد کی اور ان کے لئے وہاں ہر قسم

وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ

کے میوے اور مغفرت ہے ان کے پروردگار کی طرف سے (بھلا یہ لوگ اس کے مانند ہو سکتے ہیں) جو

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

ہمیشہ آگ میں رہے گا اور انکو پلایا جائے گا کھولتا ہوا پانی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا ان کی انتڑیوں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۚ حَتّٰىٓ إِذَا خَرَجُوْا مِنْ

کو؟ اور لوگوں میں بعض شخص ایسا ہے کہ کان لگاتا ہے تیری طرف یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں

ف۱ اعلیٰ ترین جنت کی دعا مانگو:
ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جب تم اللہ سے جنت کے لئے دعا مانگو تو فردوس کا سوال کیا کرو کیونکہ فردوس جنت کا درمیانی اور اعلیٰ ترین مقام ہے جس سے تمام نہریں جنت کی بہہ رہی ہیں اور اس کے اوپر عرش رحمٰن ہے۔ (معارف کاندھلوی)

جنت میں دریاء:
حضرت معاویہ بن حیدہ نے بیان کیا میں نے خود سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جنت کے اندر پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر (ہر ایک سے) نہریں نکالی گئی ہیں۔ رواہ البیہقی والترمذی۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ سے پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ رواہ ابن حبان و الحاکم والبیہقی والطبرانی وابن ابی حاتم۔ جنت کی نہریں سطح زمین کے اوپر ہیں مسروق کا بیان ہے کہ جنت کی نہریں بغیر گڑھے کے (ہموار سطح پر) بہتی ہیں۔ رواہ ابن المبارک والبیہقی۔ حضرت انس راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم خیال کرتے ہو کہ جنت کی نہریں زمین کے گڑھے (میں بہتی) ہوں گی۔ نہیں خدا کی قسم۔ وہ روئے زمین پر رواں ہوں گی اس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیمے ہوں گے اور اس کی مٹی خالص مشک ہوگی۔

سیحون، جیحون، فرات اور نیل:
حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل سب جنت کی نہروں سے ہیں۔ رواہ مسلم۔ حضرت عمروؓ بن عوف راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار (دریا) جنت کی نہریں (دریا) ہیں نیل، فرات، سیحون اور جیحون اور چار پہاڑ جنت کے پہاڑ ہیں، اُحد، طور، لبنان اور ورقان کعب احبار نے کہا جنت کے اندر دریائے نیل شہد کا دریا ہے اور دریا دجلہ دودھ کا دریا ہے فرات شراب کا دریا ہے اور دریائے سیحون پانی کا دریا ہے (یعنی جنت کے اندر جن دریاؤں کے یہ دنیوی نام ہیں ان کی حقیقت شہد دودھ شراب اور پانی ہے) رواہ البیہقی

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ

تیرے پاس سے تو کہتے ہیں ان لوگوں سے جنکو علم عطا ہوا ہے کہ (کیوں جی) پیغمبر نے کیا کہا تھا؟ ف۱ یہ وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

جن کے دلوں میں مہر لگادی ہے اور چلتے ہیں اپنی خواہشات پر اور جو لوگ ہدایت پر ہیں

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

ان کو اللہ نے زیادہ ہدایت دی اور ان کو عطا فرمائی ان کی پرہیزگاری تو کیا یہ لوگ بس

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر آ کھڑی ہو ایک دم سے! تو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں

جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ

پھر ان کو سمجھنا کہاں نصیب ہوگا قیامت ان پر آپہنچے گی سو تو جانے رہ کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

سوائے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے لئے اور مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ

اور عورتوں کیلئے ف۲ اور اللہ جانتا ہے تمہارے چلنے اور پھرنے اور تمہارے ٹھہرنے کی جگہ کو اور مسلمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل کی جاتی کوئی سورۃ (جہاد کے بارے میں) پھر جب نازل کی جائے گی

مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کوئی سورۃ واضح المعنی اور ذکر کیا جائے اس میں لڑائی کا تو تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں

ف۱ مومن اور منافق کا سننا: ابن المنذر نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس مومن اور منافق سب ہی جمع ہوتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے مومن تو اس کو (کان لگا کر) سنتے اور یاد رکھتے تھے اور منافق سنتے تھے مگر یاد نہیں رکھتے تھے (دل میں جگہ نہیں دیتے تھے) پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے منافق نکل کر آتے تو مومنوں سے پوچھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

اہل ایمان کیلئے جنت کی بشارت اور کفار کی حیرانی زندگی کو ذکر فرمایا گیا۔ متقین کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ منافقین اور اس کی سزا ذکر کر کے توبہ میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ع ۲ ۸ ۶

ف۲ یعنی ایسی باتیں کمال دین میں خلل ڈالنے والی آپ کی امت سے بھی صادر ہوسکتی ہیں اور ان کی خطائیں واقع میں بھی گناہ ہوسکتی ہیں اس لئے آپ امت کے واسطے بھی بخشش مانگتے رہیے تاکہ جو درجہ کمال دین کا آپ کی شان کے مناسب ہے اور جو ان کی شان کے مناسب ہے وہ محفوظ رہے اور جو چیزیں اس میں خلل پیدا کریں ان کا تدارک ہوتا رہے۔

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ

بیماری ہے کہ وہ تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہو کوئی بے ہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت

فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ

سو ان کے لئے خرابی ہے! فرمانبرداری اور معقول بات (چاہیئے تھی) پھر جب کام پختہ ہو جائے

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے تو کچھ بعید نہیں

اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝

اگر تم صاحب حکومت بن جاؤ کہ فساد کرنے لگو ملک میں اور توڑنے لگو اپنے رشتے ناتے ف۱

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا بنا دیا اور اندھا کر دیا ان کی آنکھوں کو

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ اِنَّ

تو کیا لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر ان کے قفل لگ رہے ہیں۔ بیشک

الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

جو لوگ پھر گئے اپنی پیٹھ پر اس کے بعد کہ ان کے لئے راہ ہدایت

الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

ظاہر ہو چکی شیطان نے ان کو آراستہ کر دکھایا اور ان کو ڈھیل دی یہ اس سبب سے کہ انہوں نے

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ

ان لوگوں سے کہا جو ناپسند کرتے ہیں اللہ کے اتارے ہوئے کو کہ ہم تمہاری بات مانیں گے ف۲ بعض

ف۱ حضرت عمرؓ کا واقعہ

حضرت بریدہؓ کا بیان ہے میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے کسی کی چیخ کی آواز سنی فرمایا یرفا دیکھ تو یہ آواز کیسی ہے یرفا نے کہا ایک لڑکی ہے جس کی ماں کو فروخت کیا جا رہا ہے فرمایا مہاجرین اور انصار کو بلا کر لا۔ تھوڑی ہی دیر میں (سب آ گئے اور) حجرہ بھر گیا حضرت عمرؓ نے اول اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جو (شریعت) رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس میں رشتہ داریاں منقطع کرنے کا حکم ہے حاضرین نے کہا نہیں (ہے) فرمایا تو تمہارے اندر یہ قطع قرابت پیدا ہو گیا ہے پھر آپ نے آیت: فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا تلاوت فرمائی قطع قرابت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ تمہارے اندر کسی شخص کی ماں فروخت کی جائے حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے (اس فروخت کے علاوہ دوسری) گنجائش عطا فرما دی ہے حاضرین نے کہا پھر آپ کی جو رائے ہو کیجئے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اطراف ملک میں لکھ بھیجا کہ کسی آزاد شخص کی ماں نہ فروخت کی جائے یہ قطع رحم ہے جائز نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی تم جو ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے منع کرتے ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ظاہر میں بھی اتباع نہ کریں دوسرے یہ کہ باطن میں اتباع نہ کریں سو پہلی صورت میں تو بوجہ مصلحت کے ہم تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن دوسری صورت میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں مطلب یہ ہے کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور اندھی تقلید ہے۔

الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کے آہستہ بات کرنے کو پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے

يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا

ان کی جان نکال لیں گے مارتے جاتے ہوں گے ان کے منہ اور پیٹھ پر یہ اس لئے کہ

مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ

وہ اس راہ چلے جو اللہ کو غصہ دلاتی ہے اور نہ پسند کی اس کی خوشی تو اللہ نے اکارت کر دیئے ان کے عمل۔ کیا

حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ

یہ خیال کر کہتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہ اللہ

اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ

ہرگز نہ ظاہر کرے گا ان کے کینے؟ اور اگر ہم چاہیں تو تجھ کو وہ لوگ دکھا دیں پس تو ان کو پہچان لے

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

ان کے چہرہ سے اور بیشک تو ان کو پہچان لے گا طرز کلام میں! اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ

اور ہم ضرور تم کو آزمائیں گے تاکہ معلوم کر لیں تم میں جہاد کرنے والوں اور صابر بندوں کو

وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

اور جانچ لیں تمہارے حالات کو ۱ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کے راستے سے

اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ

اور مخالفت کی رسول کی اس کے بعد کہ ان پر ظاہر ہو چکی ہدایت وہ لوگ اللہ کا

خلاصہ رکوع ۳

جہاد کے سلسلہ میں منافقوں کے تاثرات کو ذکر فرمایا گیا۔ منافقین کا شیطان اور یہود سے گٹھ جوڑ کو بیان فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے اعمال غارت کرنے والا راستہ اختیار کیا ہے۔

ع ۳ / ۹ / ۷

---

۱ کسی معین شخص پر لعنت کرنیکا حکم

مسئلہ: کسی معین شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقینی طور پر ثابت نہ ہو عام وصف کے ساتھ لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے "لعنة الله على المفسدين' لعنة الله على قاطع الرحم وغیرہ" (معارف القرآن)

يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

کچھ بھی نہ بگاڑیں گے اور اللہ اکارت کر دے گا ان کے اعمال کو مسلمانو!

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

فرمانبردار بنو اللہ کے اور فرمانبردار بنو رسول کے اور ضائع نہ کرو اپنے اعمال کو ف۱ بیشک جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

کافر ہوئے اور روکا اللہ کے راستے سے پھر مر گئے اور وہ کافر ہی رہے ف۲

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ

تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا سو تم بودے نہ بنو اور نہ بلاؤ صلح کی طرف ف۳ اور تم ہی غالب رہو گے

الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تم کو ہرگز نقصان نہ دے گا تمہارے اعمال میں بس دنیا کی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ

زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگار بنو گے تو وہ تم کو عطا فرمائے گا تمہارے

وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ

اجر اور تم سے نہ مانگے گا تمہارے مال۔ اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے پس تم کو تنگ کرے تو تم

تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ

بخل کرنے لگو اور بخل کرنا ظاہر کر دے تمہاری عداوتوں کو۔ سنو جی تم وہ لوگ ہو کہ تم کو بلایا جاتا ہے تا کہ

لِتُنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ

خرچ کرو اللہ کی راہ میں پس تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ بخل کرتا ہے اور جو شخص بخل کرتا ہے

ف۱ شان نزول:
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خیال کرتے تھے کہ جس طرح شرک کی موجودگی میں کوئی اچھا عمل مفید نہیں۔ اسی طرح لاالٰہ الا اللہ کے قائل کو کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچائے گا۔ اس خیال کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا سبب نزول ابن ابی حاتم اور محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں بحوالہ ابو العالیہ بیان کیا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کو اندیشہ ہوا۔ (اور وہ جان گئے) کہ گناہ سے نیک عمل باطل ہو جاتا ہے۔ بغوی نے بھی ابو العالیہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

ف۲ مغفرت نہ ہونے کے لئے کفر کے ساتھ دوسروں کو بھی دین سے روکنا بلکہ موت تک صرف کافر رہنے کا بھی یہی اثر ہے لیکن زیادہ ملامت کے لئے واقعی کی قید بڑھا دی ہے کیونکہ اس وقت کے بڑے بڑے کافروں میں یہ بات بھی تھی کہ وہ دوسروں کو بھی روکتے تھے آگے مومنین کی تعریف اور کفار کی برائی بیان فرماتے ہیں۔

ف۳ صلح اور اس کی شرط:
صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ابتداءً صلح کر لینا بھی جائز ہے جبکہ مصلحت مسلمانوں کی اسمیں دیکھی جائے۔ محض بزدلی اور عیش کوشی اسکا سبب نہ ہو اور اس آیت کے شروع میں فَلَا تَهِنُوْا کہہ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ ممنوع وہ صلح ہے جسکا منشاء بزدلی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار ہو اسلئے اسمیں بھی کوئی تعارض نہیں کہ وان جنحوا للسلم کی آیت کے حکم کو اس صورت کیساتھ مقید کیا جائے جس میں صلح جوئی کا سبب وہن اور سستی بزدلی نہ ہو بلکہ خود مسلمانوں کی مصلحت کا تقاضا ہو۔ واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۳۴، ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ

تو بس اپنے ہی سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو اور

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

اگر تم روگردانی کروگے اللہ تمہارے بدلے لے آئے گا اور لوگوں کو تمہارے سوائے پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ﴿۱﴾ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ

بیشک ہم نے تجھ کو فتح دی کھلم کھلا فتح ول تا کہ اللہ تجھ کو معاف کر دے جو آگے ہو چکے تیرے گناہ

مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے اپنا احسان تجھ پر اور تجھ کو

صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿۲﴾ وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴿۳﴾ هُوَ

چلائے سیدھے رستے اور اللہ تیری مدد فرمائے زبردست مدد۔ وہی ہے

الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا

جس نے اطمینان اتارا مسلمانوں کے دلوں میں تا کہ ان کو ایمان اور زیادہ ہو

إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

ان کے پہلے ایمان کے ساتھ! اور اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے

تعبیر سورہ محمد

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پاس فرشتہ اچھی صورت میں آئے گا

خلاصہ رکوع ۴

منافقین کے راز افشاء ہونے کی خبر دی گئی۔ اعمال کی قبولیت کی شرط ذکر کر کے حوصلہ افزائی کی گئی اور تقویٰ کا حکم دیا گیا۔ مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

ع ۱۰ / ۸

ول ساری دنیا سے زیادہ محبوب سورت کا نزول

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ کیلئے تشریف لا رہے تھے اور حضرات صحابہؓ کے دلوں میں اس بات کا رنج تھا کہ عمرہ نہ کر سکے اس وقت سورۃ الفتح نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے جب آپ نے "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبارک ہو اس میں تو آپ کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ایسا ہو گا سوال یہ ہے کہ ہمارا کیا بنے گا اس کا بھی پتہ چلنا چاہئے اس پر یہ آیت کریمہ "لیدخل المومنین والمومنات" نازل ہوئی۔ (معالم التنزیل)

سورۃ کا شان نزول اور فضیلت

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا، ہم ایک سفر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ میں نے ایک بات کے متعلق تین بار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے (اپنے دل میں) کہا عمر! تیری ماں تجھے روئے تو نے تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا لیکن حضور صلی

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٤ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ داخل فرمائے ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ

جنتوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں و نیز ان سے

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝٥

اتارے ان کے گناہ۔ اور یہ ہے اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ول اور (تاکہ)

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو

الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ

جو گمان کرتے ہیں اللہ کے ساتھ گمان بد؛ انہیں پر پڑے مصیبت کا پھیر

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ

اور اللہ ان پر غصہ ہوا اور اس نے ان کو پھٹکارا ان کے لئے تیار کر رکھی ہے دوزخ

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝٦ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے اور اللہ ہی کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٧ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے گواہ اور خوشی

وَّنَذِيْرًا ۝٨ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

اور ڈر سنانے والا! تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو

اللہ علیہ وسلم نے کسی بار جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر میں نے اپنے اونٹ کو بڑھایا اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میرے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوگی۔ (جس میں شاید مجھ پر عتاب ہو) کچھ دیر گذری تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو ہر اس شے سے مجھے پیاری ہے جس پر سورج نکلتا ہے پھر آپ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تلاوت فرمائی۔ حاکم وغیرہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی روایت سے بیان کیا کہ سورۂ فتح اول سے آخر تک مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حدیبیہ کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ول فضیلت کا مدار اطاعت پر ہے خواہ کسی خاص کام میں ہو یا دوسرے کاموں میں ہو تو اس میں مسلمان عورتیں بھی شریک ہیں دوسرے اسکے بڑھا دینے سے ایک گونہ عورتوں کی تسلی بھی ہے کہ حدیبیہ والوں کے فضائل سن کر شاید ان کو یہ خیال ہوتا کہ ہم ان فضائل سے محروم ہیں اس لئے بتلا دیا کہ مدار اطاعت پر ہے تو جو احکام تمہارے متعلق ہیں تم ان میں اطاعت کرو تو تم بھی انکے مستحق ہوگی تیسرے یہ کہ مسلمانوں کے غلبہ سے انکی عورتیں بھی دل سے خوش ہوتی اور دعا کرتی تھیں تو وہ بھی اس ثواب میں شریک ہیں اور چونکہ اس جگہ سکینہ نازل کرنیکا بیان مسلمانوں کی مدح میں ہوا ہے اور مدح اکثر ایسی چیز کیساتھ کی جاتی ہے جو ممدوح کیساتھ خاص ہو اس لئے اس آیت سے یہ بھی سمجھا گیا کہ کفار کے قلب پر سکینہ نازل نہیں کیا گیا آگے اسکا انجام بیان فرماتے ہیں کہ کافروں کے دل پر سکینہ بالکل نازل نہیں کیا گیا کیونکہ انکو ایمان کی بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ ایمان ہی کا نتیجہ تھا۔

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اس کی تعظیم کرو اور اللہ کی تسبیح کرو صبح و شام ۱؎ بیشک جو لوگ تجھ سے

يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

بیعت کرتے ہیں بس وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے!

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

پھر جو عہد توڑے گا تو بس اپنے ہی نقصان کو توڑے گا اور جو اس

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝١٠ ع سَيَقُوْلُ

عہد کو پورا کرے گا جو اللہ سے کیا ہے تو اللہ اس کو عطا فرمائے گا بڑا اجر اب تجھ سے کہیں گے

لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا

پیچھے رہ جانے والے گنوار کہ ہم کو مشغول کر دیا ہمارے مال اور بال بچوں نے تو ہمارے لئے

فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

معافی مانگئے! یہ لوگ کہتے ہیں ۲؎ اپنی زبانوں سے جو ان کے دلوں میں نہیں

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ

کہہ دے کون مالک ہے تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا اگر وہ

ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم کو نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو نفع دینا چاہے! بلکہ اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو

خَبِيْرًا ۝١١ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

خبردار ہے کوئی نہیں بلکہ تم نے ایسا خیال کیا کہ ہرگز واپس نہ آئیں گے رسول اور مسلمان

۱؎ تسبیح کی تفسیر نماز سے کی جاوے تو صبح اور شام کی فرض نمازیں مراد ہوں گی ورنہ مطلق ذکر اگرچہ مستحب ہی ہو مراد ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۱

صلح حدیبیہ کو فتوحات کا دیباچہ بتایا گیا۔ نصرت خداوندی اور نزول اطمینان کو ذکر فرمایا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے جنت کی بشارت اور مشرکین ومنافقین کیلئے سزا کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۹ ۱

۲؎ صحیح عذر کے ہوتے ہوئے استغفار کی درخواست اگر غیر مخلص کرے تو وہ اخلاص میں ریاء ہے اور اگر مخلص کرے تو اسکی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر اپنی رائے سے سمجھا جاتا ہے جس میں بعض اوقات نفس اور شیطان کے دھوکہ سے تامل میں یا اسکے موافق عمل کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے لہٰذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے آگے حق تعالیٰ انکی تکذیب فرماتے ہیں۔

إِلَىٰٓ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ

اپنے بال بچوں کی طرف کبھی اور یہ خیال بھلا نظر آیا تمہارے دلوں میں اور تم نے گمان کیا تھا

ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ

گمان بد اور تھے تم لوگ ہلاک ہونے والے اور جو کوئی نہ ایمان لائے اللہ

وَرَسُولِهِ فَإِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ

اور اسکے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کیلئے دہکتی ہوئی آگ اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے

السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ

آسمانوں اور زمین کی! بخش دے جسے چاہے اور عذاب دے جس کو چاہے!

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ۔ اب کہیں گے پیچھے رہ جانے والے لوگ جب تم

انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ

چلو گے غنیمتیں لینے کو کہ چھوڑو ہم چلیں تمہارے ساتھ و۱

يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَٰمَ اللَّهِ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا

چاہتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کا کہا! کہہ دے کہ تم ہرگز نہ چلنے پاؤ گے ہمارے ساتھ۔

كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا

اسی طرح اللہ نے فرما دیا ہے پہلے سے پھر اب کہیں گے بلکہ تم تو ہم سے حسد رکھتے ہو۔

بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ

کوئی نہیں! بلکہ وہ سمجھتے ہی نہیں مگر تھوڑا کہہ دے پیچھے رہ جانے والے

و۱ صحابہؓ کرامؓ نے حدیبیہ کے سفر میں جس جاں نثاری اور اطاعت کے جذبے سے کام لیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے صلے میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کی فتح سے پہلے انہیں ایک اور فتح حاصل ہوگی جس میں بہت سا مال غنیمت بھی حصے میں آئے گا۔ اس سے مراد خیبر کی فتح تھی، چنانچہ سن ۷ ہجری میں جب آپ خیبر کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو صحابہ کرامؓ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خیبر ضرور فتح ہوگا، اور وہاں سے مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب یہ موقع آئے گا تو جو منافق حدیبیہ کے سفر میں حیلے بہانے کر کے پیچھے رہ گئے تھے، وہ خیبر کے سفر میں تمہارے ساتھ چلنا چاہیں گے کیونکہ انہیں یقین ہوگا کہ اس سفر میں فتح بھی ہوگی اور مال غنیمت بھی ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جا رہا تھا کہ ان کی یہ خواہش پوری نہ کریں، اور انہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیں۔ (توضیح القرآن)

مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

گنواروں سے کہ عنقریب تم بلائے جاؤ گے سخت لڑنے والے لوگوں کی جانب

تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا

کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پس اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تم کو عطا فرمائے گا اجر

حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ

نیک ولـ اور اگر تم پھر بیٹھو گے جیسے تم پھر بیٹھے تھے پہلی بار تو اللہ تم کو سزا دے گا

عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى

دردناک سزا نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار پر

الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ

کچھ گناہ ہے اور جو کوئی حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ اس کو داخل فرمائے گا جنتوں میں

وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ

کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو شخص روگردانی کرے گا

وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ

وہ اس کو عذاب دے گا دردناک عذاب اللہ خوش ہوا

الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي

مسلمانوں سے جب وہ تجھ سے بیعت کرنے لگے درخت کے نیچے پس اس نے جان لیا

قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا

جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پھر نازل فرمایا اطمینان قلب ان پر اور ان کو انعام میں عطا فرمائی

ولـ اسلام کی تین شرطیں (۱) اسلام (۲) لڑائی (۳) جزیہ

تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۔ یعنی دونوں باتوں میں سے ایک ہو گی ۔ قتال یا اسلام ۔ مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک بات ہونی ضرور ہے یا تو ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اسلام لے آئیں تیسری بات نہیں ہو سکتی ان سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا ۔ یہ حکم صرف عرب کے مشرکوں اور مرتد ہو جانے والے مسلمانوں کے لئے خاص تھا ۔ اہل روم اور دوسری عجمیوں کے لئے تین صورتیں تھیں جنگ یا اسلام یا جزیہ ۔

جنگجو قوم سے مراد:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں ۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے نہ لڑو جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور ناک بیٹھی ہوئی ہوگی ان کے منہ مثل تہہ بہ تہہ ڈھالوں کے ہوں گے ۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں اس سے مراد ترک ہیں ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمہیں ایک قوم سے جہاد کرنا پڑے گا جن کی جوتیاں بالوں دار ہوں گی ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں ۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ، ۷ ، ۱۰

منافقین کے اندیشے اور بہانے ذکر کر کے جواب دیا گیا ۔ غزوہ خیبر سے متعلق منافقوں کا رویہ ذکر کیا گیا ۔ اللہ رسول کی اطاعت پر جنت کی بشارت اور اعراض پر عذاب کی وعید ذکر فرمائی گئی ۔

قَرِيبًا ۝١٨ وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝١٩

ایک فتح نزدیک۔ اور بہت سی غنیمتیں جن پر قبضہ کریں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم ان کو لوگے سو تم کو جلد عطا فرمادیں

هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

یہ غنیمتیں اور روکے لوگوں کے ہاتھ تم سے اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا مسلمانوں کے لئے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝٢٠ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا

اور تاکہ اللہ تم کو چلائے سیدھے رستہ ف۱ اور ایک فتح اور (بھی ہونی ہے) جس پر تم نے ابھی تک

قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝٢١

قابو نہیں پایا بیشک وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

اور اگر تم سے لڑتے کافر تو ضرور پیٹھ پھیرتے پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝٢٢ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن

مددگار اللہ کی رسم پڑی ہوئی ہے جو ہوتی چلی آئی ہے

قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝٢٣ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ

پہلے سے اور تو کبھی نہ پائے گا اللہ کی رسم میں تغیر وتبدل اور وہی ہے

أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن

جس نے روک رکھے کافروں کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ کافروں سے شہر مکہ کے درمیان

ف۱ نافرمان کے لئے جنت نہیں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لئے بغیر بنی اشجع کے ایک آدمی نے ایک یہودی پر حملہ کر دیا اس یہودی نے حملہ کیا اور مسلمان کو قتل کر دیا لوگوں نے کہا فلاں شخص شہید ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ کی میں نے ممانعت کر دی تھی اس کے بعد اس شخص نے یہودی پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے کہا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کردے کسی نافرمان کے لئے جنت حلال نہیں۔

عافیت کی دعا مانگو

طبرانی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ' دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا کرو کیوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ (جنگ میں) تم کو کیا صورت پیش آئے گی ہاں جب مڈبھیڑ ہو ہی جائے گی تو دعاء کرو اے اللہ ہمارے اور ان کے مالک ہماری اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضہ میں ہیں تو ہی ان کو قتل کرے گا پھر زمین سے چمٹ کر بیٹھ جاؤ اور جب وہ تم پر حملہ کر دیں تو اٹھ کھڑے ہو اور اللہ اکبر کہو۔ الحدیث۔

بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس کے بعد کہ تم کو غالب بنا دیا ان پر اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

دیکھ رہا ہے یہ کفار قریش وہی تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو روکا مسجد

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ

حرام سے اور قربانی کے جانور کو روکا کہ وہ رکی کھڑی رہے نہ پہنچنے پائے اپنی جگہ اور اگر نہ ہوتے

مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ

کچھ مرد مسلمان اور کچھ عورتیں مسلمان جن کو تم جانتے نہیں (اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم ان کو پیس ڈالتے

فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ

پھر تم پر خرابی آ پڑتی ان سے بے خبری سے تو فتح بھی ہو جاتی لیکن (اس میں دیر اس لئے ہوئی) تاکہ اللہ داخل فرمائے

فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اپنی رحمت میں جس کو چاہے ؁۱ اگر وہ مسلمان کفار مکہ سے جدا ہو جاتے تو ہم سزا دیتے کافروں کو

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ

دردناک عذاب کی جس وقت کہ ٹھان لی کافروں نے اپنے دل میں

الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

ضد جاہلیت کی ضد تو اللہ نے نازل فرمایا اپنی طرف سے اطمینان

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى

اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور ان کو جمائے رکھا پرہیز گاری کی

؁۱ شان نزول:
طبرانی اور ابویعلیٰ راوی ہیں کہ حضرت ابو جمعہ جنید بن سبع نے بیان کیا' دن کے ابتدائی (نصف) حصہ میں جب میں کافر تھا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے (کافروں کی طرف سے) لڑا اور پچھلے دن میں جب میں مسلمان ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر (کافروں سے) لڑا۔ ہم تین مرد اور سات عورتیں تھے ہمارے ہی متعلق آیت ولو لا رجال مومنون ونساء مومنت نازل ہوئی۔

خاصیت: آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ

بات پر اور وہی تھے اس کے لائق اور اس کے اہل اور اللہ ہر چیز سے

عَلِیْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ

واقف ہے بیشک اللہ نے سچا دکھایا تھا اپنے رسول کو خواب واقع میں کہ

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۙ

بیشک تم داخل ہوو گے مسجد حرام میں ان شاء اللہ اطمینان کے ساتھ

مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا

اپنے سروں کے بال منڈواتے اور کترواتے ہوئے بے خوف و خطر پس اللہ نے جانا

لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ

جس کا تم کو علم نہ تھا تو میسر کر دی اس سے پہلے ایک نزدیک فتح وہی ہے

الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ

جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ اس کو غالب رکھے

عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

تمام دینوں پر اور کافی ہے اللہ گواہ محمد اللہ کا رسول ہے ول

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو ان کو دیکھتا ہے

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫

رکوع کرنے والے سجدے کرنے والے طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور خوشنودی ان کی

خلاصہ رکوع ۳

ع ۹ ۳ ۱۱ بیعت رضوان اور صحابہ کرامؓ کا مقام اولاد کی کیفیت کو ذکر فرمایا گیا۔ غیبی مدد اور نصرت کی بشارت دی گئی۔ فتح مکہ کی بشارت اور مشرکین کی فتنہ انگیزی ذکر کی گئی۔ مکہ کے مومنین کے تحفظ کی حکمت عملی جاہلیت کا تعصب اور صحابہ کرامؓ کا مقام عظمت بیان فرمایا گیا۔

ول بعثت رسالت اور سائنس

اس کائنات اور ہماری زمین میں ۹۲ فطری اور اصلی عناصر ہیں۔ یعنی ۹۲ چیزیں ایسی ہیں جو کسی اور چیز سے نہیں بنیں۔ اس طرح پوری کائنات ان ۹۲ عناصر کے اینٹوں اور ان کے مرکبات سے بنی ہے۔ ممکن ہے یہ بھی اتفاق نہ ہو کہ رسول کریم کے نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حروف کے اعداد کا مجموعہ بھی ۹۲ ہے جس سے یہ اشارہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی ذات مبارک روحانی کائنات کیلئے اتنی ہی بنیادی اور ضروری ہے جتنی مادی کائنات کے لئے ۹۲ عناصر کی۔ بلکہ خود اس کائنات کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کے لئے ہوئی ہے۔

خاصیت: آیت ۲۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

نشانی ان کے چہروں پر ہے سجدوں کے اثر سے یہی ان کی صفت ہے

فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ

توریت میں اور ان کی صفت انجیل میں۔ جیسے کھیتی کہ اس نے نکالی

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

اپنی سوئی پھر سوئی کو قوی کیا تو وہ موٹی ہوگئی پھر سیدھی کھڑی ہوگئی اپنی نال پر خوش کرنے لگی کسانوں کو تا کہ اللہ

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جی جلائے مسلمانوں کے سبب کافروں کا اللہ نے وعدہ کیا ہے ان میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ ع

اور نیک عمل کیے مغفرت کا اور اجر عظیم کا۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

مسلمانو پیش دستی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول کے روبرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور ڈرو اللہ سے۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے ایمان والو اونچا نہ کرو

تعبیر سورہ فتح

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو محبوب رکھے گا۔ (ابن سیرینؒ)

۱۵ مع

سورہ فتح پڑھنے سے فتح مکہ کا ثواب

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ فتح پڑھی وہ گویا ایسے ہے جیسے

خلاصہ رکوع ۴

فتح مکہ کے نبوی خواب کی تصدیق تعبیر اور اسلام کے غلبہ کو ذکر فرمایا گیا۔
معاندین اسلام کیلئے صحابہ کرام کی سختی اور آپس میں نرمی و محبت اور دیگر اوصاف ذکر فرمائے گئے۔
تورات و انجیل میں صحابہؓ کی مثال اور بعض صحابہ کو کفار کا شیوہ قرار دیا گیا۔ صحابہؓ کیلئے مغفرت و اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا۔

ع ۴ ۱۲

فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہا۔
حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ احقاف پڑھی اس کو دنیا میں موجود ریت کے ہر ذرہ کے برابر اجر ملے گا دس نیکیوں تک اور اس کی دس برائیوں تک مٹا دیا جائے گا اور اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے۔ (تفسیر واحدی)

خاصیت: آیت ۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا
اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اور نہ رسول کے ساتھ بہت زور سے بات کرو

لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
جیسے زور زور سے بات کیا کرتے ہو ایک دوسرے سے (ایسا نہ ہو) کہ اکارت ہو جائے تمہارا

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ
سب کیا کرایا اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۱ جو لوگ دبی آواز سے بولا کرتے ہیں

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
رسول اللہ کے پاس وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے جانچ لیا ہے ان کے دلوں کو

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ
پرہیزگاری کے لئے! ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ تجھ کو پکارتے ہیں

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴
حجروں کے باہر سے ان میں بہتیرے عقل نہیں رکھتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا
اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو نکلتا ان کی جانب تو یہ ان کے حق میں بہتر

لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ
تھا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے مسلمانو اگر تمہارے پاس لائے کوئی

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا
فاسق کسی قسم کی خبر تو اس کی تحقیق کر لیا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم ایذا پہنچا بیٹھو

ف۱ اکابر علمائے دین کا ادب
مسئلہ: جس طرح تقدم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ممانعت میں علمائے دین بحیثیت وارث انبیاء ہونے کے داخل ہیں اسی طرح رفع صوت کا بھی یہی حکم ہے کہ اکابر علماء کی مجلس میں اتنی بلند آواز سے نہ بولے جس سے ان کی آواز دب جائے۔ (معارف القرآن)

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا جو کہ بظاہر بے باکی ہے یا کھل کر بولنا کہ طبعاً گستاخی ہے آپ کی ناگواری اور کلفت کا سبب ہوسکتا ہے کیونکہ تم تابع ہو اور حضور متبوع ہیں اور تابع کو ادب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس میں ادب کا التزام چھوٹ جاتا ہے اور حضور کی کلفت سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اگرچہ دوسرے گناہوں سے برباد نہیں ہوتے لیکن رسول کی شان بہت بڑی ہے ان کو تکلیف پہنچانے کا اثر یہی ہے پس اس تقریر سے معتزلہ اور خوارج کو اپنے مذہب پر استدلال کرنے کی گنجائش نہ رہی اور نہ اہل حق کی طرف سے بہ تکلیف جواب دینے کی حاجت اور چونکہ بعض دفعہ متکلم کو سامع کی کلفت وغیرہ کا علم نہیں ہوتا تو ممکن ہے کہ آپ کو تکلیف ہو اور بات کرنے والے کو یہی گمان رہے کہ تکلیف نہیں ہوئی پس اعمال کے برباد ہونے کی خبر بھی نہ ہو لاتشعرون کے یہی معنی ہیں اسی وجہ سے مطلقاً آواز بلند کرنے اور کھل کر بولنے کو منع فرما دیا آگے پست آواز سے کہنے کی ترغیب ہے۔

خاصیت: آیت ا تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

کسی قوم کو نادانی سے پھر لگو اپنے کئے پر پشیمان ہونے اور جان لو کہ تم میں

اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اللہ کا پیغمبر ہے اگر وہ تمہارا کہنا مانا کرے بہتیرے کاموں میں تو تم پر مشکل پڑ جائے ف۱ لیکن اللہ نے

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ

محبت ڈالدی تمہارے دلوں میں ایمان کی اور اس کو عمدہ کر دکھایا تمہارے دلوں میں

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷

اور تمہاری نظروں میں برا بنا دیا کفر اور فسق اور نافرمانی کو یہی لوگ ہیں

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸ وَاِنْ

جو نیک چلن ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ واقف کار حکمت والا ہے۔ اور اگر

طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر زیادتی کرے

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ

ان میں سے ایک فریق دوسرے پر تو تم سب لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے

حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اللہ کی جانب پھر اگر وہ رجوع کرے

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا

تو ان میں صلح کرا دو برابری کیساتھ۔ اور انصاف کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو ف۲

ف۱ اللہ کے رسول ہی کی اطاعت ضروری ہے

پچھلی آیت میں قرآن کریم نے اسکو قانون بنا دیا کہ جس شخص کی خبر میں قرائن قویہ سے کوئی شبہ ہو جاوے تو قبل از تحقیق اس پر عمل جائز نہیں۔ اس آیت میں صحابۂ کرام کو ایک اور ہدایت کی گئی ہے کہ اگرچہ بنی المصطلق کے متعلق خبر ارتداد سن کر تمہارا جوش غیرت دینی کے سبب تھا مگر تمہاری رائے صحیح نہ تھی۔ اللہ کے رسول نے جو صورت اختیار کی وہ ہی بہتر تھی (مظہری) مقصد یہ ہے کہ مشورہ طلب امور میں کوئی رائے دیدینا تو درست ہے لیکن یہ کوشش کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رائے کے مطابق ہی عمل کریں یہ درست نہیں کیونکہ امور دنیویہ میں اگرچہ شاذ و نادر رسول کی رائے خلاف مصلحت ہونیکا امکان ضروری ہے جو شان نبوت کیخلاف نہیں لیکن حق تعالیٰ نے جو فراست اور دانش اپنے رسول کو عنایت فرمائی ہے وہ تمہیں حاصل نہیں ہے اسلئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رائے پر چلا کریں تو بہت سے معاملات میں نقصان و مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔

ف۲ مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں حکم

یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابیؓ کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اس لئے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی۔ یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے کف لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے پر کریں کیونکہ صحابیت بڑی حرمت کی چیز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے۔ (معارف القرآن)

الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

مسلمان تو بس بھائی بھائی ہیں پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں میں

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے مسلمانو نہ ٹھٹھا کیا کرے

قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ

ایک قوم دوسری قوم سے احتمال ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ بہتر ہوں ہنسنے والوں سے اور نہ عورتیں

مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا

(ٹھٹھا کیا کریں) دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے ف۱

أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ

اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو بدنام کرو برے

بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾

لقب سے برا نام ہے بدکاری ایمان لائے پیچھے۔ اور جو توبہ نہ کرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ

تو وہی لوگ ستم گار ہیں مسلمانو! بچے رہو بدگمانیوں سے بیشک

بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم

بعض گمان بدگناہ ہے ف۲ اور کسی کا بھید مت کھولا کرو اور نہ پیٹھ پیچھے برا کہے تم میں

بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

ایک دوسرے کو! بھلا تم میں یہ بات کسی کو پسند آتی ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا

خلاصہ رکوع ۱

مجلس نبوی کے آداب۔ نزاعات کا انسداد ذکر کیا گیا۔ صحابہؓ کے مقام و مرتبہ کو واضح فرمایا گیا۔ باہمی اختلاف ختم کرنیکا لائحہ عمل اور اصلاح کی کوشش کا حکم دیا گیا۔

ع ۱ ۱۴

ف۱ پھر کس لئے ایک دوسرے کی تحقیر کرتا ہے کیونکہ دوسرا شخص اگرچہ اس وقت کیسا ہی ہو مگر خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کس کا اچھا ہوگا کس کا برا اس لئے ہر حال میں ممکن ہے کہ دوسرا اپنے سے اچھا ہو اور تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو یہ حرام ہے اور جس سے دوسرے کا جی خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے وہ جائز ہے اور اگر مرد عورت سے یا عورت مرد سے ہنسی کرے اس کا بھی یہی حکم ہے مگر تمسخر چونکہ اکثر ہم جنسوں ہی میں ہوا کرتا ہے شاید اس لئے یہ صورت بیان نہ کی گئی ہو دوسرے اس کا حکم خود اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں تمسخر کے علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی بھی ہے۔

ف۲ ظن اور گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب جیسے خدا کیساتھ اچھا گمان رکھنا ایک حرام جیسے ذات و صفات خدا اور نبوت میں بدون قطعی دلیل کے گمان کرنا یا جس شخص میں فسق و فجور کی علامات قوی نہ ہوں بلکہ ظاہر میں نیکی کے آثار نمودار ہوں اسکے ساتھ بدگمانی کرنا یہ حرام ہے اور ایک مباح ہے جیسے امور معاش میں گمان کرنا یا ایسے شخص سے بدگمانی کرنا جس میں فسق کی علامتیں علانیہ پائی جاتی ہوں جیسے کسی کا فاحشہ عورتوں کے مکانوں پر آمد و رفت کرنا اور اسکے متعلق فسق کا گمان ہو جانا مگر یقین نہ کرے اسی طرح جو بدگمانی بلا اختیار پیدا ہو جائے اس میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ حتی الامکان اس کو دفع کرے چونکہ سب قسمیں گمان کی حرام نہیں اس لئے فرمایا کہ بہت سی بدگمانیوں سے بچا کرو کیونکہ جن گمانوں میں لوگ زیادہ تر مبتلا ہیں وہ حرام ہی ہیں اور یہ جو مشہور ہے الحزم سوء الظن کہ ہوشیاری بدگمانی کا نام ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ آدمی سے اپنی احتیاط رکھے باقی محض بدگمانی سے اسکی تحقیر و تنقیص کرنا اسکو ضرر پہنچانا یہ حرام ہے۔

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

سو یہ تو تم مکروہ سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے ول

النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ

لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور ٹھہرائے

شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

تمہارے کنبے اور قبیلے تا کہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہی ہے

اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ

جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے!

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ

کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ابھی داخل نہیں ہوا

الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا

ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر تم چلو گے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر

يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

تو وہ کاٹ چھانٹ نہ کرے گا تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

پس ایمان والے وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر پھر شک شبہ نہ کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

ول غیبت کے احکام

مسئلہ: بچے اور مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کی ایذا بھی حرام ہے اور جو کافر حربی ہیں اگرچہ ان کی ایذاء حرام نہیں مگر اپنا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے پھر بھی غیبت مکروہ ہے۔

مسئلہ: غیبت جیسے قول اور کلام سے ہوتی ہے۔ ایسے ہی فعل یا اشارہ سے بھی ہوتی ہے جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا جس سے اس کی تحقیر ہو۔

مسئلہ: بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت میں جو غیبت کی عام حرمت کا حکم ہے یہ مخصوص البعض ہے یعنی بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہوئی ہے مثلاً کسی شخص کی برائی کسی ضرورت یا مصلحت سے کرنا پڑے تو وہ غیبت میں داخل نہیں بشرطیکہ وہ ضرورت و مصلحت شرعاً معتبر ہو۔ جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو ظلم کو دفع کر سکے۔ یا کسی کی اولاد کی بدی کی شکایت اس کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکے یا کسی واقعہ کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کیلئے صورت واقعہ کا اظہار یا مسلمانوں کو کسی شخص کے دینی یا دنیوی شر سے بچانے کیلئے کسی کا حال بتانا' یا کسی معاملے میں مشورہ کے متعلق اس کا حال ذکر کرنا یا جو شخص سب کے سامنے کھلم کھلا گناہ کرتا ہے اور اپنے فسق کو خود ظاہر کرتا پھرتا ہے اس کے اعمال بد کا ذکر بھی غیبت میں داخل نہیں۔ ولا یغتب الخ مگر بلا ضرورت اپنے اوقات ضائع کرنے کی بنا پر مکروہ ہے (یہ سب مسائل بیان القرآن میں بحوالہ روح المعانی بیان کئے گئے ہیں) اور ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کی برائی اور عیب ذکر کرنے سے مقصود اس کی تحقیر نہ ہو بلکہ کسی ضرورت و مجبوری سے ذکر کیا گیا ہو۔ (معارف القرآن)

أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ

یہی لوگ سچے ہیں کہہ دے کہ کیا تم جتاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ

اور اللہ تو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا

چیز سے واقف ہے۔ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان بن گئے۔ کہہ دے

تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ

کہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے مسلمان ہونے کا ف۱ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے

هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ

کہ اس نے تم کو رستہ دکھایا ایمان کا اگر تم سچے ہو بیشک اللہ

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ

جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اللہ دیکھ رہا ہے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

جو کچھ تم کرتے ہو۔ ف۲

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قٓ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ کیونکہ اول تو یہ نہایت درجہ گستاخی ہے دوسرے اگر تم اس دعوے میں سچے ہوتے تو تمہارا ہی آخرت کا نفع ہوتا اور جھوٹے ہونے میں بھی تمہارا ہی دنیا کا نفع ہے کہ قتل و قید سے بچ گئے تمہارے اسلام لانے سے میرا کیا نفع اور نہ لانے سے میرا کیا ضرر ہو گیا مجھ پر احسان رکھنا محض جہالت ہے۔

تعبیر سورۃ الحجرات

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اللہ کے بندوں کے دلوں میں صلح آشتی پیدا کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۲ سبب نزول:

ابن سعد نے بروایت محمد بن کعب قرظی اور سعید بن منصور نے بروایت سعید بن جبیر بیان کیا کہ ۹ھ میں قبیلہ بنی اسد کے دس آدمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں طلحہ بن حویلہ بھی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے ان لوگوں نے آ کر سلام کیا پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں یا رسول اللہ ہم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنا کوئی نمائندہ ہمارے پاس نہیں بھیجا تھا ہم اپنے ان لوگوں کے لئے جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں پیام مصالحت لے کر آئے ہیں اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۸ / ۱۴

معاشرت کے آداب ذکر فرمائے گئے۔ بدگمانی اور اس کے نتائج غیبت کی گندگی کو بیان فرمایا گیا اللہ کے ہاں بہتری و برتری کا معیار ذکر کیا گیا۔ ایمان کی کمزوری کی علامت اور سچے مومنین کی شان ذکر کی گئی۔ بعض نادانوں کو جواب دیا گیا۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

قسم ہے قرآن مجید کی (کہ تو پیغمبر ہے) ف۱ بلکہ کافروں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ان کے پاس آیا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٢﴾

ایک ڈر سنانے والا ان ہی میں کا تو کافر کہنے لگے کہ یہ تو ایک عجیب چیز ہے کیا جب ہم مر جائیں گے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ﴿٣﴾ قَدْ عَلِمْنَا

اور مٹی ہو جائیں گے (تو ہمیں پھر جلا اٹھایا جائے گا) لوٹایا جانا (تو عقل سے) دور ہے

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿٤﴾

ہم کو معلوم ہے جتنا زمین کم کردیتی ہے ان میں سے ف۲ اور ہمارے پاس کتاب ہے یاد رکھنے والی ف۳ بلکہ انہوں

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿٥﴾

نے جھٹلایا حق بات کو جب کہ وہ ان کے پاس پہنچی تو وہ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

کیا انہوں نے نگاہ نہیں کی آسمان کی جانب اپنے اوپر کہ کیسا ہم نے اس کو بنایا اور

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿٦﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

سجایا اور اس میں کہیں بھی سوراخ نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں ڈال دیا

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ

پہاڑوں کو اور اس میں اگائیں ہر طرح کی بارونق چیزیں

بَهِيْجٍ ﴿٧﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿٨﴾ وَنَزَّلْنَا

دکھلانے اور نصیحت دلانے کے لئے ہر رجوع لانے والے بندے کو۔

ف۱ ق کیا ہے

بعض نے کہا ق سے اشارہ جملہ قُضِیَ الْاَمْرُ یا قُضِیَ مَاھُوَ کَائِنٌ کی طرف ہے۔ حق بات یہ ہے کہ (دوسرے مقطعات ومتشابہات کی طرح) اس کی اصلی مراد سوا اللہ اور اس کے رسول اور رسوخ علمی رکھنے والوں کے اور کوئی نہیں جانتا یہ اللہ اور اسکے رسول کے درمیان ایک رمز ہے۔ فرمایا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے قاف زمرد سبز کا ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے اور اس پر آسمان قبہ کی طرح ڈھانکا ہوا ہے۔ ترجمہ یوں ہوا قسم ہے حق کی اور قرآن کی۔

یعنی کفار مکہ نے بلاشبہ تعجب کیا اس بات پر کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا انکے پاس ملکی بات لیکر آیا جو تعجب انگیز نہیں تھی کیونکہ پھر تعجب آفرین نہ ہونا چاہئے کہ انہی میں کا ایک شخص جسکو وہ سچا جانتے تھے اور اسکی سچائی کا اقرار کرتے تھے انکی خیر خواہی کرتا ہے اسکو اندیشہ ہے کہ کہیں ان لوگوں کو دکھ نہ پہنچ جائے ایسے بھی خیر خواہ قوم سے مخلص آدمی کو تو کسی خوفناک امر سے قوم کو ڈراناہی چاہئے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یہ اس بات کا جواب ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو، پھر ہمارے جسم کے وہ حصے دوبارہ کیسے جمع ہونگے جنکو مٹی کھاچکی ہوگی۔ اللہ تعالٰی فرمارہے ہیں کہ تمہارے جسم کے جن جن حصوں کو مٹی کھاتی ہے ان سب کا ہمیں پورا پورا علم ہے، اس لئے انکو دوبارہ بحال کردینا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ اللہ کا قدیم علم

یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتی کہ ان میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو لوح محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالٰی کے سامنے حاضر ہے یا اسکو پہلے جملہ کی تاکید سمجھو کیونکہ جو چیز کسی کے علم میں ہو اور قلم بند بھی کرلی جائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ موکد سمجھی جاتی ہے اسی طرح یہاں مخاطبین کے محسوسات کے اعتبار سے متنبہ کردیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور اسکے ہاں لکھی ہوئی ہے جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ (تفسیر عثمانی)

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

اور ہم نے اتارا آسمان سے بابرکت پانی پھر اس سے اگائے باغ اور اناج

الْحَصِیْدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا

جو کاٹا جاتا ہے اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے گابھے تہہ بہ تہہ ہیں ف۱ بندوں کو روزی دینے کے لئے

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾

اور ہم نے اس سے زندہ کر دیا مردہ شہر کو۔ اسی طرح (قبروں سے) نکل کھڑا ہونا ہے ف۲ جھٹلا چکے ہیں

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾

اس سے پہلے نوح کی قوم کے لوگ اور کنویں والے اور ثمود۔

وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ

اور عاد اور فرعون اور لوط کی برادری اور بن کے رہنے والے

وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا

اور تبع کی قوم سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو (ان پر) ثابت ہوا میرا وعدہ عذاب۔ تو کیا ہم تھک گئے

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾

پہلی بار پیدا کرنے سے کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں جدید پیدائش

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ

کی طرف سے اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو خطرے اس کے دل میں

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ یَتَلَقَّى

گزرتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں جب لیتے جاتے ہیں

ف۱ کھجور کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے مسلمان۔ بتاؤں وہ کونسا درخت ہے؟ لوگوں کا خیال صحرائی درختوں کی طرف گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ کھجور کا درخت ہے۔ رواہ البخاری' من حدیث ابن عمر۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اپنی پھوپھی' یعنی کھجور کے درخت کی عزت کرو۔ تمہارے باپ آدم کی جسمانی ساخت سے جو مٹی بچ رہی تھی اس سے اس (درخت) کو بنایا گیا اور جس درخت کے نیچے مریم بنت عمران کے بطن سے (عیسیٰ علیہ السلام کی) پیدائش ہوئی اس سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک اور کوئی درخت نہیں پس تم اپنے اہل وعیال کو کھجوریں کھلاؤ اور اگر کھجوریں نہ ہوں تو چھوارے کھلاؤ۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۵/۱۵ قرآن کی عظمت واعجاز اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ بعث بعد الموت کے دلائل ذکر فرمائے گئے۔ بعض اقوام سابقہ کا ذکر کر کے ان کی ہلاکت کی خبر دی گئی۔

ف۲ کیونکہ خدا کی ذاتی قدرت کے سامنے تو تمام چیزیں برابر ہیں مگر تمہاری نظر میں آسمان وزمین بہت بڑے ہیں تو بڑی چیزوں پر قدرت ہونے سے چھوٹی چیزوں پر قدرت ہونا زیادہ ظاہر ہے پھر تعجب یا تکذیب کے کیا معنی۔

خاصیت: آیت ۱تا۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ

دو لینے والے ایک دائیں طرف بیٹھا ہے اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہے کوئی بات

مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ

زبان سے نہیں نکالتا مگر کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے ف۱ اور آئے گی

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾

موت کی بے ہوشی یقیناً! یہی تو وہ ہے جس سے تو کنارہ کیا کرتا تھا اور صور پھونکا جائے گا!

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ

یہ ہے وعدہ عذاب کا روز اور آئے گا ہر شخص کہ اس کے ساتھ

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ

ایک تو ہانکنے والا ہو گا اور ایک گواہی دینے والا (ہم کہیں گے) تو بے خبر رہا

مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ

اس دن سے اب ہم نے ہٹا لیا تجھ پر سے تیرے پردے کو تو تیری نظر آج تیز ہے اور اس کا

حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَىَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ ؕ اَلْقِيَا

ساتھی (فرشتہ) کہے گا کہ یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر (ہم فرشتوں کو حکم دیں گے)

فِىْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٥﴾

کہ تم دونوں ڈال دو جہنم میں ہر کافر سرکش بھلائی سے روکنے والے حد سے بڑھنے والے شک

ۨالَّذِىْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِى الْعَذَابِ

لانیوالے کو جس نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور دوسرا معبود تو ایسے ہر شخص کو جھونک دو سخت عذاب میں۔

ف۱ اگر وہ نیکی کی بات ہوئی تو داہنے والا اور بدی کی بات ہوئی تو بائیں والا لکھتا ہے جب بات تک لکھی جاتی ہے جو اور کاموں سے آسان اور ہلکی ہے تو بڑے کام کیوں نہ لکھے جائیں گے آگے اصل مقصود تو قیامت اور جزاوسزا کے واقع ہونے کا بتلانا ہے مگر اول موت کو بتلاتے ہیں اگرچہ اس کا کسی کو انکار نہیں مگر اکثر قیامت کا انکار موت ہی کے بھولنے سے ہوتا ہے موت کا نصب العین ہونا انسان کو فکر اور طلب حق کی طرف متوجہ کر دیتا ہے جس کے بعد صحیح دلائل میں غور کر کے قیامت کا قائل ہو سکتا ہے پس ارشاد ہے کہ لو ہوشیار ہو جاؤ۔

دونوں فرشتے نگران ہیں

احنف بن قیس کہا کرتے تھے دائیں ہاتھ والا فرشتہ جو خیر لکھتا ہے دوسرے فرشتے پر نگران رہتا ہے کہ اگر بندہ نے کوئی خطا کر لی تو دائیں ہاتھ والا فرشتہ بائیں جانب والے کو کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا ابھی اسکی یہ برائی نہ لکھ تاکہ اس مہلت میں بندہ استغفار کر لے لیکن بندہ نے اگر استغفار نہ کیا تو پھر لکھ لیتا ہے۔ حسن بصریؒ یہ آیت عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ پڑھ کر فرمایا کرتے اے ابن آدم تیرا نامۂ اعمال میں نے کھول رکھا ہے اور تجھ پر دو معزز فرشتے مقرر کر دیئے ہیں ایک تیری دائیں جانب ہے اور دوسرا تیری بائیں جانب۔ دائیں جانب والا تیری نیکیاں لکھ رہا ہے اور بائیں جانب والا تیری برائیاں لکھ رہا ہے اب تیری مرضی جو عمل چاہے کر۔ کم کر یا زیادہ کر۔ یہاں تک کہ جب تو مر جائے گا تو تیرے یہ صحیفے لپیٹ کر تیری گردن میں ڈال دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب قیامت کے روز تو اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس وقت کہا جائیگا۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا اسکے بعد فرمایا کرتے خدا کی قسم تیرے بارہ میں اس ذات نے عدل و انصاف کیا جس نے خود تیرے نفس کو تیرا محاسب بنایا۔ (معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا ف۱ کہ ہمارے پروردگار میں نے اس شخص کو سرکش بنایا نہیں ولیکن یہی

ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

پرلے درجے کی گمراہی میں پڑا تھا اللہ فرمائے گا جھگڑا نہ کرو میرے حضور میں اور میں تو پہلے

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا

ہی بھیج چکا تمہاری طرف عذاب کا وعدہ بات نہیں بدلی جاتی میرے پاس اور میں بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ ع يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ

ظلم کرنے والا نہیں ف۲ جس دن ہم فرمائیں گے دوزخ سے کہ کیا تو بھرپور ہو چکی؟

وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور جنت قریب لائی جائے گی پرہیزگاروں کے

غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ ج

دور نہ ہوگی ف۳ (ہم فرمائیں گے) یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع لانے والے

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾

یاد رکھنے والے کے لئے جو ڈرا رحمٰن سے بے دیکھے اور ایسا دل لے کر حاضر ہوا جس میں رجوع ہے

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

اس بہشت میں جا داخل ہو سلامتی سے یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ان لوگوں کو وہاں ملے گا جو کچھ چاہیں

فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

گے اور ہمارے پاس اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے امتیں کہ

ف۱ یہاں ساتھی سے مراد شیطان ہے، کیونکہ وہ بھی ہر وقت انسان کو بہکانے کیلئے اس کے ساتھ رہتا تھا، کافر لوگ چاہیں گے کہ اپنے حصے کی سزا یہ کہہ کر اپنے سرداروں پر اور خاص طور پر شیطان پر ڈالیں کہ اس نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں شیطان یہ کہے گا کہ میں نے گمراہ نہیں کیا، کیونکہ مجھے کوئی ایسا اختیار نہیں تھا کہ اسے زبردستی گمراہی کے راستے پر ڈالوں، زیادہ سے زیادہ میں انہیں ترغیب دی تھی، گمراہی میں تو یہ خود اپنے اختیار سے پڑا تھا۔ شیطان کے اس جواب کی تفصیل سورہ ابراہیم میں ملاحظہ فرمایئے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۴ / ۱۶ انسانی وساوس اور اللہ تعالیٰ کا قرب علمی، کراماً کاتبین کے اعمال و فرائض کو بیان فرمایا گیا۔ قیامت کی ہولنا کی اور محشر کی پیشی میں منکرین کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ بلکہ بندوں نے خود ایسے ناشائستہ کام کئے جن کی سزا آج بھگت رہے ہیں فائدہ ان آیتوں میں پہلی آیتیں مومن و کافر دونوں میں مشترک ہیں اور اخیر کی آیتیں کافر کے لئے خاص ہیں اس کے بعد جہنم کا بقیہ حال بیان کر کے ازلفت الخ میں مومن کا ذکر ہے پس مجموعہ میں اجمال کے بعد تفصیل ہو گئی

ف۳ جنت کے قریب کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کی جگہ سے منتقل کر کے میدان قیامت میں لے آویں اور اللہ کو سب قدرت ہے اس صورت میں ادخلوہا کے معنی یہ نہیں کہ ابھی چلے جاؤ بلکہ بشارت اور وعدہ ہے کہ تم بعد حساب و کتاب وغیرہ کے اس میں جانا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حساب سے فراغت کے بعد ان لوگوں کو جنت کے قریب پہنچا کر باہر ہی سے کہا جاوے گا کہ یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا پھر اور قریب کر کے کہا جاوے گا کہ اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ

وہ ان لوگوں سے زیادہ قوی تھیں دست درازی میں تو انہوں نے چھید ڈال دیئے شہروں میں کہ کہیں بھاگنے

مَّحِیْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ

کی جگہ بھی ہے بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب دل ہے

اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

یا کان لگائے دل سے متوجہ ہو کر ف۱ اور ہم نے پیدا کیا آسمانوں

وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖۗ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾

اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں چھ دن میں اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں ف۲

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

سو تو ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے

الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ ۚ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ

اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات کے حصہ میں اس کی تسبیح اور نماز کے

السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۴۱﴾ ۙ

بعد میں بھی اور سن جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس کے مکان سے جس دن

یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ

کہ سنیں گے سخت آواز کو بے کھٹکے۔ وہ دن (قبروں سے) نکل کھڑے ہونے کا ہے بیشک ہم ہی

نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ اِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ﴿۴۳﴾ ۙ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ

جلاتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف لوٹ آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی ان پر سے

ف۱ یہاں کون سا دل مراد ہے:
یعنی اس شخص کے لئے جس کا دل تمام کثافتوں سے پاک صاف ہو تجلیات صفات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اللہ کی یاد میں ڈوبا رہتا ہو اور غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اس مضمون کی تائید ایک حدیث قدسی سے ہوتی ہے۔ (اللہ نے فرمایا) نہ میری زمین مجھے سما سکتی ہے نہ میرا آسمان مجھے سما سکتا ہے ہاں مومن بندے کے دل کے اندر میری سمائی ہو سکتی ہے۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ایسا دل فنا کے بعد ہی ہوتا ہے۔
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قلب سے مراد عقل ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یاد رکھنے والا (عبرت پذیر) دل مراد ہے جو حقائق پر غور کرتا ہے (سطحی نظر سے نہیں دیکھتا)

شہید کا معنی

یعنی یہ سورۃ اس شخص کے لئے عبرت و موعظت ہے جس کے قلب سلیم ہو یا قرآن کو بحضور قلب سُنے خواہ حضور قلب بناوٹی ہو (یعنی صورت حضور قلب والے کی ایسی بنالے) غافل نہ ہو۔
یا شہید بمعنی شاہد ہے یعنی کانوں سے سن کر دل اس کی گواہی دے اور تصدیق کرے۔ ظاہر قرآن سے نصیحت اندوز ہو اور تنبیہات فرقانیہ سے اثر پذیر ہو۔

ف۲ سبب نزول:
حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا اور اس کو صحیح کہا ہے کہ کچھ یہودیوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر آسمان و زمین کی تخلیق کے متعلق سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے زمین کو اتوار کے دن اور سمندروں کو سوموار کے دن اور پہاڑوں کو اور جو کچھ ان کے اندر فائدہ بخش چیزیں ہیں سب کو منگل کے دن اور درختوں کو اور پانی کو اور شہروں کو اور آبادیوں کو اور ویرانوں کو بدھ کے دن اور آسمان کو جمعرات کے دن اور ستاروں کو اور چاند سورج کو اور ملائکہ کو جمعہ کے دن اس وقت تک پیدا کیا جبکہ یوم جمعہ کی تین ساعتیں باقی تھیں۔ (بقیہ) پہلی

سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ

(نکل کھڑے ہوں گے) دوڑتے ہوئے ایہ جمع کر لینا ہم کو آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں

عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾

اور تو ان پر زور کرنے والا تو ہے نہیں پس تو نصیحت کر قرآن سے اس شخص کو جو ڈرتا ہے میری وعید سے ف۱

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿٢﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿٣﴾

قسم ہے ہواؤں کی جو (غبار) اڑاتی ہیں بکھیر کر پھر اٹھاتی ہیں بوجھل بادلوں کو پھر چلتی ہیں آہستہ آہستہ۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿٤﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿٥﴾ وَّاِنَّ

پھر تقسیم کرتی ہیں ایک چیز (یعنی پانی) کو کہ بیشک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے بالکل سچ ہے اور بیشک

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ

انصاف ضرور ہونا ہے قسم ہے آسمان جال دار کی بیشک تم ایک جھگڑے کی بات میں

مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾

پڑے ہوئے ہو اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے جو (بھلائی سے) پھیرا گیا مریں اٹکلیں

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ

دوڑانے والے وہ لوگ جو غفلت میں پڑے بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں کہ کب ہوگا

خلاصہ رکوع ۳

جہنم کا مطالبہ مزید جنت کا نظارہ اور اسکے مستحقین کیلئے بشارت ذکر کی گئی۔ کفار اقوام کی ہلاکت سے نصیحت حاصل کرنے کا درس دیا گیا۔ ۳ زمین و آسمان اور شمسی نظام کو ذکر فرما کر عبادت کا حکم دیا گیا۔ یوم حشر کی ہولناکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت حق کے کرتے رہنے کا حکم فرمایا گیا۔ ع ۱۶ ۱۷

(بقیہ) ساعت میں اوقات موت کو پیدا کیا جن میں مرنے والے مرتے ہیں اور دوسری ساعت میں ان مصائب کو پیدا کیا جن کا نزول انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر چیز پر ہوتا ہے اور تیسری ساعت میں آدمی کو پیدا کیا اور ان کو جنت کا ساکن بنایا اور ابلیس کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرے اور تیسری ساعت کے آخر میں آدم کو دیا ابلیس کو جنت سے نکال دیا۔

یہودیوں نے دریافت کیا محمد (ﷺ) پھر کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا' پھر اللہ عرش پر مستوی ہو گیا۔ یہودیوں نے کہا (آپ نے پورا بیان نہیں کیا' بیان میں نقص ہے) اگر آپ بیان مکمل کر دیتے تو صحیح ہو جاتا۔ اس کے بعد اللہ نے آرام لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو سخت غصہ آ گیا اور آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ اس میں اس طرف اشارہ ہو گیا کہ آپ اگرچہ نصیحت عام فرماتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی وعید سے ڈرنے والا کوئی کوئی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ آپکے اختیار میں نہیں کہ سب نصیحت قبول کر لیں جب آپکے اختیار میں نہیں تو بے اختیار بات کی فکر ہی کیا۔

تعبیر سورہ ق

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا علم اچھا ہو گا اور اس کے شہر والے اس کے محتاج رہیں گے اور اس کی عمر کا آخری حصہ اول سے بہتر رہے گا اور نہایت قوی ہو گا۔

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا

روز جزا؟ جس دن کہ وہ آگ پر بھونے جائیں گے۔ (ہم کہیں گے)

فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

مزہ چکھو اپنی شرارت کا! یہ ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے ف۱ بیشک پرہیزگار

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ

باغوں اور چشموں میں ہوں گے لے رہے ہوں گے جو کچھ دیا ان کو ان کے پروردگار نے!

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ ۭ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ

وہ لوگ تھے اس سے پہلے نیکو کار وہ بہت ہی کم

الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَفِيْٓ

رات کو سوتے تھے اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے ف۲ اور ان کے

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ

مال میں حصہ تھا مانگنے والے اور بے سوال تنگ دست کا۔ اور زمین میں نشانیاں ہیں

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ ۙ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِي

یقین لانے والوں کے لئے۔ اور خود تم میں بھی تو کیا تم دیکھتے نہیں ف۳ اور

السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ

آسمان میں ہے تمہاری روزی اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار

اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ ۧ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

کی بیشک یہ (قرآن) برحق ہے جس طرح کہ تم بولتے ہو آیا تجھ کو پہنچی خبر ابراہیم کے معزز مہمانوں کی

ف۱ یہ جواب ایسا ہے جیسے کسی مجرم کو پھانسی کا حکم سنا دیا جائے مگر وہ احمق محض اس وجہ سے کہ اس کو تاریخ نہیں بتلائی گئی جھٹلائے ہی جائے اور کہے کہ اچھا وہ دن کب آوے گا چونکہ یہ سوال محض سرکشی کے طور پر ہے اس لئے جواب میں بجائے تاریخ بتلانے کے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ دن اس وقت آوے گا جب تم پھانسی میں لٹکا دیئے جاؤ گے۔

ف۲ یعنی وہ لوگ فرائض و واجبات سے ترقی کر کے نوافل کا بھی ایسا التزام کرتے تھے کہ رات کا زیادہ حصہ عبادت میں صرف کرتے تھے پھر باوجود اس محنت و مشقت کے اپنی عبادت پر نظر نہ کرتے بلکہ اپنے آپ کو عبادت میں ناقص سمجھ کر اخیر شب میں استغفار کرتے تھے۔

ف۳ یعنی تمہارے ظاہری اور باطنی مختلف حالات اور اسی طرح تمام عالم کے احوال یقیناً قدرت کے تحت میں داخل ہیں پس یہ ان کے ممکن ہونے کی دلیل ہے اور چونکہ قیامت کے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں اس لئے وہ بھی ممکنات سے ہے اور حق تعالیٰ کی ذاتی قدرت کو تمام ممکنات کے ساتھ یکساں نسبت ہے پس وہ بھی قدرت میں داخل ہے

خلاصہ رکوع ۱

قیام قیامت کی شہادتیں اور غافل کفار کو تنبیہ کی گئی۔ اہل تقویٰ کو جنت کی بشارت اور ان کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔ نظام رزق بیان فرمایا گیا۔ ع ۱ ۱۸

ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ

جب وہ اس کے پاس اندر آئے تو بولے کہ سلام! ابراہیم نے کہا کہ سلام! (اور دل میں کہا کہ)

قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ

یہ لوگ تو کچھ اجنبی ہیں۔ پھر دوڑا اپنے اہل خانہ کی جانب پھر لے آیا موٹے تازے

سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ

بچھڑے کے کباب۔ پھر ان کو ان کے پاس کر دیا کہا کیوں تم کھاتے نہیں؟ (جب انہوں نے اس پر بھی نہ کھایا)

مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ

تو جی میں ان سے ڈرا وہ بولے کہ آپ ڈریں نہیں اور اس کو خوشخبری سنائی ایک ہوشیار لڑکے (اسحٰقؑ) کی۔

امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾

پس آگے آ کھڑی ہوئی ابراہیم کی بی بی بولتی ہوئی پھر اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا (کیا) بڑھیا بانجھ (کے اولاد

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

ہوگی)؟ فرشتوں نے کہا ایسا ہی فرمایا ہے تیرے پروردگار نے بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے۔ ف۱

ف۱ کچھ آداب مہمانی ومیزبانی
ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ اس آیت (الذاریات آیت ۲۴ تا ۲۷) میں مہمان کیلئے چند آداب میزبانی کی تعلیم ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے مہمانوں سے پوچھا نہیں کہ میں آپ کیلئے کھانا لاتا ہوں بلکہ چپکے سے کھسک گئے اور ان کی مہمانی کیلئے اپنے پاس جو سب سے اچھی چیز کھانے کی تھی یعنی بچھڑا ذبح کیا' اس کو بھونا اور لے آئے اور دوسرے یہ کہ لانے کے بعد مہمانوں کو اس کی تکلیف نہیں دی کہ ان کو کھانے کی طرف بلاتے۔ بلکہ جہاں وہ بیٹھے تھے وہیں لاکر ان کے سامنے پیش کردیا۔ تیسرے یہ کہ مہمانی پیش کرنے کے وقت انداز گفتگو میں کھانے پر اصرار نہ تھا بلکہ فرمایا کیا آپ کھائیں گے نہیں۔ اشارہ اس طرف ہوا کہ اگرچہ آپ کو حاجت نہ ہو مگر ہماری خاطر سے کچھ کھائیے۔ (معارف القرآن)

چھبیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد و عملیات

سورۂ احقاف...فضائل و خواص

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ احقاف پڑھی اس کو دنیا میں موجود ریت کے ہر ذرہ کے برابر اجر ملے گا دس نیکیوں تک اور اس کی دس برائیوں تک مٹا دیا جائے گا اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔ (تفسیر واحدی)

خاصیت آیت ۱۔۳...حافظہ کے تیز ہونے کیلئے

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مَاخَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ

اگر کسی شخص کے مزاج میں نسیان زیادہ ہو گیا ہو اور وہ اپنا علاج کرنا چاہے تو رات کو سات دانہ بادام کے پانی میں بھگو کر صبح سرخ پوست اتار کر ہر ایک دانہ پر سات سات مرتبہ لٹا آیات کریمہ کو پڑھ کر دم کرے پھر ان باداموں کو نہار منہ کھائے اکیس دن تک یہی عمل کرے ان شاء اللہ تعالیٰ نسیان اور بھول زائل ہو کر حافظہ تیز ہو جائے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۲...روتے بچے کیلئے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ

اگر بچہ روتا ہو یا دودھ نہ پیتا ہو ایک کاغذ پر ان آیات کو لکھ کر بچہ کے گلہ میں ڈالنا نہایت مجرب اور مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۵...برائے اصلاح اولاد

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

جس کی اولاد نافرمان ہو وہ اس آیت کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرے۔ ان شاء اللہ اولاد نیک ہو گی۔ پڑھنے کے وقت ذریتی کے لفظ پر اپنی اولاد کا خیال رکھے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۳...برائے صحت اطفال

اس کی آیت اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو ایسے بچے کیلئے جو دن بدن دبلا ہوتا چلا جائے آدھ سیر سرسوں کے تیل پر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کرنا پھر روزانہ صبح اور شام وہ تیل اُس بچے کے بدن پر ملنا اکیس روز میں بچے کو بفضل خدا شفا ہو گی۔

سورۂ محمد....فضائل وخواص

یہ سورۃ لکھ کر آب زمزم سے دھو کر پینے سے لوگوں کی نظر میں محبوب ہو جائے جو بات سنے یاد رہے۔اس کے پانی سے غسل کرانا تمام امراض کا ازالہ کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۲...متلی کو دور کرنے کیلئے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

اگر کسی کو متلی یا ابکائی وغیرہ آتی ہو اور کسی طرح آرام نہ ہوتا ہو ایک کورے مٹی کے پیالے کو عرق گلاب سے دھو کر خشک کرنے کے بعد ان مبارک آیتوں کو لکھ کر مریض کو اس میں تین دفعہ پانی پلانا یا دوا پلانا نہایت مجرب اور مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱۵...بچے کے دودھ کیلئے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۗ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

اگر کسی عورت کا دودھ خشک ہو گیا ہو اس کے گلے میں ان آیات مبارکہ کو لکھ کر ڈالنا اور ان آیات مبارکہ کے پانی سے سینہ کو دھونا پھر اس پانی کو محفوظ دیوار پر چھڑکنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹...بُرے خواب سے حفاظت کیلئے

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

جو شخص برے خواب دیکھتا ہو اگر وہ چاہے کہ برے خواب نظر نہ آئیں وہ شخص تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس آیات مبارکہ کو پڑھ کر سو جائے ان شاء اللہ کوئی برا خواب نظر نہ آئے گا۔(طب روحانی)

سورۃ الفتح....فضائل وخواص

رمضان شریف کی رویت ہلال کے وقت تین بار پڑھنے سے تمام سال روزی فراخ رہے۔لکھ کر قتال یا جدال کے وقت پاس رکھے سے مامون رہے اور فتح میسر ہو۔کشتی میں سوار ہو کر پڑھنے سے غرق سے مامون رہے۔

سورہ فتح پڑھنے سے فتح مکہ کا ثواب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۃ فتح پڑھی وہ گویا ایسے ہے جیسے فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہا۔(تفسیر واحدی)

ساری دنیا سے زیادہ محبوب سورت کا نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ کیلئے تشریف لا رہے تھے اور حضرات صحابہؓ کے دلوں میں اس بات کا رنج تھا کہ عمرہ نہ کر سکے اس وقت سورۃ الفتح نازل ہوئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے' جب آپ نے "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک و ما تأخر" پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبارک ہو اس میں تو آپ کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ایسا ہوگا' سوال یہ ہے کہ ہمارا کیا بنے گا' اس کا بھی پتہ چلنا چاہئے' اس پر یہ آیت کریمہ "لیدخل المومنین المومنات" نازل ہوئی۔ (معالم التنزیل)

خاصیت آیت ۱ تا ۵... فتوحات کی کنجی

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْکَ وَيَهْدِيَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّکِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَکِيْمًا لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُکَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَکَانَ ذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا

انا فتحنا سے لے کر فوزاً عظیما تک ان پانچ آیات مبارکہ کا روزانہ صبح اور مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھنا تمام فتوحات کی کنجی ہے اور غیب سے روزی پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

ان پانچ آیتوں کا ایک ہزار مرتبہ پڑھنا روزانہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لشکر اسلام کی نمایاں فتح پیدا کرتا ہے۔

ان آیات کو صبح کی نماز کے بعد سترہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا پھر بیمار کو پلانا یا کند ذہن کو پلانا یا مدرسہ، دکان یا کارخانہ سے بھاگنے والے بچہ کو پلانا خدا کے فضل سے ساری شکایتوں کو زائل کرتا ہے۔ عمل مجرب ہے۔ خلوص شرط ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۸... برائے حب زوجین

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا ہونے کے لئے کسی شیرینی پر اکیس مرتبہ ان مبارک آیتوں کا پڑھ کر دم کرنا پھر جسے مطیع کرنا مقصود ہو اسے کھلانا تین دفعہ کے عمل کرنے میں مقصود حاصل ہو جائے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۵.. طاعون کو دفع کرنے کیلئے

هُمُ الَّذِيْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْکُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَکُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

طاعون یا ہیضہ کے موقع پر اس آیت کو لکھ کر پاس رکھنا نہایت امن کا باعث ہوتا ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۷....حج کی استطاعت حاصل کرنے کیلئے مجرب عمل

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا

اگر آپ کو حج پر جانے کی طلب ہے اور کوئی وسیلہ جانے کا نہ ہو تو کثرت سے مذکورہ آیت کا ورد کریں۔ اس وقت تک جب تک امید پوری نہ ہو۔

سورۂ حجرات....فضائل وخواص

کاغذ پر لکھ کر دیواروں پر چسپاں کر دے تو آسیب نہ آئے۔ لکھ کر پلانے سے دودھ بڑھے اور حمل محفوظ رہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۳...مناظرہ میں غلبہ کیلئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

اگر کوئی شخص اپنے مقابل مناظر کو پست کرنا مغلوب کرنا چاہے وہ سورۂ حجرات کی پہلی آیت سے لے کر لھم تک تین آیات مبارکہ کو مشک خالص سے لکھ کر اپنے پاس رکھے اور مناظرہ وغیرہ شروع کرنے سے پہلے سات مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کر تقریر شروع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد بند اور لاچار ہو جائے گا۔(طب روحانی)

سورۂ ق....فضائل وخواص

سورۂ ق میں بیشتر مضامین آخرت اور قیامت اور مردوں کے زندہ ہونے اور حساب و کتاب سے متعلق ہیں اور یہی مناسبت ہے اس کو اس سے پہلی سورۂ حجرات سے کہ اس کے آخر میں انہی مضامین کا ذکر تھا۔

سورۂ ق کی ایک خاص اہمیت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ اُم ہشام بنت حارثہ بن النعمانؓ کہتی ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب میرا مکان تھا) دو سال کے قریب ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور (جس میں روٹی پکتی تھی) ایک ہی تھا' مجھے سورۂ ق پوری اس طرح حفظ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورت ہر جمعہ کو منبر پر خطبہ میں تلاوت فرماتے تھے (رواہ مسلم از قرطبی)۔

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے ابو واقد لیثیؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نمازوں میں کونسی سورت پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اور حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں بکثرت سورۂ ق تلاوت فرماتے تھے۔ (یہ سورت خاصی بڑی ہے) مگر اس کے باوجود نماز ہلکی رہتی تھی (قرطبی) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کی تلاوت کا خاص اثر تھا کہ بڑی سے بڑی سورت اور طویل سے طویل نماز بھی پڑھنے والوں پر ہلکی رہتی تھی۔ (معارف مفتی اعظم)

حضرت اوسؓ فرماتے ہیں میں نے صحابہ سے پوچھا کہ تم قرآن کے حصے کس طرح کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا پہلی تین سورتوں کی ایک منزل، پھر پانچ سورتوں کی ایک منزل، پھر سات سورتوں کی ایک منزل، پھر نو سورتوں کی ایک منزل اور مفصل کی سورتوں کی ایک منزل۔ یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ پس پہلی چھ منزلوں کی کل اڑتالیس سورتیں ہوئیں۔ پھر اس کے بعد مفصل کی تمام سورتوں کی ایک منزل تو انچاسویں سورت یہی سورۂ قاف پڑتی ہے۔ باقاعدہ گنتی سنیے۔ پہلی منزل کی تین سورتیں سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء ہوئیں۔ دوسری منزل کی پانچ سورتیں مائدہ، انعام، اعراف، انفال اور برأت ہوئیں۔ تیسری منزل کی سات سورتیں یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، حجر اور نحل ہوئیں۔ چوتھی منزل کی نو سورتیں سبحان، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج، مؤمنون، نور اور فرقان ہوئیں۔ پانچویں منزل کی گیارہ سورتیں شعراء، نمل، قصص، عنکبوت، روم، لقمان، الم سجدہ، احزاب، سبا، فاطر اور یٰسین ہوئیں۔ چھٹی منزل کی تیرہ سورتیں باقی رہیں جو حجرات کے بعد کی سورت سے شروع ہوں گی اور سورۂ قٓ ہے اور یہی ہم نے کہا تھا، فالحمد للہ۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا سورۂ قٓ اور سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۔ مسلم میں ہے حضرت ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سال تک یا ایک سال کچھ ماہ تک ایک ہی تنور رہا میں نے سورۂ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ رسول اللہ ﷺ کی زبانی سُن کر یاد کر لی اس لئے کہ ہر جمعہ کے دن جب آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کیلئے منبر پر آتے تو اس سورت کی تلاوت کرتے۔ الغرض بڑے بڑے مجمع کے موقع پر جیسے عید ہے۔ جمعہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی تلاوت کرتے کیونکہ اس میں ابتداء خلق کا، مرنے کے بعد جینے کا، خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا حساب و کتاب کا، جنت و دوزخ کا، ثواب و عذاب کا اور رغبت و ڈراوے کا ذکر ہے، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر) جس گھر میں پڑھی جائے اس کی دولت قائم رہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴... مخالف کو زیر کرنے کیلئے

قٓ. وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا. ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ

اگر کوئی شخص کہیں نیا ملازم ہوا ہو یا کہیں سے تبدیل ہو کر آیا ہو اور عملہ کے دوسرے ملازم اس کے آنے سے ناراض ہوں اور اس کے اکھیڑنے کی ترکیب کرتے ہوں تب یہ شخص سب کو زیر کرنے کے لئے ان آیات مبارکہ کو نو سو دفعہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد باوضو قبلہ رو بیٹھ کر پڑھے پھر پانی پر دم کر کے وہ پانی پاس رکھے گیارہ روز تک اسی طرح پڑھے بارہویں دن اس پانی میں زعفران گھول کر اس آیت کو بطور تعویز لکھ کر اپنے پاس رکھے ان شاء اللہ عملہ کے تمام ارکان راضی ہو کر دوست ہو جائیں گے۔ عمل نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۲۲... برائے قوت بصر

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

اس آیت کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ انگلی پر پڑھ کر دم کر کے آنکھوں پر لگائے ان شاء اللہ بصارت میں کمی نہ ہوگی۔ بلکہ جس قدر نقصان ہو گیا ہوگا وہ بھی جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰... برائے بخار

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

اگر کسی مریض کے بخار چڑھانا مقصود ہو تو اس کے ماتھے پر اس آیت کا لکھنا نہایت مفید ہے۔ اور اس آیت کو لکھ کر مریض کو پلانا بھی مفید ہے ان شاء اللہ بخار ہو جائے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۴۵... مرگی کا مرض دفع کرنے کیلئے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ

مرگی والے شخص کو چالیس دن تک اس مبارک آیت کو عنبر سے لکھ کر روزانہ گھول کر پلانا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ ذاریات.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۶... قرار حمل کیلئے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ

حمل قرار پانے کے لئے تین کھجوروں پر پڑھ کر وہ کھجوریں عورت کو کھلانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ احقاف

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جوشخص سورۂ احقاف کو پڑھے۔ اسے دنیا کی ہر ہر چیز کی تعداد کے برابر دس دس نیکیاں ملیں گی اور دس دس برائیاں نامہ اعمال سے مٹائی جائیں گی اور دس دس درجات بلند ہوں گے۔

(۲) جوشخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے گلے میں لٹکائے وہ بیداری و نیند ہر حالت میں جنات اور دیگر ہر خوفناک چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۳) اگر اس سورۃ کو لکھ کر سرہانے کے نیچے رکھ کر سوجائے تو رات کو کوئی چور یا جن وغیرہ اس کے قریب نہ آئے گا۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا. فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍ م بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ

اگر کوئی بے دین ظالم وفرعون صفت دشمن ہو تو اس کے ہلاک و برباد کرنے کے لئے یہ آیات بہت مفید ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ سات بیکار کنوؤں کا پانی لا کر اس پر ان آیات کو ہفتہ کے دن سے لے کر جمعہ کے دن تک سات دن مسلسل چاند کے آخری عشرہ میں پڑھے) ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے کے وقت سات سات بار پڑھے پھر آئندہ ہفتہ کے دن اس پانی کو چار گھڑوں میں ڈال کر کسی نابالغ لڑکے کے ہاتھوں انہیں کسی الگ کونہ میں رکھوادے۔ جب ضرورت ہو تو دشمن کے گھر یا جہاں چاہے اس پانی کو چھڑکوادے۔ بہت جلد مقصد حاصل ہوجائے گا۔

مگر اس بات کا دھیان ضرور رہے کہ یہ عمل اسی کے لئے کیا جائے جو بے دین و ملحد اور ظالم ہو ناحق کسی پر ایسا عمل کرنا سخت گناہ ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا. فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ان آیات کو پڑھنے سے جن بہت جلد حاضر ہوجاتے ہیں۔ ان آیتوں کو ہر عزیمت کے بعد پڑھے۔

سورۂ محمد

(۱) جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت کی نہروں سے سیراب کرے گا۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھے اور زمزم کے پانی سے دھو کر پی لے تو وہ لوگوں کا محبوب بن جائے گا۔ اس کا حافظہ قوی ہو جائے گا جو بات سنے گا وہ یاد رہے گی۔ (۳) اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر اس کے پانی سے بیمار کو نہلایا جائے تو تندرست ہو جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اس آیت کو ڈھال پر کندہ کرا کے اگر دشمن کا سامنا کرے تو دشمن کو شکست ہو گی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ

اگر دوران جنگ میدان جنگ سے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اس پر یہ آیت پڑھ کر دشمن کے چہرے پر مار دے تو دشمن مغلوب اور ذلیل ہو گا۔

سورۃ الفتح

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص رمضان کی پہلی رات نفلوں میں یہ سورۃ پڑھے وہ اس سال ہر قسم کی آفت ومصیبت سے محفوظ رہے گا۔

(۲) ایک عارف کہتے ہیں جو آدمی رمضان کا چاند دیکھتے ہی تین بار سورۂ فتح پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو فراخ دست رکھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کا خلاصہ اور مغز ہوتا ہے اور قرآن شریف کا مغز مفصل ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سات لمبی آیتیں تورات کی جگہ پر اور آیات مثانی انجیل کی اور زبور کی جگہ مرحمت فرمائی ہیں۔ اور مجھے مفصل سے اعزاز وفضیلت بخشی ہے۔

جو شخص مفصل کو لکھ کر لڑائی یا خوف میں اپنے پاس رکھے تو وہ امن میں رہتا ہے۔

(مفصل کو لکھ کر اور دھو کر اگر پیچش) نکسیر اور سردی کے بخار والے کو پلایا جائے تو شفا ہو گی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

جو آدمی یہ چاہے کہ اسے قبولیت عامہ حاصل ہو تو وہ پاک وصاف ہو کر ان آیات کو عرق گلاب) مشک اور زعفران کے ساتھ ہرن کے چمڑے پر لکھے اور اس چمڑے کو اپنی پگڑی یا ٹوپی میں رکھ کر سر میں رکھے۔

جو آدمی دشمنوں کے مقابلہ میں فتح چاہتا ہو وہ جمعرات کی پہلی اور دوسری ساعت میں زرد تانبے کی گول پتری پر ان آیات کو کندہ کرائے اور اپنی ڈھال (یا دوسرے دفاعی سامان) میں میخ سے جوڑ دے اور اسے ساتھ لے کر دشمن کے مقابلہ پر چلا جائے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ. وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ. كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا

جو شخص ان آیات کو ۱۴ رمضان کو یا ۲۴ تاریخ کو سفید ریشمی کپڑے میں عرق گلاب اور مشک و کافور سے لکھ کر ہرن کے چمڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ اگر درخت سے باندھ دے تو اس میں خوب برکت ہوگی۔ اگر کوئی بوڑھا شخص اپنے پاس رکھے تو وہ طاقت ور رہے گا۔ اس آیت میں سارے کے سارے حروف تہجی موجود ہیں اور اسی طرح سورۂ آل عمران کی آیت ثم انزل علیکم الخ میں بھی تمام حروف تہجی پائے جاتے ہیں۔ جو شخص ان دو آیتوں کو کثرت سے پڑھے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور اس کو تنگدستی سے نجات ملتی ہے اور نیکی کے کاموں میں اس کے بہت مددگار بن جاتے ہیں اور دنیا و آخرت کی بھلائی ملتی ہے۔

سورۂ حجرات

(۱) یہ سورۃ اگر لکھ کر گھر میں لگا دی جائے تو اس گھر میں شیطان نہیں آتا۔

(۲) اور اگر یہ سورۃ لکھ کر اور دھو کر دودھ والی عورت کو پلا دیا جائے تو اس کا دودھ بہت ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر عورت حاملہ ہو اور یہ سورۃ اسے لکھ کر دھو کر پلا دی جائے تو بچہ ماں کے پیٹ میں ہر تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) اگر کوئی آدمی نزع کی تکلیف میں ہو اس کے پاس بیٹھ کر کوئی سورۂ حجرات کی تلاوت کرے تو اس پر موت کی سختی کو آسان کر دیا جاتا ہے۔

سورۂ ق

قٓ. وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا. ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ م بَهِيْجٍ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ط كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ

(۱) اگر کوئی درخت پھل نہ اٹھاتا ہو یا درخت کو پھل تو لگتا ہو مگر محفوظ نہیں رہتا تو موسم بہار کی پہلی بارش کا پانی کسی پاک چکنے برتن یا کسی نئے شیشہ کے برتن میں لے کر ان آیتوں میں سے ہر ایک کو کاغذ کے ایک ٹکڑا پر گلاب و زعفران سے لکھ کر باقی پانی سے طلوع فجر کے وقت ان ٹکڑوں کو دھو لے اور دھوتے وقت ان آیتوں کو سات بار پڑھے اور پانی درخت کی جڑ میں چھڑک دے۔ ان شاء اللہ اس درخت کو بہت پھل لگے گا۔

(۲) مذکورہ بالا طریقہ سے بنائے ہوئے پانی میں بیج بھگو کر کاشت کیا جائے تو کھیتی بہت عمدہ ہوتی ہے۔

(۳) کسی کے پیٹ میں تکلیف ہو خواہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو ان آیات کو لکھ کر بارش کے پانی سی دھو کر اسے پلا دیا جائے۔

(۴) کسی بچہ کے دانت آسانی سے نکلتے نظر نہ آتے ہوں تو اس بچہ کو یہ آیات بارش کے پانی سے دھو کر پلا دیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے دانت بآسانی نکل آئیں گے۔ (۵) کوئی آدمی کسی معاملہ میں خوف زدہ ہو تو اسے بھی اگر یہ آیات لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر اسے پلا دی جائیں تو اس کا خوف جاتا رہے گا۔

سورۃ الذاریات

۱......اگر مریض کے پاس سورۃ الذاریات پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

۲......اگر بچہ جننے کے وقت سورۃ الذاریات لکھ کر عورت کو پہنادی جائے تو بچہ کی پیدائش آسانی سے ہو جاتی ہے۔

پارہ ۲۷ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ النجم

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے، بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو آپ نے علی الاعلان ایسے مجمع میں پڑھ کر سنائی جس میں مسلمانوں کے ساتھ مشرکین کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔ نیز یہ پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی، اور جس وقت آپ نے سجدے کی آیت اس مجمع کے سامنے تلاوت فرمائی تو یہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ آپ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تو سجدہ کیا ہی تھا، اس وقت جو مشرکین موجود تھے، انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ غالباً اس سورت کے پرشکوہ اور مؤثر مضامین نے انہیں بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس سورت کا اصل موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنا ہے، اور یہ کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے، وہ کسی شک وشبہ کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں دیکھا ہے، ان میں سے ایک اس وقت دیکھا جب آپ معراج پر تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اثبات کے ساتھ اس میں مشرکین مکہ کے غلط عقائد اور ان کے بعض بے ہودہ دعوؤں کی تردید بھی ہے اور پچھلی امتوں پر نازل ہونے والے عذاب کے حوالے سے انہیں حق کو تسلیم کرنے کی موثر دعوت بھی دی گئی ہے۔ ''نجم'' عربی میں ستارے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ستارے کی قسم کھائی گئی ہے، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ نجم ہے۔

تعارف سورۃ القمر

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ دکھلایا، اسی لئے اس کا نام سورۂ قمر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت میں بچی تھی، اور کھیلا کرتی تھی۔ سورت کا موضوع دوسری مکی سورتوں کی طرح کفار عرب کو توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے، اور اسی ضمن میں عاد وثمود، حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی قوموں اور فرعون کے دردناک انجام کا مختصر لیکن بہت بلیغ انداز میں تذکرہ فرمایا گیا ہے، اور بار بار یہ جملہ دہرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کو بہت آسان بنادیا ہے تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

تعارف سورۃ الرحمٰن

یہ سورت وہ واحد سورت ہے جس میں بیک وقت انسانوں اور جنات دونوں کو صراحت کے ساتھ مخاطب فرمایا گیا ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی وہ بیشمار نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں جو اس کائنات میں پھیلی پڑی ہیں، اور بار بار یہ فقرہ دہرایا گیا ہے کہ: ''اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے

پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟'' اپنے اسلوب اور فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے بھی یہ ایک منفرد سورت ہے جس کی تاثیر کو کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ یہ سورت مکی ہے، یا مدنی۔ عام طور سے قرآن کریم کے نسخوں میں اس کو مدنی قرار دیا گیا ہے، لیکن علامہ قرطبیؒ نے کئی روایتوں کی بنا پر یہ رجحان ظاہر کیا ہے کہ یہ مکی سورت ہے۔ واللہ اعلم۔

تعارف سورۃ الواقعہ

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور کی سورتوں میں سے ہے، اور اس میں معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ پہلے تو قیامت کے حالات بیان فرمائے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ آخرت میں تمام انسان اپنے انجام کے لحاظ سے تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا ہوگا جو ایمان اور عمل صالح کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مرتبے کے حامل ہیں، دوسرا گروہ ان عام مسلمانوں کا ہوگا جنہیں ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، اور تیسرا گروہ ان کافروں کا ہوگا جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ پھر ان تینوں گروہوں کو جن حالات سے سابقہ پیش آئے گا، اس کی ایک جھلک بڑے موثر انداز میں دکھائی گئی ہے۔ اس کے بعد انسان کو خود اس کے اپنے وجود اور ان نعمتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اسی کا شکر بجا لا کر اس کی وحدانیت کا اعتراف کرے، اور توحید پر ایمان لائے۔ پھر آخری رکوع میں قرآن کریم کی حقانیت کا بیان فرماتے ہوئے انسان کو اس کی موت کا وقت یاد دلایا گیا ہے کہ اس وقت وہ کتنا ہی بڑا آدمی سمجھا جاتا ہو، نہ تو خود اپنی موت سے چھٹکارا پا سکتا ہے، نہ اپنے کسی محبوب کو موت سے بچا سکتا ہے۔ لہٰذا جو پروردگار موت اور زندگی کا مالک ہے، وہی مرنے کے بعد بھی انسان کے انجام کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے، اور انسان کا کام یہ ہے کہ اس کی عظمت کے آگے سربسجود ہو۔ سورت کی پہلی ہی آیت میں ''واقعہ'' کا لفظ آیا ہے جس سے مراد قیامت کا واقعہ ہے، اور اسی کے نام پر اس سورت کو سورۂ واقعہ کہا جاتا ہے۔

تعارف سورۃ الحدید

اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس موقع پر چونکہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی دشمنی کی کارروائیاں بڑی حد تک دھیمی پڑ گئی تھیں، اور جزیرۂ عرب پر مسلمانوں کا تسلط بڑھ رہا تھا، اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان صفات سے آراستہ کرنے پر زیادہ توجہ دیں جو ان کے دین کو مطلوب ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں پر مغفرت مانگیں، نیز انہیں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں، اور آخرت کی بہبود کو دنیا کے مال و دولت پر ترجیح دیں جس کے نتیجے میں انہیں آخرت میں ایک ایسا نور عطا ہوگا جو انہیں جنت تک لے جائے گا، جبکہ منافق لوگ اس نور سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ سورت کے آخر میں عیسائیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ جو رہبانیت (ترک دنیا) انہوں نے اختیار کی تھی، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دنیا کو بالکل چھوڑ کر بیٹھ جاؤ بلکہ یہ تاکید فرمائی تھی کہ اسی دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو، اور تمام حقوق اسی کی ہدایت کے مطابق ادا کرو۔ نیز عیسائیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۲۵ میں لوہے کا ذکر آیا ہے، لوہے کو عربی میں ''حدید'' کہتے ہیں، اس لئے سورت کا نام سورۃ الحدید ہے۔ (توضیح القرآن)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ

ابراہیم نے کہا پھر تمہارا مطلب کیا ہے اے بھیجے ہوئے (فرشتو)؟ وہ بولے ہم کو بھیجا گیا ہے

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

گنہگار لوگوں کی جانب تاکہ ہم ان پر چھوڑ ماریں مٹی کے پتھر ف۱ جن پر

طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا

نشان پڑے ہوئے ہیں آپ کے پروردگار کے ہاں حد سے بڑھنے والوں کے لئے پھر ہم

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا

نے بچا نکالا اس کو جو وہاں ایمان والا تھا پس ہم نے نہ پایا اس جگہ

غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ

سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے اور ہم نے باقی چھوڑی اس بستی میں نشانی ان لوگوں

يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ

کے لئے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے اور موسیٰ کے قصہ میں بھی نشانی ہے جب ہم

اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ

نے اس کو بھیجا فرعون کی طرف روشن دلیل دے کر تو فرعون نے روگردانی کی اپنے زور (کے گھمنڈ) پر اور بولا

سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى

کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے ف۲ تو ہم نے پکڑا اس کو اور اسکے لشکر کو پھر ان کو پھینک دیا دریا میں

الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ

اور اس نے کام ہی ملامت کے قابل کیا تھا۔ اور عاد کے قصہ میں بھی نشانی ہے جب ہم نے ان پر بھیجی ایک ہوا

ف۱ قوم لوط:

یہ لوگ لواطت کے بانی تھے۔ رہزن تھے لٹیرے تھے اور عام جلسوں میں سب کے سامنے بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے ان ہی کے ایک برادر وطن حضرت لوطؑ کو بھیجا لیکن قوم نے لوطؑ کی نبوت ماننے سے انکار کر دیا اور بولے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔ لوطؑ نے دعا کی اے میرے رب مجھے اس ظالم قوم سے محفوظ رکھ اور ان مفسدوں کے مقابلہ میں میری مدد کر اور فتح عنایت فرما۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور ملائکہ کو ان بدکاروں کی حالت کے لئے بھیج دیا۔

حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ۔ یعنی کنکر۔ وہ مٹی جو منجمد ہو کر پتھر بن جاتی ہے۔

(تفسیر مظہری)

ف۲ فرعون کا پاگل پن

یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنی قوم اور ارکان سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ کہنے لگا کہ موسیٰ یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے دو حال سے خالی نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ظاہر یہ ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے معجزات صادر ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ کو جادوگر کہا اور چونکہ اس کی بیمار، کور بصیرت والی عقل میں موسیٰ کی دعوت توحید نہیں آتی تھی۔ اس لئے آپ کو پاگل کہنے لگا۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے معجزات کو دیکھ کر فرعون نے آپ کو آسیب زدہ سمجھا پھر سوچنے لگا کہ ان افعال کے اظہار میں موسیٰؑ کے اپنے اختیار اور کوشش کو دخل ہے یا نہیں اگر ہے تو یہ جادوگر ہے اور بے اختیار ہے تو پاگل ہے وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اظہار معجزات میں موسیٰ کے ارادے اور اختیار کو دخل ہے یا نہیں۔ (تفسیر مظہری)

الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

ف۱ بے نفع کہ نہ چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر ہو کر گزرتی تھی مگر اس کو کر ڈالتی تھی بوسیدہ ہڈی

كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾

کی طرح۔ اور ثمود کے حال میں بھی نشانی ہے جب ان سے کہا گیا کہ فائدہ اٹھاؤ ایک مدت تک

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ

پھر وہ سرکشی کرنے لگے اپنے پروردگار کے حکم سے تو ان کو آ پکڑا ایک کڑک نے اور وہ

يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا

دیکھتے تھے۔ پس نہ وہ اٹھ ہی سکے اور نہ

مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

انتقام لینے والے تھے۔ اور (ہم ہلاک کر چکے) نوح کی قوم کو اس سے پہلے بیشک وہ

فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾

بدکار لوگ تھے۔ اور آسمان ہم نے بنایا اپنے ہاتھ کے زور سے اور کچھ شک نہیں کہ ہم کو سب قدرت ہے

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کو ہم نے بچھایا تو ہم کیا اچھے بچھانے والے ہیں اور ہر چیز کے ہم نے

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ

پیدا کئے جوڑے ف۲ تاکہ تم نصیحت پکڑو تو بھاگو اللہ کی طرف بیشک

لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّيْ

میں تم کو اس کی طرف سے صاف طور پر ڈر سنانے والا ہوں۔ اور نہ مقرر کرو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود! میں تم کو

ف۱ یعنی وہ عذاب کی آندھی تھی، اس لئے ہواؤں میں عام طور سے جو فائدے ہوا کرتے ہیں، وہ اس میں نہیں تھے، قوم عاد کا تعارف سورہ اعراف (۷:۶۵) میں اور قوم ثمود کا تعارف سورہ اعراف (۷:۷۳) میں گذر چکا ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی مہمان نوازی کو ذکر فرمایا گیا۔ فرشتوں سے سوال وجواب ہلاک شدہ اقوام سے سامان عبرت اور قوم فرعون کو دی گئی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم عاد کی آندھی قوم ثمود کی کڑک اور تباہی کو ذکر کیا گیا۔

ع ۲ / ۲۳ / ۱

ف۲ ظاہر ہے کہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی ایسی صفت اعتبار کی جاتی ہے جس میں دوسری چیز اس کے مقابل شمار کی جاتی ہے جیسے آسمان و زمین گرمی سردی، چھوٹی بڑی، خوشنما بدنما، سفیدی سیاہی، روشنی تاریکی جوہر وعرض یعنی مستقل اور غیر مستقل وغیرہ وغیرہ پس دو دو قسم بنانے سے یہی مراد ہے کہ ہر چیز ایک دوسری کے مقابل ہے۔

لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اس کی طرف سے صاف طور پر ڈر سناتا ہوں۔ اس طرح ان سے اگلوں کے پاس بھی

مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ

جو رسول آیا انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا یہی ایک دوسرے کو

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾

کہہ مرے ہیں؟ کوئی نہیں بلکہ یہ لوگ شریر ہیں سو تو ان سے منہ پھیر لے اب تجھ پر کچھ ملامت نہیں

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ

اور سمجھاتا رہ کہ سمجھنا فائدہ بخشتا ہے ایمان والوں کو و۱ اور میں نے جو جنات اور انسان کو پیدا کیا ہے

الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ

تو بس اس لئے تاکہ میری عبادت کریں و۲ میں نہیں چاہتا ان سے

رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

روزینہ اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلائیں۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی روزی رسان

ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا

صاحب قوت زبردست ہے تو ان ظالموں کا بھی ڈول بھرا

مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ

جیسے بھرا ان کے ساتھیوں کا تو مجھ سے جلدی نہ مچائیں۔ پس خرابی ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

کافروں کے لئے ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

و۱ یعنی سمجھانے میں عام فائدے اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں جنکی قسمت میں ایمان نہیں ان پر حجت تمام ہو جائیگی اور جنکی قسمت میں ایمان ہے وہ ایمان لے آئینگے اور جو ایمان لاچکے ہیں ان کو بھی نفع ہوگا پس نصیحت کیے جایئے اور کسی کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کیجئے۔

و۲ اور بعض عبادت کی تکمیل کے لئے جن و انسان کی پیدائش پر دوسرے منافع کا مرتب ہونا اس کے منافی نہیں اسی طرح بعض جن و انسان کا عبادت نہ کرنا بھی اس کے منافی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے تو سب کو اس کا مکلف بنادیا ہے اب آگے وہ عبادت کریں یا نہ کریں یہ ان کا کام ہے اور جن و انسان کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس جگہ عبادت سے مراد وہ عبادت ہے جو اختیار کے ساتھ کی جائے اور اس سے آزمائش مقصود ہو اور ملائکہ میں امتحان مقصود نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار کی صفت نہیں۔

تعبیر سورہ الذّٰریٰت

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا زمین کی نباتات میں سے جس قدر چاہے حاصل کرے گا اور ہر مذہب کی طرف وہ مائل رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۳

قدرت کے دلائل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ جن وانس کی تخلیق کا مقصد نظام رزق اور کفر کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔

ع ۳

خاصیت: آیت ۵۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ طور مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں اُنچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جوسب پرمہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالطُّوْرِ ۙ① وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ② فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ③ وَّالْبَيْتِ

قسم ہے طور پہاڑ کی ف۱ اور قسم ہے اسی کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے

الْمَعْمُوْرِ ۙ④ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ⑤ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ⑥ اِنَّ

بیت المعمور کی اور قسم ہے بلند چھت کی اور قسم ہے بھرے ہوئے دریا کی

عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ⑦ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ⑧ يَّوْمَ تَمُوْرُ

بیشک تیرے پروردگار کا عذاب ضرور ہونے والا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں جس دن لرزنے لگے

السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ⑨ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۭ⑩ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

گا آسمان کپکپا کر اور چلنے لگیں گے پہاڑ رواں ہو کر پس تباہی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ⑪ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ⑫

جھٹلانے والوں کے لئے جو بکواس میں پڑے کھیلتے ہیں۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۭ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

جس دن ان کو دھکیلا جائے گا دوزخ کی آگ کی جانب دھکے دے کر۔ یہ ہے وہ آگ

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا

جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔ اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو سوجھتا نہیں؟

ف۱ سورۂ طور کی فضیلت:

حضرت جبیر بن معطمؓ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ وَالطُّوْرِ ۙ پڑھتے ہوئے سُنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش آواز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھی قرأت والا میں نے تو کسی کو نہیں سُنا (مؤطا امام مالک)۔

حضرت اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں زمانۂ حج میں میں بیمار تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اپنا حال کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سواری پر سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کرلو۔ چنانچہ میں نے سواری پر بیٹھ کر طواف کیا اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے تھے اور وَالطُّوْرِ ۙ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ کی تلاوت فرمارہے تھے۔ (بخاری) (تفسیر ابن کثیر)

کوہِ طور کی فضیلت:

یہاں طور سے مراد وہ طور سینین ہے جو ارضِ مدین میں واقع ہے، جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے شرف ہم کلامی نصیب ہوا' بعض روایاتِ حدیث میں ہے کہ دنیا میں چار پہاڑ جنت کے ہیں ان میں سے ایک طور ہے (قرطبی) طور کی قسم کھانے میں اس کی خاص تعظیم وتشریف کی طرف بھی اشارہ ہے اور اس کی طرف بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے کچھ کلام اور احکام آئے ہیں جن کی پابندی اُن پر فرض ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ

اس میں داخل ہو پھر صبر کرو یا نہ کرو تمہارے حق میں دونوں برابر!

عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

بس تم کو ان ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے جو پرہیزگار ہیں

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ

وہ جنتوں اور نعمتوں میں میوے کھا رہے ہوں گے جو ان کو دیئے ان کے پروردگار نے۔

وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا

اور ان کو بچایا ان کے پروردگار نے دوزخ کے عذاب سے۔ کھاؤ اور پیو رچتا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ

ان اعمال کے صلہ میں جو تم کرتے تھے۔ تکیے لگائے ہوئے برابر برابر بچھائے ہوئے تختوں پر!

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

اور ہم ان سے بیاہ دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو اور جو ایمان لائے اور ان کی راہ چلی ان کی اولاد

بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ

ایمان کے ساتھ ہم ان کے پاس پہنچا دیں گے ان کی اولاد کو اور ہم ان کو کم نہ دیں گے ان کے عمل میں سے

مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ

کچھ! ف۱ ہر آدمی اپنے کیے ہوئے عمل میں گرفتار ہے اور ہم ان کو پے درپے عطا کرینگے

بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

میوے اور گوشت جس جنس کو ان کا جی چاہے گا وہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے لیں گے

ف۱ بچوں کا کیا ہوگا:

ابن ابی شیبہ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے اپنے رب سے نسل انسانی کے ان (بچوں) کے متعلق مانگ کی جو کھیلنے والے ہوں اللہ نے مجھے وہ عطا فرما دیئے (یعنی ان کو جنتی بنا دیا) ابن عبدالبر نے کہا کھیلنے والوں سے مراد ہیں بچے کیونکہ ان کے کام بے عقلی کے کھیل کود کی طرح ہوتے ہیں عزم کے ساتھ نہیں ہوتے۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ حضرت سمرہؓ نے فرمایا' ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کے متعلق دریافت کیا' فرمایا وہ جنت والوں کے خادم ہوں گے۔ ابن جریر نے ایسی ہی حدیث حضرت ابن مسعودؓ سے موقوفاً بھی بیان کی ہے' طیالسی نے حضرت انسؓ کی روایت سے اسی کی ہم معنی حدیث نقل کی ہے' بعض علماء کا خیال ہے کہ مشرکوں کے بچوں کی جانچ کی جائے گی کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ (جوان ہو کر کیا کرنے والے ہوتے) متفق علیہ من حدیث ابی ہریرةؓ۔

ما التنٰھم۔ یعنی ان کے باپوں کے اعمال کے ثواب میں ہم کوئی کمی نہیں کریں گے۔ مطلب یہ کہ مومن اولاد کو ان کے باپوں کے ساتھ شامل کر دینے اور درجہ میں ان کے ساتھ ملا دینے سے ان کے آباء کے اعمال کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی۔ (تفسیر مظہری)

یعنی یہ صورت نہ ہو گی کہ بڑوں کے کچھ اعمال لے کر چھوٹوں کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ بڑے کو اس کے درجہ سے کچھ نیچے لائیں اور چھوٹے کو کچھ اوپر لے جائیں اور دونوں ایک درمیانی درجہ میں رکھے جائیں بلکہ کریموں کی شان کے لائق یہ ہے کہ بڑے لوگوں کو اپنے بلند درجوں میں بدستور رکھیں گے اور چھوٹوں کو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔

لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

وہاں جام شراب نہ اس شراب میں بیہودہ بکنا ہے اور انکے پاس آئیں جائیں گے ان کے غلام گویا

كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

وہ غلاف میں دھرے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ

باہم سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ ہم تو پہلے اپنے گھر ڈرتے رہتے تھے۔

اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ

تو اللہ نے بڑا ہی احسان فرمایا ہم پر اور ہم کو بچالیا لُو کے عذاب سے ۱ ہم اس سے پہلے

نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ

اسکو پکارا کرتے تھے بیشک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔ تو (اے محمد) تو نصیحت کئے جا کہ تو اپنے پروردگار کے فضل

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ

سے نہ کاہن ہے اور نہ دیوانہ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے کہ ہم اس کے حق میں انتظار کرتے ہیں

بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

زمانہ کی گردش کا۔ ۲ کہہ دے تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ

انتظار کر رہا ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی عقیدہ سکھاتی ہیں یا وہ لوگ شریر

قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

یا کہتے ہیں کہ اس نے خود بنا لیا ہے قرآن کو۔ نہیں بلکہ یہ ایمان نہیں لاتے تو

۱ آیت قرآن پر گریہ و دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک دن علی الصبح میں نے حضرت عائشہ کے ہاں حاضری دی تو وہ کھڑی نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں۔ فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم "سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا" وہ اس آیت کو بار بار دہراتی جاتی تھیں اور دعا اور گریہ بھی کر رہی تھیں میں انتظار میں کھڑا رہا اور کھڑے کھڑے اکتا گیا اس لئے اپنے کسی کام سے بازار روانہ ہو گیا۔ لوٹ کر آیا تو وہ اسی حال میں کھڑے نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں (صفۃ الصفوۃ)

خلاصہ رکوع ۱

قدرت و عظمت الٰہی کی نشانیاں غافلوں کو ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل کی وعید ذکر کی گئی۔ مومنین کا انعام اور اہل جنت کی مجالس اور صالحین کی صالح اولاد کا اہل جنت سے الحاق ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کی شاہانہ ملاقاتیں ذکر فرمائی گئی۔

ع ۱۸ / ۳

۲ شان نزول

آیت کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہوا جو مکہ کے پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں الگ الگ بٹ کر بیٹھ گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن اور ساحر اور شاعر کہتے تھے۔ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں مشورہ کرنے کیلئے قریش دار الندوہ (چوپال) میں جمع ہوئے بعض لوگوں نے کہا یہ بھی زہیر اور نابغہ کی طرح ایک شاعر ہے اس کو قید کر دو یہاں تک کہ خود اپنے وقت پر مر جائے جیسے دوسرے شاعر مر گئے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۲۳، ۲۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿۳۴﴾ أَمْ

ان کو چاہیے کہ لے آئیں کوئی کلام اسی طرح کا اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ آپ

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿۳۵﴾ أَمْ خَلَقُوا

پیدا ہوگئے ہیں کسی کے پیدا کیے بغیر یا وہی پیدا کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے پیدا کیا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿۳۶﴾ أَمْ عِندَهُمْ

آسمانوں کو اور زمین کو؟ کوئی نہیں بلکہ وہ یقین نہیں کرتے ف۱ کیا ان کے پاس

خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿۳۷﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ

تیرے پروردگار کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر

يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾

سن آیا کرتے ہیں؟ تو چاہیے کہ ان میں سے سن آنے والا شخص لائے کوئی دلیل صریح۔

أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿۳۹﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم

کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے؟ یا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے پس وہ

مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾

چٹی کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں۔ یا ان کے پاس علم غیب ہے پس وہ لکھ لیتے ہیں ف۲

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾

یا وہ کچھ مکر کرنا چاہتے ہیں؟ سو جو کافر ہیں وہی مکر (کے وبال) میں گرفتار ہوتے ہیں۔

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾

کیا ان کا کوئی معبود ہے اللہ کے سوائے؟ اللہ پاک ہے ان کے شریک بتانے سے۔

ف۱ پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے

یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے، کیا ان کے اوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا ان کے ذمہ لازم ہو کیا بغیر کسی پیدا کرنیوالے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ آسمان و زمین ان کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اس قلمرو میں جو چاہیں کرتے پھریں، کوئی ان کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ سب خیالات باطل اور مہمل ہیں۔ وہ بھی دلوں میں جانتے ہیں کہ ضرور خدا موجود ہے جس نے ان کو اور تمام زمین و آسمان کو نیست سے ہست کیا۔ مگر اس علم کے باوجود جو ایمان و یقین شرعاً مطلوب ہے اس سے محروم اور بے بہرہ ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کیا ان پر وحی آتی ہے

یعنی کیا خود ان پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں جیسے انبیاء کی وحی لکھی جاتی ہے اس لیے ان کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قتادہ نے کہا' یہ جواب ہے کافروں کے قول کا۔ کافروں نے کہا تھا نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ اللہ نے اس کا جواب دیا کیا ان کو علم غیب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے مر جائیں گے اور ان کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ (تفسیر مظہری)

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ

اور اگر دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہنے لگیں کہ یہ بادل ہے

مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾

تہہ بہ تہہ پس ان کو چھوڑ یہاں تک کہ یہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس میں بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾

جس دن ان کے کچھ کام نہ آئے گا ان کا مکر اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور ان ستم گاروں

وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

کیلئے ایک عذاب ہے اس سے ورے لیکن بہتیرے ان میں جانتے نہیں اور تو صبر سے بیٹھا رہ اپنے پروردگار

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

کے حکم کے انتظار میں۔ تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ جس وقت

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾

صبح کو اُٹھے ف۱ اور رات کے ایک حصہ میں اسکی تسبیح کر اور تاروں کے غائب ہوئے پیچھے بھی

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نجم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾

قسم ہے ستارے کی جبکہ گرے نہ بہکا تمہارا رفیق (یعنی محمد ﷺ) اور نہ بھٹکا

ف۱ کفارہ مجلس

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اچھی بری باتیں ہوں تو اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اگر وہ یہ کلمات پڑھ لے تو اللہ اس کی سب خطاؤں کو جو اس مجلس میں ہوتی ہیں معاف فرمادیں گے وہ کلمات یہ ہیں۔ "سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک" (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

کفار کا انکار رسالت اور ان کی بے وقوفی و بے عقلی کو ذکر کیا گیا۔ منکرین کو دلائل سے بتایا گیا کہ تم اپنے انکار کی کوئی سند نہیں رکھتے۔ صرف ضد اور عناد اس کا سبب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور تسبیح وتحمید کا حکم فرمایا گیا۔

ع ۲

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ

اور نہ بات کرتا ہے اپنی خواہش نفس سے یہ (قرآن) تو وحی ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے اس کو سکھایا ہے

شَدِیْدُ الْقُوٰی ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ﴿٦﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ

بڑے طاقت ور زور آور (فرشتے یعنی جبریل) نے۔ پس وہ فرشتہ پورا نظر آیا۔ ایسے حال میں کہ وہ آسمان کے

الْاَعْلٰی ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ

اونچے کنارے میں تھا۔ وا پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کی برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب

اَدْنٰی ﴿٩﴾ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے کی جانب جو کچھ بھیجی۔ نہیں جھوٹ ملایا پیغمبر کے دل نے اس معاملہ

مَا رَاٰی ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿١٢﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

میں جو دیکھا۔ تو کیا تم پیغمبر سے اس پر جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھا اور بیشک اس فرشتے کو دیکھا تھا ایک بار

اُخْرٰی ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ

اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے نزدیک جنت آرام گاہ ہے

الْمَاْوٰی ﴿١٥﴾ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ

۔ جب وہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا نہ پیغمبر کی نظر

الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ﴿١٨﴾

بہکی اور نہ حد سے بڑھی وٹ بیشک اس نے دیکھیں اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی ﴿١٩﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ﴿٢٠﴾

بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ۔ اور تیسرے مناۃ بے قدر کو (کہ یہ بت کیسے ضعیف ہیں)

وا ایک بار حضور نے جبریل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت دکھلا دو انہوں نے حراء کے پاس اور ایک روایت میں ہے کہ جیاد میں وعدہ ٹھہرا آپ وہاں تشریف لے گئے تو مشرقی جانب میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ مغربی جانب تک گھیر رکھا ہے آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اس وقت جبرئیل علیہ السلام بصورت بشریہ آپ کی تسلی کے واسطے اتر آئے۔

وٹ رویت باری کا مسئلہ: تمام صحابہ وتابعین اور جمہور امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت وعام مؤمنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں' اس سے اتنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت وزیارت کوئی امر محال یا ناممکن نہیں' البتہ عالم دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں جو اس کو برداشت کر سکے اس لئے دنیا میں کسی کو رویت وزیارت حق تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی' آخرت کے معاملہ میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ **فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید** ' یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائیگی درپردے ہٹا دیے جائیں گے حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس کی نگاہ فانی ہے' اور اللہ تعالیٰ باقی' پھر جب آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا' تقریباً یہی مضمون قاضی عیاضؒ سے بھی منقول ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کی تقریباً تصریح ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوْا (فتح الباری ص ۴۹۳ ج ۸) اس سے امکان تو اس کا بھی نکل آیا کہ عالم دنیا میں بھی کسی وقت خصوصی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں وہ

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝۲۱ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝۲۲

بھلا تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹی؟ ف۱ اس صورت میں تو یہ تقسیم بڑی نامنصفانہ ہے

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ

بس یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے۔

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اللہ نے تو ان کی کوئی سند اتاری نہیں۔ یہ لوگ چلتے ہیں نری اٹکل

وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝۲۳

اور نفسانی خواہشات پر اور ان کے پاس آ چکی ہے ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت کہیں

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴ۖ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ ع

انسان کو ملتا ہے جو وہ آرزو کرے؟ ف۲ سو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جہان اور یہ جہان

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا

اور بہتیرے فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ نہیں کام آتی ان کی سفارش کچھ بھی

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝۲۶

مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لئے چاہے اور رضا مند ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ فرشتوں کے نام رکھتے ہیں عورتوں کے نام سے

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝۲۷ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں ہے نری اٹکل پر چلتے ہیں

قوت بخش دی جائے جس سے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کر سکیں لیکن اس عالم سے باہر نکل کر جبکہ شب معراج میں آپ ﷺ کو آسمانوں اور جنت و دوزخ اور اللہ تعالیٰ کی خاص آیات قدرت کا مشاہدہ کرانے ہی کے لئے امتیازی حیثیت سے بلایا گیا، اُس وقت تو حق تعالیٰ کی زیارت اس عام ضابطہ سے بھی مستثنیٰ ہے کہ اس وقت آپ ﷺ اس عالم دنیا میں نہیں ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے، یہاں ان کے اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ تم خود تو بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیاں منسوب کر رکھی ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

شان رسالت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبرائیل سے قرب، رؤیت باری تعالیٰ اور کفار کے بتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ نظریہ ولایت کی تردید اور ان کے اندھے پن کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ یہ مشرک لوگ اپنے من گھڑت خداؤں کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کریں گے۔ (دیکھئے سورہ یونس ۱۰:۱۸) یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تمہاری تمنا ضرور ہوگی، لیکن انسان کو ہر وہ چیز نہیں ملا کرتی جس کی وہ تمنا کرے۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الظَّنَّ ۚ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَنْ

اور اٹکل کچھ کام نہیں آتی حق بات میں سو تو اس سے اعراض کر

مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ

جو روگردانی کرے ہماری یاد سے اور نہ طلب کرے مگر دنیا کی زندگانی۔ یہیں تک

مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن

ان کے علم کی رسائی ہے!ول بیشک میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جو بہکا اس

سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

کے راستے سے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ یاب ہوا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ وہ بدلا دے ان لوگوں کو جنہوں نے بُرے عمل کیے ان کے اعمال کا اور بدلا دے

الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ

نیکی کرنے والوں کو اچھا بدلہ۔ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں اور

وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ

بے حیائی کے کاموں سے مگر چھوٹے چھوٹے گناہ ول۲ بیشک تیرا پروردگار بڑی وسیع مغفرت والا ہے وہ

أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ

تم کو خوب جانتا ہے جب تم کو پیدا کیا زمین سے اور جب تم بچے تھے

فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ

اپنے ماؤں کے پیٹ میں تو تم اپنے آپ کو پاکیزہ مت جتاؤ! وہی اس کو خوب جانتا ہے جو

ول قرآن کریم نے یہ اُن کفار کا حال بیان کیا ہے جو آخرت و قیامت کے منکر ہیں افسوس ہے کہ انگریزوں کی تعلیم اور دنیا کی ہواؤ ہوس نے آجکل ہم مسلمانوں کا بھی حال بنا دیا ہے کہ ہمارے سارے علوم و فنون اور علمی ترقی کی ساری کوششیں صرف معاشیات کے گرد گھومنے لگیں معادیات (معاملات آخرت) کا بھول کر بھی دھیان نہیں آتا۔ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید لگائے ہوئے ہیں مگر حالت یہ ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت والوں سے رُخ پھیر لینے کی ہدایت کرتا ہے نعوذ باللہ منہ (معارف مفتی اعظم)

حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا اس کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہ ہو اور دنیا اس کا مال ہے جو (آخرت میں) کنگال ہو اسے جمع کرنے کی دُھن میں وہ رہتا ہے جو عقل سے خالی ہو۔ ایک منقول دعا میں حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا پروردگار! تو ہماری اہم کوشش کو منتہائے نظر اور مقصد معلومات صرف دنیا ہی کو نہ کر۔ (تفسیر ابن کثیر)

ول۲ صاحب قاموس نے لکھا ہے لمم چھوٹے گناہ۔ صغیرہ گناہ کی مثال بیان کی گئی ہے جیسے نامحرم پر ایک نظر آنکھ کا اشارہ بوسہ یعنی زنا سے کم درجہ گناہ۔ بغوی نے لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابو ہریرہؓ، مسروقؒ اور شعبیؒ کی طرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول قرار دیا ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا لمم کی تشریح میں ابو ہریرہؓ کے اس قول سے زیادہ صحیح قول میں نے نہیں پایا۔

کلبی نے کہا لمم کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) وہ گناہ جس کی دنیوی سزا اللہ نے نہیں بیان کی نہ آخرت میں اس کے عذاب کی کوئی صراحت کی۔ ایسا گناہ اگر کبیرہ اور فاحش کی حد تک نہ پہنچے تو نماز سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (۲) وہ بڑا گناہ جس میں ایک بار مسلمان مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے یہ بھی لمم میں داخل ہے۔

اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ

پرہیز گاری کرتا ہے۔ بھلا تو نے اسے دیکھا جس نے روگردانی کی ف۱ اور دیا تھوڑا سا

اَكْدٰى ﴿٣٤﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿٣٥﴾ اَمْ لَمْ

اور سخت دل ہو گیا کیا اس کے پاس علم غیب ہے پس وہ دیکھتا ہے؟ کیا اس کو ان باتوں

يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ

کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں اور نیز ابراہیم کے (صحیفوں میں ہیں) جو وفادار تھا

وَفّٰٓى ﴿٣٧﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ

(مضمون اس کا یہ ہے) کہ کوئی اٹھانے والا نہ اٹھائے گا دوسرے کے گناہ کے بوجھ کو۔ اور یہ کہ

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾

آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے عمل کیا ف۲ اور یہ کہ آدمی کی کوشش دیکھی جائے گی

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿٤١﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿٤٢﴾

پھر اس کو اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہ تیرے پروردگار تک پہنچنا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿٤٣﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿٤٤﴾

اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٤٥﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور یہ کہ اللہ نے پیدا فرمائیں دو قسمیں نر اور مادہ نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں)

اِذَا تُمْنٰى ﴿٤٦﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿٤٧﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

ڈالا جاتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ پر لازم ہے وہ دوسری بار پیدا کرنا۔ اور یہ کہ اس نے

ع ۲/۶

خلاصہ رکوع ۲

منکرین آخرت کی حالت اور ان کی مادہ پرستی کو ذکر کیا گیا اللہ کا علم اور قدرت اور وسیع المغفرۃ ہونا بیان فرمایا گیا۔ صحف ابراہیم و موسیٰ کا ایک مضمون ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کہ وہ متضاد کیفیات کا خالق ہے۔ قرب قیامت اور عقلمندی کا فرض بیان فرمایا گیا۔

ف۱ شان نزول

درمنثور میں بروایت ابن جریر یہ نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا اس کے کسی ساتھی نے اس کو ملامت کی کہ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولا کہ تو مجھے کچھ دیدے تو میں آخرت کا تیرا عذاب اپنے سر پر رکھ لوں گا۔ تو عذاب سے بچ جائے گا چنانچہ اس نے کچھ دیدیا' اس نے اور مانگا تو کچھ کشاکشی کے بعد کچھ اور بھی دیدیا۔ اور بقیہ کی دستاویز مع گواہوں کے لکھ دی' روح المعانی میں اس شخص کا نام ولید بن مغیرہ لکھا ہے' جس کا اسلام کی طرف میلان ہو گیا تھا' اس کے دوست نے ملامت کی اور عذاب کی ذمہ داری اپنے سر لے لی (معارف مفتی اعظم)

ف۲ تلاوت قرآن اور ایصال ثواب

جمہور ائمہ اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن اور ہر نفلی عبادات کا ثواب دوسرے شخص کو بخشا جا سکتا ہے اور وہ اس کو ملے گا (صرف اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے) قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مومن کو دوسرے شخص کی طرف سے عمل صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ تفسیر مظہری میں اس جگہ ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے ایصال ثواب کا فائدہ دوسرے کو پہنچنا ثابت ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ

دولت مند کیا اور سرمایہ دیا اور یہ کہ وہی شعریٰ ستارے کا پروردگار ہے اور یہ کہ

اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

اس نے ہلاک کر دیا عاد پہلے کو اور ثمود کو پس کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور نوح کی قوم کو ان

مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

سے پہلے! بیشک وہ تو اور بھی زیادہ ظالم اور شریر تھے۔ اور الٹی ہوئی بستیوں کو اس

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ

نے دے پٹکا۔ پھر اس پر چھایا جو کچھ چھایا تو (اے آدمی) تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں

تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ

میں شبہ کرے گا؟ یہ پیغمبر ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے ڈر سنانے والے کی

الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ

جنس میں سے۔ قریب آ پہنچی قیامت۔ کوئی نہیں اس کو اللہ کے سوائے ظاہر کرنے والا کیا

هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ف۱

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

اور تم کھیل کرتے ہو؟ تو تم سجدہ کرو اللہ کے آگے اور عبادت کرو

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

ف۱ اصحاب صفہ کا گریہ و توبہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔
افمن هذا الحديث تعجبون و تضحكون و لا تبكون
"سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو" تو ان آیات کو سن کر اصحاب صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسوان کے رخساروں پر بہتے رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی رو پڑے۔ آپ کے رونے پر ہم لوگ بھی روئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مسلسل اصرار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا اگر تم لوگ گناہوں سے باز آ گئے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جن سے گناہ ہوں گے اور وہ توبہ کریں گے اور توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمادے گا۔ (اخرجہ البیہقی)

تعبیر سورہ نجم
جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی اولاد بہت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں مریں گے اور وہ شخص صاحب علم و تقویٰ ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

قریب آ لگی قیامت اور چاند شق ہو گیا اور اگر کافر دیکھیں کوئی نشانی تو اعراض کریں

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ

اور کہیں کہ جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے ف۱ اور انہوں نے جھٹلایا اور چلے اپنی خواہشات پر

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا

اور ہر کام (اپنے وقت پر) ٹھہرا ہوا ہے۔ اور ان کے پاس پہنچ چکے ان کے حالات جن میں ڈانٹ

فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ

ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات (آ چکی) پھر (ان کو) ڈرانے والے مفید نہیں سو تو ان سے اعراض

عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا

کر جس دن پکارے گا پکارنے والا ایک ناآشنا چیز کی جانب جھکی ہوئی ہوں گی

اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ

ان کی نظریں نکل پڑیں گے قبروں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں

جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ

کہ پھیل پڑیں دوڑتے جا رہے ہوں گے پکارنے کی جانب کافر کہیں گے کہ

هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا

یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم تو انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو

ف۱ صحیحین وغیرہ میں بہت سے مختلف طریقوں سے بہت سے صحابہ سے مروی ہے صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور ایک اس سے ہٹا ہوا تھا اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ چاروں طرف کے آنے والے مسافروں سے پوچھا انہوں نے بھی اپنا دیکھنا بیان کیا اور بعض لوگوں نے بلا دلیل محض وہم سے بعید سمجھ کر اور تاریخ میں منقول نہ ہونے کی بنا پر اس میں تاویل کی ہے کہ قیامت میں ایسا ہوگا لیکن معجزہ تو ہمیشہ عادت سے بعید ہوتا ہے اس سے امکان کی نفی تو نہیں ہوتی اور تواریخ میں منقول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بعض جگہ تو اختلاف مطالع کی وجہ سے چاند غائب ہوگا اور تھوڑی دیر کا قصہ تھا کوئی شخص ہر وقت چاند کو تکا نہیں کرتا اور اس وقت تاریخ کا اس قدر اہتمام بھی نہ تھا رہا بعید ہونا یہ تو قیامت میں بھی مشترک ہے پھر وہاں ماننا یہاں نہ ماننا زبردستی ہے اور صیغہ ماضی سے معلوم ہوتا ہے کہ شق القمر ہو چکا اور اگلی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا الخ کیونکہ اگر قیامت میں شق القمر ہوا تو اس وقت کوئی اس کو جادو نہ کہے گا اس وقت سب کو قدرت الٰہی کا پورا یقین ہوگا۔

وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠

اور کہا کہ دیوانہ ہے اور جھڑکا گیا ہے۔ تو اس نے دعا کی اپنے رب سے کہ میں مغلوب ہوں

فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَّفَجَّرْنَا

پس تو بدلا لے۔ تو ہم نے کھول دیئے آسمان کے دہانے موسلا دھار پانی سے اور بہا دیئے

الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢

زمین سے چشمے تو پانی (ہر جانب سے) جمع ہو گیا ایک امر پر جو مقدر ہو چکا تھا ف۱

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا

اور ہم نے نوح کو سوار کر لیا تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر۔ بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝١٤ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ

انتقام اس کے لئے جس کی قدر نہ جانی گئی تھی۔ اور ہم نے بنا چھوڑا اس عذاب کو ایک نشانی تو ہے کوئی نصیحت

مُّدَّكِرٍ ۝١٥ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ۝١٦ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

پکڑنے والا؟ تو کیا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ اور ہم نے آسان کر دیا

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧ كَذَّبَتْ عَادٌ

قرآن کو سمجھنے کے لئے ف۲ تو ہے کوئی سوچنے والا؟ جھٹلایا عاد نے

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ۝١٨ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ ہم نے ان پر بھیجی ایک سناٹے کی

رِيْحًا صَرْصَرًا فِیْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝١٩ تَنْزِعُ النَّاسَ

آندھی ایک سخت منحوس دن میں وہ اکھاڑ مارتی تھی

ف۱ یعنی ایک تو آسمان سے موسلا دھار پانی برسا اور دوسرے زمین سے پانی ابلنا شروع ہوگیا، دونوں طرح کے یہ پانی مل گئے، اور ان سے طوفان آگیا جس میں اس قوم کی تباہی مقدر تھی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ اور لوگوں کے لئے بوجہ بیان واضح ہونے کے عموماً اور اہل عرب کے لئے بوجہ عربی زبان ہونے کے خصوصاً یہ قرآن آسان ہے بعض لوگوں کو اس آیت پر سرسری نظر کرنے سے مجتہد بننے کی ہوس ہوئی لیکن عبرت و نصیحت کے لئے آسان کر دینے سے یہ لازم نہیں آیا کہ اس سے احکام کا استنباط کرنا بھی آسان ہے اس کا تو سیدھا مطلب یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کے متعلق جو مضامین قرآن میں ہیں وہ نہایت واضح ہیں اور استنباط کے طریقوں کا دقیق ہونا تو خود ظاہر ہے۔

خاصیت: آیت ۱۰، ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

لوگوں کو گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جڑوں سے اکھڑے ہوئے تو کیسا ہوا میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

اور ڈرانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے تو ہے کوئی سوچنے والا؟

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ

جھٹلایا ثمود نے ڈرانے والوں کو ف۱ پس کہنے لگے کہ کیا ہم ایک بشر کی اپنی ہی قوم میں سے پیروی کریں گے؟

اِنَّا اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا

ایسا کریں تو بیشک ہم بڑی غلطی اور دیوانگی میں پڑے۔ کیا اسی پر وحی نازل ہوئی ہم میں سے؟ کوئی نہیں

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ

یہ تو جھوٹا خود پسند ہے۔ عنقریب جان لیں گے کل کو کہ کون جھوٹا

الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

خود پسند ہے؟ ہم اونٹنی بھیجنے والے ہیں ان کے آزمانے کو (اے صالح) تو ان کا منتظر رہ

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ

اور صبر کر اور ان کو خبردار کر دے کہ پانی بانٹ دیا گیا ان کے درمیان! ہر باری پانی پلانے کی

مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ

حاضر کی گئی ہے تو انہوں نے آواز دی اپنے رفیق کو تو اس نے دست درازی کی اور پاؤں کاٹ ڈالا

عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانا۔ ہم نے ان پر بھیجی ایک چنگھاڑ تو وہ ایسے ہو گئے

خلاصہ رکوع ۱

معجزہ شق قمر اور قیامت کی آمد کو ذکر فرمایا گیا اور اس کی ہولنا کی بیان کی گئی۔ بعض سابقہ اقوام کی ہلاکت سے عبرت کی دعوت دی گئی۔

ف۱ قرآن کی آسانی اللہ کی ایک نعمت ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس میں آسانی نہ رکھ دیتا تو مخلوق کی طاقت نہ تھی کہ اللہ عزوجل کے کلام کو پڑھ سکے۔ میں کہتا ہوں انہی آسانیوں میں سے ایک آسانی وہ ہے جو پہلے حدیث میں گزر چکی کہ یہ قرآن سات قراءتوں پر نازل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق و الفاظ ہم نے پہلے جمع کر دیئے ہیں۔ اب دوبارہ یہاں وارد کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اس قرآن کو بہت ہی آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی طالب علم جو اس خدائی علم کو حاصل کرے جو بالکل آسان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

جیسے روندی ہوئی کانٹوں کی باڑ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

تو ہے کوئی سوچنے والا؟ جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو ہم نے ان پر بھیجا

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ

پتھروں کا مینہ مگر لوط کے گھر والے کہ ہم نے ان کو بچا لیا صبح کے وقت اپنے پاس کی مہربانی سے!

عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ

اسی طرح ہم اس کو بدلا دیا کرتے ہیں جو شکر گزار بنتا ہے اور بیشک لوط ان کو ڈرا چکا تھا ہماری پکڑ

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

سے تو وہ لگے جھگڑنے ڈرانے والوں سے اور وہ لوگ لوط سے لینے لگے اس کے مہمان

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ

تو ہم نے ملیا میٹ کر دیں انکی آنکھیں (اور کہا کہ) اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ف۱ اور ان پر

صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ

نازل ہوا صبح سویرے عذاب جو ٹھہر رہا تھا۔ تو (ہم نے کہا) چکھو میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع

اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے تو ہے کوئی سوچنے والا؟ اور آ چکے فرعون

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ

کے لوگوں کے پاس ڈرانے والے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری تمام نشانیوں کو تو ہم نے ان کو پکڑا

ف۱ **حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان قوم کی بدتمیزی اور عذاب الٰہی**

قوم والوں نے ان مہمانوں سے جو واقع میں فرشتے تھے اور جبرئیل بھی ان میں شامل تھے لیکن لڑکوں کی شکل میں ہو کر آئے تھے بدکاری کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہا تم ان مہمانوں کے معاملہ میں کوئی تعرض نہ کرو ان کو ہمارے سپرد کر دو۔ اللہ نے ان فرشتوں کو قوم لوط علیہ السلام پر کنکر لیے پتھر برسانے کے لئے بھیجا اور ہر پتھر کو ایک کافر کے لئے نامزد کر دیا۔ جب قوم والوں نے نہ مانا اور لوط علیہ السلام کے گھر میں دروازہ توڑ کر گھس جانا چاہا (اور حضرت لوط علیہ السلام بہت پریشان ہوئے) تو فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا ان کو اندر آنے دیجئے ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ گھر کے اندر گھس آئے۔

بغوی نے ابن اسحٰق اور ابن عساکر کا بیان بطریق جریر و مقاتل حسب روایت ضحاک نقل کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا' لوط علیہ السلام نے مہمانوں سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر لیا اور دروازہ کے اندر سے قوم والوں سے جھگڑنے لگے۔ وہ لوگ پھلانگ کر اندر آ گئے۔ ملائکہ نے جب لوط علیہ السلام کی یہ حالت دیکھی تو کہا (آپ پریشان نہ ہوں) ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں۔ آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو پائے گی۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے حضرت جبرئیل نے اپنے ایک پر کی جھپٹ ماری جس سے وہ اندھے ہو گئے۔ ہر چند ادھر ادھر چکر کاٹتے اور گھومتے تھے لیکن دروازے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ آخر حضرت لوط علیہ السلام نے خود ان کو اسی نابینائی کی حالت میں نکال باہر کر دیا آیت فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ سے یہی مراد ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲ ۲

ع ۱۸ ۹ قرآن کی آسانی کی نعمت کو ذکر فرمایا گیا حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان اور قوم کی بدتمیزی پر عذاب الٰہی اور ان کے انجام کو ذکر کیا گیا۔

أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰٓئِكُمْ أَمْ لَكُم

زبردست قدرت والے کا سا پکڑنا ف۱ کیا تم میں جو منکر ہیں وہ بہتر ہیں ان لوگوں سے یا تمہارے لئے

بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

معافی کا حکم لکھ دیا گیا پہلی کتابوں میں کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جماعتیں بدلا لینے والی ہیں۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ

عنقریب شکست کھائے گی یہ جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت

وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَٰلٍ

ہے اور قیامت بہت سخت اور نہایت کڑوی ہے۔ بیشک گنہگار گمراہی اور جہالت

وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا

میں پڑے ہیں (یاد کر) جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ (ہم فرمائیں گے) مزہ چکھو

مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ أَمْرُنَآ

آگ لگنے کا۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے ایک اندازے سے اور ہمارا کام

إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَآ أَشْيَاعَكُمْ

تو بس ایک دم کی بات ہے جیسے نگاہ کی جھپک اور ہم ہلاک کر چکے تمہارے ہم مذہب (کافروں کو)

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَ

تو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ اور جو انہوں نے کیا ہے وہ لکھا ہوا ہے نامہ اعمال میں

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ

اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں (وہ) باغوں

وقف لازم

ف۱ دو یہودیوں کا قصہ: حضرت صفوان بن عسال راوی ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ ساتھی نے کہا ارے نبی نہ کہو اگر وہ سن پائے گا (کہ تم نے بھی اس کو نبی کہا ہے) تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ غرض دونوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (نو واضح احکام) کے متعلق سوال کیا کہ وہ نو احکام کون سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نو احکام یہ تھے) کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ قرار دو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی بے قصور کو حاکم کے پاس قتل کرانے کے لئے نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ۔ جہاد کے معرکہ سے بھاگنے کے لئے پشت نہ پھیرو۔ اور اے یہودیو (ایک حکم) تمہارے لئے خاص طور پر یہ تھا کہ ہفتہ کے دن (کی حرمت) میں حد سے تجاوز نہ کرو (یعنی ہفتہ کے دن کی حرمت قائم رکھو۔ اس روز دنیوی کاروبار نہ کرو) یہ سنتے ہی دونوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چوم لئے اور بولے ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (سچے) نبی ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر میرا اتباع کرنے سے تمہارے لئے کیا مانع ہے کہنے لگے حضرت داؤد نے اپنے رب سے دعاء کی تھی کہ (اے میرے رب) میری ہی نسل میں سے ہمیشہ نبی ہوتا رہے (اور حضرت داؤد کی دعاء کا قبول ہونا یقینی ہے) اور ہم کو یہ ڈر ہے کہ اگر ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کریں گے تو یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی۔ (تفسیر مظہری)

وَنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع

اور نہروں میں ہوں گے۔ سچی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے قریب

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ رحمٰن نازل ہوئی مکہ میں اور اس میں اٹھہتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن نے قرآن پڑھایا ف۱ اس نے پیدا فرمایا انسان کو (پھر) اس کو بولنا

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش کر رہے ہیں) اور بوٹیاں اور درخت

يَسْجُدَانِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ﴿۷﴾ أَلَّا

سجدہ کر رہے ہیں اور آسمان کو اونچا کیا اور ترازو اتاری۔ (منشا یہ ہے) کہ

تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ﴿۸﴾ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

تم حد سے نہ بڑھو ترازو میں اور سیدھی تو لو انصاف سے

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿۹﴾ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿۱۰﴾

اور نہ گھٹاؤ تول اور زمین کو بچھا دیا مخلوق کے لئے

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ

اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کی گیلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۱۵ ۱۰

قوم فرعون کا انجام اور قیامت کی سختی ذکر کر کے نصیحت فرمائی گئی۔

تعبیر سورہ قمر

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر جادو کیا جاوے گا اور وہ اس سے نجات پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

یعنی خدا کی بے شمار نعمتیں ہیں ان میں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اس نے قرآن کو نازل کیا کہ اس کے بندے اس پر ایمان لا کر اس کا علم حاصل کر کے اس سے منتفع ہوں آگے ایک جسمانی نعمت کا ذکر ہے جس پر یہ روحانی نعمت موقوف ہے۔

ف۱ سورہ رحمٰن کا حسن اور

معجزانہ بلاغت

سورۃ الرحمٰن کے کلمات کی عظمت و خوبی اور ان کا حسن و بلاغت ہر سننے والے کو بدیہی طور پر محسوس ہوتا ہے۔ اس سورت کا حسن و زینت اور معجزانہ بلاغت ایسی واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِكُلِّ شيءٍ عروسًا وعروس القرآن الرحمٰن کی ہر چیز کی ایک زینت و خوبصورتی ہوتی ہے۔ جو اپنی خوبصورتی سے دلہن نظر آتی ہے اور قرآن کریم کی عروس سورۃ الرحمٰن ہے۔
ابتداء سورت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی ایسی عظیم الشان اور ظاہر و باہر نعمتوں کا ذکر ہے کہ انسانی فکر انکی عظمت کا اندازہ کرنے سے بھی قاصر ہے انسانی تخلیق اور اس میں ودیعت رکھے ہوئے کمال نطق و گویائی علم و فہم کے ذکر کے بعد شمس و قمر۔ نجم و شجر ارض و سما جیسے عظیم قدرت خداوندی کے نمونے بیان کرتے ہوئے کائنات کی ہر چیز کو پروردگار عالم کے سامنے مطیع و فرماں بردار ہونا بیان کیا۔
(معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۴۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

اور اناج ہے بھوسہ والا اور خوشبودار پھول تو کون کون سی نعمت اپنے پروردگار کی تم دونوں جھٹلاؤ گے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ

؟ اس نے پیدا کیا انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو ٹھیکری جیسی تھی اور پیدا کیا

الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾

جان کو آگ کے شعلے سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پروردگار ہے دو مشرقوں کا اور پروردگار ہے دو مغربوں کا ف۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

اس نے چلا دیئے دو سمندر کہ آپس میں ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے

لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا ف۲ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں سے

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

نکلتے ہیں موتی اور مونگے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اور اسی کے ہیں جہاز جو اونچے کھڑے ہوئے ہیں سمندر میں پہاڑوں کی طرح تو کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى

اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ جو زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔

ف۱ مشرق دراصل افق کے اس حصے کا نام ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے، اور مغرب اس حصے کا جہاں سورج غروب ہوتا ہے، چونکہ سردی اور گرمی کے موسموں میں مشرق اور مغرب کے یہ حصے بدل جاتے ہیں اس لئے ان کو دو مشرقوں اور دو مغربوں سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ دو دریاؤں یا دو سمندروں کے سنگم پر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ دونوں دریاؤں یا سمندروں کے پانی ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں پھر بھی دونوں کے درمیان ایک لکیر جیسی ہوتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ دریا یا سمندر ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

زمین و آسمان میں پھیلے خدائی نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا۔ تخلیق انسانی میٹھے کھاری پانی کشتی اور بحری جہاز جیسی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ / ۲۵ / ۱۱

وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور باقی رہے گی ذات تیرے پروردگار کی بزرگی اور انعام والی تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ یَوْمٍ

جھٹلاؤ گے؟ اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں ہر روز اس کو

هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ

ایک دھندا ہے ف۱ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ عنقریب ہم فارغ ہوں

لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

گے تمہارے لئے اے جن و انسان تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا

اے گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو

مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا

آسمان اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو! تم نہیں نکل سکو گے مگر

بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ یُرْسَلُ

ایک قوت سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ تم پر بھیج دیئے جائیں گے

عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۬ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

آگ کے شعلے اور دھواں پھر تم مقابلہ نہیں کر سکتے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ پھر جب آسمان پھٹ جائے

ف۱ شان الٰہی

اللہ ہمیشہ ایک (نئی) شان میں نمودار ہوتا ہے کسی کو زندگی دیتا ہے کسی کی زندگی لے لیتا ہے۔ کسی قوم کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت، رزق دیتا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم، بیمار کو صحت مند اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرتا ہے۔

سائل کو عطا کرتا ہے، مؤمن کے گناہ معاف کرتا ہے اور کافروں کو جہنم میں لے جاتا ہے اور گنہگاروں کو عذاب میں جلا کرتا ہے اور جو لوگ رب کی پیشی سے ڈرتے ہیں ان کی عزت افزائی کرتا اور جنت میں داخل فرماتا ہے۔ غرض جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے، مصیبت کو دور کرتا ہے، کسی قوم کو اونچا کرتا ہے اور کسی کو نیچا۔ رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی الصحیح من حدیث ابی الدرداء۔

بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ من جملہ دوسری مخلوق کے اللہ نے موتی کی ایک لوح پیدا کی جس کے دونوں پٹھے سرخ یاقوت کے بنائے، اس کا قلم نور ہے اس کی تحریر بھی نور ہے، اللہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اس پر نظر کرتا ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے رزق دیتا ہے، زندگی عطا فرماتا ہے، موت دیتا ہے، عزت عنایت کرتا ہے، ذلت دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، یہی (مطلب و مضمون) ہے آیت ''کل یوم ھو فی شان'' کا۔

وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَیَوْمَىٕذٍ

پس ہو جائے گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ ف۱ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ تو اس دن

لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

نہ پوچھ ہو گی اپنے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ کسی جن سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ پہچان پڑیں گے گناہ گار اپنے چہرہ سے

فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھر پکڑے جائیں گے پیشانی کے بال اور پاؤں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

جھٹلاؤ گے؟ یہ ہے وہ دوزخ جس کو جھٹلاتے تھے گناہ گار پھریں گے

یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اس میں اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے؟ اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے اس کیلئے دو باغ ہونگے ف۲ تو کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغ بہت سی ٹہنیوں والے ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

ف۱ قیامت کے دن آسمان کا رنگ کیا ہوگا

مسند احمد کی حدیث میں ہے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور آسمان اُن پر ہلکی بارش کی طرح برستا ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا۔ اور روایت میں ہے گلابی رنگ گھوڑے کے رنگ جیسا آسمان کا رنگ ہو جائیگا۔ ابو صالحؒ فرماتے ہیں پہلے گلابی رنگ ہو گا پھر سرخ ہو جائیگا گلابی رنگ گھوڑے کا رنگ موسم بہار میں تو زردی مائل نظر آتا ہے اور جاڑے میں بدل کر سرخ چمکتا ہے۔ جوں جوں سردی بڑھتی ہے اس کا رنگ متغیر ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح آسمان بھی رنگ پر رنگ بدلے گا' پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا جیسے روغن گلاب کا رنگ ہوتا ہے اِس رنگ کا آسمان ہو جائے گا۔ آج وہ سبز رنگ سے لیکن اُس دن اس کا رنگ سرخی لئے ہوئے ہو گا زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسا ہو جائے گا۔ جہنم کی آگ کی تپش اسے پگھلا کر تیل جیسا کر دے گی۔ اس دن کسی مجرم سے اس کا جرم نہ ہو پوچھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۲ / ۱۲

خلاصہ رکوع ۲

اللہ تعالیٰ کی عالمگیر حکومت مجرموں کی سزا اور پہچان کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ یعنی ہر متقی کے لئے دو دو باغ ہونگے اور غالباً دو دو ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کا اکرام ظاہر ہو اور صاحب دولت ہونا معلوم ہو جیسا کہ دنیا میں دولت والوں کے پاس اکثر چیزیں ایک قسم کی کئی کئی ہوا کرتی ہیں۔

تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾ فَبِاَيِّ

جھٹلاؤ گے؟ دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَاۗىِٕنُهَا

جھٹلاؤ گے؟ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ایسے بچھونوں پر جن کے

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ

استر تافتے کے ہیں! ف۱ اور میوہ دونوں باغوں کا جھکا ہوا ہو گا۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں حوریں ہوں گی نیچی نظر والیاں نہ ان سے

يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ

ہم صحبت ہوا کوئی آدمی ان سے پہلے اور نہ کوئی جن تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں گویا یاقوت اور مونگا ہیں

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا اور کیا بدلہ ہے نیکی

الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا

کے سوا تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ

جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَاۗمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾

اور ہوں گے۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ دونوں گہرے سبز سیاہی مائل ہوں گے

ف۱ جنت کے پھل اور چیزیں

بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دنیا میں جو میٹھے یا کڑوے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے یہاں تک کہ حنظل بھی ہو گا مگر وہ کڑوا نہ ہو گا میٹھا ہو گا۔ ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے مسند میں اور حناد نے زھد میں اور ابن جریر و بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جنت کے اندر جو چیزیں ہوں گی دنیا میں ان کے صرف نام ہی نام ہیں (کیفیت، لذت، حالت، حقیقت، مقدار وغیرہ جنت کی چیزوں کی بالکل الگ ہے) (تفسیر مظہری)

حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہٰی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس کی شاخوں کا سایہ اس قدر دراز ہے کہ سوار سو سال تک اس میں چلا جائے۔ یا فرمایا کہ سو سوار اس کے تلے سایہ حاصل کریں۔ سونے کی ٹڈیاں اس پر چھائی ہوئی تھیں، اس کے پھل بڑے بڑے مٹکوں اور بہت بڑی گول چٹنے تھے (ترمذی) پھر ان میں نہریں بہہ رہی ہیں تا کہ ان درختوں اور شاخوں کو سیراب کرتی رہیں اور بکثرت اور عمدہ پھل لائیں۔ اب تو تمہیں اپنے رب کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔ ایک کا نام تسنیم ہے دوسری کا سلسبیل ہے۔ یہ دونوں نہریں پوری روانی کے ساتھ بہہ رہی ہیں۔ ایک ستھرے پانی کی دوسری لذت والی بے نشے کی شراب کی۔ ان میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے بھی موجود ہیں۔ اور پھل بھی وہ جن سے تم صورت شناس تو ہو لیکن لذت شناس نہیں ہو۔ کیونکہ وہاں کی نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں نہ کسی دماغ میں آ سکتی ہیں۔ تمہیں رب کی نعمتوں کی ناشکری سے رک جانا چاہیے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ہیں اُبلنے والے ف۱

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں

وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ

اور انار ہیں تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک خوبصورت

حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ

عورتیں ہیں تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ گوری گوری رنگت والیاں بٹھائی ہوئی

فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ

خیموں میں ف۲ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ نہ ان کو ہاتھ لگایا کسی

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾

تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے سبز قالینوں اور نفیس قیمتی بچھونوں پر تو

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ

کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ بڑا بابرکت ہے نام

ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

تیرے پروردگار کا جو بزرگی اور انعام والا ہے ف۳

ف۱ جوش مارنا چونکہ چشموں کے لئے لازم ہے اس لئے یہ صفت اوپر کے چشموں میں بھی مشترک ہے اور وہاں جاری ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور یہاں نہیں بیاس کا قرینہ ہے کہ یہ چشمے جاری ہونیکی صفت میں ان سے کم ہیں اور یہ باغ ان باغوں سے کم درجہ میں ہیں۔

ف۲ :وہاں یاقوت و مرجان سے تشبیہ دینا جو کہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور یہاں صرف خوبصورت کہنے پر اکتفا کرنا یہ بھی اس کا قرینہ ہے کہ پہلی حوریں پچھلیوں سے افضل ہیں اور جتنی باقی صفات یہاں مذکور ہیں وہ سب وہاں بھی صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہیں مثلاً خوش سیرت ہونا قاصرات الطرف سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ نیچی نگاہ والی باحیا اور باعفت ہوگی جس کے لئے خوش سیرت ہونا لازم ہے اور مقصورات (خیمہ میں محفوظ) سے زیادہ قاصرات الطرف کا لفظ (نیچی نگاہ والیاں) عفت اور حیا پر دلالت کرتا ہے کہ جو ایسی ہوگی وہ ضرور ہی گھر میں رہے گی اور حور ہونا قرینہ مقام سے سب میں مشترک ہے۔

ف۳ یعنی یہ بے شمار نعمتیں جو اس سورت میں مذکور ہوئی حق تعالیٰ کی عظمت اور احسان کی دلیل ہیں اور نام سے مراد صفات ہیں جو کہ ذات کی غیر نہیں اور شاید نام کے بڑھانے سے مقصود مبالغہ ہو کہ وہ خود تو کیسا کچھ کامل اور بابرکت ہوگا اسکا تو نام ہی مبارک اور کامل ہے پس حاصل جملہ کا حق تعالیٰ کی ذات و صفات کے کامل ہونیکی ثناء ہے

تعبیر سورہ رحمٰن

جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا میں نعمت اور آخرت میں رحمت پائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ع ۳ / ۲۳ / ۱۴

خلاصہ رکوع ۳

اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے جنت کی بشارت اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ

(اس وقت کو یاد کر) جب واقع ہو جائے گی قیامت ف۱ اسکے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (بعضوں کو)

رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ

اونچا چڑھانے والی۔ جب لرزا اٹھے گی زمین کپکپا کر۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے پہاڑ ٹوٹ

بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾

کر پس ہو جائیں گے غبار پراگندہ (کی مانند) اور تم ہو جاؤ گے تین قسم! ف۲

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ

تو (ایک تو) داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے؟ اور (ایک) بائیں طرف

الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾

والے کیسے بائیں طرف والے؟ اور (ایک) آگے نکل جانے والے آگے ہیں سب سے

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

یہی لوگ مقرب ہیں۔ نعمت کے باغوں میں (یہ لوگ) ایک انبوہ ہے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾

اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ف۳ بیٹھے ہوئے ہوں گے جڑاؤ تختوں پر۔

ف۱ سورۂ واقعہ کے مضامین: ابتداء سورۃ میں قیامت کے واقعہ ہونے کی خبر اس کے احوال عظمت وہیبت کے ساتھ دیتے ہوئے انسانوں کو تین قسموں میں منقسم فرمایا اس کے بعد ان کے انجام اور سعادت وشقاوت اور جزاء وسزا کا ذکر فرمایا پھر دلائل قدرت کی تفصیل فرماتے ہوئے قرآن کریم کی عظمت وحقانیت کا بیان فرمایا اور یہ واضح فرمایا کہ کون لوگ سابقین بالخیرات اور اہل سعادت ہیں اور کون درمیانہ درجہ کے اور کون وہ بدنصیب ہیں جو سعادت سے محروم رہتے ہوئے اپنے کو ہلاکت وتباہی میں ڈالتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ یعنی تمام مکلفین پہلے اور پچھلے تین قسم ہو جاویں گے ۱۔ خواص مومنین ۲۔ عوام مومنین اور ۳ کفار کہ سورۂ رحمٰن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور آئندہ آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا گیا ہے اور عوام مومنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال آگے ان تینوں قسموں کے احکام جدا جدا مذکور ہیں اول اجمالاً پھر تفصیلاً

ف۳ اگلوں سے مراد آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اور پچھلوں سے مراد حضور کے وقت سے لے کر قیامت تک اور اگلوں میں مقربین کی کثرت اور پچھلوں میں کمی کی یہ وجہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور اگلوں کا زمانہ امت محمدیہ کے زمانہ سے جو کہ قیامت کے قریب پیدا ہوئے ہیں زیادہ طویل ہے پس جس قدر خواص اس زمانہ دراز میں ہوئے ہیں جن میں لاکھ یا دو لاکھ یا کم و بیش انبیاء بھی ہیں اس تھوڑے زمانہ میں عادۃً ان سے کم ہی ہوں گے۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

ان پر تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوئے۔ ان پر لئے پھریں گے لڑکے جو سدا پر

مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾

(لڑکے ہی) رہیں گے آبخورے اور تھیاں نتھری ہوئی شراب کے پیالے۔

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

جس سے نہ ان کو درد سر ہو اور نہ بکواس لگے اور نیز میوے جس قسم میں سے

يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ

بھی پسند کریں۔ اور پرند کے گوشت جس کو ان کا جی چاہے ف۱ اور (ان کیلئے) بڑی بڑی آنکھوں

عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءً بِمَا

والی حوریں ہوں گی جیسے موتی لپٹے ہوئے! اس کا صلہ جو وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

کرتے تھے نہ سنیں گے وہاں لغو کلام اور نہ گناہ کا کلمہ مگر

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ

ایک کلام سلام سلام ف۲ اور داہنی طرف والے کیسے حال میں ہوں گے

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ

داہنی طرف والے وہ بے کانٹے کی بیریوں اور تہہ بہ تہہ پھل والے کیلوں اور

مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ

لمبی چھاؤں اور بہائے ہوئے پانی اور بہتیرے میووں میں جو نہ اختتام

ف۱ شجرہ طوبیٰ

ہناد کا بیان ہے کہ مغیث بن سُمَی نے کہا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے' جنت کے اندر کوئی مکان ایسا نہیں ہے کہ اس درخت کے کسی نہ کسی شاخ کا اس پر سایہ نہ ہو' اس درخت میں رنگارنگ کے پھل ہیں بختی اونٹ جیسے پرندے اس پر اترتے ہیں (جنتی) آدمی جب دل میں اس کی خواہش کرے گا اور اس کو بلائے گا تو وہ فوراً اس کے دسترخوان پر آ کر گر جائے گا' جنتی اس کے ایک طرف سے بھنا ہوا گوشت کھائے گا اور اس کے دوسرے پہلو سے پھر وہ پرندہ لوٹ کر ویسا ہی ہو جائے گا' جیسا تھا اور اڑ کر چلا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت:

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر (کچھ) پرندے بختی اونٹوں کی طرح (یعنی جسامت میں) ہونگے' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا پھر وہ عیش میں ہونگے فرمایا ان سے زیادہ عیش میں وہ لوگ ہونگے جو ان کو کھائیں گے اور ابوبکرؓ تم انہی کھانے والوں میں سے ہوگے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ مجاہدین کا اعزاز:

امام احمدؒ' بزار اور ابن حبان نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مخلوق خدا میں سب سے پہلے جنت کے اندر وہ فقراء مجاہدین داخل ہونگے جنکے ذریعے سے (اسلامی) سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے اور مکروہات دفع کئے جاتے ہیں' اور (اسکے باوجود) وہ اپنی حاجت اپنے سینوں میں لئے مر جاتے ہیں' پوری نہیں کر پاتے' اللہ اپنے فرشتوں میں سے جسکو چاہیگا حکم دیگا کہ ان مہاجروں کے پاس جاؤ اور انکو سلام کرو۔ فرشتے عرض کریں گے' ہم آسمان کے باشندے اور تیری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اس پر بھی تو ہم کو انکے پاس

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾

پہنچیں گے اور نہ روکے جائیں گے اور اونچے اونچے بچھونوں میں ہوں گے

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا

ہم نے حوروں کو اٹھایا ایک اٹھان پر پھر ان کو بنایا کنواری پیاری پیاری ہم عمر وا

اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾

داہنی طرف والوں کے لئے۔ و۲ (یہ لوگ) ایک بڑی جماعت ہے اگلے لوگوں میں سے

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

اور ایک بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے اور بائیں طرف والے کس حال میں ہیں

الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾

بائیں طرف والے؟ آنچ کی بھاپ اور جھلستے ہوئے پانی میں! اور سیاہ دھویں کے سائے میں۔

لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

کہ جس میں نہ ٹھنڈک ہے اور نہ عزت ۔ بیشک وہ لوگ اس سے پہلے

مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾

ناز میں پلے ہوئے تھے۔ اور اصرار کرتے تھے بڑے گناہ (یعنی شرک) پر!

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ

پھر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟ کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (دوبارہ زندہ ہوں گے)؟ کہہ دے

جانے اور سلام کرنیکا حکم دے رہا ہے (یہ لوگ کتنے اعلیٰ مرتبے والے ہیں) اللہ فرمائیگا وہ (میرے) بندے تھے' میری ہی عبادت کرتے تھے' میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے' ان سے سرحدوں کی حفاظت ہوتی تھی اور مکروہات کو دفع کیا جاتا تھا اور وہ اپنی حاجت اپنے سینوں میں لئے مرجاتے تھے۔ حاجت پوری نہیں کرپاتے تھے' حسب الحکم فرشتے ان کے پاس جائینگے اور ہر دروازے سے داخل ہوکر کہیں گے' تم پر سلامتی ہو کیوں کہ تم نے صبر کیا۔ تمہارا آخری مکان کیسا اچھا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۴

خلاصہ رکوع ۱

قیامت اور اہل جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

و۱ اسکے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی، کیونکہ اپنی ہم عمر کے ساتھ ہی رفاقت کا صحیح لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ وہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی' بعض احادیث میں ہے کہ جنتیوں کی عمر 33 سال کردی جائے گی جو کہ شباب کی پختگی کا زمانہ ہوتا ہے (ترمذی عن معاذ) (توضیح القرآن)

و۲ طبرانی نے الاوسط میں دوسری سند سے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے جنت میں داخل فرما دے فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے کہا آپ کے کلام سے اس کو دکھ اور تکلیف پہنچی' فرمایا ان شاءاللہ یہ بات ایسی ہی ہوگی جب اللہ ان کو داخل کرنا چاہے گا تو ان کو (یعنی بوڑھی عورتوں کو) دوشیزہ بنا کر داخل فرمادے گا۔

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ

کہ بیشک اگلے اور پچھلے ضرور سب اکٹھے کئے جائیں گے ایک روز

مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾

مقرر کے وقت پر پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو البتہ کھاؤ گے

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾

زقوم کے درخت سے پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر پیو گے

فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ

بھلتا ہوا پانی تو پیو گے پیاسے اونٹوں کا سا پینا! یہ ہے ان کی مہمانی جزا کے دن!

الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ

ہم نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم (دوبارہ زندہ ہونے کو) سچ کیوں نہیں مانتے؟

فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ

بھلا دیکھو تو سہی کہ منی جو تم (عورتوں کے رحم میں) ٹپکاتے ہو کیا

تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ

تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا فرمانے والے ہیں؟ ف۱ ہم نے ٹھہرا دیا تم میں

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ

مرنا ف۲ اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں کہ تمہارے عوض تم جیسے اور لے آئیں

اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ

اور تم کو پیدا کر دیں ایسے عالم میں جس کو تم نہیں جانتے

ف۱ اس سے مراد خود نطفے کی تخلیق بھی ہو سکتی ہے کہ اسے پیدا کرنے میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے، اور اس نطفے سے جو بچہ پرورش پاتا ہے، اس کی تخلیق بھی مراد ہو سکتی ہے، کیونکہ نطفے کے اس قطرے کو کئی مرحلوں سے گذار کر انسان کی شکل دینا اس میں جان ڈالنا، اور پھر اسے دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی طاقت عطا فرمانا سوائے اللہ تعالیٰ کے کس کا کام ہے؟ (توضیح القرآن)

ف۲ مطلب یہ کہ بنانا اور اس بنائے ہوئے کو ایک خاص وقت تک باقی رکھنا یہ سب ہمارا ہی کام ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ جس طرح ذات کا پیدا کرنا اور باقی رکھنا ہمارا کام ہے اسی طرح تمہاری صورت کا باقی رکھنا جس پر راحت وآرام اور ذات سے منفعت حاصل کرنے کا مدار ہے یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔

عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ

اور تم جان چکے ہو پہلی پیدائش کو پھر نصیحت کیوں نہیں پکڑتے؟ ف۱ بھلا دیکھو تو سہی

مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾

کہ جو تم بوتے ہو کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم ہیں اگانے والے؟ اگر ہم چاہیں

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا

تو اس کو کر ڈالیں ریزہ ریزہ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ (لگو کہنے) کہ ہم

لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ

تو تاوان میں آ گئے بلکہ ہم تو بے نصیب ہو گئے۔ بھلا دیکھو تو سہی جو پانی

الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ

تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو اُتارا ہے بادل سے یا ہم ہیں

نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا

اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر دیں پھر تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ

شکر کیوں نہیں کرتے! بھلا دیکھو تو سہی جو آگ تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا ہے

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا

اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے؟ ف۲ ہم نے اس آگ کو بنایا یاد دلانے

تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۲

اور مسافروں کے نفع کے لئے ف۳ تو تسبیح کر اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی

ف۱ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ جس طرح انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اسی طرح موت دینا بھی اسی کا کام ہے اور اس کے بعد اس کو کسی بھی ایسی صورت میں دوبارہ پیدا کر دینا بھی اسی کی قدرت میں ہے۔ جس سے اس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ دنیا کی اور جہنم کی آگ۔
حضرت قتادہؒ کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا حضور! یہی بہت کچھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر یہ سترواں حصہ بھی دو مرتبہ پانی سے بجھایا گیا ہے اب یہ اس قابل ہوا ہے کہ تم اس سے نفع اٹھا سکو اور اس کے قریب جا سکو۔ یہ مرسل حدیث مسند میں مروی ہے اور بالکل صحیح ہے۔

ف۳ کہ اس سے دوزخ کی آگ کا نمونہ معلوم ہوتا ہے یہ دینی فائدہ ہے اور سفر وغیرہ میں اس سے کام نکلتے ہیں یہ دنیوی فائدہ ہے اور مسافر کی تخصیص اس لئے کی کہ سفر میں آگ کمیاب ہونے سے بڑی عجیب چیز معلوم ہوتی ہے اور سفر میں اس کی بہت قدر ہوتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

اہل دوزخ اور ان کی سزاؤں کو بیان فرمایا گیا۔ تخلیق انسانی اور اسکی غذا کی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔

ع ۲ ۱۵

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ

سو میں قسم کھاتا ہوں ستارے گرنے کی جگہوں کی اور یہ قسم سمجھو تو

عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا

بڑی قسم ہے ول بیشک یہ قرآن ہے عزت والا قرآن ہے (لکھا ہوا ہے)

يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾

پوشیدہ کتاب میں جسے کوئی نہیں چھوتا پاک لوگوں کے سوائے اتارا ہوا ہے رب العالمین

أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُونَ

کی طرف سے تو کیا تم اس کلام سے منکر ہو اور اپنا حصہ یہی ٹھہراتے ہو کہ

رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾

تم اس کو جھٹلاتے ہو ول تو جب جان آ پہنچے حلق میں اور تم اس وقت دیکھتے

وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ

ہو اور ہم اس سے زیادہ قریب ہیں تمہاری بہ نسبت لیکن تم نہیں دیکھتے۔

وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾

پس اگر تم کسی کے حکم میں نہیں تو اس جان کو لوٹا کیوں نہیں لاتے

تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ

اگر تم سچے ہو۔ پس (مرنے والا) اگر (بارگاہ خدا وندی کے)

مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾

مقربوں میں سے ہوا۔ تو راحت ہے اور رزق ہے اور نعمت کی بہشت ہے

ول یہاں ستاروں کے چھپنے کی قسم کھانا ویسا ہی ہے جیسے سورۂ والنجم کے شروع میں جس میں اشارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما ہونے کی طرف جیسا کہ ستاروں سے راستہ معلوم کیا کرتے ہیں اور قسمیں جتنی قرآن میں ہیں بوجہ مقصود پر دلالت کرنے کے سب ہی بڑی ہیں لیکن کہیں کہیں مقصود کے اہتمام کے لئے اور اس پر زیادہ تنبیہ کرنے کے واسطے بڑے ہونے کی تصریح بھی کردی۔

ول سبب نزول:

حضرت زید بن خالد جہنی کا بیان ہے کہ حدیبیہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہوئی تھی جس کے کچھ نشانات تھے، حضور والا نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا، حاضرین نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بخوبی جانتے ہیں فرمایا، اللہ نے فرمایا، میرے بندوں میں کوئی مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور کوئی میرا انکار کرتا ہے، جو شخص کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جو شخص قائل ہے کہ پچھتر سے ہم پر بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔

تعبیر وفضیلت سورہ واقعہ

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورہ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیکیوں اور طاعتوں کی طرف سبقت کرنے والا ہوگا۔ (ابن سیرین)

حضرت ابن مسعود کا بیان ہے، میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے جو شخص ہر شب سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ستائے گا۔ رواہ البغوی وابو یعلی فی مسندہ والبیہقی بسند ضعیف فی شعب الایمان۔ (واللہ اعلم)

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ

اور اگر وہ دانی طرف والوں میں سے ہے تو تیرے لئے سلامتی ہے

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

دانی طرف والوں میں اور اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں گمراہ لوگوں سے

الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ

تو مہمانی ہے بھلتے پانی کی۔ اور (اسے) داخل کرنا ہے دوزخ میں بیشک

هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

یہ خبر درست بے شبہ ہے تو تسبیح کر اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی!

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۰﴾

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾

اللہ کی تسبیح کرتا ہے ف۱ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى

اُسی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ

قادر ہے وہی سب سے پہلے ہے اور (وہی سب سے) پیچھے اور (وہی) ظاہر اور (وہی) پنہاں

ف۱ سونے سے پہلے مسبحات کا پڑھنا: ابو داؤد و ترمذی اور نسائی نے لکھا ہے کہ حضرت عرباضؓ بن ساریہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات (وہ سورتیں جن کو سَبَّحَ اور یُسَبِّحُ اور سَبِّحْ سے شروع کیا گیا ہے) پڑھتے اور فرماتے تھے۔ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے میں کہتا ہوں شاید وہ آیت آیت تسبیح ہے۔ نسائی نے معاویہؓ کا قول موقوفاً بیان کیا ہے کہ مسبحات سورت حدید، سورت حشر سورت صف، سورت جمعہ، سورت تغابن اور سورت الاعلیٰ ہیں۔ میں کہتا ہوں مسبحات میں سے سورت بنی اسرائیل بھی ہے لیکن حضرت معاویہؓ نے اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ ترمذی، نسائی اور حاکم نے تو حدیث کے یہ الفاظ بھی نقل کئے وحتی یقرأ بنی اسرائیل والزمر سونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر بھی پڑھتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۲۲ / ۱۶ قرآن کا معظم و معزز ہونا بیان فرمایا گیا اور مشرکین کی بدبختی اور ان کی جھوٹی دلیل کو ذکر کیا گیا۔ عالم آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا۔

سورۂ حدید کی بعض خصوصیات

پانچ سورتوں کو حدیث میں مُسَبِّحَات سے تعبیر کیا گیا ہے، جن کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ آیا ہے، ان میں سے پہلی یہ سورت حدید ہے، دوسری حشر، تیسری صف، چوتھی جمعہ، پانچویں تغابن، ابوداؤد، ترمذی، نسائی میں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سونے سے پہلے یہ مسبحات پڑھا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے، ابن کثیر نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ افضل آیت سورۂ حدید کی یہ آیت ہے،

خاصیت: آیت ۱ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ

اور زمین کو چھ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر وہ

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا

آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے! اور وہ تمہارے ساتھ ہے

كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴﴾ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جہاں کہیں بھی تم ہو اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے اسی کی بادشاہت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۵﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور زمین کی اور اللہ ہی کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہیں داخل فرماتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

دن میں اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں اور وہ واقف ہے دلوں کے

الصُّدُورِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

اسرار سے ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس مال میں سے خرچ کرو

مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ

جس میں اس نے تم کو اگلوں کا جانشین بنایا ہے ف۱ تو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ

اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (معارف مفتی اعظم)

مقصد میں کامیابی کی دعاء: سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ مراد پوری ہونے کی دعاء کے سلسلے میں حضرت علیؓ نے فرمایا (پہلے) سورۂ حدید کی ابتدائی آیات اور سورۂ حشر کے آخری تین آیات پڑھے پھر کہے اے وہ ذات جو ایسی ہے اس کے سوا ایسا اور کوئی نہیں میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ (ان شاءاللہ دعا قبول ہوگی) (تفسیر مظہری)

ف۱ مال و دولت میں انسان کو قائم مقام بتانے سے دو عظیم حقیقتوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ مال و دولت، خواہ کسی قسم کا ہو، اصل میں وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، کیونکہ اسی نے اس کو پیدا فرمایا ہے، البتہ اس نے انسان کو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے اس لئے انسان اس کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کا قائم مقام ہے اور جب وہ قائم مقام ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی اور اس کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔ اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان جو دولت کماتا ہے وہ اس سے پہلے کسی اور کے قبضے میں تھی اور اب خریداری، تحفے یا میراث وغیرہ کے ذریعے اس کے پاس آگئی ہے اس لحاظ سے وہ اپنے سے پچھلے مالک کا قائم مقام یا جانشین ہے۔ اس سے یہ اشارہ فرمایا جا رہا ہے کہ جس طرح یہ دولت تم سے پہلے مالک کے پاس ہمیشہ نہیں رہی بلکہ تمہارے پاس منتقل ہوگئی اسی طرح یہ تمہارے پاس بھی ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ کسی اور کے پاس چلی جائے گی، اور جب اسے ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہنا کسی نہ کسی کے پاس جانا ہے تو تمہاری خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کو ان لوگوں کی طرف منتقل کرو جنہیں دینے کا اللہ نے حکم دیا ہے (توضیح القرآن)

أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ

کرتے رہے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا کہ نہیں ایمان لاتے اللہ پر حالانکہ رسول تم

يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ

کو بلاتا ہے تاکہ تم ایمان لے آؤ اپنے پروردگار پر اور تم سے عہد لے چکا ہے اگر

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ

تم یقین لانے والے ہو۔ ف۱ وہی ہے جو نازل فرماتا ہے اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں

بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

تاکہ تم کو نکال لائے اندھیروں سے نور کی جانب! اور بیشک اللہ تم پر

بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ

بڑا شفیق مہربان ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا کہ خرچ نہیں کرتے اللہ کے راستہ میں

اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي

حالانکہ اللہ ہی کے لئے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث ہے برابر نہیں ہوسکتا تم میں سے

مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ

وہ شخص جس نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور لڑا (دوسرے مسلمان کے)

دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا

یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے خرچ کیا فتح کے بعد اور قتال کیا

وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ ع

اور سب سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے حالت نیک کا اور اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے

ف۱ وعدہ کرنے کے بعد ایمان کیوں نہیں لاتے

یعنی اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے۔ اور اس معاملہ میں سستی یا تقاعد کیوں ہو جبکہ خدا کا رسول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو۔ چنانچہ آج تک اس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوب بنی آدم میں پایا جاتا ہے۔ پھر دلائل و براہین اور ارسال رسل کے ذریعہ سے اس ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی اور تجدید بھی کی گئی۔ اور انبیائے سابقین نے اپنی امتوں سے یہ عہد بھی لیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کا اتباع کرینگے۔ اور تم میں بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں۔ پس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱

قدرت خداوندی اور زمین و آسمان کی تخلیق کو ذکر فرمایا گیا ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم اور اللہ کی مہربانی کو ذکر فرمایا گیا۔ مال خرچ کرنے کا حکم اور صحابہ کرامؓ کی فضیلت کو ذکر کیا گیا۔

ع ۱ ۱۰ ۱۷

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

ایسا کون ہے جو اللہ کو قرض دے قرض حسن؟ پھر اللہ اس کا دونا اس کو ادا کرے

لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔ ف۱ جس دن تو دیکھے گا مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ

کہ دوڑتا چلا آتا ہوگا ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی طرف ف۲ (ان سے کہا جائیگا)

الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

تمہارے لئے مژدہ ہے آج باغ ہیں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں سدا وہیں رہیں گے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جس دن کہیں گے منافق مرد

وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہ ہمارا انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہارے نور سے!

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

کہا جائے گا کہ تم لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی طرف پس تلاش کرلو کوئی روشنی پھر کھڑی کردی جائے گی ان

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ

کے درمیان میں ایک دیوار کہ جس کا ایک دروازہ ہوگا! دیوار کی اندرونی جانب میں رحمت ہے اور اس

قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ

کے باہر کی طرف عذاب ف۳ یہ منافق ان مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟

ف۱ صحابہ کرامؓ کے بارے میں پوری امت کا اجماعی عقیدہ

تمام صحابہ کرامؓ کی تعظیم و تکریم' ان سے محبت رکھنا' ان کی مدح و ثنا کرنا واجب ہے اور ان کے آپس میں جو اختلاف اور مشاجرات پیش آئے ان کے معاملہ میں سکوت کرنا' کسی کو مورد الزام نہ بنانا لازم ہے۔ عقائد اسلامیہ کی تمام کتابوں میں اس اجماعی عقیدہ کی تصریحات موجود ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ یہ نور پل صراط سے گزرنے کے لئے مومن کے ساتھ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں طرف بھی ہوگا تو شاید داہنی طرف کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے بیان فرمایا ہو کہ اس طرف زیادہ قوی نور ہو اور شاید یہ علامت ہو ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جانے کی اور سامنے نور ہونا ایسے موقع پر عادت کے موافق ہے۔

ف۳ یہ دیوار اعراف ہے اور اندر کی جانب سے مراد مسلمانوں کی جانب ہے اور باہر کی جانب سے مراد کافروں کی جانب ہے اور رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد دوزخ ہے اور شاید یہ دروازہ بات چیت کے لئے ہو یا اسی دروازہ میں سے جنت میں جانے کا رستہ ہو۔

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے آپ اپنے آپ کو بلا میں ڈالا اور تم منتظر رہے

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

اور شک میں پڑے رہے اور تم کو دھوکے میں رکھا آرزوؤں نے یہاں تک کہ آ پہنچا اللہ کا حکم

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ

اور تم کو بہکایا اللہ کے بارے میں (شیطان) دغاباز نے تو آج نہ لیا جائے گا تم سے کچھ معاوضہ

وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ

اور نہ ان لوگوں سے جو کافر ہوئے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ

اور کیا بری جگہ ہے لوٹ جانے کی کیا وقت نہیں آیا مسلمانوں کے لئے اس بات کا کہ ان کے

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

دل عاجزی کریں اللہ کی یاد کے وقت اور اس چیز کی یاد کے وقت جو نازل ہوا

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

امر حق ف۱ اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو کتاب عطا ہوئی اس سے پہلے پھر ان پر دراز ہوگئی

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

مدت تو ان کے دل سخت ہوگئے اور بہتیرے ان میں فاسق ہیں۔ ف۲ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے

اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ

زمین کو اس کے مرے پیچھے! ہم نے کھول کھول کر بیان کر دیں تمہارے لئے نشانیاں

ف۱ سبب نزول:
ابن ابی شیبہ نے المصنف میں عبدالعزیز بن رواد کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کے حوالہ سے بیان کیا کہ بعض صحابہ ہنسی اور مذاق کے زیادہ عادی تھے اور بہت مزاح کرتے تھے اس پر آیت اَلَمْ يَاْنِ الخ نازل ہوئی۔

ف۲ مقام بلند
یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے مدت کے بعد غفلت چھاتی گئی۔ دل سخت ہو گئے وہ بات نہ رہی اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی امت نہ پہنچی تھی۔ (تفسیر عثمانی)

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ

تاکہ تم سمجھو بیشک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں

وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ

اور جو قرض دیتے ہیں اللہ کو قرض حسن ان کو دُگنا ادا کیا جائیگا اور ان کیلئے بڑی عزت کا اجر ہے۔ ف۱

كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے پیغمبروں پر وہی لوگ

الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

سچے ایمان والے اور شہید ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک ان کے لئے ان کا اجر

وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور ان کا نور ہے ف۲ اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی

الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ

دوزخی ہیں۔ جانے رہو کہ بس دنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور ایک آزمائش

وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ

اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال

وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ

اور اولاد طلب کرنا ہے! مینہ کی سی مثال ہے کہ خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ پھر

يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ

خشک ہو جاتا ہے تو اس کو تو دیکھتا ہے کہ زرد پڑ گیا پھر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور آخرت

ف۱ صدقہ کا بدلہ کئی گنا ملے گا

یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیت سے اس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلبگار نہ ہوں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ ان کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ کئی گنا کر کے لوٹایا جائے گا۔ (تفسیر عثانی)

قَرْضًا حَسَنًا۔ یعنی بطیب خاطر خلوص قلب کے ساتھ اللہ کو قرض دیا۔ قرض کو حسن کی شرط سے مشروط کرنے سے بتانا مقصود ہے کہ صدقہ دینا وہی معتبر ہے جو خلوص قلب کے ساتھ دیا جائے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ صدیق اور شہید کا درجہ:

صدیق کا درجہ شہید سے یقیناً بڑا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنتی لوگ اپنے سے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ہوئے مشرقی یا مغربی ستارے کو تم آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۸

اللہ کو قرض دینے کی ترغیب اہل ایمان کیلئے جنت کی خوشخبری اور منافقین کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ صدقہ کی ترغیب اور کفار کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔

لوگوں نے کہا یہ تو صرف انبیاء کے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (بخاری و مسلم) ایک غریب حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہید اور صدیق دونوں وصف اس آیت میں اسی مؤمن کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کے مؤمن شہید ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عمرو بن میمون کا قول ہے یہ دونوں ان دونوں انگلیوں کی طرح قیامت کے دن آئیں گے۔

عَذَابٌ شَدِيدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَ

میں سخت عذاب ہے اور مغفرت بھی ہے اللہ کی طرف سے اور رضامندی اور

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰ سَابِقُوْٓا اِلٰى

دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی پونجی ہے لپکو اپنے پروردگار کی

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ

مغفرت کی جانب اور جنت کی جانب جس کا پھیلاؤ اتنا ہے جیسے آسمان

وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ

وزمین کا پھیلاؤ۔ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ یہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۱

اللہ کا فضل ہے ف۱ عطا فرمائے جس کو چاہے! اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

کوئی آفت نہیں پڑی زمین میں اور نہ خود تم میں مگر کہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اس سے پہلے ہی کہ ہم اس آفت کو پیدا کریں ف۲ بیشک یہ اللہ پر آسان ہے

يَسِيْرٌ ۝۲۲ۙ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ

(اور یہ ہم نے تم کو اس لئے جتا دیا) تا کہ تم اس پر رنج نہ کیا کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے

اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝۲۳ۙ الَّذِيْنَ

نہ تم اس پر خوش ہو جو تم کو اللہ عطا فرمائے اور اللہ نہیں پسند کرتا کسی متکبر فخر کرنے والے کو

ف۱ اس میں اشارہ ہے کہ اپنے اعمال پر کوئی مغرور نہ ہو اور اپنے اعمال پر جنت کے استحقاق کا دعویٰ نہ کرے یہ محض فضل و انعام ہے جس کا مدار مشیت پر ہے مگر حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان اعمال کے بجالانے والوں کے ساتھ اپنی مشیت متعلق کر دی ہے اگر چاہتے نہ بھی کرتے کیونکہ قدرت دو جانبوں کے ساتھ متعلق ہوا کرتی ہے۔

ف۲ کتاب سے مراد یہاں لوح محفوظ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات پہلے سے لکھے ہوئے ہیں۔ (توضیح القرآن)

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ

کہ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کو کہیں اور جو شخص روگردانی کرے گا تو بیشک

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

اللہ خود بے پرواہ سزاوار حمد ہے ف۱ ہم نے بھیجا پیغمبروں کو کھلی کھلی نشانیاں دے کر

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تا کہ لوگ قائم رہیں

بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ

انصاف پر! اور ہم نے لوہا اتارا ف۲ کہ اسکے سبب سے سخت جنگ ہوتی ہے اور لوگوں کے اور منافع

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ

ہیں اور تا کہ اللہ جان لے کہ کون بے دیکھے مدد کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسولوں کی! بیشک

اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ

اللہ زبردست زور آور ہے ف۳ اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ

اور رکھی دونوں کی نسل میں پیغمبری اور کتاب تو بعض ان میں سے راہ پر ہیں

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

اور بہت ان میں فاسق ہیں۔ پھر ہم نے بھیجا ان کے پیچھے اپنے پیغمبروں کو

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا

اور پیچھے بھیجا عیسیٰ بن مریم کو اور اس کو عطا فرمائی انجیل اور پیدا کر دی

ف۱ یعنی خدا کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ سب کی عبادت اور مال وغیرہ سے بے نیاز ہے اور اپنی ذات وصفات میں کامل ہے اس لئے دوسروں کا محتاج ہونا اسکی ذات کیلئے محال ہے۔

ف۲ جنگ کا مقصد:

امام ابوداؤدؒ نے ایک حدیث بروایت عبداللہ بن عمر بیان فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بعثت بالسیف بین یدی الساعة حتیٰ یعبد اللہ وَحْدَهٗ لا شریک لهٗ "الخ میں مبعوث کیا گیا ہوں تلوار دیکر جہاد مع الکفار کے لئے قیامت سے پہلے اور اس کا مامور ہوں کہ جہاد کرتا رہوں تا آنکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی کی جانے لگے اور میرا رزق میرے تیروں کے سایہ میں بنایا گیا ہے اور ذلت و ناکامی ان لوگوں کے حق میں طے کردی گئی ہے جو میرے حکم کی نافرمانی کریں۔

جنت سے آئی ہوئی تین چیزیں:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں تین چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آئیں نہائی۔ سنسی اور ہتھوڑا (ابن جریر) (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱۹

خلاصہ رکوع ۳

ایمان و عمل صالح کی اہمیت، مغفرت کی تیاری اور متکبرین مالداروں کی حالت کو بیان فرمایا گیا۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کا اقتدار اتنا بڑا ہے کہ اسے شر کی طاقتوں کو کچلنے کے لئے کسی انسان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس نے انسانوں کو جہاد کا مکلف اس لئے فرمایا ہے تا کہ ان کی آزمائش ہو اور یہ بات نکھر کر سامنے آجائے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت میں جان کی بازی لگاتا ہے اور کون ہے جو سرکشی اختیار کرتا ہے۔ (توضیح القرآن)

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ

ان لوگوں کے دلوں میں جو اس کی راہ چلے نرمی اور رحمت! اور گوشہ نشینی

ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ

جو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لی تھی ہم نے یہ طریقہ ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر (انہوں نے

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کو ایجاد کیا) اللہ کی خوشنودی چاہنے کو تو انہوں نے اس کو ایسا نباہا نہیں

مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جیسا نباہنا چاہئے تھا۔ تو ہم نے عطا فرمایا ان لوگوں کو جو ان میں ایمان لائے ول انکا اجر اور بہت ان

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ

میں فاسق ہیں ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ایمان لاؤ اس کے رسول پر کہ اللہ تم کو عطا فرمائے

رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

دوہرا حصہ اپنی رحمت سے اور عنایت کرے تم کو ایک نور جس کو تم لئے پھرو اور تم کو بخش دے!

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اس کی تم کو اس لئے اطلاع دی جاتی ہے)

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

تاکہ نہ جانیں اہل کتاب کہ وہ پا نہیں سکتے اللہ کے فضل کا کچھ حصہ

اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

اور بیشک بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ول رہبانیت

یعنی آگے چل کر حضرت مسیحؑ کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا مگر نیت ان کی یہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ پھر اس کو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں لگے رہتے، خلق سے نہ ملتے اللہ نے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا" (کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں) مگر جب اپنے اوپر ترک دنیا کا نام رکھا پھر اس پردے میں دنیا چاہنا بڑا وبال ہے۔ شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی ہاں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ "اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے" کیونکہ مجاہد اپنے سب حظوظ وتعلقات سے واقعی الگ ہو کر اللہ کے راستے میں نکلتا ہے۔ (تنبیہ) "بدعت" کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب وسنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

تعبیر سورہ الحدید

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھے اثر کا ہوگا اور دین میں صحیح ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۴

حضرت نوح وابراہیم علیہم السلام کی فضیلت، عیسائیوں کی عمومی حالت کو ذکر کیا گیا۔ اہل ایمان کو ایمان واتباع پر قائم رہنے کی تاکید اور فضل کا اللہ کے ہاتھ میں ہونے کو ذکر فرمایا گیا۔

ستائیسواں پارہ

فضائل‘ خواص‘ فوائد و عملیات

سورۃ الذاریات... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۵۸... فراخی رزق کے لئے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

چاندی کے نگینہ پر دسویں محرم کو اس آیت مبارکہ کو کندہ کرا کر اس کو انگوٹھی میں پہننا رزق کی ترقی کے لئے مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ طور.... فضائل وخواص

اس کی ابتدائی آٹھ آیات تانبے کی تختی پر کندہ کرا کر بچے کے گلے میں ڈالنے سے بچہ ڈر سے محفوظ رہتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۸... بچہ کو ڈر سے محفوظ کرنے کیلئے

وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ

جو بچہ رات کو ڈرتا ہو یا روتا ہو اس کے گلے میں ان آیات کو تانبے کی تختی پر کندہ کرا کر ڈالنا بچہ کو خدا کے فضل سے ڈرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۲۱... فوت شدگان کی زیارت کیلئے

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ

اگر کسی شخص کا بیٹا یا بیٹی یا کوئی عزیز مر گیا ہو اور وہ خواب میں نہ آتا ہو تو وہ شخص اکیسویں شب کو اندھیری رات میں گیارہ سو مرتبہ درود شریف جو بھی یاد ہو پڑھ کر یہ آیت مبارکہ پڑھے ان شاء اللہ تین روز عمل کرنے سے مراد بر آئے گی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸... برائے نورانیت

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ

جو کوئی اس آیت کریمہ کو نماز کے بعد ۱۱ بار انگلی پر دم کر کے پیشانی پر مل لے تو ان شاء اللہ قیامت میں اس کا منہ چمکے گا۔ (اعمال قرآنی)

فضیلت آیت ۲۳.... جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی

جنت میں نیک لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ورحمتیں ہیں ان کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ کامیاب مقصد اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے والیاں اور ہم عمر ہوں گی ایک حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے لباس ہی خدا کی رضا مندی کے ہوں گے بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برسائیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برسائیں گے یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔ (ابن ابی حاتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکتے ہوئے پاک صاف بھرپور جام پر جام ملیں گے جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں جیسے اور جگہ ہے لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ (سورۃ الطور: آیت ۲۳)

اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی وہ دار السلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ کے فضل و کرم سے اور اس کے احسان و انعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں جو بے حد کافی وافی ہیں جو بکثرت اور بھرپور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/۴۹۹)

خاصیت آیت ۳۱... آنکھ کی سرخی دور کرنے کیلئے

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ

جس کی آنکھیں دکھنی آئی ہوں اور آنکھوں کو آرام آ گیا ہو مگر سرخی باقی ہو وہ اس آیت مبارکہ کو پانی پر دم کر کے سلائی پانی میں تر کر کے آنکھوں پر پھیرے ان شاء اللہ سات روز میں شفاء نصیب ہوگی (طب روحانی)

سورۃ النجم.... فضائل وخواص

اس کا تین مرتبہ آسیب زدہ مکان میں پڑھنا جن بھوت کو مکان سے دفع کرتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۷... نظر کی کمزوری دفع کرنے کیلئے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

بصارت کی کمزوری رفع کرنے کیلئے تین سو تیرہ مرتبہ روزانہ ان مبارک آیتوں کا پڑھنا مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۱... برائے اولاد نرینہ

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی

حاملہ عورت کو اکتالیس روز تک پان پر لکھ کر کھلانے سے ان شاء اللہ خدا کے حکم سے لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور ساتھ لکھی جائے۔ جس عورت کو مسان کا خلل ہو بچے مر جاتے ہوں اس مبارک سورہ کا ایک مرتبہ مشک و عنبر و زعفران سے لکھ کر تعویز کے طور پر گلے میں ڈالنا مسان کے مرض کو زائل کرتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہو اسی طرح کا دوسرا تعویز بچہ کے گلے میں تیار کر کے ڈالا جائے ان شاء اللہ مرض بالکل رفع ہو جائے گا۔

جس عورت کو رحم کا مرض ہو خواہ کسی قسم کا ہو اس کے لئے اس مبارک سورۃ کا زعفران سے لکھ کر گھول کر پلانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ قمر....فضائل وخواص

سورۂ قمر کا تین مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر آسیب زدہ پردم کرنا یا پانی پردم کر کے پلانا شفاء اور صحت کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۰....لاعلاج بیماری اور ظلم سے نجات کا بہترین نسخہ

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اگر آپ کو کوئی بیماری ہو اور ڈاکٹر کی سمجھ سے باہر ہو یا کوئی دوا اثر نہ کرتی ہو۔ یا کوئی شخص مظلوم ہو اور ظالم کا ظلم انتہا تک پہنچ چکا ہو تو روزانہ تین سو تیرہ مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پھونکیں اور مریض کو پانی پردم کر کے پلائیں یہ عمل اکیس روز تک کریں۔

فائدہ آیت ۱۹....ہوائیں آٹھ قسم کی ہوتی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں: چار رحمت کی، چار زحمت کی۔
۱- ناشرات .....۲-مبشرات .....۳-مرسلات .....۴-ذاریات رحمت کی۔اور ۵-عقیم..... ۶-صرصر..... ۷-عاصف .... ۸-قاصف عذاب کی۔ان میں سے پہلی دو خشکیوں کی اور آخری دو تری کی۔

جب اللہ تعالیٰ نے عاد والوں کی ہلاکت کا ارادہ کیا، اور ہواؤں کے داروغہ کو اس کا حکم دیا تو اس نے دریافت کیا کہ جناب باری تعالیٰ! کیا میں ہواؤں کے خزانوں میں اتنا سوراخ کروں جتنا بیل کا نتھنا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں نہیں، اگر ایسا ہوا تو زمین اور زمین کی کل چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی، اتنا نہیں بلکہ اتنا سوراخ کرو جتنا انگوٹھی میں ہوتا ہے، اب صرف اتنے سے سوراخ سے ہوا چلی جہاں پہنچی وہاں بھس اڑا دیا، جس چیز پر سے گزری اسے بے نشان کر دیا...... یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ (ابن کثیر)

خاصیت آیت ۲۲...حافظہ کیلئے نسخہ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ جس شخص کو قرآن مجید یاد کرنا مقصود ہو وہ روزانہ ایک ہزار مرتبہ باوضو قبلہ رو ہو کر اس مبارک آیت کی تلاوت کرے جب فارغ ہو پانی پردم کرے قدرے پانی اپنے سینہ پر ملے باقی پانی پی لیوے اور ہمیشہ روزانہ ایسا ہی کرتا رہے۔

سورۂ رحمٰن....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۲..سینہ کی تنگی دور کرنے کیلئے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

جس شخص کا سینہ تنگ ہو قرأت کرتے یا وعظ کہتے یا مناظرہ کرتے اس کا سانس پھولتا ہو وہ شخص اپنے اس روگ کو زائل کرنے کے لئے اس مبارک سورہ کی پہلی دو آیتیں دو ہزار مرتبہ ہر روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اکتالیس دن تک پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں یہ مرض جاتا رہے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۷۸..آنکھ کے درد کے لئے مفید عمل

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

اگر کسی شخص کی آنکھیں درد کرتی ہوں زعفران سے اس آیت مبارکہ کو مریض کے ماتھے پر لکھنا نہایت مفید عمل ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ واقعہ.... فضائل وخواص

حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو رات کے وقت ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ کبھی بھوکا نہ رہے گا۔(اعمال قرآنی)
لکھ کر باندھنے سے بچہ بآسانی پیدا ہو۔ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھنے سے حاجت پوری ہو۔بالخصوص جو رزق کے متعلق ہو۔
اس مبارک سورۃ کو روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا فاقہ سے محفوظ رکھتا ہے۔
جب مینہ نہ برستا ہو اور بارش کی بھی ضرورت ہو تو سات مرتبہ روزانہ پڑھنا خدا کے حکم سے بارش کا سبب بنتا ہے۔
بارش کی کثرت ہوگئی ہو اور مینہ کسی طرح نہ کھلتا ہو پانچ مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا بارش کے کھل جانے کا سامان ہوتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کو کاغذ پر زعفران سے لکھ کر کسی درخت پر لٹکانا اس باغ کے پھلوں کو آفت ارضی وسماوی سے محفوظ رکھتا ہے۔
جس شخص کو استسقاء کا مرض ہو اسے اس مبارک سورۃ کو تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے سات روز تک پلانا مرض میں بہت تخفیف پیدا کرتا ہے اور اخلاص کامل ہوگا۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹ برائے دردسر

لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ جس کو دردسر ہو اس پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرے ان شاءاللہ تعالیٰ درد جاتا رہے گا۔(اعمال قرآنی)

سورۂ حدید.... فضائل وخواص

اس سورۃ کی ابتدائی چھ آیات اکیس روز تک روزانہ تین سو تیرہ مرتبہ پڑھنا مرگی کے مرض کو شفا بخشتا ہے۔گمشدہ شخص کا پتہ لگاتا ہے۔شہادت کی موت نصیب کرتا ہے۔ہر قسم کے مریض کے گلے میں لکھ کر ڈالنا تندرستی بخشتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کو کمزور مقدمہ میں سات ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا کمزور مقدمہ کو زوردار اور ہارے ہوئے مقدمہ کو جتواتا ہے عمل مجرب ہے جس قدر ضرورت مند پڑھے گا اس قدر جلد کام ہوگا۔
مریض کے پاس پڑھنے سے اس کو نیند اور سکون آئے اور اگر کاغذ پر لکھ کر غلہ میں رکھ دے تو اس میں کوئی بگاڑ نہ ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۶.. شفاء مرگی کیلئے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌ م بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اس مبارک سورۃ کی چھ آیتیں ۲۱ روز تک تین سو تیرہ مرتبہ روزانہ پڑھنا مرگی کے مرض کو شفا بخشتا ہے گم ہوئے ہوئے کا پتہ لگاتا ہے شہادت کی موت نصیب کرتا ہے ہر قسم کے مریض کے گلے میں ڈالنا تندرستی بخشتا ہے۔
جو بچہ گونگا رہ جاتا ہو تین چار برس کا ہوگیا ہو مگر بولتا نہ ہو اسے اکیس روز تک ان آیات مبارکہ کو کاغذ پر لکھ کر پلانا خدا کے فضل سے زبان عطا کرتا ہے۔(طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب
اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ الطّور

۱......قیدی اگر سورۃ الطور کی تلاوت کی کثرت رکھے تو اس کی رہائی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۲......مسافر اگر سورۃ الطور کی تلاوت کرتا رہے تو ہر تکلیف و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔

۳......اگر سورۃ الطور پانی پر دم کر کے وہ پانی بچھو پر چھڑکا جائے تو بچھو مر جاتا ہے۔

سورۃ النجم

۱......اگر کوئی آدمی ناکامیوں کا سامنا کر رہا ہو تو وہ ہرن کے چمڑے کے ٹکڑے پر سورۃ النجم لکھ کر گلے میں یا بازو میں لٹکائے تو وہ جس سے بحث کرے گا اس پر غالب آئے گا جہاں بھی جائے گا کامیاب ہو کامران ہوگا۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْمِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

اگر کسی آدمی کو حافظہ کی کمزوری، دل کی کمزوری وغیرہ کی شکایت ہو، بھول جانا ہو، قرآن کریم حفظ کرنے میں مشکل ہے تو وہ مذکورہ آیات کو شیشہ کے برتن میں عرق گلاب اور کستوری سے لکھے، آب زمزم سے دھوئے اور سات دن مسلسل نہار منہ پیئے تو اس کا دل و دماغ تروتازہ اور حافظہ مضبوط ہو جائے گا۔

سورۃ القمر

۱......جو آدمی کسی مشکل میں مبتلا ہو وہ جمعہ کے دن سورۃ القمر لکھ کر اپنے سر پر لٹکائے تو اس کی مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

۲......جو آدمی سورۃ القمر جمعہ کے دن لکھ کر اپنے سر لٹکائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مرتبہ پائے گا۔

سورۃ الرحمٰن

۱......اگر کسی کو آشوب چشم ہو تو وہ سورۃ الرحمن لکھ کر گلے میں پہنے تندرست ہو جائے گا۔

۲......اگر کسی کو تلی کا مرض ہو تو سورۃ الرحمن لکھ کر پاک پانی سے دھو لے اور وہ پانی پی لے۔

۳......اگر کسی مکان میں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض تنگ کرتے ہوں تو جس دیوار کی طرف زیادہ ہوں اس پر سورۃ الرحمٰن لکھ دی جائے تو سب بھاگ جائیں گے۔

یامعشر الجن والانس ...... من نار ونحاس

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا۔ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ(۳۳) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ(۳۴) یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ

جو آدمی مذکورہ آیات کو لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھے وہ ہر خطرہ سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الواقعہ

۱......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور جو ہر صبح کو سورۃ الواقعہ پڑھے اسے فقر وتنگدستی کا اندیشہ نہیں رہے گا۔

۲......اگر کسی میت پر سورۃ واقعہ پڑھی جائے تو اس پر آسانی ہو جاتی ہے۔

۳......اگر مریض بے چین ہو تو اس پر سورۃ واقعہ پڑھنے سے اسے راحت پہنچتی ہے۔

۴......جسے سکرات لگی ہوئی ہو اس پر اگر سورۃ الواقعہ پڑھی جائے تو موت آسان ہو جاتی ہے۔

۵......جو آدمی صبح شام باوضو ہو کر سورۃ واقعہ پڑھنے کا معمول رکھے وہ بھوکا پیاسا نہ رہے گا اور نہ اسے کوئی سختی وخطرہ پیش آئے گا نہ غربت ستائے گی۔

سورۃ الحدید

۱......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اسم اعظم سورۃ حدید کی چھ آیات میں ہے۔

۲......اگر جنگ میں جانے والا سورۃ الحدید لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اسے کوئی دشمن کا کوئی ہتھیار نقصان نہ پہنچائے گا۔

۳......جسے بخار ہو اس پر سورۃ الحدید پڑھی جائے۔

۴......جسے ورم ہو اس پر سورۃ الحدید پڑھ کر دم کیا جائے۔

پارہ ۲۸ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ المجادلۃ

اس سورت میں بنیادی طور پر چار اہم موضوعات کا بیان ہے۔ پہلا موضوع ''ظہار'' ہے۔ اہل عرب میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا تھا کہ ''انت علی کظھر امی'' یعنی تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایسا کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اسی کے احکام کا بیان ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ ان آیتوں کے حواشی میں آنے والی ہے۔ دوسرا موضوع یہ ہے کہ بعض یہودی اور منافقین آپس میں اس طرح سرگوشیاں کیا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ وہ ان کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں، نیز بعض صحابۂ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں کوئی مشورہ یا کوئی اور بات کرنا چاہتے تھے۔ اس سورت میں ان خفیہ باتوں کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ تیسرا موضوع ان آداب کا بیان ہے جو مسلمانوں کو اپنی اجتماعی مجلسوں میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ چوتھا اور آخری موضوع ان منافقوں کا تذکرہ ہے جو ظاہر میں تو ایمان کا اور مسلمانوں سے دوستی کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن در حقیقت وہ ایمان نہیں لائے تھے، اور در پردہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔

سورت کا نام ''مجادلہ'' (یعنی بحث کرنا) اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس میں ایک خاتون کے بحث کرنے کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الحشر

یہ سورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے دوسرے سال نازل ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ آپس میں امن وامان سے رہیں گے اور مدینہ منورہ پر حملہ ہونے کی صورت میں مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ یہودیوں نے اس معاہدے کو قبول تو کر لیا تھا، لیکن ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض تھا، اس لئے وہ خفیہ طور پر آپ کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے در پردہ مکہ مکرمہ کے بت پرستوں سے تعلقات رکھے ہوئے تھے، اور ان کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے تھے، اور ان سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ اگر تم مسلمانوں پر حملہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ بنو نضیر کہلاتا تھا، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے معاہدے کی کچھ شرائط پر عمل کرانے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے یہ سازش کی کہ جب آپ بات چیت کرنے کے لئے بیٹھیں تو ایک شخص اوپر سے آپ پر ایک چٹان گرا دے جس سے (معاذ اللہ) آپ شہید ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو ان کی اس سازش سے باخبر فرما دیا، اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اس واقعے کے بعد آپ نے بنو نضیر کے پاس پیغام بھیجا کہ اب آپ لوگوں کے ساتھ ہمارا معاہدہ ختم ہو گیا ہے، اور ہم آپ کے لئے ایک مدت مقرر کرتے ہیں کہ اس مدت کے اندر اندر آپ مدینہ منورہ چھوڑ کر کہیں چلے جائیں ورنہ مسلمان آپ پر حملہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ کچھ منافقین نے بنو نضیر کو جا کر یقین دلایا کہ آپ لوگ ڈٹے رہیں، اگر مسلمانوں نے حملہ کیا تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ بنو نضیر مقررہ مدت میں مدینہ منورہ سے نہیں گئے۔ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے مدت گزرنے کے بعد ان کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، اور منافقین نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ آخر کار ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا، البتہ یہ اجازت دی کہ ہتھیاروں کے سوا وہ اپنا سارا مال ودولت اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ یہ سورت اس واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی، اور اس میں اس واقعے پر تبصرہ بھی فرمایا گیا ہے، اور اس سے متعلق بہت سی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ ''حشر'' کے لفظی معنی ہیں: ''جمع کرنا''۔ چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۲ میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس لئے اس سورت کا نام ''سورۂ حشر'' ہے اور بعض صحابہؓ سے منقول ہے کہ وہ اسے سورۂ بنی نضیر بھی کہا کرتے تھے۔

تعارف سورۃ الممتحنۃ

یہ سورت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصے میں نازل ہوئی ہے، ان دونوں واقعات کی تفصیل پیچھے سورۂ فتح کے تعارف میں گزر چکی ہے۔ اس سورت کے بنیادی موضوع دو ہیں، ایک یہ کہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں جو بات طے ہوئی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہوکر مدینہ منورہ آئے گا تو مسلمان اسے واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے۔ اس کا اطلاق مسلمان ہوکر آنے والی عورتوں پر نہیں ہوگا، اور اگر کوئی عورت مسلمان ہوکر آئے گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جائزہ لے کر دیکھیں گے کہ کیا واقعی وہ مسلمان ہوکر آئی ہے، یا آنے کا مقصد کچھ اور ہے۔ اگر اس جائزے سے یہ بات ثابت ہو کہ وہ واقعی مسلمان ہوکر آئی ہے تو پھر اسے واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ اس صورت میں اگر وہ شادی شدہ ہو، اور اس کا شوہر مکہ مکرمہ میں رہ گیا ہو اس کے نکاح اور مہر وغیرہ سے متعلق کیا احکام ہوں گے؟ وہ بھی اس سورت میں بیان فرمائے گئے ہیں، اور جن مسلمانوں کے نکاح میں ابھی تک بت پرست عورتیں تھیں۔ ان کے بارے میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اب وہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ چونکہ اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں کا امتحان یا جائزہ لینے کا حکم دیا گیا تھا، اس لئے اس سورت کا نام ممتحنہ ہے یعنی امتحان لینے والی۔

سورت کا دوسرا موضوع جو بالکل شروع میں بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں سے کس قسم کے تعلقات رکھنا جائز ہے، اور کس قسم کے ناجائز۔ چنانچہ سورت کو اس حکم سے شروع فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے خصوصی دوستی نہیں رکھنی چاہئے۔ ان آیتوں کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ سورۂ فتح کے تعارف میں ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مکہ مکرمہ کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر ہی توڑ دیا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں پر واضح فرمادیا تھا کہ اب وہ معاہدہ باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کے کفار پر ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کی تیاری شروع فرمادی تھی، لیکن ساتھ ہی کوشش یہ تھی کہ قریش کے لوگوں کو آپ کی تیاری کا علم نہ ہو۔ اسی دوران سارہ نام کی ایک عورت جو گا بجا کر پیسے کماتی تھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئی اور اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہوکر نہیں آئی، بلکہ وہ شدید مفلسی میں مبتلا ہے، کیونکہ جنگ بدر کے بعد قریش مکہ کی عیش وعشرت کی محفلیں ویران ہوچکی ہیں، اب کوئی اسے گانے بجانے کے لئے نہیں بلاتا۔ اس لئے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدالمطلب کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی، اور اس کو کچھ نقدی اور کچھ کپڑے دے کر رخصت کیا گیا۔

دوسری طرف مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے بزرگ تھے جو اصل میں یمن کے باشندے تھے، اور مکہ مکرمہ آکر بس گئے تھے، مکہ مکرمہ میں ان کا قبیلہ نہیں تھا۔ وہ خود تو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے تھے، لیکن ان کے اہل وعیال مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئے تھے جن کے بارے میں انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں قریش کے لوگ ان پر ظلم نہ کریں۔ دوسرے مہاجر صحابہ جن کے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے انہیں تو کسی قدر اطمینان تھا کہ ان کا پورا قبیلہ وہاں موجود ہے جو کافروں کے ظلم سے انہیں

تحفظ دے سکتا ہے، لیکن حضرت حاطبؓ کے اہل وعیال کو یہ تحفظ حاصل نہیں تھا۔ جب سارہ نامی عورت مکہ مکرمہ واپس جانے لگی تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں قریش کے لوگوں کو خفیہ طور پر ایک خط میں یہ اطلاع دے دوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن میری طرف سے قریش پر ایک احسان ہو جائے گا، اور اس احسان کی وجہ سے وہ میرے اہل وعیال کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط لکھ کر سارہ کے حوالے کر دیا کہ وہ قریش کے سرداروں کو پہنچا دے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی کہ سارہ ایک خفیہ خط لے کر گئی ہے، اور روضۂ خاخ کے مقام تک پہنچ چکی ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مہم پر روانہ فرمایا کہ وہ اس عورت کا پیچھا کر کے اس سے وہ خط برآمد کریں، اور یہاں واپس لے آئیں۔ یہ حضرات گئے اور انہوں نے وہ خط برآمد کر لیا۔ حضرت حاطبؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے معذرت کی، اور اپنی اس غلطی کی وہی وجہ بیان کی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کی اس غلطی کو معاف فرما دیا۔ اسی واقعے پر اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

تعارف سورۃ الصّف

یہ سورت مدینہ منورہ میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب منافقین آس پاس کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کے یہودیوں کا یہ کردار خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے خود اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں، جس کے نتیجے میں ان کے مزاج میں ٹیڑھ پیدا ہوگئی، اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے ان کی نبوت کا بھی انکار کیا، اور انہوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو بشارتیں دی تھیں ان پر بھی کان نہیں دھرا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی نبوت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، بلکہ آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ بنی اسرائیل کے اس کردار کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اس سورت میں مخلص مسلمانوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک ٹھیک پیروی کی، اور وہ کام کئے جن کا اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں خاص طور پر حکم دیا ہے، اور ان میں جہاد خصوصی اہمیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو عنقریب فتح ونصرت عطا فرمانے والے ہیں جس کے نتیجے میں منافقین اور یہودیوں کی ساری سازشیں خاک میں مل جائیں گی۔ اسی سیاق میں اس سورت کی چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صف بنا کر جہاد کرتے ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورت کا نام سورۂ صف ہے۔

تعارف سورۃ الجمعۃ

اس سورت کے پہلے رکوع میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی بعثت کے مقاصد بیان فرما کر پوری انسانیت کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور خاص طور پر یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ جس کتاب یعنی تورات پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت موجود ہے، اس کے باوجود وہ آپ پر ایمان نہ لا کر خود اپنی کتاب کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پھر دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ان کی تجارتی سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنی چاہئیں، چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد ہر قسم کی خرید وفروخت بالکل ناجائز ہے۔ نیز

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے ہوں، اس وقت کسی تجارتی کام کے لئے آپ کو چھوڑ کر چلے جانا جائز نہیں ہے، اور اگر دنیوی مصروفیات کا شوق کسی دینی فریضے میں رکاوٹ بننے لگے تو اس بات کا دھیان کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لئے آخرت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے، وہ دنیا کی ان دلفریبیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اور دینی فرائض کو رزق کی خاطر چھوڑنا سراسر نادانی ہے، کیونکہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، لہٰذا رزق اس کی نافرمانی کر کے نہیں، بلکہ اس کی اطاعت کر کے طلب کرنا چاہئے۔ چونکہ دوسرے رکوع میں جمعہ کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں، اس لئے سورت کا نام جمعہ ہے۔

تعارف سورۃ المنٰفقون

یہ سورت ایک خاص واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنوالمصطلق عرب کا ایک قبیلہ تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے۔ آپ اپنے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ خود وہاں تشریف لے گئے، ان سے جنگ ہوئی، اور آخر کار ان لوگوں نے شکست کھائی، اور بعد میں مسلمان بھی ہوئے۔ جنگ کے بعد چند دن آپ نے وہیں ایک چشمے کے قریب پڑاؤ ڈالے رکھا جس کا نام مریسیع تھا۔ اسی قیام کے دوران ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان پانی ہی کے کسی معاملے پر جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے میں نوبت ہاتھا پائی کی آگئی، اور ہوتے ہوتے مہاجر نے اپنی مدد کے لئے مہاجرین کو پکارا، اور انصاری نے انصار کو، یہاں تک کہ اندیشہ ہو گیا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ تشریف لائے، اور فرمایا کہ مہاجر اور انصار کے نام پر لڑائی کرنا وہ جاہلانہ عصبیت ہے جس سے اسلام نے نجات دی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ عصبیت کے بدبودار نعرے ہیں جو مسلمانوں کو چھوڑنے ہوں گے۔ ہاں مظلوم جو کوئی بھی ہو، اس کی مدد کرنی چاہئے، اور ظالم جو کوئی ہو اسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جھگڑا فرو ہو گیا اور جن حضرات میں ہاتھا پائی ہوئی تھی، ان کے درمیان معافی تلافی ہو گئی۔ یہ جھگڑا تو ختم ہو گیا لیکن مسلمانوں کے لشکر میں کچھ منافق لوگ بھی تھے جو مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے لئے شامل ہو گئے تھے، ان کے سردار عبداللہ بن اُبی کو جب اس جھگڑے کا علم ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے مہاجروں کو اپنے شہر میں پناہ دے کر اپنے سر پر چڑھا لیا ہے، یہاں تک کہ اب وہ مدینے کے اصل باشندوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں، یہ صورت حال قابل برداشت نہیں ہے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو جو عزت والا ہے، وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس کا واضح اشارہ اس طرف تھا کہ مدینے کے اصل باشندے مہاجروں کو نکال باہر کریں گے۔ اس موقع پر ایک مخلص انصاری صحابی حضرت زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے، انہوں نے اس بات کو بہت برا سمجھا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ عبداللہ بن اُبی نے ایسا کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی سے پوچھا تو وہ صاف مکر گیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر فرمایا کہ شاید حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ رنج تھا کہ عبداللہ بن اُبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو جھوٹا بنایا۔ اس کے بعد آپ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ابھی مدینہ منورہ نہیں پہنچے تھے کہ یہ سورت نازل ہو گئی جس نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کی اور منافقین کی حقیقت واضح فرمائی۔

تعارف سورۃ التغابن

اگرچہ بعض مفسرین نے اس سورت کی کچھ آیتوں کو مکی اور کچھ کو مدنی کہا ہے، لیکن اکثر مفسرین نے پوری سورت کو مدنی قرار دیا

ہے۔ البتہ اس کے مضامین مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے حوالے سے توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے، اور پچھلی امتوں کی تباہی کے اسباب بتاتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کے رسول برحق اور ان پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لاکر آخرت کی تیاری کرنی چاہئے، اور اگر انسان کے بیوی بچے اس راستے میں رکاوٹ بنیں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ انسان کی خیر خواہی نہیں، دشمنی کر رہے ہیں۔ سورت کا نام آیت نمبر۹ سے ماخوذ ہے۔

تعارف سورۃ الطلاق

پچھلی دو سورتوں میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی گئی تھی کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ اب اس سورت اور اگلی سورت میں میاں بیوی کے تعلقات سے متعلق کچھ ضروری احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ ازدواجی تعلقات کے مسائل میں طلاق ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عملاً بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس کے بارے میں متوازن طرز عمل اختیار کرنے کے لئے طلاق کے کچھ احکام سورۂ بقرہ (۲:۲۲۶ تا ۲۳۰) میں بیان فرمائے ہیں۔ اب اس سورت میں طلاق کے وہ احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو وہاں بیان نہیں ہوئے تھے چنانچہ بتایا گیا ہے کہ اگر طلاق دینی ہو تو اس کے لئے صحیح وقت اور صحیح طریقہ کیا ہے، نیز جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو، ان کی عدت کتنی ہوگی، عدت کے دوران ان کے سابق شوہروں کو ان کا خرچ کس معیار پر اور کب تک اٹھانا ہوگا۔ اگر اولاد ہو چکی ہو تو اس کو دودھ پلانے کی ذمہ داری کس پر ہوگی۔ اس قسم کے احکام بیان فرماتے ہوئے بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں، کیونکہ میاں بیوی کا تعلق ایسا ہے کہ ان کی ہر شکایت کا علاج عدالتوں سے نہیں مل سکتا۔ ایک متوازن خاندانی نظام اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہر فریق اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائض انجام نہ دے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہی کو دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

تعارف سورۃ التحریم

جیسا کہ پچھلی سورت کے تعارف میں عرض کیا گیا، اس سورت کا بنیادی موضوع بھی یہ ہے کہ میاں بیوی کو آپس میں اور اپنی اولاد کے ساتھ کس طرح معتدل اور متوازن رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ ایک طرف ان سے معقول حدود میں محبت بھی دین کا تقاضا ہے، اور دوسری طرف ان کی یہ نگرانی بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے انحراف نہ کریں۔ اسی سلسلے میں ایک واقعہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا تھا کہ اپنی کچھ ازواج مطہرات کی خوشنودی کی خاطر آپ نے یہ قسم کھالی تھی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے اسے آپ اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہیں؟ اسی لئے سورت کا نام تحریم ہے جس کے معنی ہیں: ''حرام کرنا۔'' (توضیح القرآن)

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

اللہ نے سُن لی اس عورت کی بات جو تجھ سے جھگڑتی تھی اپنے خاوند کے بارے میں

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور فریاد کرتی تھی اللہ کے آگے۔ اور اللہ سُن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو کو۔ بیشک اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

سننے والا دیکھنے والا ہے! ۲ جو لوگ ظہار کر بیٹھیں تم میں سے اپنی

نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا

بیبیوں کے ساتھ وہ ان کی مائیں ہو نہیں جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں

الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ

جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ اور بیشک وہ بولتے ہیں ایک نا معقول بات اور

وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

جھوٹ۔ اور بیشک اللہ البتہ معاف کرنے والا ہے اور جو لوگ ظہار کر بیٹھیں اپنی

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

بیبیوں سے پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہیں جس کو کہہ چکے ہیں تو ایک بردہ

---

۱ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت خولہؓ ایک خاتون تھیں جو حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں جو بوڑھے ہو چکے تھے، اور ایک مرتبہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو یہ کہہ دیا کہ ”تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو“ (یعنی میں نے تم کو اپنے اوپر ماں کی پشت کی طرح حرام کرلیا ہے) جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ جملہ کہہ دے تو اسی کو ”ظہار“ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے ظہار کے نتیجے میں میاں بیوی ہمیشہ کیلئے جدا ہو جایا کرتے تھے۔ اور پھر ان کے ملاپ کا کوئی راستہ نہیں رہتا تھا۔ اگرچہ حضرت اوس بن صامتؓ یہ جملہ جذبات میں آکر کہہ تو گئے تھے، لیکن بعد میں شرمندہ ہوئے تو یہ خاتون پریشان ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور آپ سے پوچھا کہ اس صورت حال کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں ابھی میرے پاس کوئی حکم نہیں آیا۔ اور یہ شبہ ظاہر فرمایا کہ شاید تم اپنے شوہر کیلئے حرام ہو چکی ہو۔ اس پر خاتون نے بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ ”میرے شوہر نے مجھے طلاق کا کوئی لفظ تو نہیں کہا“ ان کے اسی بار بار کہنے کو آیت میں بحث کرنے سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد شروع کردی کہ ”یا اللہ میں آپ سے فریاد کرتی ہوں کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو ضائع ہو جائینگے۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر بار بار کہتی ہی رہیں کہ ”یا اللہ! میں آپ سے فریاد کرتی ہوں“ ابھی وہ یہ فریاد کر ہی رہی تھی کہ یہ آیات نازل ہوگئیں جن میں اظہار کا حکم اور اس سے رجوع کرنیکا طریقہ بتلایا گیا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ

آزاد کرنا چاہیئے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائے۔ اس کی تم کو نصیحت کی

بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

جاتی ہے اور اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔ پھر جس کو (بردہ) میسر نہ ہو تو

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ

روزے رکھنے (چاہئیں) لگاتار دو مہینے کے اس سے پہلے کہ ایک

يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

دوسرے کو ہاتھ لگائے۔ پھر جو شخص (یہ بھی) نہ کر سکے تو کھانا کھلانا (چاہیئے) ساٹھ مسکینوں کو۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

یہ حکم اس لئے ہے تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں

اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ف۱ جو لوگ مخالفت کرتے ہیں

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسے خوار ہوئے ان کے اگلے اور ہم

مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

نے اتاریں صاف آیتیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ

جس دن اللہ جلا اٹھائے گا ان سب کو پھر ان کو جتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

ف۱ مسئلہ اگر بدون صحبت کے ارادہ کے بھی کفارہ ادا کردے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور صحبت حلال ہے البتہ بدون ارادہ صحبت وغیرہ کے واجب نہیں ہوتا پس قرآن میں ثم تعودون لما قالوا کا مطلب یہ ہے کہ بدون کفارہ کے صحبت جائز نہیں یہ مطلب نہیں کہ بدون ارادہ صحبت کے کفارہ ادا بھی نہ ہوگا۔ مسئلہ اگر غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے کے درمیان میں صحبت کرلی تو کفارہ پھر سے ادا کرنا ہوگا اور آزاد کرنے کے بیچ میں صحبت کرنے کی یہ صورت ہے کہ پہلے آدھا آزاد کردیا اور صحبت کرلی پھر باقی آدھا بعد میں آزاد کردیا اور کھانا کھلانے کے بیچ میں صحبت کرلی تو صرف گناہ ہوگا کفارہ پھر سے ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔

بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اللہ نے اس کو گن رکھا ہے اور وہ لوگ اس کو بھول گئے ۔ اور ہر چیز اللہ کے

شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۟ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی

سامنے ہے تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کہیں تین آدمیوں کا ایسا مشورہ نہیں ہوتا

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ

جہاں اللہ ان کا چوتھا نہ ہوا ورنہ پانچ کا جہاں وہ ان میں چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے

سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

کم اور نہ اس سے زیادہ جہاں اللہ ان کے ساتھ نہ ہو وہ

مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا

کہیں بھی ہوں پھر ان کو جتاوے قیامت کے دن جو کچھ انہوں

عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۟

نے کیا بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ

تو نے ان کی جانب نظر نہیں کی جن کو منع کر دیا گیا تھا کانا پھوسی کرنے سے پھر وہ لوگ وہی کرتے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ہیں جس سے ان کو منع کر دیا گیا تھا اور کانا پھوسی کرتے ہیں گناہ کی اور تعدی وا

خلاصہ رکوع ۱

ع ۶ — جاہلانہ خیالات کی تردید ظہار اور اس کے کفارہ کو ذکر فرمایا گیا۔

ف سبب نزول

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے۔ مجلس والوں کا مذاق اڑاتے۔ ان پر عیب پکڑتے ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر کہتے "یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکے گا" پہلے سورہ "نساء" میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا۔ لیکن یہ موذی بے حیاء پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا

اور رسول کی نافرمانی کی اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ کو ایسے کلمہ سے

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

دعا دیتے ہیں جس سے اللہ نے تجھ کو دعا نہیں دی اور کہتے ہیں اپنے دل میں

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

کیوں نہیں ہم کو عذاب دیتا اللہ اس کلمہ پر جو ہم کہتے ہیں کافی ہے ان کو جہنم۔ اس میں داخل ہوں

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ

گے تو کیا بری جگہ ہے ف۱ ایمان والو جب تم ایک دوسرے کے کان میں بات کرو (تو نہ بات کرو) گناہ

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

کی اور تعدی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور کان میں بات کرو نیکو

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

کاری کی اور پرہیزگاری کی اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی جانب تم

تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ

اکٹھے کئے جاؤ گے بس یہ کانا پھوسی تو شیطانی حرکت ہے تاکہ وہ غمگین بنائے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ

ایمان والوں کو اور وہ ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی

اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کے حکم بغیر اور اللہ پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے

ف۱ گفتگو کا ادب:

حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی (اجازت ملنے کے بعد وہ آئے اور) کہا السام علیکم میں نے (یہ لفظ سن لیا اور) کہا بل علیکم السام ولعنۃ (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ اللہ رفیق ہے (یعنی رفیق الکلام ہے) اور ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے ان کی بات نہیں سنی انہوں نے فرمایا۔ میں نے بھی وعلیکم کہہ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے میں نے بھی علیکم (بغیر واؤ کے) کہہ دیا تھا۔ بخاری کی روایت ہے کہ یہودی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السام علیکم کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (جواب میں) وعلیکم فرما دیا حضرت عائشہؓ (سے ضبط نہ ہوا اور آپ) نے کہا السام علیکم ولعنکمُ اللّٰہ وَغَضِبَ علیکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ نرمی اختیار کرو درشت کلامی اور فحش سے پرہیز کرو حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا آپ نے انکی بات نہیں سنی فرمایا میں نے جو کہا وہ تم نے نہیں سنا میں نے تو ان کی بات انہیں پر لوٹا دی میری بدعا ان کے حق میں قبول ہو گی اور انکی بدعا میرے حق میں قبول نہیں ہو گی۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فحش گو نہ بنو اللہ فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ السام علیکم کہتے ہیں تم بھی وعلیکم کہہ دیا کرو متفق علیہ۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم وعلیکم کہہ دیا کرو۔ (متفق علیہ) (تفسیر مظہری)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ

ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ کھل کر بیٹھو[1] مجلسوں میں تو کھل کر بیٹھا کرو اللہ

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا

تمہاری ہر مشکل کھول دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوو تو

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا

اٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ ان کے درجے بلند کر دے گا جو تم میں ایمان لائے اور

الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١﴾

جن کو علم عطا کیا گیا اور اللہ ان اعمال سے جو تم کر رہے ہو باخبر ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا

ایمان والو جب تم پیغمبر کے کان میں کچھ بات کہنی چاہو تو

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ

آگے رکھ دیا کرو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات تمہارے لئے

لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ پھر اگر تم کو میسر نہ ہو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

کیا تم ڈر گئے کہ آگے رکھا کرو کان میں بات کرنے سے پہلے

صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

خیرات! تو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تم سے درگزر فرمائی تو اب

---

[1] شانِ نزول: بغوی نے مقاتل ابن حبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدری مہاجرین و انصار کی عزت فرماتے تھے۔ ایک روز کچھ بدری حضرات خدمت گرامی میں حاضر ہوئے ان کے آنے سے پہلے اور لوگ مجلس میں بیٹھ چکے تھے مجبوراً یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرداگرد کھڑے ہو گئے اور حضور ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے بھی جواب دیا یہ حضرات کھڑے انتظار کرتے رہے کہ مسلمان ان کو جگہ دیدیں لیکن کسی نے جگہ نہیں دی حضور ﷺ کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اپنے پاس والے شخص کو حکم دیا اے فلاں کھڑا ہو جا اسی طرح دوسرے سے فرمایا تو بھی (اٹھ جا) غرض جتنے بدری صحابی کھڑے تھے ان کی تعداد کے بقدر حضور ﷺ نے دوسرے حاضرین کو اٹھایا اور بدریوں کو ان کی جگہ پر بیٹھ جانے کا حکم دیدیا اٹھنے والوں کو یہ حکم شاق گذرا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے اس پر آیات کا نزول ہوا۔ (تفسیر مظہری)

مجلس کا ادب:

مجلس کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہو کہ بعض اوقات دونوں کے یک جا بیٹھنے میں اُن کی کوئی خاص مصلحت ہوتی ہے' حضرت اُسامہ بن زید لیثیؓ کی روایت ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اِثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا "یعنی کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ دو شخص جو ملے بیٹھے ہیں ان کے درمیان تفریق پیدا کرے جب تک کہ ان سے ہی اجازت نہ ملے (ابن کثیر) (معارف مفتی اعظم)

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ

رسول کی اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو کیا تو نے ان کو دیکھا نہیں جنھوں نے

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

ایسے لوگوں سے دوستی کر لی جن پر اللہ کا غضب ہے؟

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ

اور نہ یہ تم ہی میں ہیں اور نہ ان ہی میں اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹی بات پر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

حالانکہ جانتے ہیں۔ ولـ اللہ نے تیار کیا ہے ان کے لئے سخت عذاب

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

بیشک برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو پس (لوگوں کو)

جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ

روکتے ہیں اللہ کے راستہ سے تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

ہرگز نہ دفع کر سکیں گے ان پر سے ان کے مال اور نہ ان کی

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ

اولاد اللہ کے عذاب کو کچھ! یہ لوگ دوزخی ہیں یہ وہیں

خلاصہ رکوع ۲

اللہ کا علم محیط کو ذکر فرمایا گیا مجلس کے آداب اور یہودیوں کی ایک شرارت کو ذکر کیا گیا۔ منافقین کا عجز ذکر کیا گیا۔

ع ۲ ۷ ۲

ولـ شان نزول:

امام احمدؒ بزارہ ابن جریر طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی حجرہ میں تشریف فرماتے یا کسی حجرہ کے سایہ میں فروکش تھے اور سایہ سکڑ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جبار آدمی تمہارے پاس (ابھی) آئے گا۔ دوسری روایت میں آیا ہے اس کا دل جبار کے دل کی طرح ہوگا۔ یعنی وہ شیطان ہوگا۔ جب وہ آئے تو تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ سامنے سے ایک شخص نمودار ہوا جو نیلی آنکھوں والا اور کانا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آتا دیکھا تو بلایا اور فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا مجھے ذرا دیر کی اجازت دیجئے میں جا کر ابھی آپ کے پاس آتا ہوں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور ساتھیوں کو بلا لایا اور سب نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائیں کہ ہم نے نہ باتیں کہی ہیں نہ کی ہیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ

ہمیشہ رہیں گے جس دن اللہ اٹھا کھڑا کرے گا ان سب کو تو یہ قسمیں کھائیں گے اس کے

لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى

آگے بھی جیسے قسمیں کھاتے تھے تمہارے آگے اور خیال یہ کرتے ہیں کہ وہ کسی بھلے کام

شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ

پر ہیں۔ خبردار ہو جاؤ یہی اصل جھوٹے ہیں ان پر قابو کر لیا ہے۔

الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

شیطان نے پس ان کو بھلا دی اللہ کی یاد!

الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہ شیطانی لشکر ہے خبردار ہو جاؤ بیشک شیطانی گروہ وہی گھاٹا پانے والے ہیں ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾

بیشک جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا وہی سب سے زیادہ ذلیل لوگوں میں ہیں

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ

اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور غالب رہوں گا میں اور میرے رسول! ف۲ بیشک اللہ زور آور زبردست

عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ہے تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ ایسوں

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

سے دوستی کریں جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے

ف۱ قبر میں دو گھروں کا نظارہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ کافر کے لئے قبر کے اندر جنت کی طرف ایک شگاف کسی قدر کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ جنت کے اندر کی چیزیں اور تروتازگی دیکھ لیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا رخ اللہ نے تیری طرف سے پھیر دیا ہے' پھر دوزخ کی طرف ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے جس سے کافر دوزخ کی طرف دیکھتا ہے تو دکھائی دیتا ہے کہ (آگ کے شعلے آپس میں ایسے لپٹ رہے ہیں کہ) ایک دوسرے کو کھائے جا رہے' کافر سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔
یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں جو شخص مر کر دوزخ میں چلا جاتا ہے اس کے جنت والے گھر کے وارث اہل جنت ہو جاتے ہیں' اللہ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جو کہ عزت کی حقیقت ہے اور جب رسول عزت والے ہیں تو ان کا اتباع کرنے والے بھی صاحب عزت ہیں اور مقصود اس جگہ رسولوں کا غلبہ بیان کرنا ہے اپنا ذکر حق تعالیٰ نے انبیاء کو مشرف کرنے کے لئے فرمادیا

اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

بھائی ہوں یا ان کے کنبے کے! یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ

كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ

نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی تائید کی اپنے فیضان غیبی سے اور!

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ان کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ دہیں

فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ خدائی لشکر ہے

اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

خبردار ہو جاؤ اللہ کا لشکر وہی فلاح پانے والے ہیں ف۱

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اوراس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی تسبیح میں لگا ہوا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے نکال باہر کیا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے

تعبیر سورہ المجادلۃ

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اس سورہ کی تلاوت کررہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اہل باطل سے جھگڑنے والا اور ان کو دبانے والا ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ مسلمانوں کی دلی دوستی کسی کافر سے نہیں ہوسکتی

مسئلہ: بہت سے حضرات فقہاء نے یہی حکم فساق وفجار اور دین سے عملاً منحرف مسلمانوں کا قرار دیا ہے کہ ان کے ساتھ دلی دوستی کسی مسلمان کی نہیں ہوسکتی۔ کام کاج کی ضرورتوں میں اشتراک یا مصاحبت بقدر ضرورت

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۹ ۳

منافقت کا انجام شیطانی گروہ اور حق کا غلبہ ذکر فرمایا گیا۔ صحابہؓ کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

الگ چیز ہے دل میں دوستی کسی فاسق وفاجر کی اسی وقت ہوگی جب کہ فسق وفجور کے جراثیم خود اس کے اندر موجود ہوں گے۔ اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے۔ "اللهم لاتجعل لفاجر علي يدا" یعنی یا اللہ مجھ پر کسی فاجر آدمی کا احسان نہ آنے دے کیونکہ شریف النفس انسان اپنے محسن کی محبت میں طبعاً مجبور ہوتا ہے۔ اس لئے فساق وفجار کے احسان قبول کرنا جو ذریعہ ان کی محبت کا بنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی پناہ مانگی ہے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا

اہل کتاب میں ان کے گھروں سے پہلے ہی بار لشکر جمع کرنے میں!

ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ

تمہارا گمان یہ نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ ان کو بچا لیں گے

حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے تو ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آ پہنچا جہاں سے

يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ

ان کا گمان بھی نہ تھا اور اللہ نے دھاک ڈال دی ان کے دلوں میں

بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ق

کہ اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ

تو عبرت پکڑو اے آنکھوں والو! اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے لکھ دیا

عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي

ان پر جلا وطن ہونا تو ان کو عذاب دیتا دنیا میں اور ان کے لئے

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

آخرت میں آگ کا عذاب ہے ف۱ یہ اس لئے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ج وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اور اس کے رسول کی۔ اور جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ کی تو بیشک اللہ کا عذاب

وقف غفران / وقف النبی ﷺ

ف۱ یہودیوں کو عذاب در عذاب

یعنی انکی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے غرض سزا سے بچ نہیں سکتے یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے۔ آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جب یہ قوم ملک شام سے بھاگ کر یہاں آئی تھی تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام میں جانا پڑیگا۔ چنانچہ اس وقت اجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہاں سے اجڑ کر شام میں گئے"۔ (تفسیر عثمانی)

ابن اسحاق نے یزید بن رومان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی نضیر کے میدان میں جا کر اترے تو بنی نضیر اپنے قلعوں کے اندر گھس گئے اور قلعہ بند ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے نخلستانوں کو کاٹنے اور جلا ڈالنے کا حکم دیدیا۔ محمد یوسف صالحی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولیلی مازنی اور عبداللہ بن سلام کو کھجور کے درختوں کو کاٹ ڈالنے کی خدمت پر مامور کیا ابویعلی عجوہ کو کاٹنے لگے اور عبداللہ بن سلام نے لون کو کاٹنا شروع کیا۔ (تفسیر مظہری)

الْعِقَابِ ۝٤ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا

سخت ہے ف۱ جو تم نے کاٹ ڈالا کوئی کھجور کا درخت یا اس کو

قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥

کھڑا رہنے دیا اس کی جڑوں پر سو اللہ ہی کے حکم سے تھا ف۲ اور تاکہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ

اور جو (مال) اللہ نے دلا دیا اپنے رسول کو ان (بنی نضیر) سے تو تم نے دوڑائے نہ تھے اس پر

مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ

گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ قابض کر دیتا ہے اپنے رسولوں کو

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ مَآ اَفَآءَ

جس پر چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ (مال)

اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

اللہ دلا دے اپنے رسول کو بستیوں کے لوگوں سے (وہ) اللہ کے لئے ہے اور رسول کے اور (رسول کے)

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

قرابت داروں کے اور یتیم بچوں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے

السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ

ہے تاکہ نہ آئے لینے دینے میں تم سے مال دار لوگوں کے درمیان

مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ

اور جو کچھ تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کرے

ف۱ یہ مخالفت دو طرح سے ہوئی ایک عہد توڑنے سے جسکی سزا جلاوطنی ہوئی دوسرے ایمان نہ لانے سے جس سے جہنم کا عذاب ہوگا آگے یہود کے ایک طعن کا جواب ہے جب مسلمانوں نے انکے درخت کاٹ دیئے اور جلا دیئے تو انہوں نے کہا کہ یہ فساد ہے اور فساد بری چیز ہے اور بعض مسلمانوں نے بھی باوجود اجازت کے یہ سمجھ کر کے کہ درختوں کا چھوڑ دینا بھی جائز ہے اور آخر میں یہ مسلمانوں ہی کے کام آئیں گے تو اکا رہنا ہی بہتر ہے نہیں کاٹے اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ یہود کا دل دکھے گا کاٹ دیئے جواب کیساتھ ان دونوں فعلوں کا درست ہونا بتلاتے ہیں۔

ف۲ سبب نزول

جب وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے درخت کاٹے جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تاکہ اسکے ورد سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اس پر یہ آیت اتری یعنی یہ سب کچھ اللہ جل شانہ کے حکم سے ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حکم کے بعض مصالح اوپر بیان ہوچکیں۔ (تفسیر عثمانی)

عجوہ کھجور:

(عجوہ کھجوروں کی ایک اعلیٰ نوع ہوتی تھی اور لون معمولی قسم تھی) دونوں سے اس تعیین کی وجہ دریافت کی گئی (جب کہ حکم میں کوئی تعیین نہیں تھی نہ استثناء تھا) ابولیلی نے کہا عجوہ کو میں اس لئے جلا رہا ہوں کہ یہودیوں کے لئے عجوہ کام نہ آئیں عبداللہ بن سلام نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ (ان کافروں کا مال) غنیمت مسلمانوں کو عطا فرمائے گا اور عجوہ کے درخت بہت قیمتی

عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

سو باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کی مار بہت سخت ہے (مال فئے)

الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو نکالے ہوئے آئے ہیں

مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

رضا مندی اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی!

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

یہی لوگ سچے ہیں! اور نیز (یہ مال فئے) ان کے لئے ہے جو جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر (یعنی مدینہ) میں اور ایمان

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ

میں مہاجرین کے پہلے سے اس سے محبت رکھتے ہیں جو ہجرت کرتا ہے ان کی طرف اور نہیں پاتے اپنی طبیعتوں

فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ

میں کوئی غرض اس شئے کی طرف سے جو مہاجرین کو دے دی جاوے

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَقف وَمَنْ

اور ان کو مقدم رکھتے ہیں اپنی جان سے گو اپنے اوپر تنگی ہی ہو ف اور جو شخص محفوظ رکھا

يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ ۚ وَالَّذِيْنَ

جائے اپنے حرصِ نفسانی سے تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں اور نیز ان کے لئے ہے

ہوتے ہیں اور ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا اس لئے میں ان کو نہیں کاٹتا) جب عجوہ کے درخت کاٹے گئے تو عورتیں اپنے گریبان پھاڑنے منہ پیٹنے اور واویلا کرنے لگیں اور سلام بن مشکم نے حیی سے کہا عجوہ کے درخت کٹ رہے ہیں آئندہ تیس برس تک عجوہ کا ایک خوشہ ایک گھوڑے کے عوض کھانے کو نہیں ملے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف سببِ نزول:

اور قشیری نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے ایک بزرگ کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا' اس بزرگ نے خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھائی اور اس کے اہل وعیال ہم سے زیادہ ضرورتمند ہیں' یہ سر ان کے پاس بھیج دیا' اس دوسرے بزرگ کے پاس پہنچا تو اسی طرح انہوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا۔ یہاں تک کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد پھر پہلے بزرگ کے پاس واپس آ گیا۔ اس واقعہ پر آیات مذکورہ نازل ہوئیں۔ یہی واقعہ ثعلبیؒ نے حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

جو لوگ آئے ان کے بعد کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو اور

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور پیدا نہ کر

فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

ہمارے دلوں میں کینہ ایمان والوں کی بابت ف۱ اے ہمارے پروردگار تو ہی شفیق

رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ

مہربان ہے۔ کیا تو نے ان کو دیکھا نہیں جو منافق ہیں کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ

اپنے ان بھائیوں سے جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے کہ اگر تم جلا وطن

اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا

کئے جاؤ گے تو ضرور ہم بھی نکل کھڑے ہوں گے تمہارے ساتھ اور ہم تمہارے بارے میں کسی کا بھی کہا

اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

نہ مانیں گے کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

کہ وہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں اگر وہ جلاوطن کئے جائیں گے ف۲ تو یہ ان کیساتھ نہ نکلیں گے اور اگر

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

ان سے لڑائی ہو گی تو ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے

ف۱ یہ دعا اپنے زمانہ والوں کو بھی عام ہے حاصل یہ ہوا کہ پہلے بزرگوں کی فضیلت کے معتقد رہیں اور اپنے معاصرین سے بھی محبت رکھیں۔

خلاصہ رکوع ۱

بنی نضیر کی عہد شکنی اور جلاوطنی کو ذکر کیا گیا۔ یہودیوں کے عذاب درعذاب کی وعید مال غنیمت اور مال فی کو ذکر کیا گیا۔ اطاعت رسول کا حکم دیا گیا۔ فقراء مہاجرین کا حق اور انصار کے فضائل بیان فرمائے گئے۔ اسلاف کے حق میں دعا تعلیم فرمائی گئی۔

ف۲ سبب نزول

ابن ابی حاتم نے سدی کا قول نقل کیا ہے کہ بنی قریظہ میں سے کچھ لوگ (بظاہر) مسلمان ہو گئے ان میں سے کچھ لوگ منافق تھے انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس روایت کے بموجب بھائیوں سے نسبی بھائی مراد ہوں گے یہ منافق بنی نضیر سے کہتے تھے کہ مدینہ میں اپنے گھروں کا تخلیہ نہ کرنا اگر تم کو تمہارے گھروں سے (یعنی مدینہ سے) نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے۔ (تفسیر مظہری)

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً

تو بھاگیں گے پیٹھ دے کر پھر کہیں ان کی مدد نہ کی جائے گی وا البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہیا

فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

ان کے دلوں میں اللہ کی بہ نسبت یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ

يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

نہیں رکھتے یہ تم سے لڑ نہیں سکتے سب مل کر مگر ہاں حصار کی ہوئی بستیوں

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ

میں یا دیواروں کی آڑ میں! و۲ ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو ان کو گمان کرتا ہے کہ وہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس سبب سے کہ

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

وہ لوگ عقل نہیں رکھتے (ان کی مثال) ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے

قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہو گزرے ہیں ابھی انہوں نے چکھا اپنے کیے کا وبال اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے و۳

اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

(ان کی مثال) شیطان کی سی ہے جب اس نے آدمی سے کہا کہ

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ

تو کافر ہو جا! پھر جب وہ کافر ہو گیا لگا کہنے کہ مجھ کو تجھ سے کچھ سروکار نہیں میں تو اللہ سے

و۱ مطلب یہ کہ منافقین کی جو غرض ہے کہ اپنے ان بھائیوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں اس میں ہر طرح ناکامی رہے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا اور حق تعالیٰ کے یہ فرما دینے کے بعد کہ وہ مدد نہ کریں گے مدد کرنے کا احتمال نہیں ہو سکتا مگر فرض محال کے طور پر اس صورت کا بھی ذکر فرما دیا تاکہ فرضی اور واقعی تمام صورتوں پر مقصود ثابت ہو جائے کہ منافقین کسی طرح ان کے کام نہیں آ سکتے اگر اس سورت کا نزول واقعہ سے پہلے ہوا ہے تب تو ان آیتوں پر کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر واقعہ کے بعد نزول ہوا ہے تو اس طرح کلام فرمایا کہ اگر وہ نکالے جائیں گے تو منافقین ساتھ میں نہ نکلیں گے الخ گذشتہ صورت کو ذہن میں حاضر کرنے کیلئے ہے تاکہ ان کا وعدہ خلافی کرنا اور یہود کا بے یار و مددگار ہو جانا خوب پیش نظر ہو جائے۔

و۲ حفاظت سے مراد عام ہے خندق وغیرہ سے ہو یا قلعہ وغیرہ سے مطلب یہ کہ اگر کبھی یہود یا منافقین الگ الگ یا اکٹھے ہو کر تمہارے مقابلہ میں آئے بھی تو قلعہ یا شہر پناہ کی آڑ میں رہ کر مقابلہ کریں گے چنانچہ بنو قریظہ اور خیبر کے یہودیوں نے اسی طرح مقابلہ کیا اور منافقین کا بھی اتنا حوصلہ ہی نہ ہوا پس اس میں مسلمانوں کو جوش دلانا بھی ہے کہ ان سے کچھ اندیشہ نہ رکھیں آگے یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی آپس کی خانہ جنگیوں کے واقعات دیکھ کر یہ اندیشہ نہ کیا جائے کہ شاید اسی طرح اہل اسلام کے مقابلہ میں یہ لوگ کارنمایاں کر سکیں۔

و۳ مراد ان لوگوں سے یہود بنی قینقاع ہیں جن کا قصہ یہ ہوا کہ واقعہ بدر کے بعد ۲ ھجری میں انہوں نے عہد توڑ کر آپ سے مقابلہ کیا پھر مغلوب ہوئے اور قلعہ سے آپ کے فیصلہ پر باہر نکلے اور سب کی مشکیں باندھی گئیں پھر عبداللہ بن ابی کے الحاح سے اس شرط پر ان کی جان بخشی کی گئی کہ مدینہ سے چلے جائیں چنانچہ وہ شام کی طرف نکل گئے اور ان کے اموال میں غنیمت کی طرح عمل ہوا۔

اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ فَکَانَ عَاقِبَتَہُمَآ اَنَّہُمَا فِی

ڈرتا ہوں جو دنیا جہان کا پروردگار ہے۔ ف۱ پھر انجام ان دونوں کا یہی ہے کہ

النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْہَا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ ع

دونوں آگ میں جائیں گے سدا وہیں رہیں گے۔ اور یہی ہے سزا ستم گاروں کی

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

مسلمانو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہئے کہ دیکھ لے ہر شخص کہ اس نے کیا بھیجا ہے کل

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا

(روز قیامت) کے لئے اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ اس سے باخبر ہے جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰہُمْ

تم کرتے ہو اور ان جیسے نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ تو اللہ نے ان کو ان کی جانوں سے

اَنْفُسَہُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا یَسْتَوِیْٓ

بھلا دیا یہی لوگ فاسق ہیں برابر نہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ہُمُ

دوزخی اور جنتی اہل جنت وہی مراد پانے والے

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ

ہیں اگر ہم یہ قرآن نازل فرماتے کسی پہاڑ پر تو ضرور تو

لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَ تِلْکَ

اس کو دیکھتا کہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ

ع ۲/۷ ۵

خلاصہ رکوع ۲

یہود کے نام منافقین کا پیغام اور دونوں کو عذاب سے ڈرایا گیا۔ منافقین کی مثال اور عذاب کی وعید سنائی گئی۔

ف۱ شیطان کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ شروع میں تو انسان کو کفر اور گناہوں پر اکساتا ہے لیکن جب اس کے نتیجے میں اس کی بات ماننے والوں کو کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ ان سے بے تعلقی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا ایک واقعہ غزوہ بدر کے سلسلے میں سورہ انفال میں گزر چکا ہے۔ اور آخرت میں تو وہ کافروں کی ذمہ داری لینے سے صاف مکر ہی جائے گا جس کی تفصیل سورہ ابراہیم میں بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح یہ منافق لوگ شروع میں تو یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہے لیکن جب وقت آیا تو مدد کرنے سے صاف مکر گئے۔ (توضیح القرآن)

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ

مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ فکر کریں ف۱ وہی

اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جاننے والا ہے غائب اور حاضر کا۔

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ

وہ نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

معبود نہیں۔ بادشاہ ہے پاک ذات ہے (ہر عیب سے) سلامت ہے

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے خود مختار ہے تکبر والا ہے اللہ پاک ہے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

شریک ٹھہرانے سے وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا موجد صورتیں بنانے والا اسی کے سب نام اچھے

الْحُسْنٰى ۗ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

ہیں اسی کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی ہے زبردست

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

حکمت والا

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

ف۱ کھجور کے تنے کا احساس:

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ذرا اور عاجزی چاہئے متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا بچھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور وہ تنہ دور ہو گیا تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح سسکیاں لے لے کر وہ رونے لگا جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہو اور اسے چپ کرایا جا رہا ہو کیونکہ اسے اس ذکر وحی کے سننے سے کچھ دوری ہو گئی۔ اور امام حسن بصریؒ اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے تھے کہ لوگو ایک کھجور کا تنہ اس قدر اس کے رسول کا شائق ہو تو تمہیں چاہئے کہ اس سے بہت زیادہ شوق اور چاہت تم رکھو۔ اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب ایک پہاڑ کا یہ حال ہو تو تمہیں چاہئے کہ تم تو اس حالت میں اس سے آگے رہو۔ اور جگہ فرمان خدا ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ یعنی اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے باعث پہاڑ چلا دیے جائیں یا زمین کاٹ دی جائے یا مردے نکل پڑیں (تو اس کے قابل یہی قرآن تھا) مگر پھر بھی ان کفار کو ایمان نصیب نہ ہوتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورہ الحشر

جس نے خواب میں دیکھا کہ یہ سورہ پڑھ رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا حشر ایسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳/۶

قیامت اور آخرت کی تیاری کا حکم فرمایا گیا اور غافلوں کی مذمت ذکر کی گئی۔ عظمت قرآن اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور صفات کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

ایمان والو دوست نہ بناؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو تم ان کو ۱

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

پیغام بھیجتے ہو محبت کے باعث حالانکہ وہ لوگ اس سے منکر ہوئے ہیں

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

جو تمہارے پاس دین برحق آیا۔ وہ تو نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ

تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا

تم مانتے ہو اللہ کو جو تمہارا پروردگار ہے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے کو

فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ

اور میری رضا جوئی کو تم چھپا کر پیغام بھیجتے ہو ان کی جانب

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

محبت کے باعث اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی

اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

تم میں سے ایسا کرے گا تو بیشک وہ بھٹک گیا سیدھے راستہ

السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً

سے۔ اگر کافر تم کو پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں

---

۱ جب آپ نے فتح مکہ کیلئے جہاد کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے جو کہ بدر والوں میں سے ہیں اور اصل میں یمن کے رہنے والے ہیں مکہ میں جا رہے تھے اور ان کے بھائی اور والدہ اور اہل وعیال اور مال باپ بھی مکہ میں تھے مکہ والوں کے نام ایک خط لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دیدیا کہ مکہ والوں کو پہنچا دے آپ کو وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی آپ نے حضرت علی اور چند صحابہ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ ایک عورت ملے گی اس سے وہ خط لے آؤ یہ گئے تو وہ عورت ملی اور ان کے دھمکانے سے اس نے خط دیدیا وہ خط لے کر آئے تو آپ نے حاطب سے پوچھا انہوں نے کہا کہ واقعی خط میرا لکھا ہوا ہے لیکن خدا نہ کرے میں نے اسلام کی مخالفت کے سبب یہ خط نہیں لکھا بلکہ میں جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ضرور اس کو غالب کرنے والا ہے آپ کو ضرور فتح ہوگی اور میرا نفع ہو جاوے گا کہ مکہ والے اس کا احسان مان کر میرے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کریں گے اور انکو تکلیف یا ضرر نہ پہنچاویں گے کیونکہ ان سے میری کوئی اور قرابت نہیں ہے جس سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ میں بالکل اجنبی اور پردیسی آدمی ہوں اس پر حضرت عمر کو غصہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ بدر والوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی اگرچہ دل سے دوستی نہ ہو مگر ایسا دوستانہ برتاؤ بھی مت کرو۔

وَيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا

اور تم پر چلائیں اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ

لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ

کسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ۔ ول ہرگز تمہارے کام نہ آئینگے تمہارے ناتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت

الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کے دن۔ اللہ فیصلہ فرمائے گا تم میں۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے

بَصِيْرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

ہو دیکھ رہا ہے و۲ تمہارے لئے پیروی نیک موجود ہے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ابراہیم کے

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا

ساتھ تھے جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ ہم بے تعلق ہیں

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ

تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہم منکر ہوئے تم سے

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا

اور ظاہر ہو پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لئے جب تک

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ

کہ تم ایمان نہ لاؤ ایک اللہ پر مگر ہاں ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ سے کہ

لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ

میں ضرور تیرے لئے مغفرت مانگوں گا اور میں کچھ نہیں کر سکتا تیرے لئے

ع ۱۶

و۱ کافروں سے کسی بھلائی کی امید نہ رکھو

یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی امید نہ رکھو۔ خواہ تم کتنی ہی رواداری اور دوستی کا اظہار کرو گے وہ کبھی مسلمان کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر ان کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگزر نہ کریں۔ زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے خود صداقت سے منکر ہیں کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ کیا ایسے شریر و باطن اس لائق ہیں کہ ان کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

و۲ اللہ کی رضامندی ہر چیز پر مقدم ہے

حاطب نے وہ خط اپنے اہل و عیال کی خاطر لکھا تھا اس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئینگے۔ اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے۔ اسی کے موافق فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا، پوتا اور عزیز و قریب ہٹا نہیں سکے گا۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل و عیال کی خاطر اللہ کو ناراض کر لے۔ یاد رکھو! ہر چیز سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے وہ راضی ہو تو اس کے فضل سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن وہ ناخوش ہو تو کوئی کچھ کام نہ آئیگا۔ (تفسیر عثمانی)

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا

اللہ کے مقابلہ میں ف۱ (ابراہیم نے دعا مانگی) اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری ہی جانب

وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٤﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ

رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر زور نہ آزما کافروں کا

كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾

اور ہم کو معاف کر اے ہمارے پروردگار! بیشک تو زبردست ہے حکمت والا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ

بیشک تمہارے لئے ان لوگوں میں اقتداء نیک موجود ہے اس کے لئے جو امید رکھتا ہو

يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ

اللہ کی (ملاقات) اور روز آخرت کی اور جو کوئی روگردانی کرے تو بیشک اللہ وہی

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ

بے پرواہ سزا وار حمد ہے قریب ہے کہ اللہ پیدا کر دے تم میں

وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيرٌ ۚ

اور ان لوگوں میں جن کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے دوستی۔ اور اللہ قادر ہے ف۲

وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧﴾ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ

اور بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ تم کو ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو

لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ

تم سے لڑے نہیں دین کے بارے میں اور تم کو نکالا نہیں تمہارے

ف۱ حضرت ابراہیم کا طرز عمل
یعنی صرف دعا ہی کر سکتا ہوں کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے اسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہیں کیا۔ تم بھی وہی کرو۔ ایک ابراہیمؑ نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے۔ جب تک معلوم نہ تھا۔ تم کو معلوم ہو چکا لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ مانگو"۔ (تنبیہ) باپ کے حق میں ابراہیمؑ کے استغفار کا قصہ سورہ "براۃ" میں گزر چکا آیت "وما کان استغفار ابرٰهيم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه" الخ کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابراہیمؑ نے جو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت کا وعدہ کیا تھا وہ کافر کے لئے دعا کرنے کا ممانعت سے پہلے کیا تھا۔
وَمَا أَمْلِكُ لَكَ الخ۔ یہ مستثنیٰ کا تکملہ ہے یعنی ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت کا وعدہ کیا اس میں یہ بھی کہا تھا کہ بس میں اتنا ہی کروں گا اس سے زیادہ کچھ بھی مجھے اختیار نہیں یعنی معاف کرنا نہ کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱

خلاصہ رکوع ۱

کفار سے دوستی کی ممانعت اور اللہ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھنے کی ترغیب فرمائی گئی۔ اسوہ ابراہیمی کو بیان کرکے اس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

ف۲ چنانچہ فتح مکہ کے دن بہت سے آدمی خوشی سے مسلمان ہو گئے مطلب یہ کہ اگر مکہ والوں سے قطع تعلق ہمیشہ کے لئے ہوتا تب بھی بوجہ حکم کے اس پر عمل واجب تھا خاص کر جب کہ تھوڑی ہی مدت کے واسطے کرنا پڑے پھر بعد میں ان کے ایمان لے آنے سے دوستی اور تعلق بدستور لوٹ آوے گا آگے فرماتے ہیں کہ اب تک جو کسی سے اس حکم کے خلاف خطا ہو گئی ہو جس سے وہ اب تائب ہو چکا ہو تو اس کی خطا معاف کر دی جائے گی۔

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ

گھروں سے کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو ف۱ اور ان کے حق میں انصاف کرو!

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

بیشک اللہ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے بس اللہ تم کو ان لوگوں سے منع

الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

کرتا ہے جو تم سے لڑے دین کے بارے میں اور تم کو نکال باہر کیا

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

تمہارے گھروں سے اور دوسروں کی مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ تم لگو ان سے دوستی

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا

کرنے ف۲ اور جو شخص ان سے دوستی کرے تو وہی لوگ ستم گار ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ

مسلمانو جب تمہارے پاس آئیں مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تو ان کو جانچ لو!

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ

اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان! پھر اگر تم جانو کہ وہ مسلمان ہیں

فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

تو ان کو واپس نہ کرو کافروں کی جانب! نہ یہ عورتیں کافروں کو حلال ہیں اور نہ

وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ

وہ کافران عورتوں کو حلال۔ اور ان کافروں کو دے دو جو کچھ انہوں نے خرچ کیا

ف۱ مراد ان سے وہ کافر ہیں جو ذمی یا صلح کرنے والے ہوں کہ انکے ساتھ احسان کا یہ برتاؤ جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرما دیا پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے کہ ان کے ذمی ہونے یا صلح کرنے کے اعتبار سے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جائے ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے

ف۲ یہ آیتیں صلح حدیبیہ کے متعلق ہیں منجملہ ان شرطوں کے جو صلحنامہ میں لکھی گئی تھیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا آوے وہ واپس نہ دیا جاوے اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جاوے وہ واپس دے دیا جاوے چنانچہ بعضے مسلمان مرد آئے اور وہ واپس کر دیئے گئے پھر بعض عورتیں مسلمان ہو کر آئیں ان کے اقارب نے ان کی واپسی کی درخواست کی اس پر یہ آیتیں حدیبیہ ہی میں نازل ہوئیں جس میں عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی پس صلح نامہ کا وہ عام مضمون اس حکم سے خاص ہو گیا اور اس کے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتوں کے بابت مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانوں کے نکاح میں تھیں مگر اسلام نہ لائیں اور مکہ ہی میں رہ گئیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ اس عام مضمون کو خاص کر دینے سے معاہدہ کا توڑنا لازم آتا ہے اور معاہدہ کا توڑنا جائز نہیں تو جواب یہ ہے کہ معاہدہ کا توڑنا عذر اور دھوکہ سے جائز نہیں اور بدون عذر کے خود صلح ہی کا توڑنا جائز ہے اور کسی خاص دفعہ کا توڑنا تو اس سے بھی آسان ہے اور فریق ثانی کو اس میں مجبور نہیں کیا گیا وہ اگر نہ مانتے تو بہت سے بہت صلح باقی نہ رہتی پھر اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی لیکن جب فریق ثانی نے بھی اس کو مان لیا تو اتفاق کے ساتھ صلح ہو گئی اور چونکہ ان احکام کا مدار آنے والی عورتوں کے مسلمان ہونے پر ہے اس لئے طریقہ امتحان بھی بتلایا گیا۔

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

اور اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے نکاح کر لو جب کہ ان کو دے دو ان کے مہر! ف۱

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ

اور تم قبضہ نہ رکھو کافر عورتوں کے ناموس پر اور تم مانگ لو جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے اور ان کافروں کو

وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ

بھی چاہئے کہ مانگ لیں جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا حکم ہے۔ جو صادر فرماتا ہے

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ

تم میں۔ اور اللہ جاننے والا با حکمت ہے اور اگر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے

شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

تمہاری عورتوں میں سے کوئی کافروں کی جانب پھر تم (کافروں کو) سزا دو تو ان لوگوں کو دے دو

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

جن کی عورتیں جاتی رہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرتے رہو

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ

جس پر تم ایمان لائے ہو اے پیغمبر جب تیرے پاس آئیں

الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا

مسلمان عورتیں کہ تجھ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی چیز

وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا

کو اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ لائیں

ف۱ خلاصہ ان احکام کا یہ ہے۔
۱۔ جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر آوے اسکا نکاح کافر شوہر سے ٹوٹ جائے گا اسی طرح جسکا فر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے اسکا نکاح بھی فوراً ٹوٹ جائیگا۔
۲۔ جو عورت مسلمان ہو کر آوے اسکا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے اگر حاملہ ہے تو بچہ جننے کے بعد بالاتفاق اور اگر حاملہ نہیں ہے تو امام صاحب کے نزدیک بدون عدت کے اور صاحبین کے نزدیک عدت کے بعد اور جسکا فر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے اس پر کسی کے نزدیک عدت نہیں حتیٰ کہ شوہر کو فوراً اس کی بہن وغیرہ سے جنکا نکاح عدت وغیرہ میں جائز نہیں ہوتا نکاح کرنا جائز ہے اور یہ حکم اب بھی باقی ہے۔
۳۔ مسلمان ہونے والی عورت کو کافر شوہر نے جس قدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اس شوہر کو واپس کر دیں اگر کوئی خاص شخص نکاح کرے تو وہ واپس کرے ورنہ بیت المال سے واپس دیا جائے یہ حکم صلح کی وجہ سے اسی وقت کے لئے خاص تھا تا کہ کافروں کو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ جاوے اب یہ حکم باقی نہیں۔
۴۔ اسی طرح جس کافر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے تو کفار اسکا مہر مسلمان شوہر کو ادا کریں یہ حکم بھی اسی واقعہ کے ساتھ مخصوص تھا۔
۵۔ اگر کفار ایسی عورتوں کا مہر انکے مسلمان شوہروں کو واپس نہ کریں تو جو مہر کفار کا مسلمانوں کی طرف آتا ہو وہ ان کفار کی جگہ ان مسلمان شوہروں کو دیا جائے برابری کی صورت میں تو کچھ تکلیف ہی نہیں اور کمی بیشی کی صورت میں یہ حکم تھا کہ جو کفار کا بچے وہ کفار کو دیدیا جائے اور جو اپنا رہے اسکا مطالبہ ان سے کیا جائے اور یہ حکم بھی اسی واقعہ کیلئے مخصوص تھا اور ان احکام کے اس واقعہ کیساتھ مخصوص ہونیکی دلیل اجماع ہے دوسرے یہ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جگہ یہ برتاؤ نہیں کیا۔

يَّأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ

کوئی بہتان کہ اس کو باندھ گھڑا کریں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

اور نہ تیری نافرمانی کریں کسی نیک کام میں تو ان سے بیعت لے لیا کر اور ان کے لئے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٢ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مغفرت مانگ اللہ سے۔ ف بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مسلمانو! دوستی

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ

نہ کرو ان لوگوں سے جن پر اللہ کا غضب ہے! بیشک وہ لوگ مایوس ہو چکے ہیں

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝١٣

آخرت سے جیسے مایوس ہو گئے کافر قبر والوں سے

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ صف مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ

وہی زبردست ہے حکمت والا۔ مسلمانو ایسی بات کہتے کیوں ہو

ف مردوں کی بیعت میں اجمال اور عورتوں کی بیعت میں تفصیل

مردوں سے جو بیعت لی گئی وہ عموماً اسلام اور جہاد پر لی گئی ہے' عملی احکام کی تفصیل اس میں نہیں ہے' بخلاف عورتوں کی بیعت کے کہ اس میں وہ تفصیل ہے جو آگے آ رہی ہے' وجہ فرق کی یہ ہے کہ مردوں سے ایمان و اطاعت کی بیعت لینے میں یہ سب احکام داخل تھے۔ اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور عورتیں عموماً عقل و فہم میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اس لئے ان کی بیعت میں تفصیل مناسب سمجھی گئی یہ اس بیعت کی ابتداء ہے جو عورتوں سے شروع ہوئی مگر آگے یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں رہی' مردوں سے بھی انہی چیزوں کو بیعت لینا روایات حدیث میں ثابت ہے۔ (کما روی عن عبادة بن الصامتؓ) (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

تعبیر سورہ الممتحنہ

خواب میں اس کے پڑھنے والے کو مصیبت پہنچے گی اور اس کا ثواب اس کو ملے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ترک موالات پر قائم رہنے کا حکم اور غیر معاند کافر سے دوستی کو ظلم فرمایا گیا۔ مہاجر عورتوں کا امتحان اور عورتوں کے مہر کا مسئلہ ذکر کیا گیا۔ کافرہ مشرکہ عورت سے نکاح کی ممانعت کی گئی اور مومنات کی بیعت اور اس کی شرط کا ذکر فرمایا گیا۔ کفار و یہود کا انکار آخرت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۲ ۷ ۸

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

جو کرتے نہیں ف۱ سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک یہ بات کہ ایسی بات کہو جو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ

کر کے نہ دکھاؤ۔ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے جو لڑتے ہیں اس کے راستہ میں

فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤ وَاِذْ قَالَ

قطار باندھ کر گویا وہ ایک ایسی دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور (یاد کر) جب موسیٰ نے کہا

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اپنی قوم سے کہ بھائیو تم مجھ کو کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ

میں اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں تمہاری طرف! پھر جب وہ ٹیڑھی چال چلے اللہ نے ٹیڑھا بنا دیا

قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَاِذْ

ان کے دلوں کو اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا نافرمان لوگوں کو اور (یاد کر) جب کہا

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ

مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہ اے بنی اسرائیل میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں تمہاری جانب اس کو سچا بتاتا ہوں جو میرے آگے ہے یعنی

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

توریت اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام ہے

ف۱ دعویٰ اور دعوت میں فرق

ان آیات کا تعلق دعوے سے ہے کہ جو کام آدمی کو کرنا نہیں ہے اس کا دعویٰ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ رہا معاملہ دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت کا جو کام آدمی خود نہیں کرتا اس کی نصیحت دوسروں کو کرے اور اس کی طرف دوسرے مسلمانوں کو دعوت دے اور اس آیت کے مفہوم میں تو شامل نہیں اس کے احکام دوسری آیات واحادیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً قرآن کریم نے فرمایا۔

"اتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم"

یعنی تم لوگوں کو نیک کام کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو کہ خود اس نیکی پر عمل نہیں کرتے۔ اس آیت نے امر بالمعروف اور وعظ ونصیحت کرنے والوں کو اس بات پر شرمندہ کیا ہے کہ لوگوں کو ایک نیک کام کی دعوت دو اور خود اس پر عمل نہ کرو اور مقصد یہ ہے کہ جب دوسروں کو نصیحت کرتے ہو تو خود اپنے آپ کو نصیحت کرنا اس سے مقدم ہے۔ جس کام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو خود بھی اس پر عمل کرو لیکن یہ نہیں فرمایا کہ جب خود نہیں کرتے تو دوسروں کو کہنا بھی چھوڑ دو اس سے معلوم ہوا کہ جس نیک کام کے کرنے کی خود ہمت وتوفیق نہیں ہے اس کی طرف دوسروں کو بلانے اور نصیحت کرنے کا سلسلہ نہ چھوڑے امید ہے کہ اس وعظ ونصیحت کی برکت سے کسی وقت اس کو عمل کی توفیق ہو جائے جیسا کہ بکثرت تجربہ مشاہدہ میں آیا ہے۔ البتہ اگر وہ عمل واجب یا سنت مؤکدہ کے درجہ میں ہے تو آیات مذکورہ پر نظر کر کے اپنے نفس میں نادم وشرمندہ ہونے کا سلسلہ جاری رکھنا بھی واجب ہے اور اگر واجب مستحبات کے متعلق ہے تو یہ سلسلہ ندامت بھی مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَحْمَدُ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ

احمد! ۱ تو جب وہ رسول ان کے پاس آیا معجزے لے کر لگے کہنے کہ یہ تو جادو ہے

مُّبِينٌ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

صریح اور اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹ

الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰى إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور اس کو بلایا جاتا ہے اسلام کی جانب! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ

ظالم لوگوں کو! یہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے

بِأَفْوَاهِهِمْ ۚ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝

منہ سے۔ اور اللہ کو تو اپنے نور کا پورا فرمانا ہے اگرچہ برا لگے کافروں کو وہی ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ

جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر تاکہ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

اس کو غالب کرے تمام دینوں پر گو مشرک برا مانیں۔

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ

مسلمانو! (کہو تو) میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم

تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

کو بچا لے دردناک عذاب سے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر

---

۱ عیسیٰ علیہ السلام سے اس بشارت کا منقول ہونا حدیثوں میں خود اہل کتاب کے ایمان سے ثابت ہے ابو داؤد کی روایت میں نجاشی بادشاہ حبشہ کا قول مذکور ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی ترمذی میں عبداللہ بن سلام کا قول آیا ہے جو کہ علماء یہود سے تھے کہ توریت میں حضور کی صفت لکھی ہے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہونگے اور مولانا رحمت اللہ صاحب نے اظہار الحق میں خود توریت کے موجودہ نسخوں سے چند بشارتیں نقل کی ہیں اور موجودہ انجیلوں میں ان مضامین کا نہ ہونا اس لئے مضر نہ ہوا کہ محققین کے نزدیک انجیلوں کے نسخے محفوظ نہیں رہے تاہم جو کچھ موجود ہیں ان میں بھی اس قسم کا مضمون موجود ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل مترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء کے چودھویں باب میں ہے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آوے پس اگر میں جاؤں تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا فارقلیط احمد کا ترجمہ ہے یعنی بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا۔ اہل کتاب کی عادت ہے کہ وہ ناموں کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں اور بعض عبرانی نسخوں میں اب تک نام مبارک احمد موجود ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

دعویٰ عمل سے بچنے کا حکم اور جہاد کا محبوب ترین عمل ہونا بیان کیا گیا۔ قوم موسیٰ کی جفا کاری و بدکرداری کا انجام اور عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے خطاب کو بیان فرمایا گیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی گئی۔ غلبہ اسلام کی بشارت فرمائی گئی۔

ع ۱ ۵ ۹

خاصیت: آیت ۸ تا ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (ایسا کرو گے تو) تم کو بخش دے گا

ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

تمہارے گناہ اور تم کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ف۱

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

اور پاکیزہ جگہوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں! ف۲ یہ ہے بڑی کامیابی اور

الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ

ایک (نعمت) اور دے گا جس کو تم پسند کرتے ہو (وہ نعمت) مدد ہے اللہ کی طرف سے اور فتح

قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قریب الحصول! اور خوشخبری سنا دے مسلمانوں کو۔ مسلمانو تم ہو جاؤ

كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ کے مدد گار جیسا کہ کہا تھا مریم کے بیٹے عیسیٰ

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

نے حواریوں سے کہ کون ہیں جو میرے مدد گار بنیں اللہ کی طرف (ہو کر)؟ حواری بولے

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْۤ

کہ ہم ہیں اللہ کے مدد گار پھر ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل

ف۱ سب سے بہتر تجارت

اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں۔ دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہونگے اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائیگا۔ پھر وہ بذات خود اور اس کے اہل و عیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے لیکن مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگا میں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے اگر مسلمان سمجھتے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ چار چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنائیں

ابوالشیخ نے کتاب العظمة میں حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ چار چیزیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائیں عرش اور عدن اور قلم اور آدم۔ پھر ہر چیز کو خطاب کر کے فرمایا ہو جاؤ فوراً ہو گئی۔

ستھرے گھر:

ابن مبارک، طبرانی، ابوالشیخ اور بیہقی حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا موتی کا ایک قصر ہے قصر کے اندر یاقوت سرخ کے (ستر) مکان ہیں ہر مکان کے اندر زمرد سبز کے ستر کمرے ہیں ہر کمرے میں ایک تخت بچھا ہوا ہے ہر تخت پر ستر قسم کا کھانا ہے۔ ہر کمرے کے اندر خادم اور خادمہ۔ مؤمن کو ہر صبح یہ تمام کھانا (ہر کمرے میں) ملے گا۔ (تفسیر مظہری)

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ

میں سے۔ اور کافر رہا ایک فرقہ تو ہم نے قوت دی ایمان لانے والوں

اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

کو ان کے دشمن پر پس وہ غالب ہوئے

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ

اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى

جو بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔ وہ وہی جس نے بھیجا ان پڑھ لوگوں

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

میں ایک پیغمبر ان ہی میں سے وہ ان پر پڑھتا ہے اس کی آیتیں اور ان کو پاک صاف بناتا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں

لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ

پڑے ہوئے تھے اور دوسرے لوگوں کی طرف بھی (پیغمبر بنا کر بھیجا) جو ابھی ان مسلمانوں میں نہیں ملے

خاصیت: آیت ۱ تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تعبیر سورہ الصف

خواب میں اس کو پڑھنے والا شہید مرے گا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۰

سب سے بہترین تجارت اور اس کے ارکان ذکر فرمائے گئے۔ اہل ایمان کیلئے جنت اور اسکی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا تذکرہ اور اہل حق کی کامیابی کو ذکر فرمایا گیا۔

ف یوم جمعہ کی عظمت:

یوم جمعہ قدیم تاریخ قبل از اسلام یوم العروبہ کہلایا جاتا تھا۔ اسلام نے اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ یہ لفظ جمع سے مشتق ہے اس دن میں متعدد وجوہ سے جمعیت کا مفہوم پایا جاتا ہے اسکی وجہ تسمیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا فرمایا کہ ان فیہ جمعت طینۃ ابیکم آدم۔ یعنی اس روز تمہارے باپ آدم کی مٹی روئے زمین کے مختلف طبقوں کی جمع کی گئی یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے۔ کائنات کی تخلیق جو چھ روز میں ہوئی اس پر مکمل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا سلمان مایوم الجمعہ کہ اے سلمان یوم جمعہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ ورسولہ اعلم۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے تمہارے ماں باپ (آدم وحوا) کو جمع فرمایا۔ (جبکہ انکو زمین پر اتار دیا گیا تھا)۔

ایک حدیث میں ہے وفیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخراج منھا وفیہ تقوم الساعۃ۔ وفیہ ساعۃ لا یوافقھا عبد مؤمن یسال اللہ خیرا الا عطاہ ایاہ کہ اسی دن آدم کو پیدا کیا گیا اسی میں انکو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انکو جنت سے زمین پر اتارا گیا تاکہ خلافۃ اللہ فی الارض کا عظیم منصب عطا ہو اور اس ارادہ الٰہیہ کی تکمیل ہو جس کا اظہار ملائکہ کے سامنے فرمایا گیا

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ

اور وہی زبردست ہے حکمت والا یہ اللہ کا فضل ہے

مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ

دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔ ان لوگوں کی مثال

الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ

جن پر توریت لادی گئی پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا ایسی ہے

الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ

جیسے گدھا کہ پیٹھ پر کتابیں لاد رہا ہے ف۱ بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جنہوں

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٥﴾

نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ستم گار لوگوں کو۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

کہہ دے کہ اے یہود اگر تم دعوے کرتے ہو کہ تم

لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے دوست ہو تمام لوگوں کے سوائے تو آرزو کرو مرنے کی اگر تم

صٰدِقِينَ ﴿٦﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ

سچے ہو اور یہ لوگ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے ف۲ ان کرتوتوں کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ بھیج

اَيْدِيهِمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ ۢ بِالظّٰلِمِينَ ﴿٧﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

چکے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ کہہ دے کہ موت جس سے

تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور اسی منصب کی عظمت و منزلت کے ظاہر کرنے کیلئے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا الغرض اس طرح جنت سے زمین پر اترنا بھی ایک بڑی عظمت و منقبت کی تکمیل تھی جو جمعہ کے روز ہوئی اور فرمایا اسی روز قیامت قائم ہو گی اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مومن بندہ جو کچھ بھی اللہ سے مانگے اللہ اسکو ضرور عطا کرتا ہے۔

جمعہ کے دن غسل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہر سات روز میں ایک دن (یوم جمعہ) غسل کرے اپنے بدن اور سر کو خوب دھوئے جمعہ کی عظمت و فضیلت میں حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ جمعہ کی نماز ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ صحیح مسلم جلد ا۔

ف۱ مگر ان کتب کے نفع سے محروم رہے اسی طرح اصل مقصود اور نفع علم کا عمل ہے جب یہ نہ ہوا تو صرف تحصیل و حفظ علم میں تعب ہی تعب ہے تو بالکل ایسی ہی مثال ہوگی اور گدھے کی تخصیص اس لئے کی کہ وہ جانوروں میں بے وقوف مشہور ہے تو اس میں زیادہ تحقیر ہوگی۔

ف۲ یہودیوں کو اپنے دوزخی ہونے کا یقین ہے

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا۔ چونکہ کفر و معاصی کا ارتکاب وہ پہلے کر چکے ہیں اور آیات توریت کو بگاڑنے کا جرم کر چکے ہیں اور توریت کی جو آیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں انہوں نے ان میں تحریف کر لی ہے اور انکو جرائم مذکورہ کی پاداش میں اپنے دوزخی ہونے کا یقین ہے اس لئے موت کی تمنا نہیں کریں گے ان کو تو زندگی کی حرص سارے لوگوں سے سوا ہے یہ تو چاہتے ہیں کہ ہزار برس جیتے رہیں یہ موت سے ڈرتے اور بہت بھاگتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے مل کر رہے گی پھر تم لوٹائے جاؤ گے غائب اور

الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۸ ع

حاضر جاننے والے کی جانب پھر وہ تم کو جتاوے گا جو تم کرتے تھے ف۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ

مسلمانو! جب اذان دی جائے نماز کے لئے

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ

جمعہ کے دن تو لپکو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو (خرید) فروخت۔ یہ تمہارے

خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۹ فَاِذَا قُضِیَتِ

لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو پھر جب نماز تمام ہو چکے تو

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ

پھیل پڑو زمین میں اور طلب کرو اللہ کا فضل (یعنی معاش)

فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ

اور یاد کرو اللہ کی کثرت سے تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۱۰ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ﹰ انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا

فلاح پاؤ اور جب یہ دیکھیں کچھ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا چل دوڑیں اس کی جانب

وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ

اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں۔ کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشہ سے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۱۱ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وصفات کے بعد بعثت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذکر فرمایا گیا۔ یہود کا پیغمبر کی ناقدری کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ اہل یہود سے مطالبہ دلیل کیا گیا۔

ف۱ موت سے فرار کے احکام

جو چیزیں عادۃً موت کا سبب ہوتی ہیں، ان سے فرار مقتضائے عقل بھی ہے۔ مقتضائے شرع بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جھکی ہوئی دیوار کے نیچے سے گزرے تو تیزی کے ساتھ نکل گئے اسی طرح کہیں آگ لگ جائے وہاں سے نہ بھاگنا عقل اور شرع دونوں کے خلاف ہے۔ مگر وہ فرار من الموت جس کی مذمت آیت۔ مذکور میں وارد ہوئی ہے۔ اس میں داخل نہیں جب کہ عقیدہ سالم ہو اور یہ جانتا ہو کہ جس وقت موت آئے گی تو میرا بھاگنا مجھے بچا نہ سکے گا۔ مگر چونکہ اس کو معلوم نہیں کہ یہ آگ یا زہر یا کوئی دوسری چیز متعین طور پر میری موت اس میں لکھ دی گئی ہے اس لئے اس سے بھاگنا فرار من الموت جو مذموم ہے۔ اس میں داخل نہیں۔ (معارف القرآن)

وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱﴾

اور سودے سے۔ اور اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ف۱

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ اِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ

جب تیرے پاس آتے ہیں منافق کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ بیشک آپ اللہ کے

اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ

رسول ہیں ف۲ اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ

الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ ۚ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً

یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

پس روکتے ہیں اللہ کی راہ سے بیشک یہ لوگ برے عمل کر رہے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر

فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

اب وہ سمجھتے ہی نہیں۔ اور جب تو ان کو دیکھے تو تجھ کو متعجب بنا دیں ان کے ڈیل ڈول

خلاصہ رکوع ۲

جمعہ کی اذان وخطبہ کا اہتمام اور بعد نماز تلاش رزق کا حکم فرمایا گیا۔

ف۱ یعنی اگر تجارت وغیرہ سے رزق زیادہ ہونے کی جمع ہو تو سمجھ لو کہ خدا کی ضروری طاعات میں مشغول رہنے سے یہ رزق مقدر بھی ملتا ہے پھر اس کے احکام کو کیوں ترک کیا جائے۔

تعبیر سورۃ الجمعہ

جس نے خواب میں اس سورہ کو پڑھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت کی بھلائیاں جمع کر دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۲ سبب نزول

بخاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا۔ میں نے خود سنا عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں جب تک وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر منتشر نہ ہو جائیں ان پر کچھ خرچ مت کرو اگر ہم مدینے کو لوٹ گئے تو وہاں سے عزت والے لوگ ان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کر دیا اور انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا۔ میں نے حاضر ہو کر واقعہ بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو طلب فرما کر دریافت کیا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور ابن اُبی کو سچا مان لیا۔ اس فیصلے سے مجھے ایسا دکھ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا چچا نے کہا میں تو تیری تکذیب نہیں چاہتا تھا مگر (اب تو) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیدیا اور تجھ سے متنفر ہو گئے۔ اس پر آیت اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ نازل ہوئی۔ فوراً رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیج کر مجھے طلب فرمایا اور یہ آیات پڑھیں۔ پھر فرمایا۔ اللہ نے تیری "بات کی" تصدیق کر دی۔

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ

اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات پر کان لگائے گویا وہ لکڑئیں ہیں کہ دیوار کے سہارے لگی

مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ

رکھی ہیں ہر زور کی آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان ہی پر آفت آئی وہی دشمن ہیں

فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَاِذَا قِيْلَ

تو ان سے بچتا رہ ف۱ اللہ انہیں قتل کرے کہاں سے پھیرے جاتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

کہ آؤ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے اللہ کا رسول تو اپنے سر مٹکانے لگتے ہیں اور تو ان کو دیکھے

وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ

کہ وہ رکتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ ف۲ ان پر برابر ہے تو ان کے لئے

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ

مغفرت طلب کرے یا نہ طلب کرے اللہ ہرگز ان کو معاف

اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶

نہ فرمائے گا بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا نافرمان لوگوں کو۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ

وہی تو ہیں جو (اپنے یاروں سے) کہتے ہیں کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس

اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رہتے ہیں یہاں تک کہ تتر بتر ہو جاویں ف۳ اور اللہ ہی کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے

ف۱ کیونکہ ایمان واخلاص نہ ہونیکی وجہ سے ہر وقت انکو اندیشہ رہتا ہے کہ کبھی مسلمانوں کو ہمارے حال کی اطلاع قرینہ سے یا وحی کے ذریعہ سے نہ ہو جائے اور دوسرے کفار کی طرح ہم پر بھی جہاد وغیرہ نہ ہونے لگے اس لئے ہر ہر بات سے ڈرتے ہیں جب کوئی شور غل ہوتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ کہیں ہمارے اوپر ہی کوئی مصیبت نہ آنے والی ہو۔

ف۲ آیت کا شان نزول:

نزول سورۃ کے بعد جب عبداللہ بن اُبی کا جھوٹ ثابت ہو گیا تو ابن اُبی سے کہا گیا ابو خباب تیرے متعلق سخت آیات نازل ہوئی ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (معافی کی درخواست کر) حضور ﷺ تیرے لئے مغفرت کی دعا کر دینگے۔ ابن اُبی گردن نیوڑا کر بولا تم نے مجھے ایمان لانے کا مشورہ دیا۔ میں ایمان لے آیا۔ پھر تم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ بھی دے دی اب اسکے سوا اور کوئی بات باقی نہ رہی کہ میں محمد ﷺ کو سجدہ کروں اس پر اللہ نے آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ الخ۔ نازل فرمائی اس کے بعد ابن اُبی مدینے میں تھوڑے دنوں ہی زندہ رہا۔ کچھ ہی زمانہ کے بعد بیمار ہو کر مر گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ شان نزول

ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار کا دونوں نے اپنی حمایت کے لیے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنچی کہنے لگا اگر ہم ان (مہاجرین) کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی خرچ سے تنگ آ کر متفرق ہو جائیں اور سب مجمع بچھڑ جائے۔ یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٧﴾ يَقُوْلُوْنَ

ولیکن منافقین سمجھتے نہیں کہتے ہیں کہ اگر ہم

لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا

مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کرے گا عزت والا ذلیل کو

الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

مدینہ سے۔ اور اللہ ہی کی عزت ہے اور اس کے رسول کی اور ایمان والوں

لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کی ولیکن منافقین جانتے نہیں ول مسلمانو تم کو غافل

لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ

نہ بنا دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے!

اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩﴾

اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ گھاٹے میں آئے۔ وٹ

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ

اور خرچ کرو کچھ ہمارے دیئے ہوئے میں سے اس سے پہلے کہ آموجود ہو تم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

موت پس کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار کاش تو مجھ کو مہلت دیتا ایک تھوڑی مدت تک تو میں

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ

خیرات کرتا اور ہوتا نیک بندوں میں اور اللہ ہرگز مہلت نہ دے گا

اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہیے ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دینگے) ایک صحابی زید بن ارقم نے یہ باتیں سن کر حضرت ﷺ کے پاس نقل کردیں۔ آپ نے عبداللہ بن ابی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو قسمیں کھا گئے کہ زید بن ارقم نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے۔ لوگ زید پر آوازے کسنے لگے وہ بیچارے سخت محجوب اور نادم تھے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں حضور ﷺ نے زید کو فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچا کیا۔ (تفسیر عثمانی)

ول حضرت عبداللہ کی ایمانی عزت: روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے وہ الفاظ (کہ عزت والا ذلیل کو نکال دیگا) جب اُسکے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لیکر کھڑے ہوگئے۔ بولے جب تک اقرار نہ کریگا کہ رسول اللہ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا اور نہ مدینہ میں گھسنے دونگا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ۔ منافقین کی توبیخ و تقبیح کے بعد آگے مؤمنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی اطاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ ہوگئے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ع ١
١٣

خلاصہ رکوع ١

منافقین کی جھوٹی شہادت' ان کی حقیقت کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔

وٹ منافقوں کی بداعمالیاں

سابق آیات میں صراحت کے ساتھ منافقوں کی مذمت کی اور اس آیت میں آخر تک در پردہ ان کی بداعمالی کو بیان کیا ہے۔ مال و اولاد کے مشغلہ میں پھنسا رہنا اور نماز کو ترک کر دینا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا اور تاخیر موت کی تمنا کرنا۔ اور درازیٔ اجل کا امیدوار ہونا یہ سب منافقوں کی خصوصیت ہے۔ مسلمانوں کے لئے منافقوں کی طرح ان میں سے کسی بات کو اختیار کرنا زیبا نہیں۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ٨ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

کسی شخص کو جب اس کی اجل آ موجود ہو گی اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تغابن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کی

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾

بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پس کوئی تو تم میں کافر ہے اور کوئی ایماندار ول

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾

کو حق کے ساتھ اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ

ہے۔ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو

ع ۲ — ۳ — ۱۴

خلاصہ رکوع ۲

خسارے کی تجارت اور راہ خدا میں خرچ کی ترغیب فرمائی گئی۔

تعبیر سورۃ المنفقون

خواب میں اس کا پڑھنے والا نفاق سے بری رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ول سب کچھ ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دیا

حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب (اب) نطفہ ہے (اب) بستہ خون کا لوتھڑا ہے (اب) بوٹی ہے (ان مراحل سے گذرنے کے بعد) جب اللہ اس کو پیدا کرنا چاہتا تو فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب کیا یہ نر ہے یا مادہ نیک بخت ہے یا بد بخت اس کا رزق کیا ہے اس کی مدت زندگی کیا ہے یہ سب کچھ ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ راوی البخاری۔
صحیحین میں حضرت ابن مسعود کی مرفوع روایت بھی اسی طرح آئی ہے۔ جس کے آخر میں اتنا اور بھی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض لوگ اہل جنت کے ایسے عمل (ساری) عمر کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ لکھا ہوا آگے آتا ہے اور وہ جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے ایک حدیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يهودانه وينصرانه الحديث) "یعنی ہر پیدا ہونے والا انسان فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے" (جس کا تقاضا مؤمن ہونا ہے) مگر پھر اس کے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ بنا دیتے ہیں (قرطبی)۔

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ واقف ہے دلوں کے اسرار سے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؗ فَذَاقُوْا

کیا تمہارے پاس ان کی خبر نہیں پہنچی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پس انہوں نے

وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ

چکھا اپنے کئے کا وبال اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ف۱ یہ اس لئے کہ

كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ

ان کے پاس آتے تھے ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر تو وہ کہتے تھے کہ کیا بشر

يَّهْدُوْنَنَا ؗ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

ہم کو ہدایت کریں گے؟ پس وہ منکر ہوئے اور روگردانی کی اور اللہ نے بھی پروا نہ کی۔ اور اللہ

غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ

بے نیاز سزاوار حمد ہے۔ کافر دعوے کرتے ہیں کہ ان کو ہرگز نہ اٹھایا جائے گا

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ

کہہ دے کہ ہاں ہاں اپنے رب کی قسم تم کو ضرور اٹھایا جائے گا پھر تم کو بتا دیا جائے گا

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

جو کچھ بھی تم نے کیا ہے اور یہ اللہ پر آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر

وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

اور اس نور پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے ف۲ اور اللہ ان اعمال سے خبردار ہے۔

ف وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس لئے خصائل مذمومہ اور برے اعمال کو اختیار کر کے اپنی صلاحیت کو ضائع نہ کرو ورنہ (دوسری زندگی میں) تم کو بدترین صورتوں پر اٹھایا جائیگا۔

يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ۔ یعنی اللہ تمہارے اسرار اور ان خیالات سے واقف ہے جو تمہارے سینوں کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں' جو چیز معلوم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے خواہ وہ کلی ہو یا جزئی اللہ اس کو جانتا ہے کیونکہ ہر چیز سے اس کی نسبت (یعنی تخلیقی تعلق و ربط) ایک جیسا ہے اَلَمْ يَاْتِكُمْ۔ یعنی اے کافر کیا تم کو پہلے کافروں کے حالات (اور عذاب و سزا) کی خبر نہیں پہنچی سابق کافروں سے مراد ہیں' قوم نوح' قوم ثمود' قوم عاد اور اصحاب الایکہ (بن والے) وغیرہ۔

وَبَالَ اَمْرِهِمْ۔ یعنی نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ انہوں نے دنیا میں ہی اپنے کفر کے ضرر کا مزہ چکھ لیا۔ وبال کا اصل مفہوم ہے ثقل' بار' طعام وبیل۔ ثقیل کھانا' مطر وبیل بھاری بارش۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ یعنی آخرت میں ان کیلئے عذاب الیم ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ النور سے مراد قرآن مجید۔ قرآن کا اعجاز ظاہر ہے پس اسی معجز ہونے کی وجہ سے یہ خود ظاہر ہے (جیسے نور خود ظاہر ہوتا ہے) اور قوانین و ضوابط اور احکام و اخبار کو ظاہر بھی کر رہا ہے اس لئے مظہر بھی ہے۔ جیسے روشنی دوسری چیزوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ لہٰذا کی طرح قرآن ظاہر اور مظہر ہے۔ (تفسیر مظہری)

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ

جس دن تم کو جمع کرے گا حشر کے روز وہی ہار جیت کا دن ہے اور جو ایمان لائے

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

اللہ پر اور عمل صالح کرے اللہ اس سے دور کر دے گا اس کی برائیاں اور

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨

ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ ۱

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی دوزخی ہیں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑩ مَآ اَصَابَ

ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے نہیں پہنچتی

مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اللہ اس کے

يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا

دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي

اگر تم روگردانی کرو تو بس ہمارے رسول کے ذمہ تو کھول کر

---

۱ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال

صحیحین میں حضرت انس ؓ کی روایت سے آیا ہے کہ جب بندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بابت کیا کہتا تھا۔ مومن جواب دیتا ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اُس سے کہا جاتا ہے دوزخ کے اندر اپنا مقام دیکھ اللہ نے اس مقام کے بجائے جنت کے اندر تجھے مقام عنایت فرما دیا۔ الحدیث۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۵ حکومت و تعریف خداوندی کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ سب کی تخلیق فطرت اسلام پر ہے اور بتایا گیا کہ بشریت نبوت کے منافی نہیں۔ میدان حشر سب کا اجتماع اور ایمان و عمل صالح والوں کو جنت کی بشارت فرمائی گئی اور کفار و منکرین کو عذاب جہنم کی وعید دی گئی۔

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى

پہنچا دینا ہے اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ ہی

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

پر بھروسہ کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔ اے ایمان والو تمہاری

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں ف۱ تو تم ان سے بچتے رہو۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

مہربان ہے۔ ف۲ بس تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش (کا ذریعہ) ہیں۔ اور اللہ

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

جو ہے اس کے پاس اجر عظیم ہے۔ ف۳ تو ڈرو اللہ سے جہاں تک تم سے ہو سکے

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ

اور سنو اور مانو اور خرچ کرو بہتر ہوگا تمہارے ہی لئے۔ اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے بخل

يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنْ تُقْرِضُوا

سے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اگر تم اللہ کو قرض دو

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

قرض حسن اللہ اس کا دو چند تم کو ادا کرے گا اور تم کو بخش دے گا

ف۱ سبب نزول:

ترمذی اور حاکم نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ مکہ کے رہنے والے کچھ مرد مسلمان ہوگئے اور انہوں نے ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا۔ لیکن ان کے اہل وعیال نے اُن کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کو جانے کی اجازت دینے سے انکار کردیا۔ بغوی نے لکھا ہے ان کے اہل وعیال نے کہا ہم نے تمہارے مسلمان ہونے پر تو صبر کرلیا لیکن اب تمہاری جدائی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے بیوی بچوں کی یہ التجا مسلمانوں نے مان لی اور ہجرت کا ارادہ ترک کردیا۔

ف۲ گنہگار بیوی بچوں سے بیزاری اور بغض نہیں چاہیے

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اہل وعیال سے کوئی کام خلاف شرع بھی ہوجائے تو ان سے بیزار ہوجانا اور ان سے بغض رکھنا یا ان کیلئے بددعا کرنا مناسب نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۳ مال اولاد انسان کیلئے بڑا فتنہ ہیں

حقیقت یہ ہے کہ مال واولاد کی محبت انسان کیلئے بڑا فتنہ اور آزمائش ہیں۔ انسان اکثر گناہوں میں خصوصاً حرام کمائی میں انہی کی محبت کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز بعض اشخاص کو لایا جائیگا اُسکو دیکھ کر لوگ کہیں گے۔ اَكَلَ عِيَالُهٗ حَسَنَاتِهٖ ''یعنی اُسکی نیکیوں کو اسکے عیال نے کھا لیا''۔ (روح) ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اولاد کے بارے میں فرمایا مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ ''یعنی بخل اور جُبن یعنی نامردی اور کمزوری کے اسباب ہیں'' کہ انکی محبت کی وجہ سے آدمی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے رُکتا ہے۔ انہی کی محبت کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے رہ جاتا ہے۔ بعض سلف صالحین کا قول ہے اَلْعِيَالُ سُوْسُ الطَّاعَاتِ ''یعنی عیال انسان کی نیکیوں کیلئے گھن ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

اور اللہ قدر دان بردبار ہے۔ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَا عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے پیغمبر (مسلمانوں سے کہہ دے کہ) جب تم طلاق دینی چاہو عورتوں کو تو انکو طلاق دو ان کی عدت وا

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ

کے شروع میں اور شمار کرو عدت و۲ اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ان کو نہ نکالو

مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

ان کے گھروں سے اور وہ خود بھی نہ نکلیں مگر یہ کہ کر بیٹھیں کوئی صریح بے حیائی کا کام

مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص آگے بڑھے اللہ کی حدوں سے

اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ

تو اس نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا (اے مخاطب) تو نہیں جانتا شاید اللہ پیدا کر دے طلاق کے

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿١﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

بعد کوئی بات پھر جب عورتیں قریب پہنچیں اپنی میعاد کے تو ان کو رکھ لو

ع ۲ ۸ ۱۶

خلاصہ رکوع ۲

مصیبت میں صبر اور ہر حال میں اطاعت کا حکم دیا گیا۔ بیوی بچوں کی محبت کو امتحان فرمایا گیا۔ مال خرچ کرنے کا اجر ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ التغابن

جس نے خواب میں اس کو پڑھا وہ ہدایت اور ایمان پر مرے گا۔ (ابن سیرین)

ف۱ شان نزول

ابن ابی حاتم نے بوساطت قتادہ حضرت انسؓ کی روایت بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو طلاق دے دی۔ حضرت صفیہ اپنے گھر چلی گئیں اس پر آیت ذیل نازل ہوئی کسی نے حضرت صفیہ سے جا کر کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق سے رجوع کر لیا (رجوع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ) حضرت صفیہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھیں۔

ف۲ حاملہ کی عدت

جمہور کے نزدیک حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے کما ہو مصرح فی الاحادیث۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَىْ

خوبی کے ساتھ اور گواہ کر لو دو معتبر شخص اپنے لوگوں میں سے

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ

اور ٹھیک گواہی دو اللہ واسطے اس بات کی اس شخص کو نصیحت

بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ

کی جاتی ہے جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور روز آخرت پر اور جو شخص ڈرتا رہے

يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ

اللہ سے اللہ پیدا کر دے گا اس کیلئے نجات کی سبیل ف۱ اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائے جہاں سے

لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

اس کو گمان بھی نہ ہو ف۲ اور جو بھروسہ رکھے اللہ پر تو اللہ اس کو کافی ہے

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾

بیشک اللہ اپنا کام پورا فرما لیتا ہے اللہ نے ٹھہرا رکھا ہے ہر چیز کو ایک اندازہ۔

وَالّٰٓـِٔىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

اور جو عورتیں کہ نا امید ہو گئیں حیض کے آنے سے تمہاری بیبیوں میں سے

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔىْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ

اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن عورتوں کو حیض کی نوبت نہیں آئی ان کی

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ

عدت بھی تین مہینے اور جن کے پیٹ میں بچہ ہو ان کی

ف۱ جرم وسزا کے قوانین میں اسلامی قانون کا حکیمانہ اصول

دنیا کی حکومتوں میں قواعد وقوانین کی تدوین اور جرائم کی سزا وتعزیر کا پرانا دستور ہے ہر قوم و ملک میں قوانین اور تعزیرات کی کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم بھی اللہ کے قانون کی کتاب ہے مگر اس کا طرز تمام دنیا کی کتب قوانین سے نرالا اور عجب ہے کہ ہر قانون کے آگے پیچھے خوف خدا اور فکر آخرت کو سامنے کر دیا جاتا ہے تاکہ ہر انسان قانون کی پابندی کسی پولیس اور نگراں کے خوف سے نہیں بلکہ اللہ کے خوف سے کرے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے خلوت ہو یا جلوت ہر صورت میں پابندی قانون کو ضروری سمجھے۔ صرف یہی سبب ہے کہ قرآن پر صحیح ایمان رکھنے والوں میں کسی سخت سے سخت قانون کی تنفیذ بھی زیادہ دشوار نہیں ہوتی۔ اس کیلئے اسلامی حکومت کو پولیس اور اس پر سپیشل پولیس اور اس خفیہ پولیس کا جال پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (معارف القرآن)

ف۲ اگر نفع اور نقصان اور رزق آخرت کا مراد لیا جائے تب تو یہ معنی ہوں گے کہ عذاب سے نجات دے گا اور جنت کا رزق دے گا کہ اس تک کسی کا گمان بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر نفع نقصان اور رزق دنیا کا مراد ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک ظاہری جو اکثر ہوتی ہے کہ بلائیں ٹل جاویں اور رزق وغیرہ میں فراغت ہو جائے دوسرے باطنی جو تقویٰ سے ہمیشہ حاصل ہوتی ہے کہ اس پر بلا صبر و رضا نصیب ہو جائے کہ یہ بھی اس کی گرفت سے نجات ہے اور تھوڑے رزق پر قناعت ہو جائے کہ اس سے بھی اطمینان وسکون ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بہت رزق سے اور چونکہ نفس کے اطمینان کا طریقہ طعام رزق کی فراخی ہے تو قناعت سے سکون و اطمینان یکساں ہوا۔

خاصیت: آیت ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿٤﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ

عدت یہ ہے کہ وہ پیٹ کا بچہ جن لیں۔اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے پیدا کردے گا اس کے کام

اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

میں آسانی۔یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے نازل فرمایا تمہاری جانب اور جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ اس سے

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ﴿٥﴾ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

دور کردے گا اس کے گناہوں کو اور اس کو بڑا اجر دیگا ۱۔ طلاق دی ہوئی عورتوں کو رہنے کیلئے گھر دو جہاں

مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

تم خود رہو اپنے مقدور کے موافق اور ان کو ایذا نہ دو کہ تم تنگی کرنے لگو

عَلَيْهِنَّ ۚ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

ان پر اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ

وہ اپنا بچہ جنیں۔ ۲۔ پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو ان کو ادا کر دو

اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ

ان کی اجرت اور آپس میں موافقت رکھو خوبی کے ساتھ اور اگر آپس میں ضد کرو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ﴿٦﴾ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ

تو دودھ پلاوے گی اس کی خاطر کوئی اور عورت چاہیئے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ

اور جس شخص کو اس کی روزی نپی تلی ملتی ہو تو وہ اسی کے موافق خرچ کرے جو اس کو اللہ نے دیا ہے۔

۱۔ تقویٰ کی پانچ برکات: آیات مذکورہ میں جو تقویٰ کے فضائل و برکات کا بیان آیا اسکا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ متقی کے لئے دنیا و آخرت کے مصائب و مشکلات سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے لئے رزق کے ایسے دروازے کھول دیتے ہیں جن کی طرف اسکا دھیان بھی نہیں جاتا۔ تیسرے یہ کہ اس کے سب کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اسکے گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسکا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

۲۔ بخلاف غیر حمل والیوں کے کہ ان پر خرچ کرنے میں انتہا تین حیض یا تین مہینے ہیں غرض یہاں مقصود خرچ کی غایت بتلانا ہے کہ حمل والیوں کا نفقہ حمل جننے تک واجب ہے مگر خرچ کرنے کا حکم بھی خاص طور پر اس لئے کر دیا کہ ممکن ہے شروع حمل میں طلاق دی ہو تو بچہ جننے تک کی مدت تین حیض یا غالباً تین ماہ سے زیادہ ہوگی اور اتنے دنوں تک نفقہ دینا نفس پر گراں ہوتا ہے اس لئے اس کو صراحۃً فرما دیا اور طلاق والی عورتوں کے لئے مطلقاً نفقہ اور گھر عدت تک دینا یہ حنفیہ کا مذہب ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک جس کو طلاق بائن دی گئی ہو اور وہ حاملہ نہ ہو اس کے لئے نہ گھر دینا واجب ہے نہ نفقہ یہ احکام تو عدت کے متعلق تھے۔

اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ

اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جتنا اس کو دے رکھا ہے اللہ عنقریب

اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

پیدا کر دے گا تنگ دستی کے بعد آسائش اور بہت سی بستیاں بڑھ چلیں اپنے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا

پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے تو ہم نے ان سے حساب لیا سخت حساب اور ان پر

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

آفت لا ڈالی ان دیکھی آفت ف۱ تو انہوں نے چکھا وبال اپنے کئے کا اور ان کا انجام کار

وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

گھاٹا ہوا۔ اللہ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے سخت عذاب

شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ڐ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ڔ

تو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو جو ایمان لا چکے ہو!

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ

اللہ نے نازل فرمائی تمہارے لئے کتاب (یعنی قرآن بھیج دیا) پیغمبر کہ پڑھتا ہے تم پر اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کھلی کھلی آیتیں تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

کئے اندھیروں سے نور کی جانب! اور جو شخص ایمان لائے

خلاصہ رکوع ۱

طلاق دینے کا طریقہ عدت کا خیال اور مطلقہ کیلئے دیگر احکام ذکر فرمائے گئے۔ تقویٰ کی ترغیب اور اس کی برکات ذکر فرمائی گئیں۔ بڑی عمر کی عورتوں کی عدت اور حاملہ کی عدت اور مطلقہ کی عدت کا خرچہ مرد کے ذمہ ضروری ہے۔ رضاعت کے احکام ذکر فرمائے گئے۔

ع ۱ ١٧

ف۱ بالشت بھر زمین دبانے کا عذاب:

صحیحین کی صحیح حدیث میں ہے جو شخص ظلم کر کے کسی کی ایک بالشت بھر زمین لے لے گا اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ صحیح بخاری میں ہے اسے ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے اس کی تمام سندیں اور کل الفاظ شروع ابتدا اور انتہا میں زمین کی پیدائش کے ذکر میں بیان کر دیئے ہیں۔ فالحمد للہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

منزل ١٤ عند المتقدمین ۱۰

خاصیت: آیت ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ پر اور نیک عمل کرے اللہ اس کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ

ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں گے بیشک اللہ نے ان کو خوب ہی روزی

رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ

دی۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے سات آسمان اور زمین بھی

مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اتنی ہی! ف۱ نازل ہوتا رہتا ہے حکم آسمان و زمین کے درمیان تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

قادر ہے اور یہ کہ اللہ کا علم گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے پیغمبر؟ تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کر دیا ہے تیرے لئے۔ ف۲ تو چاہتا ہے خوشنودی اپنی

اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ

بیبیوں کی۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ نے ٹھہرا دیا ہے تمہارے لئے

تعبیر سورہ طلاق

جو شخص خواب میں اس کو پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان اس قدر جھگڑا ہو جائے گا کہ نوبت جدائی تک پہنچ جائے گی مگر مرد مہر ادا کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں جیسا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اس کے نیچے تیسری زمین ہے اسی طرح سات زمینیں ہیں اور ان میں یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں اور لوگ ان کو ستارے سمجھتے ہوں

خلاصہ رکوع ۲

۱ نافرمانی کی سزا اور اہل عقل کو تنبیہ فرمائی گئی۔
۲ سات زمین و آسمان کی تخلیق اور نزول احکام کا مقصد ذکر فرمایا گیا۔

ع ۵

۱۸ جیسا کہ مریخ کی نسبت بعض کا گمان ہے کہ اس میں پہاڑ اور نہریں اور آبادی ہے اور حدیث میں جو ان زمینوں کا اس زمین کے نیچے ہونا وارد ہے ممکن ہے کہ وہ بعض حالات کے اعتبار سے ہو کہ زمینیں اس سے

ف۲ سبب نزول اول کی آیتوں کا حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری وغیرہ میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ بعد عصر کھڑے کھڑے بیبیوں کے پاس تشریف لاتے ایک بار حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے اور شہد پیا تو مجھ کو رشک آیا میں نے حفصہؓ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے یہ ایک گوند ہے جو کہ بدبو دار ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا میں نے تو شہد پیا ہے ان بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی اس کے درخت پر بیٹھ گئی ہوگی اور اس کا عرق چوس لیا ہوگا آپ نے بقسم فرمایا کہ میں پھر شہد نہ

تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾

کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی واقف کار حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

اور جب چپکے سے نبی نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات کہی۔ تو پھر جب اس

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

بی بی نے اس راز کا افشا کردیا اور اللہ نے پیغمبر کو مطلع کردیا افشائے راز پر پیغمبر نے بات میں سے کچھ جتایا

عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ

اور کچھ ٹال دیا ف۱ پھر جب پیغمبر نے اس بی بی سے افشاء راز جتایا بی بی بولی کہ کس نے اس کی آپ کو خبر دی۔ پیغمبر

قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

نے کہا مجھ کو خبر دی واقف کار خبردار (اللہ) نے اگر (اے پیغمبر کی دونوں بیبیو) تم توبہ کرو اللہ کی جناب میں

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

(تو بہتر ہے) بیشک کج ہوگئے ہیں تمہارے دل ف۲ اور اگر باہم اتفاق کروگی رسول (کے رنج پہنچانے)

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

پر تو اللہ اس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور نیز فرشتے اس کے

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

بعد مددگار ہیں ف۳ اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدے تو کچھ بعید نہیں کہ اس کا پروردگار اس کو

يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ

بدلہ میں ایسی بیبیاں مرحمت فرمادے کہ تم سے بہتر ہوں۔ فرمانبردار با ایمان نمازی

پیوں گا اور اس خیال سے کہ حضرت زینبؓ کا جی برا نہ ہو اس کے اخفا کی تاکید فرمائی مگر ان بی بی نے دوسری سے کہہ دیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ صلاح کرنے والی ہیں اور بعض روایات میں اور طرح بھی قصہ آیا ہے ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوں اور سب کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئی ہوں ۱۲

ف۱ یعنی آپکا کرم اس غایت تک ہے کہ اپنے حکم کیخلاف کرنے پر جو بی بی کی شکایت کرنے بیٹھے تو شکایت کے وقت بھی پوری بات نہیں فرمائی کہ تم نے میری یہ بات کہہ دی اور یہ بھی کہہ دی کہ اس سے انکو شرمندگی زیادہ ہوتی بلکہ کچھ اجزاء کا ذکر فرمایا تا کہ انکو یہ گمان ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بس اتنی ہی بات کہنے کی خبر ہوئی ہے زیادہ کی نہیں ہوئی تو شرمندگی کم ہو۔

ف۲ کیونکہ تم حضور کی دوسری بیبیوں سے ہٹا کر اپنا ہی بنالینا چاہتے ہو چونکہ اسکا منشا محبت رسول ہے اس لئے فی نفسہ یہ بات بری نہ تھی مگر اس سے دوسروں کے حقوق کا ضائع کرنا اور دل توڑنا لازم آتا ہے اس وجہ سے بری ہے اور توبہ کے لائق ہے۔

ف۳ شانِ نزول

بخاری نے حضرت عمرؓ کی روایت حدیث میں بیان کیا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کے معاملہ میں آپ کیلئے کیا دشواری ہے اگر آپ اُن کو طلاق دیدیں گے تو (آپ کا کچھ نقصان نہ ہوگا کیوں کہ) اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور فرشتے اور جبرئیل ومیکائیل اور ابوبکر اور مومن بھی آپ کے ساتھ ہیں اللہ کا شکر ہے کہ میں نے جب کوئی بات کہی تو اللہ سے مجھے امید رہی کہ وہ میری بات کو سچا کردے گا چنانچہ میرے اس کلام کے بعد آیت ذیل نازل ہوئی۔

قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝

توبہ کرنے والیاں عبادت گزار روزہ دار دہا جیسی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

اور کنواریاں۔ مسلمانو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا

(یعنی کافر) اور پتھر (یعنی بت) ف۱ اس پر فرشتے (تعینات) ہیں تندخو زبردست۔ اللہ کی

يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

نافرمانی نہیں کرتے اس میں جو وہ ان کو فرمائے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

(اس دن ہم فرمائیں گے) اے کافر۔ مت بہانے بناؤ آج کے دن۔ بس تم کو اسی

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

کی سزا دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے۔ مسلمانو توبہ کرو اللہ کی جناب میں صاف دل

تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

کی توبہ ف۲ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے دور کر دے تمہارے گناہ اور تم کو

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا

داخل فرمائے ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ جس دن کہ اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو

يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ان کا نور دوڑ رہا ہوگا ان کے آگے آگے

ف۱ بیوی اور اولاد کی تعلیم و تربیت
حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کیلئے کوشش کرے۔

ف۲ توبہ کی چار علامتیں
توبۂ نصوحا یعنی خالص توبہ اور خالص توبہ وہ ہے جس کے بعد عود الی الاثم نہ ہو۔
توبہ کی چار علامتیں
۱- القلۃ ۲- العلۃ
۳- الذلۃ ۴- العزلۃ
۱- قلت سے مراد قلت طعام' قلت منام' قلت کلام۔
۲- علت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب اور بیماری پر نظر رکھے جب اسے یقین ہوجائے کہ میں بیمار ہوں تو علاج پرہیز کی طرف متوجہ ہوجائے۔
۳- اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپکو ذلیل و کمزور سمجھے اسکے سامنے خوب عاجزی و انکساری سے پیش آئے۔
۴- عزلت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے غیر ضروری ملاقاتیں ختم کردے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر محمود)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۹

حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اور کفارہ کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسن معاشرت اور ازواج مطہرات کو نصائح فرمائے گئے۔ اہل خانہ کی اصلاح کی ذمہ داری اور اہل جہنم کا تذکرہ فرمایا گیا۔

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ

اور ان کی داہنی جانب عرض کریں گے وا کہ اے ہمارے پروردگار پوری فرما ہمارے لئے

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾

ہماری روشنی اور ہم کو بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے و۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ

اے پیغمبر جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر

عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ

اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ اللہ نے مثال بیان

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ

فرمائی کافروں کے لئے نوح کی بی بی کی اور لوط کی

لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

بی بی کی۔ یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے اس سے

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ

خیانت کی تو یہ دونوں دفع نہ کر سکے اپنی بیبیوں سے کچھ اللہ کا عذاب اور حکم دیا گیا

ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

کہ تم دونوں چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ہمراہ۔ اور اللہ نے مثال بیان فرمائی

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ

مسلمانوں کے لئے فرعون کی بی بی کی جب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار

و۱ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو' تمہاری نماز' تمہارا روزہ تمہاری زکوٰۃ' تمہارا مسکین' تمہارا یتیم اور تمہارا پڑوسی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔ تمہاری نماز تمہارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اس میں غفلت نہ ہونے پائے اور "مسکینکم یتیمکم" وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل اور غافل ہوں۔ (معارف القرآن)

و۲ اور نور کے باقی رکھنے کی دعا اس لئے کریں گے کہ پل صراط پر منافقوں کا نور بجھ جاوے گا جس کا ذکر سورہ حدید میں گزرا ہے اس وقت مومنین یہ دعا کریں گے غرض رسوائی نہ ہونے کی طرح نور کا باقی رہنا بھی سب مومنین کے لئے عام ہے اور اس سے گنہگار مسلمانوں کا جہنم میں داخل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود اس نور کے باقی رہنے کے پھر گناہوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں رہا یہ کہ پھر نور کے باقی رہنے سے کیا فائدہ سو ممکن ہے کہ وہ نور اصل میں ان کے ایمان کی صورت مثالیہ ہو جس کا ایمان کے ساتھ باقی رہنا لازم ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے انس کا حاصل ہونا مقصود ہو جس سے گناہگار مسلمانوں کو جہنم میں کفار کی سی وحشت نہ ہوگی آگے کفار و منافقین کے مردود اور جہنمی ہونے کی خبر دیتے ہیں۔

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ

بنا میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور مجھ کو نجات دے فرعون

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْیَمَ

اور اس کے کرتوت سے اور مجھے نجات دے ظالم لوگوں سے اور عمران کی بیٹی

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ

مریم کی جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی۔ پھر ہم نے اس میں پھونک دی

مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

ایک اپنی روح اور وہ تصدیق کرتی رہی اپنے پروردگار کے کلمات اور

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ﴿۱۲﴾ ع

اس کی کتابوں کی اور وہ تھی فرمانبردار بندوں میں سے ؂۱

تعبیر سورہ التحریم

خواب میں اس کا پڑھنے والا محرمات کے ارتکاب سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

توبہ نصوح کا حکم اور اصحاب رسول کو جنت کی بشارت فرمائی گئی۔ نور ایمان کے اتمام کی دعا سکھائی گئی۔ کفار و منافقین سے جہاد کا حکم اور خاوند بیوی کام نہ آسکنے کی تاکید کے سلسلہ میں حضرت نوح و لوط علیہما السلام اور حضرت آسیہ کا تذکرہ فرمایا گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔

؂۱ حضرت عائشہؓ کی فضیلت:

حضرت ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل مرد تو بہت ہیں کامل عورتیں سواء آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران اور کوئی نہیں اور عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی برتری۔
رواہ احمد والشیخان فی الصحیحین والترمذی و ابن ماجہ، ثعلبی اور ابونعیم کی روایت میں حدیث مذکور بالفاظ ذیل آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل مرد تو بہت ہیں کامل عورتیں صرف چار ہیں، آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے کھانوں پر ثرید کی برتری۔

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اٹھائیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ مجادلہ....فضائل وخواص

مریض کے پاس پڑھنے سے اس کو نیند اور سکون آئے اور اگر کاغذ پر لکھ کر غلہ میں رکھ دے تو اس میں کوئی بگاڑ نہ ہو۔
سورۂ مجادلہ کا ایک مرتبہ رات کو پڑھنا نفاق کی صفت سے خدا کے حکم سے محفوظ رہتا ہے۔

خاصیت آیت ۱...برائے اصلاح خاوند

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا. اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ م بَصِیْرٌ

جس عورت کا خاوند زبان دراز ہو اور گالیاں بکتا ہو اور اگر عورت چاہے کہ مرد گالیاں بکنا موقوف کر دے وہ عورت ایک ہزار سو مرتبہ گیارہ روز تک اس آیت کو پڑھے اور خاوند کو پڑھا ہوا پانی پلائے ان شاء اللہ بہت جلد مرد کے اخلاق درست ہوں گے۔ (طب روحانی)

سورۂ حشر...فضائل وخواص

اس کی پہلی آیت ایک سو مرتبہ روزانہ پانی پر دم کر کے یرقان والے مریض کو پلانا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱...برائے یرقان

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

یرقان والے مریض کو ایک سو مرتبہ روزانہ تین روز تک پانی پر دم کر کے پلانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۲۲

وہ خوش نصیب شخص جس کا جبرائیل کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ استقبال کیا

نقل ہے کہ سلمان فارسی بزمانہ شہزادگی ایک روز شکار کو گئے۔ راستہ میں ایک قافلہ پڑا تھا جو مدینہ سے آیا ہوا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے قیام اور رکوع سجود کرنے سے ان کا دل نرم ہوا اور اچھا معلوم ہوا۔ اس شخص کے پاس گئے پاس جا کر سنا تو پڑھ رہا ہے۔

"ھو اللہ الذی لآ الٰہ الا ھو، عالم الغیب و الشھادۃ، ھو الرحمٰن الرحیم"

کلام ربانی کی لذت نے کفر سے جی پھیر دیا اور اسلام کے ذائقہ کا مزا ان کے دل میں آیا۔ اس سے پوچھا اے شخص تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا خدا کی نماز پڑھ رہا ہوں اور کلام مجید میں جو خدا کا کلام ہے اس کو پڑھتا ہوں۔ کہا یہ خدا کا کلام کس پر نازل ہوا ہے؟ اس نے کہا

مدینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ان پر نازل ہوا ہے۔ کہا وہ کیسے شخص ہیں؟ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کیں۔ حضرت سلمان نادیدہ مشتاق ہو گئے اور یہاں تک اشتیاق ہوا کہ شہزادگی چھوڑ کر کمبل اوڑھ لیا اور خفیہ طور پر مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب یہ مدینہ میں آئے حضرت جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ ان کا استقبال کیجئے کہ وہ آپ کے نہایت مشتاق ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع صحابہؓ ان کا استقبال کیا۔ دیکھا کہ کمبل بغل میں نمدہ کی ٹوپی سر پر ہے اشتیاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مست وسرشار چلے آتے ہیں۔

جب انہوں نے آپ کو دیکھا بے تاب ہو کر کہنے لگے: "انی اشهد ان لا اله الا الله و اشهدانک رسوله بالحق"

آپؐ نے ان کو بغل میں لیا اور مدینہ میں لے آئے اور فرمایا: "من احب سلمان فقد احبنی"

یعنی جس نے سلمانؓ کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جب سلمانؓ مدینہ میں رہنے لگے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی زبان فارسی ہے۔ ہم لوگ بالکل سمجھ نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ کو بلایا اور کہا اے سلمانؓ اپنا منہ کھول۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا۔ فی الحال حضرت سلمانؓ عربی بولنے لگے۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے سلطنت دنیا کو ترک کر دیا۔ سلطنت ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ دنیا کی محبت ترک کر دی اور مولیٰ کی محبت میں غرق ہو گئے۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی)

سورۂ ممتحنہ .... فضائل وخواص

دشمن کا خوف ختم کرنے کیلئے اس سورۃ کو دو دفعہ فجر کی نماز کے بعد پڑھ کر دُعا کرنا نہایت مفید ہے۔

جو عورت اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی ہے اور خاوند اس کو طلاق نہیں دیتا وہ عورت اس مبارک سورۃ کو گیارہ مرتبہ گیارہ روز تک پڑھے ان شاء اللہ کوئی صورت ضرور اس کی رہائی کی ہو جائے گی۔

وساوس شیطانی دفعہ کرنے کے لئے اس مبارک سورۃ کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام پڑھنا بھی شیطانی وساوس کے دفع کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کو لکھ کر کسی بدزبان عورت کو گھول کر پلانا نہایت مفید ہے۔

جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے گی اس گھر میں کبھی بھی شیطان داخل نہ ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۂ صف .... فضائل وخواص

سورۃ صف کا صبح کی نماز کے بعد روزانہ تین مرتبہ پڑھنا ہر ایک قسم کی ناگہانی آفت بیماری اور بلا سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

اس سورت کو صبح ایک مرتبہ پڑھ کر پانی پہ دم کر کے بچہ کو پلانا ذہن کو کھولتا ہے۔ اس سورت کا ظہر کی نماز کے بعد پڑھنا قلب کو نورانی کرتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱.. زبان بندی کیلئے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دشمن کی زبان بند کرنے کے لئے ایک کوری ٹھیکری پر ان آیتوں کو لکھ کر کسی پرانے کنویں میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۴... عمل برائے تہجد

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

اگر کوئی شخص چاہے کہ تہجد کے وقت رات کو میری آنکھ کھل جائے وہ گیارہ مرتبہ اس آیت مبارکہ کو پڑھ کر سو جائے بفضلہ تعالیٰ ٹھیک وقت پر آنکھ کھل جائے گی۔

سورۂ جمعہ....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۴..مرگی سے بچنے کیلئے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ان چار آیات کو روزانہ اور ہمیشگی کے ساتھ پڑھنا مرگی کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۱.. پابندی نماز کیلئے

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا. قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ. وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

جس شخص کے مزاج میں نماز جماعت کی اور جمعہ کی پابندی نہ ہو اور چاہے کہ میں پابند ہو جاؤں تو ایک سو تیرہ مرتبہ روزانہ عصر کی نماز کے بعد اس مبارک آیت شریفہ کی تلاوت کرے۔(طب روحانی)

سورۂ منافقون....فضائل وخواص

اس سورۃ کا پڑھنا نفاق کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔جو کوئی اسے پڑھ کر سوئے اُس کے دُشمن ہمیشہ پامال اور ذلیل رہیں گے۔

سورۂ منافقون کا روزانہ پڑھنا نفاق کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔

جو کوئی اس مبارک سورۃ کو رات کو پڑھ کر سوئے گا تو اس کے دشمن ہمیشہ پامال اور ذلیل رہیں گے۔

خاصیت آیت ۸...برائے عزت ووقار

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ. وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

اگر کوئی شخص دنیاداروں میں عزت اور لوگوں کی نظروں میں وقار پیدا کرنا چاہے وہ روزانہ ایک ہزار مرتبہ ان مبارک آیات کو فجر کی نماز کے بعد پڑھے۔(طب روحانی)

سورۂ تغابن....فضائل وخواص

پڑھ کر کسی ظالم کے پاس چلا جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱..دردسر کیلئے مفید عمل

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے سر میں کبھی درد نہ ہو تو وہ شخص سات مرتبہ سر پر ہاتھ رکھ کر صبح اور مغرب کے بعد اس آیت مبارکہ کو پڑھے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۸..مال واولاد کیلئے ترقی کا عمل

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترقی اولاد اور ترقی مال کے لئے نیا طریقہ اور یہ ہے کہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد ایک سو تیرہ مرتبہ ان مبارک آیتوں کا پڑھنا پھر مصلے سے اٹھتے ہی فوراً ایک پیسہ سے لے کر جہاں تک ہو سکے کسی یتیم غریب کو خیرات کرنا اور روزانہ تا زیست ایسا ہی کرنا غریب انسان کو امیر کبیر اور صاحب اولاد کثیر بناتا ہے خدا کا فضل درکار ہے۔ اعتقاد شرط ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ طلاق....فضائل وخواص

اس سورۃ کا تین دن تک تین مرتبہ پڑھ کر زخموں پر دم کرنا زخموں کو جلد اچھا کر دیتا ہے۔ غمگین شخص کا اس سورۃ کو ایک دفعہ تلاوت کرنا دل سے غم کو دور کرتا ہے۔

غمگین شخص کا اس مبارک سورۃ کا ایک مرتبہ تلاوت کرنا غم کو دل سے دور کر دیتا ہے۔

سورۂ طلاق کا تین دن تک تین مرتبہ پڑھ کر شدید زخموں پر دم کرنا خدا کے فضل سے زخموں کو جلد اچھا کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۳

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

فراخی رزق کیلئے اور جس مہم میں چاہے اس کو پڑھے ان شاء اللہ تنگدستی دور ہو جائے گی۔ اور مہم آسان ہو گی۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۷

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا

جس کی روزی تنگ ہو گناہوں سے توبہ کرے اور نیک کاموں کا ارادہ کرے اور شب جمعہ کی نصف شب کو اٹھ کر سو مرتبہ استغفار، سو مرتبہ درود شریف، سو مرتبہ یہ آیت اور پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر سو رہے۔ خواب میں معلوم ہو جائے گا کہ کیا تدبیر کرے کہ تنگی رزق دور ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰...دعا بوقت کھیتی

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

کھیت میں غلہ زیادہ ہونے کیلئے ان آیات کو کھیتی کی کاشت کرنے کے وقت سے لیکر کاٹنے تک مسلسل پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ تحریم....فضائل وخواص

مریض پر دم کرنے سے درد کو سکون اور مرگی والے کو افاقہ ہو اور جس کو نیند نہ آتی ہو نیند آجائے اور مدتوں کا قرض ادا ہو۔ (اعمال قرآنی)

فائدہ آیت ۸....توبہ کی چار علامتیں

توبۃ النصوحا یعنی خالص توبہ اور خالص توبہ وہ ہے جس کے بعد دوبارہ گناہ نہ ہو۔ توبہ کی چار علامتیں (۱) القلۃ (۲) العلۃ (۳) الذلۃ (۴) العزلۃ۔

(۱) قلت سے مراد قلت طعام، قلت منام، قلت کلام۔

(۲) علت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب اور بیماری پر نظر رکھے جب اسے یقین ہوجائے کہ میں بیمار ہوں تو علاج پرہیز کی طرف متوجہ ہوجائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل وکمزور سمجھے اس کے سامنے خوب عاجزی وانکساری سے پیش آئے۔

۴۔ عزلت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے غیر ضروری ملاقاتیں ختم کردے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر محمود)

خاصیت آیت ۱۱.. ظالم سے نجات کیلئے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ م اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

اگر کسی عورت کا خاوند ظالم ہو یا کوئی شخص کسی جابر حاکم کے بس میں آگیا ہو ایسا شخص اس آیت مبارکہ کو تین ہزار مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اکیس دن تک پڑھے ان شاء اللہ بالضرور قید سے رہائی اور مخلصی ہوجائے گی عمل مجرب ہے۔

سورۂ تحریم کو جو عورت ہمیشہ پڑھے گی ان شاء اللہ خاوند اس کا ہمیشہ اسے آرام وراحت سے رکھے گا۔ اولاد تابعدار ہوگی۔ (طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِيْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ المجادلۃ

۱...... مریض اگر بے چین ہو تو اس کے پاس سورۃ المجادلہ پڑھنے سے اسے تسکین ملے گی اور سوجائے گا اگر تکلیف ودرد ہے تو جاتا رہے گا۔ ۲...... جو آدمی دن رات کو سورۃ المجادلہ پڑھے تو وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الحشر

۱...... جو آدمی سورۃ الحشر پڑھے اسے دنیا وآخرت کا امن حاصل ہوگا۔

۲...... سورۃ فاتحہ سورۃ حشر کی آخری چار آیات اور قل ھو اللہ احد تین مرتبہ معوذتین تین تین مرتبہ لکھے پھر یہ لکھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِلٰهَ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ حَامِلَ كِتَابِيْ هٰذَا شِفَاءً لَا يُغَادِرُهٗ سُقْمٌ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

یہ سب چیزیں لکھ کر مریض کو پہنائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تندرست ہوجائے گا۔

۳...... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی صبح کے وقت یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر سورہ حشر کی پہلی تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر فرشتے مقرر فرماتے ہیں جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اگر وہ آدمی اسی دن مرجائے تو شہادت کی موت مرے گا۔

اور جو شام کے وقت پڑھے تو اس کے لئے بھی یہی انعام ہے اور اگر اسی رات کو فوت ہو جائے تو اس پر شہداء کی مہر لگائی جاتی ہے۔

۴..... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھجوروں کا ایک ڈھیر رکھا تھا آپؓ نے محسوس کیا کہ کھجوریں کسی نے چرائی ہیں' جب رات ہوئی تو آپ تاک میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک آیا آپؓ نے اس سے پوچھا کون ہو؟ اس نے کہا نصیبین میں رہنے والے جنوں میں سے ہوں' ہم اس بیت اللہ کی زیارت کے ارادہ سے آئے تھے ہم نے اپنے ساتھیوں کو آگے بھیجا تو وہ ہم سے بچھڑ گئے اور ہم تمہاری کھجوریں کھاتے رہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے اپنا ہاتھ دو' تو اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا۔ آپؓ نے اس سے فرمایا میری کھجوروں سے تم نے جو کھایا وہ تمہارے لئے حلال ہے اور بھی جو حاجت ہے وہ تجھے ملے گی کیا تم مجھے وہ چیز نہیں بتاتے جس کے سبب ہم سرکش جنوں سے بچ سکیں۔ تو اس نے سورۃ الحشر کے آخر کے کلمات لوانزلنا ہٰذا القرآن سے لے کر آخر سورۃ تک بتلائے۔

۵..... جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے پھر رکوع میں سورۃ الحشر پڑھے تو جس حاجت کی وہ نیت کرے گا اس کا پورا ہونا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

۶..... جو آدمی ذہن کا کمزور اور سست ہو اور بھول جاتا ہو تو وہ شیشہ کے گلاس میں سورۃ الحشر لکھے اور بارش کے پانی سے دھو کر پی لے تو اس کا ذہن قوی اور چست ہو جائے گا' بھولنے کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

۷..... اگر کسی عضو میں درد ہو تو سورۃ الحشر کے خاتمہ کی آیات پڑھ کر دم کر دے' اللہ تعالیٰ کے حکم سے درد جاتا رہے گا۔

سورۃ الممتحنۃ

جس آدمی کی تلی کی کوئی بیماری ہو وہ سورۃ الممتحنہ لکھ کر اس کا پانی پیئے' تین دن مسلسل ایسا کرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحتیاب ہو جائے گا۔

سورۃ الصّف

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ. وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(۸) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ(۱۰) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ. ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۱۱) يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ. ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(۱۲) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا. نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ.

جو آدمی ان آیات کو سفید ریشم میں کستوری' زعفران اور چنبیلی کے پانی سے لکھ کر اپنی قمیص کے گھیرے میں رکھے' وہ جہاں جائے گا اس کا احترام ہو گا' عزت اور غلبہ حاصل ہو گا۔

سورۃ الجمعہ

جو آدمی سورۃ الجمعہ کی تلاوت ہمیشہ کرتا ہے وہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اس آیت کو کسی سیپ میں جمعہ کے دن لکھ کر اپنے مال وغیرہ میں رکھ دے تو اس میں برکت ہو گی اور اللہ کے حکم سے وہ محفوظ رہے گا۔

سورۃ المنافقون

۱......اگر کسی کو آشوب چشم ہو اس پر سوۃ المنافقون پڑھ کر دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

۲......اگر کسی کو پھوڑے ہوں تو اس پر سورۃ المنافقون دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

۳......کسی قسم کا درد ہو اس پر سورۃ المنافقوں دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ. وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ. يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ. هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

اگر کسی ظالم دشمن کا خوف ہو تو مذکورہ آیت پاک مٹی پر پڑھ کر اس کے چہرے کی طرف چھڑکے بشرطیکہ اسے معلوم نہ ہو تو وہ ظالم اپنے ارادہ سے باز آ جائے گا۔

سورۃ التغابن

اگر کسی ظالم و جابر حکمران وغیرہ کا خوف ہو تو اس کے پاس جانے سے پہلے سورۃ التغابن پڑھ لے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے اسے کافی ہو جائیں گے۔

سورۃ الطلاق

۱......اگر سورۃ الطلاق لکھ کر پانی سے دھولیا جائے اور کسی آباد گھر کے دروازے پر وہ پانی چھڑک دیا جائے تو اس گھر میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ طلاق و فراق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

۲......اور اگر سورۃ الطلاق لکھ کر پانی سے دھولیا جائے اور وہ پانی کسی جگہ میں چھڑک دیا جائے تو وہ جگہ کبھی آباد نہیں ہوگی ہمیشہ ویران ہی رہے گی۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا

جس آدمی پر روزی تنگ ہوگئی ہو تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اور نیکی و فرمانبرداری کا پختہ ارادہ کرلے اور پھر جمعہ کی رات میں سحری کے وقت اٹھ کر سو بار استغفار پڑھے اور یہی آیت پڑھتا ہوا سو جائے تو اسے اس تنگی سے نکلنے کا راستہ معلوم ہو جائے گا اور رزق کا دروازہ کھل جائے گا۔

سورۃ التحریم

۱......اگر کوئی بیمار ہو تو سورۃ التحریم پڑھنے سے شفاء ہوگی۔

۲......اگر کسی کو بے خوابی کا مرض ہو تو وہ سورۃ التحریم پڑھے اس کی یہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۳......اگر کوئی مقروض ہے تو وہ سورۃ التحریم پڑھے اس کا قرضہ اترنے کے راستے پیدا ہو جائیں گے۔(الدرر النظیم)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑا بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۙ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

قادر ہے جس نے پیدا فرمایا موت اور زندگی کو تاکہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں کون

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ② الَّذِيْ

اچھے عمل کرتا ہے؟ ف۱ اور وہ زبردست ہے بخشنے والا جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ

پیدا کئے سات آسمان اوپر تلے (اے دیکھنے والے) کیا تو دیکھتا ہے رحمٰن کے پیدا فرمانے میں

الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ

کچھ فرق؟ تو لوٹا نظر (آسمان کی جانب) کہیں کوئی دراڑ

فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

دیکھتا ہے؟ پھر لوٹا نظر کو دوبارہ تیری جانب لوٹ آئے گی

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا

نظر ذلیل ہو کر تھک کر۔ اور ہم نے سجایا ورے آسمان کو چراغوں سے

ف۱ سات چیزوں سے پہلے عمل کرلو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سات چیزوں سے پہلے عمل کرلو جو تمہارے سامنے آئیں گی (۱) ایسا افلاس جو (خدا اور احکام خدا کو) فراموش کردے۔ (۲) ایسی دولت جو سرکش بنا دے (۳) تباہ کن بیماری۔ (۴) بے علم بنا دینے والا بڑھاپا۔ (۵) (دنیا کو چھڑا دینے والی) موت (۶) دجال یہ ایسا شر ہے جس کا (ہر پیغمبر کے زمانہ میں) انتظار کیا جاتا رہا ہے (۷) اور قیامت کے ساتھ جو سب سے بڑی مصیبت اور تلخ ترین حقیقت ہے۔ ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور حاکمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے احمدؒ اور مسلمؒ نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے (اصلاح اعمال) کرلو (۱) مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا (۲) دھواں (۳) دابۃ الارض (۴) دجال (۵) وہ چیز جو ہر شخص کے لئے مخصوص ہے یعنی موت (۶) اور وہ امر جو عمومی ہوگا یعنی قیامت۔ بیہقیؒ نے حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

حسن عمل کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہاں تک اَحْسَنُ عَمَلًا تک پہنچے تو فرمایا کہ اَحْسَنُ عَمَلًا وہ شخص ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ کی اطاعت میں ہر وقت مستعد و تیار ہو۔ (قرطبی) (معارف القرآن مفتی اعظم)

بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور ہم نے ان کو بنایا شیطانوں کے مارنے کا آلہ ف۱ اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے دوزخ کا

عَذَابَ السَّعِيرِ ۝٥ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

عذاب۔ اور جو منکر ہوئے اپنے پروردگار کے ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے

جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝٦ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا

اور وہ بری جگہ ہے جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا چلّانا سنیں گے

لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ

اور وہ دوزخ جوش مار رہی ہو گی (گویا) ابھی پھٹ پڑے گی جوش کے مارے!

كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

جس بار اس دوزخ میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے پوچھیں گے دوزخ کے

نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا

داروغہ کہ کیا تمہارے پاس آیا نہ تھا کوئی ڈرانے والا۔ وہ کہیں گے ہاں آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے

مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

والا تو ہم نے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے تو کچھ نازل نہیں کیا! تم بڑی گمراہی میں

كَبِيرٍ ۝٩ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي

پڑے ہوئے ہو اور یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو نہ ہوتے

أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ

دوزخیوں میں۔ سو یہ لوگ قائل ہوئے اپنے گناہ کے تو لعنت دوزخ

ف۱ چراغوں سے مراد ستارے اور اجرام فلکی ہیں جو رات کے وقت سجاوٹ کا بھی ذریعہ بنتے ہیں اور ان سے شیطانوں کو مارنے کا کام بھی لیا جاتا ہے (توضیح القرآن)

مصابیح سے مراد ستارے ہیں اور نیچے کے آسمانوں کو ستاروں سے مزین کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں۔ بلکہ یہ تزئین اس صورت میں بھی ثابت ہے جبکہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں جیسے کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ اس کے منافی نہیں اور ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لئے انگارے بنا دینے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشیں ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو۔ ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں، عوام کی نظر میں کیونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے اس کو ستارہ ٹوٹنا اور عربی میں انقضاض الکوکب کہہ دیتے ہیں۔ (قرطبی)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیاطین جو آسمانی خبریں چرانے کے لئے چڑھتے ہیں وہ کواکب اور ستاروں سے نیچے ہی دفع کر دیئے جاتے ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

والوں پر۔ جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے بے دیکھے ۱؎ ان کے لئے مغفرت

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ط اِنَّهٗ

اور بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات چپکے سے کہو یا پکار کر کہو بیشک اللہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط وَهُوَ

واقف ہے دلوں کے اسرار سے بھلا وہی ناواقف ہو جس نے پیدا کیا؟ اور وہ

اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

باریک بین باخبر ہے ۲؎ وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو نرم تو چلو پھرو

ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ط وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

اس کے اطراف وجوانب میں اور کھاؤ اس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف زندہ ہو کر اٹھنا ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم کو دھنسا دے زمین میں پھر یکا یک زمین

فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ لا اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ

لرزنے لگے! یا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ تم پر بھیج دے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ط فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ

پتھر برسانے والی ہوا۔ تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیسا ہے میرا ڈرانا

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ

اور جھٹلا چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے تو کیسا ہوا میرا عذاب۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں پرندوں کی جانب

۱؎ عرش کا سایہ پانے والے صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جن سات شخصوں کو جناب باری اپنے عرش کا سایہ اس دن دے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ ہے جسے کوئی مال وجمال والی عورت زنا کاری کی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اسے بھی جو اس طرح پوشیدگی سے صدقہ کرے کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی بائیں ہاتھ کو خبر نہ لگے۔

خلاصہ رکوع ۱

اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت موت وحیات کے مقصد کو ذکر فرمایا گیا۔ زمین وآسمان میں غور وفکر کی دعوت دی گئی۔ منکرین کا اقرار جرم اور ڈرنے والوں کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔ (ع ۱ / ۱ / ۱)

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ اگر تم خدا کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کرو تو وہ تمہیں اس طرح روزیاں دے، جس طرح پرندوں کو دے رہا ہے کہ اپنے گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور آسودہ حال واپس جاتے ہیں، پس ان کا صبح شام آنا جانا اور رزق کو تلاش کرنا بھی توکل میں داخل سمجھا گیا کیوں کہ اسباب کا پیدا کرنے والا، انہیں آسان کرنیوالا وہی خدائے واحد ہے اسکی طرف قیامت کے دن لوٹنا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲؎ حاصل استدلال کا یہ ہے کہ وہ ہر شے کا خالق مختار ہے پس تمہارے افعال احوال واقوال کا بھی خالق ہے اور اختیار سے پیدا کرنا علم کے بعد ہی ہو سکتا ہے پس خدا کا عالم ہونا ضروری ہوا اور اقوال کی کچھ تخصیص مقصود نہیں بلکہ اس کا علم ہر چیز کو عام ہے اور شاید اقوال کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا گیا ہو کہ باتیں کثرت سے واقع ہوتی ہیں غرض اس کو سب کا علم ہے وہ ہر ایک کو مناسب جزا دے گا۔

خاصیت: آیت ۱۳، ۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ

اپنے اوپر کہ اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور (کبھی کبھی) سکیڑ لیتے ہیں ان کو کوئی نہیں تھام رہا

اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ

مگر رحمٰن۔ بیشک وہ ہر چیز دیکھ رہا ہے ف۱ بھلا ایسا کون ہے

هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ

جو تمہارا لشکر بنے تمہاری مدد کرے رحمٰن کے سوائے؟

الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۚ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ

کافر نرے فریب میں پڑے ہوئے ہیں بھلا ایسا کون ہے جو تم کو رزق پہنچا دے

اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ

اگر اللہ روک لے اپنا رزق کوئی نہیں پر یہ کافر اڑے ہوئے ہیں

يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا

شرارت اور بدکنے پر بھلا جو شخص چلے اوندھا اپنے منہ پر وہ زیادہ راہ پائے ہوئے ہے

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ

یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر ف۲ کہہ دے کہ وہی ہے جس نے تم کو نکال کھڑا کیا

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کہہ دے وہی ہے جس نے تم کو پھیلا دیا زمین میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ف۱ قدرت خداوندی

پہلے آسمان و زمین کا ذکر ہوا تھا۔ یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو پرندے زمین و آسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اڑتے رہتے ہیں اور باوجود جسم ثقیل مائل الی المرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے نہ زمین کی قوت جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے بتلاؤ رحمٰن کے سوا کس کا ہاتھ ہے جس نے انہیں فضاء میں تھام رکھا ہے۔ بیشک رحمٰن نے اپنی رحمت و حکمت سے ان کی ساخت ایسی بنائی اور اس میں وہ قوت رکھی جس سے وہ بے تکلف ہوا میں گھنٹوں ٹھہر سکیں۔ وہ ہی ہر چیز کی استعداد کو جانتا اور تمام مخلوق کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر و شرارت سے اسکے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح رحمٰن کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے عذاب بھی اسی کی رحمت سے رکا ہوا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کافر منہ کے بل چلے گا

قتادہ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں گناہوں پر اوندھا ہوگا، قیامت کے دن منہ کے بل چلے گا۔ جب کہ مومن سیدھے چل رہے ہوں گے۔ بخاری و مسلم نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کافر کو منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا فرمایا کہ کیا وہ خدا جو دنیا میں قدموں سے چلاتا ہے قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے۔ ایسی ہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے ابو داؤدؒ نے نقل کی ہے (گذشتہ کلام میں کافروں کی فریب خوردگی کی صراحت کی تھی) اس جملہ میں انکی حالت بد کو اور زیادہ واضح کر دیا (تفسیر مظہری)

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا

اور کافر کہتے ہیں کہ کب ہو گا یہ وعدہ؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

بس خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو صاف طور پر ڈر سنانے والا ہوں۔ تو جب اس وعدے

زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا

کو دیکھیں گے کہ پاس آ لگا بُرے بن جائیں گے منہ کافروں کے اور کہا جائے گا کہ یہی ہے

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ

جس کو تم مانگا کرتے تھے کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ ہلاک کر دے

اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو یا ہم پر رحم فرمائے بہرحال ایسا کون ہے جو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ

پناہ دے دردناک عذاب سے۔ کہہ دے کہ وہی بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے

وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ

اور اسی پر بھروسہ کیا تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ

پڑا ہوا ہے؟ کہہ بھلا دیکھو تو سہی اگر ہو جائے تمہارا پانی خشک

يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

تو کون تمہارے پاس لا موجود کرے گا جاری پانی ف۱

ف۱ پانی بھی تمہاری قدرت میں نہیں ہے:

یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو، جس سے ہر چیز کی زندگی ہے اگر فرض کرو! چشموں اور کنووں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آ جاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقا کے لیے کافی ہو۔ لہٰذا ایک مومن متوکل کو اسی خالق الکل مالک علی الاطلاق پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے، اس وقت ہدایت و معرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جاری کر دینا بھی اسی رحمان مطلق کا کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کیے ہیں اگر بفرض محال یہ چشمہ خشک ہو جائے، جیسا کہ اشقیا کی تمنا ہے تو کون ہے جو مخلوق کے لیے ایسا پاک و صاف ستھرا پانی مہیا کر سکے۔ (تفسیر عثمانی)

تعبیر سورۃ الملک

اس کو جو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے گا اور اس کی املاک و خیرات زیادہ ہوگی۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۲

زمین و آسمان کی تسخیر اور سابقہ اقوام کی تکذیب اور خدائی عذاب کو ذکر فرمایا گیا۔ زمین و آسمان میں قدرت خداوندی کے مظاہر ذکر فرمائے گئے۔ منکرین کا قیامت کے بارہ میں سوال کا جواب دیا گیا۔

۲ ع ۱۶ ۲

سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ (فرشتے) لکھتے ہیں تو اپنے پروردگار کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ

دیوانہ نہیں ہے!ف۱ اور بیشک تیرے لئے اجر ہے بے انتہا اور کچھ شک

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾

نہیں کہ تو اعلیٰ درجہ کے خلق پر (پیدا ہوا) ہے تو اب تو بھی دیکھ لے گا

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو خبط ہے۔ تیرا پروردگار ہے اس کو خوب جانتا ہے جو بھٹکا

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ

اس کے راستہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو سو تو کہا نہ

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا

مان جھٹلانے والوں کا۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تو ملائم پڑے تو وہ بھی ملائم پڑیں اور تو کہا نہ مان

تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾

ہر ایسے شخص کا جو بہت قسمیں کھاتا ہے ذلیل ہے طعنے دیتا ہے چغلیاں کرتا پھرتا ہے نیک کام سے

ف۱ قلم کی پیدائش:

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ارشاد فرمایا تقدیر کو لکھ۔ چنانچہ قلم نے ہر وہ چیز لکھ دی جو گزر گئی اور آئندہ کبھی بھی ہونے والی ہے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد غریب کہا ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آسمان اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ نے مخلوقات کی تقدیریں (اندازے) لکھ دیے تھے اور اس کا تخت (حکومت واقتدار) پانی پر تھا۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دس سال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ لیکن حضور نے کبھی مجھے ہوں بھی نہیں فرمایا اگر میں نے کوئی کام کر لیا تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور نہیں کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی خوش خلق تھے کوئی ریشم۔ کوئی سلک بلکہ کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم میں نے نہیں چھوئی نہ حضور کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار کسی مشک اور عطر کو پایا۔ (مسلم و بخاری)

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿١٣﴾

روکتا ہے حد سے بڑھتا ہے گنہگار ہے۔ بدخو ہے اس سب کے بعد بداصل بھی ہے ف۱

أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ﴿١٤﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ

اس سبب سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے۔ جب اس پر پڑھی جاتی ہیں ہماری آیتیں بول اٹھتا ہے

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ﴿١٦﴾ إِنَّا

کہ یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں ہم عنقریب داغ لگائیں گے سونڈ پر ہم نے

بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا

ان لوگوں کو آزمایا جیسے آزمایا تھا باغ والوں کو۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ

باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے صبح ہوتے ف۲ اور انشاء اللہ بھی نہ کہا تو اس پر پھر گئی

عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ

ایک بلا تیرے پروردگار کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے اور وہ صبح تک

كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ

ایسا رہ گیا گویا کاٹ لیا گیا تو ایک نے دوسرے کو صبح ہوتے آواز دی کہ سویرے سے چلو

حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ

اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے۔ پس چلے اور وہ ایک دوسرے سے

يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾

چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ باغ کے اندر نہ آنے پائے آج تمہارے پاس کوئی فقیر اور سویرے

ف۱ مراد حرام زادہ سے یہ ہے کہ اور اخلاق افعال بھی اسکے خبیث ہوں چونکہ غالباً حرام زادہ کے اخلاق و افعال اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا خلاصہ یہ کہ اول تو مطلقاً مکذبین کا پھر خصوص جب کہ وہ مکذبین ان ذمائم کے ساتھ بھی متصف ہوں جیسا کہ آپکے مکذبین میں سے بعض بڑے بڑے ایسے ہی تھے اور اس درخواست میں شریک بلکہ اسکے بانی تھے غرض آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے۔

ف۲ مکہ مکرمہ کے بعض مال دار کافروں کو یہ زعم تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوتا تو ہمیں مال و دولت سے نہ نوازتا جیسا کہ سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم بعض اوقات کسی کو مال و دولت اس کو آزمانے کیلئے دیتے ہیں اور اگر وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنیکے بجائے ناشکری کرے تو اس پر دنیا ہی میں عذاب آجاتا ہے۔ چنانچہ ان آیات میں اسی طرح کا ایک واقعہ بیان فرمایا گیا ہے جو اہل عرب میں مشہور تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک نیک شخص کا بہت بڑا باغ تھا۔ اس نیک آدمی کا معمول یہ تھا کہ اپنے باغ اور کھیت کی پیداوار کا ایک اچھا خاصا حصہ غریبوں کو دیا کرتا تھا۔ جب اسکا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں نے یہ طے کیا کہ ہمارا باپ بیوقوف تھا جو اتنی ساری پیداوار غریبوں کو دے کر اپنی دولت میں کمی کر دیتا تھا۔ اب جو ہم باغ کی کٹائی کریں گے تو ایسا انتظام کریں گے کہ کوئی غریب آدمی وہاں آنے ہی نہ پائے اس کے نتیجے میں جب وہ کٹائی کیلئے پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے انکے باغ پر ایک ایسی آفت بھیج دی کہ سارا باغ تباہ ہو کر رہ گیا۔ اکثر روایتوں کے مطابق یہ واقعہ یمن کے شہر صنعاء سے کچھ فاصلے پر ضروان نامی ایک علاقے میں پیش آیا تھا۔ یہ علاقہ اب بھی ضروان کہلاتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے وہاں چاروں طرف پھیلے ہوئے سبزے کے درمیان ایک کالے کالے پتھروں والا ویران علاقہ ہے جسکے بارے میں مشہور ہے کہ یہی اس باغ کی جگہ تھی جو بعد میں آباد نہیں ہو سکی۔ واللہ اعلم (توضیح القرآن)

وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا

جا پہنچے بخل کی نیت سے (اور اپنے آپ کو) قادر سمجھ کر۔ تو جب باغ کو دیکھا کہنے لگے کہ

لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

ہم رستہ بھول گئے۔ نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ف ان میں سے بہتر آدمی بولا کہ میں نے تم سے

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ

نہ کہا تھا کہ اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ سب بول اُٹھے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

بیشک ہم ہی خطاوار ہیں پھر لگے ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى

ملامت کرنے۔ بولے ہائے ہماری کم بختی کچھ شک نہیں کہ ہم ہی سرکش تھے۔ کچھ بعید نہیں کہ

رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

ہمارا پروردگار اس کے بدلے ہم کو عنایت فرمائے اس سے بہتر ہم اپنے پروردگار کی جانب راغب ہیں۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

یوں آتی ہے آفت! اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے کاش وہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

سمجھتے۔ بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمت

النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا

کے باغ ہیں کیا ہم کر دیں گے مسلمانوں کو گنہگاروں کی برابر؟

ف گناہ رزق سے محرومی کا سبب ہے

عبداللہ بن مسعود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بیان کرتے ہیں فرمایا اِيَّاكُمْ وَالْمَعَاصِيَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْرَمُ بِهٖ رِزْقًا قَدْ كَانَ هُيِّئَ لَهٗ. یعنی اے لوگو! تم معاصی اور گناہوں سے بچو بے شک بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک بندہ کوئی گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اسکو اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کیا گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ

(معارف کاندھلوی)

وقف لازم

خلاصہ رکوع ۱

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مشرکین کے غلط عقائد کی تردید کی گئی اور آپ کی شان خلق ذکر فرمائی گئی۔ کفار کے اوصاف اور ولید بن مغیرہ کی رسوائی ذکر فرمائی گئی۔ نیت بد کا انجام سمجھانے کیلئے باغ والے کا قصہ ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۳

لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝٣٦ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝٣٧

تمہیں کیا ہو گیا کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے

إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝٣٨ أَمْ لَكُمْ أَيْمٰنٌ عَلَيْنَا

جس میں پڑھ لیتے ہو کہ آخرت میں تم کو وہی ملے گا جو تم پسند کرو گے کیا تم نے ہم سے

بٰلِغَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝٣٩

قسمیں لے رکھی ہیں جو روز قیامت تک چلی جائیں گی کہ تم کو ملے گا جو کچھ تم حکم کرو گے۔

سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ۝٤٠ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ

ان سے پوچھ کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے۔ یا ان کے کوئی شریک ہیں!

فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَآئِهِمْ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ۝٤١ يَوْمَ

تو انھیں چاہئے کہ لے آئیں اپنے شریکوں کو اگر سچے ہیں۔ جس دن

يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا

پنڈلی کھول دی جائے گی اور ان کو بلایا جائے گا سجدہ کرنے کو ۱۵؎ تو نہ

يَسْتَطِيعُونَ ۝٤٢ خٰشِعَةً أَبْصٰرُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

کر سکیں گے جھکی ہوئی ہوں گی انکی آنکھیں ان پر چڑھی چلی آتی ہو گی

ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ

رسوائی! اور پہلے ان کو بلایا جایا کرتا تھا سجدہ کرنے کی طرف اور وہ

سٰلِمُونَ ۝٤٣ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

اچھے بھلے تھے۔ اب چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جو جھٹلایا کرتا تھا اس کلام کو۔ اب ہم ان کو

۱۵؎ اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے میدان میں اپنی ساق ظاہر فرمادیگا ساق کہتے ہیں پنڈلی کو اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا قرآن میں ہاتھ آیا ہے اور ایسے مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں اور اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ سارہ جاوے گی ہذا ما فی الحدیث اور سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وہ تو دار التکلیف نہیں ہے کیونکہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ اس تجلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب بالاضطرار سجدہ کرنا چاہیں گے جن میں مومن اس پر قادر ہوں گے اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہوں گے اور کفار کا قادر نہ ہونا اس سے بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوتا ہے جس کا آگے ذکر ہے یعنی کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ

کھینچیں گے ایسی طرح سے کہ ان کو معلوم بھی نہ ہو اور ان کو ڈھیل

لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ

دوں گا بیشک میرا داؤ مضبوط ہے۔ کیا تو ان سے مانگتا ہے کچھ مزدوری سو یہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ

تاوان کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں؟ یا ان کے پاس علم غیب ہے سو وہ لکھ

يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

لاتے ہیں اچھا صبر کر اپنے پروردگار کے حکم (کے انتظار میں) اور نہ ہو

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ

مچھلی والے کی مانند ف۱ جب اس نے پکارا اور وہ غم سے پر تھا۔ اگر اس کو نہ سنبھالتی

مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

تیرے پروردگار کی نعمت تو وہ پھینک دیا جاتا چٹیل میدان میں اور وہ برے

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

حال ہوتا۔ پھر اس کو نوازا اس کے پروردگار نے پھر اس کو کر دیا نیک بندوں میں اور کافر تو اس بات

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

میں لگے ہی ہوئے ہیں کہ تجھے بچلا دیں اپنی (تیز) نظروں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کہتے

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ہیں بیشک یہ پیغمبر ضرور دیوانہ ہے اور درحقیقت یہ قرآن بس نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت
حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی کہ جس طرح یونسؑ نے لوگوں کے مطالبے سے تنگ آ کر عذاب کی دعا کر دی اور عذاب کے آثار سامنے بھی آ گئے اور یونس علیہ السلام اس جائے عذاب سے دوسری جگہ منتقل بھی ہو گئے مگر پھر پوری قوم نے الحاح وزاری اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دیدی اور عذاب ہٹالیا تو اب یونس علیہ السلام نے یہ شرمندگی محسوس کی کہ میں ان لوگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس بدنامی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے اذن صریح کے بغیر اپنے اجتہاد سے یہ راہ اختیار کر لی کہ اب ان لوگوں میں واپس نہ جائیں (معارف مفتی اعظم)

بنیادی ارکان

تعبیر سورۃ القلم
جو اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ سے اس کو عنایت اور کامیابی اور قضاءت حاصل ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲
جنت کے باغ اور کفار کے دعویٰ کی دلیل مانگی گئی۔ تجلی الٰہی اور کفار پر ذلت کو ذکر فرمایا گیا۔ خدائی قانون مہلت اور صبر کے سلسلہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کفار کی سازشوں کو بے نقاب فرمایا گیا۔

ع ۲ ۱۹ بنیادی ۴

خاصیت: آیت ۵۱، ۵۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾

قیامت! قیامت ہے کیا چیز؟ ول اور تو کیا سمجھا کہ قیامت ہے کیا چیز؟

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑا ڈالنے والی کو۔ تو وہ جو ثمود تھے وہ تو ہلاک کر دیئے گئے

بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾

ایک سخت آواز سے اور وہ جو عاد تھے سو وہ ہلاک کئے گئے ایک زناٹے کی آندھی سے

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا

جو ہاتھوں سے باہر نکلی جاتی تھی کہ اللہ نے اس آندھی کو ان پر تعینات رکھا سات رات

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ

اور آٹھ دن لگا تار تو (اے مخاطب) تو ان لوگوں کو اس آندھی میں ایسے بچھڑے دیکھتا کہ گویا

خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ

وہ کھجوروں کے کھوکھلے بوٹے ہیں۔ تو کیا تو دیکھتا ہے ان میں کوئی بھی بچا ہوا؟ اور مرتکب ہوا

فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾

فرعون اور جو اس سے پہلے تھے۔ اور الٹی ہوئی بستیوں (کے رہنے والے) خطاؤں کے

ول اوپر کی سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کے مجازات کا بیان تھا اس سورت میں مجازاۃ کی تحقیق اور اس کا وقت اور واقعات مذکور ہیں اور ختم پر حقانیت قرآن کا بیان ہے جس سے مجازاۃ کی بھی تقریر و تحقیق ہے کیونکہ قرآن اس پر بھی دال ہے اور صدق دلیل سے صدق مدلول لازم ہے و نیز سورت گذشتہ کے مضمون رسالت سے بھی مناسب ہے۔

اس سورت کا مضمون بھی مکی سورتوں کے مضمون کی طرح عقیدہ توحید اور تحقیق ایمان پر مشتمل ہے، جس میں بالخصوص قیامت اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے اور مجرم و نافرمان قوموں جیسے عاد و ثمود اور قوم لوط و فرعون کی ہلاکت و تباہی کا ذکر ہے، اور ان سب مضامین کو قرآن کریم نے اپنی صداقت اور حقانیت کی اساس کی نوعیت سے پیش کیا، اور یہ واضح فرمایا اہل سعادت و شقاوت کا انجام کیا ہوتا ہے، ساتھ ہی ان لغو اور بیہودہ الزامات و اعتراضات کو بھی رد کیا گیا جو کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے تھے۔

(معارف کاندھلوی)

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾

تو انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کی پیغمبر کی تو اللہ نے بھی ان کو دھر پکڑا بڑی

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا

سخت پکڑ میں جب پانی حد سے بڑھ گیا ہم ہی نے تم کو سوار کرلیا کشتی میں ف۱ تاکہ اس واقعہ کو بنادیں

لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ فَاِذَا نُفِخَ

تمہارے لئے ایک یادگار اور اس کو یاد رکھے کوئی یاد رکھنے والا کان۔ پھر جب

فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ

پھونک ماری جائے گی صور میں ایک پھونک۔ اور اٹھائی جاوے زمین اور

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ

پہاڑ پھر ان کو کوٹ دیا جائے ایک ہی چوٹ سے تو اس روز ہوجائے گی ہونے والی

الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾

(قیامت) ف۲ اور آسمان پھٹ جائے گا تو آسمان اس دن پھسپھسا ہو گا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

اور فرشتے اُس کے کناروں پر ہوں گے اور اٹھائے ہوئے ہوں گے تیرے پروردگار کے عرش کو

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ

اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے) اس دن تم لوگ پیش کئے جاؤ گے نہ چھپا رہے گا

لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

تمہارا کوئی مخفی راز تو جس کو اس کا نامۂ اعمال دیا گیا اس کے داہنے

ف۱ اس سے مراد اس طوفان کا پانی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب کے طور پر بھیجا گیا تھا، اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے، انہیں پانی کی طغیانی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی میں سوار کردیا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ آغاز قیامت:

ابن عساکر نے بحوالہ زیاد بن مخراق بیان کیا ہے کہ حجاج نے حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے دریافت کیا کہ کیا قیامت کا دن دنیا کا دن ہوگا یا اس کا شمار آخرت میں ہوگا عکرمہؒ نے فرمایا کہ اس کا ابتدائی حصہ دنیا کا ہوگا اور آخری حصہ آخرت کا۔ اس بناء پر زمانۂ نفخ صور وہ بھی ہو گا۔ جس میں پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور وہ بھی ہوگا جب سب مرجائیں گے۔ پھر جی اٹھیں گے اور ان کا حساب ہوگا اور آسمان پھٹ جائیں گے اور ستارے ٹوٹ کر پراگندہ ہوجائیں گے اور کچھ لوگ جنت میں اور کچھ دوزخ میں چلے جائیں گے پس آیت مذکورہ میں زمان قیامت کے آغاز کو بیان کیا گیا ہے اور آیت فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ اور خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ الخ میں انتہا قیامت کا اظہار ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ کا قول نقل کیا ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہوجائیں گے اور وہ غبار کفار کے چہروں پر چڑھ جائے گا، اہل ایمان کے چہروں پر نہیں پڑے گا۔ کفار ہی کے چہرے اس روز غبار آلود اور دھواں دار ہوں گے۔

جب صور پھونکا جائے گا اور زمین و کوہ اپنی جگہ سے اٹھا کر توڑ پھوڑ دیئے جائیں گے تو اس وقت دنیا ختم ہوجائے گی اور قیامت آجائے گی۔ (تفسیر مظہری)

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ

ہاتھ میں پس وہ تو کہے گا کہ لیجو پڑھیو میرا نامۂ اعمال میرا تو عقیدہ یہی تھا کہ بلاشبہ

مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ

مجھ کو میرا حساب ملنا ہے سو وہ شخص تو بڑی پسندیدہ زندگانی میں ہوگا۔ بلند

جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہیں (ان سے کہا جائے گا) کہ کھاؤ

هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا

اور پیو رچ سے اس کا صلہ جو تم پہلے بھیج چکے ایام گزشتہ میں۔ ف۱ اور جس شخص کو اس کا

مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ

نامۂ اعمال دیا گیا اس کے بائیں ہاتھ میں تو وہ کہے گا کہ اے کاش مجھ کو نہ ملتا

اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا

میرا نامۂ اعمال اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے! اے کاش

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾

وہی موت کام تمام کرنے والی ہوتی! میرے کچھ بھی کام نہ آیا میرا مال!

هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ

مجھ سے جاتی رہی میری سلطنت (کہا جائے گا کہاے فرشتو) اس کو پکڑو پس اسکے گلے میں طوق ڈالو۔

الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کی

ف۱ نوجوان چرواہا اور خوف آخرت

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جارہے تھے خدام ساتھ تھے' کھانے کا وقت ہوگیا۔ خدام نے دسترخوان بچھایا۔ سب کھانے کیلئے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کی کھانے کی تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں کیسی لوچل رہی ہے۔ جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کررہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا جو سورہ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جنتی لوگوں کو فرمادینگے کلوا واشربوا هنیئا الخ ''کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گزرے ہوئے زمانہ میں (دنیا میں) کیے ہیں''۔ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا کہ ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں' اس کی قیمت بتادو اور لے لو' ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے کہ افطار میں کام دے گا۔ اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میں تو غلام ہوں یہ میرے سرکار کی بکریاں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سردار کو کیا خبر ہوگی اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔ (یعنی وہ پاک پروردگار تو دیکھ رہا ہے جب وہ مالک الملک دیکھ رہا ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا) حضرت ابن عمرؓ تعجب اور مزے سے بار بار فرماتے تھے۔ ایک چرواہا کہتا ہے این

خاصیت: آیت ۲۴'۲۸'۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾

ماپ ستر گز ہے اس کو جکڑ دو! یہ شخص ایمان نہ لاتا تھا؛ خدائے بزرگ پر۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ

اور ترغیب نہیں دیتا تھا فقیر کے کھانا دینے پر تو نہ آج اس کا یہاں کوئی دوست ہے اور نہ کچھ کھانا

الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾

مگر ہاں زخموں کا دھوون ہے۔ یہ کھانا بس گنہگار ہی کھائیں گے

لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِــُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾

تو میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو۔

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا

اور ان چیزوں کی جو تم نہیں دیکھتے کہ بیشک یہ قرآن قول ہے ایک بزرگ پیغامبر کا

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ

اور (یہ) نہیں ہے کسی شاعر کا قول! تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو اور نہ کسی کاہن کا قول ہے!

كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ اتارا ہوا ہے پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

عالم کا اور اگر پیغمبر بنا لاتا ہمارے اوپر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

اس کا داہنا ہاتھ۔ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن کی

اللہ این اللہ (اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ شہر میں واپس تشریف لائے۔ تو اس غلام کے آقا سے اس غلام کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں (درمنثور) یہ اس وقت کے چرواہوں کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

قیامت کی ہولناکی اور ہلاک شدہ اقوام میں سے قوم ثمود و عاد کو ذکر فرمایا گیا۔ دیگر متکبر اقوام کی تباہی طوفان نوح اور آغاز قیامت کی علامات کو ذکر فرمایا گیا۔ نجات کی علامت اور حشر میں مومنین کے اعزاز و اکرام کو ذکر فرمایا گیا اور ناکام ہونیوالے کفار کی حالت و حسرت اور جہنم کے عذاب کو بیان فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۴۰ تا ۴۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ

رگ پھر تم میں کوئی بھی اس کو روک نہ سکتا۔ ف۱ اور بیشک قرآن نصیحت ہے

لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ

پرہیزگاروں کے لئے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض

مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ

جھٹلانے والے ہیں۔ اور بیشک قرآن حسرت ہے کافروں پر اور کچھ شک نہیں

لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

کہ قرآن یقین کرنے کے قابل ہے۔ اب تو تسبیح کرا پنے پروردگار کے نام کی جو سب سے بڑا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ معارج مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

طلب کیا ایک طلب کرنے والے نے ایسا عذاب جو ہونے والا ہے۔ کافروں کو

لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ

جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں کا مالک ہے! ف۲ چڑھیں گے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ

فرشتے اور روح کی جانب اس دن کہ جس کی مقدار پچاس ہزار

ف۱ دل کی رگ کاٹنے سے آدمی مر جاتا ہے تو یہ کنایہ ہے قتل سے اور قاعدہ ہے کہ قتل کے وقت جلاد ایک ہاتھ سے مجرم کا ہاتھ پکڑتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے گردن پر مارتا ہے اور چونکہ داہنے ہاتھ سے قتل کرتا ہے تو مجرم کا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور اس کے بائیں ہاتھ کے مقابل مجرم کا داہنا ہاتھ ہوگا تو وہی مراد ہوگا اور داہنا ہاتھ پکڑنے اور رگ دل کاٹنے سے فنا کرنا مراد ہے خواہ جان کا یا حجت اور دلیل کا پس مطلب یہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کی تائید حجت سے نہیں ہوتی بلکہ یا ہلاک ہوتا ہے یا جھوٹ ظاہر ہو جانے سے رسوا اور ذلیل ہو کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے دل کی رگ کاٹ دی گئی ہو

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ف ۵ قرآن کی سچائی اور پیغمبر کے صدق کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ الحاقہ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کو مار کاٹ کا خوف ہوگا اور وہ حق پر رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۲ ذِى الْمَعَارِجِ اللہ کی صفت ہے یعنی ترقیات والا اللہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے تشریح میں فرمایا درجات والا اللہ۔ میں کہتا ہوں درجات سے مراد ہیں بے کیف قرب الٰہی کے وہ مراتب جن پر انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اولیاء فائز ہوتے ہیں اور قبول کے وہ درجات جہاں تک پاکیزہ کلمات اور نیک اعمال کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔ یا مراد ہیں دار الثواب میں ترقیات اور جنت میں مراتب، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر سو درجات ہیں ہر درجے کا دوسرے درجے سے اتنا فصل ہے (یعنی بلندی) اتنا ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان فردوس کا درجہ سب سے اونچا ہے اسی سے جنت کے چاروں دریا پھوٹ کر نکلتے ہیں۔ اس سے اوپر عرش ہے جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کیا کرو۔ (ترمذی)

خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾

برس ہے ف۱ پس صبر کر اچھی طرح کا صبر! کافر تو

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ

اس دن کو بعید دیکھتے ہیں۔ اور ہم اس کو قریب ہی دیکھ رہے ہیں۔ جس دن

السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾

کہ ہو جائے گا آسمان پگھلے ہوئے تانبے جیسا۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے رنگی ہوئی اون

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ

اور نہ پوچھے گا کوئی دوست کسی دوست کو۔ سب ان کو نظر آجائیں گے ف۲

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ

گنہگار تمنا کرے گا کہ کاش دیدے اس دن کے عذاب سے چھڑوائی

بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ

میں اپنے بیٹوں کو اور اپنی بی بی کو اور اپنے بھائی۔ اور اپنے کنبے کو جس میں رہا کرتا تھا

الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾

ونیز جتنے زمین پر ہیں سب کو! پھر یہ معاوضہ اس کو بچالے۔ کوئی نہیں

كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ

دوزخ تو ایک شعلہ والی آگ ہے منہ کی کھال تک ادھیڑ لینے والی اس کو پکارتی ہے

اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ

جس نے اعراض کیا اور منہ پھیرا۔ اور مال جمع کیا پس سینت کر رکھ چھوڑا۔ ف۳ بیشک آدمی

ف۱ مراد قیامت کا دن ہے کہ اپنی درازی اور سختی سے کفار کو اتنا لمبا محسوس ہو گا اور چونکہ کفر کے مراتب میں تفاوت ہونے کی وجہ سے اس دن کی سختی میں بھی تفاوت ہوگا اس لئے ایک آیۃ میں ہزار سال کی برابر فرمایا تو بعض کافروں کو ہزار سال کی برابر معلوم ہوگا اور کافروں کی تخصیص اس لئے ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کو وہ دن اتنا ہلکا معلوم ہو گا جیسے فرض نماز پڑھ لیتا ہے۔

ف۲ نفسانفسی ہوگی:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ''سب نظر آجاوینگے۔ یعنی دوستی ان کی تکی تھی'' ایک دوسرے کا حال دیکھے گا مگر کچھ مدد و حمایت نہ کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

ہر شخص کو اپنی پڑی ہوگی یا مشاہدہ حال کی وجہ سے دماغ غائب ہو جائے گا۔ چہرہ کا اتار چڑھاؤ اور نیلا پیلا ہونا سوال کرنے ہی نہ دے گا۔ غرض یہ کہ گہرے دوست نظروں کے سامنے ہوں گے مگر ان کے احوال کی پرسش کوئی نہ کر سکے گا۔ بغویؒ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن تمام جن و انس نظروں کے سامنے ہوں گے باپ بھائی عزیز دوست سب کو آدمی آنکھوں کے سامنے دیکھے گا۔ مگر اپنی مصیبت میں ایسا مشغول ہوگا۔ کہ دوسرے کو نہ پوچھ سکے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ مطلب یہ کہ خدا کے اور بندوں کے حقوق کو تلف کیا ہوگا یا اشارہ ہے عقائد اور اخلاق کے خراب ہونے کی طرف اور جہنم کا بلانا حقیقی معنے پر محمول ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ ایسی صفات جہنم میں لے جانے والی ہیں اور اس کافر میں یہ صفات پائے جاتے تھے پھر عذاب سے نجات کیونکر ہو سکتی ہے آگے دوسرے برے افعال کا جو عذاب کا سبب ہیں بیان ہے اور اہل ایمان کو ان سے مستثنیٰ کر کے ان کا ثواب بتلاتے ہیں۔

خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾

پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا! ول جب اس کو مصیبت پہنچتی گھبرا اٹھتا ہے۔

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ

اور جب اس کو بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرتا ہے۔ مگر (وہ لوگ ایسے نہیں کہ)

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ

جو نمازی ہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں اور جس کے مال میں حصّہ

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

ٹھہرا ہوا ہے سائل کا و۲ اور حاجت مند کم سوال کا و۳

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو یقین رکھتے ہیں روز جزا کا اور جو

هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ

اپنے پروردگار کے عذاب سے خائف ہیں۔ بیشک ان کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَّالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

پروردگار کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ہے۔ اور وہ لوگ کہ جو اپنی شرمگاہوں کی

حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں)

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى

سے تو ان پر کچھ ملامت نہیں۔ پھر جو کوئی طلب گار ہو

و۱ اس جگہ انسان سے کافر مراد ہے اور پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیدائش کے وقت سے وہ ایسا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت پر پیدا ہوا ہے کہ وہ اپنے وقت پر پہنچ کر کم ہمت ہو جاتا ہے اور چونکہ اس کم ہمتی میں اسکے اختیار کو بھی دخل ہے اس لئے اس پر مواخذہ ہوگا پس طبعی کم ہمتی مراد نہیں ہے۔ بلکہ جو برے آثار اسکے اختیار سے کم ہمتی پر مرتب ہوتے ہیں وہ مراد ہیں

و۲ اس سے مراد زکوٰۃ اور دوسرے واجب حقوق ہیں۔ ان الفاظ میں یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ دینا غریبوں پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ ان کا حق ہے (توضیح القرآن)

و۳ جو غریب اپنی حاجت ظاہر کردیتے ہیں، انہیں سوالی سے اور جو حاجت مند ہونے کے باوجود اپنی حاجت کسی سے نہیں کہتے، انہیں بے سوالی سے تعبیر کیا گیا ہے (توضیح القرآن)

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱ وَالَّذِيْنَ

اس کے سوائے اور کا تو وہی لوگ حد سے باہر نکلنے والے ہیں ف۱ اور وہ لوگ

هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْنَ

کہ جو اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں

هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝۳۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی

يُحَافِظُوْنَ ۝۳۴ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝۳۵ فَمَالِ

خبر رکھتے ہیں وہی لوگ باغوں میں ہوں گے عزت سے۔ تو کیا ہوگیا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝۳۶ عَنِ الْيَمِيْنِ

کافروں کو کہ تیری طرف دوڑے چلے آتے ہیں دائیں طرف سے

وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝۳۷ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ

اور بائیں طرف سے غول کے غول۔ کیا اس میں سے ہر شخص اس بات کی طمع رکھتا ہے کہ داخل کیا

يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝۳۸ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا

جائے نعمت کے باغ میں۔ ہرگز نہیں! ہم نے ان کو اسی چیز سے پیدا کیا ہے

يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا

جو ان کو معلوم ہے اور میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی بیشک

لَقٰدِرُوْنَ ۝۴۰ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا

ہم ضرور اس بات پر قادر ہیں کہ (ان کے) بدلے ان سے بہتر لاموجود کریں

خلاصہ رکوع ۱

عذاب کے وقوع اور روز قیامت کی مقدار اور اس کی علامات ذکر فرمائی گئیں۔ اس دن مشرکین ومجرمین کی ناکام حسرت کو ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت اور اہل ایمان کی اوصاف ذکر فرمائی گئیں اور انہیں جنت کی بشارت دی گئی۔ ع ۱

ف۱ استمناء بالید کے احکام

اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے استمناء بالید یعنی اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کر لینے کو بھی اس کے عموم میں داخل قرار دے کر حرام قرار دیا ہے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مکروہ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ محشر میں کچھ لوگ ایسے آئیں گے۔ جن کے ہاتھ حاملہ ہوں گے میرا گمان ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرتے ہیں اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم پر عذاب نازل فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے اپنی شرمگاہوں سے کھیلتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ملعون من نکح یدہ" یعنی جو اپنے ہاتھ سے نکاح کرے وہ ملعون ہے سند اس کی ضعیف ہے۔ (معارف القرآن)

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا

اور ہم عاجز نہیں ہیں ف۱ تو ان کو چھوڑ دے کہ باتیں بنائیں اور کھیلیں

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ

یہاں تک کہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے جس دن نکل پڑیں گے

مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ

قبروں سے اس طرح دوڑتے ہوں گے کہ گویا کسی نشانہ پر

يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ ذٰلِكَ

دوڑے چلے جاتے ہیں ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر چڑھی آتی ہوگی ذلت! یہی تو

الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا!

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نوح مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی جانب کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

پہلے کہ ان پر آ نازل ہو دردناک عذاب۔ نوح نے کہا کہ بھائیو

ف۱ اللہ ہر چیز پر قادر ہے:
یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟ کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر کہیں جا سکتے ہیں؟ یا "خَيْرًا مِّنْهُمْ" سے مراد ان ہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو۔ کیونکہ عذاب ہو یا ثواب، دوسری زندگی اس زندگی سے بہرحال اکمل ہوگی یا یہ مطلب ہو کہ ان کفار مکہ کو ہنسی ٹھٹھا کرنے دیجئے، ہم خدمت اسلام کیلئے اس سے بہتر قوم لے آئینگے چنانچہ "قریش" کی جگہ اس نے "انصار مدینہ" کو کھڑا کر دیا۔ اور مکہ والے

خلاصہ رکوع ۲

کفار کو قرآن سے وحشت کی وجہ اور اعزاز کے مدار ایمان کو ذکر فرمایا گیا۔ بعث بعد الموت کے سلسلہ میں خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۲ / ۸

تعبیر سورہ المعارج

اسکو خواب میں پڑھنے والا امن سے اور تاکید کیساتھ فتح مند رہیگا۔ (ابن سیرینؒ)

پھر بھی اس کے قابو سے نکل کر کہیں نہ جا سکے۔ آخر اپنی شرارتوں کے مزے چکھنے پڑے (تنبیہ) مشارق و مغارب کی قسم شاید اس لیے کھائی کہ خدا ہر روز مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے اسکو تمہارا تبدیل کرنا کیا مشکل ہے۔ (تفسیر عثمانی)
یعنی ہم کو قدرت حاصل ہے انکو فنا کر کے ان سے بہتر مخلوق پیدا کر دیں یا اس بات پر قادر ہیں کہ محمد ﷺ کی بات ماننے کیلئے تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئیں جو تم سے بہتر ہوں یعنی انصار۔ اللہ عاجز نہیں ہے:

إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ

میں تم کو صاف طور پر ڈر سناتا ہوں کہ عبادت کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ

اور میرا کہا مانو کہ وہ تم کو بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو مہلت دے

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

ایک وقت مقرر تک۔ ف۱ بیشک اللہ کا ٹھہرا ہوا وعدہ جب آموجود ہوتا ہے مؤخر نہیں ہوتا۔

لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي

کاش تم کو خبر ہوتی۔ نوح نے کہا اے میرے پروردگار میں بلاتا رہا اپنی قوم کو

لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝٦

رات اور دن۔ تو وہ میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے

وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ

اور میں نے جس مرتبہ ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے ٹھونس لیں

فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا

اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں اور اوڑھ لئے اپنے کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور

اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ إِنِّي

پھر میں نے ان کو بلایا پکار کر پھر میں نے ان کو ظاہر بھی

أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا

سمجھایا چپکے سے۔ تو میں نے کہا کہ معافی مانگو اپنے

ف۱ اسلام، ہجرت اور حج گذشتہ گناہ مٹا دیتے ہیں

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک پھیلایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ پھیلا دیا۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا فرمایا عمرو کیا بات ہے میں نے عرض کیا کچھ شرط رکھنی چاہتا ہوں فرمایا شرط بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ شرط بیعت یہ ہے کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔ فرمایا کہ عمرو کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ اسلام گذشتہ گناہ ڈھا دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی پہلے گناہ گرا دیتی ہے۔ اور حج بھی سابق کے گناہ ساقط کر دیتا ہے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ اور بندہ کا حق:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں (ایک سفر میں) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف کجاوہ کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معاذ کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا خدا پر کیا حق ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو پورا علم ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں۔ کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا حق خدا پر یہ ہے کہ وہ غیر مشرک کو عذاب نہ دے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لوگوں کو میں یہ خوشخبری نہ سنا دوں۔ فرمایا کہ لوگوں کو یہ بشارت نہ دو ورنہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ (بخاری و مسلم)

رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

پروردگار سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تم پر بھیج دے گا آسمان سے

مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ

موسلا دھار مینہ ول اور تمہاری مدد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے اور تمہارے لئے

جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ

باغ بنادیگا اور تمہارے لئے نہریں (جاری) کردے گا و۲ تمہیں کیا ہوگیا کیوں نہیں اعتقاد کرتے

لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

اللہ کے وقار کا۔ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا فرمایا طرح طرح سے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کیسے بنائے

خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

اللہ نے سات آسمان اوپر تلے اور بنایا چاند

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ

ان میں اجالا اور بنایا آفتاب کو جلتا ہوا چراغ۔ اور اللہ

اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا

نے تم کو اگایا زمین سے جما کر۔ پھر تم کو لوٹا کر

وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

اسی زمین میں لے جاوے گا اور تم کو باہر نکالے گا۔ اور اللہ نے بنا دی تمہارے لئے زمین

بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ

بچھونا تاکہ چلو اس کے کشادہ راستوں میں۔ نوح نے عرض کیا

ول ابن سبیح کہتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے قحط سالی کی شکایت کی' آپ نے اسے فرمایا ''استغفر اللہ'' اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو' ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' تیسرا آدمی آیا اس نے اولاد نرینہ کیلئے درخواست کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' ایک اور آدمی آیا اس نے عرض کیا کہ میرا باغ خشک ہوگیا پھل نہیں دیا' اسے بھی یہی جواب دیا ہم نے کہا کہ مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کا ایک ہی جواب دیا۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں فرمایا ہے۔

و۲ ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ اکثر طبائع میں دنیوی منافع کی طلب زیادہ ہے پس اس کو ترغیب میں زیادہ دخل ہے چنانچہ درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بسا اوقات ایمان و استغفار پر یہ دنیوی منافع ظاہر اور مرتب نہیں ہوتے بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص ان ہی لوگوں کے لئے ہوگا اور اگر عام بھی ہو تو قاعدہ ہے کہ وعدہ کی چیز سے افضل کوئی چیز مل جانا یہ بھی وعدہ پورا ہونا ہی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

نوح علیہ السلام کی دعوت ایمان قوم کی لاپرواہی پر پیغمبر کی دعا استغفار کی برکات انسانی تخلیق اور چاند سورج کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۰' ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

کہ اے میرے پروردگار انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے کا کہا مانا جس کے

وَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا

حق میں اس کے مال اور اس کی اولاد نے نقصان ہی بڑھایا اور انہوں نے

لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ

فریب کیا بڑا فریب۔ اور کہا کہ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو ۱ اور ہرگز نہ چھوڑنا ود

وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ

کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو ۲ اور کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بہتیروں کو

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓــٰٔتِهِمْ

گمراہ کر دیا اور (بارالہا) کچھ نہ بڑھا ستمگاروں کے حق میں گمراہی کے سوائے اپنی ہی خطاؤں کے باعث

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

وہ غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں داخل کر دیئے گئے تو انہوں نے نہ پائے اپنے لئے

اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

اللہ کے سوائے مددگار۔ اور نوح نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار نہ چھوڑ روئے زمین پر

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا

کافروں کا ایک بھی بسنے والا گھر۔ بیشک اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ بہکائیں گے تیرے بندوں کو

عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اور جو جنیں گے وہ بدکار کافر ہی ہو گا اے میرے پروردگار! بخش دے

۱ بغوی نے محمد بن کعب ؓ کا قول لکھا ہے کہ یہ تمام نام ان نیک لوگوں کے تھے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان گذرے تھے۔ جب وہ مر گئے تو انکی اتباع میں ان کے ساتھی ویسے ہی عبادت میں مشغول رہے جیسے پہلے تھے مگر ان کو عبادت کا ذریعہ بنالیا پھر شیطان نے ان کو بہکایا اور ترغیب دی کہ ان کی مورتیاں بنالیں مورتیوں کے سامنے ہونے سے عبادت میں چستی پیدا ہو گی۔ اور شوق بڑھے گا، انہوں نے شیطانی اغواء کو مان لیا اور مورتیاں بنالیں پھر ان کے بعد دوسری نسل آئی تو شیطان نے ان سے کہا کہ تمہارے باپ دادا ان مورتیوں کی پوجا کرتے تھے تم بھی کرو۔ وہ بہکاوے میں آ گئے مورتی پوجا کا آغاز اسی طرح ہو گیا پھر ان مورتیوں ہی کے مذکورہ بالا نام رکھ لیے۔ (تفسیر مظہری)

۲ علامہ عبد الشکور سالمی نے اپنی کتاب التمہید میں بیان کیا ہے کہ شرک اور کفر کی ابتداء حضرت اخنوع علیہ السلام جن کو ادریس علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے کے زمانہ میں ہوئی اس سے قبل کل دنیا دین واحد اور توحید پر قائم تھی جزوی طور پر معصیت اور نافرمانی کا ارتکاب تو آدم کے بیٹے قابیل نے ہی کیا تھا۔ کہ ہابیل کو قتل کیا لیکن یہ نوعیت کفر و شرک کی نہ تھی بلکہ ارتکاب معصیت اور نافرمانی کی تھی۔ شرک کا آغاز حضرت ادریس یا اخنوع کے بعد سے حضرت نوح علیہ السلام تک کے زمانہ میں ہوا حضرت نوح علیہ السلام اس وقت مبعوث ہوئے جبکہ دنیا شرک میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اسی کے باعث حضرت نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہا گیا ہے کہ شرک کا مقابلہ کرنے کیلئے دنیا میں پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔ (معارف کاندھلوی)

وَّلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص میرے گھر میں آئے ایمان لا کر اس کو اور تمام با ایمان

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ۧ۲۸

مردوں اور با ایمان عورتوں کو۔ اور ظالموں پر بربادی ہی بڑھاتا رہ۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا

کہہ دے کہ میری جانب وحی کی گئی ہے (مجھے قرآن پڑھتے) سن گئے چند جنات۔ ۱ پھر کہا

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا

کہ ہم نے سنا ہے ایک عجیب قرآن۔ جو نیک راہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔

بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

اور ہم ہرگز نہ شریک ٹھہرائیں گے اپنے پروردگار کا کسی کو۔ اور یہ (کہا) کہ بڑی اونچی شان ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ

ہمارے پروردگار کی نہ اس نے جورو بنائی اور نہ بیٹا اور ہم میں بیوقوف لوگ

سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ

اللہ پر جھوٹ افترا کیا کرتے تھے۔ اور ہمارا خیال تو یہ تھا کہ ہرگز نہ بولیں گے

تعبیر سورہ نوح

اس کو خواب میں پڑھنے والا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں میں سے ہوگا۔ اور دشمنوں پر مظفر و منصور رہے گا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ع ۲ — ۸ — ۱۰

خلاصہ رکوع ۲

پیغمبر کی دعوت کے ردعمل میں مالداروں کا کردار نوح علیہ السلام کی قوم کیلئے بددعا ذکر کی گئی۔

۱ جنات کی حقیقت:

جنات مخلوقاتِ الٰہیہ میں ایک ایسی مخلوق کا نام ہے جو ذی اجسام بھی ہے اور ذی روح بھی۔ اور انسان کی طرح عقل و شعور والے بھی مگر لوگوں کی نظروں سے مخفی ہیں اس لیے ان کا نام جن رکھا گیا جن کے لفظی معنی مخفی کے ہیں ان کی تخلیق کا غالب مادہ آگ ہے جیسے انسان کی تخلیق کا غالب مادہ مٹی ہے اس نوع میں بھی انسان کی طرح نر و مادہ یعنی مرد و عورت ہے اور انسان ہی کی طرح ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن میں جن کو شیاطین کہا گیا ہے وہ بھی جنات ہی میں سے شریر لوگوں کا نام ہے جنات اور فرشتوں کا وجود قرآن و سنت کی قطعی دلالت سے ثابت ہے جس کا انکار کفر ہے۔ (تفسیر مظہری)

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

انسان اور جنات اللہ پر کوئی جھوٹی بات۔ ف۱ اور بہتیرے مرد بنی آدم میں سے

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

پناہ پکڑا کرتے تھے جنات میں سے کتنے ہی مردوں کی۔ تو ان آدمیوں نے

رَهَقًا ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ

جنات کا غرور ہی زیادہ کیا اور ان آدمیوں کو بھی ایسا ہی خیال تھا جیسا تمہارا خیال تھا کہ اللہ

اَحَدًا ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا

ہرگز نہ اٹھائے گا کسی کو اور ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو تو اس کو پایا کہ بھرا ہوا ہے

شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور ہم جا بیٹھا کرتے تھے آسمان کے بہت سے ٹھکانوں میں

لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾

سننے کے لئے تو جو کوئی اب سننے کا قصد کرے اپنے لئے پائے ایک انگارہ تاک لگائے ہوئے ف۲

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ

اور ہم نہیں جانتے کہ کچھ برائی منظور ہے زمین کے رہنے والوں پر یا

اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ارادہ فرمایا ہے ان کے حق میں اس کے پروردگار نے بھلائی کا۔ اور کچھ تو ہم میں سے نیک ہیں

وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ

اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ ہم کئی مختلف فرقے ہیں اور ہم نے جان لیا کہ

ف۱ کیونکہ بڑی بے باکی کی بات ہے اس میں وجہ اپنے مشرک ہونے کی بیان کی کہ چونکہ اکثر جن وانس شرک کرتے تھے ہم سمجھے کہ خدا کی شان میں اتنے لوگوں نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا بس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا حالانکہ نہ مطلق اتفاق حجت ہے اور نہ ہر اتفاق کا اتباع عذر ہے اور یہ شرک مذکور تو عام شرک تھا اور ایک شرک خاص تھا بعضے آدمیوں کے ساتھ جس سے جنات کا کفر اور بڑھ گیا تھا۔

ف۲ مطلب یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے رسالت دی ہے اور شبہ دور کرنے کے لئے کہانت کا دروازہ بند کر دیا ہے تاکہ کوئی جن آسمان سے قرآن کی آیتوں کو سن کر کاہنوں تک نہ پہنچا دے پھر وہ قرآن کے مقابلہ میں اس کو پیش کر دیں اور اس دروازہ کا بند ہونا ہی سبب ہوا ان جنات کے پہنچنے کا آپ کی خدمت میں۔

اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا

ہم نہ ہرا سکتے ہیں اللہ کو زمین میں۔ اور نہ اس کو ہرا سکتے ہیں بھاگ کر۔ اور ہم نے

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

جب راہ کی بات سنی ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو شخص ایمان لائے گا اپنے پروردگار پر

فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ

تو وہ نہ کسی نقصان کا خوف کرے گا اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض تو فرمانبردار ہیں

وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾

اور بعض گنہگار! پس جو فرمانبردار بنے تو انہوں نے راہِ راست کا قصد کیا۔

وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

اور جو گنہگار ہیں سو وہ دوزخ کے ایندھن ہوئے ؎۱ اور اے محمد کہہ دے کہ میری جانب یہ بھی وحی آئی

عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِؕ

ہے کہ اگر یہ لوگ سیدھے رستہ پر قائم رہتے تو ہم ضرور ان کو سیراب کرتے بکثرت پانی سے تا کہ

وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

اس میں ان کا امتحان کریں اور جو منہ موڑے اپنے پروردگار کی یاد سے وہ اس کو داخل کرے گا سخت

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ اَنَّهٗ

عذاب میں۔ اور یہ کہ مسجدیں تو اللہ ہی کیلئے ہیں پس نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ؎۲ اور یہ کہ جب

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾

کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اللہ کی عبادت کرے کہہ دے کہ بس میں تو اپنے پروردگار ہی

؎۱ جریرؒ نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں کھائیں گے پئیں گے ابو الشیخ نے ایک حدیث بیان کی ہے اور نقاش نے اس کو اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے۔ ابو الشیخ سے پوچھا گیا، کیا جنت کی نعمتوں سے بھی بہرہ اندوز ہوں گے شیخ نے جواب یا کہ اللہ جنات کے دل میں تسبیح اور ذکر بطور الہام پیدا کردے گا وہ اس تسبیح اور ذکر میں وہ لذت محسوس کریں گے جو جنت کی نعمتوں سے انسانوں کو حاصل ہوگی۔ گویا ابو الشیخ نے مؤمن جنات کو ملائکہ کی صف میں داخل کر دیا۔ ابن المنذر نے کہا کہ میں نے حمزہ بن حبیب سے پوچھا کیا جنات کو ثواب ملے گا حمزہ نے کہا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ پس انسی حوریں انسانوں کے لئے ہوں گی اور جنی حوریں جنات کے لئے (یعنی انسانوں کے مناسب حوریں انسانوں کیلئے اور جنات کے مناسب حوریں جنات کیلئے) ابو الشیخ نے باسناد ضحاک حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ مخلوق کے تین گروہ ہوں گے ایک گروہ پورا جنت میں ہے دوسرا گروہ دوزخ میں۔ اول گروہ ملائکہ کا ہے اور دوسرا گروہ شیطانوں کا۔ تیسرا گروہ (کچھ) جنت میں ہوگا اور کچھ دوزخ میں یہ جنات اور انسانوں کا گروہ ہوگا ان کیلئے عذاب بھی ہے اور ثواب بھی۔

؎۲ غیر اللہ کیلئے سجدہ حرام ہے

مسئلہ: باجماع امت غیر اللہ کیلئے سجدہ حرام ہے اور بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۹ / ۱۱ جماعت جن کا ایمان لانا اور حقائق کا انکشاف ذکر فرمایا گیا۔ جنوں کے دو گروہ اور انسان و جن کی آزمائش کو ذکر فرمایا گیا۔ مساجد کی خصوصیت۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّیْ

کی عبادت کرتا ہوں اور اس کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ کہہ دے نہ میرے

لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ

اختیار میں تم کو ضرر پہنچانا ہے اور نہ راہ راست پر لے آنا کہہ دے کہ مجھ کو ہرگز نہ پناہ دے گا

مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ ۙ

اللہ کے عذاب سے کوئی شخص۔ اور ہرگز نہ پاؤں گا اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ۔ ف۱

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ

لیکن (میں اپنا فرض منصبی ادا کرتا ہوں) خبر پہنچانا اللہ کی طرف سے اور پیغام (سنانے) ف۲ اور جو شخص

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ ؕ

نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی تو بیشک اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ

حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ

وہیں رہیں گے (یہ کافر تو غفلت ہی میں رہیں گے) یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جس کا ان سے

نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا

وعدہ کیا جاتا ہے اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور شمار میں کم ہیں۔ کہہ دے

تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا

میں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یا مقرر کرے گا اس کے لئے میرا

یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ

پروردگار کوئی میعاد وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرما

ف۱ سبب نزول

گویا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا جو کفار میرے کام کو تباہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جب وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم پر عذاب لے آ۔ یا کفار کہتے ہیں اب اس کام سے باز آ جا ہم تجھے اپنی پناہ میں لیتے ہیں تو میں ان کے جواب میں کیا کہوں (اس جواب کو بتانے کے لئے اللہ نے یہ دونوں جملے نازل فرمائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلا جملہ سوال محذوف کا جواب ہو گویا جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار اور ملاقات کا جنات کی طرف سے اشتیاق ملاحظہ کیا تو سوال کیا کہ میں ان سے کیا کہوں وجہ یہ تھی کہ سب کا انتہائی شوق کے زیر اثر ہجوم کر آنا اس بات کی دلیل تھا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان و نفع کا مالک خیال کرتے تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلا جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کو ظاہر کرنے کے لئے اور دوسرا جملہ اس کے مضمون کی تاکید کے لئے لایا گیا ہو۔ ابن جریر نے حضرمی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جنات کے کسی سردار نے اپنے گروہ سے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پناہ عطا کریں اس لئے میں انکو اپنی پناہ میں لیتا ہوں اس پر آیت قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ الخ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ باقی نفع اور ضرر میرے قبضہ میں نہیں نہ یہ نبوت کے واسطے لازم ہے اور بلاغ اور رسالت میں فرق یہ ہے کہ بلاغ کسی ایک حکم کے عام طور پر پہنچانے کو بولتے ہیں اور رسالت تمام احکام کے متعلق پہنچانے کو کہتے ہیں چاہے خاص خاص لوگوں کو ہی پہنچا دیا جائے اس لئے دونوں کو جمع کر دیا کہ نبی کے ذمہ تمام احکام کو عام طور پر پہنچانا واجب ہے۔

رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ

لیا کسی رسول کو تو اللہ چلاتا ہے اس کے آگے اور اس کے پیچھے چوکیدار وا تاکہ

رَصَدًاۙ۝۲۷ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ

جان لے کہ بیشک انہوں نے پہنچا دیئے اپنے پروردگار کے پیغام اور اس نے گھیر رکھا ہے

بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا۠ ۝۲۸

جو کچھ ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی!

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ عِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مزمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝۱ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًاۙ۝۲ نِّصْفَهٗۤ

اے چادر اوڑھنے والے۔ کھڑا رہا کر رات کو مگر کسی رات (نہ ہو تو معاف ہے)

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًاۙ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

آدھی رات تک کھڑا رہا کر یا اس میں سے کچھ کم کرلے۔ (یا آدھی سے) کچھ بڑھا دیا کر

تَرْتِیْلًاؕ۝۴ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝۵ اِنَّ نَاشِئَةَ

اور ٹھہرا ٹھہرا کر قرآن پڑھا کر صاف۔ ہم عنقریب ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری فرمان بیشک رات

الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًاؕ۝۶ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ

کا اٹھنا خوب نفس کچلتا ہے اور اس وقت دعا بھی ٹھیک ادا ہوتی ہے۔ تجھ کو دن میں تو بڑا

ف۱ مسئلہ: بعض ناواقف غیب اور انبیاء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے اس لئے وہ انبیاء اور خصوصاً خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب' ہر ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اگر کوئی شخص اپنا خفیہ راز کسی اپنے دوست کو بتلا دے جو اور کسی کے علم میں نہ ہو تو اس سے دنیا میں کوئی بھی اس دوست کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو ہزاروں غیب کی چیزوں کا بذریعہ وحی بتلا دینا ان کو عالم الغیب نہیں بنا دیتا خوب سمجھ لیا جائے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

خدائی صفات اور پیغمبرانہ ذمہ داری کو بیان فرما کر نافرمانوں کیلئے سزا کو ذکر کیا گیا۔ پیغمبر کے علوم اور خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ ۲ ع ۹ ۱۲

تعبیر سورہ جن

اس کو خواب میں پڑھنے والا جنات سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ۱ تا ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سَبۡحًا طَوِيۡلًا ؕ﴿۷﴾ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ

مشغلہ رہتا ہے ﴿۱﴾ اور اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے الگ ہو کر

تَبۡتِيۡلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اسی کی طرف متوجہ ہو جا۔ مالک ہے مشرق اور مغرب کا کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو

فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا ﴿۹﴾ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ

اسی کو کار ساز بنا۔ اور ان باتوں پر صبر کر جو (کافر) کہتے ہیں اور ان کو چھوڑ

هَجۡرًا جَمِيۡلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ

اچھے طریقہ سے چھوڑنا۔ اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والے خوشحال (کافروں) کو

وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا

اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے۔ بیشک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ۔ اور ایسا کھانا

ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۳﴾ قف يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ

جو گلے میں اٹکے اور دردناک عذاب! جس دن کانپ اٹھے زمین اور پہاڑ

وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ

اور ہو جائیں پہاڑ بھر بھرا ریت۔ ہم نے بھیجا ہے تمہاری جانب

رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ

پیغمبر تم پر گواہی دینے والا جس طرح بھیجا تھا فرعون کی جانب

رَسُوۡلًا ؕ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا

پیغمبر تو کہا نہ مانا فرعون نے پیغمبر کا پس ہم نے اس کو دھر پکڑا وبال کی پکڑ۔

﴿۱﴾ نماز شب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو ہمارا رب نچلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے کہ مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں کوئی ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں عطا کروں کوئی ہے کہ مجھ سے مغفرت کا طالب ہو اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ پھر اللہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے کوئی ایسی ہستی کو قرض دینے والا ہے جو نہ مفلس ہے نہ حق تلفی کرنے والا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے رات میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر ٹھیک اس ساعت میں کوئی مسلمان دنیا اور آخرت کی بھلائی کا خدا سے خواستگار ہوتا ہے تو اللہ اس کو ضرور ہی عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز تھی اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا۔ داؤد علیہ السلام آدھی رات سو جاتے تھے پھر اٹھ کر ایک تہائی رات میں نماز پڑھتے تھے پھر رات کے چھٹے حصہ میں سو رہتے تھے ایک دن روزہ رکھتے ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز شب کا التزام کرو یہ تم سے پہلے گزرے ہوئے صالحین کا طریقہ ہے۔ رب کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے گناہوں کو ساقط کرنے والا اور خطاؤں سے روکنے والا ہے۔ (ترمذی)

وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ

تو اگر تم کفر کرو گے تو کیوں کر بچو گے اس دن سے جو بچوں کو

الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ

بوڑھا کر ڈالے گا ؋۱ آسمان اس دن پھٹ جانے والا ہے اس کا وعدہ

مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى

ہو کر رہے گا کچھ شک نہیں یہ تو نصیحت ہے تو جو چاہے رستہ پکڑے

رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى

اپنے پروردگار کی جانب۔ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو کھڑا رہتا ہے قریب

مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ

دو تہائی رات کے اور آدھی رات اور تہائی رات اور نیز

الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ

کچھ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں (وہ بھی اسی قدر کھڑے رہتے ہیں)

اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ

اور اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے رات کا اور دن کا۔ اس نے جان لیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے

مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ

تم پر رحم فرمایا تو پڑھو جس قدر قرآن آسانی سے پڑھ سکو ؋۲ اللہ نے معلوم کیا کہ تم میں سے

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

بعض بیمار پڑیں گے اور کتنے ہی لوگ سفر کریں گے ملک میں اور چاہتے ہوں گے اللہ کا

؋۱ بچے بوڑھے ہوجائیں گے: حضرت ابو سعید خدری ﷺ کی مرفوع روایت ہے کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا آدمؑ! حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے حاضر ہوں دست بستہ حاضر ہوں ہر بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اللہ فرمائے گا کہ دوزخ کا حصہ الگ کرلو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے، دوزخ کا کتنا حصہ اللہ فرمائے گا نوسو ننانوے فی ہزار اس وقت (ایسا ہول ہوگا کہ) بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حمل والی کو اسقاط ہوجائے گا (یا بچے بوڑھے ہوجائیں اور ہر حمل والی کو اسقاط ہوجائے)۔

اور تم لوگوں کو نشہ میں خیال کرو گے، حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۹ / ۱۳ حضور علیہ السلام کو تہجد، ترتیل قرآن، ذکر اللہ، صبر کی تلقین فرمائی گئی اور منکرین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ قوم فرعون اور ان کا عذاب ذکر فرما کر منکرین کو ڈرایا گیا۔

؋۲ مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور یہ امر ندب کے لئے ہے مطلب یہ کہ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی اب جس قدر وقت آسان ہو بطور مستحب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو۔

فَضۡلِ اللّٰہِ ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۫ۖ

فضل (یعنی معاش) اور کتنے لوگ لڑتے ہوں گے اللہ کی راہ میں

فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنۡہُ ۙ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا

تو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّکٰوۃَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا

زکوٰۃ اور اللہ کو قرض دو قرض حسن اور جو تم آگے بھیج دو گے

لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُوَ خَیۡرًا

اپنے لئے کوئی عمل نیک تو اس کو پاؤ گے اللہ کے ہاں کہ وہ بہتر

وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۰﴾

اور بہت بڑا ہے اجر میں اور مغفرت طلب کرو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡمُدَّثِّرِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ سِتٌّ وَّ خَمۡسُوۡنَ اٰیَۃً وَّ فِیۡہَا رُکُوۡعَانِ

سورہ مدثر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

یٰۤاَیُّہَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرۡ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ ثِیَابَکَ

اے لحاف میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو (لوگوں کو ڈرا) ف۱ اور اپنے پروردگار کی بڑائی

فَطَہِّرۡ ۪ۙ﴿۴﴾ وَ الرُّجۡزَ فَاہۡجُرۡ ۪ۙ﴿۵﴾ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾

بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی سے دور رہ۔ اور اس نیت سے احسان نہ کر کہ زیادہ

تعبیر سورہ مزمل

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی سیرت اچھی ہوگی اور وہ صابر رہے گا۔ (ابن سیرین)

ف۱ اس سورت میں اصل مقصود ڈرانا ہے اور تبعاً حضور کو تسلی بھی ہے تفسیر سے پہلے بعض واقعات لکھے جاتے ہیں جن کی طرف آیات میں اشارہ ہے۔

واقعہ اول: احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقراء کے شروع کی آیتیں نازل ہو کر بعض حکمتوں سے چند سے وحی نازل نہ ہوئی پھر ایک جنگل میں آپ کو ایک آواز سنائی دی اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام ایک تخت پر درمیان زمین و آسمان کے بیٹھے ہیں آپ ہیبت سے گھبرا کر لوٹ آئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے اس پر اول کی آیتیں نازل ہوئیں لفظ مدثر اسی کی طرف اشارہ ہے اور یہ آیتیں شروع شروع نبوت کی ہیں اور بقیہ سورۃ کا بعد میں نزول ہوا ہے اور اتقان سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل کے بعد نزول ہوا ہے یعنی بقیہ کا

واقعہ ثانی: ولید بن مغیرہ کافر بڑا مالدار تھا اور اس کے دس بیٹے تھے جو اس کے پاس رہتے تھے اور بوجہ فراغت معاش کے ان کو تلاش معاش کے لئے کہیں جانا نہ پڑتا تھا وہ ایک بار حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور وہ کسی قدر متاثر ہوا مگر ابو جہل نے اس کو ورغلایا اور قریش میں تذکرہ ہوا کہ اگر ولید مسلمان ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی غرض سب جمع ہوئے اور

خلاصہ رکوع ۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی تہجد اور تہجد کی فرضیت کی منسوخی ذکر فرمائی گئی۔ احکام کے مطابق خرچ کرنیکی فضیلت اور استغفار کا حکم فرمایا گیا۔

ع ۲ / ۱۴

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ

معاوضہ چاہے۔ اور اپنے اللہ واسطے صبر کر پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ وقت

يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝١٠

اس روز ایک کٹھن روز ہو گا کافروں پر نہ آسان چھوڑ دے ف۱

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝١١ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا

مجھ کو اور اس (نابکار) کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور اس کو عطا کیا بہت سا مال۔

مَّمْدُوْدًا ۝١٢ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝١٣ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝١٤

اور بیٹے (مجالس میں) بیٹھنے والے۔ اور اس کے لئے (ہرطرح کا سامان) مہیا کر دیا

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝١٥ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝١٦

پھر طمع کرتا ہے کہ اور دوں۔ نہیں نہیں۔ وہ توہماری آیتوں کا مخالف ہے۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝١٧ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝١٨ فَقُتِلَ كَيْفَ

عنقریب میں اس کو چڑھاؤں گا صعود (پہاڑ) پر اس نے سوچا اور اندازہ کیا۔ تو وہ مارا

قَدَّرَ ۝١٩ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝٢٠ ثُمَّ نَظَرَ ۝٢١ ثُمَّ عَبَسَ

جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا۔ پھر مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا۔ پھر نگاہ کی۔ پھر تیوری چڑھائی

وَبَسَرَ ۝٢٢ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝٢٣ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اور برا سامنہ بنایا پھر پشت پھیری اور تکبر کیا۔ پھر بولا یہ (قرآن) تو بس جادو ہی کہ (جادو

سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝٢٤ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝٢٥ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝٢٦

گروں سے) نقل کیا جاتا ہے۔ یہ (قرآن) تو کسی بشر کا کہا ہوا ہے میں عنقریب اس کو دوزخ میں

آپ کے بارہ میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا آپ شاعر ہیں کسی نے کہا آپ کاہن ہیں ولید نے کہا میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت لوگوں نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہا کہ سوچ لوں چنانچہ سوچ ساچ کر کہنے لگا کہ مجھ کو تو ساحر معلوم ہوتا ہے جس کا معنیٰ تفریق بین الاحبہ ہے جو شروع منزل میں مذکور ہوا اور اس کے قبل یہ بھی کہہ چکا تھا کہ یہ ساحر بھی نہیں اور مجنون نہ کلام بھی نہیں اور یہ کلام اللہ ہے مگر محض اپنی برادری کو خوش کرنے کو اب یہ بات بنائی۔

ف۱ خوف آخرت سے روح پرواز کرنا

امام ترمذی نے بھی بہز بن حکیم کے حوالہ سے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زرارہؓ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب اس آیت پر پہنچا۔ "فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر" جس دن صور پھونکا جائے گا پس وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ وہ غش کھا کر گرے جب ہم نے اٹھایا تو انکی روح پرواز کر چکی تھی۔ (سنن ترمذی جلد۱)

خاصیت: آیت ۸تا۱۰' ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ

ڈالوں گا۔ تو کیا سمجھا کہ دوزخ ہے کیا؟ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔

لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ

جھلس دینے والی تن بدن کو اس پر انیس (فرشتے تعینات) ہیں۔ اور ہم نے

النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً

جو دوزخ کے مؤکل مقرر کیے ہیں وہ فرشتے ہی ہیں۔ اور ان کی گنتی بس ایک بلا بنائی ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ

کافروں کے حق میں تاکہ وہ لوگ تو یقین کر لیں جن کو کتاب دی گئی ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور جو مسلمان ہیں ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور شبہ نہ لائیں اہل کتاب

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور مسلمان اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ

اور کافر کہ اللہ کی کیا غرض ہے اس مثال سے؟ ف۱ اسی طرح اللہ

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا

گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور کوئی نہیں

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ع

جانتا تیرے پروردگار کے لشکروں کو مگر وہ خود ہی۔ اور یہ تو ایک نصیحت ہے بنی آدم کے لئے۔ سچ تو یہ ہے قسم ہے چاند کی۔

ف۱ اہل کتاب کے یقین کی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ ان کی کتاب میں بھی یہ عدد لکھا ہو تو وہ فوراً مان لیں گے اور اگر اُن کی کتابوں میں یہ عدد نہ ہو تو ممکن ہے کہ کتابوں کے ضائع ہونے سے ضائع ہوگیا ہو اور دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے دوسرے بہت سی باتیں جن کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے ان کی کتابوں میں بھی موجود تھیں تو ان کے پاس کوئی وجہ انکار کی نہیں اور اہل ایمان کے ایمان بڑھنے کی بھی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ اہل کتاب کے مان لینے کو دیکھ کر ان کا ایمان قوی ہو کہ آپ باوجود اہل کتاب سے نہ ملنے کی پہلی وحی کے مطابق خبر دیتے ہیں تو ضرور نبی برحق ہیں دوسرے یہ کہ جب کوئی نیا مضمون نازل ہوتا تھا مسلمان اس پر ایمان لاتے تھے تو ایک مضمون ایمان میں اور بڑھ گیا پس ایمان کی مقدار اور بڑھ گئی۔

خلاصہ رکوع ۱

طہارت کا حکم اور علامات قیامت کا ذکر کیا گیا کفار میں سے ولید بن مغیرہ کے تاثرات اور اس کا زوال ذکر فرمایا گیا۔ عذاب جہنم کی ہولناکی ذکر کی گئی۔

ع ۱ ۱۵

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝٣٢ وَالَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝٣٣ وَالصُّبْحِ إِذَآ أَسْفَرَ ۝٣٤

اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب روشن ہو کہ دوزخ

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝٣٥ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝٣٦ لِمَن شَآءَ مِنكُمْ

بڑی چیزوں میں سے ایک (بڑی چیز ہے) ڈرانے والی ہے بنی آدم کو۔

أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝٣٧ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝٣٨

اس شخص کو جو تم میں سے چاہے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۱ ہر شخص اپنے کئے ہوئے میں

إِلَّآ أَصْحَٰبَ الْيَمِينِ ۝٣٩ فِى جَنَّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ ۝٤٠ عَنِ

پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہوں گے پوچھتے ہوں گے

الْمُجْرِمِينَ ۝٤١ مَا سَلَكَكُمْ فِى سَقَرَ ۝٤٢ قَالُوا۟ لَمْ نَكُ مِنَ

گنہگاروں سے کہ کون چیز تم کو لے گئی دوزخ میں؟ وہ کہیں گے کہ نہ تو ہم

الْمُصَلِّينَ ۝٤٣ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝٤٤ وَكُنَّا نَخُوضُ

نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم فقیر کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بحث کیا کرتے تھے

مَعَ الْخَآئِضِينَ ۝٤٥ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝٤٦ حَتَّىٰٓ

بحث کرنے والوں کے ساتھ اور ہم جھٹلایا کرتے تھے روز جزا کو یہاں تک کہ

أَتَىٰنَا الْيَقِينُ ۝٤٧ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَٰعَةُ الشَّٰفِعِينَ ۝٤٨

ہم کو موت آ گئی تو ان کے کام نہ آئے گی سفارش کرنے والوں کی سفارش۔ ف۲

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝٤٩ كَأَنَّهُمْ

پس ان کو کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ گدھے ہیں

ف۱ آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہر حال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں بڑے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب و نتائج قیامت میں ظاہر ہونگے۔ اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے چنانچہ چاند کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشوونما اور اضمحلال وفنا کا۔ اسی طرح اس عالم دنیا کو عالم آخرت کے ساتھ حقائق کے اختفاء و انکشاف میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ۔ گویا اس عالم کا ختم ہو جانا رات کے گزرنے اور اس عالم کا ظہور نور صبح کے پھیل جانے کے مشابہ ہے واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۱۶

ف۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا آخر میرا رب ندا دیگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو اب خوش ہوگیا۔ میں عرض کروں گا جی ہاں! میرے رب میں راضی ہوں۔ (بزار، طبرانی، ابونعیم)

عالم کی شفاعت:

حضرت عثمان بن عفانؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ (قیامت کے دن) عالم اور عابد کو لایا جائے گا عابد سے کہا جائے گا تو جنت میں چلا جا اور عالم سے کہا جائے گا تو شفاعت کے لئے ٹھہرا رہ۔ (اصبہانی)

خاصیت: آیت ۳۸ تا ۴۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ

بد کے ہوئے کہ بھاگے ہیں شیر سے۔ بلکہ چاہتا ہے

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا

ان میں سے ہر شخص کہ اس کو دیئے جائیں صحیفے کھلے ہوئے۔ نہیں نہیں۔

بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ

بلکہ یہ آخرت سے ڈرتے نہیں۔ نہیں نہیں یہ قرآن تو نصیحت ہے پس جو کوئی

شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ

چاہے اس کو یاد کرے۔ اور وہ یاد ہی نہیں کر سکتے بے مشیت الٰہی۔ اسی کی شان ہے

أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

کہ اس سے ڈرنا چاہیئے اور وہی بخشنے کے لائق ہے۔ ؁

سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُونَ آيَةً فِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ قیامہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی (کہ سب لوگ قیامت کے روز زندہ ہوں

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَادِرِينَ

گے) کیا انسان ایسا خیال کرتا ہے کہ ہم جمع نہ کریں گے ان کی ہڈیوں کو؟ ہاں ضرور کریں گے ہم اس بات پر قادر ہیں

تعبیر سورہ مدثر

جس نے اس کو خواب میں پڑھا وہ رزق کی تنگی میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے اس تنگی کو دور فرما دے گا۔ (ابن سیرین)

وا مسند احمد میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں اسکا حق دار ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، اور میرے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرایا جائے جو میرے ساتھ شریک بنانے سے بچ گیا، تو وہ میری بخشش کا مستحق ہو گیا۔ ابن ماجہ، اور نسائی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن غریب کہتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۲

اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ ذکر کر کے بتایا گیا کہ کفار کیلئے کوئی سفارش نہ ہوگی۔ قرآن کا نصیحت اور تقویٰ کا مغفرت کا سبب ہونا ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۴ تا ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ درست کر دیں اس کے پوروے۔ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ نافرمانی کرتا رہے

اَمَامَهٗ ۝٥ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧

اپنے اگلے (زمانہ میں) بھی پوچھتا ہے کہ کب ہوگا روز قیامت؟ ف۱ تو جب آنکھیں پتھرا جائیں

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُوْلُ

اور چاند گہہ جائے۔ اور ایک جا جمع کر دیئے جائیں سورج اور چاند آدمی

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١ اِلٰى

بول اٹھے گا اس دن کہ اب کہاں بھاگ کر جاؤں؟ نہیں نہیں۔ کہیں پناہ نہیں۔ تیرے

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا

پروردگار ہی کی جانب اس روز ٹھہرنا ہے۔ انسان کو جتا دیا جائے گا اس دن

قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝١٤

جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہے ف۲

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

گو پیش لایا کرے اپنے بہانے (اے محمدؐ) نہ ہلا قرآن پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ تو

بِهٖ ۝١٦ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝١٧ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ

جلد اس کو یاد کر لے بیشک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔ پھر جب ہم قرآن پڑھا

قُرْاٰنَهٗ ۝١٨ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝١٩ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

کریں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کر دینا کوئی نہیں بلکہ تم

ف۱ سعید بن جبیرؒ نے کہا آدمی گناہ میں جلدی کرتا ہے اور توبہ کو ٹالتا رہتا ہے کہتا ہے میں پھر نیکی کر لوں گا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی بداعمالی کی حالت میں اسکو موت آ جاتی ہے ضحاک نے کہا کہ اس سے مراد امیدیں باندھنا ہیں آدمی کہتا ہے میں زندہ رہوں گا اور اتنا مال منال حاصل کروں گا موت کی یاد اسکو نہیں ہوتی۔ (تفسیر مظہری) عطار بن یسار نے کہا قیامت کے دن دونوں کو اکھٹا کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے گا اور سمندر آگ بن جائیگا۔ یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ بے نور ہو جانے میں دونوں کا اشتراک ہو جائیگا یہی دونوں کا اجتماع ہے جمل میں ہے کہ بروق بصر بعض کے نزدیک موت کے وقت ہوتا ہے اسکی تشریح خسوف قمر ہے کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہے گی اور اجتماع شمس وقمر کا معنی یہ ہے کہ حاسہ نظر کے پیچھے روح بھی جاتی رہے گی یا یہ مراد کہ عالم بالا کے اس مقام پر پہنچ جائیگا۔ جہاں سے نور عقل حاصل ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت کا تقاضہ ہوتا ہے تو بہت سے غائب علوم کو مخلوق کے ذہن میں حاضر کر دیتا ہے اگرچہ ان غائب باتوں کا حاضر ہو جانا عادت طبعی کے خلاف ہو چنانچہ قیامت میں اس کا ظہور بھی ہوگا کہ جن باتوں کو انسان بھول گیا ہوگا وہ بھی اس کو اس دن یاد آ جاویں گی جب یہ بات ہے تو آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ وحی نازل ہونے کے وقت جیسا کہ اب تک آپکی عادت ہے اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں کہ سنتے بھی ہیں پڑھتے بھی ہیں دھیان بھی رکھتے ہیں محض اس احتمال سے کہ شاید کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل جائے کیونکہ جب ہم نے آپکو نبی بنایا ہے اور آپ سے جو احکام پہنچانے کا کام لینا ہے تو حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ مضامین آپکے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اور ہمارا سب چیزوں کا محفوظ رکھنا ظاہر ہے اس لئے آپ یہ مشقت برداشت نہ کیا کیجئے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۵، ۱۶ تا ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْعَاجِلَةَ ۝٢٠ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝٢١ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢

دوست رکھتے ہو دنیا کو اور چھوڑے دیتے ہو آخرت کو ف۱ کتنے ہی منہ اس دن تروتازہ

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝٢٤ تَظُنُّ

اپنے پروردگار کی جانب دیکھ رہے ہوں گے۔ اور کتنے ہی منہ اس دن اداس ہوں گے۔

اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝٢٥ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦

ان کا خیال ہے کہ ان پر ایسی سختی کی جائے گی جو کمر توڑ دے گی۔

وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝٢٧ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝٢٨ وَالْتَفَّتِ

کوئی نہیں جب جان ہنسلی تک آ پہنچے۔ ف۲ اور لوگ کہیں کہ کون جھاڑنے پھونکنے والا ہے

السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝٢٩ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ۨالْمَسَاقُ ۝٣٠

اور مرنے والے کو یقین ہو جائے کہ یہ جدائی کا وقت ہے اور لپٹ جائے

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝٣١ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝٣٢

اس کی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے تیرے پروردگار ہی کی جانب اس دن چلنا ہے۔

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝٣٣ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝٣٤ ثُمَّ

تو (کافر نے) نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ولیکن جھٹلایا اور روگردانی کی پھر گیا اپنے گھر کی طرف اکڑتا ہوا

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝٣٥ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝٣٦

تجھ پر افسوس پھر افسوس پر افسوس پھر تجھ پر افسوس پھر افسوس پر افسوس کیا انسان یہ خیال رکھتا ہے کہ

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝٣٧ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

بیکار چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے پھر وہ جما ہوا خون تھا

ف۱ مطلب یہ کہ انسان اس بات سے تو ناواقف نہیں اللہ دوبارہ حشر و تخلیق پر قادر ہے اور قیامت کے دن کوئی معذرت نفع بخش نہ ہوگی بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت کیوجہ سے خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ہوا و ہوس نے انکی آنکھوں کو اندھا اور دلوں کو نابینا کر دیا ہے اس لیے وہ آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اسکے بعد احوال آخرت کو بیان فرمایا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

بعث بعد الموت کے بارہ میں غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا۔ انسانی بے بسی اعمال کا سامنا ذکر کیا گیا۔ قرآن کی حفاظت کا وعدہ۔ مومنین کیلئے دیدار الٰہی کی بشارت اور کفار کی حالت زار ذکر کر کے موت اور اس کی سختی ذکر فرمائی گئی۔ ع ۱ ۱۷

ف۲ مراد اس سے موت کی سختی کے آثار کا ظاہر ہونا ہے کچھ پنڈلی کا لپٹنا ہی مقصود نہیں اسکا بیان محض مثال کے طور پر ہے۔

فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ

پھر اللہ نے پیدا کیا تو درست کیا پھر اس کی دو قسمیں کیں مرد

وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

اور عورت کیا وہ اللہ اس پر قادر نہیں کہ مردے زندہ کرے

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ دہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

بیشک آچکا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں سے کہ وہ کچھ

شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

چیز نہ تھا جس کا تذکرہ ہوتا ف۱ ہم نے پیدا کیا آدمی کو نطفہ سے جو (چند چیز)

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

سے ملا ہوا تھا ہم اس کو آزمانا چاہتے ہیں پس ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اس کو

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

رستہ دکھا دیا یا شکر گزار بنتا ہے اور یا ناشکر۔ ہم نے تیار کر رکھی ہیں کافروں کے لئے

سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ

زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ۔ بیشک نیک بندے (ایسی شراب کے)

تعبیر سورہ القیامۃ

اس کو خواب میں پڑھنے والا تم سے ہمیشہ بچتا رہےگا اور کبھی قسم نہ کھائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

۲۰ تا ۱۸ انسان کی بے غرضی پیدائش کے مراتب کو ذکر کر کے بعث بعد الموت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ سورت گذشتہ میں جزا و سزا کا زیادہ بیان تھا اور کچھ اس کی تفصیل تھی اس سورت میں زیادہ تر اسی جزا و سزا کی تفصیل ہے جس میں شاید ترغیب کے لئے زیادہ بیان ایمان کی جزا کا ہے اور چونکہ کفار کے انکار قیامت سے آپ کو رنج ہوتا تھا اس لئے درمیان میں آپ کو تسلی ہے۔

یعنی مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے پھر کبھی فم رحم سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے اور مخلوط کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اجزائے مختلفہ سے مرکب ہے چنانچہ ترکیب منی کی اجزائے مختلفہ سے ظاہر ہے غرض ہم نے اس کو ایسے نطفہ سے پیدا کیا۔

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ

جام پئیں گے جس میں آمیزش کافور کی ہو گی وا یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے

اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٦﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا

اللہ کے (خاص) بندے پئیں گے وہ بہالے جائیں گے اس کی نالیاں۔ وہ منت پوری کرتے ہیں

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿٧﴾ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہو گی اور کھانا کھلاتے ہیں

مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ﴿٨﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ

باوجود اس کی حاجت کے محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو و۲ (اور کہہ دیتے ہیں) کہ ہم تم کو خاص اللہ کے

لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا

واسطے کھانا کھلاتے ہیں۔ نہ ہم تم سے بدلا چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری ہم کو ڈر لگ رہا ہے اپنے

يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

پروردگار سے ایک اداس نہایت سخت دن کا۔ تو اللہ نے ان کو بچا لیا اس دن کی سختی سے

وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴿١١﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا

اور ان کو لا ملایا تازگی اور خوشحالی سے اور ان کو جزا عنایت فرمائی ان کے صبر کرنے کی

جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ

بہشت اور ریشمی لباس۔ وہاں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے تختوں پر نہ وہیں

فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾ وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا

دھوپ دیکھیں گے اور نہ جاڑے کی ٹھر اور ان پر جھکے پڑتے ہیں اس کے (درختوں کے) سائے

وا ابرار سے مراد ہیں وہ اہل ایمان جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور اپنے رب کے فرمان بردار ہیں برٌ مصدر ہے برٌ کا معنی ہے اچھا سلوک اور خیر۔ اطاعت، سچائی اور بھلائی میں وسعت، (قاموس) یہ تمام اوصاف مومنوں کے ہیں۔ مِنْ كَاْسٍ جوہری نے صحاح میں کہا کاس شربت (پانی وغیرہ) سے بھرے ہوئے برتن کو کہا جاتا ہے اور شربت کے خالی برتن کو بھی کاس کہتے ہیں دونوں طرح اس لفظ کا استعمال ہے کَاْسٌ خالٍ بھی کہا جاتا ہے اور شربت کاساًاور شربت کاساً طیبۃ بھی کہا جاتا ہے میں نے پیالہ پیا یعنی شربت سے بھرا ہوا میں نے پاکیزہ پیالہ پیا یعنی پاکیزہ شربت۔ (تفسیر مظہری)

و۲ حضرت علیؓ کی فضیلت:

مجاہد اور عطاء نے حضرت ابن عباس ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں ہوا تھا۔

حضرت علی ؓ نے ایک یہودی کی مزدوری کر کے کچھ جو حاصل کیے اور ان میں سے ایک تہائی پیس کر گھر والوں کے کھانے کے لئے کچھ کھانا تیار کیا جونہی کھانا پک کر تیار ہوا ایک مسکین نے آ کر سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو دے دیا دوبارہ پھر ایک تہائی جو پکائے گئے کھانا پک کر تیار ہوا تو ایک یتیم نے آ کر سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو کھلا دیا، تیسری بار باقی جو کو پکایا گیا اور پک کر تیار ہوا تو ایک مشرک قیدی آ گیا اور سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو دے دیا اور سب اس روز بھوکے رہے۔

خاصیت: آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ

اور نیچے کر دیئے گئے ہیں اس کے پھل لٹکا کر ف۱ اور ان پر دور چل رہا ہو گا۔

مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا مِن

چاندی کے باسنوں اور آبخوروں کا جو شیشے (جیسے شفاف) ہوں گے۔

فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ

شیشے بھی چاندی کے کہ ان کو ماپ رکھا ہے ایک انداز پر اور ان کو وہاں

مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ

ایسے جام شراب پلائے جائیں گے جس میں آمیزش سونٹھ کی ہو گی۔ ایک چشمہ ہے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

بہشت میں جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے

لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا

لڑکے سدا رہنے والے۔ جب تو ان کو دیکھے تو ایسا خیال کرے کہ موتی ہیں

كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ

بکھرے ہوئے۔ ف۲ اور جب تو دیکھے اس جگہ تو دیکھے (بے شمار) نعمت اور ایک بڑی سلطنت جنتیوں

وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

پر کپڑے ہوں گے باریک ریشمی سبز اور دبیز ریشمی اور ان کو پہنائے جائیں گے

طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم

چاندی کے کنگن۔ اور ان کو پلائے گا ان کا پروردگار پاکیزہ شراب۔ یہ ہے تمہارا بدلہ

ف۱ یعنی قریب ہوں گے اور سایہ بھی اسباب عیش میں سے ہے اور اس کا قریب ہونا زیادہ راحت و عیش کا سبب ہے اور سایہ سے وہاں آفتاب کا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دوسری روشن چیزوں سے بھی سایہ پیدا ہوسکتا ہے اور غالباً سایہ کا فائدہ وہاں یہ ہوگا کہ مختلف سامان عیش کے موجود رہیں کیونکہ ہر شے میں جدا لذت ہے ورنہ کچھ ضرورت سایہ کی وہاں نہ ہوگی۔

ف۲ ابن مبارک اور ہناد اور بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ادنیٰ جنتی وہ ہوگا کہ جس کی خدمت میں ایک ہزار خادم لگے ہوں گے اور ہر خادم کا کام دوسرے خادم کے کام سے جدا ہوگا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کے سر کے پیچھے دس ہزار خادم (خدمت کے لئے) کھڑے ہوں گے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ سب سے کم مرتبہ والا جنتی وہ ہوگا جس کے پاس خدمت کے لئے صبح و شام پانچ ہزار خادم آئیں گے اور ہر خادم کے پاس (کھلانے، پلانے کے لئے ایسا) برتن ہوگا جو دوسرے خادم کے پاس نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾

اور تمہاری کوشش نیک لگی ہم نے نازل فرمایا تجھ پر قرآن آہستہ آہستہ

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾

تو صبر کر اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں اور کہا نہ مان ان میں سے کسی گنہگار

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

یا ناشکر کا ول اور نام لے اپنے پروردگار کا صبح اور شام۔ اور کچھ رات میں

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

اس کو سجدہ کر اور اس کی تسبیح کرتا رہ بڑی رات تک۔ یہ کافر تو دنیا ہی چاہتے ہیں

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ

اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پس پشت ایک بھاری دن کو ہم ہی نے ان کو

خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ

پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے بندھن مضبوط کیے اور ہم جب چاہیں بدل لائیں

اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

ان ہی جیسے اور لوگ یہ تو نصیحت ہے تو جو چاہے اختیار کرے اپنے

إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ إِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ

پروردگار کی جانب رستہ۔ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ داخل کرے جسے چاہے

خلاصہ رکوع ۱

انسانی پیدائش اور منکرین کا انجام ذکر کیا گیا۔ مومنین کا انعام واکرام اور مومنانہ صفات کو ذکر فرمایا گیا۔ جنت کے احوال اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ول مسند احمد میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہؓ سے آپ نے فرمایا خدا تجھے بے وقوفوں کی سرداری سے بچائے۔ حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے فرمایا وہ میرے بعد کے سردار ہوں گے جو میری سنتوں پر نہ عمل کریں گے۔ نہ میرے طریقہ پر چلیں گے پس جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے۔ اور ان کے ظلم کی امداد کریں گے۔ نہ وہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں۔ یاد رکھو وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آسکتے اور جو ان کے جھوٹ کو سچا نہ کرے۔ اور ان کے ظلموں میں ان کا مددگار نہ بنے، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں یہ لوگ میرے حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔ اے کعب! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور نماز قرب خدا کا سبب ہے۔ یا فرمایا کہ دلیل نجات ہے۔ اے کعب وہ گوشت پوست جنت میں نہیں جا سکتا جو حرام سے پلا ہوا ہو۔ وہ تو جہنم میں ہی جانے کے قابل ہے۔ اے کعب! لوگ ہر صبح اپنے نفس کی خرید و فروخت کرتے ہیں کوئی تو اسے آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی ہلاک کر گذرتا ہے۔

خاصیت: آیت ۱۸ تا ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۱﴾

اپنی رحمت میں۔ اور ظالموں کے لئے تیار کر رکھا ہے درد ناک عذاب۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مرسلٰت مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّ النّٰشِرٰتِ

ان ہواؤں کی قسم جو نرم رفتار چلائی جاتی ہیں۔ ف۱ پھر جھونکے دیتی ہیں زور سے۔ اور (ابر کو) منتشر کر

نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا

دیتی ہیں اٹھا کر۔ پھر جدا کر دیتی ہیں اٹھا کر۔ پھر جدا کر دیتی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے نصیحت لا

اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ

ڈالتی ہیں الزام رفع کرنے کو یا ڈرانے کو کچھ شک نہیں جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونا ہے۔

طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾

تو جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے اور جب پہاڑ اڑائے

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾

جائیں۔ اور جب پیغمبر وقت مقرر پر حاضر کئے جائیں کس دن کے لئے ملتوی ہیں اس فیصلے کے

وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾

دن کے لئے۔ اور تو کیا سمجھا کہ فیصلے کا دن ہے کیا؟ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم

ع ۲ ۲۰ خلاصہ رکوع ۲
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیلئے بتایا گیا کہ فیصلہ کا انتظار کریں حب دنیا کے مرض اور منکرین سے نمٹنے کو ذکر فرمایا گیا۔ قرآن کا نصیحت ہونا اور اللہ کی رحمت وعذاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ الدھر
خواب میں پڑھنے والا سخاوت اور نعمت پر شکر کی توفیق پائے گا۔ تعبیر الرؤیا۔

ف۱ سورہ سابقہ میں قیامت کا وقوع اور اس کے اسباب کی تفصیل اور جزا وسزا کی کیفیت مذکور تھی اس سورت میں یہی مضمون ہے اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زیادہ تھا یہاں ڈرانے کا مضمون ہے اور اسی لئے اس میں دس جگہ ویل یومئذ للمکذبین مکرر آئی ہے اور چونکہ مختلف تکذیبوں پر یہ آیت لائی گئی ہے اس لئے معنی یہ تکرار نہیں اور ظاہری تکرار بھی تاکید کو مفید ہے جیسا کہ سورۂ رحمان کی تمہید میں مفصلاً مذکور ہوا ہے۔

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

ہلاک نہیں کر چکے اگلے لوگوں کو؟ پھر ان ہی کے

الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ

پیچھے پیچھے چلتا کریں گے ف۱ ان پچھلوں کو ہم یہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ۔ خرابی ہے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ

اس دن جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم نے تم کو پیدا نہیں کیا ایک حقیر پانی

مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ قَدَرٍ

سے پھر اس کو رکھا ایک مضبوط جگہ میں ایک وقت مقرر تک پھر ہم نے

مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اندازہ ٹھہرایا تو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں ف۲ خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾

جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔

أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ

جیتوں اور مردوں کو اور اس میں پیدا کر دیئے اٹل پہاڑ اونچے اونچے

وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

اور تم کو پلایا میٹھا پانی۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی

انطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انطَلِقُوا

(ان کو اس دن حکم ہوگا کہ) چلو اس کی جانب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے چلو ایک سایہ کی

ف۱ آخرین سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں پچھلی امتوں کی ہلاکت اور عذاب کی خبر دینے کے بعد موجودہ کفار اہل مکہ کو آئندہ ان پر آنے والے عذاب کی خبر دینا مقصود ہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب ہلاکت نازل ہوا تھا۔
فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر آسمانی عذاب آیا تھا۔ جس سے پوری بستیاں تباہ ہو جاتی تھیں۔ امت محمدیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خاص اکرام ہے کہ ان کے کفار پر آسمانی عذاب نہیں آتا ان کا عذاب مسلمانوں کی تلوار سے آتا ہے۔ جس میں ہلاکت عام نہیں ہوتی۔ صرف بڑے سرکش مجرم ہی مارے جاتے ہیں (معارف مفتی اعظم)

قدرت خداوندی کا اندازہ لگاؤ

ف۲ نافع اور کسائی کی روایت میں فَقَدَّرْنَا ہے یعنی ہم نے ماں کے پیٹ میں رہنے کا وقت اور وقت پیدائش کا پیدا ہونے کے بعد اعمال زندگی مدت زندگی اور رزق کا اور (آخرت میں) نیک بخت اور بدنصیب ہونے کا ایک اندازہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں (ہر) ایک کا تخلیقی قوام ماں کے پیٹ کے اندر چالیس روز تک بطور نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں بستہ خون ہوتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ پھر اللہ اس کے پاس فرشتہ کو چار باتوں کے لیے بھیجتا ہے فرشتہ اس کا (آئندہ) عمل اور مدت زندگی اور رزق اور شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے۔ پھر اس میں جان پھونکتا ہے۔ پس قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں کہ تم میں سے بعض لوگ جنت والوں کے لیے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور جنت کے درمیان ایک بانہہ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ مگر لکھا ہوا غالب آتا ہے اور وہ دوزخیوں کا عمل کرتے ہیں اور دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّ لَا

جانب جس کی تین پھانکیں ف۱ ہیں نہ ٹھنڈی چھاؤں ہے اور نہ

یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ

وہ کام آئے آگ کی تپش سے وہ آگ چنگاریاں پھینکتی ہے (ایسی بڑی)

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا

جیسے محل گویا وہ شرارے زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ وہ

یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ لَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

دن ہے کہ نہ بات کریں گے ف۲ اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ عذر پیش کریں خرابی ہے

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۚ

اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے فیصلہ کا دن! ہم نے

جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَیْدٌ

جمع کیا تم کو اور اگلے لوگوں کو پس اگر تم کو کچھ داؤ آتا ہے تو مجھ پر چلا لو

فَكِیْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔ بیشک پرہیز گار بندے چھاؤں

فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور چشموں اور میووں میں ہوں گے جس قسم کے ان کے جی چاہیں (ہم ان کو اجازت دیں گے کہ)

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

کھاؤ اور پیو گوارا اس کے صلہ میں جو کچھ تم کرتے تھے ہم اس طرح جزا دیا کرتے ہیں

ف۱ انسان کے تین لطیفے

حضرات عارفین فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر تین لطیفے ہیں جن کی اصلاح اس کو مقام ملکیت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کا فساد اس کو شیاطین کے زمرے میں شامل کر دیتا ہے۔ ایک دائیں طرف جو لطیفہ قلب ہے جسکا فساد قوت غضبیہ کو حد سے بڑھا کر ظلم وسرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ دوسرا دائیں طرف ہے جسکا فساد قوت شہویہ کو بڑھاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان فسق وفجور اور بدکاریوں میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جگر معدن خون ہے۔ اور یہی شہوتوں کا سرچشمہ ہے۔ تیسرا لطیفہ دماغ ہے جو قوت ادراکیہ کا خزانہ اور معدن ہے تو پہلے دو لطیفوں کا فساد عملی خرابیوں کا باعث ہے۔ اور تیسرے لطیفے کا فساد عقائد باطلہ کا سبب ہے۔ اس طرح اعمال خبیثہ اور عقائد باطلہ ان لطائف کی خرابی پر مرتب ہوئے۔ تو اس مناسبت سے یہ اعمال خبیثہ اور عقائد جہنم کے دھوئیں اور شعلوں سے ظاہر ہونیوالے سایہ کی تین شاخوں کی شکل میں نمایاں ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب

(روح المعانی فتح المنان، معارف کاندھلوی)

ف۲ امام شافعی رحمہ اللہ کے دل میں خشیت الٰہی

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ یہ آیت سنی۔ "ھذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون" اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہوگئے۔

خلاصہ رکوع ۱

دنیا وآخرت کی مثال وعدہ قیامت اور منکرین کی ہلاکت جیسے امور کو ذکر کرکے بتایا گیا کہ انسانی تخلیق سے خدائی قدرت کا اندازہ کرو۔ انسان کو زمین کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔ کفار کیلئے عذاب اور اس کی کیفیت ذکر فرمائی گئی۔

خاصیت: آیت ۳۵، ۳۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۵﴾

نیکو کار بندوں کو۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔

كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ

(جھٹلانے والو) کھالو اور رس بس لو تھوڑے دنوں بیشک تم مجرم ہو۔ خرابی ہے

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا

اس دن جھٹلانے والوں کی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

یَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَیِّ

رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے ۱ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی اب کس

حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

بات پر قرآن کے بعد یہ لوگ ایمان لائیں گے۔ ۲

تعبیر سورہ المرسلات

جو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں وہ کالا ناگ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۱ ابن منذرؒ نے مجاہدؒ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ثقیف کے نمائندوں کو ایمان لانے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے جواب دیا مگر ہم تجبیہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ ایک گالی ہے۔ یعنی بڑی ذلت ہے۔ تجبیہ کا معنی ہے گھٹنوں یا زمین پر ہاتھ رکھنا۔ یا سرنگوں ہونا (قاموس) اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۰ / ۲۲

متقین کیلئے جنت کی بشارت اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ عظمت قرآن کو بیان فرمایا گیا۔

۲ یعنی قرآن کی ان دھمکیوں کا مقتضا یہ تھا کہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی ان کو اثر نہیں ہوتا تو کوئی نصیحت ان کو کارگر نہیں ہو سکتی اس میں کفار پر ڈانٹ ہے اور ان کے ایمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مایوس کرتا ہے۔

انتیسواں پارہ

فضائل خواص فوائد و عملیات

سورۂ ملک.... فضائل وخواص

جو شخص اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔
آشوب چشم پر تین روز تک تین بار روزانہ دم کرنے سے آرام ہو جائے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱..عمر میں برکت کیلئے

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ

جو کوئی شخص چاہے کہ میری عمر میں برکت ہو نیک عملوں کی توفیق نصیب ہو پانچسو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن پڑھ کر اس آیت مبارکہ کو پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا۔ سورۃ تبارک الذی کا روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا قبر کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔
اس سورۃ کا چلہ کے اندر پڑھ کر پانی پر دم کر کے زچہ کو پلانا جملہ آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔
تہجد کی نماز میں دو رکعتوں کے اندر سورۃ تبارک الذی کا پڑھنا اور چالیس روز تک ایسا ہی کرنا خدا کے فضل سے فرزند صالح بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

آیت ۱۴-۱۳.....استخارہ میں درست بات معلوم کرنے کا نسخہ

وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْھَرُوْا بِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ؕ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ؕ

عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں اس کے بعد ان آیتوں کو ایک سو ایک بار پڑھ کر بغیر بات کئے سو جائیں۔ ان شاء اللہ درست بات معلوم ہو جائے گی۔

سورۂ قلم....فضائل وخواص

نماز میں پڑھنے سے فقر و فاقہ دور ہو۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۱..بری نظر سے حفاظت کیلئے

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ

نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے تین مرتبہ اس مبارک آیت کو پڑھ کر دم کرنا بدنظری سے بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ حاقہ....فضائل وخواص

حاملہ کے باندھنے سے بچہ ہر آفت سے محفوظ رہے۔ اگر بچہ ہونے کے وقت اس کا پڑھا ہوا پانی منہ میں لگائیں تو اس کو ذکاوت حاصل ہو۔

اور ہر مرض اور ہر آفت سے جس میں بچے مبتلا ہو جاتے ہیں محفوظ رہے اور اگر روغن زیتون پر پڑھ کر بچے کو مل دیں تو بہت فائدہ بخشے اور سب حشرات اور موذی جانوروں سے محفوظ رہے، اور یہ تیل تمام جسمانی دردوں کو نافع ہے۔ (اعمال قرآنی)

اس مبارک سورہ کو اکیس مرتبہ ہفتہ کی صبح کی نماز کے بعد پڑھ کر کسی دشمن کے ہلاک ہونے کی دعا کرنا بہت جلد اس دشمن کو قید خانہ میں پہنچاتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو مسان کے خلل والے بچے پر پڑھ کر متواتر تین روز تک دم کرنا بہت جلد بچہ کو تندرست اور فربہ کرتا ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۲۴...نوجوان چرواہا اور خوف آخرت

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے خدام ساتھ تھے کھانے کا وقت ہو گیا۔ خدام نے دستر خوان بچھایا۔ سب کھانے کیلئے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کی کھانے کی تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں کیسی لو چل رہی ہے۔ جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا جو سورہ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جنتی لوگوں کو فرمادیں گے کلوا واشربوا هنیئا الخ'' کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گزرے ہوئے زمانہ میں (دنیا میں) کئے ہیں''۔

اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا کہ ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بتادو اور لے لو ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے کہ افطار میں کام دے گا۔ اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میں تو غلام ہوں یہ میرے سرکار کی بکریاں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سردار کو کیا خبر ہوگی اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔ (یعنی وہ پاک پروردگار تو دیکھ رہا ہے جب وہ مالک الملک دیکھ رہا ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا) حضرت ابن عمرؓ تعجب اور مزے سے بار بار فرماتے تھے۔ ایک چرواہا کہتا ہے این اللہ این اللہ (اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ شہر میں واپس تشریف لائے۔ تو اس غلام کے آقا سے اس غلام کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں (در منثور) یہ اس وقت کے چرواہوں کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی)

فائدہ آیت ۲۸-۲۹....خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کا آخری کلام

خلفائے بنو العباس میں خلیفہ ہارون الرشید اس شان وشوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے۔ تاریخ دان حضرات پر پوشیدہ نہیں۔ وہ موت کے وقت اپنے کفن کو الٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا۔ اور یہ آیت پڑھتا تھا "ما اغنی عنی مالیه' هلک عنی سلطانیه" میرے مال نے مجھے کوئی نفع نہیں دیا۔ میری بادشاہی ہلاک ہوگئی۔ اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی۔ (احیاء العلوم)

فائدہ آیت ۴۰ تا ۴۲.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا خاص سبب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ گئے ہیں، میں بھی گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۂ حاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری نشست الفاظ اور بندش مضامین اور فصاحت و بلاغت پر تعجب آنے لگا..... آخر میں میرے دل میں

خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے، ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت کیں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (سورۂ حاقہ: ۴۰)

ترجمہ: ''یہ قول رسول کریم کا ہے شاعر کا نہیں ہے تم میں ایمان ہی کم ہے۔''

تو میں نے خیال کیا کہ اچھا! شاعر نہ سہی، کاہن تو ضرور ہے، ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت میں یہ آیت آئی:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (سورۂ حاقہ: آیت ۴۲) ترجمہ: ''یہ کاہن کا قول بھی نہیں ہے۔ تم نے نصیحت ہی کم لی ہے۔''

اب آپ پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کرلی۔ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا، اور رونگٹے رونگٹے میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔ پس یہ بھی منجملہ ان اسباب کے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا باعث ہوئے ایک خاص سبب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۴۲۵)

سورۂ معارج...فضائل وخواص

سوتے وقت پڑھنے سے جنابت اور پریشان خواب سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۱۸..ٹڈیوں سے نجات کیلئے

سَاَلَ سَآئِلٌ ۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ ۢ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا ۚ اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى

اگر کسی جگہ ٹڈیاں بہت آتی ہوں وہاں کم سے کم نو جگہ زیادہ سے زیادہ اکیس جگہ اس مبارک سورۃ کی آیت سے شروع کرے وجمع فاوعی تک یہ سب آیتیں ایک ایک کاغذ پر ایک ایک مرتبہ زعفران سے لکھ کر متفرق طور پر ایک ایک نقش کو الگ الگ درخت پر لٹکانا خدا کے حکم سے ٹڈیوں کے طوفان کو مع الخیر دفع کرتا ہے۔ اس مبارک سورہ کا ظہر کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا ہر طرح کی مہلک وبا اور بخار سے محفوظ رکھتا ہے۔

رات کو عشاء کی نماز کے بعد اس سورۃ مبارکہ کو پڑھ کر شہد پر دم کر کے تین انگلیاں شہد کی چاٹ کر سونا ہمیشہ فالج اور لقوہ کی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ سورہ معارج اشراق کی چار نفلوں میں پڑھ کر سینہ پر دم کرنا خفقان کے مرض سے بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ نوح...فضائل وخواص

ہر قسم کی حاجت روائی اور غم و ہم کے دفع ہونے کے لئے نافع ہے۔ (اعمال قرآنی)

اگر پوری سورۂ نوح سوتے وقت پڑھ لے تو احتلام سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ نوح کا عصر کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا محفوظ رکھتا ہے ڈوب کر مرنے سے دیوار کے نیچے دب کر ہلاک ہونے سے نیز ہر قسم کی اچانک موت سے امن ملتا ہے۔

۱......جو آدمی سورۃ نوح کی تلاوت کو اپنا معمول بنالے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ ضرور دیکھے گا۔

۲......کسی آدمی کو سخت حاجت درپیش ہو تو وہ اپنی حاجت روائی کی نیت سے سورۃ نوح پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ ۳......اگر کسی کو کسی ظالم کا سامنا ہو تو سورۃ نوح پڑھ لے ظالم کے شر سے محفوظ رہیگا۔

آیت ۱۰-۱۱...فضیلت استغفار

ابن سبیح کہتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے قحط سالی کی شکایت کی' آپ نے اسے فرمایا ''استغفر اللہ'' اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو' ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' تیسرا آدمی آیا اس نے اولاد نرینہ کیلئے درخواست کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' ایک اور آدمی آیا اس نے عرض کیا کہ میرا باغ خشک ہوگیا پھل نہیں دیا' اسے بھی یہی جواب دیا ہم نے کہا کہ مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کا ایک ہی جواب دیا۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں فرمایا ہے ''استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعلکم انهارا''۔ (اسی طرح واقعہ اعمال قرآنی میں بھی ہے)

خاصیت آیت ۲۶..دشمن کو برباد کرنے کا عمل

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

اسلام کے دشمن کفار کو برباد کرنے کیلئے اس آیت کا ختم پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ جن....فضائل وخواص

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورۃ الجن پڑھے اسے ہر ایک جن وشیطان کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ ۲......اگر کسی آدمی کو بادشاہ' حاکم یا افسر کا خوف ہو تو سورۃ الجن پڑھ' وہ اس پر کوئی زیادتی نہ کر سکے گا۔

۳......کوئی چیز اگر رکھی ہے اور چوری وغیرہ سے حفاظت کی فکر ہے تو اس کی حفاظت کی نیت سے سورۃ جن پڑھ لیں ان شاء اللہ محفوظ رہے گی۔ جس پر آسیب آتا ہو اس پر ایک مرتبہ پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر بازو پر باندھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

اس مبارک سورۃ کا ایک سفید کاغذ پر لکھ کر آسیب زدہ کو پلانا نہایت مجرب ہے۔

جس شخص کو مرگی کا خلل ہو سورہ جن کو باریک کاغذ پر لکھ کر مریض کے بالوں میں محفوظ رکھنا شفاء کا باعث ہے۔

ہر ایک مسافر شخص کو اس مبارک سورہ کا لکھوا کر پاس رکھنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ایام سفر میں ہر قسم کی جان اور مال کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ عمل مجرب ہے۔ عقیدہ شرط ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ مزمل....فضائل وخواص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مصیبت کی حالت میں تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت ٹال دے گا اور اسے دنیا وآخرت میں خوش رکھے گا اس سے فقر وتنگدستی دور ہوگی اور جس مشکل کے لئے بھی تلاوت کی جائے وہ مشکل آسان ہوجائے گی۔

جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مسلسل تلاوت کرے گا وہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہوگا سورۃ مزمل کی روزانہ تلاوت کرنے والے شخص پر دوزخ کی آگ حرام قرار دے دی جائے گی نیز اگر سورۃ مبارکہ لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دی جائے تو شفاء پائے گا۔ (فلاح دارین) اس کو پڑھنے سے روزی فراخ ہو۔ (اعمال قرآنی)

کشائش رزق کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چلہ تک ہر روز وقت معین پر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔

پھر گیارہ سو گیارہ مرتبہ یا مغنی پڑھے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل کو پڑھے اور پھر آخر میں بھی گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے جو اس عمل کو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی طرح طرح کی امداد فرمائے گا۔ (اعمال قرآنی)

ایک مرتبہ روزانہ اس سورت کا عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا فاقہ سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔

رزق میں ترقی اور برکت کیلئے یا کوئی کام بس سے باہر ہو اور کوئی وسیلہ نظر نہ آتا ہو یا کسی کام میں آسانی اور جلدی مطلب ہو تو سورۂ مزمل ایک بیٹھک میں اکتالیس مرتبہ تین دن تک پڑھیں ان شاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ لیکن اس عمل سے دوسروں کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔ (اصول موتی)

خاصیت آیت ۱ تا ۷... برائے تہجد

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْعَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا

سات مرتبہ ان آیات مبارکہ کا پڑھنا اور پھر سونا ان شاء اللہ تعالیٰ وقت پر تہجد کی نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ المدثر....فضائل وخواص

اس کو پڑھ کر اگر دعاء قرآن حفظ ہونے کی کرے۔ ان شاء اللہ حفظ آسان ہو۔ (اعمال قرآنی)

آیت ۸ تا ۱۰....خوف آخرت سے روح پرواز کرنا

امام ترمذی نے بھی بہز بن حکیم کے حوالہ سے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زرارہؓ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب اس آیت پر پہنچا۔ "**فاذا نقرفی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر**"

جس دن صور پھونکا جائے گا پس وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔

وہ غش کھا کر گرے جب ہم نے اٹھایا تو انکی روح پرواز کر چکی تھی۔ (سنن ترمذی جلد ۱)

خاصیت آیت ۱۶... برائے حفاظت از دشمن

كَلَّا. اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا دشمن کے ناپید کرنے کیلئے ان آیات کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۳۸ تا ۴۷... برائے درد کان

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ فِيْ جَنّٰتٍ. يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ

کان کے درد کیلئے اکیس مرتبہ ان آیات کو پڑھ کر مریض پر دم کرنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶..نیک کاموں کیلئے مجرب نسخہ

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ. هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اگر کوئی شخص چاہے کہ مجھے نیک عملوں کی توفیق اور نیک ہدایت ہو جائے یا کوئی شخص اپنے کسی عزیز یا قریب کو راہ راست پر لانے کی تمنا کرتا ہے وہ ان مبارک آیتوں کو ۱۲۵ مرتبہ پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے کھلائے اور تین روز تک اسی طرح کرے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۃ القیامۃ .... فضائل و خواص

سورۂ قیامہ کا رات کو ایک دفعہ اور صبح کو ایک دفعہ روزانہ پڑھنا طالب علم کیلئے علم دین میں ترقی بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱ تا ۵ برائے حفاظت حمل

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ

جس عورت کے کچا حمل ساقط ہو جاتا ہے اس کے لئے نو ماہ تک متواتر ان آیات مبارکہ کا روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر نہار منہ کھلانا نہایت مجرب اور مفید عمل ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۶ تا ۱۹.. حافظہ کی ترقی کیلئے مفید عمل

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

قرآن مجید یاد کرنے کیلئے ان مبارک آیتوں کا ایک سو مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا بھی حافظہ کی ترقی کے لئے مفید ہے۔

سورۃ الدھر .... فضائل و خواص

۱...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۃ الدھر پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی جزا جنت وریشم کی شکل میں دینا لازم ہے۔

۲...... ہر قسم کی آفات سے حفاظت کے لئے سورۃ الدھر کو قربانی کے مینڈھے کے چمڑے کے ٹکڑے میں کسی عالم کی قلم دوات سے لکھ لے اور اس پر موم چڑھا دے جو آدمی اسے اپنے پاس رکھے گا وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

سات مرتبہ روزانہ اس سورۃ کا دشمن کے دفعہ ہونے کی نیت سے پڑھنا دشمن کو دفعہ کرتا ہے۔

سورۂ دہر کا تین مرتبہ روزانہ پڑھنا اس مکان کو طاعون سے محفوظ رکھتا ہے

سات مرتبہ روزانہ سورۂ دہر کا دشمن کے دفعہ ہونے کی نیت سے پڑھنا اللہ تعالیٰ سات روز میں دشمن کو دفع کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۵ تا ۶ .... گرمی اور لو سے بچاؤ کا مفید عمل

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا

اگر کسی شخص کو لو لگ جائے یا پیاس ہو جائے تو عرق گلاب پر ان آیات مبارکہ کو ایک سو تین مرتبہ پڑھ کر دم کر کے مریض کو جلد پلانے سے ان شاء اللہ جلد پیاس جاتی رہے گی اور زہریلی سے زہریلی ہوا کا اثر بھی جاتا رہے گا۔ خاصیات

خاصیت آیت ۱۸ تا ۲۷.. ظالم سے بچنے کا مفید عمل

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اِنَّ

هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا

اگر کوئی حاکم ظالم ہے اور لوگ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے ہیں اور اس کے تبادلہ کی تمنا کرتے ہیں وہ لوگ ان مبارک آیتوں کو گیارہ سو مرتبہ روزانہ ظہر کی نماز سے پہلے ننگے سر کھڑے ہو کر پڑھیں ان شاء اللہ اکیس روز میں وہ ظالم اس شہر سے نکالا جائے گا۔ خاصیات

فائدہ آیت ۲۸....انسانی بدن میں پانچ ہزار منافع ہیں

انسان دو جزو سے مرکب ہے' ایک بدن دوسرے روح اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قدر و قیمت کے اعتبار سے روح اصل اعلیٰ اور افضل ہے' بدن محض اس کے تابع اور ادنیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اس ادنیٰ جزو سے متعلق بدن انسان کی تحقیق کرنے والے اطباء اور اہل تشریح نے بتلایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً پانچ ہزار مصالح اور منافع رکھے ہیں' اس کے بدن میں تین سو سے زیادہ جوڑ ہیں۔ ہر ایک جوڑ کو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کاملہ نے ایسا مستحکم بنایا ہے کہ ہر وقت کی حرکت کے باوجود نہ گھستا ہے نہ اس کی مرمت کی ضرورت ہوتی ہے' عادۃً انسان کی عمر ساٹھ ستر سال ہوتی ہے' پوری عمر اس کے یہ نرم و نازک اعضاء ان کے سب جوڑ اکثر اوقات اس طرح حرکت میں رہتے ہیں کہ فولاد بھی ہوتا ہے تو گھس جاتا ہے مگر حق تعالیٰ نے فرمایا "نحن خلقنهم وشددنا اسرهم" یعنی ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا اور ہم نے ہی اس کے جوڑ بند مضبوط کئے' اسی قدرتی مضبوطی کا نتیجہ ہے کہ عام عادت کے مطابق یہ نرم و نازک جوڑ ستر برس اور اس سے بھی زیادہ عرصہ تک کام دیتے ہیں' انسانی اعضاء میں سے صرف ایک آنکھ ہی کو لے لیجئے' اس میں جو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے مظاہر موجود ہیں' انسان کو عمر بھر خرچ کر کے بھی ان کا پورا ادراک آسان نہیں۔

پھر اس آنکھ کے صرف ایک مرتبہ کے عمل کو دیکھ کر یہ حساب لگائیے کہ اس ایک منٹ کے عمل میں حق تعالیٰ کی کتنی نعمتیں کام کر رہی ہیں' تو حیرت ہوتی ہے کیونکہ آنکھ اٹھی اور اس میں جس طرح آنکھ کی اندرونی طاقتوں نے عمل کیا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بیرونی مخلوقات کا اس میں بڑا حصہ ہے' اگر آفتاب کی روشنی نہ ہو تو آنکھ کے اندر کی روشنی کام نہیں دے سکتی۔ پھر آفتاب کیلئے بھی فضاء کی ضرورت ہوتی ہے' انسان کے دیکھنے اور آنکھ کو کام میں لانے کیلئے غذا' ہوا وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے' جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ نظر اٹھ کر جو کچھ دیکھتی ہے اس میں پورے عالم کی طاقتیں کام کرتی ہیں' یہ ایک مرتبہ کا عمل ہوا' پھر آنکھ دن میں کئی مرتبہ دیکھتی ہے اور سال میں کتنی مرتبہ' عمر میں کتنی مرتبہ' یہ ایسا سلسلہ ہے جس کے اعداد و شمار انسانی طاقت سے خارج ہیں۔ (معارف القرآن)

خاصیت آیت ۲۹ تا ۳۰.. بواسیر کیلئے مجرب عمل

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

بواسیر خونی ہو یا بادی ان مبارک آیتوں کو روزانہ سترہ مرتبہ پڑھنا نہایت مفید اور مجرب عمل ہے۔

سورۂ مرسلات.... فضائل وخواص

۱......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے سورۃ المرسلات پڑھی وہ شرک سے بری ہو گیا۔
۲......اگر کسی دشمن ومقابل سے مقابلہ چل رہا ہو تو سورۃ المرسلات کی تلاوت کرلے یا لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو دشمن مغلوب ہو جائیگا۔
۳......جس آدمی کو پھوڑے پھنسیاں نہ چھوڑتی ہوں وہ سورۃ المرسلات لکھ کر گلے میں لٹکائے ان شاء اللہ تندرست ہو جائے گا۔
سورۃ مرسلات کا ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد پڑھنا ایک مرتبہ بدخوابی سے محفوظ رکھتا ہے اور عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر سونا احتلام سے محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۷..دانتوں کے درد کیلئے مفید عمل

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا عُذْرًا اَوْ نُذْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ

جس شخص کے دانتوں میں درد ہو تو وہ ان مبارک آیتوں کو سات مرتبہ پڑھ کر سیاہ مرچوں پر دم کر کے دانتوں پر ملنا نہایت مفید عمل ہے۔
نیز کان کے درد کیلئے ان آیات مبارکہ کا روغن بادام پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے تین قطرے گرم کر کے درد والے کان میں ڈالے تو یہ عمل نہایت مجرب اور مفید ہے۔

آیت ۳۵، ۳۶....امام شافعی رحمہ اللہ کے دل میں خشیت الٰہی

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ یہ آیت سنی۔

"ھذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون"

اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ الملک

۱......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم میں تیس آیات کی ایک سورۃ ہے جو آدمی کی شفاعت کرتی رہے گی۔حتیٰ کہ اس کی بخشش ہو جائے گی اور وہ سورۃ تبارک الذی (سورۃ الملک) ہے۔

۲......جس کی آنکھوں میں آشوب ہو اس پر تین دن مسلسل اس سورۃ کو پڑھا جائے تو اسے صحت ہو جائے گی۔

سورۃ ن

۱......ظالموں کے گھر ویران کرنے ہوں اور ان کے حالات خراب کرنے ہوں تو سورۃ ن لکھ کر ان کے گھروں میں چھپا دو۔

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْ لِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ

جس آدمی کو بدنظری کا خطرہ ہو یا حاسدوں کے حسد کا ڈر ہو تو وہ ایک کاغذ پر پہلے ۲۵ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے پھر ایک دفعہ مذکورہ آیات لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حسد اور نظر بد سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الحاقہ

۱......اگر کسی خاتون کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو حمل کے دوران سورۃ الحاقہ لکھ کر اس کو پہنائی جائے اس کا حمل محفوظ رہے گا۔

۲......بچہ کی پیدائش ہوتے ہی اسے سورۃ الحاقہ سے دم کیا ہوا پانی پلا دیا جائے تو وہ بچہ بہت ذہین ہوگا اور بچوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف و بیماری سے محفوظ رہے گا۔

۳......اگر بچہ کے بارے میں حشرات الارض کے تکلیف پہنچانے کا خطرہ ہو تو زیتون کے تیل پر سورۃ الحاقہ پڑھ کر اس تیل سے بچہ کی مالش کی جائے اللہ کے فضل سے کوئی کیڑا مکوڑہ وغیرہ بچہ کے پاس نہیں آئے گا۔

۴......بچہ کے جسم میں درد کی شکایت ہو تو زیتون کے تیل پر سورۃ الحاقہ پڑھ کر اس تیل سے بچہ کے جسم کی مالش کی جائے۔

سورۃ المعارج

جو آدمی کثرت سے احتلام ہو جانے اور برے خواب وخیالات آنے کا مریض ہو تو وہ رات کو سونے سے پہلے سورۃ المعارج پڑھ لے تو وہ اس مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔

سورۃ نوح

۱......جو آدمی سورۃ نوح کی تلاوت کو اپنا معمول بنا لے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ ضرور دیکھے گا۔

۲.....کسی آدمی کو سخت حاجت درپیش ہو تو وہ اپنی حاجت روائی کی نیت سے سورۃ نوح پڑھے' اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔۳.....اگر کسی کو کسی ظالم کا سامنا ہو تو سورۃ نوح پڑھ لے' ظالم کے شر سے محفوظ رہیگا۔

سورۃ الجن

۱.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورۃ الجن پڑھے اسے ہر ایک جن وشیطان کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔۲.....اگر کسی آدمی کو بادشاہ' حاکم یا افسر کا خوف ہو تو سورۃ الجن پڑھ' وہ اس پر کوئی زیادتی نہ کر سکے گا۔

۳.....کوئی چیز اگر رکھی ہے اور چوری وغیرہ سے حفاظت کی فکر ہے تو اس کی حفاظت کی نیت سے سورۃ جن پڑھ لیں ان شاء اللہ محفوظ رہے گی۔

سورۃ المزمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سورۃ المزمل پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا و آخرت کی تنگی دور کر دیں گے۔

سورۃ المدثر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سورۃ المدثر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے مکہ میں رہنے والے تمام مومنین کی تعداد کے برابر اجر عطا فرمائیں گے۔

سورۃ القیامۃ

۱.....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ القیامۃ پڑھے وہ قیامت کے دن روشن چہرے کے ساتھ اٹھے گا۔

۲.....اگر کوئی آدمی گناہ میں پھنس چکا ہو اور اسے گناہ چھوڑنا مشکل لگتا ہو تو وہ سورۃ القیامۃ پڑھے' اس سے وہ گناہ سے ہٹ کر توبہ تائب ہو جائے گا۔

سورۃ الدھر

۱.....رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۃ الدھر پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی جزا جنت وریشم کی شکل میں دینا لازم ہے۔۲..... ہر قسم کی آفات سے حفاظت کے لئے سورۃ الدھر کو قربانی کے مینڈھے کے چمڑے کے ٹکڑے میں کسی عالم کی قلم دوات سے لکھ لے اور اس پر موم چڑھا دے جو آدمی اسے اپنے پاس رکھے گا وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ المرسلات

۱.....رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے سورۃ المرسلات پڑھی وہ شرک سے بری ہو گیا۔

۲.....اگر کسی دشمن و مقابل سے مقابلہ چل رہا ہو تو سورۃ المرسلات کی تلاوت کرلے یا لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو دشمن مغلوب ہو جائیگا۔

۳.....جس آدمی کو پھوڑے پھنسیاں نہ چھوڑتی ہوں وہ سورۃ المرسلات لکھ کر گلے میں لٹکائے' ان شاء اللہ تندرست ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ

کس چیز کا حال یہ کافر آپس میں پوچھ رہے ہیں۔ اس بڑی خبر کا (سوال کرتے ہیں) ف۱ کہ جس میں

هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا

وہ اختلاف رکھتے ہیں ایسا نہ ہونا چاہیے! عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا پھر (ہم فرمائے دیتے ہیں کہ)

سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ

ایسا نہ ہونا چاہیے عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو

اَوْتَادًا ⑦ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨

میخیں؟ اور تم کو پیدا کیا جوڑا جوڑا اور بنایا تمہاری نیند کو آرام کا سبب ف۲

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا

اور بنایا رات کو ایک پردہ اور بنایا دن کو طلب معاش کا وقت اور بنائے

فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا

تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا اور اتارا

مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮

ٹپکنے والے بادلوں سے بہت بہنے والا پانی تاکہ نکالیں اس کے ذریعہ سے اناج اور سبزہ

ف۱ بڑی خبر کیا ہے

مجاہد اور اکثر علماء کے نزدیک نباء عظیم سے مراد قرآن ہے کیونکہ اللہ نے قرآن کو نباء عظیم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ۔ قتادہ کے نزدیک حشر مراد ہے یہ بھی احتمال ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حشر کی خبر دینا (بجائے خود) نباء عظیم ہو۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ نیند بہت بڑی نعمت ہے:

یہاں حق تعالیٰ نے انسان کو جوڑے جوڑے بنانے کا ذکر فرمانے کے بعد اس کی راحت کے سب سامانوں میں سے خاص طور پر نیند کا ذکر فرمایا ہے، غور کیجئے تو یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ انسان کی ساری راحتوں کا مدار یہی ہے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ نے پوری مخلوق کے لئے ایسا عام فرما دیا ہے کہ امیر، غریب، عالم، جاہل، بادشاہ اور مزدور سب کو یہ دولت یکساں بیک وقت عطا ہوتی ہے، بلکہ دنیا کے حالات کا تجربہ کریں تو غریبوں اور محنت کشوں کو یہ نعمت جیسی حاصل ہوتی ہے وہ مالداروں کو اور دنیا کے بڑوں کو نصیب نہیں ہوتی، ان کے پاس راحت کے سامان، راحت کے مکان، ہوا اور سردی گرمی کے اعتدال کی جگہ نرم گدے، تکیہ، سب کچھ ہوتے ہیں جو غریبوں کو بہت کم ملتے ہیں مگر نیند کی نعمت ان گدوں، تکیوں یا کوٹھی، بنگلوں کی فضا کے تابع نہیں وہ تو حق تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو براہ راست اس کی طرف سے ملتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ملاحظہ۔ اس پارہ کی سورتوں کا تعارف شان نزول وغیرہ آخر پارہ میں دیکھیں

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾

اور باغ لپٹے ہوئے بیشک فیصلہ کے دن کا ایک وقت مقرر ہے

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ

جس دن صور پھونکا جائے پس تم آموجود ہو گروہ گروہ ف۱ اور آسمان کھولا جائے

فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

پس ہو جائے دروازہ دروازہ اور چلائے جاویں پہاڑ پس ہو جاویں ریت (کی مانند)

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ

بیشک دوزخ گھات میں لگی ہوئی ہے (وہی) مشرکوں کا ٹھکانا ہے کہ اس میں

فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا

قرنوں پڑے رہیں گے نہ وہاں مزہ چکھیں گے ٹھنڈک کا اور نہ کچھ پینے کو (ملے گا) مگر

حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا

گرم پانی اور پیپ! بدلا ہے پورا! وہ توقع نہ

يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ

رکھتے تھے حساب کی اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو مکرا کر! اور ہر چیز کو

اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

ہم نے گن رکھا ہے لکھ کر اب مزہ چکھو کہ ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ

بیشک پرہیزگاروں کو مراد ملنی ہے باغ اور انگور اور نوجوان عورتیں

ف۱ امت کے دس گروہ:

حضرت معاذ بن جبل ؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔ وقت حشر میری امت کے دس گروہ ہونگے ایک قطار کی صورت میں بندروں کی طرح ہوگی یہ قدریہ ہونگے۔ ایک قطار سوروں کی شکل پر ہوگی یہ مرجۂ ہوں گے ایک قطار سوروں اور کتوں جیسی ہوگی یہ حروریہ ہونگے ایک گروہ کی صورت گدھوں کی طرح ہوگی یہ رافضی ہوں گے ایک گروہ کی شکل چھوٹی چیونٹیوں کی طرح ہوگی۔ یہ متکبروں کا گروہ ہوگا۔ ایک قطار چوپاؤں کی شکل کی ہوگی۔ یہ سود خور ہوں گے۔ ایک گروہ درندوں کی صورت کا ہوگا۔ یہ زندیق ہوں گے۔ ایک گروہ کا حشر منہ کے بل ہوگا۔ یہ مصور اور دوسروں کی عیب چینی کرنے والے ہوں گے۔ اور دوسروں پر طنز وطعن کرنے والے ہوں گے۔ ایک گروہ ناز وادا سے ٹہلنے والوں کا ہوگا۔ یہ لوگ مقرب ہوں گے ایک گروہ وہ ہوگا جو شکم سیر ہوگا۔ یہ دائیں طرف والے ہوں گے۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے اس کی اسناد میں کچھ مجہول راوی ہیں۔

ع ۱ ۳۰ ۱

خلاصہ رکوع ۱

قیامت کے بارہ میں پیشگوئیوں کو ذکر فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کو ذکر فرمایا گیا۔ قیامت کی ہولناکی کو بیان کیا گیا۔ شریر لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۲ تا ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

ہم عمر اور چھلکتا ہوا جام شراب نہ وہاں کوئی بیہودہ بات سنیں گے

وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

اور نہ جھٹلانا صلہ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے انعام حساب سے ۱ جو پروردگار ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے (سب کا) بڑا مہربان قدرت نہیں کہ

خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا

کوئی اس سے بات کرے جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کسی کے منہ سے بات تو

يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

نکلنے ہی کی نہیں مگر جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ بات بھی معقول کہے یہ دن برحق ہے!

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

تو جو کوئی چاہے وہ بنا رکھے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا

ہم نے تم کو ڈرا دیا ہے ایک عنقریب آنے والے عذاب سے! جس دن آدمی دیکھ لے گا

قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

جو کچھ آگے بھیج چکے تھے اس کے ہاتھ اور کافر کہہ اٹھے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام: بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری ؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابیوں رضی اللہ عنہم کو گالیاں نہ دو اگر تم میں سے کوئی (کوہ) احد کے برابر سونا بھی (راہ خدا میں) خرچ کر دے تو صحابیوں کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہ ہوگا (مد بقدر ایک سیر) اور یہ تفاوت اہل قرب کے آپس میں بھی درجات قرب کے فرق کے لحاظ سے ہوگا۔ مجدد صاحب نے لکھا ہے کہ تمام صحابہ ؓ رضی اللہ عنہم اور بکثرت تابعین اور کچھ تبع تابعین یعنی مقربین کمالات نبوت کی وجہ سے دوامی تجلی ذات میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن ان تینوں قرون کے بعد جن کے خیر ہونے کی شہادت (احادیث) میں آ چکی ہے اس دولت عظمٰی کی روشنی بجھ گئی اور اس کے نشانات بھی مٹ گئے پھر ہجرت سے ہزار سال کے بعد اللہ نے بعض بزرگوں کو پیدا کیا اور ان کو اولین کی طرح کمالات عطا فرمائے جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ میری امت بارش کی طرح ہے جس میں نہیں جانا جا سکتا کہ اول حصہ بہتر ہے یا آخر حصہ۔ ترمذیؒ بروایت حضرت انس ؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس امت کے اول و آخر کو یکساں قرار دیا کہ معلوم نہیں اس کا اول دور بہتر ہے یا آخر دور۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ پرہیزگار لوگوں کیلئے انعامات کا محض فضل ہونا بتایا گیا۔ روز محشر مخلوقات کی صف بندی اور فکر آخرت اور اصلاح اعمال کو ذکر کر روز محشر کفار کی ناکام حسرت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ النباء

خواب میں پڑھنے والا دلیل ہے کہ خدا خوف اور متوکل ہوگا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ۳۷ تا ۳۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

ان فرشتوں کی قسم جو جان نکالتے ہیں ڈوب کر۔ اور ان فرشتوں کی قسم جو بند چھڑا دیتے ہیں کھول کر ف۱ ان فرشتوں کی

سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾

قسم جو تیرتے پھرتے ہیں پھر آگے بڑھتے ہیں لپک کر۔ پھر انتظام کرتے ہیں حکم سے

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ

جس دن کہ لرز جائے کانپنے والی (یعنی زمین) ایک زلزلہ کے پیچھے دوسرا زلزلہ آئے۔ کتنے ہی دل

يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ

اس دن دھڑک رہے ہوں گے ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی۔ کافر کہتے ہیں

ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا

کہ کیا ہم کو لوٹنا پڑے گا الٹے پاؤں؟ کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے؟

نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کہتے ہیں کہ ایسا ہوا تو یہ لوٹنا نقصان کی بات ہے سو وہ تو بس ایک ڈانٹ ہے پھر

وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

ایک دم سے وہ میدان میں آ موجود ہوئے (اے محمد) موسیٰ کی خبر بھی

مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾

تجھ کو پہنچی؟ جب اس کو آواز دی اس کے پروردگار نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے

وقف لازم

وقف لازم

وقف لازم

وقف لازم

ف۱ مومن کی موت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مومن دنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف توجہ کی حالت میں ہوتا ہے تو آفتاب جیسے گورے چہرے والے ملائکہ جنتی کفن اور بہشتی خوشبو لے کر آتے ہیں اور حد نظر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل کر چل فوراً جان اس طرح بہہ کر باہر آ جاتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ ملک الموت اس کو لے لیتا ہے مگر وہ ملائکہ لمحہ بھر نفس کو ملک الموت کے پاس نہیں چھوڑتے اور خود اپنے قبضہ میں لے کر جنتی کفن اور بہشتی خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے پاکیزہ ترین مشک کی خوشبو نکلتی ہے۔ (الحدیث)

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى

کہ جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھا رکھا ہے! پھر کہہ کہ تجھے اس کی بھی رغبت ہے

اَنۡ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ

کہ پاک صاف بن جائے اور میں تجھ کو رستہ دکھاؤں تیرے پروردگار کی طرف

الۡاٰيَةَ الۡكُبۡرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ

پھر تجھ کو ڈر ہو؟ غرض موسیٰ نے اس کو دکھایا بڑا معجزہ تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر

يَسۡعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ﴿۲۴﴾

چلا پیٹھ پھیر کر تدبیر کرتا ہوا پھر جمع کیا پھر آواز دی پس کہا کہ میں ہی تو تمہارا سب سے بڑا پروردگار

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ

ہوں ف۱ تو اسے اللہ نے دھر پکڑا آخرت اور دنیا کے عذاب میں بیشک اس واقعہ میں

لَعِبۡرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ

اس کے لئے عبرت ہے جس کو ڈر ہے کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا؟ ف۲

بَنٰٮهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰٮهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغۡطَشَ لَيۡلَهَا

کہ اللہ نے اس کو بنایا! اونچی کی اس کی بلندی پھر اس کو ہموار کیا

وَاَخۡرَجَ ضُحٰٮهَا ﴿۲۹﴾ وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰٮهَا ﴿۳۰﴾ اَخۡرَجَ

اور تاریک بنائی اس کی رات اور نکالی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا! نکالا

مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعٰٮهَا ﴿۳۱﴾ وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰٮهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا

اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ اور پہاڑوں کو گاڑ دیا

ف۱ اس قید سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اپنے سوا کسی اور کو بھی چھوٹا معبود سمجھتا ہو بلکہ اس کا مقصود یہ تھا کہ میں ہی تمہارا رب ہوں اور اعلیٰ کی قید محض اپنی مدح کے لئے بڑھا دی۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۲ قیامت کا وقوع اور اس کے بارہ میں کفار کی رائے کی تردید فرمائی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت اور فرعون کی ہلاکت کو ذکر کر کے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

ف۲ اور ظاہر ہے کہ آسمان ہی کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے پھر جب اس کو پیدا کر دیا تو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور فی نفسہ کی قید اس لئے بڑھا دی کہ قدرت کے اعتبار سے تو سب برابر ہیں۔

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾

(یہ سب) تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدے کے لئے۔ تو جب آ موجود ہوگا بڑا ہنگامہ

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ

(یعنی قیامت) جس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اس نے کیا تھا اور کھول دکھائی جائے گی

يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ

دوزخ جو چاہے دیکھے تو جس شخص نے سرکشی کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک

الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

دوزخ ہے اس کا ٹھکانا ہے ف۱ اور جو ڈرا اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

اور روکا نفس کو خواہشات سے تو بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے تجھ سے

الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ

قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا تحقق کب ہوگا؟ تو کس بات میں ہے اس کا

اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ

وقت بتانے کی طرف سے؟ تیرے پروردگار ہی کی طرف اس کی انتہا ہے

مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا

بس تو تو اس شخص کو ڈرانے والا ہے جو قیامت سے ڈرتا ہے۔ جس دن قیامت کو دیکھ لیں گے ان کو

اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾ ع

ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (دنیا میں) نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کی صبح

ف۱ نفس کی مخالفت کے درجات

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ مخالف ہوی کے تین درجے ہیں۔

اول درجہ تو یہ ہے کہ آدمی ان عقائد باطلہ سے بچ جائے جو ظاہر نصوص اور اجماع سلف کیخلاف ہوں، اس درجہ میں پہنچ کر وہ سنی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

متوسط درجہ یہ ہے کہ وہ کسی معصیت یا گناہ کا ارادہ کرے پھر اسکو یہ بات یاد آ جائے کہ مجھے اللہ کے سامنے حساب دینا ہے اس خیال کی بناء پر گناہ کو ترک کر دے۔ اسی متوسط درجے کا تکملہ یہ ہے کہ آدمی شبہات سے بھی پرہیز کرے اور جس مباح اور جائز میں مشغول ہونے سے کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اس جائز کام کو بھی ترک کر دے۔

جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر ؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مشتبہات سے پرہیز کیا اس نے اپنی آبرو اور اپنے دین کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہات میں مبتلا ہو گیا وہ بالآخر محرمات میں مبتلا ہو جائیگا، مراد مشتبہات سے وہ کام ہیں جن میں جائز و ناجائز ہونیکے دونوں احتمال ہوں، یعنی عمل کرنیوالے کو یہ شبہ ہو کہ میرے لئے یہ کام جائز ہے یا ناجائز، مثلاً ایک شخص بیمار اور وضو کرنے پر قادر تو ہے اور اسکا یقین پورا نہیں کہ میرے لئے وضو کرنا اس حالت میں مضر ہی ہے تو تیمم کا جواز اور عدم جواز مشتبہ ہو گیا اسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھ تو سکتا ہے مگر مشقت بہت زیادہ ہے اسکی وجہ یہ اشتباہ ہو گیا کہ بیٹھ کر نماز میرے لئے درست ہے یا نہیں ایسے مواقع میں مشتبہ چیز کو چھوڑ کر یقینی جواز کو اختیار کرنا تقوی ہے اور مخالفت کا متوسط درجہ بھی ہے۔

تعبیر سورۃ النازعات

اس سورہ کو خواب میں پڑھنے والے کے دل سے بھی جلد رنج و غم نکل جائیں گے (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۲۰ ۴

زمین و آسمان کی تخلیق میں فکر کی دعوت دی گئی۔ جہنم کا نظارہ اور اس میں جانیوالوں کی حرکات ذکر کی گئیں پرہیزگار لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔

خاصیت: آیت ۴۲ تا ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ وَّكَذَا اِلَى الْخ

سورہ عبس مکہ میں نازل ہوئی اور اسمیں بیالیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے اور ایسا ہی آخر تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ① اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② وَمَا يُدْرِيْكَ

تیوری چڑھائی ف۱ اور منہ موڑا اس سے کہ اسکے پاس ایک نابینا آیا! اور تو کیا جانے شاید وہ سنور جاتا

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ③ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ④ اَمَّا مَنِ

یا وہ نصیحت سنتا تو اس کو نصیحت فائدہ مند ہوتی! جو شخص

اسْتَغْنٰى ⑤ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ⑥ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا

بے پروائی کرتا ہے تو اس کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے حالانکہ تجھ پر کچھ گناہ نہیں

يَزَّكّٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ⑧ وَهُوَ يَخْشٰى ⑨

کہ وہ پاک نہ ہو اور یہ جو تیرے پاس آیا دوڑتا ہوا اور وہ ڈرتا ہے

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ⑩ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ⑪ فَمَنْ

تو تو اس سے تغافل کرتا ہے آئندہ ایسا نہ کریو یہ نصیحت ہے تو جو

شَآءَ ذَكَرَهٗ ⑫ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ⑬ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ⑭

چاہے قرآن یاد کرے (وہ لکھا ہوا ہے) معزز اوراق میں جو اونچی جگہ رکھے ہوئے پاک ہیں

بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ⑮ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ⑯ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ

ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو بزرگ منش نیکوکار ہیں مارا جائیو آدمی وہ کس

ف۱ شانِ نزول: آنحضرت ﷺ بعض سرداران قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے اتنے ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیونکر ہے یا رسول اللہ! مجھے اس میں سے کچھ سکھائیے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے حضرت ﷺ کو انکا بے وقت کا پوچھنا گراں گزرا آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے مہم کام میں مشغول ہوں قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے۔ ابن ام مکتوم بہرحال مسلمان ہے اس کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزار مواقع حاصل ہیں اس کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس ایسے باثر اور بارسوخ لوگ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں میں انکو سمجھا رہا ہوں یہ اپنی کہتا چلا جاتا ہے اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر گوشۂ التفات اس کی طرف کرونگا تو ان لوگوں پر کس قدر شاق ہوگا۔ شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض آپ ﷺ منقبض ہوئے اور انقباض کے آثار چہرے پر ظاہر ہونے لگے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا آپ کی خدمت میں آتے آپ بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور فرماتے "مرحبا بمن عاتبنی فیه ربی"۔ (تفسیر عثمانی)

أَكْفَرَهُ ﴿۱۷﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ

بلا کا نا شکر ہے کس چیز سے اللہ نے اس کو پیدا کیا نطفہ منی سے اس کو

خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُ

پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ باندھ دیا ف۱ پھر رستہ اس کو آسان کر دیا پھر اس کو

فَأَقْبَرَهُ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ

مار دیا پھر اس کو قبر میں داخل کیا ف۲ پھر جب چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا

مَا أَمَرَهُ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿۲۴﴾ أَنَّا صَبَبْنَا

نہیں نہیں ابھی آدمی نے پورا نہیں کیا جو اللہ نے اسے حکم فرمایا!

الْمَاءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَأَنْبَتْنَا

تو آدمی کو چاہئے کہ نظر کرے اپنے کھانے کی طرف ہم نے پانی ڈالا اوپر سے

فِيهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿۲۹﴾

پھر ہم نے پھاڑا زمین کو جیسا کہ چاہیئے تھا پھر ہم نے اگایا اس میں اناج

وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿۳۱﴾ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

اور چارہ تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدہ کے لئے تو جب آموجود ہوگی وہ غل کہ جس سے کان بہرے

أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾

ہو جائیں گے اس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور اپنے ماں باپ سے اور اپنی جورو اور اپنے بیٹوں سے

ف۱ چار چیزیں جو مقدر ہیں: اور لفظ فَقَدَّرَهُ سے یہاں یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسان جس وقت بطن مادر میں زیر تخلیق ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی چار چیزوں کی مقدار لکھ دیتے ہیں وہ یہ کہ وہ کیا کیا اور کیسے کیسے عمل کرے گا اس کی عمر کتنی ہوگی اس کو رزق کتنا ملے گا اور وہ انجام کار سعید و نیک بخت ہوگا یا شقی بد بخت (کمافی حدیث ابن مسعود عند الشیخین)

ف۲ پارسی اور مجوسی قوم میں بھی یہی رواج ہے کہ وہ اپنے مردوں کی لاش کو اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں البتہ اتنا کرتے ہیں کہ ایک احاطہ گہرا سا کنوئیں کی شکل بنا دیتے ہیں اس میں ایک دروازہ ہوتا ہے اس احاطہ میں مردہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں پھر گدھ چیل اور کوے اس کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں بس ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے قوم مجوس میں اس جگہ کو دخمہ کہا جاتا ہے۔
ہندوں کے یہاں مردوں کو جلانے کی رسم ہے اہل کتاب یہود نصاریٰ کیونکہ ان کے مذہب کی بہر حال اصل بنیاد خدا کی کتاب تورات اور انجیل ہے تو اس وجہ سے وہ مسلمانوں کی طرح اپنے مردوں کو دفناتے ہیں۔
ظاہر ہے کہ اسلام کے سوا جو بھی طرائق انسان کی لاش کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں عقل و فطرت کے خلاف ہیں اور انسانی عظمت کو سرا سر پامال کرتے ہیں جبکہ حضور ﷺ کی تعلیمات سے دنیا کو یہ ہدایت ملتی ہے کہ مردوں کے جسم کا احترام زندوں کے جسم کی طرح ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔
ہندوؤں کا یہ خیال کہ آگ میں جلا دینا زمین میں دفن کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور آگ جلا کر مردہ کو پاک کر دیتی ہے عقل و فطرت کے خلاف ہے۔
انسان کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا تو مناسب یہی ہے کہ مرنے کے بعد بھی مٹی میں ہی دفنا دیا جائے۔ (معارف کاندھلوی)

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

ہر شخص کو ان اقربا میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوگا کہ وہ اس کو بس کرتا ہے ف۱ کتنے ہی منہ

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾

اس دن روشن ہوں گے ہنسی خوشی! اور کتنے ہی منہ

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا

اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہو گی! ان پر کلونس

قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

چڑھی آتی ہو گی یہی روسیاہ کافر بدکار ہیں۔

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾

جس وقت آفتاب لپیٹ لیا جائے اور جب ستارے ماند پڑ جائیں

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾

اور جس وقت پہاڑ چلائے جاویں اور جب دس مہینے کی گیابھن اونٹنیاں

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾

چھٹی چھٹی پھریں اور جس وقت جنگلی جانور جمع کیے جائیں اور جب دریا بھڑکائے جائیں ف۲

ف۱ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم ننگے پیروں ننگے بدن اور بے ختنہ خدا کے ہاں جمع کیے جاؤ گے۔ آپ ﷺ کی بیوی صاحبہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ پھر تو ایک دوسرے کی شرمگاہوں پر نظریں پڑیں گی۔ فرمایا اس روز کی گھبراہٹ وہاں کا حیرت انگیز ہنگامہ ہر شخص کو مشغول کیے ہوگا بھلا کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا موقعہ کہاں؟ (ابن ابی حاتم)

خلاصہ رکوع ۱

تبلیغ دین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایات دی گئیں اور بتایا گیا کہ جو طلب گار ہیں وہ توجہ کے مستحق ہیں۔ عظمت قرآن اور انسانی ناشکری ذکر فرمائی گئی اور بقائے زندگی کے سامان ذکر فرمائے گئے۔ قیام کی نفسا نفسی کا عالم مومنین کیلئے بشارت اور کفار کیلئے ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۴۲ ۵

تعبیر سورہ عبس

اس کو خواب میں پڑھنے والا صدقات زیادہ دے گا اور زکوۃ نکالے گا۔

ف۲ یہ چھ واقعات تو نفخہ اولیٰ کے وقت ہوں گے جب کہ دنیا آباد ہوگی اور اس نفخہ سے یہ تغیرات وتبدلات ہوں گے اور اس وقت اونٹنیاں وغیرہ بھی اپنی اپنی حالت پر ہوں گی جن میں بعضی وضع حمل کے قریب ہوں گی جو کہ عرب کے نزدیک اعز اموال ہیں مگر اس وقت ہل چل میں کسی کو کہیں کا ہوش نہ رہے گا اور وحوش بھی مارے گھبراہٹ کے سب گڈمڈ ہو جائیں گے اور دریاؤں میں اول طغیانی پیا ہوگی اور زمین میں شقوق واقع ہو جائیں گے جس سے سب شیریں اور شور دریا ایک ہو جاویں گے جس کا ذکر آئندہ سورت میں واذا البحار فجرت میں فرمایا ہے پھر شدت حرارت سے سب کا پانی تو تحلیل ہو آتش ہو جاوے گا شاید اول ہوا ہو جاوے پھر ہوا آگ بن جاوے اس کے بعد عالم فنا ہو جاوے گا۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸

اور جس وقت روحیں (بدنوں سے) ملائی جائیں اور جب لڑکی سے جو زندہ درگور کر دی ف۱

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا

گئی تھی پوچھا جائے کہ کس گناہ پر ماری گئی اور جس وقت نامۂ اعمال کھولے جائیں اور جب

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ

آسمان کی کھال کھینچی جائے اور جس وقت دوزخ دہکائی جائے اور جب بہشت

اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَاۤ اُقْسِمُ

قریب لائی جائے اس وقت ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں

بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷

الٹے پیچھے کو ہٹنے والے سیدھے چلنے والے چھپ جانے والے ستاروں کی اور رات کی قسم

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝۱۹

جب اس کا اٹھان ہو اور صبح کی قسم جب وہ سانس لے بیشک قرآن پیام ہے ایک معزز رسول کا

ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ

جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک بڑا درجہ پائے ہوئے ہے سب کا مانا ہوا وہاں بڑا

اَمِیْنٍ ۝۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ

امانت دار ہے اور یہ تمہارا رفیق (یعنی محمد) کچھ دیوانہ نہیں ہے۔ اور بیشک اس نے

بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝۲۴

اس فرشتہ کو دیکھا ہے آسمان کے کھلے کنارے اور یہ غیب کی بات پر بخل کرنے والا نہیں ہے

ف۱ چار ماہ کے بعد اسقاط حمل کا حکم

مسئلہ: بچوں کو زندہ دفن کر دینا یا قتل کر دینا سخت گناہ کبیرہ اور ظلم عظیم ہے اور چار ماہ کے بعد کسی حمل کو گرانا بھی اسی حکم میں ہے۔ کیونکہ چوتھے مہینے میں حمل میں روح پڑ جاتی ہے اور وہ زندہ انسان کے حکم میں ہے اسی طرح جو شخص کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس سے بچہ ساقط ہو جائے تو باجماع امت مارنے والے پر اس کی دیت میں غرہ یعنی ایک غلام یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے اور اگر بطن سے باہر آنے کے وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو پوری دیت بڑے آدمی کے برابر واجب ہوتی ہے اور چار ماہ سے پہلے اسقاط حمل بھی بدوں اضطراری حالات کے حرام ہے مگر پہلی صورت کی نسبت کم ہے یعنی اس میں کسی زندہ انسان کا قتل صریح نہیں ہے۔

مسئلہ: کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے جیسے آج کل دنیا میں ضبط تولید کے نام سے اس کی سینکڑوں صورتیں رائج ہو گئی ہیں اس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واد خفی فرمایا ہے یعنی خفیہ طور سے بچہ کو زندہ درگور کر دینا (کما رواہ مسلم عن حذامۃ بنت وھب) اور بعض دوسری روایات میں جو عزل یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سکوت یا عدم ممانعت منقول ہے وہ ضرورت کے مواقع کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی اس طرح کے ہمیشہ کیلئے قطع نسل کی صورت نہ بنے (مظہری) آج کل ضبط تولید کے نام سے جو دوائیں یا معالجات کئے جاتے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ہمیشہ کیلئے سلسلہ نسل واولاد کا منقطع ہو جائے اس کی کسی حالت اجازت شرعاً نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور نہ قرآن کسی شیطان مردود کا قول ہے پھر تم کہاں چلے جا رہے ہو؟

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾

یہ قرآن تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لوگوں کے لئے اس شخص کے لئے جو تم میں سے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾

چاہے کہ سیدھے رستہ چلے اور تم جبھی چاہو کہ جب اللہ چاہے جو دنیا جہان کا پروردگار ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾

جب آسمان پھٹ جائے اور تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا بہا دیئے جائیں

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ

اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں (اس وقت) ہر نفس جان لے گا

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا

جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑ آیا۔ اے آدمی کس چیز نے

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

تجھ کو فریب دیا اپنے رب کریم پر؟ کہ جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر تجھے

تعبیر سورہ التکویر

اس کو خواب میں پڑھنے والے کے سفر مشرق کی جانب زیادہ ہوں گے اور سفر کامیاب رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

قیامت کی منظر کشی کو ذکر فرمایا گیا۔ اعمال کا سامنے آنا جبرائیل کی صفات اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت وسچائی کو ذکر فرمایا گیا۔ انسان کو تابعداری اور استقامت کا حکم دیکر بتایا گیا کہ اصل اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔

ع ١ ٢٩ ٦

ول سبق آموز واقعہ:

نقل ہے کہ ایک عورت نے قاضی سے استغاثہ کیا کہ میرے شوہر نے میرے اوپر ایک عورت سے نکاح کرلیا ہے قاضی نے کہا کہ تجھ کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اللہ نے مردوں کے لئے حسب مرضی دو دو تین تین اور چار چار عورتیں مباح کردی ہیں عورت بولی قاضی جی اگر حجاب وحیا نہ ہوتی تو میں اپنا حسن تم کو دکھاتی اور پھر پوچھتی کہ جس کا حسن جمال ایسا ہو جیسا میرا کیا اس سے رخ موڑ کر دوسرے سے مشغلہ کرنا جائز ہے عورت کا یہ قول ایک اہل دل نے سن پایا اور سنتے ہی گرکر چیخ مارکر بیہوش ہوکر گر پڑا کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو کہنے لگا میں نے ایک ہاتف کو یہ ندا دیتے سنا کہ کیا تو نے اس عورت کی بات نہیں سنی اگر عظمت وکبریاء کا حجاب نہ ہوتا تو میں تم کو اپنا جمال وجلال دکھاتا جس کی سمائی کسی مقابلہ میں نہیں، اور تم سے پوچھتا کہ جو مجھ سے مشغلہ رکھ سکتا ہے میری مثل کون ہے کوئی میری مثل ہو ہی نہیں سکتا میری ہی طلب کرے گا تو مجھے پالے گا۔ (تفسیر مظہری)

فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا

درست کیا پھر تجھ کو برابر کیا جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا ف۱ نہیں نہیں

بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠

بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزائے اعمال کو حالانکہ تم پر چوکیدار

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ

(تعینات) ہیں با عزت لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو بیشک نیک

لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا

بندے البتہ نعمت میں ہوں گے اور بیشک بدکار البتہ دوزخ میں ہوں گے اور اس میں داخل ہوں گے

يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ

جزا کے دن اور وہ اس سے غائب نہ ہوں گے ف۲ اور تو کیا سمجھا کہ

مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ

جزا کا دن ہے کیا؟ پھر (کہتے ہیں) کہ تو کیا سمجھا روز جزا ہے کیا؟ وہ دن ہے

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْــــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩

کہ نہ فائدہ پہنچا سکے گا کوئی نفس کسی نفس کو کچھ اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورہ المطففین مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھتیس آیتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ یعنی پیدا کرنا اور انسان بنانا اور اعضاء میں اعتدال رکھنا تو سب انسانوں میں مشترک ہے اس کے بعد پھر ہر ایک کی صورت الگ الگ طور پر بنائی اور ملاطو ک سے پہلے انجام کا ذکر ہے اور اس کے بعد ابتداء کا ذکر ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ غفلت سے روکنے والی دو حالتیں موجود ہیں پھر بھی غفلت سے باز نہیں آتا اور کریم کی صفت اس لئے بڑھائی کہ اسکا کریم ہونا اس کو مقتضی ہے کہ اسکی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔

ف۲ آگ کا فرش اور آگ کے کپڑے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کافروں کا حال کے ذکر میں آیا ہے کہ اس سے اسکے دین کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں مجھے نہیں معلوم اس پر آسمان کی طرف سے ایک نداء آتی ہے اس نے جھوٹ کہا اس کیلئے آگ کا فرش کر دو اور آگ کے کپڑے اس کو پہنا دو اور آگ کی طرف اسکے لئے دروازہ کھول دو۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورۃ الانفطار

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو سلاطین کا قرب حاصل ہوگا اور وہ اس کی عزت کریں گے۔ (ابن سیرین)

ع ۱ | ۱۹ | ۷

خلاصہ رکوع

قیامت کی منظر کشی اور انسانی غفلت کو ذکر فرمایا گیا۔ اعمال لکھنے والے فرشتے اور ابرار کیلئے جنت اور فجار کیلئے جہنم کو بیان کیا گیا روز محشر کی ہولناکی ذکر فرمائی گئی۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

خرابی ہے کم دینے والوں کی کہ جب ماپ کر لوگوں سے لیں

يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ اَلَا

پورا پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر دیں یا ان کو تول کر دیں تو کم دیں ف۱ کیا

يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ

ان کو اس کا خیال نہیں کہ وہ اٹھا کھڑے کیے جائیں گے ایک بڑے دن میں

يَّقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ

جس دن لوگ کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے حضور میں۔ بلا ریب بدکاروں کا

لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸ كِتٰبٌ

نامہ اعمال سجین میں ہے اور تو کیا سمجھا کہ سجین ہے کیا؟ ایک دفتر ہے

مَّرْقُوْمٌ ۝۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

لکھا ہوا ف۲ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۱۱ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ

روز جزا کو اور اس کو وہی جھوٹ جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہو

اَثِيْمٍ ۝۱۲ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

گنہگار ہو کر جب اس کو پڑھ کر سنائی جاویں ہماری آیتیں تو کہے کہ کہانیاں ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا

اگلے لوگوں کی نہیں نہیں بلکہ زنگ جما دیا انکے دلوں پر ان اعمال نے جو وہ کیا کرتے تھے

ف۱ لوگوں سے اپنا حق پورا لینا اگرچہ برا نہیں مگر یہاں اس کے بیان کرنے سے خود اس کی مذمت کرنا مقصود نہیں بلکہ کم دینے کی مذمت تاکید کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہے مطلب یہ ہے کہ کم دینا اگرچہ فی نفسہ برا ہے لیکن اس کے ساتھ اگر دوسروں کی ذرا بھی رعایت نہ کی جائے تو یہ بہت زیادہ مذموم ہے بخلاف اس شخص کے جو دوسروں کے ساتھ رعایت بھی کرتا ہے کہ اس میں اگر ایک عیب ہے تو ایک ہنر بھی ہے اس لئے پہلے شخص کا عیب بہت سخت ہے۔

ف۲ نشان سے مراد مہر ہے جیسا کہ در منثور میں کعب احبار سے مروی ہے پس مقصود یہ ہوگا کہ اس میں تغیر و تبدل کا کچھ احتمال نہیں حاصل یہ کہ سب اعمال محفوظ و منضبط ہیں جس سے جزا و سزا کا انصاف کے ساتھ ہونا ثابت ہوا۔

خاصیت: آیت ۴ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾

نہیں نہیں بیشک وہ اپنے پروردگار سے اس روز محجوب ہوں گے ف۱

ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي

پھر یہ لوگ ضرور دوزخ میں داخل ہوں گے پھر کہا جائے گا کہ یہی تو ہے

كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِي

جس کو تم جھوٹ جانتے تھے بلا ریب نیک بندوں کا اعمال

عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَٰبٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾

علیین میں ہے اور تو کیا سمجھا کہ علیون ہے کیا؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا

يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى

اس پر حاضر رہتے ہیں مقرب (فرشتے) ف۲ بیشک نیکو کار البتہ آرام میں ہوں گے

الْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ

تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہوں گے تو پہچانے گا ان کے چہروں پر

النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَٰمُهُ مِسْكٌ

نعمت کی تازگی ان کو پلائی جائے گی خالص شراب سر بمہر اس کی مہر مشک کی ہے

وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَٰفِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ

اور اس شراب میں رغبت کرنے والوں کو چاہیئے کہ رغبت کریں

مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ

اور اس کی ملونی تسنیم کی ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب بندے پیتے ہیں بیشک

ف۱ مومن کو دیدار ہوگا: حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ نے فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنین اور اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ کی زیارت ہوگی ورنہ پھر کفار کے محجوب رہنے کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوتا۔ اگر کفار میں حق تعالیٰ کی زیارت کا شوق نہ ہوتا تو انکی سزا میں یہ نہ کہا جاتا کہ وہ زیارت سے محروم رہیں گے کیونکہ جو شخص کسی کی زیارت کا طالب ہی نہیں بلکہ متنفر ہے اس کے لئے یہ کوئی سزا ہی نہیں کہ اس کو اس کی زیارت سے محروم کیا جائے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اور یہ مومن کے لئے بڑی عزت کی بات ہے روح المعانی میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ جب ملائکہ مومن کی روح کو قبض کر کے لے جاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس روح کو رکھ دیتے ہیں پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم اس کا نامہ اعمال دیکھنا چاہتے ہیں جو ان کو کھول کر دکھلایا جاتا ہے۔

خاصیت: آیت ۱۴ تا ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾

مجرم لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہنسی کیا کرتے تھے ف۱

وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ

اور جب ان کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے تو آپس میں سینکیں چلاتے تھے اور جب لوٹ کر

انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

اپنے گھر جاتے تھے باتیں بناتے ہوئے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ

لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ

یہ لوگ گمراہ ہیں حالانکہ ان کو مسلمان پر نگہبان بنا کر بھیجا نہیں گیا تھا۔ تو آج

الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ

مسلمان کافرو ں سے ہنسی کرتے ہیں تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہیں؟

يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

اب تو کافروں نے بدلہ پایا جیسا کچھ کرتے تھے۔

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ انشقاق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا

جب آسمان پھٹ جائے اور کان رکھے اپنے پروردگار کے حکم پر اور وہ اسی لائق ہے اور جب

ف۱ مسلمانوں پر کافروں کی پھبتیاں

کہ ان بے وقوفوں کو کیا خیال فاسد دامن گیر ہوا ہے کہ محسوس و موجود لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں کی توقع پر چھوڑتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اور جب یہ کفار مومنین کو دیکھتے ہیں تو بظاہر ہمدردی کے لہجہ میں اور در حقیقت تمسخر کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ بیچارے بڑے سادہ لوح اور بیوقوف ہیں ان کو محمد ﷺ نے گمراہ کر دیا۔

آج کل کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اس وقت وہ لوگ جو کچھ نئی تعلیم کی نحوست سے دین و آخرت سے بے فکر ہو چکے ہوتے ہیں خدا اور رسول پر ایمان برائے نام رہ جاتا ہے وہ علماء و صلحاء کے ساتھ بعینہ اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس عذاب الیم سے نجات عطاء فرمادیں مومنین و صالحین کے لئے اس آیت میں تسلی کا کافی سامان ہے۔

تعبیر سورہ المطففین

اسکو خواب میں پڑھنے والے کو وفا اور عدل نصیب ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

ع ۱ ۳۲ ۸

خلاصہ رکوع

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو ڈرایا گیا۔ فجار کا مقام اور ان کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ ابرار کا ریکارڈ اور اعمال ناموں کا معائنہ ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کیلئے نعمتوں کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی پھبتیوں کا ازالہ فرمایا گیا کہ اس دن مومنین سرخرو ہوں گے اور کفار کا انجام بد ہوگا۔

الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَأَذِنَتْ

زمین کھینچی جائے ف۱ اور نکال ڈالے جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے اور کان رکھے

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

اپنے پروردگار کے حکم پر اور وہ اسی لائق ہے اے انسان تجھ کو کوشش کرنی ہے اپنے پروردگار تک

كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝٦ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝٧

پہنچنے میں پوری کوشش پھر تو اس سے جا ملے گا تو جس شخص کو دیا گیا

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝٨ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ

اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں پس اس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب اور وہ

مَسْرُورًا ۝٩ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝١٠ فَسَوْفَ

واپس آئے گا اپنی اہل کے پاس خوش خوش اور جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ

يَدْعُو ثُبُورًا ۝١١ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝١٢ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ

اس کی پشت کے پیچھے تو وہ پکارے گا موت کو اور داخل ہو گا دوزخ میں۔

مَسْرُورًا ۝١٣ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝١٤ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ

بیشک وہ اپنے اہل میں بے غم تھا اس کا خیال تھا کہ (اللہ کی طرف) لوٹے گا نہیں ہاں ہاں (لوٹنا

كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝١٥ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ

ضرور ہے) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا تو میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی

وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

جن کو وہ جمع کرتی ہے اور چاند کی جب پورا ہو کہ تم ضرور پہنچو گے ایک حالت سے دوسری حالت پر

ع ۱۷

ف۱ حضور ﷺ کیلئے مقام محمود: حاکم رضی اللہ عنہ نے عمدہ سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن زمین کو اس طرح پھیلا دیا جائے گا جیسے چمڑے کو پھیلایا جاتا ہے پھر آدمی کو زمین میں صرف قدم رکھنے کی جگہ ملے گی پھر سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا میں سجدہ میں گر جاؤں گا تو مجھے (کچھ عرض کرنے کی) اجازت دی جائے گی۔ اس وقت جبرائیلؑ اللہ کی دائیں طرف سے ہوں گے واللہ اس سے پہلے جبرائیلؑ نے اللہ کو کبھی نہ دیکھا ہو گا میں عرض کروں گا اے میرے رب! مجھے اس جبرائیلؑ نے خبر دی تھی کہ تو نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا، جبرائیلؑ خاموش ہوں گے کوئی بات نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اس نے سچ کہا اللہ مجھے شفاعت کی اجازت دے گا اور میں عرض کروں گا اے میرے رب تیرے بندے تمام زمین پر (پھیلے ہوئے ہیں) مقام محمود ا (شفاعت کا مقام) یہی ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

تمہیں کیا ہو گیا جو ایمان نہیں لاتے اور جب ان پر

الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾

قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے بلکہ یہ کافر تو جھٹلاتے ہیں۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں تو ان کو مژدہ سنا دردناک عذاب کا

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ ف۱

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ بروج مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بائیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں ف۲ اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ ہے۔

وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ

اور حاضر ہونے والے کی اور اس کی کہ جس میں حاضر ہوتے ہیں ہلاک کر دیئے گئے خندقوں

الْوَقُودِ ﴿٥﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

والے۔ ف۳ ایک آگ تھی ایندھن سے بھری ہوئی جب کہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ

ف۱ عمل صالح کی قید شرط کے طور پر نہیں ہے کیونکہ مومن اگر گنہگار بھی ہو اس کو بھی ایسا ہی اجر ملے گا جو کبھی منقطع نہ ہو یعنی جنت بلکہ سبب کے طور پر ہے کہ نیک کاموں کی بدولت یہ تو اب جلدی مل جاویگا ورنہ تھوڑا سا عذاب بھگتنا پڑے گا ہاں خدا تعالیٰ معاف کر دیں تو اور بات ہے۔

تعبیر سورۃ انشقاق

اس کو خواب میں پڑھنے والے کی اولاد نسل زیادہ ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

ع ۲۵ — ۱ قیامت کے مناظر اور انسان کی مختلف کوششوں کو ذکر کر کے اہل ایمان کا آسان حساب ہونا اور کفار کی بدبختی جو کہ دنیا میں بے فکری کا نتیجہ ہوگا ذکر فرمائی گئی۔ کفار کی حالت کہ وہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ ایمان و عمل صالح کا اجر ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ سورج چاند کی منزلیں: ابن خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورج چاند کی منزلیں ہیں جو بارہ ہیں کہ سورج ان میں سے ہر ایک میں ایک مہینہ چلتا رہتا ہے اور چاند ان میں سے ہر ایک میں دو دن تک اور ایک تہائی دن چلتا ہے۔ تو یہ اٹھائیس دن ہوئے اور دو راتوں تک وہ پوشیدہ رہتا ہے نہیں نکلتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۳ بادشاہ کا نام اور زمانہ: عطاء نے حضرت ابن عباس کی روایت سے ایسا ہی قصہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نجران (علاقہ یمن) میں حمیری بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ جس کا نام یوسف ذوالنواس بن شرجیل تھا۔ یہ واقعہ حضرت رسول خدا ﷺ کی ولادت مبارک سے ستر سال پہلے کا ہے۔ اس

خاصیت: آیت ۱۶ تا ۲۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ

مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے سامنے دیکھ رہے تھے اور وہ مسلمانوں سے اسی بات کا بدلہ لیتے تھے کہ

يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

وہ ایمان لائے اللہ زبردست سزاوارِ حمد پر وہ اللہ کہ اسی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ ۝۹

آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ

بیشک جن لوگوں نے ستایا مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر

يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ؕ ۝۱۰

توبہ نہ کی تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور ان کو جلنے کا عذاب ہے ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغ ہیں کہ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ ۝۱۱ اِنَّ

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! یہ ہے بڑی کامیابی

بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳

کچھ شک نہیں کہ تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے! وہی اول بار کرتا ہے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵ فَعَّالٌ

اور وہی دوبارہ کرے گا اور وہی ہے بخشنے والا اور محبت کرنے والا عرش کا مالک بڑی شان والا کر

زمانہ میں کوئی نبی نہ تھا۔ اور اس لڑکے کا نام عبداللہ بن قمر تھا۔ محمد بن اسحاق نے وہب بن منبہ کا حوالہ سے لکھا ہے کہ ذوالنواس نے بارہ ہزار آدمی جلا دیئے۔ پھر ارباط حبشی نے یمن فتح کر لیا اور ذوانواس بھاگ کر بمعہ اپنے گھوڑے کے سمندر میں گھس گیا۔ اور ڈوب گیا۔ کلبی نے بیان کیا ہے کہ ذوانواس نے عبداللہ بن تامر کو قتل کیا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں کوئی نہر کھودی گئی تو دیکھا کہ سر کے زخم پر عبداللہ بن تامر (شہید ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ جب ہاتھ کو زخم سے ہٹایا جاتا تو خون ابل پڑتا تھا۔ اور جب ہاتھ کو چھوڑا جاتا تو ہاتھ لوٹ کر اپنی جگہ پہنچ جاتا تھا۔ اور لوہے کی ایک مہر بھی عبداللہ کی انگلی میں پڑی تھی جس میں ربی اللہ لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے لکھ بھیجا کہ عبد (عبداللہ) اور اس کی انگوٹھی کو اسی حالت پر رہنے دو۔ جس حالت میں تم نے اس کو پایا ہے۔

ف۱ عذاب میں ہر طرح کی تکلیف داخل ہے سانپ بچھو طوق زنجیریں گرم پانی لہو پیپ پینا وغیرہ اور ان سب میں جلنے کا عذاب سخت ہے اسلئے اس کو خصوصیت سے بیان فرمایا یہ تو ظالم کے حق میں وعید تھی آگے مومنین کیلئے جس میں مظلوم بھی آگئے وعدہ ارشاد ہے۔

خاصیت: آیت ۱۲، ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ

گزرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔ ف۱ کچھ تجھے خبر پہنچی لشکروں کی یعنی فرعون

وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ

اور ثمود کی بلکہ کافر تو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ

وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ یہ قرآن ہے بڑے رتبہ کے لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ طارق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں سترہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ

قسم ہے آسمان کی اور رات کے آنے والے کی اور تو کیا سمجھا کہ رات کا آنے والا کیا ہے؟ چمکتا ہوا تارہ ہے

الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ

کوئی شخص نہیں کہ جس پر ایک نگہبان (مقرر) نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ دیکھے کہ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ

وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ پیدا ہوا ہے ایک اچھلنے والے پانی سے جو

مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾

نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے بیچ میں سے ف۲ بیشک اللہ اسکے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے

ف۱ حضرت صدیق اکبر کا مرض الوفات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکی بیماری میں جس میں آپکا انتقال ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کسی طبیب نے بھی آپکو دیکھا فرمایا ہاں پوچھا پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا کہ جواب دیا۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ پھر فرماتا ہے کہ کیا تجھے خبر بھی ہے کہ فرعونیوں اور ثمودیوں پر کیا کیا عذاب آئے اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو کہ انکی کسی طرح مدد کر سکتا۔ اور نہ کوئی اس عذاب کو ہٹا سکا۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے جب وہ کسی ظالم کو پکڑتا ہے۔ تو دردناکی اور سختی سے بڑی زبردست پکڑ پکڑتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱ / ۲۲ / ۱۰

خلاصہ رکوع

اصحاب خندق کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کی اخروی کامیابی اور کفار سے عبرت پکڑنے کی دعوت اور حفاظت قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ بروج

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ فکروں سے نجات دے گا اور ہر قسم کے علوم سے نوازے گا۔ (ابن سیرین)

ف۲ مراد اس پانی سے منی ہے خواہ صرف مرد کی یا مرد و عورت دونوں کی اور عورت کی منی میں گو اچھلنے کی صفت مرد کی برابر نہیں ہوتی لیکن کچھ اندفاق ضرور ہوتا ہے اور سینہ و پشت چونکہ بدن کی دو طرفیں ہیں اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کو بیان کر کے تمام بدن مراد لیا گیا ہو اور یہ اس لئے کہا گیا کہ منی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے اور اس میں پشت اور سینہ کی تخصیص اس لئے ہو سکتی ہے کہ مادہ منویہ کے پیدا ہونے میں اعضاء رئیسہ کو خاص دخل ہے حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا زیادہ عجیب ہے بہ نسبت دوبارہ پیدا کرنے کے۔

خاصیت: آیت ۱۴ تا ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ

جس دن بھید جانچے جائیں گے تو نہ آدمی کا کچھ زور ہوگا اور نہ کوئی مددگار ف قسم ہے آسمان

ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهُ لَقَوْلٌ

چکر کھانے والے کی اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے بیشک قرآن ایک قول فیصل ہے۔

فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾

اور وہ کچھ بے فائدہ بات نہیں ہے بیشک کافر بھی ایک داؤ کر رہے ہیں۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

اور میں بھی ایک داؤ کر رہا ہوں تو مہلت دے کافروں کو ان کو مہلت دے تھوڑے دنوں کی۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾

تسبیح کر اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی جس نے پیدا کیا پھر درست کیا

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾

اور جس نے اندازہ کیا پھر رستہ دکھایا اور جس نے تازہ گھاس نکالی

فَجَعَلَهُ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا

پھر اس کو کر دیا کوڑا سیاہ ہم خود تجھ کو (قرآن) پڑھائیں گے پھر تو بھولے ہی گا

ف مجرموں کے پاس کوئی حیلہ نہ ہوگا:

اس وقت مجرم نہ اپنے زور وقوت سے مدافعت کر سکے گا نہ کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے سزا سے بچالے۔ (تفسیر عثانی)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر غدار (عہد شکن و خائن کی رانوں کے درمیان اس کے غدر عہد شکنی کا جھنڈا گاڑ دیا جائیگا۔ اور اعلان ہو جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری عہد شکنی یا خیانت ہے اس دن نہ تو خود انسان کو کوئی قوت حاصل ہوگی۔ نہ اس کا مددگار اور کوئی کھڑا ہوگا۔ یعنی نہ تو خود اپنے آپ کو عذابوں سے بچا سکے گا۔ نہ کوئی اور ہوگا۔ جو اسے خدا تعالیٰ کے عذابوں سے بچا سکے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱۷/۱

خلاصہ رکوع

انسان اور اعمال کی حفاظت، بعث بعد الموت اور روز محشر مجرمین کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سُورۃ الطارق

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ذکر و تسبیح کی کثرت الہام فرمائے گا۔ (ابن سیرین)

شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ

نہیں مگر جو اللہ چاہے ف۱ اللہ جانتا ہے ظاہر اور پوشیدہ کو اور ہم تجھ پر آسان کر دیں

لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ

آسان رستہ چلنا سو تو سمجھا دے اگر سمجھانا کارگر ہو! سمجھ جائے گا جس کو ڈر ہو گا

مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِىْ يَصْلَى

اور اس سے سرک رہے گا بد بخت کہ جو داخل ہو گا بڑی

النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾

آگ میں پھر نہ وہاں مرے ہی گا اور نہ جئے گا ف۲ بیشک وہ مراد کو پہنچ گیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ

جو سنورا اور نام لیا اپنے پروردگار کا پھر نماز پڑھی بلکہ تم مقدم رکھتے ہو

تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ

دنیا کی زندگی کو حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ پائیدار ہے

هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

یہی بات تو اگلے صحیفوں (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں مذکور ہے۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھبیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن کی حالت اس شخص کی طرح ہے جو زانو بند بندھا ہوا اونٹ رکھتا ہے اگر اس کی نگہداشت کرتا رہتا ہے تو روکے رکھتا ہے اور کھول دیتا ہے تو بھاگ جاتا ہے حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پڑھ کر بھلا دیتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر جائے گا۔ (ابوداؤد و دارمی)

ف۲ حاصل یہ کہ نصیحت فی نفسہ نافع چیز ہے اور وجوب کے لئے یہی کافی ہے گو بعض جگہ کسی شرط کے نہ پائے جانے سے اس کا اثر ظاہر نہ ہو پس اول سورت سے یہاں تک کا خلاصہ یہ ہوا کہ آپ اپنی بھی تکمیل کیجئے اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کیجئے آگے نصیحت ماننے والوں کی حالت قدرے تفصیل سے مذکور ہے۔

تعبیر سورہ الاعلیٰ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کے لئے اس کے کام آسان ہو نگیں۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

۱ اللہ تعالیٰ کے کمالات کو ذکر کر کے تسبیح کا حکم فرمایا گیا۔ ظاہر و باطن کے تزکیہ اور فکر آخرت کی اہمیت بتائی گئی۔

ع ۱۹ / ۱۲

خاصیت: آیت ۶ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾

کچھ تجھے پہنچی قیامت کی خبر؟ کتنے منہ اس دن ذلیل و خوار ہوں گے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ

مشقت کر رہے ہوں گے تھک رہے ہوں گے۔ داخل ہوں گے

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾

دہکتی ہوئی آگ میں ان کو پانی پلایا جائے گا ایک کھولتے ہوئے چشمہ کا۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾

کوئی کھانا ان کو نصیب نہیں مگر ضریع کہ جو نہ بدن موٹا کرے اور نہ بھوک رفع کرے کتنے

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

منہ اس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنی کوشش سے راضی بہشت بریں میں! نہ سنیں گے

لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ

وہاں کوئی بیہودہ کلام اس میں چشمہ جاری ہے اس میں

مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿١٥﴾

اونچے اونچے تخت اور آبخورے رکھے ہوئے اور تکیے ایک قطار میں لگے ہوئے۔

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿١٦﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ

اور مخملی نہالچے بکھرے پڑے ہوں گے تو کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں کی طرف کہ کیسے

خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَاِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ

پیدا کیے گئے ہیں؟ ف۱ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف

ف۱ افلا ینظرون الخ سفر کی حالت میں آدمی کا کاروبار اور اہل وعیال کے جھمیلوں سے فارغ البال ہوتا ہے۔ اسی لئے مسافر سفر میں کوئی نہ کوئی مشغلہ ڈھونڈتا ہے، رفقاء سفر سے گفتگو، دنیوی امور میں غور و خوض، اہل دل ذکر و فکر اور شعراء عموماً سفر میں غزلیں، قصیدے اور نعتیں کہہ ڈالتے ہیں، عرب کے لوگ اونٹ پر سوار ہوتے تو اونٹ ان کے قریب تر ہوتا عموماً شعراء عرب اپنے اونٹ کی رفتار وغیرہ کے تذکروں میں سفر ہی میں قصیدے تیار کر لیتے تھے اس لئے ان کو اولاً اس عجیب الخلقت جانور کی خلقت میں غور و فکر کی دعوت دی گئی، اونٹ پر بیٹھنے والا اونٹ کی رفتار سے حرکت کرتا ہے تو اس کا رخ آسمان کی طرف ہوتا ہے، اس لئے ثانیاً آسمان کی بلندی میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جب وہ سیدھا ہوتا ہے تو اس کے سامنے پہاڑوں کا سلسلہ موجود ہے، تو تیسری چیز (پہاڑ) میں فکر و تامل کو کہا گیا ان کے عجائبات پر جب عبرت کی نگاہ پڑے گی تو عرب کا انسان حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا معترف ہو کر سر جھکا لے گا تو اس کی نگاہ زمین پر پڑے گی، چوتھی چیز جس میں غور و فکر کو کہا گیا وہ زمین ہی ہے، یہ چاروں چیزیں مشاہد ہیں اور ان میں جنت جہنم اور عذاب و ثواب کے بے شمار نمونے موجود ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے ان چار چیزوں کو ذکر کر کے مضمون سابق پر گویا ان کو دلائل قرار دیا گیا۔ (درس تفسیر)

خاصیت: آیت ۱ تا ۷ اور ۱۷ تا ۲۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ

کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کیسی بچھائی گئی ہے ف۱ سو تو سمجھا

إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾

بس تو تو سمجھا دینے والا ہے۔ تو ان پر داروغہ تو ہے نہیں مگر جس نے روگردانی کی

إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

اور کافر ہوا تو اس کو اللہ عذاب دے گا بڑا عذاب

الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

بیشک ہماری جانب ان کو لوٹ آنا ہے پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَاللَّيْلِ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جبکہ روانہ ہونے لگے کیا

إِذَا يَسْرِ ﴿٤﴾ هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ ﴿٥﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

ان چیزوں میں سے کوئی قسم (کہ کافی ہو) عقلمند کے لئے تو نے دیکھا نہیں کیا کیا تیرے پروردگار

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ

نے قوم عاد کے ساتھ جو ارم کے رہنے والے تھے جو بڑے بڑے ستونوں والے تھے اور

ف۱ یعنی ان چیزوں کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ پر استدلال نہیں کرتے تاکہ اس کا بعث پر قادر ہونا سمجھ لیتے اور تخصیص ان چار چیزوں کی اس لئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے رہتے تھے اس وقت ان کے سامنے اونٹ ہوتے تھے اور اوپر آسمان اور نیچے زمین اور اطراف میں پہاڑ اس لئے ان علامات میں غور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ / ۲۶ / ۱۳ — قیامت کی ہولناکی اور اہل جہنم کی حالت زار کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔ اہل عرب کو دلائل قدرت ذکر کر کے فکر و نظر کی دعوت دی گئی۔ پیغمبرانہ ذمہ داری اور منکر کے حساب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الغاشیہ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور اس کا علم پھیلے گا۔ (ابن سیرینؒ)

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ

اس جیسی بستی پیدا نہیں ہوئی شہروں میں ف۱ اور نیز قوم ثمود کے ساتھ کیسا

بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي

معاملہ کیا کہ جنہوں نے تراش ڈالا تھا پتھروں کی وادی القریٰ میں اور نیز فرعون میخوں والے کے

الْبِلَادِ ۝۱۱ فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

ساتھ؟ یہ لوگ تھے جنہوں نے بڑا سر اٹھایا تھا شہروں میں۔ پھر کثرت سے ان میں فساد پھیلا تو

سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ

پھٹکارا ان پر تیرے پروردگار نے عذاب کا کوڑا۔ بیشک تیرا پروردگار تاک میں لگا ہوا ہے۔ پس

إِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَأَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ

آدمی (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کو آزماتا ہے اس کا پروردگار پس اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے

أَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ

تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو عزت دی اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس پر تنگ کرتا

فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷

ہے اس کی روزی ف۲ تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا کوئی نہیں بلکہ تم عزت نہیں کرتے

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸ وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ

یتیم کی اور نہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو محتاج کے کھانا کھلانے کی اور تم کھاتے ہو

أَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹ وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ

مُردوں کا مال سارا لاسمیٹ کر ف۳ اور عزیز رکھتے ہو مال کو جی بھر کر جب ٹکڑے ٹکڑے

ف۱ اس قوم کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا اور وہ سام بن نوح علیہ السلام کا پس کبھی ان کو عاد کہتے ہیں باپ کے نام پر اور کبھی ارم دادا کے نام پر اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جس کے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد اور ثمود دونوں ارم میں جا ملتے ہیں عاد بواسطہ عاص کے اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اس لئے بڑھا دیا کہ اس قوم عاد میں دو طبقے ہیں متقدمین جن کو عاد اولی کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد ثانی کہتے ہیں اور ذات ارم بڑھا دینے سے اشارہ ہوگیا کہ عاد اولی مراد ہے۔

ف۲ یعنی میں اس کا مقبول ہوں کہ مجھ کو ایسی ایسی نعمتیں دیں۔ جس سے مقصود اسکے صبر و رضا کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو آزمانے سے تعبیر فرمایا۔

ف۳ میراث یہ تفصیل موجود گو مکہ میں مشروع نہ تھی مگر نفس میراث شرع ابراہیمی و اسماعیلی سے متوارث چلی آتی تھی چنانچہ جاہلیت میں بچوں اور لڑکیوں کو میراث کا مستحق نہ جاننا اس کی دلیل ہے کہ میراث کا حکم پہلے سے بھی تھا۔

الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾

کردی جائے زمین کوٹ کر اور رونق افروز ہو تیرا پروردگار اور فرشتے (آموجود ہوں) قطار قطار ف۱

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

اور لائی جائے اس دن دوزخ اس روز آدمی سوچے گا اور اس وقت

وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی ﴿٢٣﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿٢٤﴾

اسے سوچنے سے کیا نفع؟ کہے گا کہ اے کاش میں کچھ آگے بھیجتا اپنی اس (دائمی) زندگی کے لئے

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ

تو اس دن نہ سزا دے گا اللہ کی سی کوئی۔ اور نہ جکڑے گا

اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی

اس جیسا کوئی اے نفس مطمئنہ لوٹ چل اپنے پروردگار کی طرف تو اس سے

رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿٢٩﴾

راضی اور وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو میرے بندوں میں

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿٣٠﴾

اور داخل ہو میری بہشت میں

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ بلد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ ابن جریر اور ابن مبارک نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ قیامت کا دن ہو گا تو اللہ کے حکم سے دنیوی آسمان پھٹ جائے گا اور ملائکہ اس کے کناروں پر رہ جائیں گے پھر بحکم رب اتریں گے اور زمین کو اس کی موجودات سمیت گھیر لیں گے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پھر پانچواں، پھر چھٹا، پھر ساتواں آسمان پھٹے گا اور ملائکہ (ترتیب وار) اتر کر صف بستہ ہوتے جائیں گے پھر سب سے اعلیٰ فرشتہ اترے گا جسکے بائیں طرف جہنم ہوگا جب زمین والے جہنم کو دیکھیں گے تو ادھر اُدھر بھاگیں گے۔ مگر زمین پر ہر طرف انکو ملائکہ کی سات قطاریں دکھائی دیں گی مجبوراً جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آئیں گے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع

معتبر قسموں کیساتھ بتایا گیا کہ قوم عاد جیسی سپر پاور قوم اور فرعون اور اس کے لشکر جب نافرمانی پر آئے تو عذاب سے نہ بچ سکے۔ انسانی امتحان، یتیم کا اکرام وراثت کا مال کھانے والوں کو تنبیہ اور روز محشر کی منظر کشی فرمائی گئی۔ مجرمین کی حالت زار اور نیک لوگوں کا اعزاز ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ / ۱۷

تعبیر سورہ الفجر

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کو ہیبت و رونق کا لباس ملے گا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ۲۵ تا ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ کی) اور تو آیا ہے اس شہر میں ۱؎ اور قسم ہے

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾

باپ اور اس کی اولاد کی ہم نے پیدا کیا آدمی کو مشقت میں کیا اس کا

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ

یہ خیال ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلے گا؟ کہتا ہے کہ

اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ

میں نے خرچ کر دیا مال ڈھیروں! کیا اس کا یہ خیال ہے کہ

اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾

اسے کسی نے دیکھا نہیں؟ کیا ہم نے اس کو نہیں دیں دو آنکھیں اور زبان

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَآ

اور دو ہونٹ اور اس کو دکھا دیئے دونوں رستے تو اس سے نہ ہو سکا

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ

کہ داخل نہ ہوتا گھاٹی میں اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ چھڑانا گردن کا یا کھانا

يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا

کھلانا بھوک کے دن یتیم رشتہ دار کو یا محتاج خاک

ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا

افتادہ کو بعد ازاں ہوتا ان لوگوں میں جو ایمان لائے

خاصیت: آیت ۱ تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

۱؎ حضور ﷺ کا امتیاز: شہر مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے مگر آنحضرت ﷺ کے لیے صرف فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی جو کوئی آپ ﷺ سے لڑا اس کو مارا اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا پھر اس دن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لیے قائم ہوگئی چونکہ اس آیت میں مکہ کی قسم کھا کر ان شدائد اور سختیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور اس وقت دنیا کا بزرگ ترین انسان اسی شہر مکہ میں دشمنوں کی طرف سے زہرہ گداز سختیاں جھیل رہا تھا اس لیے درمیان میں بطور جملہ معترضہ "وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" فرما کر تسلی کردی کہ اگرچہ آج آپ کا احترام اس شہر کے جاہلوں میں نہیں ہے لیکن ایک وقت آیا چاہتا ہے جب آپ کا اسی شہر میں فاتحانہ داخلہ ہوگا اور اس مقدس مقام کی ابدی تطہیر و تقدیس کے لیے مجرموں کو سزا دینے کی بھی آپ کو اجازت ہوگی۔ یہ پیشین گوئی سنہ ۸ھ میں خدا کے فضل پوری ہوئی۔ (تنبیہ) بعض نے "وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" کے معنی "وَاَنْتَ نَازِلٌ" کے لیے ہیں یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں بحالیکہ آپ اس شہر میں پیدا کیے گئے ہیں اور قیام پذیر ہوئے۔ (تفسیر عثمانی)

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں شفقت کرنے کی ۱ یہی لوگ بڑے

الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ

صاحب نصیب ہیں۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہی

الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

شامت والے ہیں۔ انہیں پر آگ بند کردی جائے گی

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً

سورہ شمس مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پندرہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا

قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور قسم ہے چاند کی جب کہ وہ آفتاب کے پیچھے آئے اور دن کی قسم جب کہ

جَلَّاهَا ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿۵﴾

وہ آفتاب کو نمایاں کرے اور رات کی قسم جب کہ وہ آفتاب کو چھپالے۔ اور آسمان کی اور اس ذات کی قسم جس نے

وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿۷﴾ فَأَلْهَمَهَا

اس کو بنایا۔ اور زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو بچھایا اور نفس کی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو درست

فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿۸﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ

بنایا پھر اس کو سمجھا دی اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری ۲ بیشک وہ مراد کو پہنچا جس نے نفس کو سنوارا اور گھاٹے

---

۱ ایمان تو سب سے مقدم ہے پھر ایمان پر جمنے کا حکم کرنا اور کاموں سے افضل ہے پھر ظلم اور ضرر رسانی کا چھوڑنا باقی کاموں سے اہم ہے پھر ان اعمال کا رتبہ ہے جو ان سے پہلے بیان ہوئے ہیں پس یہ لفظ ثم رتبہ کیلئے ہے مطلب یہ کہ تمام اصول اور فروع میں اطاعت کرنا چاہئے تھی آگے اہل ایمان کی جزا کا بیان ہے۔

ع ۱ ۱۵

خلاصہ رکوع

انسانی زندگی کی مشکلات اور نعمتوں میں سے آنکھ اور زبان کو ذکر فرمایا گیا۔ صبر و رحم کی تلقین اور بدنصیب لوگوں کو جہنم سے ڈرایا گیا۔

تعبیر سورۃ البلد

جو شخص خواب میں پڑھے گا اس کو کھانا کھلانے اور یتیموں کی خاطر داری کرنے کی توفیق ملے گی اور ضعیفوں پر رحم کرنے کا خیال ہوگا۔ (ابن سیرین)

۲ حضور ﷺ کی دعائیں۔ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت تلاوت فرماتے تو بلند آواز سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا یعنی یا اللہ میرے نفس کو تقوی کی توفیق عطا فرما آپ ہی میرے نفس کے ولی اور مربی ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کو ایک مرتبہ میری آنکھ کھلی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے بستر پر نہیں اندھیرے کی وجہ سے گھر میں اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ پر پڑے آپ اس وقت سجدے میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

رَبِّ اَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا

خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (١٠) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ (١١) اِذِ

میں رہا جس نے اس کو خاک میں ملایا۔ ثمود نے جھٹلایا اپنی شرارت کے باعث جب کہ

انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا (١٢) فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ

اٹھ کھڑا ہوا ان میں کا بدبخت شخص۔ تو کہا ان سے اللہ کے پیغمبر نے کہ خبردار (ہاتھ نہ لگانا) اللہ کی

وَسُقْيٰهَا (١٣) فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ

اونٹنی کو اور اس کا پانی (بند نہ کرنا) تو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پس اونٹنی کو مار ڈالا

رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا (١٤) وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (١٥)

تو ہلاکت نازل کی ان پر ان کے پروردگار نے

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الیل مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں اکیس آیتیں ہیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (١) وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (٢) وَمَا خَلَقَ

رات کی قسم جب کہ چھا جائے اور دن کی قسم جب کہ وہ روشن ہو اور اس ذات کی قسم جس نے پیدا

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى (٣) اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى (٤) فَاَمَّا

کیا نر اور مادہ کو کہ بیشک تم لوگوں کی کوشش مختلف طور کی ہے۔ تو جس نے (راہ خدا میں) دیا اور

مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (٦) فَسَنُيَسِّرُهٗ

پرہیزگاری اختیار کی اور سچ سمجھا اچھی بات (مذہب اسلام کو)۔ تو ہم اس کے لئے آسان کر دیں

لِلْيُسْرٰى (٧) وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى (٨) وَكَذَّبَ

گے آسانی کا گھر (یعنی جنت) اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا

وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا یہ حدیث صرف مسند احمد میں ہی ہے۔
مسلم شریف اور مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

خلاصہ رکوع

ع ١ ١٥ ١٦

سورج چاند دن رات اور زمین و آسمان کی قسموں کے بعد انسانی فطرت بنائی گئی کہ اس میں خیر و شر کا مادہ رکھا گیا۔ اصحاب تزکیہ کیلئے فلاح اور ناکام نفس کیلئے رسوائی اور اس کی ایک مثال قوم ثمود کی فرمائی گئی۔

یا اللہ میں عاجز اور بے چارہ ہو جانے سے سستی سے اور ہار جانے سے بڑھاپے سے نامردی سے اور بخیلی سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میرے دل کو اس کا تقویٰ عطا فرما۔ اور اسے پاک کر دے تو ہی اسے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اسکا والی اور مولیٰ ہے اے اللہ مجھے ایسے دل سے بچا جس میں تیرا ڈر نہ ہو۔ اور ایسے نفس سے بچا جو آسودہ نہ ہو۔ اور ایسے علم سے بچا جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے بچا جو قبول نہ کی جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورۃ الشمس

جس شخص نے اسکو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اسکو عمدہ سمجھ عطا فرمائیگا۔ (ابن سیرین)

بِالْحُسْنٰى ۙ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿١٠﴾ وَمَا يُغْنِىْ

اچھی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچائیں گے سختی کے گھر میں اور اس کے کچھ کام نہ آئے گا اس

عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿١١﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ﴿١٢﴾

کا مال جب کہ وہ گڑھے میں گرے گا۔ ہمارا ذمہ ہے راہ دکھا دینا

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿١٣﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا

اور ہمارے ہی ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا۔ تو میں نے تم کو ڈرا دیا ہے ایک بھڑکتی ہوئی آگ

تَلَظّٰى ۚ﴿١٤﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ﴿١٥﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ

سے کہ اس میں وہی بدبخت داخل ہو گا جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی

وَتَوَلّٰى ؕ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿١٧﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ

اور اس سے ایک طرف کر لیا جائے گا پرہیزگار ف۱ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ

يَتَزَكّٰى ۚ﴿١٨﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۙ﴿١٩﴾

پاک نفس بنے اور اس شخص پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ اتارا جائے۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

لیکن (وہ دیتا ہے) اپنے پروردگار عالیشان کی رضا جوئی کو۔ اور بہت جلد راضی ہو گا

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　هِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں

وَالضُّحٰى ۙ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب سب چیز کو ڈھانک لے کہ نہ تجھے چھوڑا تیرے پروردگار نے

ف۱ شان صدیق اکبرؓ:
الفاظ آیت کے تو عام ہیں جو شخص بھی ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کے لئے یہ بشارت ہے لیکن شان نزول کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مراد اس لفظ اتقیٰ سے حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے عروۃ سے نقل کیا ہے کہ سات مسلمان ایسے تھے جن کو کفار مکہ نے اپنا غلام بنایا ہوا تھا جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا بڑا مال خرچ کر کے ان کو کفار سے خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مظہری) (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۲۱ ۱۶ انسانی گروہ میں سے نیک اعمال و اولاد اور برے اعمال کرنے والوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ دوزخ کا نظارہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ اللیل

جس شخص نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عزت کا پردہ چاک ہونے سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

قَلٰى ﴿٣﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ

اور نہ بیزار ہوا اور البتہ آخرت کہیں بہتر ہے تیرے لئے دنیا سے۔ ف۱ اور آگے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾

چل کر تجھ کو اتنا کچھ دے گا تیرا پروردگار کہ تو راضی ہو جائے گا۔ کیا اس نے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا

تجھے یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی اور تجھے پایا بھٹکتا تو رستہ دکھا دیا اور تجھے

فَاَغْنٰى ﴿٨﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ

مفلس پایا تو اس نے تونگر بنا دیا تو یتیم پر ظلم نہ کرنا اور سائل کو جھڑکنا نہیں۔

فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

اور اپنے پروردگار کے احسان کا بیان کرتا رہ!

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور اتار دیا تیرے اوپر سے تیرا بوجھ

الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾

جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی اور بلند کیا تیرا ذکر ف۲ سو بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾

بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ تو جب تو فارغ ہو۔

ف۱ میں کہاں؟ دنیا کہاں؟
مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بوریئے پر سوئے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے۔ جب بیدار ہوئے تو میں آپ ﷺ کی کروٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کہا حضور ﷺ ہمیں کیوں اجازت نہیں دیتے کہ اس بوریئے پر کچھ بچھا دیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ میں کہاں دنیا کہاں؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس راہرو سوار کی طرح ہے جو کسی درخت تلے ذرا سی دیر ٹھہر جائے پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور حسن ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱ ع ۱۸/۱۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیوی واخروی انعامات الٰہیہ کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ رفعت ذکر:
یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھ دار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ کا ذکر کرتے ہیں اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں ساتھ کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ﴿٨﴾

پس (عبادت خدا میں) محنت اٹھا اور اپنے پروردگار کی طرف دل لگا!

سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَمَانِي آيَاتٍ

سورہ تین مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴿١﴾ وَطُورِ سِينِينَ ﴿٢﴾ وَهَٰذَا الْبَلَدِ

قسم ہے انجیر اور زیتون اور طور سینین (پہاڑ) ف۱ اور اس شہر (مکہ) امن والے کی ف۲

الْأَمِينِ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾

ہم نے پیدا کیا آدمی کو بہتر سے بہتر صورت میں

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

پھر اس کو پھینک دیا نیچوں سے نیچے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٦﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ

اعمال کئے تو ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ تو (اے آدمی) ان سب باتوں کے بعد تجھے کیا چیز خدا کے

بَعْدُ بِالدِّينِ ﴿٧﴾ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ﴿٨﴾

جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے کیا اللہ تمام حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ هِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

سورہ علق مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں انیس آیتیں ہیں

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ

پڑھ اپنے پروردگار کے نام (کی برکت) سے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو

خلاصہ رکوع

ع ۸/۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اور تنگی کے بعد آسانی کا اصول ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الانشراح

جو شخص اس سورۃ کو خواب میں پڑھے گا اس کے سینے کو احکام اسلام کے سمجھنے کیلئے منشرح فرمادے گا اور اسکے سب معاملات آسان ہو جائیں گے۔ (ابن سیرین)

ف۱ مسئلہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ والتین پڑھے اور اس آیت پر پہنچے۔

"الیس اللہ باحکم الحکمین"

تو اس کو چاہئے کہ یہ کلمہ کہے۔

"بلی وانا علی ذلک من الشھدین"

اسلئے حضرات فقہاء نے فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع

چار قسموں کے بعد انسانی حسن صورت کے ساتھ مومنین صالحین کی فلاح کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ حسن انسانی کا ایک عجیب واقعہ

ع ۱/۲۰ قرطبی نے اس جگہ نقل کیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی جو خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔ اور اپنی بیوی سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک روز چاندنی رات میں بیوی کیساتھ بیٹھے ہوئے بول اٹھے۔ انت طالق ثلاثا ان لم تکونی احسن من القمر یعنی تم پر تین طلاق ہیں اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہ ہو، یہ کہتے ہی بیوی اٹھ کر پردہ میں چلی گئی کہ آپ نے مجھے طلاق دیدی۔ بات ہنسی دل لگی کی تھی۔ مگر طلاق کا یہی حکم ہے کہ کسی طرح بھی طلاق کا صریح لفظ بیوی کو کہہ دیا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے خواہ ہنسی دل لگی میں ہی کہا جائے عیسیٰ بن موسیٰ نے رات

خاصیت: آیت ۱ تا ۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ

جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے علم

بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ

سکھایا قلم کے ذریعے سے سکھایا آدمی کو جو وہ جانتا نہ تھا حقا بیشک

الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ

انسان سرکشی کرتا ہے اس لئے کہ دیکھتا ہے اپنے آپ کو تونگر بیشک تیرے پروردگار کی

الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾

طرف لوٹنا ہے تو نے اس شخص کو دیکھا کہ جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾

بھلا دیکھ تو سہی اگر یہ شخص ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری سکھاتا بھلا دیکھ تو سہی

اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ

اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے

یَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾

نہیں نہیں اگر باز نہ آئے گا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر۔

نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ

کیسی چوٹی؟ جھوٹی خطا کار اب بلائے اپنی مجلس کو ہم بھی بلائے لیتے ہیں

الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ السجدۃ

زبانیہ کو نہیں نہیں اس کا کہا نہ مان اور سجدہ کر اور قرب (خدا) طلب کر۔ ؁۱

بڑی بے چینی اور رنج وغم سے گذاری اور صبح کو خلیفہ وقت ابوجعفر منصور کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا قصہ سنایا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا منصور نے شہر کے فقہاء اہل فتویٰ کو جمع کر کے سوال کیا سب نے ایک ہی جواب دیا کہ طلاق ہوگئی کیونکہ چاند سے زیادہ حسین ہونیکا کسی انسان کا امکان نہیں ۔مگر ایک عالم جو امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تھے۔خاموش بیٹھے رہے۔منصور نے پوچھا کہ آپ کیوں خاموش ہیں تب یہ بولے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ تین کی تلاوت کی اور فرمایا کہ امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا احسن تقویم میں ہونا بیان فرمادیا ہے کوئی شے اس سے زیادہ حسین نہیں یہ سن کر سب علماء وفقہاء حیرت میں رہ گئے۔کوئی مخالفت نہیں کی اور منصور نے حکم دیدیا کہ طلاق نہیں ہوئی۔(معارف مفتی اعظم)

؁۱ نفل نماز کے سجدہ میں دُعا کرنا

مسئلہ: نفل نمازوں کے سجدہ میں دعا کرنا ثابت ہے بعض روایات حدیث میں اس دعا کے خاص الفاظ بھی آئے ہیں وہ الفاظ ماثورہ پڑھے جائیں تو بہتر ہے فرائض میں اس طرح کی دعائیں ثابت نہیں کیونکہ فرائض میں اختصار مطلوب ہے۔

مسئلہ: اس آیت کو پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت پر سجدہ تلاوت کرنا ثابت ہے۔(معارف القرآن)

تعبیر سورہ العلق

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عمر طویل ہوگی اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔(ابن سیرین)

خلاصہ رکوع

سب سے پہلی وحی کا ذکر فرمایا گیا اور ابوجہل کی گستاخیوں کی مذمت فرمائی گئی۔

ع ۱ ۱۹ ۲۱

سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۞ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۞ هِيَ خَمْسُ آيَاتٍ

سورہ قدر مکہ میں نازل ہوئی اور ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اس میں پانچ آیتیں ہیں

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ

ہم نے (قرآن) نازل فرمایا شب قدر میں اور تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب

الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ

قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور روح

الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾

اس رات میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے (سر انجام دینے کو)

سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

وہ سلامتی کی رات ہے ف۱ طلوع فجر تک۔

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۞ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۞ وَهِيَ ثَمَانِ آيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہوئے اہل کتاب

وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾

اور مشرکین میں سے کہ باز آتے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے دلیل

رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا

روشن (یعنی) ف۲ رسول اللہ کی طرف سے کہ پڑھتا ہو پاک صحیفے جس میں درست احکام

ف۱ جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود اور ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں اس کیلئے دعاء رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اسی روایت میں یسلمون بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعاء کرتے ہیں اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے نیز بعض روایات سے اس میں توبہ کا قبول ہونا آسمانوں کے دروازے کھلنا اور ہر مومن پر فرشتوں کا سلام کرنا آیا ہے کذا فی الدر اور ان کاموں کا فرشتوں کے ذریعہ سے ہونا اور سلامتی کا سبب ہونا ظاہر ہے۔

مع ۱۸ ع ۱ ۵ ۲۲

خلاصہ رکوع
لیلۃ القدر کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ القدر
جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا وہ بھلائی پائے گا اور اس کا حال اچھا رہے گا۔ (ابن سیرین)

ف۲ سورۂ بینہ کی تلاوت کا انعام
بیشک اللہ رب العزت جب کسی بندے سے سورۂ بینہ کی تلاوت سنتے ہیں تو فرماتے ہیں میرے بندے خوش ہو جا، قسم ہے مجھے میری عزت کی میں تجھے دنیا اور آخرت کے حالات میں سے کسی حال میں بھی نہیں بھولوں گا اور تجھے جنت میں ایسا خاطر خواہ ٹھکانہ دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا

لکھے ہوئے ہوں ف۱ اور یہ لوگ جو متفرق ہوئے جن کو کتاب دی گئی تھی

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

تو اس کے بعد ہی متفرق ہوئے کہ ان کے پاس آچکی دلیل ظاہر۔ اور ان کو

لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا

یہی حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت کریں خالص بنا کر اسی کے لئے عبادت کو دین ابراہیم کے پیرو بن

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ

کر اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی دین ٹھیک دین ہے بیشک

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي

جو لوگ منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرکین میں سے (وہ)

نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ

دوزخ کی آگ میں ہوں گے ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی لوگ بدترین خلائق ہیں۔ بیشک

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہی لوگ بہترین خلائق ہیں ف۲

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ

ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں رہنے کے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ

نہریں وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے اللہ ان سے راضی

ف۱ مراد قرآن ہے مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا کفر ایسا شدید تھا اور ایسے جہل میں مبتلا تھے کہ بدوں رسول عظیم اور وحی عظیم کے ان کے راہ پر آنے کی کوئی توقع نہ تھی اس لئے اللہ پاک نے آپ کو قرآن دے کر مبعوث فرمایا۔

ف۲ بہتر شخص اور بہترین مخلوق:
مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بہتر شخص کون ہے۔ لوگوں نے کہا ضرور فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے کہ کب جہاد کی آواز اٹھے اور کب میں کود کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤں اور کڑکڑاتا ہوا دشمن کی فوج میں گھسوں اور داد شجاع دوں، لو میں تمہیں ایک اور بہترین مخلوق کی خبر دوں۔ وہ شخص جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے نہ نماز چھوڑتا ہے نہ زکوٰۃ سے جی چراتا ہے آؤ اب میں تمہیں بدترین مخلوق بتاؤں۔ وہ شخص جو خدا کے نام سے سوال کرے اور پھر نہ دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

اور وہ اللہ سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيٰتٍ

سورہ زلزلت مکہ میں نازل ہوئی (شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے) اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جس وقت زمین ہلا دی جائے اپنے بھونچال سے۔ ف۱ اور نکال باہر کرے زمین

اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

اپنے بوجھ اور بول اٹھے انسان کہ اس زمین کو کیا ہو گیا؟ اس دن وہ

اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ

بیان کر دے گی اپنی تمام خبریں اس لئے کہ تیرے پروردگار نے

النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ يَّعْمَلْ

اس کو حکم دیا اس دن آدمی لوٹیں گے مختلف حالتوں پر تاکہ ان کو دکھائے

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

جائیں ان کے اعمال تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس نیکی کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ

ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ع ۱ ۸ ۲۳

خلاصہ رکوع

بعثت سے قبل کفر و شرک کا غلبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان ذکر کر کے اہل ایمان کی نجات اور منکرین کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ البینہ

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے کافروں کے قدم ہلا دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری ؓ کی روایت آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اٹھ اور اپنی نسل میں دوزخ کا حصہ بھیج۔ آدم عرض کریں گے پروردگار دوزخ کا کیا حصہ؟ اللہ فرمائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے ایک باقی رہے گا۔ اس کلام کو سن کر بچے بوڑھے ہوں جائیں گے اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے اور تم کو لوگ نشے میں (لڑکھڑاتے ہوئے) دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ یہ حدیث صحابہ پر شاق گذری اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ (محفوظ رہنے والا) ایک (فی ہزار) در ہم سے کون ہوگا فرمایا یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے اور تم میں سے ایک، دیگر اقوام میں تم ایسے ہو جیسے سفید بیل (کی کھال) پر ایک سیاہ بال یا سیاہ بیل کی کھال پر سفید بال۔

ع ۱ ۸ ۲۴

خلاصہ رکوع

قیام قیامت بعث بعد الموت اور حساب کتاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الزلزال

جس نے اسکو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اسکے ذریعے کافروں کے قدم ہلا دے گا۔ (ابن سیرین)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ

قسم ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہانپ اٹھتے ہیں (پھر پتھروں پر اپنی ٹاپوں کے مارنے سے) آگ نکالتے ہیں ولـ

صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾

پھر چھاپہ جا مارتے ہیں صبح کے وقت پھر اس وقت غبار اٹھاتے ہیں۔ پھر جا گھستے ہیں اس وقت فوج میں

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾

بے شک آدمی اپنے پروردگار کا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ خود بھی اس بات پر مطلع ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا

اور آدمی مال کی محبت میں البتہ سخت ہے۔ تو کیا اسے معلوم نہیں کہ جب اٹھائے جائیں گے

فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ

جو قبروں میں ہیں۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے بیشک ان کا پروردگار

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۧ﴿۱۱﴾

ان کے حال سے اس دن باخبر ہے

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾

کھڑ کھڑا ڈالنے والی۔ کھڑ کھڑا ڈالنے والی ہے کیا؟ اور تو کیا سمجھا کہ کھڑ کھڑا ڈالنے والی کیا ہے؟ (قیامت ہے

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ

جو قائم ہوگی) جس دن آدمی ہو جائیں گے جیسے پروانے بکھرے ہوئے۔ اور ہو جائیں گے پہاڑ جیسے

ولـ شان نزول:
بزاز دار قطنی حاکم اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ سواروں کو (کہیں) بھیجا اور مہینہ بھر ان کی کوئی خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئی تو مندرجہ آیات کا نزول ہوا۔ یعنی ہانپتے ہوئے دوڑنے کے وقت گھوڑے کی سانس کی آواز کو ضبح کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانوروں میں سوائے گھوڑے، کتے اور لومڑی کے ہانپنے کی آواز کسی اور جانور کی نہیں ہوتی اور یہ بھی اس وقت ہوتی ہے جب تھکنے کی وجہ سے انکا حال بگڑتا ہے۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۱۱ ۲۵

قیام قیامت، بعث بعد الموت اور حساب کتاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ العادیات

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اچھے گھوڑے عطا فرمائیگا جس سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی۔ تو جس کے (اعمال نیک کے) پلے بھاری

مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا

ہوں گے تو وہ شخص پسندیدہ زندگانی میں ہو گا ف۱ اور جس کے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ

پلے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے! اور تو کیا سمجھا

اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

کہ ہاویہ کیا ہے؟ آگ ہے دہکتی ہوئی!

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ

(لوگو) تم کو غفلت میں رکھا بہتایت کی حرص نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ف۲ نہیں نہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا۔ پھر (ہم کہتے ہیں) نہیں نہیں آگے چل کر معلوم ہو جائے گا! نہیں نہیں

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

اگر تم (واقعی امر) جانو یقین کا جاننا (تو غافل نہ رہو) تم ضرور دوزخ دیکھ

الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

لو گے پھر ضرور تم اس کو دیکھو گے یقین کی آنکھ سے پھر تم سے باز پرس ہوگی اس دن نعمتوں کی

ف۱ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ میزان عدل کی زبان (قبضہ) بھی ہوگی اور دو پلڑے بھی (جیسے عموماً ترازو کے ہوتے ہیں) ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اور ابن مبارک نے زہد میں اور ابوالشیخ نے تفسیر میں نیز آجری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے کہ اللہ نے میزان کے دو پلڑے آسمان و زمین کی طرح پیدا کئے ہیں ہر شخص کی ترازو جدا جدا ہونا لازم ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۱۱ ۲۶ اعمال کے وزن کے سلسلہ میں جنت و دوزخ کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ القارعۃ

جس نے اس کی تلاوت کی اس کو اللہ تعالیٰ عبادت و تقویٰ سے عزت کرے گا۔ (ابن سیرین)

ف۲ شان نزول:

قتادہ نے کہا یہودی اپنی کثرت پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اس شیخی بازی نے ان کو (اعتراف حق اور طاعت سے) مرتے وقت تک باز رکھا۔ انہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تعبیر سورۃ التکاثر

خواب میں تلاوت کرنیوالا مال کو جمع کرنا چھوڑ دیگا اور زاہد ہو جائیگا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۲۷ مال و دولت کی بہتات اور قبیلہ و نسب پر تفاخر میں انسانی غفلت کو ذکر فرمایا گیا کہ انہی میں موت کی آغوش تک پہنچ جاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ عصر مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں تین آیتیں ہیں

وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے عصر کی بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر (وہ لوگ نہیں) جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③

اور نیک عمل کیے اور ایک نے دوسرے کو نصیحت کی دین برحق کی اور باہم تاکید کی صبر کرنے کی۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورہ ہمزہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں نو آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ① ۨالَّذِيْ جَمَعَ مَالًا

خرابی ہے ہر عیب چینی (اور) غیبت کرنے والے کی۔ ۱؎ جس نے مال

وَّعَدَّدَهٗ ② يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ③ كَلَّا

جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ اس کا خیال ہے کہ اس کا مال

لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ④ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ⑤

اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور پھینکا جائے گا حطمہ میں اور تو کیا سمجھا کہ حطمہ ہے

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ⑥ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ⑦ اِنَّهَا

کیا چیز؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو جھانک لیتی ہے دلوں کو وہ آگ

خلاصہ رکوع

اس جامع مختصر سورہ میں نوع انسانی کا خسارہ اور ایمان عمل صالح حق کی نصیحت اور صبر کی وصیت کرنے والے حضرات کی کامیابی کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۱/۲۸

تعبیر سورۃ العصر

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کو صبر کی توفیق ہوگی اور حق پر اسکی اعانت ہوگی (ابن سیرینؒ)

۱؎ شان نزول:

حضرت عثمان اور بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم برابر سنا کرتے تھے کہ ویل لکل ہمزۃ لمزۃ کا نزول ابی بن خلف کے بارے میں ہوا ابن ابی حاتم نے رقہ کے باشندوں میں سے ایک شخص کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جمیل بن عامرص کے حق میں اس کا نزول ہوا۔ ابن المنذر نے ابن اسحاق کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ امیہ بن خلف جمحی نے رسول اللہ ﷺ کو عیب چینی اور طنز کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس کے بارہ میں یہ پوری سورت اللہ نے اتاری (تفسیر مظہری)

عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۝٨ فِيۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

ان پر بند کر دی جائے گی (اور وہ لٹکتے ہوں گے) لمبے لمبے ستونوں میں۔

سُوۡرَةُ الۡفِيۡلِ مَكِّيَّةٌ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَهِيَ خَمۡسُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ۝١ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ

تو نے دیکھا نہیں کیسا برتاؤ کیا تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ! کیا اس نے

كَيۡدَهُمۡ فِيۡ تَضۡلِيۡلٍ ۝٢ وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا

ان کا داؤ غلط نہیں کر دیا؟ اور ان پر بھیجے پرندے غول غول

اَبَابِيۡلَ ۝٣ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۝٤

جو ان پر پھینکتے تھے پتھر کی کنکریاں تو ان کو ایسا کر

فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ۝٥

ڈالا جیسے بھوسہ کھایا ہوا۔

سُوۡرَةُ قُرَيۡشٍ مَكِّيَّةٌ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَهِيَ اَرۡبَعُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ

اس (نعمت کے شکریہ میں کہ اللہ نے) قریش میں الفت ڈالی۔ ان کو الفت

وَالصَّيۡفِ ۝٢ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ۝٣

دی جاڑے اور گرمی کے سفر میں۔ تو ان کو چاہیئے کہ عبادت کریں اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی

خلاصہ رکوع ۱ ع ۹ ۲۹

طعنہ زنی، غیبت اور مال جمع کرنے کی مذمت ذکر فرمائی گئی اور اس پر عذاب شدید کا بیان فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الھمزہ

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مال کو جمع کرے گا۔ اور نیک کاموں پر خرچ کرے گا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۱ ع ۵ ۳۰

اصحاب فیل کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الفیل

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا۔ اس کے دشمنوں پر اس کی مدد ہوگی اور اسکے ہاتھ اسلامی فتوحات بہت ہوں گی۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۠﴿۴﴾

جس نے ان کو کھانا دیا بھوک میں اور ان کو امن دیا خوف میں

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورہ ماعون مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں سات آیتیں ہیں

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِیْ

بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو جھوٹ سمجھتا ہے جزا کو! وہی تو ہے

یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ؕ﴿۳﴾

جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور ترغیب نہیں دیتا مسکین کے کھانا کھلانے

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

کی تو ان نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں

سَاهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۙ﴿۶﴾ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۠﴿۷﴾

وہ جو ریا کرتے ہیں۔ اور ماعون بھی (عاریۃً) نہیں دیتے

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ

ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی۔ تو نماز پڑھ اپنے پروردگار کی

وَ انْحَرْ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۠﴿۳﴾

اور قربانی کر! جو تیرا دشمن ہے وہی بے نسل رہا

خلاصہ رکوع (ع ۱، ۳۱)

اہل قریش کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے رزق اور امن کی طرف متوجہ کیا گیا۔

تعبیر سورۃ قریش

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مسکین کو کھانا کھلائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو آپس میں ملا دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

تعبیر سورۃ الماعون

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا۔ وہ اپنے مخالفین و اعداء پر کامیابی حاصل کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع (ع ۱، ۳۲)

کفار و منافقین کے برے اعمال میں سے یتیم سے بدسلوکی، مسکین محتاج سے لاپرواہی نماز میں ریاکاری اور زکوٰۃ نہ دینے جیسے امور ذکر فرمائے گئے۔

تعبیر سورۃ الکوثر

جو شخص اسکو خواب میں پڑھے گا۔ دارین میں اسکا خیر بہت ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع (ع ۱، ۳۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، شان اور خیر کثیر کو ذکر فرمایا گیا کہ آپ کے دشمن بے نام و نشان ہونگے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ کافرون مکہ میں نازل ہوئی (شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے) اور اس میں چھ آیتیں ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿١﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢﴾

کہہ دے کہ اے کافرو نہ تو میں اس کی پرستش کرتا ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ تم ہی اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور آئندہ بھی نہ میں اس کو

عَبَدْتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ

پرستش کروں گا جس کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ تم ہی اس کی پرستش کرو گے جس کی میں

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿٦﴾

پرستش کرتا ہوں تم کو تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ نصر مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جب کہ آ پہنچی اللہ کی مدد اور فتح (مکہ کی) اور تو نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

دین میں جوق جوق۔ پس تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگ

تعبیر سورۃ الکافرون

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا اس کو کافروں سے جہاد کی توفیق ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

کفار سے مصالحت کے بارہ میں ممانعت فرمائی گئی۔ ۱

ع ۲ ۳

تعبیر و شان نزول سورۃ النصر

جو شخص خواب میں اسکی تلاوت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو دشمنوں پر مدد دے گا نیز اس سورۃ کے پڑھنے والے کے جلد وفات کی دلیل ہے کیونکہ یہ سورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہوئی تھی (یعنی اسکے نزول کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی ۱۲ مترجم) اور ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں سورہ نصر پڑھ رہا ہوں تو امام نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو وصیت کرنی چاہیے کہ تیری موت قریب آ گئی اس نے عرض کیا کہ یہ کیوں تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ یہ آخری سورۃ ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے نازل ہوئی ہے (ابن سیرین)

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

بیشک وہ معاف فرمانے والا ہے

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ لہب مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ

ٹوٹیں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہو نہ تو اس کے کام اس کا مال آیا

وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ

اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب داخل ہو گا شعلہ والی آگ میں اور نیز

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کی جورو بھی جو لکڑ ییں سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورہ اخلاص مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں چار آیتیں ہیں

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ

کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا

وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کی مثل ہے۔

خلاصہ رکوع

فتح مکہ کی بشارت جس کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا بھی اشارہ ہے۔

تعبیر سورۃ اللہب

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا وہ اپنا مقصود پا لے گا اور اس کا ذکر بلند اور اس کی توحید قوی ہو گی اور اس کے عیال کم ہوں گے اور اس کی زندگی خوب گزرے گی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

ابو لہب کی شان رسالت میں گستاخی پر سزا اور آخرت کے عذاب کی خبر دی گئی۔

خلاصہ رکوع

مشرکین کے اللہ تعالیٰ کے نسب نامہ کے بارہ میں سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ فلق مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے مالک کی ہر چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اور اندھیری رات کے شر سے جب کہ اس کی سیاہی سمٹ آوے۔ اور ان (جادوگرنیوں) کے

فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع

شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور ہونے والے کے شر سے جب کہ لگے ہونے ؎۱

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ ناس مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے پروردگار لوگوں کے

النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾

بادشاہ لوگوں کے معبود کی۔ (شیطان) کے شر سے جو وسوسہ ڈالے (اور) نظر

؎۱ حسد اس سحر کا اصل منشا تھا پس سحر کے متعلق سب چیزوں سے پناہ مانگی گئی اور بقیہ شرور کی تکمیل کیلئے من شر ما خلق فرما دیا اور شاید صبح کی تخصیص رات کے مقابلہ میں کی گئی ہو اور اس طرف اشارہ ہو کہ جس طرح حق تعالیٰ رات کو صبح کے ذریعہ سے زائل کر دیتے ہیں اسی طرح رات کے اثر یعنی سحر کو بھی زائل کر سکتے ہیں۔

خلاصہ رکوع

مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا جس کے اثر کو زائل کرنے کیلئے یہ دونوں آخری سورتیں نازل ہوئیں۔ ع ۱ ۵ ۳۸

تعبیر سورۃ الفلق

جس نے اس سورہ کو خواب میں پڑھا وہ برائیوں سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ

نہ آوے کہ وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔ جنات اور آدمی دونوں ہی کی

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

جنس میں سے ہوتا ہے۔

بسم الخیر

تعبیر سورۃ الناس

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ بلیات سے محفوظ رہے گا اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا اور اب وہ تمام باتیں آخری ہوگئیں جو حضرت امام محمد بن سیرین وغیر رحمھم اللہ سے صحیح روایات کے ذریعہ منقول ملی ہیں۔

(ابن سیرینؒ)

ع ۱ ۲۹

تیسواں پارہ

فضائل خواص فوائد وعملیات

اس پارہ کی بعض سورتوں کا شان نزول قدرے تفصیلی تھا اس لئے پارہ کے آخر میں یہاں علیحدہ دیدیا گیا ہے (ناشر)

سورۃ النباء....تعارف اور شان نزول

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے اور اہل مکہ کو آپ نے قیامت و آخرت کی خبر دی کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس میں یہ دنیا بالکل ختم اور فنا کر دی جائے گی اور پھر تمام انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اور ان کے دنیا کے نیک و بداعمال کی ان کو جزا و سزا ملے گی۔ نیک اعمال کی جزا میں لوگ جنت میں جائیں گے اور بُرے اعمال کی سزا میں جہنم میں ڈالے جائیں گے اور جنت یا جہنم یہی دو تمام انسانوں کے آخری ٹھکانہ ہوں گے۔ جنت میں ہر طرح کی راحت و آرام ہوگا اور جہنم میں طرح طرح کے مصائب آزار اور عذاب وتکالیف ہوں گی تو ان باتوں کو کفار مکہ سن کر از راہ انکار و استہزا آپس میں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے سوال کرتے کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ اور اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ ابھی کیوں نہیں آتی؟ یہ کیوں کر ہوگا کہ بوسیدہ ہڈیاں پھر زندہ ہوں گی؟ منکرین قیامت کے ان سوال اور تعجب پر اس سورۃ کا نزول ہوا اور ان کے عقائد کی تردید اور قیامت کے وقوع اور جزا و سزا کا یقینی ہونا اس سورۃ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ہٹ دھرم معاند اور ضدی کفار اپنی عقل کے آگے فرمودۂ خلاق عالم کو بھی کچھ خیال میں نہ لاتے تھے حالانکہ قیامت کا حادثہ بار بار ان کو قرآن سے سنایا جاتا تھا اور قدرت خداوندی کا اقتدار ان کو بتایا جاتا تھا لیکن وہ معاند کفار جب کہتے یہی کہتے کہ ہماری سمجھ میں تو قیامت کا آنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس سورۃ کو اللہ پاک نے نازل فرما کر بتاکید تمام اثبات قیامت فرمایا۔ یہ سورۃ اس مکی دور میں نازل ہوئی ہے جب کہ کفار مکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور آخرت کی عدالت میں پیش ہو کر اپنی پوری زندگی کے بارہ میں جواب دہی کرنا انہیں بہت ہی عجیب اور محال معلوم ہوتا تھا اور وہ اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس سورۃ میں قسمیہ کلام کے ساتھ فرمایا گیا کہ قیامت ضرور آئے گی اور جس روز آئے گی تو زمین پر لگاتار زلزلے آئیں گے اور سب نظام دنیا درہم برہم ہو جائے گا اور جب دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے تو قیامت کی ہولنا کیوں سے دل لرز رہے ہوں گے اور آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ یہ منکرین آج یقین نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا بلکہ اس کو ہنسی اور تمسخر میں یہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں کہ میاں مرجانے اور ہڈیاں گل سڑ جانے کے بعد بھی کوئی زندہ ہوا ہے اور دوبارہ پیدا ہوا ہے۔ یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے کہ دنیا کے مزے اس لئے چھوڑے جائیں کہ دوبارہ پھر زندہ ہو کر عیش و راحت کی دائمی زندگی گزارنا ہے۔ ہم تو اس کو نہیں مانتے کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی بھی آنی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے فرعون کا ذکر کیا گیا کہ پچھلی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ خدا کے باغیوں اور حق کی مخالفت کرنے والوں کو بڑی بڑی سزائیں بھگتنا پڑیں۔

فوائدوخواص

اس کو پڑھ کر یا باندھ کر حاکم کے پاس جانے سے اس کے شر سے محفوظ رہے۔

اس مبارک سورۃ کا عصر کی نماز کے بعد پڑھنا دل میں یقین اور نور ایمان پیدا کرتا ہے اور خدا کے فضل سے ان شاءاللہ خاتمہ بالخیر ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو لکھوا کر تعویز بنا کر اپنے پاس رکھنا حاکم کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔اور اس سورۃ کا صبح کی نماز کے بعد پڑھنا رزق میں ترقی بخشتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۲ تا ۱۶.. بارش ہونے کا مفید عمل

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا

مینہ برسنے کے لئے ان مبارک آیات کو لکھ کر کسی بلند اور پرانے درخت پر لٹکانا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۷۔۳۹...برائے اصلاح بداخلاق

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا

فحش گو شخص کی زبان بندی کرنے کیلئے ان آیات مبارکہ کو سو مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر پانی پر یا کسی دوسری چیز پر دم کر کے بدزبان شخص کو پلانا اور گیارہ دن تک برابر یہی کرنا نہایت مفید عمل ہے۔

سورۃ النباء کے خواص

۱......حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو سورۃ النباء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ٹھنڈا مشروب پلائیں گے۔

۲......سورۃ النباء کی تلاوت کا معمول رکھنے سے آدمی چوری کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔

۳......جہاں کسی بھی موذی کی ایذا کا خطرہ ہو وہاں سورۃ النباء کی تلاوت کرنے سے آدمی موذی کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

سورۃ النازعات....فضائل وخواص

۱......حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو سورۃ النازعات پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا اس حال میں کہ اس کا چہرہ مسکراتا ہوگا۔

۲......اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو اور وہ دشمن کے سامنے اس سورۃ کو پڑھ کر اس پر دم کر دے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

اس مبارک سورہ کا تلاوت کرنے والا قیامت کے دن پریشانی سے ان شاءاللہ محفوظ رہے گا۔

دشمن کے سامنے یا حاکم کے سامنے جانے کے وقت اس سورۃ کا پڑھنا دشمن کے شر اور حاکم کی برائی سے بچاتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۹....غافل کی اصلاح کا نسخہ

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ؀

جو سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہو یا برے افعال میں پڑ گیا ہو یا اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا ہو تو اس آیت کو روزانہ ایک سو ایک مرتبہ پانی پر دم کر کے اسے پلائیں۔

خاصیت آیت ۴۲ تا ۴۶..ولادت میں آسانی کیلئے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا

حاملہ عورت کے گلے میں ان مبارک آیات کو لکھ کر ڈالنا ولادت کی مشکل کو آسان کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورہ عبس...تعارف وشان نزول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد الحرام میں تشریف رکھے تھے اور آپ کے پاس سرداران قریش و روسائے مشرکین جیسے عتبہ بن شیبہ اور ربیعہ بن شیبہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف وغیرہ بیٹھے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دین اسلام کی خوبی اور شرک و بت پرستی کی برائی سمجھا رہے تھے اور کمال توجہ سے ان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن شریح بن مالک کہ ان کو ابن ام مکتوم بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ مکتوم نابینا کو کہتے ہیں اور ان کی ماں کو ام مکتوم کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور قطع کلام کر کے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ فلاں آیت کس طرح ہے؟ یارسول اللہ مجھے اس میں سے کچھ سکھلایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بے وقت کا پوچھنا گراں خاطر ہوا اور آپ نے ان نابینا صحابی کی طرف التفات نہ فرمایا اور ناگواری کی وجہ سے آپ چیں بجبیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یہ خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے اہم کام میں مشغول ہوں۔ قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہو جانے کی توقع ہے اور ابن مکتوم تو بہرحال مسلمان ہیں ان کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے تو بہت سے مواقع حاصل ہیں۔ پھر ممکن ہے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا ہو کہ ان کو تو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس اس وقت کیسے باثر اور بارسوخ روسائے مکہ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں۔ اب اگر میں ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر گوشہ التفات ان کی طرف کروں گا تو یہ ان سرداروں کو کس قدر شاق ہوگا۔ شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر آثار خفگی کے نظر آنے لگے اور آپ نے اپنا منہ ان نابینا کی طرف سے پھیر کر ان کی طرف متوجہ رہے۔ آپ جب اس مجلس سے اٹھ کر گھر جانے لگے تو وحی کے آثار نمودار ہوئے اور اس حال میں اس سورۃ کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

بعد نزول ان آیات کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کے گھر تشریف فرما ہوئے اور عذر کیا اور ان کو ہمراہ لے کر دولت خانہ کو تشریف لائے اور آپ نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر ان کو بٹھایا۔ پھر جب کبھی وہ نابینا صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی خاطر فرماتے اور ارشاد فرماتے۔ مرحبا بمن عاتبنی فیه ربی یعنی خوش آمدید تو وہ شخص ہے جس کے واسطے میرے پروردگار نے مجھ کو عتاب فرمایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو دوبارہ آپ غزوہ کے سفر کو مدینہ منورہ سے جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام امام نماز کا انہی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا۔ اسی سے عوام کے اس قول کی بھی تردید ہوتی ہے کہ

جو کہتے ہیں کہ نابینا کی امامت مکروہ ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ ہاں اگر نابینا امام طہارت و پاکی وغیرہ کا اہتمام نہ کرسکتا ہو تو یہ کراہت کا باعث ہو سکتی ہے۔ نہ کہ بینائی کا نہ ہونا۔ اور حضرت انس بن مالکؓ ایک عجیب احوال ان نابینا صحابی یعنی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کا روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو قادسیہ کی جنگ میں دیکھا زرہ پہنے اور ایک تازی گھوڑے پر سوار ان کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا اور باوجود اس نابینائی کے کافروں کی صفوں پر حملے کرتے تھے اور آخر اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

دشمن کے مقابلہ میں پڑھنے سے اس کے ضرر سے محفوظ رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ عبس پڑھتا رہے تو وہ قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کو لکھ کر پاس رکھنے سے راستے کے خطرات سے مامون رہے۔

اس مبارک سورۃ کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے ہر ایک قسم کے مریض کو پلانا جملہ امراض کیلئے شفاء کا باعث ہے۔

خاصیت ۳۸ تا ۳۹... غم دور کرنے کیلئے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ

غمگین شخص کے ماتھے پر اور قلب پر ان مبارک آیات کا لکھنا غم کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نہایت مفید اور مجرب ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ التکویر .... فضائل وخواص

۱...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ التکویر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھیں گے۔

۲...... جو آدمی بارش برستے وقت سورۃ التکویر پڑھ کر دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۳...... جو آدمی عرق گلاب پر سورۃ التکویر پڑھے اور اس عرق کو اپنی آنکھوں پر لگائے تو اس کی نظر تیز ہوگی اور آنکھوں کی صحت برقرار رہے گی۔

۴...... ایسا گھر جس میں جادو کیا گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ جادو کی چیزیں کہاں دفن ہیں تو اس گھر میں سورۃ التکویر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ جگہ ذہن میں ڈال دیں گے اور وہ اثر ختم ہو جائے گا۔

اس کی ابتدائی آٹھ آیات پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے چیچک والے بچے کو سات روز تک کھلانا اُس کے اعضاء کی سلامتی کا باعث ہوتا ہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۱۸... کیڑوں مکوڑوں سے حفاظت کیلئے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ

ان مبارک آیات کا سات مرتبہ روزانہ پڑھنا جملہ آفات سانپ بچھو کتا درندہ وغیرہ کے شر سے بفضلہٖ بچاتا ہے۔

نیز ان ہی مذکورہ بالا آیتوں کو آب زم زم پر سات دفعہ پڑھ کر دم کرنا پھر اس پانی کو پینا معدہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ (طب روحانی)

آیت ۲۰ تا ۲۹ جنون اور جادو وغیرہ کا شبہ زائل کرنے کا نسخہ

ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍؕ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍۚ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِۚ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍۚ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍۙ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَؕ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۠

اگر کسی شخص پر شبہ ہو کہ اس کا دماغی توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ یا اپنی اصل حالت میں نہیں ہے۔ یا شبہ ہو کہ کسی نے اس پر کچھ کر دیا ہے تو اس آیت کو اکتالیس دفعہ پانی پر دم کر کے پلائیں۔

سورۃ الانفطار.... فضائل وخواص

۱..... قیدی اگر اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے تو اسے قید سے رہائی مل جائے گی۔

۲..... اگر کسی کو بخار ہو تو وہ پانی پر اس آیت کو پڑھ کر دم کرے اور اسی پانی سے غسل کر لے تو بخار جاتا رہے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ...... مَا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ

اگر دشمن کو خوف زدہ کر کے بھگانا ہو تو مینڈھے کے چمڑے کا ایک ٹکڑا لے اور ایک ٹکڑا بوڑھی عورت کے کپڑے سے لے اور اس چمڑے اور کپڑے پر سو مرتبہ پڑھے اور ساتھ ہی ہر دفعہ دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لے۔

پھر چمڑے کو دشمن کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دفن کرے اور کپڑے کو اس کے دروازے کے اوپر دفن کرے تو دشمن اس کا مقابلہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ غلہ کی کوٹھری میں پڑھ کر دم کرنے سے برکت ہو اور ضرر رساں جانوروں سے حفاظت رہتی ہے۔ کسی ذخیرہ کی ہوئی چیز پر پڑھ دے تو دیمک وغیرہ سے محفوظ رہے۔

خاصیت آیت ۱۔۸.. چیچک کے مرض کیلئے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ

ان مبارک آیات کو پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے چیچک والے بچہ کو سات روز تک کھلانا اس کے اعضاء کی سلامتی کا باعث ہے۔

خاصیت آیت ۹۔۱۵.. بھگوڑے کی واپسی کیلئے مجرب عمل

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ

جو بچہ مدرسہ یا مکتب سے بھاگتا ہو اس کے گلے میں ان مبارک آیتوں کو لکھ کر بطور تعویز ڈالنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ بھاگنا چھوڑ دے گا اور ان ہی مذکورہ آیات کو زعفران و مشک سے لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالنا آسیب اور جن کے خلل سے بفضلہٖ بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ المطففین.... تعارف اور زمانۂ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ہی وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ سے ہوئی ہے یعنی بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے۔ مطففین کے معنی ہیں ناپ تول میں کمی کرنے والے۔ اسی نسبت سے اس کا نام المطففین یا تطفیف رکھا گیا ہے۔ اس سورۃ کے زمانہ نزول میں اختلاف ہے بعض نے اس کو مکی سورۃ کہا ہے اور بعض نے مدنی، لیکن اکثر محققین و مفسرین کے نزدیک یہ مکی سورۃ ہے اور وجہ اختلاف یہ لکھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ کے لوگ لین دین کے معاملات کے پیمانہ اور تول میں کمی بیشی کرتے ہیں تو سب سے اول جو آپ نے ایک مجلس میں ان کو قرآن سنایا تو اہل مدینہ کے حسب حال یہی سورۃ سنائی جس میں پیمانہ اور تول میں کمی کرنے کی سخت برائی فرمائی گئی ہے۔ اس سبب سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے مگر سبحان اللہ کیا وعظ تھا کہ اس روز کے بعد سے اہل مدینہ سے بڑھ کر پورا تولنے اور پیمانہ بھرنے میں کوئی نہ تھا۔ ان آیات کو سنتے ہی یک لخت سب نے یہ کام چھوڑ دیا۔ ایک روایت نزول کے متعلق یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما رہے تھے تو راستہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی جب کہ بعض نے اسے خالص مکی دور کی سورۃ کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سورۃ المطففین کے خواص

۱...... جو آدمی اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب رحیق مختوم پلائیں گے۔

۲...... اگر کسی سٹور کی ہوئی چیز کی حفاظت مقصود ہو تو اس سورۃ کو پڑھ کر اس چیز پر دم کر دیں، ان شاء اللہ آپ کا مال محفوظ رہے گا۔

فائدہ: لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوری کے لئے غلہ اور دیگر اشیائے ضرورت کا سٹاک کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوگا جو کام شرعاً ممنوع ہے اس کی حفاظت کے لئے شرعی چیزوں کا سہارا لینا الٹا گناہ ہے۔

کسی نیش زدہ پر دم کرے تو سکون ہو۔

خاصیت آیت ۴ تا ۶.. تندرستی پاؤں کیلئے

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جس شخص کے پیروں میں رعشہ پیدا ہوا ہو اور وہ کھڑا ہونے سے لاچار ہو یا کسی درد کی وجہ سے کھڑا ہو کر نہ چل سکتا ہو وہ شخص پاؤ بھر روغن زیتون پر تین سو تیرہ مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کر بہت زور سے دم کرے دن میں تین مرتبہ رات میں ایک مرتبہ ٹانگوں کی مالش کرے ان شاء اللہ تمام بیماریاں ختم اور ٹانگیں درست ہوں گی۔

خاصیت آیت ۱۴۔۱۶.. چوروں سے حفاظت کیلئے

کَلَّا بَلْ (سکتہ) رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ کَلَّآ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّھُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ

سفر کی حالت میں اگر چوروں کا ڈر ہو تب کسی کاغذ پر تین مرتبہ ان آیات مبارکہ کو لکھ کر اسباب کے ساتھ رکھنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ وہ مال محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

سورۃ الانشقاق....فضائل وخواص

جس کا دودھ چھڑانا منظور ہو اس کے باندھ دے وہ بآسانی دودھ چھوڑ دے۔

سورۃ انشقاق کا پڑھ کر دم کرنا بچھو کے زہر کو زائل کر دیتا ہے۔

عرق گلاب پر دم کر کے بدہضمی والے کو پلانا خدا کے فضل سے شفا بخشتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۶۔۲۰..آنکھ کے مرض کیلئے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

جس کسی کی آنکھ پھڑکتی ہو اس کے لئے ان مبارک آیتوں کا سات مرتبہ پڑھ کر مریض کے منہ پر دم کرنا اور سات مرتبہ دوبارہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانا ان شاء اللہ فوراً مرض اور تکلیف کو زائل کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ البروج..تعارف وشان نزول

شان نزول اس سورۃ کا بھی یہی ہے کہ مکہ معظمہ میں جب آفتاب نبوت طلوع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دین عام لوگوں کو دینا شروع کی تو قریش مکہ کو یہ امر سخت ناگوار گزرا کیوں کہ دین اسلام کی دعوت ان کے قدیمی دین ودستور کے خلاف تھی۔ انہوں نے اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی برائیاں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنا شروع کیا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر دعوت اسلام قبول کر لیتے تھے ان پر بھی ظلم ڈھانا شروع کیا۔ مار پیٹ، سخت گوئی فحش کلامی تک ہی نوبت نہ رکھی بلکہ اس سے بھی گزر کر ظلم وتشدد میں حد سے تجاوز کرنے لگے۔ جلتی ہوئی ریت پر گرم دھوپ میں باندھ کر ڈال دینا اور پھر ملک عرب کی دھوپ الامان والحفیظ جہاں کہ ٹمپریچر ۱۲۰ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر کوڑے برسانا، پتھروں سے مار مار کر خون میں نہلا دینا۔ دہکتے ہوئے آگ کے انگاروں پر لٹانا۔ پیٹ میں نیزہ گھونپ دینا۔ عورتوں کو بے ستر کر کے ذلیل کرنا اسلام میں سب سے پہلی شہادت حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہ خاتونؓ کی ہوئی۔ ابوجہل نے ان کی پیشاب گاہ میں نیزہ مار کر ان کو شہید کیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ الغرض بت پرست کفار مکہ نے اپنی بت پرستی اور مذہب کی حمایت میں کوئی ایسا ظلم وتشدد نہ چھوڑا ہوگا جو انہوں نے ابتدا میں مسلمانوں پر مکہ میں نہ کیا ہو۔ مظلوم غریب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تسلی فرماتے کہ کچھ عرصہ صبر کرو۔ کفار کا زور ٹوٹ جائے گا اور یہ تمہارے آگے ذلیل ومغلوب ہو جائیں گے۔ یہ سن کر کفار مکہ اور بھی زیادہ تمسخر اور استہزاء کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے ظلم وستم پر متنبہ کرنے اور اہل اسلام کو تسلی دینے کی خاطر یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس سورۃ میں منکرین کے لئے سخت تنبیہ اور ان کو برے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور ان کو دھمکی دی گئی ہے۔ جو اہل ایمان کو ستاتے ہیں ساتھ ہی مسلمانوں کو تسلی اور دلاسا دیا گیا ہے اور بتلایا گیا کہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے بندوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں آخر کار وہ خود ہلاکت اور بربادی سے دوچار ہوتے ہیں اور اس کے لئے تاریخی شہادت کے طور پر "اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ" کا ذکر فرمایا۔

خندقوں والوں کا واقعہ

اب یہ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کہ جنہوں نے خندق کھود کر آگ دہکائی تھی اور ایمان داروں کو ایمان لانے کے جرم میں آگ میں ڈالا تھا کون لوگ تھے۔ اس سلسلہ میں مفسرین نے متعدد واقعات نقل کئے ہیں مگر صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند احمد اور سنن نسائی میں جو قصہ مذکور ہے وہ زیادہ مشہور ہے اور وہی یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صہیب رومیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جادو سیکھنے کے لئے ایک لڑکے کا بادشاہی انتخاب

گذشتہ زمانہ میں ایک کافر بادشاہ تھا اس کے دربار میں ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بہت بوڑھا ہو گیا تو ایک روز اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور موت کا وقت قریب ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ ایک فہیم و سمجھدار لڑکا میرے حوالہ کر دیں تاکہ میں اس کو اپنا فن ساحری سکھا کر اپنی زندگی ہی میں کامل کر دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکے کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے ساحر سے سحر کی تعلیم شروع کر دی۔

لڑکے کی راہب سے ملاقات

بادشاہ کے محل اور ساحر کے مکان کے درمیان ایک راہب یعنی حق پرست عیسائی عابد رہتا تھا اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا دین دین حق تھا۔ اور یہ راہب اسی پر قائم تھا اور عبادت گزار تھا۔ ایک مرتبہ لڑکا اس راہب کے پاس چلا گیا اور اس کی باتوں اور اس کے طریقوں کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا اور اس کے پاس آنے جانے لگا۔ تو اب ساحر اور بادشاہ کے ہاں مقررہ وقت میں آمد و رفت میں تاخیر ہونے پر وہ لڑکے پر برافروختہ اور ناراض ہوئے۔ لڑکے نے راہب سے اس کی شکایت کی۔ راہب نے کہا کہ اس معاملہ کے مخفی رکھنے کی صرف یہ صورت ہے کہ جب بادشاہ باز پرس کرے تو یہ عذر کر دینا کہ ساحر کے ہاں دیر ہو گئی اور جب ساحر ناراض ہو تو یہ کہہ دینا کہ بادشاہ کے پاس تاخیر ہو گئی۔

راہب کے سچے ہونے کا ثبوت

غرض یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک یونہی جاری رہا کہ ایک مرتبہ لڑکے نے دیکھا کہ راہ میں ایک بہت ہیبت ناک اور عظیم الجثہ درندہ لوگوں کی راہ روکے ہوئے ہے اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس کے سامنے سے گزر جائے۔ لڑکے نے سوچا کہ یہ بہترین وقت ہے اس بات کا کہ میں جانچ کروں آیا ساحر کا مذہب سچا ہے یا راہب کا دین۔ یہ سوچ کر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہنے لگا خدایا اگر تیرے نزدیک ساحر کے مقابلہ میں راہب کا دین سچا ہے تو میرے اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے یہ کہہ کر اس نے جانور کو پتھر مارا۔ پتھر کا لگنا تھا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ لڑکا چل دیا اور راہب سے سارا ماجرا جا کر سنایا۔ راہب نے کہا مجھے ڈر ہے کہ تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔ دیکھو وہ وقت آئے تو میرا ذکر نہ کرنا۔

لڑکے کی کرامات

لوگوں نے لڑکے کی اس جرأت کو دیکھ کر چرچا کیا اور کہنے لگے کہ اس کو عجیب غریب علم آتا ہے۔ یہ سن کر اس کے پاس اندھے اور کوڑھی آنے لگے اور انہوں نے کہا کہ اپنے علم کے زور سے ہم کو اچھا کر دو وہ خدا کے فضل سے اچھا کر دیتا تھا۔ بادشاہ کا ایک درباری مصاحب نابینا ہو گیا تھا اس نے جو لڑکے کا چرچا سنا تو تحفہ تحائف کا بہت بڑا سامان لے کر اس کے پاس آیا اور تحفے پیش کرتے ہوئے بینا کر دینے کی

درخواست کی۔لڑکے نے جواب دیا میں کچھ نہیں ہوں اور نہ مجھ میں یہ طاقت ہے بلکہ شافی مطلق تو خدائے واحد ہے پس اگر تو ایمان لے آئے اور اس واحد یکتا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے تو میں ضرور تیری سفارش کے لئے دعا کروں گا۔درباری یہ سن کر خدائے واحد پر ایمان لے آیا اور بت پرستی سے تائب ہو کر دین عیسوی جو اس وقت دین حق تھا اختیار کر لیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمائی اور وہ بینا ہو گیا۔

لڑکے کے ایمان کی خبر بادشاہ تک پہنچ گئی

اگلے دن جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے نابینا کو بینا پایا۔تب بادشاہ نے سوال کیا کہ اپنے بینا ہونے کی حقیقت بیان کر۔اس نے جواب دیا میرے رب نے مجھ کو شفا بخش دی۔کافر بادشاہ نے کہا تیرا رب تو میں ہوں۔کیا میں نے تجھ کو اچھا کر دیا؟ درباری نے جواب دیا نہیں۔تیرے اور میرے کل جہان کے پروردگار نے اچھا کر دیا۔بادشاہ نے غصہ میں آ کر کہا کیا میرے سوا بھی کوئی تیرا رب ہے؟۔درباری نے کہا ہاں۔اللہ تیرا اور میرا دونوں کا رب ہے۔تب بادشاہ نے اس درباری کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔آخر اس درباری نے لڑکے کا ماجرا کہہ سنایا۔

لڑکے کی آزمائش اور کامیابی

بادشاہ نے لڑکے کو بلایا اور اس سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو سحر کے ذریعہ سے اندھوں کو بینا اور مبروص وجذامی کو شفا دیتا ہے۔لڑکے نے کہا مجھ میں یہ طاقت کہاں۔یہ تو اللہ تعالیٰ رب العالمین کے شفا دینے سے شفایاب ہوتے ہیں۔بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا اور کوئی رب ہے؟ لڑکے نے کہا وہ خدا جو واحد یکتا ہے۔تیرا اور میرا دونوں کا رب ہے۔تب بادشاہ نے اس لڑکے کو عذاب میں مبتلا کرنا شروع کر دیا۔آخر اس نے راہب سے متعلق تمام واقعہ کہہ سنایا۔تب بادشاہ نے راہب کو بلایا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ دین حق سے پھر جائے۔مگر راہب نے کسی طرح اس کو قبول نہیں کیا۔تب بادشاہ نے راہب کے سر پر آرا چلوا دیا اور اس طرح اس کو شہید کر ڈالا۔

لڑکے کو قتل کرنے میں بادشاہ کی ناکامی

اب لڑکے سے کہا کہ تو راہب کے دین سے پھر جا۔لڑکے نے بھی صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے گرا دو کہ پاش پاش ہو جائے۔جب سرکاری آدمی لڑکے کو پہاڑ پر لے کر چڑھے تو لڑکے نے دعا کی۔الٰہی تو ان لوگوں کے مقابلہ میں میرے لئے کافی ہو جا۔چنانچہ اسی وقت پہاڑ زلزلہ میں آ گیا اور سرکاری آدمی گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح سالم بچ کر بادشاہ کے سامنے حاضر ہو گیا۔بادشاہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ تیرے ساتھ والے کہاں گئے۔لڑکے نے کہا خدا نے ان کے مقابلہ میں میری مدد کی۔تب بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ اور دریا میں لے جا کر غرق کر دو۔سرکاری آدمی اس کو دریا کے بیچ میں لے کر پہنچے تو لڑکے نے پھر وہی دعا کی۔خدایا ان سے مجھ کو نجات دے۔فوراً ہی دریا میں جوش آیا اور وہ سب غرق ہو گئے اور لڑکا بچ گیا اور صحیح سلامت بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔بادشاہ نے پھر وہی سوال کیا اور لڑکے نے پھر وہی جواب دیا۔

لڑکے کی شہادت اور پوری قوم کا مسلمان ہونا

اب لڑکے نے کہا کہ اے بادشاہ اس طرح تو مجھ پر ہرگز کامیابی حاصل نہیں کر سکتا البتہ جو ترکیب میں بتاؤں اگر اس کو اختیار

کرے تو بے شک تو مجھ کو قتل کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے لڑکے سے وہ تدبیر دریافت کی۔ لڑکے نے کہا تو شہر کی تمام مخلوق کو بلند جگہ پر جمع کر جب سب جمع ہو جاویں تو اس وقت مجھ کو درخت پر لٹکا دینا اور میرے ترکش سے تیر لے کر اور یہ پڑھ کر میرے سینہ پر تیر مارنا۔ بسم اللہ رب الغلام اللہ کے نام پر جو اس لڑکے کا پروردگار ہے تب میں مر سکتا ہوں۔ بادشاہ نے لڑکے کے قول پر عمل کیا اور جب تمام شہر جمع ہو گیا تو لڑکے کو سولی پر لٹکا کر اور لڑکے کی بتائی ہوئی عبارت پڑھ کر اس کے تیر مارا اور لڑکا تیر کھا کر جاں بحق ہو گیا۔ مخلوق نے جو یہ دیکھا تو سب نے ایک دم آواز بلند نعرہ لگایا۔ امنا برب الغلام. امنا برب الغلام ہم لڑکے کے پروردگار پر ایمان لے آئے اور سب نے دین عیسوی جو اس وقت دین حق تھا قبول کر لیا۔

قوم کو جلانے کے لئے خندقوں کا انتظام

بادشاہ پوری قوم کی یہ حالت دیکھ کر جامہ سے باہر ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ شہر کے ہر ایک محلہ گلی کوچہ میں خندقیں کھودو اور ان میں خوب آگ دہکاؤ۔ پھر ہر محلہ کے لوگوں کو جمع کرو اور ان سے کہو کہ اس دین سے باز آ جائیں۔ جو باز آ جائے اس کو چھوڑ دو اور جو انکار کرتا جائے اس کو دہکتی آگ میں ڈالتے جاؤ۔ لوگ جوق در جوق جمع ہوتے تھے اور دین حق سے باز نہ رہنے کا اقرار کرتے اور بخوشی دہکتی آگ میں ڈالے جاتے تھے اور اس جان گسل اور ہولناک نظارہ کو بادشاہ اور اس کے مصاحبین مسرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں شیر خوار بچہ تھا۔ عورت بچہ کی محبت میں جھجکی۔ فوراً بچہ نے کہا اماں صبر سے کام لے اور بے خوف خندق میں کود جا اس لئے کہ بلاشبہ تو حق پر ہے اور یہ ظالم باطل پر ہیں۔

اس قصہ کا درس

علامہ ابن کثیرؒ نے بحیثیت ایک مؤرخ یہ ثابت کیا ہے کہ بلاشبہ اس نوعیت کے متعدد واقعات پیش آ چکے ہیں جو اپنے مفہوم، مراد اور مقصد کے لحاظ سے سب ہی اس سورۃ بروج کی آیات کے مصداق بن سکتے ہیں۔ اور تمام واقعات کا حاصل اگر تفصیلات اور جزئیات کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایک ہی نکلتا ہے اور وہ یہ کہ حق پرست جماعت کے حصہ میں ابدی کامرانی اور سرمدی فوز وفلاح اور ظالم اور باطل پرست جماعت دنیا میں بھی خائب وخاسر ہے اور آخرت میں ابدی جہنم نصیب ہے۔ تو نزول قرآن کے وقت اہل عرب ان میں سے بعض یا کسی ایک واقعہ سے ضرور آگاہ ہوں گے۔ اس لئے کفار مکہ کو یہ آیات سنائی گئیں۔ جب کہ وہ مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم توڑ رہے تھے اور مکہ کے مشرکین سردار اپنی آنکھوں کے سامنے مظلوم مسلمانوں پر ظلم کرا رہے تھے۔ اگر انہوں نے اصحاب اخدود کے گذشتہ واقعات سے عبرت حاصل نہ کی اور اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ان کو بھی ہلاکت ولعنت خداوندی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

کافروں کی سنگدلی

آگے انہی اصحاب اخدود کے متعلق بتلایا جاتا ہے۔ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ (یعنی جس وقت وہ لوگ اس آگ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ ایمان داروں کے ساتھ ظلم وستم کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے) یعنی وہ ظالم اور کافر بادشاہ اور اس کے وزیر ومشیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگ دلی سے حق پرستوں اور ایمانداروں کے آگ میں ڈالے جانے اور جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔

اہل ایمان کی آزمائش

آگے ارشاد ہوا وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ
یعنی ان اہل ایمان حق پرستوں کا قصور اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ کفر وشرک کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لے آئے تھے جس کی بادشاہت سے زمین وآسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے تو جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اس اکیلے خدا کو مانتے ہیں آگ میں جلایا جائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا ظلم وستم یونہی خالی چلا جائے اور خداوند قہار ظالموں کو سخت ترین سزا نہ دے۔ رہی یہ بات کہ وہ عزیز وحمید اور قہار وجبار اگر اپنے خاص بندوں کو کسی وقت ظالموں اور کافروں کے ہاتھ سے تکلیف بھی پہنچوا دے اور اس کا راز کسی کو معلوم نہ ہو سکے تو نہ ہو لیکن دراصل اس کی خاص مصلحت وحکمت ہی کی بناء پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ زمینوں اور آسمانوں اور کل مخلوقات کا مالک ہے اور ہر چیز پر حاضر ناظر ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ البروج کے خواص

۱...... جس بچہ کا دودھ چھڑانا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائیں۔ وہ بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔

۲...... رات کو بستر پر جا کر اس سورۃ کو پڑھ کر سوئیں تو رات بھر ہر قسم کی آفت سے حفاظت رہے گی۔　وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ
مسافر سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے گھر کے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ آیات پڑھ لے تو وہ خود اور اس کا ساز وسامان سب محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۔۱۳.. ٹڈیوں سے حفاظت کیلئے

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ

اگر کسی ملک میں ٹڈیاں بہت ہوں تو ایک ٹڈی کو پکڑ کر اس کے پروں پر ان آیات مبارکہ کو لکھ کر چھوڑنا ٹڈیوں کے عذاب کو دور کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۴۔۲۲... برائے مرض سرسام

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ
سرسام والے مریض کو ان مبارک آیات کا کورے برتن پر لکھ کر پلانا قدرے اس کے منہ پر چھڑکنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الطارق... فضائل وخواص

۱...... پینے والی دوائیوں پر اگر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر لیا جائے گا تو ان کی (جزوی) مضرتوں سے حفاظت ہو جائے گی۔

۲...... اگر کسی آدمی کو احتلام کی بیماری ہو تو وہ سونے سے پہلے اس سورۃ کو پڑھ لے، ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔
جس دروازے سے چوری کا مال یا گریختہ نکلا ہے اس میں کھڑے ہو کر سورۃ والطارق پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ واپس آجائے گا یا اس کو خواب وغیرہ میں دیکھ لے گا۔

جس گھر میں سانپ بچھو نکلتے ہوں وہاں پر اس مبارک سورۃ کو کاغذ پر لکھ کر دیوار پر لگانا نہایت مجرب اور مفید ہے ان شاءاللہ پھر کوئی سانپ یا بچھو باہر نظر نہ آئے گا اور اگر باہر نکل بھی آئے تو کسی کو اذیت نہ پہنچائے گا۔

خاصیت آیت ا تا ۴... برائے پریشانی و بے خوابی

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ

ان آیات مبارکہ کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ تین مرتبہ پڑھ کر سونا رات کی پریشانیاں بدخوابیاں نیند کا اچاٹ ہونا اور چوروں کی دہشت سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الاعلیٰ... تعارف اور شان نزول

اس سورۃ کی ابتداہی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى سے ہوئی ہے یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور جو مومن آپ کے ساتھ ہیں اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے۔ لفظ اعلیٰ جس کے معنیٰ ہیں سب سے اوپر۔ غالب سب سے برتر۔ عالی شان یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام اعلیٰ مقرر ہوا۔ یہ سورۃ بھی بالاتفاق مکی ہے اور مکی دور کے ابتدائی زمانہ کی سورتوں میں سے ہے سبب نزول اس سورۃ کا مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے قرآنی سورتیں نازل ہونا شروع ہوئیں اور غیب سے بیشمار علوم اور معارف کا فیضان شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں خود پڑھا لکھا نہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی چیز بھول جاؤں۔ اس لئے اس سورۃ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کی تسلی فرمائی کہ آپ نہیں بھولیں گے اور آپ کو بھولنے کا خطرہ ہرگز نہ کرنا چاہئے اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ کو بہت محبوب رکھتے تھے اور وتر کی پہلی رکعت میں اور عیدین اور جمعہ میں اکثر پہلی رکعت میں یہ سورہ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۂ غاشیہ تلاوت فرماتے اور جمعہ والے دن اگر عید ہوتی تو عید میں اور جمعہ میں انہی دو سورتوں کو پڑھتے۔

سورۃ الاعلیٰ کے خواص

۱......جس آدمی کو بواسیر کا مرض ہو وہ اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے، ان شاءاللہ صحت یاب ہو جائے گا۔

۲......جمعہ کے دن اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں لٹکانے سے آدمی ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔

۳......حاملہ عورت کے پہلو پر پہلے مہینہ میں یہ سورۃ لکھی جائے تو اس حمل سے جو بچہ ہوگا۔ وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔

شروع مہینے حمل میں اگر عورت کی داہنی پسلی پر یہ سورت لکھ دیں تو ان شاءاللہ تعالیٰ اولاد نرینہ پیدا ہو۔

مرید اور طالب صادق کو اس مبارک سورۃ کا اکثر تلاوت کرنا منہ کو نورانی کرتا ہے ان شاءاللہ کبھی راہ سلوک میں قبض لاحق نہ ہوگا ہمیشہ انکشافات عجائب ہوتا رہے گا اور نسبت میں رات دن ترقی ہوگی۔

خاصیت آیت ٦ تا ٨. نسیان کے مریض کیلئے مفید عمل

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ. اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى

جس شخص کا حافظہ خراب ہو مزاج میں بھول زیادہ ہو تو وہ تین سو تینتالیس مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد ان مبارک آیتوں کا روزانہ پڑھنا نہایت مجرب ہے چالیس دن کے بعد برسوں کی بھولی ہوئی چیزیں یاد آ جائیں گی مگر مع بسم اللہ الرحمٰن کے پڑھے اول اور آخر تیرہ تیرہ مرتبہ التحیات والا درود پڑھنا بھی لازمی ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الغاشیہ...تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ایک سوالیہ جملہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ سے ہوئی ہے کہ کیا آپ کو غاشیہ کی کچھ خبر پہنچی ہے۔ غاشیہ قیامت کو کہتے ہیں کیونکہ غاشیہ کا مفہوم ہے چھپا جانے والی۔ سب کو ڈھانپ لینے والی۔ ایک ایسی چیز جس کی پکڑ سے کوئی بھی نہ بچ سکے۔ تو اس لفظ غاشیہ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الغاشیہ مقرر ہوا۔ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے اس سورۃ کا مرکزی مضمون بھی یہی ہے کہ قیامت و آخرت ضرور ہوگی اور اس دنیا میں انسان نے جو کچھ کمایا ہوگا اچھا یا برا اس کی جزا وسزا اس کو وہاں ضرور ملتی ہے۔ اس سورۃ میں پہلے قیامت کی ہولنا کی کا منظر ایک خاص انداز میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا کہ جب قیامت کی ہولنا کی اچانک پیش آ جائے گی۔ کسی کو اتنی مہلت نہ ملے گی کہ وہ کسی طرح بھی اپنے کو اس مصیبت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر سکے۔ جب یہ گھڑی آ جائے گی تو انجام کے اعتبار سے تمام انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ ان انسانوں کا ہوگا جن کے حصہ میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جہاں کی مصیبتوں اور عذابوں کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ان اہل جہنم کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور کانٹے دار گھاس کھلائی جائے گی۔ جس سے نہ بھوک دور ہوگی نہ جسم کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ دوسرا گروہ وہ ہوگا کہ جو اس دن خوش وخرم ہوں گے۔ ان کے چہرے خوشی اور بشاشت سے دمک رہے ہوں گے۔ انہوں نے دنیا میں اللہ کی خوشنودی کے لئے جو کیا تھا اس کے نتائج دیکھ کر انہیں خوشی ہو رہی ہوگی اور انہیں وہاں جنت کے وہ انعامات اور عیش و آرام نصیب ہوگا جس کا اس وقت تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انسانوں کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اللہ کی مخلوقات کو دیکھ کر اس کی قدرت وحکمت کا اندازہ کریں اور اس کی معرفت حاصل کر کے اس کی بندگی وطاعت اختیار کریں۔ اخیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ آپ ان منکرین کے انکار اور مخالفت پر غم نہ کریں۔ آپ کا کام بندوں کو سیدھی راہ کی طرف دعوت دینا ہے وہ آپ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں۔ ان کے انکار اور ان کی گمراہی کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ وہ اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہوں گے اور اپنے کیے کی سزا بھگتیں گے۔ ہر شخص کو آخر لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے لیں گے۔

سورۃ الغاشیۃ کے خواص

اگر کھانے کی کسی چیز سے کسی تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس چیز پر پہلے سورۃ الغاشیۃ پڑھ لیں پھر کھائیں تو اس چیز کے کھانے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کھانے پر دم کرنے سے اس کے ضرر سے محفوظ رہے اور درد پر پڑھنے سے سکون ہو۔

اس مبارک سورۃ کا پنجگانہ نماز کے بعد تلاوت کرنا پڑھنے والے کے دل میں آخرت کا خوف قلب رقت اعمال میں اصلاح پیدا کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۔۷... مرض طاعون کیلئے مفید عمل

هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ

ہیضہ یا طاعون کے زمانہ میں اس مبارک سورۃ کی پہلی آیتیں ۱ تا ۷ تک کاغذ پر لکھ کر مکان کے دروازہ پر لگانا ان شاء اللہ مکان کو اس وبا کے اثر سے بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۱۷ تا ۲۰

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ

سفر کی حالت میں آدمی کاروبار اور اہل وعیال کے جھمیلوں سے فارغ البال ہوتا ہے۔ اسی لئے مسافر سفر میں کوئی نہ کوئی مشغلہ ڈھونڈتا ہے' رفقاء سفر سے گفتگو' دنیوی امور میں غور وخوض' اہل دل ذکر وفکر اور شعراء عموماً سفر میں غزلیں' قصیدے اور نعتیں کہہ ڈالتے ہیں' عرب کے لوگ اونٹ پر سوار ہوتے تو اونٹ ان کے قریب تر ہوتا عموماً شعراء عرب اپنے اونٹ کی رفتار وغیرہ کے تذکروں میں سفر ہی میں قصیدے تیار کر لیتے تھے' اس لئے ان کو اولاً اس عجیب الخلقت جانور کی خلقت میں غور وفکر کی دعوت دی گئی' اونٹ پر بیٹھنے والا اونٹ کی رفتار سے حرکت کرتا ہے تو اس کا رخ آسمان کی طرف ہوتا ہے' اس لئے ثانیاً آسمان کی بلندی میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جب وہ سیدھا ہوتا ہے تو اس کے سامنے پہاڑوں کا سلسلہ موجود ہے' تو تیسری چیز (پہاڑ) میں فکر وتامل کو کہا گیا ان کے عجائبات پر جب عبرت کی نگاہ پڑے گی تو عرب کا انسان حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا معترف ہو کر سر جھکالے گا تو اس کی نگاہ زمین پر پڑے گی' چوتھی چیز جس میں غور وفکر کو کہا گیا وہ زمین ہی ہے' یہ چاروں چیزیں مشاہد ہیں اور ان میں جنت جہنم اور عذاب وثواب کے بے شمار نمونے موجود ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے ان چار چیزوں کو ذکر کر کے مضمون سابق پر گویا ان کو دلائل قرار دیا گیا۔ (درس تفسیر)

سورۃ الفجر... فضائل وخواص

وسط شب میں پڑھ کر جماع کرنے سے اولاد نیک بخت پیدا ہو۔

خاصیت آیت ۲۵۔۲۶... برائے مقدمہ دشمن

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ (۲۵) وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ اگر کسی کا دشمن مقدمہ میں گرفتار ہو اور یہ شخص چاہے کہ میرا دشمن اس مقدمہ سے کسی طرح بری نہ ہو تب وہ تانبے کے پترہ پر اس آیت کو کندہ کرا کر کسی پرانے قبرستان میں دفن کر دے۔

خاصیت آیت ۲۷۔۲۸.. نزع کے وقت آسانی کیلئے عمل

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

جس مریض کی حالت آخری ہو اسے ان مبارک آیتوں کو چینی کی طشتریوں پر لکھ کر آب زم زم سے گھول کر پلانا نزع کی تکلیف کو بفضلہ تعالیٰ آسان کرتا ہے۔ (طب روحانی)

آیت ۳۰.....واقعہ عجیبہ

امام طبرانیؒ نے کتاب العجائب میں اپنی سند سے فرقان بن زرین ابی ہاشم سے ان کا اپنا واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمیں بلاد روم میں قید کر کے وہاں کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا اس کافر بادشاہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس کا دین اختیار کریں اور جو اس سے انکار کرے اس کی گردن ماردی جائیگی۔ ہم چند آدمی تھے ان میں سے تین آدمی تو جان کے خوف سے مرتد ہو گئے اور بادشاہ کا دین اختیار کرلیا اور چوتھا آدمی پیش ہوا تو اس بادشاہ کا دین کفر اختیار کرنے سے انکار کر دیا' لہٰذا اس کا سر کاٹ کر ایک قریبی نہر میں ڈال دیا گیا اس وقت تو وہ سر پانی کی تہ میں چلا گیا' اس کے بعد پانی کی سطح پر ابھر آیا اور ان لوگوں کی طرف دیکھ کر اور ان کا نام لے لے کر آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ' فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"
اس کے بعد پھر پانی میں غوطہ لگا دیا' یہ عجیب واقعہ سب حاضرین نے دیکھا اور سنا اور وہاں کے نصاریٰ یہ دیکھ کر سن کر تقریباً سب ہی مسلمان ہو گئے اور بادشاہ کا تخت مل گیا' وہ تین آدمی بھی جو مرتد ہو گئے تھے پھر مسلمان ہو گئے' خلیفہ ابو جعفر منصور نے ہم سب کو اس کی قید سے رہا کرایا۔ (قرآن کے بکھرے موتی)

سورۃ البلد..تعارف وشان نزول

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں بلد کی قسم کھائی گئی ہے جس کے لفظی معنی شہر کے ہیں اور مراد شہر مکہ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام بلند مقرر ہوا یہ سورۃ بھی مکی ہے۔ اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ قریش میں ایک کافر اسید بن کلدہ نہایت قوی ہیکل اور زور آور پہلوان تھا اس کو اپنی طاقت اور توانائی پر بڑا ناز تھا اور اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اپنے پاؤں سے گائے بیل کا چمڑہ دبالیتا اور لوگوں سے کہتا کہ میرے پاؤں کے نیچے سے چمڑہ کھینچ کر باہر کرو۔ بہت سے لوگ مل کر زور آزمائی کرتے مگر چمڑہ کھینچنے سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور اس کے پاؤں تلے سے نہ نکلتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوت اسلام دی تو وہ کافر ایمان نہ لایا اور اس نے بہت سخت سست کلمات آپ کی شان میں استعمال کئے اور کہنے لگا کہ تم مجھے آتش دوزخ کے مؤکلوں سے کیا ڈراتے ہو۔ میرا بایاں ہاتھ ان سب کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ میرے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے اور مجھ پر کون غالب آ سکتا ہے اور بہشت کی نعمتوں سے مجھے کیا پھسلاتے ہو۔ میں نے شادیوں اور خوشی کی تقریبات میں اتنا مال دولت خرچ کیا ہے کہ تمہاری بہشتی نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اور تمہاری جنت کی قیمت تو میرے اس خرچ کئے ہوئے مال کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اس کی ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی اور بتایا کہ انسان کو اپنی قوت اور زور اور مال و دولت کی کثرت اور بڑائی پر مغرور و نازاں نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک کے واقعات وتغیرات پر غور کرے تو یہ خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اسے کس قدر تکالیف اور شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سورۃ البلد کے خواص

۱......بچہ جب پیدا ہو تو فوراً اس پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ بچہ ہر قسم کی مضرت رساں مخلوقات سے محفوظ ہو جائے گا۔
۲......وہ لوگ جو مالی مشکلات کا شکار ہوں اور اپنی گزران میں تنگ ہوں تو ان کے لیے یہ سورۃ کسی خزانہ سے کم نہیں ہے، صبح کی نماز سے پہلے اور بعد میں اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں، ان شاء اللہ کبھی ان کی جیب پیسوں سے خالی نہ ہو گی۔

ولادت کے وقت لکھ کر بچے کے باندھ دینے سے سب موذی جانور اور پیچش سے محفوظ رہے۔
سورۃ بلد کا گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنا درد گردہ اور مرگی والے کیلئے نہایت مفید عمل ہے۔

خاصیت آیت ۱۔۲... برائے حصول اولاد

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ

اگر بانجھ عورت سات دن تک ایام حیض میں چینی کی طشتری پر اس آیت کو لکھ کر پیتی رہے اور جب پاک ہو کر غسل کرے اور شوہر کے پاس جائے تین ماہ تک ہر ماہ ایسے ہی کرے ان شاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گی۔ (طب روحانی)

سورۃ الشّمس ....تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتداء ہی وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سے فرمائی گئی ہے یعنی قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی۔ چونکہ اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ والشمس یعنی آفتاب یا سورج سے ہوئی ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام ہی الشمس قرار پایا۔ یہ مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ یہ ایمان واسلام کے ابتدائی دور کی ایک سورۃ ہے جب کہ قریش اور اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انکار کر رہے تھے۔ اللہ کے رسول کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور جن حقیقتوں کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے تھے وہ انہیں سچا نہ جانتے تھے۔ اس سورۃ میں انہیں اہل مکہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے اور گذشتہ واقعات میں سے قوم ثمود کے ایک مشہور واقعہ کی طرف جو اہل عرب میں مشہور تھا انہیں متوجہ کیا گیا کہ دیکھو اللہ کے رسول کی تکذیب اور اس سے سرکشی اور حق کے مقابلہ میں ڈھٹائی اختیار کرنے کی سزا اس سے پہلے قوم ثمود کو مل چکی ہے۔ اس سے تمہیں سبق لینا چاہئے اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو پھر اس جیسا انجام تمہارا بھی ہوگا۔ یہی ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا اور اگرچہ یہ سورۃ مختصر ہے لیکن توحید اور آخرت کی پوری دعوت اور اس کو نہ ماننے کے نتائج پوری طرح اس میں سمیٹ دیئے گئے ہیں۔

سورۃ الشّمس کے خواص

۱......جو آدمی کثرت کے ساتھ اس سورۃ کی قراءت کرے تو وہ ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوگا۔
۲......جو آدمی سورۃ الشمس سے دم کیا ہوا یا سورۃ الشمس لکھ کر اسے پانی سے دھو کر وہ پانی پیئے تو اگر اس پر گھبراہٹ اور خوف ہو تو وہ جاتا رہے گا۔
۳......اگر دشمن کا گھر ویران کرنا مقصود ہو تو ایک ایسی ٹھیکری پر سورۃ الشمس لکھے جسے غیر شادی شدہ آدمی نے بنایا ہو، پھر اس ٹھیکری کو کوٹ لے اور دشمن کے مکان میں بکھیر دے۔

مرگی والے اور بے ہوش والے کے کان میں پڑھنا مفید ہے اور اس کا پانی بخار والے کو نافع ہے۔
اس سورۃ کا اشراق کی نماز کے بعد ایک دفعہ پڑھنا فالج لقوہ رعشہ سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔
جن عورتوں کے بچے مر جاتے ہیں ان کے لئے حمل کے پہلے مہینہ میں پاؤ بھر دیسی اجوائن آدھ پاؤ سیاہ مرچ ڈھائی پاؤ شہد خالص پر چاند کے شروع میں پیر کے دن اشراق کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ اس مبارک سورۃ کو پڑھ کر دم کرنا پھر روزانہ ایام حمل میں ایک چٹکی اجوائن تین دانہ سیاہ مرچ کے ایک انگلی شہد کی روزانہ کھانا نہایت مفید عمل ہے اگر اشیاء ختم ہو جائیں تو دوبارہ پھر پڑھ کر تیار کر لیں۔ (طب روحانی)

سورۃ اللیل....تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ہی لفظ وَالَّیْلِ سے ہوئی ہے لیل کے معنی رات کے ہیں۔اس لئے علامت کے طور پر اس کو سورۃ الیل کہا جاتا ہے یہ بھی مکی سورۃ ہے اور اس کا نزول مکہ میں دعوت اسلام کے ابتدائی دور میں ہوا ہے۔

اس سورۃ کا مضمون اگرچہ عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ اس سورۃ کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کفار مکہ میں امیہ بن خلف کے متعلق ہوا۔حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ سبب نزول اس سورۃ کا یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں دو شخص رئیسوں میں بڑے مالدار تھے۔ایک حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرا امیہ بن خلف اور ان دونوں کا معاملہ مال صرف کرنے میں مختلف تھا۔امیہ مال بہت رکھتا تھا اور متعدد غلاموں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا۔کوئی کھیتی کا نگران تھا۔کوئی میووں کے باغ کا۔کوئی قیمتی کپڑوں کی تجارت پر تعینات تھا۔کوئی مواشی اور جانوروں پر مقرر تھا تاکہ دودھ، دہی اور نسل کی خبرداری کرے۔اس تدبیر سے بہت مال جمع کیا تھا مگر باوجود ثروت و مالداری کے ایک کوڑی غریب و فقیر کو نہیں دیتا تھا اور اگر کبھی کوئی غلام کسی محتاج کو کچھ دے دیتا تو اس پر خفا ہوتا اور اگر کوئی اس کم بخت کو بطور نصیحت کچھ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ کی راہ پر محتاجوں اور مسکینوں کو کس واسطے نہیں دیتا اور آخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا تو وہ بدبخت اس کے جواب میں کہتا کہ اول تو آخرت ہے کہاں اور اگر بالفرض ہوئی بھی تو اس قدر مال دولت اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہے کہ مجھ کو کچھ احتیاج جنت کی نعمتوں کی نہیں ہے جن کی طمع اور لالچ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیروں اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور اس سبب سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتے ہیں۔مجھ کو کچھ پرواہ نہیں۔اس کے غلاموں میں ایک حضرت بلالؓ بھی تھے جو پوشیدہ طور پر اسلام لے آئے تھے۔جب اس کو آپ کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تو اس ملعون نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں بری طرح سے پیش آؤں گا۔اور مارتے مارتے مار ہی ڈالوں گا۔حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں تو اس دین سے اب پھر نہیں سکتا تیرا جی چاہے سو کر۔اس شقی ازلی نے اپنے دوسرے غلاموں کو حکم دیا کہ دن چڑھتے ان کے بدن میں ببول کے کانٹے چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تب دھوپ میں ان کو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھ دیا کرو تاکہ ہل نہ سکیں اور ان کے گرد آگ جلا دیا کرو اور جب شام ہو تو ہاتھ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں قید رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا کرو اور صبح تک یہ مار موقوف نہ کرو۔اللہ! اللہ! اسی طرح سے کتنے دنوں تک حضرت بلالؓ اس مصیبت میں گرفتار رہے۔مگر اس پر بھی پکار پکار کر احد احد کہا کرتے۔یعنی معبود میرا ایک ہی ہے۔ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت اس طرف سے گزرے اور اس ملعون امیہ بن خلف کے مکان سے آواز آہ وزاری کی آپ کے کان میں پڑی۔آپ نے پوچھا کہ اس گھر میں کیا ہوتا ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بلال نامی ایک غلام ہے اس کو مارا جاتا ہے اور یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہے۔اے اللہ اپنے اس شیدائی اسلام اور عاشق رسول کے آنسوؤں اور آہ و بکا کے طفیل میں تو ہم کو بھی اسلام پر استقامت نصیب فرما اور اپنے سچے دین کی نہ مٹنے والی سچی محبت عطا فرما۔حضرت صدیق اکبرؓ کو یہ معلوم ہو کر نہایت رنج و قلق ہوا اور صبح کے وقت اس کے گھر پر آپ پھر تشریف لے گئے اور اس مردود ظالم امیہ بن خلف کو نصیحت کرنا شروع کی کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھ کو چاہیے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھ احسان کر کہ آخرت میں تیرے کام آوے گا۔

ملعون امیہ بن خلف نے کہا کہ آخرت ہے کہاں اور دین کہاں سے معلوم ہوا کہ سچا ہے۔ اور اگر بالفرض آخرت ہوئی بھی تو مجھ کو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے کہ آخرت کی نعمتوں پر جو فقط وہم اور خیال ہے فریفتہ ہوں۔ میرے پاس دنیا میں بھی بہشت موجود ہے چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو میرے کارخانہ میں کثرت سے موجود نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر اسے سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کہا مان۔ اس بے چارے مسکین پر ظلم کرنے سے باز آ۔ اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل اس پر ترس کھاتا ہے تو تم بھی مالدار ہو اور آخرت کا اعتقاد رکھتے ہو۔ تم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو اس بات کی آرزو دل میں رکھتے تھے۔ اس سے کہا کہ بہتر ہے جو تو طلب کرے میں دوں گا اور اس کو خریدوں گا۔ اس کافر نے کہا کہ اگر یونہی تمہیں منظور ہے اور تمہیں اس کے خریدنے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ آپ کے غلاموں میں سب سے بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت وغیرہ کی رکھتا تھا اور قریب دو ہزار دینار کے پونجی جمع کی تھی وہ مجھ کو دے دو اور اس غلام یعنی بلال کو مجھ سے لے لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے میں عذر نہ رکھتے تھے اس بات کو فوراً دل و جان سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور زیادہ کر کے اس کافر کو دیئے اور حضرت بلال کو قید خانہ سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے۔ وہ کافر امیہ بن خلف آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا کہ اس شخص نے باوجود اس عقل و دانائی کے اس معاملہ میں کس قدر دھوکہ کھایا ہے اور کتنا اپنا نقصان کیا اور ایسے غلام کو جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے نکمے غلام کے عوض جو کسی کام کا نہیں ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی نہیں رکھتا ہے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ یعنی حضرت بلال کا اس قدر میرے نزدیک ہے کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض میں تو بیچتا تو بھی میں بغیر لئے نہ چھوڑتا۔ پھر بلالؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جا کر حاضر کیا اور تمام احوال جو گزرا تھا عرض کیا کہ اس طرح میں نے ان کو خرید کیا ہے اور آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی کے واسطے ان کو میں نے آزاد کیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور حضرت بلالؓ آزاد ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہنے لگے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ابتدائے اسلام سے جو مسلمانوں کی نہایت ضعیفی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتوں میں اور کافروں کے پنجے سے مسلمانوں کو چھڑا لینے میں بے دریغ خرچ کیا اور متعدد غلام اور لونڈی قریش کے کہ جنہوں نے دین اسلام دل سے قبول کیا تھا اور ان کے مالک اس سبب سے ان کو ایذا دیتے تھے خرید خرید کر اللہ کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیئے تھے۔ لکھا ہے کہ مسلمانوں پر تیرہ سال کے عرصہ میں آپ نے اپنی تمام دولت کو صرف کیا اور قریب چھ ہزار درہم کے باقی رہے تھے جو کچھ ہجرت کے سفر میں اور کچھ مسجد نبوی کی زمین کے خریدنے میں اور کچھ دوسرے نیک کاموں میں خرچ کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کلمہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ کسی کے مال سے مجھ کو اس قدر فائدہ نہیں پہنچا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا۔

الحاصل جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تمام مال اسلام کی نصرت اور شوکت کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی خلاصی اور ضعیف مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہو چکا اور اللہ کی راہ میں بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے تو ایک روز ایک کمبل کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اس کو کانٹوں سے گونتھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیق تو بڑے مالدار اور تونگر تھے یہ کیا ہوا کہ فقیروں کے سے کپڑے پہنے بیٹھے

ہوئے ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا سب مال مجھ پر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا اس فقیری میں بھی مجھ سے راضی ہیں یا کچھ دل میں رنج و ملال ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کلام کے سننے سے عجیب حالت اور کیفیت پیدا ہوئی اور اصحاب حال کے مانند بے خود ہو گئے اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے رہے۔ انا عن ربی راض' انا عن ربی راض میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ تو اگرچہ اس سورۃ کے الفاظ عام ہیں مگر محدثین ومفسرین کا کہنا ہے کہ اس سورۃ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور امیہ بن خلف کے معاملات وحالات کا نقشہ کھینچ کر سعادت وشقاوت کے راستہ بتائے گئے ہیں۔

ابن ابی حاتم کی ایک بہت ہی غریب حدیث میں اس پوری سورت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ ایک شخص کا کھجوروں کا باغ تھا۔ ان میں سے ایک درخت کی شاخیں ایک مسکین شخص کے گھر میں پڑتی تھیں وہ بے چارہ غریب۔ نیک بخت اور بال بچے دار تھا۔ باغ والا جب اس درخت کی کھجوریں اتارنے آتا تو اس مسکین کے گھر میں جا کر وہاں کی کھجوریں بھی اتارتا۔ اس میں سے جو کھجوریں نیچے گرتیں انہیں اس غریب شخص کے بچے چن لیتے تو یہ آ کر ان سے چھین لیتا بلکہ اگر کسی بچے نے منہ میں ڈال بھی لی تو انگلی ڈال کر اس کے منہ سے نکال لیتا۔ اس مسکین نے اس کی شکایت رسول خدا ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ اور آپ ﷺ اس باغ والے سے ملے اور فرمایا کہ تو اپنا وہ درخت جس کی شاخیں فلاں مسکین کے گھر میں ہیں مجھے دیدے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تجھے جنت کا ایک درخت دے گا۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا حضرت میں نے دیا مگر مجھے اس کی کھجوریں بہت اچھی لگتی ہیں میرے تمام باغ میں ایسی کھجوریں کسی اور درخت کی نہیں آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموشی کے ساتھ واپس تشریف لے چلے۔ ایک شخص جو یہ بات سن رہا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ حضرت اگر یہ درخت میرا ہو جائے اور میں آپ کا کر دوں تو کیا مجھے بھی اس کے بدلے میں جنتی درخت مل سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ شخص اس باغ والے کے پاس آئے انکا بھی ایک باغ کھجوروں کا تھا یہ پہلا شخص اس سے وہ ذکر کرنے لگا کہ حضور ﷺ مجھے فلاں درخت کھجور کے بدلے جنت کا ایک درخت دینے کو فرما رہے تھے میں نے یہ جواب دیا، یہ سن کر وہ خاموش رہے پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ تم اسے بیچنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ جو قیمت اس کی مانگوں وہ کوئی مجھے دیدے لیکن کون دے سکتا ہے؟ پوچھا کیا قیمت لینا چاہتے ہو؟

کہا چالیس درخت خرما کے، اس نے کہا یہ تو بڑی زبردست قیمت لگا رہے ہو ایک کے چالیس؟ پھر اور باتوں میں لگ گئے، پھر کہنے لگے اچھا میں اسے اتنے میں خریدتا ہوں اس نے کہا اچھا اگر سچ مچ خریدنا ہے تو گواہ کر لو۔ اس نے چند لوگوں کو بلا لیا اور معاملہ طے ہو گیا گواہ مقرر ہو گئے پھر اسے کچھ سوجھی تو کہنے لگا کہ دیکھئے صاحب جب تک ہم تم الگ نہیں ہوئے یہ معاملہ طے نہیں ہوا اس نے بھی کہا بہت اچھا میں بھی ایسا احمق نہیں ہوں کہ تیرے ایک درخت کے بدلے جو خم کھایا ہوا ہے اپنے چالیس درخت دے دوں، تو یہ کہنے لگا اچھا اچھا مجھے منظور ہے لیکن جو درخت میں لوں گا وہ تنے والے بہت عمدہ لوں گا اس نے کہا اچھا منظور۔ چنانچہ گواہوں کے روبرو یہ سودا فیصل ہوا اور مجلس برخاست ہوئی یہ شخص خوشی خوشی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اب وہ درخت میرا ہو گیا اور میں نے اسے آپ کو دے دیا رسول اللہ ﷺ اس مسکین کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ یہ درخت تمہارا ہے اور تمہارے بال بچوں کا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

سورۃ اللیل کے خواص

۱.....اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جائے تو اس سورۃ کو اس کان میں پڑھنے سے مرگی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

۲.....اگر کسی کو بخار ہو تو سورۃ اللیل پانی پر دم کر کے اس پانی کو پی لے، یا اسے لکھ کر اور پانی میں دھو کر پی لے۔ان شاء اللہ بخار اتر جائے گا۔

رزق کی ترقی کیلئے نوکری لگ جانے کے لئے اس مبارک سورۃ کا اکتالیس مرتبہ پڑھنا اور اکتالیس پیسہ راہ خدا میں خرچ کرنا اکتالیس روز تک یہی عمل برابر یونہی کرنا نہایت مفید عمل ہے۔

اگر کوئی شخص گم ہو جائے اس کے سلامت واپس آنے کے لئے اس سورت کو ہرن کی کھال پر لکھ کر کسی درخت پر لٹکانا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

سورۃ الضحیٰ...تعارف وسبب نزول

روایات صحیحہ میں ہے کہ جبریل علیہ السلام دیر تک رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے (یعنی وحی قرآنی بند رہی) مشرکین کہنے لگے کہ (لیجئے) محمد کو اس کے رب نے رخصت کر دیا۔اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔میرا گمان یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یہ زمانہ فترۃ الوحی کا ہے جب ''سورۃ اقرا'' کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد ایک طویل مدت تک وحی رکی رہی تھی اور حضور ﷺ خود اس فترت کے زمانہ میں سخت مغموم ومضطرب رہتے تھے تا آنکہ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ'' کا خطاب سنایا۔اغلب ہے کہ اس وقت مخالفوں نے اس طرح کی چہ میگوئیاں کی ہوں چنانچہ ابن کثیرؒ نے محمد بن اسحاق وغیرہ سے جو الفاظ نقل کیے وہ اسی احتمال کی تائید کرتے ہیں ممکن ہے کہ اسی دوران میں وہ قصہ بھی پیش آیا ہو جو بعض احادیث صحیحہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ بیماری کی وجہ سے دو تین رات نہ اٹھ سکے تو ایک (خبیث) عورت کہنے لگی اے محمد! معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) غرض ان سب خرافات کا جواب سورہ ''والضحیٰ'' میں دیا گیا ہے پہلے قسم کھائی دھوپ چڑھتے وقت کی اور اندھیری رات کی پھر فرمایا کہ (دشمنوں کے سب خیالات غلط ہیں) نہ تیرا رب تجھ سے ناراض اور بیزار ہوا نہ تجھ کو رخصت کیا بلکہ جس طرح ظاہر میں وہ اپنی قدرت وحکمت کے مختلف نشان ظاہر کرتا اور دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن کو لاتا ہے۔یہی کیفیت باطنی حالات کی سمجھو اگر سورج کی دھوپ کے بعد رات کی تاریکی کا آنا اللہ کی خفگی اور ناراضی کی دلیل نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اجالا کبھی نہ ہوگا تو چند روز نور وحی کے رکے رہنے سے یہ کیونکر سمجھ لیا جائے آجکل خدا اپنے منتخب کیے ہوئے پیغمبر سے خفا اور ناراض ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے وحی کا دروازہ بند کر دیا ایسا کہنا تو خدا کے علم محیط اور حکمت بالغہ پر اعتراض کرنا ہے گویا اسے خبر نہ تھی کہ جس کو میں نبی بنا رہا ہوں وہ آئندہ چل کر اس کا اہل ثابت نہ ہوگا؟ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

اس سورت کے سبب نزول کے متعلق بخاری ومسلم میں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے اور ترمذی نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی ایک انگلی زخمی ہو گئی اس سے خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلودہ ہو گئی اور جو کچھ تکلیف تجھے پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔(اس لئے کیا غم ہے) حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ ذکر کر کے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد (کچھ روز) جبرئیل امین کوئی وحی لیکر نہیں آئے تو مشرکین مکہ نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ کو ان کے خدا نے چھوڑ دیا اور

ناراض ہو گیا۔ اس پر یہ سورت ضحیٰ نازل ہوئی۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری میں ہے اس میں ایک دو رات تہجد میں نہ اٹھنے کا ذکر ہے۔ وحی میں تاخیر کا ذکر نہیں اور ترمذی میں تہجد میں ایک دو رات نہ اٹھنے کا ذکر نہیں صرف وحی میں تاخیر کا ذکر ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

سورۃ الضحیٰ کے خواص

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث و مفسر دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس مبارک سورۃ کی ایک مجرب خاصیت یہ ہے کہ گم ہوئی چیز کے واسطے اس سورۃ کو سات بار پڑھے اور شہادت کی انگلی کے سرے کو اپنے سر کے اردگرد پھراتا جاوے اور اس کے بعد **اصبحت فی امان اللہ و امسیت فی جوار اللہ امسیت فی امان اللہ و اصبحت فی جوار اللہ** پڑھ کر دستک دیوے تو گم شدہ چیز پھر مل جاوے۔

جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو یا کوئی شخص بھاگ گیا ہو اس کو سات مرتبہ پڑھنے سے واپس آجائے گا۔

دو شخصوں میں ملاپ کرانے کے لئے اس سورۃ کو اکیس مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر سونا پھر صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ درود شریف سات مرتبہ سورۃ الضحیٰ پڑھ کر بہت دیر تک حصول مقصد کے لئے دعا کرے ان شاء اللہ گیارہ دن میں مقصد پورا ہوگا۔

بدخوابی یا سوئے ہوئے ڈرنا۔ رونا ان سب باتوں کو دفعہ کرنے کے لئے والضحیٰ کا سات مرتبہ روزانہ پڑھ کر سونا مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کا تین سو تیرہ مرتبہ اکیس روز تک روزانہ پڑھنا اور تین غریبوں کو کھانا کھلانا ترقی مال کے لئے اور تجارت کے چلنے کے لئے نہایت مجرب اور مفید عمل ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الانشراح.. تعارف وسبب نزول

اس کے سبب نزول میں بعض مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خُلّت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسیٰ کو کلیم کی خِلعت سے نوازا اور حضرت داؤدؑ کو لوہا اور پہاڑوں کو تابع دار کر کے ممتاز کیا اور حضرت سلیمانؑ کو جنات وانسانوں پر سلطنت دے کر ہوا کو فرماں بردار کر کے سرفراز فرمایا۔ میرے واسطے اے الہ العالمین آپ نے کیا چیز خاص کی؟ اس سوال کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس طرح یہ سورۃ بھی مکی دور کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

سورۃ الانشرح کے خواص

۱......اگر کسی کا دل تنگی اور گھٹن میں ہو تو اس کے سینہ پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۲......اگر کسی کے دل میں درد ہو تو بھی اس آدمی کے سینہ پر دل کی جانب میں یہ سورۃ پڑھ کر دم کرنے سے راحت ہو جائے گی۔

۳......اگر کسی کو پتھری ہو یا مثانے میں کوئی اور تکلیف ہو تو یہ سورۃ پانی پر دم کر کے وہ پانی پیئے یا کاغذ میں لکھے اور پانی میں دھولے اور پھر وہ پانی پی جائے۔ سینہ پر دم کرنے سے تنگی اور درد قلب کو سکون ہو۔ اس کا پینا پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے۔

۱۔ سورۃ الم نشرح لکھ کر پانی میں گھول کر پلانا حفظ قرآن کیلئے اور تحصیل علم کے لئے خاص ہے۔

۲۔ جن کا حافظہ کمزور ہو وہ سات دن تک ان آیات کریمہ کو روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر کھالیا کریں اس طرح کہ ہفتہ کو یہ آیت لکھ کر کھائے "فَتَعَلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" (سورہ مومنون: آیت ۱۱۶)

اوراتوار کے روز یہ لکھے: "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" (سورہ طٰہٰ: آیت ۱۱۴)

پیر کے روز یہ لکھے: "سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی" (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۶)

منگل کے روز یہ لکھے: "اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی" (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۷)

بدھ کے روز یہ لکھے: "لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ" (سورۃ القیمۃ آیت ۱۶)

جمعرات کے روز یہ لکھے: "اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" (سورۃ القیمۃ آیت ۱۷)

جمعہ کو یہ لکھے: "فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ" (سورۃ القیمۃ آیت ۱۸)

صبح کے وقت باوضو لکھ کر کھلائیں ان شاء اللہ حافظہ قوی ہوگا۔ (فلاح دارین، حوالہ خزانہ اعمال صفحہ ۱۷)

اس مبارک سورت کا ختم پڑھنا ترقی مدارج دین اور ترقی مراتب دنیا کے لئے نہایت مفید ہے مال بکثرت ہو اولاد نیک بخت پیدا ہو ہر قسم کی عزت وآبرو جہاں میں نیک نامی ہو خاندان میں بیماری ہیضہ طاعون وغیرہ داخل نہ ہو الغرض یہ سورۃ ایک خزانہ ہے عرش الٰہی کے خزانوں میں سے۔

ترکیب ختم یہ ہے کہ ہر روز غسل کرنے کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھنے کے بعد سات سو سترہ مرتبہ اس مبارک سورۃ کو دو زانوں بیٹھ کر پڑھے جب پڑھ چکے تب آخر میں سات مرتبہ یاذاالجلال والاکرام بلند آواز سے کہہ کر وظیفہ کو ختم کرے چالیس دن تک اسی طرح کرتا رہے جس وقت چلہ پورا ہو جائے تب روزانہ اکتالیس مرتبہ اس سورت کو بعد نماز عشاء کے پڑھتا رہے ان شاء اللہ عمل قبضہ میں رہے گا اور بے حد نفع دارین کے حاصل ہوں گے۔ (طب روحانی)

سورۃ التین.... فضائل وخواص

۱..... اگر مسافر سفر میں کوئی خطرہ محسوس کرتا ہو تو اپنے ساتھ سورۃ التین رکھے۔ سفر سے واپس لوٹنے تک وہ ہر قسم کے امن میں رہے گا۔

۲..... کھیتی اور باغ کے پھل پھول میں برکت اور حفاظت مطلوب ہو تو سفید شیشہ کے پاک برتن میں سورۃ التین لکھے اور اسے بارش کے پانی سے دھو کر کھیتی اور باغ میں چھڑکے، ان شاء اللہ کھیتی اور باغ خوب پھلے پھولے گا اور ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

اگر کوئی شخص اس صورت کو حمل کی ابتداء سے نو مہینے تک برابر سفید چینی کی پلیٹ پر لکھ کر روزانہ نہار منہ عورت کو پلائے تو ان شاء اللہ خوبصورت لڑکا پیدا ہوگا۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے گھر خوبصورت لڑکا پیدا ہو تو وہ حمل کی ابتداء سے نو مہینہ تک برابر سفید چینی کی طشتری پر اس مبارک سورۃ کو روزانہ لکھ کر نہار منہ عورت کو پلائے ان شاء اللہ لڑکا خوبصورت پیدا ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۃ العلق.... تعارف وابتداء نزول وحی

اس سورۃ کی یہ ابتدائی پانچ آیات زیر تفسیر اکثر وبیشتر مفسرین کے نزدیک سب آیتوں اور سوتوں سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ گویا قرآن پاک کے وحی کی ابتداء انہی آیات سے شروع ہوئی۔ انبیاء ومرسلین اگرچہ نبوت ورسالت سے پہلے نبی اور رسول نہیں ہوتے مگر ولی اور صدیق ضرور ہوتے ہیں اور ان کی ولایت ایسی کامل اور اتم ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے ولی اور صدیق کی ولایت کو انکی ولایت سے وہ نسبت بھی نہیں ہوتی جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتداہی سے شرک

اور بت پرستی اور تمام مراسم شرک سے بالکل پاک اور منزہ رہے۔

ابتدا ہی سے ان حضرات کے قلب مطہر توحید و تفرید۔ خشیت و معرفت سے لبریز ہوتے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جو حضرات عنقریب کفر و شرک کے مٹانے کیلئے اور ہر فحشاء و منکرات سے بچانے کیلئے اور خیر کی طرف دعوت دینے کیلئے منجانب اللہ مبعوث ہونے والے ہیں اور خدا کے مجتبیٰ اور مصطفےٰ برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ بننے والے ہیں وہ خود ہی معاذ اللہ منصب نبوت و رسالت کی سرفرازی سے پیشتر کفر و شرک کی نجاست میں ملوث اور فواحش و منکرات کی گندگی سے آلودہ ہوں۔ حاشا ثم حاشا۔ مطلقاً ناممکن اور محال ہے۔

الغرض جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ سال ہو گئی تو آپ کو خلوت محبوب ہو گئی اور آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے جو مکہ معظمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اب اس پہاڑ کا نام جبل نُور ہے۔ اور آپ وہاں کئی کئی روز رو کر عبادت الٰہی میں تنہا مستغرق رہتے اور نبوت سے چھ ماہ پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے۔ کہ ایک دفعہ اچانک دوشنبہ کے دن۔ ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دوشنبہ کے دن ۱۷ رمضان المبارک غار حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پہلی وحی یعنی اسی سورۃ اقراء کی ابتدائی ۵ آیات لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ فرشتہ آپ کے سامنے آیا اور اُس نے کہا ''اقراء'' یعنی پڑھیے۔ آپ نے فرمایا ما انا بقاری ءِ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس جوابؑ پر فرشتہ نے مجھے پکڑا اور سینہ سے لگا کر زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہونے لگی تو چھوڑ دیا اور پھر کہا ''اقراء'' یعنی پڑھیے۔ میں نے وہی جملہ اب بھی کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ فرماتے ہیں کہ اس جواب پر مجھے پھر اس نے پکڑا اور دوبارہ زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہونے لگی تو چھوڑ دیا اور پھر کہا پڑھیے میں نے پھر وہی کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے اس دفعہ بھی پکڑا اور سہ بارہ زور سے دبایا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپ کو تین بار خوب زور سے سینہ سے لگا کر دبانا بغرض تقویت استعداد تھا کہ وحی بارگراں آسان ہو جائے۔ الغرض یہ پانچ آیتیں وہ ہیں کہ جن سے وحی کی ابتدا ہوئی۔ بقیہ آیات مکہ ہی میں کسی دوسرے موقعہ پر نازل ہوئی ہیں جو اس سورۃ میں شامل کر دی گئیں۔

ان آیات میں ایسے سرکش و نافرمان کافر انسان کی سرکشی کی بعض مثالیں بیان فرمائی جاتی ہیں اور گو ان آیات کا مضمون عام ہے مگر ان آیات سے متعلق ایک خاص شان نزول اور واقعہ بھی متعلق ہے جیسا کہ گذشتہ درس میں بیان کیا گیا اور وہ یہ کہ ایک بار ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے دیکھا اور کہنے لگا کہ میں تم کو بارہا اس سے منع کر چکا ہوں مگر تم اس سے باز نہیں آتے۔ مکہ میں سب سے بڑا مجمع میرے ساتھ ہے۔ اگر پھر کبھی نماز پڑھتے دیکھ لوں گا تو تمہاری گردن پر پاؤں رکھ کر توڑ ڈالوں گا (نعوذ باللہ) چنانچہ ایک بار اس قصد سے چلا مگر قریب جا کر رک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا۔ جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ مجھ کو آگے آگ کی ایک خندق حائل معلوم ہوئی اور اس میں کچھ پردار چیزیں نظر آئیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اور آگے آتا تو فرشتے اس کے جسم کا گوشت نوچ کر پارہ پارہ کر ڈالتے۔ تو ان آیات میں اس ابوجہل کے واقعہ خاص کی طرف بھی اشارہ ہے اور عام مضمون بھی ہے۔

سفر میں ساتھ رکھنے سے گھر آنے تک ہر قسم کے آفات بری و بحری سے مامون رہے۔

خاصیت: اس مبارک سورۃ کو تانبے کی تختی پر کندا کرا کر بچہ کے گلے میں ڈالنا ام الصبیان کے مرض سے بچہ کو محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ا۔۵... ترقی علم کیلئے مفید عمل

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

ترقی علم کیلئے اور امتحان میں پاس ہونے کیلئے روزانہ اکیس دن تک عشاء کی نماز کے بعد ان مبارک آیتوں کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ القدر... تعارف وسبب نزول

چونکہ اس سورۃ میں شب قدر کا ذکر فرمایا گیا ہے اسی بناء پر اس سورۃ کا نام القدر مقرر ہوا۔ قدر کے معنی تعظیم کے ہیں چونکہ اس شب میں عظمت اور شرف ہے اس لئے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ اس سورۃ کے سبب نزول میں کئی روایات مروی ہیں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں۔ اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا تو اس کی تلافی میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور یہ رات یعنی لیلۃ القدر مرحمت فرمائی گئی اور اس کی فضیلت اور بزرگی میں بتلایا گیا کہ ایک شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جو اجر و ثواب ہوتا اس سے زیادہ ایک شب قدر میں عبادت کرنے کا اجر و ثواب ہے اور اس زیادتی کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کتنا زیادہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی خوش نصیب کو زندگی میں دس راتیں بھی میسر ہو گئیں اور ان کو عبادت میں گزار دیا تو گویا ۸۳۳ برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔ سبب نزول بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں عبادت کرتا رہا۔ صحابہ کو اس پر رشک آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس طرح ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکیں گے کہ ہماری عمریں ۶۰، ۷۰ برس ہیں اس میں بھی ایک تہائی تو سونے میں جاتی ہے اور کچھ معاش کی تلاش میں اور دوسری حاجتوں میں صرف ہوتی ہے اور کچھ اس میں سے مرض اور سستی میں ضائع ہوتی ہے۔ پھر عبادت کے واسطے کیا باقی رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کو سن کر کچھ دلگیر اور غمگین ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے دفع ملال کے لئے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات انبیاء کا ذکر فرمایا کہ ۸۰، ۸۰ برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اس پر صحابہ کرام کو حسرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں اور اس قسم کے اختلافات روایات کی اکثر وجہ یہ ہوئی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی ہے تو سبب نزول کی ہر واقعہ کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ بہر حال سبب نزول جو کچھ بھی ہوا ہو لیکن امت محمدیہ کے لئے اللہ جل شانہ کا یہ بہت ہی بڑا انعام ہے اور یہ رات اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ جل شانہ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ الغرض اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کی فلاح و سعادت دارین کے لئے قرآن حکیم نازل کیا اور اس کو شب قدر میں نازل کیا جس کی یہ فضیلت و برکت ہے کہ ایک لیلۃ القدر اجر و ثواب میں ہزار مہینوں کی عبادت کے اجر و ثواب سے بھی بہتر ہے اس شب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں کا دنیا میں نزول ہوتا ہے اور صبح ہونے تک یہ شب سراپا سلامتی و امن ہوتی ہے۔

سورۃ القدر کے خواص

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ سورۃ القدر کو چار مرتبہ پڑھنے پر ایک قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۱......نظر کی تیزی، آنکھوں میں نور اور دل میں یقین کی پختگی کے لئے اس سورۃ کو لکھے اور پانی سے دھولے، پھر وہی پانی پیئے۔

جس سے محبت ہو اس کے پیشانی کے بال ناصیہ پکڑ کر یہ سورۃ پڑھے تو کوئی امر ناگوار اس سے صادر نہ ہو۔ جو شخص وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی بصارت میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

اس سورۃ کا ماہ رمضان میں ایک سو تیرہ دفعہ روزانہ تلاوت کرنا انسان کو پاک باطن بناتا ہے۔

سر کے درد کے لئے اس مبارک سورۃ کا زعفران سے مریض کے ماتھے پر لکھنا درد کو دور کرتا ہے

خفقان کے دور کرنے کے لئے اس مبارک سورۃ کا تین مرتبہ چنبیلی کے پھول پر پڑھ کر دم کرنا پھر پھول کو دیر تک سونگھنا چالیس روز تک برابر دن میں تین مرتبہ ایسا ہی کرنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ البینۃ

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ البینۃ آیا ہے جس کے معنیٰ ہیں کھلی ہوئی دلیل، روشن دلیل، جس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جو بجائے خود رسالت کی ایک روشن اور واضح دلیل ہے۔ اسی لفظ الْبَيِّنَةُ کو سورۃ کا علامتی نام قرار دیا گیا۔ اس سورۃ کے مقام نزول کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ مکی سورۃ ہے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ کا کچھ حصہ تو ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوا اور کچھ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں۔ جمہور مفسرین نے اس کو مدنی سورۃ کی فہرست میں رکھا ہے۔

سورۃ البینہ کے خواص

۱......اگر کسی کو یرقان کا مرض ہو تو سورۃ البینہ لکھ کر گلے میں پہنے۔ ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

۲......اگر کسی کا جسم پورا متورم ہو جائے یا کوئی ایک حصہ پر ورم ہو تو سورۃ البینہ لکھ کر گلے میں پہنے، ان شاء اللہ ورم اتر جائے گی۔

عشاء کی نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا دل کو نفاق سے پاک کرتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو عشاء کی نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا نفاق کو دل سے دور کرتا ہے۔

نکسیر کو روکنے کے لئے اس سورۃ مبارکہ کو تین بار پڑھ کر ملتانی مٹی پر دم کر کے وہ ملتانی مٹی ماتھے پر لگانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الزلزال

اس سورۃ کی ابتداء اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا سے ہوئی ہے یعنی جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی۔ اسی سے سورۃ کا نام زلزلت یا زلزال ہے، جس میں قیامت کے دن میں زلزلہ عظیم واقع ہونے کی خبر ہے۔ اس سورۃ کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔

سورۃ الزلزال کی فضیلت

ترمذی کی ایک حدیث میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔اور قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہےاور قل یٓا ایھاالکٰفرون ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہےاور ترمذی کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اذازلزلت چوتھائی قرآن ہے۔امام جزریؒ نے لکھا ہے کہ چوتھائی قرآن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں چار چیزیں ہیں یعنی چار چیزوں کا بیان ہے۔زندگی' موت' حشر حساب اوراس سورۃ میں صرف حساب کا بیان ہےاوراس کونصف قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں احوال دنیا کا بھی بیان ہےاوراحوال آخرت کا بھی اوراس سورۃ میں صرف احوال آخرت کا بیان ہے۔لہٰذا یہ سورۃ ایک حیثیت سے نصف قرآن ہےاور دوسری حیثیت سے چہارم قرآن' ایک روایت میں ہے کہ منکرین قیامت پوچھتے تھے کہ قیامت آخرکب آئے گی۔

اس سوال کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔اورایک پہررات گزری تھی کہ اس کا نزول ہوا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کا انتظار نہ فرمایااسی وقت گھر سے باہر تشریف لائے اوراس کی تعلیم فرمائی۔ایک حدیث میں ہے کہ اس کی آخری آیات گویاپورے کلام اللہ کا خلاصہ اورتمام احکام شریعت کی جامع ہیں۔

سورۃ الزلزال کے خواص

۱......حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جواس سورۃ کواپنی نماز میں سورۃ الزلزال کوکثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کے خزانوں کوکھول دیں گے۔

۲......حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جوآدمی اپنی نمازوں میں سورۃ الزلزال کوکثرت سے پڑھے گااس کواللہ تعالیٰ ہر خوف سے امن عطافرمائیں گے۔ غیر مستعمل طشت میں لکھ کراس کا پانی پینالقوے کونافع ہے۔

اس مبارک سورت کا کاغذ پرلکھ کرآسیب زدہ مکان میں لگانا مکان کوآسیب کے خلل سے پاک کرتا ہے۔

رات کوتین مرتبہ اس مبارک سورۃ کو پڑھ کرسونا ٹھیک وقت پر بیدار کرتا ہے لیکن جس وقت بیدار ہونا مقصود ہواس وقت آنکھ کھل جائے گی۔(طب روحانی)

تعارف سورۃ العٰدیات

اس سورۃ کی ابتداہی وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا سے ہوئی ہے۔عٰدیٰت جمع ہے۔عادیۃ کی جس کے معنیٰ ہیں تیز دوڑنے والے گھوڑے۔ چونکہ اس سورۃ میں عادیات یعنی جنگ کے تیز دوڑنے والے گھوڑے کی وفاداری اور جانثاری کا ذکر فرمایا گیا ہےاس لئے اسی لفظ عادیات کوسورۃ کا نام قراردیا گیا۔یہ سورۃ مکی ہے۔

اس سورۃ کی ابتداء بھی قسمیہ کلام سے فرمائی جاتی ہے۔عرب چونکہ لڑائی اور جنگ کے دلدادہ تھےاس لئے عربوں کی زندگی میں نزول قرآن کے وقت گھوڑے کوبڑی اہمیت حاصل تھی۔اس لئے انہیں بات سمجھانے کیلئے جنگی گھوڑوں کی مثال سے کام لیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے بہت سے جانوروں میں ایسی خصلت رکھدی ہےجوانسان کیلئےبھی پسندیدہ خصلت مانی جاتی ہے۔تو یہاں گھوڑے کی پانچ صفات کاذکر کیا گیااورانکی قسم کھائی گئی۔

پہلی صفت فرمائی وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں یعنی گھوڑا اپنے مالک کا کیسا وفادار خادم ہوتا ہے کہ اس کے اشارہ پر بے تحاشا دوڑتا ہے اور دوڑتے ہوئے ان کے پیٹوں سے ہانپنے کی آواز آتی ہے۔

سورۃ العادیات کے خواص

مواہب کی حدیث میں ہے کہ سورۃ العادیات کو ایک مرتبہ پڑھنے پر نصف قرآن کا ثواب ملتا ہے

۱...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ ہر خوف سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس کے لئے رزق آسان ہو جائے گا۔

لکھ کر پاس رکھنا آسانی معاش اور امن وخوف کیلئے نافع ہے۔

اگر کسی آدمی یا جانور کو نظر ہو جائے اس پر سات مرتبہ اس مبارک سورۃ کا پڑھ کر دم کرنا بدنظر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ القارعۃ

اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ اَلْقَارِعَةُ سے ہوئی ہے۔ قارعۃ کے معنیٰ ہیں اچانک آ جانے والی مصیبت۔ کھڑکھڑانے والا حادثہ۔ یہاں القارعۃ سے مراد حادثہ قیامت ہے چونکہ قیامت بھی اچانک اور ناگہاں آ جانے والی مصیبت اور حادثہ عظیم ہے اسی لئے اس کو القارعۃ کہا گیا۔ اور اسی لفظ سے سورۃ کو موسوم کیا گیا۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے۔ اس کا بکثرت پڑھنا روزی کو بڑھاتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو بامعنی پڑھنا پھر معنی میں غور کرنا گہرا فکر کرنا دل میں خوف الٰہی پیدا کرتا ہے بفضلہٖ عمل صالح کی توفیق بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ التکاثر

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے سورۃ التکاثر ایک مرتبہ پڑھنے پر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث ومفسر دہلویؒ نے ایک روایت یہ نقل کی ہے کہ قریش کے قبائل بنی عبدمناف اور بنی سہم میں سے ہر قبیلہ نے کہا کہ ہم میں سردار اور عزت مند آدمی تم سے زیادہ ہیں اور ہماری تعداد بھی تم سے زیادہ ہے لہٰذا سرداری ہمارا حق ہے۔ گنتی کی تو بنی عبدمناف زیادہ نکلے۔ پھر کہنے لگے کہ اب ہم اپنے مردوں کو شمار کریں گے چنانچہ قبرستان میں جا کر مردوں کو شمار کیا تو بنی سہم کی تعداد بڑھ گئی کیونکہ دور جاہلیت میں ان کی تعداد زیادہ تھی۔ غرض اس بیہودہ تفاخر کی برائی پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس میں متنبہ کیا گیا کہ کثرت مال ودولت، جاہ وحشمت، عزت ومرتبت پر نازاں نہ ہونا چاہئے۔ یہ چیزیں قابل فخر نہیں۔

خواص سورۃ التکاثر

۱...... اگر کسی آدمی کو سر درد ہو، یا آدھے سر میں درد ہوتا ہو تو اس پر عصر کی نماز کے بعد یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ درد ختم ہو جائیگا۔

۲...... جو آدمی بارش کا پانی اس سورۃ کو پڑھتے ہوئے جمع کرے اور پھر اس پانی کو کسی مشروب میں ملا لے تو اس مشروب کی افادیت اور نفع بہت بڑھ جائے گا۔

۳...... جو آدمی روزانہ اس سورۃ کی تلاوت کا معمول رکھے وہ خوشحال ہو جائے گا۔ بعد نماز عصر درد سر اور شقیقہ پر دم کرنا مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کا جمعرات یعنی شب جمعہ کو ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھنا جس مردہ کو خواب میں دیکھنا مقصود ہو اس کو سامنے لاتا ہے اور باہم باتیں کرنے کا موقع دیتا ہے۔ عمل مجرب ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ العصر

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک روایت یہ ہے کہ ابوالاسد ایک کافر تھا اور زمانہ جاہلیت میں وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دوست تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لے آئے تو یہ ابوالاسد کافران سے کہنے لگا کہ اے ابوبکر تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑ گئے۔ تم نے تو اپنی ہوشیاری اور ذکاوت سے تجارت میں بہتیرا مال پیدا کیا اور کبھی تم نے نقصان نہیں اٹھایا۔ اب یکلخت ایسے گھاٹے میں پڑے کہ آبائی دین چھوڑ کر لات وعزیٰ کی عبادت سے محروم اور ان کی شفاعت سے مایوس ہو گئے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ اے بے وقوف جو اللہ اور اللہ کے رسول کا تابعدار بنتا ہے اور دین حق کو قبول کرتا ہے وہ کبھی نقصان میں نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں حضرت صدیقؓ کے کلام کا حسن ظاہر فرمایا اور اس کافر کے خیال باطل کی بدلائل وشواہد تردید فرمائی اور قسمیہ کلام کے ساتھ اس سورۃ میں فرمایا گیا کہ انسان آخر میں ٹوٹا اور خسارہ اٹھائے گا سوائے ان لوگوں کے کہ جو زندگی میں ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔

سورۃ العصر کے خواص

۱...... جسے بخار ہو اس پر سورۃ العصر پڑھ کر دم کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جائے گا۔

۲...... چار ٹکڑوں میں سے ہر ایک پر سورۃ العصر لکھ کر جس مکان کے چاروں کونوں میں لٹکا دیا جائے تو وہ مکان چاروں طرف سے آنے والی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مال وغیرہ دفن کرنے کے وقت اس کو پڑھنے سے وہ ہر آفت سے محفوظ رہیگا۔

اس مبارک سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر مصیبت زدہ شخص پر دم کرنا اس کے غم کو دور کرتا ہے۔

سرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ پڑھ کر دم کے بعد سرمہ لگانا آنکھوں کی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الھمزۃ

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ بعض کفار مکہ مثلاً اخنس بن شریق امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ ہر ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی بدگوئی کیا کرتے۔ طعنہ زن رہتے اور عیب نکالا کرتے۔ یہ سورۃ انہی کفار کو متنبہ کرنے کے لئے نازل ہوئی۔

سورۃ الھمزہ کے خواص

مالی پریشانی اور رزق کی تنگی کے شکار لوگ اگر روزانہ نفل نماز پڑھ کر اس کے بعد سورۃ الھمزہ کا معمول رکھیں تو ان کی یہ پریشانی دور ہو جائے گی۔ جس کو نظر بد لگ گئی ہو اس پر دم کیا جائے۔

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اس مبارک سورۃ کو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنا مقصود حاصل کرتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الفیل

اس سورۃ کا نام سورۂ فیل۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ اس سورۃ میں ایک خاص واقعہ اصحاب فیل کا بیان فرمایا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے ۵۰ یا ۵۵ روز قبل سرزمین عرب میں پیش آیا جو کتب سیرت اور تاریخ عرب

میں مشہور و معروف ہے۔ یہ واقعہ اصحاب فیل جن خصوصیات کا حامل تھا ان کے پیش نظر یہ عرب کے لئے عموماً اور اہل حجاز کے خصوصاً نہایت عجیب اور حیرت انگیز تھا اور اس لئے اہل عرب کبھی اس واقعہ کو فراموش نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام ہی عام الفیل یعنی ہاتھیوں والا سال رکھ دیا تھا اور یہی عام الفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا سال ہے۔ یہ واقعہ اصحاب فیل کا ماہ محرم کے اخیر میں پیش آیا تھا اور آپ کی ولادت شریفہ ربیع الاول میں ہوئی۔

یمن میں نقلی کعبہ کی تعمیر

عیسائی بادشاہ حبشہ کی طرف سے ''یمن'' میں ایک حاکم ابرہہ نامی بحیثیت گورنر یا صوبے دار تھا۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ تمام عرب کے لوگ حج بیت اللہ کے لئے مکہ جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو اس نے یہ چاہا کہ عیسائی مذہب کے نام پر ایک عالی شان عمارت بناؤں جو نہایت مکلف اور مرصع ہوتا کہ عرب کے لوگ سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مصنوعی پر تکلف عبادت گاہ کا طواف کرنے لگیں چنانچہ یمن کے دار السلطنت مقام صنعا میں اس نے ایک کنیسہ یعنی گرجا بنوایا اور اس کا نام قلیس رکھا اور اس کے درو دیوار کو زرو جواہر سے مرصع اور مزین کیا اور گرداگرد اس کے مکانات بہت عمدہ مسافروں کے واسطے تیار کئے اور اپنے تمام ملکوں میں حکم کر دیا کہ سب اس گھر کے طواف کے واسطے حاضر ہوا کریں۔ عربوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے زمانہ سے کعبہ کا حج کرنے کا دستور چلا آتا تھا۔

نقلی تعمیر کی توہین اور ابرہہ کی قسم

ابرہہ نے عربوں کو اس عبادت سے روکا اور حکم دیا کہ نئے کنیسہ کا حج کیا کریں جو اھلیان عرب خصوصاً قریش مکہ کو نہایت ناگوار گزرا اور انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابرہہ سخت غصہ میں ہوا۔ اسی اثناء میں عرب قبیلہ بنی کنانہ کا ایک شخص ملک یمن میں گیا اور اس نے کنیسہ کی خدمت کی درخواست کی۔ اسے اس کنیسہ کا جاروب کش مقرر کیا گیا۔ ایک دن اس نے اس کنیسہ کے اندر رفع حاجت کی اور اس کو جابجا گندا کر دیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ جب ابرہہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ مکہ کے رہنے والے نے ایسا کیا ہے تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اور اس آگ کو مشتعل کرنے کا ایک اور سبب یہ بھی ہوا کہ اس کنیسہ میں کسی وجہ سے آگ لگ گئی اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس سے لوگوں کی نظروں میں اس کی رفعت بالکل جاتی رہی۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آگ بھی مکہ کے عربوں نے ہی لگائی ہے۔
اب تو ابرہہ کے غصہ کی کوئی حد باقی نہ رہی اور اس نے غصہ میں آ کر قسم کھائی کہ خانہ کعبہ کو منہدم اور مسمار کر کے سانس لوں گا۔

حضرت عبدالمطلب سے مذاکرات

اس نے ایک لشکر عظیم تیار کیا اور اس لشکر کے ہمراہ بڑے بڑے ہاتھی بھی تھے اور سب سے بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا۔ جو نہایت قد و قامت والا تھا جو سب سے آگے چلا کرتا تھا۔ ابرہہ یہ لشکر عظیم لے کر مکہ پر فوج کشی کے لئے خانہ کعبہ کے انہدام کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں جس عرب قبیلہ نے مزاحمت کی اس کو تہ تیغ کیا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے قریب جا پہنچا اور ابرہہ کا لشکر وادی محسر میں جو مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے فروکش ہوا۔ اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب قریش مکہ کے سردار تھے اور خانہ کعبہ کے

متولی اعظم تھے۔ یہ حال دیکھ کر قریش اور دیگر قبائل عرب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ابرہہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ ہم میں طاقت مدافعت نہیں ہے اس لئے ہم کو مکہ چھوڑ کر قریب کے پہاڑوں پر چلے جانا چاہئے۔ ابھی یہ لوگ مکہ ہی میں تھے کہ ابرہہ کی جانب سے ایک سفیر پہنچا اور دریافت کیا کہ مکہ کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے عبدالمطلب بن ہاشم کی طرف اشارہ کیا۔ ایلچی نے کہا کہ میں ابرہہ کی جانب سے آیا ہوں۔ ہمارے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ تم تک یہ پیغام پہنچا دوں کہ ہمارا ارادہ تم لوگوں کو نقصان پہنچانے کا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اس گھر کو ڈھانے کے لئے آئے ہیں پس اگر تمہارا ارادہ مقابلہ اور مدافعت کا ہو تو تم جانو اور اگر تم ہمارے اس ارادہ میں حائل نہ ہو تو ہمارا بادشاہ تم سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا ہمارا قطعاً ارادہ نہیں کہ ہم تمہارے بادشاہ سے جنگ کریں اور نہ ہم میں یہ طاقت ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے برگزیدہ نبی ابراہیمؑ کی یادگار۔ پس اگر اللہ اس کی حفاظت کرنا چاہے گا تو وہ کر سکتا ہے اور اگر اس کو اس کی حفاظت مقصود نہیں ہے تو ہم مدافعت کے قابل قطعاً نہیں ہیں۔ غرض اس گفتگو کے بعد عبدالمطلب ابرہہ کے لشکر میں پہنچے اور ابرہہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عبدالمطلب بہت بارعب، وجیہ وشکیل انسان تھے۔ ابرہہ نے دیکھا تو ان کے ساتھ عزت سے پیش آیا اور ان سے بات چیت شروع ہوئی۔ دوران گفتگو عبدالمطلب نے شکایت کی کہ آپ کے ایک سردار نے میرے اونٹ گرفتار کر لئے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان کو میرے حوالہ کر دیجئے۔ ابرہہ نے یہ سن کر کہا کہ عبدالمطلب میں تو تم کو بہت فہیم وعقیل سمجھتا تھا لیکن تمہارے اس سوال پر سخت متعجب ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ میں کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں جو تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ باعظمت اور مقدس ہے لیکن تم نے اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں کہا اور ایسی چھوٹی اور حقیر بات کا ذکر کر رہے ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ جناب یہ اونٹ چونکہ میری ملکیت ہیں اس لئے میں نے ان کے متعلق درخواست پیش کی۔ اور کعبہ میرا گھر نہیں۔ خدا کا مقدس گھر ہے وہ آپ اس کا محافظ ہے۔ میں کون ہوں جو اس کے لئے سفارش کروں۔

ابرہہ کی سرکشی اور حضرت عبدالمطلب کی دعا

ابرہہ کہنے لگا کہ اب اس کو میرے ہاتھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا "آپ جانیں اور رب البیت جانیں"۔ یہاں پہنچ کر سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا۔ ابرہہ نے اپنے لشکروں کو حکم دیا کہ عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔ عبدالمطلب نے واپس آ کر قریش اور دوسرے قبائل عرب کو جمع کیا اور ان کو تمام گفتگو سنا کر یہ مشورہ دیا کہ اب ہم سب کو قریب کی کسی پہاڑی پر پناہ گزین ہو جانا چاہئے تاکہ اس منظر کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکیں جب اہل مکہ پہاڑی پر جانے لگے تو عبدالمطلب کی قیادت میں کعبۃ اللہ میں حاضر ہوئے اور اس کی زنجیر پکڑ کر درگاہ الٰہی میں یہ دعا کی۔

"خدایا ہم اس بارہ میں غمگین نہیں ہیں کہ جب ہم اپنی متاع کی حفاظت کر سکتے ہیں تو اپنی متاع کعبہ کی تجھ کو بھی ضرور حفاظت کرنی ہے اور تیری تدبیر پر نہ صلیب کی طاقت غالب آ سکتی ہے اور نہ اہل صلیب کی کوئی تدبیر۔ ہاں اگر تو ہی یہ چاہتا ہے کہ ان کو اپنے مقدس گھر کو خراب کرنے دے تو پھر ہم کون، جو تیرا جی چاہے تو کر۔"

اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام قریش مکہ کو خالی کر کے قریب کے پہاڑوں پر چلے گئے اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہو کر حالات کا انتظار کرنے لگے۔

ابرہہ کے لشکر کی پیش قدمی اور تباہی

اگلے دن صبح کو ابرہہ نے اپنا لشکر مکہ کی جانب بڑھایا اگلی قطاروں میں ہاتھی تھے اور ان کے پیچھے لشکر جرار ابرہہ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ مکہ کی جانب بڑھے جب وہ مکہ کے قریب پہنچی ہے تو ہاتھیوں کی قطار میں سے سب سے پہلے اس ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر ابرہہ سوار تھا۔ فیلبان اگر چہ اس کے آنکس پر آنکس لگا رہا تھا اور زبانی ڈپٹ رہا تھا مگر وہ کسی طرح آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ لیکن جب اس کو یمن کی جانب چلاتے تھے تو وہ تیزی کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ اسی کشمکش کے دوران شہر جدہ کی طرف سے جو سمندر کے کنارہ واقع ہے سبز اور زرد رنگ کے پرندے کبوتر سے کچھ چھوٹے غول کے غول نمودار ہوئے اور لشکر کے سر پر فضا میں چھا گئے۔ اور ان کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی مسور اور چنے کے برابر کنکریاں تھیں جو دفعۃً لشکر پر برسنے لگیں خدا کی قدرت سے وہ پتھر کی کنکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام آتی تھیں۔ جس کے لگتی ایک طرف سے بدن میں گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتی اور فوراً ہی بدن گلنے اور سڑنے لگتا۔ بہت سے لشکری تو وہیں ہلاک ہوئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیروزبر ہو کر رہ گیا۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب پرندوں کی سنگ ساری سے ابرہہ کا لشکر برباد ہو گیا تو اس میں سے بعض آدمی جو بدحالی کے ساتھ فرار ہو کر یمن پہنچے تھے ان میں سے ابرہہ بھی خود اس حالت میں پہنچا کہ اس کے تمام اعضاء گل سڑ کر گر چکے تھے اور وہ صرف ایک گوشت کا لوتھڑا نظر آتا تھا۔ بالآخر اس کا سینہ پھٹ پڑا اور دل باہر نکل آیا اور اس طرح ختم ہوا۔ غرض سب کے سب عذاب الٰہی سے تباہ و برباد ہو گئے۔ (گلدستہ تفاسیر)

سورۃ الفیل کے خواص

۱......جنگی حالات میں دشمن سے جنگ کے دوران اگر سورۃ الفیل کی تلاوت کی جائے تو دشمن شکست کھا جائے گا۔

۲......اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو تو اس کے سامنے آتے ہی اس پر سورۃ الفیل پڑھ دے تو اس کا دشمن ناکام و رسوا ہوگا۔

مقابلہ دشمن کے وقت پڑھنے سے ان پر بفضلہٖ تعالیٰ غلبہ حاصل ہو۔

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت مجرب عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ **کھیعص. حمعسق** کاف سے شروع کرے قاف پر ختم کرے ہر حرف کے ساتھ ایک انگلی بند کرے مگر اس طرح کہ سب سے پہلے داہنے ہاتھ کا انگوٹھا بند کرے پھر اسی طرح برابر سے بند کرتا چلا جائے سب سے آخر پر بائیں ہاتھ سے انگوٹھا بند کرے پھر جب دسوں انگلیاں بند ہو جائیں تب آہستہ سے یہ سورت پڑھنی چاہئے جب **ترمیھم** کے لفظ پر آئے تو اس لفظ کو دس مرتبہ کہے ہر دفعہ اس لفظ کے پڑھنے کے ساتھ ایک انگلی کھولتا چلا جائے پھر باقی کو ختم کرے تو ان شاء اللہ ضرور دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ القریش

اس سورۃ میں قبیلہ قریش کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کہ مکہ معظمہ میں آباد تھے اور جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبیلہ میں سے تھے۔ اور بیت اللہ کی اور چاہ زم زم کی خدمت ہمیشہ سے اسی قبیلہ قریش کے سپرد تھی۔ اس لئے اس سورۃ کا نام قریش مقرر ہوا۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

سورۃ قریش کے خواص

ا......کھانے کے بارے میں اس کی کمی کا خوف ہوتو اس پر سورۃ قریش پڑھ کردم کردیں۔ان شاءاللہ کھانا کم نہیں ہوگا۔(شادیوں وغیرہ کے اجتماعات کے موقع پراس طرح کااندیشہ ہوتا ہے)

۲......اگرکسی کے گردوں میں درد ہوتو اس پر سورۃ قریش پڑھ کردم کیا جائے یا کھانے پردم کرکے وہ کھانا اسے کھلایا جائے۔

آندھی بارش کا طوفان دفعہ کرنے کیلئے اس سورۃ کو گیارہ مرتبہ پڑھنا نہایت مفید ہے۔

چاندی کے پترہ پراس مبارک سورۃ کو محرم کی دسویں تاریخ کو کندہ کرا کر دکان کی ترقی کے لئے مجرب عمل ہے۔(طب روحانی)

تعارف سورۃ الماعون

اس سورۃ کے سبب نزول کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث ومفسر دہلویؒ نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ ابوجہل مردود کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی مالدار بیمار ہوتا تو اس کے پاس آ کر بیٹھتا اور کہتا کہ اپنے یتیموں کو میرے سپرد کردے اوران کا حصہ میرے پاس امانت رکھ دے کہ میں خبرگیری اور خدمت گزاری ان کی بخوبی کروں گا اور دوسرے وارث ایسا نہ کرسکیں گے۔بالآخر جب ان کا مال اپنے قبضہ میں کرلیتا تو یتیموں کو اپنے دروازے سے ہانک دیتا پھر وہ بے چارے ننگے بھوکے دربدر گلی کوچوں میں روتے مارے مارے پھرتے۔اسی طرح ایک یتیم ننگے سر ذلت کا مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس ملعون ابوجہل کے خلاف فریاد کرنے لگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یتیم کی رعایت کے واسطے اس ملعون کے پاس تشریف لے گئے اوراس کو پرسش قیامت سے ڈرایا۔اس ملعون نے آپ کی وعظ ونصیحت کے مقابلہ میں یوم جزا کو جھٹلانا اورانکار کرنا شروع کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوکر دولت خانہ پرتشریف لائے اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

سورۃ الماعون کے خواص

ا......جوآدمی کسی برتن پراس سورۃ کو پڑھ کردم کردے وہ برتن ٹوٹنے سے محفوظ رہے گا۔

۲......جوآدمی (صبح کو) کسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کی تلاوت کوروزانہ کامعمول بنالے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

جوآدمی صبح کوکسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کوروزانہ کامعمول بنالے اُس کی دُعا قبول ہوگی۔

دشمن کے برباد کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اندھیری رات میں متواتر تین رات تک ایک ہزار سو مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا اورنیت دشمن کے ہلاک ہونے کی کرنا دشمن کو جلد تباہ کرتا ہے۔(طب روحانی)

سورۃ الکوثر....تعارف وسبب نزول

سبب نزول اس سورۃ کا یہ لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوفرزند تھے قاسم اور عبداللہ جن کے لقب طیب اور طاہر تھے۔دونوں صاحبزادوں کا ایک کے بعد ایک مکہ میں انتقال ہوگیا۔تو مشرکین مکہ میں سے عاص بن وائل سہمی نے اوراس کے ساتھ دوسرے مشرکین نے یہ کہا کہ آپ کی نسل منقطع ہوگئی۔پس آپ نعوذ باللہ ابتر یعنی بے نام ونشان ہیں۔ابتر کے معنیٰ ہیں کٹا ہوا۔عرب میں

ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کے بعد اس کی نسل کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو اور وہ بے اولاد ہو۔ مطلب مشرکین کا یہ تھا کہ آپ کے بعد آپ کا دین بھی جاتا رہے گا۔ اس کو قائم اور برقرار رکھنے والا کوئی نہ ہوگا گویا یہ دین کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جاویں گے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ سورۃ نازل ہوئی۔ جس میں پہلے آپ کو بشارت دی گئی کہ اللہ نے اپنے رسول کو کوثر عطا فرمائی ہے اس لفظ کوثر میں دین و دنیا کی خیر کثیر اور آخرت کا حوض کوثر سب داخل ہیں۔ خیر دنیا میں بقاء دین ترقی اسلام۔ دشمن پر فتح و غلبہ اور قیامت تک آپ کے نام کی شہرت و عزت وغیرہ سب داخل ہیں اور خیر آخرت میں مراتب قرب و درجات عالیہ حوض کوثر کی عطا شفاعت کا مرتبہ مقام محمود کی عطا وغیرہ سب داخل ہیں اس طرح تسلی آپ کو یہ دی گئی کہ اگر اولاد نرینہ فوت ہونے پر مخالفین طعن و تشنیع دیتے ہیں تو آپ اس پر غم نہ کیجئے۔ آپ کے رب نے آپ کو تمام دین دنیا کی بھلائیوں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس تسلی اور بشارت کے بعد ہدایت آنحضرت کو دی جاتی ہے کہ ان نعمتوں کے شکر میں آپ اپنی جان اور مال سے اللہ کی عبادت میں لگ جائیں۔ اور پھر اس کے بعد مزید تسلی کے لئے ایک پیشین گوئی فرمائی گئی کہ بفضلہ تعالیٰ آپ ابتر یعنی بے نام و نشان نہیں رہیں گے۔ بلکہ بالیقین اور بلاشک آپ کا دشمن جو آج آپ پر ہنس رہا ہے اور طعنہ دے رہا ہے وہی بے نام و نشان ہوگا اور کوئی اس کا نام لیوا نہ رہے گا۔ یہ ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا۔

سورۃ الکوثر کے خواص

۱... خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمعہ کی رات کو سونے سے پہلے باوضو ہو کر سورۃ الکوثر کو سو دفعہ پڑھے اور سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھے اور باوضو ہی سو جائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

۲... جو آدمی سورۃ الکوثر کو لکھ کر اپنے گلے میں باندھے تو وہ امن میں رہیگا۔

شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔ تنہائی میں تین سو بار پڑھنے سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔

لاولد شخص کا اس مبارک سورۃ کا پانچ مرتبہ روزانہ تین ماہ تک پڑھنا بفضلہ صاحب اولاد کرتا ہے۔

جس شخص کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اگر اس سورۃ کو سات سو دفعہ صبح کی نماز کے بعد اکتالیس روز تک پڑھے گا ان شاء اللہ اس کی اولاد زندہ رہے گی اور ہمیشہ ان کا نام رہے گا الغرض ہر ایک مراد حاصل ہونے کے لئے اس سورۃ کا پڑھنا مفید ہے۔ (طب روحانی)

اولاد سے محروم افراد کیلئے بہترین تحفہ

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو روزانہ ایک سو ایک دفعہ سورۃ الکوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھیں۔ ان شاء اللہ آپ کی مراد ضرور پوری ہوگی۔

سورۃ الکافرون... تعارف وشان نزول

(۱) ایک روایت یہ ہے کہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں تو اگلے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی کہ آپ ان کافروں کے دین سے اپنی پوری بیزاری کا اعلان فرما دیں۔

(۲) ایک روایت یہ ہے کہ روساء کفار مکہ نے آپ سے عرض کیا کہ آئیے ہم اور آپ اس پر صلح کر لیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی

عبادت کیا کیجئے اور آپ کے معبود کی ہم عبادت کیا کریں۔ جس میں ہم اور آپ طریق دین میں شریک رہیں۔ جونسا طریقہ ٹھیک ہوگا اس سے سب کو کچھ کچھ حصہ مل جاوے گا۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

(۳) ایک روایت یہ ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول تو یہ دعوت دی اور مصالحت کے لئے یہ صورت پیش کی کہ ہم آپ کو اتنا مال دیں گے کہ تم مکہ میں سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ گے اور جس عورت سے تم چاہو گے تمہارا نکاح بھی کر دیں گے۔ لیکن ہمارے معبودوں کو برا کہنا ترک کر دیں۔ اور اگر آپ یہ نہیں مانتے تو پھر ایسا کریں کہ ایک سال تم ہمارے معبودوں کی بندگی کرو اور ایک سال ہم تمہارے معبود کی بندگی کریں۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

شان نزول میں جو متعدد واقعات بیان ہوئے ہیں تو ان میں کوئی تضاد نہیں ہوسکتا ہے کہ سب ہی واقعات پیش آئے ہوں اور ان سب کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

سورۃ الکافرون....فضائل وخصوصیات

اس سورۃ کی فضیلت میں ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ یعنی ثواب میں۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز فجر کی سنتوں میں پڑھنے کے لئے دو سورتیں بہتر ہیں۔ سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص یعنی قل هو الله احد متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی سنتوں میں اور نماز مغرب کی سنتوں میں بکثرت یہی دو سورتیں یعنی پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا ہے۔ ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث ہے۔ حضرت فروہ بن نوفل کا بیان ہے کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں بستر پر جاتے وقت یعنی سونے سے پہلے پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو۔ یہ شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔ یعنی اس کو پڑھ کر سوؤ گے تو شرک سے پاک ہو کر سوؤ گے اور اگر سونے ہی کی حالت میں موت آ گئی تو توحید پر مرو گے۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رفقاء سے زیادہ خوشحال اور بامراد رہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں ایسا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آخر قرآن کی پانچ سورتیں یعنی سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو۔ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا یہ حال تھا کہ سفر میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے بالمقابل قلیل الزاد اور خستہ حال تھا۔ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کیا میں سب سے بہتر حال میں رہنے لگا۔ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگایا اور یہ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے تھے۔ اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے جاتے تھے۔ یہ تو مختصراً اس سورۃ کے فضائل اور خواص کا ذکر ہوا۔

سورۃ الکافرون کے خواص

۱...... جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں سورۃ الکافرون کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کیلئے دو سورتیں بہترین ہیں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ) (مظہری) بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دعا بتلا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قل یایھا الکفرون پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ سورۃ شرک سے برات ہے (ترمذی)

جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں اس کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہے گا۔

اس سورۃ کا ہمیشہ پڑھنا کفر سے نفاق سے دل ودماغ کو محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ النصر... فضائل وخواص

احادیث میں اس سورۃ کی تفسیر یہ آئی ہے کہ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے۔ امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے نقل کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔ اس سورۃ کی فضیلت میں امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ (ثواب میں) چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے (کہ اس سورۃ کے نزول کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ زیادہ پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے رب نے اطلاع دی تھی کہ عنقریب تم اپنی امت کے اندر ایک نشانی دیکھو گے جب تم وہ علامت دیکھو تو سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ و اتوب الیہ بہت پڑھنا چنانچہ میں نے وہ نشانی دیکھ لی۔ وہ نشانی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا مفسر بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اس سورۃ سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ بتا رہی ہے کہ دعوت پوری ہوگئی اور دین کامل ہوگیا مزید یہ کہ استغفار کا حکم بتا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔

سورۃ النصر کے خواص

۱...... جنگ میں دشمن کے خلاف فتح حاصل کرنے کے لئے اپنے کسی ہتھیار پر سورۃ النصر کو نقش کر لیا جائے تو فتح حاصل ہوگی۔

۲...... جو لوگ جال کے ساتھ مچھلی کا شکار کرتے ہوں اگر وہ کسی دھات پر سورۃ النصر نقش کر کے اس دھات کی ٹکڑی کو اپنے جال میں باندھ لیں تو جب جال کو شکار کے لئے پانی میں ڈالیں گے اس میں فوج در فوج مچھلیاں پھنسیں گی۔

جنگ میں دشمن کے خلاف فتح حاصل کرنے کیلئے اپنے کسی ہتھیار پر اس کو نقش کر لیا جائے تو فتح ہوگی۔

ہر ایک مراد حاصل ہونے کے لئے اس سورۃ کو ایک سو تیس دفعہ سترہ دن تک پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

پنجگانہ نمازوں کے بعد سات مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا بڑی مشکلوں کے کھولنے کے لئے مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ اللھب

سبب نزول

سبب نزول اس سورۃ کا احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین پ۱۹ (سورۂ شعراء) نازل ہوئی یعنی اپنے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے تو آپ نے مکہ کے کوہ صفا پر چڑھ کر

تمام قبائل قریش کے نام لے کر پکارا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو اس امر کی خبر دوں کہ پہاڑ کے دوسری طرف دشمن موجود ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ بے شک ہم یقیناً آپ کی بات کا اعتبار کریں گے۔ آپ ہم سب میں سے بڑھ کر سچے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت پیش کی اور فرمایا کہ لوگو میں تمہارے لئے ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ تم نجات کا راستہ اختیار کر لو اور اپنے بچنے کی تدبیر کر لو۔ میں کھلم کھلا تم کو خبردار کرنے والا ہوں۔ ابولہب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور انتہائی مخالفانہ انداز میں ہاتھ جھٹک کر کہنے لگا (نعوذ باللہ نعوذ باللہ) تبالک سائر الیوم الھٰذا دعوتنا تو برباد ہو جائے کیا ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا عفو اور ہمہ تن حلم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مگر غیرت الٰہیہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسے الفاظ کیوں برداشت کر سکتی تھی اور فوراً یہ پوری سورۃ نازل ہوئی جس میں خود ابولہب کے الفاظ اسی پر لوٹا دیئے گئے اور اس کے حسرت ناک انجام کا اعلان بھی بطور پیشین گوئی کے فرما دیا گیا۔ ابولہب کی ایک بیوی تھی اس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عداوت تھی۔ خود جنگل جاتی' کانٹے اکٹھا کرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بچھا دیتی تا کہ اندھیرے میں آپ کے کانٹے چبھیں اور آپ کو اذیت اور تکلیف ہو۔ تو اس سورۃ میں دونوں کا انجام بتلا کر ان کی مذمت فرمائی گئی اور ان ہی دونوں کی تباہی و بربادی کی پیشینگوئی فرمائی گئی جس سے مخالفین رسول کو متنبہ کیا گیا کہ مرد ہو یا عورت۔ اپنا ہو یا بیگانہ۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ جو حق کی عداوت پر کمر باندھے گا وہ آخر کار ذلیل و تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔ یہ ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی

جس طرح کہ تصدیق اور جان نثاری اور صداقت و محبت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اول رہے اسی طرح تکذیب اور ایذا اور استہزاء' بغض و عداوت رسول میں ابولہب سب سے آگے تھا۔ یہ عبدالمطلب کا بیٹا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوتیلا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ لات' منات' اور عزیٰ یہ تین مشہور مشرکین عرب کی دیویاں تھیں جن کی پرستش وہ کرتے تھے۔ اور ان کے بت بنا رکھے تھے اسی نسبت سے اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اور چونکہ اس کا چہرہ سرخ رنگ کا خوبصورت تھا تو اس کے چہرہ کی سرخی اور چمک کی لو سے اس کی کنیت ابولہب ہو گئی تھی کیونکہ لہب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں۔ عبدالمطلب چونکہ اپنے قبیلہ بنی ہاشم کے سردار تھے ان کی وفات کے بعد ان کی سرداری ان کے بیٹوں ابوطالب اور ابولہب کو ملی۔ ابوطالب کی مالی حالت اچھی نہیں تھی لیکن ابولہب خوب دولت اور پیسہ والا آدمی تھا لیکن اپنے کفر و شقاوت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ترین دشمن ہو گیا تھا جب آپ کسی مجمع میں پیغام حق سناتے یہ بدبخت پتھر پھینکتا حتیٰ کہ آپ کے پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! ان کی بات مت سنو۔ کبھی کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی۔ ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا (معاذ اللہ معاذ اللہ) تم دونوں ٹوٹ جاؤ کہ میں تمہارے اندر اس میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان کرتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابولہب چونکہ بہت مالدار تھا اس لئے جب اس کو اللہ سے ڈرایا جاتا تو یہ کہتا کہ اگر میرے بھتیجے کی بات حق ہے تو قیامت کے دن مال اور اولاد کا فدیہ دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا۔ اس کی بیوی ام جمیل کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ضد اور دشمنی تھی۔ شب کے وقت آپ کے راستہ میں کانٹے ڈال دیا کرتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دلوانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یعنی حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل ہی ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب ہو چکی تھیں۔ عتبہ بن ابی لہب کا نکاح حضرت رقیہؓ سے ہوا تھا اور عتیبہ بن ابی الہب کا نکاح حضرت ام کلثوم سے ہوا تھا۔ اور صرف نکاح دونوں صاحبزادیوں کا ہوا تھا رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد تبلیغ اسلام فرمائی اور بت پرستی اور شرک کی سخت مذمت فرمائی تو ابولہب اور اس کی بیوی عداوت میں تو پیش پیش ہی تھے اسی جذبہ کے ماتحت ابولہب نے اپنے ان دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر میری رضامندی چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دیدو تا کہ آپ کو ان کے طلاق دیئے جانے سے صدمہ ہو۔ بڑا بیٹا جس کا نام عتبہ تھا یہ بات سن کر تو اس وقت چپ رہا مگر دوسرا بیٹا عتیبہ کمال بے حیائی سے اسی وقت اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آ کر بولا کہ میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی اور کچھ دوسری نالائق نالائق باتیں بھی بکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا کہ خدایا اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما دے۔ آخر کو اس کو شام کے سفر میں ایک شیر نے پھاڑ کھایا۔ الغرض ابولہب کے دونوں بیٹوں نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل میں رخصتی سے پہلے ہی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ (سیرت المصطفیٰ حصہ سوم)

بالآخر یہ دونوں صاحبزادیاں طلاق کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ ذی النورین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے صحابہ کرام میں سے صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے صحابی ہیں کہ جن کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے پیغمبر کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اس طرح حقیقت میں اس واقعہ طلاق میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت پنہاں تھی جو حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئی تھی۔

سماجی بائیکاٹ کروانا

الغرض عربوں میں ایام جاہلیت میں اگرچہ جہالت اور ضلالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی مگر پھر بھی اپنے قبیلہ کی حمایت اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرنا یہ اس وقت عربوں کی خصوصیت رہی ہے چنانچہ آپ کے چچا ابو طالب نے محض رشتہ داری کے تعلق سے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی کی یہاں تک کہ تمام قبائل قریش نے متفقہ طور پر تحریری معاہدہ لکھا (یہ ہجرت نبوی سے ۶ سال قبل کا واقعہ ہے) کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بنی ہاشم اور ان کے تمام حامیوں سے یکلخت تمام تعلقات قطع کر دیئے جائیں کہ نہ کوئی شخص بنی ہاشم سے نکاح کرے نہ ان سے میل جول رکھے نہ ان کے ساتھ خرید وفروخت کرے جب تک کہ بنو ہاشم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ ابو طالب نے مجبور ہو کر ایک گھاٹی میں پناہ لی اور بنو ہاشم اور بنو مطلب مومن اور کافر سب نے آپ کا ساتھ دیا۔ مسلمانوں نے دین کی وجہ سے اور کافروں نے خاندانی اور نسبی تعلق کی وجہ سے لیکن بنو ہاشم میں سے ابولہب قریش مکہ کا شریک رہا۔ اور محصور ہونے والوں نے اس گھاٹی میں جس کا نام شعب ابی طالب ہوا تین سال مسلسل سخت تکالیف کے ساتھ گزارے اور انتہائی فقر وفاقہ سے بسر کئے حتیٰ کہ باہر کا اگر کوئی تجارتی قافلہ مکہ آتا تو ابولہب اٹھتا اور یہ اعلان کرتا پھرتا کہ کوئی تاجر اصحاب محمد کو کوئی چیز عام نرخوں پر نہ فروخت کرے بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ قیمت لے اور اس

طرح اگر کوئی نقصان یا خسارہ ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ باہر کا قافلہ آیا ہوا دیکھ کر صحابہ کچھ خریدنے کو آتے مگر نرخ کی گرانی کا یہ عالم دیکھ کر خالی ہاتھ واپس ہو جاتے۔ ہجرت سے تین سال قبل یعنی ۱۰ ہجری نبوی میں یہ ظالمانہ عہد نامہ ختم ہوا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم

اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا خلق عظیم فرمایا تھا۔ ایک طرف تو ابولہب اور اس کے گھرانے کی دشمنی اور عداوت کا حال اوپر ذکر ہوا۔ اب دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور کرم وعنایت کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ آپ کے بھتیجے ابولہب کے بیٹے کہاں ہیں۔ کہیں نظر نہیں پڑتے۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے جو فتح مکہ کے وقت تک کفر پر قائم تھے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کا یارسول اللہ بظاہر کہیں روپوش ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو ڈھونڈھ کر لاؤ۔ تلاش ہوئی اور کھوج لگانے پر یہ دونوں عرفات کے میدان میں چھپے ہوئے ملے۔ حضرت عباس دونوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے فرمایا میں نے اپنے چچا کے ان دونوں بیٹوں کو اپنے پروردگا سے مانگا تھا اللہ نے مجھ کو یہ دونوں عطا فرمائے۔ اللہ اکبر! ذرا غور تو کیجئے ابولہب کے گھرانے کی تکالیف کا جو آپ کو دی گئیں اور آپ کا دشمنوں سے یہ کرم وعنایت کا معاملہ۔

ام جمیل کی دشمنی وعداوت

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ابولہب کی بیوی ام جمیل کو خبر ہوئی کہ میرے اور میرے شوہر کے بارہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تو ایک پتھر لے کر آپ کو مارنے کے لئے چلی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ ام جمیل جس وقت وہاں پہنچی تو حق تعالیٰ نے اس کی آنکھ پر ایسا پردہ ڈالا کہ اس کو صرف حضرت ابوبکر نظر آتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی نہ دیتے تھے۔ ام جمیل نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ وہ میری مذمت اور ہجو کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر اس وقت ان کو پاتی تو اس پتھر سے مارتی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ام جمیل کو آپ کی طرف آتے دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ ام جمیل سامنے سے آرہی ہے۔ مجھے آپ کا ڈر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا انھا لن ترانی (وہ مجھے ہرگز نہ دیکھے گی) جب ام جمیل چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے جانے تک ایک فرشتہ مجھ کو چھپائے رہا۔ الغرض یہ داستان تو بہت طویل ہے۔

دشمنان رسول پاک کا انجام

اب ان دونوں یعنی ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا انجام ملاحظہ ہو۔ غزوۂ بدر جو رمضان المبارک ۲ ہجری میں واقع ہوا اور جس میں قریش مکہ کے بڑے بڑے کافر سردار اور متمول لوگ شریک تھے۔ سب ایک ایک کر کے قتل یا قید ہوئے مگر ابولہب اس جنگ میں اپنی جان کے خوف سے شریک نہ ہوا تھا اور اپنی بجائے جنگ میں کسی دوسرے کو بھیجا تھا۔ اس واقعہ بدر کے سات روز بعد ابولہب کے مکہ میں طاعون کا زہریلا دانہ نمودار ہوا۔ گھر والوں نے اس اندیشہ سے کہ اس کی بیماری ہم کو نہ لگ جائے اس کو الگ ڈال دیا اور وہیں مر گیا۔ اور تین روز تک لاش یونہی پڑی رہی کسی نے ہاتھ نہ لگایا۔ جب لاش سڑنے لگی تو اس وقت چند حبشی مزدوروں کو بلا کر ان سے لاش دبوائی

۔انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے دھکیل کر لاش کو اس گڑھے میں ڈال دیا اور مٹی اور پتھروں سے اس گڑھے کو بھر دیا۔ یہ تو دنیا میں ذلت ورسوائی اس کو نصیب ہوئی۔ اور آخرت کی رسوائی کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔

ابولہب کی بیوی کا حشر

اس کی بیوی ام جمیل جو خود جنگل جاتی اور کانٹے اکٹھا کر کے گٹھڑ بنا کر لاتی اور رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور مسجد حرام کے راستہ میں بچھا دیتی تا کہ وہ کانٹے آپ کو چبھیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ اس بد بخت کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ سر پر کانٹوں اور لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ راہ میں تھک گئی تو گٹھے کو پتھر سے ٹکا کر خود ستانے لگی۔ جب پھر چلنے کا ارادہ کیا تو اسی رسی کا جس سے گٹھڑ بندھا تھا پھندا گردن میں پڑ گیا اور گٹھا پیٹھ کی طرف جا لٹکا جس کے بوجھ سے وہ پھندا پھانسی بن گیا اور گلا ایسا گھٹا کہ یہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام

یہی ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا ذکر اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے اور جو الفاظ ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کئے تھے یعنی تبالک کہا تھا یعنی معاذ اللہ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ تو خود اسی کے الفاظ کو اس پر لوٹا دیا گیا اور اس کے حسرت ناک انجام کا اعلان بطور پیشین گوئی فرما دیا گیا۔

سورۃ اللھب کے خواص

ایسا درد جو بڑھتا ہی جا رہا ہو تو اس سے نجات کے لئے درد کی جگہ پر سورۃ اللھب لکھیں درد کم ہوتا ہوتا بالکل ختم ہو جائے گا۔

اگر لکھ کر درد کی جگہ باندھ دیا جائے تو کم ہو جائے اور انجام بعافیت ہو۔

اس سورۃ کو تانبے کے پترہ پر کندہ کرا کر دشمن کے باغ کے کنوئیں میں ڈالنا باغ کو برباد کرتا ہے باغ کی زمین میں دفن کرنا باغ کے پھلوں میں نقصان پیدا کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الاخلاص....تعارف وفضیلت

یہ سورۂ اخلاص ایک مختصر سی سورۃ ہے تھوڑے سے الفاظ ہیں مگر مطلب اور معنی کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔ اسے ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیسے انسانی جسم میں آنکھ کی پتلی جو اگر چہ بہت چھوٹی ہے لیکن اس کی بدولت سارا عالم روشن معلوم ہوتا ہے یہ نہ ہو تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس سورۃ میں توحید کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اسی سے سارا دین روشن ہے۔ اسی لئے اس سورۃ کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے کیونکہ توحید اور حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات پاک کے متعلق جو عقائد رکھنے چاہئیں اور جس کو ایمان کی بنیاد سمجھنا چاہئے وہ سب اس سورۃ میں مذکور ہیں۔

احادیث میں امام بخاریؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی جس نے یہ سورۃ پڑھی اس نے ثواب تہائی قرآن پڑھنے کا حاصل کیا اور تہائی کے برابر ہونے کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ مضامین قرآن تین قسم کے ہیں۔ ایک توحید وصفات باری تعالیٰ دوسرے بندوں کے اعمال وافعال کی کیفیت تیسرے قیامت وآخرت اور وہاں کے حالات تو ان تین مضامین میں سے اس سورۃ میں توحید وصفات باری تعالیٰ کا نہایت جامع ذکر ہے۔

حضرت ابودرداءؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تم ہر رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ سکتے

ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہر شب میں ایک تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کے ساتھ ایک صاحب کو کہیں بھیجا۔ یہ ساتھیوں کو ہمیشہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے نماز پڑھاتے رہے جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے حضورؐ سے اس کا ذکر کیا ارشاد فرمایا ان سے پوچھو ایسا کیوں کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ (سراسر) رحمٰن کے اوصاف ہیں اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں اور اس سورۃ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اطلاع دے دو کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے متعلق روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی تو برائی کرتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے تو اوصاف بیان کریں۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس میں حق تعالیٰ نے اپنی صفات بیان فرمائیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے اور اس کا زمانہ نزول مکی دور کا ابتدائی زمانہ لکھا ہے۔ اس طرح ترتیب قرآنی کے موافق اس سورۃ کا شمار ۱۱۲ ہے لیکن بحساب نزول اس کا شمار ۱۰ لکھا ہے یعنی ۹ سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ اور ۱۰۴ سورتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس سورۃ میں ۴ آیات ۱۷ کلمات اور ۴۹ حروف ہیں۔ اس سورۃ میں ہر طرح کے شرک یعنی بت پرستی، عیسائیت یہودیت مجوسیت وغیرہ سب کی تردید کر کے خالص توحید کا سبق دیا گیا ہے کہ اللہ ایک ہے وہ صمد ہے وہ اولاد، ماں باپ اور شریکوں سے پاک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

تہائی قرآن: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکٹھے ہو جاؤ کیونکہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا (آپ اندر تشریف لے گئے) اتنے میں جن حضرات نے اکٹھا ہونا تھا اکٹھے ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر سنائی پھر اندر تشریف لے گئے۔ پس ہم میں سے بعض، بعض سے کہنے لگے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ آسمان سے خبر آئی ہے جسکی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں پھر دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا۔ خوب سن لو کہ یہ سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم و ترمذی)

سورۃ الاخلاص کے خواص

۱...... سورۃ الاخلاص ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو اخلاص کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

۳...... جو آدمی قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اس قبرستان کے اموات کو کرے تو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۴...... اپنے دل میں اخلاص پیدا کرنے کے لئے سورۃ اخلاص کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا مفید ہے۔

صبح وشام پڑھے۔ شرک اور فساد اعتقاد سے محفوظ رہے۔
جو شخص ہمیشہ اس کو پڑھا کرے ہر قسم کی خیر حاصل ہو اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رہے اور جو بھوک میں پڑھے تو سیر ہو جائے اور جو پیاس میں پڑھے سیراب ہو جائے۔ دیگر اگر خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی انسان اور جن اور موذی جانور اس کے پاس نہ آئے۔
یہ مبارک سورۃ وہ ہے جس کے تین مرتبہ پڑھنے سے سارے قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے۔ اس کے دس بار پڑھنے سے ایک محل جنت میں تیار ہوتا اس سورۃ کا رات کو دو سو مرتبہ پڑھنے سے دو سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اس کا ہمیشہ پڑھنے والا ایمان پر مرتا ہے۔ الغرض اس کے ثواب لاانتہا ہیں۔ (طب روحانی)

سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے ۷۰ ہزار فرشتے جنازہ میں

معاویہ بن معاویہ لیثی انصاری کا انتقال مدینہ میں ہوا' حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لے کر مدینہ آئے' ان کے جنازہ کو لے کر تبوک روانہ ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے جنازہ کی نماز تبوک میں پڑھی اور جنازہ واپس مدینہ لایا گیا اور تدفین بقیع میں ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ اعزاز کیوں ملا؟ فرمایا کہ کثرت سے سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اس لئے یہ اعزاز ملا ہے۔ (بکھرے موتی)

سورۃ الاخلاص کے آٹھ نام

اس سورہ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت شان اور مقام رفیع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔
۱۔ سورہ توحید۔ کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
۲۔ سورہ نجات: اس کے ذریعہ انسان کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے' نیز عذاب جہنم سے بھی رستگاری کا ذریعہ ہے۔
۳۔ سورہ مقشقشہ۔ قشقشہ کہتے ہیں بیماری سے شفایاب ہو جانا' اس سورت کے ذریعہ کیونکہ کفر و شرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے' اسی لئے اسے مقشقشہ کہا گیا۔
۴۔ سورۃ الاساس۔ کیونکہ ایمان و عمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے' اس کے بغیر اعلیٰ سے اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے۔
۵۔ سورۃ المانعہ۔ یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچالیتی ہے۔
۶۔ سورہ النور۔ اسکی ضیاء پاشیوں سے مومن کے دونوں جہاں روشن ہو جاتے ہیں' اسکے ذہن اور اسکے دل دونوں میں اجالا ہو جاتا ہے۔
۷۔ سورۃ الامان: اس سورت پر ایمان رکھنے والے کو خداوند ذوالجلال کے قہر و غضب سے امان مل جاتی ہے۔
۸۔ سورۃ الاخلاص: اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون پوری فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کیلئے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین و مطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔ (ضیاء القرآن)

بارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے سے جنت میں ۱۲ محل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک مرتبہ "قل

هو الله احد" کو پڑھا تو اس کی ذات میں برکت دے دی گئی اور جو دو مرتبہ پڑھے تو اس کے اور اس کے گھر والوں میں برکت دے دی گئی اور جو اس کو تین مرتبہ پڑھے تو اس میں اور اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں میں برکت دے دی گئی اور جو اس کو بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں بارہ محل بنائیں گے اور جو اس کو بیس مرتبہ پڑھے تو وہ نبیوں کے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح شہادت کی اور درمیانی انگلی ملی ہوئی ہے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو آپس میں ملا دیا اور جو شخص اس کو سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان کے پچیس سال کے گناہ بخش دے گا سوائے قرض اور (ناحق) قتل کے اور جو شخص ان کو دو سو مرتبہ پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص اس کو چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کیلئے چار سو ایسے شہیدوں کے برابر اجر ہے جنہوں نے اپنے گھوڑوں کے پیروں کو کاٹ دیا ہو اور خون بہا دیا ہو اور جو شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے یا اس کو دکھا نہ دیا جائے۔ (فضائل قل ھو اللہ احد)

تعارف سورۃ الفلق و سورۃ الناس

ایک یہودی اور اس کی بیٹیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنی میں سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہوگئی۔ آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس پر جبرئیل امین یہ دونوں سورتیں لے کر حاضر ہوئے جن میں ایک کی پانچ آیتیں اور ایک کی چھ آیتیں۔ مجموعہ گیارہ آیتیں ہیں اور آپ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی معلوم کرا دیا گیا چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سحر کیا گیا تھا۔ اور اس میں ایک تانت کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھلتی گئی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل شفا ہو گئی۔

اس مذکورہ واقعہ کی وجہ سے بعض مفسرین نے ان دونوں سورتوں کو مدنی کہا ہے۔ مگر بعض مفسرین نے ان سورتوں کو مکی بتلایا ہے اور ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں ان کو شمار فرمایا ہے۔ اور اس اختلاف کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابتداءً نزول تو ان سورتوں کا مکہ معظمہ ہی میں ہوا ہو لیکن اس خاص موقع پر جو اوپر ذکر ہوا یعنی دفع سحر کے لئے بطور علاج حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ سورتیں پڑھی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ورد کی تلقین بحکم خداوندی فرمائی ہو۔ اور مفسرین کے نزدیک ایک سوال کے جواب میں یا کسی خاص موقع اور احوال میں کسی آیت یا سورۃ کا پڑھ دینا بھی نازل ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس طرح بعض مفسرین نے ان کو مدنی سورۃ قرار دیا ہے۔ الغرض جن مفسرین نے ان سورتوں کو مکی کہا ہے اس لحاظ سے یہ سورۂ فلق اگرچہ ترتیب میں اس کا شمار ۱۱۳ ہے مگر بحساب نزول اس کا شمار ۲ لکھا ہے۔ اس سورۃ میں ۵ آیات ۲۳ کلمات اور ۷۳ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں۔

سورۃ الفلق کے خواص

۱..... رزق کی آسانی کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھنا مفید ہے۔

۲..... مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

سورۃ الناس کے خواص

۱..... جو آدمی سورۃ الناس کی تلاوت کو اپنا معمول بنائے وہ امن وسلامتی میں رہے گا۔

۲..... جس آدمی کو یا جانور وغیرہ کو نظر بد کا اثر ہو تو سورۃ الناس پڑھ کر اس پر دم کریں اللہ کے فضل سے درست ہو جائے گا۔

۳...... مریض پر سورۂ ناس کا دم کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔
۴...... جو آدمی نزع کے عالم میں ہو اس پر سورۂ ناس پڑھنے سے اس کی موت آسان ہو جاتی ہے۔
۵...... جنوں اور انسانوں کے شر سے اور وہم و وسواس سے محفوظ رہنے کے لئے سوتے وقت سورۂ ناس پڑھ کر سوئے۔
۶...... بچوں کو جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔
۷...... جس آدمی کو بادشاہ یا افسر وغیرہ کے ظلم کا خوف ہو وہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہو جائے گا اور یہ امن وامان میں رہے گا۔

ان دونوں سورتوں کا سحر، نظر بد اور تمام آفات جسمانی و روحانی کے دور کرنے میں تاثیر عظیم ہے اور حقیقت کو سمجھا جائے تو انسان کو اس کی ضرورت اپنے سانس اور کھانے پینے اور لباس سب چیزوں سے زیادہ ہے۔ اس کا واقعہ مسند احمد میں اس طرح ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا جس کے اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا ہے اور جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آدمی بھیجے اور جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک گرہ کھولتے رہے۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بیماری پیش آتی تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ (مظہری جلد ۱۰، صفحہ ۳۷۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا۔ اور یہ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور **قل یایها الکفرون، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس** پڑھتے جاتے تھے۔ (مظہری جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۵)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبیر! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سفر میں نکلو تو اپنے سب ساتھیوں سے بڑھ کر اچھے حال میں رہو اور سب سے زیادہ تمہارے پاس زادِ راہ رہے۔ حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں ضرور یہ چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ پانچ سورتیں سفر میں پڑھا کرو **قل یا ایها الکفرون اذا جآء نصر اللہ قل هو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس** ہر سورت **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے شروع کیا کرو اور اسی پر ختم کیا کرو۔ (اسی طرح بسم اللہ چھ مرتبہ ہو جائے گی)

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں زیادہ غنی اور زیادہ مالدار تھا، جب سفر میں نکلتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ بدحال ہو جاتا تھا اور میرا زادِ راہ بھی سب سے کم ہو جاتا تھا۔ جب سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں ان سورتوں کے پڑھنے کا علم حاصل کیا ہے، برابر ان کو سفر میں پڑھتا ہوں اور سفر سے واپس آنے تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ اچھے حال میں

رہتا ہوں اور میرا زادِ راہ بھی سب سے زیادہ رہتا ہے۔(مسند ابی یعلیٰ الموصلی جلد ۶ صفحہ ۴۵۸)

بچوں کو جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔

جس آدمی کو بادشاہ یا افسر وغیرہ کے ظلم کا خوف ہو وہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہو جائے گا اور یہ امن و امان میں رہے گا۔

جادو کی کاٹ کیلئے معوذتین کا عمل

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلا دیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلا دیں اور یہ دعا چالیس روز تک روزمرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کریں۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِی دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ

سورۃ الفلق رزق کی آسانی کے لئے روزانہ پڑھنا مفید ہے۔

مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

حضرت وہبؓ فرماتے ہیں کہ بیری کے سات پتے لے کر سل بٹے پر کوٹ لئے جائیں اور پانی ملا لیا جائے پھر آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کر دیا جائے اور جس پر جادو کیا گیا ہے اسے تین گھونٹ پلا دیا جائے اور باقی پانی سے غسل کر دیا جائے ان شاء اللہ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ یہ عمل خصوصیت سے اس شخص کیلئے بہت اچھا ہے جو اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو جادو کو دور کرنے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کیلئے سب سے اعلیٰ چیز ''قل اعوذ برب الناس'' اور ''قل اعوذ برب الفلق'' کی سورتیں ہیں' حدیث میں ہے کہ ان جیسا کوئی تعویذ نہیں' اسی طرح آیت الکرسی بھی شیطان کو دفع کرنے میں اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

معوذتین.... ہر شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کی رات اور سخت اندھیرے میں تلاش کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پا گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بار: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور تین بار: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور تین مرتبہ: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح شام پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے ہر شر سے کافی ہو جائیگا۔(مشکوٰۃ شریف)

یہ وظیفہ ہر شر سے بچانے کے لئے کافی ہے یعنی نفس و شیطان اور جنات و آسیب، جادو، حاسد و دشمنوں کے ہر شر اور بری نظر کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ ہے، نیز یہ وظیفہ ہر وظیفہ کی طرف سے بھی کافی ہے۔

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ النباء

۱۔۔۔۔۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو سورۃ النباء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ٹھنڈا مشروب پلائیں گے۔

۲۔۔۔۔۔سورۃ النباء کی تلاوت کا معمول رکھنے سے آدمی چوری کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔۔۔۔۔جہاں کسی بھی موذی کی ایذا کا خطرہ ہو وہاں سورۃ النباء کی تلاوت کرنے سے آدمی موذی کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

سورۃ النازعات

۱۔۔۔۔۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورۃ النازعات پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا اس حال میں کہ اس کا چہرہ مسکراتا ہوگا۔

۲۔۔۔۔۔اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو اور وہ دشمن کے سامنے اس سورۃ کو پڑھ کر اس پر دم کر دے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ عبس

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ عبس پڑھتا رہے تو وہ قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

سورۃ التکویر

۱۔۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ التکویر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھیں گے۔

۲۔۔۔۔۔جو آدمی بارش برستے وقت سورۃ التکویر پڑھ کر دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۳۔۔۔۔۔جو آدمی عرق گلاب پر سورۃ التکویر پڑھے اور اس عرق کو اپنی آنکھوں پر لگائے تو اس کی نظر تیز ہوگی اور آنکھوں کی صحت برقرار رہے گی۔

۴۔۔۔۔۔ایسا گھر جس میں جادو کیا گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ جادو کی چیزیں کہاں دفن ہیں تو اس گھر میں سورۃ التکویر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ جگہ ذہن میں ڈال دیں گے اور وہ اثر ختم ہو جائے گا۔

سورۃ الانفطار

۱......قیدی اگر اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے تو اسے قید سے رہائی مل جائے گی۔
۲......اگر کسی کو بخار ہو تو وہ پانی پر اس آیت کو پڑھ کر دم کرے اور اسی پانی سے غسل کر لے تو بخار جاتا رہے گا۔
اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ
اگر دشمن کو خوف زدہ کر کے بھگانا ہو تو مینڈھے کے چمڑے کا ایک ٹکڑا لے اور ایک ٹکڑا بوڑھی عورت کے کپڑے سے لے اور اس چمڑے اور کپڑے پر سو مرتبہ پڑھے اور ساتھ ہی ہر دفعہ دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لے۔
پھر چمڑے کو دشمن کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دفن کرے اور کپڑے کو اس کے دروازے کے اوپر دفن کرے تو دشمن اس کا مقابلہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

سورۃ المطففین

۱......جو آدمی اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب رحیق مختوم پلائیں گے۔
۲......اگر کسی سٹور کی ہوئی چیز کی حفاظت مقصود ہو تو اس سورۃ کو پڑھ کر اس چیز پر دم کر دیں' ان شاء اللہ آپ کا مال محفوظ رہے گا۔
فائدہ: لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوری کے لئے غلہ اور دیگر اشیائے ضرورت کا سٹاک کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوگا جو کام شرعاً ممنوع ہے اس کی حفاظت کے لئے شرعی چیزوں کا سہارا لینا الٹا گناہ ہے۔

سورۃ الانشقاق

۱......جس عورت کو بچہ نہ ہوتا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائی جائے تو اس کے بچے ہونے لگیں گے۔
۲......جس آدمی کو زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہو اور شدید درد ہو تو اس پر سورۃ الانشقاق پڑھ کر دم کریں۔
۳......اس سورۃ کو لکھ کر گھر میں رکھنے سے کیڑے مکوڑوں اور دیگر حشرات الارض سے حفاظت رہے گی۔

سورۃ البروج

۱......جس بچہ کا دودھ چھڑانا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائیں۔ وہ بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔
۲......رات کو بستر پر جا کر اس سورۃ کو پڑھ کر سوئیں تو رات بھر ہر قسم کی آفت سے حفاظت رہے گی۔
وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ
مسافر سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے گھر کے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ آیات پڑھ لے تو وہ خود اور اس کا ساز و سامان سب محفوظ رہے گا۔

سورۃ الطارق

۱...... پینے والی دوائیوں پر اگر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر لیا جائے گا تو ان کی (جزوی) مضرتوں سے حفاظت ہو جائے گی۔
۲......اگر کسی آدمی کو احتلام کی بیماری ہو تو وہ سونے سے پہلے اس سورۃ کو پڑھ لے، ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔

سورۃ الاعلیٰ

۱......جس آدمی کو بواسیر کا مرض ہو وہ اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے، ان شاء اللہ صحت یاب ہو جائے گا۔
۲......جمعہ کے دن اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں لٹکانے سے آدمی ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔
۳......حاملہ عورت کے پہلو پر پہلے مہینہ میں یہ سورۃ لکھی جائے تو اس حمل سے جو بچہ ہوگا۔ وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔
سورۃ الغاشیۃ:۔ اگر کھانے کی کسی چیز سے کسی تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس چیز پر پہلے سورۃ الغاشیۃ پڑھ لیں پھر کھائیں تو اس چیز کے کھانے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔
سورۃ البلد:۔ ۱......بچہ جب پیدا ہو تو فوراً اس پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ بچہ ہر قسم کی مضرت رساں مخلوقات سے محفوظ ہو جائیگا۔
۲......وہ لوگ جو مالی مشکلات کا شکار ہوں اور اپنی گزران میں تنگ ہوں تو ان کے لیے یہ سورۃ کسی خزانہ سے کم نہیں ہے، صبح کی نماز سے پہلے اور بعد میں اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں، ان شاء اللہ کبھی ان کی جیب پیسوں سے خالی نہ ہوگی۔
سورۃ الشمس:۔ ۱......جو آدمی کثرت کے ساتھ اس سورۃ کی قرات کرے تو وہ ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوگا۔
۲......جو آدمی سورۃ الشمس سے دم کیا ہوا یا سورۃ الشمس لکھ کر اسے پانی سے دھو کر وہ پانی پیئے تو اگر اس پر گھبراہٹ اور خوف ہو تو وہ جاتا رہے گا۔
۳......اگر دشمن کا گھر ویران کرنا مقصود ہو تو ایک ایسی ٹھیکری پر سورۃ الشمس لکھے جسے غیر شادی شدہ آدمی نے بنایا ہو، پھر اس ٹھیکری کو کوٹ لے اور دشمن کے مکان میں بکھیر دے۔
سورۃ اللیل:۔ ۱......اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جائے تو اس سورۃ کو اس کان میں پڑھنے سے مرگی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔
۲......اگر کسی کو بخار ہو تو سورۃ اللیل پانی پر دم کر کے اس پانی کو پی لے، یا اسے لکھ کر اور پانی میں دھو کر پی لے۔ ان شاء اللہ بخار اتر جائیگا۔
سورۃ الضحیٰ:۔ ۱......اگر کوئی آدمی گم ہو جائے تو اسکا نام سامنے رکھ کر اس پر سورۃ الضحیٰ پڑھے۔ ان شاء اللہ بہت جلد واپس آجائے گا۔
۲......اگر کوئی چیز بھول گئی تو اس کا خیال رکھ کر اس سورۃ کو پڑھنے سے یاد آجائے گی۔
سورۃ الانشرح:۔ ۱......اگر کسی کا دل تنگی اور گھٹن میں ہو تو اس کے سینہ پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی۔
۲......اگر کسی کے دل میں درد ہو تو بھی اس آدمی کے سینہ پر دل کی جانب میں یہ سورۃ پڑھ کر دم کرنے سے راحت ہو جائے گی۔
۳......اگر کسی کو پتھری ہو یا مثانے میں کوئی اور تکلیف ہو تو یہ سورۃ پانی پر دم کر کے وہ پانی پیئے یا کاغذ میں لکھے اور پانی میں دھو لے اور پھر وہ پانی پی جائے۔
سورۃ التین:۔ ۱......اگر مسافر سفر میں کوئی خطرہ محسوس کرتا ہو تو اپنے ساتھ سورۃ التین رکھے۔ سفر سے واپس لوٹنے تک وہ ہر قسم کے امن میں رہے گا۔ ۲......کھیتی اور باغ کے پھل پھول میں برکت اور حفاظت مطلوب ہو تو سفید شیشہ کے پاک برتن میں سورۃ التین لکھے اور اسے بارش کے پانی سے دھو کر کھیتی اور باغ میں چھڑکے، ان شاء اللہ کھیتی اور باغ خوب پھلے پھولے گا اور ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔
سورۃ القدر:۔ ۱......نظر کی تیزی، آنکھوں میں نور اور دل میں یقین کی پختگی کے لئے اس سورۃ کو لکھے اور پانی سے دھو لے، پھر وہی پانی پیئے۔
سورۃ البینۃ ۱......اگر کسی کو یرقان کا مرض ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے۔ ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔
۲......اگر کسی کا جسم پورا متورم ہو جائے یا کوئی ایک حصہ پر ورم ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے، ان شاء اللہ ورم اتر جائے گی۔

سورۃ الزلزال:۔ا...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو اس سورۃ کو اپنی نماز میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کے خزانوں کو کھول دیں گے۔

۲...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی اپنی نمازوں میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر خوف سے امن عطا فرمائیں گے۔

سورۃ العادیات:۔ا...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ ہر خوف سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس کے لئے رزق آسان ہو جائیگا۔

سورۃ القارعۃ:۔ا...... جس آدمی کا روزگار تنگی کا شکار ہو تو وہ سورۃ القارعہ کو لکھ کر گلے میں پہنے، رزق فراخ ہو جائے گا۔

۲...... جو آدمی روزانہ سورۃ القارعہ کی قرأت کا معمول رکھے وہ امن میں رہے گا۔

سورۃ التکاثر:۔ا...... اگر کسی آدمی کو سر درد ہو، یا آدھے سر میں درد ہوتا ہو تو اس پر عصر کی نماز کے بعد یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ درد ختم ہو جائیگا۔

۲...... جو آدمی بارش کا پانی اس سورۃ کو پڑھتے ہوئے جمع کرے اور پھر اس پانی کو کسی مشروب میں ملا لے تو اس مشروب کی افادیت اور نفع بہت بڑھ جائیگا۔ ۳...... جو آدمی روزانہ اس سورۃ کی تلاوت کا معمول رکھے وہ خوشحال ہو جائے گا۔

سورۃ العصر:۔ا...... جسے بخار ہو اس پر سورۃ العصر پڑھ کر دم کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جائے گا۔

۲...... چار ٹکڑوں میں سے ہر ایک پر سورۃ العصر لکھ کر جس مکان کے چاروں کونوں میں لٹکا دیا جائے تو وہ مکان چاروں طرف سے آنے والی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الھمزہ:۔ مالی پریشانی اور رزق کی تنگی کے شکار لوگ اگر روزانہ نفل نماز پڑھ کر اس کے بعد سورۃ الھمزہ کا معمول رکھیں تو ان کی یہ پریشانی دور ہو جائیگی۔

سورۃ الفیل:۔ا...... جنگی حالات میں دشمن سے جنگ کے دوران اگر سورۃ الفیل کی تلاوت کی جائے تو دشمن شکست کھا جائے گا۔

۲...... اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو تو اس کے سامنے آتے ہی اس پر سورۃ الفیل پڑھ دے تو اس کا دشمن ناکام و رسوا ہوگا۔

سورۃ قریش:۔ا...... کھانے کے بارے میں اسکی کمی کا خوف ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کر دیں۔ انشاء اللہ کھانا کم نہیں ہوگا۔ (شادیوں وغیرہ کے اجتماعات کے موقع پر اس طرح کا اندیشہ ہوتا ہے)

۲...... اگر کسی کے گردوں میں درد ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کیا جائے یا کھانے پر دم کر کے وہ کھانا اسے کھلایا جائے۔

سورۃ الماعون:۔ا...... جو آدمی کسی برتن پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر دے وہ برتن ٹوٹنے سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی (صبح کو) کسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کی تلاوت کو روزانہ کا معمول بنالے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

سورۃ الکوثر:۔ا...... خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمعہ کی رات کو سونے سے پہلے باوضو ہو کر سورۃ

الکوثر کو سو دفعہ پڑھے اور سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھے اور باوضو ہی سو جائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

۲......جو آدمی سورۃ الکوثر کو لکھ کر اپنے گلے میں باندھے تو وہ امن میں رہے گا۔

سورۃ الکافرون:۔ا......جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں سورۃ الکافرون کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہیگا۔

سورۃ النصر:۔ا......جنگ میں دشمن کیخلاف فتح حاصل کرنے کیلئے اپنے کسی ہتھیار پر سورۃ النصر کو نقش کرلیا جائے تو فتح حاصل ہوگی۔

۲......جو لوگ جال کے ساتھ مچھلی کا شکار کرتے ہوں اگر وہ کسی دھات پر سورۃ النصر نقش کر کے اس دھات کی ٹکڑی کو اپنے جال میں باندھ لیں تو جب جال کو شکار کے لئے پانی میں ڈالیں گے اس میں فوج درفوج مچھلیاں پھنسیں گی۔

سورۃ اللھب:۔ایسا درد جو بڑھتا ہی جارہا ہو تو اس سے نجات کیلئے درد کی جگہ پر سورۃ اللھب لکھیں درد کم ہوتا ہوتا بالکل ختم ہو جاۓ گا۔

سورۃ الاخلاص:۔ا......سورۃ الاخلاص ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲......جو آدمی اس سورۃ کو اخلاص کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

۳......جو آدمی قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اس قبرستان کی اموات کو کرے تو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۴......اپنے دل میں اخلاص پیدا کرنے کے لئے سورۃ اخلاص کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا مفید ہے۔

سورۃ الفلق:۔ا......رزق کی آسانی کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھنا مفید ہے۔

۲......مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

سورۃ الناس:۔ا......جو آدمی سورۃ الناس کی تلاوت کو اپنا معمول بنائے وہ امن وسلامتی میں رہے گا۔

۲......جس آدمی کو یا جانور وغیرہ کو نظر بد کا اثر ہو تو سورۃ الناس پڑھ کر اس پر دم کریں اللہ کے فضل سے درست ہو جائے گا۔

۳......مریض پر سورۂ ناس کا دم کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

۴......جو آدمی نزع کے عالم میں ہو اس پر سورۂ ناس پڑھنے سے اس کی موت آسان ہو جاتی ہے۔

۵......جنوں اور انسانوں کے شر سے اور وہم و وسواس سے محفوظ رہنے کے لئے سوتے وقت سورۂ ناس پڑھ کر سوئے۔

۶......بچوں کو جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔

۷......جس آدمی کو بادشاہ یا افسر وغیرہ کے ظلم کا خوف ہو وہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہو جائے گا اور یہ امن وامان میں رہے گا۔(الدر النظیم)

مآخذ فوائد القرآن

ترجمہ و خواص... ازتفسیر میرٹھی (مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ)

تفاسیر...

ازگلدستہ تفاسیر... تسہیل بیان القرآن... درس قرآن... توضیح القرآن

مسائل... ازمعارف القرآن مفتی اعظم رحمہ اللہ

واقعات و کیفیات...

ازفضائل اعمال... تحفہ حفاظ... قرآن اور سائنسی انکشافات... ناقابل یقین سچے واقعات... واقعات کی دنیا... اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی... محبت الٰہی کے راستے... قرآن کے بکھرے موتی وغیرہ....

خواص و عملیات...

ازاعمال قرآنی...... (حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

الدررالنظیم ...... (ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ)

طب روحانی...

(ازمولانا محمد ابراہیم دہلوی خلف مولانا محمد حسین حنفی شاذلی دہلوی رحمہ اللہ)